No. 9.

THE

HISTORY OF INDIA:

THE

Hindu and Mahometan Periods

BY THE

HON. MOUNTSTUART ELPHINSTONE.

TRANSLATED AND PUBLISHED INTO URDU

BY

THE SCIENTIFIC SOCIETY.

تاریخ ہندوستان

ہندوؤں اور مسلمانوں کے عہد کی ابتدا سے

سنہ ۱۷۶۱ء مطابق سنہ ۱۱۷۵ ہجری تک

مؤلفہ

آنریبل ماؤنٹ اسٹوارٹ الفنسٹن صاحب بہادر

سابق گورنر بمبئی

معہ

تتموں اور حواشی اور نقشہ ہندوستان کے

جس کو

سائنٹفک سوسائٹی علیگڈھ نے ترجمہ کر کے

مشتہر کیا

ALLYGURH:

PRINTED AT THE SOCIETY'S PRESS.

1867

No. 9.

THE

HISTORY OF INDIA.

THE

Hindu and Mahomedan Periods.

BY THE

HON. MOUNTSTUART ELPHINSTONE.

TRANSLATED AND PUBLISHED INTO URDU

BY

THE SCIENTIFIC SOCIETY.

تاریخ ہندوستان

ہندوؤں اور مسلمانوں کی عہد کي ابتدا سے

سنه ۱۷۶۱ع مطابق سنه ۱۱۷۵ هجري تک

مؤلفه

انریبل مونٹ اسٹورٹ الفنسٹن صاحب بہادر

سابق گورنر بمبئي

معه

تتموں اور حواشي اور نقشه ہندوستان کے

جسکو

سیٹن ٹیفک سوسئیٹي علیگڈه نے ترجمه کرکر

مشتہر کیا

ALLYGURH:

PRINTED BY THE SECRETARY SYUD AHMUD'S PRIVATE PRESS,

1866.

DEDICATED

TO

HIS GRACE THE DUKE OF ARGYLL

BY

THE SCIENTIFIC SOCIETY.

اس کتاب کو

بنام نامی

جناب هز گریس ڈیوک آف آرگائل

کے

سائنٹفک سوسائٹی نے معنون کیا

فہرست

مضامین جلد اول تاریخ ہندوستان جسمیں صرف ہندوؤں کا بیان ہی

مضمون ... صفحہ

دوسرا باب

تیسرا باب

چوتها باب

مضمون | صفحہ

تیسرا باب

مضمون — صفحه

چوتھا باب

پانچواں باب

مضمون | صفحه

تیسرا حصہ

پہلا باب

صفحہ　　　　مضمون

چھٹا باب

ساتواں باب

آٹھواں باب

نواں باب

دسواں باب

مضمون — صفحه

چوتھا حصه

پہلا باب

دوسرا باب

مضمون ... صفحه

چاروں حصوں مرقوم الصدر کے تتمے ٣٢٣

پهلا تتمه منو اور بيدوں کے زمانه کے باب میں

دوسرا تتمه

تيسرا تتمه

چوتھا تتمہ

پانچواں تتمہ

تاریخ هندوستان

دیباچه

هندوستان کي حدیں اور اُسکي لنبائي چوڑائي

هندوستان کا ملک کوه همالیه اور دریاے اٹک (جسکو انڈس اور اباسین بهي کهتے هیں) اور سمندر سے گهرا † هوا هی اُسکي لنبائي کشمیر سے راس ‡ کماري تک ۱۹۰۰ میل هی اور اُسکي چوڑائي دریاے انڈس کے دهانه * سے اُن پهاڑوں تک جو برهمپتر دریا کے مشرق میں هیں ۱۵۰۰ میل سے زیاده هی *

|| قدرتي تقسیم هندوستان کي

بندهیاچل پهاڑ کا § سلسله تیئسویں اور پچیسویں درجه کے خط

---

† یعني اسکي شمال اور مشرق میں کوه همالیه اور مغرب میں دریاے انڈس اور جنوب میں سمندر هی

‡ راس کماري کرناٹک کے ملک میں سمندر کے کناره پر جو زمین کا سرا نکلا هوا هی اُسکا یهه نام هی اور انگریزي میں اُسکو کیپ کامرن کهتے هیں *

* انڈس کے دهانے کرانچي بندر کے قریب سمندر میں گرتے هیں پس هندوستان کي چوڑائي کرانچي سے گني چاهیئے اور برهم پتر دریا کے مشرق میں جو پهاڑ هیں اُنکے کنارے پر سیدیا شهر هی اسلیئے وهاں تک هندوستان کے چوڑائي کي انتها سمجهني چاهیئے اور یوں کهنا چاهیئے که هندوستان کي چوڑائي کرانچي سے سیدیا تک ۱۵۰۰ میل هی

|| کسي ملک کي زمین کے حصے جو بسبب دریاؤں یا پهاڑوں کے از خود جدا جدا هو جاتے هیں اُسکو قدرتي تقسیم کهتے هیں

§ بندهیاچل کا پهاڑ مغرب سے مشرق کو چلا گیا هی اور اسکي جڑ میں دریاے نربدا بهتا هی

سیدھي سیں واقع هی اور اُسکے سبب هندوستان کے دو حصے هوتا هوا
گجرات کے شمالي مغربي جنگل سے گنگا کے کنارہ تک از خود هوگئي
هیں اُنمیں سے جو حصه شمال کو هی اُسی هندوستان کہتے هیں اور جو
حصه جنوب کو هی اُسی دکھن †† بولتے هیں *

شمالي هندوستان کے حصے

هندوستان اُن ضلعوں سے جنمیں گنگا بہتي هی اور جنمیں دریا
انڈس گذرتا هی اور اُسکے قریب کے ریگستان سے اور اُس بلند حصه سے
جسکو وسط هند کہتے هیں مرکب هی دریاے انڈس کے قریب کا حصه
جسکو پنجاب کہتے هیں دریاے جہلم کے مشرق تک نہایت زر خیز اور
دلکشا هی اور جہلم کے مغرب میں ناهموار هی اور جہاں پانچوں دریا
پنجاب کے ملتے هیں وہاں سے ریتلا هی اور اِن پانچوں دریاؤں کي
ایک دھار هوکر پہاڑوں میں اور بیابان کے بیچ کے میدان میں بہتي هی
اور اُسکے پاني سے جسقدر زمین سیراب هوتي هی اُسقدر حصه اُس
میدان کا بار آور هی اور جب یہه دھار جو دریاے سندھ کہلاتي هی بہتر
سمندر کے پاس پہنچتي هی تو اُسکي کئي دھاریں هوجاتي هیں اور اُن
دھاروں سے ایک وسیع قطعه زمین کا مثلث کي صورت بن جاتا هی

†† اس تقسیم کے بموجب دریاے نربدا دکھن میں واقع هوتا هی مگر مغلیه
خاندان کے بادشاهوں نے ان دونوں بڑے حصوں کي حد فاصل بجاے بندھیاچل کے
دریاے نربدا کو ٹھہرایا تھا مگر حقیقت یہه هی که بندھیاچل پہاڑ سے قوموں کا تفاوت
شروع هوتا هی سو جونز صاحب اور میجر رینل صاحب نے بہت ٹھیک بات کہي هی که
ایشیا کے دریاؤں کے دونوں کناروں پر ایک هي قوم کے لوگ آباد هوتے هیں یورپ میں
بھي ایسا هي حال هی چنانچه دریاے رائین اور دریاے پو کے دونوں کناروں پر ایک
هي ایک قوم کے لوگ اسطرح آباد هیں جسطرح گنگا اور دریاے نیل کے کناروں پر آباد
هیں ملک کي مصنوعي تقسیم یعني جسکو کوئي شخص قایم کرے تو اُس تقسیم کے
لیئے تو دریاؤں کا حد فاصل ٹھہرانا بہت ٹھیک اور نہایت آرامدہ هوتا هی اور امد و
رفت کا بھي هارج نہیں هوتا لیکن قوموں کی پیدایشي فرق اور تفاوت کا باعث
پہاڑوں کا سلسله هوتا هی

جو نہایت زر خیز هی مگر اُسپر جیسے کہ چاهئیے کاشت نہیں کیجاتی یہ تمام ضلعے جنمیں گنگا بہتی هی باوجود اِس بات کے کہ جن ندیوں سے وہ ضلعے سیراب هوتے هیں اُن ندیوں کا مخرج پہاڑی ضلعوں میں هی اور اُنکے درمیانی ضلعوں کی زمین بڑی بھلی بھی هی از بس وسیع اور نہایت زر خیز اور بار آور هیں یہی خطہ اُن لوگوں کی بودوباش کا مقام تھا جو هندوستان کی تاریخ میں اول درجہ رکھتے هیں اور هندوستان کے اور حصوں کے باشندوں سے اِسی حصہ کے لوگ تربیت میں اب بھی سبقت رکھتے هیں اربلی پربت نامی ایک سلسلہ پہاڑ کا جو بندهیا چل کے مغربی سرے بذریعہ اپنی چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے گجرات کے حد پر ملتا هی اور اجمیر سے آگے تک دهلی کیطرف کو پھیلا هوا هی مغربی ریگستان اور وسط هند کے بیچ میں حد فاصل هی اور اِس مغربی ریگستان کو ایک نشیب کی زمین کہنا زیادہ صحیح هی کیونکہ اُسمیں سے جنوب و مشرق کیطرف کو چودهپور زر خیز ملک هی اور بجز اِس ملک کے باقی تمام خطہ جو اربلی پربت اور دریاے سندہ کے بیچ میں ستلج سے جو اُسکی شمالی حد هی سمندر تک جو جنوبی حد هی ریگستان هی مگر کہیں کہیں کچھہ چھوٹے بڑے قطعے اچھی زمین کے بھی هیں جنمیں سب سے بڑا قطعہ زمین کا جیسلمیر کا ملک هی اور ایک چھوٹا سا ملک کچھ ریگستان اور سمندر کے درمیان میں هی جو ملک سندہ اور گجرات کے لیئے ایک قسم کا پل یعنی رهگذر هی *

وسط هند اِن چاروں قدرتی تقسیم کے حصوں میں سب سے چھوٹا هی اور زمین اُسکی بلند اور ناهموار هی جسکی بلندی کسی مقام پر سمندر کے سطحہ سے ۱۵۰۰ فیٹ اور کسی جگہہ سے ۲۵۰۰ فیٹ هی جسکے مغرب میں اربلی پربت اور جنوب میں بندهیاچل اور مشرق میں بندیلکھنڈ کی پہاڑیوں کا سلسلہ هی شمال و مشرق کیطرف اِس حصہ کی زمین ڈھلوان هوکر اُن ضلعوں کی زمین سے ملجاتی هی جنمیں گنگا بہتی

ہی اِس حصہ کي زمین ہرچند مختلف قسموں کي ہی لیکن زرخیز ہی •

دکھن کي تقسیم

بندھیاچل شمالي ہندوستان کي جنوبي حد ہی لیکن اُسکے سامنے دریاے نربدا کے نشیب کے بعد ایک سلسلہ پہار کا جسکو انجاندري یا ست پڑي کہتے ہیں واقع ہی دریاے تپتي کے میدان کي قدرتي قسمت میں اِسي پہار پر سے گذر کر پہنچتي ہیں یہي ایک چھوٹا حصہ نشیب میں ہي باقي تمام دکھن کي زمین بلند اور مثلث کي صورت پر ہی بلندي اُسکي وسط ہند کي برابر ہی اور سب طرف سے پہاڑوں سے گھرا ہوا ہی نہایت بڑے لنبے دو سلسلے پہاڑوں کے جو جنوب کیطرف کو جاتے ہیں جزیرہ نما کي صورت بناتے ہیں اور سمندر کے اور اِن دونوں سلسلوں کے بیچ میں پٹکے کي طرح ایک تنگ قطعہ کنارہ کنارہ واقع ہی اِن دونوں سلسلوں کو گھاٹي کہتے ہیں مغربي گھاٹي نہایت بڑي اور بلند ہی اور اُسکے دامن میں سمندر کیطرف کو جو خطہ زمین کا ہی وہ نہایت تنگ اور ازبس ناہموار ہی بلند زمین دکھن کي ہمواري اور بارآوري میں حد سے زیادہ مختلف ہی اِس ملک کے دو حصے ہیں جنکي کھلي ہوئي اور مستحکم حد فاصل دریاے وارُدا ہی اپنے مخرج سے لیکر جو ستپوري میں ناگپور کے شمال و مغرب میں ہی اُس مقام تک جہاں وہ دریاے گوداوري میں گرتا ہی اور وہاں سے لیکر اُس مقام تک جہاں گوداوري سمت سمندر میں گرتا ہی اِن دریاؤں کے شمال و مشرق میں ایک بڑا وسیع جنگل ہی جسمیں کہیں کہیں کچھہ کچھہ آبادي ہی اور بعض جگھہ کسي کسي بڑے قطعہ زمین پر کاشت بھي ہوتي ہی اور اِن دریاؤں کے جنوب و مغرب میں جو ملک ہی اُسمیں اگرچہ مختلف قسموں کي زمین ہی مگر کثرت سے آباد اور زیرکاشت اور دلکشا ہی •

اہل ہند گجرات اور بنگالہ کو نہ ہندوستان شمالي میں شمار کرتے ہیں نہ دکھن میں داخل سمجھتے ہیں یہہ دونوں ملک باہم بہت

مختلف ہیں مگر ہندوستان شمالی کے اُس حصہ سے ملتی جلتی ہیں جو اُسکے قریب ہی *

اگرچہ مناسب طور سے اُس تمام ملک کو جو بندھیاچل کے جنوب میں واقع ہی دکھن سمجھنا چاہیئے مگر زمانہ حال کے رواج کے بموجب صرف اُسیقدر حصہ جو بندھیاچل سے دریاے کشنا تک ہی دکھن سمجھا جاتا ہی *

ہندوستان کی سطح اور آبادی کا بیان

† ہندوستان کے سطح پیمایش تخمیناً بارہ لاکھ ستاسی ہزار چار سو تراسی مربع میل ہی اور زمانہ حال میں تخمینا چودہ کروڑ

---

† ان تخمینوں کو بالکل صحیح نہیں کہہ سکتے ہملٹن صاحب نے اپنی کتاب بیان ہندوستان کی جلد اول صفحہ ۳۷ میں سطح پیمایش کے ۱۲۸۰۰۰۰ مربع میل قایم کیئے ہیں اور آبادی تخمینا ۱۳۴۰۰۰۰۰۰ لکھی ہی

مگر ضابطہ کی رپورٹ کے بموجب جو اموراب ہندوستان کے باب میں پارلیمنٹ کے ہوس آف کامنز میں پیش ہوئی اگر اُس رپورٹ کے خالی مقاموں کو پورا کیا جاوے تو کل سطح ۱۲۸۷۳۸۳ میل مربع ہوجاوے اور آبادی ۱۳۴۲۲۰۰۷۰۰ ہوتی ہی جسکی تفصیل یہہ ہی

	میل مربع		آبادی
بنگالہ کے نیچے کے ضلع	۱۰۳۸۰۲		۳۷۵۰۰۰۰۰
بنگالہ کے اوپر کے ضلعے	۹۹۵۱۰		۳۲۱۰۰۰۰۰
برار کے ضلعے جو اب بنگالہ میں شامل ہیں	۸۵۷۰۰	(۱)	۳۲۰۰۰۰۰
میزان کل بنگالہ کی	۳۰۹۰۱۲		۷۲۹۰۰۰۰۰
مندراس	۱۳۱۹۲۳		۱۳۵۰۰۰۰۰
بمبئی	۶۴۹۳۸	(۲)	۹۸۰۰۰۰۰
میزان کل ممالک مقبوضہ سرکار انگریزی	۵۱۱۸۷۳		۹۳۲۰۰۰۰۰
ہندوستانی ریاستیں جو سرکار انگریزی کے رفیق ہیں	۶۱۳۶۱۰	(۳)	۳۳۰۲۲۷۰۰
رنجیت سنگھ کی عملداری پنجاب	۶۰۰۰۰	(۴)	۳۵۰۰۰۰۰
سندھ	۱۰۰۰۰۰		۱۰۰۰۰۰۰
میزان کل ہندوستان کی	۱۲۸۷۳۸۳		۱۳۰۷۲۲۷۰۰

آدمیوں کي آبادي ہی ہندوؤں کے زمانہ کي ابتدا میں غالباً اس سے بہت کم تھي اور اُس زمانہ کے اخیر میں اس سے بہت زیادہ تھی •

سرکار انگریزي کی ممالک مقبوضہ کي سطح پیمایش سے اور ہندوستاني ریاستوں کي زمین کي سطح کچھہ از روے پیمایش اور کچھہ تخمیناً لکھی ہے اور انگریزي ممالک کي آبادي کي تعداد رپورٹ میں سے جو از روے حساب سرکاري مشتہر کے ہی بجز چند مفصلہ ذیل مقاموں کے لي گئی جنکا میں نے خود تخمینہ کیا ہی

(۱) برار کے اضلاع جو بنگال میں داخل ہیں اُنکي سطح ۸۶۰۰۰ مربع میل ہی انمیں سے ۳۰۰۰۰ دریاے نربدا کے قریب کے خوب آباد ہیں جنمیں میتے بحساب فی میل مربع ۶۰ آدمیوں کي آبادي تشخیص کی ہی اور باقي ۵۶۰۰۰ میں اسقدر جنگل اور بیابان ہیں کہ اُنمیں میتے بحساب فی میل مربع ۲۵ آدمیوں کی آبادي فرض کي ہی

(۲) بمبئی کے ایک ضلع یعني شمالي کانکن کی سطح پیمایش سے لکھی ہی مگر اُسکي آبادي کا حساب نہیں کیا گیا بلکہ اُسکے قریب کے ضلع یعني جنوبي کانکن کي آبادي پر قیاس کرلیا ہی جو بحساب فی مربع میل سو آدمیوں کی آبادي ہوتي ہی غالباً یہہ اندازہ بہت زیادہ ہی مگر کل تعداد آبادي کی اسقدر تھوڑي ہی کہ اسمیں اگرچہ غلطي بھي ہوگي تو وہ نہایت خفیف ہوگی

(۳) ہندوستاني ریاستوں کي آبادي کا تخمینہ اُس رپورٹ میں نہیں ہی جنکے بعضے حصے ایسے آباد ہیں کہ اُنمیں فی میل مربع ۲۰۰ سے لیکر ۳۰۰ آدمیوں تک بستے ہیں اور بعضے حصے ایسے ہیں کہ بالکل ویران سمجھے جاتے ہیں بعد غور و تامل کے میتے عموماً فی میل مربع ۷۰ آدمیوں کی آبادي اُن ریاستوں میں قائم کی ہی جس سے ۳۳۰۲۲۷۰۰ کل تعداد آبادي کی ہوئي

(۴) سندھ کي سلطنت اور آبادي اور پنجاب کی صرف آبادي برنس صاحب کی سیاحي کي کتاب کي دوسري جلد کے صفحہ ۲۸۶ اور تیسري جلد کے صفحہ ۲۲۲ سے لي گئي ہی اور پنجاب کي سطح بالکل قیاسي ہی صرف اِس وجہہ سے میتے اُسکو لکھا ہی کہ نقشہ کا ناقص رکھنا نامناسب تھا

سنہ ۱۸۲۹ ع کي جنتري میں جو بالبي ناٹبر صاحب اور بالبي صاحب نے چھاپي ہی یورپ کي وسعت ۲۷۹۳۰۰۰ مربعہ میل اور آبادي ۲۲۲۷۰۰۰۰۰ ہی اب انمیں سے اگر روس اور سوئیڈن اور ناروي کي وسعت کے ۱۷۵۸۷۰۰ مربع میل منہا کرلیں اور پھر یورپ کا میجر رینل صاحب کے راے کي بموجب ہندوستان سے مقابلہ کریں تو ہمکو معلوم ہوتا ہی کہ باقي یورپ میں ۱۰۳۵۳۰۰ مربع میل رقبے ہیں اور ہندوستان میں ۱۲۹۳۶۰۲ مربع میل ہیں اس حساب سے ہندوستان یورپ سے

* هندوستان کي آبادي غير مساوي طور سے پهيلي هوئي هی چنانچه بنگاله کے ايک ضلع بڑے غلع بردوان ميں بحساب في ميل مربع ‡ چهه سو آدميوں کي آبادي اور بعضے ويران ضلعوں ميں اگر بحساب في ميل مربع کے دس آدمي بهي حساب ميں لگاويں تو مبالغه هوتا هی •

اگرچه هندوستان اسباب ميں بہت مشهور هی که اُسميں بڑے بڑے قصبے اور شہر هيں مگر اُنميں سے کوئي خوب آباد نہيں هی اُنکے شمول کي حالت کي آبادي جو اسوقت ميں هی يورپ کے دوم درجه کے شہروں سے زياده نہيں چنانچه خاص کلکته ميں بهي اُس آبادي کے جو اُسکے آس پاس هی صرف ٢٦٥٠٠٠ لوگوں کي آبادي اور کوئي دو يا تين اور بڑے شہر ايسے هونگے جنکي آبادي ٢٠٠٠٠٠ سے زياده هو § •

هندوستان کي آب و هوا اور موسموں کا بيان

اس بات پر خود عقل گواهي ديتي هی که ايسے بڑے خطه زمين ميں جسکي وسعت آٹهويں درجه کے خط عرض شمالي سے پینتیسویں خط عرض تک اور بلندي ايسي مختلف جيسے که سمندر کي سطح سے ليکر هماليه کي چوٹي تک هی غايت درجه کي گرمي اور سردي هو ليکن

---

* قريب ايک ثلث کے بڑا هی ليکن جبکه يورپ ميں سے اُسکے شمالي ويرانوں کو عليحده کرليا جاوے تو يورپ هندوستان سے باعتبار آبادي کے سبقت رکهتا هی کيونکه روس اور سويڈن اور ناروے کے چهه کروڑ پانچ لاکهه اٹهاره هزار آدمي منها کرنے کے بعد يورپ ميں سوله کروڑ اٹهتر لاکهه بياسي هزار آدمي باقي رهتے هيں اور هندوستان کي آبادي صرف چوده کروڑ هی

‡ بيلي صاحب کي تحقيقات ايشيا کے بارهويں جلد کے صفحه ٥٣١ کو ملاحظه کرو

§ کلکته کي نسبت پارليمنٹ کے هوس آف کامنز کے رپورٹ مورخه ١١ اکتوبر سنه ١٨٣١ ع کو ديکهو اور بنارس کي نسبت تحقيقات ايشيا کي جلد ١٧ صفحه ٣٧٣ اور ٣٧٩ کو ملاحظه کرو جنميں يه بيان هی که بنارس اور اُسکے آس پاس کي آبادي قريب دو لاکهه هی اور نسبي بڑے کوچه کے مکانات ميں ايک لاکهه آدمي اُسميں اور سما سکتے هيں

ملک کے اُس ہموار حصہ کی آب و ہوا میں جو ہمالیہ پہاڑ کے بڑے
سلسلہ کے قریب قریب ہی اور حصوں کے آب و ہوا کی بہ نسبت بہت کم
اختلاف ہی ہندوستان اور انگلستان کی آب و ہوا میں گرمی سے تمیز
ہوتی ہی چنانچہ اس ملک کا ایک بڑا حصہ گرم آفتاب † سے تین مہینے
تک خوب تپتا رہتا ہی ہوا بھی گرم ہوجاتی ہی اور زمین خشک ہوکر
بھوری پڑجاتی ہی بگولے اُٹھتے ہیں شدت سے خاک اڑتی ہی ندیاں
خشک ہو جاتی ہیں چھوٹی دریاؤں کی دھاریں بھی بند ہوجاتی ہیں
اور بڑے دریا اسقدر خشک ہوجاتے ہیں کہ اُنکی دھار سمٹکر بھنڈار کے
بیچھا بیچ میں اجاتی ہی باقی ایدھر اودھر ریتا رہ جاتا ہی •

موسم سرما میں سورج کے نکلنے سے پہلے کبھی کبھی اُن ملکوں میں
جو بالکل شمال میں واقع یا سمندر کے سطح سے بہت بلند ہیں ایک
• دو گھنٹہ کچھہ کچھہ پالا پڑتا ہی اور جنوبی پست مقاموں میں معتدل
گرمی بمنزلہ یورپ سردی کے ہوتی ہی اور تمام ہندوستان کی سردی
اگر بحساب اوسط دیکھی جاوے تو انگریزی تھرمامیٹر یعنی مقیاس الموسم
کے اعتدال کے درجہ سے بہت زیادہ نہیں ہوتی اور جاڑوں کے دنوں میں
جو نہایت گرم دن ہوتا ہی وہ انگلستان کی گرمیوں کے نہایت گرم دن
سے زیادہ گرم ہوتا ہی اور جسقدر سردی کہ تھرمامیٹر یعنی مقیاس الموسم
سے دریافت ہوسکتی ہی طبیعت کو اُس سے بہت ہی زیادہ معلوم ہوتی
ہی جن مہینوں میں نہ بہت گرمی ہوتی ہی نہ بہت سردی یعنی
بہار کے موسم میں اسقدر حرارت ہوتی ہی کہ انگلستان میں گرمی کے
موسم میں اُتنی نہیں ہوتی •

ہندوستان کی آب ہوا کی دوسری خاص صفت اوقات معین پر بارش
کا ہونا ہی جنوب ومغرب سے آنیوالی ہوا جو جون سے اکتوبر تک چلتی

---

† گرمی کے عین شباب میں بعضے دن کسی وقت میں مقیاس الموسم کا پارہ سو
درجہ پر چڑھ جاتا ہی بلکہ ایک سو بیس درجہ تک بھی پہونچ جاتا ہی •

ہی بحر ہند سے مونہہ اتي ہی سمندر کے قریب خاص کر پست ملکوں میں بشرطیکہ پہاڑوں کے آڑ میں نہوں بارش شدت سے ہوتي ہی مثلاً کارومنڈل کا کنارہ گھاٹوں اور بلند زمین کے سبب سے جنوب و مغرب کي برساتي ہوا سے محفوظ رہتا ہی اور جبکہ اکتوبر اور نوامبر میں ہوا شمال و مشرق سے خلیج بنگال پر ہوتي ہوئي آتي ہی تب اُس ملک میں مینہ برستا ہی جس شدت سے بارش ہوتي ہی وہ یورپ والوں کے خیال میں نہیں آسکتي باوجود اِسبات کے کہ ہندوستان میں صرف چار مہینے بارش ہوتي ہی اور اُسمیں بھي ہر ایک مہینے کے بہت سے دن اور دن کے بہت سے گھنٹے خالي جاتے ہیں یورپ کے بارہ مہینے کي بارش کي نسبت دوچند سے زیادہ ہوتي ہی اِن اختلافوں کے سبب سے سال تین موسموں میں تقسیم ہوتا ہی گرمي برسات اور جاڑے یا معتدل موسم گرو یہ موسم گرمي اور برسات کي نسبت زیادہ طول طویل ہوتا ہی ٭

پیداوار کا بیان

هندوستان کي زرخیز زمین اور عمدہ پیداوار مدت سے اظہر من الشمس ہی

درخت

ہندوستان کے جنگلوں میں بڑے بڑے شہتیروں کے قابل بہت سے درخت ہوتے ہیں جنمیں سے ٹیک یعني ساگون کي لکڑي جہاز وغیرہ بنانے کے کاموں میں کم سے کم بلوط کي برابري کرتي ہی اور سال ایک نہایت کارآمدني شہتیر کا بلند درخت ہوتا ہی اور صندل اور آبنوس اور بہت سي کمیاب اور خوبصورت لکڑیاں مختلف مقداروں میں کثرت سے ہوتي ہیں گولر سیمل شیشم آم املي اور اور خوشنما کارآمدني درخت ایسي زمین پر اکثر ہوتے ہیں جسمیں کھیتي ہوتي ہی ببول کا درخت جسکے زرد پھول ہوتے ہیں اور اُنمیں میٹھي میٹھي خوشبو آتي ہی اور دونوں قسم کے کیکر

اور اور درخت جنگلوں اور میدانوں میں بہت سے ہوتے ہیں اور شہتوت کے
درخت کثرت سے لگائے جاتے ہیں جنکے ذریعہ سے بہت ریشم پیدا ہوتا ہی
ناریل کے درخت اور کہجور اور تاڑ وغیرہ جابجا ہوتے ہیں ناریل کے درخت
میں جو ناریل لگتے ہیں اُنکے اوپر ایک سخت کھوپرہ ہوتا ہی جسکے اوپر
جھولسرے ہوتے ہیں اِس کھوپرے کے پیالی وغیرہ برتن بنتے ہیں اور
جھولسروں کی رسیاں اور جہازوں کے لنگر وغیرہ بہت عمدہ بٹے جاتے ہیں
اُس کھوپرہ کے اندر ایک گری نکلتی ہی جسکے اندر پکنے سے پہلے دودہ
نکلتا ہی اِس گری کو کہاتے ہیں اور اُسکا تیل بہی کثرت سے نکالا جاتا ہی
ناریل کی لکڑی بڑھئی کے کام میں آنے کے قابل تو نہیں ہوتی مگر بانس
پھلچانے کے نلوں کے لیئے اور ہلکے اور چوڑے پلوں پر باندھنے کے واسطے اور
اور ہر ایک ایسے کام میں جسمیں مضبوطی اور موٹائی کی نسبت لمبائی
زیادہ درکار ہوتی ہی بہت مناسب ہوتی ہی بانس ہلکا اور کھکل اور
مضبوط ہونے کی وجہہ سے اکثر کاموں میں لگتا ہی اور جب وہ ثابت
ہوتا ہی تو مختلف قد و قامت کا ہونیکے سبب سے سپاہی اُسکی برچھے اور
برچھیاں اور اپنی راوٹی کی چوبیں بناتے ہیں اور فوجوں کے نشان بہی
اُسیکے بنتے ہیں اور گنوار اپنی لاٹھیاں بناتے ہیں اور جھونپڑے چھاتے ہیں
هندوستان میں مکانوں کی تعمیر میں لکڑی کے پنجوں سے پاڑ بنانے کی بجاے
بانسوں کی پاڑ رسیوں سے باندھتے ہیں اور بانسوں کو چیر کر اُسکی لنبی
لچکدار ریشہ کی ٹوکریاں پٹارے بوریا وغیرہ بناتے ہیں اور اُسکی پوریاں کاٹکر
نال بناتے ہیں جسکو تیل شراب دودہ وغیرہ رکھنے کے کام میں لاتے ہیں ❊

تاڑ کی لکڑی بہی ویسے ہی کاموں میں آتی ہی جنمیں ناریل کی
لکڑی کام آتی ہی اور اُسکے پتوں سے چھپر چھاتے ہیں اور جھونپڑوں میں
اُنکی ٹٹیاں بہی لگاتے ہیں اور اُسکا مد جسکو تاڑی کہتے ہیں نشہ کرتا ہے
اور درخت کو گود کر اُسے نکالتے ہیں اور شراب کیطرح پیتے ہیں اسطرح کا
مد کھجور میں سے بہی نکلتا ہی اور مہوے کا درخت تمام جنگلوں میں
کثرت سے قد و قامت میں بلوط کے درخت کی مانند ہوتا ہی اُسمیں گردیدار

پهول اتا هی جسکي شراب بهت کهینچي جاتي هی اور پهاڑي قوموں میں ایک عمده کهانا سمجها جاتا هی تاڑ کي هي قسم کا ایک اور درخت چهالیا کا هوتا هی اُسمیں جو پهل اتا هی اُسکو چهالیا کهتے هیں اور اُسکو ایک خوشبودار سبز پتے کے ساتهه جسکا نام پان هی کتهه وغیره ملا کر تمام اهل هند چابتے هیں اور ساگودانه ایک اور قسم کے تاڑ میں سے پیدا هوتا هی همالیه پهاڑ کے سلسله میں بالکل مختلف درخت هوتے هیں چنانچه صنوبر اور بلوط اور یورپ اور ایشیا کے جنگل کے درخت اور سدا گلاب اور خوشنما پودے کوسوں تک هوتے هیں*

مصالحوں وغیره کا بیان

سیاه مرچ اور چهوٹي بڑي الایچي هندوستان کے مغربي کناره پر اور دار چیني جزیره لنکا میں کثرت سے پیدا هوتي هی اور لال مرچ اور ادرک اور زیره دهنیا اور هلدي اور اور بهت مصالحے جو کهیتوں میں پیدا هوتے هیں بهت سے مشهور خوشبوؤں کے لیئے اهل یورپ هندوستان کے مرهون منت هیں اور اکثر پهاڑوں پر خوشبودار سبزه کوسوں تک لهلهاتا هی اگلے وقتوں کے لوگ جو بالچهڑ کا تیل بناتے تهے اُسکو اسي گهاس کا تیل سمجهتے هیں اور بهت سے درختوں میں سے مثل کافور اور بنسلوچن اور ایلوا اور تیج وغیره دوائیاں پیدا هوتي هیں اور بعضے درختوں سے رال بروزه وغیره اور قسم قسم کے گوند اور طرح طرحکے روغن حاصل هوتے هیں اور رنگ برنگے خوشبودار پهولوں کے بیل بوٹوں سے جنگل کے جنگل هرے بهرے رهتے هیں اور سورتي اور اور بهت سے خوبصورت خودرو بیل بوٹوں سے صحرا کے صحرا معمور هیں اور جهیلوں اور تالابوں کے پاني کے سطح پر کنول اور نیلوفر کے پهول تیرتے هیں اور اور بهت سے عمده سرخ خوشبودار پهول هوتے هیں جنکي خوشبو اگرچه في نفسه نهایت نفیس هوتي هی مگر اسقدر تیز اور قوي هوتي هی که اهل یورپ کا دماغ اُسکي برداشت نهیں کرسکتا*

کاشتکاري کي پیداوار کا بیان

روئي تماکو اور خشخاش کے درختوں سے میدان کے میدان سرسبز ہوتے ہیں بلکه گلاب کے بھي بعضے مقاموں میں عطر اور عرق کھینچنے کے لیئے کھیت کے کھیت بوئے جاتے ہیں نیشکر اگرچه اس سے بہت زیادہ پیدا ہوتا هی مگر اُسکے لیئے نہایت عمدہ زرخیز مرطوب زمین درکار ہوتي هی اس سبب سے ہر جگهه نہیں ہوتا اور زمین کے بڑے بڑے قطعوں میں نیل بویا جاتا هی اور اکثر شوخ رنگ بھي کھیتوں هي کے پیداوار ہوتي ہیں اور السي رائي اور تل اور ارنڈ وغیرہ سے کھانے اور اور کاموں میں لانے کے واسطے بہت سا تیل حاصل ہوتا هی *

شمالي هندوستاني کے لوگوں کي مقدم خوراک گیہوں هی اور دکن والے جوار باجرہ کثرت سے کھاتے ہیں اور تمام بنگاله میں اور بہار کے ایک حصه سے لیکر شرقي غربي گھاٹوں کے دامن میں سمندر کے کنارہ کنارہ سب لوگ عموماً چانول کھاتے ہیں اور باقي تمام هندوستان میں † چانول بطور عیاشي کي چیزوں کے کام میں آتا هی *

دکن کے جنوبي حصے میں اکثر آدمي ایک سستے بیقدر اناج پر اوقات بسري کرتے ہیں جسکو راگي کہتے ہیں اگرچه یهه اناج ملک کے خاص خاص حصوں میں پیدا ہوتے ہیں مگر اُنہیں مقاموں میں محدود نہیں رہتے چنانچه باجرہ اور جوار کا شمالي هندوستان میں اُسي قدر خرچ هی جتنا که گیہوں کا خرچ هی اور چانول کے ملکوں میں بھي جوار باجرہ اگرچه کثرت سے نہیں ہوتا مگر کچھه نه کچھه پیدا ہوتا هی اور دکھن میں گیہوں کھانے کا اکثر رواج هی اور چانول کے ملکوں میں بھي بویا جاتا هی اور چانول تمام هندوستان میں دامن کوہ اور ایسے ایسے مقاموں میں

† انگریزوں میں جو یهه بات مشہور ہوگئي هی که تمام اهل هند چانول هي کھاتے ہیں اسکا سبب یهه معلوم ہوتا هی که انگریز پہلے پہل جو هندوستان میں آئے تو بنگاله اور کارمنڈل کے کنارہ پر آئے تھے اور اُنہوں نے لوگوں کو چانول هي کھاتے دیکھا

جہاں کھیتی کو پانی کثرت سے ملسکتا هی کم و بیش پیدا هوتا هی اهل هند جو بہت کم کھاتے هیں اور تھوڑے دن گذرے کہ جنکي کا نام بھی نجانتے تھي اور نئے اناج كي بہت سي قسمیں کنکني کودوں وغیره کے جنکا انگریزي زبان میں نام نہیں هی هوتے هیں اور موٹھه اکثر مویشي کے واسطے بوئي جاتي هی اور جب تک اسکے دانه نرم رهتے هیں گاؤں والے بھون بھونکر ایک لطیف غذا كي مانند کھاتے هیں یهه تحقیق نہیں که اسکي روٹي بھي پکاتے هیں یا نہیں *

قسم قسم كي پھلیاں هوتي هیں جو هر ادنی اعلی کے کام آتي هیں اور طرح طرح كي ترکاریاں مثل اروي آلو گاجر مولي وغیره اور انواع انواع کے ساگ پالک وغیره هوتے هیں جنکو غریب لوگ بہت سے مصالح ملاکر پکاتے هیں اور روٹي اُنکے مزه کے ساتھه کھاتے هیں اکثر پھل خصوص آم اور خربوزے اور تربوز غریبوں کو میسر آتے هیں تربوز اور خربوزے گرمي کے موسم میں دریاؤں كي ریت میں هوتے هیں کھیرے اور ککڑی اور کدو اور پیٹھے اس کثرت سے هوتے هیں که بیلیں اُنکي غریبوں کے جھونپڑوں پر پھیلي هوئی هوتي هیں اور تمام گھر اُنکے هرے هرے پتوں اور زرد زرد پھولوں سے چھپا هوا رهتا هی هندوستان کے میووں میں سے نہایت عمده میوه آم هی اور وه تمام ملک میں عام هی اُسکا درخت باغچوں میں اور تنہا بھي هر جگهه بویا جاتا هی اُسمیں ایک خوبي یهه هی که ابتدا میں صرف پھل آنے تک اُسکي پرورش اور احتیاط کیجاتي هی بعد کو بلا غور و پرداخت سالہا سال پھلتا پھولتا رهتا هی کیلے امرود اور شریفے اور الوچے اور اور میوے † گرم ولایتوں کے کثرت سے پیدا هوتے هیں اور انگور صرف باغچه کے پھاڑں کے درختوں میں اکثر لگایا جاتا هي مگر شراب کیواسطے نہیں

† نہایت مشہور اور اکثر مقاموں میں نہایت عام میوه کٹھل نہایت پر مغز وزن میں تیس پینتیس سیر تک هوتا هی جو درخت کے کاٹ یعني تھنه اور گردھوں میں سے پھوٹتا هی

لگاتے لیمو نارنگي اور چکوترے عموماً پائے جاتے ہیں اور بعض قسمیں اُنکي عمدہ بھي ہوتي ہیں انجیر ہر جگہہ تو نہیں ہوتے مگر بعض مقاموں میں بہت ہوتے ہیں چنانچہ پٹنہ اور دکھن میں ایسے عمدہ انجیر ہوتے ہیں جو تمام دنیا کے انجیروں سے شاید بہتر ہوں انناس ہر جگہہ ہوتے ہیں اور مقام ‡ پیگو کے جنگلوں میں خود رو بہت سے ہوتے ہیں •

اُونٹ گھوڑے اور اور مویشي ایک قسم کے پھلیوں یعني چنوں سے پرورش پاتے ہیں اکثر کا چارہ گیہوں کا بھوسہ ہوتا ہی اور جوار باجرہ کا چارہ بہت طیاري لاتا ہی گھوڑوں کو تازہ گھاس دھوپ میں خشک کي ہوئي کھلائي جاتي ہی مگر گھاس کے کھلیان کہیں کہیں شاذ و نادر لگائے جاتے ہیں بعض مقاموں میں ہندوستان کے سہ فصلي اور اکثر میں دو فصلي پیداوار ہوتي ہی باجرہ جوار اور چانول وغیرہ برسات کے شروع میں بوئے جاتے ہیں اور آخر برسات میں کاٹے جاتے ہیں اور گیہوں اور وغیرہ اور پھلیاں جاڑوں میں پکتے ہیں اور بہار کے موسم میں کٹتے ہیں •

حیوانوں کا بیان

هاتھي اور گینڈے اور ریچھہ اور جنگلي بھینسے ہندوستان کے جنگلوں میں رہتے ہیں شیر ببر اور بگھیرے اور چیتے وغیرہ چھوٹے جنگلوں میں تو ہوتي ہي ہیں مگر اونچے اونچے اناج کے کھیتوں میں بھي رہتے ہیں اور سور اور چرغ اور بھیڑیئے وغیرہ جنکا لوگ شکار کرتے ہیں چھوٹے جنگلوں اور بڑے کھیتوں میں کثرت سے ہوتے ہیں اور شیر ببر خاص خاص مقاموں میں ہوتا ہی اور ہر ضلع میں بہت سے ہرن اور چکارے پھرتے ہیں اور جنگلوں اور آباد ضلعوں بلکہ بستیوں میں بندر کثرت سے ہوتے ہیں سیئے اور ایکیئومن گرگٹ اور اور قسم کي چھپکلیاں اکثر ہوتي ہیں

---

‡ چین اور یورپ کے اکثر میووں کو ہندوستان میں رواج دیا گیا اُنمیں سے آڑو اور سفتالو ایسے ہوتے ہیں گویا خاص اُسي زمین کي پیدایش ہیں لیکن سیب بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور ناسپاتي اور بیر بالکل خراب ہوتے ہیں •

اور سانپ وغیرہ موذی کیڑے اور دوسرے ایسے کیڑے جنسے کچھہ ضرر
نہیں پہنچتا ہر جگہہ بہت سے پائے جاتے ہیں گھوڑے بافراط تمام ہوتے
ہیں مگر اُنپر صرف سواری ہوتی ہی بار برداری وغیرہ ہل جوتنے اور
سوداگری کا مال گاڑیوں میں لاد کر ادھر اُدھر لیجانے کا اور ایسے ہر قسم کے
کاموں کا مدار بیل پر ہوتا ہی اور جو کہ اکثر ضلعوں میں راستے ناہموار ہیں
اور برسات کے سبب سے سڑکیں ٹوٹ جاتی ہیں تو بوجھہ کھینچنے والے
چوپایوں کی بہ نسبت لادنیوالے چوپایوں سے بہت سا کام نکالتے ہیں سڑکوں
پر یہہ لدے لدائے جانور اِسقدر کثرت سے ایک مقام سے دوسرے مقام کو
جاتے ہیں کہ مسافر کو رستہ چلنا مشکل ہوتا ہی ٭

اور ہندوستان کے امیر ایسے اونٹ اکثر پالتے ہیں جو تیز رفتاری سے بہت
بڑا سفر جلد طے کرلیتے ہیں بہت بوجھہ لیجاتے ہیں اور فوجوں میں
باربرداری کے لیئے اونٹ کثرت سے ہوتے ہیں اور بڑے بڑے خیمہ ڈیرے اور
فرش و فروش وغیرہ غرضکہ ایسے اسباب کے لادنے کے لیئے جو ٹکڑے ٹکڑے
نہیں ہوسکتا ہاتی بھی کام میں آتے ہیں اور بھینسیں کثرت سے ہوتے ہیں
اُنکو دودھ کے لیئے پالتے ہیں دودھ کی بہت سی چیزیں بنتی ہیں جنمیں
سے کثرت سے گھی اور دہی ہوتا ہی پنیر بہت کم بناتے ہیں اور مکھن
نہیں کہاتے ہیں اور بھینسا باربرداری کے چھکڑوں اور کھرے اور تر زمینوں
کی کاشت میں ہل میں جوتا جاتا ہی سواری کی گاڑیوں میں بہت کم کام
میں آتا ہی بھیڑیں ایسے ہی کثرت سے ہوتی ہیں جیسے کہ یورپ میں اور
بکریئیں یہانسے بھی زیادہ اور سور نہایت ادنی قومیں پالتی ہیں اور
پالو جانور اور مرغیاں وغیرہ خاص کر چھوٹے گاؤں میں بہت کم ہوتے ہیں
وجہہ اسکی یہہ ہی کہ ہندوؤں کو اُنسے نفرت ہوتی ہی لیکن چڑیاں
بغیر پلی ہوئی کثرت سے گھروں میں رہتی ہیں اور بغیر پلے ہوئے سور بھی
بہت ہوتے ہیں اور سارس اور بڑے نہایت کثرت سے ہمیشہ ہوتے ہیں
اور قاز کلنگ اور چہی وغیرہ اور ملکونسے اپنے اپنے موسم میں بہتسے

کثرت سے آتے ہیں اور عقاب بھی بعض مقاموں میں ہوتا ہی اور مختلف قسموں کے شکاری پرند باز جرے وغیرہ کثرت سے ہوتے ہیں اور گد اور چیلیں عموماً ہر جگہہ بے نہایت ہوتے ہیں اور علاوہ طوطوں کے بہت سے خوشرنگ پروں والے پرند جنکے انگریزی میں نام نہیں اور اکثر یورپ کے بھی طایر سوا خوش اواز پرندوں کے ہوتے ہیں *

مچھلیاں کثرت سے ہوتے ہیں بنگالہ اور اور بعضے ضلعوں میں کثرت سے کھائی جاتی ہیں اور کچھوے اکثر بڑے تالابوں اور دریاؤں میں ہوتی ہیں *

معدنیات کا بیان

ہندوستان کی کانی چیزوں میں سے بجز ہیرے اور لوہے کے اور کوئی شی مشہور نہیں اگلے وقتوں کے لوگ ہندوستان کی فولاد کے از بس خواستگار ہوتے تھے چنانچہ فارسی اشعاروں میں اُسکی بہت سی تعریف پائی گئی ہی اور اب بھی خراسان اور دمشق میں اُسکی تلواریں بنتی ہیں کمتر قسم کے جواہرات مثل دودھیا پتھر اور یاقوت اور عقیق اور فیروزہ اور یشب وغیرہ بہت سے ہوتے ہیں تمام دنیا میں جسقدر موتی ہیں اُنمیں اکثر اور سب کے سب قسم اول کے موتی لنکا کے پاس کے سمندر کی تہ میں سے نکلے ہیں پنجاب کے پہاڑوں کے سلسلہ میں نمک کی پہاڑیاں پائی جاتی ہیں اور بہت سا نمک سانبھر کی جھیل کے پانی سے جو اجمیر میں ہی اور سمندر کے پانی سے بنتا ہی اور شورہ اس کثرت سے ہوتا ہی کہ کئی اور ملکوں کو جاتا ہی *

ہندوستانی ملکوں کی صورت اور اب و ہوا کی خصوصیات لڑائی کے کار و بار پر بڑا اثر رکھتی ہی جو پہاڑ کے سلسلے اکثر ملکوں کو جدا کرتے ہیں اُنکی گھاٹیوں سے سڑکیں اور اکثر میدان جنگ قائم ہوتے ہیں برسات کے موسم میں لشکر کشی نہیں ہوتی اور اُس موسم کے آخر میں جب غلہ اور چارہ کثرت سے ہوتا ہی تب چڑھائیاں ہوتی ہیں اور لشکر ایسے موقع

پر پڑتا هی جہاں بہت سا پانی هو اور آسانی سے دستیاب هوتا هو جو
تمام بار برداری کے مویشیوں کے کام آوے اور هر ایک صاحب فوج اپنے دشمن
کو لڑنے پر اسطرح سے مجبور کرسکتا هی که جس پانی کے سہارے پر اسکا
لشکر پڑا هو اسپر قبضه کرلے برسات میں بارش نهونے سے قحط کی تمام
آفتیں ظہور میں آتی هیں ٭

——٭——

هندوؤں كي تاريخ

پهلا حصه

هندوؤں كے اُس زمانه كي حالت كا بيان جبكه منو كے قوانين كا مجموعه بنا

بيان تمهيدي

جب يهه خيال كيا جاتا هى كه كوئي كيسي هي جاهل اور اكهر قوم كيوں نهو اكثر اپني آبا و اجداد كے حالات كي كوئي نكوئي كتاب ركهتي هى تو كمال تعجب إس بات سے هوتا هى كه هندوؤں كے پاس باوجوديكه وه نهايت عمده شايستگي اور تربيت كے درجه پر پهونچ گئي تهي كوئي كتاب تاريخ سے ملتي جلتي هوئي بهي نهيں هندوؤں كے حالات كي تحريروں † ميں سے جو كچهه اب باقي هى وه جهوٹهي كهانيوں اور مبالغه آميز جهوٹهي تاريخي واقعات سے ايسي خلط ملط هيں كه اُنميں سے كوئي سچي مسلسل تاريخ نكلنے كي توقع نهيں هوسكتي اور نه كسي عام واقعه كي تاريخ سكندر كے يورش كرنے سے پهلے قائم هوسكتي هى اور نكوئي مسلسل بيان هندوؤں كے حالات كا هندوستان پر مسلمانوں كے تسلط كرنے تك لكها جا سكتا هى اور اگرچه قديم هندوؤں كي كوئي تاريخ نهيں هى مگر اسپر بهي اُنكے قوانين اور اطوار اور مذهب سے بخوبي آگاهي حاصل هونے ميں كسي طرح

---

† كشمير كي تاريخ هماري إسبات كو نهيں بگاڑتي كيونكه وه تاريخ مسلمانوں كے كشمير پر مسلط هونے سے سو برس بعد كي لكهي هوئي هى اگرچه اُس ميں بهت قديم تاريخوں كا حواله هى اگر وه قديم بهي هوتي تو كسي شمار ميں نه آتي كيونكه ايك چهوٹے سے خطه كي تاريخ هى جو هندوستان كي ايك سرحد پر واقع هى جس ميں اُسي تاريخ كي بموجب معلوم هوتا هى كه كبهي كبهي كچهه غير ملك والوں كے عجيب طريقے برتاؤ ميں آتے رهے جنكي بابت تمام هندوؤں نے كبهي شكايت نهيں كي

کي کمي نهیں جسقدر سکهانا اُنکے حالات کي تاریخ کا اگر وه هوتي تو نهایت مفید منشاء هوتا پس جبکه هم اُنکي اُس حالت کو جو نهایت قدیم زمانه میں تهي اور اُن تبدیلیوں کو جو اب تک اُسمیں هوئیں دریافت کرسکتے هیں تو همارے هاتهه سے اُنکي تاریخ کي ضروري حصه میں سے بہت تهوڑا سا حصه رہ جاویگا ‡ چنانچه اُنکے بعد شاستر سے جو قدیم رسموں اور دستور کا ایک مجموعه هی جسکو خیال کیا جاتا هی که وه اُس حیثیت سے جیسے که اب موجود هے چوده سو برس پیشتر حضرت عیسی علیه السلام کے مرتب کیا گیا تها اُنکے مذهب کي حالت اور دقیق علموں اور علم حکمت میں اُنکے دسترس کي کچهه روشني نظر آتي هی اور لوگوں کي حالت کا کامل نقشه قوانین کے اُس مجموعه سے ظاهر هوتا هی جو منو کے نام سے مشہور هی غالباً یہه مجموعه حضرت عیسیٰ سے نو سو برس پیشتر لکها گیا تها پس اِسي مجموعه کو هندوؤں کي تاریخ کا منبع سمجهنا چاهئے ٭

مفروضه منو کے همعصر هندوؤں کے حالات کا صحیح خیال کرلینے میں همکو یہه بهي یاد رکهنا چاهئے که کوئي مجموعه ایک هي زمانه میں مرتب نهیں هوتا بلکه هر ایک مجموعه میں اکثر اگلے زمانه کي بیہوده اور نامعقول باتیں نهایت ترقي یافته زمانه کي عمده اور روشن باتوں کے ساتهه مخلوط هوتي هیں ایک مشہور مثال اِسبات کي یہه هی که بلیکسٹون صاحب کي تشریحوں میں بہت سے ایسے قوانین مندرج هیں جنسے قوم کي نهایت اعلی درجه کي شایستگي ظاهر هوتي هی مگر جو قانون اُسمیں جادو اور ٹونکے لڑائي کي شرطوں کے مندرج هیں اُنسے یہه ثابت نهیں هوسکتا که اِن تشریحوں کے لکهے جانے کے زمانه تک جہالت باقي رهي تهي اگر فرض کیا جاے که منو کے مجموعه سے ایک هي زمانه پایا جاتا هے تب بهي لوگوں کے اطوار کا اصلي حال معلوم نهوسکتا کیونکه اِس مجموعه میں جو اوامر هیں اُنکي بنا لوگوں کي حالت کے اُس غایت درجه کي بهلائي پر پهونچنے کي هی جو مجموعه کا مقصود هی اور جو منشا هی اُس

‡ دیکهو تتمه اول کو جو منو کے زمانه کي تحقیق میں هی

مجموعه میں هیں وه اُس بڑے درجه کے گناه اور برائیوں پر مبني هیں جو خیال میں آسکتي تهیں پس همکو مجموعه کے مفسروں کے عام منشاء سے اُس زمانه کي طبیعت معلوم کرلیني چاهیئے اور اُسپر بهي جب تک که همکو لوگوں کي اصلي حالت معلوم هو مجموعه کے مضامین پر سختي سے ندیکهنا چاهیئے بلکه رعایت سے نظر ڈالني چاهیئے میں نے اِس مجموعه کے ذکر میں معمولي طرز بیان اختیار کیا هی هرچند که اُسکو هندوؤں کے قانون کي ناقابل اعتراض سند شروع هي سے تسلیم کیا گیا هی مگر میري یهه جرأت نهیں هوتي که میں اُسکو ایک ایسا مجموعه قرار دوں جو کسي گورنمنٹ کي منظوري سے کسي خاص ملک کے اِنتظام کیواسطے بنا هو بلکه وه ایک عالم کي کتاب معلوم هوتي هی جسکا یهه اِراده سمجهه میں آتا هی که اُسکے ذهن میں یهه بات تهي که جسطرح پر ایک کامل جمهوري سلطنت هندوؤں کے قوانین کي بموجب هوسکتي تهي اُسکا نقشه قائم کرے اِس قیاس پر اِس مجموعه سے لوگوں کي حالت ایسي هي دریافت هوسکتي هی جیسیکه کسي گورنمنٹ کے منظور شده قانون سے معلوم هوتي هے کیونکه یهه ظاهر هی که اِس مجموعه میں وه سب قانون شامل هیں جو اُس زمانه میں رائج تهے اور جو کچهه تبدیلیاں اِس خیال سے اُسمیں هوئي هونگي که منو نے بهلائي میں جس اعلی درجه پر لوگوں کو پهونچانا سوچا تها اِن تبدیلیوں کے ذریعه سے لوگ اُسپر پهنچیں تو وه تبدیلیاں بهي اُنهیں خیالات سے هوئي هونگي جو منو کے زمانه میں پهیلی هوئي تهي اِن سب باتوں کو اِسي مقام کے مناسب سمجهکر لکها گیا اب میں اُن مضمونوں کو بطریق اختصار کے لکهتا هوں جو منو کے مجموعه میں هیں اور اِسکے بعد هندوؤں کي یهه حالت جیسے که اِس زمانه میں هی بیان کرونگا اور جو تبدیلیاں اُس زمانه سے اِس زمانه تک وقوع میں آئي هیں اِن دونوں حالتوں کے مقابله کرنے سے ظاهر هونگي اور ایک خاص زمانه میں اُنکي حالت کے پلٹنے کي کیفیت اُن بیانوں سے معلوم هوگي جو یونانیوں سے همکو پهونچے هیں *

باب اول

انسانوں کے برنوں یا فرقوں میں تقسیم اور اُنکے کار و بار

اِن لوگوں کے حال میں وہ حیرت انگیز بڑی بات* جو منو نے لکھی هی لوگوں کا چار برنوں (فرقوں) میں تقسیم کرنا هی اول مسوک دوم سپاهی سوم محنتی چهارم خدمتی حیرت کی وجهه یهه هی که برهمنوں کو جو اول فرقه هی غایت درجه کی عظمت اور بزرگی اور ادنی فرقه کو نهایت درجه کی ذلت اور خُواری سونپ کر دی هی هرچند که اوپر کے تینوں فرقونمیں باهم برابری نهیں هی پهر بهی هر ایک کو عزت حاصل هی کیونکه بعضی مذهبی رسموں میں تینوں فرقے شریک هوتے هیں اور معلوم هوتا هی که اِن هی تینوں فرقوں کے اِنتظام کیواسطے یهه قانون بنایا گیا چوتهے فرقه اور اور نیچ ذات والوں سے یهه قانون صرف اُسیقدر متعلق هی جسقدر که اُنکو تینوں برتر فرقوں کی خدمت سے علاقه هی ٭

برهمنوںکا بیان

برهمن تمام خلقت میں اعلیٰ اور برتر قرار دیا گیا هی اور تمام دنیا اور جو کچهه که اُس میں هی سب اُسکا مال هی اور اُسیکا وجود اِس تمام کائنات کی هستی کا باعث هی † اور برهمن اپنے منتروں کے زور سے راجه کو معه اُسکی فوج هاتهی گهوڑے اور گاڑیوں کے برباد کرسکتا هی ‡ اور برهمن دنیا کی مثل بہت سے عالم اور نائب‌السلطنت اور نئے دیوتا اور نئے آدمی اور اور فانی چیزیں پیدا کرسکتا هی + راجه کی به نسبت برهمن زیاده ادب. کا مستحق هی || اور اُسکے جسم و جان کے محفوظ رهنے کے لیئے

---

† مجموعهٔ منو باب ۱ اشلوک ۹۹ و ۱۰۰ و ۱۰۱

‡ مجموعهٔ منو باب ۹ اِشلوک ۳۱۳

+ باب ۹ اِشلوک ۳۱۵

|| باب ۲ اِشلوک ۱۳۹

اِس عالم میں سخت قانون اور اُس عالم § کے نہایت مہیب اور خوفناک وعیدیں مقرر ہیں نہایت سخت جرموں میں بھی سخت || سزا پانے سے برہمن آزاد ہی * اور فرقوں پر جو کچھہ جبر و تعدي وغیرہ برہمن سے ظہور میں آوے اُسکے پاداش میں کچھہ تھوڑسي تنبیہہ مقرر ہی ‡ لیکن اور فرقوں کے لوگوں سے جو کچھہ جرم اُسکي نسبت واقع ہو اُسکي دس گني ‡‡ سخت سزا معین کي گئي ہی *

باوجود اِن سب باتوں کے بادي النظر میں یہہ معلوم ہوتا ہی کہ برہمن اپني روحاني عظمت پر قانع ہوکر کسي طرح دنیوي قوت و دولت سے فائدہ اُٹھانے کي خواہش نرکھتے ہونگے چنانچہ جو طریق حیات کا برہمنوں کے لیئے مقرر کیا گیا ہی وہ یہہ ہی کہ نہایت سخت محنت سے علم کي تحصیل کریں اور ریاضت اور گوشہ نشیني میں عمر کاٹیں *

حکم ہی کہ برہمن اپني زندگي کا اول درجہ یعني آغاز جواني تک علم تحصیل کرے †† اور اِس زمانہ میں اُسکو پرہیزگاري اور اِنکساري کے ساتھہ زیست بسر کرني پڑتي ہی لازم یہہ ہی کہ وہ بالکل بید شاستر پر متوجہہ رہے دنیوي معاملات پر دل نہ لگائے اور اپنے گرو کا حد سے زیادہ لحاظ اور ادب کرے اور نہایت اِطاعت و فرمانبرداري سے پیش آوے کسي طرح سے اُسکا دامن نچھوڑے اور یہي معاملات اپنے گرو کے سارے کنبہ کے ساتھہ برتے حتیٰ کہ تمام کام خدمتگاري کے انجام دے اور اپني ذات اور اپنے پوجا پاٹ کے لیئے پاني اور ہوم یا جگ کے سارے سامان لکڑیاں وغیرہ

---

§ باب ۹ اِشلوک ۲۰۵ سے لغایت ۲۰۹ اور باب ۳ اِشلوک ۱۹۵ سے لغایت ۱۹۹

|| باب ۹ اِشلوک ۲۳۲ اور باب ۸ اِشلوک ۲۸۱ سے لغایت ۲۸۳

* باب ۸ اِشلوک ۳۸۰

‡ باب ۸ اِشلوک ۲۷۶ و ۳۷۸ و ۳۷۹

‡‡ باب ۸ اِشلوک ۲۷۲ و ۲۸۳ و ۳۲۵ و ۳۷۷ اور باب ۱۱ اِشلوک ۲۰۵ و ۲۰۶

†† باب ۲ اِشلوک ۱۷۵ سے لغایت ۲۱۰

اپنے هي هاتهه سے لاوے اور در بدر بهیک مانگ کر اوقات بسر کرے † *

اور دوسرا درجه اپني زندگي کا یعني عین شباب کا اپني زوجه وغیره کنبه قبیله کے ساتهه بسر کرے اور اور معمولي کام جو برهمن پر فرض هیں بجا لاے جنکي تفصیل مختصر یهه هي پرهنا اور پرهانا بید شاستر کا اور خیرات دینا اور نذر بهیت لینا هوم یا جگ کرانا اور خود کرنا ان کاموں میں سے بید کا پرهانا نهایت معزز کام هي ‡ یهه عجوب بات هي که اور سب مذهبوں کے بموجب جو لوگ معابدوں کي خدمتیں کرتے هیں یا لوگوں سے عبادت کراتے هیں وهي پوجاري یا کاهن یا مجاور کهلاتے هیں مگر برهمن بطور پیشه کے پوجا کے کام کرنے اور هوم یا جگ کرانے سے ذلیل سمجها جاتا هي § اور برهمنوں کو بتاکید تمام نیچ ذات اور بدچال لوگوں سے نذر بهیت لینے کي ممانعت هي || اور ایسے لوگوں سے بهي جنسے لینا درست هي بهت سي نذر بهیت لینا منع هي اور اگر یهه خواهش جي میں هو تو نهایت احتیاط اور کوشش سے اُسکو دل سے دور کریں * اگر کوئي کسیطرح کي آمدني نرهے تو برهمن کو چاهیئے که صرف بقدر حاجت سله (یعني کهیت میں گرا اناج) چنے یا بهیک مانگے یا کهیتي کرے یهاں تک که تجارت بهي کرلے لیکن کسي حالت میں خدمت نه اختیار کرے اور بازاري لوگوں سے بات چیت نکرے اور گانے بجانے راگ رنگ اور شکار وغیره سے جو دلکو پریشان کریں اور هوش و حواس کو خراب کریں بالکل اجتناب کریں ⊥ *

---

† اب ان باتوں پر بهت کم عمل هوتا هي اگر کچهه کرتے هیں تو صرف وهي طالب علم کرتے هیں جو بید شاستر کے اچهي طرح پابند هیں

‡ باب ۹ اشلوک ۷۵ و ۷۶ و ۸۵

§ باب ۳ اشلوک ۱۸۰ و باب ۳ اشلوک ۲۰۵

|| باب ۳ اشلوک ۸۳ و باب ۱۰ اشلوک ۱۰۱ سے لغایت ۱۱۱ اور باب ۱۱ اشلوک ۱۹۳ سے لغایت ۱۹۷

* باب ۳ اشلوک ۱۸۶

⊥ باب ۳ اشلوک ۲۳ و ۹۳

اور تمام لذات نفسانی سے برهمن کو بچنا چاهیئے اور هر طرح کی ایسی دولت سے جو بید کے پڑھنے میں مخل هو پرهیز کرے ‡ اور تمام دنیوی فخر و عزت سے اِس طرح اجتناب کرے جیسے زهر سے کرتے هیں § مگر برتی رهنے یا اور غیر ضروری سختی کا پابند هونے کی برهمن کو حاجت نہیں || پورا کام جو اُسکو کرنا چاهیئے وہ یہہ هی کہ تحصیل علوم اور رسموں کے بجا لانیکا اچھی طرح پابند رهے اور چال چلن شایستہ رکھے برهمن کی پوشاک بھی ذرا ذرا مقرر کردی گئی هی برهمن کو چاهیئے کہ ایسی صورت بنائے رکھے کہ کرگو شرمیلا اور پاک و صاف سر کے بال اور ڈهاری منڈی هوئی هو اور نفسانی خواهشوں کو دبائے اور سفید جامہ پہنے رهے جسم پر میل کچیل نہو ایک هاتھہ میں بید اور دوسرے هاتھہ میں چھڑی رکھے چنانچہ آج کل بھی جو بڑے مہذب پنڈت هوتے هیں اُنکی ایسی هی صورت هوتی هی اور کانوں میں چمکتی هوئی سونے کے بالی ڈالے رهے * اور جب اُسکے یہہ تینوں ترض ادا هوجاویں یعنی بید پڑھ چکے اور اُسکے اولاد هوجاوے اور مذهبی معمولی رسمیں ادا هوچکیں تو وہ اپنی زندگی کے دوسرے هی درجہ میں اپنا تمام گھر و باهر اور مال متاع اپنے بیٹے کو حوالہ کرکے آپ بطور ایک پنچ یا نیک صلاح کار کے رهوے † *

برهمن کا فرض یہہ هی کہ اپنی زندگی کے تیسرے درجہ یعنی ادهیر عمر کو جنگلوں میں تارک الدنیا هوکر بسر کرے اور لباس اُسکا درختوں کی چھال هو یا کالی هرن کی کھال زمین پر سوئی کوئی بستر نہ بچھاے ناخن اور بال بڑهاے کسیطرح کا مسکن نہ بناے پھل پھلاری کھائے جب

‡ باب ۴ اشلوک ۱۶ و ۱۷

§ باب ۲ اشلوک ۱۶۲

|| باب ۴ اشلوک ۳۴

* باب ۴ اشلوک ۳۵ و ۳۶

† باب ۴ اشلوک ۲۵۷

چاپ رہا کرے اور اور بہت سي سختیاں بھي اُٹھاے یعنے برسات میں
کیساهي مینهه برسے ننگا پڑا رہے جھونپڑي نہ چھائے اور جاڑوں میں نمناک
لباس پہنے رہے اور گرمیوں میں یہہ مصیبت سہی کہ تیز دھوپ میں
اپنے چاروں طرف پانچ جگہہ آگ سلگا کر تپا رہا کرے † اور باحتیاط تمام
پوجاپات اور هوم وغیرہ انجام دیتا رہے اور تمام مذهبي رسموں کو ادا کرتے
رهنا اپنا فرض سمجھے *

اور اپني زندگي کے آخر درجہ یعنے بوڑھاپے میں بھي اسیطرح تنہا اور
علیحدہ رہے جسطرح کہ تیسرے درجہ میں رہتا تھا مگر اب اُمور ظاهري
رسموں کا بجالانا ضرور نہیں صرف دھیان گیان سے لگا رہے اور پوشاک بھي اور
برهمنوں کي مانند پہنا کرے اور پرهیز گاري اگرچہ اب بھي بہتسي چاهیئے
مگر پہلے سي نہیں چاهیئے اور جان بوجھکر سختیاں نہ اُٹھاوے مگر بالکل
نیکي اور صلاحیت کماوے اور اُسکے دلکو صرف خدا کي معرفت سے تسلي
رہے یہاں تک کہ اُسکي روح اس جسم سے اسطرح الگ هو جاے جیسے
کسي درخت کي شاخ پر سے کوئي پرند جب جي چاهے اڑ جاے ‡ *

پس صاف ظاهر هی کہ برهمن اپني عمر کے تین حصوں میں بالکل
دنیا سے خارج رکھا گیا هی اور باقي چوتھے حصہ میں بھي علاوہ بجالانے
رهنے رسموں اور بید کے پڑهنے کے دنیا کي فخر و عزت اور هر طرح کي
دولت کي خواهشوں سے محروم کیا گیا هی ایس منو کے مجموعہ سے
کچھہ تھوڑا سا اور واقف هونے سے معلوم هوجاتا هی کہ یہہ قواعد اُس سے
بھي اگلے زمانہ کے برهمنوں کي حالت کي بنیاد پر بنائے گئے تھے اگرچہ
اب بھي اُنہیں کے بموجب عمل کرنے کي هدایت تھي مگر دولت و
حشمت کي ترغیبوں نے اُنکي عمل میں دخل پایا *

راجہ کو لازم هی کہ اپنا نہایت معتمد مشیر جس شخص کو بنائے

---

† باب ۶ اشلوک ۱ سے لغایت ۲۹
‡ باب ۶ اشلوک ۳۳ سے آخر باب

وہ برہمن † ہو اور برہمن ہي راجہ کو تدبیر مملکت اور انصاف اور تمام علمي باتیں تعلیم کیا کریں ‡ بجز اس خاص اختیار کے جو راجہ اپني ذات پر موقوف رکھے تمام جھگڑہ چکانا برہمنوں کا کام ہي § اور اگرچہ مذہبي اور پاک کتابوں کے پڑھنے کي چھتري اور برہمن دونوں فرقوں || کو اجازت ہي مگر اُنکي تشریح یعنے انفصال خصومات میں یروسنہ لکھنا وغیرہ صرف برہمن ہي پر منحصر ہي †† •

قوانین کا مطلب بیان کرنا برہمنوں پر موقوف رکھا گیا تھا اور ہمکو خود منو کے مجموعہ ہي سے یہہ بات ثابت ہوتي ہي کہ قانون بنانے کے کام میں سے بہت کچھہ برہمنوں کے اختیار میں تھا اور برہمن کے مال کي حفاظت بھي از روے قانون کے ایسي ہي اچھي طرح سے کي گئي ہي جیسے کہ اُسکے اختیار کي کي گئي ہي چنانچہ ہر نیک آدمي * پر یہہ بات واجب اور راجہ ‡ پر فرض ہي کہ برہمنوں کے ساتھہ بڑے سلوک سے پیش آوے یہي وجہہ ہي کہ ہوم اور جگ اور پوجاپات اور اور تمام مذہبي رسوم کے ساتھہ پرم بھوج کرنا یعني برہمنوں کو کھانا کھلانا اور اُنکو دچھنا دیني یعنے نذر بھیت میں کچھہ دینا لگا ہوا ہي ‡‡ اور جو کچھہ برہمنوں کو دیا جاوے اُسکي مقدار ہمیشہ زیادہ ہوني چاہیئے اور ایسے ہوم سے جسکے ساتھہ بہت قلیل دچھنا ہو ہاتھہ پاؤں آنکھہ ناک کان وغیرہ بلکہ تمام جسم و جان اور اولاد اور مویشي اور اس عالم کي نیک نامي اور اُس عالم کي خوشي برباد جاتي ہي ‡‡ •

† باب ۷ اشلوک ۵۸
‡ باب ۷ اشلوک ۴۳
§ باب ۸ اشلوک ۱ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۶۰
|| باب ۱۰ اشلوک ۱
†† باب ۱۲ اشلوک ۱۰۸ سے لغایت ۱۱۳
* باب ۱۱ اشلوک ۱ لغایت ۶ و باب ۳ اشلوک ۲۲۴ سے لغایت ۲۳۵
‡ باب ۷ اشلوک ۸۲ سے لغایت ۸۶
‡‡ باب ۳ اشلوک ۱۲۳ سے لغایت ۱۳۸
‡‡ باب ۱۱ اشلوک ۳۹ و ۴۰

هر ایک سخت عبادت جپ اور تیرتهه وغیره کا کفاره هوسکتا ہے یهه اِس
بزرگ فرقه کو دینے سے هوجاتا هی † اگر برهمن کہیں دفینه پاوے تو سب
کا مالک هو اور اگر کسی اور کو کچهه ملجاوے تو وه راجه لیلیوے پانے والے
کا کچهه حق نہیں البته برهمنوں کو آدها دیوے ‡ اگر کوئي لاوارث مرجاوے
تو اُسکا مال راجه کے بیت‌المال میں جاتا هی مگر لاوارث برهمن کے مرنے
پر اُسکا مال برهمنوں هي میں تقسیم هوتا هی § هر ایک ذي علم برهمن
هر طرح کے محصول سے بری هوتا هی بلکه اگر وه محتاج هو تو اُسکی
پرورش راجه پر لازم هی || اور اگر کوئي شخص برهمن کا سونا چراتا هی
تو راجه اپنے هاتهه سے اُسکو ایک نهایت سخت سزا دیتا هی * اور برهمنوں
کے مال کي حفاظت کے لیئے بڑي بڑي سیاستیں مقرر هیں اور اُنکے مویشی
کے ستانے والے کا تخنه سے نیچے آدها پاؤں کاٹ ڈالا جاتا هی + ۔

چهتریوں کا بیان

اگرچه منو کے مجموعه میں سپاهیوں یعنی چهتریوں کو برهمنوں کے
برابر تو نہیں سمجها گیا مگر پهر بهي بہت بڑي عزت بخشی گئي هی
یهه بات مسلم سمجهي گئي هی که متبرک فرقه یعنی برهمن بغیر سپاهی
فرقه یعنی چهتریونکے اور چهتري بدون برهمنوں کے اقبال مند نہیں هوسکتے
اور یهه کامیابي اِس جہان اور اُس جہان میں دونوں کے ملاپ اتفاق پر
منحصر هی ++ جیسا که تمام احکام سیاست میں برهمن اور سب فرقوں
پر برتري رکهتا هی اُسیطرح چهتري متعلق فرقه یعنی بیش پر فوق رکهتے

† باب ۱۱ اِشلوک ۱۱۷ و ۱۲۱ سے لغایت ۱۳۹
‡ باب ۸ اِشلوک ۳۷ و ۳۸
§ باب ۹ اِشلوک ۱۸۸ و ۱۸۹
|| باب ۷ اِشلوک ۱۳۳ و ۱۳۴
* باب ۸ اِشلوک ۳۱۴ سے لغایت ۳۱۶ و باب ۱۱ اشلوک ۱۰۱
+ باب ۸ اِشلوک ۳۲۵
++ باب ۹ اشلوک ۳۲۲

هیں † راجہ اِسي فرقه میں سے هوتا هی اور غالباً اکثر معمولي وزیر بهي اِسي فرقه میں سے هوتے هیں ‡ اور تمام جنگي کار و بار اور بالکل لشکري عهدے اور سپہ سالاري وغیرہ القصه ساري حکومت کے کاموںکے اختیار اِسي فرقه کا ذاتي حق سمجها گیا هی یهہ بات جاننے کے قابل هی که برهمنوں نے باوجود اِسبات کے که مجموعه قوانین کا بنایا بجز اُسکي تشریح بیان کرنے اور اِنفصال خصومات میں پیوسته لگے رہنے کے اِنتظام حکومت اپنے اختیار میں نہیں رکها چهتریوں کے فرض یهہ بیان کیئے گئے هیں کهلوگوں کو اپني پناہ میں رکهکر هر طرح کي حفاظت کرنا هوم کرنا خیرات دینا بید پڑهنا اور نفساني خواهشوں کو دبائے رکهنا § *

متعلقي فرقه بیش کا بیان

بیش فرقه کي کچهه بڑي عزت نہیں کیونکه برهمن کو مهمانداري کرنے کے بیان میں هدایت کي گئي هی که بیش کے ساتهه بهي مروت سے پیش آوے اُسکو بهي اُسوقت کهانا دے جبکه اپني اور متوسلوں کو دیتا هو || علاوہ داد دهش کے اور هوم کرنے اور بید پڑهنے کے بیش کا کام مویشي پالنا تجارت کرنا روپیه سود پر قرض دینا اور کهیتي کرنا هیں * جو کار اُسدني علم بیش کو تحصیل کرنا لازم هی وہ اور فرقوں کے علم سے بہت زیادہ هی کیونکه اُسکو علاوہ مویشیوں سے بچے لینے کے طریق اور اپنے ملک کي جنسوں اور اقسام اراضي سے بخوبي واقف هونے کے غیر ملک کي حاجتوں اور جنسوں کا علم رکهنا اور اور ملکوں کي مختلف زبانوں کا سمجهنا اور هر ایسي شی سے واقف هونا جو خرید و فروخت سے متعلق هو اور مزدوروں کي اُجرتوں کا جاننا بهي ضروري هی ‖ *

† باب ۸ اِشلوک ۲۹۷ و ۲۹۸

‡ باب ۷ اِشلوک ۵۴

§ باب ۱ اِشلوک ۸۹

|| باب ۳ اِشلوک ۱۱۲

* باب ۱ اِشلوک ۹۰

‖ باب ۹ اِشلوک ۳۲۹ سے لغایت ۳۳۲

خدمتگار یعني شودر فرقه کا بیان

شودر فرقه کے آدمیوں کا فرض مختصر یہه بیان کیا گیا هی که اور فرقوں کي وہ خدمت کیا کریں † لیکن اور مقاموں میں یہه بات مفصل بیان کي گئي هی که اُسکا بڑا فرض برهمنوں کي خدمت کرنا هی ‡ اور اُسکو اسبات کي خاص اجازت هی که اگر وہ نان و نفقه کا محتاج هو اور برهمنوں کي خدمت حاصل نہوسکے تو چهتریوں کي خدمت اختیار کرے اور اگر چهتري کي خدمت بهي نه میسر آسکے تو کسي مالدار بیش کي خدمت کرے § اور یہه عام قاعدہ ٹهرایا گیا هی که مصیبت کے زمانه میں هر فرقه اپنے سے ادنی فرقه کے کام کرنے لگے مگر کسي حالت میں آپ سے اعلی فرقه کے کاموں میں هاتهه نڈالے شودر فرقه سے نیچے اور کوئي فرقه نہیں هی اگر اِس فرقه کے لوگوں کو اُنکا معمولي کام نمل سکے تو وہ دستکاري کے کام مثل معماري اور نجاري اور مصوري اور محرري کے اختیار کرلے ‖ شودر کو بید شاستر اور مذهبي کتابیں پڑهنے کي اجازت نہیں البته هوم کرنے کي اجازت هی * لیکن برهمن کا اُس سے هوم وغیرہ کروانا ایسا سخت گناہ هے که کفارہ دینا پڑتا هی ǂ اور برهمن کو شودر کے روبرو بهي بید کا پڑهنا درست نہیں ǂǂ شودر کو دهرم شاستر کے مسئله سکهانا یا اُسکے گناہ کے کفارہ کا طریق بتانا برهمن کو اُس دوزخ میں ڈالتا هی جسکو اسم ورتا کہتے هیں

---

† باب ۱ إشلوک ۹۱

‡ باب ۹ إشلوک ۳۳۴

§ باب ۱۰ إشلوک ۱۲۱

‖ باب ۱۰ إشلوک ۹۹ و ۱۰۰ منو کے مجموعه میں شودر کو کاشتکاري کرنے کي اجازت میں کہیں نہیں دیکهتا جسکو لوگ کہتے هیں که اِس کتاب میں کسي موقع پر علانیه هی مگر اِس زمانه میں یہه لوگ اِسقدر کثرت سے کاشتکاري کرتے هیں که گویا یہه کام خاص اُنهیں کي ذات کا خیال کیا جاتا هی

* باب ۱۰ إشلوک ۱۲۷ و ۱۲۸

ǂ باب ۱۰ إشلوک ۱۰۹ سے لغایت ۱۱۱ و باب ۱۱ إشلوک ۴۲ و ۴۳

ǂǂ باب ۳ إشلوک ۹۹

اُسکو دنیا کے کاموں میں بھي نصیحت کرنا ممنوع ہی † برھمن کو ایسي
سخت اور مکرر سکرر تنبیہہ اور تاکید کسي اور جرم پر نہیں کي گئي ہی
جیسي شودر سے نذر بھینٹ لینے کے اِمتناع میں کي گئي ہی اور اِس جرم
کا کفارہ جب تک کہ وہ اُس دچھنا کو واپس نکردے تپتہہ جاترہ سے بھي
نہیں ہوسکتا ‡ اگر کسي برھمن کي فاقہ سے جان لب پر آجاوے تو شودر
سے خشک اناج لیلینا روا ہی مگر اُسکے ہاتھہ کا پکا ہوا نکھاوے شودر اپنے
آقا کے پس خوردہ سے پالا جاوے اور اوترے ہوئے پھٹے پرانے کپڑے پہنے § وہ
شودر کو اگر کچھہ مقدور بھي ہو تو دولت جمع کرنے کي اِجازت نہیں وجہہ
اِسکي یہہ ہی کہ وہ دولتمند ہوکر شاید کسي برھمن کو رنج پہونچائے || اگر
کوئي شودر کسي اعلی فرقہ میں کے آدمي کو گالي دے تو اُسکي زبان کاٹ
لیجاوے * اگر کوئي شودر برھمن کے پاس ایک ہي فرش پر بیٹھہ جاوے
تو اُسکے چوتڑوں کا گوشت کاٹ ڈالا جاوے ⊥ اگر شودر برھمن کو دھرم کي
باتیں بتائے تو اُسکے منھہ اور کانوں میں کھولتا ہوا تیل ڈالدیں ⊥⊥ ٭

اِسي طرح کے اور بھي ایسے قانون ہیں جنہیں خواہ مخواہ ضدي اور
اور نہایت بیرحمي اُنسے ظاہر ہو جنمیں اور اعلی فرقوں کي رعایت سے
شودر فرقہ پر نہایت سختي مقرر کي گئي ہی شودر ذلیل کو کہتے ہیں
‡‡ اور اُسکے قتل کا کفارہ بھي مذہب کي روسے وہي ہی جو بلي کتے اور
چھپکلي مینڈک اور الو اور بہت سي قسم کے جانوروں کے مار ڈالنے کا کفارہ
ہی §§ ٭

† باب ۴ اِشلوک ۸۰ و ۸۱
‡ باب ۱۱ اِشلوک ۱۹۴ سے لغایت ۱۹۷ و باب ۱۰ اشلوک ۱۱۱
§ باب ۱۰ اِشلوک ۱۲۵
|| باب ۱۰ اِشلوک ۱۲۹
* باب ۸ اِشلوک ۲۷۰
⊥ باب ۸ اِشلوک ۲۸۱
⊥⊥ باب ۸ اِشلوک ۲۷۲
‡‡ باب ۲ اِشلوک ۳۱
§§ باب ۸ اِشلوک ۳۱۳

اگرچہ شودر کی ذات کیسے ہی کچھ کیوں نہ ظاہر ہو مگر اُسکی اصل وقعت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ شودر کو عموماً خدمت کرنیوالا بیان کیا گیا ہی مگر اکثر مقاموں میں یہہ صاف لکھا ہی کہ اگر شودر کو اُسکا مالک آزاد بھی کردے تب بھی وہ خادم کا خادم ہی رہتا کی مخدوم نہیں بنجاتا کیونکہ جو حالت اُسکو خالق نے بخشی ہی اُس میں سے کون اُسے نکال سکتا ہی † باوجود اِسکے یہہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ وہ کبھی غلام ہوتا ہی کیونکہ اُسکو اختیار حاصل ہی کہ جسکی جی چاہے خدمت کرے اور اپنے لیئے تجارت کرنا بھی مختار ہی اور نقل مکان کرنے کے اِمتناع میں جو قانون ہیں اُنسے شودر لوگوں کے آزاد ہونے سے ‡ اِسبات کے بھی یقین کرنے کی کوئی وجہہ نہیں کہ وہ لوگ ملک کے غلام ہیں حقوق مالکانہ جنسے غلام محروم تھے § بہت مقاموںمیں انکی نسبت ثابت ہوتے ہیں || اور اُنکو مار پیٹ سے بھی قانوناً محفوظ رکھا گیا ہی یہاں تک کہ اُنکے مالک بھی اُنکو قانون کے بموجب تنبیہہ تادیب کرسکتے ہیں اور یہی حال اُنکے جورو بچوں وغیرہ کا ہی * بہر کیف شودر فرقہ کے لوگوں کی حالت قدیم زمانہ کی جمہوری سلطنتوں کی غلاموں یا متوسط زمانہ کے باجیوں اور اور ہر خادم فرقوں کی حالت سے جنکو ہم جانتے ہیں بہتر تھی *

مخلوط ہو جانا فرقوں کا

اگرچہ ان مختلف فرقوں کا امتیاز نہایت مضبوطی سے قایم کیا گیا تھا مگر اُنکے مخلوط ہونے کے لیئے جو تدبیریں مقرر کی گئی تھیں اُنپر ایسی توجہہ نہوتی تھی جیسی کہ پچھلے دنوں میں ہونے لگی اس امیزش

† باب ۸ اشلوک ۴۱۴

‡ باب ۲ اشلوک ۲۴

§ باب ۸ اشلوک ۴۱۶

|| باب ۹ اشلوک ۱۴۷

* باب ۸ اشلوک ۲۹۹ ، ۳۰۰

کي امتناع میں جو قانون بنے تھے اُنکي بنا زیادہ تر برتر فرقوں کي مورثوں کے فخر کے تعصب پر تھي کچھہ نسل کي حفاظت کے لیئے نہ تھي تینوں اعلی فرقوں کے مردوں کو آپ سے کم درجہ کي † عورت سے شادي کرنیکي اجازت دي گئي هی لیکن شرط یہہ هی کہ اپنے خاندان میں اُسکو برتر مرتبہ ندیویں ‡ لیکن آپ سے برتر درجہ کي عورتوں سے شادي کرنے کي اجازت نہیں هی چنانچہ برتر درجہ کي عورتوں کے پاس ناجایز اسد و رفت کرنے کي نسبت نہایت سخت سزائیں قانون میں مندرج هیں § ایسي شادي کرنے والوں کي اولاد جو آپ سے کم درجہ کي عورت کے ساتھہ شادي کریں اُنسے بہت کم مرتبہ رکھتي هی || مثلاً ایک برهمن کي اولاد جسنے آپ سے ایک درجہ کم عورت سے شادي کي هو ان دونوں میں متوسط مرتبہ والي هوتي هی * اور اگر ان متوسط مرتبہ والوں کي بیٹیوں کي سات پشت تک متواتر برهمنوں کے ساتھہ شادي هووے تو وہ نسل پھر متبرک هو جاتي هی ↓ لیکن شودر کي ایسي اولاد جو برهمني سے هو چندال هوتي هی ‡‡ اور یہہ چندال اگر اعلی فرقوں کي عورتوں سے صحبت کریں اور اُنسے اولاد پیدا هو تو هو مرتبہ اپنے جنانے والے سے زیادہ ناپاک هوتي جاویگي ‡‡ *

معلوم ایسا هوتا هی کہ یہہ سب فرقہ منو کے وقت میں بھي کھانا ایک دوسرے کے ساتھہ باهم بیٹھکر نہ کھاتے تھے اور برهمن جو اور برهمنوں کي اپني رغبت سے دعوت کرے اُسمیں اور اُس کھانا کھلانے میں ایک

---

† باب ۲ اشلوک ۲۳۸ سے لغایت ۲۴۰ و باب ۳ اشلوک ۱۳

‡ باب ۳ اشلوک ۱۴ سے لغایت ۱۹

§ باب ۸ اشلوک ۳۶۶ و ۳۷۴ لغایت ۳۷۷

|| باب ۱۰ اشلوک ۱۱ سے لغایت ۱۹

* باب ۱۰ اشلوک ۶

↓ باب ۱۰ اشلوک ۶۴

‡‡ باب ۱۰ اشلوک ۱۲

‡‡ باب ۱۰ اشلوک ۲۹ و ۳۰ اب نیچی کے درجہ کي عورت سے شادي کرنا منع هے

عجیب فرق ہی جو کسی برہمن چھتری کو قانون کی رو سے خود اپنے ہاتھہ سے برہمن کو پکاکر کہلانا پڑتا ہی † انہیں منو کے مجموعہ میں سوائے شودر کے اور فرقوں کے آدمیوں کو آپسمیں ساتھہ کہانے یا ایک دوسرے کے ہاتھہ کا پکا ہوا کہانے کی جس سے اس زمانہ میں ذات جاتی رہتی ہی کہیں ممانعت معلوم نہیں ہوتی اور شودر کے ساتھہ یا اُسکے ہاتھہ کا پکا ہوا بھی کہالینے کے گناہ کا کفارہ صرف سات روز اکی جو پہلے سے ہو جاتا ہی ‡ معلوم ایسا ہوتا ہی کہ گناہ کرنے یا گناہ کرکے اُسکا کفارہ نہ ادا کرنے سے ذات جاتی رہتی تہی ٭

یہہ بات غور کرنے کے قابل ہی کہ ان چاروں فرقوں میں کاریگر کسی فرقہ میں شامل نہیں البتہ شودر کو یہہ اجازت ہی کہ جب اُسکو معمولی خدمت نہ ملے تو وہ کاریگری کے کام کرے مگر یہہ نہیں بیان کیا گیا کہ صنعت کن لوگونکا معمولی کام ہی دسویں باب کے چند مقاموں سے معلوم ہوتا ہی کہ ان معمولی فرقوں کی امیزش سے جو گروہ پیدا ہوئی کاریگری اُنکا پیشہ ٹہرا جیسا کہ اب بھی ہوتا ہی اور یہہ ایسی بات ہی جسکی بنیاد سے ہم یہہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ ذاتوں کی تقسیم ایسے زمانہ میں کی گئی جس میں کاریگری اور فن نہایت اختصار کے ساتھہ پہلے ہی پہلے شروع ہوئے ہونگے جسکے سبب سے ہر فن کے لیئے علحدہ کاریگروں کی ضرورت نہوگی اور ہم یہہ بھی سمجھہ سکتے ہیں کہ قوموں کے تقسیم ہونے سے اس مجموعہ کے مرتب ہونے تک بہت سی نسلیں گذری ہونگی اور اس زمانہ میں جو اکثر فرقے اصلی تقسیم کے بعد قائم ہوئے صدہا پیشے اُنسے متعلق ہوگئے ہونگے ٭

---

† باب ۳ اشلوک ۱۰۱ سے اشلوک ۱۱۳

‡ باب ۱۱ اشلوک ۱۵۳

دوسرا باب

گورنمنٹ یعني حکومت کے بیان میں

راجه

* اسطرح کي ترتیب دیا ہوا گروہ خلقت کا ایک خود مختار راجه کے اختیار میں رہتا تھا منو کے مجموعه نے اُس باب کے شروع هي میں جو انتظام ملک کے بیان میں هی راجه کي عظمت اور اختیار ظاهر کرنے میں جسکو کوئي روک نہیں سکتا ایسا شاعرانه مبالغه کیا گیا هی که راجه کو خدا کي برابر ٹھرادیا هی † راجه کسي قانوني بندش کا جو کسي انسان نے تجویز کي هو تابع نہیں ہوتا تھا اگرچه اُسکو ایک موقع پر ‡ سزا کا خوف دلایا گیا هی اور دوسرے موقع پر § جرمانه سے ڈرایا گیا هی مگر اس سزا یا جرمانه کے عمل میں آنے کا کوئي طریقه نہیں معلوم ہوتا اور راجه کے اہلکاروں اور فوج کے افسروں وغیرہ کو بجز اسبات کے که جو کچھه راجه کا حکم اور مرضي هو وه کریں کوئي باقاعدہ قانوني اختیار حاصل نه هوتا تھا مگر یہه یقین هی که راجه اُن قاعدوں اور قانون کا ضرور پابند ہوتا ہوگا جو خدا کیطرف سے قرار پائے ہوئے سمجھے جاتے تھے اور جو دبدبه که برہمنوں کو راجه اور اُسکي رعایا پر حاصل تھا اُس سے منو کے مجموعه کے احکام کو بڑي مدد پہونچتي تھي اور ضرور هی که راجه اور ظالم حاکموں کي طرح رعایا کي بغاوت کے ڈر سے بھي حد سے باهر قدم نه دھرتے ہونگے || *

---

† باب ۷ اشلوک ۱ سے لغایت ۱۳

‡ باب ۷ اشلوک ۲۷ سے لغایت ۲۹

§ باب ۸ اشلوک ۳۳۶

|| ناٹک ناٹ میں جو ایک ساتک سنه عیسوي کے شروع کا لکھا ہوا هی اُسمیں راجه کو ظلم کے سبب کائیوں کے وزیز نے تخت سے اُتارا هی اور دوسرے ساتک میں جسکا نام اوتارا راماچرتا هی بڑے راجه رام نے لوگونکي فریاد سے اپني محبوب راني کو بمجبوري بےوطن کیا اسکو ولسن صاحب کي هندو کي تماشاگاہ نام کتاب میں دیکھو

راجه کے سنگاسن پر بٹھانے جانے سے یہه غرض بیان کی گئی هی که وہ ظلم اور تعدي کي روک تھام کرے اور بد اعمالوں کو سزا دے" سزا جاگتی رهتي هی جب که پهره والے سو جاتے هیں" اگر راجه سیاست نکرے تو زبردست کمزور کو اسطرح بھون کر کھا جاے جیسے مچھلي کو سیخ پر" اور کوئي شی کسیکي ملکیت نرهے اور هر ادنی هر اعلی کو تباہ و برباد کر دے" † *

راجه کے فرض عموما یہه بیان کئے گئے هیں که وہ اپني قلمرو میں عدل و انصاف کرے اور غیر ملکي دشمنوں کے ساتهه سخت سزا اور سیاست سے پیش آوے اور دوستوں کے ساتهه نفاق نه برتے اور برهمنوں پر شفقت رکھے ‡ اور برهمنوں کے ساتهه ادب سے پیش آوے اور حیا اور دلجمعي کی باتیں اُنہیں سے سیکھے اور اِنصاف اور تدبیر سلطنت اور علم معرفت اور علم الهیات بھي اُنہیں سے سیکھے اور رعایا سے فن کاشتکاری اور تجارت اور اور عمدہ فنون یاد کرے § اور حظ نفس اور غصه و غضب اور کاهلي سے آپ کو بچائے رکھے *

اِنتظام حکومت

راجه سات شخص وزیر یا مشیر رکھے (معلوم هوتا هی که یہه چھتریوں میں سے هوتے هونگے) اور اُن سب پر ایک عالم برهمن کو ممتاز رکھے جسپر کامل اعتماد اور بھروسه راجه کا هو اور اور افسروں کو بھي مقرر کرے جنمیں سب سے ممتاز وہ هوتا تھا جسکو ایلچي کہا گیا هی عہدي دانست میں اِس شخص کو غیر ملکي معاملات کا وزیر سمجھنا چاهئیے یہه شخص اور افسروں کیطرح عالي خاندان اور دانا اور تیز فهم اور بڑا لئیق اور دیانتدار اور هر دل عزیز اور چست و چالاک اور ملکوں اور زمانه سے واقف اور

---

† باب ۷ اِشلوک ۱۳ سے لغایت ۲۶

‡ باب ۷ اِشلوک ۳۲

§ باب ۷ اِشلوک ۴۳

خوبصورت اور فصیح هو اور فوج کا بندوبست واسل سپه سالار کے اختیار میں هو اور سیاست اور سزا دهی حکام عدالت کے اختیار میں هو اور خزانه اور ملک کا انتظام خود راجه کی ذات پر منحصر رهے اور جنگ اور صلح غیر ملکی معاملات کے وزیر کے قبضه میں رهے † اس میں کچهه شک نهیں که ان سب محکموں کی نگرانی راجه خود کرتا تها لیکن جب وه کثرت کام سے تهک جاتا تو کسی اپنے وزیر اعظم سے جو کام لینے کا اختیار رکهتا تها ‡ اور اپنی قلمرو کا انتظام بهت سے افسروں کے ذریعه سے اسطرح پر کرے که ایک ایک قصبه اور گانوں پر حاکم مقرر کرے اور انپر دس دس قصبوں کا حاکم اور انپر سو سو گانوں اور قصبوں کا حاکم اور انپر هزار هزار گانوں اور قصبوں پر حاکم مقرر کرے ان تمام حاکموں کو راجه مقرر کرے اور وه سب جرموں اور سزاؤں کی اطلاع اپنے حاکم بالا دست کو کیا کریں اور هر گانوں یا ایک قصبه کے حاکم کو اسکی خدمت کے عوض میں وه غله وغیره اور چیزیں ملا کریں جنکو پانیکا اس گانوں یا قصبه سے راجه مستحق هو اور دس گانوں یا قصبوں کے حاکم کو دو هل کی زمین اور سو گانوں یا قصبوں کے حاکم کو ایک چهوٹے گانوں کی آمدنی اور هزار گانوں کے حاکم کو ایک بڑے گانوں کی زمین ملے § ‡

اور یهه سب حاکم بڑے درجے اور صاحب اختیار گورنروں کی نگرانی میں رهیں اور هر بڑے قصبه یا شهر میں ایک گورنر رهے اور وه ان تمام خرابیوں اور بد اعتدالیوں کا انسداد کیا کرے جنپر ظلم کے حاکم بالطبع مائل هوتے هیں || اور ملک کے منقسم بلحاظ فوج کے بهی هوے تهے

† باب ۷ اشلوک ۵۴ سے لغایت ۶۱

‡ باب ۷ اشلوک ۱۴۱

§ یهاں صورت یعنی ایک گانوں کی حکومت کا معاوضه وه تهوڑا تهوڑا سا حصه هوتا تها جو اب بهی پٹهانوں کو ملتا هی اور پانچ تین صورتوں میں جو گانوں انکو ملتا تها اسمیں سے زمین کی پیداوار کے اس حصه کے وه مستحق هوتے تهے جو راجه کا پانیکی هوتا تها

|| باب ۷ اشلوک ۱۱۹ سے لغایت ۱۲۳

ایک ایک گروہ برج کا ایک ایک حصہ ملک میں رہے جسکا افسر
نہایت عمدہ شخص ہو یہہ ضرور نہیں کہ اسکے ضلع کی حدیں ملکی
حاکم کے ضلع کی حدوں کی مطابق ہوں *

محاصل کا بیان

ہر قسم کی کاشتکاری کی پیداوار کا وہ حصہ جو راجہ کا حق ہو اور
تجارت کے محصول اور خوردہ فروشوں اور اور دکانداروں پر تھوڑا تھوڑا
سالانہ محصول اور پیشہ وروں سے ایک مہینے میں ایک دن کی بیگار ملک
کا محاصل ہوتا ہی † سوداگروں کے مال پر اسکی اصل قیمت اور راہ
خرچ اور خالص منافع کے لحاظ سے محصول لگانا چاهیئے محصول کی شرح
یہہ ہی کہ مویشیوں اور جواهرات اور سونے چاندی پر جو سال بھر میں
سرمایہ پر بڑھے اسکا پچاسواں حصہ محصول ہو اور لڑائی کے وقت میں
بیسویں حصہ تک زیادہ کرنے کا مضایقہ نہیں اور غلہ میں بارھواں یا
آٹھواں یا چھٹا حصہ (بموجب زمین اور اسکی کاشت کی محنت کے)
مقرر ہو ‡ اور ضرورت میں اسکی بھی چوتھائی تک بڑھالینے میں قباحت
نہیں تمام سرکاری محاصل میں یہی ایک ایسی رقم معلوم ہوتی ہی جو
سب سے بڑہ کر ہو اور درختوں اور شہد اور خوشبوؤں اور گوشت اور اور
بہت سی قدرتی پیداواریں اور مصنوعی چیزیں جو سال بھر میں ترقی
پکڑیں انکی خالص ترقی کا چھٹا حصہ محصول قرار دیا جاوے § *
اور ہر ایک بیع و شرا کے منافع پر بحساب فیصدی بیس روپیہ سرکار
کا حق ہی || لاوارث مال و متاع کا بھی راجہ ہی مالک ہوتا ہی اور تمام
وہ مال بھی جسکا مالک موجود نہو تین برس اشتہار دینے کے بعد اگر نہو

---

† باب ۷ اشلوک ۱۳۷ و ۱۳۸

‡ بریکٹ میں جو لفظ ہیں انکو مسمی کلوکا مفسر نے اصل متن پر زیادہ کر دیا ہی *

§ باب ۷ اشلوک ۱۲۷ لغایت ۱۳۲

|| باب ۸ اشلوک ۳۹۸

برس کي اندر اندر وہ نہ آجاوے راجہ کا ہو جاتا ہی † اور راجہ علاوہ اُن کانوں کے جو اُسکے خاص قبضہ میں ہوں اور تمام معدنیات کے نصف کا حقدار ہوتا ہی ‡ اور معلوم ہوتا ہی کہ بعض قسم کے اسباب میں یہہ حق بھي راجہ کا ہوتا تھا کہ جب تک اُنکو خرید نکرے تب وہ اسباب سواے کوئي خرید نکرسکے § *

کہا گیا ہی کہ منو کے مجموعہ میں علاوہ اُن حقوق کے جو بیان ہوئے راجہ کو کل ملک کي زمین کا مالک بھي ٹہرایا گیا ہی اور اسبات کا ثبوت باب ٨ اشلوک ٣٩ سے جس میں راجہ کو زمین کا اعلی درجہ کا مالک قرار دیا ہی اور باب ٨ اشلوک ٢٤٣ سے بھي جس سے پایا جاتا ہی کہ زمین کا مالک اگر کاشت نکرے تو راجہ اُس سے مار پرس کرتا ہوتا ہی اِسکا جواب یوں دیا گیا ہی کہ پہلے حوالہ کي تردید باب ٧ کے ساتویں اِشلوک سے جسمیں راجہ کو دریاؤں اور آسمانوں کا مالک بیان کیا گیا ہی ہوتي ہی اور دوسرے حوالہ کو صحیح نہیں مانا جاتا ہی اگر وہ صحیح بھي ہو تو اُسمیں صرف یہہ مصلحت ہوگي نہ راجہ زمین کے مالک کي غفلت کے سبب سے اپنے حصہ سے محروم رہے علاوہ اِسکے ایک اور مقام پر باب ٩ اِشلوک ٤٤ سے راجہ کا دعوی رد کیا گیا ہی یعني اُسمیں لکھا ہی کہ زمین کا مالک وہ ہی جسنے جنگل کاٹا اور مفسر اِسکي اِسطرح تشریح کرتا ہی کہ جسنے زمین کو صاف کیا اور اُسپر کاشت کي لیکن نصفیہ اِسبات پر ہی کہ جب راجہ کا حصہ ایک چوتھائي یا ایک چھٹا قرار پاچکا تو باقي تین چوتھائي یا پانچ چھٹے حصوں کا مالک کوئي اور ہوگا جسکي زیادہ تر اُس زمین سے غرض متعلق ہوگي ‖ مگر یہہ عجیب بات ہی کہ اِس مجموعہ میں رعایا کے زمین

---

† باب ٨ اشلوک ٣٠ ‡ باب ٨ اشلوک ٣٩

§ باب ٨ اشلوک ٣١

‖ رعایا کے زمین کے مالک ہونے پر جو دلائل ہیں وہ ولکس صاحب کي تاریخ میسور کے حصہ اول کے پانچویں باب میں مندرج ہیں اور تتمہ میں بھي ہیں اور مل صاحب کي تاریخ ہندوستان عہد انگریزي کي جلد اول کے صفحہ ١٨٠ میں وہ دلائل جو راجہ کے زمین کے مالک ہونے پر ہیں لکھے ہیں

کے مالک ہونیکی نسبت بہت کم اشارہ کیا گیا ہی حالانکہ بہت موقعوں پر اسکا ذکر ضرور ہونا چاہیئے تھا البتہ صاف صاف یہاں اِسبات کا آٹھویں باب میں اِشلوک ۲۶۲ سے ۲۶۵ تک جو زمین کی حدود کے بیان میں ہی کیا گیا ہی اور باب ۹ اِشلوک ۴۹ و ۵۲ سے لغایت ۵۳ میں یہہ بات سمجھہ اپنے سے ثابت کی گئی ہی کہ ایک شخص کا بیج دوسرے شخص کی زمین میں بویا گیا ہی اور باب ۳ اِشلوک ۲۳۰ و ۲۳۳ میں زمین کے ہبہ اور وقف کرنے کا ذکر اِسطرح پر کیا گیا ہی کہ لوگوں کو زمین کے بخشنے کا حق تھا مگر اِن دونوں آخر کے فقروں کے یہہ بھی معنی سمجھے جاسکتے ہیں کہ زمین کی ملکیت کا حق صرف راجہ یا کل گانوں کو حاصل تھا اِس مجموعہ میں ورثہ کے تقسیم اور رہن کے قواعد اور جلا وطنوں کی ملکیت کے احکام اور لوگوں کی دولت کے بیان میں ہر قسم کی ملکیتوں کا ذکر ہی مگر زمین کا مطلق ذکر نہیں اگر باب ۸ کے اِشلوک ۲۶۲ سے ۲۶۵ تک کی سند نہوتی جسکا اوپر ذکر ہوا تو ہم ضرور یہہ سمجھتے کہ زمین گانوں والوں کے آپس میں تقسیم تھی جیسا کہ اب بھی ہندوستان کے بہت سے مقاموں میں ہی اور یہی قاعدہ شاید عام ہوگا اور لوگوں کو گانوں میں کی وقف زمینوں میں سے یا راجہ کے حصہ پیداوار میں سے اِنعام و اکرام ملتا تھا *

دربار کا بیان

راجہ کو ہدایت کی گئی ہی کہ اپنی راجدھانی اپنے ملک میں سے ایسے مقام پر قرار دے جو نہایت زرخیز اور سر سبز و شاداب ہو اور اُس تک مخالفوں کی رسائی مشکل ہو اور حملہ کرنیوالوں کو رسد نہ ملے اور اپنی گڈھی کو سپاہیوں اور ذخیروں سے ہمیشہ معمور رکھے اور اُسکے بیچا بیچ میں اپنا محل نہایت شاندار اور ایسا مستحکم بنارے کہ اُسمیں بھی دشمنوں کے حملہ سے پناہ مل سکے اور درختوں اور چشموں

سے سر سبز و شاداب رکھے اور ایک ایسی رانی پسند کرلے جو اُونچے
خاندانی اور حسن میں شہرہ آفاق ہو اور گھر کا پروہت مقرر کرے † *

راجہ رات کے پچھلے پہرے اُٹھکر بلدان اور پوجا پات کرکے ایک عمدہ
اور نفیس دیوان خانہ میں دربار کرے اور اپنی رعایا پر مہربانی اور شفقت
کی نظر رکھے اور بعد اِسکے کہیں جنگل میں درختوں کے جھرمٹ میں
یا پہاڑ وغیرہ کی کسی بلندی پر جہاں اُسی تیر کا گذر ہو اپنے مشیروں
کو جمع کرے اور بولنیوالے جانوروں اور توتوں کی بھی احتیاط رکھے پھر
ورزش اور اشنان کرکے اپنے خاص کمرہ میں کھانا کھاوے اب اسوقت اور
آدھی رات کو اپنے گھر کے اِنتظام اور اپنے کام کے نوکروں کی موقوفی بحالی
اور اپنے ذاتی کاموں کو انجام دے ‡ اسکے بعد کچھہ تفریح طبع بھی کرے
پیدل فوج کا ملاحظہ کرے اور دن چھپے مذہبی فرض جسکو سندھیا کہتے
ہیں ادا کرکے قاصدوں کے کاغذات سنے اور اس کام سے فارغ ہوکر اپنے خاص
خلوتخانہ میں رات کا کھانا کھاکر اور کچھہ دیر رقص و سماع سے دل بہلاکر
آرام کرے § *

مگر یہہ معقول اور خوشنما سلسلہ بسر اوقات کا اُن بہت سی احتیاطوں
سے توڑا گیا ہے جنکے سبب سے ایشیا کے بادشاہوں کے تمام عہد زندگی میں
خلل پڑتا ہے چنانچہ یہہ ہدایتیں کی گئی ہیں کہ راجہکی رسوئی نہایت
معتمد آدمی پروسا کریں اور کھانے کے ساتھہ ہی زہر کی دفع کرنیوالی دوا
بھی موجود رہا کرے اور جبکہ وہ ایلچیوں کو دربار میں بلاوے یا کسی اور
موقع پر ملاقات کرے تو مسلح ہو خالی ہاتھہ نرہے اور اپنے محل کی
خادمہ اور چھوکریوں کی اِس اندیشہ سے تلاشی لیا کرے کہ اُنکے پاس
کچھہ ہتھیار پوشیدہ نرکھے ہوں غرض کہ اندر باہر اُسکو ہمیشہ اپنے دشمنوں
کی سازشوں سے ہوشیار رہنا چاہئیے اِس مجموعہ کے اِس باب حکومت میں

† باب ۷ اشلوک ۶۹ لغایت ۷۸
‡ باب ۷ اشلوک ۱۴۵ لغایت ۱۵۱
§ باب ۷ اشلوک ۲۱۶ لغایت ۲۲۲

میں بہت سے قواعد امور ملکی معاملات کے ہیں کہ کسطرح غیر ملکوں کے ساتھہ پیش آنا اور کسطرح جنگ اور صلح کرنا چاہیئے اور یہہ سب باتیں اُن بہت سی دلیلوں کے ثبوت سے جنسے ظاہر ہوتا ہی کہ ہندوستان نہایت قدیم زمانہ میں بہت مختلف چہوٹی چہوٹی سلطنتوں میں منقسم تہا اور نیز اُن آثار کے سبب سے جنسے معلوم ہوتا ہی کہ لوگ تربیت یافتہ تہے اور بس دلچسپ ہیں مثلاً لکہا ہی کہ راجہ اپنی حفاظت نہایت ہوشیار اور چوکنا رہنے اور ساز و سامان درست رکہنے سے کرے کبہی دغا اور فریب کام میں نہ لاوے کوئی کام دہوکہ کا نکرے † دشمن کے ٹالنے کی چار تدبیریں ہیں اول تو کچہہ نذر و نیاز دیدینا دوسرے اُسکے رفیقوں میں پہوٹ ڈلوا دینا تیسرے خط کتابت سے صلح کرلینا چوتہے بدرجہ مجبوری لڑنا کہتے ہیں کہ عقلا پچہلے دونوں طریقوں کو ترجیح دیتے ہیں ‡ راجہ اپنے نہایت قریب ہمسایوں اور اُن راجاؤں کو جنسے صلح ہو دشمن سمجہے اور اُسے بعید کے رہنیوالوں کو دوست اور اُنسے بہی بعید کے راجاؤں کو نہ دوست نہ دشمن § یہہ بات قابل اطلاع کے ہی کہ مشکلوں کے دفعیہ کی جو تدبیریں بتائی گئی ہیں اُنمیں اپنے آپ سے قوی سلطنت کی پناہ چاہنا عمدہ تدبیر ہی || مگر معلوم ہوتا ہی کہ اس پناہ لینے میں اُس سلطنت کا بالکل مطیع اور فرمانبردار ہوجانا ہوتا تہا اور جس موقع پر آخر میں اس پناہ کا ذکر کیا گیا ہی وہاں راجہ کو یہہ ہدایت کی گئی ہی کہ اگر وہ اس پناہ کو اپنی نسبت کوئی برائی سمجہے تو باوجود سخت مصیبت کے اور ضعیف ہونے کے دشمن کے مقابلہ پر بلا خوف و خطر سخت لڑائی میں مشغول رہے * سلطنت کے غیر ملکی امور اور لڑائی کے

† باب ۷ اشلوک ۱۰۳ , ۱۰۴

‡ باب ۷ اشلوک ۱۰۹

§ باب ۷ اشلوک ۱۹۱

|| باب ۷ اشلوک ۱۶۰

* باب ۸ اشلوک ۱۷۵ , ۱۷۶

کار و بار میں جاسوسوں کی اشد ضرورت ظاہر کی گئی ہی جو لوگ اِس
کام پر طرح طرح کے مامور ہوں اُنکے ذرا ذرا اوصاف لکھے گئے ہیں چنانچہ
اُن ہی میں سے بعضے قسم کے اب بھی ہندوستان میں ہوتے ہیں اُنمیں سے
کچھہ تو متقنی چالاک دھوکا دینے کے لیئے بڑے بزرگوں کی صورت
بنائے رہتے ہیں اور کچھہ مصیبت زدہ کاشتکار کی حالت میں رہتے ہیں
اور کچھہ خراب خستہ سوداگر کے لباس میں ہوتے ہیں *

لڑائی کا بیان

لڑائی کے قواعد بہت سیدھے سادے ہیں اور بہ معمول ہے جو اُنکو لکھا ہی
اِسلیئے اُنمیں وہ خوبی نہیں پائی جاتی جو اجکل ہندوستانیوں سے ظہور
میں آتی ہی اور اُسکے سبب سے ہندوستانی مشہور ہیں لشکر کشی کا
قاعدہ یونانی جمہوری سلطنتوں یا روم کے ابتدائی قاعدہ لشکر کشی سے
مشابہ ہی اور یہہ قاعدہ بہ نسبت ان بڑے بڑے قلعوں کے جو آجکل
ہندوستان میں موجود ہیں بہت چھوٹے چھوٹے قلعوں کے لائق اور
مناسب معلوم ہوتا ہی *

لکھا ہی کہ جب فصل ربیع کٹ چکے جب راجہ چڑھائی کرکے سیدھا
دشمن کی دارالخلافت پر جاوے اور ایک اور مقام پر لکھا ہی کہ ایک قلعہ
کے اندر سو آدمی محافظ دس ہزار دشمنوں کے مقابلہ کے واسطے کافی
ہیں اِس سے ظاہر ہوتا ہی کہ محاصرہ کا تو ذکر کیا ہی حملہ کی تدبیر
و فن میں بھی پناہ لینے کے فن سے نہایت کمی تھی اور اگر دشمن مقابلہ
نکرے تو راجہ اُسکے ملک میں اُسوقت تک لوٹ کھسوٹ کرتا رہے اور
اُسکے سرداروں سے سازش کرے کہ دشمن مجبور ہوکر اُس سے ایسی لڑائی
لڑے جو اُسکے حق میں مفید ہو ‡ اور بہتر یہہ ہی کہ اُسکو ایسا لاچار
کرے کہ اطاعت کے عہد و پیمان کرلے اور فوج میں سوار اور پیادے دونوں

---

* باب ۷ اشلوک ۱۵۴

‡ باب ۷ اشلوک ۱۹۱ لغایت ۲۰۰

قسم کے سپاہی ہوتے تھے اور سوار اور پیادے دونوں تیر و کمان اور ڈھال تلوار
باندھتے تھے اور لڑائی میں ہاتھی بہت کام دیتے تھے اور صوبے کے وقت تک
بھی ہاتھی اور رتھہ فوج کا بڑا حصہ ہوتے تھے ٭

فوج کے کوچ کرنے اور لڑنے کے متعلق قاعدے اِس مجموعہ میں
کچھہ کچھہ بیان کئے گئے ہیں راجہ کو ہدایت کی گئی ہے کہ اپنی فوج
میں مغربی ہندوستان کے آدمیوں کو نوکر رکھیں وہاں اب بھی جوانمرد
ہوتے ہیں اپنی فوج کو راجہ اپنی سپاہگی دیکھا کر دلیر کرے اور صف
آرائی کے وقت مختصر اور بڑھاوے کی گفتگو سے اُنکے دل بڑھاوے غنیمت
کا مال جو لوٹے وہی اُسکا مالک ہو اور اگر بحیثیت مجموعی ہاتھہ آوے تو
فوج پر تقسیم کردیا جاوے † لڑائی کے قانونوں سے تمیز اور انسانیت پائی
جاتی ہی چنانچہ زہر کے بجھے ہوئے اور آتشی تیرونسے لڑنے کی ممانعت
ہی اور بہت حالتوں میں دشمن کو برباد کرنا ہرگز جائز نہیں مثلاً جو
لوگ مسلح نہوں یا زخمی ہوں یا جنکے ہتیار بیکار ہوگئے ہوں اور وہ اپنے
آپکو حوالہ کردیں اُن سب کو امن دینی چاہئے اور صلحتوں میں اِس
سے بھی زیادہ جوانمردی پائی جاتی ہی چنانچہ کبھی سوار رتھہ کے سوار
کو جائز نہیں کہ پیادہ پر حربہ کرے یا جو شخص نہتا ہو یا بیٹھہ گیا ہو
یا دوسرے سے لڑرہا ہو یا بھاگتا ہو اُسکو بھی مارنا درست نہیں ‡ ٭

ملک مفتوحہ کا بندوبست بھی ایسی ہی عمدہ دانشمی کے اصولوں
پر مبنی ہی چنانچہ اشتہار کے ذریعہ سے فوراً سلامتی اور حفاظت کا
رعایا کو یقین دلانا چاہئے اور اُس ملک کے جو قوانین اور مذہب ہوں
اُنکی رعایت اور پاس و لحاظ کیا جاوے اور بتقدم یہہ بھی ہو جاوے
کہ مفتوحہ قوم اعتماد کے قابل ہی اُسکے قدیم خاندان شاہی میں سے
ایک شخص کو راج گدی پر بٹھاکر اپنی متابع حکومتوں میں شمار کرلیا

---

† باب ۷ اشلوک ۹۶ و ۹۷

‡ باب ۷ اشلوک ۲۰۱ لغایت ۲۰۲

جاوے † یہہ بات قابل اطلاع کے ہی کہ راجہ کے ذاتی نوکروں کی تنخواہ
تو ذرا ذرا تفصیلوار بیان کی گئی ہی مگر فوج کی تنخواہ کی نسبت
یا اُسکی پرورش کے کسی ذریعہ کی نسبت ایک حرف بھی نہیں کہا گیا
اس زمانہ کی ہندو قوم کے طرق کے دیکھنے سے یہہ قیاس ہوسکتا ہی کہ فوج
کی پرورش سرداروں کو جاگیروں میں اراضیات مقرر کرنے سے ہوتی ہوگی
اگر یہہ طریق اُسوقت میں جب کہ منو کا مجموعہ بنا مروج ہوتا تو کو
کوئی قاعدہ ان سرداروں کی حاضر باشی اور اُنکی جاگیروں پر راجہ کے
اختیار کی مقدار باقی رکھنے کے لیئے مقرر ہوتا مگر یہہ ممکن نہ تھا
کہ ملک کے اندرونی بندوبست میں ان سرداروں کے ایک بڑے گروہ کا
کچھہ تذکرہ نہوتا یہہ ہوسکتا ہی کہ ہر ایک سپاہی کو علحدہ علحدہ
زمین دیدینے سے جیسے کہ جنوبی ہندوستان میں (جہاں مسلمانوں کا
بہت کم گذر ہوا) اب بھی رواج ہی تنخواہ دیجاتی ہو اِس راے کی اس
بات سے بھی کچھہ استعانت ہوتی ہی کہ ملکی کاروبار کے افسروں کو
بھی جاگیروں کے ذریعہ سے تنخواہ دیجاتی تھی ‡ اور ایک مقام سے معلوم
ہوتا ہی کہ سلطنت تقسیم نہیں ہوتی تھی بلکہ راجہ کے ایک بیٹے کو
غالباً بموجب ہندو قانون کے اُس بیٹے کو جسکو اُسکا باپ نہایت لائق
سمجھتا تھا پہونچتی تھی *

---

† باب ۷ اشلوک ۱۲۰ لغایت ۱۲۳

‡ دیکھو باب ۷ اشلوک ۱۱۹ اور [illegible]

تیسرا باب

عدل و انصاف کے بیان میں

عام قاعدے

حکم هے که راجه خود برهمنوں اور اور مشیروں کي استعانت سے دادرسي کرے † یا اس کام کو ایک ایسے برهمن کي سپرد کیا جاوے جسکے تین اور همقوم مددگار سرکاري بهي هوویں ‡ اور مقدمات سیاست یعني فوجداري کے لیئے کوئي علحده انتظام نهیں کیا گیا لیکن قوانین کے عام منشاء سے مفهوم هوتا هی که به نسبت معاملات دیواني کے راجه زیاده تر فوجداري پر متوجهه رها کرے ٭

منو کے مجموعه میں اُن مقاموں کا جنمیں دادرسي کي جاوے کچهه ذکر نهیں هوا هی اسلیئے یهه قیاس هو سکتا هی که اُن آبادیوں میں جو راج دهاني سے فاصله پر هوتے هونگي راجه کیطرف سے نیابتاً کوئي حاکم عدالت کا کام کرتا هوگا § راجه ایسے قرضه کي نالشوں میں جسکي

† باب ۸ اِشلوک ۱ و ۲

‡ باب ۸ اِشلوک ۹ و ۱۱

§ یهه بات جسکا ذکر هوا هندوؤں کے قدیم طریقه کي رو سے جو اور کتابوں میں مندرج هی غیر محقق هی کیونکه اُن کتابوں‌سے معلوم هوتا هی که راجه ملک کے خاص خاص مقاموں میں منصف حاکم مقرر کرتے تهے اور تین قسم کے پنچایتوں کا بهي قانون تها جو اُن منصف حاکموں کي تجویز سے بنتے تهے اول برادري کے لوگوں کي پنچایت دوسرے هم پیشه لوگوں کي تیسرے هموطنوں کي پنچایت هوتي تهي اول پنچایت کا اپیل دوسري کے روبرو اور دوسري کا اپیل تیسري کے روبرو هوتا تها اور ان سب کا اپیل ضلع کي عدالت میں هوتا تها اور ضلع کي عدالت کا راجدهاني کي اعلی عدالت میں اور اعلی عدالت کا اپیل خود راجه کے دربار میں هوتا تها جسمیں راجهکے وزیر اور منصف اور راجه کے گرو هوتے تهے اگرچه یهه سب مشیر راجه کے راج کو صلاح دے سکتے تهے مگر تصفیه صرف راجه هي کي راے پر منحصر هوتا تها لیکن اس سررشته کے کمال کا زمانه صحیح بیان نهیں کیا گیا ــ کولبروک صاحب کي تحقیقات هندو راجاؤں کي عدالت کے باب میں‌جو رائل ایشیاٹک سوسئیٹي کي جلد دو صفحه ۱۶۶ میں مندرج هی

تحقیقات کے بعد خود مدعاعلیه قبول کرلے فیصدی پانچ روپیه پانیکا مستحق هوتا تها اور اور سب ایسے مقدموں میں جنمیں مدعاعلیه انکار پر مستقل رهے اور عدالت میں دعوي مدعي کا صحیح ثابت هو فیصدی دس روپیه راجه کا حق هی † غالباً یه فیس حکام مجوز لیتے هونگے جسکے سبب سے اُس قانون میں کچهه خلل نهیں اُسکتا جسکا یه منشا هی که برهمن کسي خدمت کي عوض میں کچهه اجرت یا تنخواه نه لیوے حکام مجوز تحقیقات کے وقت فریقین اور گواهوں کے چهرے اور اشارے اور طرز کلام کي طرف اچهي طرح دهیان لگائے رهیں اور ضلعوں کے رسم و رواج اور قوموں کے خاص قانون اور کنبوں کے خاص قاعدوں اور سوداگروں کے دستوروں کا پاس و لحاظ رکهیں اور جو اصول که پہلے حاکموں نے قایم کیئے هوں بشرطیکه رسم و رواج وغیره کے خلاف نه هوں اُنکے هي بموجب استعمال خصومات کریں ‡ راجه اور اُسکے ماتحت حاکموں کو چاهیئے که ایسي حرکات و سکنات نکریں جنسے لوگوں میں جهگڑے قضیے بڑهیں اور جو مقدمه حسب ضابطه دایر هوا هو اُسکے فیصل کرنے میں سستي نکریں § جو راجه رعایا سے اُنکي نگهباني اور حفاظت بخوبي نکر کے محاصل وصول کرتا هی وه ایک نهایت بڑے سخت مجرموں میں شمار کیا جاتا هی § راجه کو هدایت کي گئي هی که جو لوگ ایسے نالشي هوں جو غصے سے بهرے هوں اُنکي اور بیمار اور بوڑهے آدمیوں کي سخت کلامي اور درشتي کي برداشت کرے || اور یه بهي اُسکو تاکید کي گئي هی که کوئي مقدمه بدون مشوره قانون دان لوگوں کے اپني هي راے سے فیصل نکردے * اور اسبات کي بهي بهت ممانعت راجه کو کي گئي هی که جس

† باب ٨ اِشلوک ١٣٩

‡ باب ٨ اِشلوک ٤١ لغایت ٤٦

§ باب ٨ اِشلوک ٣٠٧

|| باب ٨ اِشلوک ٣١٢

* باب ٨ اِشلوک ٣٩٠

امر کا ایکمرتبه قانون کی رو سے تصفیه هوچکا هو اُسمیں پهر دست اندازي نکرے † اور مقدموں کي تحقیقات میں ضابطہ کا پابند رهے ‡ *

قانون سیاست

قانون سیاست سخت اور ایسا جاهلانه هی که منو کے مجموعه کے اُس حصه کے دیکھنے سے جسمیں اسکا بیان هی اور مذهبي کفارے معلوم هونے سے طبیعت پر ایسي بري تاثیر هوتي هی جو اور قواعد کے دریافت کرنے سے قدیم هندوؤں کی لیاقت کی نسبت هرگز نهوتي مگر وه قانون بجز اُن حالتوں کے جنمیں خیالات باطل یا ذات کے تعصبوں کا دخل هی غایت درجه کا سخت نهیں اگر کسي موقع پر سزائیں نهایت سخت هیں تو کسي دوسرے موقع پر نهایت نرم بهي هیں جسم کے اعضا کا کاٹنا خصوص هاتهه کا جیسا که تمام ایشیا کے قوانین میں داخل هوتا هی اِس قانون میں مندرج هی جو مجرم برهمنوں کي نسبت جرم کرتے هیں اُنکي سزاؤں میں سے ایک سزا زنده جلا دینا هی لیکن اکثر اور تمام قدیم قوموں کے قوانین کي نسبت هندوؤں کے قوانین کو اِس بات کي عزت هی که گواهوں اور اُن لوگوں سے جنپر جرم لگایا گیا هو بجبر اور جسماني ایذا دیکر جرم کا اقرار نهیں لیا جاتا هی اِس قانون میں جو ایک بدنظمي اور بے ترتیبي پائي جاتي هے اِس سے ثابت هوتا هے کہ یهه قانون قدیم زمانه کے طریق سے اخذ کیا گیا هی اِس مجموعه کي تالیف کے وقت اُسمیں اِس قانون کا داخل هونا اِسبات کا ثبوت هی که لوگوں کی حالت بخوبي ترقي پر نه پہنچي تهي اگرچه یهه غالب هے که اُسکے بعضے حصوں کو اِبتدا هي میں بہت سے معقول قاعدوں سے بلا سند ترمیم کیا گیا هی جیسا که اب بهي هندوؤں کے ملکوں میں هوتا هی که قدیم قاعدوں کے بجاے بعض معقول قاعدے اختیار کیلیتے جاتے هیں اور اِسمیں کچهه شبهه نهیں معلوم هوتا که یهه خونریز سخت

---

† باب ۹ اشلوک ۲۳۳

‡ باب ۱ اشلوک ۳۵

قانون جو مذهب اور پوجاريون کي طرفداري سے اُس برهمن مصنف نے اپنے خيال مين قانون کي تکميل سمجهه کر داخل کيا هی اُسپر کوئي چهتري راجه کاربند نهوتے هونگے † *

اُس قانون مين سزائين اگرچه في نفسه کچهه بهت سخت نهين مگر هميشه کے جرم کے مناسب نهين معلوم هوتي هين اور اکثر اُنمين ايسا گول گول يا کبهي کچهه اور کبهي کچهه بيان کيا هی که مجرم کي بد قسمتي سے فتوي بالکل مشتبهه رهجاتا هی اور يهه دونون نقصان مفصله ذيل مثالون سے ثابت هين پوجاري کا قتل اور شراب پينا اور پوجاري کا سونا چورانا اور عورت کا اپنے حقيقي باپ يا دهرم کے باپ سے زنا کرنا يهه سب جرم ايک قسم مين داخل هين اور ايک هي سزا ان سب کے لئے مقرر هی ‡ اور وه سزا اول تو يهه بيان کي گئي هی که پيشاني پر داغ دينا اور جلا وطن کرنا اور انسانون کي صحبت سے بالکل خارج کرنا بشرطيکه اُس جرم کا کفاره § نديا جاوے جو پيشاني پر داغ دينے کي عوض مين ايک بهت بڑا جرمانه دينا پڑتا هی اور يهه سزا هر درجه کے ساتهه متعلق هی مگر اسکے بعد هي يهه هدايت کي گئي هی که اگر پوجاري مجرم هو اور کفاره ادا هونا قرار پاوے تو وه اوسط جرمانه ادا کريگا اور اپنے مال و متاع اور کنبه سے محروم نکيا جاويگا چنانچه حکم يهه هی که اور درجه کا آدمي بالاراده جرم کرنے کي صورت مين بعد دينے کفاره کے بهي سزاے موت کا سزاوار هوتا هی || *

---

† کتاب ناٹيکارش مين جو ايک نهايت قديم ناٹک سنه عيسوي کے شروع کا لکها هوا هی يهه امر عزت برهمنون کي اُس سے بالکل ثابت نهين هوتي چنانچه راجه ايک برهمن کي نسبت جسپر قتل کا جرم ثابت هوا سولي دينے کا حکم ديتا هی اور اگرچه بعد اُسکے رعايا نے بغاوت مين کامياب هوکر راجه کو تخت پر سے اُوتار ديا اور برهمن کي بے گناهي ثابت هوئي مگر راجه کے ذمه کوئي الزام اسبات کا نهين لگايا گيا که اُسنے منو کے قانون کے خلاف عمل کيا

‡ باب ۹ اشلوک ۲۳۵

§ باب ۹ اشلوک ۲۳۷

|| باب ۹ اشلوک [illegible]

اِس سے بھي زیادہ تر زنا اور مقدمات زنا کي سزاؤں میں اختلاف ہی کسي تیرت کے مقام پر یا جنگل میں یا ایسے مقام پر جہاں دو دریا ملتے ہوں کسي غیر عورت سے باتیں کرنا یا پھول وغیرہ تحفہ میں بھیجنا اُسکے لباس اور زیور کو چھونا ایک پلنگ پر بیٹھنا مقدمات زنا میں داخل ہیں † مگر سزا اِن سب جرموں کي جسم میں ایسي کچھہ علامتیں قائم کرکے جلا وطن کر دینا ہی جنسے ہنسي اور حقارت ہو ‡ مگر پھر ایک مقام پر یہہ صاف صاف بیان کیا ہی کہ زنا کي سزا میں عورت کو کتوں سے نُچوایا جاوے اور مرد کو گرم لوہے سے جلایا جاوے § اور ایک اور مقام سے معلوم ہوتا ہی کہ زنا کي بلا رضامندی پانسو سے ہزار پنوں تک جرمانہ کي سزا ہی || البتہ سزا اُس شخص کي حیثیت اور قدر و منزلت کے مناسبت سے کم و بیش ہوتي ہی جسکے ساتھہ جرم کیا گیا ہو یہاں تک کہ اگر کوئي سپاہي بھي کسي برہمني کے ساتھہ جو نہایت پاکدامن مشہور ہو اور اُسکي نگراني بھي اچھي طرح کي گئي ہو زنا کرے تو اُسکو خشک گھاس یا سرکنڈوں کي آگ میں زندہ جلانے کا حکم ہی * اِن اختلافوں کا صرف یہہ عذر ہوسکتا ہی کہ مولف مجموعہ نے مختلف زمانہ کے قوانین کو لکھدیا یا مختلف سندوں کے قوانین کو بلا لحاظ اِس بات کے مندرج کردیا ہی کہ اُنکے آپسمیں کیا تعلق ظاہر ہوگا *

قتل کي کوئي علاحدہ سزا نہیں پائي جاتي ایک مقام ⸸ سے یہہ معلوم ہوتا ہی کہ قتل اور آتش زني اور غارت گري بہت بڑے جرم ہیں اور جو خفیف سزائیں اور مناہیں پر اِن کے واسطے بیان کي گئي ہیں

---

† باب ۹ اِشلوک ۳۵۶ و ۳۵۷

‡ باب ۸ اِشلوک ۳۵۲

§ باب ۸ اِشلوک ۳۷۱ و ۳۷۲

|| باب ۸ اِشلوک ۳۷۶ و ۳۸۲ لغایت ۸۵

* باب ۸ اِشلوک ۳۷۷

⸸ باب ۸ اِشلوک ۳۳۳ لغایت [illegible]

وہ ایسي صورتوں سے متعلق ہیں جنمیں عمداً اِن جرموں کا اِرتکاب ہوا ہو لیکن اِسکے بعد جو خاص خاص آدمیوں کا قتل نہایت سنگین † جرم قرار دیا ہی تو یہہ بات مشتبہہ ہی کہ عموماً اِن جرموں کي کیا سزا ہی چوري کي سزا اگر شی مسروقہ نہایت تھوڑي ہو تو جرمانہ ہی اور جو بہت ہو تو ہاتھہ کاٹا جاتا ہی اور اگر چور مع مال مسروقہ گرفتار ہو تو وہ نہایت سنگین جرم کا مرتکب قرار پاتا ہی ‡ جو لوگ چوري کا مال خریدیں یا چور کو پناہ دیں اُنکے لیئے بھي چور کے برابر سزا معین ہی § یہہ بات لحاظ کے قابل ہی کہ خفیف چوري میں اگر برہمن مجرم ہو تو شودر کي نسبت آٹھہ گنا اُسپر زیادہ جرمانہ ہوتا ہی اور اِسیطرح ہر فرقہ کي قدر ومنزلت کي مناسبت سے سزا کم و بیش ہوتي تھي ‖ اور اگر راجہ مرتکب کسي جرم کا ہو تو اُسکو ہزار گنا جرمانہ زیادہ دینا پڑتا ہے * قزاقي میں اُس ہاتھہ یا پاوں کے کاٹے جانے کي سزا ہوتي تھي جس سے قزاق مرتکب اُس جرم کا ہوا ہو اور اگر اُس قزاق کا جسماني ایذا پہنچانا بھي ثابت ہوتا تھا تو اور بھي زیادہ سخت سزا دیجاتي تھي اور جو لوگ قزاقوں کو پناہ دیتے یا کھانا کھلاتے یا ہتھیاروں سے مدد کرتے تھے اُنکو پھانسي کي سزا ملتي تھي بادشاھي فرمانوں میں جعلسازي کرنا بڑے بڑے وزیروں میں نزاع پیدا کرانا اور بادشاہ کے دشمنوں سے سازش کرنا اور عورتوں یا بچوں یا پوجاریوں کو قتل کرنا یہہ سب ایک ہي قسم کے جرم قرار پائے ہیں ⊥ جو لوگ راجہ کي علانیہ نافرماني کریں یا اُسکے خزانہ کو لوٹیں یا گھوڑے رتھہ وغیرہ سواریوں کو چرواویں وہ سب سنگین سزا پاتے ہیں اور مندر میں نقب لگانے والے کو بھي ویسے ہي سزا دیجاتي ہی ††

† باب ۹ اشلوک ۲۳۲
‡ باب ۹ اشلوک ۲۷۰
§ باب ۸ اشلوک ۳۳۷ و ۳۳۸
‖ باب ۹ اشلوک ۲۷۸
* باب ۸ اشلوک ۳۳۶
⊥ باب ۹ اشلوک ۲۳۲
†† باب ۹ اشلوک ۲۹۰

گٹهکٹوں کي سزا اول تو اُنكي اونگلیوں کا کاٹنا اور دوسرے هاتهه کاٹنا تیسرے اور بهي سخت سزا هی *

جهوٹي گواهي کي عام سزا جلا وطن کرنا معه کسیقدر جرمانه کے هی مگر برهمن اِس جرم کا مرتکب هووے تو صرف جلا وطنی هي کیا جاتا هی † اور جو لوگ کسي بستي ‡ کو لٹتے دیکهیں اور غارتگروں سے اُسکو نه بچائیں یا کوئي پشته دیوار وغیره بناه کي چیز کو توڑنے والوں کے هاتهه سے بچانے میں مدد نکریں اور شاه راه عام کے قزاقوں کے دفع کرنے میں کوشش نکریں اُنکو بهي جلا وطني کي سزا دیجاوے جو سرکاري چوکیدار چوروں کو گرفتار یا اُنکا مقابله نکریں اُنکو بهي چوروں هي کیطرح سزا ملے § قمار باز اور جوئے کا بهر رکهنیوالے جسماني سزا پاتے هیں || اکثر جرموں کي سزا جرمانه هي هی اگرچه بعض وقت اور قسم کي بهي سزا دیجاتي هی اور کسي جرمانه کي تعداد هزار پنه سے زیاده اور دهائي سو سے کم نهو * هتک عزت کي سزا اور سب کے لیئے اِسي قسم کي هی مگر شودر کے اِس جرم میں کوڑے مارے جاتے هیں مگر یهه غور کرنیکے قابل هی که شودر کي عزت بهي جرمانه کي سزا دینے سے محفوظ رکهي گئي هی گو برهمن هي کیوں نه اُسکا هتک کرے اُسکو بهي جرمانه کي سزا دیجاویگي ⸸ *

قوموں کي سزاؤں میں سے بد زباني یعني دشنام وغیره کي سزا میں بهت سا اختلاف ظاهر هوتا هی مگر اِس سے بهي تربیت یافته طبیعت

---

† باب ۸ اِشلوک ۱۲۰ لغایت ۱۲۳

‡ باب ۹ اشلوک ۲۳۷ اگر اِس قانون سے غیر ملکي دشمن مراد نهیں هی تو اِس سے ثابت هوتا هی که قزاقي جو ڈاکا مشهور هی اُسوقت میں بهي هوتي تهي جبکه یهه مجموعه تالیف هوا تها

§ باب ۹ اِشلوک ۲۷۲

|| باب ۹ اِشلوک ۲۲۳

* باب ۸ اِشلوک ۱۳۸

⸸ باب ۸ اِشلوک ۲٦۷ لغایت ۲۷۷

کي علامتیں پائي جاتي هیں اُن لوگوں کو بهي کچهه تهوڑے سے جرمانه کي سزا معین هی جو کسیکو بسبب کسي قدرتي عیب مثل لنگرے لولے پن کے چهیڑیں اور چڑاویں گو وہ سچ هي کہیں نه کہتے هوں † مار پیٹ میں اگر صرف خون نکل آوے تو مارنیوالے پر سو پن کا جرمانه هی اور زخم آجاوے تو اور زیادہ تعداد کا جرمانه اور جو هدي ٹوٹ جاوے تو جلاوطني کي سزا هی ‡ فرقوں کي سزاؤں میں جو کچهه بڑا اختلاف هی وہ اوپر بیان هوچکا هی § *

جو لوگ اپني جان و مال کي حفاظت کے لیئے اُن حالتوں میں که وہ اپنے کام سے جبراً روکے جاویں یا ناحق اُنپر کوئي حمله کرے کسیکو ایذا پہنچاویں تو اُنکے لیئے مناسب قانون بنائے گئے هیں || اندها دهندي سے تیزي کے ساتهه سواري دوڑانے کي سزا بقدر نقصان اِنسان کي جان جانے سے لیکر ایک ناچیز جانور کے مرنے تک جرمانه هی * جو لوگ شاہ راہ عام کو نجس اور خراب کریں اُنکے لیئے سواے اُس نجاست کے صاف کرنے کے کسیقدر جرمانه کي بهي سزا هی ‡ جو وزیر معاملت ذاتي میں رشوت لیں اُنکي سزا اُنکے مال و متاع کا ضبط هونا هی †† اینٹوں وغیرہ کے مینڈ باز اور مٹي کے بت توڑنے اور کهري جنسوں کو کهوٹا کرنے اور خرید فروخت میں دهوکا اور فریب دینے اور جراحوں یا طبیبوں کي بے هنري سے مریضوں کو ضرر پہنچنے کي سزا ڈهائي سو پنه سے لیکر پانسو پنه تک جرمانه هی ‡‡ لیکن خراب غله کو اچهے غله میں بیچنے کے لیئے جسماني

---

† باب ٨ اِشلوک ٢٧٤

‡ باب ٨ اِشلوک ٢٨٣

§ باب اول جو درباب مقرر کرنے فرقوں اور اُنکے کار و بار میں بیان هوا هی

|| باب ٨ اِشلوک ٣٤٨ وغیرہ

* باب ٨ اِشلوک ٢٩٠ لغایت ٢٩٨

‡ باب ٩ اِشلوک ٢٨٩ و ٢٨٣

†† باب ٩ اِشلوک ٢٣١

‡‡ باب ٩ اِشلوک ٢٨٣ لغایت ٢٩٧

سخت سزا هی † اور اِس سے بهي زیاده سخت اور نا اِنصافي کي سزا یهه هی که اگر سنار کا کوئي فریب سونے چاندي میں ثابت هو تو اُستروں سے اُسکا جسم قیمه کرکرکے قتل کیا جاوے ‡ جن جرموں کي سزا قوانین کے اور مجموعوں میں نهیں لکهي گئي هی اُنکي سزا بالحاظ مناسبت جرم کي اِس مجموعه میں مندرج هی چنانچه ما باپ یا زوجه کے چهوڑنے پر چهه سو پَنه جرمانه هی اور اپنے همسائیوں کو کسي اپنے جلسه اور تقریب میں نه طلب کرنے پر ایک ماشه چاندي جرمانه هی § *

پولیس کے قاعدے بے ڈهنگے اور نهایت سخت هیں علاوه گشت اور مستقل چوکیاں علانیه مقرر کرنے کے راجه کو چاهئے که خفیه جاسوس مقرر کرے جو چوروں سے سازش رکهیں اور اُنکو ایسے موقع پر لیجاویں جهاں وہ پهنس جاویں جب ظاهري ماخوذي کا کوئي موقع نملے تو راجه بلا وجهه اُنکو گرفتار کرکے معه کنبه قتل کر ڈالے اِس مجموعه کے قدیم شارح کلوکا نے اِس مسئله پر اتنا اور زیاده کیا هی که بشرطیکه اُنپر جرم ثابت هو اور اُنکے کنبه کي شراکت اور سازش پائي جاوے اگر یهه لفظ متن میں هوتے تو بیشک وہ بهت منظور جاتا مگر اُنکے متن میں داخل هونے کي کوئي وجهه اور دلیل نهیں || *

قانون دیواني یعني قانون اِنفصال خصومات

مجموعه تعزیرات یعني قوانین سیاست کي نسبت دیواني یعني اِنفصال خصومات کے قوانین بهت معقول اور عمده هیں جیسي کیچهه که اِسقدر قدیم زمانه سے توقع هوسکتي هی اُسکے اعتبار سے بهت شایسته اور بهتر هیں *

† باب ۹ اِشلوک ۲۹۱

‡ باب ۹ اِشلوک ۲۹۲

§ باب ۷ اِشلوک ۳۸۹ و ۳۹۲

|| باب ۹ اِشلوک ۲۵۲ لغایت ۲۶۹

قاعدہ مقدمات کي سماعت کا

اول اِبن مجموعه میں ایسے مقدموں کا بیان هی جنمیں مدعي کا دعوي قابل سماعت کے نہو یا مدعاعلیه پر بوجهه عدم بلوغ کے † ڈگري هو *

گواهوں کے اظهار اُنکو عین عدالت میں فریقین مقدمه کے روبرو کهڑا کرکے لیئے جاویں حاکم مجوز کو چاهیئے که اظهار سے پہلے گواه کو اچهي طرح سمجهاوے اور تنبیهاً آگاه کرے که جهوٹي گواهي کیسا سخت گناه هی اور اُسکے لیئے عاقبت میں کیا کچهه عذاب هی ‡ اگر گواه نہوں تو حاکم فریقین کے حلف پر حصر کرے § *

گواهي کا قانون

یهه قانون بهت سي صورتوں میں انگلستان کے قانون گواهي سے مشابه هی اول تو اُن لوگوں کي جو اهل مقدمه سے کچهه روپیه پیسے کا لالچ رکهتے هوں اور خدمتگاروں اور دوست اشنا اور بدنام آدمیوں اور اور بهي ایسے هي شخصوں کي گواهي معتبر نهیں لیکن اگر اور کوئي معتبر گواه نهو تو هر قسم کے آدمي کا اظهار لینا جایز هی مگر حاکم مجوز تجویز کے وقت اُسکا بغور و تامل مناسب لحاظ کرے ‖ یهه سب قوانین جو هر ایک طرح تعریف کے قابل هیں اور اُنکا نتیجه بهت بهتر هی خاص دو باتوں کے سبب سے داغي اور عیبدار هیں اور ان هي دونوں باتوں نے یورپ کي توجهه کو اپني طرف کهینچا هی ایک تو یهه هی که اگر کوئي شخص کسي ایسے مجرم کي جان بچانے کے لیئے جسنے بڑا سنگین جرم کیا * هو جهوٹي گواهي دے تو وه بهشت میں سے اپني جگهه نهوویگا

---

† باب ۸ اشلوک ۵۲ لغایت ۵۷
‡ باب ۸ اشلوک ۷۹ لغایت ۱۰۱
§ باب ۸ اشلوک ۱۰۱
‖ باب ۸ اشلوک ۶۱ لغایت ۷۲
* قدیم شارح کلوکاني جرم سنگین کے لفظ کے بعد لفظ بسبب غفلت یا غلطي کے زیاده کئي هیں جس سے ثابت هوتا هی که کلوکا کے عهد میں یهه مسئله لوگوں کي جبلي اخلاق کے برخلاف تها

هرچند که اس جهوتي گواهي کا کسیقدر کفارہ اُسکو ادا کرنا پریگا مگر بهر حال وہ کام اُسکا نیک اور اچها هی † *

دوسري بات بهي اسي قسم کي هی گو وہ گواهي سے متعلق نهیں ایک تو بي‌بي کے خوش کرنے کے واسطے اور کسي کے پهل یا گهاس کو کاتے کے کهالینے پر یا کسي برهمن کي جان بچانے کے واسطے وعدہ کرنے میں کوئي هلکي سي قسم ‡ کها لینے کا مضایقه نهیں *

ان مقولوں سے یهه سمجها گیا هی که هندوؤں کا قانون حلف دروغي کي صریح اجازت دیتا هی اور هندوستان میں جو تمام مذهب کے لوگوں میں حلف دروغي عام پائي جاتي هی اُسکا سبب یهه هي قیاس کیا گیا هی مگر باوجود اسکے اس مجموعه میں حلف دروغي پر به نسبت کسي اور جرم کي زیادہ تر گرفت کي گئي هی اور جیسے یورپ کي کسي مذهبي یا قانوني کتاب میں حلف دروغي کو تنبیهه اور سختي کے ساتهه ممنوع تهرایا گیا هی اُسیطرح اس قانون میں بهي برا کها گیا هی § *

مقدمات کي سماعت کا دوبارہ بیان

جو شخص دانسته جهوتا عذر یا جوابدهي کریگا اُسپر بڑا بهاري جرمانه هوگا یهه قاعدہ معقول هی مگر اُسبات کے قایم کرنے سے که اگر مدعي

† باب ۸ اشلوک ۱۰۳ و ۱۰۴

‡ باب ۸ اشلوک ۱۱۲

§ حلف دروغي کے جرم میں جو کچهه بڑے بڑے نقصان اور اذیتیں اوروں کو پہونچتي هیں اُنکو خوب جانچکر تو تهیک تهیک سچ کهه — باب ۸ اشلوک ۱۰۱ جو کچهه عذاب اور سزائیں کسي برهاري کے قتل کرنے والے کے واسطے مقرر هیں جهوتي گواهي دینے والے کے حق میں اُنهیں عذابوں کا حکم دیا جاتا هی — باب ۸ اشلوک ۸۹ جهوتي گواهي دینے والے کا یهه حال هوگا که بدن سے ننگا اور سر منڈا اور بهوک پیاس سے مرتا هوا اور آنکهوں سے اندها هاتهه میں ٹهیکرا لیکر اپنے دشمن کے دروازہ پر بهیک مانگنے جاویگا — عدالت میں وقت اظہار کے جو شخص ایک سوال کا جهوتا جواب دیگا وہ ناخداترس بد بخت عین تاریکي میں سیدها سر کے بل دوزخ میں جاویگا — باب ۸ اشلوک ۹۳ و ۹۴

اپنے دعوے کی پیروی مدت تک ملتوی رکھیگا تو وہ سزاے جسمانی کا مستحق ہوگا بیہودہ ہوگیا ہی † تنازعہ کے تصفیہ کے واسطے یا کلام کی صداقت کے ثبوت کے واسطے بطریق امتحان کے آگ میں کسی عضو کا جلانا یا پانی میں کود پڑنا وغیرہ اس مجموعہ میں جائز ہیں جنکی بیہودہ خیال اور باطل مذہب رکھنے والے قوم سے توقع ہوسکتی ہی ‡ •

جن بڑے بڑے قانونوں کے نام ذیل میں بیان کئے گئے ہیں انسے ظاہر ہوتا ہی کہ یہہ قوم بہت شایستگی اور تربیت کو پہونچی تھی اور اگر دیوانی اور فوجداری کے مقدموں کو مخلوط نرکھا جاتا تو بیان مفصلہ ذیل بہت صاف اور سمجھنے کے لایق ہوتا •

اول قانون قرضہ بابت ایسی چیزوں کے جو واسطے استعمال کے مستعار لیجاویں دوسرے قانون بابت اُن امانتوں اور مستعار چیزوں کے جو واسطے استعمال کے ہوں تیسرے قانون بیع بلا مالک ہونے کے چوتھے قانون بابت کار و بار شرکا کے پانچویں قانون وصولی بخششات کی منسوخی کا چھٹے قانون بابت نہ ادا ہونے اُجرت یا تنخواہ کے ساتویں قانون بابت پورا نکرنے معاہدوں کے آٹھویں قانون منسوخی بیع و شرا نویں قانون بابت تنازع آقا و ملازم دسواں قانون تنازع سرحد گیارھواں و بارھواں قانون بابت مارپیٹ اور بدگوئی تیرھواں قانون بابت دزدی چودھواں بابت تشدد اور ظلم و جبر کے پندرھواں بابت زناکاری سولھواں بابت تنازع زن و شوہر کے اور نیز انکے فرضوں کے سترھواں قانون وراثت اٹھارھواں قانون بابت قماربازی بذریعہ پانسہ اور جانوروں کے § ان قانونوں میں سے بعض کو نہایت تفصیل اور غور سے بیان کیا ہی مگر بعض قانونوں میں بہت تھوڑے قواعد پائے جاتے ہیں اور وہ ایسے قاعدے ہیں جنسے ظاہر ہوتا ہی کہ جن معاملات سے وہ متعلق

† باب ٨ اشلوک ٥٨ , ٥٩
‡ باب ٨ اشلوک ١١٣ لغایت ١١٦
§ باب ٨ اشلوک ٣ لغایت ٧

ہیں وہ معاملات ابھی ترقی پر نہ پہونچی تھی ہم ہر قانون کے چند مشہور مطالب بیان کرینگے *

بیان قرضہ کا

عدالت میں نالش کرنے سے پہلے قرضخواہ مجاز ہی کہ جسطرح سے اُس سے ہو سکے یہانتک کہ ایک حد کے اندر جبر بھی روا رکھہ کر قرضدار سے اپنا قرضہ وصول کرلے † *

یہہ قانون بعض ہندو ریاستوں میں اب بھی ایسے زور و شور سے جاری ہی کہ قرضخواہ اپنے قرضدار کو اکثر اپنے گھر میں قید کرتا ہی بلکہ ایک عرصہ تک اُسی بھوکا مارتا ہی اور دھوپ میں کھرا کرتا ہی تا کہ وہ مجبور ہوکر اُسکا روپیہ دیدے *

بیان سود کا

دو روپیہ ماہواری کے سود سے لیکر جو برھمن کو بابت قرضہ کے دینا ازروے قانون کے تھہرا ہی شودر کے واسطے پانچ روپیہ سیکرہ تک کا سود مقرر ہی اور جب کوئی چیز گرو رکھی جاوے تو یہہ شرح سود کی نصف ہوجاتی ہی اور اگر مرتہن اُس مرہونہ شی کو اپنے استعمال میں لاتا ہی اور اُس سے فائدہ اُٹھاتا ہی تو سود بالکل موقوف ہوجاتا ہی ‡ *

ایسے جہازوں کے رہن رکھنے پر جو سفر کرتے رھتے ھیں اور نیز ایسی زمینوں کے زر رھن پر جنمیں جوکھوں ھو سود لینے کے لیئے قواعد مندرج ھیں اور ایسے قواعد بھی مندرج ھیں جو اسبات کے مانع ھیں کہ اصل سے سود بڑھتے بڑھتے زیادہ ہو جاوے § *

بیان معاھدوں کا

اصالتاً حاضر ہونے اور روپیہ پیسہ کے ادا کرنے اور معاھدوں کے پورا

---

† باب ۸ اشلوک ۴۸ لغایت ۵۰

‡ باب ۸ اشلوک ۱۴۰ لغایت ۱۴۳

§ باب ۸ اشلوک ۱۵۱ و ۱۵۶ و ۱۵۷

کرنے کے باب میں بہت سے قاعدے معاهدوں کے قانون میں بیان کیئے گئے ہیں *

ایسے معاهدے جو فریب اور دغابازي کےساتھہ کیئے جاویں اور نیز وہ معاهدے جو ناجایز مطلبوں کے واسطے هوویں ممنوع اور ناجایز هیں جو معاهدہ ایک غلام نے بھي اپنے غیر حاضر مالک کے کنبہ کی پرورش کے واسطے کیا هو اُسکا پورا کرنا مالک پر لازم هوتا هی *

بیع بلا مالک هونے کے

جو شخص مالک نهو اور وہ کسي شی کو بیع کردے اگر علانیہ بازار میں وہ بیع نهوئي هو تو ناجایز هی اور اُس صورت میں جائز هی کہ خریدنے والا بیچنے والے کو حاضر کرسکے ورنہ جو اُس شے کا اصلي مالک هی وہ اُسکو نصف قیمت دیکر واپس لی سکتا هی † *

جو تاجر اپنے وعدہ کو توڑے وہ سزاوار جرمانہ کا هی اور اگر وہ وعدہ قسم کے ساتھہ کیا گیا هو تو وہ جلا وطن کیا جاوے ‡ *

بایع اور مشتري دس روز کے اندر بیع کو منسوخ کرسکتے هیں مگر بعد اس عرصہ کے نہیں § *

بیان تنازع مالک اور ملازم کا

مالک اور ملازم کے آپسمیں جو تنازع بیان کیئے گئے هیں وہ تنازع صرف وہ هیں جو گلہ بانوں سے متعلق هیں || *

بیان تنازع سرحد

گاؤں کے حدود کے نشان ایسی ایسی قدرتي چیزوں کے ذریعہ سے جیسے ندیاں یا درخت لگانا اور تالاب کھودنے اور اُنکے پاس مندر بنانے اور زمین کے اوپر اور علانیہ نشان اور زمین کے اندر خفیہ نشانوں کے ذریعہ

---

† باب ۸ اشلوک ۱۹۷ لغایت ۲۰۲

‡ باب ۸ اشلوک ۲۱۹ وغیرہ

§ باب ۸ اشلوک ۲۲۲

|| باب ۸ اشلوک ۲۲۹ لغایت ۲۴۴

سے قائم ہوتی ہیں اور سرحد کا تنازع ہونے پر گواہوں کا اظہار فریقین مقدمہ کے روبرو اُنکے سر پر مٹی ڈالکر اور گلے میں سرخ پھولوں کا ہار اور بدن میں سرخ کپڑا پہناکر لیا جاوے اگر معاملہ گواہی کے ذریعہ سے تصفیہ نہوسکے تو راجہ کو چاہیئے کہ تحقیقات ختم کرے اور حکومت کے زور سے سرحد کو قائم کردے *

جو کھیت سرکاری نہوں اور خاص خاص لوگوں کے ہوں اُنکے سرحد کے فیصلہ میں بھی یہہ ہی طریق اختیار کیا جاوے † *

بیان زن و شوہر کے تعلقوں کا

قواعد متعلقہ تعلق زن و شوہر لغویات سے بھرے ہوئے ہیں اُنمیں سے جو بڑے بڑے اُمور سے علاقہ رکھتے ہیں اُنکو شادی کے قواعد کے تذکرہ کے بعد بیان کیا جاویگا *

شادی کے چھہ طریق جائز سمجھے جاتے ہیں منجملہ اُن کے چار طریقہ برھمنوں کے واسطے جائز ہیں اُن طریقوں میں گو ایک طرحکا تفاوت ہی مگر وہ سب اسبات میں متحد ہیں کہ باپ بیٹی کو بلا کسی عوض لیئے کے حوالہ کردے اور باقی دو طریق صرف کھتریوں کیواسطے ہیں اور گو شمار میں وہ دو ہیں مگر بہت اچھے ہیں ایک طریق وہ ہی جسمیں کوئی سپاہی لڑائی کے ختم ہونے پر کسی عورت کو لے بھاگے اور اُسکی مرضی کے خلاف اُس سے نکاح کرلے اور دوسرا وہ ہی جسمیں نکاح باہمی مرضی سے ہو اگرچہ اُسمیں رسمیات کسی طرحکی نہ عمل میں لائی جاویں اور دو قسم کے نکاح ممنوع ہیں ایک وہ جسمیں باپ نکاح کرنے کا نذرانہ لیوے ‡ اور دوسرے جب کہ عورت نشہ کے باعث یا اور

† باب ۸ اشارہ ۲۴۵ لغایت ۲۶۵

‡ مگر اِس مسئلہ میں بہت سا اختلاف اِس مجموعہ کے اندر پایا جاتا ہی چنانچہ جب عموماً نذرانہ کا قبول کرنا بہت نفرت سے بیٹی کا بیچنا سمجھا گیا ہی تو بعض مقاموں میں یہہ بھی مندرج ہی کہ جو نذرانہ نکاح کے بدلے حاصل ہو اُسکو کسطرح پر خرچ کیا جاوے اور اُس نذرانہ سے جو جو دعوی پیدا ہوتے ہیں اُسپر بطور قانونی مطالب کے بحث کی گئی ہی

کسي سبب سے اپني اصل مرضي ظاهر کرنے کے لائق نہو † *

ایک لڑکي کي شادي آٹهه برس کي عمر میں یا اُس سے بهي پہلے هوسکتي هی اور اگر اُسکا باپ تین برس بعد بالغ هونے کے اُسکي شادي نکرے تو وه اپنے واسطے ایک خاوند تلاش کرنیکي مجاز هی ‡ *

مردوں کو اپنے سے کم ذات کي عورت کے ساتهه شادي کرنیکي اجازت هی مگر اپنے سے اعلی ذات کي عورت کے ساتهه شادي کرنیکي هرگز اجازت نہیں § ما باپ کیجانب کي چهه معلوم پشتوں کے رشتہداروں سے اور نیز ایسي عورت سے جسکے ایک گرت هو اور جس سے یهه معلوم هو که اُسکي اور اُسکے متجوزه شوهر کي نسل ایک هي هی شادي کرنے کي ممانعت هی || *

ایک ذات کے لوگوں کي شادي هاتهه ملانے سے هوجاتي هی مگر جو عورت فرقه چهتري کي برهمن سے شادي کرے تو اُسکا نکاح تیر هاتهه میں لینے سے هوتا هی اور بیش عورت کا کوڑا هاتهه میں لینے سے اور شودر عورت کا جامه کا دامن هاتهه میں لینے سے * اور بیان کیا گیا هی که برابر کي ذاتوں میں نکاح کا هونا خصوصاً پہلي شادي بہت مناسب هی اور برهمن اور شودر میں شادي هوني ممنوع هی اور پہلي شادي تو بالکل هي ممنوع هی ⁋ *

نکاح هوجانے کے بعد کسیطرح توٹ نہیں سکتا اور فریقین کو لازم هی که هر ایک دوسرے سے بے وفائي نکریں ‡‡ *

---

† باب ۳ اشلوک ۲۰ لغایت ۳۴

‡ باب ۹ اشلوک ۸۹ لغایت ۹۳

§ باب ۳ اشلوک ۱۲ لغایت ۱۹

|| باب ۳ اشلوک ۵

* باب ۳ اشلوک ۴۴

⁋ باب ۹ اشلوک ۲۱ و ۴۷ و ۱۰۱ و ۱۰۲

‡‡ ایضاً ایضاً

بجز اُن چند صورتوں کے جنکا بیان آگے کیا جائیگا جنمیں ایک مرد دوسرا نکاح بھي کرسکتا هی مرد کو ایک هي زوجه رکھني چاهیئے ایک مرد بعد انتقال اپني زوجه کے دوسري شادي کرسکتا هی مگر هندو عورتوں کي شادي کرنے کو بجز شودر کے اگر بالکل ممنوع نهیں تو بهت برا کها گیا هی *

جس شخص کي زوجه کے آٹھه برس تک اولاد نہو یا جسکے گیاره برس کے اندر اندر لڑکا پیدا نہو تو مرد دوسري شادي کرسکتا هی † *

مگر باوجود اِس اجازت کے اُس پهلي زوجه کي خاندان میں سب سے زیاده عزت هوتي هی ‡ *

کسي شخص کي زوجه اگر شرابي اور بدچلن یا ایسي هو جو اپنے خاوند سے عداوت اور کینه رکھتي هو یا حد سے زیاده فضول خرچ هو تو اُس شخص کا دوسرا نکاح هوسکتا هی § *

جو زوجه اپنے خاوند کے گھر سے بلا سبب باره مهینے تک باهر رهے اور اُسکي جانب سے غافل رهے اُسکو بالکل طلاق دیدي جاتي هی ‖ *

جو مرد باهر جاوے اُسکو لازم هی که اپني زوجه کے کھانے پینے کا سامان کردے ¶ *

زوجه کو لازم هی که اگر اُسکا خاوند جاتره کو گیا هو تو آٹھه برس تک اُسکا اِنتظار کرے اور اگر علم یا نیکنامي کي تحصیل کے واسطے گیا هو تو چھه برس تک اور اگر صرف سیر کیواسطے گیا هو تو تین

---

† باب ۹ اِشلوک ۸۱

‡ باب ۹ اشلوک ۱۲۲

§ باب ۹ اشلوک ۸۰

‖ باب ۹ اشلوک ۷۷ لغایت ۷۹

¶ باب ۹ اِشلوک ۷۴

برس تک † *

ایسے بھائی کی زوجه سے اولاد پیدا کرانے کا طریقه جو لاولد مرا ہو یا زنده بھی ہو مگر اولاد کی امید نہو بعوض شوہر اور ایسی بیوہ کے ناجائز ہی جسکا خاوند پیشتر نکاح سے یعني بعد منگنی کے مرگیا ہو ‡ *

بیان وراثت

ایک شخص کا حقیقي وارث اسکا خاص بیٹا اور اسکا پوتا اور اس صورت میں نواسه ہوتا ہی جبکه نسل قائم رہنے کے لیئے کوئی وارث مذکور نرہا ہو § *

ایک شخص کی زوجه کا ایسا بیٹا بھی جو بموجب طریقه مذکورہ بالا کے || کسی قریب رشتهدار کے نطفه سے ایسے وقت میں پیدا ہوا ہو جبکه اُس شخص کی زندگی کی ناامیدی سے اولاد کی امید نرہی ہو اُس شخص کا وارث بطور بیٹے کے ہوتا ہی * اگرچه یہه طریقه خلاف مذہب

---

† باب ۹ اشلوک ۷۶ کلوکا اپني تفسیر میں منو کی مراد لکھتا ہی که ان میعادوں کے گذرنے پر زوجه اپنے خاوند کی تلاش کرے لیکن منو کے مجموعه میں زیادہ تر اُس میعاد سے غرض ہی جسکے گذرنے پر زوجه دوسری شادی کرسکتی ہی مجموعه میں بلحاظ شادی بیوہ عورتوں کی اُسیطرح سے اختلاف پائے جاتے ہیں جسطرح اور بعض مسائل میں پائے ہیں اُنسے یہه نتیجه نکل سکتا ہی که مختلف مقاموں اور مختلف اوقات میں قانون جدا جدا تھا یا شاید لکھنے والے کی راے اور اُسکے عمل میں اختلاف تھا اس زمانه میں بھی لوگ بیوہ عورتوں کی شادی کے مخالف ہیں اور پس کلوکا کے زمانه میں بھی یہه ہی حال ہوگا

‡ باب ۹ اشلوک ۵۹ لغایت ۷۰

§ باب ۹ اشلوک ۱۰۳ و ۱۳۳

|| باب ۹ اشلوک ۵۹ وغیرہ

* باب ۹ اشلوک ۱۲۵ شاید یہه اجازت شودر زوجه کے بیٹے سے مخصوص کی گئی ہی کیونکه شودروں کے ہی واسطے ایسا کام جائز ہوتا ہی لیکن منو میں اس خصوصیت کا کچھه بیان نہیں پایا جاتا ہی اور منو کے مجموعه کی تقریر موجب اس تمام مضمون کے کبھی کچھه اور کبھی کچھه پائی جاتی ہی مگر آج کل یہه طریقه تمام فرقوں کے واسطے بالکل ممنوع ہی

کے برا اور ناجایز سمجھا جاتا هی لیکن جب وہ حقیقت میں عمل میں
اُٹھاتا هی تو جایز تصور کیا جاتا هی *

جبکه مذکورہ بالا قسم کي اولاد نهیں هوتي تو متبنیل بیٹا وارث هوتا
هی اس بیٹے کا تمام حق اپنے حقیقي باپ کي ملکیت سے جاتا رهتا هی
اور اگر متبنی کرنے والے باپ کے بعد متبنی کرنے کے اولاد حقیقي پیدا هو
تو بهي وہ اپنے اس باپ کي ملکیت کے چوتھے حصه کا مالک رهتا هی † *

جبکه ورثاے مذکورہ بالا نهوں تو دس قسموں کے ایسے بیٹے وارث
سمجھے جاتے هیں جنکا خیال بجز هندوؤں کے اور کسي قوم کو نهیں
هوسکتا کیونکه هندو کریا کرم کرنے کیواسطے اولاد کا هونا اکثر باتوں سے بهت زیادہ
ضروري اور بهتر سمجھتے هیں منجمله ان بیٹوں کے ایک بیٹا ایسا هوتا
هی جو شوهر کے مدت تک گهر سے باهر رهنے کي حالت میں کسي
نامتحقیق باپ کے نطفه سے پیدا هوا هو اور دوسرے ایک شخص کا وہ بیٹا
جو اُسکي بي بي کے پیٹ میں شادي کے زمانه میں تها اور اُس شخص
کو خبر نه تهي اور انهیں قسموں میں وہ بیٹا داخل هوتا هی جو کسي
شخص کي بیٹي کا حرامي بیٹا ایسے شخص کے نطفه سے هو جس سے
وہ آخر کار شادي کرلے یا ایسي منکوحه عورت کا بیٹا جسنے اپنے خاوند کو
چهوڑ دیا هو یا ایسا بیٹا جو کسي بیوہ سے پیدا هوا هو اور وہ بیٹا جو
کسي شودر قوم کي زوجه سے پیدا هوا هو ‡ ایسے ایسے بیٹے اور اور قسموں
کے بیٹے کل دس هیں جو قانوني اختراع سے جائز سمجھے جاتے هیں کیونکه
خود مجموعه کا مولف ایسے بیٹوں کو کنبے میں ملا لینے کے طریق کو
بهت برا بهلا کهتا هی گو وہ اچهي کریا کرم کرنیکا ذریعه کیوں نهوں § *

---

† باب ۹ اشلوک ۱۳۱ و ۱۳۲ و ۱۹۸ و ۱۹۹

‡ باب ۹ اشلوک ۱۵۹ لغایت ۱۶۱ و ۱۶۷ لغایت ۱۸۰ آج کل جو قانون
هندوؤں کا هی اُسکي روسے بجز حقیقي اور متبنی بیٹوں کے اور ان سب اقسام کے
بیٹے جائز نهیں سمجھے جاتے هیں

§ باب ۹ اشلوک ۱۶۱

۰ بیٹوں کے نہونے کی حالت میں بھتیجے وارث ہوتے ہیں جو بجاے بیٹوں کے سمجھے جاتے ہیں اور اگر اُنکو منظور ہوتا ہی تو یہ ترجیح تمام اور شخصوں کے اونہیں کو متبنی کیا جاتا ہی † جب بیٹے یا پوتے یا متبنی بیٹے اور بھتیجے نہوں تو وراثت کا حق ما باپ کو ہوتا ہی اور بعد اُنکے بھائیوں اور دادا اور نانا اور دادی اور نانی کا ہوتا ہی ‡ اور بعد اُنکے ایسے رشتہ داروں کا حق ہوتا ہی جو بالاشتراک بزرگوں کے کریا کرم کرنیکا حق رکھتے ہیں اور جب یہہ بھی نہوں تو عموما گرو اور هم مکتب یا شاگرد وارث ہوتا ہی اور یہہ بھی نہوں تو برهمن عموماً وارث ہوتا ہی اور اگر شخص متوفی دوسری قوم یعنی هندو نہو تو راجه مالک ہوتا ہی § *

باپ اپنے جیتے جی اپنا مال و متاع اولاد پر تقسیم کر سکتا ہی اور یہہ بیان نہیں کیا گیا کہ جسطرح چاهیئے اُسیطرح اُسکو تقسیم کرے یا کسی مناسبت کے ساتھہ اور اسکا بھی ذکر کہیں نہیں پایا جاتا کہ اُسکو وصیتنامہ لکھنے کا اختیار ہی یا نہیں || *

---

† باب ۹ اشلوک ۱۸۲

‡ باب ۹ اشلوک ۱۸۵ و ۲۱۷

§ کریا کرم پر وراثت کے موقوف ہونے سے چند قواعد انتظام کے قابل قائم ہوتے ہیں اول قسم کی کریا کرم صرف باپ دادا اور پردادا کیواسطے کیجاتی ہی جو لوگ ان تینوں کے کریا کرم کرتے ہیں اُنکو وراثت میں ترجیح ہوجاتی ہی اور بعد اُنکے اُنکو جنہوں نے دو کی کریا کرم کی اور بعد اُنکے اُنہوں کو جنہوں نے ایک کی کریا کرم کی ہو اور جو اِنمیں سے کسیکی کریا کرم نکریں وہ خارج کردیئے جاتے ہیں پس اِس قاعدہ کی روسے پوتے کے پوتے کی اولاد خارج کیجاتی ہی اور وراثت کسی ایسے شخص کی اولاد کو ملتی ہی جو پردادا کے تین پشتوں کی اندر ہو اُن لوگوں کے بعد جو اول قسم کی کریا کرم کرتے ہیں اُن بہت سے لوگونکا حق ہوتا ہی جو دوسری قسم کی کرتے ہیں ـــــ اورینٹل میگزین جلد سویم صفحہ ۱۷۱ و خلاصہ کالبروک صاحب جلد ۳ صفحہ ۶۲۳

|| باب ۹ اشلوک ۱۰۳ بلکہ مال و متاع کے تقسیم کرنے کا اختیار بھی صرف کلوکا مفسر کی سند پر همنے بیان کیا ہی

جبکه ایک شخص مرجاتا هی تو اُسکي بیتوں کو اختیار هی که خواه وه ملکیت کو اکهٹا رکهکر باهم اوقات بسر کریں یا بموجب بعض قواعد کی تقسیم کرلیں اگر وه شامل رهیں تو بڑا بهائي ملکیت پر قابض هوتا هی اور باقي جسطرح که باپ کي اطاعت میں رهتے تهے اُسیطرح اُسکي اطاعت میں رهتے هیں اسصورت میں تمام ایسے بیتوں کي کمائي سے جو قانوناً علحده نہوئے هوں مشترک سرمایه کو ترقي هوتي جاتي هی † *

اور اگر وه جدے هوجاتے هیں تو بیسواں حصه بڑے بیٹے کے لیئے اور کل کے اسي حصے کرکے اُنمیں سے ایک حصه سب سے چهوٹے بیٹے کیواسطے اور منجهلے اور سنجهلے وغیره بیتوں کیواسطے چالیسواں حصه علحده کرکے باقي ملکیت کو پهر آپسمیں برابر تقسیم کرلیتے هیں *

کواري بهنوں کي پرورش اُنکے بهائیوںپر لازم هوتي هی اور اُنکو باپ کي ملکیت کا کوئي حصه نہیں ملتا ‡ لیکن اپني ما کي جائداد میں اُنکو بهائیوں کے ساتهه برابر حصه ملتا هی § *

باپ کے ورثه کا بیتوں میں اِسطرح پر برابر تقسیم هونا اُس صورتمیں جائز هی جب سب بهائي ایکهي اصل نسل کے هوں ورثه جو بیتا برهمني سے هو اُسکو چار حصه اور جو کهتراني سے هو تو تین حصه اور بیش سے هو تو دو حصه اور شودر سے هو تو ایک حصه ملتا هی *

---

† باب ۹ اشلوک ۱۰۳ لغایت ۱۰۵ اِسکے قاعده کے خلاف مسئله بهي هیں لیکن اب بهي یهه قاعده ایسا مستحکم اور موثر هی که زمانه حال میں ایسے شخص کے قریب رشتهداروں کو جسنے آپ کو پیشوا کے وزیر اعظم کے رتبه پر پهونچایا تها اُسکي بڑي ملکیت کے حصه کا جسکے حاصل کرنے میں اُنهوں نے کچهه بهي کوشش نکي تهي مستحق گردانا گیا

‡ باب ۹ اشلوک ۱۱۲ لغایت ۱۱۸

§ باب ۹ اشلوک ۱۹۲

اگر اور بیٹے نہوں تو بھی شودر بیٹے کو ایک حصہ یا ایک دسواں حصہ ملکیت کا ملنا بہت بوا سمجھا جاتا ہی † خوجوں یا خارج الذات یا جنم کے بہرے یا گونگے یا اندھے یا اپاھج یا دیوانہ یا جنم کے مورکھہ کو جا نشینی سے خارج کیا ھی لیکن جو لوگ وارث ھوں انکو انکی پرورش لازم ھی مگر خارج الذات شخصوں کے بیٹے ورثہ پانے کے مستحق ھوتے ھیں ‡ *

---

† باب ۹ اشلوک ۱۵۱ لغایت ۱۵۵ — مجموعہ کے اندران قواعد میں اس سبب سے بہت ابتری پائی جاتی ھی کہ پڑھے لکھے اور نیک چلن بیٹوں کو اور بیٹوں پر حق وراثت میں ترجیح دی گئی ھی لیکن کوئی ایسا شخص مقرر نہیں کیا گیا جو اس بات کے تصفیہ کا مجاز ھو کہ وہ اوصاف کون کون سے بیٹوں میں ھیں

‡ باب ۹ اشلوک ۲۰۱ لغایت ۲۰۳

باب چوتها

مذهب کا بیان

مذهبی کتابوں میں جو اُصول مذهب کے سکھلائے جاتے هیں وہ بید سے لئے گئے هیں چنانچه اُن کتابوں کے هر ایک صفحه میں بید کا حواله پایا جاتا هی *

بیدوں کا ذکر

بید چار هیں لیکن بہت سے عالم فاضل هندو چوتھے بید کو نہیں مانتے پس حقیقت میں تین بید سمجھنے چاهئیں هر ایک بید دو حصوں یا شاید تین حصوں میں منقسم هی اول حصه میں بھجن اور مناجات † اور دوسرے حصه میں ‡ مذهبی فرائض کی هدایتیں اور علم الهیات کی تقریریں هیں § بعض تقریروں کے علحده علحده رساله هوتے هیں اور یهه رساله کبھی تو دوسرے حصه میں اور کبھی علحده هونے سے تیسرا حصه قائم هوتا هی || *

هر بید کے ساتهه ایک جنتری بھی اِس غرض سے هوتی هی کہ جن فرضوں کی اُسمیں هدایت اور تاکید کی گئی هی اُنکی بجا اوری کےواسطے وقت مناسب مقرر هوسکے *

بید بهی کسی ایک شخص کی تصنیف نہیں هیں بلکه هر ایک بید کئی شخصوں کی تصنیف هی جنکی تصنیفات میں اُنکے نام اکثر سب

---

† اِس حصه کا نام مینترا هی

‡ اِس حصه کا نام برهمنا هی

§ کالبروک صاحب کی تحریرات جو کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحه و بشن پران کے دیباچه ۳۱۷ میں مندرج هی

|| اِس حصه کو اپانی شاد کہتے هیں

میں نہیں تو بہجنوں اور مناجات میں ضرور ہیں اور هندو کہتے هیں کہ انہیں لوگونپر علحدہ علحدہ یہہ سب مسئلہ اور مناجات خدا کیطرف سے ظاهر هوئے تھے غالباً بید مختلف زمانوں میں لکھے گئے هیں لیکن جو صورت أنکي ذي زمانہ موجود هی أس صورت میں وہ چودھویں صدي میں قبل حضرت مسیح سے جمع کیئے گئے هیں † •

بید پوراني سنسکرت میں لکھے هوئے هیں جو اس سنسکرت سے جسکا آجکل رواج هی إسقدر مختلف هی کہ بجز بڑے بڑے قابل اور عالم برهمنوں کے أسکو کوئي نہیں سمجھہ سکتا هی أنکے صرف تھوڑے سے حصہ کا ترجمہ یورپ کے زبانوں میں هوا هی اور اگرچہ همارے پاس بید کا خلاصہ انگریزي زبان میں موجود هی جسکو ایسے شخص نے لکھا هی کہ أسکي راے اور صداقت پر بالکل بھروسہ هوسکتا هی ‡ اور أس خلاصہ سے هم بیدوں کے مسئلوں کے عام منشاء کو بخوبي تمام دریافت کرسکتے هیں مگر تو بھي هم أسکي تفصیلوں پر باطمینان تمام گفتگو نہیں کرسکتے هیں یعني یہہ نہیں کہہ سکتے کہ فلان قصوں یا مسئلوں کا ذکر جنسے آج کل کے هندوؤں کا مذهب مرکب هی بید کے کسي حصہ میں هی یا نہیں •

بیان مسئلہ وحدانیت کا

بیدوں کا مقدم مسئلہ یہہ هی کہ خدا واحد هی چنانچہ اکثر مقامات پر بید میں مندرج هی کہ حقیقت میں صرف ایک خدا واحد هی جو سب سے اعلی اور برتر روح تمام عالموں کا مالک هی اور أسي نے سب عالم پیدا کیئے هیں § •

---

† تتمہ اول کتاب کو ملاحظہ کرو

‡ یعني کالبروک صاحب کي کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۳۶۹

§ پروفیسر ولسن صاحب نے جو لکچر مقام اکسفورڈ میں دیا تھا اور أسکو مشتہر کیا تھا أسکے صفحہ ۱۱ میں مندرج هی کہ ایک عالم برهمن نے خدا کے اوصاف کا بیان جیسے کہ بید سے ظاهر هوتے هیں مفصلہ ذیل طور سے کیا هی جسکو سر ولیم جونز

اُس قادر مطلق نے اپني مخلوقات میں سے بعض کو انسان سے برتر پیدا کیا هی اُنکي پرستش کرني چاهیئے اور اُن سے سلامتي بذریعه مناجات کے حاصل هوسکتي هی منجمله اِن برتر مخلوقات کے جنکا اکثر بید میں ذکر پایا جاتا هی هوا پاني آگ اور خاک کے دیوتا اور ستارے اور سیارے هیں لیکن اور قوتوں اور اوصاف کا ذکر بهي پایا جاتا هی جنکو مجسم سمجها گیا هی خدا واحد کے تین بڑے ظهور هیں یعني برهما بشن اور شیو اور اور مجسم اوصاف اور قوتیں اور هندوؤں کے متور کیئے هوئے دیوتاؤں میں سے اکثر کا البته بید میں اشاره پایا جاتا هی لیکن ایسے شخصوں کي پرستش جو اپني دلاوري اور شجاعت کے باعث سے دیوتا گردانے جاویں مذهب کا کوئي جزو نهیں قائم کي گئي هی † *

برهما بشن اور شیو کا بهت کم ذکر پایا جاتا هی اور اُنکو کچهه فوقیت نهیں دي گئي هی اور نه وه پرستش کے قابل سمجهے گئے هیں ‡ اور کالبروک صاحب کو بید میں کوئي ایسا مقام نهیں ملسکا جس سے اُنکا اوتار هونا ثابت هو *

صاحب نے اپني کتاب میں نقل کیا هی وه بیان یهه هی که خدا کیا هی وه کامل سچ هی اور کامل خوشي هی اور اُسکي ذات لاثاني هی اور اُسکو فنا نهیں هی اور وه واحد مطلق هی اُسکي ذات کو نه تو زبان بیان کرسکتي هی اور نه عقل سمجهه سکتي هی اور سب میں موجود هی اور سب پر غالب هی اور اپنے بیحد علم اور دانائي سے بشاش هی یعني بے پروا هی اور هر جگهه اور هر وقت میں حاضر و ناظر هی اور اُسکے پیر نهیں هیں لیکن پهر بهي بهت تیزي سے چلتا هی اور اُسکے هاتهه نهیں هیں مگر تمام دنیا کو پکڑے هوئے هی اور بے آنکهوں کے سب چیز کو دیکهتا هی اور بغیر کانوں کے سب چیزوں کو سنتا هی اور بغیر کسي سمجهانے والے کے هرایک چیز سمجهتا هی اور بلا کسي سبب کے تمام سببوں کا سبب اول هی اور سب پر حاکم هی اور سب پر قوي هی اور پیدا کنندہ اور بچانے والا اور تمام چیزوں کي صورت بگاڑنیوالا هی — کتاب ولیم جونس صاحب جلد ٦ صفحه ۴۱۸

† کالبروک صاحب کا بیان بید کا کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ٨ صفحه ۴۹۴

‡ پروفیسر ولسن صاحب کے اُس لکچر کا جو بمقام اکسفورڈ دیا تها صفحه ۱۲

بید سے بتوں کا رواج اور پرستش کي چیزوں کا ظاهري نشان اور علامت کا بنانا ثابت نهیں هوتا هی † *

منو کے مذهب کا بیان

مذهبي کتابوں میں جا بجا وحدت کا مسئله پایا جاتا هی اور اُنکے آخر میں یهه بیان کیا گیا هی که سب فرضوں میں سے بڑا فرض هی که اپاني شاد یعني رساله علم الهي سے خدا واحد اور قادر کی معرفت حاصل کریں ‡ *

لیکن اگرچه منو نے خدا کی وحدت پر اپني رائے کو اپنے تمام کتاب میں قایم رکها هی مگر خدا تعالی کي ذات و صفات پر اُسکي رائے جیسي شروع میں عمده اور خالص تهي ویسي هر جگهه نهیں پائي جاتي هی *

بیان پیدایش

یهه بات خصوصاً پیدایش کے بیان سے جو منو نے لکها هی ثابت هوتي هی چنانچه بید میں اکثر مقامات میں لکها هی که خدا وه ماده هی جس سے دنیا پیداهوئي هی اور جسنے دنیا کو پیدا کیا هی اور وهي کمهار هی جسنے برتن بنایا هی اور وهي مٹي هی جسکی وه برتن بنا هی مگر جو لوگ بید کے ترجمه کرنے کي بڑي لیاقت رکهتے هیں وه یهه خیال کرتے هیں که ان فقروں کے لفظي معنی پر لحاظ نهیں کرنا چاهئے اور بجز اس بات کے ظاهر کرنے کی اُنسے اور کچهه مطلب نهیں هی که ایک هي علت اولی سے تمام چیزیں نکلي هیں بیدوں کا علم مقصد اسبات کا ثبوت کرنا هی که تمام مخلوقات کا ماده اور صورت ایک خود موجود

† پروفیسر واسن صاحب کے اُس لکچر کا جو بمقام اکسفورڈ دیا گیا صفحه ۱۲ پشن پران کے دیباچه کے صفحه ۲ پر دیکهو

‡ باب ۱۲ اشلوک ۱۵

علت کي مرضي سے پیدا ہوا ہی † *

برخلاف اسکے مذہبي قواعد کي کتابوں سے یہہ بات پیدا ہوتي ہی گو صاف صاف نہیں پائي جاتي ہی کہ دنیا خالق کے مادہ سے بني اور بطریق جزو مادہ الہي کے مادہ کا وجود ہمیشہ سے ہی اور یہہ خیال بیہودہ ہی اُن ہي کتابوں کے بموجب یہہ بھي ثابت ہی کہ بسبب پانچ عناصر یعني خاک باد آب آتش اور خلا اور اصلوں کي خود موجود قوت یعني خدا نے جو آپ تو نظر نہیں آتا سکو دنیا کي چیزوں کو قابل محسوس ہونے کي کرنا ہی بڑے جلوہ اور شان سے ظہور کیا اور تاریکي کو دور کیا *

اُسنے چاہا کہ اپني مادہ الہیت سے مختلف موجودات کو پیدا کرے پس اول ایک بات کي بات میں پاني پیدا کیا اور پاني کے اندر ایک بار اور تخم رکھا ‡ *

اس تخم سے انڈا پیدا ہوا اور اس انڈے میں قادر مطلق خود برہما کي صورت میں ظاہر ہوئے *

اور اسي قسم کي ترکیبوں سے جو ہندوؤں کے بنائے ہوئے جھگڑے معلوم ہوتے ہیں بھگوان نے برہما کي صورت میں آسمان اور زمین اور انسان کي روح کو پیدا کیا اور تمام مخلوقات کے علحدہ علحدہ نام رکھے اور اُنکو جداگانہ کام سپرد کیا *

اسیطرح سے پاک صاف روح والے دیوتاؤں کو جنمیں بہت سي بھگوان کي صفتیں ہیں اور اُنسے کمتر جنوں کو جو بہت نازک اور لطیف ہیں پیدا کیا § *

یہہ تمام پیدایش صرف تھوڑے عرصہ تک قایم رہتي ہی اور بعد اُسکے معدوم ہوجاتي ہی اور وہ موجود قوت جسکے سبب سے

---

† ولسن صاحب کے لیکچروں کا صفحہ ۳۱ جو بمقام اکسفورڈ دئي گئے تھے

‡ کتاب اول اشلوک ۵ و ۷

§ باب ۱ اشلوک ۸ لغایت ۱۱

تمام مخلوق پیدا ھوئي واپس بلالي جاتي ھی اور برھما ذات مطلق میں مجذوب ھو جاتا ھی اور تمام کارخانه کو زوال ھو جاتا ھی † *

اور پیدایش کا اسطرحپر معدوم ھو جانا اور پھر پیدا ھونا رفتا رفتا بڑي بڑي مدتوں کے بعد واقع ھوتا رھتا ھی ‡ *

کمتر درجه کے دیوتاؤں کا بیان

کمتر دیوتا عنصروں کے قایم مقام ھیں یعني عنصروں کو اُن دیوتاؤں کي علامت سمجھا جاتا ھی مثلاً اندر یعني ھوا اگني یعني آگ ورون یعني پاني پرتوي یعني زمین اجرام فلکي کو اُن دیوتاؤں کي علامت سمجھا جاتا ھی مثلاً سوریا یعني سورج چندر یعني چاند برسپتي اور اور سیارے یا مختلف صفتوں کو علامت اُن دیوتاؤں کے سمجھتے ھیں مثلاً دھرما یعني دیوتا انصاف کا اور دھرتترا یعني دیوتا دوا کا § اُن شجاع اور دلاور لوگوں میں سے جنکا بیه میں تو ذکر نہیں مگر آج کل ھندوؤں کے دیوتاؤں میں بڑا رتبه اور درجه حاصل ھی مثلاً راما اور کرشنا وغیره کسي کو مطلق دیوتا بیان نہیں کیا گیا *

بلکه اُن دیوتاؤں کا بھي جنکي بیه اوتار ھیں کہیں ذکر نہیں پایا جاتا ھی برھما کا کئي مرتبه نام آیا ھی لیکن بشن اور شیو کا کبھي نہیں آیا خدا کي یهه تین صورتیں اُن دیوتاؤں میں جنکا ذکر بید میں ھی بہت رتبه نہیں رکھتي ھیں اور ان تینوں کے باھم ایک جسم میں شامل ھونے کے معمه پر منو کے قانون میں یا غالباً بید میں اشاره تک نہیں کیا گیاجن تین صورتوں یعني جسموں میں سے بعض جسموں میں تمام اور دیوتاؤں کو داخل اور شامل سمجھا جاتا ھی وه آگ اور ھوا اور سورج ھیں || *

---

† باب ۱ اشلوک ۵۱ لغایت ۵۷

‡ باب ۱ اشلوک ۳ لغایت ۷۳

§ باب ۹ صفحه ۳۰۳ لغایت ۳۱۱ اور اور مقامات

|| کالبروک صاحب کي کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحه ۳۹۵ لغایت ۳۹۷

ذکر ارواح

دیوتاؤں سے بالکل علحدہ نیک و بد جن بیان کئے گئے ہیں اور پیدایش کے بیان میں بہ نسبت دیوتاؤں کے اِنکو زیادہ تر حیوانات سمجھا گیا ہی چنانچہ یہہ بیان کیا گیا ہی کہ خداوند تعالی نے جوانمرد جن اور غضبناک بھوت اور خونخوار وحشی اور حور بہشتی اور پریاں اور دیو اور بڑے بڑے اژدھے اور بڑے بڑے بازؤں کے پرند اور مختلف قسمیں اِنسان کی پیدا کی ہیں † *

آدمي کا بیان

خدا تعالی نے آدمي کو دو روحیں بخشي ہیں ایک تو روح حیواني جسکے سبب سے بدن حرکت کرتا ہی اور دوسري روح انساني جو جذبوں اور اچھے اور برے وصفوں کا مخرج ہی اور اگرچہ یہہ دونوں روحیں ایک دوسري سے تعلق نہیں رکھتي ہیں اور علحدہ علحدہ وجود رکھتي ہیں مگر اُس ذات باري کے ذریعہ سے شامل ہیں جو تمام موجودات میں پھیلي ہوئي ہی ‡ *

روح حیواني کے ہي ذریعہ سے اِنسان کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہی یہہ روح اپنے جرموں کي مناسبت سے عرصہ معین تک عذاب سہتي ہی اور بعد اُسکے اُسکو حکم ہوتا ہی کہ آدمیوں حیوانوں بلکہ درختوں میں جاکر نفوذ کرے جس قدر زیادہ اِس روح کا گناہ ہوتا ہی اُسیقدر ذلیل وہ جسم ہوتا ہی جسمیں وہ پھر بھیجي جاتي ہی تا وقتیکہ وہ اذیت اور ذلتیں اوٹھا کر اخر کار صاف پاک ہوجاتي ہی اور پھر وہ اپنے زیادہ پاک صاف رفیقوں کے جسم میں جاتي ہی § اور پھر اُسکا وہ دور شروع ہوتا ہی جو اُسکو ابدي نعمتوں یعني بہشت میں پہونچاتا ہی *

---

† باب ۱ اِشلوک ۳۷

‡ باب ۱ اِشلوک ۱۴ و ۱۵ و باب ۱۲ اِشلوک ۱۲ لغایتہ ۱۴ و ۲۴

§ باب ۱۲ اِشلوک ۱۶ لغایتہ ۲۲

خدا نے آدمي کو پیدایش هي سے برے بهلے کي تمیز بخشي جسکو اندروني ناصح کے † نام سے تعبیر کیا هی اور جائز اور ناجائز اور آرام اور تکلیف اور اور مخالف باتوں میں بالکل فرق رکها هی یعني اُنمیں ناموافقت رکهي هی ‡ *

بعد اِسکے خدا تعالی نے اُس قرباني کے اچهي طرح سے پورا هونے کے واسطے جسکو اُسنے شروع هي سے مقرر کیا تها بید پیدا کیئے مگر منو کي کتاب کے اُس حصه کے زیاده حالات بیان کرنے ضرور نہیں معلوم هوتے هیں جو علم الهیات سے متعلق هی *

رسموں کا بیان

هندوؤں کے مجموعه کا بهت سا حصه رسموں سے بهرا هوا هی مگر اخلاق سے بهي غفلت نهیں کي گئي هے عورت کے حامله رهنے کے زمانه اور لڑکے کي پیدایش کے وقت اور بهت سے بچهلے موقعوں پر جنمیں سے مقدم موقع وه هی جب اول سال لڑکے کي عمر میں بجز چوٹي کے اُسکا سر مونڈا جاتا هی بے انتہا رسمیں عمل میں آتي هیں § لیکن سب سے مقدم رسم جنیؤ کي هوتي هی جسکے بجالانے میں برهمن کو سوله برس اور بیش کو چوبیس برس سے زیاده دیر نہیں کرني چاهیئے ‖ اِس معزز رسم کو دوسرا جنم بیان کیا گیا هی اور تینوں فرقوں (یعني برهمن چهتري اور بیش) کو جنکو اِسکي اجازت هی اُسکے بجالانے سے دوباره جنمي کا خطاب ملتا هی اور اسي خطاب سے کل مجموعه میں اُنکا ذکر کیا گیا هی اور اسي موقع پر جن شخصوں کو جنیؤ پهنایا جاتا هی اُوم اور گایتري کا منتر سکهایا جاتا هی اور بید میں یهه عبارت نہایت مقدس

---

† باب ۱ اِشلوک ۱۴

‡ باب ۱ اِشلوک ۲۶

§ باب ۲ اِشلوک ۲۶ لغایته ۳۵

‖ باب ۲ اِشلوک ۳۶ لغایته ۴۰

هی اور اس مجموعه میں جا بجا تاکید کي گئي هی که واسطے عبادت
اور کفارہ کے اسکو جپنا چاهیئے اور اس منتر کا ورد کیا جاوے اور همیشه
مزاولت رکهي جاوے تو آدمي بغیر کسي اور مذهبي عبادت کے بہشت
کو پہنچ سکتا هی † اگرچه یهه مخفي عبادت في زماننا صرف برهمنوں
کو معلوم هی اور سیکهنا اسکا آسان نہیں رها مگر یورپ والوں نے بهي
اِسکو خوب هي تحقیق کیا هی اور کالبروک صاحب نے اُسکا یهه ترجمه
کیا هی ‡ ذات باري یعني خدا کي قابل پرستش تجلي کا دهیان کرو
اور یهه دعا مانگو که وہ همارے عقل کو هدایت کرتي رهے *
اُس پورے اشلوک پر لحاظ کرنے سے جسکا یهه ایک جمله هي ظاهر
هوتا هی که تجلي سے وهي قادر مطلق مراد هی اگرچه افتاب کي روشني
بهي مراد هوسکتي هی *
اُسوقت تک اسبات کا دریافت کرنا آسان نہیں هی که اس منتر کے
مقدس هونیکي کیا وجهه هی جب تک یهه ثابت نهو که ایک زمانه
میں باوجود اس منتر کے الفاظ کے ذو معني هونے کے نو آموز آدمي پر
ایسے زمانه میں جبکه آفتاب کي پرستش رائج تهي خدا تعالی کي ذات
و صفات کا راز ظاهر هو جاتا تها § *
هر ایک برهمن بلکه هر دوبارہ جنمي یا جنیؤ پهنني والے کو هر روز
اشنان کرنا چاهیئے اور تاروں کي چهاونمیں کسي تنهائي کے مقام میں

---

† باب ۲ اشلوک ۷۴ لغایت ۸۷

‡ کالبروک صاحب کي کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحه ۴۰۰

§ اِس عبارت کي بہت سي تفسیریں کي گئي هیں اور بلحاظ اُسکے معني کے کسیقدر اختلاف رائے هی پروفیسر ولسن صاحب نے اُس کتاب کي جلد اول صفحه ۱۸۳ میں جو هندوؤں کے تماشه گاہ کے بیان میں هی ایک حاشیه لکها هی جسمیں وہ یهه ترجمه کرتے هیں که اُس آفتاب الهي کي تجلي اعلی کا دهیان کرو جس سے همارے فهم اور عقل کو روشني پہنچ سکتي هی اور بید کے انگریزي ترجمه کے صفحه ۱۹۳ میں رام موهن راے نے لفظي ترجمه یهه کیا هی که هم اُس شان و شوکت والے آفتاب کي روح اعلی کا دهیان کرتے هیں جو همارے عقل اور فهم کو هدایت کرتا هی

دونو وقت صبح اور شام پاني کے چشمہ کے نزدیک عبادت کرني چاهیئے † اور هر روز پانچ فرائض ادا کرنے چاهیں یعني بید کا پڑهنا اور دیوتاؤں کي عزت میں مردوں کي ارواح اور آگ کو بهوگ کهلانا اور پاني دینا اور زندہ مخلوق کو چانول کهلانا اور مہمانوں کي باعزاز تمام خاطرداري کرنا ‡ *

دیوتوں کي پرستش گهي کو آگ پر جلانے سے اور ایک قسم کا رس چڑهانے سے هوتي هی اور اُسکے ساتهہ دیوتا کا نام لیکر دعا مانگي جاتي هی اگرچہ بتوں کا بهي بیان کیا گیا هی اور ایک مقام پر یہہ بهي لکها هی کہ اُنکي عزت کرني چاهیئے § مگر باوجود اسکے اُنکي پرستش کا کبهي کہیں ذکر نہیں هوا هی اور اگر کچهہ ذکر اُنکا هوا بهي هی تو حقارت سے خالي نہیں هی اور آجکل جو طریقہ خوشبو او پهولوں کے چڑهانے کا هی اُسکا تو ذکر تک بهي نہیں هوا اور هوم وغیرہ کي نسبت یہہ حکم هی کہ لوگ اُنکو برهمنوں کے گهر خاص اُنهیں کے گهر کي آگ سے کرائیں ‖ *

اور فرضوں کے ساتهہ نہ اِسقدر زیادہ قیدیں لگائي گئي هیں اور نہ اُنکي نسبت اِسقدر تاکید کي گئي هی جسقدر کہ بید کے پڑهنے پر تاکید اور قیدیں هیں چنانچہ بیدوں کو صاف صاف اور باواز بلند پڑهنا چاهیئے اور اُنکے پڑهنے کے وقت اُدہر سے دهیان لگا رکهنا اور اُسي طور کر ادب سے بیٹهنا چاهیئے اور بہت سے شگون یعني علامتوں کے سبب سے پڑهنے میں خلل آجاتا هی اور اکثر ایسے امر اتفاقیہ کے واقع هونے پر جو طبیعت کو پریشان کردے اور اُس کام کے قابل نرهنے دے پڑهنے سے باز رهنا چاهیئے مثلاً هوا اور گرج اور مینهہ اور زلزلہ اور شہاب ثاقب اور گرهن اور گیدڑ کا بولنا اور بہت سے اور واقعات اول درجہ کے خلل انداز هیں اور

† باب ۲ اِشلوک ۱۰۱ لغایت ۱۰۳

‡ باب ۳ اِشلوک ۶۹ و ۷۰

§ باب ۴ اِشلوک ۱۳۰

‖ باب ۳ اِشلوک ۸۲ وغیرہ

ایسے مقام میں بید کے پڑھنے کي ممانعت هی جہاں بانسري بجتي هو اور تیر سنسناتے هوں اور قصاقوں نے کسي شہر کو گھیر لیا هو یا جبکہ عجیب واقعات کے سبب سے تمام لوگوں پر حیرت طاري هو بظاهر دوسرے درجہ کے خللوں سے تعلق رکھتي هی †

اخیر مذهبي فرض یعني مهمان نوازي کا بیان بڑي تفصیل سے کیا گیا هی اور اُسمیں بہت سي نصیحتیں خوش اخلاقي اور خاکساري کي مندرج هیں اگر ان نصیحتوں میں یہہ قید نہوتي کہ برهمن صرف اپني قوم کے لوگوں کي خاطر تواضع اِس طریق پر کریں تو وہ بہت اچھي هوتیں ‡ *

علاوہ روز مرہ بهوگ لگانے اور بهینٹ دیني سے هر شخص کے بزرگوں کي ارواح کے واسطہ ماهواري نذر نیاز کرني چاهیئے اور یہہ نذر نیاز پاک صاف خالي میدانوں میں یا دریاؤں کے کنارہ یا تنهائي کے مقاموں میں کرني چاهیئے بلدان کرنیوالے کو بعض چیزوں کو جلانا اور بہت سي رسمیں بجالانا اور چانول کے پنڈ بهرنا اور اگیاري کرنا اور ارواح کو انس لینے کے لیئے بلانا چاهیئے *

بعدہ چند ایسے برهمنوں کو جو اُسکے معمولي دوست اشنا یا مهمان نہوں بهوجن کرانا اور اُنکے ساتهہ تعظیم و تکریم سے پیش آنا چاهیئے اور برهمنوں کو لازم هے کہ چپ چاپ بهوجن کریں *

بیان کیا گیا هی کہ اسمیں کچهہ شک نہیں هی کہ جو برهمن نیوتے جاتے هیں اُنکے آس پاس متوفي بزرگوں کي روحیں پاک صاف روحوں کي طرح پهرتي رهتي هیں اور جب وہ بیٹهتے هیں تو وہ بهي اُنکے پاس بیٹهہ جاتے هیں § *

† باب ۳ اِشلوک ۹۹ لغایت ۱۲۶

‡ باب ۳ اِشلوک ۹۹ لغایت ۱۱۹

§ باب ۳ اِشلوک ۱۸۹
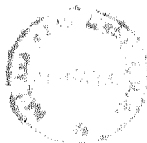
مگر جو لوگ بدنام یا گنہگار مرجاتے ہیں یا جو خلاف قانون اپنے آپ کو ہلاک کرتے ہیں † اُنکے واسطہ کوئي نذر نیاز نہیں کي جاتي ہی بلکہ برخلاف اسکے ایک عجیب رسم ہی جسے ایک بڑے گنہگار شخص کو اُسکا کنبا چھوڑ دیتا ہی اور اُسکي جیتے جاتے ہي میں رسومات اُسکے مرنے کي نہایت درستي سے کیجاتي ہیں لیکن اگر وہ شخص توبہ یا کفارہ کرے تو پھر اُسکو ایک اور رسم سے خاندان میں لیلیتے ہیں اور صحبت میں ملا لیتے ہیں ‡ *

جو چیزوں سے ایک دوبارہ جنمي یا زناردار شخص کو پرہیز کرنا چاہیئے اُنکي کچھہ انتہا نہیں ہی جنمیں سے بعض کا کھانا ظاہري اسباب کے واسطہ منع ہی مثلاً گوشت خور پرند اور پالتو سور اور اور جانور جنکي صورت یا رہنے کے طریقہ سے دل کو نفرت آتي ہی لیکن اور چیزوں کو اس طرح اپني طبیعت سے مقرر کر لیا ہی کہ مرغ اور ساگ کي جڑیں اور گندنا یا پیاز سے فوراً ذات جاتي رہتي ہی § اور خارپشت جنگلي چوہا اور خار پشت اور چھپکلي اور کچھوؤں کو علاوہ واسطہ خوراک کے جائز قرار دیا گیا ہی سخت سزاؤں کي عوض سے برہمن کو شکاري یا بے ایمان آدمي اور سنار یا بید کے کام بنانے والے یا دھوبي یا رنگریز کے کھانا کھانیکي ممانعت کي گئي ہی شکاري کے کام کي بےرحمي کے سبب سے برہمن کي نظروں میں شکاري بے ایمان کي برابر سمجھا جاسکتا ہی لیکن علاوہ اور بے اصل حکموں کے اس حکم کے دریافت کرنے سے ہر شخص کو بڑا تعجب آتا ہی کہ طبیب ‖ جسکا پیشہ بڑي دانش اور فیضرساني کا ہی ہمیشہ نہایت ناپاک پیشہ والوں کے فرقہ میں شمار کیا گیا ہی *

† باب ۵ اِشلوک ۸۹

‡ باب ۱۱ اِشلوک ۱۸۲ لغایت ۱۸۷

§ باب ۵ اشلوک ۱۸ و ۱۹

‖ باب ۳ اِشلوک ۲۱۲

علی الخصوص جس بات سے هندو تعجب هوتا هی وہ یہہ هی که اکثر اقسام کے گوشت کھانیکي برهمنوں کو اجازت دیگئي هی † اور خصوصاً بیل کے گوشت کي بڑے بڑے تیوهاروں میں تاکید کي گئي هی ‡ لیکن برهمنوں کو بجز جگ کے گوشت کھانا نهیں چاهیئے مگر جیسا که هم بیان کرچکے هیں قربانیاں روز مرہ کے فرایض میں سے هیں اور اندرسه کي گولیاں اور اندرسه اور بهت سي اور چیزیں اسي قسم کي ممانعت میں داخل هیں § *

یہہ سچ هی که حیوانوں کے ساتھہ انسانیت برتنے کي هر جگہہ بهت هدایت اور تاکید کي گئي هی اور اس خیال سے که اُنکو زیادہ ایذا نهو غذاے حیواني سے پرهیز کرنا قابل تعریف بیان کیا گیا هی اسي طرح کي اور بھي وجوهات سے اُسکے استعمال سے احتیاط کرنیکي فهمایش کي گئي هی ‖ مگر کسي مقام میں کبھي ممانعت نهیں کي گئي اور اُسکو ناپاک نهیں بیان کیا گیا بلکہ اکثر مقاموں میں بهت استحکام کے ساتھہ جایز کہا گیا هی * بیل کے گوشت کھانیکي اجازت زیادہ تر قابل غور کے هی کیونکه گاے اُن دنوں میں ایسي هي مقدس سمجھي جاتي تھي جیسے اب سمجھي جاتي هی گاے کي جان کا بچانا برهمن کے قتل کا معاوضہ سمجھا جاتا تھا ¶ اور برهمن کے سوا اور کسیکے قتل کا عوض تین مهینے تک بڑي بڑي سختیاں سهني اور گاے کي تین مهینے تک خوب خدمت کرنے سے هوتا تھا †† *

---

† باب ۵ اشلوک ۱۲ لغایت ۳٦
‡ باب ۵ اشلوک ۳۱ و ۳۲
§ باب ۵ اشلوک ۷
‖ باب ۵ اشلوک ۳۳ لغایت ۵٦
* جو شخص قانون کے بموجب کھاوے وہ گناہ نهیں کرتا گو وہ شرعي جانوروں کا گوشت کھاوے کیونکه اُن حیوانات کو جو کھائے جاویں اور اُنکے کھانیوالوں کو برهما هي نے پیدا کیا ـــ باب ۵ اشلوک ۳۰
¶ باب ۱۱ اشلوک ۸۰
†† باب ۱۱ اشلوک ۱۰۹ لغایت ۱۱۷

کھانے پر یہہ سب تبدیلیں ھونیکے علاوہ برھمن پر بہت سے ایسے قواعد کي اطاعت لازم کي گئي ھی جو زندگي کے معمولي کاموں سے متعلق ھیں اُن قواعد میں سے ھر ایک سے منحرف ھونا گناہ سمجھا گیا ھی *

اس مجموعہ کا ایک حصہ نصف سے زیادہ ایسے قواعد سے بھرا ھوا ھی جو پاک صاف رھنے سے متعلق ھیں *

ناپاک ھو جانیکا نہایت عام سبب کسي رشتہدار کا مرجانا ھی اور اگر وہ قریب کا رشتہدار ھو تو برھمن کو دس روز اور شودرا کو ایک مہینہ سوتک رھتا ھی *

اور بہت قسم کے چھوٹے چانے اور اور سببوں سے بھي آدمي ناپاک ھو جاتا ھی اور صرف نہانے اور اور ایسي رسموں سے جنکا بیان کرنا دقت سے خالي نہیں پاک ھوتا ھی † *

بعض ایسے مستثنی قاعدوں سے جو اُنکے برخلاف ھیں اچھي دانشمندي ظاھر ھوتي ھی جسکي توقع اس مقنن سے نہ تھي چنانچہ لکھا ھی کہ راجہ کبھي ناپاک نہیں ھوسکتا ھی اور نہ وہ لوگ ناپاک ھوسکتے ھیں جنکا ناپاک ھونا راجہ کار و بار کے سبب سے نہ چاھیے اور کاریگر کا ھاتھہ جو کار و بار میں مصروف رھتا ھی ھمیشہ پاک رھتا ھی اور سپاھي کے وہ رشتہ دار جو لڑائي میں مارے جاویں اسقدر نہیں ھوتے اور جو سپاھي خود اپنے فرض کے ادا کرنے میں مارا جاوے وہ گویا نہایت بڑا جگ کرتا ھی اور ھر طرح کي ناپاکي سے فوراً پاک صاف ھوجاتا ھی ‡ اور تمام پاک صاف چیزوں میں سے کسي شی میں ایسي عمدہ صفائي اور پاکیزگي نہیں سمجھي گئي ھی جیسي کہ وہ صفائي دل کي ھوتي ھی جو دولت کے حاصل کرنے اور قصوروں کے معاف کرنے اور فیاضي کرنے اور عبادت کرنے میں ھوتي ھی § *

† حصہ پانچواں اشلوک ۵۷ تا آخر
‡ باب ۵ اشلوک ۹۳ لغایت ۹۸
§ باب ۵ اشلوک ۱۰۷

هندوؤں میں کفارہ ادا کرنے کی رسموں کا اور اخلاقی امور میں متوسط درجه هی گناهوں سے بچانے میں اُنسے مدد هوتی هی اور طریق مذهبی سے انحراف کرنے سے باز رکھنے میں کام آتے هیں اور استعمال اُنکا همیشه ایسا بے قاعدے اور بے اصل طور سے کیا جاتا هی که اُسکے باعث سے وہ ایسے موثر نہیں هوتے جیسا اُنکو لوگوں کی بھلائی کے قائم کرنے میں هونا چاهیئے تها *

شراب کا پینا اول درجه کے گناہ میں شمار کیا گیا هی اور بیگناہ آدمی کے تباہ کرنے کیواسطے بلدان کرنا تیسرے درجه میں شامل هی *

برهمن کو تکلیف پهنچانی اور جو چیزیں قابل سونگهنے کے نہوں اُنکے سونگهنے اور اور ایسے هی جرموں کا جو حقیقت میں مضر هیں ایک هی کفارہ هی † *

اگر جبر سے اُنکی تعمیل کرائی جاوے تو بعض کفارے نہایت سخت بیرحمی کی سزا سمجھی جاوینگی اور جب اُن کفاروں کا استعمال اِس دنیا میں صحبت سے خارج نہونے اور عاقبت میں انتقام سے بچ جانیکے واسطے کرایا جاوے تو وہ بہت هی لغو اور بیجا هیں *

حقیقی یا دهرمی ما یا بہن کے ساتھه زنا کرنے اور کسی نابالغ سے مجامعت کرنے اور نہایت ذلیل ذات کی عورت کے ساتھه زنا کرنیکا کفارہ لوهے کے گرم بستر پر جل کر مرنا هی یا خوب تپتے هوئے لوهے کی مورت سے بغل گیر هونا هی ‡ اور شراب پینے کا کفارہ گاے کا گرم گرم پیشاب پینا هی § *

اور اور کفارے اکثر بذریعه جرمانه یا ریاضت کے ادا کیئے جاتے هیں اور اکثر جرمانه میں مویشی لیئے جاتے هیں جنکے دیئے جانیکا برهمن کو حکم هی اور بعض جرمانه ایسے بڑے هیں که ایک بجار اور هزار گاے دینی پڑتی هیں *

---

† باب ۱۱ اشلوک ٥٥ لغایت ٦٩

‡ باب ۱۱ اشلوک ۱۰۳ و ۱۰٥ و ۱۷۱

§ باب ۱۱ اشلوک ۹۱

اور جرمانوں کي مناسبت بهي جرموں سے بهت بري طرح قائم کي گئي هی سانپ مارنے کي عوض میں برهمن پر لازم هی که ایک پهاوره اور خوجه کے مارنے کي عوض میں پوال کا ایک بوجهه دے *

اپنے آپ سے کسي برتر آدمي سے دور هو یا هتک کرنے اور برهمن پر تقریر میں غالب آنے کا کفاره هوتا هی اور کیروں کے مارنے اور پودے اور گهاس کو ناحق کاتنے کا بهي کفاره لازم آتا هی اسلیئے که درختوں کو بهي دکهه درد معلوم کرنیکے قابل سمجهتے هیں † *

کفاره بهت هي مشهور اور قابل غور کے هی یعني جو برهمن تمام رگ بید کو حفظ یاد کرلے وه هر طرح کے گناه سے پاک صاف هوجاتا هے اور مجرم نهیں هوتا یهانتک که اگر وه تینوں ترلوک کے باشندوں کو بهي قتل کر ڈالے اور نهایت ناپاک هاتوں سے کهانا کهالے ‡ تو بهي پاک صاف رهتا هی *

بعض کفارے اور بعض سزائیں ایسي ناپاک کاموںکے واسطه قرار دي جاتي هیں جنسے یهه ظاهر هوتا هی که لوگوں کے اطوار بهت خراب تهے یا مقننن کے دماغ میں فتور تها § لیکن غالب یهه هی که جسطرح بعضے یوروپ کے کج فهم مذهبي مسائل کو اپنے دلسے گهرهکر بنا دیتے هیں اُسیطرح ان کفاروں کي بنیاد پري هی * *

اور بعض کفارے بهت هي اچهے هیں جو اُن بیهوده خیالات اور مذهب باطل کے خیال کو جسکا شدت سے برهمنوں میں رواج هی کسیقدر همارے دلسے کم کرتے هیں چنانچه بیان کیا گیا هی که جو آدمي سخاوت اختیار کرے گو وه سخاوت اُسکي روحاني فائده پهونچانے کے واسطه کیوں نهوجاوے اگر وه اپنے کنبه کو محتاج چهوڑ جاویگا اُسپر عاقبت میں عذاب اور سختی ضرور هوویگي || *

---

† باب ۱۱ اشلوک ۱۴۵ لغایت آخر

‡ باب ۱۱ اشلوک ۲۶۲

§ باب ۱۱ اشلوک ۱۷۱ لغایت ۱۷۹

|| باب ۱۱ اشلوک ۹ و ۱۰

هر شخص جو کفارہ ادا کرلیتا هی وہ شرعي طور پر برادري میں پهر لے لیا جاتا هی لیکن سب کو ایسے لوگوں کي صحبت سے بچنا لازم هی جنکے جرم حقیقت میں بہت سنگین هوں اُن جرموں میں اپنے ممنون آدمي کو مارنا اور اپنے مربي کو ضرر پہونچانا داخل هی † *

اُس اثر کا بیان جو مذهب سے اخلاق پر هوتا هی

البتہ منو کے مذهب کا اثر اخلاق پر عموماً اچها هی جائز اور ناجائز کا ضروري فرق شروع میں بہت اچهي طرح بیان کیا گیا هی جیسا کہ پہلے ذکر هو چکا هی اور وہ فرق عموماً جابجا خوب قائم رکها گیا هی اور جو تهوڑي سي باتیں اس راے سے مستثنی هیں وہ مشہور مقام هیں جو جهوٹي شہادت سے متعلق اور ایک دو وہ مقام هیں جہاں یہہ حکم هی کہ بلدان یا جگ ‡ کے لیئے دوسرے کے مال پر تصرف کر لیا جاوے اور راجا چوروں کے گرفتار کرنے میں زیادتي کرے § *

برخلاف اسکے بہت سے احکام اور تاکیدیں عدل و انصاف اور راستي اور نیکي کي بابت پائي جاتي هیں اور برے چال چلن کے بہت برے برے نتیجه اس دنیا اور عاقبت میں بیان کیئے گئے هیں چنانچه لکها هی کہ نیک آدمي کو بسبب تنگدست هونیکے دل شکستہ اور پژمردہ نہونا چاهیئے اور ظالم اور بدکار کو اور اُس شخص کو خوشي کبهي حاصل نہیں هوتي هی جو جهوٹي شہادت کے ذریعہ سے دولت حاصل کرتا هی ‖ *

ایک مقام میں صاف یہہ کہا گیا هی کہ رسموں کے فرضوں سے اخلاقي فرض بہتر هیں * اور یہہ بهي کہا گیا هی کہ ایسے گناهوں پر جو لوگوں

---

† باب ۱۱ اشلوک ۱۹۰ و ۱۹۱

‡ باب ۱۱ اشلوک ۱۱ لغایت ۱۹

§ باب ۱۱ اشلوک ۲۵۶ لغایت ۲۶۹

‖ باب ۴ اشلوک ۱۷۰ لغایت ۱۷۹

* باب ۴ اشلوک ۲۰۴

كي آسایش میں خلل انداز هوں عاقبت میں ایسي هي سزا ملیگي جیسے مذهبي معصیت پر ملیگي *

مگر اُس معامله میں ایک مسئله کا اثر کم قابل تعریف کے هی کیونکه اُسمیں یهه بیان کیا گیا هی که جو لوگ اپنے جرموں کي سزا گورنمنٹ کے هاتهه سے پاٸینگے اُنکو عاقبت میں سزا نه ملیگي وه نیک کرداروں کي برابر هوجاتے هیں پاک صاف هوکر بهشت میں جاوینگے † *

اخیر میں یهه کها جاسکتا هی که قانون کے ذریعه سے جس اخلاق کي تاکید کي گئي هی اُسکو جهوٹے دیوتاوں کے برے چال چلن کے بیان سے یا اُس عیاشي کے شامل کرنے سے جسکي اجازت اب بعض فرقوں کي رسومات میں دیکهي هی ناکاره اور بے اثر نهیں کیا گیا تها جیسا که آج کل مذهبي کتابوں میں بهت سے مسئلوں سے جنکو مختلف مقاموں میں نقل کیا گیا هی یهه ثابت هوتا هی که منو کے مجموعه میں عمده مسئلوں یا عالي خیالات کي کسیطرح قلت نهیں هے لیکن برهمنوں کے اُس اخلاق کا عام میلان جو برهمنوں نے قایم کیا هی ایسا تو هی که گناه سے بچیے اور پاک صاف رهنے کے قابل کرسکتا هی مگر ایسا نهیں که اُسکو بهلائي اور فیضرساني پر آماده اور سرگرم کرے اور اُس اخلاق کا مقصد خاص یهه هی که آدمي اپنے امن و امان کا مزه اُٹهاوے اور کسي جاندار کو تکلیف نه پهونچاوے

---

† باب ۸ اشلوک ۳۱۸

پانچواں باب

طور طریقه اور تربیت اور شایستگي کے بیان میں

عورتوں کي حالتونکا بیان

جب هم ایک قوم کے اطوار کي تحقیقات کرتے هیں تو اول هماري توجهه عورتوں کے حالات سے آگاهي کرنے پر مایل هوتي هی هندوؤں کي عورتونکي حالت اُن قواعد سے جو شادیکے معامله میں بیان کیئے گئے هیں اور ایسے اتفاقي قاعدوں یا بیانوں سے جمع کیجا سکتي هی جن سے از خود وه راے ظاهر هوتي هے جو اُس زمانه میں لوگ عورتونکي نسبت رکهتے تهے *

اگرچه بعض بعض قوانین متعلقه شادي میں جاهل اور ناشایسته زمانه کي بري نشانیاں پائي جاتي هیں مگر بهر حال وه شادیکے قوانین ناتواں فرقه یعني عورت کے حق میں بري نهیں هیں اور اور باتوں میں عورتوں کي حالت ایسي هي هی جسکي قانون سے توقع کیجاتي هی *

ایک زوجه کو اپنے شوهر کا بالکل فرمانبردار اور جاں نثار هونا چاهیئے اور شوهر کو لازم هی که اُسکو پابند قانوني قیدوں کا رکهے اور بے قباحت اور جائز شغلوں کي اجازت دے که جسطرح اُسکا جي چاهے اُسیطرح اُن میں مشغول هو † اور جس زمانه میں اُسکا شوهر موجود نهو تو جسطرح وه اُسکي مرضي کے تابع رهتي هی اُسیطرح اپنے رشتهدار مردوں کي مرضي کے تابع رهے ‡ لیکن برخلاف اسکے شوهر کے رشتهدار مردوں کو عورت کي عزت کرنیکي بهت تاکید کي گئي هی چنانچه لکها هی که جس جگهه عورت کي بیقدري هوتي هی وهاں جو اچهے اچهے کام مذهبي کیئے جاتے هیں وه سب اکارت جاتے هیں اور جس جگهه عورتوں کو ذلیل اور مصیبت

† باب ۹ اشلوک ۲ وغیره

‡ باب ۵ اشلوک ۱۴۷ وغیره

میں رکھا جاتا هی اُس خاندان کے تمام لوگ تباہ هوجاتے هیں لیکن
جس خاندان میں شوهر زوجه سے اور زوجه شوهر سے راضی اور خوش
هووے وہ گھر یقیناً همیشه خوش اور آباد رهیگا ایسی باتوں میں جنپر
مجموعه قوانین میں گفتگو کرنا عجیب معلوم هوتا هی زوجه پر شوهر کی
نوازش کے واسطے قانون مقرر کیا گیا هی چنانچه تاکید کی گئی هی که
تیوهاروں اور خوشی کے دنوں پر خاوند کو چاهیئے که اپنی زوجه کیواسطے
عمدہ عمدہ زیور اور پوشاک اور کھانا مهیا کرے † *

بیوہ عورتیں بھی قانون کی خاص حفاظت میں هیں چنانچه اُنکے
رشتهدار مردوں کو سخت تاکید هی که اُنکے مال و متاع سے مزاحمت
نکریں (باب ۳ اشلوک ۵۲) راجه کو بیوہ عورتوں اور تنها عورتوں کا
محافظ قرار دیا گیا هی اور اُسکو هدایت کی گئی هی که وہ عورتوں کے ایسے
رشتهداروں کو چوروں کی مانند سزا دیوے جو اُنکے مال و دولت کے هضم
کرنیکا ارادہ کریں (باب ۸ اشلوک ۲۸ و ۲۹) *

بجز اُن باتوں کے جو برهمنوں سے متعلق هیں خانگی برتاو کا کم
بیان پایا جاتا هی اور حسب معمول برهمنوں کی چال چلن پر بهت
سخت اور لغو قیدیں لگائی گئی هیں چنانچه برهمن کو اپنی جورو کے
ساتھه کھانا نهیں کھانا چاهیئے اور جب وہ کھانا کھاتی هو یا انگڑائی لیتی هو
یا ننگی کھلی بیٹھی هو یا اپنی آنکھوں میں سرمه لگا رهی هو اور علیهذا
اور موقعوں پر اُسکی جانب دیکھنا نهیں چاهیئے ‡ *

هرایک فرقه یا ذات میں عورتوں کا کام یه هی که وہ دولت کے جمع
کرنے اور اُسکے صرف کرنے اور صفائی اور اور اُن فرضوں میں جو عورتونکو
کرنے چاهیئیں یعنی روزمرہ کا کھانا پکانے میں اور گھر کے برتنوں کی حفاظت
کرنے میں مصروف رهیں *

---

† باب ۳ اشلوک ۵۵ لغایت ۶۱

‡ باب ۳ اشلوک ۴۳ وغیرہ

گهر میں خبردار اور شفیق محافظوں کي حفاظت میں عورتیں محفوظ نہیں رہ سکتي هیں لیکن وہ هي عورتیں پاکدامن رہ سکتي هیں جنکا دل خود اُنکا محافظ هی † *

ستي هونے کي رسم کا ذرا سا بهي بیان نہیں پایا جاتا هی برهمن کي بیوہ کو جس ریاضت اور نیک طریقہ میں زندگي بسر کرنے کي اجازت دي گئي هی ‡ اُس سے بهي ظاهر هی کہ شوهر کے ساتهہ اُنکا جلنا کبهہ بهي ضروري نہیں سمجها گیا هی *

صرف جس خود کشي کي اجازت دي گئي هی وہ ایسے عابد برهمن کیواسطے هی جو کسي لاعلاج بیماري میں مبتلا هو چنانچہ اُسکو اجازت هی کہ وہ ذاں طرف جاوے اور بجز پاني کے اور کچهہ اپنے همراہ نہ لیجاوے اور تاوقتیکہ بسبب بهوک پیاس اور ماندگي کے نہ مر جاوے برابر چلا جاوے § اور راجہ کو بهي خود کشي کي اجازت دي گئي هی چنانچہ لکها هی کہ جب راجہ اپني زندگي کو قریب خاتمہ کے پاوے تو وہ اپني اُس دولت کو برهمنوں کو دیدے جو اُسنے ڈنڈ تاوان وغیرہ سے حاصل کي هو اور سلطنت کو اپنے بیٹے کے حوالہ کرے اور لڑائي میں مر جاوے اگر بالفرض لڑائي نہو تو خود فاقہ کشي کرکے مر جاوے || *

چال چلن کا بیان

چال چلن کي نسبت چند باتیں اور انتخاب هوسکتي هیں مثلاً جوان برهمنوں کیواسطے جو سخت تنہائي میں رهنے کا حکم هی اُس سے

† باب ۹ اشلوک ۱۱ و ۱۲

‡ باب ۵ اشلوک ۱۵۶ لغایت ۱۵۸

§ باب ۶ اشلوک ۳۱

|| باب ۹ اشلوک ۳۲۳ — یہہ عجیب بات هی کہ رسم ستي کا ذکر نہیں کیا گیا جسکي نسبت کالبروک صاحب نے بیان کیا هی کہ از روے بید کے اُسکي اجازت هی (کالبروک صاحب کي کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱ صفحہ ۴۵۸) اور متقدمین نے بیان کیا هی کہ دکانس ستي هوئي اُسکا ذکر اِس مجموعہ کے کسي مقام میں نہیں پایا جاتا هی

معلوم ہوتا ہی کہ اُنکی پرہیزگاری کا اعتبار نتھا چنانچہ جب طالبعلم کو اپنے گرو کی ذاتی خدمتیں کرنی اور اُسکے اور اُسکے قریب رشتہ داروں کے قدم چومنے کی اجازت دی گئی ہی تو گرو کی جوان بی بی کے قدم چومنے کی ممانعت کی گئی ہی اور یہہ جاتا گیا ہی کہ جب وہ عورتوں کی صحبت میں ہو تو اپنے آپ کو قابو میں رکھے اور اس بات کی احتیاط رکھے کہ جو عورتیں اُسکی نظروں میں نہایت لحاظ اور آداب کے قابل ہوں اُنکے ساتھہ بھی تنہا نرہے † *

جو عیش و آرام اُس زمانہ کے لوگ کرتے تھے اُنکا حال کسیقدر ممنوع اُس عیش و آرام سے معلوم ہوسکتا ہی جسکی بادشاہ کو ممانعت کی گئی ہی (باب ۷ اشلوک ۳۷) جیسے شکار کھیلنا اور لہو و لعب اور دنمیں سونا اور عورتوں سے زیادہ صحبت رکھنا اور نشہ بازی اور گانا اور ناچنا اور بلا ضرورت سفر کرنا ہی چال چلن کا کچھہ حال اُن مقاموں کے بیان سے بھی واضح ہوتا ہی جہاں لوگ اکثر جایا کرتے تھے اور جوئے اور نیم‌طبیب اور جوتشی یعنی پیشین گوئی کرنیوالے اور اور فریبی لوگ آتے جاتے رہتے تھے وہ مقام حوض اور تنور اور فاحشہ عورتوں کے چکلے اور شراب کی بھٹی اور حلوائیوں کی دوکانیں اور چوراہے اور بڑے بڑے درخت اور مجلسیں اور عام تماشہ گاہیں ہیں *

تمام فرقوں اور ہرپیشہ کے لوگوں کے ساتھہ آداب اور اخلاق برتنے کے طریق بہت تفصیل سے بیان کیئے گئے ہوں *

ما باپ اور بڑے بوڑھوں ‡ اور عالموں اور خلیق اور دولتمند اور اہل مرتبہ سے نہایت تعظیم کے ساتھہ پیش آنیکی نصیحت کی گئی ہی چنانچہ حکم ہی کہ ضرورت کے وقت گلی میں ایسے آدمی کو جسکی

---

† باب ۱۲ اشلوک ۲۱۱ لغایت ۲۱۵

‡ باب ۲ اشلوک ۲۲۵ لغایت ۲۳۷

ر نوہ برس سے زیادہ ہو اور کسی بیماری میں مبتلا ہو اور بوجھہ بھی ہوتا
اور عورت اور پوجاری اور راج کنور اور نوشہ کو جگہہ دینی چاهیئے †*
میں نہیں جانتا کہ قدیم رسموں کی تعظیم کا جسقدر اِس مجموعہ
ں حکم هی اُسکے بخوبی ادا کرنے کیواسطے کس مقام پر ذکر کرنا چاهیئے
کو بہت معزز قانون اور تمام خدا پرستی کی بنیاد بیان کیا گیا هی ‡ یہی
میں آجتک هندوؤں کے مذهب کی جان هیں اور هندوؤں کے قوانین
همیشہ قائم رهنے کی بهی یہی رسمیں باعث هیں اِس مجموعہ میں
ر کو نہایت ممتاز بیان کیا هی اور هدایت کی گئی هی کہ تمام فرقے
و تحصیل کریں یہہ سچ هی کہ بید اور اُسکی تفسیروں اور صرف اور
ند کتابوں کے پڑهنے کی طالبعلم کو هدایت کی گئی هی لیکن اُنہیں
بوں سے علم الهیات اور علم منطق اور علم طبعیات حاصل هوتا هی یہہ بات
ب کو معلوم هی کہ اول رسالوں میں جو بید کے ساتهہ شامل هیں اِنہیں
مونوں پر بحث کی گئی هی اور برهمن جو اُن سب علموں سے اِبتداء
انہ میں اچهی واقفیت رکهتے تهے اِسوجهہ سے یقین هی کہ اُنہوں نے
، علموں میں اُسی زمانہ میں جسوقت مجموعہ بنایا گیا تها بہت سی
تعداد حاصل کی هوگی *

فنون کا ذکر

اگرچہ اُسوقت میں فن صاف اور سیدهے سادہ تهے مگر ایسے بے رونق
تهے جیسکہ جاهل اور اکهڑ قوموں میں هوتے هیں چنانچہ موتی اور
اهرات اور ریشمین کپڑے اور زیور کا موجود هونا تمام خاندانوں میں
ن کیا گیا هی § هاتهی اور گهوڑے اور رتهہ کا بیان جابجا پایا جاتا هی
آدمی اُنپر سوار هوتے تهے اور مویشی اور اونٹ اور گاڑیوں پر اسباب

† باب ۱۱ اشلوک ۱۳۰ لغایت ۱۳۸
‡ باب ۱ اشلوک ۱۰۸ لغایت ۱۱۰
§ باب ۵ اشلوک ۱۱۱ و ۱۱۲

لادا جاتا تھا باغ اور کنج اور چبوتروں کا ذکر پایا جاتا ہی اور امیر لوگ
فلاح عام کیواسطے جو تالاب اور باغیچہ آجکل بھی بناتے ہیں اُنکے
بنانے کي شاید اِسي مجموعہ میں اول اول ہدایت کي گئي ہی † سڑکوں
کا بہت کم ذکر پایا جاتا ہی اور علاوہ اِن قاعدوں یا افسروں کے جو کنووں
کے اِنتظام کیواسطے درکار ہوتے ہیں یا کسي بستي اور اُسکے افسروں کا ذکر
نہیں معلوم ہوتا غالباً جو بڑے شہر تھے وہ صرف دارالخلافت کے شہر تھے ‡ *

جن پیشوںکا بیان ہوا ہی اُنسے ظاہر ہوتا ہی کہ جو چیزیں ترمیت
یافتہ ملکوں کي اوقات بسري کے واسطے ضرور تھیں وہ سب تھیں مگر جو
نہایت شایستہ اور لائق لوگوں کي حاجات کیواسطے درکار ہوتي ہیں وہ سب
موجود نہ تھیں مثلاً اگرچہ جواہرات اور زیور طلائي عام تھا مگر زردوز اور
اور اِسي قسم کے کاریگر جو اُن مصالحوں سے نہایت لطیف کام بناتے ہیں
شاید نہ تھے کیونکہ اُنکي طرف کہیں اِشارہ نہیں پایا جاتا اور مصوري اور
تحریر کو وہ ترقي حاصل نہیں ہوئي تھي جو بعد کو اُس زمانہ میں
ہوئي جبکہ شودر لوگوں کو مصیبت کے وقت میں جن پیشوں کي اجازت
ملي اُنہیں میں اِنکے کرنیکي بھي اجازت ہوئي *

روپیہ کا ذکر اکثر پایا جاتا ہی لیکن یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اُسکي
مالیت کو بذریعہ وزن کے یا بذریعہ سکہ کے قایم کیا تھا اُسوقت والے سکہ
میں بجاے روپیہ کے پنونکا چلن تھا اسي نام سے بعض مقاموں میں کسي
قدر کوڑیوں کو پکارتے ہیں جو پیسہ کي عوض میں آتي ہیں *

اناج اور مصالحوں اور خوشبوؤں اور اور پیداوار کے اقسام کي کثرت
ایک بڑي تربیت یافتہ ملک کا ثبوت ہی اور مجموعہ سے عموماً ایسي
آبادیوں کے آثار معلوم ہوتے ہیں جو امن و امان میں ترقي پر تھیں
بعضے ایسے حالات جیسے اُس زمانہ کي بدعملي ظاہر ہوتي ہی اب بھي

† باب ۳ اِشارک ۲۲۶
‡ باب ۷ اِشارک ۱۳۰

موجود هیں لیکن اوکونیر اتنا اثر اِسقدر نهیں هوتا جتنا که غیر ملکوالے سمجهتے هیں برخلاف اِسکے مصیبت کے وقتوںکا حال کنایة معلوم هونے سے یهه شبهه هوتا هی که قدیم زمانوں میں بهي قحط کي سختي اکثر هوتي تهي جو اب بهي هندوستان میں هوا کرتي هی *

اِس مجموعه میں اُن قوموں کا کہیں کچهه بیان نهیں هی جو صرف مویشي کا دوده پیکر زندگي بسر کرتے تهے جیسا که اب بهي ایشیا کے اکثر ملکوں میں موجود هیں *

عام حالات

تمام قدیم قوموں میں سے صرف مصر والے هندوؤں سے نهایت مشابه معلوم هوتے هیں لیکن اُس قوم کے حالات سے اِسقدر کم آگاهي هی که اُسکو دوسري قوم سے مطابق نهیں کرسکتے † *

هندوؤں کي اُن یونانیوں سے مطابقت کرنا جنکا مفصل حال هومر شاعر نے جو قریب اُسي زمانه کے گذرا هی جب که یهه منو کا مجموعه تالیف هوا زیاده تر آسان هی اگرچه اُس دلاور قوم یعني یونانیوں سے هندو همت اور دلاوري اور لطافت طبع میں کیسے هي کمتر کیوں نهوں مگر جبکه ان دونوں قوموں کے قوانین اور انتظام کے طریقے اور هنر و فن کي کیفیت اور عام تهذیب اور شایستگي اور قانون کي پابندي کا مقابله کیا جاوے تو ظاهر هوتا هی که هندو یونانیوں سے شایستگي اور تربیت میں بهت بڑهی هوئے تهے هندوؤں کے ملکي جلسے به نسبت یونانیوں کے بهت کم ناشایسته تهے اور وه دشمنوں سے بهت ترحم کے ساتهه سلوک کرتے تهے اور هر قسم کے علوم میں اُنکو بهت زیاده دسترس تهی اور خدا تعالی کي ذات اور صفات کي علم کي روشني اُسي زمانه میں ایسي اُنکو حاصل هوگئي تهي جس میں سے ایتهنس کے اعلی ترقي کے زمانه میں وهاں کے نهایت

---

† اِن دونوں قوموں میں جو خاص خاص باتیں مشابهت کي پائي جاتي هیں اُنکو هیرنصاحب نے ایشیا کي قوموں کي تاریخ کي جلد ٣ صفحه ٣١١ سے آخر تک لکها هی

بڑے عقیل اور دانا آدمیوں کے دلونپر بہت تھوڑي سي جمتي مگر یوناني غیر قوموں کے ساتھہ بلا رکاوٹ میل جول رکھنے سے آراستہ ہوگئي اور ہر ایک قوم سے جو عمدہ باتیں اُنکو ابتدا میں حاصل ہوئیں اُن سب کو اُنھوں نے قلمبند کیا هي برخلاف اسکے هندوؤں نے اپني تربیت آپ هي آپ بڑھائي اسیوجھہ سے اُنکي تربیت کي ایک خاص خاصیت ہوگئي جسکے باعث سے اُس اعلی درجہ کي شایستگي کي چھان بین کرنے میں ایک شوق پیدا ہوتا هي جو آخر کار خود بخود اُس تربیت نے حاصل کي مگر یہہ سوال ہوسکتا هي کہ هندوؤں کو ایسي جلد اور بلا ذریعہ کے ترقي تربیت حاصل ہونے سے کیا اُنکي بدبختي نہیں سمجھي جاتي هي کیونکہ اُنھوں نے اپنے آپکو اور قوموں سے جنکو وہ جانتے تھے برتر دیکھکر اپنے جلسونکي توقیر اور اور قوموں کے جلسوں سے نفرت کي جس کے سبب سے وہ غیر قوموںکي ترقي کي باتوں سے متنفر اور خود اپنے آپ بھي کسي نئي بات کے ایجاد کرنے کے قابل نرھے *

هندوؤں کي اصلیت اور اُنکي معاشرت کا بیان

منو کے مجموعہ سے جو آگاھي حاصل ہوتي هي اُسپر غور کرنے سے معلوم ہوتا هي کہ دوبارہ جنم لینے والے یعني جنیئو پہننے والے تین فرقے ازروے قانون کے هندوؤں کا مجمع سمجھے جاتے هیں اور شودروں کا فرقہ ذلت و خواري کي حالت میں اُنکا خدمتگار باوجود اسکے یہہ بھي معلوم ہوتا هي کہ شودر راجہ شہروں میں راج کرتے تھے اور اُن شہروں میں برھمنوں کو ریاست نکرنے کي هدایت کي گئي هي † اور ضلع کے ضلع ایسے بیان کیئے گئے هیں جہاں شودر هي آباد تھے اور برھم یعني ناراینی کے دشمنونکا زور شور تھا اور برھمنونکا وھاں رہنا بھي نہیں تھا ‡ *

† باب ۴ اشلوک ۶۱

‡ باب ۸ اشلوک ۲۲

زناردار قوموں کو مکرر سہ‌کرر هدایت کي گئي هی که بحر مشرقي سے بحر مغربي تک همارت † اور بندهیا ‡ پہاروں کے درمیان میں جو حصه ملک کا هی اسمیں آباد هوں صرف ان تین بڑي قوموں هي کو اس بڑے خطه میں محدود کیا گیا هی شودر کو بشرطیکه وہ سامان معیشت کا محتاج هو هر جگهه جانے اور بسنے کي اجازت هی § ان سب باتوں سے خواہ مخواہ یهه نتیجه نکلتا هی که زناردار تینوں قومیں فتحیاب قومیں تهیں اور شودر مفتوحه قوم اصلي باشندے اس ملک کے تهے اور جو خود مختار آبادیاں شودروںکي تهیں وہ انهیں چهوٹے خطوںمیں جنمیں هندوستان منقسم تها واقع تهیں جو ابهي تک مفتوح نهوئي تهي اور بندهیاچل سے آگے بڑہ کر وہ حمله آور نهوئي تهي اور نه اُنکے مذهب کي وهاں تک رسائي هوئي تهي *

مگر یهه شبهه پیدا هوتا هی که یهه فتحیاب کوئي غیر ملکي قوم تهي یا یونان کے دورس والوں کیطرح خاص هندوستاني هي تهي یا هندوستان کے کسي خاص صوبه کے لوگوںمیں کا ایک حصه تهي مثلاً کوئي مذهبي فرقه جسنے تمام علم و هنر میں سب سے فوقیت حاصل کرلي هو اور اجماع کے تمام قانونکا اپنے هي ذات میں انحصار کر لیا هو *

ان برتر فرقوں کي صورت شکل کا شودروں سے تفاوت جو ابتک پایا جاتا هی اُس سے سمجها جاتا هی که غیر ملک کے لوگ تهے لیکن برهمن اور چهتریوں کي نسبت اس تقریر کو تسلیم کرکے همکو اُن باتوں کیطرف توجهه کرني چاهیئے جنسے اس گفتگو کي قوت گهٹتي هی *

---

† همارت کوہ همالیه کو کهتے تهے

‡ یهه اب بهي اسي نام سے مشهور هی اور خاص هندوستان کي ایسي هي جنوبي حد هی جیسے شمالي حد همالیه هی معلوم ایسا هوتا هی که اس مجموعه کے مولف کو یهه اچهي طرح معلوم نتها که بندهیاچل کا سلسله مشرق کي جانب کهاں ختم هوا هی

§ باب ۲ اشلوک ۲۱ لغایت ۲۴

جو فرقه برهمنوں سے نہایت غیر اور بے میل هی وه چنڈالوں کا فرقه هی باوجود اِسکے که اُنکی پیدایش ایک برهمنی سے هی بس اِس خیال سے که اُنکو اپنے مربی سے کچهه مشابهت باقی رهنیکی ذات میں کوئے هونیکے سبب سے اُنکو سواے اپنے همقوموں کے اوروںسے ربط ضبط کی اجازت نهیں دی گئی هی اور عادتوں اور پهنونا اختلاف هی اُس بڑی نامشابهت کے پیدا کرنیکو کافی وافی هی جو برهمنوں اور شودروں میں موجود هی هندوستان میں جو مختلف پیشے موروثی چلے آئے هیں یهه امر اُس نامشابهت کے قائم رکهنے اور ترقی دینے میں مدد کرتا هی ‡ اور یهه بات بهی اُنکے غیر ملکی قوم هونیکے مخالف هی که نه تو اِس مجموعه میں اور نه بید میں اور نه اور کتابوں میں جو اِس مجموعه سے پرانی هیں کوئی اشاره اِسبات پر پایا جاتا هی که اُنسے پهلے کوئی اور قوم هندوستان میں بستی تهی یا کسی ملک سے جو هندوستان سے باهر تها اُنکو بجز اسکے نام کے اور کچهه واقفیت تهی دیوتوں کا ذکر بهی همالیه کے سلسله سے آگے نهیں پایا جاتا چنانچه اُس سلسله میں اُنکی بود و باش قائم کی گئی هی *

زبان شنسکرت اور مغربی زبانوں کی اصلیت کے ایک هی هونے سے اِس باب میں کوئی شبهه نهیں رهتا هی که جو قومیں اَبتک میں اُن زبانوں کا استعمال کرتی هیں اُنکے آپسمیں کسی زمانه میں رشته هوگا لیکن اُس سے وه مقام ثابت نهیں هوتا جس مقام میں یهه تعلق قائم تها اور نه اِس تعلق کا زمانه معلوم هوتا هی وه زمانه اُن قوموں کے میل جول کے ایسے شروع درجه کا زمانه هوگا جسکے سبب سے همکو مختلف قوموں

‡ اُس اختلاف پر غور کرو جو صرف چند برس میں ایسے دو شخصوں میں پیدا هوسکتا هی جو اپنا اپنا پیشه کرنیکی شروع میں یکساں هوں مثلاً ایک اچهی قواعد دان پلٹن کے سپاهی اور کسی کارخانه کے ایسے آدمی کے فرق کو دیکهو جو بهت کم چست چالاک اور تندرست هو

کے دریافت کرنے میں کوئی روشنی حاصل نہیں ہوتی یہہ صرف ایک فرضی بات ہی کہ اُنکا تعلق ایک مرکز سے نکلکر چاروں طرف پھیلا کچھہ واقعی امر نہیں ہی کیونکہ نقل مکان اور تربیت مرکز سے منضبط کیطرف نہیں پھیلی ہی بلکہ مشرق سے مغرب کی طرف پھیلی ہی پھر وہ مرکزکوں اور کسطرف کو ہوسکتا ہی جہاں سے ایک زبان ہندوستان اور یونان اور اٹلی میں تو پھیل سکے اور کالڈیا اور شام اور عرب کو چھوتی ہوئی نہ جاے *

اِسلیئے یہہ سوال ابھی تصفیہ طلب ہی کہ کوئی وجہہ اِس بات کے خیال کرنے کی نہیں کہ ہندو بجز اپنے موجودہ ملک کے کسی اور ملک میں بھی بستے تھے اور اِس بات کو تسلیم نکرنیکی بھی کوئی وجہہ نہیں کہ جو کچھہ نہایت قدیم تاریخیں اور روایتیں اُنکی اب موجود ہیں اُنسے پہلے بھی کبھی بستے ہونگے *

فرض کیا کہ وہ ایک فتح کرنیوالی قوم خواہ غیر ملک کی یا اُسی ملک کی تھی ذات کا قائم ہونا اور ہندوؤں کی اور مخصوص باتیں اُنکی حالت کا مقتضی ہوگا یعنی بغیر دور اندیشی یا اِرادہ کے پیدا ہوگئی ہونگی اور ایک نئے خطہ پر قبضہ حاصل ہونے پر جو لوگ زیادہ دولتمند اور جنگ آور ہونگے وہ سپاہ گری کے پیشہ ہی میں مصروف رہے ہونگے اور اُنمیں جو لوگ معزز اور مشہور کم ہونگے اُنہوں نے کاشتکاری اور اور پیشہ اور تجارت اختیار کی ہوگی اور جیسے کہ باقی پرانی دنیا میں تمام جاہل قوموں کا طریق ہوتا ہی سو اِس قوم میں بھی پوجاری اور جوتشی ہونگے جو اپنے آپکو خدا تعالی کے اِرادوں اور اُن تدبیروں سے واقف بتاتے ہونگے جنسے خدا تعالی کی مہربانی پائی جاوے لیکن یہہ لوگ اول میں اپنے ہمسایوں سے زیادہ دانا ہونگے اور اگرچہ وہ اپنا فن اپنی اولاد کی ذات میں چھوڑ گئے ہوں لیکن اِس سے پہلے کچھہ عرصہ گذرا ہوگا جسمیں اُنکی تعداد اور قوت اِسقدر زیادہ ہوگی کہ وہ تقدس کو خاص خاص خاندانوں پر مخصوص

اور محدود کرسکے ھونگے اور سیاھي شیخي اور فخر کے سبب سے مفتوحون
یعني تاجرون میں شادي کرنے سے اِس خیال سے باز رھے ھونگے کہ اِس
فعل سے اُنکي نسل بگڑ جاویگي اور یہہ ایک ایسا خیال ھی جو بہتسي
یورپ کي قومون کے دل میں ایسے جوش خروش سے سما رھا ھی جیسے
کہ ذات کے قاعدہ کا اثر ھندوؤن کے جي میں بیٹھہ رھا ھی اور پوجاریون
نے بھي نسل کے فخر میں اورون سے گھٹ کر رھنا نچاھا ھوگا اور ایسي
نسل کا خالص قائم رھنا ضروري سمجھا ھوگا جو مذھبي خدمتون سے
مخصوص تھے مفتوحہ قوم جیسا کہ ایسي حالتون میں اکثر ھوا کرتا ھی ایک
علیحدہ گروہ کي مانند رھي ھوگي اول تو وہ فتحیابون ھي کے لئے کھیتي
کرتے ھونگے بعدہ اُنکے فتحیابون نے اپني کسي غرض یا آرام یا فائدہ کے لیئے
اُنکو آزاد باج گزار کاشتکار کردیا ھوگا یہانتک تو بجز پوجاریون کے علیحدہ
فرقہ ھونے کے اور سب ترقي ھندوؤن کي جمعیت کي ویسے ھي ھوئي جیسے
قدیم اور متوسط زمانون میں اکثر قومون کو پہلے پہل ھوئي ھی اور قومون
سے ھندوؤن کي قوم کا مقدم فرق یہہ ھی کہ انکے قانون اور قاعدے جیسے ایک
خاص حد پر قائم ھوئے ھمیشہ ویسے ھي رھے اور کسي زمانہ آیندہ میں اُنمیں
کسیطرح کي ترقي یا تبدیلي جائز نہیں رکھي گئي اور اُسکے اِس قیام کي
وجہہ پوجاریون کا اِتفاق اور اُس اِتفاق سے جو قوت اُنکو حاصل ھوئي وہ
اور اُنکے ظاھري حاکمون یعني راجاؤن سے موافقت معلوم ھوتي ھی راجہ
کے احکام خدا کے حکمون کیسي قدر و منزلت رکھتے تھے اور جو کچھہ
راجہ کي زبان سے نکلتا تھا وہ سب اِلہام سے سمجھا جاتا تھا اِسلیئے اُسمیں
کوئي کچھہ چون و چرا نہیں کرسکتا تھا اُن احکامون میں جو مذھبي اور
اخلاقي اور ملکي معاملے ھوتے تھے اِسلیئے لوگون کے چال چلن اور دلون
پر کامل بندش رکھتے تھے اور تمام رعایا کے طریقہ کو ایسے سانچے میں
ڈھالتے تھے کہ پھر اُنکي دوسري صورت پلٹني ممکن نہوتي تھي پرومت
ذاتون کے نسب نامے اور اور ایسي کہانیان جنسے مروجہ قوانین کو

اِستحکام حاصل هو یا جو تبدیلیاں اُنکو کوئي منظور هوں وہ اچھي طرح هوسکیں بناتے تھے اور جبتہ وہ راجہ کو نہایت اعلی درجہ کي قوت پر پہنچا لیتے تو وہ اپنے فرقہ کي ایسي شان و شوکت حاصل کرتے تھے جس سے کسیکو رشک و حسد نہووے یا زهد و تقوی سے جو عظمت اُنکو حاصل هی اُسمیں خلل نہ پڑے برهمنوں کے فرقہ کا یہہ نہایت مضبوط اور قوي اِتفاق اور اُسکے سبب اور ذریعے هماري قوت اِدراک کے قابو میں آنیکي چیز نہیں هیں لیکن اگر هم اِس بات پر غور کریں کہ جس زمانہ میں چارلس میں شہنشاہ فرانس کے سوا روم کے کیتھلک فرقہ کے پادریوں کا کوئي سردار یا حاکم نہ تھا اور اُنکو علاوہ اور بہت سي باتوں کے ایک اِس بات کي ممانعت نہ تھي کہ شادیاں کرکے اولاد حاصل کریں اور اپني اولاد کو اپنا هي کام سیکھاویں تو یہہ حال باساني خیال میں آتا هی جو هم هندوؤں میں دیکھتے هیں جو رسمیں آجکل مروج هیں اُنکے اور راجاؤں کے احکامات کے بطور قانون قلمبند هونے سے پہلے کچھہ عرصہ گذرا هوگا اور بعد اُسکے مجموعہ کے اندر اِس غرض سے اُنمیں چپ چپاتي تبدیلیاں کي گئي هونگي کہ جو شایستگي لوگوں کي حالت اور حاکموں کي تدبیروں میں واقع هوئي هو یہہ مجموعہ اُسکے مناسب هوجاوے اور پورانے قانونوں میں بھي نئے قانون ملاکر ایک ایسا قدیمي مجموعہ ٹھہرا لیا هوگا جسپر کسیکو یہہ شک نہو کہ سارا مجموعہ خدا کا دیا هوا قانون نہیں هی لیکن آخرکار اب مجموعہ کا اصل متن قائم هوگیا هوگا اور اُسکے بعد پچھلي تبدیلیوں کو بطور شرح کے اُسمیں زیادہ کیا هوگا یا بطور ایک علحدہ قانون کے جو کسي ذي اختیار حاکم نے جاري کیا هو داخل کي گئي هونگي *

غرضکہ هر طرح سے ظاهر هوتا هی کہ یہہ مجموعہ اُس زمانہ سے مدت کے بعد مرتب هوا هوگا جبکہ لوگ تربیت کے اِبتدائي درجوں سے گذر کر کمال کو پہنچ گئے هونگے *

برہمنوں کی حیرت انگیز باتوں کا بیان

اِس مجموعہ پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالنے سے ہمکو برہمنوں کے
متعلق دو عجیب باتیں دیکھنے سے جنہوں نے اِس مجموعہ کو بنایا نہایت
حیرت ہوتی ہی اُنمیں سے ایک تو حیرانی کی بات یہہ ہی کہ اُنہوں
نے ہر قسم کی عام پرستش اور مذہبی رسومات میں پیشوا ہونے کے کام
کو کچھہ بھی قدر و منزلت کا کام نہ سمجھا اُس عزت اور قوت پر لحاظ
کرنے سے جو دین کے خادموں کو اہل دنیا اور خدا تعالی کے درمیان میں
وسیلہ ہونے سے حاصل ہوتی ہی اور اُس قدرت اور اختیار پر خیال کرنے
سے جو دیوتاؤں کی آواز سنانے اور اور غریب کی باتوں کے کرنے سے حاصل
ہوتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ برہمنوں کو جو حکومت ظاہری پر مدت سے
قبضہ رکھنے کی وجہہ سے اِطمینان حاصل تھا اُسکے سبب سے رعب داب
کے ایسے بڑے ذریعوں سے غفلت ہوگئی ہوگی مگر یہہ کسیطرح خیال میں
نہیں آسکتا کہ قدیم مجموعہ میں جسکا اصلی مقصود برہمنوں کے اختیار
و قوت کو مستحکم اور پائدار کرنا ہی ایسا برخلاف حکم ہو *

اس غفلت کے اثر بھی غور کرنے کے قابل ہیں اس غفلت سے یہہ
بات ظہور میں آنی لازم تھی کہ پرستش کی نسبت سے جو بے پروائی
اب کثرت سے مروج ہی رواج پاتے مگر یہہ اور بھی حیرت کی بات ہی
کہ باوجود ایسی حالت کے قوموں میں وہ پرستش کچھہ نہ کچھہ برابر
جاری ہی اور بعض موقعوں میں مثل تیرتھ اور تہوار کے وہ ایسی ہی کہ
اُس سے ایک عام ولولہ لوگوں کے دلوںمیں نہایت جوش و خروش سے
پیدا ہوتا ہی *

دوسری عجیب بات یہہ ہی کہ تمام ایسی سخت اور دشوار افعال
کو جنکا پورا ادا ہونا کسی مندر یا عبادت خانہ میں ممکن ہی زندگی
بھر ایک ایسی بڑی قوم کے لوگ جیسی کہ برہمنوں کی ہی باقاعدہ کرتے رہیں
جو بڑے وسیع ملک میں پھیلے ہوئے اور اپنے کنبوں سمیت اور باشندوں کیطرح

بستے هیں اور کسي مذهبي حکومت یا کونسل یا عام سردار کے مطیع اور ماتحت نہیں هیں اِس پابندي کے قیام کي صورت جسکو اِبتدا میں حسن اِتفاق پر چھوڑا گیا تھا مختلف سببوں سے هوئي اول اُسکو خدا کا قانون سمجھکر هلکا پکا کر دینیوالي رسمي تعظیم کا هونا هی جو غالباً بعد کو اُس فرقه کے دل میں بھي بیٹھي هوگي جسکے بزرگوں نے اُسکو ایجاد کیا تھا دوسرے اِبتداے تعلیم کي سختي اور وہ کفارے جو مذهبي حکم سے ادا کرنے ضرور هوں اور غالب یہه هی که اُنکي تعمیل راجه کے حکم سے شاید کرائي جاتي هوگي تیسرے افعال کي پابندي کي قدامت نے بعد لوگوں کا عادي هوجانا اور عام راے کا غلبه چوتھے قطع نظر اِن سب سببوں کے اپني قوت کے نگاہ رکھنے اور اپنے قوم کے فائدے کو ملحوظ رکھنے کے لیئے جسکا خیال جیسا که برهمن کے دامیں گور کیئے هوئے تھا کسي اور کے نہوکا خود برهمن کا اُن دشوار کاموں کي پابندي میں چوکس رهنا مگر برخلاف اِن قوي سببوں کے برهمنوں کے قواعد مذهبي کي پابندي بتدریج زوال پذیر هوتي چلي آئي هی چنانچه جن معاملوں میں ترغیب بہت بڑي هی یا جہاں کہیں اُنکے رعب داب میں کچھه خلل آنیکا کوئي اندیشه نہیں اُن موقعوں میں برهمنوں نے اپنے مذهبي قواعد کي پابندي سے غفلت کي هی یہانتک که اُنکي خصلت کے تقدس میں کمي هوتے هوتے اُنکا اختیار بھي کم هوگیا اور اِسي باعث سے اُنکے اختیار کا بڑا حصه بہت سے اور فرقوں کے هاتھه میں جا پڑا جنمیں سے بہت بڑے بڑے فرقے سادھوں اور سنتوں کے بنے هوئے هیں *

—— * ——

دوسرا حصه

هندوؤں کي پچھلے زمانوں کي حالت اور اُن تبدیلیوں کے بیان میں جو منو کے بعد هوئیں

اگرچه هندوؤں نے بهٔ نسبت اور کسي قوم کے جسکے حال سے هم واقف هیں اور ایسي بڑي مدت تک جو کسي اور قوم کي تاریخ میں نهیں پائي جاتي هی اپني رسموں کو قایم اور ثابت رکھا هی مگر باوجود اسکے یهه نسمجھنا چاهیئے که دو هزار پانسو برس کے عرصه میں جو اُسوقت سے اب تک گذرا هی کوئي تبدیلي واقع نهیں هوئي هی *

اگرچه اُن تبدیلیوں کا امتیاز کرنا جو مسلمانوں کے سبب سے هوئي هیں همیشه ممکن نهیں هی مگر میں حتی‌المقدور اُنهیں باتونکا ذکر کرونگا جو اب بهي هندوؤں میں پائي جاتي هیں خواه وه مذهب سے متعلق هوں یا حکومت سے یا چال چلن سے *

میں اُسي ترتیب سے بیان کرونگا جو منو کے مجموعه میں هی چنانچه قومونکي تبدیلیوں سے شروع کرتا هوں *

پہلا باب

ذات کي تبديليوں کا بيان

شايد فرقوں کي تقسيم اور کار و بار هي ميں بڑي بڑي تبديلياں منو کے وقت سے واقع هوئي هيں *

چاروں فرقوں کي تبديلياں

چھتري اور بيش بلکه شودر بھي بقول برهمنوں کے معدوم هو گئے يهه ايک ايسي بات هی که جو لوگ اس سے بهت سي نوبت رکھتے هيں وه کسيطرح قبول نهيں کرتے راجپوت اب بھي علانيه دعوی کرتے هيں که هم خالص چھتريوں کي نسل ميں سے هيں اور بعضے متعدني فرقے بھي بيشونسے اسيطرح کے تعلق کا دعوی کرتے هيں مگر برهمن عموماً اسقدر کامياب هوئے هيں که اُنهوں نے اور فرقوں کو بيد تک رسائي حاصل کرنے سے محروم کيا هی اور تمام علوم ديني اور دنيوي کو اپنے هي فرقه پر مخصوص کرليا هی *

اگرچه برهمنوں نے اپني نسل کو اپنے آپ بلا اعتراض قايم رکھا هی مگر وه اپنے بزرگوں کے طريقه سے بهت کچھه کناره کر گئے هيں بعض باتوں ميں به نسبت سابق کے وه بهت زياده سخت اور متعصب هيں بعضے حيوانوں کے گوشت کي خوراک † کا استعمال اُنکو ممنوع اور کمتر فرقوں سے شاديان کرنيکي ممانعت هی ليکن اکثر باتوں ميں اُنکے طريق ميں بهت سستي آگئي هی اور زندگي کو چار حصوں ميں تقسيم کرنے کا قاعده اور تمام قيديں جو طالب علموں اور عابدوں اور تارک الدنيا لوگوں پر تهيں اب

---

† خاص هندوستان ميں بعضي ذات کے برهمن بعض قسم کا وه گوشت جو [illegible]ک ميں چڑهايا گيا هو کهاتے هيں اور بعض حالتوں ميں گوشت جايز خوراک هی ليکن اس قسم کي قرباني دکھن ميں ايسي ناياب هی که غالباً بعضے برهمنوں نے اُسکو ديکھا بھي نهوگا

برهمنوں میں سے جاتي رهیں اگرچه اب بهي بعض آدمي اپني دلي
رغبت سے اُن سب طریقوں میں سے جو سب کو برتنے پڑتے تهے کسي
طریقه کو اختیار کرتے هوں *

برهمن اب نوکري کرتے هیں اور تمام پیشوں اور تجارتوں میں بهي
مصروف پائے جاتے هیں جسقدر برهمنوں کي پرورش بموجب اصلي
قاعده کے خیرات سے هوتي هی وه نهایت کم هیں یهه بات عام هی که
اُنکو پیشه کاشتکاري اور اس سے بهي زیاده سپاهگري میں دیکها جاتا هی
اور جن نهایت ذلیل پیشوں کي اُنکو سخت سزاؤں کے ساتهه ممانعت
هی اُنمیں سے گهٹ کر پیشه سے کچهه تهوڑا سا وسوسه سا کرتے
هیں اور بعض مقاموں میں اُنکو بهي کرتے هیں † مگر هندوستان کے
جنوبي حصه میں برهمنوں کي معیشت کے پیشے لکهنا پڑهنا اور سرکاري
نوکریاں هیں عهده وزارت سے لیکر گانو کي پٹوار گري تک بهت سے عهدے
اُن هي کے هاتهه میں هیں اور هندوؤں کے قانون کے معنے بتانا اور اور
پوجا پاٹ کرانا اور اور بهت سے کام جنمیں لکهنے پڑهنے اور کار و بار کا علم
درکار هی ان هي کے حواله هیں *

جن ضلعوں میں مغلوں کا انتظام بخوبي رواج پا گیا تها اُن میں
فارسي زبان کی رواج سے سرکاري کام مسلمانوں اور کایتوں کے هاتهه پڑگئے
هیں ‡ حیدرآباد دکهن کے نواب کي عملداري کے ضلعوں میں بهي اسي
سبب سے برهمنوں کا روزگار کم ره گیا هی مگر باوجود اس کے یهه تسلیم
کرنا چاهیئے که منو کے مجموعه کے عمل در آمد کے وقت صرف ایک صلاحکار
برهمن اور کئي ججوں اور منصفوں کو حکومت میں دخل هوتا تها اور
اب به نسبت اُس زمانه کے دکهن میں هر جگهه برهمن بهت کچهه
اختیار رکهتے هیں *

---

† دیکهو وارڈ صاحب کي هندوؤں کے حالات کي کتاب کي جلد اول صفحه ٨٧ کو
‡ کایتهه شودروں میں سے ایک فرقه هی جنکا ذکر آگے آتا هی

یهه صاف ظاهر هی که برهمنوں نے جو امور دنیوي کي پیروي کي تو ضرور هی که اُنکا مذهبي رعب داب کسیقدر جاتا رهی پس ایک بڑے مستند مورخ † نے بیان کیا هی که کم سے کم گنگا کے قرب و جوار کے ضلعوں میں برهمنوں کے مذهبي اختیار جاتے رهی هیں اُنمیں پندت بهي کوئي کوئي شاذ و نادر هی اور اُنکي معظم و تواضع او برکت بهت کم رهگئي هی انہوں اور لوگوں کو ایمان دهرم کي باتیں سکهلانے میں بهي گوشائیں اور اور قسم کے فقیروں کے نزدیک اُنکے قایم مقام هوگئے هیں ‡

مگر بنگاله میں اب بهي دنیا داروں کے نزدیک وہ بڑے واجب التعظیم اور خدمت اور رعایت کے مستحق هیں § اکثر مندروں کي خدمت اور پوجا پات کرانا اب بهي اُنهي کے اختیار میں هی اور هندوستان کے بعضے حصوں میں اُنکي مذهبي عظمت اور حکومت میں کچهه بهي خلل نهیں معلوم هوتا یهه حال مرهٹوں کے ملک میں تو بیشک هی اور مغربي هندوستان میں بهي معلوم هوتا هی || اُنکي تعداد اور آسودگي اور مرتبه کے سبب سے دنیوي دبدبه اُنکو تمام ضلعوں میں حاصل هی لیکن جہاں کہیں برهمنوں کا دیني اختیار باقي بهي هی وهاں بهي لوگوں کي دلي رغبت اُنکي آزیکت کیطرف سے خصوصاً راجپوتوں میں بهت کم هوگئي هی اور اس سے بهي زیاده مرهٹوں میں یهي بات هی جو ابهي تک یهه بات نهیں بهولی هیں که همارے بجائے همارے حکومت میں وہ لوگ دخیل هوگئے هیں جو لڑائی بهڑائي میں کچهه رتبه نهیں رکهتے اور اوصاف سپه گري مرهٹوں کے نزدیک ایسي شے هیں که اُنهي کے باعث انسان مستحق حکومت کا هوتا هی ٭

† کتاب تحقیقات حالات ایشیا کي جلد ۱۷ صفحه ۲۱۰ و ۳۱۱ میں پرائس ولسن صاحب نے جو تحریر کیا هی اُسکو دیکهو

‡ ایضاً جلد ۱۷ صفحه ۳۱۱

§ وارد صاحب کي هندوؤں کے حالات کي کتاب کي جلد اول صفحه ۶۹ لغایت ۷۱ کو دیکهو

|| ٹاڈ صاحب کي کتاب راجستان کي جلد پهلي صفحه ۵۱۰ و ۵۱۲

اُن فرقوں کا بیان جو آمیزش سے پیدا هوگئے

دو نہایت کمتر فرقہ جو منو کے زمانہ میں موجود تہی اب اُنکی جگہہ پر بہت سی ایسی قومیں قایم هوگئي هیں کہ اُنکی گو نسل نامعلوم هی لیکن باوجود اِسکے یہہ فرقی بہ نسبت قدیم فرقوں کے اپنے تفرقہ کو زیادہ اهتمام سے قایم رکھتے هیں چنانچہ آپسمیں نہ وہ کہاتے هیں اور نہ شادی کرتے هیں اور نہ عام رسموں میں شریک هوتے هیں پونا کے قرب و جوار میں جہاں وہ بہت کثرت سے نہیں هیں اُنکی ذاتیں مختلف قریب ایکسو پچاس کے هیں † اکثر صورتوں میں ذاتیں پیشونکی مطابق هوتی هیں مثلاً ایک ذات سنہاروں کی هی دوسری لوهاروں کی و علی هذالقیاس یہہ قاعدہ منو کے طریقہ کے مطابق هے کیونکہ اُسنے هر دوغلہ فرقہ کے واسطے موروثی پیشہ مقرر کیا هی *

ذات کے قواعد کی تعمیل بہت هی زیادہ سخت هے مگر بنیاد اُنکی صرف وهم و خیال پر هی مثلاً اگر کوئی کمتر ذات کا آدمی کسی برتر ذات والے کے چوکے میں قدم بہی رکہدے تو وہ رسوئی والا کہانے کو فی الفور بلا تامل پہینک دیتا هے گو اُسکو مقدور اور غذا حاصل کرنے کا نہو *

ذات کے جاتے رهنے کی کسیقدر تعبیر اسطرح پر کی گئی هے کہ گویا وہ جیتے جی کی موت هے چنانچہ جب آدمی ذات سے خارج هوتا هے تو وہ صرف وراثت اور معاهدہ اور گواهی دینے کے حقوق سے هی محروم نہیں هو جاتا بلکہ لوگوں کی هرطرح کی آمدورفت سے اور شہری هونے کے حقوق سے بہی خارج هو جاتا هے وہ اپنے باپ کے گہر میں بہی نہیں جانے پاتا اور اُسکے قریب کے رشتہ دار اور کنبہ والے اُس سے ربط و ضبط نہیں رکہتے اور اِس زندگی میں اور عاقبت میں بہی جو مذهب کے ذریعہ سے راحت و تسکین حاصل هوتی هے اُن سب کی توقع سے محروم

---

† سینٹل صاحب کی کتاب کے دیباچہ کا صفحہ ۱۱ جو مشتمل هے اوپر بیان قوانین اور رسوم مختلف هونے هندوؤنکی ذاتوں کے

کیا جاتا ھے مگر جب تک کہ ذات کسی بڑے جرم یا مدت تک مسائل مذھبی سے انحراف کرنے کے سبب سے نجاوے ھمیشہ کفارہ ادا کرنے سے پھر حاصل ھو جایا کرتی ھے اور اُسکے دوبارہ حاصل ھونے کے طریقہ بہت آسان ھونگے کیونکہ ذات کے جاتے رھنے کے اثر اب لوگوں میں بہت کم ظاھر ھوتے ھیں بے شک ذات کا جاتا رھنا وقوع میں آتا ھے اور انگریزی عدالتوں میں بطریق ناجایز ذات میں سے خارج کرنے کی نالشیں بھی دایر ھوتی ھیں مگر میں مدت تک ھندوستان میں رھا مجھکو یاد نہیں آتا کہ میںنے کبھی ایسا واقعہ دیکھا یا سنا ھو جیسا کہ میںنے ذات کے باب میں بیان کیا *

سب سے بڑی تبدیلی یہہ ھوئی ھی کہ اب کوئی خاص فرقہ خادموں کا نہیں رھا مگر اب بھی ھندوستان کے جنوب اور اور ضلعوں کے بعض پہاڑی حصوں اور جنگل کے ضلعوں میں ایک قسم کے غلام جنکو ھالی کمیرے کہتے ھیں ھوتے ھیں یہہ ممکن ھی کہ یہہ لوگ قدیم شودروں کا بقیہ ھوں لیکن اور سب ضلعوں میں تمام رعیت آزاد ھیں اُنمیں سے لونڈی غلام مستثنی نہیں کیونکہ وہ ھر فرقہ کے ایسے لوگوں میں سے جو بسبب کسی خاص حالت کے غلامی کی حالت میں آجاتے ھیں ھوتے ھیں *

اگرچہ خیالی نسب نامہ بنانیوالے یہہ کہیں کہ خالص نسل کے شودر اب باقی نہیں رھے لیکن پھر بھی بہت سی قسم کے لوگ شودر مانے جاتے ھیں بلکہ برھمن بھی اُنکو شودر تسلیم کرتے ھیں مثلاً مرھٹے سب شودروں میں سمجھے جاتے ھیں شودر کا مناسب پیشہ آجکل کاشتکاری خیال کیا جاتا ھی مگر شودر اُسی پیشہ پر اکتفا نہیں کرتے کیونکہ بہت سے سپاھی بھی ھیں اور کایتھہ جنکو نوشت و خواند اور اور کاروبار میں برھمنوں کا ھمسر بیان کیا گیا ھی کم سے کم بنگال میں خالص شودر ھیں جنکا پیشہ لکھنے پڑھنے کا اُنمیں قدیم سے چلا آتا ھی † *

---

† کتاب تحقیقات حالات ایشیا کی جلد ۵ صفحہ ۵۹ میں کالبروک صاحب کا قول ملاحظہ کرو

ذاتوں کا اثر قوم کی ترقی کے لیئے اگر چہ بہت سا مضر ہی لیکن لوگوں
کے کار و بار میں ایسا بڑا مخل نہیں ہی جیسا کہ یورپ کے مورخ خیال
کیا کرتے ہیں دنیا کا کوئی حصہ ایسا نہیں جسمیں حالات کی تبدیلیاں
ایسی یکایک اور حیرت انگیز ہوں جیسے کہ ہندوستان میں ہوتی ہیں
چنانچہ پچھلے پیشوا (یعنی مرہٹوں کے راجہ) کے مختلف زمانوں میں
دو ایسے وزیر اعظم تھے جنمیں سے ایک تو مندر کے پوجاری کا خادم
یا گویا تھا اور یہہ دونوں ذلیل پیشہ ہیں اور دوسرا وزیر اصل میں
ہرکارہ تھا اور جیپور کے راجہ کا وزیر نائی تھا اور ہلکر کے راج کرنیوالے
خاندان کی سلطنت کا بانی گڈریا تھا اور سندھیا کے راج کا بانی خدمتگار اور
یہہ سب شودر ہی تھے مرہٹوں کے ملک میں جو بڑا خاندان راستیا کا ہی
اُسنے اول تو وہ پیشہ اختیار کیا جسپر برہمن بالطبع راغب ہوتے ہیں اور
بعد اُسکے بڑے ساہوکار ہوئے آخر کار بڑے سپاہی اور سپہ سالار ہوگئے اور اور
بھی بہت سی ایسی ہی مثالیں عزت اور امتیاز حاصل ہونیکی دی
جاسکتی ہیں خاص پیشہ وروں کی حالت میں بہت کم تبدیلی ظہور
میں آتی ہی لیکن جس شخص نے نہایت وضاحت سے سارے خط و خال
درست کرکے ہندو کی تصویر اہل یورپ کے طور پر بنائی وہ لوہار تھا *

فقیروں کے فرقوں کا بیان

اِن فرقوں کے قائم ہونے سے یہہ کہا جاسکتا ہی کہ ایک نئی ذات نے
رواج پایا ہی *

منو کے مجموعہ کے قاعدوں کے بموجب ایک برہمن ترک دنیا
کی مصیبتوں سے گذرکر اپنی زندگی کے چوتھے درجہ میں رسومات کی
پابندی سے آزاد ہو جاتا ہی اور اپنی باقی عمر دھیان گیان میں صرف کرنیکا
مجاز ہوتا ہی غالباً ایسی حالتوں کے آدمی مذہبی مسائل پر بحث و
گفتگو کرنیکی غرض سے جمع ہوگئے ہونگے اور اُنمیں سے جو بڑے فہم و
فراست والے ہونگے اُنہوں نے ایسے معتقد اکٹھے کر لیئے ہونگے جو بلا پابندی

کسي خاص طریقه کے اُنکے پاس جمع رهتے هوں چنانچه قدیم عیسائیوں میں جو تنها درویشوں کے بڑے بڑے ایسے فرقے بنگئے جو خانقاهوں میں رهتے هیں اُنکي بنیاد اِسیطرح پر پڑي تهي *

ان مذهبي مباحثه کرنے والوں کے گروه کے رفته رفته چیلے هونے لگے هونگے اور وه برهمن تو نهونگے مگر ایسي قوموں کے لوگ هونگے جنکو علوم دینکي تحصیل کرنے کي اجازت هوگي اور هر شخص جسکا پیرو هوتا هوگا اُسکے طریق کا پابند رهتا هوگا معلوم ایسا هوتا هی که ان جلسوں کي یهه نوبت سکندر اعظم کے زمانه تک پهونچ چکي تهي چنانچه یوناني قدیم مورخوں کي تحریروں سے ثابت هوتا هی که اُنمیں سلسله شروع کے جیسے که اب موجود هیں بهت کچهه قایم هوگئي تهے † اگر یوناني مورخوں کي شهادت کو هم کافي نسمجهیں تو اسبات کے دریافت کرنے کا کوئي اور طریقه نهیں که کس زمانه میں وه مجمع ایسے مذهبي فرقه هوگئے که اپنے اپنے طریق جداگانه پر قایم هوئے کسي فرقه کي بنیاد کي نهایت قدیم تاریخ جو هندؤں کي کتابوں میں ملسکتي هی سنه عیسوي کي آٹهوین صدي هی جو فرقه اب موجود هیں اُنمیں سے تهوڑے هي سے فرقه ایسے هیں جو چودهویں صدي سے پہلے کے هیں ‡ بعضے فرقوں میں اب بهي صرف برهمن هي هیں اور ان فرقوں میں سے بعضوں کو اب بهي اُن اصلي برهمنوں کا نمونه سمجها جاسکتا هی جنکا بیان هم ابهي کرچکے هیں مگر بهت سے فرقوں کي مقدم پهچان یهه هی که جب کوئي اُنمیں داخل هوتا هی تو کسي

† اس کتاب کے تیسرے تتمه کا ملاحظه کرو اُسي موقع سے معلوم هوتا هی که ان مجمعوں میں ایسے لوگ شامل تهے جو وه تمام اپنا اپنا فرقے تهے جنکا اپنا فرقا برهمنوں کي زندگي کے تیسرے درجه میں برهمنوں پر لازم تها یعني تیسرے درجه میں تنهائي اور خاموشي کے پابند هوتے هیں

‡ منو کے مجموعه کے باب ۵ اشلوک ۸۹ میں جو یهه حکم مندرج هی که اُن عیدهتوں کي کریا کرم نهوگي جو بید کے خلاف پوشاک پهنینگے اس سے یهه مراد لي جاسکتي هی که منو کے زمانه میں بهي ایسے فرقه موجود تهے

طرح کا فرق اور امتیاز ذات کا باقي نہیں رہتا چنانچہ برہمن اپني مقدس ڈورے یعني جنیؤ کو توڑ ڈالتے ہیں اور چھتري اور بیش اور شودر بھي فقیروں کے کسي فرقہ میں داخل ہونے کے بعد ذات سے انکار کر دیتے ہیں اور اُس فقیري کے نئے فرقہ کے سب کے سب برابر اور یکساں رکن ہوجاتے ہیں پرافسر ولسن صاحب یہہ خیال کرتے ہیں کہ اس نئي انوکھي قسم کے بیباک اجتماع کا ایجاد چودھویں صدي کے آخر میں ہوا ہی *

اس قسم کے گروہ جو یورپ میں ہیں اور وہ جن قاعدوں اور دوستي سے اوقات بسر کرتے ہیں هندوستان کے یہہ گروہ ویسے نہیں رہتے اور انمیں صریح اور آسان علامتیں ایک دوسرے اور عام انسانوں سے امتیاز ہونے کي نہیں ہیں بلکہ ان کا کوئي عام نام بھي نہیں ہوتا اگرچہ سارے فرقے گسائیں کے نام سے پکارے جاتے ہیں لیکن یہہ ایک خاص فرقہ سے منسوب ہونا چاہیئے البتہ وہ اپنے لباس کے فرق سے پہچانے جاتے ہیں کیونکہ وہ کپڑونمیں سے کوئي کپڑہ مثل پگڑي اور انگوچھے کے میلے رنگترے کے رنگ کا (یعنے گیروا) باستثناء چند کے جو بالکل برہنہ ہوتے ہیں رکھتے ہیں سب کے سب بچنوں کے پابند ہوتے ہیں اور سب خیرات لیتے ہیں اگرچہ سب مانگتے نہیں *

جسقدر حالات اُن سب فرقوں کے بیان کیئے گئے شاید اِس سے زیادہ اور نہوں لیکن اکثر اِنمیں سے ایسے بھي ہونگے جنکے اور بھي کچھہ حالات ہونگے ہر فرقہ اپنے گرو یعني روحاني تعلیم کرنیوالے کي خو بو حاصل کرتا ہی اور اُسیکے مسائل کا پابند رہتا ہی اِن ہي فرقوں کے بانیوں میں بڑے بڑے فرقوں کے باني ہوئے ہیں اور چیلوں کي کثرت کي وجہہ سے مسائل تمام گسائیوں کے اپنے اصلي حقیقت پر قائم نہیں رہے تعداد اُن فرقوں کي بہت مختلف ہی چنانچہ بعضے فرقہ میں بہت تھوڑے ایسے آدمي

ہوتے ہیں اور ملک کے کسی گوشہ میں پڑے رہتے ہیں اور بعض فرقہ کے
اِسقدر آدمی ہوتے ہیں کہ کل ہندوستان میں پھیلے رہتے ہیں *

اکثر فرقوں کے پاس دھرم شالی وغیرہ سکونت کے واسطے موجود ہیں
اور بعض صورتوں میں دھرم شالوں کے خرچ کے واسطے جاگیریں بھی
مقرر ہوتی ہیں اور دیندار لوگوں کی امداد سے اور اُس روپیہ سے جو
بھیک مانگ کر جمع ہوتا ہے اور اکثر صورتوں میں تجارت سے جو کبھی
کبھی علانیہ اور اکثر پوشیدہ کیجاتی ہی۔اُنکو اور زیادہ آمدنی کا ذریعہ
ہوتا ہی سب دھرمشالے ایک مہنت کے تحت میں ہوتے ہیں اُس مہنت
کو اُسکے گروہ کے لوگ یا اور مہنت مقرر کرتے ہیں اکثر یہہ مہنت موروثی
ہوتا ہی اور اُسکو پہلا مہنت اپنا جانشین مقرر کر جاتا ہی جب تک
ایک دو برس تک امتحان نہیں لیا جاتا کسی کو کسی فرقہ میں داخل
نہیں کیا جاتا جو شخص چیلا ہونا چاہتا ہی اُسکو کوئی خاص گرو اپنا
چیلا کرلیتا ہی جسکے اکثر بہت سے ایسے ہی اور بھی چیلے ہوتے ہیں
اور سب چیلے گرو سمیت مہنت کے مطیع ہوتے ہیں بنگال کے ایک
فرقہ میں مرد عورت کو ایک دھرم شالہ میں ایک جگہہ رہنے کی اجازت
ہی مگر بہت سے قول قسم پاک دامنی کے لے لیئے جاتے ہیں *

بہت سے گشائیں جو دھرم شالوں سے متعلق ہوتے ہیں وہ اپنی
بہت سی زندگی آوارہ گردی اور بھیک مانگنے میں بسر کرتے ہیں اور
بعضی گشائیں بالکل زندگی آوارہ گردی ہی میں بسر کرتے ہیں اور کہیں
ٹہور ٹھکانا نہیں ہوتا بعضے اس حالت میں بھی مہنت کے تابع ہوتے
ہیں اور بعضے بجز ایسے قاعدوں کے جو خود اپنے ذمہ لگالیے ہیں بالکل
آزاد اور خود مختار ہوتے ہیں لیکن اِنمیں سے بعضے نہایت جفاکش
ہوتے ہیں خصوصاً وہ جو بیابان جنگلوں میں چلے جاتے اور بالکل انسانوں
سے جدا ہوکر بیٹھہ رہتے ہیں اگر کوئی معتقد آنکی خبر نہ لے تو قحط کا

خطرہ اپنے اوپر گوارا کرتے هیں اور اس سے بهي زیادہ بڑا اندیشه جنگلي اور شکاري جانوروں کا اپنے اوپر گوارا کرتے هیں † *

بهت کم فرقے سخت قول قسم کے پابند هوتے هیں اور عبادت خانوں اور عام رت جگوں یا اور رسومات میں بهي شریک نهیں هوتے بهت سي حالت تجرد میں اوقات بسر کرنے کے پابند هوتے هیں اور بهت سے فرقے اپنے چیلوں کو شادي کرنے اور دنیا داروں کي طرح رهنے سهنے کي اجازت دیتے هیں اور ایک فرقه جو کنهیاجي کے بالی پن پر نثار هوتا هی وہ اپنا فرض سمجهتا هی که عمدہ عمدہ کهانے کهاوے اور اچهے اچهے لباس پهنے اور هر ایک قسم کي ایسي کیفیت اور حظ اوٹهاوے جو گناہ سے خالي هو اس خصلت سے اُسکا معتقدوں پر رعب داب کچهه کم نهیں هوجاتا بلکه اور زیادہ هوتا هی اس فرقه کے لوگوں کو اسطریق پر اوقات بسر کرنے کے واسطے سارے سامان افراط سے میسر آتے هیں مگر بعضے فرقے مذکورہ بالا فرقوں سے بهت مختلف هوتے هیں اور وہ وہ فقیر هوتے هیں جو اپنا ایک هاتهه یا دونو هاتهوں کو جب تک خشک هوکر قایم اور بیحس و حرکت نهوجاوے اور ناخن نه بڑه جاویں اوپر کو اوٹهائے رکهتے هیں اور ایک وہ فقیر هوتے هیں جو کانٹوں پر سوتے هیں اور دوسرے وہ هوتے هیں جو همیشه چپ چاپ رهتے هیں اور ایسے بهي هوتے هیں جو خوا مخواہ اپنے اوپر طرح طرح کي تکلفیں گوارا کرتے هیں اور تهوڑے ایسے بهي هوتے هیں جو هر طرح کي غلاظت اور پلیدي اختیار کرتے هیں اور اپني صورت کي وحشت اور حقارت سے یا اعضا میں چهریاں مارنے سے لوگوں کو خیرات دینے پر مجبور کرتے هیں *

بعضے بالکل برهنه اور بعضے بهت کچهه برهنه پهرتے هیں اِنکو ناگے کهتے هیں یه گروہ کے گروہ هزاروں هوتے هیں اور اپنے اپنے سردار رکهتے هیں

† وارڈ صاحب اپني کتاب کي تیسري جلد صفحه ۲۲ میں جو هندوؤں کے حالات میں لکهي هی لکهتے هیں که جزیرہ ساگر کے ایک مقام میں هکو خبر ملي هی که ایسے چهه عابدوں کو تین مهینے کي مدت میں شیر لیگئے

ان کي صفت خاص یهه هی که یهه لوگ اپنے مذهب کي ترقي کےواسطے
هتیار نهیں اوٹهاتے بلکه اُجرت پر ملک کے سرداروں کي خدمت کرتے هیں
اور عموماً ستمگار اور عیاش مگر بڑے بہادر هوتے هیں اُنکے بازوؤں پر بھبوت
ملا هوتا هے اور لنبي لنبي داڑهیوں اور لنبی لمبی اور گندهی هوئی بالوں سے
جنکو بڑي حکمت سے بڑها اور موڑکر سرپر پگڑي کیطرح لپیٹ لیتے هیں
ان جنگ جو فقیروں کي عجیب صورت بنجاتي هے جب انکو کوئي سردار نوکر
پر نهیں رکهتا تو آنکی بڑے بڑے غول ملک کو لوٹ کهسوٹ کر سامان
معیشت مهیا کرتے پهرتے هیں پہلے وقتوں میں انگریزوں کے ملک پر ان
قزاقوں نے کئي بار یورش کي اورخوب لوٹا لیکن یهه مسلم نهیر بیجاے اسکے
که تهوڑے تهوڑے جمع هوکر یا کسي ملک کي لڑائي میں کام انے کیواسطے
جمع هوویں کبهي کبهي بهت کثرت سے جمع هوجاتے هیں اور جب دو ان
میں کے دو مخالف فرقوں کا کہیں مقابله هوجاتا هی تو اکثربڑی خونریزی
هوتي هی چنانچه سنه ۱۷۶۰ ع میں هردوار کے بڑے میله میں ایک بڑا
تنازعه بلکه ایک بڑي جنگ شیو اور بشن کے معتقدوں میں واقع هوئي جس
میں اُس مقام پر اٹهاره هزار آدمیوں کا کهیت هوا † بلاشبهه یهه تعداد بہت
مبالغےسے بیان کي گئي هی لیکن بهر حال اس بیان سے اُس کثرت کا خیال
دل میں بندھ جاتا هی جس کثرت سے فرقوں کے فقیر لڑے هونگے ٭

ایک جماعت گسائیوں کي جو شیو کے معتقد هیں جوگي کہلاتے
هیں (ملاحظه کرو باب پانچ کو) اور دهیان گیان اور حبس نفس اور اور
پکهنڈونسے جوگي خدا کے ساتهه وصل هوجانے کا اراده رکهتے هیں اور اُن
میں جو نهایت ذلیل هوتے هیں وه خرق عادات دکهانے کے حیله کرتے
هیں اور بعضے اُن میں سے تلندر پیشه هیں بندر نچاتے اور ڈگڈگي بجاتے
اور اور تماشے دکهاتے اور شعبده بازي اور اور شعبدوں سے لوگوں کے دل
بهلاتے هیں اور ایک اور قسم گسائیوں کي ان سے بهي زیاده مشہور هے وه اپ کو

---

† کپتان ریپر صاحب کا قول دیکهو سر دیباچه تحقیق ایشیا کے گیارهویں جلد
دوسري صفحه ۴۵۵

نہایت مرتاض اور عابد بنلاتے هیں اور کچھہ کسي کے لالچ سے نہیں بلکه صرف
اپني بزرگي کي شہرت دینے کیواسطے دھوکا دهي اور فریب کام میں لاتے
هیں بہت لوگ ایسے هوتے هیں که کسي حکمت سے جسکا حال ابهي
تک معلوم نہیں هوا کئي کئي مدت تک زمین سے چار فٹ بلند
معلق رهتے هیں اور ظاهر میں بجز اسکے اور کوئي سہارا نہیں هوتا که وه
ایک ترسول کي نوک پر ایک هتیلیکا هلکا سہارا لگائی رهتی هیں اور اُسي
هاتهه کي اُنگلیوں سے مالا پهراتے جاتے هیں † *

گسائیوں میں بعضے آدمي عالم بهي هوتی هیں اور هوتے هیں جنمیں سے
اکثر نہایت شایسته اور نیک مذهب کے پابند هوتے هیں اور بہت سے بڑے
رتبه والے سوداگر هوتے هیں اور بہت سے بیحیا بے باک بهکاري اور بہت سے
نا لایق اور آواره اور هر قسم کے عیب دار هوتے هیں اِن لوگوں کو اِس لالچ
سے اِس پیشے کے اختیار کرنے پر رغبت هوتي هی که اُس کاهلي اور
سستي سے زندگي بسر کرنے کا موقع حاصل هو جو فقیري میں هوتا هی
بشن کے ماننے والے فقیر نہایت عمده ادب اور لحاظ کرنے کے قابل اور
شب کے ماننے والے بڑے عیب دار اور بد هوتے هیں هندوؤں کي فہم
و فراست اِس معامله میں بہت اچهي هی که جو فقیر جسقدر بیهوده
اور لغو مجنونانه حرکتیں کرتے هیں اُسیقدر اُنکي قدر و منزلت اُنکے دل سے
جاتي رهتي هی *

بشن کے مانني والے فقیر اپنے گرو کي ایسي بڑي تعظیم کرتے هیں که
قیاس میں نہیں آسکتي چنانچه بنگاله میں اُن میں سے بعضی اپنے گرو
کو نہایت اعلی درجه والا بلکه خداے تعالے سے بڑه کر تعظیم اور ادب کا

---

† حالات ایشیا کي تحقیقات کي کتاب کي جلد ۱۷ صفحه ۱۸۶ میں پرانسرولسن
صاحب نے اِس قسم کے ایک فقیر کا نہایت صحیح حال لکها هی جسکو ایک معتبر
شخص نے بچشم خود دیده ایشیا تک سوسئیٹي کے مارچ سنه ۱۸۲۹ ع کی جنرل
میں مشتہر کرایا هی *

تهونے کي وجہہ خود کامي اور فعل مختاري ٹهرائي جاسکتي هى ان دونوں میں همسري اور رقابت هوئي اسکے بهت بڑے اثر ظاهر هوتے لیکن جو رعب داب برهمنوں کو علم اور قانون پر اُنکي قوم کا قبضہ هونے سے حاصل هى اُسکا اثر ان فقیروں پر بهي مثل اور هندوؤں کے هوا اور جبکہ ان فقیروں نے منو کے مجموعہ کو اور اپنے ملکي رسومات کو تسلیم کیا تو وہ برهمنوں کے رتبہ سے انکار نہیں کرسکے جس پر برهمنوں نے اپنے آپ کو اپني تحریروں کے حوالہ سے پہونچایا *

باب دوسرا

حکومت کي تبدیلیوں کا بیان

منو نے جو طریق حکومت کا بیان کیا هى اُس سے زمانہ حال کے هندوؤں کي حکومت میں کچهہ اس سبب سے کوئي فرق نہیں هوا کہ از راہ دانائي اور دور اندیشي کسي قسم کي معقول تبدیلیاں اُس میں کي گئي هوں بلکہ منو کے طرز حکومت کے قواعد کے پورا پورا برتنے میں غفلت اور چشم پوشي کیجاتي هى اور یقین هے کہ اُن قاعدوں پر کبهي پہلے بهي کوئي حاکم بالکل کاربند نہوا هوگا *

انتظام

اِس زمانہ میں راجہ تعداد معینہ کے بموجب وزیر اور حسب قاعدہ کونسل نہیں رکهتا صرف محکموں کے چند افسر رکهتا هى اُنسے اور اپنے وزیر سے هر سردار کے معاملوں میں استفسار اور مشورہ کیا کرتا هى *

محاصل کے وصول کرنے کی آسانی کے لیئے ملک کی تقسیم

منونے محاصل کے بآسانی وصول کرنے کے لئے جو ملک کی تقسیم اسطرح پر کی تھی که دس دس گانوں اور سو سو اور هزار هزار گانوں کے حاکم هوا کریں منو † کی ان قسمتوں کی علامتیں اب بھی خصوصاً ملک دکھن میں پائی جاتی هیں لیکن جو قسمت که ابتک پوری بدستور پائی جاتی هی اور جسکو هم سو گانو کی حکومت خیال کریں وہ آجکل پرگنه هی بلکه پورانی سرشته کے حاکم بھی ابتک موجود هیں جو اراضی اور نذرانه سے اپنا حق حاصل کرتے هیں لیکن اب وہ گورنمنٹ کے ذی اختیار نوکر نهیں هیں بلکه صرف معاملات متعلقه زمین کے کاغذ درست رکھنے پر متعین هیں (۱) *

یهه بات بالعموم خیال کی جاتی هی که یهه افسر مسلمانوں کے تسلط کے بعد بالکل بیکار هوگئے لیکن یهه افسر جو هندوؤں کی طرف سے اسطرح موروثی ٹھهرگئی اور انکے عهدوں میں وراثت جاری هوگئی تو هندو راجه اور مسلمان بادشاه دونوں نے انکو اس کام کے پورا کرنے کے لائق نه سمجهه کر یهه بات مناسب دیکھی هوگی که اپنی کام کے انتظام کے لئے اور نئی افسر اپنی پسند کے موافق مقرر کریں *

بالفعل هندو راجاؤں کے ملک بھی بڑے بڑے ضلعوں میں دقت کے دور کرنے کے لحاظ سے تقسیم هیں اور انکی بھی پھر تقسیم در تقسیم کی گئی هی راجه بڑے بڑے ضلعوں میں حاکم مقرر کرتا هے اور وہ حاکم اپنے ماتحت چھوٹے حصوں میں اپنے نائب مقرر کرتے هیں *

---

† محاصل کے اس بیان پر اکثر طول طویل شرحیں ایسی هیں که عموماً مطالب کے سمجھنے میں کچھه انپر حصر نهیں هی اسلیئے هم نے انکو تتمه میں ایک جگهه لکھه دیا هی اور هر ایک پر نشانی حروف ابجد کی لگادی هی جس سے معلوم هو که فلاں فقرہ فلاں مقام کی شرح هی *

اُن حاکموں هي کي ذات پر جملہ کارو بار انتظام کے منحصر هوتي هیں اور منو کے زمانہ کے موافق اب جنگي قسمتیں نهیں رهیں اور عدالتیں بهي اگر هوتي هیں تو دارالسلطنت میں هوتي هیں اور کہیں نہیں هوتیں *

لیکن اِن تمام تبدیلیوں میں گانوں کا انتظام اب بهي بدستور سابق موجود هی صرف یہي ایک شی هی جسمیں کچهہ خلل نہیں اور اِن کے هي اجتماع سے بڑي بڑي سلطنتیں هندوستان کي بني هوئي هیں *

گانوں کے انتظام کا بیان

گانوں ایک هموار خطہ زمین کا هوتاهی اور اُسکي وسعت مختلف هوتي هی جس میں ایک متفق گروہ بستا هی حدیں اُسکي نہایت صحیح اور درست معین هوتي هیں اور اُنکي حفاظت اور نگهباني نہایت تعصب اور احتیاط سے کیجاتي هی اور اس میں زمین هرقسم کي جیسي کہ آراضي مزروعہ اور غیر مزروعہ اور قابل زراعت اُفتادہ اور ایسي کہ اُس میں زراعت نہو سکی هوتي هی اور یہہ سب آراضي بہت سے حصوں (کهیتوں) میں تقسیم هوتي هی جنکي حدیں اُسي درستي اور احتیاط سے قایم هوتي هیں جیسے کہ گانوں کي حدود هوتي هیں اور اُن حصوں کے نام اور اوصاف اور وسعت اُس گروہ کے حساب کتاب کي کتابوں میں بتفصیل مندرج هوتي هی اور وہ سب کا سب گروہ گانوں کي حدود کے اندر بستا هی اور وہ بستي هندوستان کے اکثر حصوں میں خندق یا چار دیواري یا ایک مستحکم گڑهي سے گهري هوئي هوتي هی *

گانوں کے باشندوں کے حق حقوق

هر ایک گانوں کے باشندے اپنے گانوں کے کارو بار کو آپ هي انجام دیتے هیں چنانچہ اپنے آپس میں لوگوں پر اُس محاصل کو پهیلا کر جو سرکار اُنپر مقرر کرتي هی جمع کرتے هیں اور کل یکمشت رقم کے سرکار میں داخل کرنے کے ذمہ دار هوتے هیں اور پولس کا انتظام بهي رکهي

کرتے ہیں اور جو کسي کا مال و اسباب اُس گانوں کے حدود میں لٹ
جاوے اُسکے جوابدہ ہوتے ہیں اور وہ اپنے آپس میں ہي جرائم خفیفہ
اور مقدمات ابتدائي کا تصفیہ بھي کرلیتے ہیں اور اپنے حدود کے اندروني
اخراجات مثل مندروں اور احاطہ کي مرمت اور عام بادانوں اور
خیراتوں اور تیوہاروں اور جلسوں کے واسطے روپیہ جمع کرنے کے لئے آپس
میں چندہ کرتے ہیں *

اِن تمام کاموں کے انجام دینے کے واسطے جو افسر درکار ہوتے ہیں اور
اور مختلف افسر لوگوں کي ضرورتوں کے مُوافق موجود ہوتے ہیں اگرچہ
یہہ بستي حقیقت میں بالکل عام گورنمنٹ کي مطیع ہوتي ہے لیکن بلحاظ
بہت سي باتوں کے نہایت ترتیب یافتہ اور کامل انتظام والي ہوتي
جمہوري سلطنت کا نمونہ ہوتي ہی اُنکي اس خود مختاري اور
حقوق کو اگرچہ بعض اوقات گورنمنٹ توڑ دیتي ہی لیکن کبھي اُسسے
انکار نہیں کرتي یہي خود مختاري اور حقوق ایک ظالم حاکم کے ظلم
سے کسي قدر بچاتے ہیں اور اگر اعلی گورنمنٹ ٹوٹ جاوے تو اُسکي
وجہہ سے گانوں کے حدود میں بد انتظامي نہیں ہونے پاتي *

سرچارلس مٹکاف صاحب نے جو ایک سند (یعني حسب ضابطہ
راے) اسي معاملہ میں لکھي ہی اُسکا خلاصہ بسبب اُنکي فصاحت
اور معتبر سند ہونے کے ہم اس مقام پر لکھتے ہیں

وہ فرماتے ہیں کہ گانوں کے گروہ ہر ایک جمہوري سلطنت ہوتي
ہیں چنانچہ اُنہیں ہر شے جسکي اُنکو حاجت ہوتي ہی موجود ہوتي
ہی اور کسي قسم کا غیروں پر توکل اور بھروسہ نہیں رکھتے اور کیساہي کچھہ
انقلاب کیوں نہ ہووے ان گروہوں میں خلل نہیں پڑتا پشتیں کي پشتیں
گذر جاتي ہیں اور انقلاب پر انقلاب ہوتے ہیں چنانچہ ہندو اور پٹھان
اور مغل مرہٹے سکھہ اور انگریز باري باري سب ملک کے مالک ہوتے
مگر گانوں کے گروہ جیسے تھے ویسے ہي رہے شورش اور فساد کے دنوں

میں گانوں والی مسلح هوکر اپنی اپنی بستیوں کی خندقیں اور احاطه درست کرلیتے هیں اور جب فوج مخالف ملک میں سے گذرتی هی تو گانوں والی اپنی مویشي کو احاطه کے اندر جمع کرلیتے هیں اور بلا تعرض گذر جانے دیتے هیں اور اگر اُنکے لوٹنے اور تباہ کرنے کا ارادہ کیا جاوے تو وہ اپنے رفیقوں کے کسی دوسرے گانوں میں چلے جاتے هیں مگر جب فتنه و فساد دب جاتا هی تو پھر اپنے گانوں میں آکر اپنے معمولی کارو بار میں مصروف هوتے هیں اگر ملک کے کسی حصه میں غارتگری قتل اور فساد ایسا برسوں تک قایم رهی جس کے سبب سے گانوں آباد نرہ سکے تو وہ گانوں کے آدمي ملک میں ایدهر اودهر متفرق پهرتے رهتے هیں مگر جسدم امن هوتا هی اُسیوقت پهر آکر آباد هوجاتے هیں اگرچه اُس پریشانی میں ایک پشت اُنکی گذر گئی هو ایکن فتنه اور فساد کے فرو هوتے هي اُن پریشان شده گانوں والوں کي اولاد اُنھیں موقع اور آبادي اور زمین میں بستے هیں اور بیٹا اپنے باپ کي جگهه لیتا هی اور اُن هي زمینوں میں دوباره کهیتي کرتے هیں جنمیں سے اُنکے باپ نکل جانے کو مجبور هوئی تهے مگر اُنکو گانوؤں میں سے نکال دینا کچهه سہل اور آسان نہیں هی کیونکه فتنه اور فساد کے دنوں میں وہ بهي قتل و غارت کرنے والوں کا مقابلہ کرنے کي اکثر کافي قوت بهم پهونچا لیتے هیں اور اپنے مقام پر جمے رهتے هیں گانوں والوں میں جو ایسا اتفاق هی اور هر گانوں بجاے خود ایک جمهوري سلطنت هی اسیکي وجهه سے میري راے میں هندوستان کے لوگ اُن بڑے بڑے انقلابوں میں جو اُنکو سونپي بڑے اپنے ملک میں قایم اور بر قرار رهی هیں اور اُنکو جو فارغبالي اور آزادي حاصل هی اُسکي بهي بڑي باعث معاون رهي هی † *

ایک بستي نهایت سیدهي سادي حالت میں ایک سودار (مقدم یا پدهان) کی تحت میں (ب) هوتي هی جسکو منو نے راجه کا

---

† یهه رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنس سنه ۱۸۳۲ ع کي جلد ۳ تتمه ۸۴ کے صفحه ۳۳۱ میں سر سي ٹي مٹکاف صاحب کا منقوله هی *

نائب قرار دیا هی اور لکها هی که اُسکو جب چاهی راجه اُسکے کام پر سے برخاست کرسکتا هی اب اُسکا عهده موروثي هوگیا هی اور وه اب بهي حاکم وقت کا نائب سمجها جاتا هی مگر زیاده تر وه لوگوں کا سرپرست اور وکیل هوتا هی اس عهده کے واسطے بعضے وقت کسي شخص کا مناسب خاندان میں سے منتخب هونا گانوں والوں کي راے پر اور زیاده تر گورنمنٹ کي مرضي پر منحصر هوتا هی لیکن دونوں کے حق میں مفید هونیکے واسطے یهه ضرور هی که اُسپر دونوں کا اعتماد هو وه زمین کے ایک خطه پر قابض هوتا هی اور سالانه وظیفه گورنمنٹ سے اُسکو ملتا هے لیکن اُسکي آمدني کا بهت سا حصه گانوں والوں کي مقرریت هوتي هی وه گانوں سے ایسا یکرنگ هوجاتا هی که اُسکي ذات کو بمنزله تمام گانوں کے سمجها جاتا هی اور هر معامله میں محاصل وغیره کے وصول نهونے پر اُسي سے مواخذه کیا جاتا هی *

گانوں کے اُس سردار کے ذمه جو کاروبار ضروري هیں اُنکا بیان

یهه سردار یعني پٹیل گورنمنٹ سے اُس رقم کي قرار داد کرلیتا هی جو سال بهر میں گورنمنٹ کو ملني چاهئے اور بموجب وسعت اور زمین کے پٹون کے گانوں کے لوگوں پر اُس رقم کا بوجه ڈالکر اُسے وصول کرتا هی اور جس زمین کا کوئي کاشت کار معین نهیں هوتا هی اُسکو بهي جوتنے والوں کو دیتا هی اور کهیتوں میں پاني تقسیم کرتا هی اور جهگڑوں اور تنازعوں کا فیصله کرتا هی اور مجرموں کو گرفتار کرکے ضلع کي عدالت میں بهیجدیتا هی غرضکه سیو سول گورنمنٹ کے تمام کاموں کو انجام دیتا هی یهه سب کام ایک مقام میں (جسکو چوپال کهتے هیں) جو اسي مطلب کے واسطے معین هوتا هی کهلے خزانه کرتا هی اور اُن تمام معاملوں کو جو عام فائدوں سے متعلق هوتے هیں گانوں والوں کي صلاح اور مشوره سے کرتا هی انفصال خصومات میں اُسکو ایسے پنچوں سے استعانت ملتي

هی جنکو فریقین پسند کرلیتے هیں یا اسپسروں سے جنکو وہ خود منتخب
کرتا هی اُس سردار کو اُسکی اُس عہدہ کے سبب سے اپنے گانوں میں تو
رعب داب اور پاس پڑوس میں بہت سی عزت حاصل هوتي هی یہہ
عہدہ فروخت بهي هو جاتا هی لیکن اُسکا مالک اُس سے بالکل دست
بردار بہت کم هوتا هی یعنے جب کہ وہ اور سب اصلي فائدوں سے کنارہ
کرنے پر مجبور هوتا هی تو بعضي خاص رسموں میں افسري کا حق اور
اور معزز حقوق اپنے هي ذات پر منحصر رکھتا هی *

گانوں کے عملہ یعنے چوکیدار اور محاسب (یعنے پٹواري) وغیرہ کا بیان

اس سردار کے معاون مختلف عہدہدار هوتے هیں جنمیں سے محاسب
اور چوکیدار بڑا درجہ رکھتے هیں محاسب (ج) گانوں کا سارا حساب
کتاب رکھتا هی جسمیں زمین کي قسمیں اور اگلے پچھلے قابضوں کے نام
اور لگان کي شرح اور اور سب شرطیں قبضہ کي مندرج هوتي هیں سب
گانو کا حساب کتاب گورنمنٹ سے اور گانوں والوں کا باهمي حساب بهي
وهي رکھتا هی اور اُنکي دستاویزوں اور ذاتي خط کتابت کے لکھنے پڑھنے کا
کام بهي کرتا هی تنخواہ اُسکي گانوں والوں پر فیس مقرر کرنے سے اور کبهي
کبهي گورنمنٹ کیطرف سے قطعہ اراضي یا وظیفہ کے طور سے ملتي هی *

چوکیدار (د) عام اور خاص حدوں کا محافظ هوتا هی اور وہ فصلوں
کي نگہباني اور قاصدي اور رهنمائي کا کام بهي کرتا هی اور پولس کے کام
میں اُس سردار کے بعد دوسرا درجہ رکھتا هی اسیوجہہ سے وہ رات کو
پہرہ دیتا هی اور آئے گئے کي خبر لیتا هی اور اپنے گانوں کے هر شخص
کي چال چلن سے آگاهي حاصل کرتا هی اور اُسکا فرض یہہ هی کہ اپني
بستي میں اگر کسي کا کچھہ مال چوري جائے تو اُسکے چورانے والے کو
گرفتار کرے یا اُس چوري کا اپني سرحد تک کھوج لگائے اور اُسکي حد

سے باهر اُسکے همسایه چوکیدار پر اُسکا کھوج لگانا واجب هی ان سب کاموں کا انجام پانا ایک آدمي کي قوت سے غیر ممکن هی لیکن حقیقت یهه هی که یهه عهده ایک خاص خاندان کا موروثي هوتا هی اُس خاندان کے سب آدمي اسکام کے انجام دینے میں کوشش کرتے هیں † اور همیشه یهه خاندان نیچ ذات میں سے هوتا هی *

پرکھیئے کو بھي سردار کا ایک مددگار سمجھنا چاهیئے کیونکه وه تمام گانوں کا روپیه پرکھتا هی اور سارے گانوں کا سنار بھي وهي هوتا هی علاوه انکے گانوں میں اور بھي سردار هوتے هیں جنکي تعداد سب کے اتفاق سے باره قرار پائي هی مگر یهه تعداد سب گانوں میں یکساں نهیں هوتي کسي میں کم کسي میں پوري هوتي هی اور همیشه ایک هي سے انسر بھي نهیں هوتے *

گانوں میں پروهت اور جوتشي جنمیں سے ایک پڑھانے والا معلم هوتا هی اور اکثر لوهار بڑھئي کمهار حجام اور چمار ضرور هوا کرتے هیں اور درزي اور دھوبي اور بید اور مطرب اور بھاٹ اور بعضے اور هر ایک گانوں میں هونے کچھه بهت ضروري نهیں اور جنوبي هندوستان کے گانوں میں کنجني بھي هوتي هی بھاٹ کا کام کبت بنانا اور لوگوں کو سنانا اور نسبنامه ‡ رکھنا هی اور بعض مقاموں میں دیہي خاص کام اُسکا نهایت ضروري هی ان سب گانوں کے انسروں اور کارکروں کا حق بطور رسم کے مقرر هوتا هی

† یهه عهده اُس نیچي کے حق میں جو وه لوگ مالگذاري کرتے هیں مفید هی یاني اکثر کاموں کو سب شرکاه باري باري سے پورا کرتے هیں لیکن حساب کتاب کا کام باري باري سے کرنے میں نقصان عظیم هی کیونکه نئي شخصوں کے هاتھه بدلنے سے حساب ابتر هوتا هی اور کاغذات کم هو جاتے هیں اور کوئي شخص اتنے روزوں تک لگاتار کام نهیں کرتا جو اُس کام میں پخته کار هو جاوے *

‡ هندوستان میں هر طرح کي ملکیتوں کے معاملات کے پیچیده هونے اور شادیوں کے تعلقات میں بهت پیچیدگي هونے کے سبب سے به نسبت انگلستان کے نسبنامه رکھنے کا کام بهت ضروري اور بڑا هی

جو بعض وقت نقد ملتا هی اور اکثر اوقات پیداوار میں سے بطور چهنکي کے ملتا هی *

گانو والوں کي حکومت

جبکہ گانو راجہ کے تحت تصرف میں بلا واسطہ هوتا هی تو اُسکا انتظام بطریق مذکورہ هوتا هی لیکن نصف هندوستان میں خصوصاً شمال اور جنوب میں هر گانوں میں ایک ایسا فریق هوتا هی جو اُس گانوں کا ذمہ دار هوتا هی اور سب باشندے اُسکے کاشتکار هوتے هیں (x) اُن لوگوں کو گانوں کي کل زمین کا مالک سمجھا جاتا هی اور زمین پر اُنکا حق موروثي اور قابل انتقال تسلیم کیا جاتا هی لیکن اُنکا حق ملکیت جو مشتبہہ هی اِسلیئے اُنکو اُسی ذو معني اور مشتبہہ لقب سے پکارنا مناسب هی یعني زمیندار کے لقب سے جسکے ساتھہ وہ اب بھي مشہور هیں (و) *

جہاں کہیں ایسا فرقہ هوتا هی وهاں بعضے وقت تو ایک هي سردار حکومت کرتا هی اور اگر وہ فرقہ بہت سے اسي قسم کے خاندانوں سے مرکب هوتا هی تو هر ایک خاندان میں سے ایک شخص سردار تمام گانوں کا کاروبار کرنے والا هوتا هی جو اپني هي طرح کے اور سب سرداروں سے مل جل کر سب کام انجام دیتا هی یہہ کونسل جو اسطرح کے سرداروں سے مرکب هوتي هی وهي عہدہ رکھتي هی جو ایک سردار رکھتا هی اور جو کچھہ رعایا یا سرکار سے اُس کونسل کو اُس کار گذاري کا عوض حاصل هوتا هی وہ سب آپسمیں تقسیم کرلیتي هی اُس کونسل کے شریکوں کي تعداد اگرچہ خاندانوں کي تعداد پر منحصر هی مگر آٹھہ دس سے زیادہ بہت کم هوتي هی هر ایک سردار خاندان کي نہایت پوراني شاخ میں سے انتخاب کیا جاتا هی لیکن باقي اور زمینداروں کي نسبت نہ تو وہ زیادہ دولتمند هوتا هی اور نہ اور کوئي وجہہ مختاري کي رکھتا هی *

گانوں کے رهنے والوں کے فرقہ

جہاں کہیں زمیندار هوتے هیں وہ گانوں کے باشندوں سے اول درجہ کا فرقہ هوتے هیں لیکن انسے کمتر درجہ کے چار فرقے اور هوتے هیں اُن میں سے ایک تو کاشتکار موروثي اور دوسرے غیر موروثي کاشتکار تیسرے هالي کمیرے چوتھے دوکاندار جو بازار کے کاروبار کے واسطے سکونت رکھتے هیں *

گانوں کے اصل زمینداروں کي حقیقت

اِس بات میں سبکو اتفاق هی کہ زمینداروں کي اصل اور بنیاد اُن لوگوں سے قایم اور شروع هوئي هی جو اول هي اول میں گانوں میں جاکر آباد هوئے اور اِنکے علاوہ اور جو زمیندار بن گئے هیں وہ وہ لوگ هیں جنهوں نے اصلي خاندان کے زمینداروں سے اُنکا حق و ملکیت بذریعہ بیع یا اور کسي طریقہ کے حاصل کرلیا هی یهہ حقیقت اس بات سے زیادہ مستحکم هوتي هی کہ چهوٹے چهوٹے گانوں میں صرف ایک هي خاندان زمینداروں کا پایا جاتا هی اور بڑے بڑے گانوں میں بهي بہت سے نہیں هیں (ز) لیکن هر خاندان کے آدمي اُس خاندان کي شاخیں پهوٹ کر اسقدر کثرت سے هوگئے هیں کہ اکثر تمام کاشتکاري کا کام بلا استعانت کسي کاشتکار یا هالي کمیرے کے آپ هي کرلیتے هیں *

زمینداروں کے حقوق بہیئت مجموعي هوتے هیں اور اگرچہ وہ اُن حقوق سے تهوڑي بہت کامل علحدگي اختیار کرلیتے هیں مگر هر ایک کو جداگانہ بالکل کنارہ کرلینے کا اختیار نہیں هوتا اگر کوئي زمیندار اپنا حق زمینداري بیع کرنا چاهی تو اُسکو تمام اور شریکوں یا زمینداروں کي رضامندي حاصل کرني لازم هوتي هی اور بعد بیع کے خریدار اُن سب حق حقوق کا مالک هو جاتا هی جو بایع کو حاصل تھے اور اگر کوئي خاندان اِن زمینداروں میں سے معدوم هو جاتا هی تو اُسکا حصہ لوٹ کر پهر مجموعہ میں شامل هو جاتا هی *

اور بعض گانوں میں اصل زمینداروں کے حقوق مشترک ہوتے ہیں وہ سب ملکر کاروبار کرتے ہیں اور سرکاری لگان ادا کرنے کے بعد خالص پیدوار کو آپسمیں تقسیم کرلیتے ہیں اور بعضے گانوں میں وہ اراضی مزروعہ کو باہم بانٹ لیتے ہیں مگر سرکاری لگان کے سب کے سب اکہٹی ذمہ دار ہوتے ہیں اور کبھی کبھی وہ اپنی زمینونکا آپسمیں تہوڑے تہوڑے عرصہ کے واسطے مبادلہ بھی کرلیتے ہیں اور بعض گانوں میں وہ مزروعہ زمین کو تو تقسیم کرلیتے ہیں اور اراضی افتادہ اور اور حقوق کو نہیں بانٹتے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ افتادہ اراضی کو بھی تقسیم کرلیتے ہیں اور زمین کی تقسیم میں وہ ہر حصہ دار کو ایک ہی قطعہ ہموار زمین کا اُسکے حصہ میں نہیں دیتے بلکہ باعتبار اقسام اراضی کے جو اُس گانوں میں ہوتی ہی کسی ایک مقام پر عمدہ زمین کا ٹکڑا اور کسی دوسرے مقام پر سخت کلر زمین کا ٹکڑا اور کسی اور مقام پر گاہ چرائی کی زمین کا ٹکڑا وغیرہ اُسکو دیتے ہیں (ح) *

اُنکے حقوق ملک کے مختلف حصوں میں مختلف ہوتے ہیں جہاں اُنکا قبضہ کامل ہوتا ہی وہاں زمین کی پیداوار میں سے ایک معین مقدار سرکار کو دیتے ہیں یا کچھہ نہیں دیتی ہیں اور جہاں اُنکا قبضہ کامل نہیں ہوتا وہاں بھی بہ نسبت اور گانوں والوں کے انکے حق میں بہت سی رعایتیں ہوتی ہیں (ط) *

یہہ زمیندار جو اراضی پر جی دیتے ہیں اسلیئے گورنمنٹ نے اراضی سے اُنکا تعشق دریافت کرکے اپنے فائدہ کے لیئے اکثر اُس مقدار سے بہت زیادہ لگان لگالیا ہی جو کاشتکاروں سے وصول ہونا ممکن تھا مگر پھر بھی یقینی یا ایسا فائدہ جسکی آیندہ توقع ہو ضرور ہوتا ہی کیونکہ کوئی ایسا ضلع نہیں جسمیں گانوں کے زمیندار اپنے حقوق کو بیع یا رہن نکرتے ہوں علاوہ اسکے ایک بڑا فائدہ جو ہمیشہ اُنکو حاصل رہتا ہی وہ منصل میں زمیندار کے خاندان کی عزت ہی چنانچہ ایک خاندان اپنے بیٹی کی

شادي کسي ایسے بڑے امیر خاندان میں کرنے کي به نسبت جو ذات میں تو هیٹا نہو مگر لوگ اُسکي تعظیم اور عزت کرتے هوں ایسے غریب زمیندار خاندان میں خوشي سے کردیتا هی جو اپنے هاتهه سے محنت کرتا هو *

گانوں کے اصل زمیندار کے جي میں زمین کي ملکیت کا شوق ایسا گهر کیئے هوئے هوتا هی که اگر کوئي زمین جسمیں مطالبه سرکاري سے بهي کم پیدا هونے کے سبب اُسکو بمجبوري چهوڑني پڑي تب بهي وهي مالک سمجها جاتا هی اور سرکاري دفتر میں اُسکا نام خانه مالک میں مندرج رهتا هی اور تین پشتوں یا سو برس تک اگر حالات کے بدلنے سے وه پهر اُس اراضي کا خواهاں هو تو اُسکو مل سکتي هی *

ملک تامول اور خاص هندوستان میں ایک ایسا کاشتکار بهي جسکو گورنمنٹ نے اپني طرف سے زمین کاشت کرنے کو دي هو اُس زمیندار کو جو بسبب نه ادا کرنے مالگذاري کے خارج هو گیا هو اپني خوشي سے کسیقدر ملکیت کا نذرانه دیتا هی † *

موروثي کاشتکاروں کا بیان

تمام گانوں میں دو قسم کے کاشتکار هوتے هیں جو اصل زمینداروں سے جهاں کهیں زمیندار هوتے هیں اراضي کاشت کرنے کے واسطے لیتے هیں اور جهاں زمیندار نهیں هوتے وهاں بلا واسطه سرکار سے حاصل کرتے هیں اُن کاشتکاروں کو عموماً رعیت (ي) کهتے هیں جنکي دونوں قسموں میں سے ایک موروثي اور دوسرے غیر موروثي هوتے هیں *

موروثي وه کهلاتے هیں جو اُسي گانوں کي زمین جوتتے هیں جسمیں سکونت رکهتے هیں اور بعد اُنکے اُنکي اولاد اُسي زمین پر کهیتي کرتي هی (ک) *

---

† رپورٹ سلیکٹ کمیٹي سنه ۱۸۳۲ ع کي جلد ۳ صفحه ۱۲۸ میں ایلس صاحب کا بیان دیکهو اور منتخبات کي جلد ۳ صفحه ۳۰۵ میں فارلس کیر صاحب کے قول کو ملاحظه کرو *

اکثر ان کاشتکاروں کو اصل زمینداروں میں مخلوط کردیا گیا هی لیکن پهر بهي جهاں کهیں زمینداروں کا نذرانه موجود هی وهاں امتیاز بیٹهی هی اور أسمیں کاشتکار کو کبهي شریک نهیں کیا جاسکتا هی † *

بهت سے آدمیوں کي یهه راے هی که یهي کاشتکار زمین کے اصل مالک هیں اور بعضے یهه کهتے هیں که نهیں یهه زمیندار کي مرضي کے تابع هیں لیکن سب کے سب بعض بعض باتوں میں متفق هیں چنانچه سب یهه کهتے هیں که بسبب قبضه قدیمي کے أنکا اراضي میں کچهه حق هی لیکن زمین کي بیع اور رهن کا حق نهیں هی *

هرچند که قبضه کے حق پر سبکو إتفاق هی مگر بعضے کهتے هیں که زمیندار کو لگان بڑهانیکا اختیار حاصل هونے سے وه حق کسي کام کا نرها اور بعضے یهه کهتے هیں که لگان بخوبي بڑها هوا هی وه أس شرح سے زیاده نهونا چاهیئے جو گاؤں کے قرب و جوار میں هو *

غالباً سچ یهه هی که کاشتکار کا حق ظاهر اور صاف جب هي تک ره سکتا هی جب تک که سرکاري مطالبه ایک قاعده پر رهے لیکن جب سرکاري جمعبندي باقاعده نرهوے بلکه سرکار کي مرضي کے موافق کبهي کچهه اور کبهي کچهه هو تو یهه حق کسي کام کا نهیں رهتا آجکل زمیندار کے فائده سے إس کاشتکار کا قبضه قائم ره سکتا هی چنانچه أن زمینوں کے لیئے جو مدت سے أسکے کنبه کے قبضه میں چلي آئي هیں اور أسي گاؤں میں واقع هیں جهاں وه رهتا هی جو کچهه کوئي اور غیر شخص دینے پر آماده هو وه أس سے زیاده دیتا هی اور جبکه أسکو نهایت تنگ اور مجبور کردیا جاتا هی تو وه أس اراضي کو چهوڑکر کسي دوسرے گاؤں میں بهت سستي کهیوٹ پر غیر إستمراري زمین آساني سے لے لیتا هی (ل) *

بعضے یهه خیال کرتے هیں که موروثي کاشتکار ایسے زمینداروںکا بقیه هیں جو جبر و تعدي کے سبب سے إس حالت کو پهنچ گئے هیں اور بعضے

---

† رپورٹ سلیکٹ کمیٹي سنه ۱۸۳۲ ع کي جلد ۳ صفحه ۳۸۵ میں ایلس صاحب کا مقوله دیکهو *

یهه سمجهتے هیں که وه ایسے هي عام کاشتکار هیں صرف محنت کلرنے کے سبب سے موروثي هوگئے هیں غالباً یهه دونوں قیاس کیچهه صحیح هیں اور ایسے هي یهه تیسرا بهي معلوم هوتا هی که اکثر صورتوں میں زمینداروں نے اُن کاشتکاروں کو جو اول هي گانوں میں آباد هوئے زمینوں پر قبضه عنایت کر دیا هی *

غیر موروثي کاشتکار

(م) غیر موروثي کاشتکار ایسے گانوں کي اراضیات کو کاشت کرتا هی جس سے وه کسیطرح کا تعلق نهیں رکهتا اور سالانه تحریري یا مفهوم پٹه کے ذریعه سے اُن پر قابض هوتا هی اول قسم کي اراضي خاص پر گانونتا رهنیوالا کاشتکار قابض هوتا هی اور غیر موروثي کاشتکار کے حصه میں کمتر قسم کي زمینیں آتي هیں جسکي خواهش لوگوں کو بهت کم هوتي هی اِسوجهه سے اور اور نقصانوں کے سبب سے وه اپني زمین به نسبت موروثي کاشتکار کے کم لگان پر حاصل کرتا هی *

(ن) ایک اور قسم کے کاشتکار هوتے هیں جنکا بیان ضرور هی گو وه کاشتکار دونو قسم مذکوره بالا سے قدر و منزلت میں کمتر هوتے هیں یهه کاشتکار ایسے لوگ هوتے هیں جنکي ذات یا حالت اِس بات کي مانع هی که وه محنت یا مشقت کریں یا کسي کام میں جسمیں علانیه مردوں کے روبرو آنیکي ضرورت هو اُنکي عورتیں شریک هوسکیں پس اِن نقصانوں کے لحاظ سے اُنکو اراضي کا قبضه نرخ مناسب پر دیا جاتا هی تاکه وه بمدد (س) مزدوروں کے اپنے زر یا سرمایه سے فائده اُٹهاسکیں *

بیان مزدوروں کا

اُجرت پر کام کرنیوالے لوگوں کي خدمتیں اور اُنکے معاوضے خورد بخورد مختلف هوتے هیں لیکن اور ملکوں کے محنتیوں کي خدمت اور اُجرت سے بہت تهوڑا اختلاف رکهتے هیں اِسلیئے اُنکا شرح بیان ضرور نهیں *

یہہ بیان کرنا بهي کچهہ ضرور نہیں کہ ہر گانوں میں ان سب فرقوں کا ہونا لازم هی کیونکہ ایک گانوں کي هر قسم کي زمین کي کاشت انمیں سے صرف کوئي ایک فرقہ یا سب کے سب باهمي مناسبت سے کرسکتے هیں *

دکانداروں کا بیان

دکانداروں وغیرہ کو زمین کا کرایہ جس جگہہ وہ رہتے هیں اسکے مالک کو اور کبهي کبهي اور بهي کچهہ محصول دینا پڑتا هی دکاندار گانوں کے سردار کا جو بمنزلہ مجسٹریٹ گانوں کے هوتا هی عموماً محکوم رهتا هی لیکن دکانداروں کو گانوں کے لوگونسے اور کسیطرح کا تعلق بہت تهوڑا هوتا هی *

گانوں کے لوگوں کي غالب اصلیت اور انکا تنزل

غالباً ایسا معلوم هوتا هی کہ جو دیہات هندوؤں نے اول اول آباد کئي وہ سب گانو کے گروهوں کے قبضہ میں هونگے کیونکہ جب اس ملک پر تسلط پایا هوگا تو اسکي شروع شروع میں یہہ بات غیر ممکن هوگي کہ جداگانہ آدمي جنگل کاٹ کر کهیتوں کو صاف کریں اور اصلي باشندوں یا جنگلي حیوانوں کے حملوں سے انکو محفوظ رکهیں اور اوروںکي خدمتیں حاصل کرنے کے واسطے انکے پاس کچهہ سرمایہ نہوگا اور جبکہ سربراہ کار کے بہت سے رشتہدار بهي ساتهہ نہونگے تو وہ ایسے رفیقوں کے بلانے پر مجبور هوا هوگا جو گانوں کي آبادي کے فائدونمیں شریک هوں اور گانوں کے گروهوں کے قایم هونے اور زمینوں کے گانوں میں تقسیم هونیکا باعث غالباً یهي امر هوا *

نوآباد ویران زمین بلا شبہہ سلطنت سے اسیطرح سے متعلق رهي هوگي جیسے تمام ان صورتوں میں هوتي هی جب کہ لوگوں کي جماعت ایک صورت با قاعدہ پکڑتي هی لیکن راجہ نے بجاے اس بات کے کہ یہہ

ملکیت مجوزہ کاشتکارونکو اُنسے یکے مشت قیمت یا ایک معین سالانہ لگان جیسا اور ملکوں میں دستور هی لیکر حوالہ کردے کسیقدر پیداوار اپنا حق رکھی هوگی جو اُس زمین کے وسعت اور قسم کی مناسبت سے جسکو کاشت کی گئی بوهتی گهتتی هوگی اور باقی پیداوار گانوں کے اباد کرنے والے لوگوں کی هوتی هوگی لیکن اگر وہ لوگ اُس سے زیادہ اچهی زمین اپنے پاس رکهتے هونگے جسقدر وہ جوت سکتے هوں تو وہ اوروں کی محنت کے ذریعہ سے اُس زمین سے فائدہ اُٹهانے پر کوشش کرتے هونگے اور ایک شخص کو ایسا قرار دینے سے کہ علاوہ لوگوں کے حصوں کے پیداوار میں کے سوکاری حصہ کے بوکانے کا ذمہ کوئی اور طریق سہل تو نہیں معلوم هوا لیکن جب زمین کثرت سے تهی اور بہت سے گانوں آباد هونے کو تهے تو کسی آدمی نے کوئی قطعہ اراضی کا پاک صاف کرنا اُسوقت تک قبول نکیا هوگا کہ اُس قطعہ کی کاشت کا اُسکو همیشہ کیواسطے اختیار نملا هو اور اسی سبب سے کاشتکار موروثی قائم هوئے هونگے اور لوگوں کے کار و بار کے ترقی پانے پر کاشتکار غیر موروثی اور اجرت پر محنت کرنیوالے پیدا هوئے هونگے بسبب وراثت کی ملکیت کی تقسیم در تقسیم هونے سے یہہ انتظام معدوم هوگیا هوتا اور سب لوگ مزدور هوگئے هوتے لیکن جب تک کہ ویران زمین کثرت سے باقی رهی یہہ قاعدہ بشربی ظہور پذیر نہوا هوگا اس صورت میں گانوں کے گروہ کی حالت اُسوقت تک غیر متبدل رهی هوگی جب تک کہ پیداوار میں راجہ کا حصہ غیر متبدل رها هوگا یعنی جب راجہ اپنے مطالبہ کو زیادہ کرتا هوگا تو زمینداروں یا موروثی کاشتکاروں کے منافع کم هوجاتے هونگے اور جب کہ وہ راجہ کا حصہ ایک مقدار معروض سے زیادہ هو جاتا هوگا تو گانوں کے دونوں فریق مذکورہ بالا اپنی اراضی کی کاشت نقصان سے کرتے هونگے اور اگر یہہ صورت جاری رهی هوگی تو وہ مجبور هوکر اپنی اراضی کو چهوڑ بیٹهے هونگے اور اور ذریعہ اوقات بسری کا تلاش کرتے هونگے ٭

جو که بڑے سے بڑا حصه راجه کا پیداوار میں منو کے زمانه میں کل کا چھٹا تھا اور اب وه نصف هی تو بهت سے گانوں کے گروه جو تبست و نابود هوگئے اور بهت سونکي حالت اب بهي تباه هی اُسکي وجه اسي سے ظاهر هی پس جو اراضي زمیندار اسطرحپر چهوڑ بیٹھے هونگے وه سرکار کے قبضه میں آجاتي هوگي *

اگرچه یهه صورت اکثر واقع هوتي هوگي مگر اُسکا عام هونا ضرور نه تها اسلیئے که ایسي مقبوضه زمینیں جو پہلے سے مزروعه هونگي راجه کي ملکیت میں داخل هوتي هونگي اور اُن زمینوں کے پرانے مالکوں نے تباه هونے کے بعد مطیع کاشتکار هوکر اُن اراضیوں کي کاشت سرکار کیطرف سے کي هوگي آج تک بهي سرکار برابر گانوں بسانے کے واسطے اُن لوگوں کو جو اس کام پر آماده هیں بغیر زمیندار تسلیم کرنے کے اراضي عطا کرتي هی اور ان بخششونکي شرطیں مختلف هوتي هیں مگر عام شرطیں یهه هوتي هیں که اتنے برسوں تک وه گانوں کل یا جزو جمع سرکاري سے آزاد رهیگا اور بعد اُس عرصه کے وهي محاصل سرکار اُس سے وصول کریگي جو پاس پڑوسکے گانوں میں ملتا هی *

سواء اسکے اور صورتیں بهي پیش آئي هونگي جیسا که همکو اُنکے نتیجوں سے معلوم هوتا هی گو هم اُنکي ابتدا اور ترقي کا حال دریافت نهیں کرسکتے ضلع کناره اور مالابار اور تراونکور میں اراضي کے خاص خاص شخص مطلق مالک پائے جاتے هیں اس ملکیت پر صرف اتني قید هی که سرکار کو ایک معین محصول ادا کرتے هیں *

سرکاري

عام اراضي کا محاصل

بادشاه کا پورا حصه اب نصف پیداوار سمجهي جاتي هی اور جهاں کهیں بادشاه پیداوار کي تهائي لیتا هی اُس ملک کي جمعبندي کو معتدل سمجهتے هیں *

یہہ زیادتي محاصل سرکاري کي اسوجہہ سے نہیں ہوئي ہی کہ جسقدر حصہ پیداوار میں راجہ کا ہوتا تہا اُسکو علاوہ زیادہ کیا گیا بلکہ اُسکي وجہہ زیادہ تر وہ مختلف محصول ہیں جو صرف زمین پر لگائے جاتے ہیں اور بعضے محصول ایسے ہیں کہ وہ پہر پہراکر کاشتکار کے ذمہ عاید ہوتے ہیں اول قسم کے محصول وہ ہیں جو ہلوں اور مویشیوں اور اِسي قسم کي اور چیزوں پر لگتے ہیں اور دوسري قسم کے محصول وہ ہیں جو بعضي رسموں میں باجوں کے استعمال پر اور بیوہ عورتوں کي شادیوں پر لگتے ہیں اور اور نئے نئے محصول جو اور اصراف پر لگائے جاتے ہیں علاوہ انکے دونوں قسم کے ایسے محصول فیصدي جو بطور لیئے جاتے ہیں اور علاوہ چند روزہ مطلبونکے واسطے لگائے گئے ہیں مگر برابر جاري رہے اور موقوف نہیں کیئے گئے اس قسم کا محصول فیصدي تمام کاشتکاروں پر بمناسبت اُنکے پہلے محصول کے اور گاؤں اور ضلع کے کاروباري آدمیوں کي تنخواہوں اور وظیفوں پر لگایا جاتا ہی ۔

چونکہ اِن مطالبوں کي کوئي حد نہیں بلکہ حد اُنکي اُن لوگوں کي اِستعداد ہی جنپر یہہ محصول لگائے جاتے ہیں پس گاؤں والے اُس سے بچنے کا جو کچھہ علاج کرسکتے ہیں وہ صرف یہہ ہوتا ہی کہ اپني آمدني کے چہپانے میں کوشش کرتے ہیں اِس غرض سے وہ اپنے پیداوار کي مقدار کم بیان کرتے ہیں اور کسیقدر اُسمیں سے بلا علم حاکم اور تحصیلدار کے تحصیل سے الگ کرلیتے ہیں مگر اکثر یہہ کرتے ہیں کہ گاؤں کے کاغذات حساب کو اِسطرحپر جہوٹا بنا کر کہ جب تک بہت سي دقت اور خرچ سے تحقیقات اور زمین کي پیمائش نہیجاوے جعلسازي اُنکي دریافت ہوني ممکن نہیں ہوتي مزروعہ زمین کي مقدار کو چہپاتے ہیں زمینداروں کو جنکي وسعت گورنمنٹ بہت کم دریافت کرسکتي ہے جہاں کہیں وہ ہوتے ہیں فائدے حاصل ہوتے ہیں چنانچہ کسیقدر چشم پوشي حاکم کیجانب سے بذریعہ رشوتوں کے حاصل کیجاتي ہی اور یہہ رشوتیں گاؤں خرچہ کے ایک جزو بطرح گاؤںمیں سے جمع کیجاتي ہیں اور حساب نقاب میں

منخفي مجرا ليجاتي هيں اور يهه ايک رقم ايسي هی که اسکي تحقيق نکرنا گانوں والے اور وہ تحصيلدار جو زمانه آينده ميں مقرر هوتے هيں اور منصاسب اپني عزت سمجهتے هيں *

اِنهيں خرابيوں کے باعث سے جو گورنمنٹ کي برائيوں کے علاج و تدارک کيواسطے عمل ميں لائي جاتي هيں يهه حال پيش آتا هی که زمين جسپر اِسقدر جمع لگائي جاتي هی جو اُسکي پيداوار کے غايت درجه کي برابر هو تو وہ باوجود لگان ادا کرنيکي قابليت کے بکني پهرتي هی † *

اِن بد اِنتظاميونسے ايسي پريشاني طرفين يعني کاشتکار اور گورنمنٹ کي طبيعت ميں پيدا هوتي هی که پيداوار کي مناسبت کے اُصول سے بالکل غفلت کيجاتي هی اور هندوستان کے اکثر حصونميں محاصل کا تصفيه هر سال اُس محاصل کي سند پر هوتا هی جو پهلے برسوں ميں ادا کيا گيا هوتا هی صرف اِسقدر تفاوت اور تبديلي البته هوتي هی جسقدر که موسم کي خصوصيت سے يا کسي چندروزہ فائدہ يا نقصان کے واقع هونے کرني مناسب معلوم هو *

جبکه طرفين اِس قسم کے تصفيه سے اِتفاق نهيں کرتے تو وہ سال متنازعه کي بابت گانوں کي کل پيداوار کي خاص تحقيقات کرنے پر آماده هوتے هيں غرضکه بار آوري کي اور اُن آساميوں کي بموجب جو کاشت کيواسطے موجود هوں زمين کي قسميں اُسيطور سے جيسا که پهلے بيان هوا علحده کرتے هيں پهر پيداوار کا خرچ وضع کرنے تک جو فاضل يا باقي رهتا هی اُسکو سمجهه ليا جاتا هی اور اُسميں سے کاشتکار کي پرورش کيواسطے مقدار

---

† مثلاً جس گانوں کا بيان رائيل ايشياٹک سوسيٹي کے معاملات کي جلد در صفحه ۷۷ ميں هاڈسن صاحب نے کيا اُسميں زميندار اپني پيداوار ميں سے نيصدي ساڑهے ستاون حصے گورنمنٹ کو ديتے هيں اور جو اِنتخاب که ايسٹ انڈيا کمپني نے مشتهر کيا هی اُن ميں چيپلن صاحب اور دکهن کے کلکٹروں اور دربار گجرات کي الفنسٹون صاحب کي رپورٹوں کو بهي ملاحظه کيا جاے اور هملٹن بکانن صاحب کي علحده علحده رپورٹوں کو دربارے بنگال پور اور اور ضلعوں کے ديکها جاوے

کافي علحده کیجاتي هی اور گانوں خرچه وضع هونیکے بعد جو کچهه رهتا هی وه سرکار لیلیتي هی اور جبکه تمام اور ذریعے راضي خوشي سے تصفیه کرنیکے باقي نهیں رهتے تو خاص پیداوار کي تقسیم اُسمیں کیجاتي هی لیکن اِسطریق میں ایسے مکر و فریب بهرے هوئے هیں که دونوں فریق عموماً اِس سے باز رهتے هیں البته وه مقام مستثني هیں جهاں سرکار کے کارنده اور لوگوں کے درمیاں میں مدت سے تعلق رهنے کے باعث اعتماد باهمي قائم هوجاتا هی چنانچه اِس صورت میں پیداوار کي تقسیم تمام تصفیوں میں سے نهایت عام پسند تصفیه سمجهي جاتي هی *

* گورنمنٹ کے اهلکاروں سے جو تنازعه هوتا هی اگر اُسکا نتیجه یهه هوا که کاشتکاروں کے صبر و طاقت سے زیاده کوئي محصول لگایا گیا تو تمام کاشتکار عام اِتفاق کرکے اپني اراضي اور اپنا گانوں بهي چهوڑ دیتے هیں اور گورنمنٹ سے هر قسم کا معاهده کرنے سے اِنکار کرتے هیں تب سرکاري افسر اُنکي تسلي اور تسکین کرتے هیں اور ڈراتے دهاتے هیں اور بشرط ضرورت کے رعایت کرتے هیں جبر همیشه ناگوار گذرا کرتا هی اگر کسي پر کیا بهي جاوے تو اُس سے کوئي بهتر نتیجه حاصل نهیں هوتا اُسکا بڑے سے بڑا اثر یهه هوتا هی که گانوں والے منتشر هوکر اور علاقوں میں بهاگ کر چلے جاویں *

یهه بات بآساني خیال میں آسکتي هی که اِس قسم کے تصفیئے بدون اِس بات کے نهیں هوسکتے که گانوں کے اصلي اور حقیقي حالات میں دست اندازي کیجاوے سرکاري افسر هر قسم کا مطالبه پٹیل کي معرفت کرتا رهتا هی اور اگر ضرورت هوتي هی تو اور خاص خاص گانوں والوں کے مقابله میں سرکاري افسر پٹیل کي حمایت کیا کرتا هی لیکن بعضے وقت وه اُسکو معطل کرکے جمع بندي اور تحصیل اپنے آپ سے کرتا هی نالشیں اور استغاثے بهي اِس غرض سے کرائے جاتے هیں که عدل اور اِنصاف اور پولس کے متعلق معاملات میں اُنکو مجبور کرکے کچهه حاصل کرنا موقع

هاتهه آئے پس بدعملي کے سبب سے گانوں والوں کے حقوق بالکل بے حقیقت هوجاتے هیں *

اکثر حصوں میں هندوستان کے تمام ایسي برائیاں محاصل سرکاریکا تهیکه دینے کے قاعده سے بہت بڑه جاتي هیں چنانچه اِسصورت میں ضلعوں کي حکومت اُس شخص کو عطا هوجاتي هی جو سرکار کو سب سے زیاده سالانه روپیه دینیکا ذمه اور ضمانت کرتا هی اور یهه تهیکهدار اُس ضلع کے حصوں کو سب سے زیاده بولي بولنے والے کو اِسیطرح تهیکه پر دے دیتا هی اور پهر یهه لوگ گانوں کے سردار یعني پدهان کو معین رقموں پر تهیکه دیدیتے هیں یهه سب کے سب تهیکهدار اُس منافع کے حاصل کرنیکے مجاز و مختار هوتے هیں جو اُنسے حاصل هوسکے ان وجوهات سے وهي شخص یعني گانونکا پدهان جو کاشتکاروں کا اصلي محافظ اور حامي هوتا هی اُنکے حق میں بڑا جابر هوجاتا هی اور جو شرائط که پدهان سے تهیکهدار تهراني چاهیں اگر وه اُنکو منظور نکرے تو تهیکهدار اُس کام کو کسي غیر شخص کو جو تهیکه لینا قبول کرے حواله کرتے هیں تب تو حال اور بهي بدتر هوجاتا هی *

ایسے هي ایسے جبروں اور سخت مطالبوں کي وجهه سے اکثر گانونکے زمیندار جو گانوں کے مالک تهے صرف کاشتکار سرکاري ره گئے هیں اور بعض زمیندار اِس غرض سے اپني اراضي کو چهوڑ کر بهاگ جاتے هیں که ایسي شرطوں پر اُنکو کاشت کرني نه پڑے جنکو وه گوارا نهیں کرسکتے *

اینک گانوں میں هر حصهدار ایسا سمجها گیا هی که وه اپنے حقوق کي بموجب عمل کرتا هی راجه اور زمیندار دونو کو اِس بات کا اِستحقاق هی که اُنکا جو حصه گانوں کي آمدني میں هوتا هی جب چاهیں منتقل کردیں اِسیطرح اگر گانوں کے اور کارندے نهیں تو سردار یعني پدهان اور محاسب یعني پتواري بهي اپنے عهدوں اور اُنکي آمدني کو فروخت کرسکتے هیں غرض که اِس طریق سے نئے آدمي گانوں میں دخیل هوسکتے

هیں لیکن اُنکو وهي درجه اور منزلت حاصل هوتا هی جو اُنکے بزرگوں کو
تها چنانچه راجه کے حصه کا مالک راجه کے حصه پیداوار کے لینیکا کو
مستحق هوتا هی مگر پدهان سے جو کار و بار متعلق هوتا هی اُسمیں
اُسکو کچهه دخل نهیں هوتا بلکه عام کاشتکاروں کے کام میں بهي مزاحمت
نهیں کرسکتا غرضکه نیا زمیندار پورانے زمیندار کے سب تعلقات کو اختیار
کرتا هی اور پدهان اور پٹواري وغیره آئنده سے نئے خاندان میں سے لیئے
جاتے هیں لیکن اُنکے کار و بار میں کوئي تبدیلي نهیں آتي *

راجه جس غرض سے اپنے حصه کو انتقال کرتا هی اُسکا بیان کچهه
آگے آویگا *

ملکیت زمین کے اِستحقاق کا بیان

زمین کے مختلف کاشتکاروں یا اِستحقاق قبض و دخل رکهنیوالوں کا بیان
کرنے سے خود بخود طبیعت زمین کي ملکیت کے معامله پر جسپر بهت سي
بحث هوچکي هی مائل هوتي هی چنانچه بعضے یه خیال کرتے هیں
که زمین کي ملکیت کا اِستحقاق سرکار کو حاصل هوتا هی اور بعضے کهتے
هیں که بڑے بڑے زمینداروں کو هوتا هی † بعضے کهتے هیں که گانوں کے
اصلي زمینداروں کو هوتا هی اور بعضے کهتے هیں که کاشتکاروں کو هوتا هی *

بڑے زمینداروں کے دعوے کي نسبت مناسب موقع پر یه بات ثابت
کي جاویگي که اُنکا حق باقي تینوں فریقوں میں سے کسیکے حق سے نکلا هی
پس اس امر میں گفتگو کرنے کا انحصار اُن هی تین فریقوں پر کیا جاتا
هی *

معلوم ایسا هوتا هی که زمین کو همیشه کے واسطے بالکل اپنے استعمال
میں رکهنا اور اُسکے انتقال اور فروخت کا ارادہ اختیار هونا اور اگر معنی هر

† بڑے زمینداروں کا ذکر مقام تعلقداري میں آویگا جهاں گانوں کے اصلي
زمینداروں سے (گانوں کے زمینداروں کي ملکیت کا زوال) مع اُسکے گفتگو هوگي اور وه بیان
دیکهنے سے که (اصل میں زمیندار کون هیں) جو آگے آتا هی معلوم هوویگا

تو خود زمین کو تبدیل یا غارت کردینا غرضکه یهه سب حقوق بیوشته مجموعي حق ملکیت کہلاتے هیں اور ان سب باتوں میں سے کسي ایک بات کو حق ملکیت نہیں کہه سکتے جہاں کہیں یهه سب باتیں مجتمع هوں وهیں حق ملکیت هوگا اور کہیں نہوگا راجه پیداوار کے صرف ایک حصه کا حق مطلق دایمي رکھتا هی اور جب چاهے اُسکو فروخت کرسکتا هی لیکن علاوه اپنے حصه کے گانوں کي باقي زمین میں یا پیداوار میں مزاحمت نہیں کرسکتا اور اگر اُسکو زمین واسطے عمارت یا سڑکیں یا اور تمام فلاح کے کام بنانے کیواسطے درکار هو تو بطور حاکم کے زمین کو لیتا هی مگر اُسپر اور حصه‌داروں کو اُسکا معاوضه دینا لازم هوتا هی یهه زمین اسي طرحپر راجه لیتا هی جسطرح پر وه ضرورت کے وقت گاڑیاں اور کشتیاں وغیره پکڑ سکتا هی اور مقصور شہروں میں مکانات گروا سکتا هی گو ان صورتوں میں اُسکا کوئي حق ملکیت نہیں هوتا *

بعد ادا هو جانے راجه کے حصه کے جو کچھه پیداوار باقي رهتي هی زمیندار کے هاتهه لگتي هی اور اُس پیداوار کے حق کے بونے کا اُسکو آینده همیشه کیواسطه اختیار رهتا هی اور کوئي مزاحم نہیں هوتا اور راجه کا حصه اور زمیندار کا لگان ادا هو جانے کے بعد جو کچھه باقي رهتا هی وه کاشتکار کو ملتا هی اور وه اس پیداوار کو همیشه اپنے کام میں لانیکا مختار هی لیکن اُس پیداوار کا حق اُسپر اور اُسکے وارثوں پر منحصر هوتا هی اور کسي اور طرحپر خرچ کرنیکا مجاز نہیں هی زمین کي بارآوري کي قوت کو نه زمیندار کام میں آنے سے خارج کرسکتا هی نه کاشتکار بلکه انمیں سے کوئي اُسکو معطل بھي نہیں رکھه سکتا چنانچه جب کاشتکار فصل طیار کرنے سے قاصر رهتا هی جس سے باقي حصه‌داروں کو یعني زمیندار اور راجه کو اُنکے حصے ملسکیں تو بیدخل کردیا جاتا هی اور جو زمیندار ایسے قصور کا ملزم هوتا هی تو چند روز گانوں کي بستي کا کوئي کاشتکار

یا راجہ کا کاشتکار اُسکی جگہہ پر قایم کیا جاتا ہی اور بعد ایک مدت کے، وہ اپنے حق سے بالکل محروم ٹہرتا ہی *

ان تمام باتوں سے ظاہر ہی کہ جہاں کہیں گانوں کے گروہ اور موروثی کاشتکار موجود ہیں وہاں کسی حصہدار کو زمین میں حق ملکیت کامل نہیں حاصل ہوتا اور جہان کہیں نہ گانوں کے گروہ اور نہ موروثی کاشتکار ہوتے ہیں وہاں بالشبہہ راجہ مالک مطلق ہوتا ہی اور تمام حقوق جو بعد اُسکے قایم ہوں وہ راجہ کی فرمان یا پٹہ دینے سے حاصل ہوتے ہیں اور وسعت ان فرمانوں کی حالات کے بموجب مختلف ہوتی ہی لیکن جبکہ بلا کسی شرط اور ہمیشہ کیواسطے وہ فرمان عطا کیئے جاتے ہیں تو اُنسے کامل حقیت لوگونکو البتہ حاصل ہوتی ہی *

زمین کی حقیت کے بابت جو تنازع واقع ہوتے ہیں اُنمیں سے اکثر کا سبب یہہ ہی کہ ایسے واقعات کو جو صرف خاص خاص ضلعوں پر صادق آتے ہیں تمام ملک کے حصوں سے منسوب کیا جاتا ہی اور ایسے نتیجوں میں جو ایک قسم خاص کے اجارہ یا پٹہ سے حاصل ہوں اور اجاروں کے ساتھہ جو اُس قسم سے بالکل مختلف اور غیر مشابہہ ہوتے ہیں شامل کر دیا جاتا ہی اور اکثر تنازع کا سبب یہہ ہی کہ یہہ مان لیا جاتا ہی کہ جہاں کہیں گورنمنٹ حقوق پر توجہہ نہیں کرتی وہاں اب کوئی حق باقی نہیں یعنی کوئی حق دار نہیں مگر باوجود اِسکے جو لوگ محروم ہوتے ہیں وہ اپنے حقوق کا دعوی کیئے جاتے ہیں اور اُنکے محروم کرنیوالے بھی اُن حقوق سے منکر نہیں ہوتے اور اکثر حالات موافق یعنی مفید مطالب کے پیش آنے پر محروم لوگ اُن حقوق کو مثل سابق کے پھر بخوبی حاصل کرتے ہیں اصل میں گفتگو اِسبات پر نہیں ہونی چاہیئے کہ حق ملکیت اُس شخص کو حاصل ہوتا ہی بلکہ اِسبات پر ہو کہ پیداوار کا کس کس قدر حصہ ہر فریق کو واجب ہوتا ہی اور اِس بات کا تصفیہ صرف ایسی حصہداری سے جو خاص اُس مقام پر ایجاد کی

جہاں تنازعہ حقیت کا واقع ہو اور کسي ایسے عام قاعدہ سے جسکي بنیاد کسي قیاسي حقیت پر نہ ہو ہوسکتا ہی اُن قوانین قدیم کي روسے نہیں ہوسکتا جو مدت سے فراموش ہوگئے ہیں *

راجہ کے محاصل کے اور ذریعوں کا بیان

راجہ کا جو حصہ تمام زمینوں کي پیداواروں میں ہوتا ہی وہ اور اور تمام سرکاري زمینوں کا لگان سرکاري محاصل کا بڑا جز ہوتا ہی اور باقي محاصل مختلف ذریعوں سے حاصل ہوتا ہی منجملہ اُنکے چند ذریعہ زمین سے متعلق ہیں مثلاً وہ فیصدي محصول اور دیگر محاصل جنکا بیان اوپر ہوچکا ہی اور علاوہ اِنکے وہ محصول جو کاشتکاري سے متعلق ہیں اور دوکانوں اور پیشوں اور شہر کے مکانات یا اشیاء مصارف کا محصول اور بازار کا محصول اور بڑي بڑي سڑکوں پر راستوں کا محصول اور سمندر کا محصول اور چند اور اِنمیں سے اکثر راستوں کا محصول خاص کر ظالم اور ایذا رساني کا بڑا ذریعہ ہی اور باوجود بہت سي برائي کے اُس محصول سے بہت تھوڑي خالص آمدني حاصل ہوتي ہی اِن سب محصولوں کو گانوں اور خاص خاص مقاموں کے حاکم تحصیل کیا کرتے ہیں لیکن اُن میں سے چند خاص محصول مثل راستہ کے محصول اور پرمٹ کے محصول کا ٹھیکہداروں کو ٹھیکہ دیدیا جاتا ہی *

انتقال حقیت

یہہ بیان کیا گیا ہی کہ راجہ اپنے حصہ کو جو گانوں میں ہوتا ہی منتقل کرسکتا ہی اور اسي طرح سے راجہ اکثر بڑے بڑے حصہ ضلعوں کے جنمیں بہت سے گانوں اور بہت سي ویران زمین غیر مقبوضہ شامل ہوتي ہی منتقل کرتا ہی لیکن اِن تمام صورتوں میں صرف اپنے ہي حقوق کا اِنتقال کرتا ہی اور گانوں کے زمینداروں اور موروثي کاشتکاروں اور ضلع اور گانوں کے افسروں اور ایسے شخصوں کے حقوق جنہوں نے پہلے راجاؤں سے اُنکو حاصل کیا راجہ کے اِنتقال حقیت سے غیر متبدل اور محفوظ رہتے

میں | یہہ اِنتقال حقیت راجہ کیطرف سے فوج اور ملکی اهلکاروں کی تنخواہ
اور وظیفوں کے ادا کرنے یا معبدوں کے قائم رکھنے اور فقیروں کی پرورش کرنے
یا سرکاری خدمت کے صلہ میں اِنعام و اکرام دینے کیواسطے کیا جاتا هی جو
زمینیں کہ پہلے ان مطلبوں کیواسطے دیجاتی هیں وہ جاگیریں کہلاتی هیں
اِسیطرحپر بعض افسروں کی خدمتوں کا معاوضہ دینے اور بزرگ آدمیوں
کی پرورش کے سرانجام کرنیکا یہہ قاعدہ اسقدر پرانا هی کہ منو کے وقت
میں بهی تها یہہ بات تحقیق نہیں هوئی کہ کب یہہ قاعدہ فوج کے ساتهہ
برتا گیا چونکہ مسلمانوں نے بیجانگر اور جنوبی هندوستانی ریاستوں کو
تہہ و بالا کیا اُس زمانہ میں اُن اضلاع میں فوج کی نسبت اِسی قاعدہ پر
عمل هوتا تها لیکن جس کامل صورت میں یہہ قاعدہ آجکل مرهٹوں میں
پایا جاتا هی غالباً وہ تهوڑے هی دنوں سے جاری هوا هی اِس طرح پر
زمینوں کے منتقل یا مرحمت کرنیکی وجهہ یہہ معلوم هوتی هی کہ خزانہ
عام پر حکم دینے کی جگہہ اُس مقام کے پاس جہاں فوج مقیم هی کسی
ضلع میں کوئی زمین اُسکی پرورش کیواسطے مقرر کرنے میں آسایش هی
اور اِنتقال کا یہہ طریق مخصوص ایسے ملک سے بہت مناسب هوتا هی
جہاں محاصل سرکاری بجاے نقد کے جنس کے ذریعہ سے ادا کیا جاتا
هی *

فوج کی پرورش کے لئے پہلے پہل تو زمینوں کا مقرر هونا خاص
اُن رقموں کے لئے جو فوج کی تنخواہ واجب کی برابر هوتی تهیں
عمل میں آیا لیکن چونکہ وہ مدت تک جاری رها اور اسقدر بڑہ گیا کہ
کل ضلع کا محاصل اُس میں صرف هونے لگا تو کل محاصل کو فوج کے
سردار کے نام پر منتقل کرنے سے اِنتظام کا سہل کرنا مناسب سمجها گیا اور

† اِسی بات سے غفلت کرنے کے سبب زمین کی ملکیت کی نسبت غلطیاں واقع
هوتی هیں هندوستانی زبان میں راجہ کے اِنتقال ملکیت کو گانوں یا قطعہ کا عطا کرنا
بولتے هیں پس اِس سے لوگ یہہ نتیجہ نکالتے هیں کہ اُس بخشش سے تمام گانوں
یا ضلع مفهوم هوتا هی اور اور ملکیتداروں کا حق خارج هوجاتا هی

ایسی ہوشیاری اور احتیاط برتی گئی جس سے سواء تنخواہ فوج کے اور کچھہ زیادہ فوج کا سردار اپنے تصرف میں نہ لاسکے اور اور تحصیلداروں کے معمولی اختیاروں سے زیادہ کوئی اختیار بھی نہ برتے جو قاعدہ کہ مرہٹوں نے رائج کیا اُس سے وہ فریبے جو اس مطلب سے اختیار کیئے گئے بخوبی دریافت ہوتے ہیں *

مرہٹوں کے قاعدہ کی بموجب فوج کی تعداد اور قسم جسکی پرورش ہر سردار کرتا تھا مقرر کیجاتی تھی اور فوج کی تنخواہ کے حصے نہایت درستی سے کرلیئے جاتے تھے اور افسروں کو بہت کچھہ اختیار دیئے جاتے تھے یہانتک کہ بعض اوقات لوگوں کے مقرر کرنے کا بھی اختیار رکھتے تھے اور خود سردار کے ذاتی خرچوں کے واسطے ایک رقم مقرر کیجاتی تھی اور میعاد خدمت اور طریق جمع ہونے وغیرہ کے قاعدہ مقرر کیئے جاتے تھے بعد اُسکے ضلع کا کوئی ایسا حصہ منتخب کیا جاتا تھا جسکی سرکاری آمدنی بعد وضع خرچ تحصیل اور دیگر اخراجات کے اُس قدر روپیہ بہم پہونچا لیکے واسطے جو فوج کو واجب ہوتا تھا کافی ہوتی تھی اور وہ کل ضلع جس سے اس قدر آمدنی حاصل ہو سردار کے حوالہ کردیا جاتا تھا بعد انتقال ضلع کے سردار ایسی ضلع کا حاکم ٹہرتا تھا جس سے محاصل سرکار حاصل ہو اور اور تمام کام جو ایسے عہدہ دار کے ذمہ ہوتے ہیں وہ انجام دیتا تھا *

مگر اس سردار کے ماتحت لوگوں کے حقوق کی حفاظت کے واسطے مداخلت کرنے کا اختیار اور اُس محاصل کا دعوے بھی جو ضلع مقررہ کی اُسقدر آمدنی سے زیادہ حاصل ہو جسقدر کے واسطے وہ ضلع عطا ہوتا تھا گورنمنٹ اپنے ہاتھہ میں رکھتی تھی اور اُن شرطوں کی تعمیل دوبارہ وہ ملکی افسروں کے ذریعہ سے کیجاتی تھی جنکو گورنمنٹ اُس سردار کے تمام کارروائی متعلقہ انتظام فوج و اراضی کی نگرانی کرنے کے واسطے مقرر کیا کرتے تھے *

باوجود اِن تمام دور اندیشیوں کے اِن بخششوں کے معمولی نتیجہ ظاہر ہونے سے باز نہیں رہتے چنانچہ اراضیات شروع ہی سے موروثی ملکیت کی صورت پکڑتی جاتی تھیں اور بمناسبت اُس عرصہ کے جو اول تقرر یا اِنتقال اراضی کے وقت سے گذرتا جاتا تھا گورنمنٹ کی بندش روز بروز کم زور ہوتی جاتی تھی مگر بخشش کی اصلی مقصد کبھی فراموش نہوتے تھے اور اُسکے شرائط پر توجہ رکھنے سے کبھی اِنکار نہوتا تھا *

اِن بخششوں میں سرکاری ضلعوں کا بھی ایک تھوڑا سا حصہ شامل ہوتا تھا اور باقی حصہ کا اِنتظام خاص مقاموں کے افسر خاص راجہ کی ہدایت سے اُس قاعدہ کی بموجب جو منو نے قرار دیا ہی کیا کرتے تھے اراضیات کو فوج میں تقسیم کردینا فوج کی تنخواہ ادا کرنے کا ذریعہ ٹھہرایا گیا تھا کچھہ ملک کی حکومت کرنیکا قاعدہ نہ تھا اِس سے ظاہر ہی کہ اگرچہ ایسے زمیندار موجود تھے جو بعوض لگان کے سرکار کی جنگی خدمتوں میں کام آتے تھے مگر جنگی خدمتوں کے لینے کا کوئی عام قاعدہ یا بندوبست نہ تھا *

اگرچہ اُن ضلعوں میں جنپر سرکار کو قبض و تصرف حاصل تھا اراضی کی تقسیم فوج میں اِسطرحپر کی گئی تھی مگر غیر ملکوں میں جو قبضہ ہوتا تھا وہاں اورطرحی اختیار کیا جاتا تھا چنانچہ حملہ کرنیوالی فوج کبھی کبھی ایک سردار کو اِس کام پر مقرر کرتی تھی کہ ملک کے کسی دور و دراز حصہ کو اپنے قبضہ و تصرف میں لاوے اور اپنی فوج کی پرورش اُس ملک کی آمدنی سے کرے اور اُس سردار کو یہ خیال وہاں پر رہنے کی اُسوقت تک اجازت دیجاتی ہی (یعنی اُس سے کچھہ مطالبہ یا امداد نہیں چاہی جاتی ہی) کہ اُسکا خاندان وہاں جڑ پکڑ جاوے یعنی وہ اپنا تسلط بخوبی کرلے اور فوج میں سے کچھہ لوگ صرف بجاے ایسے عہدہدار سرکاری ہونے کے جو خاص کام پر مقرر کیئے گئے ہوں سرکاری خدمتوں کے کرتے رہنے کی شرط پر کاشتکار سرکاری مقرر ہوجاویں اِس قسم

کی مثالیں هندوستان کے جنوب میں جو هندوستانی راج تھے اُنمیں پائی جاسکتی هیں اور آخر زمانوں میں مرهٹوں میں یہہ قاعدہ نہایت تکمیل کے ساتھہ رائج تھا *

مگر مقبوضہ غیر ملکوں میں بھی سواے سرکار کے غیر شخص کے وسیلہ سے اراضی کا کاشتکاروں کے پاس هونا ایک خاص امر تھا کوئی عام قاعدہ نہ تھا کیونکہ ضلع کا بہت بڑا حصہ خاص راجہ کے انتظام میں رهتا تھا *

لیکن کار روائی کا ایک طریقہ اور بھی باقی هی جو سرکار کی جانب سے عمل میں آتا تھا جسمیں انتقال اراضی کے قاعدہ کا بہت زیادہ برتاو کیا جاتا هی اور اُس سے ایسا انتظام پیدا هوتا هی جسکو بجز ایسے انتظام کے کسی اور نام سے بیان کرنا ممکن نہیں کہ اراضی سرکاری چند سرداروں کو اس شرط پر مرحمت کیجاوے کہ وہ ضرورت کے وقت جنگی خدمت کا کام انجام دیں *

جنگی خدمتیں بجالانے کی شرط پر راجپوتوں میں اراضی کی تقسیم هونے کا بیان

طریق مذکورہ بالا راجپوتوں میں رائج تھا چنانچہ اُن میں جو شخص کسی سلطنت کی بنیاد ڈالتا تھا وہ اپنی سیر کے واسطے زمین رکھہ لینے کے بعد باقی ملک کو اپنے رشتہ‌داروں میں تقسیم کے اُن قاعدوں کے بموجب جو هندوؤں میں مروج تھے تقسیم کردیتا تھا اور هر سردار جسکو زمین دیجاتی تھی راجہ کی جنگی خدمت اور عام اطاعت کرنے کا پابند هوتا تھا لیکن اپنی اراضی میں بیحد اختیار رکھتا تھا اور یہہ سردار بھی اپنی اراضی کو اپنے متعلقین میں اُن هی شرطوں پر تقسیم کرتا تھا غرض کہ اسطرح سے مطیع اور فرمانبردار سرداروں کا ایک سلسلہ قایم هو جاتا تھا اور ملک کی حکومت کا انتظام اور فوج کا مہیا کرنا اُن پر منحصر هوتا تھا (ع) *

جنگی خدمتوں کے حاصل کرنے کا طریقہ اُس طریقہ سے جو یورپ میں رایج تھا مختلف ہی اسلیئے کہ بنیاد اسکی اس اصول پر ہی کہ اراضی مُلک کو ایک خاندان آپسمیں تقسیم کرلیتا ہی اُس اصول پر نہیں ہی کہ بڑے بڑے جنگی سرداروں کی خدمت جو سواے بادشاہی خاندان کے غیر خاندانوں میں سے ہوں حاصل کیجاوے لیکن اس طریقہ کی بنیاد نئے ملکونکی فتح پر ہمیشہ موقوف رہتی ہوگی اور جب کبھی رہی ہوگی تو نسلی تعلق جو راجپوتوں کی قوم کے لوگوں میں موجود ہی اُس سے یہہ بات غالب معلوم ہوتی ہی کہ فتح کرنے والوں میں ملک کی حکومت کا حصہ نسل ہی پر رہتا ہوگا اور جو رشتہدار کہ سردار اعظم یا راجہ کی فتوحات میں شریک ہوتے ہوں وہ اُس فتح سے بڑے بڑے قوم کے سردار ہی ہونگے *

راجپوتوں کی ریاستیں جو اب بھی موجود ہیں اُنکی نسبت راجپوت سردار یہہ جیسی جانتے ہیں کہ اصل میں ان ریاستوں پر قبضہ ہونے میں تمام خاندان شریک ہی چنانچہ یہہ سردار راجہ کو ایک راہ سے تو اپنا شریک جانتے ہیں اور دوسرے راہ سے راجہ سمجھتے ہیں راجپوتوں کا یہہ تعلق باہمی عبارت مفصلہ ذیل سے بخوبی دریافت ہوتا ہی جو اُس شکایت میں مندرج تھی کہ بعض مارواڑی سرداروں نے اپنے راجہ کی کی ہی چنانچہ وہ اُسمیں لکھتے ہیں کہ جب ہماری خدمتیں مقبول ہوتی ہیں تو وہ ہمارا راجہ ہی اور جب نہیں ہوتیں تو اُسکے بھائی برادر اور ملک کے دعویدار ہیں † *

ملک کی تقسیم کا قاعدہ بعد فتح کرنے ملک کے یوں عمل میں آتا تھا ہر ایک راجہ پر جبکہ وہ بجاے اپنے باپ کے راج کرنا شروع کرتا تھا اپنے باپ کے کنبہ کے صغیر سنوں کو کوئی جاگیر دینی لازم تھی اور جب کبھی ان دعویداروں میں سے کسیکو کافی مال و متاع نہ پہونچتا تھا تو

† کرنل ٹاڈ صاحب کی کتاب راجستان صفحہ ۱۱۹

وہ راجہ جنگی مہموں کی طیاری کرکے روانہ کرنے اور اور ملکونمیں نئی سلطنتوں کی بنا ڈالنے میں اُنکی مدد کرتا تھا (قف) *

راجہ کے خاندان میں جو جاگیریں تقسیم ہونیکا طریق رایج ہوا اُس طریقہ کی وسعت رفتہ رفتہ غیر لوگوں تک ہوگئی یعنی غیروں کو بھی جاگیریں ملنے لگیں چنانچہ بہت سی جاگیریں اب بالکل مختلف قوموںکی راجپوتوں کے قبضہ میں ہیں † اور معلوم ہوتا ہی کہ پچھلے زمانوں میں اول درجہ کی جاگیر ایک مسلمان ‡ کو بھی ملی *

سنہ ۷۱۱ ع میں جبکہ مسلمانوں نے ملک سندہ پر پہلی پہل یورش کی اور وہاں کے حالات قلمبند کیئے اُنسے غالب یہہ معلوم ہوتا ہی کہ اُس زمانہ میں عماید کو بشرط جان نثاری جاگیریں دینے کا طریقہ جو زمانہ حال کے راجپوتوں میں باقی ہی کثرت سے مروج تھا § *

عطا ہونا جاگیروں کا غیر جنگی خدمتوں کی عوض میں

غیر جنگی خدمتوں کے عوض میں علاوہ خاص خاص مقاموں کے افسروں کے جنکا بیان ہوچکا جاگیریں وزیروں اور ملکی انتظام کے بڑے بڑے افسروں اور محلسرا کے بندوبست کرنے والوں اور قدیم مصاحبوں کو عطا کیجاتی ہیں *

عطا ہونا زمینوں کا بلا عوض خدمتوں کے

علاوہ مذکورہ بالا جاگیریں عطا ہونے کے معبدوں اور درویشوں اور کامل ہنر و فن رکھنے والے نوکروں اور معشوقوں کو بھی معافی کی زمینیں مرحمت ہوتی تہیں اگرچہ یہہ معافیاں کثرت سے دیجاتی تہیں مگر عموماً نہایت خفیف ہوتی تہیں چنانچہ کبھی صرف ایک گانوں اور

---

† کرنل ٹاڈ صاحب کی کتاب جلد پہلی صفحہ ۱۰۵

‡ سنہ ۱۷۷۰ ع میں یہہ جاگیر ملی کرنل ٹاڈ صاحب کی کتاب راجستان جلد ایک صفحہ ۲۰۰

§ اسکی تفصیل اسی تاریخ کے پانچویں حصہ کے پہلے باب میں بیان ہوگی *

کبھي چھوٹي چھوٹي کبہت ھوتے تھے لیکن بعض موقع پر خصوص مذھبي معامله میں یہه زمین بہت بڑے خطه بھي ھوتے ھیں ھمیشه مذھبي- وقف ھمیشه کے واسطے دیئے جاتے ھیں اور بہت کم پھر اُنمیں دست اندازي کیجاتي ھی اور لوگوں کو بھي جو معافي دیجاتي ھی اُسمیں سے اکثر معافي علی‌الدوام ھوتي ھی اور اُن کي اور تمام جایدادوں میں وہ نہایت محفوظ اور عمدہ سمجھي جاتي ھی لیکن اس فیاضي کي کثرت اور معافي کے اکثر جعلي فرمانوں کے بیچ سے بعض وقت راجه اپنے بزرگوں کے عطا کي ھوئي معافي کے چھین لینے پر راغب ھوتا ھی اور اکثر اُوپر ایک سخت نذرانه تو ضرور ھي مقرر کردیتا ھی بلکه اُس حالت میں جبکه وہ معافي کسي شخص کے پاس بذریعه بیع اور ھبه کے یا بطور ورثه کے پہونچي ھو تو اُسپر نذرانه ناواجب نہیں سمجھا جاتا لیکن بالکل ضبط کرلینا یا ھمیشه کے واسطے اُسپر ایک معین جمع باندھنا ظلم سمجھا جاتا ھی معلوم ایسا ھوتا ھی که یہه نذرانه لگانے یا ضبط کرنے کا طریقه مدتوں سے چلا آتا ھی کیونکه ھم اکثر قدیم کتبوں میں دیکھتے ھیں که معافي دینے والے کي اولاد کو اُسکے چھین لینے سے بد دعاؤں سے ڈرایا ھوتا ھی *

خراج گذار اور اور متعلق ضلعوں کا بیان

یہه بات غالب ھی که تمام وقتوں میں پہاڑي اور جنگلي قوموں کے بعض سردار ایسے ھوئے ھیں جو ھندوؤں کے فرمان بردار نہیں ھوئے کیونکه مغلوں اور انگریزوں کي زیادہ قوي حکومتیں بھي اُنکو ھمیشه مطیع نه رکھه سکیں بیشک ایسے سردار بھي تھے جو راجه کو مانتے تھے اور کسیقدر براے نام خراج بھي دیتے تھے اور کبھي کبھي فوج سے مدد بھي کرتے یا عام اعانت کرتے تھے مگر اپنے ملک کا بالکل انتظام اپنے ھي اختیار میں رکھتے تھے غرض که حسب اقتضاے وقت اور موقع کے بادشاہ کي اطاعت کرتے تھے *

ان ادهورے مطیع سرداروں کي تعداد اس صورتمیں بڑهتي چلي گئي که هندوؤں کي مختلف سلطنتوں کے مفتوح هونے پر اُنکے بعضے ضلعوں کے حاکم یا سردار فتحیابوں کا مقابله کرسکے اور مختلف درجوں کي خود مختاري قایم رکهه سکے اسي قسم کے اور لوگ اور انسے بهي زیاده اُن لوگوں نے جو اپنے حسن خدمت سے ازراه ذکاوت و چالاکي همیشه حاکم وقت کو رضامند رکهتے تهے اپنے مقاموں کو اپنے قبضه میں رکها اُن لوگوں کو جب تک که وه اپنے ضلعوں کا انتظام حسب دلخواه کرتے رهتے اور محاصل سرکاري ادا کرتے تهے بلا کسیطرح کي خود مختاري کا شبهه بهي کرنے کے موروثي ذیحق سمجها جاتا تها *

اصل میں زمیندار کون هیں

ان هي تین قسم کے لوگوں سے مده اُنکے جنہوں نے مسلمانوں کے عہد میں رونق اور ترقي پکڑي هی وه بڑا گروه بنا هی جسکو انگریز زمینداروں کي تحقیقات میں زمیندار کے † نام سے پکارتے هیں اور اُنکے حقوق پر بڑي سرگرمي اور پریشاني کے ساتهه گفتگو هوئي هی جنکا پهر مناسب موقعوں پر ذکر هوگا *

---

† زمیندار لفظ فارسي کا هی جسکے معنے زمین رکهنے والے کے هیں لیکن اس لفظ سے خواه مخواه ملکیت زمین کي نهیں پائي جاتي هی لفظ دار امر داشتن کا هی جو هر ایک اسم کے ساتهه ملکر اسم فاعل سماعي بن جاتا هی جس سے اعلی قسم کے اسم سے لیکر ادنی سے ادنی قسم کے اسم کے ساتهه ملانے سے ایک هي طرح کے معنے حاصل هوتے هیں جیسے قلعهدار اور چوبدار ابدار نوبدار سٹرلنگ صاحب ایشیاٹک سوسئیٹي کي تحقیقاتوں کے جلد ۱۵ صفحه ۲۳۹ میں لکهتے هیں که اورنگ زیب عالمگیر کے عهد تک یهه لفظ زمیندار کا ایسے سرداروں سے منسوب هوتا تها جو کسي قدر ذي اختیار هوتے تهے اور اب زمانه حال میں اُنپر محدود نهیں رها کیونکه دکهن میں ضلع کے افسروں کو عموماً زمیندار کهتے هیں اور خاص هندوستان میں گاؤں کي زمینوں پر دخل رکهنے والوں کو زمیندار کهتے هیں

جنگ و جدال کا بیان

لڑائي کا فن بہت بدل گيا هی پہلے جبکہ غزنوں سے مسلمانوں نے
حملے کیئے ہیں اُسوقت میں ہندو لشکر کشي کے برسوں کے سامانوں کي
مسلسل تدبيريں سوچنے کے قابل نہ تھے کچھہ ہفتہ دو ہفتہ کي لڑائي کي
تدبيريں نہيں کرتے تھے بعدہ توپ کے رواج سے ايک اور بڑي تبديلي ہوگئي
اور با قاعدہ پلٹنوں کے قائم ہونے سے ميدان جنگ کي صورت بالکل ہي
بدل گئي يورپ کي اس ترقي سے قطع نظر کرکے ديکھو تو اُنکے کوچ و مقام
اور لڑائي کا انتظام اُس سے بہت بہتر ہےٗ جو منو نے بيان کيا هی ليکن
لڑائي کا موقع پسند کرنے اور سبک فوج کے لڑانے اور اپني رسد کے سامان کو
بچانے اور دشمن کي رسد بند کرنے ميں ايسا ہنرٗ ظاہر کرتے ہيں جسکا
منو کي طول طويل ہدايتوں ميں نشان بھي نہيں هی *
لڑائي کے پرانے قانونوں ميں جو رحم اور جوانمردي کے برتاؤ کا کچھ
جا بجا پايا جاتا هی اُسکا استعمال لڑائي ميں آج کل نہيں ہوتا ليکن
بہ نسبت اور ايشيا کے ملکوں کے ہندوستان ميں اب بھي لڑائي ميں
زيادہ انسانيت برتي جاتي هی اور بہ نسبت مسلمانوں کے ہندو زيادہ
نرمي برتتے ہيں *

بہ نسبت زمانہ سابق کے اب جو وہ مدت تک لشکر کشي ميں
رہتے ہيں اس سبب سے اُنکي زندگي کے جنگي کاروبار بہ نسبت سابق اُکے
زيادہ ہموار ہيں خصوصاً بعضے مرہٹے سردار ميدان ميں زندگي بسر کرتے
رہے بجز کنبہ کے کوئي دارالسلطنت اُنکو نصيب نہوتي اس سبب سے
لوگوں کا گروہ جو اُنکے ساتھہ جمع ہو جاتا هی سپاہيوں سے کچھہ مناسبت
نہيں رکھتا جبکہ يہہ سب مجتمع اُٹھا چلتا هی تو ايک بڑا پريشان انبوہ
معلوم ہوتا هی جو طول ميں بارہ بارہ ميل اور عرض ميں دو دو ميل
پھيل جاتا هی اور وہ لوگ ايسے علاوہ ہوتے ہيں جو اوس ملک کے ارادہ سے
آ کے ساتھہ الگ لگے ہيں *

بهیر کا گروه بعض مقاموں میں گهنا اور بعض مقاموں میں چهدرا هوتا هی اُس میں هاتهي گهوڑے پالکیاں عورتیں بچے اونٹ پیادے گاڑیاں چهکڑے لدے هوے بیل مزدور اور مویشي اور گدهے اور بکریاں بهیڑوں کے ریوڑ یهه سب بهیڑ بهکاد نهایت پریشاني اور بد انتظامي سے گڈ مڈ هوتے هیں اور سب پر ایک بڑا بلند آسمان گرد و غبار کا چهایا هوتا هی جو کوسوں سے معلوم هوتا هی *

جس لشکر میں باقاعده پیادونکي پلٹنیں هوتي هیں وه سب ملکر کوچ کرتي هیں یا ایک ایک پلٹن کوچ کرتي هی اور توپوں کي ایک لمبي قطار بن جاتي هی جس سے سڑکوں کي خرابي یا گاڑیوں کے ٹوٹ جانے سے هرج هوتا هی اور باقي فوج اسباب کے ساتهه تتر بتر چلتي هی اور جن اونچي اونچي هاتهیوں پر بڑے بڑے نشان اور نقارے هوتے هیں اُنکے پیچهے بجاے چار پانچ هزار سواروں اور سپاهیوں کے چلنے کے صرف پانچ سے لیکر پچاس تک رهتے هیں باقي سوار متفرق اور چهوٹي چهوٹي ٹکڑیوں میں ایدهر اودهر چلتے هیں اور هر ایک سوار اپنا نیزه اپنے کندهے پر اسطرح رکهے هوے هوتا هی جس سے اُسکے پیچهے آنے والے کو بڑا خطره رهتا هی خصوصاً جبکه وه نیزه بردار اوروں سے هنسي چوهل کرتا هوا چلتا هی *

یهه سب انبوه ایسا تین تیره هوکر چلتا هی که اگر کوئي سوار اُسکے اول سرے سے انتها تک بجز چند ایسے تنگ مقاموں کے جهاں سب کے سب کشمکش کا صدمه سهتے هیں گهوڑا دوڑاکر جاے تو برابر راسته ملتا چلا جاے *

اِس لشکر کا اگلا سرا کبهي کبهي کچهه دیر تک کسي مقام پر اُس صورت میں قیام کرتا هی جبکه لشکر کا سردار اُس مقام کے مالک سے اِس باب میں خط و کتابت کرتا هی که اگر تمهاري زمین پر کوچ ڈالا جاوے تو کسقدر روپیه نذر کروگے اور اِسیطرح سے لشکر کا پچهلا سرا بهي جبتک ارکسا حقه پاني پینے کو رکتے هیں تهوڑا جاتا هی *

کبھی کبھی اگر کوئی ہرن یا جنگلی سور لشکر کی کسی صف کے روبرو آتا ہی یا جاتا ہی تو ایک عجب غل اور شور مچ جاتا ہی کوئی لاٹھی مارتا ہی کوئی گولی لگاتا ہی سوار گھوڑے جھپٹاتے ہیں اور برچھا لگاتے ہیں اپنے یا کسی دوسرے کے ہاتھ پاؤں ٹوٹنے یا جان جوکھوں کا کچھہ اندیشہ نہیں کرتے *

باوجود اِس تمام پریشانی اور بے ترتیبی کے ہندوستانی فوج بسبب اپنی ہوشیاری اور مستعدی اور بہت سی سبک ہونے فوج کے کبھی سفر میں دشمن کا چھاپہ نہیں کھاتی *

انگریزوں نے جسقدر لڑائیاں لڑی ہیں اُنمیں ایک مثال بھی ایسی نہیں ملیگی کہ کسی ہندوستانی فوج کا اسباب اُسکی غفلت کے سبب سے بجز متواتر سخت کوچ کرنیکی ماندگی سے مغلوب ہوجانے کے چھین یا کاٹ لیا ہو ان بڑے بڑے بوجھل گروہوں نے اپنی چالاکی اور اپنی جنبش و حرکت کے پوشیدہ رکھنے سے بہت بڑے فائدے حاصل کئے ہیں چنانچہ سلطان حیدر اور سلطان ٹیپو اور مرہٹوں نے انگریزی فوج کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں پر ایسی حالت میں کہ اُنکے بہت دور ہونے کا اطمینان رہا ہی حملہ کرکے اکثر مغلوب کیا ہی اور اکثر ایسی حالتوں میں جبکہ انگریزی جنرل اِس خیال میں ہوا ہی کہ میں اُنکو اُنکے ملک کی طرف بھگا رہا ہوں نہایت سخت گھاٹیوں اور دشوار گذار رستوں سے نکلکر اُنہوں نے اُس جنرل کی پشت پر ملک کو لوٹ لیا ہی *

فرودگاہ پر پہونچنے کے بعد اِس منتشر انبوہ کا ایسا اچھا انتظام اور بندوبست ہوجاتا ہی جسکی اُس پریشانی اور ابتری سے کسیطرح توقع نہیں ہوتی ہی چنانچہ بڑے بڑے نشان گاڑ دیئے جاتے ہیں جنسے ہر سردار اور افسر کا مقام قیام معلوم ہوتا ہی اور ہر شخص اپنے اپنے گروہ اور صف کو پہنچان لیتا ہی *

جب کمپو ٹھیرتا ہی تو اُسمیں کچھہ انتظام اور کچھہ بے انتظامی دونوں ہوتی ہیں بازار لگتے ہیں اور [illegible] ہیں

اور قواعد دان لوگ تو صف باندھ کر ٹھہرتے ہیں اور جو قواعد نہیں جانتے وہ تتر بتر ٹھہر جاتے ہیں خیمے اکثر سفید ہوتے ہیں مگر اُن میں سرخ اور نیلی دھاریاں ہوتی ہیں اور بعضے بالکل سرخ یا سیاہ بھی ہوتے ہیں *

غریبوں کے پاس صرف کالی نیلی راوٹیاں ہوتی ہیں اور بعض وقت کمبل ہی تین نیزوں پر تان لیتے ہیں اگرچہ صاحب نیزہ سپاہی بہت کم ایسے رکھتے ہیں سرداروں کے خیمے ایسے ہوتے ہیں جنمیں کئی کئی درجے روغن‌دار ٹاٹ کے پردے پڑے ہوئے سے بن جاتے ہیں بعضے خیمے کچہری کے اونچے اور وسیع ہوتے ہیں اور بعضے نیچے اور متوسط بعضوں میں اکہری اور بعض میں دوہری توری قناطیں ہوتی ہیں جنسے آڑ پردہ ہوتا ہی اور خاک دھول سے حفاظت ہوتی ہی *

اِن سب خیموں کے آپسمیں ایک سے دوسرے تک سائبان‌دار راستہ قناطوں سے گھرا ہوا ہوتا ہی اور اُن خیمونمیں ہر قسم کے ساز و سامان جو امیروں کے محلوں میں ہونے چاہیئیں مہیا ہوتے ہیں البتہ مرہٹوں کا دربار بہ نسبت شہروں کے کنوؤں میں بڑی خوبی کے ساتھہ ہوتا ہی مگر باوجود اِس شان و شوکت کے وہ اپنی عادت کے موافق کسی شی کی تکمیل پر توجہہ اور التفات نہیں کرتے چنانچہ یہہ ٹاٹ کے محل ایسے بری طرحسے ایستادہ کیئے جاتے ہیں کہ بعض موسموں کی آندھی اور مینہہ کی برداشت کرنیکے قابل نہیں ہوتے دریافت ہوا ہی کہ ایک مرتبہ سیندھیا کے تمام خاص خیمے آدھی رات کے وقت آندھی اور مینہہ کی شدت سے گر گئے اور آنکی رانیوں وغیرہ نے کسی سپاہی کی راوٹی میں جو اُس مصیبت میں قائم رہی تھی رات بھر مصیبت بھگتی آجکے بڑاؤ پر دوسرے دن کے کوچ و مقام کا حال فقیر یا گسائیں تمام کنبوں میں پکارتے پھرتے ہیں اور اِن سب باتوں سے سب کو مطلع کرتے ہیں کہ فلاں وقت اور فلاں سمت اور فلاں مقام کو کوچ ہوگا اور کوچ ہوجانے پر یہہ فقیر سب سے پہلے اُس مقام پر پہونچ کر بھیک مانگنے کو کھڑے ہوجاتے ہیں جہاں

سپاهي مبارک نشانوں کو دیکھکر منزل های گزیدگیٔ سے مغروش هوتے اور بخشش کرتے هیں *

لشکروں کي پرورش یعنے اُن کے کہانے خوراک کا سامان بڑے بڑے بنجارے کرتے هیں جو ایک ایسي قوم هی که غله وغیره دور دور سے خرید کرکے بیلوں پر لاد کر لاتي هی اور تهوڑے سے بیوپاریوں کے علاوه بیچ ڈالتي هی *

تهوڑي پونجي والے بیوپاري اُس مقام کے پاس پڑوس کے دیہات میں سے جہاں کنبو پڑا هی خرید لاتے هیں اور لشکر میں بیچتے هیں اس قسم کے کار و بار میں حاکم بہت کم دستاندازي کرتے هیں اور هندوستاني فوج کي رسد رساني کا انتظام بخوبي هوتا رهتا هی *

کنبو کے آس پاس کے دیہات کے گردا گرد اگر محافظ پورے دام نلیئے جاویں تو وه لٹ جاتے هیں اور اُنکے باشندے جو کچهه اُنسے چل سکتا هی اپنا مال متاع لیکر بهاگتے هیں باقي لوٹ لیا جاتا هی اور اُنکے گهروں کے کیواڑ اور چوکهٹیں اور کڑیاں اوتار کر ایندهن کي جگهه جلائي جاتي هیں اگر کچهه بڑي بستي هوتي هی تو خزانه کي تلاش میں کهدائي بهي کیجاتي هی اور چهوٹے گاؤں میں بهي لوگ زمین کو ٹهوک پیٹ کر دیکهتے هیں که کہیں غله کا کوئي کهته خانه لگ جاوے یا اُسی لوهے کي نوکدار چهڑیاں جیسے آجکل بندوبست کے سروے کام میں لاتے هیں زمین میں گاڑتے اور اُسکو نکال کر سونگهتے هیں که آیا غله میں گڈری هی یا نہیں ایسي هي باتوں سے ملک بہت جلد ویران هوتا هی اور جن ضلعوں میں فوج گذرتي هی اُنمیں کے دیہات بالکل برباد اور مسمار اور خاک سیاه هو جاتے هیں اور مختلف زمانوں کے کهنڈروں سے جو میدانوں میں منتشر پائي جاتي هیں ظاهر هوتا هی که بہت سے ایسے قصبے بعضي کسي زمانه میں کهیتي هوتي تهي جنگل هوگئے هیں بڑے بڑے شہروں میں ضلع کے بهاگے هوئے لوگ آکر بهر جاتے هیں اور اُن شہروں کے گرد نواح کي کهیتي

بہت سر سبز اور شاداب اسوجہہ سے ہوتی ہی کہ اہل شہر گذرنے والی فوج کے افسروں سے عہد و پیمان کر لیتے ہیں *

ہندوؤں کی لڑائی کا نہایت بڑا جز جو بیان کرنے کے قابل ہی وہ توپ † کی لڑائی ہی اس فن میں ہندو انگریزوں سے بہت زیادہ سبقت رکھتے ہیں اُن تمام لڑائیوں میں جو انگریزوں اور ہندوؤں میں ہوئیں بہت سا نقصان انگریزوں کو اُنہوں نے پہونچایا ہی علاوہ فوکس جیوکس کی لڑائی کے جو اُنکو زیادہ تر پسند ہی نہایت مشہور طریقہ اُنکی لڑائی کا سواروںکا عام حملہ کرنا ہی جس سے لڑائی کا بہت جلد خاتمہ ہو جاتا ہی *

---

† توپ کے ایجاد میں بہت اختلاف ہی اِسکا حال کسی فارسی ہندی کی قدیم تاریخ میں پایا نہیں جاتا بادشاہان غوری اور غزنین نے جب ہندوستان فتح کیا ہی اُنکی لڑائیوں میں بھی توپ کا پتا نتھا یہاں تک کہ مغلوں کے ابتداے عہد سلطنت میں بھی اِسکا رواج نہیں تھا اہل یورپ بھی اِسکے ایجاد میں اختلاف رکھتے ہیں لینی صاحب کا قول ہی کہ یہہ جی اُن کی ایجاد ہی انگلستان کے ملک میں اِسکا رواج سنہ ۱۵۳۵ ع میں ہوا اور پھر صاحب موصوف اپنے اِس قول کو ضعیف ٹھہرا کر لکھتے ہیں کہ شہر کرسسی کے محاربہ میں چار پانچ توپیں انگریزی لشکر میں تھیں اہل فرانس نے اُسی لڑائی میں پہلے پہل توپ کی آواز سنی تھی اور مسٹر مزیریے صاحب نے لکھا ہی کہ بادشاہ اڈورڈ نے پانچ چار ضرب توپ سے فرانس کی فوج میں تہلکہ ڈالدیا تھا کیونکہ اہل فرانس اِس سے ناواقف تھے محققوں کی راے یہہ ہی کہ اُس زمانہ میں اہل فرانس بھی واقف تھے لیکن بسبب بھاری ہونے کے ہمراہ نہیں لائے تھے اور اہل جرمن کی راے یہہ ہی کہ توپ کی ایجاد بہت مدتوں پہلے اِس سے ہوئی ہی جسکا ذکر ہوا ایلبرٹس اعظم نے سنہ ۱۲۵۰ ع میں توپ ایجاد کی مسٹر ڈوشس صاحب سب سے علیحدہ ہوکر یہہ بیان کرتے ہیں کہ سترہ سو برس ہوئے کہ چین میں توپ ایجاد ہوئی ہی شاہ کیٹی نے سنہ ۵۵ ع میں اسکو ایجاد کیا ہی الحاصل توپ کی ایجاد کبھی ہوئی ہو مگر بھاری ہونے کے سبب سے فوج کے ہمراہ نہوتی تھی اور لوگ اُس سے لڑنا نہیں جانتے تھے اگرچہ ہمایوں اور اکبر کے وقت میں رواج اسکا ہوا لیکن اُسقدر نہیں ہوا جسقدر کہ دانایان یورپ نے اُسکو درجہ غایت پر پہونچایا ہی کہ سواے توپ کے کسی اور ہتیار کی لڑائی نہیں رہی پس ہم یقین کرتے ہیں کہ جب سلاطین مغلیہ نے ہندوستان میں توپ کا رواج دیا جب ہی سے ہندوؤں کے ہاں بھی توپ کا استعمال شروع ہوا مترجم

کوئي شی اس حمله سے زیادہ شاندار نہیں هوسکتي سواروں کے سیلاب کے آهسته آهسته بهي امنڈ کر آنے کا ایک ایسا اثر دلونپر هوتا هی جو اور کسیطرح اُس قدر نہیں هوسکتا اور جبکه وه تیزي سے دوڑکر آتے هیں تو زمین کي دهمک اور هتیاروں کي چمک دمک اور بهالوں کي گردش اور هوا میں اُنکے پهریروں کا اوڑنا اور ایک جم غفیر کا سرعت کے ساتهه قریب آنا ایسي شان و شوکت اور دبدبه کا اثر پیدا کرتا هی جس سے زیادہ خیال میں نہیں آسکتا *

حمله کرنے کا طریقه یهه هی که وه یکبارگي مخالف کي فوج کے قلب اور بازوؤں پر ٹوٹ کر گرتے هیں اور جسطرح سے وه اس کام کو انجام دیتے هیں اُس سے اُنکے مخالف اهل یورپ بهي بعض اوقات حیران و ششدر رهے هیں في الحقیقت ایک قواعد نجاں نے والي فوج میں اس کمال کا هونا حیرت کي بات هی تمام فوج بگٹٹ گهوڑے دوڑاے هوئے دشمن کے لشکر پر سامنے سے آتي هی اور حمله کرتے وقت کچهه لوگ منتخب هو جاتے هیں که وه آتے آتے جب قریب آجاتے هیں تو بیچ میں سے مڑکر یکایک سپاه دشمن کے بازو پر اُس سے پہلے که اُسکے دلمیں اُنکے آجانے کا خیال آوے برچها هلاتے آجاتے هیں اگرچه یهه حملے بڑے شاندار هوتے هیں مگر با قاعده فوج پر جب تک که وه منتشر اور بکهري هوئي نهو یا توپ کي آتش باري سے چهدري اور تهوڑي نره گئي هو اُنکا کچهه اثر نہیں هوسکتا جیسا که هم پہلے بیان کرچکے هیں سواروں کي پرورش لگان کا سرکاري حصه ملک کے خاص حصوں میں مقرر کردینے سے هوتي هی اور اکثر سواروں کي پرورش سرکاري خزانه میں سے نقد روپیهملنے سے هوتي هی کبهي فوج کے اعلی افسر کو علاوه اُسکي ذاتي تنخواه اور اُسکے ماتحت سرداروں کے تمام سواروں کي تنخواه خزانه سے ملجاتي هی اور وه تقسیم کرتا هی یا هر ایک سوار کو فرداً فرداً خزانه سے بلا واسطے ملجاتي هی یهه سوار جنکو خزانه سے بلا واسطه تنخواه

ملتی ہی بہت اچھی شایستہ اور چست و چالاک ہوتے ہیں اور
اُنکو معمول سے زیادہ ترقی تنخواہ کی توقع ہوتی ہی بعض گروہ اِن
سواروں کے ایسے ہوتے ہیں جنکی سواری میں سرکاری گھوڑے ہوتے ہیں
اگرچہ یہہ لوگ درجہ کم رکھتے ہیں مگر سرکار کے بڑے فرمانبردار اور
کارگذار ہوتے ہیں *

آج کل پیادوں کی بہت اچھی فوج وہ ہوتی ہی جسمیں ایسے
غریب آدمی گنگا اور جمنا کے ضلعوں میں کے ہوتے ہیں جو صرف زر کے ہی
طالب ہیں اور اسیطرح سے وہ فوج جسمیں سندھ اور عرب کے لوگ ہوتے ہیں
جنمیں سے خاص کر عرب اکثر ایشیا کی اور قوموں میں دلاوری و شجاعت
اور وفاداری میں بہتر ہوتے ہیں *

جس خاص طریق سے ہندوستانی محاصرہ کرتے ہیں اُسمیں منو کے
وقت سے ابتک کسی قسم کی ترقی نہیں ہوئی لوگ چھاتی کے بل زمین سے
چمٹ کر سمٹتے سمٹتے قلعہ کی فصیل تک جاتے ہیں اور زمین کھود کر اِس
ارادہ سے لیٹ رہتے ہیں کہ قلعہ داروں میں سے جو ہاتھہ آئے گرفتار کرلائیں
اور دمدمہ باندھ کر توپخانہ کو بتدریج اونچا کرتے ہیں اور وقتاً فوقتاً اُس سے
ایسا گولہ لگاتے ہیں جس سے قلعہ کی فصیل کو کچھہ ضرر نہیں پہونچتا
بالکل چاروں طرف سے گھیر نے یا شبخون مارنے یا محصوروں کے ناکام
حملہ کرنے سے بہ نسبت باقاعدہ حملہ کرنے کے محاصرہ کا نتیجہ
حاصل ہوتا ہی *

ذکر تدبیر مملکت

زمانہ حال میں جو طریقہ حکومت اور تدبیر سلطنت کا ہی اُسکا
بیان بہت سی مختلف صورتوں میں آیندہ کیا جائیگا اس مقام پر اُسکے
لکھنے کی کچھہ ضرورت نہیں *

تیسرا باب

اُن تبدیلیوں کا بیان جو قانونوں میں ہوئی تھیں

تحریری قانون کی تبدیلیاں

ہندوؤں کے قوانین کی بنیاد اب بھی منو کا مجموعہ ہی اُس کی مقدم باتیں آجتک غیر متبدل چلی آئی ہیں *

باوجود اُن مقدم باتوں کے غیر متبدل رہنے کے الہامی لکھنے والوں کی مختلف کتابوں اور کم سند والے لوگوں کی بہت سی تفسیروں اور اُن زیادتیوں کے سبب سے جو ایک عرصہ دراز کے گذرنے پر ہونی لازم ہوتی ہیں قانون تحریری میں بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں اور بہت سے فرقہ قانونی قایم ہوگئے ہیں اور اُنکی مختلف رایوں کی پیروی ہندوستان کے مختلف حصوں میں جابجا ہوتی ہے یعنی ہر فرقہ کی راے ہر جگہہ تسلیم نہیں کی جاتی بلکہ کہیں تسلیم کیجاتی ہی اور کہیں نہیں *

ان تمام فرقوں میں منو کی کتاب بجاے متن کے ہی لیکن عمدہ عمدہ مفسروں نے جیسی کچھہ اس کتاب کی تفسیر اور تغیر و تبدیل کی ہی اُسکی بموجب تسلیم کیجاتی ہی یہی سبب ہی کہ بہت سی کتابیں قانونی مرتب ہوگئی ہیں اور ان کتابوں کے خلاصے بھی کئی گئی ہیں اور ہر خلاصہ اس وجہہ سے مستند سمجھا جاتا ہی کہ اُسکا مولف کسی نہ کسی فرقہ قانونی سے متعلق ہوتا ہی *

بنگال میں بنگال کا قانونی فرقہ علحدہ ہی اور اگرچہ ہندوستان کے اور حصوں کے فریق اس فرقہ کی عام رایوں سے اتفاق کرتے ہیں لیکن پھر بھی وہ چار علحدہ فرقہ ہیں ایک فرقہ متہیلا یعنی شمال و بہار کا فرقہ دوسرا بنارس تیسرا مہاراشترا یعنی مرہٹوں کے ملک کا فرقہ چوتھا دراودا یعنی دکن کا فرقہ *

اعلی اور ادنی ذات کے لوگوں میں شادیوں کے ناجایز کرنے میں یہہ سب فرقہ اتفاق رکھتے هیں اور متوفی بهائیوں کے واسطے اولاد پیدا کرنے کے طریقے اور اُن تمام قسموں کي بیٹوں کے پیدا کرنے کی رواج کو جسکا تذکرہ منو کے مجموعہ میں هی یہہ سب فرقے جایز نہیں رکھتے صرف حقیقي اور متبنی بیٹے کو روا رکھتے هیں لیکن اکثر فرقے ایسی قسم کا متبنی بیٹا بهي روا رکھتے هیں جسکا کچھہ ذکر منو کے مجموعہ میں نہیں هی اور یہہ وہ بیٹا هی جسکو بیوہ عورت اپنے متوفی خاوند کیطرف سے بوجہہ اصلي یا فرضي هدایتوں کے جو اُسکا خاوند ایام حیات میں کرگیا هو متبنی کرتي هی اور بعضی فریق بیوہ عورت کو متبنی کرنے کا اختیار بلا لحاظ اُسکے متوفی خاوند کے هدایتوں کے دیتے هیں *

بخلاف منو کے تمام فرقے یہہ بات بهي قرار دیتے هیں کہ تمام بیٹوں پر ورثہ بحصہ مساوے تقسیم هو اور اکثر فرقے کسي کو بلا رضامندي اپنے بیٹوں اور بغیر اسباب کے کہ وہ هر ایک بیٹی کي پرورش کا سامان درست کردے اپني جائداد موروثي کے منتقل کرنے کي اجازت نہیں دیتے بلکہ سب فرقے جائز نہیں رکھتے کہ جایداد موروثي کي تقسیم تقسیم کنندہ کي مرضي یا اختیار مطلق سے هو حتی کہ اپني پیدا کي هوئي جایداد کي تقسیم کرنے کي بهي ممانعت کرتے هیں دروڈا فرقہ بیٹوں کو اپنے باپ کي تمام جایداد کي نسبت بیع و رهن وغیرہ کے وهي اختیار دیتا هی جو باپ کو حاصل هیں صرف اسقدر اختیار باپ کا اُسکے حین حیات بیٹوں سے زیادہ رکھا هی کہ وہ اُس سے حظ زندگي کا جس طرح چاهی حاصل کرے † یعني انتظام آمدني و خرچ اُسکے اختیار سے هووے *

سواے بنگالہ کے اور تمام فرقے اب بهي بعض صورتوں میں مورث کو وصیت نامہ لکھنے کا اختیار نہیں دیتے *

---

† ایلس صاحب کا قول مدراس کي لٹریري سوسئیٹي کے حالات کي کتاب صفحہ ۱۴

بہ نسبت منو کے زمانہ کے آجکل جو قانون رائج ہی وہ تمام معاملوں میں بہت منصل ہی چنانچہ زمین کی اکثر کئی قسمیں بیان کی گئی ہیں اور زمیندار اور کاشتکار کے درمیان میں جو تعلقات ہیں اُنمیں سے بعضے تعلق قرار دیئے گئے ہوں *

مختار یا وکیل کرنے کی اجازت دی گئی ہی اور عذر داری کے قواعد قائم کیئے گئے ہیں جنکی سر ولیم جونز صاحب نے بہت تعریف کی ہی † *

پنچایت کے مختلف طریقے ٹہرائے گئے ہیں ہرچند پرانے قوانین کی بہت سی بیڈھنگی جاہلانہ باتیں اب بھی موجود ہیں لیکن قانون رائج الوقت میں زمانہ حال کی صاف علامتیں پائی جاتی ہیں کیونکہ منو کے مجموعہ کے قدیم زمانہ کی نسبت مقدموں کے دائر اور تجویز کرنے کے طریقوں میں زیادہ تر تجربہ اور لوگوں کے باہمی کارو بار اور معاشرت کی زیادہ پیچیدہ حالت پائی جاتی ہی *

لیکن اور ترقیاں جو قانون تحریری میں واقع ہوئی ہیں وہ اصلی متن کی خوبی اور عمدگی سے کچھہ مناسبت نہیں رکھتیں اِس لیئے ہندوؤں کا رائج الوقت قانونی مجموعہ ایشیا کے اور قانونوں پر وہ فوق اور بزرگی اب نہیں رکھتا جو قدیم زمانہ میں وہ اپنے ہمعصر مجموعوں پر رکھتا تھا *

قانون کے عمل درآمد کی تبدیلیاں

قانون کی عبارت میں بغیر کوئی تبدیلی کیئے بہت سی بڑی تبدیلیاں کی گئی ہیں مثلاً شادی کے آٹھوں طریق اب بھی جائز ہیں لیکن صرف ایک طریق ہمیشہ عمل میں آتا ہی اور یہہ وہ طریق ہی جسکو عقل پسند کرتی ہی اور اور قوموں کے طریقہ کے مطابق ہی *

قانون فوجداری

قانون فوجداری بھی اپنی اصلی حالت پر رہنے کے سبب سے جو نہایت بری ہی استعمال سے خارج ہوگیا ہی اور غالباً اسکے استعمال اوٹھہ جانے

---

† خلاصہ قوانین ہنود مرتبہ کالبروک صاحب کے دیباچہ کا صفحہ ۱۹

کي وجهه وهي معلوم هوتي هی جس سے اکثر باتیں قانون دیواني کي خارج هوگئي هیں اور بجاے اُسکے ایک طرحکا رسمي قانون قائم هوگیا هی بلکه حاکم اپني مرضي کے موافق عمل درآمد کرتا هی *

هندوؤں کي کوئي گورنمنت مستقل عدالتوں کے ذریعه سے ایک معین قاعده پر داد رساني کرنے کیطرف جسکي هدایت منو کے مجموعه میں کي گئي هی اور جن عدالتوں کا ذکر معه اُنکے اختیارات مختلفه کے منو سے پچھلے † مورخوں نے لکھا هی متوجهه نهیں هوتي اُن عدالتوں کي جگهه کچهه تو وه کمیشن یعني کمیٹیاں قائم هوگئي هیں جنکو راجه سرسري طور سے مقرر کرتا هی اور اکثر ایسا هوتا هی که اهل دربار میں سے کسي کي خاطر سے راجه کمیٹي مقرر کرنیکي اجازت دیدیتا هی اِن کمیٹیوں میں ایسے لوگ هوتے هیں جو دربار کے موافق مطلب کے هوتے هیں اور کسیقدر اُن عدالتوں کي جگهه پنچایتیں قائم کیجاتي هیں یهه پنچایتیں کبهي تو راجه کي اجازت سے اور کبهي صرف فریقین کي مرضي سے مقدمونکا فیصله کرتي هیں باوجود گورنمنت کي غفلت کے اِن پنچایتوں کا اثر اُس اختیار کے سبب سے جو منو نے قرضخواه کو قرضدار پر دیا هی کسیقدر اب بهي هوتا هی جو اختیار قرضخواه کو اب بهي حاصل هی اُسیکے سبب سے قرضدار جو قرض ادا کرنے سے اِنکار کرتا هی اس بات کے قبول کرنے پر مائل هوتا هی که قرضخواه کے دعوي کي تحقیق و ثبوت بذریعه پنچوں کے کراوے *

بهر حال اِسبات میں کچهه شک نهیں هوسکتا که هندوؤں کي سلطنتوں میں اِس زمانه میں به نسبت قدیم زمانه کے جسکا همکو کچهه علم هی وه داد رساني بهت بري طرح هوتي هی جو عدالتدیواني کے ذریعه سے هوني چاهیئے *

---

† ملاحظه کرو کالبروک صاحب کي تحریر جو درباب عدالت هاے هنود کے اُنهوں نے شاهي ایشیا تک سوسئیٹي کے حالات کي جلد ۲ صفحه ۱۶۶ میں مشتهر کي هی

ذکر قوانين خاص کا

علاوه منو کے اُن قواعد کے جو پچھلے زمانه میں تبدیل هوگئے بہت سي مخاص خاص رسمیں اب دیکھنے میں آتي هیں جنکا منو کی قواعد میں کوئي نشان نہیں پایا جاتا ان رسموں میں سے اکثر رسمیں به حقیقت سمجھي جاتي هیں لیکن بعضي رسمیں بڑے بڑے معاملوں سے علاقه رکھتي هیں غالباً وه اُن قانونوں کا بقیه هیں جو منو کے مجموعه یا برهمنوں کے اختیار سے پہلے اُنہي قوموں میں جاري تھے جنمیں وه رسمیں اب موجود هیں بڑا ثبوت اسبات کا ملک ملیبار کے نیر قوم کے لوگوں میں پایا جاتا هی اُنمیں هر ایک بیاهي هوئي عورت کو بلا کسي قسم کي بندش اور رکاوٹ کے اپني ذات کے آدمیوں کے ساتھه یا آپ سے برابر درجه کے لوگوں کے ساتھه هم‌صحبت هونے کا اختیار هی اور اس کھلي چھوٹ میں اولاد پیدا هونے کے سبب سے یهه قاعده معین هی که کسي شخص کي اولاد اُسکي وارث نہیں هوتي بلکه اُس شخص کي بہن کي اولاد کو ورثه پہونچتا هی † *

چوتھا باب

مذهب کي موجوده حالت

منو کے زمانه سے ابتک جو تبدیلیاں هوئي هیں اُنکا بیان

جو بڑي بڑي تبدیلیاں منو کے زمانه سے مذهب میں هوئي هیں وه یهه هیں

توحید کي اصول سے غافل هو جانا *

بعضي دیوتوں سے غفلت کرکے نئے دیوتے ٹہرا لینا *

ایسے اشیائے ذاتي کي پرستش کا رواج جنمیں صفات باري فرض کرلیں هیں *

---

† الفنسٹن صاحب کي تاريخ هند جلد ۱ صفحه ۲۱۱ و ۲۱۲

فرقوں کي کثرت اور ترقي هو جانا اور بعض دیوتوں سے انحراف کرکے بعض کي بہت سي تعظیم و تکریم کرنا *

بیدوں کے بجاے نئے نئے مسئلوں کے مجموعه کا رواج دینا اور ذریشوں کے فرقوں کو ایک مذهبي عظمت حاصل هونا *

هندوؤں کے مذهب کي تبدیلیوں کي خاصیت اُنکے مذهب کي موجوده حالت سے جسکا بیان کرنا لوگوں کے معمولي کار و بار اور معاملات کے سمجھانے کے لیئے ضرور هی معلوم هو جاویگي *

بجز هندوستان کے کوئي ملک ایسا نہیں معلوم هوتا هی جسمیں مذهب هر دم لوگوں کے پیش نظر رهتا هو چنانچه هر شہر میں هر قسم کے معبد گردواره سے لیکر جسمیں بت هوتے هیں بڑي عالیشان برج اور ستون اور صحن والے مندروں تک هوتے هیں ان مندروں میں پرستش کرنے والے بلاناغا آتے جاتے اور پھل پھول اور هار بتوں پر چڑهاتے رهتے هیں دریا اور مصنوعي تالابوں کے کناروں پر (کیونکه کوئي شہر ایسا نہیں هی جسمیں دریا یا تالاب نہو) پخته سیڑهیاں پاني میں اُتري هوئي هوتي هیں اُنپر صبح سے کچھه دن چڑهے تک لوگ کلي دتون اور اشنان اور پوجا پات کرتے رهتے هیں دنمیں مندروں کے اندر گانا بجانا اور حسین و جمیل لعبتان هند کا جهرمٹ جو اچھے اچھے لباس فاخره پہنے بناو سنگار کیئے هوئے دندوت کرتي پھرتي هیں دل لبھاتا هی اسي قسم کے مورتوں پر برهمن اور اور لوگ گذرتے هیں اور اکثر سواریاں کسي خاص رسم کي تقریب میں باجے گاجے اور دهوم دهام کے ساتھه نکلتي هیں ان سواریوں میں سنگهاسنوں پر مندر اور رتهه وغیره کے نہایت خوبصورت اور خوشنما شکلوں کے اندر جو نہایت ارزاں اور کمزور چمک دمک رکھنے والے مصالحوں کي بني هوئي هوتي هیں مورتیں رکھي هوتي هیں *

شہروں سے کچھه فاصله پر بهي آباد مقاموں میں همیشه مندر بنے هوئے هوتے هیں اور اکثر دریاؤں کے کناروں پر اور گنجان درختوں کے بیچ

میں اور پہاڑوں کي چوٹیوں پر بھي مندر ہوتے ہیں اور نہایت وحشت
ناک جنگلوں میں بھي ایک درخت کے نیچے پتھر کي پنڈي اُسور سندور
لگا ہوا اور درخت میں ہار لٹکتا یا ایک چھوٹي سي جھنڈي درخت
کي چوٹي پر کھڑي ہوئي مسافر کو آگاہ کرتي ہی کہ یہہ پرستش کا پاکیزہ
مقام ہی *

سڑکوں پر جاتریوں اور کانورتھیوں اور فقیروں کے گروہ کے گروہ ملتے ہیں
فقیروں اور جاتریوں میں فرق اور تفاوت فقیروں کے لباس اور جاتریوں کے اُس
دیوتا کي کچھہ نشاني پاس رکھنے سے جسکے تیرتھہ کو وہ جاتے ہیں اور
ایک دوسرے کو دیکھکر اُس دیوتا کے نام کي جی بولنے سے ہوتا ہی سال
بھر کے اندر جو بہت سے تیوہار آتے ہیں اُنکو رئیس اور امیر ہندوستان کے
بڑي دھوم دھام سے رچاتے ہیں اور طرح طرح کي اپني نمود اور شان دکھاتے
ہیں اور غریبوں میں بھي کچھہ نمایش اور دعوتیں وغیرہ ہوتي ہیں *

برت نیم کے دن اور اور بڑے بڑے میلے خاص کر غریبوں کے واسطے مقرر
کیئے گئے ہیں کیونکہ ایسے موقعوں پر وہ کثرت سے اکر جمع ہوتے ہیں اور
آپس میں ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں *

جو جو کچھہ ہوتا ہوا ہم دیکھتے ہیں وہ سب اگرچہ مذہب کي
رو سے قایم ہوتا ہی لیکن اُسمیں مذہب کي پابندي بہت کم ہوتي ہی
اس حالت میں بھي اگر حقیقت پر نظر ڈالي جاوے تو شروع زمانہ سے
ابتک مذہب کے اثر میں بہت کم نقصان آیا ہی *

لیکن هندوؤں کے معبود اب وہي نہیں رہے ہیں جو پہلے تھے بجاے
توحید کے جسکو بید نے بطور ایسے سچے مذہب کی تعلیم کیا ہی کہ
جنمیں تمام اوتار شامل ہیں بہت بڑے بڑے دیوتوں کي پرستش اور
بتپرستي کا طریقہ قایم ہوگیا ہی اگرچہ توحید کو لوگ ہر جگہہ بالکل
نہیں بھول گئے لیکن بجز حکما اور علماے الہیات کے کوئي شخص توحید
کي بطور خود مستقل پیروي نہیں کرتا *

اگرچه بید کے پیروون نے عناصر کي پرستش اور قدرت کي قوتون کي عبادت پر جو شروع شروع مین رائج تهي در گذر کي اور خداے تعالی کي اصلي حقیقت کے علم سے آگاه هوئے اور هر چند که أنکو اپنے مسائل کے شایع کرنے کي خواهش هوئي لیکن وه عام عقیدون مین خلل انداز نهوئے بلکه أنهون نے قدیم رسمون کي تعظیم و تکریم سے یا پوجاریون کے فائدون کے لحاظ سے جن سے نهایت روشنضمیر برهمن بهي کبهي بیغرض اور آزاد نهین معلوم هوتا آماده هوکر أنهین دیوتون کي پرستش کو جو رائج تهے جاري رکها اور أن دیوتون کو خداے حقیقي کے ظهور اور اوتار سمجهه لیا لیکن أنهون نے کوئي مندر نهین بنایا اورخداے حقیقي کي پرستش کا کوئي خاص طریقه نهین ٹهرایا پس نتیجه اسبات کا وه هوا جو انسان کي ناقص خلقت سے متصور هی یعنے بید کے پیروون کے مذهب کے جو اجزاء ظاهري تهے وه أن اجزا باطني پر غالب آئے جو زیاده دقیق اور سنجیده تهے حاصل یهه هی که جو طریق دیوتون کي پرستش کا زمانه سابق مین مروج تها وه جڑ پکڑ گیا اور دلاورون کي پرستش کی رواج سے جنمین دیوتاون کي سي صفتین تهین اور بهي زیاده خراب هوگیا اور جب ان دلاور دیوتون کي نوبت آئي تو یهه أن اصل دیوتون سے جنکي ذات سے انکو صفت دیوتائي کي حاصل هوئي تهي سبقت لیگئے *

بیان پوران کا

اس نئے مذهب کي مقدس کتابین اٹهاره پوران هین جنکے پیرو کهتے هین که یهه کتابین بیاس جي کي تالیف هین جو بید کے مصنف تهے لیکن حقیقت مین أنکو آٹهوین اور سولهوین صدي کے درمیان مین متفرق مقامون مین مختلف مصنفون نے تصنیف کیا گو بعض بعض مقامون مین زیاده پراني باتین اور قدیمي کیفیتین پائي جاتي هین ان کتابون مین دیوتاون کے نسب نامه اور دنیا کي پیدایش کے حالات اور حکمت کي باتین اور مذهبي مسائل اور علم نسب نامه اور تاریخون کے ٹکڑے اور بیشمار

افسانے جو دیوتاؤں اور داناؤں اور بہادروں کے کاموںسے متعلق ہیں مندرج اور مذکور ہیں منجملہ ان کتابوں کے اکثر کتابیں خاص خاص فرقوں کے مسائل کے اثبات اور استدلال کے لیئے لکھی گئی ہیں اور تمام کتابوں میں جو ہر ایک فرقہ کے انسانے بھرے ہوئے ہیں اس سبب سے وہ سب کے سب ایک ایسا مجموعہ نہیں ہیں کہ اُسمیں ایک کتاب کو دوسری کتاب سے کچھہ تعلق اور مناسبت ہو وہ ہرگز اس ارادہ سے تالیف نہیں کی گئیں تہیں کہ اُنسے کوئی عام طریقہ مذہب کا قایم ہووے لیکن باوجود اسکے وہ سب بہت بڑی سند مذہبی سمجہی جاتی ہیں اور جو کہ انہیں کتابوں سے هندوؤں کا حال کا مذہب قایم ہوا ہی اسلیئے کچھہ جاے تعجب نہیں ہی کہ ہم اُسمیں ایسی ایسی باتیں پاتے ہیں جو باہم مخالف ہیں *

اِسوقت کے معبودوں کا بیان

جیسا کہ ہم لکھہ چکے ہیں اب بھی هندو ایک وجود مطلق کے قایل ہیں جس سے تمام مخلوق پیدا ہوئی یا جسکے مادہ سے ساری کائنات وجود میں آئی کیونکہ اُنکے حال کے عقیدہ کے موافق دنیا اور خدا ایک ہی ہی لیکن مختلف دیوتوں اور دیبیوںکی پرستش کرتے ہیں جنکی تعداد معین کرنی غیر ممکن ہی مگر بعض حسابوں کے بموجب جنسے هندوؤں کا معمولی مبالغہ ظاہر ہی اُنکی تعداد تینتیس کرور ہی اُن میں سے اکثر مختلف آسمانوں کے فرشتے اور ارواحیں ہیں جنکی شمار لاکھوں سے ہوتی ہی اور وہ کوئی خاص نام یا خصلت نہیں رکہتے *

منفصلہ ذیل سترہ بڑے بڑے دیوتے ہیں شاید یہہ وہ دیوتے ہیں جنکو لوگ عموماً ایسا تسلیم کرتے ہیں کہ اُنکے نام علحدہ علحدہ ہیں اور وہ صفات الہیہ رکہتے ہیں اسی سبب سے پرستش کے مستحق ہیں † *

اول برهمہ یعنی خالق

دوسرے بشن یعنی حافظ *

---

† کینیڈی صاحب کی کتاب تحقیقات هندوؤںکے دیوتوں کی صفحہ ۳۵۷

تیسرے شب یعني نیست و نابود کرنے والا *

اور اُنکي علحدہ علحدہ دیبیاں بهي هیں اُنکو دیوتوں کے حالات کے بیان کے بموجب اُنکي بي‌بیاں مانتے هیں اور هندوؤں کے علم الهیات کے مسائل کے موافق اُنکو ایسے قواے فاعلیہ سمجھتے هیں جیسے تریود یعني تینوں دیوتوں کے افعال صادر هوتے هیں اور یہہ اُنکے نام هیں *

چوتهے سرستي پانچویں لچهمي چهٹے پاربتي جسکو دیبي بهواني درگا بهي کہتے هیں *

ساتویں اندر یعني بلند اور نہایت هلکي هوا اور آسمانونکا دیوتا

آٹھویں ورن یعني پانیوں کا دیوتا *

نویں پون یعني نیچے کي هوا کا دیوتا *

دسویں اگني یعني آگ کا دیوتا *

گیارهویں یاما یعني دوزخ کے طبقوں کا دیوتا اور مردوں کے حساب کتاب عذاب ثواب کا نباو کرنے والا *

بارهویں کویرا یعني دولت کا دیوتا *

تیرهویں کارتکي یعني لڑائي کا دیوتا *

چودهویں کام دیو یعني عشق کا دیوتا *

پندرهویں سورج دیوتا *

سولہویں سوم یعني چاند دیوتا *

سترهویں گنیش یعني مشکلونکا رفع کرنے والا دیوتا اس دیوتا کے اس صفت کے سبب سے تمام مکانوں کے دروازوں پر اُنکي تصویر بنائي جاتي هی اور سب کاموںکے شروع میں تبرکا اُنکا نام لیا جاتا هی *

اول کے تین دیوتوں یعني برهما بشن شب سے تریود یعني تثلیث قایم هوتي هی جسکے هر رکن کي خصلت جداگانہ تو بخوبي ظاهر هی مگر اُنکے مفروضہ یکتائي کا منشا یکے اعتقاد والے هندوں کے اس عام مقولہ

بهي سمجها جاسکتا هی که تمام دیوتے ایک وجود مطلق کے مختلف اوتار هیں † *

اگرچه ایک زمانه میں برهما کو کسیقدر وقعت اور فوقیت کا حاصل هونا معلوم هوتا هی تریوده میں سے بهي ایک دیوتا هی جسکا منو نے ‡ بیان کیا هی لیکن اُسکي کبهي بهت پرستش نهیں هوئي اب هندوستان § میں اُسکا صرف ایک هي مندر هی اگرچه روزانه عبادت میں اُسکا نام جپا جاتا هی مگر اُسکي جداگانه پوجا بالکل معدوم هوگئي هی ‖ *

برهما کي زوجه سرستي هے جو که علم و فصاحت کي دیبي هی لوگ اسقدر غافل نهیں هیں جسقدر برهما کو بهولے هوئے هیں *

بشن اور شب کي پرستش کا حال اس سے بهت مختلف هی چنانچه ان دونوں دیوتوں اور اوتارونکي پرستش اور مذهبي تعظیم آج کل هندوستان میں بهت پهیلي هوئي هی اور ان دونوں کے ان‌گنت معتقد هیں اور هر ایک کي قدر و منزلت نهایت گرمجوشي سے کرتے هیں اور بهت بڑے بڑے فرقے هیں جن میں سے بعضے تو شب کي مطلق الوهیت قایم کرتے هیں اور بعضے برهما کي *

شب یا مهادیو جي کا بیان

پورانوں میں شب کا حال اسطرحپر لکها هی که وه متوالے بالکل برهنه سر منڈا هوا لکڑي کي راکهه کي بهبوت بدن پر ملے هوئے انسانوں کي کهوپڑیوں اور هڈیونکا زیور پهنے هوئے بهوت پریت ساتهه لیئے جنگلوں بنوں میں آواره اور سرگرداں کبهي روتے کبهي هنسے پهرتے هیں اور جو تصویریں

† کینیڈي صاحب کي کتاب تحقیقات مذهب هنود کي صفحه ۲۱۱ اور کالبرک صاحب کي کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۷ صفحه ۲۷۱

‡ کینیڈي صاحب کي کتاب تحقیقات صفحه ۲۷۰

§ ٹاڈ صاحب کي کتاب راجستان جلد ۱ صفحه ۷۷۳

‖ وارڈ صاحب کي کتاب در باب حالات هنود جلد ۲ صفحه ۲۱

اُنکي بنائي جاتي هيں وہ بهي انهيں خراب حالتوں کے مطابق هوتي هيں بلکه يهه اور زيادتي کرتے هيں که اُنکي تين آنکهيں دکهاتے هيں اور ايک هاتهه ميں ترسول ديتے هيں اور اُنکي لٹيں سادهوؤں کي طرح پنچيده رکهتے هيں اور ايسي شکل بناکر بٹهاتے هيں جيسے کوئي نهايت اعلی درجه کے دهيان گيان ميں مستغرق بيٹها هوتا هی يهه شبيه اُنکي اُن کہانيوں کے مطابق هی جو اُنسے منسوب هيں کيونکه اُنميں بيان کيا گيا هی که مهاديوجي هر وقت دهيان گيان ميں ڈوبے رهتے هيں اور جو کوئي شخص اُنکي اس کيفيت ميں خلل‌انداز هونے کي مبادرت کرتا هی اُسکو اپني آنکهه کي جوت سے بهسم کر ديتے هيں اگرچه يهه حالات شب کے غارت اور معدوم کرنے کي خاص صفت سے مطابق هيں ليکن جس نشان کے ذريعه سے اُنکي پوجا هوتي هی اُس سے ظاهر هوتا هی که معدوم کرنے کي صفت کو نيا جنم دينے کي علامت سے تعبير کيا هی *

اس زمانه ميں اُس نشان کي جو صورت هی اُس سے وهي نشان پيدايش کي اصل کا مراد هی جسکا رواج اگلے وقتوں کے هندوؤں ميں تها اب وہ ايک چهوٹا سا پتهر کا استوانه هوتا هی جو شب کے مندروں ميں بجاے بت کے هوتا هی اُس سے جو اصلي مراد هی اُسميں کچهه شبهه نهيں آتا شب کے نام کي بڑي بيرحمي کي يادان هوتے هيں اگرچه شب کے ماننے والے پنڈت لوگوں کو دبا دهمکا کر اُنسے باز رکهنے ميں کوشش کرتے رهتے هيں شب اور اُنکي زوجه پاربتي کي عظمت ميں لوگ هرسال کے بعض بعض دنوں ميں اپني دلي رغبت سے سخت ايذا اور تکليفيں گوارا کرتے هيں يعني بعضی اپنے اعضا کو مجروح کرتے اور بعضے اپني زبان ميں چاقو چهيد ليتے هيں اور بعضے شب کي سواريوں ميں اپنے جسم کو زخمي کرکے اُن زخموں ميں تير اور تلواريں گهسيڑ کر اور زنده سانپ چپٹاکر چلتے هيں اور بعضے ايک چکر کهانے والي ڈنڈي ميں ايک ايسي رسي بانده کر جس ميں لوهے کا کانٹا هوتا هی اور اُس کانٹے کو پشت کي کهال

میں چھوڑکر اسقدر بلند معلق لٹکتے ہیں کہ اگر اُنکی کھال بہت جارے تو بیشک گر کر مر جاویں اور تسپر لوگ اُس ڈنڈی کے ذریعہ سے اُنکو چکر دیتے ہیں † *

شب جو اپنے ہی مشغلوں میں مصروف رہتے ہیں اُس سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ انسان کے کار و بار کی طرف بہت توجہہ نہیں کرتے ہیں اس زمانہ کے ہندوؤں کے دیوتاؤں کے حالات سے پایا جاتا ہی کہ دنیا کی حکومت کسی خاص دیوتا کے سپرد نہیں ہی اُس وجود مطلق کو بھی جسکے مادہ سے دنیا پیدا ہوتی ہی اُس سے کچھہ غرض نہیں ہی لیکن عوام کی راے بہ نسبت اُنکی تعلیم کرنے والوں کے زیادہ معقول معلوم ہوتی ہی کیونکہ وہ اُس وجود مطلق اور اپنے معبود میں کوئی فرق نہیں رکھتے اور سمجھتے ہیں کہ وہ انسان کے افعال کی نگرانی کرتا ہی اور اس جہان اور اُس جہان میں نیک کو ثواب اور بد کو عذاب دیتا ہی شب کا بیکنتھ ہمالیہ کے نہایت بلند چوٹیوں میں سے کیلاس پربت پر جہاں ہمیشہ برف کا انبار جما رہتا ہی اور نہایت بلند اور گنجان درختوں کا جھرمٹ ہی سمجھا جاتا ہی *

ذکر دیبی یا بھوانی کا

شب کی زوجہ دیبی یا بھوانی کی پوجا اگرچہ کچھہ زیادہ نہیں تو اُسقدر تو ضرور ہوتی ہی جسقدر شب کی پرستش ہوتی ہی اور اُسکی شکل شب سے بھی زیادہ مہیب صورتوں میں ظاہر کیجاتی ہی اُسکی نہایت نرم اور نازک صورت سے بھی جو اکثر جنوبی ہندوستان میں دکھی جاتی ہی ایک خوف اور ہیبت پیدا ہوتی ہی یعنی وہ ایک خوبصورت عورت تو معلوم ہوتی ہی مگر شیر پر سوار ایسی ناک بھوں چڑھائے ڈراونی صورت بنائے معلوم ہوتی ہی کہ گویا وہ کسی دیو یا راچھس کے قتل کرنے

† وارڈ صاحب کی ہندوؤں کے حالات [illegible] کی جلد تیسری صفحہ ۱۵ اور بشپ هیبر صاحب کا جرنل روزنامچہ کی جلد [illegible] صفحہ ۷۷

کو جاتي هی جسکي غارت کرنے کے لیئے اُسنے اوتار لیا هی لیکن دوسري صورت جو اپنے اپنے موقع پر بنائي جاتي هی جسکو بنگالي زیادہ مانتے هیں ایسي هوتي هی که ایک مہیب شکل سیاہ رنگ کي خون سے مونہہ لتھڑا کچھہ ایہر ادھر کچھہ اودھر بڑا اِنسان کي کھوپڑیوں اور سروں کي مالا گلے میں ڈالے دانت نکالے سانپ بدن کو لپٹے هوئے غرض که هر قسم کا هیبت ناک ایسا سنگار کیئے هوئے جو به نسبت کسي دیوتا یا دیبي کے زیادہ تر غیظ و غضب سے نسبت رکھتا هی بنائي جاتي هی جن مقاموں میں ایسي صورت بنائي جاتي هی وهاں اُسکي پوجا کي رسمیں بهي اُس صورت کے مناسب ادا کیجاتي هیں سابق میں اُسپر اِنسان کي قرباني چڑهائي جاتي تهي † اور اب سمجھا جاتا هی که حیوانوں کي قربانیاں جو اُسکے قربانيگاہ میں هوتي هیں اُن سے اب بهي وہ خوش هوتي هی اُسکے اُس مندر میں جو کلکتہ کے قریب هی ایک مہینے میں ایک هزار بکریاں علاوہ اور جانوروں کے گردن ماري جاتي هیں ‡ مقام بندا باشي کے مندر کے پوجاري جو اُس موقع پر واقع هی جہاں بندهیا چل کا سلسلہ دریاے گنگ کے کنارہ پر پہنچا هی فخریہ کہا کرتے تهے که دیبي پر اس کثرت سے جاندار چڑهائے جاتے هیں که کبهي خون خشک نہیں هونے پاتا هی *

اور سب پرستش کي باتوں میں دیبي کي پوجا دیوتوں کي پوجا سے مختلف نہیں هوتي مگر بعض اوقات ایسے انداز سے کیجاتي هی جس سے هندوؤں کے مذهب پر ایک بڑا احتمال بلکہ اُسکي نہایت حقارت ظاهر هوتي هی اِس قسم کي پرستش سے وہ مخفي دعوتیں همارا مقصود هیں جنکا پادریوں نے اپني تحریر میں اکثر حوالہ دیا هی اور کسي نے آجتک اُنسے اِنکار نہیں کیا یعني اِن دعوتوں میں دیبي کے پوجنیوالوں کا ایک فرقہ مخصوص برهمن (مگر برهمنوں هي پر کچھہ حصر نہیں هی کیونکہ پوجنیوالوں کے اُس فرقے میں هرایک ذات کے آدمي

---

† بابکوتیئر صاحب کي تحقیقات ایشیا کے جلد ٥ صفحہ ٣٧١

‡ وارڈ صاحب کي هندوؤں کے حالات کي کتاب جلد تیسري صفحہ ١١٦

شامل ہوتے ہیں) عورتیں اور مرد جمع ہوکر شراب و کباب کي مجلس کرتے ہیں اور بدکاري کا حظ اوٹھاتے ہیں اُنکي یہہ حرکت زیادہ تو نفرت اور نفرین کے قابل اِس سبب سے اور بھي ہوتي ہی کہ وہ اُسکو مذہب کي آڑ میں کرتے ہیں لیکن یہہ جلسہ نہایت کم شاذ و نادر وقوع میں آتا ہی اور جہاں کہیں کبھي ہوتا ہی تو نہایت پوشیدہ اور پردہ میں ہوتا ہی مگر اچھے پکے ہندو بھي اس برے رسم سے آگاہ ہوکر اُس فرقہ سے کچھہ نفرت نہیں کرتے دیبي کے اِن معتقدوں کے سوا دیبي کي پرستش نکرنیوالے بعض قسم کے سادھوؤں میں سے ایسے سادہ بھي ہوتے ہیں جو اپنے آپ کو مذہبي اُمور سے غیر مکلف سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہم جو جي چاہے سو کریں ہمسے کسي طرح کا مواخذہ نہوگا ان ہي لوگوں سے ہندوؤں کے مذہب کو پتہ لگتا ہی اور اس سے بھي اِنکار نہیں ہوسکتا کہ اُنکے دیوتوں کے حالات میں کہیں کہیں عیاشي اور نفسانیت کا رنگ ڈھنگ پایا جاتا ہی جو خاص خاص میلوں اور دعوتوں اور مندروں اور کتابوں سے خصوصیت رکھتا ہی ہر شخص کو علی‌العموم معلوم نہیں ہوتا چنانچہ ایک غیر شخص برسوں تک ہندوؤں میں رہکر اُنکے جلسوں اور مذہبي رسموں میں آمد و شد رکھنے پر بھي کسیطرح کي کثافت اور نجاست اُنمیں ہرگز ندیکھے گا مردوں اور عورتوں کے ملنے جلنے بیٹھنے اوٹھنے میں جو کچھہ ادب اور قاعدے کي پابندي ہندوؤں میں ہی وہ عقل میں نہیں آسکتي اور اہل یورپ کے قیاس سے باہر ہی *

بشن اور اُنکے اوتاروں کا بیان

بشن کي شبیہہ ایک خوبصورت سلیم اور حلیم طبع جوان آدمي کي سي جسکے تمام جسم کا رنگ نیلا اور اگلے زمانہ کے راجاؤں کا سا لباس ہوتا ہی بناتے ہیں علاوہ اِسکے بشن کي تصویر اُنکے دس اوتاروں کي صورتوں میں بھي بناتے ہیں جنکا بیان ہم اِس نظر سے کرتے ہیں کہ ہندوؤں کے قصہ بنانے کي ذہانت معلوم ہو جاوے *

پہلا اوتار مچھلي کا هے جس سے بیدوں کا دوبارہ لوگوں تک پہونچانا مقصود تھا کیونکہ اُنکو ایک دیو پاني کے طوفان میں بہا کر لیگیا تھا اور دوسرا سؤر کا اوتار جسنے تمام دنیا کو جبکہ وہ سمندر کي تہہ میں بیٹھہ گئي تھي اپنے دانتوں پر اوبھار لیا تیسرا کچھوہ کا اوتار جسنے ایک بڑے پہاڑ کو سہارا دیا جسکي کہاني نہایت مشہور هی چوتھا اوتار زیادہتر انسان کي بھلائي سے تعلق رکھتا هی چنانچہ ایک ظالم کافر (هرناکش) اپنے بیٹے (پہلاد) کو بشن کا معتقد هونے کے سبب سے قتل کرنا چاهتا تھا آخري وقت پر اُس ظالم نے اپنے بیٹے سے اُسکے اُس عزیز معبود کي تحقیر کرکے جو هر جگہہ هردم موجود رهتا هی مکان کے ایک ستون کي طرف اشارہ کیا اور کہا کہ آیا وہ اس ستون میں بھي هی جسکے جواب میں اُسنے کہا کہ هاں اس میں بھي هی یہہ سنکر هرناکش پیچ تاب کھاکر اُسکے قتل کا حکم دینے هي کو تھا کہ یک بیک وہ ستون شق هوگیا اور بشن ایک ایسي مہیب صورت بنائے باهر آئي کہ سارا جسم تو آدمي کاسا اور سر اور پنجے شیر کے سے تھے نکلتے هي اُس ظالم کو چیر پھاڑ کر پارچہ پارچہ کرڈالا پانچواں اوتار یہہ هی کہ ایک راجہ نے بہت سے جگ اور بلدان اور ریاضتیں کرنے سے تمام دیوتوں کو مجبور کرکے زمین اور سمندر پر قبضہ کرلیا تھا اور تمام دیوتوں کو فکر و اندیشہ تھا کہ ایکبار آخر جگ یا بلدان ادا کرنے کے بعد آسمان بھي اُسکے قبضہ میں آجاویگا آخرکار بشن نے ایک برهمن کے لڑکے کي صورت میں اوتار لیا اور اُس راجہ سے اپنے تین قدم بھر زمین مانگي راجہ نے اُسکے چھوٹے قد کو دیکھہکر اور اس سوال پر مسکرا کر اجازت دیدي بشن نے پہلے قدم میں تو تمام زمین اور دوسرے قدم میں سارا سمندر گھیر لیا اب تیسرا قدم بھرنا باقي رها اور راجہ بچن هار چکا تھا اِسلیئے اُسکو نرک میں رهنے پر راضي کرکے تیسرے قدم کا بچن معاف کیا چھٹا پرسرام اوتار هی جو ایک نہایت جري اور بہادر برهمن کا روپ تھا اِسنے تمام چھتریوں کي نسل کو نیست

و نابود کردیا ۔ ساتواں رام اوتار ہی ۔ آٹھواں بالارام اوتار یہہ بھی ایک ازبس صاحب جرأت اور شجاع اور بہادر تھا اسنے راچھسوں سے دھرتی کو چھڑایا ہی ۔ نواں بدھ اوتار یہہ ایک جھوٹے مذہب کا تعلیم کرنے والا تھا جسکے روپ میں بشن نے دیوتوں کے دشمنوں کو فریب دینے کے لیئے اوتار لیا تھا یہہ جو کہا گیا ہی کہ یہہ اوتار جھوٹے مذہب کی تعلیم کرنے والا اور دیوتوں کے دشمنوں کو بہکانے والا تھا اس جھوٹے مذہب سے بدھ کا مذہب سمجھا جاتا ہی کیونکہ بدھ مذہب والے برھمنوں کے دشمن اور صریح مخالف ہیں ۔ دسواں اوتار ابھی نہیں ہوا یہہ آیندہ ہونے والا ہی بشن کے اوتاروں میں رام اور کرشن اوتار (یہہ کرشن اوتار اِن دس اوتاروں میں شامل نہیں ہیں) نے ایسی عظمت اور شہرت حاصل کی ہی کہ باقی اور سب اوتاروں کی گرم بازاری جاتی رہی کم سے کم شمالی ہندوستان میں اِن دونوں اوتاروں نے کچھہ صرف اپنی اصل یعنی بشن پر ہی پردہ نہیں ڈالا بلکہ سوائے شیو اور سورج اور گنیش کے تمام اُن اور دیوتوں کی پرستش پر جو اُصول دین میں داخل ہیں اُنکی پردا ڈھکدی ہی † *

رام کا بیان

رام چندر اُنکی مدح کرنے والوں نے اپنی خام خیالی سے بڑی شان تصور کیا اودھہ کے راجہ تھے صرف یہی ایک ایسے شخص ہیں جنکے افعال ہندوؤں کی روایتوں میں کچھہ کچھہ تاریخانہ پائی جاتی ہیں مشہور ہی کہ اُنہوں نے اول اپنے باپ (راجہ جسرتہ) کی سلطنت میں سے خارج ہوکر کئی برس تک ایک جنگل میں بنو باس کیا اور اُنکی رانی سیتا کو راون راچھس اوٹھا لیگیا رام نے اپنی رانی کے لیئے فوج فراہم کرکے اوس کی راہ لی اور جزیرہ لنکا میں گھس گئے جسکا راجہ یہی راون راچھس تھا

---

† کالبروک صاحب کی کتاب تحقیقات حالات ایشیا کی جلد ۷ صفحہ ۲۸۰ اور اسی کتاب کی جلد ۱۱ صفحہ ۳۰ و ۲۰ میں [illegible] صاحب کا [illegible] ملاحظہ ہو *

اور اُس سیتا کے ستانے والے پر کامل فتح حاصل کرنے کے بعد سیتا کو دوبارہ پایا اُس مہم میں رام کے معاون بندروں کي فوج ہنومان جي کے زیر حکومت تھي جنکي صورت اکثر مندروں میں بني ہوئي ہوتي ہی اور دکون میں اُسکي پوجا اُسیقدر کثرت سے ہوتي ہی جسقدر رام یا کسي اور نامي دیوتے کي ہوني چاہیئے مگر رام کا انجام اچھا نہوا کیونکہ اُنکي غفلت سے اُنکے بھائي لچھمن کي جنھوں نے ہرایک خطرہ میں رام کے ساتھہ جان لڑائي تھي جان گئي اور رام نے اپني غفلت کي حرکت پر مطلع ہوکر بھائي کے فراق کے رنج میں آپکو دریا میں غرق کیا اور بقول ہندوؤں کے ذات باري میں پھر شامل ہوگئے لیکن اُنکي علحدہ پرستش ہونے سے ثابت ہوتا ہی کہ اب بھي اُنکا وجود علحدہ قایم ہے رام کي اصلي صورت کي شبیہہ بناتے ہیں جسکي علےالعموم پرستش ہوتي ہی *

کرشن کا بیان

رام کي پرستش سے بہت زیادہ اِن دوسرے فاني شخص کي جنھیں دیوتاونکي صفتیں مانتے ہیں پوجا ہوتي ہی جو نہ بشن کے دس اوتاروں میں شامل ہیں نہ اُنکا راجہ یا فتحیاب ہونے کا کوئي دعوے قایم ہوسکتا ہے شہر متھرا کے راج بنس میں کرشن پیدا ہوئے لیکن ایک گوالیئے نے جو اُسي شہر کے نواح میں رہتا تھا ایک ظالم (راجہ کنس) کے پنجہ ظلم سے بچاکر اُنکي پرورش کي † کرشن کے اس زمانہ یعني بچپن کے وقت کا ہندوؤں کي طبیعتوں پر غایت درجہ کا اثر ہوا ہی وہ کرشن کے بالے پن کي حرکات و سکنات مثل دودھ چرانے اور سانپوں کے مار نے کي تہوار رچانے سے کبھي سیر نہیں ہوتے اور ہندوؤں میں ایک بہت بڑا فرقہ کرشن کو خالق مطلق سمجھہ کر بالے پن کي صورت میں اُنکي پرستش کرتا ہی اسیطرح کرشن کي جواني کا عالم جو اُنھوں نے گوپیوں کے ساتھہ ناچ رنگ کھیل کود بانسري بجانے میں بسر کیا اُنکي پرستش کرنے والي عورتوں میں ایک جوش خروش پیدا کرتا ہی کرشن پر کچھہ گوالنیں

† ٹاڈ صاحب کي کتاب راجستان کي جلد ایک صفحہ ۵۲۳

هي فریفته نه تهیں بلکه تمام هندوستان کي امیر زادیاں اور رانیاں جو اُنکا حسن و جمال دیکهتي تهیں مایل اور شیفته هوجاتي تهیں † *

جوں جوں کرشن کي عمر زیاده هوتي گئي ویسے هي کار نمایاں اُنسے ظهور میں آتے گئے علاوه اور کاموں کے کرشن نے ایک ظالم مذکور یعني کنس کو مغلوب کیا اور اُسکي سلطنت پر قبضه کرلیا لیکن غیر ملک کے دشمنوں سے تنگ هوکر اپني دارالسلطنت گجرات ‡ میں مقرر کي اور بعد اُسکے اُنهوں نے پانڈوں کے خاندان کي اُس لڑائي میں جو پانڈوں اور کوروں میں هستناپور کي سلطنت پر هوئي تهي اعانت کي § لوگ خیال کرتے هیں که هستنا پور دهلي کے شمال و مشرق میں اُس مقام سے چالیس میل کے فاصله پر واقع تها جهاں گنگا هندوستان خاص میں داخل هوئي هی *

اس لڑائي کا بیان مهابهارت نام هندوؤں کي ایک نهایت عمده نظم کتاب میں جو بطور جنگ نامه کے هی لکها هی اور اُسمیں سب سے زیاده بڑه کر شجاعت اور دلاوري کرشن جي کي بیان کي هی اِس لڑائي میں پانڈوں کي فتح هوئي اور کرشن جي اپني راجدهاني کو گجرات میں واپس آئے اُنکا انجام بهي اچها نهوا کیوں که تهوڑے هي دنوں بعد وه اپنے ملکي جهگڑوں میں پهنس گئے اور اتفاق سے ایک شکاري کے تیر سے جو ایک جهاڑي پر نشانه لگاتا تها مارے گئے || *

---

† دیکهو سرجونس صاحب کي تحریر کو جو ایشیا کے حالات کي کتاب کي جلد ایک صفحه ۲۵۹ اور جي دیرا کے راگ کے ترجمه کو که وه هندوؤں کي دیهاتي نظم کا ایک عمده نمونه هی جلد ۳ صفحه ۱۸۵ کتاب مذکور بهي ملاحظه کرو

‡ دیکهو خلاصه مهابهارت وارڈ صاحب کي هندوؤنکي کتاب جلد ۳ صفحه ۱۲۸ اور پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب حالات ایشیا کي جلد ۱۵ صفحه ۱۰۱ میں اور کرنل رانورڈ صاحب کي تحریر کتاب مذکورهٔبالا کي جلد ۶ صفحه ۵۰۸ میں

§ دیکهو وارڈ صاحب کي کتاب جلد ۳ صفحه ۱۲۸ *

|| ٹاڈ صاحب نے اپني کتاب راجستان کے جلد ایک صفحه ۵۰ میں بحواله کسي هندوستاني تاریخ کے لکها هی *

هندو اپنے تمام دیوتوں میں سے کرشن جي کي نہایت تعظیم و تکریم قدر منزلت کرتے هیں اُن فرقوں میں سے جو اور سب دیوتوں کو چھوڑ کر بشن کو هي مانتے هیں ایک فرقه صرف رام کي هي پوجا کرتا هی اگرچه اس فرقه میں بڑي قدر و منزلت کے لوگ جنمیں سے اکثر مذهبي متقق اور تپشیا کرنے والی هیں مگر اُنکي تعداد اور شهرت بشن کے اُس فرقه کي به نسبت بهت هي تهوڑي هي جو صرف کرشن جي کي هي پرستش کرتا هی اس فرقه میں تمام دولتمند اور عیاش اور قریب سب کے سب عورتوں کے اور هر درجه کے بهت سے آدمي شامل هیں † کرشن جي کے بهت سے معتقد اس بات کي اپچ کرتے هیں که کرشن جي بشن کا اوتار هي نهین بلکه خود بشن هیں اور وهي تمام مخلوق کے ایسے خالق هیں جو ابد سے هے اور ازل تک رهیگا ‡ بشن کے بڑے مشهور اور نامي اوتار تو صرف دس هي هیں مگر اِنکے علاوه اور بهت سے اوتار بهي جنکا کتابوں میں بهي ذکر هی هوئے هیں اور اور اوتاروں کے سبب سے جو خاص خاص مقاموں کے سدھ سنتھه اور سورما هوئے هیں اور اُنکے معتقدوں نے اُنکو دیوتا مانا هی بشن کے اوتاروں کي تعداد اور بهي بڑهجاتي هی *

اِس قسم کي بیقیدي اور دیوتوں کے ساتهه بهي برتي گئي هی یعني هندوؤں نے اور دیوتوں کي تعداد کي بهي کوئي حد نهیں رهنے دي چنانچه کن دوبا جو مرهٹوں کا بهت بڑا دیوتا هی جسکي صورت ایک مسلح سوار کي سي بناتے هیں شب جي کا اوتار هی § مقام چینچور جو قریب شهر پونه کے ایک بستي هی اسمیں برهمنوں کے خاندان کو گنیش جی کے ایک اوتار سے لقب حاصل هوا هی جنمیں سے ایک شخص کي ذات میں الوهیت موروثي سمجهي جاتي هی || *

---

† پروفسر ولسن صاحب کي تحریر تحقیقات ایشیا کے جلد ۱۶ صفحه ۸۵ و ۸۶

‡ پروفسر ولسن صاحب کي تحریر تحقیقات ایشیا کے جلد ۱۶ صفحه ۸۶ وغیره

§ کوٹ صاحب کي کتاب حالات بمبئي کے جلد ۳ صفحه ۱۹۸

|| کالبروک صاحب کي تحریر کتاب حالات ایشیا کي جلد ۷ صفحه ۲۸۲ اور کپتان مور صاحب کي تحریر اِسي کتاب کي جلد ۷ صفحه ۳۸۱

گانوں ميں بهي خاص خاص ديوتے مانے جاتے هيں جو اکثر اوتار بشن يا شب جي يا اُنکي ديبيوں کے هوتي هيں ليکن يهه سب اوتار بشن کے بڑے بڑے اوتاروں خصوصاً رام اور کرشن جي کے مقابله ميں محض بے حقيقت سمجهے جاتے هيں *

بشن کي زوجه لچهمي هيں لچهمي کے مندر نهيں هوتے مگر اُنکي بهت سي تعظيم و تکريم دهن دولت مال و متاع کے هونے کے سبب سے کيجاتي هی غالب يهه هی که هندو اُنسے کبهي غافل نهونگے *

باقي اور ديوتوں کا بيان

اور ديوتوں ميں سے سورج اور گنيش جي کي نهايت عام پوجا هوتي هی اِنکے معتقد اور تمام ديوتوں پر اِنکو فوق ديتے هيں اور اُنکي پوجا باقاعده هوتي هی غالباً گنيش جي کے مندر سواے شب جي کے اور ديوتوں کي به نسبت دکهن ميں بهت زياده هيں سورج کي تصوير رتهه ميں بناتے هيں وه ايک ايسا چهره هوتا هی جسکے گرد خطوط شعاعي کهنچے هوتے هيں اور گنيش جي يا گنپتي جي کي صورت ايسي هوتي هی که سارا جسم تو ايک موٹے اِنسان کا اور سر هاتهي کا سا هوتا هی *

منجمله ستره ديوتوں کے جنکو همنے پهلے شمار کيا هی اور اب اُن ميں سے آتهه کا بيان کرچکے تو ديوتا جو باقي رهے اُنکا مندر نهيں هوتا البته اگلي وقتوں ميں اُنميں سے بهي اکثر کے مندر هوتے تهے † اِنميں سے بعضوں کے نام کے سالانه تهوار هوتے هيں جنميں اُنکي صورت بناکر پوجتے هيں اور پوجا کرنے کے بعد دوسرے روز اُس صورت کو دريا ميں بهاديتے هيں اور بعضوں کا صرف نام هي جپاجاتاهی ‡ معلوم ايسا هوتا هی که اگلي وقتوں ميں اب کي به نسبت اندر ديوتا کو بهت مانتے تهے جنکو بيکنته کا حاکم اور ديوتوں کا راجه سمجها جاتا هی اور حالات ايشيا کے ايک

---

† پرو فسر ولسن صاحب کي تحرير کتاب حالات ايشيا کي جلد ١٦ صفحه ٢٠

‡ وارڈ صاحب کي هندوؤں کے حالات کي کتاب کي جلد ٣ صفحه ٢٦ وغيره

مشہور تحقیق کرنے والے یعنے جون صاحب نے راجہ اندر کو هندوؤں کا جو پٹر قرار دیا هی مگر اس زمانه میں اُنکی بہت کم پرستش هوتی هی *

کام دیو کا بهي ایسا هي حال هی کچهه اُسکي بهي گرم بازاري نهیں هي هندوؤں کے تمام دیوتوں میں سے یهه دیوتا نهایت مرغوب اور پسندیده هی اس دیوتے کي اصلیت جیسیکه اهل یورپ تجویز کرسکتے تهی بالکل ویسي هي هی یهه دیوتا اپني دایمي جواني اور بیزوال کامل درجه کے حسن و جمال کے سبب انسانوں اور دیوتوں پر غرض که دونوں پر تسلط رکهتا هی برهما بشن بلکه نکر مند دیوتا شب جي بهي کام دیو کي پهولوں دار کمان کے اُن تیروں کے گهایل هیں جنکي بوریاں کلیوں کي هیں اُسکے مندروں اور کنجوں کا تذکره قدیم زمانه کي کهانیوں اور نظموں اور سانگوں میں بڑي شان و شوکت سے هوا هی † اس سے بهي لوگ ویسي هي غافل هوگئے هیں جیسیکه باقي نودیوتوں میں سے یاما دیوتا کي سوا اورونسي غفلت کرتے هیں یاما دیوتا کو سمجهتے هیں که آدمي کا مرنے کے بعد حساب کتاب اور نیاز یهي دیوتا کرتا هی اور اسي سبب سے اُس سے بهت سا خوف کهاتے هیں *

اِن سب دیوتوں کے علحده علحده بیکنتهه جمیع نعمتوں سے معمور سونے چاندي اور جواهرات سے جگمگاتی هوئي اور هر ایک دیوتا کے خادم اور کار پرداز جدا جدا موجود هیں *

اندر دیوتا کي بیکنتهه کا حال به نسبت اور دیوتوں کے بیکنتهه کے مفصل بیان هی یعنے علاوه سونے چاندي کے محلوں کے جنمیں بهت قیمتي جواهرات جڑي هوئے هیں بهت سي نهریں اور طرح طرح کے درخت اور چمن اور انواع انواع کے پهول کهلے هوئے هیں اور اُس بیکنتهه کے بیچا بیچ میں ایک ایسا خوشبو دار درخت هی جسکي خوشبو تمام بیکنتهه

---

† پرو فسر ولسن صاحب کي کتاب حالات ایشیا کي جلد ۱۶ صفحه ۲۰

میں پھیل رہي هی اور آفتاب سے بھي زیادہ چمکدار روشني سے منور هی اور حور غلمان اُس میں انبوہ کے انبوہ هیں اور کئي قسم کے فرشتہ اُن بیکنتھہ باشیوں کي خدمت میں حاضر رهتے هیں جو هروقت رقص و سرود ناے و نوش عیش و عشرت میں سرشار رهتے هیں *

اچھي بري ارواحوں کا بیان

علاوہ فرشتوں اور نیک خو جنوں کے جو مختلف بیکنتھوں میں رهتے هیں بہت سي اور قسم کي روحیں بھي هیں جو مخلوقات میں پھیلي هوئیں هیں *

(سور بیر) اُن دیوتوں کي قسم هی جو اپني ورثہ یعني بیکھنتہ سے محروم کئي گئي هیں اور تاریکي میں اُنکو ڈالدیا گیا هی مگر مخالفوں سے مدتوں سے ورثہ کي بابت لڑ جھگڑ رهی هیں اور یونانیوں کے دیوتوں ٹائیٹنز سے † بہت مشابہت رکھتے هیں *

(دیت) دیوؤں کي قسم هیں اور تعداد اُنکي اُسقدر هی کہ اُنہوں نے دیوتوں سے لڑنے کے لیئے لشکر فراهم کیئے اور لڑے *

(راچھس) بھي بڑے بڑے قد والے اور بڑے موذي هوتے هیں اور (پسیچ) بھي اسي قسم میں سے هیں اگرچہ قوت میں شاید اُن سے کمتر هیں اور (بھوت) سب سے ذلیل اور بري ارواح هوتے هیں اور بھوت وہ روحیں هیں جنسے انگریز بچوں کو ڈراتے هیں لیکن هندوستان میں هر فرقہ کے لوگ هر زمانہ میں اُنکو ایک قسم کي مخلوق سمجھتے رهی هیں *

بیشمار دیوتوں کا بیان اب بھي باقي هی اگرچہ وہ دیوتے عام طور پر نہیں مانے جاتے مگر جداگانہ خاص خاص فرقوں میں مانے جاتے هیں اور اُن کي پرستش کے جواز سے کبھي کبھي برهمن انکار کرتے هیں یہہ دیوتے

† یوناني بہشت اور زمین کي اولاد خیال میں قایم کرکے اُنکو ٹائیٹنز دیوتے کہتے تھے اور پیول کے یوناني اپني ترجمہ میں ٹائیٹنز سے دیو مراد هیں *

گانوؤں کے دیوتے هیں اور هرگانوں دو یا تین دیوتوں کو بطور † اپنے خاص محافظ کے پوجتا هی لیکن بعض اوقات اُن دیوتاؤں سے ایسے ڈرتے هیں که گویا وه دیوتا گانوں کے دشمن اور اُسکے ستانے والی هوتے هیں اور یهه دیوتا رومیوں کے گهریلو دیوتوں سے مشابهت رکهتے هیں اور مثل رومیوں کے دیوتوں کے تمام قوم اُنکو خواه ایسا دیوتا هونے کے سبب سے جو عموماً تسلیم کیا جاتا هی یا کسي خاص مقام کے اوتار هونے کے سبب سے دیوتا مانتي هے لیکن اکثر یهه دیوتے ایسے مردوں کي روحیں هوتي هیں جو پاس پروس کے رهنے والوں کے خیال میں بس جاتي هیں ان دیوتوں کے مندر یا مورتیں بهت کم هوتي هیں بلکه متي کا ایک تودہ بناکر اُنکي پوجا کیجاتي هی ‡ *

یهه بات ممکن هی که ادنے دیوتوں میں بعضے شودروں کے قدیم دیوتوں میں سے هوں جو برهمنوں کے مذهب قایم هونے پر بهي باقي رهی هوں § *

---

† یهه آئین هندوستان کے مسلمانوں میں بهي پهیلي هی اکثر پرانے قصبوں میں کسي فقیر کو جسکي قبر اُس قصبه کے نواح میں هوتي هی صاحب ولایت ٹهراکر اسکي قبر کي در حقیقت پرستش کرتے هیں صاحب ولایت سے یهه مطلب لیتے هیں که یهه صاحب گویا اس قصبه کے آباد رکهنے والی اور اُسکے اور وهاں کے باشندوں کے محافظ هیں (مترجم) *

‡ دیهات کے مسلمان بهي اسیطرح کرتے هیں اور کبهي کبهي ایک طاق بناکر اُسکر نذر نیاز چڑهاتے هیں (مترجم) *

§ ڈاکٹر هملٹن بکانن صاحب نے جبکه بنگال اور بهار کے بعضے ضلعوں کي پیمایش کي تو اِس مضمون پر بهت سي توجهه خرچ کي چنانچه اُنکو دریافت هوا که گانوؤں کے دیوتے عموماً وهاں کے ایسے آدمیوں کي روحیں هیں جو مظلوم مرے اکثر برهمنوں کي روحیں هیں جنهوں نے کسي ظالم کو باز رکهنے یا اُسکا انتقام لینے کے واسطے آپکو هلاک کیا یهه عبارت ایک قلمي نسخه میں سے جو لندن میں دفتر هندوستان میں موجود هی اور جسمیں سے کسیقدر حصه مانٹگمري مارٹن صاحب نے مشتهر کیا نقل کیا گیا هی (گانوں کے مسلمان بهي اکثر اُس ٹهراے هوئي صاحب ولایت کو شهید مرده کے نام سے پکارتے هیں) مترجم *

بيان هندوؤں کے مذهب کي عام خاصيت کا

هندوؤں کے مذهب کا يهه احوال بطور ايک نمونه اور خاکے کے بيان هوا هي اور جو مفصل حالات اُس مذهب کے هيں پڑهنے والے کے دل ميں اُنکا ايک خيال پيدا کرنے کے ليئے اُنکے بيشمار ديوتوں کے افسانوں ميں سے بعض روايتوں کا بيان کرنا ضرور هي مثلاً ديوتوں اور ديووں کا سمندر کو امرت نکالنے کے واسطے بلونا اور پهر ديوتوں کا اپنے شريکوں سے اُس هاتهه آئے هوئے امرت کے چهين لينے ميں شرارت کرنا اور ايک سدهه يعني خدا رسيده کي دعا سے گنگا کا بهشت سے نازل هونا اور شِب جي کے سر پر زور سے گرنا اور اُنکے پيچيده لٹوں ميں برسوں تک اُسکا چکر کهانا اور پهر آخر کار ايک بڑي ندي بنکر معه تمام مچهليوں اور سانپوں اور کچهوؤں اور مگر مچهوں کے جو اُسميں موجود هيں زمين پر گر کر بهنا اور گنيش جي کا بغير باپ کے ديبي پاربتي کي خواهش سے پيدا هونا اور گنيش جي کا شِب جي کے هاتهه سے تهوڑي دير کو اِسطرح پر قتل هونا که پهلے تو اُنهوں نے اُنکا سر کاٹ ڈالا اور پهر گهبراهٹ اور جلدي ميں جو پهلي هي دفعه هاتهي کا سر ملا وه اصلي سر کي جگهه لگا ديا ايسے ايسے قصه اور ديوتوں کے جهگڑے اور عشق و محبت اور رشک و حسد اور آدميوں اور ديوتوں سے اُنکا لڑنا اور شکست کهانا اور بهاگنا اور قيد هونا اور اپني خواهشوں کے پورا هونے کے ليئے کفاروں اور رياضتوں کا کرنا اور اُنکے هتياروں کا بولنا اور اُنکا بهشت سے رنگ روپ ميں هوجانا اور ايسے فريب اور دهوکے دينا جنسے اُنهوں نے اُن لوگوں کي عقل کو کهو ديا جنکو وه ديوتا ضرر پهنچانا چاهتے تهے غرض که اِن سب باتوں کا بيان اُن باتوں کے بخوبي ظاهر کرنے کے ليئے جو مذهب کي نسبت هندو رکهتے هيں ضرور هي ليکن وه باتيں ايسي بيهوده هيں که وه اُس کاغذ کي قيمت بهي نهيں رکهتيں جو [illegible] بيان ميں صرف هو *

اِسبات کا بیان کرنا کافي هی که اِن دیوتاؤں کے گروہ کي عام صفت یہہ هی که اُنمیں نہایت بعید از قیاس اور ایسي باتیں بھري هوئي هیں جنکے آپسمیں کچھہ تعلق اور ربط نہیں هی یونانیوں کے دیوتے اِنسانوں کیصورت پر بنائے گئے تھے اور اُنکو بڑي بڑي قوت اور اختیار اور سامرتھہ یعني هر کام کي طاقت رکھنیوالا سمجھا گیا تھا اور اُنکے کام ایسے هوتے تھے جیسے که اِنسانوں کے کام اُس صورت میں هوتے اگر اُنکے بھي ایسي هي حالت هوتي مگر وہ دیوتا ایک ایسي قدرت و مرتبه کے ساتھہ کرتے تھے جیسے که کمالیت کے درجه کے قریب پہنچنے کے قابل هی بر خلاف اِسکے هندوؤں کے دیوتونمیں بھي گو جذبات اِنساني پائے جاتے هیں مگر اُنکي صورت میں همیشه کچھه نکچھه هیبت ناک اور خلاف قدرت کي بات هوتي هی اور اُنکے چال چلن میں وحشت اور تلون مزاجي ظاهر هوتي هی اور رنگ اُنکے مختلف هیں کوئي سرخ هوتا هی اور کوئي زرد اور کوئي نیلا اور بعضوں کے بارہ سر اور اکثروں کے چار هاتھه هیں اور وہ اکثر بلا سبب ناراض هوجاتے هیں اور بلا سبب راضي هوجاتے هیں بعض اوقات تو ایک دیوتا کو اِسقدر قوت هوتي هی که وہ صرف نگاہ هي پھیر کر اپنے دشمنوں کو تباہ کردیتے هیں اور جب چاهتے هیں اُنکو مغلوب کرتے هیں اور کبھي کبھي وہ هي دیوتا اپني مراد بر لانے کو بڑي بڑي فوجیں جمع کرنے پر مجبور هوتے هیں اور اُسپر بھي کامیاب نہیں هوتے † *

تینوں بڑے دیوتوں یعني برهما بشن اور شب کي قوتیں اگرچه برابر اور غیر محدود هیں لیکن اُن قوتوں کا ایسي نا اِتفاقي سے عمل درآمد هوا هی که ایک تنازعه میں شب نے برهما کا ایک سر کاٹ ڈالا ‡ اور نه اور دیوتا اُن تینوں دیوتوں کے اور نه وہ تینوں دیوتا آپسمیں ایک دوسریکے کسي

† شب اور جلندرا کا حال کینیڈي صاحب کي تحقیقات کي کتاب کے صفحه ۲۵۶ میں دیکھو

‡ کینیڈي صاحب کي تحقیقات کي کتاب صفحه ۲۹۵ اور واسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۶ صفحه ۲ کي شرح دیکھو

ترتیب کي بموجب تابع هیں چنانچه اِندر جسکو راجه بیکنتهه کا کهتے هیں اور یونانیوں کے دیوتا جوپٹر † کا همسر بتلاتے هیں کسي اور دیوتے پر کچهه اُختیار نهیں رکهتا ایسي ایسي باتوں کا اور اور بیڈهنگي باتوں کا سبب کسیقدر یهه معلوم هوتا هی که مختلف فرقے علحده علحده دیوتوں کي تعریف و ثنا اور عظمت کرني چاهتے هیں جو اُنکو جداگانه عزیز هیں لیکن چو که سب پران مستند هیں تو اُن روایتوں کو جنکي بنیاد پران پر هی هر فرقے کے عام اعتقاد سے علحده کرنا ممکن نهیں بااینهمه هندوؤں کے دیوتوں کي بڑي قداوري اور هیبتناکي اور عالیشاني اور اُن دیوتوں کے خیالات اور افعال کي اصلي خاصیت اور اُنکے لباس کے خاص طریقوں اور اُس آب و تاب اور زیب و زینت میں جو اُن دیوتوں کے هر چار طرف پائي جاتي هی کچهه ایسي شی موجود هی جسکا اثر طبیعت پر ضرور هوتا هی *

هندوؤں کے مذهب میں نهایت عجیب بیڈهنگي بات وه قوت هی جو بلدان اور مذهبي ریاضتوں میں سمجهي گئي چنانچه بذریعه ریاضت مذکور کے ایک تپیشوي یعني عابد چاهی جسپر بلکه دیوتے پر بهي بد دعا سے نهایت سخت عذاب پهونچا سکتا هی اور نهایت بد ذات اور ناخدا شناس آدمي اُنپر ایسا غلبه حاصل کرسکتا هی که جو جي میں آوے اُن سے کام لیوے بلکه اُن کے بیکنتهوں اور خود اُن کو اپنا مطیع کرلی چنانچه اندر ایک برهمن کي بد دعا سے اپنے بیکنتهه سے نکالدیا گیا اور ایک بلي

---

† جوپٹر کے لفظي معني بهشتي باپ کے هیں اور جو که جوپٹر کو بهشت کا مالک سمجها جاتا تها اِس لیئے تمام آسماني واقعات جیسے بارش اور آندهي اور بجلي اور گرج اُسیکے اختیار میں سمجهي جاتي تهي رومیوں کے اعتقاد کے بموجب جوپٹر کل مخلوقات کا منتظم اور واقعات آینده کا غیب دان تها اِسي سبب سے هر کام کے شروع میں اُسکي اِستعانت چاهي جاتي تهي یهه معلوم هوتا هی که جوپٹر اصل میں رومیوں کا دیوتا تها اور اِن هي اوصاف کے ساتهه یونانیوں کے هاں بهي اسی دیوتا مانا جاتا تها انجام کو یهه دونوں ایک سمجهے گئے

کے جسم میں حلول کرنے پر مجبور ہوا † بلکہ یاما دیوتا کي نسبت بھي جو مردوں کا سخت حساب کتاب اور نیاز کرنیوالا ھی ایک روایت میں بیان کیا گیا ھی کہ اُسکو ایک فعل کي وجہہ سے جو اُسنے بحیثیت اپنے عہدہ کے کیا برھمن کي بد دعا سے غلام کي جون میں آنا پڑا ‡ *

ظاھر ھی کہ ایک راجہ کے جگ اور بلدانوں سے تمام دیوتوں کو جو خطرہ اور ضرر پہونچنے کو تھا اُسکے دفعہ کرنے کے واسطے بشن جي نے پانچواں اوتار لیا اور ایک اور راجہ نے تینوں عالم کو حقیقت میں قبض کرلیا اور تمام دیوتوں کو بجز تین اعلے دیوتوں کے بھاگنے اور مختلف جانوروں کي صورت میں اپنے آپ کو چھپانے پر مجبور کیا § اور ایک تیسرا راجہ انسے بھي بڑہ کر رہا کہ اُسنے اِن دیوتوں کو اپني پرستش کرانے پر مجبور کیا || اِس قسم کي بہت سي مثالیں ھیں اِنمیں سے ھمنے صرف چند بیان کیں بلاشبہہ یہہ سب باتیں اس غرض سے ایجاد ھوئیں کہ رسومات کي بجاآوري کي خوبیاں ظاھر ھوں اور اُس سے برھمنوں کي قدر اور اُنکو فائدہ زیادہ ھو لیکن یہہ سب پہلے زمانہ کي روایتیں ھیں اور جن خیالات سے کہ لوگ آج کل خداتعالیٰ کي پرستش پر رجوع کرتے ھیں وہ خیالات نہیں ھیں اگلے زمانہ میں بلدانوں اور ریاضتوں سے جو مقصد حاصل کیئے جاتے تھے وہ اب اعتقاد سے حاصل کیئے جاتے ھیں اِس نئے قاعدہ کے پیرو بید پر اور تمام عبادت کے طریقوں پر جنکي اُس میں ھدایت اور تاکید ھی کچھہ مخفي طور پر حقارت سے نظر نہیں کرتے جو کہ کوئي مذھب اخلاق سے بالکل خالي نہیں ھوتااسلیئے اِس نئے قاعدے کي پیروي کرنے والے پاک صاف طور سے زندگي بسر کرنے

† وارڈ صاحب کي کتاب جلد ۳ صفحہ ۳۱

‡ وارڈ صاحب کي کتاب جلد ۳ صفحہ ۵۸

§ کینیڈي صاحب کي تحقیقات کي کتاب صفحہ ۳۶۸

|| وارڈ صاحب کي کتاب جلد ۳ صفحہ ۷۵

یعني گناه نکرنے کي تعلیم کرتے هیں اگرچه نیک کاموں کي هدایت نهیں کرتے لیکن جزو اعظم اس نئے مذهب کا یهه هی که فرقه کے گرو کے خاص دیوتا پر تمام توکل اور بهروسه رکها جاوے اُس دیوتا پر بڑا اعتقاد اور بهروسه رکهنے سے اور تمام نقص اور قصور دور هوجاتے هیں اور بغیر اس توکل اور اعتقاد کے جسپر تمام باتوں کا حصر سمجها گیا هی کسي رسوم مذهبي یا قواعد اخلاق پر توجهه کرنے سے کچهه حاصل نهیں هوتا یهه مذهب بهاگوت گیتا میں بیان اور تعلیم هوا هی اور اس کتاب کو کالبروک صاحب اِس مذهب کے فرقه کي اصول کي کتاب سمجهتے هیں *

هندوؤں کے مذهب میں یهه ایک غیر مترتب بات هی گو اسي مذهب پر بالکل موقوف نهیں که دیوتوں کا زمانهٔ حیات معین هی چنانچه مدت دراز کے جگ کے اختتام پر دنیا معدوم هوجاتي هی اور تریمورت یعني برما بشن مهیش اور تمام اور دیوتے عدم کي راه لیتے هیں اور صرف تمام سببوں کا سبب اول یعني خدا تعالی بے انتها خلا میں باقي رهتا هی اور بعد مدتوں کے گذر جانے کے خدا تعالی کي قوت پهر حرکت میں آتي اور تمام مخلوق انسان اور دیوتے سب پهر پیدا هو جاتے *

کوئي شخص اسبات کو بمشکل یقین کریگا که اسقدر جاهلانه اور طفلانه کهانیاں جنمیں سے اکثر کا اوپر بیان هوا نهایت قدیم اور نهایت نصف وحشي زمانوں کي باقیات نهیں هیں لیکن باوجود اسکے که مذهب عیسائي کي اصلیت بهت مقدس اور عمده تهي مگر علم کے زوال پکڑنے پر اس مذهب میں بهي ایسے هي ذلیل اور معیوب باطل خیالات کا داغ لگنے سے باز نهیں رها اور اسلیئے هم بهي یقین کرلیں جیسا که نهایت آگاه دل مشرق کے لوگ یقین رکهتے هیں که مذهب هنود کسي زمانه میں بهت زیاده خالص تها اور تمام اور علموں کے زوال پکڑ نے سے یهه بهي اپني موجوده حالت میں تنزل کرگیا *

اوپر کے بیانونمیں ہمنے اور ملکوں کے مذہب کا حوالہ دینے سے اجتناب کیا ہي یہہ بات ممکن ہی کہ قدیم حالات کي تحقیق کرنیوالے لوگ اب بھي ہندوؤں اور یونانیوں یا مصریوں کے دیوتوں کے درمیان میں کوئي تعلق اصول یا اصلیت کا دریافت کرنے میں کامیاب ہوویں لیکن بیروني حالات اُن قوموں کے دیوتوں کے اِسقدر مختلف ہیں کہ اگر یونانیوں یا مصریوں کے دیوتون پر حوالہ کرنے سے کسیطرح اِنمیں اور اُنمیں تعلق ثابت کرنیکا قصد کیا جاوے تو طبیعت بالکل گمراہ ہوجاویگي *

معاد کا بیان

اب ہمکو ہندوؤں کے اُس عقیدہ کا کچھہ تھوڑا سا بیان کرنا باقي رہا جو وہ معاد کي نسبت رکھتے ہیں اُنکا خاص اور مشہور مسئلہ اواگون ہی لیکن وہ یہہ اعتقاد بھي رکھتے ہیں کہ حیات کے مختلف درجوں میں سے ایک درجہ یہہ بھي ہی کہ ہر شخص اپنے اپنے اعمال کے موافق بیکنٹھوں میں (جنکا بیان ہوچکا) ہزارہا برس تک عیش و عشرت میں رہیگا یا نرکوں یعني دوزخوں میں (جو ہندوؤں کے نزدیک بہشتوں سے بہت زیادہ ہیں) ہزارہا برس تک تکلیف اور عذاب سہیگا مگر کوئي شخص گو کیسا ہي بد اعمال کیوں نہو انجام بخیر ہونیسے مایوس نہیں ہوتا چنانچہہ بد سے بدکردار آدمي اواگون کے سبب سے لوٹ پہیر اور عذاب اور تکلیفیں بھگت کر آخر کار ایک بہتر زندگي اور بیکنٹھہ میں وہ اعلیٰ درجہ پاسکتا ہی جس سے بڑہ کر ممکن نہیں یعني بھگوان کي ذات میں وصل ہوجاتا ہی *

ہندوؤں کے ہاں معاد کے عیش و آرام اور نعمتوں یا رنج و عذاب کا بیان نہایت مبالغہ سے شاعرانہ کیا گیا ہی وہ کہتے ہیں کہ جب نیک اور صالح آدمي کي روح جسم سے جدا ہوتي ہی تووہ نہایت خوشنما راستوں میں خوشبودار اور سایہ‌دار درختوں کے سایہ میں ایسي نہروں پر گذرتي ہوئي جنمیں کثرت سے کنول کے پھول کہلے ہوتے ہیں اِس شان و شوکت سے یاما

دیوتا کے حضور میں جاتي هی که راه میں چاروں طرف سے پھولوں کي بکھیر هوتي هی هوا نیکوں کے گن گانے سے گونج جاتي هی اور فرشتوں کي سریلي آواز کیفیت دیکھاتي هوتي هی اور بد کرداروں کي روح کا گذر نہایت تنگ و تاریک اور خوفناک راستوں سے هوتا هی اور کبھي جلتے هوئے ریت اور سخت خاردار پتھروں پر جنسے هر قدم پر پاؤں زخمي اور لہولہان هوتے جاتے هیں هوتا هی غرضکه وه برهنه خاک و خون میں آلوده بھوکا پیاسا خشکي سے زبان پر کانٹے پڑے هوئے گریه و زاري چیخ پکار کرتا هوا ایسي حالت میں که چاروں طرف سے بھوبل اور انگارے برستے بھوت پریت ڈراتے دھمکاتے هیں جلتا بھنتا جاتا هی † جن نرکوں میں اِن بدکرداروں کو جانے کا آخرکار حکم هوتا هی اُنکي نسبت بھي ایسے هي کچھه خیالات هیں اور اُنکا حال اس سنجیدگي اور شان و شوکت کے ساتھه بیان کیا هی که اُسکے سنے سے دوزخ نظر میں پھر جاتي هی *

اس وعده اور وعید کا اثر اخلاق پر

یهه وعده وعید همیشه شخص متوفی کے اچھے برے اعمال سے متعلق هی مگر زندوں پر اُسکا بہت کچھه اثر هوتا هی اس اعتقاد کا بہت اچھا اثر جو اخلاق کي استعانت کرنے کي قابل هی اُسکو عبادت کے طریقوں پر توجهه کرنا اور اعتقاد کو موثر جاننا اور کفاره ادا کرنے سے گناهوں سے پاک صاف هوجانے کا یقین کرلینا نہایت ضعیف اور کم زور کرتا هی *

اور اس مذهب کا اندروني اثر اُسکے معتقدوں کے حق میں به نسبت مذکوره بالا عیبوں کے اور بھي زیاده مضر هی کیونکه نہایت برے اور باطل توهمات جو اس مذهب میں هیں اُنکے باعث سے طبیعت عمده اور نہایت عالي خیالات کے قابل نہیں رهتي اس مذهب کا قطعي مقصود اس عالم کا عیش و آرام اور انجام کو پرمیشر کي ذات میں جذب هو جانا هی جس سے بڑے بڑے کاموں کے کرنے اور اُنکے باعث اس عالم سے

† وارڈ صاحب کي کتاب هندوؤں کے حالات کي جلد ۳ صفحه ۳۷۴ *

گذر جانے کے بعد اپنی شہرت چھوڑ جانے کا شوق بالکل جاتا رہتا ہی
اور علم اور قوانین کے بچاے بھی مذہب سے کام لیئے جانے کے سبب سے
علم اُسی درجہ تک ترقی پاکر رہگیا جس درجہ پر اُس زمانہ میں
پہونچا تہا جس زمانہ میں ہندو الہام اور مکاشفہ ہونے کا ادعا کرتے ہیں
اور لوگوں کے چال چلن طور و طریقہ میں اس مذہب کی مزاحمت سے
یہہ خرابی پیش آئی کہ آزاد منش لوگوں کے عالی حوصلگی اور وسیع
خیالات نیست و نابود ہوگئے اور انسان بمنزلہ ایک ایسی کل کے ہوگئی
جو برابر معمولی کام کیئے جاتی ہی عام قاعدہ ہی کہ جب کسی قوم کے
آدمیوں کو آزاد طبع چھوڑ رکہا جاتا ہی تو جن ترقیوں کی ضرورت پیش
آتی جاتی ہی وہ خود بخود ہوتی چلی جاتی ہیں اور تہوڑی ہی
پشتیں گذرنے کے بعد بغیر معلوم ہونے کسی ایک شخص کی کوشش کے
سب کی سب قوم کے حالات اور عادتیں بدل جاتی ہیں لیکن جبکہ مذہب
کی پابندی ہوتی ہی تو ایک ذرا سی نئی بات کرنے کے لیئے ایسی
جرات اور محنت درکار ہوتی ہے جیسے کہ ایک صدی کی نئی ایجادوں
کے تہوڑی سی دیر میں کرلینے کے لیئے چاہیئے ہندوؤں میں یہہ آفت
ہی کہ اگر کوئی شخص اپنی غذا میں بھی ذراسی تبدیلی کرے یا ایسے
مذہبی یا ملکی انتظام کے مسئلوں میں سے کسی مسلہ کو مان لے جو
اُن مسئلوں کے برخلاف ہو جسکو اُسکے ہمجنسوں نے قایم اور مقرر کیا
ہی تو اُسکو اپنے مذہب اور دوست آشناؤں سے ہاتھہ دھونا پڑے *

جس موقع پر مذہب نو ایجاد باتوں کے مزاحمت میں بہت کم
کامیاب ہوا ہی وہ صرف اُسکی اپنی ہی ذات ہی اس میں کچھہ شک
نہیں کہ علی العموم مذہب کی اصل کو وحی سے مانا جاتا ہی مگر
اُسکی ہر ایک شعبہ کی قدر و منزلت متفاوت ہوتی ہی اور یکساں
مقاموں کے جداگانہ معنی سمجھے جاتے ہیں ان متنازعہ مسئلوں کے
تصفیہ کے لیئے اور مذہبی طریقہ کے یکساں برتاؤ کرانے کے لیئے جو حاکموں کی

کوئي مذہبي کونسل یا کوئي اکیلا بڑا سردار نہیں ھی اسلیئے بہت سے ایسے فرقے ہوگئیے ہیں جنکے طریق اور مسائل میں اختلاف ھی *

فرقوں کا بیان

ان فرقوں میں سے تین بڑے فرقے ہیں ایک شیوائے یعني شیو کا معتقد فرقہ دوسرا وشنوئي یعني بشن کا معتقد فرقہ تیسرا سکتائي یعني وہ فرقہ جو برھما بشن مہیش کے ترمورت میں سے کسي ایک کي سکتي یعني قوت فاعلیہ یا زوجہ کا معتقد ہوتا ھی *

ان فرقوں میں سے بہت شاخیں پھوٹ کر بہت سے فرقے ہوگئے ہیں جو اصل فرقہ کے دیوتا کي مختلف صورتوں کے جدا جدا معتقد ہوتے ہیں اور اُنھوں نے اصل فرقہ کے عقاید کے اصول پر اپنے عقیدے اور مسائل قایم کرلیئے ہیں مگر سکتائي فرقہ کے صرف تین شعبہ ہوئے ہیں جو باہم کچھہ زیادہ اختلاف نہیں رکھتے اور وہ دیبیوں ھي کے معتقد ہوتے ہیں دیبي پاربتي کا معتقد فرقہ اسقدر کثرت سے ھی کہ باقي دونوں بڑے دیوتوں کے سکتیوں یا دیبیوں کے معتقد دونوں سکتائي فرقوں کے جمع کرنے سے بھي زیادہ رھتا ھی *

ان بڑے تین اصل فرقوں کے علاوہ اور چھوٹے چھوٹے فرقے بھي ہیں جو سورج اور گنیش کي پرستش کرتے ہیں اور اور بھي چھوٹے فرقے ایسے ہیں جو بظاہر ہندو معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت میں سواے ایک خدا کي ذات کے ماننے کے کسي دیبي دیوتا وحي و الہام کو قبول نہیں کرتے سکھوںکا جنکا بیان آگے آویگا ایک ایسا فرقہ قایم ہوا ھی جس میں ایسي عجیب نئي نئي باتیں ہیں کہ اُنکے سبب سے اُس فرقہ کے طریقہ کو ایک نیا مذہب کہنا چاھیئے *

یہہ خیال نکرنا چاھیئے کہ ہر ایک ہندو کسي نہ کسي مذکورہ بالا فرقہ سے تعلق رکھتا ھی بلکہ وہ لوگ جو ایک وسیع طریقہ مذہب کي پیروي کرتے ہیں اور خاص خاص دیوتوں کي پرستش کرنے کے مخالف

ہیں اور بید اور پوران وغیرہ ہي سے اپنے مسائل کا استنباط کرتے ہیں اُن رسموں کے پابند نہیں ہوتے جو بید اور پوران کے علاوہ اور کسي طرح سے قایم ہو جاتي ہیں اور بڑے پکی ہندو ہوتے ہیں ظاہر ہی کہ بہت بڑا فرقہ برہمنوں کا جو آج کل موجود ہی وہ اس طریقہ کا پابند ہی † لیکن غالباً ایسا معلوم ہوتا ہی کہ اِن میں سے بھي سواے حکیمانہ مذہب رکھنے والوں کے سب لوگ خاص خاص دیوتوں کے طرفدار ہوتے ہیں اور برہمنوں سے کم درجہ کي ذاتوں کے اُن لوگوں کي نسبت بھي زیادہ تحقیق اور یقین کے ساتھہ یہي بات کہي جاسکتي جو صرف ضروري فرضوں ہي کو دریافت کرنے پر بس نکرکے اور تحقیقاتیں کرتے ہیں اہل تحقیق کي راے یہہ ہے کہ ہندوؤں کے معبودوں میں سے ایسے معبود جنکي پوجا پر عام توجہہ ہندوؤں کي ہوتي ہی وہ بشن کے اوتار ہیں اور تمام بنگالہ اور ہندوستان خاص میں یہي اوتار لوگوں کے خیال میں سماے رہتے ہیں ہرچند کہ شب کے مندر اور نشان جابجا علےالعموم پاے جاتے ہیں مگر شب کے پوجنے والی بہت ہي کم ہیں اور اُن کے دلوں میں شب کي عظمت کچھہ تھوڑي سي ہوتي ہی یہہ معلوم ہوتا ہی کہ شب جي ہمیشہ برہمنوں کے فرقہ کے مربي دیوتا رہی ہیں عموماً لوگوں کے دلوں میں اُنکي پوجا پتري کا جوش خروش کبھي نہیں ہوا ‡ اور اگر کہیں شب کي پرستش کرنے والا فرقہ کچھہ سر برآوردہ بھي ہے تب بھي وہاں کے بہت سے لوگ رام اور کرشن جي کی انسانیت کي باتوں اور دلچسپ کاموں کي طرف زیادہ‌تر راغب ہوتے ہیں رام کي پوجا جمنا کے دو نوں کناروں پر اور گنگا کے شمال و مغرب کي طرف بڑے زور و شور سے ہوتي ہے لیکن کرشن جي کي پرستش کي گنگا کے مشرقي کنارہ § اور وسط ہند اور

---

† پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۶ صفحہ ۲

‡ پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۷ صفحہ ۱۶۹

§ ایضاً صفحہ ۵۲

اور مغرب † میں بڑي دھوم دھام هی لیکن رام کي تعظیم و تکریم هرجگهه علی‌العموم هوتي هی یهانتک که عام ملاقات کے وقت تمام هندو بجاے سلام کے رام کا دو بار نام لیتے هیں سب جگهه اصلي تین فرقوں میں سے شیوائیه فرقه کے لوگ یعني شب کے مانئے والی بهت زیاده هوتے هیں اور هرقسم کے لوگوں میں شب کے مان نے والے میسور اور مرهٹوں کے ملک میں کثرت سے هوتے هیں اور باقي جنوب میں بشن کے مانئے پهیلے هوئے هیں لیکن وهاں بشن کي پوجا کچهه انساني صورت میں بحیثیت رام اور کرشن کے اوتار کے نهیں هوتي بلکه خاص بشن کي پرستش باعتبار حافظ اور حاکم هوئے کل عالموں کے هوتي هی ‡ اور سکتائي یعني دیبیوں کے معتقد اوروں میں ملے جلے هوتے هیں البته کهیں کهیں خاص خاص مقاموںمیں کثرت سے بهي هوئے هیں بنگالے کے تین چوتهائي آدمي دیبیوں کے مانئے والے هیں جنمیں سے بهت سے درگا یعني پاربتي کي پرستش کرتے هیں § *

اِن مختلف فرقوں میں اگرچه کسیقدر باهم تعصب هی مگر ایسا قوي اور سخت نهیں هی جو بظاهر کچهه معلوم هو چنانچه اهل یورپ اُنکے باهمي اختلاف سے جب تک که پروفسر ولسن صاحب اور کالبروک صاحب اور بکانن صاحب کي تالیفیں ملاحظه نکریں بهت کم واقف هوتے هیں هندوؤں میں هر فرقے کے آدمي اگرچه پیشاني پر طرح طرح کے تیکے اِسلیئے لگاتے هیں که اُنسے هر فرقه کا تفاوت ظاهر هو لیکن اب اُن ٹیکوں سے یهه مراد حاصل نهیں هوتي کیونکه وه ٹیکے جو خاص

---

† ٹاڈ صاحب کي کتاب راجستان

‡ بکانن صاحب کا قلمي نسخه جو اندن کے دفتر هندرستان‌میں هی یهه بشن کے معتقد لوگ یا تو پکے هندو هونگے یا رام نوج کے پیرو هونگے

§ پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۷ صفحه ۲۱۹ و ۲۲۱

وضع هندوؤں کي هیں قوم کي علامت سمجھے جاتے هیں کسي خاص فرقه کي نشاني نهیں معلوم هوتے *

جو لوگ کسي فرقه میں شامل هونا چاهتے هیں تو اُنکو اُس فرقه کا گرو کچھه منتر کان میں پھونک کر اپنے فرقه میں ملا لیتا هی جسکے لفظ اکثر گایتري سے ملتے جلتے هوتے هیں جو برهمن ابتدا میں اپنے شاگردوں کو سکھایا کرتے هیں *

فرقوں کي قدامت میں فرق اور اختلاف هی کوئي بهت زیاده قدیم هی کوئي اُس سے کم اور کوئي اُس سے بهي کم تین دیوتوں اور اُنکي دیبیوں کي پرستش غالباً قدیم سے هوتي چلي آتي هی † لیکن یهه بات بخوبي تحقیق نهیں هی که اِن دیوتوں میں سے ایک یر ایک کو فوق اور بزرگي دینے کي ابتدا لوگوں میں کب سے شروع هوئي هی جس سے آجکل کے فرقے ممتاز هیں غالب یهه هی که یهه بات به نسبت اُنکي علحده علحده پرستش هونے کے بهت بعد کو ظهور میں آئي هی *

یهه قریب تحقیق کے هی که اِن مختلف فرقوں کي بنیادیں رام کرشن مختلف اوتاروں کي پرستش کے سبب سنه ۸۰۰ ع کے بعد قائم هوئے هیں ‡ بید کا رواج اوٹھه جانے سے جس سے هندوؤں کا خالص مذهب نکلا هی بیشک بهت سے فرقے هوگئے بید کي بموجب عمل کرنا صرف تین

---

† پروفسر ولسن صاحب نے اپني تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کے جلد ۱۷ صفحه ۲۱۸ میں ایک کامل یقین دلانیوالي دلیل اِثبات کي لکھي هی که پاربتي کي پوجا قدیم سے هوتي چلي آئي هی چنانچه ایک مندر اِس دیبي کا کماري دیبي کے نام سے مشهور هی جس سے ثابت هوتا هی که هندوستان کے جنوبي راس کا نام راس کماري اِس مندر کي وجهه سے مشهور هوا جسکا بیان کتاب پرپلس میں جو اریئن نامي یوناني کي تصنیفات سے سمجھي جاتي هی مندرج هی اور یهه کتاب سنه ۲۰۰ ع میں تصنیف هوئي تھي

‡ ایک کتاب میں جسمیں شنکراچار جي کے وقت کے مختلف فرقوں کے مسائل مندرج هیں اِن فرقوں کا کچھه ذکر نهیں هی اور شنکرا چار جي گیارهویں صدي میں گذرا هی

فرقوں پر منحصر کیا گیا تھا جنمیں سے دو بالکل معدوم سمجھے جاتے ہیں اور ایک فرقہ جو باقي ہی وہ اپنے اصلي فرضوں کے ادا کرنے میں حد سے زیادہ قاصر ہوگیا ہی اِن ہي سببوں سے اُس اصلي مسائل کي کتاب کا رواج بالکل جاتا رہا ہی اور مذہبي خیالوں میں جو تبدیلیاں ہوئیں اُنکے مناسبت سے ایک نیا مجموعہ مروج ہوگیا ہی *

اِس حال کے رواج پائے ہوئے مجموعہ میں بھجن اور منتر اور پوجا کے طریقے اور کہیں کہیں بید کے فقرے بھرے ہوئے ہیں جسپر آجکل پوجا پاٹ وغیرہ کا دار مدار ہی † اور اِس مجموعہ کي کیفیت کالبروک صاحب نے اپنے تین جواب مضمونوں میں جو پانچویں اور ساتویں جلد کتاب تحقیقات حالات ایشیا میں چھپي ہیں بخوبي بیان کي ہی اُس مجموعہ میں جسکے کچھہ فقرے منو کے مجموعہ میں ہم پاتے ہیں یعني بید میں اور اِس حال کے رواج پائے ہوئے مجموعہ میں بہ نسبت اُسکے بہت کم اختلاف ہی جو ہمارے قیاس کي بموجب ہونا چاہیئے تھا طہارت اور کایتري کے دھیان گیان کے طول طویل طریقے جو اِس حال کے مجموعہ میں مندرج ہیں وہ اصل بید کے مطابق ہیں اور اگرچہ منو کو اُنکے بیان کرنے کا کوئي موقع نہیں ملا مگر منو کے زمانہ میں بھي اُنکا ہونا ممکن ہی اِس حال کے مجموعہ میں دیوتا اور ہندوؤں کے معبود وہي ہیں جو پہلے سے چلے آتے ہیں یعني پاني ہوا آگ وغیرہ اور اور قدرتي قوتیں البتہ کرشن کا چرچا ایک نئي بات ہی سو اُنکا تذکرہ کہیں کہیں ہی *

علاوہ اور نئے طریقوں کے اِس حال کے مجموعہ میں برہما بشن اور شیو کا دھیان گیان اِنساني صورت تصور کرکے کرنے کي ہدایت ہوئي ہی اور اکثر مقاموں میں جہاں بشن کا ذکر کیا ہی وہاں یہہ جملہ نقل کیا ہی کہ بشن نے تین قدم بھرے اور یہہ ایک فقرہ بید کا ہی جس سے پانچویں

† وارڈ صاحب کي ہندوؤں کے حالات کي کتاب جلد ۲ صفحہ ۳۱۲

اوتار کیطرف اشارہ ہوتا ہی اسلیے بار بار اِس مجموعہ میں لکھنے سے یہہ غرض معلوم ہوتي ہی کہ بید میں بشن کے اوتاروں کي سندیں بہت ہي کم ہیں کالبروک صاحب نے اپنے جواب مضمونوں میں صرف اُنہیں پالیجی رسموں پر جو بطور مذہبي فرض ہندوؤں کے منو کے زمانہ میں پائي جاتي تہیں بحث کي ہی لیکن ایک نئي قسم کي پرستش جسکا منو کے قواعد میں کچھہ مذکور نہیں ہی آجکل ہندوؤں کا ایک بڑا مقدم فرض ٹہري ہی یعنی بہت بتوں کي پوجا ہی جنکے روبرو ہر روز بلا ناغہ سجدہ ہوتا ہی پہول پہل چڑھائے جاتے ہیں اور اوز پوجا پتري کي باتیں ہوتي ہیں اور خوشبوئیں سلگائي جاتي ہیں اچھے اچھے پکے ہوئے کہانوں کا بہوگ لگایا جاتا ہی بہت سے بتوں کو اُنکے معتقد نفیس نفیس پوشاک پہناتے ہیں عمدہ عمدہ جواہرات زر و زیور سے آراستہ کرتے ہیں غرضکہ تمام آرایشیں جو انسان کیا کرتے ہیں بتوں کي کرتے ہیں *

ہندوؤں کي رسمیں بہت سي ہیں مگر ایسي نہیں ہیں جو دلمیں جگہہ کرسکیں اور اُنکي عبادت اور دعا کے قاعدے جنکا نمونہ کالبروک صاحب کے بیان میں ہی باوجودیکہ عمدہ مضمون بہي دعا کے ہیں بہت ہي بیمزہ اور پہیکے اور دقت طلب ہیں ہر شخص ہر روز اکیلا اپنے گہر میں خواہ کسي مندر میں یا کسي دریا یا تالاب کے کنارہ پر جہاں اُسکا جي لگے پوجا کرتا ہی جسکي تنہائي کے سبب سے اُسکي پوجا پاٹہ کا اثر اگر دیکھنیوالوں کے دلوں پر کچھہ نہو تو اُسکا کسیطرح وہ تدارک نہیں ہوسکتا جو اوروں کے شریک ہوکر پوجا کرنے سے ممکن ہی اگرچہ پرستش کا طریقہ بدل گیا ہی مگر اوقات اور موقعے اُسکے وہي ہیں جنکا منو کے مجموعہ میں ہمنے بیان کیا ہی حمل رہنے کے زمانہ سے انسان کے مرنے کے بعد تک وہي رسمیں ہوتي ہیں جو ہوتي چلي آئي ہیں اور ہمیشہ ہر روز ایک ہي طرحکي دعائیں اور بلدان اور چڑھاوے ہوا کرتے ہیں لیکن اُنکے مختصر کرنے میں بہ نسبت منو کے مجموعہ کے گو اُسپر اُسکے زمانہ میں

کچھہ ھي کیوں نہ عمل ھوتا ھو بہت زیادہ آزادي اختیار کي گئي ھی *

بڑا پنا برھمن اِس زمانہ میں بھي ایک دن میں چار گھنٹے سے کم پوجا پاٹ میں مصروف نہیں رھتا لیکن اگر دنیادار برھمن ھو تو سارے مذھبي فرائض کو آدہ گھنٹہ میں بھي ادا کرسکتا ھی اور اُس سے کم درجہ کے ذات کا آدمي صرف اشنان کرتے وقت اپنے مربي دیوتا کا نام جپنے پر قناعت کرتا ھی † *

سادہ سنتوں کے فرقوں کي عظمت کا بیان

سادہ سنتوں کے گروھوں کو فرقوں کے زیادہ ھونے سے زیادہ عظمت حاصل ھوئي اور اُس عظمت کے باعث سے فرقے زیادہ ھوئے غرض کہ یہہ دونوں باتیں باھم ایک دوسرے کے معاون ھیں ھر گروہ سادھوں کا کسي خاص دیوتا کي عبادت کرتا ھی اور اُس فرقہ کي فخر و عزت اُسي دیوتا کي تعظیم و تکریم پر موقوف ھوتي ھے اسلیئے اُس فرقہ کے سادہ لوگونکو اسبات کي تعلیم کرتے ھیں کہ ھمارے دیوتا پر اعتقاد لانا تمہاري خواھشوں کے پورا ھونے اور تمہارے گناھوں کے بخشے جانے کا ذریعہ ھوگا اور علاوہ اِسکے سادہ لوگ اپنے چیلوں سے زندگي بھر ایسي بے عذر اطاعت کے خواستگار ھوتے ھیں جیسے کہ بموجب منو کے مجموعہ کے برھمن گرو اپنے چیلے سے صرف امتحان ریاضت کے زمانہ میں چاھتا تھا غرض کہ یہہ سب دست اندازیاں سادہ سنتوں نے برھمنوں کے اختیارات مذھبي پر کي ھیں اور انھي کے باعث سے رقابت اور دشمني دونوں گروھوں یعني برھمنوں اور سادہ سنتوں میں ھوگئي ھی لیکن جو طریقہ گوشائیوں نے اختیار کیا ھے اُس سے اپنا مطلب نکالنے میں برھمن بھي اپني طرف سے نہیں چوکے چنانچہ جس طرح سے گسائیوں نے لوگوں کي ھدایت اور تربیت کا طریقہ اختیار کیا ھی اُسیطرح اُنھوں نے بھي اختیار کیا ھی چنانچہ فرقہ رام

† وارڈ صاحب کي کتاب حالات ھنود

نوج کے چوراسي گرو یعني پیشواؤں میں سے اوناسي گرو دنیادار برهمن هیں * †

لوگوں کے اِن گرو یعني پیشواؤں کي قوت هندوؤں کے مذهب کي نهایت عجیب اور طرفه ایجاد هی چنانچه ان گرو یعني پیشواؤں میں سے بهت سے دکهن میں بڑے بڑے کارخانے رکهتے هیں جنکي امداد اُنکے معتقدوں کي طرف سے بذریعه وقف جاگیروں اور روپیه پیسه کے هوتي هی یهه سادهه لوگ اپني آمدني خاصکر خیرات کے کاموں میں صرف کرتے هیں لیکن بهت سي شان اور بهڑک اپنے دوره کے زمانه میں رکهتے هیں چنانچه اُس زمانه میں اُنکے همراه هاتهي گهوڑے اور نشان وغیره مثل دنیوي سرداروں کے هوتے هیں اور غول کے غول اُنکے چیلوں کے اُنکے ساتهه هوتے هیں اور جن ملکوں میں وه گذرتے هیں وهاں کے تمام راجه باتي اُنکي عزت کرتے هیں اور ان سادهوں کا کام بهت بڑا هی یعني لوگوں کے اخلاق اور ذات کي حالت کي نگراني کرنے کو دوره کرتے هیں اور یهه ایک محتسب کا کام اور اختیار اُنکو حاصل هی ‡ *

بده اور جین مذهب والوں کا بیان

هندوستان میں دو مذهب اور بهي هیں جو هندوؤں کے مذهب سے غیر اور جدا تو معلوم هوتے هیں مگر اُنکا تعلق بهي اُسي مخرج سے معلوم هوتا هی جس سے هندوؤنکا مذهب نکلا هی اور معلوم هوتاؤ هی که قبل رواج ایک بالکل غیر مذهب کے جو مسلمانوں نے جاري کیا هندوستان کے لوگ اِن دونوں مذهبوں کا بهي لحاظ پاس کرتے تهے یهه مذهب بده اور جین فرقوں کے مذهب هیں *

یهه دونوں مذهب برهمنوں کے مسایل سے سلیم اور حلیم هوتے اور جان پر رحم کهانے اور آواگون اور بدذاتوں کي روحوں کے پاک صاف

---

† بکانن صاحب کا سیاحت نامه جلد ۱ صفحه ۱۴۴ و جلد ۲ صفحه ۷۴ و ۷۵

‡ بکانن صاحب کا سیاحت نامه جلد ۱ صفحه ۱۲ و دیگر مقامات

هونے کے لیئے مختلف دوزخوں اور نیک آدمی کی روحوں کی آسایش
اور آرام کے بیکنٹوں پر اعتقاد رکھنے میں مشابہہ هیں اور دونوں مذهبوں
کا بڑا مقصد روح کو ایک کامل سکون اور قرار کی حالت کا آخرکار
حاصل هونا هی اور همارے نزدیک روح کی اس حالت میں اور معدوم
هو جانے میں بہت کم فرق هی اور اس کے حاصل کرنے کے لیئے جو ذریعے
عمل میں لائے گئے هیں وہ ان سب مذهبوں میں رنجوں اور سختیوں کا
اٹھانا اور دنیا کے کاموں اور حاجتوں سے اور انسانیت کی باتوں سے جدا
هو جانا هی هندوؤں کے مذهب اور ان دونوں مذهبوں میں بہت سی
حیرت انگیز مشابہہ باتیں پائی جاتی هیں اسیقدر ایکا اختلاف بھی
علی الخصوص بدہ مذهب میں حیرت افزا هی ٭

بدھ مذهب والوں کا بیان

بدہ مذهب کے فرقوں میں نہایت قدیم فرقہ خداتعالی کے وجود کا
منکر هی اور جو فرقے اس مذهب کے خدا تعالی کے وجود کو تسلیم
کرتے هیں وہ اسکو عالموں کا خالق یا حاکم نہیں کہتے ٭

اس قدیم فرقہ کے اعتقاد کے بموجب جو خدا کے وجود سے منکر هے
بجز مادہ کے جو ازل سے ابد تک رهیگا اور کوئی شی وجود نہیں رکھتی
اور مادہ میں ترتیب اور انتظام کی قوت ذاتی هی اور اگرچہ دنیا وقتاً
فوقتاً معدوم هو جاتی هی مگر مادہ کی یہہ قوت اسکو تھوڑی مدت میں
بحال کرلیتی هی اور یہ هدایت کسی درجے تک کے زوال اور پیدایش
مکرر کی طرف همیشہ جاری اور مایل رهتی هی

اور موجودات میں سب سے اعلی درجہ چند موجودات کو جو بدہ
کہلاتے هیں اور انہوں نے اپنے آپ کو اپنے کاموں اور ریاضتوں سے جو حال کی
دنیا اور پہلی دنیاؤں میں مدتوں تک اوگوں میں رهکر بالکل غیر متحرک
اور قرار پذیر رهنے کی حالت کو پہونچایا هی جو بڑی خواهش اور آرزو
کی بات سمجھی جاتی هی حاصل هی ٭

بده مذهب کا وه فرقه جو خدا کے وجود سے منکر هے ان صفتوں میں جو ماده کے هر جزو میں موجود هیں عقل اور آگاهي اور اراده کو بهي شامل کرتا هی اور دوسرا فرقه اُن صفتوں کي تشریح جو زیاده فهم میں آنے کي قابل † هی اسطرحپر کرتا هی که اُن سب صفتوں کو مجتمع کرکے ایک خاص مجموعه شاید اُسکو علم یا قوت مدرکه سمجها جاوے اسطرحپر قایم کرتا هی جس سے وه سب صفتیں ایک تن واحد بن جاویں لیکن یهه مجموعه همیشه حالت سکون و قرار میں رهتا هی یعني اُسکي بلا تحریک اور مرضي کے اُسکي صفتیں یا قوتیں ماده کے باقي حصوں پر عمل کرتي هیں *

قریب قریب اُس اعتقاد کے جسمیں خدا کا وجود مانا گیا هی بعضے بده مذهب والی فرقوں کي یهه راے هی که ایک ایسا وجود ‡ مطلق هی جو ازل سے ابد تک رهیگا اور وه غیر مادي اور علیم اور مختار هی اور اور صفات حمیده بهي رکهتا هی لیکن جیسا که مذکوره بالا فرقه کے اعتقاد میں بیان هوا همیشه قرار اور سکون کي حالت میں رهتا هی اُن لوگوں میں سے جو ایسے خدا کے معتقد هیں ایک گروه تو اسبات کا قایل هی که وه ازل سے ابد تک رهیگا اور وه بذات خود موجود هی لیکن دوسرا گروه ماده کو دوسرا خدا سمجهه کر اُسکا رفیق ٹهراتا هی اور دنیا کا اصلي خالق ایسے وجود کو سمجهتا هی جو دونو کے اتفاق اور اجتماع سے قایم هی *

لیکن کسي فرقه کے قیاس یا اعتقاد کي روسے خداتعالی بجز اسبات کے اور کوئي فعل نهیں کرتا که اپني مرضي سے وه اپني ذات خاص میں سے پانچ بده اور بقول بعضوں کے سات بده پیدا کرتا هی اور اسیطرحپر اُن بدهوں میں سے پانچ یا سات اور وجود که وه بدهس ساتوا کهلاتے هیں

---

† اس فرقه کا نام پراج نیکا هی *

‡ اسکا نام ادهي بدهاے جسکے معنے کمال عقل یا علم کے هیں *

پیدا ہوتے ہیں اور ہر بدھس ساتوا کو باری باری سے ایک ایک دنیا پیدا کرنے کا کام سپرد کیا جاتا ہی *

لیکن بموجب بدھوں کی راے کے آرام اور خوشی اور کمال حاصل ہونے کے واسطے سکون و قرار اسقدر ضروری ہی کہ جہانتک ممکن ہوتا ہی بدھس ساتوا کو بھی اپنی مخلوق کی پرورش اور قیام کے کام سے بے تعلق رکھا گیا ہی بعض خیال باندھنے والے یہہ خیال کرتے ہیں کہ ہر بدھس ساتوا دنیا کو ایسی قوانین کے بموجب بناتا ہی کہ اُنکی سبب سے اُسکے کام خود بخود جاری رہتے ہیں اور بعضوں کا یہہ قیاس ہی کہ اُسکو قایم رکھنے کیواسطے کمتر درجہ کے نائب مقرر کئے ہیں اور بموجب ایک مسئلہ کے موجودہ دنیا کے بدھس ساتوا نے مشہور ہندوؤں کے تریوت کو پیدا کیا اور اُن پر پیدا کرنے اور قایم رکھنے اور غارت کرنے کے کاموں کو چھوڑ رکھا ہی *

بدھوں کی نسبت جو بذریعہ بہت سے اوتاروں کے بدھ کے درجہ کو پہونچے ہیں مختلف رائیں ہیں بعضوں کی مثل دہریہ فرقہ کے جو خدا کا منکر ہی یہہ راے ہی کہ بدھ مثل اور انسانوں کے جداگانہ قدرتی مخلوق ہیں اور اُس حالت قرار اور سکون میں اگرچہ کہ اُنکو بہت آرزو ہوتی ہی اُنکا وجود بے تعلق ہوجاتا ہی یعنی اُنکے خالق کو اُن پر کچھہ قابو باقی نہیں رہتا اور دوسرے فرقے یہہ کہتے ہیں کہ بدھ ہستی مطلق کی ذات میں سے کسی دوسرے بدھ یا بدھس ساتوا کے ذریعہ سے پیدا ہوتے ہیں اور آخر کار اُنکو یہہ بڑا نصیب ہوتا ہی کہ وہ ذات الہی میں جذب ہوجاتے ہیں *

اس دنیا میں اور اس سے پہلے دنیاؤں میں بہت سے ایسے بدھ اس قسم کے † ہوئے ہیں لیکن سات آخر بدھوں کا خاص حال بیان

---

† ہانسن صاحب نے کتاب تحقیقات ایشیا کی جلد ۱۶ صفحہ ۴۳۴ میں درجہ اول کے ایکسو ایس بدھونکی فہرست بیان کی ہی *

کیا گیا هی اور تمام نتار سب سے پچهلی کا حال بہت مشہور معروف هی اسکا نام گوتاما یا سکیا تہا اُسینے مذهب موجوده کو لوگوں پر ظاهر کیا اور پرستش اور اخلاق کے قاعده قایم کیئے اور اگرچه مدت هوئي که اُسکو برتر وجود حاصل هوگیا مگر اب بهي اُسکو اس دنیا کا مذهبي سردار سمجهتے هیں اور جب تک که وه اپنا پانچهزار برس کا دوره پورا نکریگا جو اُسکے لیئے مقرر هی اُسکو رهنماے مذهب سمجهتے رهینگے *

اس قسم کے بدهوں سے کمتر بیحد مختلف درجوں کے بده هیں ظاهرا ان میں ایسے آدمي داخل هیں جنہوں نے اپني زندگي کو نیم دهرم سے بسر کرکے کمال کے برتر درجوں تک رسائي حاصل کي هی *

علاوه بدهوں کے سلسله کے اور بیشمار آسماني اور زمیني موجودات هیں اُنمیں سے بعضے تو اصل هیں اور بعضے هندوؤں کے دیوتوں میں سے بلا کسي تبدیلے کے لیلي گئي هیں † اور مختلف ملکوں کے بده مذهب کے لوگ بہت سي باتوں کا آپسمیں اختلاف رکہتے هیں مثلاً نیپال کے بده هندوؤں کے خیالات باطل میں نہایت مبتلا هیں گو ملک چین میں مذهب کي عام خاصیت صاف صاف هندوؤں کے مذهبا کي سي هی

---

† هاکسن صاحب نے کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۶ صفحه ۳۳۵ لغایت ۴۳۵ میں جو کامل اور بہت صاف بیان بده مذهب کا کیا هی اُسي بیان میں سے همنے مسائل مذکوره بالا نقل کیئے هیں لیکن صاحب موصوف کے دلائل اور اور کاغذ جو لنڈن کي شاهي ایشیا تک سوسیئٹي کے حالات کي کتاب اور ایشیا تک سوسیئٹي کلکته کے روز نامچه میں مندرج هیں اور نیز ابیل رموست صاحب کے کاغذات مشموله روز نامچه سرائز سنه ۱۸۳۱ ع اور روز نامچه ایشیاٹک سنه مذکور اور کاغذات کاسادي کورس صاحب مندرجه روز نامچه اشیاٹک سوسئیٹي کلکته اور کاغذات جائین ول اور میجر مهوني صاحب مطبوعه تحقیقات ایشیا کي کتاب جلد ۷ اور پروفسر ولسن صاحب کي رائیونکو جو اُنکي تاریخ کشمیر مشموله کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۶ میں هیں اور صاحب موصوف نے جو حالات فرقه جین کے کتاب مذکور کي جلد ۱۷ میں اور نیز بدهوں کے پوجاریوں کے جوابوں کو جو مقام برنام کي مقدس اور تاریخانه کتب لنکا کے جلد ۳ میں مندرج [illegible] مطالعه کیا هی

بدھوں کا خدا اور وحي کو ماننے والا فرقہ نیپال میں پھیلا ہوا ہی † اور دہریہ فرقہ لنکا میں کمال پکڑے ہوئي ہی ‡ *

ایبل ریموسٹ صاحب خیال کرتے ہیں کہ ملک چین میں خدا اور وحي کو نہ ماننے والے لوگ عوام الناس ہیں اور خدا اور وحي کو ماننے والے خاص خاص لوگ ہیں § *

بدھ لوگ برہمنوں سے بہت سي اور باتوں میں بھي اختلاف رکھتے ہیں چنانچہ بید اور پوران کي سند سے انکار کرتے ہیں اور کوئي ذات نہیں رکھتے پوجاري لوگ ہر درجہ کے لوگوں میں سے ہوتے ہیں اور ہندوؤں کے پوجاریوں کي نسبت یورپ کے درویشوں سے زیادہ تر مشابہت رکھتے ہیں چنانچہ وہ دھرم شالوں میں رہتے ہیں اور ہمیشہ زرد پوشاک پہنتے اور برہنہ پا اور سر اور داڑھي منڈائے رہتے ہیں اور اپنی مندر میں جمع ہو کر با قاعدہ پرستش کرتے ہیں اور سواریاں نکالنے اور بھجن گانے اور خوشبوئیں جلانے اور شمع روشن کرنے میں — رومن کیتھلک کے گرجوں کے پیروؤں سے بہت مناسبت رکھتے ہیں ‖ *

جیسي کچھ کہ خود مختاري اور بے قیدي ہندوؤں کے سادہ سنتوں کو ہوتي ہی ویسي ان لوگوں کو حاصل نہیں ہوتي وہ مجرد رہنے کو از بس پسند کرتے اور نفساني لذتوں سے اجتناب کرتے ہیں ‡‡ اور وہ سب ایک مکان میں ایک ساتھ بالاتفاق کھانا کھاتے ہیں اور ایک خاص

---

† بقول ہاجسن صاحب

‡ جو سوالات مقام پرانام کے کتب خانہ کي جلد ۳ میں مندرج ہیں انکے جوابوں کو ملاحظہ کرو کہ اُس کتاب میں قاعدہ تحریروں کي بابت کچھ ہی انہوں نے جو جواب دیے ہیں وہ جواب معتبر ہیں

§ روز نامچہ سائنس بابت نومبر سنہ ۱۸۳۱ ع

‖ تحریر ڈیوس صاحب کي کتاب حالات ایشیا شاہي ایشیاٹک سوسائٹي کي جلد ۲ صفحہ ۳۵۱ اور ٹرنر صاحب کي تاریخ تبت

‡‡ روز نامچہ رائل ایشیاٹک سوسائٹي جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ *

وضع پر سوتے هیں اور اُنمیں سے کسیکو سواے آٹھویں دن کے جسمیں وہ اشنان کو جاتے هیں † دهرم شاله سے باهر نکلنے کي اجازت نهیں هوتي مگر کچهه تهوڑي دیر کے واسطے بعض بعض اُنمیں سے سب کے واسطے خوراک بهم پهونچانے کے لیئے هر روز دهرم شاله سے باهر بهیک مانگنے کو نهیں بلکه خیرات لینے کو جاتے هیں کیونکه اُنکو خود سوال کرنے کي اجازت نهیں هي ‡ اور یهه بده مذهب والوں کے پوجاري بجز اُن مندروں کے جو اُنکے دهرم شالوں سے متعلق هوتے هیں اور کهیں پوجا پاٹ نهیں کرتے اور نه اُنمیں دنیاداروں کو آنے کي اجازت هوتي هی دنیاداروں کے مندر اُنکے دهرم شالوں کي حد سے باهر هوتے هیں *

معلوم هوتا هی که ایک زمانه میں عورتوں کے دهرم شالے بهي علی العموم هوتے تهے *

بده مذهب والے هر ایک ذي روح کي جان کي برهمنوں سے بهي زیاده تر احتیاط کرتے هیں چنانچه اُنکے پوجاري اس خیال سے که کوئي چهوٹا سا کیڑه نگل نجاویں دو پهر کے بعد سے کوئي چیز نهیں کهاتے اور آفتاب کے غروب هوجانے سے پاني تک نهیں پیتے اور همیشه ایک جهاڑن پاس رکهتے هیں جس سے جهاں کهیں بیٹهنے کا اراده کریں اول زمین کو جهاڑ بوهار کر صاف کرلیں تاکه کوئي جاندار لاعلمي کي حالت میں اُنکے نیچے کچل نجاوے بعضے یهانتک محتاط هوتے هیں که اپنے منهه پر باریک کپڑه اس خیال سے باندهی رکهتے هیں که کهیں چهوٹے چهوٹے کیڑے اُنکے سانس سے کهنچ کر مر نجاویں § اور برهمنوں سے ایک ظاهري

---

† ڈیوس صاحب کي تحریر مندرجه روز نامچه رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۲ صفحه ۴۹۵ اور نوکس صاحب کي تحریر اسي روز نامچه کے جلد ۳ صفحه ۲۷۷

‡ کپتان مهوني صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۳۲ اور نوکس صاحب کي تحریر روز نامچه رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۳ صفحه ۲۷۷

§ اس مذهب والے دنیادار لوگ تو حیوانکا گوشت بیدهڑک کهاتے هیں اور پوجاري اُس صورت میں گوشت کهانے سے دریغ نهیں کرتے که کسي حیوان کو خاص اُنکے واسطے قتل نکیا هو *

اختلاف اُتنا یہہ هی کہ وہ اگنی کی تعظیم مطلق نہیں کرتے اور اپنے بزرگوں کے تبرکات کی تعظیم و تکریم کرتے هیں یہہ ایک ایسی بات هی جس کا هندوؤں کے دلمیں گذر نہیں ان تبرکات پر جو چند بال یا کوئی هڈی یا دانت هوتا هی بدہ مذهب والے بڑے بڑے ٹهوس گنبد گول اور کلس دار بناتے هیں یہہ عمارت اُنکے مذهب کی خاص علامت هی *

بدهوں کی مورت سیدهی کهڑی هوئی اور اکثر چار زانو بیٹهی هوئی ایسی بناتے هیں جس سے دهیان گیان میں مستغرق هونا اور نہایت استقلال چہرہ پر ثابت هو اور بالوں کی لٹیں بل کهائی هوئی هوتی هیں علاوہ بہت سے اُن ملکوں کے مندروں اور یادگاروں کے جہاں بدہ مذهب والے اب بهی موجود هیں هندوستان میں بهی اکثر بڑی بڑی عالیشان باقیات اُنکے مندروں اور یادگاروں کی پائی جاتی هیں *

چنانچہ اُن میں سے نہایت عجیب مندر دکهن میں غار والے مندر هیں جو مقام ایلورا میں پہاڑ کاٹ کر بنائے هیں لیکن نہایت عمدہ مندر مقام کارلا میں جو شہر پونہ اور بمبئی کے درمیان میں واقع هی موجود هی یہہ مندر ایسا بلند اور لمبا چوڑا هے اور اُسکی چهت ایسی محرابی اور اُسکے هر پہلو میں بہت سے ستون ایسے هیں کہ اُسکو دیکهنے سے قوم گاتهہ † کے گرجا یاد آتے هیں ‡ بدہ مذهب والے بڑے بڑے کتب خانہ رکهتے هیں جنمیں کتابیں برهمنوں کے ڈهنگ پر هیں اور اُنکے اصول هندوستان سے هی قایم کیئے گئے هیں § اور یہہ کتابیں مختلف ملکوں کی زبانوں

† قوم گاتهہ ایک قدیم نصف وحشی قوم هی جسنے قدیم سلطنت روم کو تباہ کیا هی اور گاتهہ کے گرجا کا ایک طرز عمارت بهی مشهور هی جسمیں نہایت تنگ محرابیں اور تنگ تنگ پہاڑوں کے ستون هوتے هیں (مترجم)

‡ هندوؤں اور بدہ مذهب والوں کے فرق اور امتیاز کے حالات اُس جواب مضمون میں سے لیئے گئے هیں جو ارسکن صاحب نے کتاب حالات بمبئی کی جلد ۳ صفحہ ۵۰۳ میں لکها هی *

§ هاگسن صاحب کی تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کی جلد ۱۶ صفحہ ۴۳۳ اور ڈاکٹر بکانن صاحب کی تحریر کتاب مارٹن کی جلد ۲ صفحہ ۱۹۲ و ۲۲۵ اور اور مقامات میں ملاحظہ کرو

میں موجود اور اُن میں سے اکثر زبانوں میں چھاپہ کے فن کے سبب جو اُن میں مدت سے رایج تھا بہت سی مشتہر ہو گئی ہیں *

ہرچند ادعا یہہ کیا گیا ہی کہ شنسکرت اور وہ زبانیں جو شنسکرت سے نکلی ہیں اُنکی مقدس زبانیں تھیں مگر معلوم ایسا ہوتا ہی کہ مگادھا کی پالی زبان میں چھاپی سکیا یا گوتاما نمود ہوا بدہ مذہب والوں کی مذہبی کتابیں علےالعموم لکھی پڑھی جاتی تھیں اور مگادھا ایک قدیم سلطنت گنگا کے کنارہ پر تھی مگر ادعا یہہ کیا گیا ہی کہ شنسکرت اور اُس سے جو زبانیں نکلیں ہیں وہ اُنکی مقدس زبان تھی *

جینی مذہب والوں کا بیان

جینی مذہب والے بدہ اور برہمنوں کے مذہب کے بیچ بیچ میں متوسط درجہ رکھتے ہیں † بدہ مذہب والوں سے جینوں کو خدا کے وجود سے انکار اور کم سے کم اُسکے بے حس و حرکت اور بےقدرت ہونے کا اقرار اور مادہ کو قدیم ماننے اور ایسے شخصوں کے پوجنے میں جنمیں خدا کی سی صفتیں ٹھہرالی ہوں اور ہر ذیحیات کی جان کا بہت سا لحاظ کرنے اور اُنکی حفاظت کے لیئے بہت احتیاطیں کرنے اور موروثی خاص پوجاری نرکھنے اور بیدوں کو کتاب آسمانی نہ سمجھنے اور بلدان اور آگ کی تعظیم نکرنے میں اتفاق ہی *

اور تمام تعلقات سے علحدہ ہوکر سکون و قرار کی حالت کو نہایت اعلی درجہ کی راحت سمجھنی اور اُن تمام مسئلوں میں جنمیں بدہ مذہب والے هندوؤں سے متفق هیں اتفاق رکھتے ہیں *

اور وہ هندوؤں سے اور باتوں میں بھی اتفاق رکھتے ہیں مثلاً ذاتوں کا علحدہ علحدہ ہونا دکھن اور مغربی هندوستان کے جینوں میں بڑے زور و

---

† جینوں کا امتیاز بدہ اور برہمنوں سے معلوم کرنے کے لیئے جو علامتیں لیکئی ہیں وہ اُس جواب مضمون میں سے لیگئی ہیں جو ارسکائن صاحب نے کتاب حالات بمبئی کی جلد ۳ صفحہ ۵۰۶ میں لکھا ہی

شودر سے رایج هی اور شمال و مغرب میں جینوں کي کوئي ذات نہیں هی البته جب کوئي جین مذهب والا آدمي هندو هوجاتا هی تو وه هندوان کے چاروں ذاتوں میں سے کسي ایک میں شامل هوجاتا هی اور اُسي سے اُسکے خاندان کا سلسله اُس ذات میں قائم هوتا هی اور جینوں هي میں بہت سے فرقے هوتے هیں وه غیر ذات والوں میں شادي نکرنے اور میل جول نرکهنے کی ایسے هي سختت پابند هوتے هیں جیسے که هندوؤں کے چاروں ذاتوں کے لوگ † هوتے هیں ‌ا *

اگرچه جین مذهب والے بیدوں کو کتاب آسماني نہیں مانتے لیکن اُن سب باتوں میں جو اُنکے مذهب کے مخالف نہیں هیں اُنکو بہت بڑا مستند سمجهتے هیں جین مذهب والے بیدوں پر بہت بڑا اعتراض یهه کرتے هیں که بیدوں میں بلدانوں کي تاکید هی اور خوشبوئیں وغیره جلانے کي هدایت هی جسکے سبب سے اکثر کیڑے پتنگوں کي جانیں اِسطرح سے جاتي هونگي که جلانے والوں کو خبر بهي نہوتي هوگي ‡ هندوؤں کے تمام دیوتوں کو مانتے اور اُنمیں سے بعض کي پوجا بهي کرتے هیں لیکن اپنے بزرگان دین سے جنکو وه اپنا مناسب معبود جانتے هیں اُن دیوتوں کو کمرتبه سمجهتے هیں *

علاوه اِن تمام باتوں کے جو جین مذهب والوں میں بده مذهب والوں یا برهمنوں کي سي هیں اُنکي خاص رائیں اور خیالات سب سے علحده هي هیں اُنکے نزدیک اُنکے خاص معبود کہیںدور اُنکے ایسے سده هیں جنہوں نے اپني ریاضتوں کے باعث سے دیوتوں پر سبقت حاصل کي هی اور وه بده مذهب والوں کے بدهوں سے صورت اور خصلت میں بہت

---

† کیلاسیین صاحب کي تحریر مندرجه روز نامچه رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ایک صفحه ۳۱۳ اور ٹاٹبروک صاحب کي تحریر اسي روز نامچه کے اُسي جلد کے صفحه ۴۲۹ میں اور بکانن صاحب کي تحریر روز نامچه مذکور کے اُسي جلد کا صفحه ۵۳۱ و ۵۳۲ اور ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۷ صفحه ۲۳۶

‡ ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۱۷ صفحه ۲۳۹

کچهه مشابهه هیں لیکن حالات اور ناموں میں اُنسے علحده هیں اِن سدهوں کو ترتنکر کہتے هیں جو تینوں زمانوں یعني ماضي اور حال اور اِستقبال کے چوبیس چوبیس مقرر هیں *

اِن ترتنکروں میں سے جنکي بعض مقاموں میں نہایت پرستش هوتي هی ایک رشوبا هی † جو زمانه حال کے ترتنکروں میں سے اول درجه رکهتا هی لیکن هر ایک مقام میں علی‌العموم پارس ناتهه اور مهابیر کي پوجا هوتي هی اور یهه زمانه حال کے ترتنکروں میں سے تیئیسویں اور چوبیسویں هیں ‡ بجز تمام اور باقي ترتنکروں کے صرف پارس ناتهه اور مهابیر کے قد و قامت اور زمانه حیات کو جو اسقدر مبالغه سے بیان کیا هی که اُسپر جهونت کا اِطلاق هوتا هی اِس لیئے یهه خیال بہت درست هی که پارس ناتهه اور مهابیر هي اِس مذهب کے اصلي باني هیں یهه سب ترتنکر قرار و سکون کي معمولي حالت کي خوشي میں برابر سرشار هیں اور دنیا کي حکومت سے کچهه سروکار نهیں رکهتے § *

جین مذهب والوں نے هندوؤں کے دیوتوں کے مرتبوں اور حالات کو کسیقدر تبدیل کرلیا هی چنانچه وه هندوؤں کے بڑے دیوتوں کو چهوٹے دیوتوں پر ترجیح نهیں دیتے سوا اِسکے دیوتوں کي تعداد کو بڑها بهي دیا هی جس سے مذهب میں اور بهي لغویات داخل کر دیئے هیں مثلاً اُنکے نزدیک چونستهه اندر اور بائیس دیبیاں هیں || *

جین مذهب والے بزرگوں کے تبرکات کي تعظیم نهیں کرتے اور اُنکے یہاں ساده سنتوں کے دهرم شالے بهي نهیں هوتے اُنکے پوجاري جاتي کہلاتے

---

† میجر ڈي لامین صاحب کي تحریر روزنامچه رایل ایشیاٹک سوسئیٹي کي جلد ایک صفحه ۴۲۳

‡ پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحه ۲۴۸

§ پروفسر ولسن صاحب کي تحریر کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحه ۲۷۰

|| میجر ڈي لامین صاحب کي تحریر روزنامچه رایل ایشیاٹک سوسئیٹي کے جلد ۱ صفحه ۴۲۲

هیں اور سب ذاتوں میں سے هوتے هیں جنکے لباس میں برهمنوں کے
لباس سے کچھہ فرق هوتا هی چنانچه وه بہت بڑے بڑے ڈهیلے سفید
جامهٔ پہنتے هیں اور سر ننگا سر کے بال اور ڈاڑهی سلجهی هوئی اور
صاف رکھتے هیں اور ایک کالی چهری اور ایک جهاڑن زمین پر سے کیڑے
مکوڑے جهاڑنے بوهارنے کو اپنے پاس رکھتے هیں اور خیرات پر اوقات بسری
کرتے هیں اور کبهی نہیں نہاتے شاید یہه عمل برهمنوں کی ضد پر جو
بلا ناغه نہاتے دهوتے رهتے هیں کرتے هیں *

جین مذهب والوں کے مندر عموماً بہت بڑے اور خوبصورت هوتے
هیں اُنکی چهت اکثر رهنے کے مکانوں کی سی هوتی هی اُنمیں صحن اور
صحن بهی هوتا هی کبهی کبهی هندوؤں کے مندروں سے بهی مشابهه هوتے
هیں اور کبهی کبهی گول هوتے هیں اور چاروں طرف اُنکے ترتنکروں کی بڑی
بڑی مورتیں بنی هوئی هوتی هیں † اور اُنکی دیواروں پر طرح طرح کی
تصویریں کهنچی هوئی هیں جنسے جین مذهب کی روایتیں ظاهر هوتی
هیں اور اُنمیں هندوؤں کے مذهب کی روایتیں بهی مخلوط هوتی هیں
علاوه مورتوں کے اُن مندروں میں سنگ مرمر کے چوکے خوشبوؤں کے جلانے
کیواسطے اور اِن چوکوں پر سده لوگوں کی اونچی هوئی مورتیں تراشی
هوئی هوتی هیں ساده مندروں کے ندیوں کے نشان بنے هوئے هوتے هیں اور
یہه ایسی یادگاری هی که بده مذهب والوں میں پائی هوتی هی *

هندوؤں کے مندروں کی مانند جو نمونه جین مذهب والوں کے مندروں
کے موجود هیں وه سفید سنگ مرمر کے مندر هیں جنمیں سے باقی
بچے هوئے نہایت عالیشان آبو پہاڑ پر گجرات کے شمال میں پائے جاتے
هیں *

---

† اِس قسم کا ایک عالیشان مندر احمدآباد کے پاس زمین کے نیچے بنا هوا
هی اور کہتے هیں که جس زمانه میں غدر دروں ایسا رهتا جینوں یعنی سراؤگیوں
کے هوئے تهے یہه مندر واسطے خفیه پرستش کے سراؤگیوں کے بنایا

جزیرہ ایلورا اور ناسک اور اور مقاموں میں جین مذهب والوں کے بھي بڑے بڑے مندر غاروں میں واقع هیں اور مقام جنتراپاٹن کے قریب جو میسور میں واقع هی ایک ترتنکر کي مورت هی جسکو پہاڑ میں سے تراشا هی لوگ اُسکو چوں فٹ سے لیکر ستر فٹ تک بلند خیال کرتے هیں *

جین مذهب کے لوگ بھي بہت سا علم رکھتے هیں اور وہ برهمنوں کے علم سے مشابہہ هی لیکن علم واقعات کي تاریخ اور جغرافیہ کا برهمنوں کے علم سے بھي زیادہ تر لغو هی چنانچہ اُن تاریخوں کو کروڑوں سے بڑھا دیا هی جو لاکھوں هي میں لغو اور بیہودہ تھیں اور جس زبان میں اُنکي مذهبي کتابیں لکھي هوئي هیں وہ مگادي یا پالي هی *

بیان اِس بات کا کہ برهمن اور بدھ اور جین مذهبوں میں کونسا مذهب بہ نسبت ایک دوسرے کے زیادہ تر قدیم هی

اِس بات پر بحث هی کہ اِن تینوں مذهبوں میں سے هندوستان میں کونسا مذهب اول رائج هوا *

تصفیہ اِس امر کا بدھ اور برهمنوں کے مذهب کے اُن حالات کي بحث سے متعلق هی جنسے اُن مذهبوں کي قدامت جداگانہ ثابت هوتي هی † *

اگر یہہ بات تسلیم کیجاوے کہ اِن دونوں مذهبوں کي عام بنیاد اُنکے مسائل اصولي کي تطبیق سے دریافت هوسکتي هی تو غالب دلیلیں اِس جانب پر معلوم هوتي هیں کہ برهمنوں کا مذهب قدیم هی اور ایک اور ثبوت زائد یہہ بھي هی کہ بدھ مذهب کا قدیم اور اصلي هونا خلاف قیاس هی *

---

† طرفین کے دلائل کو آرس کائن صاحب نے حالات بمبئي کي جلد ۳ صفحہ ۴۹۵ لغایتہ ۵۰۳ میں بہت صفائي سے اور بہ طرفداري جمع کیا هی اِس مقام میں اگر اُنکا خلاصہ بھي داخل کیا جاوے تو تقریر بہت طول طویل هوجاوے

ایک شخص ایسا فرض کرو کہ وہ خیالات مذہب سے مطلق ناواقف هو اب اگر وہ شخص خدا کو پہچانیگا تو اُن قوتوں کو دیکھکر جانیگا جو اُسکی قوت سے اعلی اور برتر هیں اور اگر اُسکے دلمیں ایک سکون و قرار رکھنے والے یعنی بیحس حرکت دیوتا کا خیال بھی گذریگا تو وہ بجاے اُسکی پوجا کرنیکے سورج کو جس سے اُسکو گرمی حاصل هوتی هی یا آسمان کو جسکے بادل کی گرج وغیرہ سے ڈرتا هوگا پوجیگا اور سدھوں کی پرستش تو اور بھی نہیں کریگا کیونکہ سدھ پن صرف پہلے سے مقرر کئے هوئے مسائل مذهبی کی پابندی کو سمجھنا چاهیئے ایک قوم کی طبیعت پر پہلے اس سے کہ وہ ایسے لوگوں کو جو نہایت پابند مذهب کے هوں خاصکر ایسی حالت میں کہ وہ اُن لوگوں کو دنیا کا حاکم یا دنیا کے مالک تک رسائی کرانیکا ذریعہ بھی نجانتی هو سدھ اور سنت مانے مذهب کا غایت درجہ کا اثر هو جانا ضرور هی *

برخلاف اسکے هندوؤں کا مذهب انسان کی خلقت اور طبیعت کے مقتضاء کے موافق هی کیونکہ پہلے پہلے وہ قدرتی قوتوں (یعنے آگ پانی هوا وغیرہ) کو مانتے تھے اور پہانتک ترقی کی کہ اُنکے ذریعہ سے بھگوان کو پہچان گئے اور اب آخر میں اسقدر زوال پڑا کہ ذی علم آدمی خدا کی ذات اور وحی میں شک کرنے لگے اور عوام انسانوں کو پوجنے لگے *

سنکھیا نامی حکیموں کے مسائل کے اصول پر بدھ مذهب والوں میں سے خدا کی نماننے والے فرقہ کے مسئلہ بنے هوئے معلوم هوتے هیں اور عام هندوؤں کا بہادر آدمیوں کو پوجنا اور بیجا تعظیم و تکریم تپسیا کرنے والوں وغیرہ کی کرنا بدھ مذهب والوں کے سدھوں کی پوجا کرنے کے مطابق سمجھا جاتا هی اب هماری راے میں برهمنوں کا مذهب قدیم هی اور بدھ مذهب اُسمیں سے اُسوقت نکالا گیا هی جبکہ برهمنوں کے مذهب کے اعلی مسائل غایت درجہ کی ترقی پر پہونچ چکے تھے *

ازروے تاریخ کے جو ان مذهبوں کے باب میں نتیجہ نکل سکتا هی وہ ذاتی هی جو همنے یہاں کا خیال کیا گیا هی کہ بدھ جنکے اب موجود

هیں ایسے هي حضرت عیسی علیه‌السلام سے چودہ سو برس پیشتر مرتب هوئے هونگے اور جس مذهب کي اُنسے تعلیم هوتي هی اُسنے اُسوقت بهت بڑي ترقي پکڑي هوگي لیکن بدہ مذهب والوں میں سے کوئي بڑا راسخ‌الاعتقاد بهي بدہ مذهب کے ابتدا کا دعوی حضرت عیسی علیه‌السلام سے ایکهزار یا گیارہ سو برس پہلے سے زیادہ میں نہیں کرتا اور نہایت صحیح اور سچے حالات کي رو سے وہ چهہ سو برس پیشتر حضرت عیسی علیه‌السلام کے قایم هوا معلوم هوتا هی *

تمام قومیں جو بدہ مذهب رکهتي هیں اُس مذهب کا مخرج هندوستان کو بتانے میں متفق هیں † اور اس بیان میں بهي متفق هیں که اُس مذهب کا باني سکیامني یا گوتاما هی جو کپلا واقعه شمال گورکهپور کا باشندہ تها از روے ایک روایت کے وہ چهتري تها اور بقول بعض کے ایک راجه کا بیٹا هندو بهي اس بیان کي تصدیق کرتے هیں که وہ چهتري تها اور سورج بنسي نسل کے ایک راجه کا بیٹا تها مگر یهه مختلف قومیں اُس مني کے ظهور کي تاریخ کے باب میں متفق نہیں چنانچه هندو اور اوا اور سیام اور لنکا کے لوگ اُس تاریخ کو قریب ساڑهے پانسو برس قبل مسیح کے قرار دیتے هیں ‡ اور اس تاریخ پر مگادا کے راجاؤں

---

† بلحاظ چینیوں کے ڈي گگنس صاحب‌کي کتاب حالات کتبوں کي جلد ۴۰ صفحه ۱۸۷ وغیرہ اور ایبل رموسٹ صاحب کي تحریر جو روزنامچه ساوان بابت نوامبر سنه ۱۸۳۱ع میں مندرج هی اور خلاصه اخبار مندرجه روز نامچه ایشیاٹک کي جلد ۷ و صفحه ۲۳۹ و ۲۴۰ اور جواب مضمون مندرجه روز نامچه مذکور بابت ماہ آیندہ کے صفحه ۲۴۱ کو ملاحظه کرو اور بابت قوم منگول کے لاپررٹ صاحب کي تحریر مندرجه روز نامچه ایشیاٹک کي جلد ۷ کے صفحه ۱۸۲ اور اگلے صفحوں کا ملاحظه کرو اور بابت لنکا کے بدہ مذهب والوں کے ٹرنور صاحب کے ترجمه مهاوانسو کو دیکهو

‡ ٹرنور صاحب کے ترجمه کتاب مهاوانسو اور نقشه تاریخات حالات نوشته کرافورڈ صاحب ایلچي دربار اوا جنکو پرنسپ صاحب نے اپنے مفید تشخیصات کے صفحه ۱۳۲ میں داخل کیا هی اور پرنسپ صاحب کے نقشوں کے صفحه ۷۷ و ۷۸ کو بهي ملاحظه کرو

کي نهرست کے مختلف حالات سے گواهي هوتي هی *

برخلاف اسکے کشمیري لوگ سکیا کے ظهور کے زمانه کو تیره سو بتیس برس قبل مسیح علیه‌السلام اور چیني اور منگول اور جاپان والے قریب ایکهزار برس قبل مسیح کے قرار دیتے هیں اور تبت کے اُن تیره مورخون میں سے جنکا مشرقي حالات کے میگزین یعنے خزانه میں حواله دیا گیا هی چار مورخ دو هزار نو سو اُنسٹهه اور نو مورخ اٹهه سو پینتیس برس بطریق اوسط قبل مسیح علیه‌السلام کے بیان کرتے هیں † اور تبت کي بڑي مذهبي کتاب میں اس کلام کے مندرج هونے سے که وه مجلس عام جو اسوکا نے منعقد کي ایک سو دس برس بعد وفات بده ‡ کي جمع هوئي تهي § تاریخ مذکور بالا چار سو برس قبل مسیح علیه‌السلام کے بعد قایم هوتي هی کیونکه ایسے ثبوت سے جسمیں کوئي حجت نهو یه بات ظاهر هوگي که اسوکا کا زمانه حیاتي تین سو برس قبل مسیح علیه‌السلام سے کم تها ‖ *

ایک چیني مورخ اور مورخوں سے اختلاف کرکے گوتاما کے زمانه کو چهه سو اٹهاسي برس قبل مسیح علیه‌السلام قرار دیتا هی * اور چیني اور جاپان والوں کي تواریخ واقعات کے نقشوں سے جنکے بموجب سکیا کي شهرت کا زمانه نو سو ننانوے برس قبل مسیح علیه‌السلام قرار پاتا هی معلوم هوتا هی که وه واقعه یعني سکیا کا دنیا میں آنا اجاتاسترو کي سلطنت میں جسکا زمانه مگادا کے راجاؤں کي فهرست میں چهه سو برس قبل مسیح علیه‌السلام مندرج هی ظهور پذیر هوا *

† مختلف تاریخیں مورخوں کي قرار دي هوئي مشرقي حالات کے میگزین کي جلد ۲ صفحه ۱۰۶ و ۱۰۷ اور راسن صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحه ۹۲ میں ملاحظه کرو

‡ بده سے مراد سکیا یا گوتاما سے هی اور اسوکا کا حال آینده معلوم هوگا مترجم

§ ررز نامچه ایشیاٹک سوسئیٹي کلکته جلد ۱ صفحه ۲

‖ حصه ۳ باب ۳ تاریخ هذا کا ملاحظه کرو

* ڈي کلئیز صاحب کي حالات کتبوں کے مدرسه کے جلد ۲۰ صفحه ۱۱۵

یہہ اختلاف اس کثرت سے ہیں کہ اس قیاس سے اُنکا رفع کرنا ممکن نہیں کہ وہ ایک پہلے اور دوسرے پچھلے بدہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں اور جن شخصوں سے یہہ مختلف تاریخیں منسوب کی گئی ہیں اُنکے نام اور اُنکی زندگی کے حالات کے یکساں ہونے کی وجہہ سے بھی یہہ قیاس درست نہیں ٹھہرتا اسلیئے ہمکو خواہ تو ہندوستان کے بدہ مذہب والوں کو ایسے مذہب کی تاریخ سے جو اُنمیں قایم ہوا ناواقف اور ہندوؤں کی تواریخ واقعات کا وہ حصہ جو نہایت مستحکم اور صحیح ہی غلط ٹھہرانا چاہیئے یا یہہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ کشمیر یا تبت میں جہاں بدہ کا مذہب اُسکے بانی کی وفات سے کئی سو برس بعد رایج ہوا کوئی غلطی واقع ہوئی ہوگی اور اُن ملکوں میں سے وہ غلطی مشرقی ملکوں میں پھیل گئی ہوگی پس جو کہ پچھلا بیان نہایت غالب معلوم ہوتا ہی اسلیئے ہم بدہ یعنی سکیا کی وفات کا زمانہ قریب پانسو پچاس برس قبل مسیح علیہ‌السلام بصحت تمام قرار دیسکتے ہیں *

علاوہ صریح دلیلوں کے بدہ مذہب والوں کی اصلیت کا ہندوستان میں ہونا اِن باتوں سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ بدہ مذہب والوں کا علم‌الہیات اور دیوتاؤں کا علم اور حکمت اور جغرافیہ اور علم تواریخ واقعات وغیرہ بالکل ہندوؤں کے علموں سے مطابق ہیں اور اُن علموں میں جو اِصطلاحیں اُنھوں نے برتے ہیں وہ سب شنسکرت کی اصطلاحیں ہیں یہاں تک کہ بدہ جسکے معنی علم و فہم کے ہیں اور آدبدہ بمعنی علم مطلق مشہور الفاظ شنسکرت کے ہیں *

اِس مذہب کی اِبتداء ترقی کی نسبت ہم کوئی ٹھیک اطلاع نہیں رکھتے ہیں ہندوستان میں اِس مذہب کی دھوم دھام اسوکا کی سلطنت میں قریب ڈھائی سو برس قبل مسیح علیہ‌السلام کے ہوئی † اور

† ٹرنور صاحب کے ترجمہ کتاب مہاوانسو اور دیگر ہم عصر کتبوں کے ترجموں کو جو روزنامچہ ایشیاٹک سوسئیٹی بابت فبروری سنہ ۱۸۳۸ ع میں مندرج ہیں ملاحظہ کرو

اسوکا کے واعظوں نے اس مذهب کو اسي صدي کے اخیر میں لنکا میں
رائج کیا † *

غالباً تاتار اور تبت میں وه اِس زمانه سے پیشتر مروج هوا لیکن چین
میں سنه ۶۵ ع تک جبکه وه هندوستان سے وهاں سدهاگیا رائج نهیں
هوا اور سنه ۳۱۰ ع تک بشتوري قایم نهیں هوا ‡ *

اور اِس مذهب کے زوال کا حال اُسکي اصلیت کے مقام یعني
هندوستان میں ایک چیني سیاح نے لکها هی جو بعد مسیح کے پانچویں
صدي کي ابتداے میں تیرتهه کرنے آیا تها § اِس سیاح نے بده کے مذهب
کو اُس ملک میں جو چین اور هندوستان کے درمیان میں هی ترقي پر پایا
لیکن پنجاب میں کچهه زوال پر اور گنگا جمنا کے کناره کے ملکوں میں
نهایت زوال کي حالت میں دیکها چنانچه کپلا جو بده کا مولد تها
ویران اور برباد اور ایسا بیابان هوگیا تها که اُسمیں کوئي شخص کاشت بهي
نکرتا تها اور مذهب بده کا لنکا میں عین شباب پر تها لیکن هنوز جزیره
جاوا میں مروج نهیں هوا تها جس میں سے یهه جاتري گذر کر براه تري
چین کو واپس گیا *

بعد اِسکے بده کے مذهب نے هندوستان کے بعض حصوں میں پهر عظمت
حاصل کي آخر اُس مذهب کے معتقدوں کو دکهه دینے اور خارج کرنے
میں کمریلا تو کامیاب نهوا مگر اُنهوں یا نویں صدي میں بعد مسیح کے
شنکرا اچارجا نے اُنکو نایل کیا اور ایذا دي اور غالباً دکهن میں سے
مار کر نکال دیا لیکن معلوم هوتا هی که اُسکے معتقد سنه ۸۰۰ ع میں

---

† ۳۰۷ برس قبل مسیح علیه السلام سے ــ ترنور صاحب کے ترجمه تتبه
مهاوانسو کے دیباچه کے صفحه ۲۹ و مقامات دیگر کو دیکهو

‡ ڈي گگنیز صاحب کے مقالات تاتریوں کے مدرسه کي جلد ۳۲ صفحه ۱۵۱ و ۱۵۲
اور تاریخهاے قوم هنز کي جلد ۱ صفحه ۲ و ۲۲۵ و ۲۲۹

§ درو تامریه رایل ایشیاٹک سوسائٹي نمبر ۴ صفحه ۱۰۱ وغیره خصوصاً
صفحه ۱۳۶

هندوستان خاص کي سلطنت پر قابض تهے اور سنه ۱۱۰۰ ع † تک بهارس میں أنکا فرقه بڑا غالب اور ممتاز تها اور گجرات کے شمال میں سنه ۱۲۰۰ ع تک رائج رها ‡ *

معتقد إس مذهب کے اب هندوستان میں جا بجا موجود نهیں لیکن لنکا میں أنکا مذهب قایم اور برقرار هی اور گنگا کے کناره کے صوبجات کے شمال و مشرق کے بعض پهاڑي اضلاع میں اب بهي رائج هی بده مذهب برهما اور تبت اور سیام اور أن تمام ملکوں میں بهي جو مابین هندوستان اور چین کے واقع هیں رائج هی مگر ملک چین میں بهت غلبه رکهتا هی اور چیني اور روسي تاتار کے بڑے حصه میں پهیلا هوا هی پس یهه کلام صحیح اور بجا هی که به نسبت کسي اور مذهب کے معتقدوں کے إس مذهب کے معتقد بهت زیاده هیں *

جین مذهب کي إبتدا سنه ۶۰۰ یا سنه ۷۰۰ ع میں معلوم هوتي هی اور سنه ۸۰۰ یا سنه ۹۰۰ ع میں أسکو شهرت حاصل هوئي اور سنه ۱۱۰۰ ع میں نهایت اعلی درجه پر پهونچ گیا اور سنه ۱۲۰۰ ع کے بعد أسکو زوال هوا § إس مذهب کے معتقد جن مقاموں میں کثرت سے تهے وه مقام دکهن کے جنوبي حصه اور گجرات اور هندوستان خاص کے مغرب میں معلوم هوتے هیں اور معلوم هوتا هی که گنگا کے صوبوں میں أنکو کبهي بهت سي کامیابي حاصل نهیں هوئي *

معلوم هوتا هی که برهمنوں نے أنکو هر ایک مقام پر خصوصاً دکهن میں کئي مرتبه ستایا اور مغلوب کیا || جین مذهب والے اب بهي بهت

---

† پروفیسر واسن صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحه ۲۸۲

‡ آرسکائین صاحب کي تحریر مندرجه کتاب حالات بمبئي جلد ۳ صفحه ۵۲۳ معه کینیڈي صاحب کي شرح کے

§ پروفیسر واسن صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحه ۲۸۳

|| بکانن صاحب کي کتاب کے جلد ۱ صفحه ۸۱

کثرت سے خاص کر راجپوتانہ اور گجرات اور کنارہ میں هیں اور وہ لوگ
عموماً دولتمند اور تاجر هیں اور اکثر اُنمیں سے ساهوکار هیں اور هندوستان
کي تجارت کي دولت یعني سرمایہ کا بڑا حصہ اُنکے قبضہ میں هی † *

پانچواں باب

حکمت کے موجودہ حالت کا بیان

حکمت پر منو نے کچھہ لکھنے کا ارادہ نہیں کیا البتہ کہیں کہیں
اُسکے مجموعہ کے پہلے باب میں اِتفاقاً بیان اِس مضمون کا آیا هی لیکن
منو سے پچھلے زمانہ کے هندوؤں نے اُس مضمون پر بڑي توجهہ کي هی
اِس لیئے هندوؤں کي ذهانت اور خصلت کے بیان میں اُنکے حکمت کے
ذکر کرنے سے هم باز نہیں رہ سکتے *

یہہ بات ظاهر هی کہ منو کے مجموعہ قوانین کے پہلے باب سے
منو کا اعتقاد مذهبي ظاهر هوتا هی اور اُسکے مجموعہ کے قوانین کے
برخلاف جو مختلف زمانوں کے بنے هوئے معلوم هوتے هیں اِس باب سے
غالباً لوگوں کي وہ هي رائیں ظاهر هوتي هیں جو اُسي کے زمانہ میں
موجود تهیں *

اِس پہلے باب میں خدا تعالی اور روح کي خاصیت اور پیدایش اور
علم طبیعات اور الهیات کے سوا اور باتوں کا تذکرہ اِسقدر کم هی کہ اُس سے یہہ
ظاهر نہیں هوتا کہ آیا حکیموں کے فرقے اُس زمانہ میں ایسے هي تهے جیسے
کہ اب هیں لیکن دقیق مضمونوں پر اِسطرح سے اشارہ کرنے سے کہ گویا لوگ
اُنسے پہلے هي سے واقف تهے اور ایسي اصطلاحوں کو جنکو حکما اب بهي
استعمال کرتے هیں استعارۃً بر کام میں لانے سے کہ گویا لوگ اُنکو بخوبي
سمجهتے تهے ثابت هوتا هی کہ مباحثوں کے اُن اصولوں سے جنپر هندوؤں

---

† ٹاڈ صاحب کي کتاب راجستان جلد ۱ صفحہ ۵۱۸ اور پروفیسر ولسن صاحب
کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحہ ۲۹۳ اور بکانن صاحب کا
سیاحت نامہ جلد ۳ صفحہ ۱۹ و ۷۶ لغایت ۱۱۰ و ۱۲۱ و ۲۱۰

کي مختلف قسموں کي حکمت قائم ہوئے ہندو پہلے سے بخوبي واقف تھے *

حکیموں کے چھہ بڑے فرقوں کا بیان

اِن فرقوں کے مسائل کي تحقیق کرنے سے حکمت کي حالت موجودہ بخوبي معلوم ہوجاویگي *

ہندوؤں میں حکیموں کے چھہ قدیم فرقے ہیں جنکے مسئلوں کو لوگ تسلیم کرتے ہیں اِنمیں سے بعض فرقے برہمنوں کے مذہبي مسائل سے اختلاف کرتے ہیں اور بعض فرقے اگرچہ مذہب مقبولہ کے عام پابند ہیں مگر اُنکي ایسي ایسي رائیں ہیں کہ وہ بید میں نہیں پائي جاتي ہیں *

کالبروک صاحب نے اُن فرقوں کي ترتیب منصلہ ذیل طریق پر قرار دي ہی *

اول پہلا فرقہ میمانسا جسکي بنیاد جیمني نے ڈالي *

دوسرا پچھلا فرقہ میمانسا یا بیدانتا جسکا باني بیاس کو بتاتے ہیں

تیسرا نیائي یعني گوتاما کا منطقي فرقہ *

چوتھا کناد کا وہ فرقہ جو یہہ اعتقاد رکھتا ہی کہ دنیا کي چیزیں ایسے ذروں سے بني ہوئي ہیں جنمیں از خود حرکت کرنے اور جمع ہو جانے کي قوت موجود ہی *

پانچواں کپیلا کا دہریہ فرقہ *

چھٹا پتنجالي کا خدا پرست فرقہ *

پچھلے دو فرقہ بہت سي باتوں میں متفق ہیں اور سنکیا کے عام نام سے مشہور ہیں *

اس تقسیم سے حکمت کا موجودہ حال بخوبي نہیں معلوم ہوتا ہی چنانچہ پہلا فرقہ میمانسا کا تقریر کرنے کے فن کي تعلیم علانیہ اس نظر سے کرتا ہی کہ بیدوں کے مطلب سمجھنے اور شرح کرنے میں اُس سے مدد

ملے اور اس لحاظ سے یہہ فرقہ فقط نکتہ‌چینوں کا هی اور اس فرقہ کا جو
یہہ مقصد هی کہ جو فرایض بیدوں میں مقرر هیں اُنکی تحقیقات کرے
اس واسطے اُسکا کام خالص مذهبی کام هی اور حکمت کے فرقوں میں شمار
هونے کا مستحق نهیں برخلاف اسکے باقیماندہ فرقوں کی مختلف شاخیں
هوگئی هیں کہ هر ایک اُنمیں سے علحدہ فرقے سمجھے جانے اور تعداد
اصلی پر زیادہ کیئے جانے کی مستحق هی ان انواع انواع کے فرقوں کی
حکمتوں کے تمام اختلافوں کا بیان کرنا همارے مطلب کی برخلاف هی
اسلیئے چھہ بڑے فرقے مذکورالصدر میں سے دو نہایت مشہور فرقوں کا
مختصر حال اور باقی فرقوں کی مجمل کیفیت لکھنا ناظرین کے دل پر
اُس ترقی کا خیال نقش پذیر کرنے کے واسطے کافی هوگا جو هندوؤں نے
حکمت میں کی تھی *

یہہ دو فرقے جنکا هم مختصر حال دریافت کرنا چاهتے هیں سنکیا
اور بیدانتا هیں پہلا فرقہ کہتا هی کہ مادہ همیشہ سے هی اور همیشہ رهیگا
اور اس فرقہ کی اعلی شاخ خدا کے وجود سے منکر هی اور دوسرا فرقہ
تمام چیزوں کا مخرج یا پیدا کرنے والا خدا کو مانتا هی اور اس فرقہ کی
ایک شاخ مادہ کے وجود سے منکر هی *

تمام هندوستان کے دهریہ اور خدا پرست حکیموں کے فرقوں کا منشا
ایک هی هی یعنی اعلی درجہ کی خوشی یا اراگوں اور تمام جسمانی
بار اور تکلیفوں سے آزادی حاصل کرنے کے طریقوں کا سکھانا هی *

بیان حکیموں کے دهریہ اور خدا پرست فرقوں کا جو سنکیا کے مشترک نام سے مشہور هیں

علم کا مقصد

یہہ فرقہ جیسا کہ هم سابق میں بیان کرچکے هیں دو شاخوں میں
منقسم هی ایک تو پہلا والے شاخ جو خدا سے منکر هی اور دوسرے

پتنجالي کي شاخ جو خدا کے وجود کے مقر هیں لیکن اِن دونوں فرقوں کا مفصله ذیل رایوں میں اِتفاق هی † *

اِن فرقوں کي راے میں صرف اصلي اور کامل علم سے نجات حاصل هوسکتي هی ‡ اِس کامل علم کا موضوع مادي دنیا کي قابل محسوس اور غیر محسوس اصول سے اُس فهم و اِدراک کي اصل یعني غیر مادي روح کا امتیاز کرنا هی § *

اِس علم کي تحصیل کے ذریعوں کا بیان

اصلي علم حاصل کرنے کے تین اسباب هیں ایک تو قوت مدرکه دوسرے تجربه تیسرے اعتراف || *

اصول مذکورہ کا بیان

جن اصول کا علم تین سببوں مذکور سے حاصل هوتا هی وہ پچیس هیں ┼ *

اول قدرت جو تمام اشیاء کي اصل اصول اور تمام کائنات کا مادي سبب هی اور یهه ایک ایسا مادہ هی جسکي کوئي اِبتدا اور انتها نهیں اور عقل و گیاست بهي نهیں رکهتا اُسکو جز لایتجزا مانا گیا هی وہ خالق هی لیکن مخود کسي سے پیدا نهیں *

دوسرے علم و اِدراک جو قدرت کي اول پیدایش اور غیر مخلوق * خالق اور اصولوں کا هی *

---

† کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه کتاب حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۳۱

‡ ایضاً ایضاً صفحه ۲۶

§ ایضاً ایضاً صفحه ۲۷

|| ایضاً ایضاً صفحه ۲۸

┼ ایضاً ایضاً صفحه ۲۹ لغایت ۳۱

* علم کو قدرت کي پیدایش اور غیر مفارق جو کها گیا هی اِس تناقض کا باعث یهه هی که اُسکا وجود قدرت پر منحصر هی لیکن وہ قدرت کے ساتهه همیشه سے هی (اِس تشریح سے بهي اصل تناقض رفع نهیں هوتا بلکه یهه ثابت هوتا هی که علم قدرت کا عین هی غیر نهیں هی) مترجم

تیسرے معرفت جسکا مبدء علم و ادراک هی اور اسکا کام اپنا جان لینا یعنی یقین کرنا هی که میں هوں *

چار سے آٹھ تک معرفت پانچ اصلوں یا جزوں یعنی حواس کا منبع هی جو پانچوں عناصر کے خالق هیں † *

نو سے انیس تک معرفت گیارہ آلات حس و حرکت کا منبع هی ‡ جنمیں سے دس محسوس هیں پانچ تو آله حواس خمسه کے یعنی ناک کان آنکھیں وغیرہ اور پانچ آله حرکت کے یعنی هاتھه پاؤں زبان وغیرہ هیں اور گیارهواں آله غیر محسوس یعنی اراده هی جو حس و حرکت دونو کا ذریعه هی *

بیس سے چوبیس تک اُن پانچ اصلوں سے جو چار سے آٹھ تک بیان هوئیں پانچ عنصر نکلے هیں (یعنی معلوم هوتے هیں) خلا هوا آگ پانی مٹی *

پچیسواں اصل روح هی جو نه خود مخلوق هی اور نه خالق اور وه ایسی شی هی جسپر کثرت اور وحدت دونوں کا اطلاق هوتا هی اور صاحب ادراک اور همیشه ایک هی حالت پر اور غیر مادی هی *

اجسام ذي روح كي بناوٹ

قدرت کا دھیان اور تصور کرنے اور پھر قدرت کی نعمت سے آزادی حاصل کرنے کے لئے روح اور قدرت کا اجتماع هوتا هی اس اجتماع سے پیدائش جو حقیقت میں علم و ادراک اور اور اصلوں کا ظهور هی وقوع میں آتی هی روح کی خواهش لطف و لذت اوٹھانا یا آزاد هوجانا هی

† تنها خالق سے عناصر کا پیدا کنندہ نه سمجھنا چاهئے بلکه اُنکو ایسی اصلیں جاننا چاهئے جنسے هم پانچوں عناصر کو دریافت کرسکتے هیں مثلاً آواز اصل هے نهایت لطیف اور نازک هوا کی (یعنی آواز باعث دریافت هونے اُس هوا کی هی) اور بو اصل خاک کی (یعنی بو سبب معلوم هونے خاک کی هی) پروفسر ولسن صاحب کی تفسیر سانکھیا کریکا پر

‡ معرفت آلات حس و حرکت کا منبع کسی طرح نهیں هوسکتی شاید منبع هونے سے یه مراد هی که معرفت سے هی یه آلات بھی دریافت هوتے هیں مترجم

اِس ھرایک مطلب کے پورا ھونے کے لیئے اُسکو ایک لطیف جسم جو علم و اِدراک اور معرفت اور اِرادہ اور آلات حس و حرکت اور اصول عناصر یعني حواس خمسہ سے مرکب ھی عطا ھوا ھی یہہ لطیف جسم غیر محدود اور غیر مقید اور خیالات سے اثر پذیر ھوتا ھی لیکن لطف اوٹھانے کي قابلیت اُسوقت تک اُسمیں نہیں ھوتي ھی کہ ایک کثیف جسم جو عناصر سے ترکیب پایا ھوا ھو اُسکے ساتھہ متعلق نہوجاوے اور وہ بھي اِنسان کا بدن ھی جو قابل فنا ھی *

یہہ لطیف جسم بہ نسبت اِس کثیف جسم کے زیادہ دیر پا ھی اور اواگون کے اوقات پھیر میں روح کے ساتھہ رھتا ھی † *

ایسي جسماني پیدایش کی جسمیں روحیں کثیف جسموں سے تعلق رکھتي ھیں چودہ درجہ ھیں جنمیں سے آٹھہ تو اِنسان سے اعلی اور برتر ھیں اور پانچ ادنی اور کمتر ھیں *

برتر درجہ میں دیوتا اور اور روحیں جنکو ھندو مانتے ھیں شامل ھیں اور کمتر درجہ میں حیوانات مطلق اور نباتات اور جمادات داخل ھیں ‡ *

علمي پیدایش کا بیان

علاوہ کثیف اور لطیف جسماني پیدایش کے جو مادي کائنات سے متعلق ھی سنکیا ایک علمي مخلوق بھي قائم کرتا ھی جو علم کے عشق اور خیالات اور قوا سے مرکب ھی *

اِس مخلوق کي چار قسمیں ھیں ایک تو ادراک کي روکنیوالي دوسري اُسکي ناقص کرنیوالي تیسري رضامند کرنیوالي چوتھي قسم کامل

† کالبروک صاحب کي تحریر مندرجہ حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۲ صفحہ ۳۲

‡ ایضاً ایضاً صفحہ ۳۳

کرنیوالي ادراک کي هی † *

سانکیا فرقہ کے حکیم مثل اور ہندوستاني حکیموں کے قدرت کي تین صفتوں یا صورتوں پر زیادہ توجہہ کرتے ہیں اور وہ نور اور جذبہ اور ظلمت ہیں وہ کہتے ہیں کہ تمام موجودات کي روح اور غیر ذي روح پر انکا اثر معلوم ہوتا هی مثلاً نور کي وجہہ سے آگ کا شعلہ بلند ہوتا هی اور اِنسان کے جسمیں نیکي اور خوشي پیدا ہوتي هی اور جذبہ سے ہوا میں زور شور اور آدمیوں میں بدي ظہور میں آتي هی اور ظلمت سے پاني اور مٹي پستي کیطرف مائل ہوتي ہیں اور اِنسان کے دل میں رنج و افسردگي پیدا ہوتي هی قدرت کي اِن صفتوں سے ایسي آٹھہ باتیں نکلي ہیں جو ادراک سے متعلق ہیں اور آپسمیں ایک دوسرے کي ضد ہیں یعني ایک جانب میں تو نیکي علم اعتدال اختیار اور انکے مقابلہ میں بدي جہل بے اعتدالي مجبوري ہیں اِنمیں سے ہر ایک کي تفصیل کي گئي هی چنانچہ اختیار کي آٹھہ قسمیں هیں سانکیا حکیموں کے فرقے کي رائیں جو اُنکے مسائل کے طور پر ہیں اور بیان کي ہیں وہ اُنکي کتابوں میں نہایت مدلل اور مشرح

† اِن چار قسموں کي فہرست بہت وسیع هی کیونکہ بڑي بڑي پچاس فصلیں اِسکي ایسي ہیں جنکي اور بہت سي تقسیم در تقسیم کي گئي هی هم اِسکے نمونہ میں مفصلہ ذیل ایک نمونہ ڈلبرک صاحب کي تحریر میں سے نقل کرتے ہیں جو نہایت اجمال کے ساتھہ اُنھوں نے لکھا هی

اول موانع اِدراک کے غلطي وهم جذبہ عداوت خوف اِن سب کا بیان جداگانہ پانسٹھہ فصلوں میں کیا گیا هی

دوسري قسم ناقص کرنے والي ادراک کي اٹھائیس قسمیں قائم کي ہیں جنکا باعث حواس کے آلات میں کسي قسم کا خلل اجانا ہوتا هی

تیسري رضامند کرنے والي قسم کے نو حصے ہیں اور یہہ سب کار و بار سے اِنسان کے بالکل معطل ہوجانے یا کچھہ تھوڑا سا مشغول رہنے سے متعلق ہیں جس سے نہایت یا کامل درجہ کي آسایش حاصل ہوتي هی

چوتھي اِدراک کي کامل کرنیوالي قسم کي آٹھہ قسمیں ہیں جنمیں سے تین برائي کي روکنے والي اور باقي پانچ یہہ ہیں یعني تقریر اور زباني نصیحت اور تحصیل اور تعلق اُنس اور محبت سے اور صفائي ظاهر و باطن کي

مندرج هیں کالبروک صاحب نے چند دلیلیں اور تقریریں اُن حکیموں کي بطور نمونه کے لکهي هیں اُنمیں نقص جیسا که ایسي حالتوں میں هوا کرتا هی یهه معلوم هوتا هی که وہ حکیم نهایت نازک خیالي اور تدقیق کے درپے تهے † *

عام راے سنکیا حکیموں کے مسئلوں پر

سنکیا حکیموں کے قاعدوں کا منشاء معلوم کرنے سے جنکو اُنکے موجدوں نے ایسي عجیب صنعت اور بناوٹ سے ایجاد کیا هی جسکے سبب سے کسیقدر تاریک هوگئے هیں اول همکو یهه خیال آتا هی که اگرچه یهه فرقه خدا کا منکر اور مادہ کو ماننے والا هی لیکن اُس فرقه کے عقائد سے بهت ملتا جلتا هی جو کل اشیا کا مخرج روح کو قرار دیتا هی مثلاً سنکیا فرقه کے عقاید یهه هیں که قدرت سے علم اور علم سے معرفت اور معرفت سے حواس اور لطیف اصول عنصروں کے هونے اور اِن عنصروں سے خود کثیف عنصر نکلے هیں پس اِس سلسله سے یهه ظاهر هی که اگرچه مادہ کو قدیم مانا گیا مگر اُسکي صورتیں روح سے مشتق هوئیں اور کوئي وجود اُنکا احاطه ادراک سے خارج نهیں هی *

لیکن اِس فرقه کا اصل عقیدہ جو ان مذکورہ لفظوں سے بادي‌النظر میں سمجهه میں آتا هي نهیں هی حقیقت میں اونکا اعتقاد یهه هی که قدرت کي صفت ذاتي یهه هی که وہ جمله اصولوں کو بترتیب ظهور میں لاوے اور روح کا ذاتي وصف یهه هی که وہ اُن کو قدرت کا علم حاصل کرنے کے ذریعوں کیطرح کام میں لاوے اگرچه اِن دونوں باتوں کا منشاء واحد هی مگر اصلیت میں جداگانه هیں قدرت اور روحیں قدیم هیں اگرچه هرایک روح ادراک اور اور تمام اُن چیزوں کے ساتهه تعلق رکهتي هی جو قدرت سے پیدا هوئیں هیں لیکن اُنکے ظهور میں کچهه دخل نهیں رکهتي روح اصل ادراک سے جو خاص قدرت کي پیدایش هی کچهه علاقه نهیں

† کالبروک صاحب کي تصویر کتاب حالات رایل ایشیا ٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۲۳ لغایت ۳۷

رکھتي بلکه وه أس ادراک کے ساتھه واسطه رکھتي هی جو اصل ادراک سے پیدا هوا هی *

پیدایش کے وقت روح کو ایک لطیف جسم † ملتا هی اور أسکے اوپر ایک کثیف جسم اور زیاده کیا جاتا هی جبکه روح اور ماده کے آپسمیں اسطرح رشته مستحکم هوجاتا هی تو بیروني محسوسات کو آلات جسماني روح تک پہونچاتي هیں قوت مدرکه محسوسات کي اطلاع کو جمع کرکے معرفت تک پہنچاتي هی اور معرفت اوسے انسان کو آگاه کرتي هی اور ادراک أس سے نتیجے نکال کر ایسا علم حاصل کرتا هی جس تک حواس کو رسائي نهیں هوتي ‡ غرضکه روح بازیگر کي مانند نهیں بلکه ایک تماشائي کیطرح سب کچھه دیکھتي هی *

روح کي مثال آئینه کي سي هی که أسمیں هر قسم کي شی کا عکس پڑتا هی مگر کوئي تبدیلي نهیں آتي اسیطرح روح سب کچھه معلوم کرتي هی مگر أسمیں اثر کسي شی کا نهیں هوتا § جبکه روح قدرت کو بالکل دیکھه اور سمجھه چکتي هی تو کام أسکا پورا هوجاتا هی اور أسکو نجات حاصل هوجاتي هی اور قدرت اور اس مفرد روح کے آپس میں جو تعلق هوتا هی وه بالکل فنا هوجاتا هی بقول ان حکماء کے قدرت ایک بازي گر کي طرح اپنے آپ کو بخوبي ظاهر کرتي هی اور جب أسکو اچھي طرح دیکھه لیا جاتا هی تب ساتھه چھوڑتي هی اور روح کو نجات کا درجه حاصل هوجاتا هی *

اس سے ظاهر هوتا هی که قدرت کے کار و بار میں روح کو کچھه مداخلت نهیں اور أسکے کسي کام میں روح کے هونے کي کچھه ضرورت نهیں هی چنانچه محسوس هونا اور معرفت اور مباحثه اور تجویز روح کے نهونے

---

† کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه حالات رایل ایشیا تک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۳۰

‡ ایضا — ایضا — صفحه ۳۱ و ۳۰۱

§ ایضا — ایضا — صفحه ۳۲

کي حالت میں بهي بدستور جاري رهینگے علاوه اسکے یهه سب کام روح کي نجات کے واسطے انجام پاتے هیں حالانکه روح ابتدا میں بهي ایسي هي آزاد تهي جیسے که بعد نجات کے هوگي غرض که هر حالت میں روح ایک مد فضول میں داخل رهتي هی اس سے یهه خیال اتا هی که کپیلا نے بهي روح کے وجود اور نجات کا اقرار اُن هي لفظوں میں کیا هی جنمیں اپیکیورس حکیم اس خیال سے اپنے هممصروں کے دیوتوں کو تسلیم کرتا تها که صریح انکار سے لوگوں کے مذهبي تعصبوں کو اشتعالک نهووے *

سنکیا فرقه کي دونوں شاخوں دهریه اور خدا پرست کے مسائل مختلصه کا بیان

ابتک جو مسئلے بیان هوئے وه دونوں فرقوں کے مشترک مسائل تهے لیکن جیسا که بیان هوچکا هی کپیلا روحوں کو جداگانه تسلیم کرنے اور ادراک کو باعث ظهور ماده یعنے پیدایش کا سبب قبول کرنے کے علاوه کسي ایسے مادے یا روحاني وجود مطلق کا اقرار نهیں کرتا جسکي مرضي سے تمام کائنات عدم سے وجود میں آئي هی † *

برخلاف اسکے پتنجالي کا عقیده هی که اور سب روحوں سے علیحده ایک روح هی جسپر اُن برائیوں کا کچهه اثر نهیں هوتا جنکي تاثیر سے اور روحیں مبرا نهیں هیں اور وه روح بري بهلے کاموں اور اُنکي نتیجوں اور وهم و خیال سے پاک هی اور وه ایسي روح عالم‌الغیب هی جسپر محدودیت مکاني اور زماني کا کسیطرح اطلاق نهیں آتا هی یهي روح ذات باریتعالے هی جو احکم‌الحاکمین هی ‡ *

ان دونوں گروهوں کا طریق اُنکے ان خاص عقیدوں سے قایم هوتا هی دونوں کے نزدیک تمام علم کا مقصود روح کا تعلقات ماده سے نجات پانا هی جو دهیان کے ذریعه سے حاصل هوتي هی *

---

† حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۳۷

‡ حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۳۷

علاوہ اسکے خداپرست عبادت اوپر قایم کرتے ہیں اور اس عبادت سے
انکے دھیان کے مضمون تجویز ہوتے ہیں دہریہ فرقہ ارادہ اور مادہ کے
دقیق اور مشکل مضمون پر بحث و مباحثہ کرتا ہی اور خدا پرست
فرقہ اپنا تمام وقت ریاضت میں صرف کرتا ہی یا وہ بالکل محو اور
مستغرق ہوکر تعلقات دنیا سے متنفر ہو جاتا ہی اس سے اسکی طبیعت
میں صاحب اسرار ہونے کا خبط اور جنون پیدا ہو جاتا ہی جو مختلف
صورتوں میں ظاہر ہوتا ہی سنکیا کے اس فرقہ پر اس خصلت نے ایسا
غلبہ کیا ہی کہ وہ اسکے سبب سے سب کی نظروں سے گر گیا ہی *

پتنجالی کی کتاب میں جو اس خدا پرست فرقہ کے مذہبی عقاید
کی اصل متن ہی جسمانی اور روحانی ریاضتوں کی کامل ہدایتیں مندرج
ہیں چنانچہ اسمیں لکھا ہی کہ فلاں فلاں صورتوں کے دھیان میں بالکل
ڈوب جاؤ اور حبس نفس کرو اور حواسوں کو معطل کرکے معینہ طریقوں
پر باستقلال تمام قایم رہو ایسی ریاضتوں سے مرتاض کو زمانہ گذشتہ اور
استقبال اور مخفی یا دور دراز کی شی کا علم ہو جاتا ہی چنانچہ اوروں
کے خیال اسکو معلوم ہو جاتے ہیں اور ہاتھی کی سی طاقت اور شیر کی
سی جرأت اور ہوا کی سی سرعت حاصل ہو جاتی ہی ہوا پر اڑتا اور
پانی پر چلتا اور پاتال میں اتر جاتا ہی اور پلک مارنے میں تمام
کائنات کا حال جان لیتا ہی ان خرق عادات کے حاصل کرنے کے واسطے
بعض شخص وہ ریاضتیں کرتے ہیں جو نہایت اعلی درجہ کی خوشی
یعنی حصول بہشت کے لیئے کرنی چاہئیں اور بعضے بجاے اصل خرق
عادت کے فریب اس نیت سے کرتے ہیں کہ دیکھنے والوں کو ایسی عجائبات
دیکھا کر متحیر کریں جنکے دیکھانے کا انکے پاس بجز فریب کے اور کوئی
ذریعہ نہیں ہوتا ہی *

جوگیونکا کا بیان

انسان کے قبضہ قدرت سے جو باتیں باہر ہیں ان تک رسائی حاصل
کرنے کے ارادہ کرنے والوں کی اعلی قسم اچھے سادہ سنتوں میں اور قدیم

درجه کي قسم نهايت ذليل فقيروں ميں اب بهي موجود هی ان دونوں قسموں کے لوگ جوگي کہلاتے هيں اور جوگي ايک اصل فرقه کا نام تها يهه نام ايسے لفظ سے ليا گيا هی جسکے معني ترک دنيا کرکے دهيان ميں لگے رهنا هيں † *

پيچهلے ممانسا يا بيدانتي فرقه کا بيان

اس فرقه کي بنياد بياس جي سے جو بيد کے معروف مولف قريب چوده سو برس قبل مسيح کے هوئے هيں منسوب کرتے هيں غالباً ايسا معلوم هوتا هی که اس مولف نے گو وه کوئي کيوں نهو اُن تاليفوں کے منشاء اور ضروري مسئلوں پر ايک رساله لکها هی ليکن کالبروک صاحب کي يهه راے هی که باقي پانچ فرقے اس سے پہلے کے هيں بلکه جين اور بده مذهب کے فرقوں سے بهي يهه فرقه نيا هی اسليئے جس کتاب ميں اس فرقه کے مسائل اور عقايد کا بيان مندرج هی چهه سو برس پيشتر حضرت عيسى عليه السلام سے نه لکهي گئي هوگي ‡ *

اگرچه اس فرقه کے عقيدوں اور مسئلوں کي امداد عقلي دليلوں سے کي گئي هی ليکن يهه فرقه دعوی کرتا هی که همارے مسئلوں کي بنياد بيدوں پر هی اور اُنکے ثبوت ميں بيدونکا حواله ديتا هی اس فرقه کي وجهه سے بہت سے رساله معه اُنکی تفسيروں اور تفسيروں کي تفسيروں کے

---

† سنکيا فرقه کا مذکوره بالا بيان زياده تر کالبروک صاحب کي تحرير مندرجه حالات رائل ايشياٹک سوسئيٹي جلد ۱ صفحه ۱۹ لغايت ۴۳ ميں سے ليا گيا هی دهريه فرقه کپيلا کے اصلي متن کا ترجمه جسکو کالبروک صاحب نے اول مرتب کيا وه اب چهپا هی اور اُسکے ساتهه ايک اُس متن کي تفسير کا ترجمه جو سنسکرت ميں تهي اور پروفيسر ولسن صاحب کي ايک بہت عمده تفسير اُس متن کي چهپي هی اور اکسفورڈ کي يونيورسٹي کے لکچروں ميں سے سب سے آخر مصنف کے لکچروں کے صفحه ۳۹ و ۵۴ ميں بهي سنکيا کے مسائل پر مشرح راے چهپي هی ان کتابوں سے ميں نے اپنے اُس بيان کے درست اور صحيح کرنے ميں کوشش کي هی جو سنکيا فرقه کا کيا هی

‡ کالبروک صاحب کي تحرير مندرجه حالات رائل ايشياٹک سوسئيٹي جلد ۲ صفحه ۳ و ۴

گذشتہ دو سو برس میں تحقیق ہوئی ہیں ان مضمونوں کے انتخاب سے کالبروک صاحب نے اس فرقہ کے حالات لیکر لکھے ہیں لیکن اس باعث سے کہ اُس میں قابل بحث اور ایسے مضمون بھی لکھے ہیں جنکا عقلی ثبوت دینے کے بجاے اصل متن پر حوالہ کیا گیا ہی بہ نسبت اور فرقوں کے حالات کے زیادہ تر تاریک ہیں *

ھستي مطلق صرف خدا کي ذات ھی

اس فرقہ کے اول درجہ کے مسئلہ یہہ ہیں کہ خدا عالم الغیب اور قادر مطلق کائنات کی فنا اور بقا اور ھستی کا باعث ھی اور خلقت اُسکی مرضی کا ایک کام ھی اور دنیا کا خالق اور مادی باعث اُسیکی ذات ھی بقول شاعر * خود کوزۂ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ * اور بعد تکمیل کے ہر شی اُسیکی ذات میں فنا ہو جاتی ھی اور وھی وجود مطلق موجود اور کل عالموں کی روح ھی † *

مفرد روحیں اُسیکی ذات کے اجزا ہیں جو اسطرح اُس سے علیحدہ ہوکر پھر اُس میں داخل ہو جاتی ہیں جسطرح آگ کے شعلہ میں سے شرارہ نکل کر پھر اُسمیں ملجاویں *

روح خدا کی ذات کا ایک جز ہونے کے سبب غیر فانی اور غیر محدود اور عاقل اور عالم اور صاحب امتیاز ھی *

اگرچہ سکون و قرار اُسکی قدرتی حالت ھی مگر سرعت اور حرکت کی قابلیت بھی اُسمیں ھی اعلی ھستی نے جیسا کہ پہلے سے ارادہ کر رکھا تھا اُسکو قابل حرکت بنایا اور اپنے ارادوں کو ایسے بے انتہا سببوں کے سلسلہ کے ساتھہ جسکی ابتداء نہیں ظاہر کر رہا ھی ‡ روح جسم میں اسطرح بند ھی جیسے کوئی شی ایک غلاف یا کئی غلافوں میں ہوتی ھی اول غلاف اُسکا علم و ادراک معہ حواس خمسہ کے ھی اور دوسرا

† حالات رائل ایشیاٹک سوسئیٹی جلد ۲ صفحہ ۳۳

‡ ایضا ایضا ایضا

غلاف ارادہ تیسرا حس و حرکت کے آلات هیں ان تینوں کا ایک لطیف جسم بنتا هی جو روح کے ساتھہ اواگون میں رهتا هی *

چوتھا غلاف یہہ کثیف جسم هی † باعتبار جسم کے روح کی حالتیں یہہ هیں کہ جب انسان بیدار هوتا هی تو وہ متحرک اور ایک اصلی اور حقیقی خلقت سے تعلق رکھتی هی اور خواب خیال کے حالت میں ایک وهمی اور مجازی خلقت سے سروکار رکھتی هی اور خوب غافل سونے کی حالت میں خدا کی ذات سے لپٹی هوتی هی مگر اُسمیں وصل نہیں هو جاتی هی بعد وفات کے وہ اس جسمانی ڈھانچ سے کنارہ کر لیتی هی ‡ بعد اسکے وہ جرم قمر میں جاتی هی اور وهاں اُسکو ایک ابی رقیق جسم ملتا هی اور مینھہ کی صورت میں برستی هی جسکو کوئی نباتات جذب کر لیتی هی پس بذریعہ غذا کے کسی حیوان کے بچہ کے قالب میں پڑ جاتی هی § اور اپنے اواگون کے پورا کرنے کے بعد جسکی مدت روح کے افعال پر منحصر هوتی هی نجات حاصل کرتی هی *

نجات کی تین قسمیں هیں ایک تو کامل یعنی تعلقات جسمانی سے مبرا هوکر روح کو تجرد حاصل هوجاوے جسکے بعد وہ برهما کی ذات میں جذب هوجاتی هی دوسرے نجات ناقص جسمیں روح صرف برهما کے مسکن تک پہونچ سکتی هی تیسرے اِس سے بھی کم یعنی یہہ کہ روح اِنسان کی حالت زندگی هی میں بعض صفتیں برهما کی حاصل کرلیتی هی اور روح میں اِستعداد حظ اوٹھانے پر مائل اور راغب هونیکی هی افعال اور حرکات کرنے پر آمادہ هونیکی نہیں پچھلی دو قسم کی نجات بلدان اور معینہ طریقوں پر نہایت استغراق کے ساتھہ دھیان کرنے سے حاصل هوجاتی هی *

---

† حالات ایشیاٹک سوسئیٹی جلد ۲ صفحہ ۳۵
‡ ایضاً	ایضاً	صفحہ ۳۷
§ ایضاً	ایضاً	صفحہ ۲۵

یہہ فرقہ برهما کي قدرت کے غیر محدود هونے اور اُسکے غرور هونے
اور دهرم کرم کي تاثیر (یعني کامل اور ناقص دهرم اور اچهے برے کرم کے
موافق جزا و سزا هوني لابدي هی یا نهیں) اور اور بہت سي مختلف
باتوں پر بحث و مباحثہ کیا کرتا هی دهرم کرم کي تاثیر کا ذکر اِس فرقہ
کي قدیم کتابوں میں نهیں هی البتہ ویدانتیوں کے اُس طریق کا مسئلہ هی
جو بهاگوت گیتا کي پیروي کرتے هیں مگر ویدانتیوں کے فرقہ میں سے هر
نہایت پابند قاعدہ کے هیں وہ مکتي کا هونا برهما کي کرپا سے مانتے هیں
اور برهما کي قدرت کو ایسے مسلسل اسباب کے ذریعہ سے جنکا ابهي ذکر
هوچکا هی کہ اُنکي اِبتدا نهیں معلوم محدود جانتے هیں *

یہہ بات ظاهر هی کہ یہہ فرقہ مذکورہ بالا فرقہ سے مادہ کے قدیم هونے
اور کائنات کو خداتعالی کي مرضي اور قدرت سے منسوب کرنے میں بالکل
اختلاف رکهتا هی ویدانتیوں کي اصل تعلیم کرنے والے بلکہ اهل یوروپ میں
سے وہ لوگ بهي جنهوں نے انکی تصنیفات کا ترجمہ کیا هی مادہ کے
وجود میں آنے کے طریق پر اتفاق نہیں کرتے چنانچہ اسمیں سے ایک فرقہ
کا اعتقاد هی کہ ذات باري تعالی نے اپنے وجود میں سے مادہ کو نکالا هی
اور وہ اُسکے ارادوں کي تکمیل کے بعد پهر اُسیکي ذات میں شامل هوجاویگا
اس مادہ سے جو اسطرح سے پیدا هوا تمام کائنات کو ظہور میں لایا اور
اُسکو انسان کي روح پر طرح طرح کي تاثیر پیدا کرنے کے لیئے چهوڑا هی اور
دوسرے فرقہ کا عقیدہ یہہ هی کہ خدا تعالی نے مادہ کو پیدا نهیں کیا اور
نہ وہ موجود هی بلکہ بلا واسطے انسان کي روح پر سلسلہ وار تاثیریں
پهنچاتا هی جنکا پیدا هونا پہلا فرقہ مادي دنیا کے ذریعہ سے سمجهتا هی
پہلا فریق کہتا هی کہ هر شی خدا کے وجود سے موجود هی اور دوسرا
کہتا هی کہ بجز خدا کے کوئي شی موجود نهیں معلوم ایسا هوتا هی
کہ آخر مسئلہ آجکل کے ویدانتیوں میں پہلا هوا هی اگرچہ غالباً اِس
فرقہ کے بانیوں یا مقدمین کي ایجاد نهیں هی *

دونوں فرقے اِس بات پر متفق هیں که جو اثر طبیعت پر پیدا هوتا هی وه باقاعده اور بترتیب هوتا هی پس دنیا کو بے اصل سمجهنے والا فرقه سبب اور اثر پر ٹهیک اُسیطرح بحث کرتا هی جسطرح دنیا کو اصل ماننے والا فرقه گفتگو کرتا هی *

دونوں ارادہ الهي کے قائل هیں اور یهه نهیں خیال کرتے که ماده کي خاصیت میں یا خدا تعالی کي صفات میں کوئي بات ایسي هی جسکے سبب سے اُسکا اراده محدود هوجاوے *

دونوں اِس مقوله میں متفق هیں که روح خدا کي ذات کا ایک جز هی اور پهر اُسیکي ذات میں شامل هوجاویگي مگر کوئي انمیں سے یهه نهیں کهتا که وه خدا کي ذات میں سے کسطرح سے جدا هوئي خاصکر دنیا کے بے اصل سمجهنے والے یهه بیان کرنے میں قاصر هیں که جسبا روح خدا تعالی کے وجود کا ایک ذاتي جزو یعني عین هی تو پهر اُسکو خدا تعالی نے اِس بات کا یقین کرانیکا کیوں دهوکا دیا هی که وه ایک علیحده اور غیر شی هی جسپر عالم کون و فساد کي تاثیریں هوتي هیں † *

منطقي فرقوں کا بیان

علم منطق کو برهمن دل سے عزیز رکهتے هیں اور بیحد و حساب تصنیفیں اِس علم میں کي هیں بعض اُنمیں سے بڑے بڑے مشهور مصنفوں نے بهي لکهي هیں اِسي سبب سے مختلف فرقے قائم هوگئے هیں مگر تمام اور فرقوں کا ماخذ گوتاما اور کناد کے فرقے هیں انمیں سے پهلے نے منطقي الهیات پر اور دوسرے نے طبیعاتیعني محسوسات پر توجهه کي هی اگرچه

---

† علاوه کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه حالات رائل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۲ صفحه ۳۸ و ۳۹ کے کرنل کینیڈي صاحب کي تحریر مندرجه کتاب مذکور کي جلد ۳ صفحه ۴۱۲ اور سر گریوز هاٹن صاحب کي رایوں کو جو دنیا کے بے اصل هونے یا مادي وجود رکهنے کے استفسار میں هیں ملاحظه کرو

یہہ دونوں فرقے بعضی باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں مگر ایسی باتونمیں جنپر دونوں نے بحث کی ہی عموماً اتفاق پایا جاتا ہی اسلیئے اُنکو ایکہی مجموعہ کے ایسے دو جز سمجھنے چاہیئیں جو ایک دوسرے کے نقصانوں کی تکمیل کرتے ہیں *

گوتاما اورکناد کی اُن باتونکا بیان جو ارسطو کی رایوں سے ملتی جلتی ہیں

اب جو فرقہ ان دونوں کے اجتماع سے قایم ہوا اُسکا مقابلہ ارسطو کے گروہ سے کیا گیا ہی † یہہ فرقہ تجنیس اور ترکیب اور ترتیب پر توجہہ کرنے اور ایک بد اسلوب قضیہ پانچ مراتب کا جنمیں سے دو مراتب محض فضول ہیں قایم کرنے میں ارسطو سے موافقت رکھتا ہی ‡ *

اور کناد کے فرقہ کی منطق میں حالتوں کی شمار بھی کی گئی ہی اور وہ چھہ ہیں یعنی شی اور صفت اور حرکت اور اجتماع اور خصوصیت اور اتحاد بعضے ساتویں اور زیادہ کرتے ہیں یعنی معدومیت ارسطو کے نزدیک ان میں سے اول کی تین ہیں باقی نہیں ہیں اور ارسطو نے جو اور سات حالتیں تجویز کی ہیں اُن میں سے کوئی نہیں لی گئی ہی § *

ہندوؤں کے دونوں گروہوں نے جن مضمونوں پر بحث کی ہی اکثر اُنہیں سے وہی مضامین ہیں جنپر ارسطو نے گفتگو کی ہی یعنی حواس

---

† کالبروک صاحب کی تحریر مندرجہ مقالات رایل ایشیا ٹک سوسٹیٹی جلد ۱ صفحہ ۱۹ اور اڈنبرا ریویو بابت جولائی سنہ ۱۸۲۴ ع صفحہ ۳۶۳

‡ مثلاً اول یہہ پہاڑ آتشین ہی دوسرے کیونکہ اُسمیں سے دھواں نکلتا ہی تیسرے جس شی میں سے دھواں نکلتا ہی وہ آتشین ہوتی ہی جیسے کہ مطبخ کا تنور چوتھے یہہ پہاڑ دھواندھار ہی پانچویں اسلیئے یہہ پہاڑ آتشین ہی ہندوؤں کے ہاں باقاعدہ قضیہ بھی مستعمل تھا جسکا قائم ہونا مذکورہ بالا قضیہ کے بعد ایک امر لازمی ہی لیکن جو کہ یہہ باقاعدہ قضیہ مذکورہ قضیہ کے بعد ظہور میں آیا اسلیئے معلوم ہوتا ہی کہ ہندوؤں نے ترقی کے زمانہ میں یونانیوں سے لی لیا ہوگا

§ یعنی جثہ اور تعلق اور مقدار اور زمان اور مکان اور حالت اور مادہ

اور عنصر اور روح اور اُسکی مختلف قوتوں اور زمانہ اور خلاء وغیرہ لیکن بہت سے مضمون جو ارسطو کے نزدیک اول درجہ رکھتے هیں هندوؤں سے فروگذاشت هوئے اور اسیطرح ارسطو کا حال هی مضمونوں کی تعریف اکثر مختلف هی اور عام ترتیب اُنکی بالکل مشابہ نہیں هی *

نہایت مشہور مطابقت هندوؤں اور یونانیوں میں یہہ هی کہ تمام هندو فرقے حواس خمسہ پر چھٹا ارادہ زیادہ کرتے هیں جو باقی پانچوں کے کاموں پر قبضہ رکھتا هی یہہ ارسطو کی تسلیم کی هوئی اُس حس سے جسکو وہ عام حس یا اندرونی حس کہتا هی بالکل مطابق هی *

عام تجنیس گوتاما کے فرقہ کی راے کے بموجب

گوتاما کے فرقہ کی تجنیس بہ نسبت کناد کے فرقہ کے زیادہ کامل اور وسیع هی اور اُسکا بطور تھوڑے سے نمونوں کے بیان کرنے سے وہ تفصیل اچھی طرح سمجھہ میں آسکتی هی جو وہ فرقہ اپنی تجنیس کی کرنا چاهتا هی *

تقریر کے مراتب کی فصلوں کا بیان

تقریر کے مرتبوں کی اول تقسیم سولہ فصلوں میں کی گئی هی اور جس اصل پر یہہ تقسیم هوئی هی اُسکو بجز سمات کے کہ مباحثہ کے طریقے اور ذریعہ اور چند درجے اُسمیں پائے جاتے هیں اور کچھہ میں نہیں سمجھتا اور وہ فصلیں یہہ هیں *

(۱) دلیل (۲) وہ شی جو معلوم اور ثابت کیجاوے (۳) شک (۴) علت (۵) مثال (۶) ثابت شدہ حقیقت (۷) ایک باقاعدہ تقریر یا قضیہ کا جملہ (۸) وہ تقریر جس سے بیہودگی ثابت کی جاوے (۹) تعین یا تحقیق (۱۰) مقدمہ (۱۱) مناظرہ (۱۲) اعتراض (۱۳) دلیل فاسد (۱۴) انحراف (۱۵) تذلیل (۱۶) تردید *

اس تقسیم کي جو اور بهي تقسیم کي گئي هی وه زیاده تر معقول اور ترتیبوار هی *

فصل اول یعني دلیل

دلیل کي چار قسمیں هیں بدیهه نتیجه تماثل منقوله یا شهادت
دلیل کي چاروں قسموں میں سے نتیجه تین قسم کا هوتا هی ایک مقرول جسمیں علت سے معلول معلوم هوتا هی دوسرا کدرول جسمیں معلول سے علت دریافت هوتي هی تیسرا مماثل *

فصل دوسري یعني وه اشیا جو معلوم اور ثابت کیجاویں اور انکي تقسیم در تقسیم

ثابت هونے والي چیزیں باره هیں روح جسم آلات حس محسوسات قوت مدرکه اراده سرعت خطا آواگون کرموںکاپهل تکلیف مکت یعني نجات *

اول روح

(۱) ثابت هونے والي پهلي شی روح هی اور اسکي خاصیت اور قوتوں اور اسکے وجود کي دلیلوں کا کامل بیان کیا گیا هی روح کي چوده صفتیں هیں یعني تعداد اور مقدار اور کثرت اور وصل اور فصل اور علم و ادراک اور رنج اور راحت اور خواهش اور نفرت اور اراده اور لیاقت اور نالیاقتي اور قوت متخیله *

دوسرا جسم

(۲) ثابت هونے والي شی جسم هی اور اسکي بحث اور تشریح اور بهي زیاده مفصل کي گئي هی مگر بعضي باتیں جو اردو سے مناسبت کے علم طبیعات میں شامل هیں اسمیں مخلوط کردي گئي هیں *

تیسرے آلات حس

(۳) اسکے بعد آلات حس کا بیان هی جنکا مذهب معروف کرسنکیا فرقه کے مانند نهیں هوتا هی بلکه اسي فرقه کي طرح انکو چهه اندروني

جس کے ساتھہ شامل کردیا گیا هی مگر پانچ آلات حرکت کا امتیاز علحدہ نہیں کیا گیا هی جنکے شمار سے سانکہیا فرقہ نے گیارہ آلات حس کے قایم کیئے هیں *

چوتھے محسوسات

(۴) دوسري فصل کي دوسري تقسیم میں محسوسات داخل هیں اور اُنکو اُن لفظوں میں کہا گیا هی جنمیں کناد فرقہ نے حالتوں کو گنا هی *

اِنمیں سے اول شی هی اور شی کي نو قسمیں هیں مٹي اور پاني اور روشني اور هوا اور آکاس کي نہایت لطیف هوا زمان و مکان و روح اور اِرادہ اِنمیں سے هر ایک کي صفتوں کو بخوبي تحقیق کیا گیا هی بعد اِسکے مصنف دوسري حالت یعني صفت کا بیان کرتا هی اور صفتیں چوبیس هیں سولہ † جسماني یعني رنگ مزہ بو احساس تعداد مقدار تجرد وصل فصل تقدم تاخر ثقل رقت چیکاوٹ آواز اور آٹھہ صفتیں روحاني هیں یعني تکلیف راحت خواهش اور نفرت ارادہ نیکي و بدي اور استعداد اِنمیں سے هر ایک کي تحقیق بہت تفصیل سے کي گئي هی اور بعض موقعوں پر ایسي خوبي سے جیسے کہ یونانیوں نے کي هی تحقیقات کي هی ‡ *

بعد اِسکے باقي پانچ حالتوں کي تشریح کي گئي هی جس میں محسوسات کي بحث پوري هوچکي هی اور اسکے بعد باقي چھہ § ثابت

---

† سولہکے بجاے مصنف نے صرف پندرہ کو شمار کیا هی معلوم نہیں کہ یہہ غلطي چھاپہ کي هی یا کیا وجہہ هی (مترجم)

‡ مثلاً هندوؤں کي صرف یہہ تعریف کي گئي هی کہ وہ ثقل کا نہونا هی حالانکہ ارسطو نے اُسکو ایک علحدہ اصل قایم کرکے کہا هی کہ جوں جوں ثقل گھٹتي جاتي هی وہ بڑھتي جاتي هی اور آواز کو بیان کیا گیا هی کہ وہ لہرانے سے پھیلتي هی چنانچہ ایک مرکز سے موج پر موج نکلتي هی

§ بجاے اِن چھہ کے آٹھہ هوني چاهیئیں کیونکہ ثابت هونیوالي چیزوں کي تعداد پہلے بارہ لکھي هی اور اُنمیں سے صرف چار کا بیان کیا هی معلوم ایسا هوتا هی کہ چھاپے میں غلطي هوگئي هی (مترجم)

هوني والي اشياء ميں سے هر ايک کي تحقيق بهي اسيطرح سے کرکے دوسري فصل ختم کردي گئي هى *

فصل تيسري يعني شک کا بيان

تيسري فصل يا مضمون يعني شک کا بيان اور اسيطرح سے سولهويں فصل تک بخوبي مفصل بيان هوا هى ليکن مباحثه کا طريق ظاهر کرنے کے لیئے هم بهت کچهه بيان کرچکے اس سے زياده مفصل اور مشرح لکهنے ميں بهت سا طول هوگا *

الهيات کے مسائل

مذکوره بالا مضمونوں کي بحث ميں الهيات اور طبيعات کے بهت سے مسائل شامل هيں مثلاً روح کا غير مادي هونا اور قديم هونا اور علحده وجود رکهنا بيان کيا گيا هى اور خدا تعالى کو اعلى روح اور علم ابدي کا مرکز اور کل اشياء کا خالق کہا گیا هى *

جزوں يا ذروں کا بيان

کناد کا فرقه جسکو جز لايتجزا کا ماننے والا گروه کہتے هيں خيال کرتا هى که يهه چند روزه دنيا ابدي اجزا يعني ايسے ذروں کے مجموعوں سے جو هميشه سے هيں بني هوئي هى ليکن يهه قول فيصل نهيں معلوم هوتا هى که اونکي يهه ترتيب عارضي اُنکا ذاتي وصف هى يا خدا تعالى کي قدرت پر منحصر هى † *

---

† کالبروک صاحب کي تحرير مندرجه حالات رائل ايشا تک سوسئيٹي جلد ۱ صفحه ۱۰۵ اور منطقي فرقه کي مفصل کيفيت دريافت کرنے کے واسطے حالات رائل ايشيا تک سوسئيٹي جلد ۱ صفحه ۹۲ اور گليڈون صاحب کي آئين اکبري کي جلد ۲ صفحه ۳۸۵ اور نيز وارڈ صاحب کي کتاب هندوں کے حالات کي جلد ۲ صفحه ۲۲۴ کو ملاحظه کرو

ھندو حکیموں کے فرقوں کا چند یونانی حکیموں کے فرقوں خصوصاً فیساغورس کے فرقہ سے مشابہ ھونا

جن مضمونوں پر ھندو حکیموں نے بحث کی ھی اور قدیم یونانی حکیموں نے جن مضمونوں پر توجہہ کی ھی اُن دونوں کے یکساں ھونے اور ایسے فرقوں کے مسئلوں میں جو دنیا کے بہت دور دراز ملکوں میں آباد تھے مشابہت پائے جانے سے متعجب نہونا غیر ممکن ھی چنانچہ مسبب‌الاسباب اور ارادہ کا مادہ سے تعلق اور پیدایش اور تقدیر اور اسی قسم کے بہت سے مضمونوں میں ھندوؤں نے ایسے سوال شامل کیئے ھیں جو زمانہ حال کے علم الہیات میں پیش آئے ھیں اور اُنسے متقدمین (اھل یورپ) آگاہ نہ تھے مادہ کا قدیم ھونا یا اُسکا خدا تعالی کی ذات میں سے نکلنا اور خدا تعالی کا وجود جداگانہ یا اُس وجود کا قدرت کے انتظام میں سے ظاہر کرنا اور تمام روحوں کا مخرج خدا کی ذات کو ٹھرانا اور پھر اُسیکی ذات میں سمانا اور اجزا یعنی ذروں کا مسئلہ اور دنیا کے مسلسل انقلابوں کے مسئلے غرضکہ یہہ سب باتیں یونانی حکیموں میں اسطرح سے کہ کوئی کسی فرقہ میں اور کوئی کسی فرقہ میں پائی جاتی ھیں † لیکن میری راے میں یہہ مسئلے غور و خوض کرنیوالے لوگوں کے دھیان میں خود بخود علحدہ علحدہ ملکونمیں گذرے ھونگے اور حسن اتفاق سے اُنمیں سے کسی ایک مسئلہ کی مطابقت دوسرے کے ساتھہ ھوگئی ھو لیکن جبکہ ھم کسی کل ترتیب کو ھندو حکیموں کے قاعدوں کی ترتیب سے ایسا مطابق پاویں جیسا کہ فیسا غورس کے قاعدوں کی ترتیب ھی اور ان دونوں کے مسئلے ایسے خلاف قیاس ھوں کہ عقل انسانی کا مقتضی نہ معلوم ھوں تو فیساغورس کی مشرقی سفر کی روایتیں جو مشہور ھیں اُنسے اسبات کا یقین آجانا بعید نہیں ھی کہ ان دونوں کی حکمت کا ماخذ

† وارد صاحب کی کتاب حالات ھندوؤں کی جلد ۲ صفحہ ۱۱۴ کو دیکھو

ایک هی هوگا بقول فیثاغورس کے تمام حکمت کا منشاء طبیعت کو ایسے
گراں باروں سے آزاد کرنا هے جو اُسکو کمال حاصل کرنے کے مانع هوتے هیں
† اور اُسکو جذبوں اور نفسانی خواهشوں کے غلبہ سے بچاکر اسطرح اعلی
درجہ پر پہونچاوے کہ صفات باری حاصل هوجاویں اور دیوتوں میں شمار
کیے جانے کے قابل هوجاوے ‡ روح خدا کی ذات کا جز هے § اور بہت
سے اواگون اور مرنے هونے کے درمیان میں || مبرا هوجانے اور پاک صاف
هو جانے کے بعد روح اپنے اُسی مخرج میں سما جاتی هے جسمیں سے
نکلی تهی طبیعت روح سے علیحدہ ایک شی هے * خدا ایسی عام روح
هے کہ هر شی میں پهیلی هوئی هے اور تمام کائنات کی اصلی اصول اور
منتهی هے اور انحطاط اور زوال کے قابل نہیں هے اُسکو صرف طبیعت هی
سمجهہ سکتی هے ¶ خدا اور انسانوں کے درمیان میں هوائی موجودات
(یعنی ایسے مخلوق جو هوا میں رهتی هیں) بہت سے گروهوں میں
منقسم هیں جو دنیا کے کار و بار پر مختلف تسلط رکهتے هیں †† *

یہہ سب کے سب یہہ ٹهیک هندوستان کے علم الہیات کے مسئلہ
هیں جب هم اس پر فیثاغورس کی اُس نصیحت کو جو حیوانات کے
دکهہ سے اسکو تهی اور اُس وقت تک بهی حیوان کے کهانے کی اجازت
نہ دینے کو جب تک کہ وہ قربانی نہ کیا جاوے ‡‡ اور اپنے شاگردوں

---

† الفنسٹن صاحب کی تاریخ هندوستان جلد ۱ صفحہ ۲۸۲
‡ ایضا ایضا صفحہ ۲۸۹
§ ایضا ایضا صفحہ ۲۹۳
|| اس مقام پر قیاس چاهتا هے کہ عالم ارواح لکها جاوے مگر مصنف نے ان
هی لفظوں میں بیان کیا هے جو اوپر لکهے گئے — مترجم
* الفنسٹن صاحب کی تاریخ هندوستان جلد ۱ صفحہ ۲۹۶
¶ ایضا ایضا صفحہ ۲۹۳
†† ایضا صفحہ ۲۹۵ اور [illegible] صاحب کی تاریخ هندوستان کو بهی دیکهو
‡‡ الفنسٹن صاحب کی تاریخ هندوستان جلد ۱ صفحہ ۲۷۷ اور [illegible] صاحب کی
تاریخ هندوستان صفحہ ۵۱۰

کو درختوں کي شاخ و برگ توزنے مروز نے سے امتناع کرنے کو † اور شاگردوں کو مدت تک معرض امتحان میں رکھنے اور مخفي تعلیم کرنے کو زیادہ کریں تو خیال میں نہیں آتا که اسقدر مطابقت اور موافقت بغیر اسباب کے که صریح نقل هندوؤں کي کیجاوے هوسکے *

اور بهي مشابهتیں بیان هوسکتي هیں گو انسے جنکا بیان هوچکا کم رتبه هیں مگر متحیر اور متعجب کرنے میں کچهه کم نہیں هیں مثلاً خدایتعالی اور روشني کي مشابہت اور جان کو خواه مخواه اس خیال سے رتبه بخشنا که وه زمین کي تبدیلیوں کي حد هی اور ان سب مسئلوں کو زیاده فخر اور امتیاز اس سبب سے حاصل هوا هی که وه فیساغورس کے اور تمام همعصر یوناني حکیموں کے مسائل سے مختلف هیں ‡ *

مشہور هی که دونوں فرقوں کے بعض مسائل قدیم مصریوں میں موجود تهے اور خیال کیا جاتا هی که فیساغورس اور برهمنوں نے اُنہیں سے حاصل کیئے لیکن مصر میں ان مسئلوں کے رایج هونے کے حالات صرف ایسي کتابوں میں پائي جاتي هیں جو اُنکے یونان میں پهونچنے پر مدت کے

† سٹینلي صاحب کي تاریخ حکمت صفحه ۵۲۰

‡ هندوؤں کے جو خیال اور قیاس روشني کي نسبت هیں اُنکے معلوم هونے کے لیئے کایتري کے مختلف ترجموں اور تفسیروں کو خصوصاً سر جونس صاحب کي کتاب کي جلد ٦ صفحه ۳۱۷ و ۴۲۱ اور کالبروک صاحب کي تحقیقات ایشیا کي جلد ۸ صفحه ۴۰۰ اور حاشیه اور رام موهن راے کے ترجمه بید کے صفحه ۱۱۴ اور کالبروک کي تحریر مندرجه حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹي کي جلد ۲ صفحه ۲٦ وغیره کو دیکهو — اور فیساغورس کي راے دریافت کرنے کے واسطے انفیلڈ صاحب کي کتاب کے جلد ۱ صفحه ۳۹۴ اور سٹینلي صاحب کي کتاب کے صفحه ۵۴۷ کو دیکهو اُنہوں نے لکها هی که فیساغورس نے روشني کا مسئله مشرقي حکیموں سے سیکها هی اور جاند اور هوائي ملکوں کے باب میں هندوؤں اور فیساغورس کي رایوں کو کالبروک صاحب نے حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۵۷۸ میں بیان کیا هی اور صرف فیساغورس کي رایوں کے معلوم کرنے کے واسطے سٹینلي صاحب کي کتاب کے صفحه ۵۵۱ کو ملاحظه کرو

بعد لکھی گئی ہیں چنانچہ سب سے اول سند اسبات کی ہیروڈوٹس مورخ
ہی جو فیساغورس کی حکمت کے علی العموم شایع ہونے سے مدت کے بعد
ہوا ہی اور بالفرض اگر یہہ مسئلے مصریوں میں موجود بھی تھے تو وہ
ایک علحدہ ترتیب حکمت میں بطور متفرق رایوں اور خیالوں کے ہونگے
اور یونان میں اُن مسئلوں کو سواے فیساغورس کے اور یونانی حکیم مد
فاضل سمجھتے تھے اور جزو کل کو صحیح اور درست نہیں جانتے تھے
برخلاف اسکے ہندوستان میں اُنکو ایسے اصول سمجھا گیا ہی کہ اُنپر
لوگوں کے مذہب کی بنیاد ہی اور تمام حکیموں کے فرقے اُنکو اپنی سند
گردانتے ہیں اور انہیں پر طبیعات کا ہر ایک مسئلہ اور اخلاق کا ہر ایک
مقولہ منحصر ہی *

کالبروک صاحب نے کیا اچھا کہا ہی کہ ہندوؤں کی حکمت پہلے
یونانیوں سے بہ نسبت پچھلے یونانیوں کے زیادہ تر مشابہت رکھتی ہی اور
اگر ہندو کسی غیر قوم سے ابتدا میں حکمت کے اصول سیکھہ سکے تو کیا
وجہہ ہی [کہ وہ پچھلی قوموں کا علم حاصل نکرسکے اور اس سے یہہ
نتیجہ نکالتے ہیں کہ ہندوؤں نے حکمت کسی سے سیکھی نہیں ہی بلکہ
اوروں کو سکھائی ہی † *

† رسالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹی جلد ۱ صفحہ ۵۷۹ یہہ کہا جاسکتا ہی کہ
فیساغورس کے مسائل منو کے زمانہ کے بعد کے ہیں اُسکی تحریروں میں ایسے
لوگوں کا ذکر پایا جاتا ہے جو باہم رہکر اوقات بسر کرتے ہوں اور ایک ہی سی
تعلیم پاتے ہوں اور مردوں کو جلانے کے بجاے دفناتے ہوں سادہ سنتوں کے گروہ
سمجھے جاتے ہیں اور سیرانوں کا گوشت کھانے کی جو اُسنے ممانعت کی ہی
اُس سے بھی پچھلا ہی زمانہ پایا جاتا ہی

تیسرا حصه

هندوؤں کے پچھلے زمانه کا حال چلا جاتا هی

جو مضمون اب بیان کیئے جاوینگے اُنمیں سے بهت تهوڑے منو نے بیان کیئے هیں اِس لیئے هم اُن تبدیلیوں کی تحقیق کا اُسکے ذریعه سے زیاده اِراده نهیں کرسکتے جو منو کے زمانه کے بعد هوئیں بلکه هندوؤں میں هر علم و هنر کی ترقی کی غایت درجه کی تحقیقات اور اُسکی اُس حالت کا بیان جو اب موجود هی همکو اور ذریعوں سے کرنا چاهیئے *

پهلا باب

علم هیئت اور ریاضی کا بیان

هندوؤں کے علم هیئت کی قدامت

هندوستان کے علم هیئت کی قدامت اور اصلیت نهایت دلچسپ مضمون هیں † اِنمیں سے قدامت پر یورپ کے نهایت بڑے درجه والے هیئت دانوں نے گفتگو کی هی تسپر بهی ابتک اُسکا کچهه تصفیه نهیں هوا *

کاسینی صاحب اور بیلی صاحب اور پلیفیئر صاحب کا قول هی که هندوؤں کی کتابوں میں ایسی ایسی تحقیقیں جو حضرت مسیح علیه السلام سے تین هزار برس پهلے هوئی تهیں اب بهی موجود هیں اور اُنسے بهت بڑی ترقی جو اُس زمانه سے پهلے هوچکی تهی ثابت هوتی هی *

---

† میومرے صاحب کی هندوستان کی انگریزوں کے وقت کی تاریخ میں جو بڑی عمده اور معقول کتاب هی لوگوں نے جو ثبوت مضمون کے داخل کیئے هیں اُنسے یهه مضمون بهت اچهی طرح معلوم هوتے هیں مگر اُنمیں ایسی رائیں هیں جو هندوؤں کے حق میں مفید نهیں

بہت سے آدمی جو علوم دقیق میں مشہور اور نامی ہیں جیسے کہ لاپلس صاحب اور ڈیلمبر صاحب اُن تحقیقوں کے مستند اور قدیم ہونے سے انکار کرکے اُنکے نتیجوں کو ناجایز ٹہراتے ہیں *

اسباب میں گفتگو بالکل اصول ہیئت پر کیجاتی ہی اور اُسکا تصفیہ صرف علم ہیئت کے عالم کرسکتے ہیں جو واقف کہ اُسکو ایسا شخص جو علم ریاضی سے بالکل ناواقف ہو سمجھہ سکتا ہی اُس سے ہندوؤں کو اُسقدر ناموری حاصل نہیں ہوسکتی جتنی کہ اُنکو دیجاتی ہی *

مگر تمام ہیئت داں ہندوؤں کی تحقیقوں کے نہایت قدیم ہونے کو تسلیم کرتے ہیں اور اس باب میں کچھہ حجت نہیں معلوم ہوتی ہی کہ اُنہوں نے جو نہایت ٹھیک اور مقدم حرکات وسطی سورج اور چاند کی قرار دی ہی وہ اُنکو قدیم زمانہ کی تحقیقوں سے ان تحقیقوں کے مقابلہ کرنے سے حاصل ہوئی ہوگی جو اس زمانہ کے لوگوں نے کی ہیں † بنلی صاحب جو ہندوؤں کے دعوی کے بالکل برخلاف ہیں وہ بھی اپنی اخیر چھاپی ہوئی کتاب میں لکہتے ہیں کہ ہندوؤں نے جو طریق الشمس کو ستائیس منازل قمر (یعنی نچھتر) میں تقسیم کیا ہی جس سے وہ اُس زمانہ میں بہت بڑے عالم اس علم کے معلوم ہوتے ہیں وہ تقسیم حضرت مسیح علیہ السلام سے چودہ سو بیالیس برس پہلے ہوئی تھی اور اس باب میں بنلی صاحب کی سند ہی پر بس کرکے ہمکو یقین کرنا چاہیئے کہ ہندوؤں کی تحقیقیں حضرت مسیح علیہ السلام سے پندرہ سو برس پہلے سے شروع ہوئی ہونگی اور یہہ زمانہ مہم ارگوناٹک ‡ اور

---

† بنلی صاحب کی لاپلس صاحب والی کتاب انتظام دنیا

‡ یونانیوں میں روایت ہی کہ یونانی دلاوروں نے مقام کالکس واقع ساحل بحر اسود پر جو مہم سونیری اُون حاصل کرنے کے واسطے کی تہی اُسکا نام آرگوناٹک ہی وجہہ تسمیہ اس مہم کی یہہ ہی کہ اُن لوگوں نے جس جہاز پر اس مہم کا سفر کیا تہا اُسکا نام آرگو اسی سبب سے تہا کہ اُسکو آرگس نے اُن سب دلاوروں کے سردار جیسن کے حکم سے بنایا تہا اس مہم کو مشہور لڑائی ٹراے سے قریب ایک پشت یعنی سو برس پیشتر قایم کرتے ہیں (مترجم)

یونان میں پہلے پہل هیئت کا چرچا شروع هونے سے سو دو سو برس پہلے قایم هوگا *

اور جس قاعده پر پترا بنا هی جسکا ذکر بید میں موجود هی اُسکے لکھے جانیکا زمانه حضرت مسیح علیه‌السلام سے چوده سو برس پہلے قرار دیا گیا هی † اور پارس راے کو جو قدیم زمانه کا اول هیئت داں هی اور اُسکي تصنیفوں میں سے اب بھي کچھه کچھه باقي هی اُسي زمانه میں فروغ هوا ‡ *

هندوؤں کو علم هیئت کسقدر حاصل تها

هندوؤں کے هیئت کي جو تحقیقاتیں همارے زمانه میں هوئیں اُنمیں همکو اُنکے قدیم مصنفوں سے کوئي مدد نهیں ملتي پوجاریوں کے فریب و

† پہلے تتمه اور تحقیقات حالات ایشیا کي جلد ۸ صفحه ۴۸۹ اور جلد ۷ صفحه ۲۸۴ کو ملاحظه کرو

‡ اس مصنف کا زمانه اُسکي اُس تحقیق سے جو اُسنے رنگوں کے مقام کي کي هی جسکا ذکر ڈیوز صاحب نے کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۲ صفحه ۲۶۸ میں کیا هی قایم هوتا هی سر جونس صاحب ایک اور اطلاع کي رو سے جو اُنکو ڈیوز صاحب سے حاصل هوئي پارس راے کے زمانه کو سنه ۱۲۸۱ قبل مسیح علیه‌السلام قرار دیا هی لیکن خود ڈیوز صاحب نے بعده کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۵ صفحه ۲۸۸ میں بیان کیا هی که اس معامله میں کامل غور کرنے سے یهه دریافت هوتا هی که یهه تحقیق سنه ۱۳۹۱ قبل مسیح علیه‌السلام میں هوئي هوگي ایک اور مقام سے جو پارس راے کي کتاب سے نقل کیا گیا هی ثابت هوتا هی که اُسکے زمانه میں زحل کا آفتاب کے طلوع کے بعد تک چمکتا رهنا ایسے زمانه میں واقع هوا جو اُس زمانه سے مطابق هی جسکو اُس مصنف کي نسبت اور وجوهات سے قرار دیا گیا هی — کالبروک صاحب کي تحریر کتاب حالات ایشیا کي جلد ۹ صفحه ۳۵۶ اور اسي کتاب کي جلد ۵ صفحه ۲۸۸ میں ڈیوز صاحب کي راے بھي دیکھو مگر بنٹلي صاحب کو ایک زمانه میں پارس راے کي تصنیفوں پر یهه شبهه تها که یهه کسي کي زمانه حال کي کارسازي هی (کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۶ صفحه ۵۸۱) اور جبکه اُنهوں نے اپني دوسري چهاپي هوئي کتاب میں اُنکو تسلیم کیا تو زحل کے بیان کے معني اور ٹهرائے اور اس وجهه اور اور وجوهات سے اُس مصنف کے زمانه کو سنه ۵۷۶ قبل مسیح علیه‌السلام قرار دیا (خلاصه تاریخ بنٹلي صاحب مندرجه اوریئینٹل میگزین جلد ۵ صفحه ۲۳۵) جو اراده که سر جونس صاحب نے دیوتاؤں کي تاریخ کے ذریعه سے جنمیں پارس راے کا نام آیا هی اُسکي تاریخ قایم کرنیکا کیا وه پورا نهوا (کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحه ۳۹۹)

فطرت کے اُسی دستور سے جسکا ہندوؤں کی اور باتوں پر بہت بڑا اثر ہوا ہی اُنکے علم پر بھی پردہ پڑگیا (یعنے علم کا حال بھی بخوبی ظاہر نہیں ہوتا) چنانچہ لغو زمانے واقعات کے جو ان پوجاریوں نے قرار دیئے ہیں اُنمیں علم ہیئت سے کام لیا ہی اسلیئے جو سنہ اور زمانہ علم ہیئت کے ذریعہ سے مقرر ہونے چاہیئیں وہ ابتر اور پریشان ہوگئے اور کہیں کسی کتاب میں علی العموم کوئی بیان ہندوؤنکے علم ہیئت کے سلسلہ کا معلوم نہیں ہوتا اور علم کی صرف اسیقدر باتیں جو روز مرہ کے کاروبار سے متعلق ہیں لوگوں پر ظاہر کی گئی ہیں لیکن اُنکی بھی اصلی ماخذ مخفی رکھکر صرف نتیجے اِس ادعا سے ظاہر کیئے ہیں کہ خدا تعالی کیطرف سے یہہ وحی آئی ہی † *

---

† مثلاً سورجا سدھانتا جو پانچویں یا چوتھی صدی کے ایک بڑے ہیئت داں کی کتاب ہی اُسکو ہندو ایسی وحی کی کتاب سمجھتے ہیں جسکر نازل ہوئے اکیس لاکھ چھتیس ہزار نو سو برس ہوئے جو اولپھا ہوا اور خراب طریقہ علم کے ظاہر کرنے کا علم ہیئت میں اُنکا تھا ریاضی اور علوں میں بھی تھا چنانچہ پروفسر پلیفیئر صاحب اُنکے علم مثلث کی نسبت فرماتے ہیں کہ اور بہت سی باتوں کیطرح جو مشرقی علوم سے متعلق ہیں اِس کتاب کی صورت سے ظاہر ہوتا ہی کہ اُسکے مصنف نے اپنے علم کے موافق اُسمیں بیان کرنا مناسب نہیں سمجھا یعنی اُسکا مختلف مضمون سے وہ نسبت اُسکی بہت زیادہ واقف تھا جتنا کہ اُسنے بیان کیا ہی غالباً یہہ ایک مختصر رسالہ ہی جسکر کسی علم ہندسہ کے کامل اُنے مبتدیوں کے سیکھنے کے واسطے لکھا ہی اور اُنکے علم حساب کی نسبت اڈن برارویو کی جلد ۲۹ صفحہ ۱۳۷ میں یہہ بیان ہی کہ اس علم کو ہندوؤں نے نظم میں لکھا ہی ہمیشہ سوالوں کو نہایت درستی کے ساتھہ مجمل بیان کیا ہی اور حل کرنیکا قاعدہ کچھکم اجمال کے ساتھہ بیان کیا ہی لیکن مثال پر پہنچنے سے جو تیسرے درجہ پر ہوتی ہی سوال بالکل سمجھہ میں آجاتا ہی اور کوئی ثبوت یا دلیل مفصل یا مجمل اُسکے ساتھہ بیان نہیں کی گئی ہی مگر امتحان کرنے پر قاعدے اُسکے صرف صحیح اور درست ہی ثابت نہیں ہوتے بلکہ ایسے سیدھے اور صاف معلوم ہوتے ہیں جو اِس زمانہ حال میں قایم ہونے ممکن ہیں جسمیں تحقیق اور تشریح کو کمال حاصل ہی اور اُنکے جبر و مقابلہ پر بھی اڈن برارویو کے صفحہ ۱۵۱ میں یہی راے دی گئی ہی

اِس وجهه سے جن قاعدون پر هندوؤں نے اپنے زائچے کهینچے هیں اُنکو کبهي بیان نهیں کیا اور اُنکي کوئي ایسي کتاب جسمیں اُنکي تحقیقوں کا سلسله باقاعده مندرج هو پائي نهیں جاتي هی *

اگر یهه طریقه اُنکا اُنکے حالات کي تحقیقاتوں کا جو هم کرني چاهتے هیں مانع هو تو اِسمیں کچهه شبهه نهیں که اُنکے علم کا بهت بڑا مانع هوا هوگا غالباً تحقیقات علمي کرنے کا فن بهت تهوڑے اور خاص آدمیوں کو سکهایا جاتا هوگا اور اِس سے بهي کم لوگ ایسے ذریعه سے کام لینے پر مائل هونگے جس سے اُس مذهب کو جسکي بنیاد احکام الهي پر تهرا رکهي تهي اِستحکام حاصل هونا ممکن نه تها بلکه نقصان هوسکتا تها اُنکے متقدمین جو کچهه سعي و کوشش کرکے تحقیقیں چهوڑ گئے تهے اُن سے جو فن وه سیکهتے تهے نه وه اُنهوں نے حاصل کیا تها اور نه علمي فخر حاصل کرنے کا شوق اور غبطه اُنمیں تها جو اُن تحقیقوں کو دیکهکر هونا چاهیئے تها جب که اُن زایچوں میں جنکو وحي تهرا رکها تها روز بروز غلطیاں زیاده هوئیں اور نئي تحقیقوں سے اُنکے تصحیح کرنے پر مجبور هوئے تو جو ترقیاں اُنهوں نے اُنمیں کیں اُنسے بجاے شهرت اور ناموري حاصل کرنے کے اُنکو اِس امر میں کوشش کرني پڑي که سب کو یهه یقین رهے که اِن زایچوں میں کسیطرح کي تبدیلي نهیں هوئي هی † *

---

† سورجا سدهانتا کا مفسر (کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحه ۲۳۹) اُس پریشاني کو اچهي طرح ثابت کرتا هی جو اُن لوگوں کي طبیعتوں کو حاصل هوئي تهي جنهوں نے اُن غلطیوں کي تصحیح کا اِراده کیا تها جو مذهبي سند سے تسلیم هوتي چلي آتي تهیں اِسي جلد کے صفحه ۲۵۷ سے معلوم هوتا هی که اگرچهه علم معقول اُنکے هاں مدتهاے دراز سے جسکا زمانه معلوم نهیں قایم تها تسپر بهي وه اس بات کو بیدیلي سمجهتے تهے که اُنکے علم منقول اور معقول میں اختلاف ظاهر هووے البته صرف ایک هي مصنف کا قول هی که زمین غیر محدود خلا میں خود بخود تلي هوئي هی چند حیوان نیچے اوپر جمع هوکر اُسکو اُٹها نهیں سکتے لیکن اور مصنف ایسے مباحثه کي راے ظاهر نهیں کرتے بلکه اُنکي ماهیت اسطرف

باوجود ان نقصانوں کے معلوم ہوتا ہی کہ اُنہوں نے علم ہیئت میں بہت سی ترقیاں کی ہیں ہندوؤں نے جو کوئی کامل سلسلہ اپنی تحقیقوں کا نہیں چھوڑا ہی جسکو ایک عام پسند طریقہ کی طرح پیش اور اور قوموں کی تحقیقوں سے مقابل کیا جاوے اس لیئے ریاضی داں لوگوں کو اُنکی علمیت پر اُس ہنر کے ذریعہ سے رائے دینی چاہیئے جو اُن سے اُن باتوں کی بحث میں ظاہر ہوا ہی جنپر اُنہوں نے گفتگو کی ہی اور اس معاملہ میں جو رائیں دی گئی ہیں وہ متفق نہیں ہیں مگر اسبات کو بالاتفاق تسلیم کیا گیا ہی کہ اُنکے علم ہیئت کی تصنیفات میں بڑے درجہ کے نقص کے ساتھہ اعلی مرتبہ کا کمال بھی پایا جاتا ہی *

علم ریاضی کی اور شاخوں میں جو ترقی ہندوؤں نے کی ہی وہ علم ہیئت کی بہ نسبت اور بھی زیادہ بیان کرنے کے قابل ہی چنانچہ سورجا سدھانتا میں جو بموجب قول بنٹلی صاحب کے سنہ ۱۰۹۱ع میں لکھی گئی ہی اور عموماً پانچویں چھٹی صدی † کی تصنیف کے ہوئی تسلیم کی جاتی ہی علم مثلث کا بیان ایسا پایا جاتا ہی کہ اُس سے انکا یہہ علم بہ نسبت یونانیوں کے بہت زیادہ ہی ثابت نہیں ہوتا بلکہ اُسمیں ایسے ایسے سوالات پائے جاتے ہیں کہ اُنکا علم اہل یورپ کو سولہویں

مائل معلوم ہوتی ہی کہ جو کہانیاں قدیم سے چلی آتی ہیں اُنسے اختلاف نہونے پارے اور اِڈنبرا رویو میں (جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۹) مذہبی نفرت اور لریب کے طریقہ کے اُس اثر کا بڑا کامل ثبوت ہی جو علم کی ترقی کا مانع ہوا اور اِس سے ایک بہت عمدہ دلیل اِس بات کی نکالی گئی ہی کہ زمانہ قدیم ہی میں پہلے پہل عمدہ عمدہ تحقیقیں ہوچکی ہونگی

† اُس زمانہ کے اعتدال ربیعی کا موقع دریافت کرنے کے واسطے جسمیں سورجا سدھانتا لکھی گئی کالبروک صاحب کی تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا کی جلد ۱ صفحہ ۳۲۹ کا حاشیہ اور اُس زمانہ کے دریافت کرنے کے واسطے جبکہ وہ اعتدال ربیعی واقع ہوا سر جونس صاحب کی تحریر اُسی کتاب کی جلد ۲ صفحہ ۹۲ کو دیکھو اور کالبروک صاحب اُسکا واقع ہونا برهماگپتا کے زمانہ میں خیال کرتے ہیں اور برهماگپتا کی تاریخ چھٹی صدی کے اخیر میں قرار دیتے ہیں

صدي تک نهیں هوا تها † *

هندوؤں کے علم هندسه کا بیان

علاوه اور باتوں کے اُنکا علم هندسه کا هنر مثلثوں کے مختلف ثبوتوں سے خصوصاً اُس ثبوت سے جسمیں مثلث کے تینوں ضلعوں سے سطح دریافت هوتي هی جس سے یورپ کے لوگ اُس وقت تک واقف نه تهي که کالویس صاحب نے سولهویں صدي میں اُسکو مشتهر کیا ‡ اور اُس علم سے جو اُنکو نصف قطر کي مناسبت کا محیط دایره سے تها جسکو وه ایک ایسے طریق سے جو اُنهیں پر مخصوص هی ظاهر کرتے هیں یعني ایک مقدار مفروضه اور ایک اکائي دونوں کے واسطے مقرر کر رکهي هی ثابت هوتا هی اس مناسبت کا حال جسکو یورپ کے بڑے بڑے عالموں نے کوشش کرکے استحکام بخشا هی هندوستان کے سوا زمانه حال تک کسي اور ملک کے لوگوں کو معلوم نه تها § *

---

† اس قسم کا سوال وایتا کا هی جسکا ذکر پروفیسر پلیفیئر صاحب نے اُس سوال کے ذیل میں کیا هی جسکو اُنهوں نے ایشیاٹک سوسئیٹي کے پاس بهیجا تها [کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۴ صفحه ۱۵۲] پروفیسر پلیفیئر صاحب نے رایل سوسئیٹي اڈنبرا کے حالات جلد ۴ میں هندوؤں کے علم مثلث پر ایک گفتگو چهاپي هی اور اُسپر پروفیسر والٹسن صاحب نے نهایت عمده مفصله ذیل اپني راے دي هی — که کیسي هي قدیم کوئي کتاب کیوں نهو جسمیں بیان هو علم مثلث کا پارین همکو یقین رهے که وه کتاب اس علم کي آغاز میں نهیں لکهي گئي اسلیئے هم یهه نتیجه نکال سکتے هیں که سورجا سدهانتا کے لکهے جانے کے ایک مدت پہلے سے علم هندسه سے لوگ ماهر هونگے اُسمیں وتروں کي مقدار معلوم کرنے کا ایسا عمده قاعده موجود هی جسکا استعمال پهلے پہل برگز صاحب نے سترهویں صدي میں کیا [برٹش انڈیا جلد ۳ صفحه ۲۰۳ جو اڈنبراکیرنیک لائبریري میں موجود هی]

‡ اڈن برا رویو جلد ۲۹ صفحه ۱۵۸

§ محیط اور قطر کي مناسبت کا بیان سورجا سدهانتا میں هی جو غالباً پانچویں صدي میں [کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحه ۲۵۹] اور بینٹلي صاحب کے بیان کے بموجب بهي گیارهویں صدي میں لکهي گئي هی اور مثالونکے ثبوت عموماً برهماگپتا نے چوتهي صدي میں لکهے هیں

علم حساب کا بیان

علم حساب میں هندو کسور عشاریه کي ایجاد کے سبب سے جسکا موجد سب اُنهیں کو تسلیم کرتے هیں معزز اور ممتاز هیں اور معلوم هوتا هی که اسي تحقیق کے موجد هونے کے سبب سے علم حساب میں هندو یونانیوں پر بہت بڑا تفخر اور فوق رکہتے تھے † *

جبر مقابلة کا بیان

برهمن جبر و مقابله میں بهي اپنے همعصروں سے نهایت سبقت لیگئے هیں اُنکے اس علم کي تحقیقوں کے حالات همکو برهماگپتا کي کتابوں سے جو چهٹي صدي میں هوا اور بهاسکرا اچارجیا کي کتاب سے جو بارهویں صدي ‡ میں هوا دریافت هوتے هیں لیکن ان دونوں نے جو کچهه اپنے مضمون لکهے هیں آرجا بهاٹا کي تصنیف سے لیئے هیں جسکے زمانه میں معلوم هوتا هی که علم کمال کے درجه کو پہونچا هوا تها اگرچه اس مصنف کي تاریخ کا صحیح پتا پانچویں صدي سے پہلے نهیں ملتا مگر کالبروک صاحب

---

† اشیاٹک ریسرچز کي جلد ۱۸ صفحه ۲۱۱ میں ایک مصنف کي راے جو اس باب میں هندوؤں کي نسبت مخالفانه گفتگو کرتا هی نهایت توجهه کے قابل هی اُسکا قول هی که کسورعشاریه بہت پراني ایجاد نهیں هی کیونکه اگر فیثاغورس کے زمانه میں هندوستان میں اس قاعده کا رواج هوتا تو اُسپر اُسکو اطلاع نهوني غیر ممکن تهي

‡ بنٹلي صاحب اپني اخر کتاب میں اپنے معمولي حساب کے طریقه سے یهه ثابت کرنا چاهتے هیں که بهاسکرا نے اکبر کي سلطنت میں سنه ۱۵۵۶ع میں لکها هی لیکن اس مصنف کي ایک کتاب کي اصلي متن کے لکهے جانے کي تاریخ ایک مشهور شخص فیضي نے اپنے فارسي ترجمه میں جو اُسنے مرتب کرکے اکبر کے حضور میں پیش کیا تها بیان کردي هی اور یهه سب کو معلوم هی که هندوؤں کے دقیق علموں کي جو کچهه فیضي نے تحقیقاتوں کي هیں اُس زمانه میں نهایت مشهور تهیں [اسي تاریخ کے نویں حصه کے تیسرے باب کو دیکھو] اسیطرح سے اور بہت سے مصنفوں نے جو اکبر سے پہلے گذرے هیں بهاسکرا کا حواله اپني تصنیفوں میں دیا هی جنکي صداقت کا بنٹلي صاحب کو انکار کرنا پڑا هی

کي راے میں وہ اُسي زمانہ میں ہوا ھی جبکہ ڈائي فانٹس نامي پہلا مصنف جبر و مقابلہ کا یونان میں ہوا تھا یعني سنہ ۳٦۰ ع میں *

لیکن اِن دونوں میں گو کوئي زیادہ قدیم ہو اِس بات میں کسي طرح کي حجت نہیں کہ ہندو علم کو غایت درجہ پر پہنچانے کے کمال کے باعث سے برتري رکھتے ہیں چنانچہ آرجا بھاٹا ڈائي فانٹس سے صرف اُس کمال کے باعث سے فوقیت نہیں رکھتا جو جبر مقابلہ کي ایسي مساواتوں کے حل کرنے میں جنمیں کئي کئي مجہول مقداریں شامل ہوں یا کم سے کم اول درجہ کے عام سوالوں کے حل کرنے میں † اُسکو حاصل تھا بلکہ وہ اُن تحقیقوں کے سبب سے بھي جو اُسنے اور اُسکے متاخرین نے جبر و مقابلہ میں ایسي کیں جنکے کاوش کرنے اور بہم پہنچانے کا ہمارے قریب کے زمانہ کے محقق فخر کرتے ہیں ممتاز ھی ہندوؤں میں آرجا بھاٹا جبر و مقابلہ کا موجد نہیں ھی کیونکہ یہہ ہر طرح یقین ہوسکتا ھی کہ اُسکے زمانہ میں علم ایسي حالت پر مدتوں کي محنتوں اور ایجادوں کے بعد پہنچا ہوگا ‡ معلوم ہوتا ھی کہ اِسي کے زمانہ میں یا کم سے کم پانچویں صدي میں ہندوؤں کا علم بیشک کمال درجہ پر پہنچا ہوگا § *

---

† آڈن برا رویو جلد ۲۹ صفحہ ۱۴۲

‡ ایضاً ایضاً صفحہ ۱۴۳

§ آڈن برا رویو جلد ۲۱ صفحہ ۳۷۲ میں اِس سوال کا کہ (ک) کي وہ مقدار معلوم کرو کہ (ا) اور (ک) کا مربعہ مثبت (ب) برابر ایک مربعہ کے ہووے عجیب حال لکھا ھی چنانچہ اِس سوال کے حل کرنے کا اِرادہ اول ڈائي فانٹس نے کیا اور فرمانٹ صاحب نے ڈائي فانٹس سے کچھہ زیادہ مساوات میں رکھکر انگریزي جبر و مقابلہ جاننے والوں کے پاس اِمتحاناً حل کرنے کو بھیجا لیکن صرف برلر صاحب نے اُسکي مساواتیں پوري کرکے ٹھیک وھي نتیجہ حاصل کیا جو بھاسکرا سنہ ۱۱۵۰ ع میں حاصل کرچکا تھا اُسي رویو کي جلد ۲۹ صفحہ ۱۵۳ میں ایک اور سوال لکھا ھی اور کالبروک صاحب کے قول کے بموجب اُسکي نسبت لکھا ھی کہ سنہ ۱۱۵۰ ع میں بھاسکرا نے جو اُسکا حل کیا تھا بالکل وھي ھی جسکے قریب قریب لارڈ برون کر صاحب سنہ ۱٦۵۷ ع میں پہنچے اور اِسي سوال کے کامل حل کرنے میں

هندوؤں کے علم کي اصلیت

هندوؤں کے علم کي اصلیت کے باب میں مذکورہ بالا بیانوں کے ذریعہ سے راے قایم هوسکیگي هندوؤں کے علم هیئت میں کسي کلیہ قاعدہ کا نہونا اور جو مختلف حصے علم کے همکو معلوم هوئے هیں اُنکي شایستگي کا مساوي نہونا اور ثبوتوں اور لکھي هوئي تحقیقوں کا نوایا جانا اور اُن الات کا بیڈهنگاپن جنکو برهمن کام میں لاتے تھے اور اُنکي تحقیقوں کا کامل نہونا اور ایک درجہ خاص پر پہنچکر ترقي کا تھم جانا اِس بات کي مستحکم دلیلیں هیں کہ اُنہوں نے اپنا علم کسي غیر ماخذ سے لیا هوگا لیکن برخلاف اِسکے اُنکي ترقي کے زمانہ کي اِبتدا میں تمام اور قومیں اِنسے بھي زیادہ جاهل تھیں اور زیادہ ترقي کا زمانہ میں جب کہ غالباً یہہ بات ممکن تھي کہ وہ کسي غیر قوم سے کچھہ حاصل کرتے تو اُسکا حال یہہ هی کہ اُس زمانہ میں جو طریق علمي تحقیقاتوں وغیرہ میں

یولر صاحب ناکام رهےصرف دیلاگرانج صاحب نے سنہ ۱۷۶۷ ع میں پورا حل کردیا اگرچہ برهما گپتا نے چوتھي صدي میں ایسے هي کمال کے ساتھہ حل کردیا تھا لیکن یوناني جبر مقابلہ دانوں پر هندوؤں کي فضیلت اُنکي تحقیقوں کے سبب ایسي مشہور نہیں هی جیسے کہ وہ اپنے قاعدہ کي عمدگي سے جو ذائي فانٹس کے قاعدہ سے کچھہ مشابہت نہیں رکھتا (اسٹریچي صاحب کي بیجا گنت جسکا حوالہ آڈن برارریو کے جلد ۲۱ صفحہ ۳۷۴ و ۳۷۵ میں هی) اور اپنے اعمال ستہ یعني تضعیف و تنصیف جمع و تفریق اور ضرب و تقسیم کے کمال کے باعث سے حاصل هی (کالبرک صاحب کا جبر و مقابلہ هندوستاني جسکا حوالہ آڈن براروبو جلد ۲۹ صفحہ ۱۶۲ میں هی) هندوؤں کا ایک نہایت عمدہ عمل جسکو کٹا کا کہتے هیں یورپ میں جسوقت تک کہ باکٹ ڈي میزیریئک صاحب نے سنہ ۱۶۲۴ ع میں چھاپا کسیکو معلوم نہ تھا اور وہ حقیقت میں وهي هی جسکو یولر صاحب نے بیان کیا هی (اڈن براروبو جلد ۲۹ صفحہ ۱۵۱) هیئت کي تحقیقوں اور علم هندسہ کے ثبوتوں میں جبر و مقابلہ کا استعمال جو اُنہوں نے کیا هی وہ بھي اُنکي هي ایجاد هی اور جس طریق سے کہ وہ یہہ کام کرتے هیں اب بھي تعریف کے قابل هی (کالبرک صاحب کي تحریر جسکا حوالہ پروفسر والس صاحب نے یوني سپرا کے صفحہ ۳۰۸ و ۳۰۹ اور اڈن براروبو جلد ۲۹ صفحہ ۱۵۸ میں دیا هی)

هندوؤں کا تھا وہ صرف اُنکي ذات پر مخصوص و منحصر هي دوسرے تھا بلکه وہ ایسے اصولوں پر مبني هي جنسے کوئي اور قدیم قوم مطلق واقف نه تھي اور اُس سے ایسي تحقیقوں کا علم ظاهر هوتا هی جنسے اب سے دو سو برس پہلے تک اهل یورپ بھي واقف نه تھے الغرض اُنکي هیئت کے نتیجے جسقدر مذکورہ تحقیقوں پر حصر رکھتے هیں اُسقدر اُنکي نسبت صاف عیاں هی که اُنکا کسي غیر قوم سے حاصل کرنا ممکن نه تھا اور اُن نتیجوں کي نسبت بھي جو ایسي تحقیقوں پر منحصر نہیں هیں انصاف سے یہه نہیں کہا جاسکتا که جن لوگوں میں ایسا کچھه ذخیرہ استعداد اور فہم فراست کا هو اُنکو اور غیر قوموں سے سہارا تکنے کي حاجت پڑي هو *

غالباً ایسا معلوم هوتا هی که اگر هندوؤں نے غیروں سے کچھه لیا بھي هوگا تو ایسے زمانه میں لیا هوگا که اُنکا علم هیئت بڑي ترقی پر پہنچ چکا هوگا اُنکے اور غیر قوموں کے علم هیئت کے قاعدوں کے جن حصوں میں نہایت قربت هی اُنمیں بالکل مشابہت نہونے سے یہه معلوم هوتا هی که گویا اُنہوں نے اپنے تعلیم کرنیوالوں کے مسئلوں کي صریح نقل کرنے کے بجاے کچھه کچھه خلاصه لے لیا *

یہه بات خلاف قیاس نہیں هی که اُنہوں نے بطرز مذکورہ سکندریه کے یونانیوں سے کچھه کچھه لیا هو اِسکا ثبوت کالبروک صاحب کے کلام سے بہتر نہیں معلوم هوتا جنہوں نے اپنے معمولي علم اور ذهانت سے بلا طرفداري اِس معامله میں گفتگو کي هی چنانچه کالبروک صاحب یہه بات ثابت کرکے که پانچویں صدي کے هندو مصنف یاونا لوگوں کي هیئت کا ذکر تعظیم سے کرتے هیں اور اِسمیں کچھه شک نہیں که یاونا سے اِس موقع پر اُنکے نزدیک یوناني مراد هیں اور ایک هندو مصنف کے ایک رساله کا نام روماکا سیدهانتا هی جس سے غالباً مغربي یعني رومیوں کے علم هیئت پر اشارہ پایا جاتا هی یہه فرماتے هیں که اگر ان وجوهات اور هندوؤں اور

یونانیوں کے ہیئت اور اُنکے ایکسنٹرک † اور اِپیسائکل ‡ کے آلات کی مشابہت سے جسکو مشکل سے اِتفاقی خیال کیا جاسکتا ہی یہہ یقین کرنا بیجا نہوویگا کہ ہندوؤں نے یونانیوں سے وہ علم حاصل کیا جس سے وہ اپنے ناقص علم ہیئت کی اصلاح اور ترقی کرسکے تو میں بھی اِس راے کو ناپسند نہیں کرونگا اور قیاس لڑانے کی بہ نسبت اور بھی زیادہ وجہہ اِس بات کے سمجھنے کی کہ جس زمانہ میں اہل عرب نے علم ہیئت کی تحصیل شروع کی ہندو اُس سے پہلے یونانیوں کی ہیئت سے واقف ہوچکے تھے معلوم ہوتی ہی *

ایک اور مقام میں § کالبروک صاحب یہہ راے دیتے ہیں کہ غالباً ہندوؤں نے منطقۃالبروج کا پتا یونانیوں سے پایا ہوگا اور طریق الشمس کی تقسیم جو قدیم سے ستائیس حصوں میں اُنکے ہاں تھی اُسکو اُس سے مناسب کرلیا ہوگا اور وہ یہہ بھی خیال کرتے ہیں کہ ہندوؤں نے علم نجوم بالکل مغرب سے حاصل کیا ہوگا || *

---

† دو ایسے مشترک دائروں میں سے ایک کو کہتے ہیں جنکا مرکز متحد نہو (مترجم)

‡ ایک ایسے چھوٹے دائرہ کو کہتے ہیں جسکا مرکز کسی دوسرے بڑے دائرہ کے محیط کے ساتھہ گردش کرتا ہو (مترجم)

§ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحہ ۳۲۷

|| علاوہ اُن باتوں کے جو ابھی بیان ہوئیں اور اُنھیں ہندو اور قدیم قوموں سے سیکھہ لیگئے کالبروک صاحب دو باتیں علم ہیئت کی اور لکھتے ہیں ایک تو مقامات اعتدال کا مشرق سے مغرب کیجانب کو نہایت آہستہ بڑھنا جسمیں ہندوؤں کی راے بطلیموس کی نسبت اُسکے زیادہ صحیح ہی جیسی کہ اہل عرب کی راے ہی جنکو ہندوؤں کے بعد کمال ترقی حاصل ہوئی تھی اور دوسری بات زمین کی روزانہ گردش اپنے محور پر ہی جس پر پانچویں صدی میں بحث و مباحثہ کیا ہی اِسی کی طرف اِس سے پہلے ہریکلٹس نے اشارہ کیا مگر یونانیوں نے مدت تک اُسپر توجہہ نہیں کی اور یورپ میں کوپرنیکس کے زمانہ تک اِس مسئلہ کو رونق اور سرسبزی حاصل نہوئی تھی

جو کچھہ کہ ہم بیان کرچکے ہیں اس سے غالباً یہہ بات معلوم نہیں ہوتی کہ ہندوؤں نے علم ہندسہ اور حساب یونانیوں سے لیا ہوگا اور اور کوئی قوم ایسی نہیں ہی جو اُن علموں میں ہندوؤں پر تقدم کا دعوی کرسکے اور جبر و مقابلہ میں جس طور و طریقہ سے اُنہوں نے تحقیقیں کی ہیں وہ ایسا اُنکے ساتھہ مخصوص ہی جس سے ثابت ہوتا ہی کہ وہ تحقیقیں بھی اُنہیں کی ذاتی ہیں *

جبر مقابلہ میں اہل عرب کے دعوی ہندوؤں کے مقابلہ میں پیش کیئے گئے ہیں لیکن کالبروک صاحب نے بخوبی اسبات کو ثابت کیا ہی کہ اہل عرب کو جبر و مقابلہ کا علم حاصل ہونے اور اُنمیں دقیق علموں کی ابتدا سے پہلے ہندوستان میں کمال کو پہنچ چکا تھا † *

جو کچھہ اہل عرب اور ہندو مشترک علم رکھتے تھے اُسکو یہہ سمجھنا معقول ہی کہ عربوں کو ہندوؤں سے حاصل ہوا ہوگا اور گو اُنکی پچھلی تحصیلیں اور تحقیقیں کیسی ہی کچھہ کیوں نہ بڑی ہوں یہہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اُنہوں نے آٹھویں صدی تک جسمیں اول ہی اول یونانیوں کے علمی خزانوں تک دسترس پائی اپنی تحصیل شروع نہیں کی تھی *

مگر ان معاملوں میں اُسیطرح جسطرح اور تمام اُن معاملوں میں جو برہمنوں کے علم و ہنر سے متعلق ہیں تمام بڑے عالموں کی تصنیفوں کو صرف ایسی رائیں سمجھنا چاہیئے جو موجود حالتوں پر دی گئی ہیں اور اُنکو اُسوقت تک کہ ہم سنسکرت سے بخوبی آگاہ ہوکر قطعی راے دے سکیں ایسا سمجھنا چاہیئے کہ اُنپر اعتراض اور حجت عاید ہوسکتی ہی *

بہر حال علم کی تاریخ خاص کر اس وجہہ سے زیادہ دلچسپ ہوتی ہی کہ ہمکو اُس قوم کی خصلت پر جسکو وہ علم حاصل ہو راے دینے کا ذریعہ حاصل ہوتا ہی اسی اعتبار سے ہم برہمنوں کو محنت اور ذہانت

† کالبروک صاحب کا جبر و مقابلہ و حساب وغیرہ

میں ایسا هي مشہور اور نامور پاتے هیں جیسے که وه همیشه سے چلے آئے هیں لیکن با اینهمه اُنمیں بز دلي اور اپني بات پر نه جمنا اور هر بات کو کہاني اور قصه کي ملاوٹ سے خراب کر دینا اور پوجا پاٹ کرانے والوں کے مفروضه فائدوں کي طمع سے صدق اور راستي کو ضایع کرنا موجود هی *

دوسرا باب

هندوؤں کے علم جغرافیه کا بیان

هندوؤں نے جه نسبت کسي اور علم کے جغرافیه میں بہت کم ترقي کي هی

اُنکے جغرافیه کے بموجب میرو پہاڑ † دنیا کا مرکز هی یهه ایک بلند پہاڑ گاو دم شکل کا هی اور اُسکے پہلو جواهرات کے اور اُسکي چوٹي پر زمین کي بیکنٹهه هی اس پہاڑ کا خیال اُنکو هندوستان کے شمالي بلند پہاڑوں سے هوا هوگا مگر یهه پہاڑ اُس سلسله کا یا کسي اور ایسے سلسله کا جو دیوتوں کي کہانیاں لکہنے والوں کے عالم خیال میں موجود هی کوئي جز نہیں معلوم هوتا *

اور اُس پہاڑ کے گرد ساتهه دایره زمین کے اور ساتهه دایره سمندر کے ایک دوسرے کے بعد واقع هیں *

ان دایروں میں سے سب سے پہلا دایره زمین کا جمبو دیپ جو اُس پہاڑ کے قریب هی نمکین سمندر کے دایره سے گہرا هوا هی اور اسي دایره میں هندوستان واقع هی ‡ *

باقي چهه دایرے دوده اور شراب اور گهي کے رس وغیره کے سمندروں سے ایک دوسرے سے علحده هیں یهه بات بالکل لغو معلوم هوتي هی *

---

† بعضے میرو پہاڑ سے قطب شمالي سمجهتے هیں یهه کچهه هي هو مگر هندوؤں کے جغرافیه میں یهه ایک ایسا نقطه هی جسکي جانب هر شی مایل هی

‡ کرنل ولفورڈ صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۸ صفحه ۲۹۱ و ۳۶۸ وغیره

جمبودیپ کا نام کبھي تو هندوستان کے ساتھہ منسوب کیا گیا هی اور بعض اوقات اُسکو بھارتا کہا هی *

معلوم هوتا هی که وہ ملک اور اُسکے آس پاس هي کے ملک کل زمین کے وہ حصے تھے جو هندوؤں کو معلوم تھے *

هندوؤں کي قدیم کتابوں سے هندوستان کي قسمتیں جو از روے جغرافیہ کے کي گئي تھیں معلوم هوتي هیں اور هر قسمت کے شہروں اور پہاڑوں اور دریاؤں کي فہرستیں موجود هیں گو وہ بہت کچھہ تاریک اور بے ترتیب هیں مگر باوجود اسکے اُنمیں سے زمانہ حال کي قسمتیں اور شہر اور پہاڑ وغیرہ پہچانے جا سکتے هیں *

لیکن هندوستان کے سوا اور جو کچھہ اُنکے جغرافیہ میں هی وہ ایسا اندھیر کہاتہ هی که زمانہ حال کے جغرافیہدانوں نے جسقدر کوششیں اُسکے صاف اور اُجلا کرنے میں کیں وہ سب رایگاں گئیں † *

یہہ بات بیان کرنے کے قابل هی که دریاے اٹک سے آگے کسي مقام کا شاستري نام اُن ناموں سے جو سکندر کے همراهي مورخوں نے لکھے هیں بہت کم مطابق هوتا هی حالانکه جسقدر نام هندوستان کے اندر کے هیں وہ سب مطابق هیں اسلیئے یہہ معلوم هوتا هی که قدیم زمانہ کے هندو بهي سیاحت سے ایسے هي متنفر تھے جیسے که زمانہ حال کے نفرت کرتے هیں اور اگر اور تمام انسانوں کو هندوؤں کیطرح تفتیش اور تلاش کا شوق

---

† اسبات کے قایم کرنے میں جو نا کامیابي هوئي اُسکا حال کرنل وافورڈ صاحب کے پہلے حصہ کو دیکھنے سے جسمیں هندوستان کے مغربي مقدس جزیروں پر گفتگو هی معلوم هوتي هی (کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۲۶۷) اُسي قسم کي تحقیقات هندوستان میں کرنے کے واسطے بہتر سامانوں کا موجود هونا اُسي مصنف کے جواب مضمون متعلق اُس حصہ هندوستان سے جسمیں گنگا بہتي هی (کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۴ صفحہ ۳۷۳) اور اورینٹل میگزین جلد ۲ کے ایک جواب مضمون سے ثابت هوتا هی وشنوپران کي دوسري کتاب کے پہلے چاربابوں کو بهي دیکھو صفحہ ۱۶۱

نہوتا اور خانہ نشینی مرغوب ہوتی تو وہ باقی تمام دنیا سے علحدہ اور بے تعلق رہتے *

دریائے انڈس سے آگے دو مقاموں میں ہندوؤں کا موجود ہونا ہماری اس رائے کو جو اوپر مذکور ہوئی ضرر نہیں پہنچاتا جو ہندو سمندر کے ساحل پر آباد ہیں غالباً وہ ملکی جھگڑوں کے سبب سے اپنے ملک سے نکلکر ایسے مقاموں میں جو نہایت قریب اُن کے ملے آباد ہوگئے ہونگے (تیسرے تتمہ کو دیکھو) اِن میں سے جو ہندو شمالی پہاڑوں میں جاکر آباد ہوئے اُن کا حال ہمکو کسیطرح معلوم نہیں ہوسکتا مگر یہہ معلوم ہوتاهی کہ سکندر کے زمانہ میں اِن دونو کو (یعنے پہاڑوں کے رہنے والے اور ساحل دریای شور کے رہنی والی ہندؤں کو) ہندوستان سے کچھہ تعلق نہیں رہا تھا اور اکثر باتوں میں اہل ہند سے وہ مختلف ہوگئے تھے مگر پہر بهی کسی غیر قوم کے حال سے وہ آگاہ نہیں ہوئے اور اگر کچھہ ہوئے بهی تو اپنے هی وطن میں اور غیر قوموں کے لوگوں کے آنے جانے سے ہوئے *

آج کل علاوہ سادہ سنت فقیروں کے جو بحر کاسپئین پر باکو اگ کو مقدس سمجھہ کر اور استرخان اور ماسکو قدیم دارالسلطنت روس تک چلتے پہرتے چلے جایا کرتے ہیں شکار پور کے رہنی والی ہندو جو دریای اٹک پر ایک شہر هی بطور ساهوکار اور سوداگر کے ایران اور ترکستان اور روس کے شہروں میں رہتی هیں مگر اپنے اصل هموطنوں کو کسی قسم کی عام واقفیت اور آگاهی کا فایدہ پہونچا نے میں کوشش نہیں کرتے *

ہندوؤں کے پاس پروس کی قوموں میں سے بهی چند هی قوموں کا حال ہندوؤں کی قدیم کتابوں میں پایا جاتا هی وہ یونانیوں سے واقف تھے اور اُنکو یونا کہتی تھے بعدہ اُن سب قوموں کو جو شمال و مغرب سے فتح کرنے والی آئیں وہ یونا کہنی لگی اور یہہ خیال کرنے کی معقول وجھہ هی کہ سنھیا والوں کو ساکا کہتے تھے † لیکن ہندو اِن دونوں قوموں

† حسب قول یونانیوں کے قدیم ایرانی اُن کو ساکی کہتی تھے

سے هندوستان هي میں واقف هوئی اُن ملکوں کے حال سے بالکل ناواقف رهے جہاں سے وہ اُن کے ملنے والی آئی تهے نہایت صاف اور روشن سراغ جو هم نے رومیوں کے ساتهہ اُن کي واقفیت کا لگا یا هی وہ یہہ هی کہ کالبروک صاحب فرماتے هیں † کہ ساتویں آٹهویں صدي کا ایک هندو مورخ اپنی کتاب میں بیان کرتا هے کہ وحشیوں کي زبانوں کا نام فارسیکا اور یاونا اور روماکا اور بار برا هیں اِن میں سے اول کي تین زبانوں سے فارسي اور یوناني اور رومي معلوم هوتي هیں *

وہ مغربي ملک جس کو روماکا کہا هے اور اُس کي نسبت بیان کیا هی کہ جب لنکا میں صبح هوتي هی تو اُس ملک میں آدهي رات هوتي هی شاید روم هي هو چنانچہ اس ملک کا ذکر سِدها نتا سریمني ‡ کے ترجمہ میں مندرج هی اس سے معلوم هوتا هی کہ برهمن مسلمانوں کے هندوستان میں آنے سے بہت پہلے اُس ملک سے واقف هوگئی هوں گی ملک چین کا حال بیشک وہ جانتی تهے همارے پاس ایک چیني سیاح کا جو هندوستان میں آیا سیاحت نامہ موجود هے اور چیني مصنفوں کي تحریروں سے ثابت هوتاهي کہ مگادا کے راجاؤں نے دوسري اور اور پچهلي صدیوں میں چین کو ایلچي بهیجی منو کے بیان میں ایک قوم کا ذکر چین کے نام سے موجود هی مگر اُس کو شمال

---

† حالات رائل ایشیا ٹک سوسئیٹي جلد ۸ صفحہ ۳۶۷

‡ وارڈ صاحب کي هندوؤں کے حالات کي کتاب جلد ۲ صفحہ ۴۵۷ اور روماکا کا بیان روم کو روما کا سمجهہ کر کرنل ولفورڈ صاحب نے بهي کیا هی (کتاب تحقیقات حالات ایشیا جلد ۸ صفحہ ۳۶۷ اور اور مقام بهي) لیکن اسبات پر غور کرني چاهیئی کہ روم اور اٹلي کے حال سے اهل مشرق ابتک بالکل ناواقف هیں ایران میں بهي روم سے مراد ایشیا مائینر یعنی ایشیا کوچک هوتي هی اور قیصر روم کا خطاب اس سے پہلے بهي کہ وہ مسلمان شاهنشاهوں قسطنطنیہ پر اُن کے نزدیک منتقل هوگیا هی قسطنطنیہ هي کے شاهنشاهوں کا جانتی هیں اصل روم کے شاهنشاهوں کا جو اٹلي میں واقع هی نہیں جانتی

و مغربی قوموں میں اُسکی قرار دیا هی علاوہ اسکی ملک چین کا نام ملو کے زمانہ سے مدتوں کے بعد چین مشہور هوا *

اگر کرنل ولفورڈ صاحب کے نہایت عالمانہ اور تیز فہمی کے نتیجوں کا اعتبار نکیا جاوے تو جو جواب مضمون جغرافیہ کے اُن مضمونوں پر لکھے گئے جنکا ماخذ سنسکرت هی اُنسے اسباب کا دریافت کرنا نہایت دشوار هی کہ هندو مصر سے کسطرح کی واقفیت رکھتے تھے حالانکہ اُن یونانی اور رومی جہاز رانوں کی آمد و شد سے جو مصر سے آکر هندوستان کے ساتھہ سیکڑوں برس تک تجارت کرتے رهے یہہ توقع هوسکتی هی کہ هندو مصر کے حال سے واقف هوگئے هونگے *

تیسرا باب

تاریخ واقعات کا بیان

خیالی یا مصنوعی زمانے

زمانہ کے حساب میں جو هندوؤں نے اور قوموں کی نسبت حد سے زیادہ مدتیں قایم کی هیں اُن پر کچھہ گفتگو کرنی فضول معلوم هوتی هی اگرچہ وہ مدتیں هیئت کے اصول پر قایم کی هوئی هیں مگر علانیہ لغو اور خیالی هیں اور اُس توجهہ کے قابل نہیں هیں جو یورپ کے عالموں نے اُن پر کی هی *

نوڈز † اور ایپسائیڈز ‡ کی کامل گردش جو اُنکے خیال میں چار ارب بتیس کرور برسوں میں پوری هوتی هی اُسکو وہ ایک کلپا یا برهما کا

† نوڈز مدار الشمس کے دایرہ کے اُن نقطوں یا مقاموں کو کہتے هیں جہاں کسی سیارہ کی گردش کا منطقہ تقاطع کرتا هی یعنی راس و ذنب (مترجم)

‡ ایپسائیڈز سیارہ کے اُن دونوں مقاموں کو کہتے هیں جو قدیم زمانہ میں زمین سے نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھی جاتے تھی اور اب آفتاب سے نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھی جاتے هیں یعنی اوج و حضیض (مترجم)

ایک دن ٹهراتے هیں اِس دن میں چودہ مان ونترا یا زمانے شامل هیں
جنمیں سے هر ایک میں دنیا ایک منو کے تحت و تصرف میں هوتي
هی اور هر مان‌ونترا اِکہتر مہا جگ یعني بڑے طول و طویل زمانوں سے
بنا هوا هی اور هر مہا جگ میں چار جگ غیر مساوي مدت کے هوتے
هیں یہہ چاروں جگ یونانیوں کے سونے چاندي پیتل اور لوهی کے چاروں
زمانوں سے کچھہ مشابہت رکہتے هیں *

صرف یہہ پچهلي هي تقسیم انسانوں کے کارو بار سے متعلق هو سکتي
هی † اول جگ یعني ست جگ سترہ لاکہہ اٹهائیس هزار برس کا هی
اور دوسرا یعني تریتا جگ بارہ لاکہہ چهیانوہ هزار برسوں کا هی اور تیسرا
جگ یعني دواپر آٹهہ لاکہہ چونسٹهہ هزار برس کا اور اخیر یعني کلجگ
چار لاکہہ بتیس هزار برس کا هی اس موجودہ مان‌ونترا کی اخیر یعني
کلجگ میں سے چار هزار نو سو اکتالیس برس گذر چکے هیں جنمیں
بہت سے تاریخانہ واقعات گذرے هیں مگر اُنمیں سے بعضی اس سے پہلے
کے زمانوں میں قرار دیئی گئے هیں اوراگر اُنکو زیادہ قابل یقین زمانہ میں
نسمجها جاوے تو وہ تاریخ واقعات میں کسیطرح شمار نہیں هوسکتي ‡ *

---

† ڈیرو صاحب کي تحریر کتاب تحقیات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۲۲۸ لغایت ۲۳۱

‡ منو کے قوانین کي تاریخ کو جو اصل میں نوسو برس قبل مسیح علیہ‌السلام
سے کچهہ کم میں لکهي گئي هی تاریخ واقعات کے لکهنے والے هندو اِن چاروں جگوں
سے گذرنا کیسا قریب سات مان‌ونترا کے پہلے قرار دیتے هیں جو ایک ایسي مدت هی
کہ تینتالیس لاکہہ بیس هزار کو اکہتر چهہ گنی سے ضرب دینے سے حاصل هوتي هی
(کتاب حالات تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۱۱۲) اور سورجا سیدهانتا جو
سنہ ۵۰۰ ع میں لکهي گئي هی وہ منو کے قوانین سے کم قدیم ماني گئي هی اور
اُسکو ست جگ کي وهي قرار دیکر صرف بیس لاکہہ سے تیس لاکہہ برس کي مدت
قایم کي هی اور رام چندر جي کي تاریخ کو جو حقیقت میں ایک ایسے شخص هیں
جو اصلي تاریخ سے متعلق هوني چاهیئیں دوسرے جگ میں قرار دیتی هیں جسکو
اُنکے حساب سے دس لاکہہ برس هوتے

هندوؤں کي قديم تاريخوں يعني زمانوں کا قايم کرنا غير ممکن هى

پس حالات مذکورہ کے لحاظ سے همکو جگوں اور کلپوں اور منونتروں سے در گذر کرکے هندوؤں کے واقعات کي تاريخ ايسي اور ماخذوں سے جو خود هندوؤں سے همکو حاصل هوئي هيں دريافت کرني چاهيئے *

يهه بات هم بيان کرچکے هيں که بيد غالباً چوده سو برس پهلے حضرت مسيح عليه‌السلام سے لکهي گئے هيں ليکن اس تاريخ کے ساتهه کوئي تاريخانه واقعه حسب اطمينان خاطر متعلق نهيں هوسکتا شايد هيڈنت داں پارسراے چودهويں صدي قبل مسيح عليه‌السلام ميں هوئے اُنسے اور اُنکے بيٹے بياس سے جو بيد کے مولف هيں بهت سے ايسے شخص جنکا بيان تاريخانه واقعات يا ديوتوں کے حالات ميں شامل هى متعلق هيں ليکن دونوں صورتوں ميں بهت سے ايسے شخص جو اُنکے همعصر ٹهرائے گئے هيں ايسے زمانوں ميں گذرے معلوم هوتے هيں جنميں بهت بڑا تفاوت پايا جاتا هى اور تمام بزرگ آدميوں کے ايام حيات کو جو لغو زمانوں سے منسوب کرديا گيا هى اسوجهه سے اُنکے حالات سے کسي معامله کے تصفيه کرنے ميں کچهه مدد نهيں ملسکتي *

سورج بنسي اور چندر بنسي راجاؤں کى نسلونکي تاريخ

جس دوسري وجهه سے همکو هندوؤں کے واقعات کي تاريخ قايم کرنيکي توقع کرني چاهيئى تهى وه اُن فهرستوں سے ممکن تهي جو پورانوں ميں راجاؤں کے دو همسر خاندانوں يعني سورج بنسي اور چندر بنسي کي لکهي هيں جنهوں نے گنگا جمنا کے دوابه اور اجودهيا کي سلطنتوں کي بنا قايم کي اُن ميں سے کسي نه کسي سے قديم هندوستان کے تمام راجاؤں کے خاندان برآمد هوئے هيں سرجونس صاحب کے حساب کے مطابق هم تين هزار پانسو

برس قبل مسیح علیه‌السلام تک زمانه کا حال معلوم کرسکتے تھے لیکن خود ان فہرستوں کے بیان میں ایسا تناقض هی که اُسکے سبب سے کسي پر اعتبار نہیں هوسکتا دونوں فہرستوں کے شروع هي پر جو نام هیں وه دونوں همزمانه اور بہن بھائي هیں مگر پھر بھي چندر بنسي خاندان میں اُسي زمانه میں صرف اَڑتالیس نام هیں جس میں سورج بنسي خاندان میں پچانوه نام هیں اور سري‌کرشن جي جنکو خود پوران‌میں رام چندرجي کے بعد کے زمانه میں مانا گیا چندر بنسي میں پچاسویں درجه پر هیں حالانکه رام‌چندر جي سورج بنسي میں تریسٹھویں درجه پر هیں † ان فہرستوں کے مطابق کرنے میں جو لوگوں نے قصد کیئے هیں اُنسے اُنمیں اختلاف اور زیاده تو هوگیا مگر کم نہوا بقول شاعر رشک زلف یار هیں عقدے میرے دلکے سرور اور اولجھه اونھتے هیں بیٹھے جبکه سلجھانے کو هم اُنکے ساتھه جو قصه پوران میں مندرج هی وه اُنکو طفلانه اور لغو باتوں کے سبب سے اور بھي زیاده بے اعتبار ٹھہراتا هي اگرچه بہت سے ایسے راجاؤں نے حکومت کي هوگي جنکے نام اُس فہرست میں داخل هیں اور اُس قصه میں بھي اصلي واقعات کچھه کچھه شامل هونگے مگر کرشن جي اور مہابھارت کے معرکه تک اُن سے کوئي بنا همکو ایسي نہیں نظر آتي جسپر سلسله‌وار هندوؤں کے واقعات کي تاریخ قایم کیجاوے *

مہابھارت کے زمانه سے هندوستان کے مختلف حصوں کے راجاؤں کي بہت سے فہرستیں همکو ملتي هیں اور وه علحده علحده کسیقدر

---

† ان فہرستوں کے نہایت عمده نسخوں کے واسطے تو پرنسپ صاحب کے نقشوں کے صفحه ۹۴ وغیره کو دیکھو اور اُس سے پہلے مباحثوں کے واسطے جونس صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحه ۱۲۸ اور کرنل ولفورڈ صاحب کي تحریر اُسي کتاب کي جلد ۵ صفحه ۲۴۱ و ۲۸۷ اور وارڈ صاحب کي کتاب کي جلد ۱ صفحه ۱۴ اور ڈاکٹر هملٹن بکانن صاحب کے نسبنامه هندوؤں کو دیکھو اور پروفیسر ولسن صاحب کے دیباچه بشن پوران کے صفحه ۶۴ وغیره اور خود پوران کے حصه ۴ باب ۱ صفحه ۳۴۷ کو بھي ملاحظه کرو

اعتبار کے قابل معلوم ہوتی ہیں اور اکثر باتیں اُنکی خارجی دلیلوں سے ثابت ہوتی ہیں *

ان فہرستوں کی تصدیق اکثر مذہبی کتبوں اور وقفی جاگیروں سے ہوتی ہی یہہ وقف کی سندیں اکثر پتھروں اور تانبے کے پتروں پر جو بالکل صحیح و سالم بہم پہونچتی ہیں پائی جاتی ہیں اُنمیں صرف وقف کی تاریخ وغیرہ ہی کندہ نہیں ہوتی بلکہ اُس راجہ کے ابا واجداد کے نام بھی ہمیشہ ہوتے ہیں جسنے وہ وقف کیا ہوتا ہی اگر یہہ پترے بقدر کافی بہم پہونیچ جاویں تو تمام راجاؤں کی تاریخ سلسلہ‌وار قایم ہوسکتی ہی لیکن بالفعل جو ملے ہیں وہ مسلسل نہیں خاص خاص مقاموں کی تاریخوں کے کام کے ہیں لیکن عام واقعات کی تاریخ میں کچھہ مدد اُنسے نہیں حاصل ہوتی *

مگادا کے راجاؤں کے زمانہ کا بیان

صرف مگادا کے راجاؤں کے خاندان کا سلسلہ مختلف قسم کے استحکام اور ثبوت کے ساتھہ مہابھارت کی لڑائی سے سنہ ۵۰۰ع تک ہمکو حاصل ہوتا ہی یعنی وہ اُس زمانہ کے قریب کے کل مقدم واقعوں تک بخوبی پہولنچتا ہی *

سہادیوا مہابھارت کی لڑائی کے آخر میں مگادا کا راجہ تھا اور اُس سے پینتیسواں راجہ اجیتا سترو جسکے عہد میں سکیا یا گوتاما بدھ مذہب کا بانی ظہور میں آیا اور اس بات میں کچھہ شک نہیں کہ سکیا حضرت عیسی علیہ‌السلام سے قریب پانسو پچاس برس کے پہلے ہوا ہی اسکے ثبوت کے لیئے ہمارے پاس برھما اور لنکا اور سیام اور اور ہندوستان کے باہر کے بدھ مذہب والی مورخوں کی شہادتیں موجود ہیں جنسے اجیتا سترو کا زمانہ قایم کرسکتے ہیں *

اور اجیتا سترو سے چھٹا نندا راجہ تھا جسکی تاریخ پر اَور واقعات کی بہت سی تاریخیں منحصر ہیں نندا سے نواں چندراگپتا اور چندراگپتا

سے تیسرا اسوکا تھا جو تمام ملکوں کے بدھ مذہب والوں میں اس وجھہ سے مشہور هی که وه اس مذهب کا نہایت ترقی دینے والا اور نہایت سرگرم و مستعد پیرو تھا *

ان دونوں پچھلے راجاؤں کے ذریعہ سے هندوستان اور یوروپ کے واقعات کي تاریخوں کے ملانے کا سلسله همارے هاتهه لگتا هی اور هندوؤں کے تاریخی حالات کے زمانه کی حدیں گو وه کامل یقین کے قابل نہیں قایم کرسکتے هیں *

هندو مصنفوں نے کسي غرض سے جو غالباً کرشن جي کي شان و شوکت اور عظمت بڑهانا معلوم هوتي هی مہابهارت کي لڑائی کے اخیر اور کرشن جي کے وفات سے کلجگ کي ابتدا قایم کي هی اگرچه زمانه مذکور سے کلجگ کے شروع هونے کي نسبت خود ایک هندو مصنف نے اعتراض کیا هی اور اور مورخوں کے بیان سے بهي اُسکي غیر معتبري معلوم هوتي هی مگر اب بهي اُسکو بلا عذر و حجت مانا جاتا هی *

چندراگپتا سلیوکس کا همعصر تھا

اور اسوکا اینٹیوکس کا همعصر هوا

راجاؤں کي اُس فہرست سے جو پوران میں سے لي گئي هی چندراگپتا اور † سلیوکس کے همعصر هونے کي تحقیق کرنے میں سرجونس صاحب چندراگپتا اور سندرکتس یا سندرا کپٹس کے نام کے مشابهه هونے سے جسکي نسبت یوناني مورخوں نے لکھا هی که اُسنے سلیوکس کے ساتهه عهدنامه کیا بہت حیران هوئے *

---

† سلیوکس ایک بڑا سردار سکندر اعظم کے سواروں کي فوج کا افسر هندوستان کے مهم میں سکندر کے همراه تها اور اُسوقت عمر اُسکي چوبیس برس کي تهي اور بڑا قوي هیکل جوان تها اسکا باپ اینٹیاکس فلپ ثاني یعني دوسرے فیلقوس سکندر اعظم کے باپ کے هاں بڑے پایه پر تها اور مقدونیه کا رهنے والا تها بعد وفات سکندر کے ملک شام وغیره کا سلیوکس پادشاه هوگیا تها (مترجم)

اور اچھی طرح جانچنے میں اُنکی حالات مشابہہ دیکھکر اور بھی زیادہ متحیر ہوئی اور چندراگپتا اور سلیوکس کا ایک زمانہ تسلیم کرکے باقی اور اُنسے پہلے واقعات کے تاریخ کو زیادہ تر قرین قیاس قایم کرسکے † جن دلیلوں سے اس قیاس کے استعانت کی جاسکتی ھی اُنکو پروفیسر ولسن صاحب نے نہایت تکمیل اور صفائی کے ساتھہ بیان کیا ھی ‡ وہ دلایل یہہ ھیں مشابہت اُن ناموں کی جو ابھی بیان ہوئے اور مشابہت زندرامس کی جسکو ڈائیوڈورس سندراکٹس کہتا ھی چندرا مس کے ساتھہ (یعنی چندراگپتا کے ساتھہ) جسکو بعضا اوقات ھندو مصنفوں نے بھی چندرامس نام سے یاد کیا ھی اور اُسکا کم اصل ہونا اور سلطنت کا غصب کرنا جسکا بیان یونانیوں اور ھندوؤں غرضکہ دونوں کی کتابوں میں پایا جاتا ھی اور یہہ بات کہ اُسکی سلطنت کہاں واقع تھی میگاستھینز نے جو یونانیوں کیطرف سے اُسکے دربار میں بطور سفیر کے حاضر رھتا تھا لکھی ھی اور اُسکی رعایا کو یونانی پراسی کہتے تھے اور پراسی پراچی کے مطابق ھی اور پراچی وہ اصطلاح ھی جس سے ھندو جغرافیہ دانوں نے اُس ملک کو جہاں مگادا واقع ھی لکھا ھی اور نام اُسکی راج دھانی کا یونانی پالی بتھرا کہتے ھیں اور ھندو پتالی پتھرا لیتی ھیں اِسکی بعد جو تحقیقیں برھمنوں کی تحریروں وغیرہ کے ذریعہ سے کی گئیں اُن سے چندراگپتا کی تاریخ کسیقدر زیادہ درستی کے ساتھہ قایم ہوگئی چنانچہ ولفورڈ صاحب کی راے کے موافق وہ تین سو پچاس برس اور پروفسر ولسن صاحب کی راے کے بموجب تین سو پندرہ برس قبل مسیح علیہ‌السلام کے ہوا اور اِن دونوں رایوں کو ایسا استحکام جسکا کبچھہ سان گمان بھی نہ تھا بدہ مذھب والوں کے واقعات کی ایسی تاریخوں کے نقشوں سے جو دور دور کے ملکوں مثل آوا اور لنکا سے بہم پہونچے اچھی

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ کے دیباچہ کا صفحہ ۲۷

‡ کتاب تماشہ گاہ ھندوان جلد ۳ صفحہ ۳

خارج هوگیا اِن میں سے اول نقشه کي رو سے جو کرافورڈ صاحب کے رساله
اول † میں شامل هی چندرا گپتا کي سلطنت کا زمانه تین سو بانوه اور تین
سو چهتر برس قبل مسیح کے اندر قایم هوتا هی اور دوسرے نقشه کے
بموجب جورٹرنور صاحب کے ترجمه مهاونسو ‡ میں داخل هی تین سو
اکیاسي اور تین سو سینتالیس برس قبل مسیح کے بیچ میں ثابت
هوتا هی اور یونانیوں کے بیان سے اُس کا زمانه سلیوکس کي تخت نشیني
کے وقت سے جو تین سو باره برس قبل مسیح کے هوئی اُس کي وفات تک
جو دوسو اسي برس قبل مسیح میں هوئی ثابت هوتا هے § بده مذهب
والوں اور یونانیوں کی قائم کي هوئي تاریخوں میں جو اختلاف تیس
چالیس برس || کا هی اُسکو ٹرنور صاحب بده مذهب والوں کے پوجاریوں
کے بالا راده فریب و فطرت سے منسوب کرتے هیں یهه پوجاري اگرچه برهمنوں
کے اُن لغویات سے جو وه واقعات کي تاریخ میں بهرتے هیں بالکل پاک و
صاف هیں مگر اُنهوں نے تاریخي واقعات کواپني مذهبي روایتوں سےجو
تسلیم هوتي چلي آتي تهیں مطابق کرنے کے واسطے یهه کارستاني کي هے اگر
کوئي اور دلیل بهي هاتهه نه لگتي تب بهي همارے اس مضبوط یقین کے
مٹانے کے لیئے که چندرا گپتا اور سندر اکٹس ایک هي هی یهه اختلاف
کچهه اثر نکرتا مگر اور سب رها سها شک و شبهه ایک ایسي تحقیق کے
ذریعه سے جاتا رهتا هے جس سے یهه توقع هوتي هی که هندوستان کي تاریخ

---

† پرنسپ صاحب کے مفید نقشوں کے صفحه ۱۳۲ کو دیکهو

‡ مهاونسو کے دیباچه کا صفحه ۴۷

§ کلنٹن صاحب کي کتاب

|| سلیوکس کي هندوستان کي مهم بعد فتح هونے بابل کے (جو تین سو باره برس
قبل مسیح میں هوئي) هماري راے میں تین سو دس برس قبل مسیح کے هوئي
هوگي اور چندراگپتا نے بموجب مهاونسو کے تین سو سینتالیس برس قبل مسیح
میں وفات پائي تو سینتیس برس کا اختلاف اُس حالت میں بهي رهتا هی که
چندرا گپتا کا عهد نامه پر دستخط کرنا دم واپسیں میں سمجها جاوے

کے باقي اور حصے بھي روشن ہو جاوینگے یعنے بہت سے غاروں اور پہاڑوں اور ستونوں پر ہندوستان کے مختلف حصوں میں ایسے حرفوں میں کتبہ پائے جاتے ہیں جنکا مضمون نہ کوئي اہل یورپ سمجھہ سکتا تھا اور نہ کسي ہندوستاني کي سمجھہ میں آتا تھا

غرض کہ لوگ اُسوقت تک اُسیطرح متحیر و ششدر تھے جیسے کہ مصر کے کتبوں کي تصویروں کو دیکھہ کر حیران رہتے تھے کہ پرنسپ صاحب نے جو اُن قدیم حرفوں کے علم کي تحصیل کے درپے تھے اُنکي سمجھہ میں آنے کي راہ نپاکر یہہ بات ٹھہرائي کہ وہ تمام کتبے جو ایک خاص مندر سے اُنکے پاس پہنچے گئے تھے بالاجمال ہیں اور ان میں کنائے اشارے کندہ ہیں الحاصل یہي بات قایم کرکے اور بدہ مذہب والوں کے زمانہ حال کے ایک طریقہ سے ملاکر یہہ نتیجہ نکالا کہ غالباً اِن میں سے ہر ایک میں کسي وقف کا حال مندرج ہی اور ذہانت کے ساتھہ یہہ قیاس لڑاکر پھر وہ اسبات سے حیران ہوئی کہ ہر ایک کتبہ کا کندہ دو ہمشکل حرفوں پر ختم ہوتا ہی اور اپنے اُسي قیاس پر جمی رہ کر اُنہوں نے یہہ سمجھا کہ آخر کے یہہ دو نوں حرف وہ اصل پنجبن شاستر کے ہیں جو اُس لفظ کے شروع میں ہوتے ہیں جسکے معنے انگریزي میں ڈونیشن ہیں اِسلیئے یہہ دو نوں حرف بجاے دي اور اِن ڈونیشن کے قایم ہوئی اور ایک اور حرف کے مکرر سہ کرر آنی سے اُسکو اس سمجھا جسکے بجاے شنسکرت میں جو حرف آتا ہی وہ مالک کي علامت سمجھا جاتا ہی پس اُنہوں نے اسطور پر کھوج لگا کر ایک الف بے قایم کرلي اور معلوم کیا کہ یہہ کتبے شنسکرت میں تحریر نہیں ہوے ہیں بلکہ یہہ پالي زبان میں ہیں جس میں مقدس تحریریں بدہ مذہب والوں کي لکھي گئي ہیں وہ اِن تحقیقوں کے ذریعہ سے اُن کتبوں کو جو ابتک سمجھہ میں نہیں آتے تھے پڑھنے اور بہت سے ہندوستاني راجاؤں کے سلسلہ وار سکوں کو بھي دریافت کرنے لگے اور اُنکا قیاس اُس حقیقت سے اور بھي

زیادہ پسندیدہ طرز سے مستحکم ہوا جو اُنہوں نے اور پروفیسر لاسن صاحب بون والے نے ایک ہي وقت میں دریافت کي کہ اگاتھوکلیز اور پانٹیلیاؤن نام جو ایک طغمہ کے ایک جانب یوناني زبان میں تھی وہ دوسري جانب اُس طغمہ کي ٹھیک اُسي الف بے کے حرفوں میں لکھے تھے جو اِنہوں نے قایم کي تھي یہہ قوي کل جو پرنسپ صاحب کے ہاتھہ لگے گئے اُسکا اُنہوں نے فیروز شاہ کي لاٹ کے کتبہ پر استعمال کیا جسکی دریافت کرنے پر مشرقي حالات کے تحقیق کرنے والوں کي بڑي توجہہ مائل تھي اور ہندوستان کے اُس حصہ میں کے تین مناروں کے کتبوں پر بھي اُسکا استعمال کیا جنمیں گنکا بہتي ہی اور اُن سب کا مضمون بلا دقت معلوم ہوگیا چنانچہ اُن سب میں اسوکا کے چند فرمان مندرج معلوم ہوئي اور اور کتبوں کے دیکھنے پر دوکتابوں میں اُسي مضمون کے دو فرمان اُسي راجہ کے اُنہوں نے پائی ان میں سے ایک کتبہ تو پادري سٹیون صاحب پریسیڈنٹ لٹریري سوسئیٹي نے پایا جو بدھوں کے مقدس پہاڑ گرنار کے ایک پتھر پر جو گجرات کے جزیرہ نما میں واقع ہی کندہ تھا اور دوسرا کتبہ لفٹننٹ کٹو صاحب نے مقام دھالي واقع کٹک کے پہاڑ کے ایک ٹکڑہ پر کندہ پایا تھا ان میں سے ایک کتبہ میں گیارہ فرمان اور دوسرے میں چودہ فرمان تھے اور اِن کتبوں میں وہ سب کتبی شامل تھے جو ایدھر اودھر ستونوں پر کندہ تھے اور ان دونوں پہاڑوں کے کتبوں میں ہر طرح پر دس فرمان مطابق تھے پہاڑ کے کتبوں میں سے ایک فرمان شفاخانوں اور اور خیرات خانوں کے بنانے سے متعلق تھا جنکي نسبت لکھا تھا کہ وہ اسوکا کے قلمرو اور اُن صوبوں میں جنمیں بدھ مذہب والی بستے ہیں بنائے جاویں اُن صوبوں میں سے چار کا نام بھي مذکور ہی بلکہ تنباپاني یا تاپروبین یعني لنکا اور اس سے بھي بڑھ کر اینٹیکویونا یعني اینٹیوکس یوناني کي سلطنت کے صوبوں میں جہاں اُسکے سردار حکومت کرتے ہیں بنائي جاویں *

اِسکے بعد جو ایک کتبه ایک پہاڑ پر ملا وہ ٹوٹا پهوٹا خراب خسته هی بخوبي نهیں پڑها گیا اور اُسکا مطلب اچهي طرح سمجهه میں نهیں آیا لیکن معلوم هوتا هی که اسوکا کے مذهبي مسائل خصوصاً جانوروں کے ذبح سے پرهیز کرنے کے † مسئلوں کا غیر ملکوں میں بهي رواج هوجانے سے اسوکا اپني خوشنودي ظاهر کرتا هی اس فرمان میں سے مفصله ذیل حصه باقي رها هی یعنے علاوہ اسکے اور یوناني بادشاه جسنے چپتا (چپتا تحقیق نهیں هوا) بادشاه تو رامایو اور گونگ کا کینه اور ماکا ‡ *

ان ناموں میں سے دو ناموں کو مسٹر پرنسپ صاحب تولیمي اَس اور ماگس خیال کرتے هیں اور اُنکو اسبات کي دلیل گردانتے هیں که اسوکا مصر سے ناواقف نه تها اور خط کتابت رکهتا تها یهه ایک ایسا نتیجه هی جسکو بلا عذر و حجت قبول کرسکتے هیں کیونکه مصر کے اول تولیمي ناموں کے بادشاهوں کے عهد میں هندوستان کے ساتهه تجارت کا هونا ایک مشهور واقعه تاریخ کا هی پرنسپ صاحب کي یهه راے هی که جس تولیمي کیطرف اشاره هی وہ تولیمي فلوفلاس تها جسکا ایک بهائي ماگس نامي تها اور اُسکي شادي اینتیوکس اول کي بیٹي سے هوئي تهي نهایت غالب معلوم هوتي هی اور اُس سے یهه بات قرار پاتي هی که جس اینتیوکس کا دوسرے فرمان میں ذکر هی وہ اینتیوکس اول هی خواہ ثاني هی یعني سلیوکس کا بیٹا یا پوتا هی *

چندرا گپتا کے پوتے اور سلیوکس کے پہلے جانشینوں میں سے کسي ایکسے کے همزمانه هونے سے اُنکے بزرگوں کے همعصر هونے میں کوئي شک باقي نهیں رهتا اور اُس سے هندوؤں کے واقعات کي تاریخ کا ایسا سنه قایم هوتا هی جسپر پہلے واقعات کي تاریخوں کو باطمینان تمام حواله کرسکتے هیں *

---

† ایشیاٹک سوسئیٹي کلکته کا جرنل جلد ۷ صفحه ۲۶۱

‡ ایضاً صفحه ۲۲۴

نندا کي سلطنت کا زمانه

سب سے اول جس راجه کا زمانه همکو قرار دینا چاهیئے وہ نندا هی اگرچه نندا اور چندراگپتا کے درمیان میں آتهه راجا گذرے مگر یهه معلوم نهیں که وہ سب نندا کے بیٹے پوتے تھے یا اور عزیز و اقارب تھے ایک بیان سے وہ سب آپسمیں چهوٹے بڑے بهائي معلوم هوتے هیں لیکن چار پورانوں سے ان نو راجاؤں کے سلطنت کا جنمیں نندا بهي شامل هی سو برس کا زمانه قرار پاتا هی اس لیئے هم خیال کرسکتے هیں که نندا سندراکتس سے سو برس پہلے یا چار سو برس قبل مسیح علیه السلام کے تخت نشین هوا *

بده کي وفات کا زمانه

نندا کے بعد چهٹا راجه اجیتا ستروهي جس کے عهد میں سکیا نے وفات پائي ایسي سندوں سے جو هندوؤں سے کچهه تعلق نهیں رکهتیں سکیا کي وفات پان سو پچاس برس قبل مسیح علیه السلام قرار پاتي هے اور جو پانچ سلطنتیں سنه ۵۵۰ قبل مسیح اور سنه ۴۰۰ قبل مسیح کے درمیان میں هوئي هیں اُن میں سے هر ایک کا زمانه تیس تیس برس کا ٹهرے کا پس اُن کے زمانوں میں کوئي ایسا اختلاف نهیں رہ سکتا جس کا کچهه علاج نهوسکے *

مهابهارت کي لڑائي کا قرین قیاس زمانه

نندا اور مهابهارت کي لڑائي کے بیچ میں تین خاندان شاهي هوئے اور هرایک خاندان کي سلطنت کا جس جس قدر زمانه گذرا وہ چار پورانوں میں مذکور هی جس کے کل برسوں کي میزان پندرہ سو برس هی لیکن اس عرصه میں جو راجه هوئے وہ بڑي سے بڑي فهرست میں صرف سینتالیس هیں اور اِن هیں پورانوں میں ایک اور مقام پر اسي اعتماد کے ساتهه اِن برسوں سے بالکل مختلف مدت کي تعداد لکهي هی

ایک پوران میں تو مہابہارت کی لڑائی سے نندا کے وقت تک ایکہزار پندرہ برس کا عرصہ لکھا ہے اور دو پورانوں میں ایک هزار پچاس چوتھے میں ایک هزار ایک سو پندرہ برس لکھی هیں اِن میں سے جو سب سے کم مدت هی اُس کو اگر سینتالیس راجاؤں پر تقسیم کیا جاوے تو هر ایک کی سلطنت کا زمانہ اکیس برس سے کچھہ زیادہ نکلی گا اور اگر اِن هی سینتالیس پر پندرہ سو برس کا زمانہ تقسیم کریں تو هر ایک سلطنت کا زمانہ اکتیس برس سے کچھہ زیادہ هوگا سلسلہ وار سینتالیس سلطنتوں کے واسطے اسقدر عرصہ جو پورانوں میں لکھا هی خلاف قیاس هی مگر هم بمجبوری تینوں عرصوں میں کے اوسط عرصہ کو بلا تامل قبول کرکے یہہ قرار دیسکتے هیں کہ از روے پورانوں کی سند کے مہابہارت کی لڑائی نندا سے ایکہزار پچاس برس پہلے یا حضرت مسیح علیہ‌السلام سے چودہ سو پچاس برس پہلے ختم هوئی تهی اگر هم هندوؤں کے اس یقین کو تسلیم کرلیں کہ بید مہابہارت کی لڑائی کے زمانہ میں تالیف هوئی تو همکو اُس لڑائی کا زمانہ چودہ سو برس قبل مسیح یعنے پانسو برس سے کچھہ کم اُس مدت سے جو پورانوں میں (زیادہ سے زیادہ) هی قرار دینا چاهیئے اسکی تائید اس بات سے بهی هوتی هی کہ سینتالیس سلطنتوں کا زمانہ جو نہایت طول طویل هی مختصر هوجاتا هی پس اس صورتمیں مہابہارت کی لڑائی ترائے کے محاصرہ سے قریب دو سو برس کے پیشتر قرار پائیگی لیکن پندرہ سو برس کا طویل عرصہ جو مہابہارت سے نندا کے عہد تک بیان کیا گیا هی تسلیم کر لیا جاوے تب بهی کلجگ کے شروع یا طوفان نوح سے اُن چند واقعات کے لیئے جو هندوؤں کی تاریخ میں مہابہارت سے پہلے هوئی هیں مہابہارت تک بہت سا عرصہ باقی رهتا هی یعنی اگر طوفان اور کلجگ کا شروع ایک هی زمانہ میں سمجھا جاوے جیسا کہ بہت سے لوگ خیال کرتے هیں تو اُس سے چودہ سو برس کی مدت مہابہارت تک رهتی هی *

چندرا گپتا کے بعد کے زمانے

دو پرانوں میں نندا کے بعد کا زمانہ اُس سے پانچویں شاهي نسل تک یا سندراکتس سے چوتھي شاهي نسل تک آٹھہ سو چھتیس یا آٹھہ سو چون برس کا هے یعني پانچویں شاهي نسل سنه ۴۵۴ ع میں هوئي هی اِن پانچوں خاندانوں میں اخیر اندرا لقب والی خاندان نے قریب شروع هونے سنه مسیح کے رونق اور قوت حاصل کي تهي یهه خاندان اُسي نام کے بڑے خاندان کے مطابق هی جسکو پلیني صاحب (یهه ایک یوناني مورخ هیں) سنه ۲۰۰ ع میں هندوستان میں هوا بتاتے هیں اور اگرچه یهه بیان اُنکا اُس دوسرے اندرا خاندان کي نسبت سمجها جاوے جو دکهن میں هوا تو اندرالدي نام ایک خاندان کا جو اُس ملک میں هوا جسمیں گنگا بهتي هی پیٹوتن جهریئن نقشوں میں آنے سے یهه بات بهي ایسي هي غالب معلوم هوتي هی که یهه وهي خاندان هی جسپر هم گفتگو کررهی هیں *

چین کے مورخوں کے بیانوں سے بهي مگادا کے راجاؤں کے زمانه کي تصدیق هوتي هی

ڈیگگنیز صاحب نے چین کي جن تاریخونکا ترجمه کیا هی اُنسے معلوم هوتا هی که سنه ۴۰۸ ع میں مقام کپاپلي کے هندوستاني راجه یوگني کي طرف سے چین میں ایلچي آئی کپاپلي بجز کپلي کے جو بده کا مقام ولادت اور مگادا کي دارالسلطنت تها جسکے نام سے چینیوں نے مگادا کي کل سلطنت کا ذکر کیا هی اور کوئي مقام نهیں هوسکتا اور یوگلی یجنسري یا یجنا سے جو زمانه مذکور میں اندرا خاندان کے تخت پر بیٹها کسیقدر مشابهت رکهتا هی اور خاندان اندرا کا خاتمه مقام پولیمان یا پولو مارکش میں سنه ۴۳۶ ع کے اندر هوا هی اور اس سے آگے مگادا کے راجاؤں کا حال ایساهي پریشان اور اولجها هوا هی جیسا که مهابهارت کي لڑائي سے پہلے کا هی *

البتہ چین کے مصنفوں کی کتابوں میں ایک ایلچی کا یہہ ذکر پایا جاتا ھی کہ وہ سنہ ۶۴۱ع میں ھندوستان کے ایک بڑے راجہ ھرتوسین کی طرف سے جو خاندان کانیلی ثانی میں سے تھا چین میں آیا ایم ٹی گنگلیز صاحب اس راجہ کی سلطنت کو مگادا کا ملک خیال کرتے ھیں مگر پوران کے کسی نام سے اس راجہ یا اُسکے خاندان کا نام ذرا بھی مشابہت نہیں رکھتا † *

سنہ ۳۳۹ ع کے بعد تاریخ کا کچھہ حال نہیں کھلتا

بشن پوران میں جو بیاس جی کی کتاب تسلیم کیجاتی ھی بیاس جی کے وفات کے بعد کے واقعات بطور پیشین گوئی لکھے ھیں کہ فلاں فلاں راجہ ھونگے یعنی اندرا خاندان کے بعد سلطنت کرینگے *

۷ آبھیر
۱۰ گردھوب
۱۶ ساکا
۸ یاونا
۱۴ توشارا
۱۳ منڈي
۱۱ مانا

---

† جس حاشیہ میں ڈي گگنیز صاحب اپنی راے لکھتے ھیں وہ عجیب ھی یعنے اُسمیں وہ چین کی ایک کتاب سے ثابت کرتے ھیں کہ اھل چین مگادا کو موکیاتو کہتے تھے اور اُسکی دارالسلطنت کے دونوں ناموں سے واقف تھے چنانچہ کسوما پورا کے بھاے کیا سوسو پولو کہتے ھیں اور پٹالي پترا سے پٹالي ٹس اسطرح سے بنایا کہ بجاے لفظ پترا کے جسکے معنی شاستر میں بیٹے کے ھیں اپنی زبان کا اُنہیں معنوں کا لفظ ٹس لگادیا لیکن سنہ ۶۴۱ ع پٹالي پترا سے ایلچی چین کو نہیں گئے ھونگے کیونکہ اس سے مدت پہلے دارالسلطنت راج گریھي یعنی بہار میں منتقل ھوگئی تھي کیونکہ جب چینی سیاح پانچویں صدي کے آغاز میں ھندوستان میں آیا تو اُسنے دارالسلطنت بہار میں ھي دیکھي تھي (روز نامچہ رائل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ٥ صفحہ ١٣٢) اور ایک اور چینی جسنے سنہ ۶۳۰ ع میں لکھا ھی بیان کرتا ھی کہ جس وقت میںنے ھندوستان میں سیر کی اُسمیں پٹالي پترا بالکل برباد اور مسمار پایا

غرضکه یهه سب تمام پرتهي کے راجه تیره سو نوه برس کے واسطے هونگے اور گیاره پارسے اُنکےبعد تین سو برس تک سلطنت کرینگے اور اُنکے بعد کیلاکا یاونا ایک سو چهه برس ملک پر مسلط رهینگے اِن سب کے جمع کرنے سے اِس حال کے زمانه سنه ۱۸۴۰ ع سے قریب پانسو برس کے زیاده هوجاوینگے اور اگر یهه مانا جاوے که پہلے خاندانوں کے زمانه کي میزان غلط هی یهه سب حقیقت میں (کوئي کهیں کوئي کہیں) ایک هي زمانه میں هوئے تو جو نتیجه اِس سے حاصل هوتا هی وه یهه هی که اندرا خاندان کے بعد ایسا پریشاني کا زمانه هوا جسمیں هندوستان کے مختلف حصے مختلف خاندانوں کے قبضه میں رهے جنکا کچهه حال معلوم نهیں اگر یاونا سے یوناني مراد هیں تو یهه معلوم هوتا که سنه ۴۳۶ ع کے بعد اُنمیں سے آٹهه بادشاه هندوستان میں هوئے بڑي حیرت کي بات هی اور کیلاکا یاونا کا حال اور بهي زیاده متحیر کرنیوالا هی غالباً اُنسے مسلمان مراد هوسکتے هیں † *

اور اِس پریشاني کے بعد بهي هندوستان کے مختلف حصوں پر سلطنت کرنیوالے شاهي خاندانوں کي فهرست مندرج هی اور اُن میں کچهه تهوڑا سا بیان مگادا کے گپتا خاندان کا هی جو گنگا کے کنارونپر پریاگ (یعني الهآباد) تک مسلط تها اب سکوں اور کتبوں کے سبب سے اِس بات میں کچهه شبهه اور حجت نهیں رهي که اُنمیں جو بعض ناموں کے سلسله کا خاتمه گپتا کے نام پر هوتا تها اُنهوں نے گنگا کے کناروں پر حضرت عیسی کي چوتهي پانچویں صدي سے ساتویں آٹهویں صدي تک سلطنت کي *

---

† پروفیسر واسن صاحب کے بشن پران کا صفحه ۴۸۱ اور ڈاکٹر مل صاحب کا ترجمه الهآباد کے منارہ مندرجه روز نامچه ایشیا ٹک سوسئیٹي کلکته جلد ۳ صفحه ۲۵۷ اور اور کاغذات مندرجه روز نامچه مذکور جنکو پروفیسر واسن صاحب نے داخل کیا هی

پس معلوم ہوتا ہی کہ اِن پریشان حالات میں کچھہ کچھہ سچ بھی ملا ہوا ہی مگر وہ بدون کسی قسم کی خارجی مدد کی اُسمیں سے نکل نہیں سکتا اور جو کہ ایسی قسم کا بیان اور پورانوں میں بھی کیا گیا ہی اِس لیئے بجز اس بات کے کہ ہم مگادا کے راجاؤں کے حالات کی تحقیقات سے دست بردار ہوں اور کوئی چارہ نہیں دیکھتے *

بکرماجیت اور سلیواھن کے سنہ

مالوہ کے راجہ بکرماجیت کا سنہ جسکا آغاز ستاون برس پہلے حضرت مسیح سے ہوا ہی اور تمام خاص ہندوستان میں اُسکا رواج آج تک برابر رہا ہی اور اِسیطرح راجہ سلیواھن کا سنہ جو سنہ ۷۸ ع سے شروع ہوا ہی تمام دکھن میں مروج ہی دونوں ایسے سنہ ہیں کہ اُنکے شروع ہونے پر تمام واقعات کے زمانہ کا حوالہ اُنپر دیا جاسکتا ہی اور اُن جاگیروں کے وقفوں کی تاریخیں قایم کرنے میں اُنسے بہت بڑا کام نکلتا ہی جنسے بہت سے تاریخی حالات بہم پہونچتے ہیں اور پورانوں کے سنہ صحیح نہونے سے اُن کتابوں میں اِس سنہ کا استعمال نہیں ہوسکتا لیکن بجز اُن واقعات کے جو اُن کتابوں میں مذکور ہیں اور کوئی واقعہ کسی اور کتاب میں ملتا ہی نہیں جسمیں اُن سنوں سے کام لیا جاوے بہر حال ہمکو اِس بات کا اقرار کرنا چاہیئے کہ ہندوؤں کے واقعات کا زمانہ کسیطرح پورا اور کافی نہیں اور باستثناء چند واقعوں کے اُسوقت تک کہ مسلمان ہندوستان میں آئے اور اُنسے مسلسل تاریخ ہاتھہ لگتی ہی باقی کل واقعات پر ہمکو کسیقدر قیاس لگانا پڑتا ہی *

چوتھا باب

علم طب کا بیان

علم طب کے نہایت قدیم مصنف جنکی تصنیفیں ابتک موجود ہیں چرا کا اور سسروتا ہیں اِنمیں سے کسی کے زمانہ حیات کی تاریخ ہمکو

معلوم نهین لیکن سسروتا کي تصنیف پر جو پچهلا مصنف هی ایک شرح موجود هی جو کشمیر مین بارهوین یا تیرهوین صدي عیسوي مین لکهي گئي یهه شرح اول هي شرح نهین معلوم هوتي † *

اِن مصنفون کي کتابون کا ترجمه عربي زبان مین هوا اور غالباً اُنکا ترجمه هوتے هي اهل عرب علم کي تحصیل پر متوجهه هوئے عربي زبان کے مصنف علانیه اقرار کرتے هین که همنے هندوستان کے طبیبون سے فائده حاصل کیا هی اور هندو طبیبون کو یوناني طبیبون کے مساوي المرتبه سمجهتے هین یهه بات معلوم کرنے سے که دو هندو مسمی منکا اور سالي حضرت عیسی کي آٹهوین صدي مین هارون رشید کے دربار مین طبیب تهے همکو اُس زمانه کي تاریخ قایم کرنے مین مدد ملتي هی جس مین اهل عرب هندوؤن سے واقف هوئے ‡ *

دواؤن کا علم هندوؤن کا نهایت وسیع معلوم هوتا هی اُنکے مفردات دواؤن کے علم سے جسکي ابتدا مین اهل یورپ نے اُنسے تعلیم پائي اور حال مین بهي دمه کے مرض مین دهتورے کو حقه مین پینے کا فائده اور اور کیڑون کا علاج کینچ کي پہلي سے کرنا اُنسے سیکها کچهه تعجب نهین هوتا بلکه اُنکے علم کیمیا سے کمال حیرت هوتي هی کیونکه جسقدر وه اُن مین پایا جاتا هی اُسقدر کا هونا قیاس نهین چاهتا تها *

اُنکو شوره اور گندک اور نمک کا تیز آب بنانا آتا تها اور وه تانبے اور لوهے اور سیسے اور ٹین اور جست کا کشته خصوصاً سیسه کا دونون طرح

---

† اِس چوتهے باب کا بهت سا مضمون ایک جواب مضمون مین سے جو هندوستان کے علم طب کي قدامت پر ڈاکٹر رائل صاحب پروفیسر کنگ کالج لندن نے لکها هی لیا گیا هی اور علاوه اُنکے وارڈ صاحب کے حالات هندوؤن کے جلد ۲ صفحه ۳۳۷ وغیره اور کرٹس صاحب کي تحریر مندرجه حالات لٹریري سوسئیٹي بمبئي کي جلد ۳ صفحه ۲۳۲ مین سے بهي لیا گیا هی

‡ پروفیسر ڈیز صاحب جنکا حواله ڈاکٹر رائل صاحب نے اپنے جواب مضمون کے صفحه ۶۴ مین دیا هی

کا کشتہ یعني کھیل اور پھسک کرنا جانتے تھے اور تانبے اور لوھے اور پارہ اور سرمہ اور سنکھیا میں سے ہر ایک کے ساتھہ گندک ملاکر ایک مرکب دوا بنالیتے تھے اور تانبے اور لوھے اور جست کا گندک کے تیزآب کے ساتھہ کھار بناتے تھے اور لوھے اور سیسہ کا کھار کاربون † کے تیزآب کے ساتھہ بناتے تھے اگر بالکل نہیں تو بعض صورتوں میں اِن دواؤں کے طیار کرنے کا اُنکا طریق ایسا هی کہ اُنہیں کے ساتھہ خصوصیت رکھتا هی ‡ *

اِن دواؤں کے استعمال میں بھي وہ بڑے دلیر معلوم ہوتے ہیں چنانچہ هندوؤں هي نے سب سے پہلے معدنیات کا دواً کھانے میں استعمال کرایا وہ صرف پارہ هي نہیں کھلاتے تھے بلکہ زہر کا تیزاب بھي باري کي تپ میں دیتے تھے اور مدت سے شنجرف کا بھپارہ اُنکے استعمال میں هی جس سے بہت جلد منہہ آجاتا هی اور صحت حاصل ہوتي هی *

اُنکا فن جراحي بھي خاصکر ایسي حالت میں کہ وہ علم تشریح سے بالکل ناواقف تھے ایسا هي قابل تعریف کے هی جیسا کہ اُنکا علم

---

† حیوانات کے سانس لینے اور بتیوں اور لکڑیوں کے جلنے سے ایک لطیف لچکدار جسم یعني گاس پیدا ہوتي هی اور جب وہ ایک حصہ اور اکسیجن جو ایک اور گاس هی دو حصہ ملجاویں تو کاربون کا تیزآب بنجاتا هي کیسے کچھہ افسوس و حسرت کا مقام هی کہ هندوستانیوں کے علم کو اسقدر زوال ہوا هی کہ آجکل هندي نام تک همکو نہیں ملتا حالانکہ هندوستان کے متقدمین نے هي اُنکو دریافت کیا تھا جو اِس زمانہ کي تحقیقیں سمجھي جاتي ہیں معلوم ایسا ہوتا هی کہ یہہ اور اور بہت سي اصطلاحیں اور مفردات اور مرکبات علم کیمیا کے متقدمین هندوؤں کو معلوم تھي جو بسبب هندوستانیوں کي غفلت کے بالکل ایسي نسیا اور منسیا ہوگئي کہ اہل یورپ کو از سر نو اُنکي تحقیقیں کرکے اُنکے نام رکھنے پڑے ہیں جنکر هم سنکر حیران و ششدر رہ جاتے ہیں (مترجم)

‡ ڈاکٹر رایل صاحب کے جواب مضمون کے صفحہ ۴۴ کو دیکھو جسمیں خاصکر ان ترکیبوں کا بیان هی جنسے هندو بید پارہ کے دو مرکب طیار کرتے تھے جنمیں سے ایک میں دو جز پارہ اور ایک جز کلوراین (یہہ ایک گاس نمک کا مقدم جز هی) ہوتا تھا اور دوسرا ایسا مرکب جو زہر ہلاہل کا کام دیتا تھا

کیمیا هی چنانچه سنگ مثانه نکالتے تهے اور آنکهوں کے امراض جالے پهولي وغیره میں وه آنکهیں بناتے تهے اور رحم میں سے بچه نکالتے تهے اُنکي قدیم کتابوں میں اُنکے فن جراحي کے آلات ایکسو ستائیس سے کم نهیں معلوم هوتے † لیکن آلات اُنکے همیشه بیڈهنگے رهے اب بهي موجود هیں اُنمیں سے آنکهه بنانے کے آلات سے تو اچها کام نکل آتا هی مگر سنگ مثانه کے نکالنے کے آله سے اکثر جان کا ضرر هوتا هی *

وه چیچک کے علاج میں مدت سے ٹیکه لگاتے هیں ‡ لیکن تسپر بهي اِس گوتهن سیتلا کے علاج جاري هونے تک بهت سي جانیں چیچک کے مرض سے تلف هوتي تهیں *

هندو حکیم نبض و قاروره دیکهنے اور جلد اور زبان اور آنکهوں کی حالت معلوم کرنے سے مرض کي تشخیص کرتے هیں یعني اِن علامتوں کے ذریعه سے وه صحیح صحیح مرض کو دریافت کرلیتے هیں مگر هندو بیدوں کے علم کي بنیاد بالکل تجربه کاري پر هی اور قیاس اُنکا اُنکو صرف گمراه کرنے پر مایل هی *

اور علاج کرنے میں کچهه هوشیاري نهیں کرتے کیونکه بیمار کو تپ کي حالت میں ایک ایسي کوٹهڑي میں جسکو آگ وغیره جلاکر گرم کرتے هیں بند کرتے اور کهانے پینے سے بالکل محروم کردیتے هیں (اسکو لنگهن کرانا کهتے هیں) *

علم نجوم اور سحر سے اپنے علاج میں مدد لیتے هیں چنانچه سیاروں کے خاص خاص مقاموں پر هونے کي حالت میں بیمار کو دوا دیتے هیں اور دوا دینے کے وقت کچهه جهاڑ پهونک جنتر منتر بهي کرتے جاتے هیں *

---

† ڈاکٹر رائل صاحب کا صفحه ۴۹

‡ هندو جو ٹیکه لگاتے تهے اُسمیں اور انگریزوں کے ٹیکه لگانے میں فرق یهه هی که جلد پر خراش کرکے وه اصل چیچک کے دانه کا چهلکا لگاتے تهے جس سے تمام جسم پر چیچک نکل آتي تهي اور انگریز گائے کے تهن پر کے دانه کا چهلکا لگاتے هیں جس سے صرف ایک آبله نکلتا هی (مترجم)

غالبا ان کے اس علم کی عمدہ ترقی کے زمانہ میں بھی عیبوں مذکور
میں سے کچھہ نہ کچھہ ضرور ہونگے لیکن اب بہ نسبت پہلے کے اُنکے اس
علم میں بہت زوال آگیا ہی چنانچہ آج کل کے ادویات کو ترکیب دینے
والے یا بنانے والے بنا تو لیتے ہیں مگر اُسکے اصول سے بالکل واقف نہیں
ہوتے اور طبیب اپنے اُستادوں کی راہ پر بلا تحقیق اور بے دیکھے بھالے چلے
جاتے ہیں اور فن جراحی سے اسقدر نفرت ہوگئی ہی کہ فصد حجام پر اور
ہڈی جوڑنے کا علاج گنڈرئی پر منحصر کیا گیا ہی اور پھوڑے پھنسی
کا علاج عموماً ہر شخص کرنے کو آمادہ ہو جاتا ہی وہ یا تو فربیوں لگاتا
ہی یا لوہے کی سیخ آگ میں سرخ کرکے جلاتا یعنی داغ دیتا ہی *

پانچواں باب

هندوؤں کی زبان کا بیان

هندوؤں کی شنسکرت زبان کو ایک ایسے صاحب جنکی راے اس
سبب سے کہ بہت سے قدیم زمانہ کی قوموں اور حال کے زمانہ کی قوموں
کی زبانوں سے اچھی پوری واقفیت رکھنے تھے قدر و منزلت کرنے کے قابل
ھی فرماتے ہیں کہ شنسکرت زبان یونانی زبان سے زیادہ کامل اور رومی
سے زیادہ وسیع اور دونوں سے زیادہ فصیح اور بلیغ ھی † *

جس زبان کی اسقدر تعریف کی گئی ھی معلوم ہوتا ھی کہ اُسپر
لوگوں کی کافی توجہہ ہمیشہ رہی ھی چنانچہ صرف نحو کے اُن قدیم
مصنفوں میں سے جنکی تصنیفیں اب موجود ہیں پانینی اسقدر قدیم
مصنف ھی کہ اُسکے زمانہ کو لغو زمانوں میں شامل کردیا گیا ھی اُسکے
اور اُسکے بعد کے مصنفوں کی تصنیفوں کے باعث سے اس زبان کی صرف

---

† سر ولیم جونس صاحب کی تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱
صفحہ ۴۲۲

و نحو ایسي کامل هوگئي هی که انسان کے کلام کے اصول تمام دنیا میں اگر قایم بهي هوئے هیں تو اُنسے زیاده نهیں هوئے *

مجهکو اس مقام میں گو میں اُسپر کچهه کهه بهي سکوں گفتگو کرنے نهیں چاهیئے اُسکا کسیقدر حال کالبروک صاحب کے جواب مضمون میں موجود هی † *

علاوه بے شمار کتابوں صرف نحو اور کتب لغت کی زبان شنسکرت میں علم فصاحت بلاغت اور علم انشا پردازي کي کتابیں بهي بقدر اُس علم و استعداد کے جو هندو اُن علموں میں رکهتے تهے موجود هیں ‡ زبان شنسکرت کي اب بهي لوگ تحصیل کرتے هیں اگرچه مدت سے اُسکا رواج بالکل معدوم هوگیا مگر عالم لوگ اب بهي اُسمیں ایسے هي آساني کے ساتهه گفتگو کرسکتے هیں جیسیکه یورپ کے عالم حال کي زبانوں کے علم کے شایع هونے سے پهلے کرسکتے تهے اسبات کي تحقیق که لوگوں میں سے زبان شنسکرت کا رواج کب سے جاتا رها هی اور جسوقت میں که وه کمال رونق پر تهي تو اُسکا رواج لوگوں میں کس درجه پر تها ایک عجیب غریب هوگي *

تهوڑي مدت سے جبکه یهه بات تحقیق هوئي که زبان شنسکرت اور یوناني اور رومي میں بهت سي موافقت هی بلکه اکثر صورتوں میں وه سب یکساں هیں همکو اُسکي تحقیق تدقیق کا زیاده تر شوق پیدا هوا هی اگرچه اسي موافقت کا حال یورپ کے شنسکرت کے عالموں کو جنهوں نے مفرد لفظوں میں وه موافقت بتائي مدت سے معلوم تها لیکن اُنکي

---

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۱۹۹ اس زبان کي بڑي شایستگي کي بهت سي علامتوں میں سے ایک اور علامت هی جس سے علم عروض کي بحروں میں بڑي فصاحت اور ترقي هوئي هوگي کالبروک صاحب کے قول کے موافق وه تقطیع کرنے کا قاعده هی جس سے اجزاکو صرف اسطرح موزوں نهیں کرتے که خاص خاص لفظوں میں سے ثقالت جاتي رهے بلکه بڑے بڑے رکنوں کے اجزا کو اسطرح سے موزوں کرتے هیں که اُنسے تمام ارکان کي موزونیت کو مدد ملتي هی غرض که اور زبانوں میں جو تصرف خاص خاص لفظوں میں کیا جاتا هی وه اس زبان میں بحر کي مناسبت سے رکنوں میں هوتا هی

‡ کالبروک صاحب کي تحقیق مندرجه کتاب ایشیا جلد ۷ صفحه ۲۰۵ وغیره

تصریف کا مقابلہ ہونے سے جسکو جرمنی کے مورخوں اور بخصوص باپ صاحب نے کیا اُسکا توافق اُن زبانوں کے ساتھہ تحقیق ہوگیا † *

کالبروک صاحب فرماتے ہیں کہ بید کے ایک خاص بھجن کی زبان اور وزن اور طریق تصنیف سے اسبات کی دلیل ہاتھہ لگتی ہی کہ بید کے نظموں کی وہ تالیف جو اب موجود ہی اُس زمانہ کے بعد ہوئی ہوگی جبکہ شنسکرت زبان اُس دھقانی اور بیقاعدہ بولی سے جسمیں بید کے بہت سے بھجن اور مناجاتیں تصنیف ہوئیں ترقی پاکر اُس شایستہ اور فصیح زبان کو پہونچی جسمیں دیوتوں وغیرہ کے حالات کے بھجن لکھے گئے *

سرچونس صاحب خیال کرتے ہیں کہ بید سے منو کے زمانہ تک اور منو سے پراناوں کے ظہور کے زمانہ تک تبدیلی اور ترقی زبان شنسکرت کی ٹھیک اُسی موافقت سے ہوئی ہوگی کہ جس مناسبت سے قدیم زبان رومی میں بادشاہ نیوما کے زمانہ کے پرچوں سے ‡ بارہ تختیوں تک اور بارہ تختیوں سے سسرو فصیح کی تصنیفات تک ترقی ہوئی *

سکندر کے ہمراہیوں نے جو ہندوستانی نام ہندوستان کے حالات میں بیان کئے ہیں اکثر اُن میں سے مروجہ حال کی شنسکرت کے نام پائے جاتے ہیں اُن مورخوں نے کسی مقدس زبان کے موجود ہونے پر جو لوگوں کی عام زبان سے علاحدہ تھی کوئی اشارہ نہیں کیا لیکن اُن سوانگوں میں جو ہندوؤں کے قدیم تصنیف ہیں عورتوں اور ناتعلیم یافتہ لوگوں کی بولی میں ایک کم شایستہ زبان بیان کی ہی اور بڑے لوگوں کے استعمال کے واسطے شنسکرت قرار دی ہی *

---

† باپ صاحب نے جو مقابلہ کیا اُسکا بہت مسلسل بیان اڈن برا ریویو جلد ۳۳ صفحہ ۴۳۱ اور اُسی بھی زیادہ وسیع بیان علم ایشیا کی تاریخ کے نامی اخبار میں ملاحظہ کرو

‡ ان بارہ تختیوں سے رومیوں کے قانون مراد ہیں اور وجہہ تسمیہ اُسکی یہہ ہی کہ شاید بارہ تختیوں پر یہہ قانون تحریر ہوئی تھی (مترجم)

ہندوستان کی اور زبانوں کا بیان

جسقدر کہ زبان شنسکرت ہندوستان کی حال کی زبانوں میں مخلوط ہی اُس سے زبان شنسکرت کی تاریخ کا حال کسیقدر ذہن نشین ہو سکتا ہی *

پانچ شمالی زبانیں یعنی پنجاب اور قنوج اور متہلا یعنی شمالی حصہ بہار اور بنگال اور گجرات کی زبانیں کالبروک صاحب کی تحقیق کے بموجب زبان شنسکرت کی ایسی شاخیں ہیں جنکو خاص خاص مقاموں اور غیر ملکوں کے الفاظ اور نئی تصریفوں کی امیزش سے اُسیطرح پر بدل کر قایم کرلیا ہی جسطرح کہ زبان رومی سے اٹلی کی زبان قایم ہوئی † لیکن دکھن کی پانچ زبانوں میں سے تامول اور تلگو اور کارنٹا زبانوں کا مخرج شنسکرت زبان سے مختلف ہی اور اُس زبان میں شنسکرت کی لفظ اُسیطرح پر لیئی جاتے ہیں جسطرح کہ زبان رومی کے الفاظ زبان انگریزی میں یا زبان عربی کی زبان اُردو میں ان تینوں میں سے زبان تامول اسقدر خالص ہی کہ بعض اوقات اُسی زبان کو دونوں زبانوں کا مخرج خیال کیا جاتا ہی اور اگرچہ تلگو زبان کی بناوٹ اُسی پر مخصوص ہی مگر شنسکرت کے لفظوں کی اُسمیں بہت سی امیزش ہی *

باقی دو زبانوں میں سے اوڑیسہ کی زبان اگرچہ تامول کے سلسلہ میں سے ہی مگر شنسکرت کی اُسمیں اِسقدر آمیزش ہی کہ اُسکی نسبت پروفیسر ولسن صاحب فرماتے ہیں کہ اگر شنسکرت کے الفاظ اُسمیں سے نکال لیئے جاویں تو وہ زبان نہیں رہ سکتی اکثر اِس زبان کو شمال کی پانچ زبانوں میں بجاے گجراتی کے گنتے ہیں *

مہارشترا یعنی مرہٹی زبان کو باوجودیکہ وہ ہمیشہ دکھن کی زبانوں میں گنی جاتی ہی ولسن صاحب نے شمالی زبانوں میں قرار دیا

---

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحہ ۲۱۹ اور ولسن صاحب کے دیباچہ مجموعات میکنزی کو بھی ملاحظہ کرو

هی اِس وجهه سے مرهتهے بندهیاچل کے اِسطرف کے باشندون کے اولاد میں سے هونگے لیکن اُنکے وهاں جا بسنے کے زمانه کا قیاس نہیں هوسکتا † *

چهٹا باب

هندوؤں کا علم اِنشا وغیره

نظم کا بیان

جو شخص زبان سنسکرت سے واقف نہیں هی وه کسطرح سے اُسکی نظم پر راے نہیں دے سکتا *

سنسکرت کی نظم میں موزونیت پر کمال توجهه کی گئی هوگی مگر وه اُسکے ترجمه میں باقی نہیں ره سکتی هی سنسکرت میں ارکان کے بنانے میں جو آسانی هی اُس سے زبان کی فصاحت و بلاغت بہت

---

† جنوب کی زبانوں کی نسبت جو کچهه میں نے لکها هی بجز چند باتوں کے ولسن صاحب کے دیباچه کاغذات مکنزی اور ایلس صاحب کی تحریروں اور بیبنگٹن صاحب کی تحریر میں سے جسمیں سے کسیقدر اُن تحریروں میں نقل هی لیا هی

بعض علماء علم‌السنه نے خیال کیا هی که هندوستان کی سب زبانیں سنسکرت زبان سے نکلی هیں چنانچه ایک کتاب میں جسکا نام (بیبل هر زمین) کی هی چوالیس زبانوں کو جو اب مروج هیں سنسکرت زبان سے نکلا هوا لکها هی چنانچه اِس مقام پر اُن زبانوں کی تفصیل مندرج کی جاتی هی ۱ پالی ۲ اُردو ۳ هندوی ۴ برج بهاشا ۵ قنوجی ۶ کسولی ۷ بهوجپوری ۸ هریانی ۹ بندیل کهنڈی ۱۰ بگهیل کهنڈی ۱۱ اوجینی ۱۲ هراتی ۱۳ اودے پوری ۱۴ مارواڑی ۱۵ جیپوری ۱۶ شیخاواتی ۱۷ بیکانیری ۱۸ بٹانیری ۱۹ بنگالی ۲۰ مگادها ۲۱ ترهتی یا میتهیلی ۲۲ اسامی ۲۳ اوریا یا اوڑیسه ۲۴ کچهی ۲۵ سندهی ۲۶ ملتانی ۲۷ پنجابی ۲۸ جنبو ۲۹ کشمیری ۳۰ نیپالی ۳۱ پلپا ۳۲ کماؤن ۳۳ گڈهوالی یا سری‌نگری ۳۴ گجراتی ۳۵ مرهٹی ۳۶ کانکنی ۳۷ رومینی یا گپسی ۳۸ تامول ۳۹ تلنگا یا تاگو ۴۰ کرناٹا ۴۱ تلو ۴۲ ملایا ۴۳ سنگالی ۴۴ مالدیوی (مترجم)

کچھہ زیادہ ہوجاتی ہی لیکن دوسری زبان میں جو اُس سے تبائن کلی ہوتا ہی رکھتوں میں ثقالت اور بد اسلوبی ہوجانا لابدی ہی *

ہندوؤں کی نظم کے مضمون ہی یورپ کے خیالات سے ایسے غیر ہیں کہ اُنسے ہمکو پورا لطف حاصل نہیں ہوتا کیونکہ ہمارے نظم کے لوازمات (یعنی استعارہ و تشبیہہ وغیرہ) سے اُسکے سمجھنے میں کچھہ مدد نہیں ملتی ہندوؤں کے خیالات اور فکر کی خصوصیت سے ہمکو اُنکے نظم کی مراد سمجھنی دشوار ہی اور تمام قدرتی مظہروں اور اشیاء کے مختلف ہونے سے جو ہمارے اور اُنکے استعاروں اور تشبیہوں میں اختلاف ہی اُس سے ہمارے پاس اُنکی نازک خیالیوں کی رنگینی آدھی رہجاتی ہی اور اہل مشرق کے لیئے جس بات سے کلام کو زیب و زینت ہوتی ہی ہمارے حق میں وہ تاریکی اور اولجھاوٹ کا باعث ٹھرتی ہی مثلاً اگر یہہ کہا جاوے کہ ایک معشوقہ کے لب بندھو جیوا پھول ہیں اور اُسکے رخساروں پر مدھوکا کی چمک دمک ہی یا اُسکے رخسارے چنپا کے پتی کی مانند ہیں تو ہمارے دلمیں کیا خیال پیدا ہوسکتے ہیں مگر یہہ تشبیہیں اُن لوگوں کے واسطے جو اِن کا مذاق رکھتے ہیں ایسے ہی عمدہ اور پر کیفیت ہیں جیسے کہ ہماری یہہ تشبیہیں ہیں کہ ایک جوان حسین معشوق گلاب کا کھلا ہوا پھول ہی اور عاشق مغموم مثل پرم روز کے ہی † *

باوجود اِن تمام دقتوں کے شنسکرت کی کئی نظمیں جنسے ہم واقف ہیں بہت خوبی اور رنگینی رکھتی ہیں *

وہ نظم جس میں نقلیں اور سوانگ ہوتے ہیں

ہندوؤں کی یہہ خاص نظم جس کے حال سے ہم بخوبی واقف ہیں نہایت عمدہ اور کامل درجہ پر پہونچی ہوئی ہی سرجونس صاحب نے جو ہندو شاعروں کی بہت سی تصنیفوں کے ترجمے کیئے ہیں اُنکے سبب

---

† پرم روز ایک قسم کا پھول مثل گلاب کے سرخ زرد اور سفید ہوتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ یہاں زرد قسم سے تشبیہہ ہوگی (مترجم)

سے سکنتلا کیبشر کی تصنیف سے بہت مدت سے واقف ہیں اور ولسن صاحب کے عمدہ ترجموں کے باعث سے سوانگ اور نقلیں لکھنے والے بڑے بڑے ہندو شاعروں سے ہم واقف ہو گئے ہیں *

اگرچہ ہمارے پاس ایسے ایسے سوانگ موجود ہیں جو کم سے کم سنہ عیسوی کے شروع میں تصنیف ہوئی اور ایک اُن میں سے ابھی پچاس برس ہوئی بنگالہ میں لکھا گیا ہی لیکن وہ کل سوانگ ساٹھہ سے زیادہ نہیں ہیں اِس کمی کا باعث شاید وہ طریقہ ہو جسپر" اول ہی اول اُنکو تصنیف کیا گیا ہے یعنی کسی خاص تہوار میں کسی محتل کے اندر سال بھر میں ایک آدہ بار ہوا کرتے ہونگے † اسی سبب سے اُنکا ایسا چرچا نہیں ہوا جیسا کہ اب ہمارے زمانہ کے سوانگوں کا مختلف شہروں اور عام تماشہ گاہوں میں مکرر سہ کرر ہونے سے ہی اور بہت سے سوانگ غالباً مصنفوں کی غفلت سے جاتے رہے ہونگے کیونکہ معلوم ہوتا ہی کہ برہمنوں میں اگر اُسکا شوق بالکل معدوم نہیں ہوا ہی تو قریب جاتے رہنے کے تو ہو گیا ہی" اور اگرچہ اب بھی کچھہ کچھہ سوانگ لوگوں میں ہوتے ہیں مگر ہرگز توجہہ کے قابل نہیں ہیں پروفسر ولسن صاحب فرماتے ہیں کہ تمام ہندوستان میں ہمکو صرف ایک برہمن ایسا ملا جسکو اپنے ملک کے سوانگ تماشہ کے علم سے واقف کہہ سکتے ہیں ‡ اِن سوانگوں میں سے آٹھہ کے تو ترجمے ہمارے پاس ہیں اور چوبیس کے خلاصے موجود ہیں *

اگرچہ اِن سوانگوں میں سے کوئی سوانگ بالکل حسرت و افسوس ہی پیدا کرنے والا ایسا نہیں ہے جسکا انجام ناکامی پر ہوا ہو مگر ایسے رنگ برنگی ہیں کہ وہ اپنی گونا گونی میں تمام قوموں کے تماشا گاہوں پر فوق رکہتے ہیں علاوہ مختلف قسموں سوانگ کے اُن کے مضمون ایسے نئے نئے

---

† ولسن صاحب کا دیباچہ کتاب تماشہ گاہ ہندوان

‡ تتمہ تماشاگاہ ہندوان جلد ۳ صفحہ ۹۷

جداگانه هیں که اُنکي کوئي حد معلوم نهیں هوتي چنانچه جس سوانگ کا ترجمه بمبئي والی ڈاکٹر ٹیلر صاحب نے کیا هی جس میں حکیموں کے مختلف فرقوں کے مسئلوں کا بیان هی اُسکا بیان ایسا هی که کسي مقام سے تو ایک طرح کي فرحت اور طبیعت کو ترو تازگي حاصل هوتي هی اور کسي مقام سے تمسخر اور چهل کا مزا آتا هی § اور ترتیب وار سوانگوں میں سے بعضوں میں دلاوروں کا کارنامه اور بعضوں میں راجاؤں کا عشق اور لڑائي اور بعضوں میں وزیروں کي سازشوں کا اور بعضوں میں خاص خاص سوانح زندگي کا مضمون هے *

جس قدر که اُن سوانگوں کے مضامین مختلف هیں اُسیقدر وه لوگ بهي مختلف اوصاف والی هیں جن کا اُن میں ذکر هی چنانچه بعضوں میں تو فرشتوں وغیره یا مذهبي امور پر کچهه اشاره تک نهیں هی اور بعضوں میں آدمیوں کا حوران بهشتي سے تعشق مذکورهی اور بعضوں میں دیوتوں اور راچهسوں کا بیان هی اور بعضوں میں ایسي سحر طلسم کا تذکره هی جو مذهب سے کچهه علاقه نهیں رکهتي اور ایک سوانگ میں سوربهوني کي بیگناهي ثابت کرنے کو تمام دیو تے جمع هوئے هیں مگر عموماً ایسي حالتوں میں بهي جنمیں دیوتوں کي بهي شرکت هوتي هي سوانگ کا نتیجه اور منشاء ایسي قدرتي حالات سے متعلق هوتا هی جو انسان هي کي ذات سے متعلق هوتے هیں انسان سے اعلےٰ درجه کي قدرت اور اختیار رکهنی والي مخلوق سے علاقه نهیں رکهتے *

نقلوں کي کچهه تعداد معین نهیں مگر جس قدر سوانگ میں هوتي هیں وه ایک سے لیکر دس تک هوتي هیں اور سوانگ کے حصے ایک نقال کے نقل کرکے علحده هوجانے اور دوسرے کے آنے سے یا جبکه ایک نقل کے دو حصوں میں کچهه توقف هووے تب معلوم هوتے هیں

§ اِس کے دیکهنے سے ایرسٹوفینیز کے بادل سوانگ کا خیال آتا هی اور زیاده تر متوسط زمانه کے اُس قسم کے سوانگوں سے مشابهه هی جو ادب و اخلاق سے علاقه رکهتی هیں *

ایک خاص سوانگ کي دونقلوں کے درمیان میں بارہ برس کا وقفہ ہوتاهی لیکن علی‌العموم اور سوانگوں میں ایک هي وقت میں کیجاتي هیں البتہ مکان کي تبدیلي کا مضایقہ نهیں سمجها جاتا لیکن اِن دونوں باتوں سے زیادہ احتیاط کا امر یہہ هی کہ حرکات و سکنات میں جیسا کہ آجکل کے سوانگوں میں لحاظ کیا جاتا هی فرق نهیں آتا *

چهل بل فن و فطرت دلچسپ هوتے هیں اور سوال و جواب بهي اگرچہ طول طویل هوتے هیں مگر فرحت انگیز هوتے هیں اور سوانگ کي کتابوں میں کبهي کبهي اشخاص منقول کي اُن حالتوں کا اظهار کرنے سے پهلے جو اُونپر گذرنے والے هیں بطور پرداز کے بهت کچهہ ایسا بیان هوتا هی جس سے پڑهنے والے کي طبیعت ان کے معلوم کرنے پر مایل اور آمادہ هو *

نقل کرنے والوں کي کیفیت اب بهي اُن نقل کرنے والوں‌سے جو دیکهنے میں آتے هیں قیاس میں آسکتي هی ترتیب کے ساتهہ بهت کم سوانگ هوتے هیں اور اگر هوتے هیں تو آواز سنجیدہ اور تمسخر آمیز دونوں طرح کي هوتي هی اور لباس اس قسم کے هوتے هیں جیسیکہ کہ هم قدیم زمانہ کي پتهر کي بني هوئي مورتوں میں دیکهتے هیں اور اُونچي اُونچي ٹوپیوں اور مکمت سے جنپر لاجوردي اور سنهري کام هوتا هی جو قدیم مورتوں سے مخصوص هیں حال کي پگڑیوں کي بہ نسبت زیادہ شاندار انداز وادا حاصل هوجاتي هی بهانڈ بهگتورے اور مسخرے جو بلا سند کتاب کے نقلیں کرتے هیں اب بهي کثرت سے هیں لیکن بد سلیقہ اور بد تمیز ایسے هوتے هیں کہ اگر اول هي سے اُنکو متنبہ نکر دیا جاوے تو بهت گستاخانہ خلاف ادب کے باتیں کرتے هیں لیکن نقل اور تمسخرمیں حرکات و سکنات مناسب کرنے کي بڑي قابلیت اور استعداد رکهتے هیں *

سوانگوں کي نظم کے کالي داس جو پانچویں صدي عیسوي میں اور بهاوا بهوتي جو آٹهویں صدي میں گذرے نهایت عمدہ مصنف هیں

ان دونوں شاعروں نے سوانگ کي نظم میں تین تین کتابیں لکھي هیں جنمیں سے هرایک کي دو دو کتابوں کا ترجمه انگریزي میں هوگیا هی کالیداس کے کلام میں نزاکت اور فصاحت بدرجه غایت هے اور اُسکي تصنیف عمده عمده نازک خیالیوں سے معمور هی کالیداس کي دهقاني نظم سکنتلا کي خوبیوں کي تعریف مدت سے لوگوں میں هوتي هی اور حق یهه هی که وه حقیقت میں مستحق ایسي هي تعریف کي هی اور ولسن صاحب کے مجموعه میں اسي شاعر کي سورما اور ندي کي ایک مثنوي مندرج هي وه اس سے بهي زیاده عجیب و غریب هی اور اگر اُسکا کل مضمون نهیں تو نتیجه ایسا وحشت انگیز هی که هم اُسکو اپنے هاں کي مثنوي باد صرصر اور مثنوي گرمیوں کے شباب کي رات کي خواب سے مشابهه کهه سکتے هیں † اور بهاوابهوتي جو بهت بڑا شاعر هی اُسکے کلام میں علاوه ان سب خوبیوں کے متانت اور زور غایت درجه کا هی وه مضامین رزمیه اور بزمیه دونوں میں یدطولي رکهتا هے جسقدر هندو شاعروں کو میں جانتا هوں انمیں یهه شخص بے نظیر هی *

البته هندوؤں کي تمام تصنیفات کي نسبت کها جاسکتا هی که اُنمیں قومي اخلاقي نقص پائي جاتے هیں اور اُنسے ظاهر هوتا هی که وه لوگ

---

† مل صاحب نے جو راے سکنتلا پر لکهي هی وه عموماً اچهي نهیں لیکن ایک مقام کو ایسي خوبي اور انصاف سے اُنهوں نے لکها هے که اُسکي نقل کرنے سے هم احتراز نهیں کرسکتے — البته اس مثنوي میں بعض بعض مقام بهت عمده هیں چنانچه سکنتلا اور دش مانتو (دش مانتو راجه کا نام هی) کے آپس میں جو ربط و اتحاد تها وه نهایت پسندیده اور دلچسپ هی اور جو اُن دونوں کي هر دل عزیز طبیعتوں پر عشق نے اثر دکهائے اُنکو اس خوبي سے بیان کیا گیا هی که هوا هوا تصویر کهینچ گئي هی اور تین دوشیزه لڑکیوں کے آپس میں جو الفت تهي اُسکا بهي نقشه کمال خوبي سے کهینچا هی اور وه کیفیت جو اُسوقت کا حال دیکهنے سے حاصل هوتي هی جب که سکنتلا اپني منڈهي سے جهاں اُسنے اپني جواني بسرکي تهي اور اپنے عزیزوں اور هواخواهوں اور اپنے پالتو جانوروں بلکه اپنے لگائے هوئے پهول بوٹوں سے وداع هوتي هی دهقاني لذت اور لطف سے بهت زیاده مناسبت رکهتي هی

آرام طلبي کي حالت میں یعني گهر میں بیٹهي لفظوں کي بال کي کهال نکالتے تهے کسي تجربه یا معقول باتوں پر متوجهه نهیں هوتے تهے اس سبب سے اگرچه اُنکي معمولي نظم نهایت صاف اور لطیف اور رنگین هوتي هی مگر اکثر اُس سے وہ کیفیت ظاهر نهیں هوتي جس سے پڑهنے والی کي طبیعت عیاشي سے احتراز کرے اور اُس سے پڑهنے والی کے دماغ میں کوئي معقول قوي خیال اور دلمیں نهایت عمدہ راے بهت کم پیدا هوتي هی *

جن ولولوں کے برانگیخته کرنے میں وہ تصنیفیں کامیاب هوتي هیں وہ عشق و شفقت هیں چنانچه اُنمیں باهمي ارتباط اور وصل کے عیش و عشرت اور فراق کے رنج و مصیبت اور وصل سے مایوسي کي حسرت کا نهایت موثر بیان هوتا هی اور ان نهایت جانثاري کے ساتهه وفاداري اور جوانمردي سے بلا غرض ملاقات اور محبت میں ثابت قدم رهنا جو نهایت عمدہ صفتیں هیں انکا بهي اُن میں بیان هی لیکن اُن تصنیفوں میں جودت طبع اور فخر اور آزادي کا تلاش کرنا فضول هی اُنکے جنگناموں میں کوئي ایسا مضمون بهت کم نظر آتا هی جس سے لڑنے والوں کي طبیعت کا جوش و خروش اور باهمي همدردي پر جان دینے کا ولوله ظاهر هوتا هو یهه شاعر بجاے اُس دلسوزي اور جوش و خروش کے جو ایک یوناني شاعر اسوجهه سے که اُسکے دلمیں تصنیف کے وقت بهرا هوا هوتا هی اپنے ایک بهادر کے حال میں بهردینا هی فضول گوئي اور مبالغه کو کام فرماتے هیں † *

شنسکرت کے شاعروں کا زور طبیعت اور دلي رغبت صرف طلاقت اور بیان کي طرف معلوم هوتي هی جسمیں اکثر مضمون اس قسم کے هوتے

---

† مگو بهارا بهوتي کے ایک سوانگ میں ایک لڑکے کے مفصله ذیل کلام سے همکو لڑائي کي وہ خوشیاں یاد آتي هیں جنسے شمالي جنگجو خوش هوا — اے لڑکو سپاهي اپني کمانیں چڑهاکر تمکو نشانه ٹهراتے هیں اور منتهي ابهي بهت دور هی چلو بهاگو وغیرہ — لاوا پولا تیر برسنے دو آها کیا اچهے معلوم هوتے هیں

هیں که کوئي تنها مقام سبزہ زار یا مرغزار یا دریا کے کنارہ پر پهلوار هو اور
عطرآگیں هوا چلتي هو ٹهنڈا پاني خوشگوار هو اُسمیں بیٹهه کر دهیان
گیان کیا جاوے سواء اسکے خوشنما اور فرحت بخش مضمونوں کے بیان
سے بهي وہ عاري نہیں ہیں اس قسم کا بیان اُس خطه کا هی جو اوجین کے
آس پاس واقع هی اور وہ مالیتي اور مادهاوا کي نویں نقل میں مندرج
هی یعني کهسار اور ٹیکریوں اور دریا اور گانوں کا مجموعه بناکے ایک وسیع
فزا قایم کي هی جسکے مرکز میں شهر بستا هی جسکے برج اور مندر
کنگورہ اور دروازوں کا عکس آئینه‌ٔاب دریا میں جو مثل گوهر نایاب مصفا
هی جلوہ دکهاتا هی گویا پاني میں ایک اور شهر آباد نظر آتا هی اور
لب دریا کے پیڑ بوٹي اور صحرا کے سبزہ زار نے ابر بهار سے تر و تازہ هوکر
دو دهاري دودہ دینے والي بکریوں کي غذا اور عیش و سرور کا سامان بهم
پهونچایا هی اور کبهي کبهي اپني خیال بندي میں ایسي بلندي پر
جاتے هیں که پهاڑ کو چین بر جبیں اور رنجیدہ ٹهراتے هیں اور
کبهي گوهر مضمون تازہ کے لیئے دریائي تفکر میں ایسا غوطه لگاتے
هیں که طوفان کو امنڈ آنے کي تحریک کرتے هیں بلاتے هیں اس
قسم کے نازک خیالیوں میں بهاوا بهوتي سب سے سبقت لیگیا هی اُسنے
مختلف مقاموں کے پهاڑوں کي اور اُن بڑے بڑے جنگلوں اور
پهاڑوں اور پهاڑیوں کي جو دریائي گوداوري کے مخرج کے قریب واقع هیں
عجیب و غریب فزا کي کیفیت بڑي شاندار اور متین لکهي هی اُسکی
نهایت موثر بیانوں میں سے ایک وہ بیان هی جسمیں اُسنے اپنے بهادر
موصوف کي نسبت لکها هی که وہ ادهي رات ادهر اور آدهي رات اودهر
مرگهٹ میں جهاں کهیں کهیں کسي کسي چتا میں کچهه کچهه آگ
چمکتي هی جاتا هی اور وهاں کے بهوت پریتوں کو جگاتا هی جس سے
عجیب عجیب مهیب شکلیں جو کبهي زمین‌پر نظر نهیں آتیں دیکهتا هی
اور شور و غل لیجیو پکڑیو ماریو جانے نپاویگا سنتا هی اور اُن مهیب صورتوں

کا بیان ایسي خوبي سے ادا کیا هی جس کے سننے سے رواں کھڑا هوتا هی اور جب وہ بھوت پریت غایب هوجاتے هیں اور شور و غل جاتا رهتا هی تب اُس سرگھٹ کے میدان کا سنسان هونا اور درختوں کے پتوں وغیرہ کي کھڑ کھڑاهٹ دریا کے پاني کا شور الو کي هوک گیدڑوں کا رونا ایسا ڈراتا هی که اُن هیبت‌ناک صورتوں اور شور و غل کا خوف یاد بھي نهیں آتا هی † *

یهه لطف بیان هندوؤں کا بمقابله اُنکے بعضے همسایوں کے زیادہ اثر رکھتا هی *

مثلاً فارسي شاعروں کي کتابوں میں غیر ذي روح اشیا کا طول طویل بیان شاذ و نادر پایا جاتا هی وہ جن مضمونوں پر طبیعت لڑاتے هیں وہ نهایت پر تاثیر یا متین خیالات هوتے هیں وہ اپنے بیان میں جسکو نهایت مجمل اور مغلق طور پر ادا کرنا چاهتے هیں اُس اثر کا ذکر کرتے هیں جو موجودات میں سے کسي شی کا طبیعت پر هوتا هی اور اُس تاثیر سے اغماض کر جاتے هیں جو اُس سے حواس پر هوتے هیں *

برخلاف اِسکے سنسکرت کا شاعر اُس ولوله کا بھي لحاظ رکھه کر جو طبیعت میں هوتا هی اُن عنصروں کا جنسے وہ ولوله پیدا هوتا هی کمال وضاحت سے بیان کرتا هی اور فزا کے سارے خط و خال کي ایسي تصویر اپنے بیان سے بناتا هی که ایک ناواقف شخص بھي باوجودیکه درختوں اور جانوروں کے نام نجانتا هو هندوستان کي فزا کي کیفیت بآساني دریافت کرسکتا هی *

مثلاً فارسي شاعر کے باغ کے بیان میں غنچے مسکراتے هیں گل غنج و دلال سے بلبل شیدا کا دل لبهاتے هیں نسیم سحري سے پیر نود ساله کو جواني کي لهر آتي هی بهار بزم عشرت میں دوشیزگان ماہ طلعت کو

† مالتي اور مادهنا کي پهلي نقل سوانگ پهلا مندرجه تماشه گاہ هندوان مولفه ولسن صاحب

جاتے هیں مگر اس عیش و نشاط کے کارخانه میں اور تو سب کا هجوم هی صرف عاشق خجسته خاطر هی محروم هی آب رواں کو دیکھکر یهه خیال آتا هی که اسیطرح وقت هاتهه سے جاتا هی بلبل بے ثباتی گل یاد کرکے روتی چیختی چلاتی هی که خزاں دربی خرابی جلو ریز چلی آتی هی ای فلک جیسے میں اشکبار هوں تو بهی گریه زار کر اور ای صبا میری آه و زاری سے میرے تغافل شعار کو خبردار کر *

برعکس اسکے هندو شاعر مرغزار کے گهنے سایه کا بیان کرتا هی جس میں کالا تامل اپنے ٹهنیوں کو نیم کے پیلے پتوں سے ملاتا هی آم کا درخت اپنے پرانے گدهوں کو ببول کے نوکدار پتوں میں پهنچاتا هی عشق پیچا جامن کے درخت کو لپٹا جاتا هی اوپر تک چڑه کر اپنے بیل کے سرے کو نیچے لٹکاتا هی اسوک کے شوخ رنگ پهولوں کے گچھے کے گچھے لٹکتے نظر آتے هیں مادهو برتا کے سفید پهول عجیب کیفیت دیکهاتے هیں اسیطرح کے اور بیل بوٹوں کی هری بهری ٹهنیوں میں سے اگر کوئی هلتی هی پهولوں اور کلیوں کا مینهه برستا هی دهیمی دهیمی هوا اُنکے بو باس سے بسی هوئی اٹهکهیلیوں کی چال چلتی هی ایسے سنسان مکان میں شهد کی مکهیوں کا بهنبهنانا اور پرواز نرمل جل کا لهراتے هوئے چلنا اور بهینی بهینی آواز کوئل کی کوک کبهی کبهی کان میں آتی هی فاخته سریلی هوک سناتی هی پیت کا بروگی تنها ایسے پر فضا مقام میں سرگرداں پهرتا دل بهلاتا هی برہ کے دکهه کا لطف اوٹهاتا هی اوتر کی سرد هوا سے اُسکا جی ٹهنڈا هوتا هی آم کا مور بهینی بهینی باس سے اُسکے دل و دماغ کی کدورت کهوتا هی یهانتک که جب چنبیلی کے درختوں کے جهرمٹ میں آتا هی خوشبو سے مست هوکر اپنے من موهن کی یاد میں منتر هوجاتا هی *

دونوں قومیں جن اِستعاروں اور تشبیهوں کا استعمال کرتی هیں اُنمیں فرق یهه هی که اهل فارس تو اکثر اپنے بیان میں کهیں کهیں ایسے استعارے

اور تشبیہیں لاتے ہیں جس سے ایسا شخص جو اُنکی سی طبیعت نہیں رکھتا سمجھہ نہیں سکتا چنانچہ ایک خوبصورت معشوقہ کا قد سرو اور زلفیں اُسکی مشک اور آنکھیں اُسکی نرگس بیمار اور تھوڑی کا گڑھا کنواں ٹھراتے ہیں مگر شنسکرت کی تشبیہیں جنکا ہندو شاعر بہ نسبت استعاروں کے زیادہ استعمال کرتے ہیں علی‌العموم نئے اور مناسب ایسے تام ہوتے ہیں کہ گو پہلے سے اُنکا علم نہو سکتے ہی ہر شخص بخوبی سمجھہ لیتا ہی *

اگرچہ شنسکرت کے شاعر بھی بیشک مشہور و معروف تشبیہوں وغیرہ کا برتاو کرتے ہیں اور بعضے اُنمیں سے ایسے ہی نازک خیال ہیں جیسے کہ اہل فارس مگر جن تشبیہوں وغیرہ کو کوئی ہندو شاعر باندھتا ہی وہ صرف اُسکے ذہن اور خیال کی پیدا کی ہوئی ہوتی ہیں اُنمیں سے نہیں ہوتیں جنکو عموماً پہلے شاعر کام میں لاے تھے ہندوؤں کے سوانگ کی نظم کا حال اِسقدر بیان کرکے اور شنسکرت کی اور قسموں کی نظم کی خصوصیت پر کچھہ اشارہ کرکے اب جو کچھہ باقی رہا ہی اُسکو ہم نہایت اختصار کے ساتھہ بیان کرتے ہیں *

مذہبی نظم کا بیان

ہندوؤں کی ایسی نظم جسکی بڑی بڑی کتابیں کثرت سے ہیں اور نہایت قدیم اور بڑی قدر و منزلت والی ہی وہ مذہبی اور رزمیہ نظم ہی مذہبی نظم کی نسبت کالبروک صاحب فرماتے ہیں † کہ اِس نظم کا طرز بیان نہایت پھیکا اور بیمزہ اور طوالت کے ساتھہ ہی جسقدر کثرت سے مضمون مکرر سکرر اُسمیں آئے ہیں اُسیقدر اُسکی خوبی اور زیبایش میں نقصان ہی اور جو نمونے اُس نظم کے ترجمہ کیئے گئے ہیں اُنسے کوئی شخص اِس رائے پر قایم نہیں ہوسکتی *

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۵

بید کا صرف پہلا حصہ جسمیں بھجن وغیرہ ہیں نظم میں سمجھا جاسکتا ہی اور مسئلے اُنکے گو کیسے ہی سنجیدہ اور پسندیدہ ہوں مگر اُنکی سی تعریف اُس نظم کی نہیں ہوسکتی جسمیں وہ لکھے ہوئے ہیں *

جن خلاصوں کا رام موہن راے اور کالبروک صاحب اور سر جونس صاحب نے ترجمہ کیا اور جو بڑا نمونہ دسمبر سنہ ۱۸۲۵ ع کے اورینٹل میگزین میں چھپا اُنسے کوئی نشان نازک خیالی کا اور زور طبیعت اور پسندیدہ طرز بیان کی مثال ظاہر نہیں ہوتی *

بجز چند مستثنی مقاموں کے یہی راے اُن بھجنوں اور مناجاتوں سے علاقہ رکھتی ہی جنکو کالبروک صاحب نے اپنے رسالہ رسومات مذہبی هنود میں بیان کیا ہی † *

رزمیہ نظم کا بیان

رامائن

بیدوں کے بعد رامائن کی بڑی عمدہ رزمیہ نظم کا درجہ ہی جسمیں لنکا کی فتح کا حال ہی اُسکے مصنف بالمیک کو اُس واقعہ کا ہمعصر بتاتے ہیں مگر شاعر باوجود ہر طرح کے مبالغوں کے ایسے سچائی سے جو اُسکے زمانہ میں موجود ہو الہیہ قوتیں ہرگز منسوب نہیں کرنیکا اور نہ یہہ کرے کہ بجاے رفیقوں کے بندروں کی فوج اُسکے ساتھہ بنائے ایسے

---

† رگ بید کے اُس حصہ پر سرسری نظر ڈالنے سے جسکا ترجمہ روزن صاحب نے حال میں چھاپا ہی بید کی نظم کی نسبت جو کچھہ کہ ہماری راے ہی اُسمیں کسی طرح کی کمی بیشی نہیں ہوتی وہ ایسے چھوٹے چھوٹے بھجنوں کا مجموعہ معلوم ہوتا ہی جنمیں عنصروں اور آسمانی دیوتوں سے خطاب کیا گیا ہی اور اُن میں ایسی تعریفیں اور درخواستیں ہیں جنمیں بہت کم فرق و تفاوت اور نیرنگی معلوم ہوتی ہی اور شاعری کا جو حق ہی اُسکی کوئی علامت اُن میں پائی نہیں جاتی اور تعریفی مضمون ہر دیوتے کی اُس قوت و اختیار کی نسبت جو اُسکو دنیا پر حاصل ہی مخصوص اور محدود ہی اور دعائیں اُن میں سے اِس سے بھی کم روحانی ہیں کیونکہ اکثر حصول دولت کے لیئے کی گئی ہیں

بڑے بڑے مبالغے اور مصنوعي نمایشوں سے ظاهر هوتا هی که اُس واقع کو گذرے هوئے اُس مصنف سے پہلے اِسقدر عرصہ دراز گذرا هوگا که لوگ بالکل بهول گئے هونگے مگر اِس تقریر سے جس حالت میں بالمیک کے ممدوح کي قدامت بخوبي ثابت هوتي هی یهہ نه سمجهنا چاهیئے که اُس کتاب کي قدامت میں کچهہ نقصان آتا هی اُسکي قدامت میں کچهہ حجت نہیں هوسکتي کیونکه اِس کتاب کي شنسکرت زبان کي نظم به نسبت اور کسي قدیم کتاب کے بید کی نظم سے بہت ملتي جلتي هی اور اُسمیں سے کسیقدر بطور خلاصه کے مہابهارت میں جو نہایت پوراني کتاب هی نقل کیا گیا هی *

مہابهارت کي نظم

اِس کتاب کو بیاس جي سے منسوب کرتے هیں جنکو بید کا مولف کہا گیا هی اور مہابهارت کے تمام واقعات اُنہوں نے اپني آنکهوں دیکهي لکهي هیں لیکن مہابهارت میں هي یهہ لکها هوا هی که جیسي کچهہ صورت مہابهارت کي اب موجود هی اُسمیں ساتي نے اُسکو مرتب کیا هی جسنے ایک اور شخص کي وساطت سے وہ بیاس جي سے حاصل کي تهي اور اُسي مقام میں یهہ ذکر هی که کل ایک لاکهہ شعروں میں سے صرف چوبیس هزار اصل مصنف کے تصنیف هیں † اِس کتاب کے بہت قدیم هونے کا دعوی زبان کي بہت سي شایستگي سے بهي باطل هوتا هی اور لفظ یاونا ‡ کے اُسمیں آنے سے بشرطیکه اُس سے یوناني مراد هوں یهہ ظاهر هوتا هی که اُسکا کچهہ حصه چوتهي صدي قبل مسیح علیه‌السلام سے بهي بعد کا هی لیکن اُس شخص کي راے پر کچهہ شبهہ کرنے کي

---

† اوریئینٹل میگزین جلد ۳ صفحه ۱۳۳

‡ پروفیسر واسن صاحب کا قول مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحه ۱۰۱

کوئي وجهه نهیں هی جو اُس راے دینے کي اچهي قابلیت رکهتا هی که اِس لفظ سے هندو حضرت مسیح علیه‌السلام سے دو تین صدي پہلے سے واقف هوئے تهے † اِن دونوں کتابوں کي تاریخ اِس راے سے ثابت هوتي هی که اگرچه جن دو شجاعوں کا بیان اِن میں کیا گیا هی وہ بشن جي کے اوتار هیں مگر رام چندر جي کا بیان علی‌العموم اُنکي اِنساني صورت میں هوا هی اور کرشن جي کو بعض موقعوں پر گو اِنسان کي صورت میں بهگوان یعني قادر علی‌الاطلاق کہا گیا هی مگر اُنکے کار و بار سے قادر مطلق هونا اُنکا کسیطرح ثابت نهیں هوتا اور جن مقاموں میں صاف صاف علانیه مالک جملہ کائینات کا بیان کیا گیا هی اُن مقاموں پر به نسبت باقي اور تصنیف کے یهه شک هوسکتا هی که وہ زمانه حال کے تحریف کیئے هوئے هیں ‡ *

بجهز کالبروک صاحب کے جو مذهبي نظام کي مذمت میں اِن پشتکوں کو بهي داخل کرتے هیں اور سب لوگ جنهوں نے اُنکو اصل زبان شنسکرت میں پڑها هی اُنکي رزمیه نظم میں بهت سي تعریف کرتے هیں اور وہ لوگ بهي اِس کي خوبیوں کے قایل هیں جنکي تصنیفات سے اُن کي راے عالي اور روشن معلوم هوتي هی یهه تعریف صرف اُنهیں لوگوں پر منحصر نهیں هی جنهوں نے ایشیا کے علم انشا کي چهان بین کي هی بلکه ملمین صاحب اور سکلیگل صاحب تعریف کرنے میں ولسن صاحب اور جونس صاحب کي همسري کا دم بهرتے هیں اور اِن مصنفوں میں سے هم کو کسي نه کسي سے اِن پشتکوں کي حقیقت اور سادگي اور خاص خاص مقاموں کي متانت اور لطف اور پاکیزگي اور دلاوروں کي اصلي شان و شوکت اور چال چلن کي عمده شایستگي اور مصنفوں کی فکر اور ذهن کي رسائي دریافت هوتي هی همکو ایسي شهادتوں سے اصل

---

† اوریئنٹل میگزین جلد ۳ صفحه ۱۳۳

‡ دیباچه ترجمه بشن پران صفحه ۹

پشتکوں پر راے قایم کرني چاهیئی اُن ترجموں سے جونثر میں کیئی گئے
هیں کچهه مدد لیني مناسب نهیں اور اگر هم اُن لفظي ترجموں کے ذریعه
سے جو انگریزي میں اکثر رامائن کے هیں راے قایم کرنے کے لیئی مجبور
هوں تو بجز سادگي کے اُن خوبیوں میں سے جنکو لوگوں نے بهت کچهه
بیان کیا هی معلوم نکرسکینگی اور اُس نظم کا پهیکاپن اور طوالت هي
خیال میں آویگي بعضے نظم ترجمونکے بعضے مقام اوس سے بهت زیاده
تعریف کے مستحق هیں جو اُنکي تعریف کیجاتي هی مهابهارت کے جو
نمونه اوریئینٹل میگزین † میں چهپی هیں وه بهت سي تعریف کے قابل هیں
یهه سچ هی که انتخاب اور اختصار سے شایسته هوجانے پر بهي تطویل اُن
میں پائي جاتي هی مگر باوجود اس نقصان کے بهت مقام اُن میں ایسے
هیں جنسے بري جودت طبیعت اور شاعري ظاهر هوتي هے علی‌الخصوص
تشبیهیں اُن میں کي مختصر اور سیدهي سادي اور پر کیف هیں
بهر حال مهابهارت کے مصنف کو هومر ‡ کا همسر ماننا چاهیئے گوکیساهي
کچهه فرق اُنمیں کیوں نهو *

مهابهارت میں جوقصه نالا اور دمیانتي کا مندرج هي وه بهنسبت
لڑائي کے بیان کے هندوؤں کي فکر و طبیعت سے زیاده مناسبت رکهتاهی
اور عمده سادگي کا نمونه هے اور مهابهارت کے اور قصوں میں سے ایک قصه
بهاگوت گیتا هی جو بهت آخر زمانه کا تصنیف کیا هوا معلوم هوتاهی
§ کتاب بهاگوت گیتا علم‌الهیات کے پنڈتوں کے مسایل کي شاعرانه تفسیر
هی سلاست بیان اور زبان اور مثالوں کي خوبي کے سبب سے اُس کي
تعریف هوتي هی بوجهه سلاست کے اُس میں گو کیسي هي کچهه خوبي

---

† اوریئینٹل میگزین بابت دسمبر سنه ۱۸۲۴ ع اور بابت مارچ و ستمبر
سنه ۱۸۲۵ ع

‡ یهه ایک قدیم یوناني شاعر اپنے زمانه کا یکتا مشهور ومعروف شخص هی
(مترجم)

§ بهاگوت گیتا کا ترجمه ماهین صاحب نے کیا هی

هو مگر اُس عمدہ صنعت کے سبب سے جس سے اُس کو رزمیہ نظم میں داخل کیا هی اور مضمون کي اُس عمدگي اور شایستگي کي وجهه سے جس کے ذریعہ سے وہ مهابهارت میں شامل هونے کے قابل هوئي هی زیادہ تعریف کے لایق هی *

پرانوں میں جو کهانیاں هیں اُنکي نظم بهي ایسي هي سمجهني چاهیئے تهوڑے سی خلاصی جنکو کرنل کینیڈي صاحب نے هندوؤں کے حالات کي تحقیقات میں داخل کیا هی اُنمیں بهت سا فن شاعري اور طبیعت کي جودت اور فکر کي رسائي پائي جاتي هی *

بودهیانه کي رامائن کا وہ حصہ جسکا ترجمہ ایلس صاحب نے کرکے ستمبر سنہ ۱۸۲۶ ع کي اوریئنٹل میگزین میں چهپوایا وہ ترجمہ بہ نسبت اور ترجموں کے زیادہ تر اهل یورپ کے مذاق سے مناسبت رکهتا هی لیکن اُسکے صفحہ ۸ پر جو حاشیہ هی اُس سے اسبات میں اشتباہ هی کہ آیا وہ ترجمہ لفظي هی یا نهیں اسي سبب سے اُسکو هندوؤں کي نظم کا ٹهیک نمونہ نهیں سمجها جاتا *

بزمیہ نظم کا بیان

بزمیہ نظم کا خالص اور عمدہ نمونہ میگها دوتا † هی جسمیں بیان هی کہ ایک روح جو آسمان سے خارج کردي گئي هی بادل کے هاتهہ اپنے دوست کو پیام بهیجتي هی اور اُن ملکوں کا حال بادل کے روبرو بیان کرتي هی جنمیں هوکر اُسکو جانا پڑیگا *

اس بیان میں شاعر نے وہ مضمون باندها هی جو هندوؤں کو حد سے زیادہ خوش آتا هی یعني وہ اس خوبي سے برکها کي آمد کا نقشہ جماتا هی کہ چاروں اُور کاري گهٹا گهنگور چهائي هی دامني دمکتي هی بادل

---

† جسکا حامل المتن ترجمہ پرو فیسر واسن صاحب نے سنہ ۱۸۱۳ ع میں چهاپا هی

کي گرج نے دهوم مچائي هی مرجهائی هوئی روکہ اور جڑي بوٹیوں نے
جان تازہ پائي هی تمام چرند پرند نے فرحت و سرور سے شورش اُٹھائي
هی کالي گهٹا میں بگلوں اور سارسوں کي قطار اور اور قسم قسم کے پرند
هزار در هزار بلند پرواز نظر آتے هیں هر ایک تماشائي کا دل لبهاتے هیں
سوا اسکے اُس شاعر نے اور رنگ برنگي فزا کا سما باندها هی اور اُن
شہروں کا حال جنمیں پیام لیجانے والی بادل کا گذر هوگا ایسے هي لطف
و کیفیت کے ساتهہ بیان کیا هی اور اُسمیں اس قسم کے قصہ اور کهانیوں
کا حوالہ دیا هی جو مختلف کیفیتیں رکهتے هیں *

اور اسیکے ساتهہ یہہ اور صنعت دیکها ئي هی کہ روح کے اُس رنج و
مصیبت کي کیفیت جو وہ فراق وطن میں اشک حسرت روتي هی اور
اپنے وطن کي لطف و لذت کو یاد کرکے جان کهوتي هی ملائي هی *
اس شاعر کے کلام میں بہ نسبت اور شاعروں کے بہت کم لغو مبالغہ
هی لیکن وہ بهي اُس پهیکے پن سے جو سنسکرت زبان کي نظم کے
ساتهہ مخصوص هوگیا هی جسپر هم اوپر کچهہ لکهہ آئے هیں خالي
نہیں هی *

دهقاني نظم

گوبندا یا جیدیوا † کے گیت دهقاني نظم کا وہ خالص نمونہ هیں جن
سے هم واقف هوں اِن گیتوں میں اعلی درجہ کي کیفیت اور نزاکت پائي
جاتي هیں مگر طبیعت کا زور اور جوش معلوم نہیں هوتا جو هندو
شاعروں کے عیب و هنر سمجهے جاتے هیں *

اِن گیتوں میں چٹکلے اور لطیفہ بهي هیں اُن کا مصنف چودهویں
صدي عیسوي میں گذرا هی اسلیئے معلوم ایسا هوتا هی کہ لطیفہ آمیز
کلام کرنا مسلمانوں سے حاصل کیا هوگا *

---

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۳ صفحہ ۱۸۵

ہجو کي نظم

ہندوؤں کي ایسي نظم کا جس میں ہجو کسي کي کي گئي ہو میںنے کوئي خاص نمونہ نہیں پایا البتہ اُنکے سوانگوں کي نظم میں اس قسم کي نظم بھي کہیں کہیں پائي جاتي هی † ترتیب وار سوانگوں میں جو کہیں کہیں ہجو امیز کلام پائے جاتے ہیں اُنکي درشتي سے ہمکو یہہ یقین کرنا چاہیئے کہ وہ اس فن سے بہرہ وافي نرکھتے تھے *

سرگذشتوں اور کہانیوں کا بیان

اگرچہ شنسکرت کي بہت سي اور نظم کي کتابیں بھي انگریزي میں ترجمہ ہو گئي ہیں مگر اِس باعث سے کہ ترجموں کے لحاظ سے جو راے قایم کیجاتي هی وہ کچھہ قدر و منزلت نہیں رکھتي هم اُن سب کي نسبت کچھہ لکھنا مناسب نہیں سمجھتے بلکہ اُسیقدر کافي ہوگا جو ابتک بیان کردیا گیا لیکن ہندوؤں کے علم انشا کا ایک اور بھي بڑا جز بیان کرنے کے قابل هی یعني سرگذشتیں اور کہانیاں اِن دو نوں قسم کي تصنیفوں میں ہندو کل انسانوں کے تعلیم کرنے والے معلوم ہوتےہیں چنانچہ قدیم مشہور کہانیاں (یعني بد پائي کي کہانیاں) شنسکرت زبان کے پیرایہ میں بجنسہ پائي گئیں اور اکثر اور ملکوں کے قصہ کہانیوں کا بھي اُنھیں سے کھوج ملتا ہے ‡ داستان گوئي کا وہ مسلسل طرز جسمیں قصے کے اندر قصہ کا پیوند لگتا چلاجاتا هی جیسا کہ الف لیلے کا قصہ هی اُنھیں کا ایجاد کیا ہوا معلوم ہوتا هی اور یورپ اور ایشیا دو نوں کي بہت مشہور کہانیاں اور افسانوں کے بھي ہندو هي موجد ہیں یہہ کہانیاں اپني اصلي صورت میں (یعني شنسکرت میں) نہایت سیدھي سادہ طرز پر لکھي گئي ہیں

---

† ولسن صاحب کي ہندوؤں کے سوانگ کے تتمہ کي جلد ۳ کے صفحہ ۹۷ کو دیکھو

‡ کالبروک صاحب اور بیرنڈي سي کي صاحب اور پروفیسر ولسن صاحب کي تحقیقات

جنمیں کچھہ زور طبیعت اور فکر کی جولانی نہیں هی مگر یہہ بات بیان کرنے کے قابل هی کہ بیان کے مذاق کا اوٹ پہیر هو گیا یعنی هندوؤں کی کہانیوں میں وہ سحر بیانی اور لطافت نہیں هوتی جو اهل عرب اور اهل فارس کی کہانیوں میں دلفریبی اور رنگینی هوتی هی * †

ساتواں باب

عمدہ عمدہ هنر اور فنون کا بیان

علم موسیقی

سر ولیم جونس ‡ اور پیٹرسن § صاحب کے بیان سے دریافت هوتا هی کہ هندوؤں کا علم موسیقی ترتیب وار اور شایستہ هی اُنکے هاں چوراسی راگنیاں هیں جنمیں سے چھتیس عام استعمال میں هیں اور هرایک کے تال سر علحدہ هیں اور طبیعت کے خاص خاص جذبوں کے برانگیختہ کرنے میں هر ایک جداگانہ تاثیر رکھتی هی * ||

اِن راگنیوں کے نام سال کے موسموں اور دنرات کے گھنٹوں کے بموجب رکھے هیں اور هر راگنی میں ایک ایسی صفت سمجھی جاتی هی جسکے باعث سے وہ ایک خاص وقت سے مناسبت رکھتی هی *

---

† اِسبات کی اور تحقیقات کے واسطے کہ یورپ کے قصے کہانیوں کا مخرج هندو هیں حالات رائل ایشیاٹک سوسئیٹی کی جلد ۱ صفحہ ۱۵۶ کو دیکھو

‡ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۳ صفحہ ۵۵

§ ایضاً جلد ۹ صفحہ ۴۴۵

|| سر ولیم جونس صاحب بیان کرتے هیں کہ ان راگنیوں کو اهل یورپ کے زمانہ حال کی اُن راگنیوں سے جنکا مخرج اُن سروں کی ترتیب هی جو اب یورپ میں قرار پائی هی هندوستان کی راگنیاں یورپ کے بارہ سروں میں سے ایک کو بڑھا هوا رکھہکر باقیوں میں سات طرح اوتار چڑھاؤ کرنے سے بنتی هیں غرض کہ اسی طرح سے چوراسی راگنیاں قایم هو جاتی هیں مگر بہت سی اصل راگنیوں سے کنارہ کیا گیا هی یہہ تعداد حقیقت میں خیالات کا مجموعہ هی اور سروں کے گھٹاؤ بڑھاؤ سے قایم هوئی هی

مشہور ھی کہ علم موسیقي میں بھي اور علوم کي طرح زوال ھو گیا بلا شبہہ جن سروں میں آج کل لوگ گاتے ھیں اُنمیں ایسے شخص کو جو راگ سے ناواقف ھو کچھہ اوتار چڑھاؤ فرق و تفاوت معلوم نہیں ھوتا وہ سب آپسمیں بہت ملتي جلتي قریباً یکسان اور قوموں کے سروں سے متفاوت صاف اور شیریں ھوتی ھیں مگر انصاف کرنے کے واسطے خالي گانا بلا کسي ساز کے یا صرف بین و بربط کے ساتھہ سننا چاھیئے *

ھندوستان میں گانے کا طریق یہہ ھی کہ ایک طایفہ ملکر گانا بجاتا ھی اکثر سارنگي اور طبلہ پر گاتے ھیں جسکو اونگلیوں سے بجاتے ھیں یہہ باجا ایسے زور و شور سے بجتا ھی کہ گویا اگر اسقدر نہ چلاوے جس سے اُسکے گانے کي خوبي اور نزاکت جاتي رھتي ھی تو اُسکي آواز بالکل دب جاوے * †

مصوري کا بیان

مصوري کا ابتک بہت برا حال ھی مکانوں کي دیواروں پر اکثر آبي رنگ اور کبھي کبھي تیل سے تصویریں کہینچي جاتي ھیں جو اکثر دیوتوں اور جنگ کے میدانوں اور پہلوانوں اور عورت مرد اور جانوروں کي ھوتي ھیں اور کسي قسم کي فزا نہیں ھوتي اگر کچھہ ھوئي بھي تو صرف ایک دو درخت وہ بھي ایسے جنکے سایہ وغیرہ کا کچھہ امتیاز نہیں ھوتا یا کوئي عمارت جو بالکل بلا اندازہ اور پیمانہ کے ھوتي ھی اور قوموں کي تصویروں کي بہ نسبت ھندوؤں کے ھاں کي تصویریں مصریوں کي قبروں پر کي تصویروں سے بہت مشابہ ھوتي ھیں اور وہ چھوٹي چھوٹي قد و قامت کي تصویریں ایسے رنگوں سے کہینچتے ھیں جنکو تیل پاني کے علاوہ کسي اور چیز سے

---

† منصلہ ذیل ایسے شخص کي راے جو راے دینے کي کامل لیاقت رکھتا ھی اِس موقع پر ظاھر کرني واجب ھی (اوریئنٹل کوارٹرلي میگزین بابت دسمبر سنہ ۱۸۲۵ صفحہ ۱۹۷) یعني جن ھندوستاني گویوں اور قوالوں کا اھل یورپ ھندوستان کے مختلف حصوں میں گانا وغیرہ سنتے ھیں اُنکے گانے کو وہ ھندوستاني جو علم موسیقي سے بخوبي واقف ھوتے ھیں ایسا ھي سمجھتے ھیں جیسے کہ اٹلي کے علم موسیقي کے کامل ایک بازاري گنوار کے گانے کو خیال کرتے ھیں

ملاتے ہیں اور علاوہ مذکورہ بالا چہروں کے انسانوں کي فرداً فرداً بھي تصویر کھینچتي ہیں *

ہندوؤں نے قلمي پشتکوں کو نہایت خوب صورتي سے رونق اور زیب و زینت بخشي ہی مگر تصویروں کے سوا اور نقاشي وہ بہت بہتر کرتے ہیں اگر اُنکي سوانگ کے پشتکوں میں تصویروں کا عموماً ذکر نہوتا تو مجھکو یہہ شبہہ ہوتا کہ اُنہوں نے مصوري مسلمانوں سے سیکھي ہی ، جنکو برخلاف اُس مذہبي امتناع کے جو تصویر کھینچنے کي نسبت مذہب اسلام میں ہی ہندوؤں سے بہت سبقت حاصل ہی *

ہندوؤں کي سنگ تراشي کا بیان

ہر شخص کو یہہ توقع ہوگي کہ ایک ایسي قوم نے جو بہت سے معبودوں کي پرستش کرتےہي سنگتراشي کے فن کو کمال پر پہونچایا ہوگا اور اِسمیں کچھہ شک نہیں کہ یہہ فن کچھہ کام کے کم ہونے کے سبب سے کمال پر پہونچنے سے قاصر نہیں رہا کیونکہ علاوہ بیشمار معمولي بتوں اور مورتوں کے ہزار ہا غار اور مندر ایسے بتوں سے معمور ہیں جو پتھروں پر اوبھرے ہوے کھدي ہیں یہہ اوبھري ہوئي مورتیں اکثر عمدہ ہوتي ہیں جنکے بڑے بڑے جھمیلی کے مرقع ایسے ہوتے ہیں کہ اُنسے مختلف جذبے اور کیفیتیں سمجھہ میں آتي ہیں کہیں کہیں اُنسے سنگتراش کا بڑا زور طبیعت ظاہر ہوتا ہی ہندو سنگ تراشي اور مصوري کے کام میں ایسي نمونہ بنانے میں جنسے وضع اور صورت کي خوبي ظاہر ہو قاصر نہیں ہیں لیکن نقصان یہہ ہی کہ علم تشریح سے بالکل ناواقف ہیں یہاں تک کہ اعضا اور رگ اور پٹھوں کي ظاهري صورت کا بھي لحاظ نہیں کرتے اور نہ مختلف صورتوں کے آپسمیں مناسب ہونے کا کچھہ خیال کرتے ہیں اور نہ کامل ہنر مرقع بنانے کا رکھتے ہیں انہیں سببوں سے ہندوؤں کي مصوري اور سنگ تراشي غرض کہ دو نوں کا کوئي نمونہ اهل یورپ کے اِن کاموں کے نمونہ سے ذرابھي مناسبت نہیں رکھتا *

فن تعمیر کا بیان

بہت سي عمارتیں جو هندوؤں نے بنائي هیں اُنسے ظاهر هوتا هی
که وه فن تعمیر کا عملي علم رکھتے تھے اگر اُن کتابوں کا جنکي کنچھه کنچھه
اجزا اب بھي موجود هیں اعتبار کیا جاوے تو معلوم هوتا هی که هندو
قدیم زمانه هي سے فن عمارت میں مہارت رکھتے تھے عمارت کے فن
کي جو کتابیں هندوؤں کي موجود هیں اُنپر ایک عقلمند هندوستاني
نے از روے اِنصاف کے نظر ڈالکر ایک حال کے چھپے هوئے جواب مضمون
میں اُنکے قواعد کو بہت ترتیب کے ساتھه بڑي قابلیت سے بیان کیا هی †
اِس جواب مضمون سے معلوم هوتا هی که اِس فن کے اصول کو هندو بخوبي
سمجھتے تھے اور بہت سے قاعده اِسکے اُنہوں نے ایجاد کیئے هندوؤں کے
هاں مختلف سانچے مٹي کے خوشنما چیزیں بنانے کے باره هوتے هیں
جنمیں سے بعضے تو ایسے هي هیں جیسے انگریزوں کے هاں اور بعضے
اُنہیں سے مخصوص هیں ستونوں کي بنیاد اور قاعده اور جسم اور تاج اور
تاج کے اوپر کے حصه کي مناسبتیں بیان کي گئي هیں اور یهه بات که وه
ستون کے جوڑ بندوں سے کیسے اچھے واقف تھے اِس سے ظاهر هوتي هی که
اُنکے هاں چونسٹھه وضع کے قاعدے ستونوں کے هیں اگرچه کوئي کلیه قاعده
نہیں هی لیکن ستونوں کي بلندي اُنکے قطر سے چھه گنے سے لیکر دس
گنے تک هوتي هی ستونوں کي ساخت کي مناسبت اُنکے تاجوں کي
مناسبت اور اُس فاصله کي مناسبت پر هوتي هی جو اُنکے بیچ میں هوتا
هی اِس مقام پر فن تعمیر کے قاعدوں کا کوئي خاص بیان نہیں هوسکتا او
نه اُن هندوستاني عمارتوں کے مختصر بیان سے زیاده جو اب هندوستان میں
موجود هیں اور کنچھه هوسکتا هی اُنکا طرز عمارت مصریوں کے طرز عمارت سے
مشابهه سمجھا گیا هی لیکن اُنمیں مشابهت صرف اِس بات میں هی که

† رام راز کا جواب مضمون هندوؤں کے فن تعمیر پر جو اوریئینٹل ٹرینسلیشن
فنڈ سے چھپا

مصالح بھي بہت موٹا اور بھاري اور عمارت بھي بھاري بھرکم نہایت مستحکم هوتي هی اور بعض قسم کي عمارتوں کي سنگتراشي میں هندوؤں اور مصریوں کے کام کي مشابہت هوتي هی بڑے دروازوں پر بڑے برج بنانے کا طریقہ بھي ملتا جلتا هی لیکن مصر میں دروازہ کے هر جانب میں ایک ایک برج هوتا هی اور هندوستان میں بیچ میں صرف ایک برج هوتا هی *

مصریوں کے بعضے ستون بھي مذکورہ بالا اُمور میں هندوؤں کے غار والے مندروں کے ستونوں سے مشابہت رکھتے هیں مصریوں کي عمارت میں دو مشہور باتیں یہہ هیں کہ اُنمیں ایک تو مناروں کا رواج هی اور دوسرے دیواروں کا آثار نیچے سے بتدریج چھت تک گھٹاتے چلے جانے کا دستور هی جنکے چوٹي پر ایک بہت چوڑي کانس نکال کر سیدھي چھت پاتتے هیں اِنمیں سے کوئي علامت هندوستان میں نہیں پائي جاتي البتہ مندروں کے آگے جو مکان هوتے هیں اُنکي چھتیں گنبدنما هوتي هیں لیکن وہ خالي هوتي هیں اور دیواروں یا ستونوں پر قائم هوتي هیں اهل هند ٹھوس مناروں سے بالکل واقف نہیں هیں اور چھتوں کے منڈیر پر مکان کے باهر کیطرف بھي کنگورے اور کلسیاں وغیرہ آرایش کي چیزیں بناتے هیں جیسے مصریوں کے ساتھہ کچھہ مشابہت نہیں رھتي دیواریں همیشہ سیدھي نیچے سے اوپر تک یکساں هوتي هیں اور اگرچہ مندروں کے برج بتدریج نیچے سے اوپر کو گھٹتے جاتے هیں لیکن اُنکي وضع هندوؤں کے ساتھہ مخصوص هی اور وہ جسقدر کہ انگریزوں کے پتلے برجوں سے مشابہت رکھتے هیں اُسي قدر مصریوں کے موٹے برجوں سے مشابہ هوتے هیں یعني وہ مصریوں اور انگریزوں کے مناروں یا برجوں میں متوسط درجہ رکھتے هیں غرض کہ کچھہ اِنسے کچھہ اُنسے دونوں سے ملتے جلتے هوتے هیں *

دکھن میں مندر کئي کئي منزلے هوتے هیں اول منزل سے دوسري منزل آخر تک تنگ هوتي چلي جاتي هی اور دریاے گوداوري کے

شمال میں مندر اوپر کو پتلے ہوتے چلے جاتے ہیں لیکن نوک دار نہیں ہوتے چوٹی اُنکی چپٹی یا کسی اور خوشنما طرز پر ہوتی ہی اور اُسپر کسی دھات کا سنہری کلس یا ترسول یا کوئی اور نشان جو کسی دیوتے سے مخصوص ہو نصب کردیتی ہیں مگر بنیاد سے اوپر کچھہ تھوڑا چڑھ کر ایک خمدار جھکاؤ ایسا رکھتے ہیں جس سے بیچ کا حصہ بہ نسبت کرسی اور چوٹی کی پھول جاتا ہی سب مندر کے بہ نسبت یہہ برج صاف اور سادہ ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھی اُنپر بھی کنگورے اور اور ہر قسم کی آرایش کے کام بنائی جاتے ہیں *

معبد ہمیشہ چھوٹا گاؤ دم سا ہوتا ہی اور اُس میں بہت کم روشنی بذریعہ ایک چھوٹی سے دروازہ کے جاتی‌ہی اور معبد میں پوجا کرنے والا اپنا چڑھاوا چڑھاتا ہی اور پوجا کرتا اور دعا مانگتا ہی چھوٹے چھوٹے مندروں میں تو صرف اسیقدر عمارت ہوتی ہی لیکن بڑے مندروں پر برج ہوتاهے اور اُس کے آس پاس وسیع دالان اور اُن کی گردو پیش چھل ستون اور صحن ایسی ہوتے ہیں جن میں اور مندر اور مذہبی عمارتیں ہوتی ہیں اور مقام سرنگم میں علحدہ علحدہ ساتھہ احاطہ ہیں جن میں سے سب سے باہر کے احاطہ کا محیط قریب چار میل کے ہی † جو چھل ستون صحنوں کے اندرونی حد پر واقع ہیں جنکو مندروں کے متصل کہنا چاہیئے وہ ایسی لنبی چوڑے ہیں کہ اُن کی وسعت میں اور بھی بہت سے ستون لگانے پڑے ہیں اور یہہ ستون بہت اونچی اور پتلے اور نازک لیکن گنجان بنی ہوئی ہیں جیساکہ قوم گاتھہ کے گرجوں کے بغلی جانب کو باوط کے کھکوڑلوں سے تشبیہہ دی گئی ہی ہندوؤں کے اِن ستونوں کو کھجوروں کے جھرمٹ سے مشابہ کہہ سکتی ہیں *

اکثر چھل ستون پست بھی ہوتے ہیں جن میں بہت سے نہایت عمدہ گول یا چوپہل یا ہشت پہلو یا سب طرح کے ملے جلے ہوتے ہیں

---

† آرم صاحب کی تاریخ هندوستان جلد ۱ صفحہ ۱۲۸

اور کبھي گلدان کي صورت کے بنا کر اُن کي کنگني میں زنجیریں یا طرہ لٹکاتے ہیں اور بعض اوقات جانوروں کي صورتیں اُن پر بناتے ہیں اور کبھي انسانوں کي تصویروں کے مرقع تراشتی ہیں *

عمارت کے زیادہ مضبوط حصوں میں کئي کئي گول اور چوپہل ستون کے مجموعے ہوتے ہیں اُن ستونوں کے کگروں اور تاج اور غلطہ کے ڈھلاؤ سے جو ایک دوسرے کے قریب اور مناسب ہوتے ہیں زیادہ حسن و خوبي ظاہر ہوتي ہی اور چوکھٹ کیواڑوں میں عمدہ عمدہ نقش و نگار گہرے کہودے ہوتے ہیں اور پھول پھل بیل بوتٹی چرند پرند انسان اور اور خیالي موجودات کي صورتیں بھي اہل عرب کي طرح بني ہوتي ہیں الحاصل ہر قسم کي زیب و زینت جو انسان کے خیال میں آسکتي ہی ہوتي ہی انہیں سے بیل بوتٹے خاص کر ایسے خوبصورت ہوتے ہیں کہ اُنکے مثل تمام دنیا میں مشکل سے نکلیں گي *

اکثر دیواروں پر اُبھري ہوئي تصویریں دیوتوں کے معرکوں وغیرہ کي حیرت انگریز نہایت صنعت سے بناتے ہیں اسیطرح سے دو محرابوں کے بیچ کا وہ حصہ جو ستون کے تاج پر سے چھت کے نیچے کي کانس تک ہوتا ہی وہ دیوتوں کي تصویروں وغیرہ سے بہت آراستہ و پیراستہ ہوتا ہی † *

جن مندروں کا اوپر ذکر ہوا کہیں کہیں وہ بہت سے ایک ہي جگہہ اکھٹي ہوتے ہیں چنانچہ بھوانیسواڑہ کے کھنڈروں میں جو اوڑیسہ میں واقع ہی بڑے برج پر سے ہر طرف دیکھنے میں چالیس چالیس اور پچاس پچاس سنگین برج مندروں کے جنکی بلندي کم سے کم پچاس

---

† ٹاڈ صاحب نے جو تاریخ راجستان کي لکھي ہی اُسمیں مندروں کي نہایت خوبصورت عمارت کے نقشہ چھاپی ہیں رام راز کي تحریر سے اُن مصالحوں اور سامانوں کا حال بخوبي ظاہر ہوتا ہی جو دکھن کي عمارتوں میں کام میں لائي گئي ہیں اور اُن عمارتوں کي کیفیت بھي معلوم ہوتي ہی لیکن ڈینیل صاحبوں نے جو عمدہ کتابیں لکھي ہیں اُنسے ہندوستان کے غاروں میں کے سب مندروں کي حقیقت واضح ہوتي ہی *

ساٹھہ فٹ زیادہ سے زیادہ ایک سو پچاس فٹ سے ایکسو اسي فٹ تک هی نظر آتے هیں † *

اور بیجانگر کے مندر جو دریاے تمبادرا کے بائیں کنارہ پر واقع هیں وہ اُنسے بهي زیادہ قدر قامت اور شان و شوکت میں بر تر هیں باوجودیکہ هندوؤں کے مندر بہت عالیشان هوتے هیں مگر یونانیوں کے سیدهی سادے مندروں کي خوبي کو نہیں پہونچتی اور نہ وہ شان اُنمیں ظاهر هوتي هی جو مسجد کے پهولی پهولی گنبدوں اور اونچي اونچي محرابوں سے ظاهر هوتي هی هندوؤں کي عمارتوں میں وسیع مکان تو بلند نہیں هوتے اور بلند مکان وسیع نہیں هوتے هیں اور مختلف حصوں میں عمارت کے ایک سے دوسرے کو کچھہ مناسبت نہیں هوتي جسکے دیکھنے سے معلوم هوتا هی کہ هندوؤں کي اور باتوں کي طرح اس فن میں بهي کل عمارت کي هیئت مجموعي سے وہ فکر و دانائي معلوم نہیں هوتي جو اُسکے جزوں کے حسن و خوبي سے ظاهر هوتي هی صرف اُن مندروں سے جو غاروں میں بنائے هیں اُنکي همت و جرأت پائي جاتي هی *

اچھے اچھے مندروں کے نمونہ سے دیکھنے والے پر جو کچھہ اثر هوتا هی وہ اُنکو قدیم اور مقدس سمجھوتا هی اور اس سمجھہ کے ساتھہ ایک عجیب قسم کا راز شامل هوتا هی جو نہ مذهب کي خاصیت ہے اور نہ اُس واقفیت سے جو روز مرہ کي مذهبي رسومات کے دیکھنے سے حاصل هوتي هی دلمیں پیدا هوتا هی *

اگرچہ حال کي تعمیر کیئی هوئی مندروں میں کچھہ کچھہ مسلمانوں کي طرز عمارت شامل کردي جاتي هی مگر اُن عمارتونکي عام صورت قدیم قاعدہ پر رهتي هی اور اور قوموں کي عمارتوں سے مشابہت نہیں رکھتي اس سے هم یہہ نتیجہ نکال سکتے هیں کہ اس فن کے عام اصول قدیم زمانہ هي میں قایم هوگئے هیں لیکن جو بڑي بڑي عمارتیں تعریف کرنے کے

---

† مسٹر لنگ صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحہ ۳۰۷

قابل هم دیکھتے هیں اُنکے قدیم هونے کي کوئي دلیل هاتھه نهیں لگتي غاروں میں کے معبد بھي بہت قدیم نہیں معلوم هوتے کتبوں سے جنکے حرفونکا رواج کم سے کم تین سو برس قبل مسیح علیهالسلام کے تها اور اب مدت سے بالکل جاتا رها هی یهه گمان هوتا هی که بده مذهب والوں کے غارولمیں کے مندر عیسوي سنه سے پہلے کے هیں † لیکن هندوؤں کے مندروں کي دیواروں پر جو دیوتوں کي تصویریں هیں اُنسے یهه بات بلا حجت ثابت هوگئي هی که وہ اِستدر زمانه حال کے هیں که صرف نویں یا آٹھویں صدي میں تعمیر هوئے هونگے ‡ مہابالي پورام میں جو مندراس کے جنوب میں هی کھدے هوئے سنگین کاموں کي تاریخ نہایت قدیم سمجھي گئي هی لیکن وهاں کے لوگوں کے بیانوں سے اُنکي بنیاد بارهویں یا تیرهویں صدي عیسوي میں معلوم هوتي هی اور دیواروں پر جو صورتیں بني هوئي هیں اُنسے اِن روایتوں کي بالکل تائید هوتي هی § *

نہایت مشہور تعمیر کے مندروں میں سے بعض مندر تھوڑے هي دنوں کے بنے هوئے هیں چنانچه جگناتھه کا مندر جو بہت مشہور هی اور دوسرا کالا مندر جو اُسي ضلع میں هی هندوؤں کے نہایت قدیم مندروں میں سے شمار کیا جاتا هی لیکن یهه بات اچھي طرح مشہور هی که جگناتھه کا مندر سنه ۱۱۹۸ ع میں اور کالا مندر سنه ۱۲۴۱ ع میں بنچکے هیں || بیشک اور بڑے بڑے مندر انسے بہت پورانے هیں لیکن اِنمیں سے

† چیني سیاح پانچویں صدي کے شروع میں ایک بڑے غار میں کے مندر کا ذکر کرتا هی وہ مندر کم سے کم چوتھي صدي میں بنایا گیا هوگا روزنامچه رایل ایشیا ٹک سوسئیٹي جلد ۵ صفحه ۱۰۳

‡ آرس کائن صاحب کي تحریر مندرجه حالات لٹریري سوسئیٹي بمبئي اور پروفیسر ولسن صاحب کي تحقیق کاغذات مکنزي کے دیباچه کے صفحه ۷۰ میں

§ پروفیسر ولسن صاحب کي تحریر مندرجه دیباچه کاغذات مکنزي صفحه ۷۱

|| سٹر لنگ صاحب کي تحقیق اوڑیسه مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحه ۳۱۵ و ۳۲۷

کسي کے نہایت قدیم ہونے کي دلیل موجود نہیں بلکہ برخلاف اسکے قیاس کرلینے کے قرینے پائے جاتے ہیں *

مندروں کي نسبت محل اور مکانوں میں یہہ بات غالب تھي کہ زیادہ زیب و زینت پائي جاوے مگر باوجود اِس امر کے کہ وہ مندروں سے بہت پیچھے کے بنے ہوئے ہیں مگر اُنسے بھي وہي ھندوپن پایا جاتا ھی *

نہایت پرانے محلوں سے کوئي اصلي نقشہ معلوم نہیں ہوتا یا بتدریج اِسقدر مکان اُنمیں زیادہ ہوتے چلے گئے کہ اُنکے اصلي نقشہ کي اصلیت ھي جاتي رھي جو کہ تعمیر اُنکي نہایت مضبوط اور مستحکم اور چھتیں بہت گتہ چونہ سے لدي ہوئي موتي موتي دلدار ہوتي ہیں اِسلیئے ایک مکان کي چھت پر دوسرا مکان بنانے میں نہایت آساني ہوتي ھی پس محلوں میں علاوہ اُن مکانوں کے جو ایک مکان کے بغلوں میں ہوتے ہیں اُسپر نیچے اوپر دور تک بہت اونچے بیتھنگے مکان بناتے چلے جاتے ہیں *

محلوں میں چھوتے چھوتے چوک چاروںطرف سے اونچي عمارتوں سے گھرے ہوئے ہوتے ہیں اور کہیں تو اِن چوک یعنی صحنوں میں سایہ دار درخت لگے ہوتے ہیں اور کہیں بالکل کھلے ہوئے اور صاف ہوتے ہیں ہمیشہ ہر چوک ستونوں کي چھدري قطار سے چاروں طرف سے گھرا ہوا ہوتا ھی *

سرکاري یا دربار کے مکانات بالا خانوں پر مثل انگریزي سرکاري مکانوں کے ہر طرف سے گھرے ہوئے ہوتے ہیں لیکن اسقدر بلند نہیں ہوتے کہ اُنپر ھي عمارت کي بلندي ختم ہوجاوے اور مسلمانوں کے دیوان خانوں کي مانند ایک جانب سے کھلے ہوئے ہوتے ہیں سیڑھیاں تنگ اور اونچي دیوار کے آثار میں سے کٹي ہوئي ہوتي ہیں *

یہي حال عام لوگوں کے مکانوں کا بھی ہوتا ہی جنکو مشکل سے عمارت میں سمجھا جاسکتا ہی *

امیروں کے مکانوں میں ایک یا دو چھوٹے چھوٹے چوک ہوتے ہیں جنکے چاروں طرف پٹے ہوئے مکان ہوتے ہیں جنپر کہیں تو گھٹیي ہوئي استرکاري اور کہیں سرمئي رنگ ہوتا ہی اور کہیں دیواروں کي روکار پر بیل بوٹے اور تصویریں طرح طرح کے نقش و نگار ہوتے ہیں تمام مکان گنّ مٹّ اور بے ترتیب ہوتے ہیں *

شاید هندوؤں کے تمام کاموں میں سے بڑے کام تالاب اور بند ہیں جن میں پاني جمع رهتا هی تالاب تو وہ ہوتے ہیں جو زمین میں کھودے جاتے ہیں اور بند وہ ہوتے ہیں جو کسي گھاٹي کے دہانہ بند کرنے سے بنتے ہیں تالابوں میں پتھر یا کسي اور مصالحہ کي چاروں طرف پاني میں اُتري ہوئي ہر کنارہ کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سیڑھیاں بنی ہوئي ہوتي ہیں اور اکثر مندر کناروں پر اور چھوٹے چھوٹے معبد سیڑھیوں پر بني ہوتی ہیں اور بند میں یہہ سب چیزیں بند کے پشتہ پر ہوتي ہیں تالاب اکثر شہروں کے قریب نہانے دھونے کے واسطے ہوتے ہیں اور آبپاشي کے کام میں بھي آتے ہیں لیکن بند ہمیشہ ابپاشي ہي کے واسطے ہوتے ہیں اکثر بند بہت بڑے اور اُنکے پشتے بلندي اور استحکام میں بڑے بڑے عالیشان ہیں اُنمیں سے چند کي جھیلیں بن گئي ہیں جنکا محیط کئي کئي میل کا ہی اور بڑے بڑے خطوں کو ملک کے اُنسے پاني ملتا ہی *

هندوؤں کا ایک قسم کا کنواں (یعنے باوري) بھي بیان کرنے کے قابل ہی اکثر وہ بہت عمیق اور وسیع ہوتا ہی حال کے بنے ہوئے تو اکثر مدور ہیں لیکن قدیم کے بنے ہوئے مربعہ ہیں زمین کي سطحہ سے پاني تک جسقدر وہ گہرے ہوتے ہیں اُس تمام گہرائي میں چاروں طرف نہایت مضبوط اور پائیدار مکان جیسا کہ هندوؤں کا معمول ہی بناتے ہیں اور اُنکي سیڑھیاں اکثر بہت چوڑي ہوتي ہیں جو کنوئے سے کسي قدر فاصلہ

سے شروع ھوکر کنوئیں میں کے مکانوں کے کسی حصہ میں سے گذرتی ھوئی پانی تک پہونچتی ہیں ھندوؤں کے جو نہایت مشہور پل ہیں وہ پتھر کے ستونوں کے ھیں جنکا ھر ایک ستون پتھر کے کئی کئی لٹھوں کو ملاکر بنایا ھی اور پتھر کے ھی شہتیروں سے اُنکو ملایا یعنی پاٹا ھی اس قسم کے پل دکھن میں عموماً ھوتے ھیں اور اور پل چونہ اور اینٹ کے موٹے موٹے پایوں کے ھیں جنکی محرابیں گانٹھہ طرز کی بنی ھوئی ہیں لیکن اُنکی قدامت پر شبہہ ھی اور نہ یہہ معلوم ھوتا ھی کہ قدیم زمانہ میں ھندو محراب بنانا جانتے تھے یا گنبد پتھر کی تہہ پر تہہ اسطرح پر چڑھا کر کہ اُوپر کی تہہ نیچے کی تہہ سے بڑھی ھوئی رھے جیسا کہ مائیسین والے پادشاہ ایٹریئس کے خزانہ کی عمارت میں تھا بنا سکتے تھے *

عمارت کی اور قسموں میں گول مناروں اور بڑی بڑی محرابوں کا جسکو بڑے بڑے دروازہ کہنا چاھیئے اور ھندو اُن کو فتح کے یادگاروں کے لیئے بناتے تھے بیان کرنا ضرور ھی چنانچہ بہت اچھا تراشا ھوا نمونہ ایکسو بیس بلند فٹ چتور میں موجود ھی اور اُسکا نقشہ ٹاڈ صاحب نے اپنی کتاب تاریخ راجستان میں چھاپا ھی † فتوحات کی یادگاری کی محرابوں میں سے جو حقیقت میں مربعہ ھوتی ھیں اگر ھم اُنکو محراب کہہ سکیں تو اُنمیں سے ایک بار نگر میں جو گجرات کے شمال میں ھی نہایت عمدہ موجود ھی وہ ھندوؤں کے فن کے نہایت عمدہ اور برتر نمونوں میں سے ھی *

باب آٹھوان

ذکر اور فنوں کا

کپڑہ بنی کے فن کا بیان

ھندوستان کے مصنوعات میں سے نہایت مشہور روئی کا کپڑہ ھی جسکی خوب صورتی اور نزاکت کی تعریف مدت تک رھی اور بناوٹ

† جلد ایک صفحہ ۳۲۸ و ۷۶۱

کي عمدگي میں ابھي تک کسي اور ملک کے آدمي برابري نہیں کرسکے ھیں *

اور اُنکي ریشمیں مصنوعات بھي بہت عمدہ ھوتي ھیں ریشمیں کپڑہ بنی اور ریشم حاصل کرنے کا فن غالباً وہ قدیم سے جانتے ھیں * †

سنہري اور روپہلي کمخواب زربفت وغیرہ کا بھي هندوؤں کو بہت شوق ھی اور شاید اُنھیں کي ایجاد بھي ھیں *

رنگت کا بیان

اُنکي بہت سي رنگتوں کي چمک دمک اور پختگي میں ابھي تک اھل یورپ همسري نہیں کرسکتی ھیں *

زرگري کا فن

هندوؤں کو همیشه سے نہایت باریک کام کے زیور کا شوق رھا ھی اِسلیئے زرگري کے فن میں سبقت لیگیئے ھیں *

جواھرات کے اعتبار سے اِنکي شہرت قدرت کي فیاضي سے ھی کچھہ اُنکی هنر و فن کے باعث سے نہیں کیونکه وہایسے بدتمیزھیں که زرد موتیوں اور چپٹی هیرہ کو پسند کرتے ھیں اور اگرچہ جواھرات کو بڑے عمدہ عمدہ زیوروں میں جڑتے ھیں لیکن مرصع کاري کا کام اُنکا بھدا ھوتا ھی *

تمام کاموں کے کرنے کا طریقه اُنکا بہت سیدھا سادہ ھی اور اوزار بہت تھوڑے سے نہایت سبک ایسے ھوتے ھیں که جہاں چاھیں لیئے پھریں چنانچه سنار اپني چھوٹي سي اھرن اور اُن دھونکنیوں کو جو اُسکي ذات سے مخصوص ھیں جہاں ضرورت ھوتي ھی آساني سے لیجاتا ھی اور بڑھئي اس سے بھي زیادہ آساني سے اپنے اوزار لیئی پھرتا ھی اور زمین پر بیٹھہ کر کام کرتا ھی اور ھر شی کو اپنے پاؤں کي انگلیوں سے ایسي ھي تھام لیتا ھی جیسے که ھاتھوں سے *

---

† کالبروک صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۵ صفحه ۶۱

نواں باب

فن زراعت کا بیان

زمین اور آب و هوا کي خاصیت کے سبب سے زراعت کا فن بہت سیدها سادہ هی ایک ایسے هلکی هل سے جسکو کاشتکار هر روز اپنے کندهی پر رکهہ کر کہیت میں لیجاتا هی اور دو چهوٹی بیلوں کي مدد سے زمین میں تخم ریزي کرنےکے واسطے تهوڑي گہري راهیں دے سکتا هی دانہ ایک ایسے آلہ کے ذریعہ سے جو پانچ یا چهہ نلکیوں میں سے گراتا هی † جسکو هم مشکل سے کوئي ایسي شی خیال کرسکتی هیں جو هل سے علحدہ هو زمین میں بکهیر تے هیں اور ایک تختہ سے جسپر ایک آدمي کهڑا هو جاتا هی سہاگا یا پتیلا پهیر تے هیں ایک پهاوڑہ اور کدال اور دو چار اور چیزیں کاشتکاري کے آلات میں کافي هوتي هیں اور درانتي سے کہیت کاٹ کر مویشي سے روند واتے هیں اور گاڑیوں میں ناج بهر کر گهر کو لاتے هیں اور بڑے بڑے خشک کهتوں میں بهر دیتی هیں اگرچہ کہیتوں کي حدیں نہایت احتیاط سے محفوظ رهتي هیں مگر کسي احاطہ وغیرہ سے گهري هوئي نہیں هوتیں بجز فصلوں کے کبهي کبهي مختلف هوجانے کے سب کہیتوں کے ایک میدان معلوم هونے کي صورت کو کوئي شی تبدیل نہیں کرتي *

اگرچہ هندوستان کي کاشتکاري کي حالت ایسي سیدهي سادي هی لیکن اُسمیں چند خصوصیتیں ایسي جنمیں اُس هنر و محنت کي

† ممالک مغربي و شمالي میں صرف ایک نلکي هاکي اُس لکڑي میں جسکو کاشتکار هل جوتنے کے وقت پکڑکر چلاتا هی باندہ دیتے هیں اور اُسکے اوپر کے سرے پر ایک کاٹهہ یا مٹي کا برتن جسکي تلي میں سوراخ هوتا هی لگاتے هیں اور پانچ پانچ یا چهہ چهہ دانے هاتهہ سے اُس برتن کي راہ سے نلکي میں ڈالتے جاتے هیں معلوم نہیں کہ مورخ نے یہہ طرز تخم ریزي کا جو لکها هی کونسے حصہ میں هندوستان کے دیکها هی (مترجم)

ضرورت هوتي هی جسکي اور ملکونمیں حاجت نہیں پڑتي اور بعض قسمیں کاشت کرنے کي ایسي هیں که اُنسے بیان مذکورہ کنچھہ بھي علاقه نہیں رکھتا *

گرمیوں کي فصل یعنی خریف کو بارش سے کافي پاني ملتا هی لیکن جاڑوں کي فصل یعنی ربیع کے بڑے حصه کو آبپاشي سے پاني دینےکي بڑي ضرورت هوتي هی اور وہ آبپاشي ندیوں اور دریاؤں اور تالابوں میں سے اور زیادہ تر کنوؤں کے ذریعه سے هوتي هی ملک کے نہایت عمدہ حصوں میں هر کھیت میں ایک کنواں هوتا هی جسکا پاني نالیوں میں بہہ کر چھوٹي چھوٹي کیاریوں میں جمع هوتا هی جو مٹي کي نیچي مینڈھوں سے منقسم هوتي هیں پاني بیلوں کے ذریعه سے ایک بڑے ڈول میں جسکو چمڑہ کا ایک بڑا تھیله کہنا چاهیئے (یعنی چرس) کنوی میں سے کھینچا جاتا هی اور ایک دانائي کے تدبیر سے اُس میں سے خود بخود باهر نکل جاتا هی *

بعض اراضي میں تیسرے چوتھے سال گہرا هل جوتنے سے گھاس کوڑے کي بیخ و بنیاد دور کرني ضرور هوتي هی اور یہه کام ایک بھاري هل سے جسکو ایسے موسم میں جبکه زمین نمناک هوتي هی بھینسے کھینچتی هیں هوتا هی عام زراعت میں کھات کا استعمال کم کیا جاتاهے مگر نیشکر اور اور اکثر قسموں کي پیدا وار کے واسطے کھات بہت سا درکار هوتا هی اور اکثر قسم کي پیداوار کي حفاظت کے واسطے احاطه بنانے کي بھي حاجت هوتي هی کبھي کبھي مٹي کي دیواریں بنادیتی هیں مگر زیادہ تر کھیتوں کے چاروں طرف جھانکڑ اور کانٹے ایسے لگادیتی هیں جنمیں سے کوئي نکل نہیں سکتا بڑي محنت پرندوں کے اوڑانے میں هوتي هی جو باوجود هوشیاري اور حفاظت کے بہت سا حصه پیداوار کا کھا جاتے هیں کھٹکی کھٹکا نے کا بھي کنچھہ کنچھہ اثر هوتا هی مگر بڑا بھروسه اُس شخص پر هوتا جو کھیت میں ایک اونچي ٹانڈ پر کھڑا هوا چاروں

طرف کھیت پر نظر ڈالتا رهتا هی اور گوپھن سے ڈیلے مارتا اور رسي کے پٹاخه کو پٹخاتا هی *

اگرچه هندوستان کي زمین ایسي عمده هی که اُس میں فصلوں کے دور کي حاجت نهیں هوتي لیکن اهل هند فصلوں کے دور سے واقف هیں وه زمین کي قسمیں بهت غور و باریکي سے معلوم کرتے هیں اور جس قسم کي زمین سے جو پیداوار زیادهتر مناسبت رکھتي هی اور جو طریقه کاشت کا اُسکے لیئے درکار هوتا هی اُس سے بخوبي واقف هوتے هیں مگر یهه طریق اُنکا ناپسندیده هی که ایک هي کھیت میں مختلف چیزیں کبھي ایک ساتھه پیدا هونے کے لیئے اور کبھي آگے پیچھے پیدا هونے کے واسطے بو دیتے هیں *

یهه جو حالات بیان کیئے گئے انکا مسافروں اور فوجوں سے بھي کچھه کچھه دهرا مینڈها ملا جلا رهتا هی یعني خاص خاص موسموں میں تمام روے زمین پر بجز دیهات اور ندیوں کے قرب کے جهاں احاطوں اور دیواروں کے سبب سے تنگ کونچه هو جاتے هیں جنسے مسافروں کو دقت هوتي هی ایسي صفائي اور کشادگي رهتي هی جیسے که سڑک میں اور بڑے بڑے بڑوں یعني نالوں اور نالیوں سے بھي جنکے ذریعه سے کھیتوں میں پاني پهونچتا هی راه گیروں کا بڑا هرج هوتا هی *

هندوستان کے مختلف حصوں کي زمین کے مختلف هونے سے جو اختلاف طریقه زراعت میں هوتے هیں اُنکو یهه بیان مذکوره بالا حاوي نهیں هی اور اُن ملکوں سے جنمیں چاول پیدا هوتا هی مثل بنگاله اور کارو منڈل کے کناره کے تو یهه بیان کچھه مناسبت هي نهیں رکھتا اُن ملکوں میں اول تو دهانوں کو ایک مدت معین تک پاني میں ڈوبا رکھنا ضرور هوتا هی اور جب وه پھوٹ کر ایک خاص حالت پر پهونچ جاتے هیں تو اُنکو وهانسے اُٹھاکر دوسري جگهه لگانا پڑتا هی دهانوں کي کھیتي ایک بڑي دقت اور محنت کا کام هی *

دسواں باب

تجارت کا بیان

بیرونی یعنی غیر ملکی تجارت

منو کے مجموعہ میں اگرچہ عیاشی کی اکثر چیزوں کا بیان ہی لیکن یہہ نہیں ظاہر ہوتا کہ اُنمیں سے کوئی شی غیر ملکی پیداوار تھی اُن چیزوں کی کثرت سے معلوم ہوتا ہی کہ ہندوستان کے سب حصوں کے آپس میں تجارت جاری تھی *

منو کے مجموعہ کے ایک مقام † میں صرف یہہ بیان پایا جاتا ہی کہ سود اُس روپیہ کا جو جوکھوں کے کاموں کے لیئے قرض دیا جاوے ایسے لوگوں کے مشورہ سے قایم ہونا چاہیئے جو خشکی اور سمندر کے سفر کے حالات سے بخوبی واقف ہیں منو کے مجموعہ میں جو سمندر کا لفظ کسی اندرونی چشمہ یا دریا سے متعلق نہیں پایا جاتا اسلیئے یہہ سمجھا جاتا ہی کہ مجموعہ کی تالیف کے زمانہ میں ہندو سمندر میں جہازرانی کرتے تھے مگر غالب یہہ ہی کہ بحری تجارت اُنکی ساحلوں سے مخصوص تھی اسمیں کچھہ شک نہیں کہ اس سے بھی زیادہ قدیم زمانہ میں بحر قلزم میں اُنکی آمد و شد ہوئی لیکن یہہ بات تحقیق نہیں کہ اُنکی بحر قلزم کی طرف کی تجارت خشکی کی راہ سے ہوتی تھی یا کچھہ سمندر کی راہ سے بھی ہوتی تھی اور نہ یہہ تحقیق ہی کہ ان دونوں صورتوں میں سے گو کوئی سی صورت ہو ہندوستان کے لوگ اپنی حدود سے باہر غیر ملکی تجارت کرتے تھے غالب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ وہ تجارت اہل عرب کے ہاتھہ میں تھی جسمیں سے تھوڑی سی اُس تنگ سمندر کی راہ سے جو ملک سندھ کے مغربی کنارہ سے مسقط تک ہی عرب میں ہوکر مصر

---

† باب ۸ اشارہ ۱۵۶ و ۱۵۷

و شام میں بھي ھوتي ھوگي اور دوسرا سلسلہ اُسکا خشکي یا ساحل سمندر کي راہ سے بابل اور ایران تک پہونچتا ھوگا † ھندوستان کے مغربي سمندر کے صاف صاف حالات جو ھمکو معلوم ھیں اُنسے ھندوستانیوں کي اُسطرف کي تجارت کا کوئي نشان نہیں پایا جاتا چنانچہ نیئرکس کو جو سکندر کے جہازوں کے بیڑوں کا افسر تھا (سنہ ۳۲۶ قبل مسیح) دریاے اٹک سے فرات تک سمندر کے کنارہ کنارہ جانے میں کوئي جہاز ھندوؤنکا نہیں ملا جو کشتیاں ملیں وہ مچھلي پکڑنے والوں کي تھیں اور وہ بھي بہت کم کہیں کہیں نظر آئیں اٹک میں بیشک کشتیاں تھیں مگر بہت تھوڑي اور چھوٹي چھوٹي تھیں کیونکہ ایریئن مورخ کے بیان سے معلوم ھوتا ھی کہ سکندر کو اپنے بیڑے کي اکثر بڑي کشتیاں خود بنواني پڑیں اور اُنکے چلانے وغیرہ کا انتظام کرنے کے واسطے ملاح بحر قلزم سے بولانے پڑے ‡ یہي مورخ ھندوستان کي قوموں کے شمار کرنے میں ھندوؤں کے چوتھے فرقے یعني تاجر اور پیشہوروں کي نسبت لکھتا ھی کہ اُسي گروہ میں سے جو لوگ دریاؤں میں جہاز راني کرتے ھیں وھي جہاز بناتے ھیں § اس سے ھم کو یہہ نتیجہ نکالنا چاھیئے کہ جسقدر ایریئن کو ھندوؤں کے حالات سے واقفیت حاصل ھوئي اُس سے معلوم ھوتا ھی کہ ھندو سمندر میں جہاز راني نہیں کرتے تھے *

مغربي ساحل سے جو تجارت ھوتي تھي

ایریئن کے علاوہ اور بیانوں سے جو ھمکو مغربي ساحل کي تجارت کا حال معلوم ھوتا ھی وہ اُس مورخ کے بیان ھیں جو دوسو برس قبل

---

† ونسنٹ صاحب کي کتاب متقدمین کي تجارت اور جہاز راني کي جلد ۲ صفحہ ۳۵۷ لغایت ۳۷۰ *

‡ کتاب مہم سکندر کا حصہ چوتھا صفحہ ۲۳۵ و ۲۳۶ مطبوعہ سنہ ۱۷۰۴ ع اور اُسي کتاب کے حصہ ھندوستان کا باب ۱۸ صفحہ ۳۳۲ *

§ کتاب مہم سکندر کے حصہ ھندوستان کا باب ۱۲ صفحہ ۳۲۵ *

مسیح علیه‌السلام کے گذرا هی † جسکو صرف مصر اور عرب کے جنوب میں
آمدو شد هونے کا علم تها وه بیان کرتا هی که دارچینی اور تج ان میں
آیا کرتی تهی بلکه صاف بیان کرتا هی که هندوستان سے جهاز سیده یمني
یمن کے بندر گاه میں جایا کرتے تهے غرض که اس مورخ کے بیان سے همکو
یهه سمجهنا چاهیئے که تجارت بالکل اهل عرب کے هاتهه میں تهي *

سنه ۵۰۰ ع کے بعد کا حال اِس تجارت کے راسته کا اور اُن جنسوں
کي پوري تفصیل جنکي تجارت هوتي تهي همکو بحر ارتهلي والے پریپلس
کي کتاب سے جو ایک تجربه کار جهاز ران هی معلوم هوتي هی
یهه شخص بحر احمر اور عرب کے جنوب و مشرق کے کل ساحل اور
هندوستان کے تمام کناره کے برابر برابر راس کماري سے کارومنڈل تک سفر کیا
کرتا تها اِن حدود کے اندر جو تجارت جاري تهے اُسکا اور انکے باهر کي تجارت
کا بهي وه حال بیان کرتا هی جس سے ظاهر هوتا هی که اُسکے زمانه تک
هندوستان کے جهاز خلیج ایران میں سے گذر کر عرب کے کناره کناره بحر
احمر تک جاتے تهے لیکن اُسکے بعد اگر سب کے سب جهاز ران نهیں تو
مصر کے یوناني بحر احمر میں سے نکلتے هي ساحل کو چهوڑ کر بحر هند
کے بیچ میں گذرتے هوئے ملیبار کو جایا کرتے تهے *

پس اِس طرح سے تجارت دور دور تک جاري تهي مگر تجارت
کرنے والے یوناني اور اهل عرب معلوم هوتے هیں عرب کو ایسا ملک بیان
کیا گیا هی جسمیں ناخدا اور جهاز ران اور ایسے شخص جو تجارت کا
بهت سا شوق رکهتے تهے کثرت سے آباد تهے لیکن هندوؤں میں اِس
قسم کے لوگوں کے موجود هونے کا ذکر نهیں هوا اور هندوؤں کي طرف اپنے
ملک سے باهر جانے میں بجز اِس بات کے که اُنکا اُن اهل عرب اور

---

† اس مورخ کا نام اگاتهر کائیڈز جسکا حواله ڈیوڈورس اور فوٹیئس نے
یا هی و نسنٹ صاحب کي کتاب متقدمین کي تجارت و جهاز راني کي جلد ۲
صفحه ۲۵ *

یونانیوں کے ذکر میں ذکر کیا گیا ہی جو ملے جلے تھوڑے سے اُس جزیرہ میں آباد تھے جو بحر احمر میں تھا جسکو اب جزیرہ سکاترہ سمجھتے ہیں کوئي اشارہ نہیں کیا گیا اہل عرب کے قابو میں ہندوستان کي تجارت اِس قدر تھي کہ پلینی صاحب یوناني مورخ کے زمانہ میں لنکا کا مغربي کنارہ اُنکي بستیوں سے معمور ہوگیا تھا اور ملیبار کے کنارہ پر بھي مقیم تھے † لیکن کتاب پریپلس میں کنارہ کنارہ کي تجارت میں ہندوؤں کو نہایت مستعدي سے مصروف بیان کیا گیا ھے اور اِسي کتاب کي بموجب جہازوں کے بوجھہ اوتارنے کے لیئے جو دریاے اٹک کے دہانہ پر کے مانع کے سبب سے آگے نہیں بڑہ سکتے تھے اُنکي کشتیاں لگي رہتي تھیں اور مچھلي پکڑنے والوں کي کشتیاں خلیج کھمبي کے دہانہ کے پاس اِس لیئے نوکر رکھکر موجود رکھي گئي تھیں کہ جو کشتیاں بحري گزا یعني بروچ میں آویں اُنکي رہنمائي کریں کیونکہ اِس مقام میں جیسا کہ اب بھي ہی کنارہ پر بہت دور تک کیچڑ رہنے اور جوار بھاٹہ کے جلد چڑہ آنے سے کشتیوں کو خطرہ تھا *

مشرقي کنارہ کي تجارت

بروچ سے جنوب کیطرف کنارہ پر بندرگاہ تھے جہاں ہم یہہ قیاس کریں کہ جو کشتیاں کنارہ پر کي تجارت کے لیئے آیا کرتي ہونگي وہ ٹھہرا کرتي ہونگي مگر یہہ مصنف راس کماري کے مشرقي کنارہ کا حال بیان کرتا ہی اُن بڑي بڑي کشتیوں کا ذکر کرتا ہی جو خلیج بنگالہ میں سے گذر کر گنگا میں اور کرائیسي کو جس سے غالباً جزیرہ سماترہ یا ملایا مراد ہی جاتي تھیں یہہ بات بالکل اُن حالات کے مطابق ہی جو ہندوستان کے مشرقي کنارہ کي تجارت کے ہمکو معلوم ہوئي ہیں اور اُنسے معلوم ہوتا ہی کہ کارومنڈل کے کنارہ کے باشندے اپنے اُن ہم وطنوں سے جو ہندوستان کے مغربي کنارے پر رہتے تھے بحري کار و بار میں پہلے سے ممتاز ہیں جن ملکوں میں گنگا

---

† ونسنٹ صاحب کي کتاب متقدمین کي تجارت اور جہاز راني کي جلد ۲ صفحہ ۴۸۳

بھتي هی اُنکي خاص حالتوں کے سبب سے یہہ غالب هی که جس زمانه میں نیٹرکس نے دریاے اٹک میں تجارت کا بہت کم نشان پایا گنگا تجارت کي کشتیوں سے جیسیکه اب هی معمور هوویگي اور اُسکے کناروں پر جو کتني هي ترتیب یافته سلطنتیں آباد هوچکي هیں اُنسے بھي یہي بات قیاس میں آتي هی پس جن جنسوں کي رسد ایسے زر خیز اور وسیع ملکوں میں سے باهر کو جاتي تهي اُنکي خواهش اور حاجت کم ترقي یافته ملک دکھن کو ضرور رهتي هوگي اور ملک دکھن اور خاص هندوستان کے آپس میں بسبب جنگلوں اور قزاق قوموں کے جو به نسبت آجکل کے اُس زمانه میں غالباً زیاده وحشي تهیں امد و شد و میل جول هونے میں خلل تها تو مشرقي کناره کے جهاز رانوں کو یہه بڑي ترغیب هوئي هوگي که خلیج بنگاله کے صاف اور سیدهے رستہ کے کم خطره کو گوارا کریں جهاں زمین سے کچهه تهوڑے هي فرق سے کناره کے قزاقوں کے پنجهٔ ظلم سے محفوظ رها کرتے هونگے *

جزیرہ جاوا اور اور جزیروں میں هندوؤں کي بستیوں کے بسنے کا بیان

جبکه یہه طریق ایک دفعه قایم هوگیا هوگا تو خلیج بنگاله کے اوپر کے حصه کو طے کرنا اور کچهه بہت مدت نگذري هوگي که اُس خلیج کے اُس بہت چوڑے حصه کو بهي طے کرنا جو جزیره سماتره اور جزیره ملایا سے محدود هی آسان هوگیا هوگا کارومنڈل کے کناره کے باشندوں کو کچهه هي تحریک هوئي هو لیکن جس خطه کے هندوؤں نے جرأت و همت کرکے عین سمندر میں پہلی پہل جهاز راني کي وه ضلع کارومنڈل کے شمالي حصه کے باشندے تهے جاوا کي کتب تواریخ سے ظاهر هوتا هی که ضلع کلنگا کی بہت سے هندو گروه کے گروه جهازوں پر چڑه کر جاوا میں گئے اور وهاں کے باشندوں کو تعلیم و تربیت کي اور اپنے وهاں پهونچنے کي تاریخ اُس سنه کے قایم کرنے سے جو اب بهي موجود هی جسکا

شروع سال پچھترواں برس قبل مسیح علیہ السلام کا تھا قرار دی اس بیان کی صداقت ہندوؤں کے اُن بہت سے عالیشان کھنڈروں سے جو اب بھی جاوا میں موجود ہیں اور اس حقیقت سے بخوبی ہوتی ہی کہ اگرچہ لوگوں کی عام زبان ملایا ہی لیکن مقدس زبان جسمیں تاریخانہ اور شاعرانہ تصنیفیں اور اکثر کتبی ہیں وہ شاستر میں سے نکلی ہوئی ایک زبان ہی اس قدیم تاریخ کا ثبوت چوتھی صدی کے چینی جاترے کے روز نامچہ سے ایسے ہی خوبی کے ساتھہ ثابت ہوتا ہی اُسنے جزیرہ جاوا کو بالکل ہندوؤں سے آباد پایا اور اُسنے ایسے جہازوں میں جنکے کار پرداز برھمن تھے گنگا سے لنکا اور لنکا سے جاوا اور جاوا سے چین کا سفر کیا † بعد اس زمانہ کے جاوا میں جو ہندو مذہب رایج تھا وہ غالباً بدھ مذہب سے مغلوب ہوگیا مگر ہندوؤں کی حکومت جاوا میں چودھویں صدی تک رہی اور اُسکے بعد اُن نو مسلموں نے جنکو عرب کے واعظوں نے تیرھویں صدی میں مسلمان کرلیا تھا جاوا کی حکومت کو تہہ و بالا کر ڈالا اور جزیرہ بالی جو جزیرہ جاوا کے مشرق میں ہی اب بھی ہندوؤں سے آباد ہی شکل و شمایل اُنکی تاتاریوں کی سی ہی مگر وہ اپنے آپ کو ہندوستان کے ہندوؤں کی چاروں قوموں میں سے بتاتے ہیں یہہ ممکن ہی کہ وہ ہندوؤں کی نسل میں سے ہوں لیکن غالب یہہ ہی کہ اُنکا صحیح النسب ہونا جھوٹ ہو چنانچہ اس سے زیادہ قریب اور جھوٹی ادعا کی مثال جاوا کے اُن شاعروں کا بیان ہی جنہوں نے مہابھارت کے تمام حالات کو گنگا جمنا پر سے تمام شہروں اور شجاعوں اور راجاؤں سمیت اپنے جزیرہ جاوا میں منتقل کرلیا ہے *

یونانیوں کے زمانہ کے بعد کے ہندوؤں کی تجارت

پریپلس کے عہد کے بحری سفر کرنے والوں اور سیاحوں کے بیان سے ظاہر ہوتا ہی کہ ہندوستان کے ساتھہ بڑی تجارت ہوتی تھی مگر اسباب

† روز نامچہ رائل ایشیاٹک سوسئیٹی نمبر ۹ صفحہ ۱۳۶ لغایت ۱۳۸

کی اُن سے کوئی اطلاع نہیں ہوتی که هندوؤں کیطرف سے اُسمیں کسقدر کوشش ہوتی تھی (یعنے هندو بھی کچھه اسباب تجارت اُن ملکوں کو جہاں سے اُنکے ہاں اسباب آتا تھا لیجاتے تھے یا نہیں) کیونکه اهل عرب اور چینیوں کے جہازوں کی نسبت تو یهه بیان هی که اُن کے جہاز هندوستان کے بندرگاهوں میں آتے جاتے تھے مگر اسبات کی طرف کوئی اشارہ نہیں که هندوؤں کا بھی کوئی جہاز اُن ملکوں کو جاتا تھا † *

البته مار کوپالو صاحب ملیبار کے کنارہ کے ایسے قزاقوں کا ذکر کرتے هیں جو گرمیوں بھر سمندر میں لوٹته مار کرتے پھرا کرتے تھے علاوہ اسکے طریقه اُنکا یهه بھی معلوم هوتا هی که وہ کنارہ کے قریب لنگر کیئے کھڑے رها کرتے تھے اور کسی مسافر جہاز کے قریب آنے پر لنگر اُٹھا کر اُسکو لوٹنے کھسوٹتے تھے چنکه مشہور جہازران واسکوڈیگاما صاحب ملیبار کے کنارہ پر پہونچے تو اُنہوں نے تمام تجارت مسلمانوں کے هاتھه میں پائی اور اُنہیں کی رقابت اور حسد کے باعث واسکو ڈیگا ما صاحب اور اُنکے بعد کے آنے والی اهل یورپ نے بڑی بڑی دقتیں سہیں *

اُن چیزوں کا بیان جو قدیم زمانه میں هندوستان سے باهر کو جاتی تھیں

هندوستان سے مغرب کو جو چیزیں پریپلس کے زمانه میں جاتی تھیں وہ اُن چیزوں سے بہت مختلف نه تھیں جو اب جاتی هیں یعنی سوتی کپڑہ ململ وغیرہ اور مختلف قسموں کی چھینٹ اور ریشم اور نیل وغیرہ رنگ اور دارچینی اور اور مصالحه شکر اور هیرہ موتی زمرد اور بہت سے انسے کم درجه کے جواهر اور فولاد اور دوائیاں اور عطریات اور کبھی کبھی چھوکریاں *

جو چیزیں هندوستان میں باهر سے آیا کرتی تھیں

موٹا جھوٹا اور بہت باریک کپڑا (اس سے غالباً اُونی کپڑا مراد هے)

† مارسڈن صاحب والیمارکو پالو کی کتاب کے صفحه ۶۸۷ کو دیکھو

پیتل ٹین سیسہ مونگا شیشہ سرمہ اور چند عطریات جو
هندوستان میں نہیں هوتی تھیں اور کئی قسم کی شراب جس میں سے
اٹلی کی شراب کو ترجیح هوتی تھی بہت سا سونا چاندی اور سونے
چاندی وغیرہ کے سکہ *

اُس تجارت کا بیان جو هندوستان کے اندر هوتی تھی

مال و اسباب کے ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہونچانے میں گنگا
اور اُسکی بہت سی شاخوں سے جو بڑی آسانی حاصل تھی اُسکا حال
معلوم هواهی مگر چونکہ تھوڑے هی دریا اور ایسے تھے جنمیں سمندر سے
دور تک جہاز رانی هوسکی تو یہہ ضرور هی کہ بہت سی تجارت خشکی
کے راستوں کے ذریعہ سے هوتی هوگی بار برداری کا بڑا ذریعہ بیل هوں گے
لیکن چونکہ نہایت قدیم هندوؤں کے زمانہ سے لیکر سلطنت مغلیہ تک
بڑی سڑکوں پر گورنمنٹ کی بہت توجہہ رهی هی اِس سے ثابت هوتاهے
کہ پچھلے زمانہ کی نسبت سابق میں گاڑیوں کا بہت زیادہ رواج هوگا *

گیارهواں باب

هندوؤں کے اطوار اور خصلت کا بیان

هندوستان کی قوموں کے اختلاف کا بیان

کہتے هیں کہ هندوستان خاص اور دکھن باستثناے ملک روس اور
بالٹک کے شمالی ملک کے تمام یورپ کے برابر هی اس تمام وسعت
میں دس تربیت یافتہ قومیں پائی جاتی هیں یہہ سب قومیں ایک
دوسرے سے زبان اور چال چلن میں قریب اُسیقدر کے اختلاف اور تفاوت
رکھتی هیں جسقدر کہ یورپ کے اُس حصہ میں رهنے والی قومیں رکھتی
هیں جسکا ابھی مقابلہ کیا گیا هی *

اور اُسیقدر عموماً مشابہت اُن قوموں میں پائی جاتی هی جو عیسائی
ملکوں میں پائی جاتی هی چنانچہ عیسائی ملکوں میں ایسی بڑی

مشابہت هی کہ اگر کوئي هندوستاني اجنبي یورپ میں جاتا هی تو وہ اٹلي والوں اور انگلستان والوں میں کچھہ فرق نہیں کرسکتا اسیطرح اهل یورپ هندوستان کي بہت مشابہہ قوموں کا یکایک امتیاز نہیں کرسکتے هیں *

بہت بڑا فرق و تفاوت هندوستان خاص اور دکھن کے باشندوں میں هی اِن دونوں بڑي قسمتوں کے وہ حصے جو قریب قریب واقع هیں آپس میں مشابہہ هیں لیکن شمال اور جنوب کي حدوں پر زبانوں میں بجز اِسکے اور کوئي مشابہت نہیں کہ اُن میں شنسکرت شامل هی اور فرقوں کا مذهب اور طرز عمارت جسکا کچھہ بیان بھي هو چکا هی مختلف هی اور پوشاک میں اکثر باتوں کا اختلاف هی اور صورت بھي مختلف هی چنانچہ شمال کے باشندے کشیدہ قامت اور خوب صورت اور جنوب کے پست قد اور سیاہ فام هوتے هیں اور شمال والے گیہوں کھاتے هیں اور جنوب والی راگي یہہ ایک ایسا اناج هی جس سے هندوستان خاص کے لوگ ایسے هي ناواقف هیں جیسے کہ انگلستان کے اِن دونوں بڑي قسمتوں میں بہت سي باتوں کے اختلاف کا سبب یہہ هی کہ جسقدر ملک برهمنوں کے پیرووں نے فتح کرکے آباد کیا اور بعد اُسکے جسقدر مسلمانوں نے فتح کیا اور آباد کیا اُس میں فرق و تفاوت هوا لیکن زیادہ تر اختلاف کا هونا مکان اور آب و هوا کي خصوصیتوں اور نسلوں کے متفاوت هونے کے باعث سے هی مثلاً بنگالہ اور وہ حصہ هندوستان کا جس میں گنگ بہتي هی ملحق هیں اور همیشہ ہر ایک حکومت کے تحت میں ساتھہ هي ساتھہ آیا کئي هیں لیکن بنگالہ مرطوب ملک هی اور اُسمیں پاني کے سیلاب اور اهلے آتے رهتے هیں اور هرطرح کي علامتیں زمین کے مرطوب هونے کي اُسمیں موجود اور هندوستان خاص اگرچہ زرخیز ملک هی مگر بنگالہ کي نسبت اُسکي زمین اور آب و هوا میں یبوست هی یہہ اختلاف عادتوں میں فرق و تفاوت پیدا کرنے کے سبب سے قوموں کے غیر مشابہہ هونے کا

بڑا باعث ہوا ہوگا اور دونوں قوموں کي زبانوں کے ماخذ کے مشترک ہونے سے اُن کي نسلوں کے مختلف ہونے کا احتمال نہیں ہوسکتا *

اِس اختلاف کا باعث کچھہ هي کیوں نہو لیکن وہ بہت بڑا اختلاف هی چنانچہ هندوستان خاصکے گنگا کے قریب کے رهنے والی هندو کشیدہ قامت اور خوب صورت جواں مرد اور بہادر هوتے هیں اور مسکن اُنکے کہلے میدانوں کے گنجان بسی هوئی گانوں میں کہپریل سے چهائے هوئے هوتے هیں اور خوراک اُنکي گیہوں کے ایسے آٹی کي روٹي جسکا خمیر نہیں اُٹهاتے هوتي هی *

برخلاف اِسکے بنگالیوں کے چہروں کا نقشہ تو درست اور اچها هوتا هی مگر رنگ کالا اور صورت زنانہ پست قد هوتے هیں اور بز دلي اور باطل اعتقاد رکہنے اور فن و فریب میں شہرہ آفاق هیں اور دیہات اُنکے پهونس کے جهونپڑوں کے بانسي اور کهجور وغیرہ کے درختوں میں بسے هوتے هیں اور لباس اُنکا هندوؤنکا قدیمي لباس هی یعني ایک چادر کمر میں ڈالکر اُسکے دونوں پلہ دونوں کندهوں پر ڈال لیتے هیں اُنکا ایک طریقہ یہہ هی جس سے هندوستان خاص کے آدمي نا آشنا هیں کہ نہاتے وقت بدن پر تیل ملتے هیں جس سے اُنکا جسم چمکدار اور چکنا هوجاتا هی اور اُنکی ملک کي مرطوب آب و هوا کا اثر نہیں هونے پاتا هی اور اصل غذا اُنکي چاول هیں اور اگرچہ اُنکی اور هندوستانیوں کي زبان کے محاورے اس سے زیادہ ملتي جلتي هیں جیسے کہ انگریزي اور جرمن کے هیں مگر هندوستان خاص کا باشندہ اُن کي زبان بالکل نہیں سمجهتا *

باوجود اِسکے یہہ دونوں قومیں اپنے مذهب اور اُن عادتوں اور رسموں وغیرہ میں جو از روے مذهب کے هونی چاهیئیں اور علم اور تدبیر مملکت اور عام مطلبوں اور بسر اوقات اور چال چلن میں ایسے مشابہ هیں کہ ایسا اهل یورپ جسکو اُنکے فرق سے پہلے سے آگاہ نہ کیا جاوے نکالنا

سے چلکر غالباً اُنکے حد فاصل سے بلا اِطلاع اِس بات کے گذر جاویگا کہ ان دونوں قوموں میں فرق و تفاوت کس مقام سے شروع ہوا *

مختلف قوموں کا فرق اُن مقاموں پر ظاہر ہوگا جہاں اِس تاریخ کے سلسلہ میں علحدہ علحدہ بیان کیا جاویگا ابتک جو کچھہ کہا گیا اور باقي جو کچھہ کہنا منظور ہی وہ سب ہندو قوم سے متعلق ہی *

گانوں کا بیان

باوجودیکہ ہندوستان میں بہت بڑے بڑے شہروں کي کثرت ہی بہت سے آدمي کاشتکار ہیں دہقان جمع ہوکر گانوں میں رہتے ہیں ہر روز صبح کو اپنے گانوں میں کھیتوں پر محنت کرنے کو جاتے ہیں اور شام کے وقت اپني اپني مویشي لیکر پھر گانوں میں واپس آتے ہیں ملک کے مختلف حصوں میں دیہات مختلف وضع کے ہوتے ہیں چنانچہ اکثر حصوں میں اُنکے آس پاس چار دیواري ہوتي ہی اور وہ اس قابل ہوتي ہی کہ تھوڑے عرصہ تک دشمن کی ہلکي فوج کے حملہ سے محفوظ رہ سکیں اور بعض سرکش ضلعوں میں اِس قابل ہوتي ہی کہ اپنے ہمسایوں اور سرکاري افسروں کے مقابلہ میں بھي اُس سے کچھہ پناہ ملسکے اور بعضوں میں پست احاطہ اور اُسمیں بڑا کوڑک صرف اِسواسطے لگا ہوا ہوتا ہی کہ مویشي مجتمع اور محفوظ رہے *

بنگالہ اور خاص ہندوستان کے دیہات کے گھروں کا مقابلہ کیا جاتا ہی تو بنگالہ کے گانوں میں جھونپڑا دو چھپرا جھالردار چھانے اور بید اور بانس کي خوشنما ٹٹیوں کي دیواریں بنانے کے سبب سے نہایت خوبصورت جھونپڑا ہوتا ہی *

اور خاص ہندوستان کے گانوں کے گھر چکني مٹي یا کچي اینٹوں کے بنے ہوئے کھپریل سے چھئے ہوئے ہوتے ہیں اگرچہ آسایش دینے میں برابر ہوتے ہیں مگر صورت اُنکي ایسي اچھي نہیں ہوتي جیسي کہ بنگالہ کے دیہات کے جھونپڑوں کي ہوتي ہی اور دکھن کے گانوں میں گارے یا پتھر

کي دیواروں کے کوٹھے جنپر سیدھي چھت پٹي ہوتي ہی ایسي معلوم ہوتي ہیں کہ بدون چھت کے کھنڈر کھڑے ہیں جو نہایت بد صورت ہوتے ہیں اور اُس سے تھوڑا اور جنوب کو اگرچہ سب سامان اُنکي تعمیر کا وہي ہوتا ہی مگر بنانے کي صنعت بہت بہتر ہوتي ہی چنانچہ دیواروں پر سرخ اور سفید چوڑي چوڑي دھاریاں ہونے سے بہت خوبصورت معلوم ہوتي ہیں *

ہر گانوں میں بازار ہوتا ہی جسمیں اناج تماکو مٹھائي اور موٹا جھوٹا کپڑہ اور گانوں کے خرچ کي اور چیزیں بکتي ہیں اور بازار کا دن (یعني پینٹھ) اور سالانہ میلے اور تہوار ہوتے ہیں اور اکثر حصوں میں ہندوستان کے ہر گانوں میں کم سے کم ایک مندر یا احاطہ مسافروں کے ٹھہرنے کے واسطے ہوتا ہی اور تمام گانوں مذہبي سادہ سنتوں کے کھانے پینے کي بطور خیرات کی خبرگیري کرتے ہیں اور تہوار اور میلوں اور خیرات کے واسطے چندہ جمع کر رکھا کرتے ہیں مسافر خانہ میں کہیں کہیں کسي دیوتا کا کوئی چھوٹا سا مندر بھي ہوتا ہی اور یہہ مسافرخانہ کا مکان بطور ایک عام دیوانخانہ کے ہوتا ہی (یعنے اسمیں شادي بیاہ کي مجلس اور پنچایتیں وغیرہ ہوتي ہیں) اگرچہ ہر گانوں میں چند درخت بھي سایہدار ایسے ہوتے ہیں کہ اُنکے نیچے جمع ہوکر گانوں والی صلاح مشورہ کرلیتے ہیں کسي موقع پر نہ تپائیاں درکار ہوتي ہی نہ میزوں کي حاجت پڑتي ہی *

گانوں والوں کي عادتیں

گھرونمیں بھي بجز ایک بوریہ کے جسپر بیٹھتے اُٹھتے ہیں اور کچھہ مٹي اور پیتل کے برتن ہنڈیا اور رکابي وغیرہ اور روٹي پکانے کے لیئے توا تغاري اور چکي چولہ اوکھلي موسل کے سوا اور کچھہ ساز و سامان نہیں ہوتا پلنگ کو جسپر نہ بستر ہوتا ہی نہ چتھري اور پردوں کي گنجایش

ہوتی ہی دیوار سے لگاکر کھڑا کردیتے ہیں اور کھانا گھر سے باہر صحن میں یا ایک ہلکی سی جھونپڑی میں پکتا ہی جھونپڑی اگرچہ کچھہ پر تکلف نہیں ہوتی مگر لیپی پتی صاف اور پاکیزہ ہوتی ہی *

گانوں کے رہنے والے امیروں میں بھی کچھہ بہت بڑا فرق نہیں ہوتا صرف اُنکے مکان دو منزلے ہوتے ہیں اور اُنمیں صحن ہوتا ہی دیہات کے آدمیوں کی حالت عموماً اچھی نہیں ہوتی ہمیشہ لگان ادا کرنے کے واسطے وہ روپیہ قرض لیتے ہیں جسکے باعث سے ایسے حساب کے جھمیلہ اور قرضہ کے بکھیڑہ میں پھنس جاتے ہیں کہ اُنسے پلہ پاک ہونا نہایت مشکل ہوتا ہی اور ایسے کوتہ اندیش نا عاقبت بیں بھی ہوتے ہیں کہ اگر قرض سے چھٹکارا بھی پاتے ہیں تو ضروری اخراجات کے واسطے روپیہ جمع نہیں کرتے اور پھر قرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں بعضے ہوشیار اور دور اندیش بھی ایسے ہوتے ہیں کہ جائدادیں پیدا کر لیتے ہیں اُنکے گانوں کے امن و امان میں اُن سازشوں کے باعث سے جو پدھان کے مقابلہ میں ہوتی ہیں یا پدھان کی ظلم زیادتی یا سرکار کی سخت گیری سے خلل آتا ہی اور اُنکے آپسمیں بہ نسبت انگلستان کے دیہاتیوں کے جھگڑے اور تنازعہ بہت زیادہ ہوتے رہتے ہیں جنکی اکثر عدالت تک نوبت پہونچتی ہی لیکن ہر قسم کے جبر و تعدی اور نشہ سے بدمستی اُن میں بالکل معلوم نہیں ہوتی بہر حال گانوں کے باشندے دنگہ فساد مار پیٹ سے مجتنب اور نیک چلن اور اپنے حال میں خوش ہوتے ہیں *

کسان علی الصباح اٹھہکر دعاے خیر مانگتا ہی اور ہاتھہ مونہہ دھوکر اپنی مویشی لیکر کھیت پر چلا جاتا ہی ایک دو گھنٹے کے بعد کچھہ رات کا بچا باسی کھانے کا ناشتہ کرتا ہی اور اُسوقت تک برابر محنت کھینچتا ہی کہ دوپہر ہو جاتا ہی اور اُسکی بی بی گرم کھانا اُسکے واسطے لاتی ہی وہ اُسکو کسی ندی کے کنارہ یا درخت کے نیچے بیٹھہکر کھاتا ہی اور پہر دو پہر تک باتیں کرتا اور سوتا ہی اسیوقت میں اُسکے مویشی بہ

چو چگ کر سیر ہو جاتي هی اور آرام پاتے هی دو بجے کے بعد سے شام تک محنت کرکے اپنے مویشیوں کو گھر میں لاتا هی اور اُنکو کھلا پلا کر اور خود نہا دھو کر کھانا کھاتا حقہ پیتا هی پورباقي شام اپنے بي‌بي بچوں اور همسایوں میں هنس بول کر تمام کرتا هی گانوں کي عورتیں چرخہ کاتنے کے سوا کنوئے سے پاني بھرکر لاتي اور پیستي پکاتي هیں اور اور گھرکا کام دهندها کرتي هیں *

شہروں کا بیان

هندوؤں کے شہروں میں اینٹ یا پتھر کے بہت؛ اُونچے اُونچے مکان هوتے هیں جن میں تھوڑیسی اوپر کے درجہ میں کھڑکیاں هوتي هیں اور نہایت تنگ گلي کوچے هوتے هیں جن میں اول تو کسیطرح کي کچھہ وغیرہ کچھہ نہیں هوتي اور اگر کچھہ هوتا هی تو وہ یہہ هوتاهی کہ پتھر کے ٹکڑے ناهموار اونچے نیچے لگی هوتے هیں اور گلي کوچوں اور بازاروں میں ایسے لوگوں کا هجوم اور کشمکش هوتي هی جو اس طرحسے پھرتے هیں کہ جس طرف سے ایک آتاهی اُسي طرف کو دوسرا جاتا هے اور طرح طرح کي سواریوں پالکیوں اور بہلیوں اور ایسے پیادوں کا جو پرتلےمیں تلوار ڈالی پھرتے هیں اور سادہ‌سنتوں اور بیکار سپاهیوں کا جو ایدهر اُدهر حقہ اوڑاتے پھرتے هیں اور موٹي تازہ سانڈونکا جنکو بازار کے غلہ یا راہ گیر کے راستہ پر سے بہزار دقت مارپیٹ کر هتایا جاتا هی هجوم رهتا هی *

نہایت مشہور دوکانیں" حلوائیوں اور میوہ فروشوں اور غلہ فروشوں اور کسیروں اور پنسازیوں اور تماکو والوں کي هوتي هیں بزاز اور شال فروش اور اَور سودا بیچنے والے اپنے اسباب کو کٹھریوں میں باندھے رکھتے هیں اور اِن چیزوں سے بھي زیادہ بیش قیمت اشیاء یعنے جواهرات کو جوهري کھلاهوا نہیں رکھتے دوکانیں بازار کي طرف کھلي‌هوئي هوتي هیں جنکو دو مقابل کے مکانوں کا پرانده کہنا زیبا هی خریدار بازار میں کھڑے هوئے سودا خرید کرتے هیں *

اکثر شہروں کے فصیل ہوتی جس سے دشمن سے پناہ میں رہنے کے قابل ہوتے ہیں *

شہروں میں کوئی موروثی پدھان یا اور افسر گانوں کی طرح نہیں ہوتا بلکہ اُن میں اکثر وہ سرکاری عہدہ دار مقیم رہتا ہی جس کے تحت میں وہ ضلع ہوتا ہی اور وہ سرکاری افسر اُن کا انتظام فوجداری اور تحصیلی محکموں کی مدد سے کرتاہی شہروں کو انتظام متعلقہ فوجداری کی نظر سے محلوں میں تقسیم کیاجاتا ہی اور ہر ذات کے لوگوں کا ایک چودھری ہوتا ہی جو سرکار اور اپنے گروہ کے درمیان میں ہرایک کام کے سرانجام کا واسطہ اور وسیلہ ہوتا ہی اُن ذاتوں کے کھیلے کے اچھے بڑے نتیجے ہوی جسمیں اصل ذات کے ساتھہ وہ ذاتیں شامل ہوتی ہیں جو باعتبار پیشوں کے قایم ہوتی ہیں اُن کے ساتھہ لازم اور ملزوم ہوتے ہیں *

شہروں کے اعلی درجہ کے باشندے ساہوکار اور سوداگر اور سرکاری اہلکار ہوتے ہیں علی‌العموم ساہوکار اور سوداگر ساہوکاری اور سوداگری غرضکہ دونوپیشوں کو ملاجلاکر کرتے ہیں اور سرکاری محاصل کا ٹھیکہ بھی لیتے ہیں اور بہت بڑے بڑے منافع اُنکو بغیر کسیطرح کی جوکھوں کے حاصل ہوتے ہیں سرکار سے معاملہ کرنے میں یہہ لوگ اپنا قرضہ وصول کرنے کے لیئے کسی قدر محاصل رہن کرلیتے ہیں یا کسی معتبر شخص کی ذمہ‌داریکرا لیتے ہیں اور وہ اپنا روپیہ سواے سود کے بہت سے نذرانہ اور دوچند سود پر دیتے ہیں جو اس قدر جلد بڑھتا ہی کہ حساب کرتے وقت جبکہ ہمیشہ نیا اقرار لکھا جاتا ہی قرض خواہ بہت سا اپنے مطالبہ میں سے چھوڑ دیتا ہی تس پر بھی بہت کچھہ منافع اس کا رہتاہی یہہ لوگ بہت سیدھا سادھا چلن رکھتے ہیں اور کفایت شعاری کے ساتھہ اوقات بسر کرتے ہیں لیکن بہت ساروپیہ خوشی کی رسموں اور رفاہ عام کے کاموں میں صرف کرتے ہیں *

سرکاري بڑے بڑے عہدہ داروں کا بیان تو پہونچ کیا جاوے کا مگر بیشمار محرروں اور اور کم درجہ کے ملازموں کا کچھہ حال لکھدیتی ہیں هر کارخانہ میں اس قسم کے آدمي کثرت سے هوا کرتے هیں یہاں تک کہ کیساهي چھوٹا سا کارخانہ کیوں نہو اُن میں سے ایک آدہ کا اُسمیں هونا ضرور هی سپاهیوں کي کمپني بغیر ایک محرر کے پوري نہیں هوتي اور هرایک امیر آدمي علاوہ اُن متصدیوں کے جو تحصیل وغیرہ کے کام پر متعین هوتے هیں باورچیخانہ اور طویلہ اور بازدار خانہ وغیرہ کے لیئے علحدہ علحدہ محرر ضرور نوکر رکھتا هی *

سودا سلف لین دین سب انہیں لوگوں کي معرفت هوتا هی اور پرچہ نویس بھي یہي هوتے هیں باوجود اِن باتوں کے بہت سے بیکار پھرتے اور هر طرح کي سازش وغیرہ میں کام آنے کے واسطے مستعد اور آمادہ رهتی هیں *

تمام فرقوں کي غذا اور اُن کے کھانے کا طریق

شہروں اور گانوں کے عام لوگوں کي غذا بغیر خمیر کیئے هوئے آٹے کي روٹي اور ترکاري اور گھي یا تیل اور مصالحہ هوتا هی صرف تماکو پینا ایک عیاشي کي بات هی اور حقہ میں بعضی نشہ کرنے والي اور چیزیں بھي پیتے هیں اور صرف ادنے ذات کے لوگ اور وہ بھي بہت کم شراب پیکر بدمست هوتے هیں یہہ بدمستي بعضی مرطوب ملکوں سے مثل بنگالہ اور کانکن اور جنوبي هندوستان کے بعضی حصوں کے مخصوص هی هندوستان کے جن ملکوں میں انگریزي عملداري هی وهاں اِسکي زیادتي هی اُن ملکوں میں شراب پر محصول لگایا جاتا هی لیکن شراب خواري هندوستانیوں کي کچھہ جبلي عادت نہیں هی کیونکہ بعض اُن ضلعوں میں جنمیں هندوستاني عملداري هی صرف ممانعت هي سے لوگ باز رهتےهیں افیون جسکا استعمال مغربي هندوستان میں‌هي کثرت سے هوتا هے

راجپوتوں سے مخصوص ہے چھوٹی قوموں سے متعلق نہیں نہایت مفلس آدمیوں کے سوا سب لوگ پان کھاتے ہیں جو ایک قسم کا خوشبودار پتہ ہوتا ہی اور اُسکی ساتھہ چھالیہ اور سیپی کا چونہ اور اور مصالحہ حسب حیثیت کھانے والی کے ملاتے ہیں اور بعض قسموں کے میوے عام اور سستے ہوتے ہیں*

اعلی درجہ کے لوگوں میں کم سے کم برھمنوں کے کھانے پینے میں اورونکی نسبت کچھہ فرق ہوتا ہی یعنی بہت سی قسم کی ترکاریاں اور مصالحے اُنکے واسطے پروسے جاتے ہیں اور اُنکی دال ترکاری میں ہینگ ضرور لگائی جاتی ہی شاید اِس سے کسی قدر گوشت کا سا مزا ہو جاتا ہوگا اُن تھالیوں پر یا ایسی رکابیوں میں کھانے سے جو پرہیز کیا جاتا ہی جنکو اور ذات کے لوگوں نے برتا ہو تو اُس سے عجیب عجیب رسمیں ایجاد ہوئی ہیں چنانچہ بڑے بزم بھوج میں بیس یا تیس مختلف قسم کے کھانے اچار و مربا وغیرہ جو ہر ایک آدمی کے روبرو چنے جاتے ہیں وہ پتوں کے برتنوں یعنی پتلوں میں پروسے جاتے ہیں اور یہہ سب کھانوں کی پتلیں زمین پر رکھی جاتی ہیں اور بجاے کسی قسم کے دسترخوان کے زمین پر گلکاریاں نہایت خوب صورت اور خوشنما اسطرح سے بنائی جاتی ہیں که کاغذ کے وار پار وہ سب کھدی ہوئی ہوتی ہیں اُسکو زمین پر رکھہ کر طرح طرح کے خشک رنگ پسے ہوے چھڑکنے سے بنجاتی ہیں اور بعد کھانے کے وہ جھاڑو سے صاف ہو جاتی ہیں کم درجہ کی ذات کے ہندو گوشت کھاتے ہیں اور برتنوں کے استعمال میں بھی سخت احتیاط نہیں کرتے دھات کی قسموں کے برتن مانجھنے سے پاک صاف ہو جاتے ہیں مگر تمام فرقوں میں ذات کے اختلاف کے باعث سے باہمی صحبت کا اتفاق نہیں ہوتا چنانچہ ایک سپاہی یا جو شخص اپنے خاندان سے دور سفر میں ہو وہ اکیلا پکاتا کھاتا ہے اور بدوں اُس خوشی کے جو دسترخوان پر بیٹھہ کر کھانا کھانے سے ہوتی ہی اور بغیر کسی ہم پیالہ اور ہم نوالہ

درست کے اپنا پیٹ بھر لیتا ھی سب فرقے اُنگلیوں سے کھاتے ھیں اور بعد کھا چکنے کے خوب ململکر دھوتے ھیں *

ایسے شغل جو گھروں میں دل بھلانے کے لیئے کیئے جاتے ھیں

شطرنج اور وہ گنجفہ جسکے ورق گول ھوتے ھیں اور بادشاھوں وغیرہ کی تصویروں کی جگھہ دیوتوں کی صورتیں بنی ھوتی ھیں کھیلتے ھیں اور ایک اور کھیل پاسوں اور نرد سے مثل تختہ نرد کی (یعنی چوسر) کھیلا کرتے ھیں اور سب سے بڑہ کر شغل گانا سننا ھی جس کے ساتھہ کچھہ نرم اور نازک حرکات و سکنات بھی ھوتی ھیں جنکو ھم مشکل سے ناچنا † کہہ سکتے ھیں مگر بہر حال اس شغل سے طبیعت پژمردہ ھوتی ھی اسمیں کچھہ گونا گونی نہیں ھوتی مگر بڑی حیرت اسبات سے ھوتی ھی کہ ایسے بے لطف شغل سے ھر ادنے و اعلی محظوظ ھوتا ھی یہانتک کہ عوام الناس کو ایسا کچھہ اُسمیں مزا آتا ھی کہ رات رات بھر کھڑے کھڑے تماشا دیکھا کرتے ھیں *

یہہ جلسہ جب کسی کمرہ میں ھوتا ھی تو اُسمیں انگریزی جھاڑ فانوس روشن کرتے ھیں مگر قدیمی طریق ھندوؤں کا اُس مجلس میں مشعلیں روشن کرنے کا ھی جسکی لپٹ ایک کپی سے تیل ڈالتے رھنے سے قایم رھتی ھی گھروں میں معمولی روشنی مٹی یا کسی دھات کے چراغوں سے کرتے ھیں *

مکانوں کی آرایش اور اعلی درجہ کے لوگوں کی گفتگو

امیروں کے مکانوں میں دروازوں پر گلکاری کے ریشمین پردے پڑے ھوتے ھیں اور چوکھٹ کیواڑوں اور اور لکڑی کی چیزوں پر جو مکان میں لگی ھوتی ھیں بہت عمدہ صنعت کا کام ھوتا ھی اور مکان کے اندر سراسر شطرنجی بچھاکر

---

† نرم و نازک حرکات سکنات ھندوستان کا رقص اور ناچنے سے اعلی یوروپ کا اچھلنا مراد ھی جسکی مثال ھندوستان میں دکھائی ھوا کرتا ھی *

اُسپر بیٹھنے کے لیئے صاف اور سفید چاندنی بچھاتے ہیں لیکن اور کسي قسم کا اسباب، نہیں ہوتا ہمسر آدمي مقابلہ میں قطاروں میں بیٹھتے ہیں اور راج کاور یا رئیس قطاروں کے وسط میں ایسي جگہہ پر بیٹھتی ہیں جہاں اُس عام فرش پر ایک اور مختصر فرش بچھا ہوتا ہی جسپر زردوزي کے کام کا ایک اور کپڑا ہوتا ہی اور ایک بڑا تکیہ پیچھے لگا رہتا ہی ہندوستاني اُسکو مسند کہتے ہیں یہہ مسند فرش سے کسیقدر اونچي بھي ہوتي ہی راجاؤں کے بیٹھنے پر وہ بجاے تخت کے سمجھي جاتي ہی *

تکلف بہت کچھہ ہوتا ہی چنانچہ ایک ذي عزت آدمي کا استقبال شہر سے ایک دو میل باہر سے کیا جاتا ہی اور دوست آشناؤں کي تعظیم اور استقبال اُنکے رتبہ کے موافق صدر دروازہ تک جانے یا کمرہ سے باہر نکل آنے یا صرف فرش ہي پر کھڑے ہوجانے سے ہوتا ہی اگر کچھہ عرصہ کے بعد دوستوں میں ملاقات ہوتي ہی تو معانقہ کرتے ہیں اور برہمنوں کو دونوں ہاتھہ جوڑکر دوتین بار پیشاني پر لگانے سے سلام کیا جاتا ہی اور اوروں کو ایک ہي ہاتھہ سے سلام کرتے ہیں اور برہمن اپنے آپسمیں خاص لفظونکا استعمال کرتے ہیں اور باقي ہندو رام چندر دیوتا کا دو بار نام لیتے ہیں دوست آشناؤں کو اُنکے مرتبہ کے موافق بٹھایا جاتا ہی اور سرکاري جلسوں یعني درباروں میں اُنکي نشست کا تصفیہ خط و کتابت کے ذریعہ سے پہلے ہوجاتا ہی ذیمرتبہ ہندو اپنے آپ سے کم درجہ والوں کے ساتھہ خوش اخلاقي کے ساتھہ پیش آنے میں مشہور ہیں اور بڑے اچھے لفظوں سے اُنکے ساتھہ خطاب کرتے ہیں اور کسي درشت کلامي اور بد زباني سے بہت طیش کھاتے ہیں *

عوام‌الناس باہم خوش خلق اور ملنسار ہوتے ہیں لیکن جب ان کو غصہ آتا ہی تو اپني گفتگو میں کچھہ بھي کسي بات کا پاس لحاظ نہیں رکھتے *

تمام ملاقاتوں کا اختتام اسطرح پر ہوتا ہی کہ صاحب مکان اُن لوگوں کو جو ملاقات کو آئے ہوتے ہیں پان کھلاتا کپڑوں پر عطر لگاتا گلاب چھڑکتا ہی گویا رخصت کا یہہ سب سامان ہوتا ہی *

اعلی مرتبہ کے لوگوں کی ملاقاتوں اور جلسوں میں شال دوشالہ اور اور پوشاکوں کی کشتیاں موتیوں کی مالا اور جوشن اور سرپیچ مرصع پیشکش کیئے جاتے ہیں اور جبکہ دونوں شخص ہم پلہ ہوتے ہیں تو تلوار اور گھوڑا اور ہاتھی زیادہ کیا جاتا ہی میں یہہ نہیں جانتا کہ یہہ رسم کسقدر قدیم ہی مگر هندوؤں کے نہایت پرانے سوانگوں میں جوشن وغیرہ کے پیشکشوں کا اکثر ذکر پایا جاتا ہی *

ایسے ہی عمدہ مشہور انعام جنمیں یہہ سب چیزیں ہوتی ہیں نہایت معزز ملازموں اور اُن سپاہیوں کو جنہوں نے بڑے بڑے کارنمایاں کیئے ہوں اور شاعروں اور عالموں کو بھی ملتے ہیں اور نہایت عزیز گویوں کنچنیوں پر تو اس قسم کی بخششوں کی مارا مار ہوتی ہی *

با ادب جلسونمیں بجز اعلی مرتبہ کے لوگوں کے کوئی چون و چرا نہیں کرسکتا لیکن اور مجلسوں میں بہت سی بلا رکاوٹ گفتگو ہوتی ہی هندوؤں کے چال چلن سے نہایت خلیق ہونا اور گفتگو سے عجز و انکسار ظاهر ہوتا ہی وہ اپنے همسروں کے ساتھہ بھی بہت تعظیم و تکریم اور مسکینی کے ساتھہ بلا غرض بھی پیش آتے ہیں علم کا شوق یا اپنے معمولی عادتوں کے سوا اپنے خیالات کو وسعت دینے پر توجہہ بہت کم رکھتے ہیں مگر اسمیں جو کچھہ اُنکو آتا ہی اُسمیں اُنکی گفتگو عمدہ اور معقول اور رمز و کنایوں کے ساتھہ ہوتی ہی *

امیر بھی صبح کو اُسیوقت یا شاید کچھہ ذرا دیر پیچھے اُٹھتے ہیں جسوقت کہ عوام‌الناس خواب سے بیدار ہوتے ہیں اور اپنی پوجا کے مکانوں میں پوجا پات کرتے اور اپنے اهلکاروں اور متوسلوں کے ذریعہ سے اپنے نبح کا کام انجام دیتے ہیں پھر نہاتے اور کھانا کھاتے اور سوتے ہیں اور

سہ پہر کو پوشاک پہنکر عام نشست کے مکانوں میں آکر بیٹھتے ہیں جہاں لوگ آکر اُنسے ملاقاتیں کرتے ہیں اور بہت سی راتیں گئے تک کار و بار کا اہتمام کرتے ہیں بعضے آدمی گانے بجانے کے مشغلہ میں رہتے ہیں مگر اکثر امیر ہی ایسے شغل رکھتے ہیں اور علی‌العموم ہندوؤں کے شہر تھوڑی سی رات جانے پر سنسان ہو جاتے ہیں*

امیروں کی مجلسیں اور تزک و شان

علاوہ ایسے شان و نادر موقعوں کے جیسے کہ شادیاں وغیرہ ہیں خاص خاص تہواروں میں اور بعض دوست اشناؤں کی خاطر سے مجلسیں ہوتی ہیں امیروں کے آپس میں تو اُس جلسہ کا آغاز کھانے سے ہوتا ہی لیکن اُسکا ضروری جز رقص و سرود ہوتا ہی جسمیں نقالوں وغیرہ کے بولانے سے اور رونق تازہ بخشی جاتی ہی اور اس وقت میں خوشبوئیں سلگائی جاتی ہیں اور مہمانوں کو بھیلی بھینی خوشبو کے ہار پہنائے جاتے ہیں اور تحفہ تحایف بھی جیسا کہ بیان ہوچکا کچھہ کم ضروری نہیں *

درباروں میں تمام امیروں اور بڑے بڑے عہدہ‌داروں کے راجہ کے سلام کے لیئے حاضر ہونے کے واسطے خاص خاص دن مقرر ہوتے ہیں اور اُن موقعوں پر اس کثرت سے اژدھام ہوتا ہی جیسا کہ یورپ میں شہزادوں کے پیدا ہونے کی خوشی کے دربار میں ہوتا ہی *

دربار میں جو لوگ حاضر ہوتے ہیں وہ باری باری سے راجہ کو ایک رومال پر کچھہ روپیہ رکھکر نذر گذرانتے ہیں اپنے آپ سے اعلیٰ مرتبہ والیکو نذر دینا سرکاری جلسوں کا عام دستور ہی اِس نذر کی مقدار نذر گذرانیوالے کی حیثیت پر منحصر ہی ادنی سے ادنی نذر ایک روپیہ ہوتا ہی اور غریب لوگ بعض وقت صرف پھول ہی پیش کرتے ہیں اور کاریگر کوئی اپنی صنعت کی چیز ہی نذر کرتے ہیں اکثر موقعوں پر اسکی عوض میں خلعت ملتا ہی جسکی قیمت کئی نذروں کے برابر ہوجاتی ہی بڑی سے بڑی نذر سو اشرفیاں جو ایکسو پچاس یا ایکسو ستر انگریزی

اشرفیوں کي برابر هوتي هیں هوا کرتي هی مگر لوگ بڑے بڑے بیش بها جواهرات بهي نذر کرتے هیں اور یهه بات بهي کچهه عجیب نهیں هی که جب راجه اپنے کسي امیر سے ملاقات کرنے اُسکے گهر جاتا هی تو وه اُسکو ایک لاکهه روپیه کے چبوتره پر مسند بچهاکر بٹهاتا هی اور یهه سب روپیه نذر میں هي سمجها جاتا هی یهه رسم ایسي بڑهي هوئي هی که جب نواب نظام الملک حیدر آباد میں ریذیدنت سے ملاقات کرنیکو آیا تو اسکا عمل در آمد هوا اگرچه یهه نواب سرکار انگریزي کے متوسلوں سے مرتبه میں کچهه هي زیاده هی اس رسم کا بیان میں اِس لحاظ سے کرتا هوں که اِسکا آجکل رواج هو رها هی مجهکو یهه یقین نهیں هی که یهه هندوؤں کي کوئي قدیم رسم هی *

مذهبي تهیواروں کا یهه حال نهیں هی اُنکا قدیم هونا کسیقدر قریب یقین کے هی اُنمیں مکان کے صدر کمروں کو دیوتا کي عزت میں سجاتے هیں اُس دیوتا کي صورت جو بهت زیب و زینت سے آراسته هوتي هی سنهري کٹهره کي آڑ میں جسپر کلس وغیره چڑهے هوتے هیں اُس کمره کے بیچا بیچ میں هوتي هی اور راجه اور اُسکے اهلکار بڑے بڑے پر تکلف لباس اور جواهرات پهنے هوئے دیوتا کي خدمت میں صف باندهے هوئے کهڑے هوتے هیں باقي ساز و سامان رسم کا عام جلسوں کیطرح پر هوتا هی راگ شاید اِس تهیوار کے مناسب کچهه خاص هوتے هونگے مگر خوشبوئیں سلگانا اور پهولوں کا زیور اور اور نذریں معمولي جلسوں کي سي هوتي هیں البته پان و عطر دیوتا کي مورت کے آگے سے لاکر بطور پرشاد کے تقسیم کیئے جاتے هیں *

مذهبي تهیواروں میں سے نهایت مشهور مذهبي تهیوار یا میله لنکا کي فتح کا هی جو رام چندر جي کي عزت میں گهروں سے باهر خواه مخواه میدانوں میں کیا جاتا هی *

لنکا لڑائي کے ایک بڑے قلعہ کي صورت کي بنائي جاتي هی جس میں برج اور کنگورہ اور فصیلیں هوتي هیں اور اُسپر ایک ایسي فوج بناکر جسکو رام چندر جي اور اُنکے همراهیوں کا سا لباس پهناتے هیں معہ بندروں کي فوج وغیرہ کي نقلیں بناکر حملہ کرتے هیں لڑائي کا خاتمہ لنکا کي بربادي یعني جلا دینے پر هوتا هی اور آتشبازیاں چهوٹتي هیں جو تمام دنیا کے لوگوں کے خوش هونے کي چیز هیں اور لنکا کے برباد هونے پر رام چندر جي کي فتح مندي کي سواري ایسي شان و شوکت سے نکالي جاتي هی جو بہ نسبت تماشۂ کے کسي اور موقع پر نکلنے کے لائق هوتي هی *

اِس تهوار کو اس سے بهي زیادہ شان و شوکت کے ساتهہ دوسري طرح پر مرهٹے رچاتے هیں اور اُسي دن سے وہ اپنے جنگي کار و بار کي اِبتدا کیا کرتے هیں جس خاص واقع کے یاد گار میں وہ تهوار رچاتے هیں وہ یہہ هی کہ رام چندر جي نے اپنے مہم کرنے سے پہلے کچهہ عبادت کي تهي اور ایک درخت کي شاخ توڑي تهي *

اُسي قسم کا ایک درخت شہر یا کمپو کے پاس کهلے میدان میں لگایا جاتا هی اور اُن تمام سوار و پیادوں اور توپوں کي جو راجہ کي اردلي میں نہیں هوتي هیں اُس میدان میں حلقہ کرکے اور ایک جانب میں دورویہ صفیں قایم کرتے هیں اور باقي میدان تماشائیوں سے بهر جاتا هی راجہ کي سواري اگرچہ مسلمان بادشاهوں کي سواري سے کسیقدر گهٹي هوئي هوتي هی مگر هندوستان میں جسقدر سواریاں نکلتي هیں اُن سب سے زیادہ بڑي کر و فر جاہ وحشمت کے ساتهہ هوتي هی راجہ هاتهي پر سوار هوتا هی اُسکے آگے نشان اور سنهري روپہلي بلم هوتے هیں اور کچهہ پیادے پندرہ پندرہ سولہ سولہ فٹ کے لنبي بانس آنکڑے لگے هوئے هاتهوں میں لیئے هوئے چلتے هیں اور ادهر اودهر امیر و امرا اور جنگي سردار نہایت بیش بہا پوشاکیں پہنے هوئے گهوڑوں پر سوار جنکے ساز بهي

نہایت بیش قیمت اور عمدہ ہوتے ہیں ساتھہ ساتھہ چلتے ہیں اور ہر امیر
کے ہمراہ اُسکے چند مصاحب یا خواص جنکا امتیاز اُنکي سپاہیانہ صورت
سے ہوتا ہی ہوتے ہیں اُنکے پیچھے دور تک ہاتھیوں کي قطاریں جنپر
بڑے بڑے نشان طلائي جنکے پھریروں پر زردوزي کام چمکتي ہوئی بعضوں پر
ہودج عماري کہلی ہوئے یا سائبان والی نقرئي صاف یا ملمع کے ایسے جو
اُسي ملک سے مخصوص ہیں کسی ہوئی ادہر اودہر اور پیچھے سواروں
کے پرے جنکي عمدہ وردي دھوپ سے جھلکتي اور شالي رومالوں کے زردوزي
کے پلو ہوا میں اُڑتے ہوے جنپر برچھیاں کندھوں پر اور عالیشان نشان
کہلے ہوے دھلے بانڈیں جو سوار چلتی ہیں ان میں سے تھوڑے تھوڑے
نکلکر سواري کے کرتب دیکھاتے ہیں اور پھر اپنے پرے میں ملجاتے ہیں اور
جوں جوں آگے کو بڑھتے جاتے ہیں اپني ترتیب بدلتی جاتے ہیں کبھي
علحدہ ہوتے ہیں کبھي ملجاتے ہیں یہہ ایک ایسي عمدہ کیفیت ہی
جس سے بڑہ کر اُس وحشي ملک یعني ہندوستان میں دیکھنی میں
نہیں آئي جب راجہ اُس درخت کے قریب آنیکو ہوتا ہی توپوں کي
سلامي چھوٹتي ہی اور پیادے بندوقیں چھوڑتے ہیں اور سواري ایسي تیز
چلتي ہی جس سے ایسا سما بندہ جاتا ہے جیسے کوئي بڑا لشکر سواروںکا
کسي ایسي فوج پر پیادوں کي حملہ کرتا ہی جو اُسکے حملہ کے روکنی پر
طیار کہڑي ہوتي ہی جبکہ راجہ پرستش کرچکتا ہی اور درخت کي
شاخ توڑ لیتا ہی تو اُسکے ہمراہي بہي اُسکي تقلید کرتے ہیں اور تمام
توپوں کي سلامي ہوتي ہی اور فوج بے ترتیب اور منتشر ہو جاتي ہی
اور جو کے کھیت میں سے جو صرف اسي غرض سے بویا جاتا ہی
ہر شخص پتی توڑتا ہی اور اپني اپني پگڑي میں رکھتا ہی اور آپس
میں بغلگیر ہو کر ملتے ہیں اور مبارک سلامت کي دھوم ہوتي ہی
الحاصل اِس تہوار کا خاتمہ اُسي دن دربار ہوکر جسمیں جنگي افسر
اور اہل دربار سب حاضر ہوتے ہیں ہو جاتا ہی *

پینٹھوں کے بازار جو معین وقتوں پر کھلتے ہیں اور تیرت جاترہ کے میلے

بہ نسبت مذہبی میلوں کے عام پینٹھوں یعنی سالانہ بازاروں میں دھوم دھام شان و شوکت کم ہوتی ہی لیکن شوق اُنکا بھی لوگوں کو ویسا ہی ہوتا ہی جیسا کہ مذہبی میلوں کا ہوتا ہی *

یہہ معین وقتوں کے بازار اُسیطرح کے ہوتے ہیں جیسے کہ انگلستان میں ہوتے ہیں اور اُن میں ویسے ہی شغل و اشغال اور کار و بار ہوا کرتے ہیں جو انگلستان کے اسی قسم کے بازاروں میں ہوتے ہیں لیکن انگلستان میں کسی میلے یا مجمع میں وہ کیفیت اور خوبی نہیں معلوم ہوتی ہی جو ہندوستانیوں کے سفید سفید لباس پر شوخ رنگ کی پگڑیوں یا دوپٹوں سے ظاہر ہوتی ہی کیونکہ اہل یورپ اکثر سیاہ اور خاکی پوشاک پہنا کرتے ہیں ہندوؤں کو اکثر بھڑک دیکھانے اور نمود بنانے کا سواریوں وغیرہ میں شوق ہوتا ہی اور اُس میں جب فوج کی آمیزش ہو جاتی ہے توکچھہ اورہی طرح کی کیفیت نظر آتی ہے جو یورپ میں دیکھنے میں نہیں آتی ہے اِن مجمعوں میں جو دل لگی اور مشغلے ہوتے ہیں اُنمیں ہندو نہایت شوق ذوق کے ساتھہ شریک ہوتے ہیں جس سے اُنکی طبیعت میں اس چین کے لطف اُٹھانے کی رغبت پائی جاتی ہی اِن تمام ہنگاموں میں گو اُنکو کوئی مذہبی رسم بھی ادا کرنی پڑتی ہو مگر اُسمیں ایک لحظہ بھی نہیں لگتا نہ اُسکا کچھہ کھٹکا اُن کے جیمیں رہتا ہے *

مذہبی میلوں میں ایک مدت پہلے سے اُس پرستش کے خیال سے جسکے ادا کرنے کا ارادہ ہوتا ہی اور جاتریوں کے اُس دیوتا کا نام پکار نے یعنی اُسکی جے بولنے سے جسکی تیرتھہ کو جاتے ہیں اور اُس مقام کی عظمت سے جہاں تیرتھہ کو جاتے ہیں ایک بہت بڑا اثر پرستش کا دلوں میں ہوتا ہی اور بہت سی رسمیں بھی کرنی پڑتی ہیں جنمیں سے بعضی رسم میں سب کے سب میلے والے بالاتفاق شریک ہوتے ہیں

تسے هزارها آنکهونکے ایک هي طرف لگے هونے اور هزارها آوازوں میں ایک هي نام کے پکارے جانے سے جو کیفیت پیدا هوتي هی وه ایسے شخص کے دلوں بهي اثر کرتي هے جسکو اُس هنگامه سے کچهه غرض نهیں هوتي هی *

لیکن ان میلاوں میں بهي دل لگي کا خیال به نسبت مذهبي ولوله کے بہت زیاده هوتا هے اور ان میں سے بعضے میلے اکثر سوداگري کي چیزوں کے فروخت هونے کے لیئے بهي نہایت مشہور منڈیاں هیں *

باغ اور قدرتي فزا

اعلی درجه کے لوگوں کے حظ اوٹهانے کي چیزوں میں سے اُنکے باغوں کا ذکر چهوڑنا مجهکو مناسب نہیں معلوم هوتا اُنکے باغ اگرچه بناوٹ اور تکلف سے جس سے سادگي کي خوبي جاتي رهتي هی بهرے هوتے هیں لیکن اکثر خوشنما هوتے هیں چنانچه اُنمیں چوڑي چوڑي روشیں اور روشوں کے ایدهر اودهر پتهر یا اینٹ کي نہریں باغ کے مرکز تک بني هوئي اور اُنکے آس پاس لاله وغیره کے پهولوں کي کیاریاں بعضي ایک هي رنگ کے پهولوں سے هري بهري بعضي میں رنگ برنگ کے پهول ملے جلے هوتي هیں اور گرمیوں میں آرام کرنے کے مکان باغوں میں بنے هوئی هوتے هیں استرکاري اور سفیدي سے جهک معمولي عمارتوں سے کسیقدر سبک لیکن خوبصورتي میں کم ایسے هوتے هیں که باغ کي رونق اور خوبي میں اُنسے بہت سي استعانت نہیں هوتي مگر رنگترون اور نیبو چکوتره کے درختوں کے هجوم اور سرو کے درختوں کے ساتهه پهول کے درختوں کے ملے جلے هونے اور بلند درختوں کهجور وغیره اور زرد زرد پهلوں اور خوشبو دار پهولوں کے مخلوط هونے سے ایک ایسي کیفیت نظر آتي هی جو مشرقي ملکوں هي سے مخصوص هی گرمیوں کي شدت میں سایه دار روشوں کے سبب سے جنهر ٹٹیوں پر انگوروں کي بیلیں چهائي هوتي هیں اور اور گهنے سایه دار درختوں کے سبب سے جنمیں ذره بهر دهوپ نہیں چهنتي آفتاب کي تیز شعاعوں سے امن و آسایش ملتي هی اور نسیم اُن

چھوتی نالیوں میں پانی بہنے سے جنکے ذریعہ سے درختوں کو پانی پہونچتا ہی اور یہی طراوت حاصل ہوتی ہی *

مجھکو اس بات کا شبہہ ہوتا ہے کہ یہہ موجودہ باغ کہیں مسلمانوں کے ایجاد نہوں کیونکہ اس قسم کے باغوں کا تذکرہ هندو شاعروں کی اُن کتابوں میں جنکا ترجمہ ہوچکا ہی پایا نہیں جاتا *

هندوستان کے باغوں کے پہولوں اور درختوں کے جمع کرنے میں وہ محنت اور احتیاط نہیں ہوتی جو یورپ میں اُنکے جمع کرنے اور ترقی دینے میں کیجاتی ہی لیکن قدرتی فزا میں یہہ دونوں باتیں بغیر کسی کے کیئے هندوستان میں خود بخود کمال ترقی پر ہوتی ہیں چنانچہ تمام ملک میں آم اور پیپل اور املی کے پرانے بڑے بڑے درخت پہلے ہوئے ہیں خصوصاً گجرات میں یہہ درخت بڑے بڑے لہریلے خطونمیں (یعنی ایسی زمینوں میں جنور ریت کی لہریں ہوا سے کثرت سے بنتی بگڑتی رہتی ہیں) اوگی ہوئی‌ہوتے ہیں جنسے انگلستان کے چراگاہوں کی سی کیفیت نظرآتی ہے اور ملک کے اور حصوں میں علی‌الخصوص روہیلکھنڈ میں ہموار خطوں میں آم کے باغ سرسبز اورشاداب فرحت بخش کوسوں تک اس کثرت سے ہیں کہ جہانتک نظرجاتی ہی‌باغ ہی باغ نظرآتے ہیں اور بنگالہ کےبعضے حصوں میں‌مسافر اسی طرح کے ہموار میدان میں گذرتا ہی جسمیں سراسر دھانوں کے سوا اور کوئی درخت کسی قسم کا نظر نہیں آتا اور اُس میدان کی حدونپر بانسی ایسی گنجان معلوم ہوتی‌ہی جسمیں صحرائی جانوروں کے رہنے کا احتمال ہوتا ہی مگر جب اُسکے قریب پہونچکر دیکھا جاتا ہی تو وہ اُس میدان کے گرد میں ایک وسیع احاطہ بانس کے درختوں اور دیہات کا ہوتا ہی جنمیں جابجا آبادی ہوتی ہی اُس سے باہرنکلکر پہر ویسا ہی ایک اور بڑا وسیع خطہ سرسبز اور آبادی سے گہرا ہوا ملتا ہی *

دکھن کے درمیانی حصہ کی زمین ڈھلوان اور لہریلی ہی جو بالکل ایسی کھیتی سے سرسبز رہتی ہی جس میں گھوڑے کا سوار تک چھپ

جاے † لیکن گرم موسم میں وہ چٹیل میدان پورا رہجاتا ہی جسمیں کوئی درخت یا جھاڑی تک کا پتا نہیں ہوتا اور بہت سے مقام مغرب کیطرف کے پرانے درختوں کے جنگلوں اور خوشبودار اور خوش رنگ پھولوں کی بیلوں سے معمور ہیں یہہ بیلیں یا تو درختوں کی شاخوں سے لپٹی ہوئی یا ایک درخت سے دوسرے درخت تک پھیلی ہوئی بہیٔت مجموعی جسامت میں آدمی کی ران کے برابر ہوتی ہیں ہندوستان کے مشرق ‡ اور وسط § کے جنگل اور مغربی گھاٹ کے قریب کا ایک جنگل نہایت بلند اور اونچے اونچے ایسے درختوں سے بھرے ہوئے ہیں جنکے نیچے آبادیاں بھی ہیں اور اُنمیں راستے نہایت تنگ ہیں یہہ جنگل امریکہ کے جنگلی حصوں کے مانند ہیں *

اچھے آباد ملک میں بھی جہاں بخوبی تردد ہوتا ہی کئی کئی منزل تک لگا تار میدانوں میں ڈھاکہ کھڑا ہوتا ہی بہار کے موسم میں اُنکی پتے تو گر جاتی ہیں اور سرخ سرخ پھول ہر درخت پر سر سے پاؤں تک لدے ہوئے عجیب کیفیت دیکھاتے ہیں کہ تمام جنگل میں آگ سی لگی ہوئی نظر آتی ہی *

ہندوستان میں ہمالیہ کے دامن کی نہایت عمدہ فزا ہی جہاں سے پہاڑ کی کگریں اونچی نیچی جنکے جا بجا قطار کے ٹوٹنے سے بڑے بڑے عالیشان پتھر خوشنما معلوم ہوتے ہیں نظر آتی ہیں اور اُن کگروں پر سبزہ لہلہاتا اور اُنکی چڑھائی کے ڈھلواں سطح پر صنوبر کے بڑے بڑے بلند درختوں کا ہجوم کیفیت دیکھاتا ہی اور جابجا اُن پھل اور پھولوں کی بیل بوٹوں کی کثرت سے جو یورپ سے مخصوص ہیں قدرتی چمن پھولا

---

† یہہ کھیتی جوار باجرہ کی ہوتی ہی

‡ دامن کوہ کے سال کے درختوں کے جنگل

§ وہ جنگل جو ناگپور ⁂ بنگالہ اور بندیلکھنڈ سے شمالی سرکار تک پھیلا ہوا ہی *

پہلا نظر آتا هی اور تمام چوٹیاں اِس پہاڑ کے سلسلہ کی همیشہ برف سے ڈھکی رهتی هیں جو ایسی خوشنما معلوم هوتی هیں کہ کیسا هی پژمردہ خاطر اور تھکی هوئی طبیعت والا اُنکو دیکھے جی پھڑک جاے اور وہ کیفیت حاصل هو کہ تا بزیست دل سے نہ بھولے مغربی گھاٹ بھی همالیہ سے کسیقدر وسعت میں کم دلفریب کوهستانی فزا دیکھاتا هی اگر اُنکو ٹیمپا اور لیکن نامی جنگلوں سے جنکی خوبی سے همیشہ آرکیڈیا اور یورپ اپنی نمود اور فخر جتاتے رهے هیں مشابہہ کہا جاوے تو کچھہ اُنکی تعریف میں مبالغہ نہوگا *

مگر گھاٹوں کی سیر کی کیفیت موسم پر منحصر هوتی هی چنانچہ جب گرمیوں کے موسم میں بادلوں کا شامیانہ اُنپر سے کھلجاتا هی اور سبزہ کا فرش مخملی نہ هوجاتا هی اور آبشار خشک هوجاتے هیں تو صرف پہاڑ کی بلندی کی عظمت و شان اُس کیفیت کا تدارک نہیں کرسکتی جو برسات کے موسم میں اُس سب سامان کے هونے سے معلوم هوتی هی البتہ بڑے بڑے درختوں کے جھرمٹوں میں جو گرمیوں میں بھی سرسبز رهتے هیں کسیقدر وهی خوبی باقی رهتی هی *

شہروں کے باشندوں کے بسر اوقات کا طریقہ اور تمام قوموں کے تہواروں کا بیان

شہروں میں غریب لوگوں کا دن اُسی طرح بسر هوتا هی جسطرح گانوں کے رهنیوالوں کا صرف اتنا فرق هوتا هی کہ وہ کھیت پر جانیکے بدلے دوکانوں پر جاتے هیں یا کچھہ چل پھر کر بازار میں جی بہلاتے هیں گانوں والوں کے مشغلہ ایسے هوتے هیں جنمیں جسم پر کچھہ محنت پڑتی هی اور شہر کے باشندوں کے گھر سے باهر کے شغل صرف میلوں یا تہواروں میں چل پھر لینا هوتا هی اور بعض آدمی اپنی داؤں پیچ والے طریق کی ورزش کرتے هیں اور کشتیاں لڑتے هیں لیکن بعض موسموں میں اُنکی

مناسبت سے کھیل اور تماشے ہوتے ہیں جنمیں ہر قسم کے لوگ بہت شوق سے شریک ہوتے ہیں *

اسي قسم کے کھیل تماشوں میں ایک ہولي ہی جو موسم بہار کي آمد کي خوشي میں کرتے ہیں اُسمیں عوام اور علی الخصوص لڑکے آگ کے گرد ناچتے ہیں اور فحش اور ہجو کے گیت گاتے ہیں اور ہر قسم کي گالیاں اور برا بہلا اپنے آپ سے برتر لوگوں کو سناتے ہیں اور وہ آزردہ نہیں ہوتے بلکہ نہایت خوشي سے سہجاتے ہیں اور بڑا کھیل اسمیں یہہ ہوتا ہی کہ لوگ ایک دوسرے پر رنگ ڈالتے اور آپسمیں عبیر وگلال اڑاتے ہیں کہیں کہیں رنگ کي پچکاریاں اور گلال کے قمقمے بھي چلتے ہیں ہر درجہ کے آدمي اس کھیل میں نہایت ذوق شوق سے شریک ہوتے ہیں اور اسقدر ایک دوسرے پر رنگ ڈالتے اور اُسپر گلال لگاتے ہیں کہ مشکل سے پہچانے جاتے ہیں *

راجہ کا دیوان یعنے وزیر اعظم غیر ملکي سفیر کو اپنے مکان پر ہولي کھیلنے کو بلاتا ہی اور بلا تکلف مدرسہ کے طالب علموں کي طرح کھیل کود شوخي و شرارت میں مشغول ہوجاتا ہی بہت سے اور کھیل بھي اس سے کم ممتاز ہوتے ہیں جنمیں سے بعضے خاص ہیں اور بعضے عام خاص تہواروں میں سے ایک وہ تہوار ہی جو مرہٹے باجرہ کي کھیتي پکنے پر اُسکے دانے بہونکر آپسمیں ایک دوسرے کو بلانے میں رچاتے ہیں باجرہ بہونکر کھانا گانوں والوں کي تو جبلي عادت ہی مگر اس کا رواج اعلی درجہ کے لوگوں تک بھي پہونچا چنانچہ صوبہ برار کا راجہ اپنے معزز اہل دربار کو بلاتا ہی اور اُنکي دعوت کرتا ہی جسمیں پہلے اُنکے روبرو بہونا ہوا باجرہ پیش ہوتا ہی اور پہر عمدہ عمدہ کھانے چنے جاتے ہیں *

دیوالي عام تہوار ہی اسمیں ہر مکان اور مندر چھوٹے چھوٹے چراغوں کي قطاروں سے روشن کیا جاتا ہے جو ہر جگہہ چھتوں کي منڈیروں اور دیواروں کي کانسوں اور طاقوں اور بانسوں کے ٹہاٹروں پر روشن کیئے جاتے ہیں *

بنارس کي ديوالي کي روشني گنگا ميں دکھائي ديني سے نہايت خوبي اور کيفيت معلوم ہوتي هى جس مہينے ميں ديوالي ہوتي هى اُس تمام مہينے ميں اکثر ديہات اور خاص خاص لوگونکے مکانوں ميں چراغ بڑے بلند بلند بانسوں وغيرہ کے ذريعہ سے (جسکو اکاس ديہ کہتے هيں) اسقدر اُنچے لٹکائے جاتے هيں کہ ناواقف آدمي کو دور سے ديکھکر ستاروں کا اُنپردھوکا ہوتا هى *

جنم اشٹمیں ايک تہوار هى جسميں لڑکوں کو کنہيا جي اور اُنکے گوپيوں کي نقل بناتے هيں اور وہ سب حلقہ مار کر ناچتي گاتے هيں (يعني راس کرتے هيں) *

هندوؤں کي ورزشيں

سپاهي وضع لوگ (يعني وہ اعلى فرقہ جو مذهب اور تجارت کے کاموں ميں مصروف نہيں رهتا) بھيڑيوں اور هرنوں اور خرگوشوں وغيرہ کا شکار کھيلنے اور اُنکے پيچھے گھوڑا دوڑانے کا شوق رکھتے هيں اور کتونسے جنگلي سور بھي پکڑواتے هيں ليکن زيادہ تر بھروسہ اپني تلوار يا برچھي پر رکھتے هيں اور هاتھيوں پر سوار هوکر بندوق سے شير کا شکار کھيلتي هيں اور بعضے وقت گھوڑے پر سوار هوکر اور کبھي پيادہپا بھي شير پر حملہ کرتے هيں گانوں والے بھي ايسے شير پر جو اُنکے قرب و جوار ميں اجاتا هى اکھٹے هوکر بڑي جوانمردي سے حملہ کرتے هيں مگر جب تک کہ شير آدميوں پر چوٹ کرنے کا عادي نہيں هوتا تب تک اُسکو نہيں چھيڑتے *

سپاهي پيشہ آدمي باوجود اپني معہود کاهلي کے سب کے سب چست و چالاک هوتے هيں خصوصاً مرهٹے اپنے گھوڑے اور نيزہ کے کرتب ميں مشہور هيں نہايت هلکے پهلکے سوار هوتے هيں اور زيربند تنگ لگاتے هيں اور لگام بھي کڑي مگربہت سبک چڑهاتے هيں اُنکي گھوڑے پيش سے اُتري هوئے ليکن پٹھوں کے بھاري هوتے هيں اور وہ اُنکو نہايت تنگ اور تھوڑي سي جگہہ ميں کاوا اتيرن سکھاتے هيں اور کود پھاند جست کرنے کي بھي

اچھي مشق کراتے هیں که وه اپنے سوار کو اوڑا کر دفعتاً دشمن کے دائیں یا بائیں پہونچاتے هیں جس سے دشمن کو سنبھلنے کي فرصت نہیں ملتي *

دوسوار هندوستاني دو بدو لڑنے والے جب ایک دوسرے پر حمله کرتے هیں تو وه اس قسم کے داؤں گھات کرتے هیں که اهل یورپ میں سے جو کوئي دیکھے وه کھیل اور تماشه سمجھے چنانچه وه ایک دوسرے کے هاتھه کے داؤں هوتے هیں مگر همیشه دیر تک دھوکه اور حیله سے گھات لگاتے کبھي پاس آتے کبھي بہت علحده هٹ جاتے هیں جس سے ظاهر هوتا هی که اُن کا اراده آویزش کا نہیں هی اور حقیقت میں وه اپني هررگ و پی سے اپنا اپنا مطلب حاصل کرنے میں کوشش کرتے هیں لیکن اپني چالاکي اور فطرت سے ایک کے حربه سے دوسرا محفوظ رهتا هی یہاں تک که انجام کار ایک نه ایک زخمي هوکر گھوڑے پر سے گرجاتا هی تب دیکھنے والے کو یقین آتا هی که حقیقت میں یهه ایک دوسرے کي جان کے درپے تھے *

هندو توڑے دار بندوق سے نشانه بھي صحیح لگاتے هیں لیکن اس کام میں مسلمان اُن سے بہت سبقت لیگئے هیں *

کرتبوں میں سے یهه بھي ایک کرتب هی که فیل نشین آدمي اپنے آپ هاتھي کو هانکتے هیں اور اس ذلیل کام کے کرنے کي وجهه یهه بتاتے هیں که لڑائي میں اگر فیلبان مارا جاوے تو مالک بے بس نرهجاوے اس کام کي مشق اُس وقت کام آوے قدیم زمانه میں یهه فن بہادروں کا نہایت عمده هنر سمجھا جاتا تھا *

هندوؤں کا لباس

هندوؤں کا باقاعده لباس غالباً وهي هی جس کا ذکر بنگاله کے بیان میں هوچکا هی اور تمام پکے برهمن وهي لباس پہنا کرتے هیں جس میں دوچادریں سوتي کپڑے کي هوتي هیں جن میں سے ایک (یعنے

دھوتي) کمر میں لپیٹ کر ایک سرا ٹانگوں میں سے پیچھے کو نکال کر
اڑس لیتی ہیں اور کچھہ حصہ اُس کا چن کر گھٹنوں سے نیچے تک
آگے لٹکتا رکھتی ہیں اور دوسري چادر کھندھوں پر ڈال لیتی ہیں اور
کبھي کبھي سر سے بھي اوڑہ لیتی ہیں کیونکہ سر ڈھکنے کي کوئي علحدہ
شی نہیں ہوتي † داڑھي اور سرکے بال منڈاتے ہیں مگر ایک لنبا گچھا
بالوں کا (یعنی چوٹي) سر پر باقي رکھتی ہیں اور سوائی سخت
برھمنوں کی موچھیں اکثر رکھتی ہیں اور بجز بنگالہ کے ہندوؤں کے اور
سب ہندو جو نہایت محتاط نہیں ہوتے ایک چھوٹي سي دھوتي بہت
چست باندہ کر اوپر سے ریشمین یا کسي چھینٹ کا پایجامہ پہنتی ہیں
اور ایک رنگین ململ کي کمري پہنکر کندھوں پر اُسي ململ کا ایک
دوپٹہ اور سر پر پگڑي رکھتی ہیں اور بعضی مسلمانوں کي طرح ڈھیلی
پائینچوں کا پایجامہ پہنتی ہیں *

نہایت کامل لباس ایک سفید اور لنبا جامہ باریک اور صاف ململ
کا ہوتا ہی اور کمر سے نیچے اُس میں بہت سا کپڑہ چنا ہوا ہوتا ہی
جامہ اور کمري اور پگڑي اور بازو بند اور مالا اور جواہرات سے پوشاک
کامل ہوجاتي ہی *

چونکہ یہہ پوشاک کسیقدر مسلمانوں سے لي ہوئي ہی اس لیئی
بہت قدیم نہیں لیکن اس کا صحیح نقشہ مصر کے شہر تھیبس کے
قبرستان میں بعض بادشاہوں کي تصویروں میں پائی جانے سے بڑي
حیرت ہوتي ہی ‡ اِن صورتوں میں انداز وضع اور اور ہرشی بالکل وہي
معلوم ہوتي ہی جو آج کل کے ہندو راجاؤں کي ہی *

---

† یہہ ٹھیک ٹھیک وہي لباس ہندوؤں کا ہی جسکا ایرینَس مورخ نے سکندر
کي تاریخ کے اُس حصہ میں ذکر کیا ہی جس میں ہندوؤں کا حال لکھا ہی

‡ خصوصاً مشہور غاربابزوني کے ایک دروازہ کے پہاوڑں پر جو صورتیں بني
ہوئي ہیں

عورتوں کا بیان

عورتوں کا لباس بھی قریب قریب اسیکے ہی جو مردوں کا بیان کیا گیا ہی مگر اُنکی دھوتی اور چادر لنبی اور نہایت شوخ رنگوں سے رنگی ہوئی ہوتی ہی مرد اور عورت دونوں بہت قسم کے زیور پہنتے ہیں ادنی درجہ کے مرد بھی بالیاں اور بازوبند اور مالا وغیرہ پہنا کرتے ہیں بعضے وقت زیور اِس خیال سے پہنتے ہیں کہ جسقدر روپیہ موجود ہوتا ہی اُسکے رکھنے کا یہہ نہایت آسان طریقہ ہی لیکن کبھی کبھی مالا ایک خاص قسم کے بیر کے جو ایک کھردرا خوشنما سیاہی مائل بھورا دانہ خشک ہوکر بنجاتا ہی یا لکڑی کے خراد پر اوترے ہوئے دانوں کی ہوتی ہی جسمیں ترتیب وار سونے یا مونگے کے دانہ ہوتے ہیں گردن کھلی ہوئی اور پاؤں ننگے رہتے ہیں مگر گھر سے باہر جانے پر تانت بافی لنبی نوک کی جوتیاں پہنی جاتی ہیں جو پالکی یا کمرہ کے پاس پہنچکر پھر اوتار کر رکھہ دیجاتی ہیں بچوں کو سونے کے زیور سے لادے رکھتی ہیں جس سے اکثر بچہ کشی کی ترغیب ہوتی ہی *

قدیم زمانہ میں هندوؤں کی عورتیں انگریزوں کی عورتوں سے کسیقدر کم بے حجاب اور بے تکلف تھیں بالکل پردہ نشینی کی رسم مسلمانوں کے عہد سے شروع ہوئی اور اب بھی یہہ رسم سپاہی وضع فرقہ سے مخصوص ہی اور قومیں کچھہ پردہ لحاظ کا خیال نہیں کرتیں چنانچہ برہمنوں کو اسپر ذرا بھی توجہہ نہیں پیشوا کی بی بی کھلے خزانہ مندروں میں پیادہ پا جایا کرتی تھی اور بے پردہ سواری پر سوار ہوکر اپنے رتبہ کے موافق جاہ و حشم همراہ لیکر بازاروں کی سیر کیا کرتی تھی *

مگر عورتیں مردوں کے جلسوں میں شریک نہیں ہوتیں اور اُنکو مرتبہ میں مردوں کی برابر نہیں سمجھا جاتا ادنی درجہ کے لوگوں میں عورت کھانا پکاکر خصم کے آگے پروستی ہی اور اُسکے کھا چکنے تک آپ نہیں کھاتی جب مرد و عورت دونوں کہیں جاتے ہیں تو عورت باوجود نہونے

کسي ایسي وقت کے جس سے برابر چلنا ممکن نہو مرد کے پیچھے پیچھے چلتي هی عورت کو مارنا پیٹنا عوام میں ایسي بیعزتي نہیں سمجھا جاتا جیسا کہ انگریزوں میں عوام‌الناس سمجھتے هیں عورتوں کے کم رتبہ تھرائے جانے کے برخلاف قدرتي محبت اور عقل کے باعث سے وہ اپنے حق کو پہنچ جاتي هیں چنانچہ شوهر اپني زوجہ پر اعتماد رکھتا هی اور اُس سے صلاح و مشورہ کرتا هی اور اُسکي خوشي کو اپني مرضي پر غلبہ دیتا هی جیسا کہ اور ملکوں میں دستور هی *

غلامي کا بیان

هندوؤں کي تربیت اور شایستگي میں دوسرے عیب اور نقصان کے معلوم هونے سے جو بہ نسبت اس برائي کے جسکا ابهي ذکر هوا زیادہ اصلي اور حقیقي هی بادي‌النظر میں جو خیال اُسکي برائي کا دل میں آتا هی حقیقت میں اُس سے بہت کم برائي اُسمیں هی گھروں میں جو غلام علی‌العموم هوتے هیں وہ کچھہ نہایت سخت غلامي کي حالت میں نہیں هوتے غلام اکثر خانہ زاد یا ایسے بچہ هوتے هیں جنکے ماں باپ قحط میں افلاس کے باعث بیچ ڈالتے هیں یا ایسے بچہ هوتے هیں جنکو بنجارے جو گروہ اُن گلہ بانوں کا هوتا هی جنکي معیشت جنسوں کے ایک ملک سے دوسرے میں ملک لیجاکر فروخت کرنے پر منحصر هوتي هی ایک ملک میں سے پکڑ کر دوسرے ملک میں لیجاکر بیچڈالتے هیں البتہ جرم قابل سزا کے هی لیکن انگریزوں کی غلاموں کي تجارت کي نسبت اُسکي گرفت هوني دشوار هی کیونکہ وہ شاذ و نادر هوا کرتا هی خانہ‌زاد غلاموں کے ساتھہ نوکروں کیطرح پیش آتے هیں نوکروں سے اُن میں اتنا فرق هوتا هی کہ اُنکو خاندان کا متوسل سمجھا جاتا هی اُنکے فروخت کیئے جانے کي نسبت مجھکو شبہہ هی اُنکي صورت سے غلام هونا سمجھہ میں نہیں آتا کیونکہ آزاد آدمیوں سے اُنمیں کوئي فرق اور امتیاز نہیں رکھا جاتا هی مگر غلامي کسي موقع پر برائي سے خالي نہیں هوتي چنانچہ جو لڑکیاں پکڑي

اني هيں اُن کو چکله والی بازار میں بیٹها کر خرچي کمانے کي غرض سے پرورش کرتے هيں اور اور صورتوں میں اُنکے مالک اپنے خرچ میں لاتے هيں یعنی حرم بناتے هيں جسکي جلن سے اصل بي بي اُن پر جور و ستم کرتي هی *

هندوستان کے بعض حصوں میں غلام کچهه امیروں کے هاں نہیں هوتے بلکه غریب کاشتکاروں کے پاس بهي هوتے هيں جنکے ساتهه وه اُسیطرح پیش آتے هيں جیسے اور اپنے خاندان والوں کے ساتهه منو کے مجموعه کي رو سے معلوم هوتا هی که ایسے غلام جو کاشتکاروں سے متعلق هوں نه تهے مگر یهه دریافت هوتا هی که جب هندو جنوب کي طرف پهیلے تو اُنہوں نے اُس طرف اس قسم کي غلامي یا خود قایم کردي یا وهاں پہلے هي سے هوتي هوئي پائي بعض ایسے ضلعوں میں جو جنگلوں میں واقع هيں کاشتکاروں کے پاس ایسے غلام پائے جاتے هيں جنکي نہایت کم بندش اور روک ٹوک هی بلکه کسیقدر مزدوري کي اجرت کا بهي مستحق اُنکو سمجها جاتا هی هندوستان کے جنوب میں جو غلام زمین سے متعلق هوتے هيں زمین کے بکنے پر وه بهي اُسکے ساتهه فروخت شده سمجهے جاتے هيں اور ملیبار میں جہاں اُن کي نہایت بري حالت هی زمین سے علحده بهي بک جاتے هيں ملیبار میں اور غایت جنوب میں جو تعداد اِن غلاموں کي لوگوں نے قیاس کي هی وه ایک لاکهه سے چار لاکهه تک هی بنگاله اور بہار میں اور گجرات کے شمال و مشرقي کوهستاني حصه کي طرح اور پہاڑي حصوں میں بهي اس قسم کے غلام موجود هيں مگر هندوستان کے کل باشندوں سے غلاموں کي نسبت نہایت خفیف هی اور اُسکے بہت سے حصوں میں زمین سے تعلق رکهنے والی غلاموں سے تو لوگ واقف بهي نہیں هيں *

شادي کي رسمیں

شادیوں میں بہت سي رسمیں جنمیں سے تهوڑي سي دلچسپ بهي هيں هوتي هيں اُنمیں سے دولہ دلہن کے هاتهه ملاکر ایک ایسي گهاس

سے جسکو مقدس سمجھا جاتا هی باندهتا هی لیکن شادي کا ضروري جز یهه هی که دلهن سات قدم چلتي هی اور هر قدم پر خاص اشلوک پڑها جاتا هی ساتواں قدم رکهنے کے بعد شادي مستحکم هو جاتي هی † یهي ایک طریق شادي کا مروج اور جایز هی باقي سات طریق منسوخ اور متروک هوگئی هیں ‡ *

منو کے مجموعه میں جو ممانعت اسبات کي هی که دلهن کا باپ دوله سے کوئی شے ایسي نلیوے جس سے معاوضه مفهوم هووے اُسکي آج کل زیاده پابندي هوتي هی اِس معامله میں اِسقدر هتک عزت کا خیال رهتا هی که شادي هو جانے کے بعد بهي داماد سے امور متعلق زندگي میں کسي قسم کي مدد لینا بے عزتي سمجها جاتا هی یهه بات لابدي هی که دوله دلهن کے باپ کے گهر پر بیاهنے کو آئی اور وهیں سے شادي کرکے لیجائی *

دوله جب بیاهنے آتا هی تو مهمانداري کے وهي سب طریقے جو قدیم سے چلے آتے هیں برتے جاتے هیں اب بهي قدیم رسمیں مهمان نوازي کي اِس طرح پر ادا کیجاتي هیں که دعوت کي نظر سے گائی دوله کے روبرو پیش کرتے هیں لیکن دوله اُسکي جان بخشي کراتا هی اور اُسکے کهنے سے اُسکي جان چهوڑ دي جاتي هی § *

راجاؤں کي شادیوں میں جنکي دلهن غیر ملک سے آتي هی ایک علحده مکان دولهن اور اُسکے باپ کے واسطے زر خطیر لگاکر بیدریغ تعمیر کرایا جاتا هی اور عام شادیوں میں جس سواري میں دوله دولهن کو لیجاتا هے وه نهایت شان و شوکت والي اُنکے مقدور کے موافق هوتي هے *

---

† کالبروک صاحب کي تحقیق مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۳۰۳ و ۳۰۹

‡ ایضاً صفحه ۳۱۱

§ کالبروک صاحب کي تحقیق مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۲۸۸ و ۲۸۹ مهمان کي دعوت میں گائی کا ذبح هونا ایسا معمولي طریقه ٹهرا هوا تها که سنسکرت میں مهمان کا لقب گوگهنا (یعني گائی کا هلاک کرنے والا) مقرر هوگیا تها

بنگاله میں ان سواریوں پر بہت سا مال و دولت خرچ هو جاتا هی اور شادیوں میں کئي کئي لاکهه روپیه لگتا هی † دولہ دلہن عموماً بچے هوتے هیں جنکي عمر دس برس سے کم هوا کرتي هی اور دولہن کا نابالغ هونا ایک ضروري امر هی ان بیوقتي شادیوں سے ربط و اتحاد باهمي پیدا هونے کے بجاے اُنمیں اکثر آغاز عمر سے هي ایسي نا اتفاقي پیدا هوتي هی جو عمر بهر نہیں جاتي *

اولاد کي تعلیم کا طریقه

هندو اپني اولاد کے ساتهه اُنکے بچپن میں بہت محبت کرتے هیں لیکن جوان بیٹوں کے ساتهه اُنکا لڑائي جهگڑا رهتا هي جسکا سبب غالباً باپ کے اختیاروں کا اپنے مال و متاع کي نسبت از روئے قانون کے محدود هونا معلوم هوتا هی *

لڑکوں کو جوانوں کیطرح لباس پہناکر اور چهوتي چهوتي هتیار بندهوا کر مجلسوں میں اپنے ساتهه لیجاتے هیں اور وه لڑکے بهي بڑے بوڑهوں کے ادب اور قاعده سے بیٹهتے اُٹهتے هیں بلکه اُنسے اکثر تکلف کي باتیں بهي وقوع میں آتي هیں *

عوام‌الناس کے بال بچے گلي کوچوں میں خاک اڑاتے آپس میں دنگا فساد مچاتے پهرتے هیں اور انگلستان کے عام لوگوں کے لڑکے بالوں سے بڑهکر بیلئید هوتے هیں اس عمر میں وه سب علی‌العموم بہت خوبصورت هوتے هیں *

عام لوگوں کي تعلیم لکهنے اور حساب کے اصول سیکهنے سے زیاده نہیں بڑهتي تمام شہروں اور بعض دیہات میں بهي مدرسه هیں جہاں تهوڑي سي فیس دیني پڑتي هی اور هر لڑکے کي تعلیم کے خرچ کا هندوستان کے جنوب میں ساڑهے سات سے آٹهه روپیه تک سالانه تخمینه کیا گیا هی ‡

† وارڈ صاحب کي کتاب جلد ۱ صفحه ۱۷۰

‡ کپتان هارکنس صاحب کا قول مندرجه رائل ایشیا ٹک سوسیٹي نمبر ۱ ۱۹ ۸۰

لیکن اور مقاموں میں وہ بہت کم هوگا بنگالہ اور بہار میں فیس اکثر تھوڑا سا غلہ یا کچھ ترکاري هوتي هی † گرو یعني معلم اُنکو اپنے نائب یعني گر چھٹروں کي مدد سے اُس طریق پر تعلیم کراتے هیں جو طریقہ مندراس سے حاصل کرکے اِنگلستان میں رائج کیا گیا *

جس قدر لڑکے مندراس احاطہ میں عام مدرسوں میں تعلیم پاتے هیں اُنکي تعداد کي نسبت ملرو صاحب کے تخمینہ کي بموجب تین میں ایک سے کم هی اگرچہ یہہ تعداد گھٹتي هوئي هی لیکن اُنکي یہہ راے بہت ٹھیک هی کہ یہہ نسبت اُس سے بہت زیادہ هی جو اب سے تھوڑے هي عرصہ پہلے یورپ کے اکثر ملکوں میں تھي غالب ایسا معلوم هوتا هی کہ اور احاطوں میں بھي طالب علموں کي نسبت مندراس سے کچھہ زیادہ نہوگي مجھکو یہہ شبہہ البتہ هی کہ کہیں اوسط نسبت اِس سے بہت زیادہ نہو عورتیں هر جگہہ بالکل نا تربیت یافتہ هیں *

آسودہ حال آدمي اپنے بچوں کو عام مدرسوں میں نہیں بھیجتے بلکہ پنڈت نوکر رکھکر اپنے اپنے گھر پر تعلیم کراتے هیں بڑے بڑے علم اکثر مفت سیکھائے جاتے هیں چنانچہ بڑے بڑے ذي علم پنڈتوں کي جو اُن علموں کي تعلیم کرتے هیں اور اکثر اُنکے طالب علموں کي بسر اوقات اُن بخششوں سے هوتي هی جو راجہ اور امیر لوگ بطور نذرانہ کے اُنکو دیتے هیں *

برهمنوں کے سوا اب کسي اور قوم میں علم باقي نہیں رہا اور اُنمیں بھي زوال پر هی *

قدیم علم کي باقیات جو اب موجود هیں اُنسے وہ بڑا درجہ جس تک قدیم زمانہ میں علم پہونچا تھا بخوبي ظاهر هوتا هی لیکن اُس زمانہ میں علم کي کثرت سے شایع هونے پر اِسطرحکي کوئي دلیل پائي نہیں جاتي اور اگلے وقتوں میں چار قوموں میں سے تین قوموں کو بید پڑھنے

† آدم صاحب کي رپورٹ تعلیم مطبوعہ کلکتہ سنہ ۱۸۳۸ ع

پر راغب کیئے جانے سے یہہ بات ظاہر هی کہ تینوں فرقے اس زمانہ کي نسبت بہت زیادہ علم و آگاهي رکھتے تھے *

هندوؤں کے لقب اور نام

مختلف تاریخوں میں جو هندوؤں کے خطاب اور نام وغیرہ آتے هیں اُنکے باساني سمجھہ میں آنے کے لیئے اُنکا بیان اُس سے زیادہ ھمکو کرنا مناسب هی جسقدر کہ معمولي طور پر هونا چاهیئے تھا *

هندوؤں کي چند هي قوموں میں خانداني نام هوتے هیں چنانچہ مرهٹوں کے خانداني نام ایسے هي هوتے هیں جیسے کہ اهل یورپ کے راجپوتوں میں خانداني ناموں کے بجاے قومي نام هوتے هیں اور یهي حال هندوستان کے شمالي حصہ کے برهمنوں کا هی *

هندوستان کے جنوب میں معمول یہہ هی کہ هر شخص کے نام پر شروع میں اُس مقام یا بستي کا نام لگا دیتے هیں جہاں کا وہ رهنے والا هوتا هی مثلاً کارپا کاندي راؤ یعني کار پا کا رهنے والا کاندي راؤ † نہایت عام طریقہ بڑے موقعوں پر نام لینے کا جو ایشیا کے اکثر حصوں میں رایج هی ابنیت کا هی یعني آدمي کا نام بغیر ولدیت کے لینا مگر یہہ طریقہ شاید مسلمانوں سے لیا گیا هی *

تاریخ کا پڑھنے والا اهل یورپ کسي شخص کے ناموں میں سے کوئي سا نام اختیار کرلے یعني اختصار کي نظر سے خواہ پہلا خواہ پچھلا نام لیوے لیکن پہلا نام شہر کا هوگا اور پچھلا مسمی کے باپ کا یا اُسکے قوم کا هوگا اُسکا نہوگا *

ایک اور مشکل خصوصاً مسلمانوں میں خطاب کے تبدیل هونے سے پیش آتي هی جیسا کہ انگریزي امیروں میں بهي دستور هی *

کریا کرم

هندو اپنے مردوں کو عموماً دفن نہیں کرتے البتہ سادہ سنت وغیرہ

---

† عہدوں سے بهي آدمیوں کا اکثر لقب مشہور هوجاتا هی

اپنے مردہ کو چار زانو بیٹھا ہوا دفن کرتے ہیں مریض قریب‌المرگ کو ایک قسم کی گھاس سے بنے ہوئے پلنگ پر جسکو مقدس جانتے ہیں لٹاکر گھر سے باہر اگر گنگا قریب ہوتی ہی تو اُسکے کنارہ پر لیجاتے ہیں اور اُسپر کالی تلسی کی پتی جسکو ہندو متبرک سمجھتے ہیں ڈالتے ہیں اور بیمار سے بھجن اور دعائیں کہلاتے ہیں اگر وہ اِس حالت کے بعد موت کے پہنچنے سے بچ رہتا ہی تو اپنے خاندان میں شامل نہیں ہوسکتا لوگ گنگا کے کنارہ پر ایسے لوگوں کے گانوں کے گانوں آباد بتاتے ہیں جنکے جورو بچے گھر باہر وہاں دوسرا ہوگیا ہی مگر جو لوگ اچھی واقفیت رکھتے ہیں وہ اس رسم سے اِنکار کرتے ہیں اور اُسکا وجود نہیں بتاتے غالباً یہہ کہانی کسی غلط فہمی سے نکلی ہی بعد وفات کے مردہ کو نہلاکر خوشبو لگا ہار سجا ارتھی پر لٹا کر لیجاتے ہیں اور مذہبی تاکید ہی کہ ارتھی کے آگے آگے باجا بجتا جاوے جسپر ہندوستان کے جنوب میں اب بھی بڑی توجہہ ہوتی ہی اور وہاں یہہ بھی دستور ہی کہ مردہ کا چہرہ کھلا ہوا رکھتے ہیں جسکو سندور سے نہایت سرخ کر دیتے ہیں برخلاف اِسکے اور حصوں میں مردہ کا جسم نہایت احتیاط سے کپڑہ سے ڈھکتے ہیں کہ ذرا کسیطرف سے کھلا ہوا نہیں ہوتا سوائے دکھن کے مردہ کو بغیر باجے کے لیجاتے ہیں اور جتنے آدمی ارتھی کے ساتھہ ہوتے ہیں کچھہ کچھہ ماتم کرتے جاتے ہیں *

عوام‌الناس میں سے ہر ایک مردہ کی چتا چار پانچ فٹ سے زیادہ بلند نہیں ہوتی اور اُسکو پھولوں سے آراستہ کیا جاتا ہی جلتے وقت گھی اور خوشبو دار تیل آگ کے شعلوں پر چھوڑتے جاتے ہیں جسوقت چتا بناکر معمولی رسمیں کرچکتے ہیں تب اُسمیں ایک رشتہ دار آگ لگاتا ہی اور بعدہ بہت سی رسمیں کرکے سب عزیز و اقربا نہاتے ہیں اور ساری چتا میں آگ پھیلجانے تک بیٹھے رہتے ہیں اُنکے کپڑے پانی میں بھیگے ہوئے اور چتا کیطرف بچشم افسوس و حسرت دیکھتے ہوئے دیکھکر تماشائی

کا دل بهر آنا هی مگر یهه اُنکا لباس بگهونا اور رنج و الم کرنا مذهب کے خلاف هی بلکه ازروے مذهب کے یهه هدایت هی که اشلوک پڑهکر اپنے رنج کو ٹالیں اور گریه و زاری سے باز رهیں † *

هندو قبریں صرف اُن لوگوں کی بناتے هیں جو لڑائی میں مارے جاتے هیں یا ایسی عورتوں کی خاکستر کو دفناتے هیں جو اپنے شوهروں کے ساتهه ستی هوتی هیں اور اُنکی قبریں چهوٹے چهوٹے مربعه چبوترے هوتے هیں *

کریا کرم کی اور رسمیں جو کبهی کبهی معین وقتوں میں مردوں کے واسطے کیجاتی هیں اُنکا مفصل بیان اِس کتاب کے پہلے حصه میں کیا گیا اِس موقع پر میں صرف اُس بڑے خرچ کو بیان کرتا هوں جو بعض اوقات اِس کام میں کیا جاتا هی چنانچه جون سنه ۱۸۲۴ ع کے کلکته کے اخبار میں چهپا تها که وهاں کے ایک مشهور خاندان نے اِس موقع پر علاوه بهت سی بخششوں کے جو برهمنوں کو دیں پانچ لاکهه روپیه محتاجوں پر خیرات کیا اِس رقم میں میری راے میں وه بیس هزار روپیه بهی شامل هی جو وه خاندان نادار قرضداروں کی عوض ادا کرتا هی ‡ *

ستی کا بیان

یهه بات مشهور هی که هندوستان کی عورتیں اپنے شوهروں کی چتا

---

† اُن اشلوکوں میں سے یهه اشلوک بهی هیں — بیوقوف هی وه شخص جو اِنسان کی ایسی زندگی کی همیشگی چاهتا هی جو کیلے کی شاخ کی مانند کمزور اور سمندر کے پهنار کیطرح ناپائدار هی — تمام ادنی سے ادنی چیزیں فنا هونگی اور آخرکار اعلی سے اعلی چیزیں بهی نیست و نابود هونگی — روحیں اُن آنسوؤں میں جو اُنکے عزیز و اقربا بهاتے هیں نارضامندی سے شریک هوتے هیں روح واویلا نهیں کرتی بلکه اپنے مردہ جسم کی کریا کرم میں محبت کے ساتهه مصروف هوتی هی — کالبروک صاحب کی تحقیق مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۲۴۴

‡ کوارٹرلی اورینٹل میگزین بابت ستمبر سنه ۱۸۲۴ ع صفحه ۲۳

پر اپني جان کهوتي هيں أسکو ستي هونا کهتے هيں جس زمانه ميں اس وحشيانه رسم نے رواج پايا هی وه تحقيق نهيں هی منو نے اس پر کچهه اشاره نهيں کيا هی أسکے أس بيان سے جس ميں أسنے بيوه عورتوں کي وفاداري کے چلن کا ذکر کيا هی اسبات ميں کوئي شبهه نهيں رهتا که شوهروں کي وفات کے بعد بيوه عورتيں أس زمانه ميں زنده رهتي تهيں بعضی خيال کرتے هيں که قديم سندوں خصوصاً رگ بيد کي رو سے يهه رسم جايز هی ليکن بعضے أسکے معني اور طرح پر ليتے هيں † بيشک يهه رسم بهت قديم هی .چنانچه ڈائيو ڈورس مورخ نے اسکي ايک مثال اپني أس تاريخ ميں جو قبل ظهور حضرت مسيح عليه‌السلام أسنے لکهي هی بيان کي هی اور لکها هی که يهه ستي کي رسم يومينيز کي فوج ميں تين هزار برس قبل مسيح عليه‌السلام کے هوئي ‡ *

شخص متوفی کي بي‌بيوں ميں سے أسکے دعوي کو ترجيح ديني جو عمر ميں زياده هو اور حامله عورت کے جلانے کي ممانعت کے هندوستاني قانون اور اور اسي قسم کي باتيں جنکو ڈائيوڈورس نے بيان کيا هی وه فی‌الواقع هندوؤں کي قوانين سے اسقدر مطابق هيں اور اور رسمونکا حال بهي جو أسنے لکها هی ايسا صحيح هی که ڈايوڈورس کا بيان بالکل درست اور سچ معلوم هوتا هی پس يهه رسم يومينيز کے زمانه ميں اگرچه ايسي پهيلي هوئي نه تهي مگر ايسي هي اچهي طرح سے تسليم کي هوئي تهي جيسے که آج کل هی *

---

† راجه رام موهن نے جو اِس مقام کے معني ليئے هيں أنکو ديکهو صفحه ۲۰۰ سے لغايت ۲۶۶ اور کالبروک صاحب کي تحرير مندرجه کتاب تحقيقات ايشيا جلد ۴ صفحه ۲۵۵ اور پروفيسر واسن صاحب کي تحرير مندرجه لکچرهاے مقام اکسفورڈ صفحه ۱۹

‡ ڈائيوڈورس سائيکولس حصه ۱۹ باب ۲ اِس رسم کا بيان اسٹريبوني بهي بسند ايرسٹوبولس اور ارني سيکريٹس کے کيا هی مگر ڈائيوڈورس کيطرح صفائي سے نهيں کيا

ڈائیوڈورس نے اس رسم کا باعث انگریزوں کے پادریوں کی طرح اُس ذلیل حالت کو قرار دیا ہی جسمیں عورت اپنے شوہر کی وفات کے بعد مبتلا ہوتی ہی لیکن اگر یہہ خیال عام ہوتا تو ستی کا طریقہ بہت کم نہوتا زیادہ تر غالب یہہ معلوم ہوتا ہی کہ فی‌الفور بہشت کے عیش و عشرت کے مزے اوڑانے کا شوق اور اپنے شوہر کو بہی اُن لذتوں کے مستحق کرنے کی امیدیں اور وہ فخر جو جان بوجھہ کر جان دینے یعنی ستی ہونے کا ہوتا ہوگا اُن چند عورتوں کی طبیعت میں جوش اور ولولہ پیدا کرنے کے لیئے کافی وافی ہوگا جو ایسے ہیبت ناک امتحان میں اپنے آپکو مبتلا کرتی ہیں *

کہتے ہیں کہ خود رشتہ‌دار بیوہ عورت کو اس غرض سے خودکشی پر امادہ کرتے ہیں کہ اُسکا مال و متاع اُن کے ہاتھہ لگ جاوے مگر اُن واقعات کی تعداد کی مناسبت سے بہی جنمیں بیوہ عورتوں کے پاس مال و متاع چہوڑ جانے کے واسطے ہوا ہی یہہ خیال کرنا کہ ایسی حرکتیں اکثر ہوتی ہیں انسان کی جبلی عادت پر نہایت سخت راے قایم کرنا ہی حقیقت میں اسباب پر باطمینان بہروسہ کرنا چاہیئے کہ رشتہ‌دار اگر تمام موقعوں پر نہیں تو اکثر میں بیوہ کو جان کہونے سے باز رکہنی پر دلسے راغب ہوتے ہیں چنانچہ اُسکو باز رکہنے کے واسطے اپنی نہمایش اور اگر چہوٹے بچہ ہوتے ہیں تو اُنکی خوشامد کے علاوہ اپنی نہایت دوست خاندانوں اور اور عالی مرتبہ رکہنے والوں سے اُسکو فہمایش کراتے ہیں اگر یہہ واقعہ کسی عالی خاندان میں ہونے کو ہوتا ہی تو خود راجہ بیوہ کے سمجہانے اور اُسکو تسلی دلاسا دینے کو جاتا ہی بہت سے ستیوں کا ہونا راجہ کی حکومت کے حق میں برا شگون سمجہا جاتا ہی عام تدبیر بیوہ کو اس جان جوکہوں سے باز رکہنے کی یہہ ہوتی ہی کہ اُسکو اس قسم کی ملاقاتوں میں مشغول رکہہ کر مردہ کو اُسکی آنکہہ بچا اور لیجاکر پہونک دیتے ہیں *

بیوہ کے ستي کرنے کا طریق مختلف هی بنگاله میں مردہ اور اُسکي زوجه کو چتا پر لٹاکر رسیوں اور بانسوں سے جکڑکر باندهدیتی هیں که اُٹھه نه سکے اور اوڑیسه میں گڑها کھودکر اُسمیں مردہ کو جلاتے هیں جسمیں اوپر سے عورت کود پڑتي هی اور دکھن میں چتا پر عورت اپنے شوهر مردہ کا سر زانو پر لیکر بیٹھتي ہے اور چتا کے ایدهر اودهر بلیاں کھڑي کرکے اُنمیں لکڑیوں کي چھت رسي سے باندهه کر اُسکی سر پر لٹکاتے هیں اور اُس مردے اور عورت کے آس پاس برابر لکڑیاں چنتے چلے جاتے هیں جنمیں یا تو اُس کا دم گھٹ جاتا هی یا وہ چھت اُوپر سے گر پڑتي هی اور سر کچل جاتا هی *

ایک بیوہ کو ستي هوتے هوئے دیکھنا روح پر صدمه پهونچنی کي بات هی مگر یهه بات کهني مشکل هی که اُس کے دیکھنی سے تماشائي کے دل میں ترس اور رنج زیادہ پیدا هوتا هی یا حیرت اور عظمت ستي هونے والي عورت کا استقلال اور تحمل جو انسان کے مقدور سے باهر هی اپنے مملوکه اشیا کو اُسیوقت تقسیم کرنے اور آس پاس والوں سے وداعي سلام و دعا کهنی سنی اور لوگوں کي طرف سے اُسکي تعظیم اور آداب پیش هونے سے دو بالا هوجاتا هی اور سخت موت جو اُس کي منتظر هوتي هی اُس کا اُسکي باتوں سے ظاهر میں کچهه خوف نه معلوم هونے سے دونا اثر طبیعت پر هوتا هی اِسکی بعد جو کچهه خیال آتے هیں وہ اس سے مختلف هیں یعنے طبیعت یهه سوچنے سے منفعل هوتي هی که وہ ایک ضعیف هستي صرف خیالات باطل کے سبب سے جان نثاري کا وہ کمال ظاهر کرتي هی جس سے بڑے بڑے حب وطن والوں اور شهیدوں کے کام سبقت نهیں لیجاسکتی *

سیني سنا هے که گجرات میں عورتیں ستي هونے کو طیار هوتي هیں تو اُن کو افیون کھلاکر بیهوش کردیتی هیں اور ملک کے اکثر اور حصوں میں یهه حال نهیں هوتا چنانچه عورت ستي هونے کي تمام رسموں کو

بکمال استقلال ادا کرتي هی اور کچهه بهي هراس أسکي طبیعت پر ظاهر نهیں هوتا اکثر عورتوں کو لوگوں نے ستي هوتے هوئی دیکها که آگ کي لپٹوں میں اپني دونوں هاتهه جوڑ کر سرکو لگاے أسیطرح دعا میں مشغول بے کهٹکي بیٹهي هوئی هیں جیسیکه عام عبادت میں دعا مانگا کرتے هیں برخلاف اسکے ڈرپوک عورتوں کي مثالیں بهي ایسي دیکهنے میں آئي هیں که جان کے ڈرسے جلتي آگ میں سے نکل نکل کر بهاگیں هیں اور لوگوں نے کهیر چهپ کر زبردستي آگ میں ڈالا هی اس قسم کي ایک واردات بنگاله میں هوئي جس میں تماشا دیکهنی والوں میں ایک انگریز بهي شریک تها (یعنے ایک عورت آگ میں سے بهاگي اور لوگ أسکو جبراً آگ میں ڈالنی لگی) وہ انگریز أسکي جان بچانے میں کامیاب هوا (یعنی أسکو جلنی سے بچا دیا) لیکن دوسرے دن أس انگریز کو اسبات سے از بس تعجب هوا که أس عورت نے آکر سخت لعنت ملامت کي اور ألٹي سیدهي سنائیں که تونے مجهکو ذلیل اور بے عزت کیا اگر جلجانے دیتا تو آج میں اپنے شوهر کے ساتهه بیکنٹهه میں عیش أڑاتي هوتي اور پس ماندہ میرے مجهکو بدعاے خیر یاد رکہتے هوتے *

ستي هونے کا طریقه تمام هندوستان میں هرگز عام نهیں هی کیونکه دریاے کشنا کے جنوب میں کبهي کوئي ستي نهیں هوتي اور بمبئي احاطه میں جسمیں پیشواؤں که پہلي سلطنت بهي شامل هے ستیوں کي تعداد سالانه بتیس هے اور باقي دکهن میں اس سے بهي بهت کم هوتي هیں مگر هندوستان خاص اور بنگاله میں ایسي عام هی که صرف أن حصوں میں سے جنمیں انگریزي عملداري هی سیکڑوں عورتوں کے جلنی کي سرکاري رپورٹ هوتي هی *

مردوں کي خود کشي بهي هوا کرتي هی مگر علی‌العموم ایسے لوگ اپني جان کهوتے هیں جو کسي لاعلاج مرض میں مبتلا هوتے هیں یهه

خود کشي آگ میں کود پڑنے یا کسي اور ڈھب سے جلجانے یا دریا میں ڈوب مرنے یا جگناتھہ کي بیوان کے پہیہ کے نیچے قصداً دب کر مرجانے سے ہوتي هی *

اسٹرلنگ صاحب جو جگناتھہ کے مندر کے انتظام پر چار برس مقرر رهے اُنکے روبرو تین وارداتیں اس قسم کي ظہور میں آئیں جنمیں سے ایک شخص تو اتفاقیہ دبکر مرگیا اور دو شخص مدت سے سخت بیماریوں میں مبتلا تھے وہ قصداً اُسکے نیچے دب کر مرے † *

موروثي چور

بعضي خاص باتیں هندوؤں کي ایسي هیں که انکي قسمیں نہیں قایم هوسکتیں هندوؤں میں جو تمام پیشوں کے واسطے قومیں معین هیں تو چوروں کي بھي ذاتیں خاص هیں اور وہ اپني اولاد کي پرورش اسي نظر سے کرتے هیں که اپنا موروثي پیشه چوریکا اختیار کرینگے بہت سي پہاڑي قومیں جو اکثر تردد یافته ملکوں کے حدوں پر بستي هیں اسي قسم کي هوتي هیں اور میدانوں میں بھي ایسي قومیں آباد هیں جو یورپ کے خانه‌بدوش چوروں سے زیادہ تر چوري اور قزاقي میں مشہور هیں پیشه کے موروثي هونے سے اگر هنر کو ترقي هوتي هی تو وہ چوري کے هي پیشه میں هوتي معلوم هوتي هی کیونکه کسي اور مقام میں ایسے چالاک اور طرار چور نہیں هیں جیسے که هندوستان میں مسافروں سے بہت سے قصه کہانیاں ایسي سنے میں آتي هیں جنسے چوروںکا استقلال اور پخته کاري اور طراري اور مکاري اس قسم کي معلوم هوتي هی جسکے ذریعه سے وہ پاسبانوں میں سے چوري کرنے آتے هیں اور کمال خطرہ کي حالت میں تمام مال مسروقه بحفاظت لیجاتے هیں بعضے زمین میں سرنگ لگاکر نہایت مستحکم اور محفوظ مکان کے اندر نکل آتے هیں اور بعضے گو کسي طریقه سے اندر گھسیں مگر کوئي نکوئي راسته اپنے بھاگنے کے واسطے رکھتے

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحه ۳۲۴

هیں ننگے منگے تمام جسم پر تیل ملے هوئے تلوار لیکر چوري کو جاتے هیں پس اول تو اُنکی گرفتار هي کرنے میں خطره هوتا هی اور اگر پکڑا بهي تو پکڑنے والوں کے هاتهوں میں چکناٸي کے سبب سے اُنکا روکنا مشکل هوتا هی *

ایک بڑا گروه چوروںکا جو ٹهگ کہلاتے هیں طرح طرح کے روپ میں دیس بدیس پهرتے اور همیشه بهیس بدلتے رهتے هیں اور اس فن میں وه اُستاد کامل هوتے هیں اُنکا طریقه یهه هی که وه ایسے مسافروں کے ساتهه لگ لیتے هیں جنکے پاس کچهه مال و متاع سمجهتے هیں اور اُنکو یار بنا کر اُسوقت تک همراه رهتے هیں که کوئي بیهوش کرنے والي بوٹي کهلادینے یا پهانسي ڈالکر مار ڈالنے کا موقع هاتهه لگتا هی حاصل کلام یهه که وه مسافر کو ایسے هنر سے مارتے هیں که قطره بهر خون نهیں بهتا اور اس تدبیر سے کهیں دابتے هیں که اُسپر کوئي مصیبت گذرنے کا شبهه ایک مدت دراز کے بعد هوتا هی ٹهگ بهواني سے مدد مانگا کرتے هیں اور اُسکي منت مانتے هیں که جو کچهه همارے هاتهه لگیگا اُسکا اسقدر حصه تیري نذر کرینگے مذهب اور معصیت کي آمیزش ایک خاص بات هی لیکن اُسکي مثل وه قول و قسم هوتے هیں جو بحري قزاق مدونا کے ساتهه کیا کرتے هیں اور مسلمان ٹهگ جو کثرت سے هوتے هیں شیطان کے ساتهه معاهدے کرتے هیں جنپر ایام جهالت میں اعتقاد کیا جاتا تها *

اسبات کا بیان کرنا کچهه ضرور نهیں که چور قوموں کي نسل جو ایک مدت سے چلي آتي هی اُنکي قدامت کے سبب سے باقي اور لوگ هندوستان کے اُنکو اسبات کا مستحق نهیں سمجهتے که اُنکے ساتهه همدردي کیجاوے اور دنیا و آخرت میں اُنکو سزا کا سزاوار جانتے هیں جس سے ظاهر هوتا هی که ان باقي اهل هند کے ابا و اجداد نهایت نیک قوموں میں سے تهی *

اجوره‌دار چوکیدار یا نگهبان یا جو همراه لیلیئے جاتے هیں وه علی‌العموم

انہیں چوروں میں سے هوتے هیں مگر نہایت وفادار اور کام کے هوتے هیں صرف اُنکے ساتھہ میں رهنے سے اُنکی همقوم چوروں سے اور اُنکے هنر و چالاکي سے غیر قوم کے چوروں سے امن ملتي هی گجرات میں اس قسم کي ایک قوم مشہور هی جو پانوں کے نشان سے چوروں کا کھوج لگاتي هی ایک خشک ملک میں هر دیکھنے والي کو پاؤں کا نشان بہت کم نظر آویگا مگر اُس قوم کا آدمي اُسي سے تمام علامتیں پاؤں کي اُس نشان سے ایسي معلوم کرلیتا هی کہ اُس کے ذریعہ سے فوراً اُس شخص کو پہچان لیتا هی اور پاؤں کے کھوج پر استدر دوري تک چور کا تعاقب کرتا هی کہ قیاس سے باهر هی † *

بھاٹوں اور چرنوں کا بیان

دوسري خصوصیت یہہ هی کہ ایک قوم ایسي معلوم هوتي هی کہ مال کي حفاظت کرنا بالکل اُسي کا ذمہ هی یہہ لوگ مغربي هندوستان کے بھاٹ اور چرن هیں جنکي آؤ بھگت راجپوتوں کي قوم میں بطور محافظوں اور قاصدوں کے هوتي هی راجپوتانہ میں وہ قافلوں کو پہونچاتی هیں جنکي حفاظت کچھہ لوٹ مار سے هي نہیں کرتے بلکہ اُنکے سبب سے وہ محصولوں سے بھي محفوظ رهتی هیں گجرات کے ملک میں وہ بہت سا سونا چاندي ایسی خطرناک موقعوں میں هوکر ایک جگھہ سے دوسري جگہہ پہونچاتے هیں کہ نہایت مستحکم پہرہ والی سپاهیوں کے

---

† اس قوم کے ایک آدمي کو ایک چور کے کھوج لگانے پر مقرر کیا گیا جو مقام کیرا کي پلٹن کے مسکوت کي رکابیاں چورا کر لیگیا تھا اُسنے اُسکے قدم کے نشان سے احمدآباد کے دروازہ تک جو بارہ میل کے فاصلہ پر تھا کھوج لگایا مگر شہر کے اندر لوگوں کي کثرت سے آمد و رفت کے باعث سے وہ نشان گم گیا آخر کار دوسرے دروازہ پر پہونچکر پھر اُسکے پاؤں کا نشان اُسنے پہچان لیا اور بہت دور تک جانے کے بعد چور کے ایک دریا کے پار هونے کے سبب سے پھر دوبارہ اُسکو دقت هوئي مگر بہت سي تلاش سے پھر اُسنے پاؤں کے نشان کا پتا لگایا اور بیس یا تیس میل کے دوڑ دھوپ کے بعد چور کواُسنے پکڑا اور مال مسروقہ حاصل کیا

ساتھہ بھي اسقدر زر خطیر کا پہونچنا دشوار ھی اور سردار لوگ جو آپسمیں بلکہ گورنمنٹ کے ساتھہ بھي جو کچھہ معاھدے کرتے ھیں اُن سب کے وھي ذمہدار ھوتے ھیں *

اُنکو یہہ قوت اور اعتبار جو حاصل ھی وہ اُنکي نہایت ثابت قدم اور پختہ کار اور نیک نیت صالح اور پرھیزگار بھگت ھونے کے سبب سے ھی چنانچہ جو شخص اُنمیں سے کچھہ خزانہ لیجاتا ھو اور اُسکے پاس کوئي چور بدمعاش بدنیتي سے آوے تو وہ اُس سے کہتا ھی کہ میں تراگا کرڈالونگا (یعني اپني جان کھودونگا) اور اگر کسي معاھدہ کے پورا کرنے میں کوئي کچھہ تساھل کرتا ھی تو وہ یہي دھمکي دیکر پورا کراتا ھی اور اگر اُسکي دھمکي پر التفات نہیں کیا جاتا تو وہ تلوار لیکر اپنے جسم کو جابجا سے زخمي کرنے لگتا ھی اور اسپر بھي اگر کوئي کچھہ خیال نہیں کرتا تو وہ اپنے دل میں سے تلوار وارپار کر لیتا ھی یا پہلے اپنے بچہ کا سرکاٹ ڈالتا ھی یا جب کسي معاملہ میں کئي ذمہدار ھوتے ھیں تو اُنمیں سے اسلیئے کہ سب سے پہلے کسکو مرنا چاھیئے قرعہ ڈال لیتے ھیں ان باتوں کي بدنامي اور بھاٹ کا خون اپنے سرپر لینے کے خوف سے نہایت بد ذات اور سرکش لوگ بھي سیدھے ھوجاتے ھیں بھاٹوں کي وفاداري ضربالمثل ھی وہ اُس فخر کے قایم رکھنے کے لیئے جو بھاٹوں کي قوم کو حاصل ھی اپني جان کھودینے میں ھرگز دریغ نہیں کرتے † *

اس قسم کي وہ رسم بھي ھی جسمیں برھمن ایک تلوار یا زھر لیکر کسي کے دروازہ پر دھنا دیتے ھیں اور دھمکاتے ھیں کہ اگر مالک مکان ھمارے مطلبوں کے پورا کرنے سے پہلے ان کھائیگا ھم اپني جان گنوائینگے قرض خواہ بھي اسي طرح سے دھنا دیتے ھیں مگر خودکشي سے نہیں دھمکاتے وہ اپنے قرضدار کو قرض ادا کرنے تک کھانا نکھانے کے لیئے عزت

---

† ٹاڈ صاحب کي کتاب تاریخ راجستان اور مالکوم صاحب کي تاریخ وسط ھند جلد ۲ صفحہ ۱۳۰

کي قسم دیتي هیں اور آب و دانه باهر سے گهر میں نهیں جانے دیتے اور جبتک اُسکو نهیں کهانے دیتے اپ بهي نهیں کهاتے اس قسم کا جبر راجاؤں پر بهي هوتا هی اور اُسکا تدارک زور اور زبردستي سے نهیں کیا جاتا یهه وہ طریقه هی جو عموماً فوج اپني تنخواه وصول کرنے کے لیئے بخشی یا وزیر یا خود راجه کے ساتهه برتا کرتي هی *

دوستي نبهانے اور وقت پر ایک دوسرے کے کام انے کي قسم عهد کرنے کے لیئے کچهه رسمیں ٹهرِي هوئي هیں اگرچه اس قسم کي دوستي کچهه هندوؤں هي کے ساتهه مخصوص نهیں اور ایسے لوگوں میں بهي جو کچهه بڑے ایماندار نهیں هوتي قسم کا توڑنا بدنامي سمجها جاتا هی † *

پهاڑیوں اور جنگلي قوموں کا بیان

وسط هند کے پهاڑ اور جنگل ایسي قوموں سے آباد هیں جو دیس کے بسنے والي قوموں سے مختلف هیں وہ پست قد اور سیاہ فام دبلے پتلے مگر چالاک هوتے هیں اور خط و خال میں تفاوت هوتا هی اُنکي آنکهه بصارت میں زیادہ اور شوخ هوتي هی کُئي کُئي کوڑے پهنتے اور تیر و کمان سے مسلح رهتے اور کهلے خزانه لوٹ مار کرتے هیں اور اگر ملک میں حکومت قوي نهووے تو همیشه همسایوں سے لڑائي جهگڑا رکهتے هیں جب اُنپر حمله هوتا هی تو اپني حفاظت کي تدبیر نهایت چالاکي سے کرکے پهاڑیوں اور جهاڑیوں میں سے ایسے ڈهب سے کهڑے هوکر تیر مارتے هیں که اگر اُن مرکزوں پر اُنپر حمله کیا جاوے تو چپکے هي سے ایسے سٹک جاویں که کسي کو نظر تک نه آویں *

وہ چهوٹوں میں ایدهر اودهر پهیلی هوئے رهتے هیں اور بعضے وقت ایسے جهونپڑوں میں رها کرتے هیں که جهاں چاهیں اُنکو لیئے پهریں اور اپنے سرداروں کو بهت بڑا اختیار دیتے هیں وہ اپني ناقص کاشت کي

---

† کسیقدر حصه اس رسم کا یهه هی که ایک بیل یا سیب کے دو حصے کرکے معاهدہ کرنے والی آپسمیں تقسیم کرلیتي هیں اور اس رسم کا نام بیل بهندر هی

پیداوار اور اُس آمدنی پر جو اُنکو مبادلوں سے یا لوٹ کھسوٹ سے حاصل ہوتی هی اوقات بسر کرتے هیں کبھی کبھی شکار بھی کھیلتی هیں مگر اُسکو اپنی وجهه معاش نہیں ٹھہراتے ملک کے بہت سے حصوں میں مہوے کے پھول اُنکی غذا ہوتے ہیں *

علاوہ هندوؤں کے ایک دو دیوتوں کے اُنکے نزدیک اور بہت سے خاص خاص دیوتے ہوتے هیں جو عذاب اور نعمتیں بخشتے هیں اور ایک دیوتا جو چیچک کا مختار سمجھا جاتا هی اکثر مقاموں میں اُسکا حد سے زیادہ خوف کیا جاتا هی *

وہ پرندوں کی قربانی کرتے هیں اور شراب وغیرہ دیوتوں کو چڑھاتے هیں اُنکے رهنما جادوگر ہوتے هیں پوجاری نہیں ہوتے مردوں کو جلاتے نہیں دفناتے هیں شادیوں اور بچوں کے پیدا ہونے اور تجہیز و تکفین میں کچھه کچھه رسمیں کرتے هیں شراب کے نشہ سے بہت سی رغبت رکھتے هیں اور اکثر بیل مار کر کھاتے هیں یہه لوگ کثرت سے بندھیاچل کے سلسلہ میں جو شرقاً غرباً گنگا سے گجرات تک پھیلا ہوا هی اور جنگل کے اُس بڑے خطہ میں جو جنوباً شمالاً الہآباد کے قرب و جوار سے مسلے پاتم کے خط عرض تک چلا گیا هی اور کہیں کہیں سے اُسکا شعبہ نکلکر راس کماری تک پہونچا هی آباد هیں بعض مقاموں میں اِس جنگل کا سلسلہ زراعت کے سبب سے ٹوٹ گیا هی اور اُن میدانوں میں جو لوگ رهتے هیں وہ گانوں کے چوکیدار اور شکاری اور سوداگر اور اور پیشہور جو وهاں کے قابل هیں ہوتے هیں چند مقاموں میں اچھا صاف اور هموار ملک اُنکے ظلم اور غارتگری سے جنگل بن گیا هی اور آبادیوں کے کھنڈر اور کھیڑے صحرائی جانوروں کی جولانگاہ ہوگئی هیں *

جو باتیں اِن جنگلی قوموں کے مشابہت کی بیان ہوئیں اُنسے همارے سمجھه میں یہه بات آتی هی کہ یہه سب کی سب قومیں ایک بڑی قوم هی لیکن خاص خاص باتوں میں وہ مختلف هیں اور علحدہ علحدہ

نام اُن قوموں کے هیں اِس لیئے جو قومیں اپنی اپنی زبان جدا جدا رکھتی هیں اُنکی زبانوں کے مقابلہ کرنے سے اُنکے ایک هونے کا تصفیہ هوسکتا هی *

یہہ لوگ بھاگل پور میں پہاڑی کہلاتے هیں اور بنگالہ اور بہار کے مغربی ملک کے بہت بڑے جنگلی خطہ میں جو کثرت سے آباد هیں وہ کول کہلاتے هیں اور بندھیاچل کے سلسلہ میں مرزا پور کے قریب تک پھیلتے چلے جاتے هیں اور بندھیاچل کے سلسلہ میں سے اُس حصہ کے جو اِس جنگل کے قریب هی اور بڑے جنگل کے بیچ میں کے گونڈ کہلاتے هیں اور اِس سے بھی آگے مغرب کیطرف بندھیاچل کے سلسلہ میں وہ بھیل مشہور هیں اور تمام مغربی پہاڑوں میں وہ کلی کہلاتے هیں یہہ نام غالباً کسیقدر ملک بہار کے کول سے تعلق رکھتا هی اور کولاری سے بھی کسیقدر متعلق هونا ممکن هی جو هندوستان کے خاص جنوب میں اِسی قسم کے لوگ هوتے هیں کلی گجرات کے پہاڑوں اور جنگلوں میں مغرب کیطرف کو ریگستان تک پھیلے هوئے هیں اور جنوب میں وہ کسیقدر مغربی گھاٹ کے سلسلہ میں بھی موجود هیں *

ملک کے اور حصوں میں یہہ مختلف ناموں سے مشہور هیں لیکن مذکورہ بالا قومیں نہایت کثرت سے پائی جاتی هیں *

قدیم زمانہ کی اُنکی تاریخ تحقیق نہیں هی جب دکھن پر هندوؤں نے حملہ کیا تھا تو وہ اُس زمانہ میں بھی دکھن میں ایسے هی تھے جیسے کہ اب موجود هیں غالباً اُنہیں سے چند قوموں نے رامچندر جی کا بھی ساتھہ دیا هوگا جو لغو اور قصہ کہانیوں کی آمیزش سے بندروں کی فوج مشہور هوگئے هیں *

دکھن اُس زمانہ میں بالکل جنگل تھا اور یہہ جنگلی قومیں اُسکے اُن حصوں میں باقی هیں جو ابھی تک زیر کاشت نہیں آئے وہ بڑا خطہ جنگل کا جسکو گونڈوانہ کہتے هیں جو برار اور کٹک کے درمیان میں هی اور

اُسمیں کہیں کہیں مزروعہ زمینوں کے ٹکڑے پائے جاتے ہیں اُس سے دکھن کی اِبتدائی حالت اور اُسکے بتدریج آباد ہونے کا حال صاف ظاہر ہوجاتا ہی *

ہندوستان میں شاید یہہ قومیں اُس قوم کا غیر مطیع حصہ ہوں جسمیں سے خادم قوم قایم ہوئی یا اگر یہہ بات سچ ہی کہ ہندوستان میں بھی اُنکی زبان میں تامول زبان کی آمیزش ہی تو یہہ بات ممکن ہی کہ وہ ایسی کسی قوم کی باقیات میں سے ہوں جو اُس قوم سے پہلے ہندوستان میں آباد ہوگی جسکو ہندوؤں نے فتح کیا ہی *

شمال و مشرقی پہاڑوں اور ہمالیہ کے نیچے کے شعبوں میں اور قومیں ہیں لیکن یہہ مذکورہ بالا قوموں سے بہت مختلف ہیں اور اُنکے خط و خال اور صورت اُن قوموں سے ملتی جلتی ہی جو اُنکے اور چین کے درمیان میں بستی ہیں *

یونانیوں نے پہاڑی قوموں کا کوئی علاحدہ بیان نہیں کیا مگر پلینی مورخ نے کئی جگہہ اُنکا ذکر کیا ہی *

ہندوؤں کی خصلت کا بیان

ہندوؤں کی خصلت پر راے دینے کیواسطے جسقدر موقع درکار ہی اُس سے اُن انگریزوں کو کم ہاتھہ لگتا ہی جو ہندوستان میں آکر رہتے ہیں اِنگلستان میں بھی تھوڑے ہی سے آدمی ایسے ہیں جو اپنی قوم کے علاوہ اور قوموں کا بہت سا حال جانتے ہیں اور وہ اُنکو ایسے اخباروں وغیرہ کے ذریعہ سے معلوم ہوتا ہی جنکی مثل ہندوستان میں مشتہر نہیں ہوتے اور خود ہندوستان کے اندر بھی مذہب و اطوار کے باعث سے ہندوستانیوں سے انگریز بخوبی واقف نہیں ہوسکتے کیونکہ اُنکے آپسمیں مذہب وغیرہ کے سبب سے چند ہی معاملے پڑتے ہیں اور رایوں کو آزادی نہیں ہوتی ملک کے اندرونی حصوں کے خاندانوں کا حال بجز رپورٹ کے وسیلہ کے اور کسیطرح ہمکو معلوم نہیں ہوسکتا اور زندگی کی اور بیشمار

واقعوں میں جنسے اچھی خصلت کے بہت سے آثار ظاہر ہوتے ہیں شرکت نصیب نہیں ہوتی *

مختلف مذہب کے پادری اور جج اور پولس کے مجسٹریٹ محاصل یا پرمٹ کے افسر بلکہ ایلچی بھی ایک قوم کے نہایت نیک آدمیوں بلکہ کسی قسم کے آدمیوں سے اُسوقت تک واقف نہیں ہوتے جب تک کہ شوق یا کسی ذاتی غرض سے اُنکی طرف مائل نہوں جو کچھہ ہم اور قوم کے لوگوں کا حال دیکھتے ہیں اُسپر اپنے اندازہ سے راے لگالیتے ہیں اور یہہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ جو آدمی بچوں کیطرح ذرا ذرا سی بات میں روئے دیتا ہی وہ بڑے موقعوں پر جرأت و ہمت سے کام کرنے یا تکلیف اوٹھانے کے قابل نہوگا اور یہہ کہ جو شخص اپنے آپ کو جھوٹا کہواتا ہی اُسکو کسی ذلیل کام سے شرم نہوگی ہمارے مورخ زمانہ اور مکان کے تفاوت کو بھی گٹ مٹ کر دیتے ہیں چنانچہ وہ بنگالی اور مرہٹوں کی خصلت ایک ہی بتاتے ہیں اور آجکل کے لوگوں کو مہابھارت کے دلاوروں کی خطاؤں کا ملزم ٹھہراتے ہیں بہت سی مخالف دلیلوں کے جواب میں یہہ کہا جاسکتا ہی کہ جو لوگ ہندوستانیوں کے حالات کی تحقیقات میں مدتوں تک رہے ہیں اُنکی راے اُنکے معاملہ میں ہمیشہ مناسب ہوتی ہی لیکن یہہ بات کچھہ ہندوؤں ہی سے مخصوص نہیں بلکہ تمام اِنسانوں پر صادق آتی ہی کیونکہ ہر قوم کا ایسا ہی حال ہوتا ہی اُنکی نسبت یہہ کہنا زیادہ تر مناسب ہی کہ جتنے انگریز ہندوستان سے کنارہ کرکے انگلستان میں گئے وہ اُن لوگوں کو جنسے جدا ہوکر گئے ہیں اُن قوموں کے ساتھہ مقابلہ کرنے کے بعد جنکی غایت درجہ کی تعریف ہوتی ہی اُنہیں کو بہتر سمجھتے ہیں *

اِن باتوں سے یہہ لازم آتا چاہیئے کہ جب کبھی اُنکی نسبت ہمارے دل میں کچھہ برے خیال پیدا ہوں ہم اُنکی طرف توجہہ نکریں لیکن اِس حقیقت سے ہم غافل نہیں ہوسکتے کہ ہندوؤں کی خصلت میں

فی الحقیقت چند نقصان بڑے بڑے هیں اور اُن نقصانوں کا اصل باعث اخلاقی اسباب هیں لیکن کسیقدر سبب اُنکا اُنکے جسم کی ترکیب اور زمین اور آب و هوا هی *

بلاشبهه چند نسلیں به نسبت بعض نسلوں کے زور و قوت میں کم هیں اور اگر وہ ضعیف کرنے والی آب و هوا میں اُنکو رکها جاوے تو سب کی سب کمزور هوسکتی هیں *

صرف حرارت هی کمزور نهیں کرسکتی اگر حرارت ایسی هو جس سے بچنا ممکن نهو تو طبیعت میں اُسکی برداشت کرنے کی قوت اُسیطرح کی پیدا هو جاتی هی جیسے که شمالی قطبوں کی سردی گوارا کرنے کی عادت هو جاتی هی اور اگر ضروریت کو زیادہ کردیا جاوے اور متفرق قوموں میں سخت محنت کے نتیجوں کے حاصل کرنے پر کوشش کیجاوے تو اهل عرب کی سی عقل رسا اور قوی طبیعت حاصل هو جاوے *

مگر هندوستان میں گرم آب و هوا کے ساتهه میں بار اور زمین موجود هی جسکے سبب سے لوگوں کو سخت محنت نهیں اوٹهانی پڑتی اور کثرت سے زمین بڑی هونے سے اگر باشندوں کی تعداد حد سے تجاوز کرجاوے تب بهی اُنکی پرورش هوسکتی هی اور گرمی کثرت سے سایه دار درختوں اور هرے بهرے جنگلوں کے هونے اور مینهه برسنے کے سبب سے معتدل هو جاتی هی غرض که هر شی سے وہ افسردہ دلی اور سستی پیدا هوتی هی جس سے غیر ملکوں کے لوگ مشکل سے محفوظ رهتے هیں یهه قیاس همارا اُن مختلف خصلتوں سے جو هندوستان کے مختلف حصوں میں پائی جاتی هیں مستحکم هوتا هے چنانچه شمال میں خشک ملکونکے رهنے والے جهاں موسم سرما میں سردی هوتی هی تر ملکوں کے باشندوں کی نسبت جوانمرد اور چست چالاک هوتے هیں اور مرهٹے اور جو لوگ کوهستان اور غیر بارآور ملک میں بستے هیں سخت محنتی هوتے هیں برخلاف اسکے بنگالی اپنے ملک کی مرطوب آب و هوا اور سال میں دو بار دهانوں کی

فصل حاصل هونے اور ناریل کے درختوں اور بانسوں سے بغیر گھڑنے اور
واندنے کے تعمیر کا سامان بہم پہونچ جانے کے سبب سے هندوستان کي تمام
قوموں کي نسبت حد سے زیادہ آرام طلب اور کمزور هوتے هیں اگرچہ آرام
طلبي محنت کي عادت یا کبھي کبھي سخت محنت گوارا کرلینے کو بالکل
معدوم نہیں کردیتے مگر اسکو تمام قوم کي صفت سمجھنا چاهیئے اور اُنکي
کاهلي کے ساتھہ لگي هوئي اُنکي بزدلي هی جو بسبب نہونے جرات کے
نہیں بلکہ مصیبت اور مشکلوں میں پڑجانے کے اندیشہ سے هی انہي دو
اصلي برائیوں سے اور برائیاں بھي پیدا هوتي هیں اور خود کاهلي اور بزدلي
کا مخرج یہ نہایت خود مختاري اور جہالت بغیر کسي قدرتي وجہہ کے
سمجھني ممکن هی لیکن یہي سبب اگر کافي وافي هوتے تو اُنکا اثر
چینیوں پر بھي جو نہایت محنتي هوتے هیں اور روسیوں پر جو حد سے
زیادہ مستقل مزاج هوتے هیں ضرور ایسا هي اثر هوتا هندوؤں کي نسبت
جیسے وہ سبب هیں ویسی هي نتیجے هیں *

هندوؤں میں نہایت سخت برائي دروغ گوئي هی جسمیں وہ مشرق
کے بھي اور قوموں سے بہت سبقت لیگئے هیں اُنپر اگر جھوٹ کا اتہام بھي
لگایا جاوے تب بھي غصہ نہیں آتا جو شخص ایسي بات پر جس سے
اُسکے نزدیک اُسکي عزت میں ذرا بھي بٹہ لگتا هی خون بہانے کو موجود
هوتا هی وہ جھوٹ کا الزام لگانے سے نرمي کے ساتھہ یہہ جواب دیتا هی
کہ مجھکو جھوٹ بولنے سے کیا حاصل تھا *

حلف دروغي جو ایک اعلی درجہ کا جھوٹ هی اور جرموں کے
ساتھہ اُسکا هونا ضرور هی (اگرچہ ایشیا کي اور ملکوں کي نسبت کچھہ
زیادہ نہیں هوتي) اور جو لوگ گذرے هوئي باتوں پربہت تھوڑي توجہہ
کرتے هیں اُنکی آیندہ کے وعدوں پر بھروسہ نہیں هوسکتا کہ وہ اُنکو پورا هي
کرینگی باهمي معاملات میں عہد شکنیاں انگلستان کے بہ نسبت هندوستان
میں بہت زیادہ هوتیہ هیں لیکن اکثر آدمي ایفاء وعدہ کے پابند هوتے هیں *

گورنمنٹ سے جو لوگ علاقه رکھتے هیں اُنمیں فریب عام هی اور هندوستان میں لوگوں کے ساتهه گورنمنٹ کے تعلق کا سلسله دور تک پهونچا هوا هی کیونکه زمین کے معاملی کے باعث سے ادنی کانوں والا بهی جبر و تعدي کو فریب سے ٹالنی پر مجبور هوتا هی *

بعض صورتوں میں گورنمنٹ کي خطائیں مخالف اثر پیدا کرتي هیں چنانچه ساهوکار اور سوداگر اپنے عهد و پیمان کي سخت احتیاط کرتے هیں کیونکه وه اگر ایسا نکریں تو ایک ایسے ملک میں جهاں دادرسي کا حال ابتر هی تجارت قایم نهیں رہ سکتي *

هندوؤں کي طبیعت سازش اور فریب سے جب کبهي اُنکو اُسکي ضرورت پیش آئی غیر مناسب نهیں هی چنانچه استقلال اور تحمل اور عاجزي اور دمبازي سے اُس شخص کے اندیوں کو دریافت کرلیتے هیں جس کے ساتهه معامله پڑتا هي اور اُسکے مزاج کي کیفیت معلوم کرتے رهتے هیں اُسکي طبیعت کو ٹهنڈا یا برانگیخته کرکے غرض جو کچهه مقتضاے وقت هوتا هي اُسکے بموجب عمل کرکے اپنا کام نکالتے هیں اور در پرده نظرتیں کرکے هر ایسے شخص سے بهي جو اُنکي مطلبوں کے پورا هونے سے رضامند نهیں هوتا اپني استعانت کرا لیتے هیں لیکن اُنکي سازشوں میں ایسي جرات اور غایت درجه کي معصیت نهیں هوتي جیسی که ایشیا کي اور قوموں میں بلکه هندوستان کے مسلمانوں کي سازشوں میں هوتي هی حالانکه هندوستان کے مسلمانوں کي سازشوں میں هندوؤں میں رهنے سهنے سے گونه نرمي بهي آگئي هی *

اُنکا بداخلاق هونا غالباً اُنکي گورنمنٹ کے تصور سے هی چنانچه ایک امر خیر میں بهي رشوت لینا قابل تعریف کے سمجها جاتا هی اور بڑے معاملوں میں رشوت لینا ایک جرم قابل عفو کے خیال کیا جاتا هی روپیه پیسے کے معامله میں فریب کرنا کچهه بهت بدنامي کي بات نهیں سمجها جاتا اور اگر سرکار کے ساتهه کیا جاوے تب تو اُسمیں ذرا بهي برائي خیال

نہیں کي جاتي *

اُن میں خوشامد اور منت سماجت کرنے کي عادت کا هونا بهي هم گورنمنت کے سبب سے سمجهتی هیں زبان کي اراستگي اور درستي کے واسطے جو قومیں عجز و انکسار کے الفاظ کا استعمال کرتے هیں اُنسے قطع نظر کرکے بهي دیکها جاوے تو اُنمیں چاپلوسي کا سخت عیب هی اور اُنکي منت سماجت اُنکی حاکموں کے تلون مزاجي کے سبب سے هی چنانچه وہ حاکم کے کسي حکم کو قطعي نہیں سمجهتے اور اپنے مقدمه کی پیروي سے اُسوقت تک درگذر نہیں کرتے جب تک که اُنکو اپني مختلف تدبیروں یا حالات کي تبدیلي یا حاکم کی تنگ آکر اُنکي درخواست منظور کرلینے کے خیال سے اپنا مطلب حاصل کرنے کي امید قطع نہیں هو جاتي *

هندو ایسے لوگوں کي طرح جو لڑائي جهگڑے دنگه فساد میں هاتهه پاؤں نہیں هلاتے گولي بچاتے هیں نالشیں اور فریادیں کرنے کو موجود هوجاتے هیں ذرا ذرا سي بات پر نالش کرتے هیں خانه جنگي کے بدلے اور گالي گلوچ تهکا فضیحتي کے عادي هوتے هیں وہ نالش کي پیروي اپنے بالکل برباد هوجانے تک کیئے جاتے هیں اور اپنے معمولي چال چلن کے برخلاف بعض موقعوں پر ایسي شورش مچاتے هیں که جو شخص اُنکي اصل عادت سے واقف نهو وہ یہه سمجهے که اب جوتي پیزار لاٹهي تلوار پر نوبت آتي هی *

فلاح عام کے کاموں کي همت هندوؤں میں اُنکي برادري یا اُنکی بستي هي پر منحصر هوتي هی چنانچه اِنهیں دونوں موقعوں پر بہت زور شور سے ظہور میں آتي هی یا اگر اُنکي وہ همت کچهه آگے قدم بڑهاتي هی تو سرکاري عہدہ داروں کي حکومت تک آتي هی یعني اُنکي حکومت هي کو مدد پهونچاتي هی اور طبیعت کا عام جوش بعضے وقت ایسي لڑائي

میں أنسے ظاہر ہوتا هی جو مذهب سے کچهه علاقه رکهتي هوتي هی لیکن وفاداري میں ثابت قدم نہیں هوتے کیونکه ایک شخص رعایا میں سے جس مستعدي اور سرگرمي سے اپنے اصل راجه کي کار و خدمت کرتا هی أسیطرح أسکے دشمن کي خدمت اور اطاعت قبول کرلیتا هی اور اپنے وطن کي محبت نبهانے کے بجاے نمک کا زیاده خیال کرتا هی *

اگرچه هندو حسب بیان مذکوره اخلاق کے بڑے بڑے قاعدے توڑ ڈالتے هیں مگر هم یهه نہیں کہسکتے که أنکے هاں أسکے اصول قایم نہیں هیں بجز أن باتوں کے جنکا ذکر هوا اور سب اخلاقي باتوں کا لحاظ و پاس کرتے هیں اور بعض قاعدوں کے جو أنکي راے میں بڑي قدر و منزلت رکهتے هیں هر ایسي ترغیب کے برخلاف جسکے سبب سے أنمیں خلل آوے پابند رهتے هیں چنانچه ایک برهمن ایسي چیز کے کهانے کي بجاے جو ممنوع هی فاقه سے مرجانا قبول کریگا اور ایک گانوں کا پدهان ایسے روپیه کے وصول کرادینے کے بجاے جو کوئي ظالم حاکم یا قزاق گانوں پر ڈالے هر قسم کي ایذا سہنا گوارا کرتا هی اور ایسے ملازم کو جو حساب کتاب میں اپنے آقا کو دهوکه فریب دیتا رهتا هی روپیه پیسه بلا لحاظ تعداد کے سپرد هوتا رهتا هی بد اخلاقي کے معاملات میں بهي بہت کم ایسا هوتا هی که ایک شخص بجاے اِس بات کے که خود سزا گوارا کرے أس شخص کو بتا دے جسکو رشوت دي هو *

بڑا نقصان هندوؤں میں جرأت اور دلیري کا نهونا هی اور أنکي غلامانه طبیعت اور اندها دهوندهي کے ساتهه باطل اعتقادي اور خیالي گروه دیوتوں کا اور حکمت کي باریکیاں اور زباني امتیاز اور أنکے نظم کي افسرده نزاکت اور أنکا زنانه پن فطرت اور سستي کي رغبت اور عاجزانه طبیعت اور انقلابوں سے خائف هونا اور طفلانه کہانیوں کا مذاق اور معقول تاریخ سے تغافل طبیعت اور عقل کي عمده اور شایسته اوصاف کے نهونے کي دلیل هی *

اگرچہ یہہ ملامت هندوؤں کے تمام قوم پر جبکہ اُسکا غیر قوموں سے مقابلہ کیا جاوے تو صادق آتي هی مگر اُسکے هر ایک گروہ بلکہ کسي خاص گروہ کي کسي زمانہ کي حالت سے یہہ سب باتیں منسوب نہیں هوتیں چنانچہ محنتي آدمي جفاکش اور صاحب استقلال هوتے هیں اور اور گروہ بهي جب کہ کسي معاملہ سے بڑي غرض رکھتے هوں بلکہ بعضے وقت صرف کهیل تماشے میں هي مدتوں تک بڑي بڑي سختیاں سهتے هیں *

هندوؤں کي قوم ایسي نہیں هی جو سخت حملوں کے سهارنے کي عادي هو اور اِس سے بهي کم ایسي لڑائي کو گوارا کرتي هی جسمیں مصیبت پر مصیبت اور دلشکني ایک مدت تک سهني پڑے مگر باوجود اِن باتوں کے بعض وقت اُنسے ایسي جرأت اور شجاعت ظاهر هوتي هی کہ نہایت سخت لڑاکا قومیں بهي اُنسے سبقت نہیں لیجاتیں مذهب یا عزت کے ذرا سے خیال پر بهي همیشہ اپني جان کهو دیتے هیں چنانچہ هندو سپاهي جو انگریزوں کے نوکر هیں دو لڑائیوں میں گوروں کي فوج کے شکست کهانے کے بعد آگے کو بڑهے اور اِنمیں سے ایک لڑائي میں اُنکا فرانسیسوں سے مقابلہ هوا اِسي اپني تاریخ میں آگے ایسي مثالیں میں نے لکهي هیں جنمیں هندو سپاهي گروہ کے گروہ دیدہ و دانستہ موت کے منہہ میں دوڑ دوڑ کر جاتے تهے اور باهمي معاملات میں بهي اگر اُنمیں سے کسیکو یہہ یقین هوجاتا هی کہ میري عزت میں کچهہ بٹہ لگ گیا تو اپني جان کهو دینے میں دریغ نہیں کرتا *

اِسمیں شک نہیں کہ اُنکا موت کو بے حقیقت سمجهنا اُنکے اُس بزدلي کے ساتهہ میں جو ذرا ذرا سے معاملوں میں اُنسے ظاهر هوتي هی ایک عجیب بات هی ایک ادنی سے ادنی هندو اُس سختي اور مصیبت کو جو اُسکے سر سے ٹل نہیں سکتي ایسي بے پروائي سے سهتا هی کہ اهل یورپ حیران رهجاتے هیں اور اپنے ساتهیوں کے ساتهہ اچهي طرح هنستا بولتا هی اور بغیر اِس بات کے کہ اُسکے حواس اور عادت میں کسیطرح کا کچهہ فرق آوے موت کا منتظر رهتا هی *

هندوؤں کي خصلت کا نهایت خالص نمونه بغیر اُن عیبوں کے جو اب اُسمیں هوگئے هیں معه اُسکي خصوصیتوں کے راجپوتوں اور اور سپاهي قوموں میں جو اُن ملکوں میں بستے هیں جنمیں گنگا بہتي هی اور اُن میں سے سرکار انگریزي میں سپاهي بهرتي هوتے هیں پایا جاتا هی غالباً اِنهیں لوگوں سے همکو هندوؤں کي اولوالعزمي اور اعلی درجه کي شجاعت اور بڑي جاں نثاري کي حقیقت معلوم هوتي هی اِنهیں باتوں کے ساتهه چال چلن کي شایستگي اور رحم دلي اور طفلانه کهلاڑي پن اور بچوں کي سي سادگي عجیب ڈهنگ سے پائي جاتي هیں *

گانوں والے هر جگهه کم آزار اور هر دل عزیز هوتے هیں اور اپنے خاندانوں پر شفیق اور همسایوں پر مهربان اور بجز گورنمنٹ کے سب کے ساتهه دیانت دار اور باوفا هوتے هیں *

اور شهر کے لوگ ایسي خصلت رکهتے هیں جسمیں بهلائي برائي دونوں ملي جلي هوتي هیں لیکن وه سکون و وقار اور انتظام کے ساتهه رهتے هیں شور و غل دنگه فساد سے عام امن و آسایش میں اور خانگي جهگڑوں سے اپنے آرام وراحت میں بہت کم خلل ڈالتے هیں بهر حال اگر هم اُن لوگوں کو جو گورنمنٹ سے تعلق رکهتے هیں علحده کرلیں تو شهر کے باقي باشندے ایسے هي نیک اور شایسته رهجاوینگے جیسے که اِنگلستان کے هیں البته مذهب اور حکومت کے فائدوں میں متوسط درجه والے اِنگلستان کے باشندے اُنسے برتر هیں اور اِنگلستان کے محنتي فرقه میں بهي بہت سے ایسے لوگ هیں جنکا ثاني هندوستان کے کسي درجه کے لوگوں میں نهیں پایا جاتا لیکن برخلاف اِسکے هندوؤں میں کوئي فرقه ایسا بدکردار اور بد اخلاق نهیں هی جیسے که انگریزوں کے بڑے شهروں میں کي نیچ قوم کے لوگ هیں اور ایسے لوگوں کے گروه کے گروه جو اِنگلستان میں دغا فریب سے اوقات بسر کرتے هیں یعني نٹ کهٹ اوچکے دغاباز فریبي اور اُن لوگوں میں سے بڑے دل چلے اور بدمعاش آدمي جنکي شرارت

سے اعلی درجہ کے خاندانوں سے لیکر عوام‌الناس تک محفوظ نہیں رہتے ہندوستان میں ڈھونڈے نہیں ملتے *

ہندوستان کے بعضے چند مشہور جرم اور تمام ملکوں کے جرموں سے سختی میں زیادہ ہیں چنانچہ ٹھگوں کے جرموں کا بیان ہوچکا اور ڈاکو بسبب اپنی بیرحمی کے ایسے ہی قابل نفرت کے ہیں جیسے کہ ٹھگ اپنے سوچی سمجھی ہوئی دغابازی کے باعث سے ہیں *

ڈاکہ ایسے گروہ کو کہتے ہیں جو لوٹ مار کرنے کی غرض سے جمع ہوجاتا ہی وہ لوگ راتمیں ایسے گانوں پر اچانک جاپڑتے ہیں جسکو کچھہ وہم و گمان بھی اُنکا نہیں ہوتا اور جو لوگ اُنسے بمقابلہ پیش آتے وہ اُنکے ہاتھہ سے ماریجاتے ہیں اور جنکیطرف اُنکا یہہ گمان ہوتا ہی کہ اُنہوں نے دولت چھپائی ہی اُنکو سخت عذاب دیتے ہیں اور صبح کو لوگوں میں ملجاتے ہیں اور اُنکا ایسا خوف دلوںپر چھا جاتا ہی کہ پہچاننی کے بعد بھی بہت کم آدمی اُنپر الزام لگاتے ہیں یہہ جرم بجز اسبات کے کہ تدارک کا کچھہ بڑا خیال نہیں کیا جاتا اور ڈاکو سخت بیرحمیاں کرتے ہیں اُس جرم سے بالکل مشابہہ ہی جو اکثر ایرلینڈ میں کسی زمانہ میں ہوا کرتا تھا ہندوستان میں اس جرم کا باعث ہندوستانی گورنمنٹ کی وہ کمزوری ہی جو گذرے ہوئے سو برس کی بد عملی کے سبب سے ہوگئی تھی اور اب انگریزوں کی قوی سلطنت میں یہہ جرم بہت نیست و نابود ہوتا چلا جاتا ہی ٹھگ اور ڈاکو جسقدر ہندو ہیں اُسیقدر مسلمان بھی ہیں *

جو ہیبت کہ ایسی سخت ظلمونسے پیدا ہوتی ہی اُس سے اول تو اُس ملک کے بڑی بداخلاقی کا خیال آتا ہی جسمیں وہ ظہور میں آتے ہیں لیکن زیادہ تحقیق کرنے سے وہ خیال دور ہوجاتا ہی چنانچہ جسقدر جرم ہندوستان میں ٹھگ اور ڈاکوؤں کے جرموں سمیت ہوتے ہیں وہ اُن جرموں سے کم ہیں جو انگلستان میں ہوتے ہیں ٹھگ تو

علحدہ فرقہ هوتا هی اور ڈاکو ایسے شریر لوگوں کا گروہ هوتا هی جو همیشہ
کے لیئے متفق هوجاتے هیں اور لوت مار کرکے اپني زندگي بسر کرتے هیں
لیکن باقیماندہ لوگ اِس قسم کے خیالات فاسد نهیں رکهتے جنسے جمهور
انام کي معیشت میں خلل پڑے متواتر رپورٹوں سے جو هوس آف کامنز کے
اجلاس میں سنہ ۱۸۳۲ ع میں پیش هوئیں اُنسے ثابت هوتا هی کہ
چار برس کے اندر اِنگلستان اور ویلز میں جس قدر سخت حکموں کي
هر سال تعمیل هوئي وہ حکم دو لاکهہ تین هزار آدمیوں میں سے ایک شخص
کي نسبت صادر هوا اور احاطہ بنگالہ کے ضلعوں میں دس لاکهہ چار هزار
ایک سو بیاسي آدمیوں میں سے ایک کي نسبت وہ حکم نافذ هوا † اِنگلستان
میں سوسٹھہ هزار ایکسو تهتر میں سے ایک کے حساب سے زندگي بهر کو جلا
وطن هوئے اور بنگال احاطہ میں چار لاکهہ دو هزار دس میں سے ایک کے
حساب سے جلا وطن کیئے گئے *

یہہ بات صحیح هی کہ جتنے مجرم بنگالہ میں گرفتار نهیں هوتے
اُنکي تعداد اِنگلستان کے اُن مجرموں سے بہت زیادہ هی جو هاتهہ نهیں آتے
مگر اِس سے یہہ سمجهنا کہ دونوں ملکوں میں سنگین جرموں کي تعداد
برابر هی بڑي لغو رعایت کرنا هی *

قتل رشک و حسد یا کسي اور رنجش کے سبب سے بہ نسبت
کسي منافع کي توقع کے زیادہ هوتا هی اور چوري خاص خاص فرقوں سے
مخصوص هی پس مال و متاع کیطرف سے لوگوں کو کم تردد هوتا هی
چنانچہ هندوستان میں جو اهل یورپ جاتے هیں وہ اپنے مکان کا هرایک
دروازہ کهلا رکهکر سوتے هیں اور اُنکا مال و اسباب اِسي طرح سے پهیلا پڑا

---

† اِنگلستان میں پهانسي دیئے جانے کے حکموں کي تعداد ایک سال میں ایک
هزار دو سو بتیس تهي جنمیں سے چونسٹهہ منظور هوئي اور اُنکي تعمیل هوئي اور
احاطہ بنگال میں ارنسٹهہ مجرموں کو حکم پهانسي کا هوا جو سب منظور هوئي
اور اُنکي تعمیل کي گئي انگلستان کي آبادي ایک کروڑ تیس لاکهہ اور بنگالہ کے
ضلعوں کي چهہ کروڑ هی

رهتا هی جس طرح دن میں تسہو ہوی نقصان کی شکایت کا بہت کم متوقع ملتا هی اور هندوؤں کے هاں جن لوگوں کے پاس بہت بہت سے نوکر هوتے هیں شاذ و نادر اُنکی کسی چیز کو قفل میں دیکھنا اُنکے معمولی بڑے اعتبار کی کچھہ کم دلیل نہیں هی *

هندوؤں پر احسانمند نہونے کا اکثر الزام لگایا جاتا هی لیکن یہہ ظاهر نہیں هوتا کہ جو لوگ یہہ الزام لگاتے هیں اُنہوں نے کیا اُنکے ساتھہ بہت کچھہ کیا هی جس سے اُنکے دلمیں احسانمندی پیدا هونی لازم آتی جبکہ آقا حقیقت میں مہربان اور دلسے متوجہہ هوتے هیں تو وہ اپنے هندوستانی نوکروں کی طرف سے بھی ویسا هی اچھا عوض پاتے هیں جیسا کہ دنیا میں اور کسی سے هوسکتا هی بہت کم ایسے اهل یورپ هونگے جنہوں نے هندوؤں کا امتحان بیماری یا مصیبت و خطرہ میں کیا هو اور اُنکو همدرد اور رفیق نپایا هو اپنے سرداروں پر اُنکی جاں نثاری ضرب‌المثل هی اور اُسکی وجہہ جب کہ کوئی تعلق ذات برادری کا نہو تو بجز احسان مندی کے اور کچھہ نہیں هوسکتی هندوستانی سپاهیوں کی جاں نثاری اپنے انگریز افسروں کے ساتھہ اتنے موقعوں پر ثابت هوئی هی کہ کسی اور ملک کی همقوم فوج کی بھی نظیریں پیش کرنا مشکل هوگا *

اور یہہ احسانمندی کچھہ کم درجہ کے لوگوں سے هی مخصوص نہیں بلکہ علی‌العموم یہہ دیکھا جاتا هی کہ جن لوگوں کی حاکموں نے پرورش کی وہ اُنکی مصیبت اور رسوائی کے وقت میں هی اُنکے ساتھی نہیں رهے بلکہ اُنکی محبت کو اُنکے بال بچوں تک اُس حالت میں نباها جب کہ وہ اُنکو بیکسی کے عالم میں چھوڑ کر مرگئے † *

---

† ایک بہت سچی مثال ایک شریف انگریز کی جو بنگالہ میں ایک بڑے عہدہ پر مامور تھا هم بیان کرتے هیں یہہ شخص اپنے عہدہ سے برخاست هوکر جب اپنے وطن میں آیا تو وہ ایک چند روزہ سخت مصیبت میں مبتلا هوگیا اِس پر ایک ذی رتبہ هندوستانی نے جسکے ساتھہ اُسنے کبھی کچھہ رعایت کی تھی ایک لاکھہ روپیہ

اگرچه هندوؤں کي خصلت غیر ملک کے لوگوں کے ساتهه ملنے کے زمانه سے بدل گئي هی مگر وه اب بهي رحیم اور شریف قوم هیں اُن بیرحمي کي خونریزیوں کا جو مسلمانوں کے ساتهه تمام لڑائیوں میں هوئیں اُنهوں نے ضرور سخت بیرحمي سے انتقام لیا هوگا پس جو معتدل قانون لڑائي کے منو کے مجموعه میں مندرج هیں اُنپر اُنکا عمل نرها هوگا مگر اب بهي ایشیا کي اور هر ایک قوم کي نسبت بلکه اپنے هموطن مسلمانوں کي نسبت بهي اُن لوگوں سے جو لڑائي میں گرفتار هوجاتے هیں زیاده مهرباني سے پیش آتے هیں *

سلطان ٹیپو انگریزي کمپو کے همراهیوں کے جو اُسکے هاتهه لگ جاتے تهے دائیں هاتهه اور ناک کٹوا ڈالتا تها حالانکه اخیر پیشوا اِس قسم کے لوگوں میں سے هر ایک آدمي کو ایک روپیه اور کسیقدر غله اِس غرض سے دیتا تها که اب جو میري فوج نے اِن لوگوں کو لوٹ لیا هی کسیطرح یهه اپنے کار و بار کو پهر جاري کرسکیں *

البته سرد مهري کے ساتهه خونریز بیرحمي برهمنوں کے ساتهه منسوب کیجاتي هی غالباً اُس سے بغض و عداوت کے قدرتي مخرجوں کا روکنا مقصود هوتا هی لیکن نهایت بد برهمن بهي ایسے قتل کے خلاف پر هیں جس سے خون بهي معمولي حالتوں میں هندو ذي مروت اور راحم هوتے هیں مگر سر گرمي کے ساتهه انسانیت برتنے میں اِس سبب سے قاصر هیں که وه ذات کے ڈر سے هر انسان سے میل جول نهیں کرتے اور کچهه اُسکا باعث یهه هی که وه ایسے کاهل هوتے هیں که اپنے همسایوں کي

سے زیاده بے اُسکي مدد کي اور یهه روپیه جب اُسنے ادا کرنا چاها تو اُس هندوستاني نے هرگز واپس لینا قبول نکیا حالانکه اور کسیطرح کے معاوضه کي اُسکو توقع نه تهي یهه جوانمرد دوست ایک مرهٹه برهمن تها یهه ایک ایسي قوم هی جو هندوؤں کي تمام قوموں میں سے غیر قوموں کے ساتهه نهایت کم همدردي کرتي هی اور اختیار حاصل هونے پر نهایت سنگدل اور کج خلق هوجاتي هی *

مصیبتوں پر بھي أسيطرح توجهه نہیں کرتے جس طرح اپني ذاتي مصیبتوں کي پروا نہیں کرتے *

یہه عیب أنکا مفلسوں کے ساتهه مسلوک نہونے سے ظاهر هوتا هی چنانچه سب لوگ برهمنوں کو کهانا کهلاتے هیں اور مذهبي سادہ سنتوں کو خیرات دیتے هیں مگر ایسے بهکاري کي جو صرف محتاجي کے سبب سے سایل هوتا هی نه یورپ کي سي باقاعدہ خیرات سے اور نه ایشیا کے اور حصوں کي سي بیڈهنگي مهمان داري سے خبر لي جاتي هی اگرچه غریبوں میں عاقبت اندیشي نکرنا اور امیروں میں نہایت نمود کے ساتهه خاص خاص موقعوں پر هر شی میں اصراف هوتا هی مگر عموماً هندو کفایت شعاري بلکه خست پر بالطبع مایل هیں أنکے معمولي اخراجات قلیل هوتے هیں اور هر درجه کے لوگوں میں چندهي آدمي ایسے هوتے هیں جو اپنے جوڑے هوئے روپیه کو ظاهر یا پوشیدہ کسي تجارت میں لگا کر یا بہت بڑي شرح کے سود پر دیکر نہیں بڑهاتے هیں هندوؤں کے لڑکے اهل یورپ کے بچوں سے زیادہ تیز اور هوشیار هوتے هیں بارہ چودہ برس کے بچوں کي سمجهه اکثر حیرت انگیز هوتي هی اور إسیقدر حیرت افزا یہه بات هی که وہ بالغ هوکر ویسے هي کند ذهن اور نا بلد هوجاتے هیں *

مگر با اینهمه عمر بهر صاحب شعور رهتے هیں اور کمتر درجه کے لوگوں میں إس بات کے دیکهنے سے همکو تعجب هوتا هی که چال و چلن کي مناسبت اور زبان اور گفتگو میں با سلیقه هونے میں اپنے آپ سے برتر لوگوں سے به نسبت أسکے بہت کم تفاوت رکهتے هیں جو انگریزوں کے بچے اور لڑکے اپنے بزرگوں کي چال چلن اور لب و لہجه میں رکهتے هیں *

جس بات میں هندو اور قوموں پر نہایت برتر فوقیت رکهتے هیں وہ بدکاري اور زنا سے اجتناب کرنا هی أنکے ملک کي آب و هوا اور جو قانونیں أسکي هیں أس سے یہه توقع نہیں هوسکتي که وہ اور قوموں کي

نسبت عیاشي میں کم ہیں لیکن اگر ہم انگریزوں کي قوم سے اُنکا مقابلہ کریں تو بدمستي اور اور برائیوں میں نہونے سے چال چلن کي صفائي اور عمدگي میں اُنکو وہ فرق حاصل رہیگا جو ہماري خود پسندي کے حق میں مضر ہی *

گفتگو میں جو نہایت بري فحش گالیاں دینے میں بیباک ہیں اُس سبب سے وہ اُس تعریف کے قابل نہیں جو اُنکي کي گئي مگر اسکی جواب میں یہہ خوب کہا گیا ہی کہ اُسکا سبب وہ سادگي طبیعت کي ہی جسکے نزدیک جو شي اصل الزام سے پاک ہی اُسکا نام لینے میں کچھہ قباحت نہیں یہہ راے اور معاملوں میں اُنکے چال چلن کے پاک صاف ہونے سے مستحکم ہوتي ہی *

اگرچہ ہندوؤں کي طبیعت میں کم گوئي اور سوچ بچار کرتے رہنا پڑا ہوا ہی مگر وہ آپسمیں ہنستے بولتے خوش و خرم رہتے ہیں تقریر کرنے اور دل‌لگي کرنے کے شوقین ہوتی ہیں لطیفہ اور رمز و کنایہ سے ہنسي چہل بلکہ بھکر لڑنے کي نوبت پہونچنی پر کمال خوش ہوتے ہیں ہم پہلے بیان کرچکی ہیں کہ اُنکي گفتگو اکثر خفیف باتوں پر ہوتي ہی اور یہہ بات اُنکي عام خصلت ہی اور اُسکے ساتھہ ایک خود بیني اور نمایش بھي ہوتي ہی *

قد و قامت اور جسامت میں وہ اہل یورپ سے عموماً بہت کم ہوتے ہیں † اور یورپ‌والوں سے وضع اور انداز اُنکا بہتر ہوتا ہی مگر زور کم ہوتے ہیں اور ہاتھہ پاؤں اُنکے زیادہ چستي اور چالاکي سے چلتے ہیں اور رنگ اُنکا بھورا (یعني گندمي) حبشیوں اور جنوبي اہل یورپ کے رنگوں میں متوسط درجہ رکہتا ہی اور اُنکی بال باریک اور سیاہ سنگ موسی کے رنگ کے ہوتے ہیں اور مونچھیں اور دھاري بھري ہوتي مگر ڈھاري بہت کم رکھتے ہیں اُنکي عورتوں میں بہت زیادہ حسن اور ناز و ادا ہوتي ہی جسکو

† ہندوستان میں سپاہي پیشہ قومیں انگریزوں سے علی‌العموم بلند قد ہوتي ہیں

شرم و حیا اور زنانہ حجاب سے دوبالا رونق هوجاتي هی † *

هندوؤں کے جسم کي صفائي ضرب‌المثل هی اکثر جو وہ نہاتے رهتی هیں تو هر غسل کے بعد کپڑے نہیں بدلتے لیکن اِس صورت میں بهي اُن میں کے عوام‌الناس اور قوموں کے عام لوگوں سے زیادہ صاف رهتے هیں اُنکے مکان کے وہ حصے جنپر سبکي نظر پڑتي هی بہت صاف هوتے هیں مگر انگریزوں کے هاں کي سي لطافت اور نفاست هندوؤں میں نہیں هوتي جسکا مقتضی یہہ هی کہ وہ سب مکان بهي جو آڑ اور پردہ کے هوں ویسے هي پاک اور صاف رهیں *

هندوؤں کے زمانۂ قدیم کي خصلت کا زمانۂ حال کي خصلت سے مقابلہ

هندوؤں کي دونوں قسم کي خصلت جو زمانۂ قدیم میں تهي اور اب زمانۂ حال میں هی همنے بیان کي اور اُسکا مقابلہ کرکے نتیجہ نکالنے سے پہلے یہہ بہتر هوگا کہ متوسط زمانہ میں جو خصلت اُنکي تهي اُسکا حال دریافت کریں اُسکے دریافت کرنے کا ذریعہ همارے پاس وہ حالات هیں جو یوناني چهوڑ گئے هیں اور یہہ یوناني ایسے هیں جنکے بیان میں همارے خاص خیالوں کو دخل نہیں اور اُنکي رائیں سریع‌الفهم اور واجب‌التعظیم هیں *

اسي تحقیق میں همنے ایک اور مقام ‡ پر گفتگو کي هی جسکی صرف نتیجے یہاں بیان کرنے مناسب هیں *

اُن حالات سے ظاهر هوتا هی کہ جو بڑي بڑي تبدیلیاں منو کے مجموعہ

† جو لشکري عورتیں لندن کے بازار میں عام هیں وہ اکثر بمبئي کے قریب کے ساحل اور بنگالہ کے جنوب و مشرقي حصہ کي هیں جہاں لوگ چانول کهاتے هیں اور آب و هوا وهاں کي مرطوب اور گرم هی جو هندوستان کي عورتوں کا نہایت برا نمونہ هیں

‡ تتمہ ۳ کو ملاحظہ کرو

سے سکندر کے زمانہ تک ہوئی ہیں وہ یہہ ہیں خدمتگار قوم (یعني شودروں) کا بالکل ازاد ہو جانا اور اگر اس وقت میں ستي کي رسم کا آغاز نہیں تو زیادہ رواج ہونا اور قوموں کے آپسمیں شادیوں کا امتناع اور برہمنوں کا سپاہي پیشہ ہوجانا اور دیہات میں علحدہ علحدہ آباد ہونا اور شاید فقیروں کے فرقوں کي ابتدا قایم ہونا ہی *

اور جو تبدیلیاں منو کے زمانہ سے زمانہ حال میں ہوئیں بخوبي بیان ہوچکي ہیں اور اگر اب ہم دونوں خاص زمانوں پر بغیر مقابلہ کیئے عام نظر ڈالیں تو ہم کو ظاہر ہوگا کہ زیادہ تر ایسي تبدیلیاں ہوئیں ہیں جنکا میلان برائي کیطرف ہی *

شودروں کي غلامي کي حالت کا بالکل معدوم ہو جانا بیشک ایک ترقي اور بھلائي کي بات ہی مگر اور صورتوں میں ہندوؤں کے مذہب کو زیادہ خراب ہوگیا ہوا اور ذاتوں کي قیدوں کے زیادہ سختي جنمیں برہمنوں نے اپني ذاتي غرضوں سے اپنے حق میں کسیقدر آساني رکھي ہی زمین کا لگان دوچند ہو جانا اور عدالتونکا اُٹھہ جانا اور قانونوں میں عورتوں کي رعایت کم ہو جانا اور رفاہ عام کے بڑے بڑے کاموں کا مسدود ہوجانا اور لڑائي میں دشمنونسے مروت اور اخلاق کے ساتھہ جو پیش آیا کرتے تھی اُسکا جاتا رہنا ہم دیکھتے ہیں اور جو کتابیں اب موجود ہیں اُنسے معلوم ہوتا ہی کہ ایک زمانہ میں ہندو جن علوم اور فنون میں بہت اچھي دسترس رکھتے تھے اُن علموں میں اب کچھہ لکھنے کا قصد نہیں کرتے اور پہلی جو غیر ملک کے آدمي اُنکو دیکھتے تھے اُنکي طبیعت پر ہندوؤں کي جوانمردي اور سچائي اور سادگي اور دیانتداري کا بہت بڑا اثر پڑتا تھا مگر اب اُنمیں یہہ اوصاف بہت گھٹتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں *

اس سب حقیقت سے یہہ نتیجہ حاصل نکرنا ممکن نہیں کہ ایک زمانہ میں ہندو اخلاق اور عقل سے بہرہ وافي رکھتے تھے اور اب بھي وہ

اپنی پژمردگی کی حالت میں بجز یورپ کی قوموں کے اور قوموں سے تربیت اور شایستگی میں کچھہ گھٹی ہوئے نہیں ہیں اس سے ثابت ہوتا هی که ایک زمانه میں اُنہوں نے تربیت اور شایستگی کی ایسی ترقی حاصل کی ہوگی جس تک قدیم اور حال کے زمانه کی تربیت‌یافته قوموں میں سے تھوڑی ہی‌سی پہونچی ہونگی *

اُنکے زوال کے سبب ہم مختلف مقاموں میں بیان کرچکے ہیں اُنکا مذهب کاہلی پر راغب کرتا هی جو زوال کی جانب پہلا قدم هی اور ذات کے قاعدے اپنے ملک کی ترقیوں کے مانع ہیں اور غیر ملکوں سے جو ترقیاں حاصل ہونی ممکن ہوتی ہیں انکی بھی سدراہ ہیں انہیں قاعدونکے سبب سے ابتک هندو اور مسلمانوں میں غیریت قایم رهی هی هندوستان میں بھی یهه ایک خاص مثال صرف انہیں قاعدوں کی پابندی کے سبب سے پائی جاتی هی که ایک بت پرستی کا مذهب مذهب اسلام کے سامنے جو اُسکی نسبت پاک صاف هی خاصکر ایسی حالت میں که حکومت بھی مسلمانوں هی کی رهی قایم رہا بیشک سلطنت شخصیه کے رهنی سے لوگوں کی حالت کی ترقی میں رکاوٹ ہوئی ہوگی مگر یهه سلطنت ایشیا کے اور ملکوں کی نسبت هندوستان میں ظالمانه اور تنگ کرنے والی نه تھی *

ورثوں کی بہت سی تقسیم در تقسیم ہونی کچھہ هندوؤں هی پر مخصوص نہیں پھر بھی هندوؤں کے بہت بڑے حصه کی تباہ حالت کا سبب محقق کی راے میں یهه تقسیم هی قرار پاتی هی اِس تقسیم کے سبب سے هندوستان میں بہت بڑے زمیندار کی اولاد اُسکے بعد کسی نه کسی وقت میں جدا جدا ہوکر کسان اور کمیرہ کے درمیان کی سی حالت پر پہونچ جاتی هی بلکه اُنسے کسیقدر بدتر ہو جاتی هی اور کوئی ذریعه اُنکے پاس ایسا نہیں رهتا جس سے روپیه جمع کرکے پھر اصلی حالت پر پہونچ سکیں ساهوکار اور سوداگر اسقدر کافی دولتمند ہونے ممکن ہیں که وہ

اپني اولاد کے لیئے بہت سي دولت چھوڑ جاویں مگر جو کہ هر ساهوکار یہہ بات جانتا هی کہ نہ میں ایک خاندان کي بنیاد قایم کرسکتا هوں اور نہ بذریعہ وصیت کے اپنے تمام مال متاع کو جسطرح جي چاهے کسي کام میں لگا هوا چھوڑ سکتا هوں پس وہ اپني کمائي سے جو عزت اور خوشي حاصل هوني ممکن هوتي هی اُسکے اسطرح سے حاصل کرنے میں کوشش کرتا هی کہ دعوتوں اور جلسوں اور بیاہ شادي کي رسموں میں بہت بہت سا روپیہ لگاتا هی اور ایسے مندر اور تالاب بناتا هے اور باغ لگاتا هی کہ اگر اُسکے جیتے جي پورے نہ هوئے هوں تو اُنکے پورا کرنے یا پورے هوگئے هوں تو اُنکي مرمت کا اُسکے جانشین مقدور نہیں رکھتے † *

علي السویہ تقسیم کا جیسا برا اثر هندوؤں کي دولت پر هوتا هی ویساهي اُنکي عقل پر هوتا هی برابر کي تقسیم کي تدبیر قدیم زمانہ کے بعض جمہوري سلطنتوں نے عیاشي کے روکنے اور نئي باتوں پر لوگوں کے مایل نہونے دینے کي غرض سے کي تھي هندوستان میں اس تقسیم سے وہ مطلب بخوبي حاصل هوتے هیں اور وہ اُن تمام کوششوں اور جد و جہد کي مانع هی جو اپني حالت کو ترقي دینے کي بلند نظري سے لوگ همیشہ کیا کرتے هیں کیونکہ جس شخص نے اپني ذاتي محنت سے دولت جمع کي هو غالباً وہ علم یا عمدہ فنوں کي طرف متوجہ نہیں هوسکتا اور اگر متوجہ هو تو وہ اُسکي جمع پونجي اُسکے مرنے کے بعد برباد جاویگي اور اُسکي اولاد کو از سرنو اپني بسر اوقات کے لیئے محنت کرني پڑیگي جسکے سبب سے اُنکو اُس شایستگي اور تربیت سے حاصل کرنے کي فرصت نملیگي جو مسلسل نسلوں کي ترقي یافتہ تعلیم سے میسر هوتي هی *

اگرچہ هندوستان میں یورپ کي نسبت بہت جلد اور یکایک دولت کو ترقي هوجاتي هی مگر اُس سے لوگوں کي حالت میں کوئي مستقل تبدیلي نہیں هوتي تمام باتیں جیسي پہلے سے چلي آئي هیں ویسي هي

---

† اسي سبب سے اهل یورپ یہہ خیال کیا کرتے هیں کہ اپنے باپ کے اُن کاموں کے جاري رکھنے کو جو رفاہ عام کے لیئے اُسنے شروع کیئے هوں بیٹا برا سمجھتا هی

مردہ حالت میں رهتي هیں اور نامي گرامي شخص لوگوں کي هدایت کے واسطے نهیں هوتے اور حاکم کي خودسري کا کوئي روکنے والا نهیں هوتا † *

ایسي خرابیونکي حالت میں هندوؤں کي علم تربیت کے بگڑ جانے اور زوال پذیر هوجانے سے همکو کچهه تعجب نهیں هوتا بلکه حیرت کي یهه بات هی که وہ اِن خرابیوں کے مقابله میں کیونکر سرسبزي حاصل کرسکے بلکه وہ اِس درجه کو بهي جو اب موجود هی کسطرح پهونچي هونگے *

اِس بات کا دریافت کرنا که هندوؤں کي تربیت کس زمانه میں اعلی درجه پر پهونچي آسان نهیں هی شاید علمي جلسوں اور اخلاق میں اُنکي تعلیم و تربیت کي عمدہ حالت سکندر اعظم کے آنے سے پہلے تهي مگر علم انشا کو اپنے کمال پر پهونچنے میں زیادہ مدت گذري چنانچه اُسکي غایت درجه کي سرسبزي کا زمانه هندوؤں کي روایت سے راجه بکرماجیت کا عهد معلوم هوتا هی جو سنه ع سے کچهه پہلے گذرا هی مگر جن عالموں کو اُس راجه کے دربار کي رونق کا باعث بتاتے هیں اُنمیں سے کئي پچهلے زمانه کے معلوم هوتے هیں اور جن عمدہ مصنفوں کي کتابیں اب بهي موجود هیں اُنکا زمانه بهت وسیع هی چنانچه دوسري صدي قبل مسیح سے سنه ۸۰۰ ع تک قرار پایا هی ریاضي کا علم سنه ۵۰۰ ع میں کمال پر پهونچا هوا تها لیکن ایسي کتابیں علم انشا اور اور دقیق علموں کي جنمیں بڑي قابلیت درکار هوتي هی مسلمانوں کے حمله کے کچهه پیچهے تک لوگ تصنیف کرتے رهے *

---

† بڑے بڑے جنگي سردار اِس قاعدہ سے مستثنی هیں کیونکه وہ اپني جائداد منقوله اپنے جیتے جي منتقل کرجاتے هیں مگر اُسکي ترقي کے حق میں وہ نهایت بدسلیقه هوتے هیں جو که اِن سرداروں کي تقویت اجورہ دار سپاهیوں پر منحصر هوتي هی اِس لیئے اُنکو همارے یوُرپ امیروں کي طرح لوگوں کے مدد کي حاجت نهیں هوتي اور یهه هر ایک سردار ایک دوسرے سے اپني اراضي پر بهت دور دور ایسے رهتے هیں که اپنے همسروں کو باهمي آمدو رفت سے اور نه اپنے آپ سے کمتروں کو اپني باهمي عادات کے نمونه سے شایسته کرتے هیں

چوتھا حصہ

هندوؤں کي تاریخ مسلمانوں کے حملہ تک

پہلا باب

هندوستان خاص کے هندوؤں کي تاریخ

هندوؤں کي تاریخ کي اِبتدا کا جو کچھہ پتا همکو لگا هی وہ منو کے مجموعہ کے ایک مقام سے هاتھہ آیا هی جس سے یہہ معلوم هوتا هی کہ وہ ایک زمانہ میں سرستي اور درشا دوتي (یعني دریا کاگر) دریاؤں کے دوآبہ میں جو ایک خطہ دهلي کے شمال و مغرب میں قریب سو میل کے هی سکونت پذیر تھے اِس خطہ کا طول قریب پینسٹھہ میل کے اور عرض بیس میل سے چالیس میل تک هی منو کا قول هی کہ اُس زمین کو برهما ورتا اِس سبب سے کہتے تھے کہ اُسمیں دیوتوں کي آمد شد تھي اور جو رسم اُس ملک میں ایسي قدیم روایت سے جسکي اِبتدا معلوم نہیں چلي‌آتي هو اُسکي پیروي کي بھگتوں اور پرهیزگاروں کو هدایت کي گئي هی † اِس خطہ اور جمنا کے درمیان اور جمنا اور گنگا کے شمال پر جو خطہ واقعہے اُسکو معہ شمالي پہاڑ کے برهم ارشي کے نام سے منو نے بیان کیا هی اور جو برهمن اُس خطہ میں پیدا هوں اُنکو انسانوں کي تعلیم و تربیت کے واسطے نہایت لایق اور مناسب بتایا هی ‡ *

پس اِس ملک کو هم وہ ملک سمجھیں جسکو سرستي والے خطہ کے بعد هندوؤں نے فتح کیا هوگا *

---

† منو کے مجموعہ کا حصہ دوسرا اِشلوک ۱۷ و ۱۸ یہہ خطہ پہلے راجاؤں کي بڑي کارگاہ اور بڑے بڑے داناؤں کے رهنے کا مقام تھا — والسن صاحب کے ترجمہ بشن پوران کے دیباچہ کا صفحہ ۶۷

‡ منو کا مجموعہ حصہ ۲ اشلوک ۱۹ و ۲۰

اِن ابتدائي باتوں میں سے پورانوں میں کچهه بهي نهیں لکهیں اُنمیں ابتدا اجودهیا (یعني اودہ) کےملک سے هی اس خطه میں سورج بنسي اور چندر بنسي راجاؤں کي نسلیں قایم هوئیں اور وهیں سے اور ملکوں کے راجه ظهور میں آئے *

سورج بنسي سلسله میں پچاس یا زیاده سے زیاده ستر پشتوں کا امتیاز جهوٹي اور لغو کهانیوں سے قایم کیا گیا هی *

اِنکے بعد رام چندر جی کا بیان جو اصلي تاریخ میں شمار کیئے جانے کے قابل هی کیا گیا هی *

رام چندر جي کي مهم

رام چندر جي کي سرگذشت کو جب لغو اور بیهوده کهانیوں سے علحده کر لیا جاوے تو صرف اِسقدر اصلیت رهتي هی که هندوستان میں ایک قوي سلطنت اُنکے قبضه میں تهي اور اُنهوں نے دکهن پر چڑهائي کي اور جزیره لنکا تک پهونچے اور فتح کیا *

دکهن پر اُنکي چڑهائي کرنے پر شبهه کرنے کي کوئي وجهه نهیں همکو یقین هی که اُنهوں نے دکهن پر حمله کیا مگر یهه بات خلاف قیاس هی که اگر سب سے پہلے حمله کرنے والوں میں سے وہ تهے یا سب سے پہلے اُنهوں نے حمله کیا تو لنکا کو بهي فتح کر لیا اگر فتح کر لیا تو وہ بید کے تالیف کے زمانه سے پہلے جیسا که عموماً خیال کیا جاتا هی نهوئے هونگی کیونکه منو کے زمانه میں بهي تهذیب یافته هندوؤں کي کوئي بستي دکهن میں نهیں تهي اِس لیئے غالب یهه معلوم هوتا هی که جن شاعروں نے رام چندر جي کے حالات کو بڑي دهوم دهام سے لکها هی اُنهوں نے اپني بڑي عمارت کو نهایت تنگ اور مختصر بنیاد پر هي تعمیر نهیں کیا بلکه اُنهوں نے اپنے ممدوح کے مهم کو ایسے مقام سے منسوب کیا هی جو اُنکے زمانه میں نهایت دلچسپ مشهور تها *

رامائن کي تو ایسي قدامت جسپر شبهه نهیں هوسکتا اُس واقع کي تاریخ کے قدیم هونے کے لیئے بهت بڑي شهادت هی اور دکهن پر جو کوئي مشهور عزیمت بغیر بهت سے سامانوں کے ممکن نه تهي اِس لیئے یهه لازم آویگا که رام چندرجي اُسوقت میں هوئے هونگے جب که هندوؤں کے علم و تربیت اعلی درجه پر پهونچي هوگی *

رام چندر جي کے بعد اُنکي نسل میں سے ساٹهه راجه متواتر اُنکي سلطنت میں حکمران هوئے مگر اُنکے بعد جو پهر کچهه ذکر اجودهیا کا نهیں پایا جاتا اِس لیئے ممکن یهه هی که یهه سلطنت اُس سلطنت میں جوایک زمانه میں کوشاله کهلاتي تهي شامل هوگئي هوگي اور دارالسلطنت اجودهیا سے قنوج میں منتقل هوگیا هوگا *

مهابهارت کي لڑائي

وه لڑائي جسکا بیان مهابهارت میں هی دوسرا تاریخي واقعه قابل اِطلاع کے هی *

یهه لڑائي ضلع هستنا پور کے واسطے جو غالباً دهلي کے شمال و مغرب میں گنگا پر تها جسکا اِس زمانه میں بهي یهي نام مشهور هی چندربنسي خاندان کي دو شاخوں یعني کوروؤں اور پانڈوں کے آپسمیں هوئي ان دونوں کو بهت سے رفیقوں سے جنمیں سے بعضے بهت دور دور سے آئے تهے مدد پهونچي *

معلوم هوتا هی که هندوستان میں اُس زمانه میں بهت سي سلطنتیں تهیں چنانچه گنگا کے کناره پر ایک هي خطه میں کم سے کم چهه سلطنتیں تهیں † مگر اُن سلطنتوں کے آپسمیں بهت آمد و رفت اور ربط

---

† هستناپور اور متهرا پنچالا (یعني اوده کا کچهه حصه اور فیچے کا دوابه) اور بنارس اور مگادا اور بنگال — اوریئنٹل میگزین جلد ۳ صفحه ۱۳۵ اور ٹاڈ صاحب کي کتاب جلد ۱ صفحه ۴۹ مهابهارت اجودهیا اور کناکو بیا یعنی قنوج کي سلطنت کا کچهه ذکر نهیں هوا اگر منو کے مجموعه کے باب ۲ اشلوک ۱۹ کے بموجب پنچالا اُس سلطنت کا دوسرا نام نهو

و اتحاد قایم هوگیا هوا معلوم هوتا هی سري کرشن جي نے جو پانڈوون کي کمک کو آئی تهے اگرچه جمنا کے کنارہ پر پیدا هوئے تهے مگر اُنہوں نے گجرات میں ایک سلطنت کي بنیاد ڈالي تهي هر فریق کي کمک کو اٹک سے لیکر کالنگا تک سے جو دکهن میں واقع هی اُنکی رفیق آئے تهے بعضی انمیں سے اٹک کے اُس پار کے سرداروں میں سے بهي تهے اور یاونا بهي جو ایسا نام هی که اکثر مشرق کے حالات لکهنے والوں نے اُس سے یوناني مراد لیئے هیں اُنکے معاون آئے تهے پانڈوؤں نے فتح پائي لیکن ایسے بڑے نقصان کے بعد یهه فتح اُنکو نصیب هوئي که اُنمیں سے جو زنده بچے تهے اپنے عزیزوں اور فوج کي تباهي اور ضایع هونے کے رنج سے دنیا کو ترک کرکے همالیه پر برف میں جاکر مرگئے اُنکے بڑے رفیق سري کرشن جي جیسا که هم پہلے بیان کرچکے هیں اپنے ملکي لڑائیوں میں مارے گئے هندوؤں کے بعضے افسانوں میں لکها هی که کرشن جي کے بیٹے دریاے اٹک کے پار جانے پر مجبور هوئے † اور وه راجپوت جو اُس خطه یعنی دریاے اٹک کے اُسطرف سے سنده اور کنچهه میں اس زمانه میں آئے هیں قوم یادو یا جادو میں سے هیں تو یهه بیان جیسا که بظاهر معلوم هوتا هی اُس سے زیاده اعتماد کے قابل هی مگر خود مہابهارت کے زیاده معتبر بیان سے معلوم هوتا هی که وه جمنا کے قرب و جوار میں واپس چلے آئے *

مہابهارت میں کا قصه به نسبت راماین کے زیاده تر قرین قیاس هی اُسمیں زیاده تر هندوستان کے حالات مندرج هیں اور رامائن کے به نسبت اُسکے قصے زیاده تر حقیقتوں پر مبني هیں اگرچه هومر کي کتاب ایلیڈ سے مہابهارت واقعي حالات کي علامتوں میں بہت کم هی مگر رامائن سے اُسکو وهي مناسبت هی جو هومر کي مثنوي ایلیڈ کو هرکیولیز کے افسانوں

---

† کرنل ٹاڈ صاحب کي کتاب جلد ۱ صفحه ۸۵ اور مہابهارت کا انگریزي ترجمه جو فارسي ترجمه سے هوا اور سنه ۱۸۳۱ع میں اورینٹل فنڈ سے چهپا

سے هی اور ایلیڈ کي مانند مہابہارت ایسا ماخذ هی که اُس سے بہت سے هندو سردار اور قومیں اپنے بزرگوں کا سراغ لگانے میں کوشش کرتے هیں *

مہابہارت کے تصنیف هونے کے زمانہ پر بحث هوچکي هی غالباً چودهویں صدي قبل مسیح میں وہ تصنیف هوئي پانڈوؤں کي اولاد میں سے اُنتیس اور بقول بعضوں کے چونستھہ راجہ تخت پر بیٹھے ان راجاؤں کا صرف نام هي نام باقي هی اور کچھہ حال نہیں ملتا دارالسلطنت اُنکا دهلي کو منتقل هوگیا معلوم هوتا هی *

مگادا کے راج کا بیان

اُن راجاؤں میں سے جنکا معاونوں کي طرح آنے کا مہابہارت میں ذکر هی صرف ایک راجہ کي اولاد کي قسمت میں به نسبت اوروں کے زیادہ مشہور هونا تھا وہ مگادا کے راجہ هوئے هیں جنکا بہت کچھہ بیان هوچکا هی *

معلوم هوتا هی که مگادا کے راجاؤں کو همیشہ بہت سي حکومت اور اختیار حاصل رها هی اُنمیں سے اول راجہ کو جسکا ذکر مہابہارت میں موجود هی بہت سے سرداروں اور قوموں کا سردار بیان کیا گیا هی غالباً اُسکے مطیعوں میں بنگالہ اور بہار کے سرداروں هي میں سے هونگے مثلاً هم کو معلوم هو چکا هی که پانچ خود مختار سلطنتیں اُس ملک میں اور تھیں جسمیں گنگا بہتي هی † *

کئي سو برس تک مگادا کے کل راجہ چھتري قوم میں سے هوئی لیکن راجہ نندا کي ماشودر تھي اور چندرا گپتا بھي جسنے نندا کو قتل کرکے

---

† یہہ بات بیان کرنے کے قابل هی که یارنا یعنے یونانیوں کو مگادا کے راجہ کا رفیق بیان کیا گیا هی اِسکي وجہہ بظاهر وہ تعلق هی جو پراسي قوم کے راجاؤں اور سکندر اعظم کے جانشینوں میں تھا (پروفیسر ولسن صاحب کا قول مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ١٥ صفحہ ١٠١) اُنکا دوسرا رفیق بھاگا دتا جسکو بڑي شان و شوکت والا یہہ خطاب دیا گیا هی که وہ جنوب و مغرب کا راجہ تھا وہ بموجب آئین اکبري کے بنگالہ کا راجہ تھا

سلطنت پر قبضہ کیا نیچ قوم میں سے تھا پورانوں میں لکھا هی کہ چندرا گپتا کے زمانہ سے مگادا میں چھتریوں کي قدر منزلت جاتي رهي اور جتنے راجہ اور سردار مگادا میں هوئے وہ شودر تھے † *

مگر اُنکي ذات کے ذلیل هونے سے اُنکے رعب داب اور قدر و منزلت میں کچھہ کمي هونا پایا نہیں جاتا کیونکہ چندرا گپتا کے شودر جانشینوں کي نسبت پورانوں میں معمولي مبالغہ کے ساتھہ لکھا هی کہ اُنہوں نے تمام دنیا کو ایک چتر کے نیچے لیلیا ‡ اس بات کے یقین کي نہایت قوي دلیل هی کہ اسوکا جو شودر خاندان میں سے تیسرا راجہ تھا دریاے نربدا کے شمال کي سلطنتوں پر بڑا رعب داب رکھتا تھا اُسکي سلطنت کي وسعت اُن دور و دراز مقاموں سے معلوم هوتي هی جہاں ایسے ستون بنے هوئے هیں جنپر اُسکے فرمان کندہ هیں اور اُنہیں یادگاروں سے اُسکي سلطنت کا تربیت یافتہ هونا ثابت هوتا هی کیونکہ اُن فرمانوں میں دواخانوں اور شفاخانوں کے قائم کرنے اور سڑکوں پر درختوں کے لگانے اور کنوؤں کے کھدوانے کي تاکید موجود هی *

لوگوں کي جو یہہ راے هی کہ مگادا کے راجہ هندوستان میں سب سے غالب اور شاهنشاہ تھے اِسکي تائید میں همکو سب سے اول وجہہ جو دستیاب هوئي هی وہ یہي اسوکا کي فوقیت هی اور کرنل ولفورڈ صاحب نے جو کچھہ مگادا کے راجاؤں کي نسبت اُنسے تحقیق هوسکا هی ذرا ذرا لکھا هی اُسمیں وہ کوئي بات ایسي نہیں بیان کرتے جو برخلاف اس یقین کے هو کہ مگادا کے راجاؤں کي § سلطنت بہت دور تک پھیلے هوئي اور ابتدا سے هي ترقي یافتہ تھي معلوم هوتا هی کہ مہابھارت کي

---

† سر جونس صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۲ صفحہ ۱۳۹ اور پروفیسر واسن صاحب کي هندوں کے سوانگ کي کتاب جلد ۳ صفحہ ۱۴

‡ پروفیسر ولسن صاحب کي کتاب هندوؤں کي تماشہ گاہ جلد ۳ صفحہ ۱۴

§ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹

لڑائي کے زمانہ میں مگادا کے راجہ اُن چھوٹي سلطنتوں میں سے جو اُس خطہ میں تھیں جسمیں گنگا بہتي هی ایک سلطنت پر قابض تھے اور اِن چھوٹي سلطنتوں میں سے هستنا پور کي سلطنت کے ایسے مخالف تھے جنکا کچھہ قابو اُسپر نہیں پہونچتا تھا *

سکندر اعظم کو هندوستان کے اُس حصہ میں جسمیں اُسکي گذر هوئي کوئي ایسا راجہ جو کل هندوستان پر اختیار رکھتا هو نہیں ملا اور جو قومیں دریاهاے ہیپسس یعنے ستلج سے آگے آباد سنیں وہ خود سر راجاؤں کے زیر حکومت تھیں (یعني سکندر کو اس دریا سے آگے طایف الملوکي معلوم هوئي) ایرین اور اسٹریبو یوناني مورخ بیان کرتے هیں کہ اُن سب قوموں میں سب سے زیادہ سربراوردہ پراسي قوم تھي مگر اوروں پر اُسکي فوقیت اور اختیار کي نسبت کوئي اشارہ نہیں کیا گیا علاوہ اسکے ایرین صاحب پراسي قوم اور اُسکے راجہ سندراکتس کو اور قوموں پر ترجیح دینے کے ساتھہ هي یہہ بیان کرتے هیں کہ اس سے بڑا راجہ پورس تھا اور میگاستھینیز نے لکھا هی کہ میرے زمانہ میں هندوستان میں ایک سو اٹھارہ قومیں تھیں مگر اُنمیں سے کسي قوم کو پراسي قوم کا محکوم نہیں بیان کیا اور یہہ خیال کرنا غیر ممکن هی کہ میگاستھینیز نے جو سندراکتس کے دربار میں یونانیوں کي طرف سے بطور صفیر کے رها کرتا تھا اور اُسکي بزرگي اور عظمت بڑھانے پر مائل تھا اُسکو هندوستان کا شاهنشاہ یا اُن سلطنتوں پر جو اُسکے حدود سے باهر تھیں یقیني غالب بیان کرنے سے غفلت کي هی *

هندوؤں کي تحریروں کي بموجب چندرا گپتا غیر ملکي حملوں سے مغلوب رها کرتا تھا اور اپني سلطنت کي قوت کي نسبت زیادہ تر اپنے وزیروں کے فن فطرت کے باعث سے اُن دشمنوں سے محفوظ رهتا تھا مگر غالب یہہ هی کہ وہ اُس رعب و داب کا باني تھا جسکي کمال ترقي اُسکے پوتے کے عہد میں هوئي چنانچہ جب سلیوکس نے اٹک پر کے یونانیوں کے قلعوں کو اُسکے حوالہ کرنا چاها تو اُنکے قبول کرلینے سے یہہ بات ثابت هی کہ اُسنے اپنے اِرادوں کو خود کہاں تک ترقي دي تھي اور اسوکا اپنے

عین شباب کے عالم میں اوجین یا مالوہ کا حاکم تھا اسلیئے ضرور هی که وہ ملک اُسکے باپ کے مقبوضہ ملکوں میں سے هوگا *

هندوستان کی تمام سلطنت کے شاهنشاهی کا دعوی اور خاندانوں کے راجاؤں نے اپنی کتابوں میں کیا هی اور یورپ کے مختلف مصنفوں نے کورس کو اور کشمیر اور دهلی اور قنوج اور مالوہ اور بنگالہ اور گجرات وغیرہ کے راجاؤں کو شاهنشاہ هندوستان کا مانا هی مگر ظاهر هی که کوئی معقول اور کافی وجهہ اسبات کی اُنکے پاس نہیں هی *

ماریا کے خاندان میں جس میں سے سندراکتس یعنے چندرا گپتا تھا دس پشتوں تک راج قائم رها بعد اُسکے تین اور خاندان شودروں کے حکمراں رهی جنمیں سے سب سے آخر اور سب سے زیادہ بڑے اندرا نامی خاندان هوئے *

یهہ خاندان سنہ ۴۳۶ ع میں ختم هوئے اور پورانوں کے بموجب اسکے بعد ایسے مختلف اور ابتر خاندان حکمراں هوئی جو ظاهرا هندوؤں میں سے نہیں معلوم هوتے هیں اسبات سے اور تاریخ کے ترتیب کے ارادوں کے پورا نہونے سے هم یهہ نتیجہ نکال سکتے هیں که اس زمانہ میں غیر ملکی حملہ هوا اور مدت تک بد انتظامی رهی کئی سو برس کا حال نہ معلوم هونے کے بعد پھر کچھہ تاریخانہ حال ظاهر هوتا هی اور مگادا کی سلطنت قنوج کے گپتا راجاؤں کی قلمرو میں پائی جاتی هی اس زمانہ سے آگے مگادا کا کچھہ صاف بیان نہیں پایا جاتا *

مگادا میں بدہ کے پیدا هونے اور بدہ مذهب اور جین مذهب کی کتابوں میں مگادا کی زبان مگادی یا پالی کے مستعمل هونے سے مگادا کی شہرت ابتک باقی رهی هی *

بنگالہ

اُس ملک کے ایک راجہ کا بیان جسکو اب هم بنگالہ کہتے هیں مهابھارت کی لڑائی کے معاونوں میں مهابھارت کے اندر بیان هوا هی اُس

راجه سے لیکر مسلمانوں کے فتح کرلینے تک آئین اکبري میں پانچ خاندانوں کا ذکر هی اِن خاندانوں کا حال جو صرف ابوالفضل کے ترجموں سے معلوم هوا هی اِس لیئے هندوؤں کے لکھے هوئے نسب ناموں سے انکو کم معتبر سمجھنا چاهیئے لیکن اِنمیں سے ایک یعني چوتھا نسب نامه بالکل صحیح اور سچ معلوم هوتا هی کیونکه اُسکو کتبوں سے ثابت کیا هی اور اُنسے ایسے راجاؤں کا سلسله قایم هوتا هی جنکے نام کے آخر میں پالا لگا هوا هی اور اُنهوں نے نویں صدي سے لیکر غالباً گیارهویں صدي تک سلطنت کي † جو کتبے اِس خاندان سے متعلق هیں وه دور دور مقاموں میں ایسي جگهوں پر پائے گئے تھے جس سے اُنکي صداقت میں کوئی شک نهیں کرسکتے مگر اُنمیں ایسے بیان مندرج هیں جو في نفسه حیرت انگیز هیں اور اُنکو اُن حالات سے جو همکو هندوستان کي تاریخ کے اور ماخذوں سے معلوم هوئے هیں مطابق کرنا نهایت دشوار هی چنانچه اُن میں بیان هی که بنگاله کے راجه تمام هندوستان پر همالیه سے راس کماري تک اور برهمپتر تک مسلط هیں اور اُنمیں یهه بهي کنده هی که مشرق میں تو تبت کو مطیع کیا اور مغرب میں کیم بوجا کو جسکو بعضے خیال کرتے هیں که اٹک سے آگے ایک مقام تها ‡ اِسي زمانه میں قنوج دهلي اور

---

† کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحه ۴۴۲ اور اُن مختلف کتبوں کو دیکھو جنکا بیان اِسي کتاب یعني تحقیقات ایشیا کي اُن جلدوں میں هی جنکا ذکر مقام محوله پر هی

‡ سب سے پورانا کتبه جو ایک تانبے کي تختي هی اور منگیر میں ملي تهي جسمیں جاگیر بخشنے کا ذکر هی نویں صدي کا کنده کیا هوا معلوم هوتا هی (دیکھو کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۹ صفحه ۴۴۶ کو) اس کتبه میں صاف مندرج هی که سلطنت کرنے والے راجه دیوپال دیو (یا دیوا پالا دیوا) کے قبضه میں تمام هندوستان گنگا کے مخرج سے آدم کے پل تک (یعني لنکا تک) اور دریاے میگنا یعني برهمپتر سے مغربي سمندر تک هی اور بنگاله اور کرناٹک اور تبت کے باشندے اُسکي رعایا هیں بیان کیا گیا هی اور اُسمیں یهه بهي اِشاره هی که اُسکي فوج کمبوجا تک گئي هی جسکو عموماً اٹک سے آگے سمجھا گیا ورنه اِسمیں تو کچھه شک نهیں که وه هندوستان

اجمیر اور میواڑ اور گجرات میں خود مختار حکومتوں کے موجود ہونے کے باعث سے اِسقدر وسیع فتوحات کا ہونا خلاف قیاس معلوم ہوتا هی اور اسي زمانه کے کتبوں میں جو اور راجاؤں نے کندہ کراے ایسے هي فتوحات کا دعوی نپایا جاتا اگر اُن راجاؤں نے اور سلطنتوں پر کچھه فوق حاصل نکیا هوتا اور هندوستان کے مغرب تک اور دکهن کے وسط تک لشکر کشي نکرتے پهر حال معلوم ایسا هوتا هی که یهه خاندان بهي تمام هندوستانکي سلطنت کا ایسا هي پورا دعوی رکهتا هی جیسا که اور خاندان رکهتے هیں پس تمام ایسے جهوٹے دعوں کا اعتبار نکرنے کے لیئے یہي بات ایک تازہ وجهه هی پالا خاندان کے بعد وہ خاندان حکمران هوا جسکے ناموں کے آخر میں لفظ سینا کا هونا لازم تها اِس آخر خاندان کو اهل اسلام نے سنه ۱۲۰۳ ع میں تهه و بالا کیا *

مالوہ

راجه بکرما جیت

مالوہ کي سلطنت اگرچه ان سلطنتوں سے جنکا هم بیان کرچکے قدیم زمانه میں' همسر هونے کا دعوی نهیں کرتي مگر اِسي سلطنت کي تاریخ صحیح صحیح همکو معلوم هوئي هی جو سنه اب بهي دریاے نربدا کے شمالي ملکوں میں مروج هی وہ راجه بکرما جیت کا سنه هی یهه راجه

کے نهایت مغرب میں هوگا دوسرا کتبه ایک ٹوٹے هوئے ستون پر ضلع شارن میں جو گنگا کے شمال کي طرف هی کندہ هی اُس ستون کو ایک راجه نے جو اپنے آپ کو خراج گذار گوڑ یعني بنگاله کا بتاتا هی بنایا تها مگر پهر بهي وہ اپني حکومت ریراجهانک سے (صحیح حال اسکا معلوم نهیں) همالیه تک اور مشرقي سمندر سے مغربي سمندر تک بتاتا هی اور اُس کتبه میں کندہ هی که بنگال کے راجه نے (غالباً سابق‌الذکر کتبه والے دیو پال کے بیٹے نے) ملک اوڑیسه اور قوم هنز کو (اِس قوم کا بیان پہلے کتبه میں بهي هی) اور کارومنڈل کے کنارہ کے جنوبي حصه اور گجرات کو فتح کیا تیسرے کتبه میں صرف اِسقدر کندہ هی کہ ایک عالیشان یادگار بت کي عزت میں بنارس کے قریب اُسي خاندان کے بنگاله کے راجه نے سنه ۱۰۲۶ ع میں بنایا اور اُس خاندان کا اور قدیم کتبوں سے بدھ مذهب معلوم هوتا هی

اپنے اسی سنه کے شروع سے یعنی چھپن برس قبل مسیح کے اوجین میں راج کرتا تھا *

هندوؤں کي کہانیوں میں بکرماجیت بجاے هارون رشید کے هی اور کرنل ولفورڈ صاحب نے اِن کہانیوں میں سے اسقدر حالات بے کھٹکے جمع کیئے که اُنکي تاریخوں کي تطبیق کے لیئے اٹھه بکرماجیت درکار هوتے هیں مگر جسقدر که اب تسلیم کیا جاتا هی وه یهه هی که بکرماجیت ایک بڑا زبردست راجه اور تربیت یافته اور سر سبز ملک کا حاکم اور علم و هنر کا مشهور مربي تھا *

راجه بھوج

راجه بکرماجیت کے بعد راجه بھوج نہایت مشهور راجه هندوستان میں هوا مگر اُسکے حالات کي کوئي تاریخ یا اور کسي قسم کي تحریر موجود نهیں اُسکا طول طویل عهد قریب گیارهویں صدي کے ختم هوا درمیان کي چهه صدیوں کے بهت سے راجاؤں کے نسب نامه آئین اکبري اور هندوؤں کي کتابوں میں بهرے هوئے هیں اُنمیں سے ایک نام چندرا پالا هی جسکو کہتے هیں که تمام هندوستان اسنے فتح کرلیا لیکن یهه حال ایسا لغو هی که اِس سے تاریخ میں بهت کار براري نهیں هوسکتي مالوه کے راجاؤں نے بیشک هندوستان کے وسط اور مغرب تک اپنا تسلط کیا اور بکرماجیت کے تمام هندوستان پر مسلط هونے کي روائتیں هندوستان میں عام هیں *

گجرات کے راجه نے راجه بھوج کے پوتے کو گرفتار کرلیا اور اُسکے ملک پر قابض هوگیا مگر معلوم ایسا هوتا هی که مالوه پھر بهت جلد اُسکے قبضه سے نکلگیا اور ایک نیا خاندان اُسمیں راج کرنے لگا آخرکار مسلمانوں نے سنه ۱۲۳۱ ع میں اُسکو فتح کرلیا † *

† کرنل ٹاڈ صاحب کا بیان مندرجه حالات رایل ایشیا ٹک سوسٔیٹي جلد ۱ صفحه ۲۰۱ اور کالبروک صاحب کي تحریر اُسي جلد کے صفحه ۲۳۰ میں اور گلیڈون صاحب کي آئین اکبري جلد ۲ صفحه ۴۸

گجرات

گجرات میں کرشن جي کي رياست هونے اور اُن زمانوں کے اور واقعات سے معلوم هوتا هی که پہلے هي سے گجرات ایک خاص ریاست قرار پاگئي تهي اور دوسري صدي کے ایک یوناني مورخ نے تمام گجرات کو ایک حاکم کے تحت میں بیان کیا هی † راجپوتوں کي اُن روایتوں سے جو کرنل ٹاڈ صاحب نے لکهي هیں معلوم هوتا هی که مقام بلبهي واقع گجرات میں کانک سینا نے جو سورج بنسي خاندان میں کا ایک شخص جنکي سلطنت اودہ میں تهي نقل مکان کرکے چلا آیا تها ایک اور ریاست کي بنیاد ڈالي اِس خاندان کو سنه ۵۲۴ ع میں وحشیوں کي فوج نے جنکو کرنل ٹاڈ صاحب قوم پارتهیئن خیال کرتے هیں اُس ملک سے نکال دیا *

اِس خاندان کے راج کنور گجرات سے نقل مکان کرکے میواڑ میں چلے گئے اور وهاں ایک سلطنت قایم کرلي جو اب بهي موجود هی تانبے کے پتروں پر جو ایسے کتبه پائے گئے هیں جنمیں جاگیریں عطا کي گئي هیں اور اُنکا ترجمه واتهن صاحب نے کیا هی ‡ اُن سے یهه بات بخوبي ثابت هوتي هی که جس خاندان کے لوگوں کے نام کے ساتهه سینا کا لفظ لگا هوتا تها اُسنے بلبهي میں سنه ۱۴۴ع سے سنه ۵۲۴ع تک سلطنت کي جن وحشیوں کو کرنل ٹاڈ صاحب پارتهیه والے سمجهتے هیں اُنکو واتهن صاحب بیکٹریا کے هندوستاني خیال کرتے هیں بیشک وہ حمله پارتهیا والوں کے سربراوردگي کے زمانه سے بہت بعد کو هوا هی مگر ممکن هی که حمله‌کرنیوالے دوسري نسل کے ایراني یعني ساساني هونگے سنه ۵۳۱ ع سے سنه ۵۸۹ ع تک نوشیروان نے سلطنت کي وہ مختلف ایراني مورخ جنکي اقوال مالکوم صاحب §

---

† ونسنٹ صاحب کے پرپپلس صفحه ۱۱۱

‡ ررز نامچه ایشیا ٹک سوسئیٹي کلکته جلد ۴ صفحه ۴۸۰

§ تاریخ ایران مصنفه مالکوم صاحب جلد ۱ صفحه ۱۴۱

نے نقل کیئے هیں بیان کرتے هیں که اس بادشاه نے شمال میں فرغانه پر اور مشرق میں هندوستان پر لشکر کشي کي اور چیني تاریخوں † سے جو اُنکے پہلے قول کي تائید هوتي هی تو دوسرے قول کو معتبر نه سمجھنے کي کوئي وجهه معقول نهیں هی سر هنري پاٹینجر صاحب ایک منصل اور قرین قیاس بیان نوشیرواں کي کوچ کا مکران کي بحري حد سے سند تک کرتے هیں مگر یهه نهیں لکھتے که اُنهوں نے کهانسے لکھا هی ‡ اور جو که مقام بلبي سند کے پاس تھا اسلیئے باساني یقین هوسکتا هی که نوشیرواں نے اُسکو غارت کیا هوگا اور میواڑ کے راجاؤں کا نوشیرواں کي اولاد هونا جو مشهور هی شاید اس کو اسبات سے کچھه تعلق هو که نوشیرواں نے اُنکو بھگاکر اُس مقام تک جهاں وه اب موجود هیں پهونچایا تھا *

نوشیرواں کے جلوس سے سات برس پیشتر فتح هونا بلبي کا جو معلوم هوتا هے وه هندوؤں کے واقعات کي تاریخوں میں ایک خفیف سي بات هی *

بلبي کے راجاؤں کے بعد گجرات کے حاکم راجپوت هوئے جو چورا قوم میں سے تھے اور اُنهوں نے انجام کار اپنے دارالسلطنت مقام انهل واڑه میں جواب پاٹن مشهور هی قایم کي اور هندوستان کے راجاؤں کے خاندانوں میں سے یهه بڑے عالیشان هوگئے *

اخیر راجه سنه ۹۳۱ ع میں لاولد مرگیا اور اُسکا داماد بجاے اُسکے راج کا مالک هوا جو راجپوتوں کي سولنکا یا چلوکیا قوم میں سے مشهور هوا جسکے اهل خاندان کالیان میں جو دکھن کے گھاٹوں کے اوپر واقع هی سردار تھے § *

---

† ڈي گگنیز صاحب کي کتاب جلد ۲ صفحه ۳۶۹

‡ پاٹینجر صاحب کا سیاحت‌نامه صفحه ۳۸٦

§ کرنل ٹاڈ صاحب کي کتاب جلد ۱ صفحه ۸۳ و ۹۷ و ۱۰۱ و ۲۰٦ اس کالیان کي نسبت کانکن والا کالیان جو زیاده قریب هی اسلیئے کرنل ٹاڈ صاحب خیال کرتے هیں که سولنکا قومکا راجه کانکن والے کالیان سے آیا هوگا لیکن اور حالات اس راے کے مخالف هیں گھاٹ والے کالیان کے سولنکا قوم کے راجاؤں کا حال پھر لکھا جاویگا

اسي خاندان کے ایک راجه نے مالوه کو فتح کیا میں خیال کرتا هوں که کرنل ولفورڈ صاحب اِنهیں راجاؤں کو هندوستان کا شهنشاه بتاتے هیں † اگرچه محمود غزنوي نے سلونکا راجاؤں کے ملک کو ایدهر سے اودهر تک تاخت و تاراج کیا مگر سنه ۱۲۲۸ع تک اسي خاندان کے راجه راج کرتے رهے آخر کار اس سنه میں ایک اور خاندان نے اُنکو اُنکے ملک سے خارج کیا جسکو سنه ۱۲۹۷ع میں مسلمانوں نے غارت کردیا ‡ *

قنوج

کناکوبیا یعنے قنوج کي نسبت قدیم زمانه میں هندوؤں کي اور سلطنتیں بہت کم مشهور هوئي هیں قنوج نہایت قدیم شهر هندوستان کا هی اور اُسکے نام سے ایک فرقه برهمنوں کا قایم هوا هی جسکا نام قنوجیا برهمن هی شاید اسي دارالسلطنت کو اُن مسلمانوں نے جو پہلے پہل حمله اور هوئے نہایت دولتمند پایا هندوؤں کي آزادي کے جلد برباد هو جانے کا باعث وه لڑائیں تهیں هیں جو قنوج اور دهلي کے راجاؤں میں هوئي هیں *

معلوم هوتا هی که قدیم زمانه میں یهه سلطنت پانچالا کهلاتي تهي اس سلطنت کي قلمرو کا ملک تنگ اور لنبا مغرب میں دریاے چنبل § اور بنارس کے قریب قریب اجمیر تک اور مشرق میں نیپال تک راجپوتوں کي اُن روایتوں اور تحریروں سے جنکو کرنل ٹاڈ صاحب || نے جمع کیا هی

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحه ۱۶۹ و ۱۷۹ و ۱۸۱ وغیره

‡ برگز صاحب کي تاریخ فرشته

§ قنوج اور پنچالا کا ایک هونا منو کے مجموعه کے دوسرے باب کے اشلوک ۱۹ سے سمجها گیا هی اور جو حدیں اُسکي مهابهارت میں قرار دي گئي هیں اُنکو اوریئنٹل میگزین جلد ۳ صفحه ۳۵ اور جلد ۴ صفحه ۱۴۲ میں تحقیق کیا گیا هی یهه بات بیان کے قابل هی که جب ان حدوں کو جنوب و مغرب کیطرف کچهه بڑها دیا جاتا هی تو وه وهي حدیں هو جاتي هیں جو کرنل ٹاڈ صاحب نے مسلمانوں کے حمله کے زمانه میں قرار دیں هیں کتاب راجستان جلد ۲ صفحه ۹

|| کتاب تاریخ راجستان جلد ۲ صفحه ۲

اور اُن کتبوں سے جنکی تحقیق پروفیسر ولسن صاحب † نے کی معہ اُن کتبوں کے جنکا ترجمہ پرنسپل مل صاحب ‡ نے کیا جو کچھہ حال همکو معلوم هوا هی اسکے سوا اور کچھہ حال اِس سلطنت کی قدیم تاریخ کا دریافت نہیں هوتا اِن تحریروں اور روایتوں سے معلوم هوتا هی که راتھوروں نے قنوج کو ایک اور هندو خاندان شاهی سے چھینا تھا اور اُنسے سنه ۱۱۹۳ع میں مسلمانوں نے لیلیا اور وہ اپنے موجودہ ریاست مارواڑ میں چلے گئے *

راتھوروں کی سلطنت کے زمانه میں از روے اُن روایتوں کے قنوج کے قلمرو میں بنگاله اور اوڑیسه تک شامل هوگئی تھی اور مغرب میں دریاے اٹک تک تسلط هوگیا تھا *

اور کتبوں سے یہه معلوم هوتا هی که جس خاندان کو مسلمانوں نے تباہ کیا وہ نہایت زمانه حال کا تھا چنانچہ ایک دلاور راجپوت نے اُس خاندان میں راج کی بنا قایم کی تھی اور کرنل ٹاڈ صاحب نے جو کچھہ حالات لکھے هیں انکی صحت پر اِن کتبوں سے شبہہ پیدا هوتا هی *

راجپوت اور مسلمان مورخوں نے جنھوں نے هندوستان پر مسلمانوں کا تسلط هوجانے کی تاریخ لکھی هی دارالسلطنت قنوج کی وسعت اور شان اور شوکت کا حال نہایت تعریف کے ساتھه لکھا هی اور کھنڈر اُسکے اب بھی گنگا کے کنارہ پر موجود هیں *

اور ریاستوں کا بیان

هندوؤں کی اُن چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کے نام بیان کرنے دقت سے خالی نہیں جو هندوستان میں مختلف زمانوں میں هوئیں اب هم ایک نقشه لکھتے هیں جس سے اُنمیں سے بعض ریاستوں کا زمانه معلوم هوگا مگر یہه نقشه بالکل صحیح اور کامل نہیں هی *

---

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵

‡ روز نامچه رایل ایشیا ٹک سوسئیٹی جلد ۳ بابت سنه ۱۸۳۴ع

کشمیر کا حال اِس نقشہ میں مندرج ہونے کي وجہہ خاص ہی أسکي تاریخ ایسے مجمل بیانوں میں جو ہملے لکھے ہیں لکھني مناسب نہیں ہی کیونکہ أسکي تاریخ بہت مفصل اور کامل موجود ہی اور أسمیں هندوستان کے اور حصوں کا حال بجز ایسے موقع کے نہیں پایا جاتا جس میں کشمیر کے راجاوں کے هندوستان کي عزیمت اور أسکا کئي بار فتح کر لینا بیان کیا گیا مگر اِن بیانوں کي صداقت پر شبہہ ہی † *

اِس بات کا تصفیہ کرنا کہ اِس نقشہ میں کون کون سے ملکوں کو داخل کرنا چاهیئے آسان نہیں ہی بظاہر بنارس کي نسبت پنجاب زیادہ تر مستحق معلوم ہوتا ہی لیکن أسمیں سے ایک هي بار ایک سلطنت تریجرتا قایم ہوئي تهي سو مسلمانوں کے حملہ کرنے کے وقت پھر أسمیں شامل ہوگئي اور هندوؤں کے شروع زمانہ سے مسلمانوں کے هندوستانپر حملہ کرنے تک هندوؤں کي تاریخ میں أسکا مطلق تذکرہ نہیں پایا جاتا اور جبکہ یوناني أسمیں گذرے تو بہت چھوٹي چھوٹي ریاستوں میں منقسم پایا راجہ پورس کے قبضہ میں جو بہت بڑا راجہ تھا معہ أسکے رفقا کے آٹھواں حصہ بھي پنجاب کا پورا نہ تھا *

---

† هندوؤں میں بھي کشمیر کي تاریخ پائي جاتي ہی جسکے حالات کي تحقیق کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد 10 میں اچھي طرح کي گئي ہی

مفصله ذیل نقشه میں * اس علامت سے یهه مراد هی که جس سلطنت کي تاریخ پر یهه نشاني هو اُسکو سمجهنا چاهیئے که اسکا ذکر مهابهارت میں آیا هی اور اُسکي تاریخ جو همنے لکهي هی اُس سے وہ دوسرا زمانه مراد هی جو مهابهارت کے علاوہ کسي اور تاریخ میں اُسکا تذکرہ هوا هی اور جن لوگوں نے یهه بیان کیا هی که ان سلطنتوں کا ذکر فلاں سنه میں اخیر مرتبه هوا هی اُنهوں نے کوئي سند نهیں بیان کي مگر اخر زمانه اُن سلطنتوں کا اکثر وہ سنه هی جسمیں تاریخ فرشته کے مصنف نے اُنپر مسلمانوں کا فتحیاب هونا لکها هی

نام سلطنت	اس سلطنت کا کسي تاریخ میں کب اول ذکر هوا	اور کب سے اخیر ذکر هوا	سند مورخ	کیفیت
مگادا ...	* سنه ٣٠٠ قبل مسیح میں یونانیوں نے بیان کیا هی	سنه ٥٠٠ ع کے قریب میں	انگریزي ترجمه بشن پوران کے صفحه ٣٧٣ و ٣٧٤ کے حاشیه میں	
گوڑ یعنے بنگاله	* سنه ٩٠٠ ع میں	سنه ١٢٠٣ ع میں	کتبه منگیر	
مالوہ ...	سنه ٥٦ قبل مسیح سے اتني مدت پہلے جسمیں گیارہ پشتیں گذریں	سنه ١٢٣١ ع	ترجمه آئین اکبري جلد ٢ صفحه ٣٣	
گجرات ...	* سنه ١٣٣ عیسوي	سنه ١٢٩٧ ع	کرنل ٹاڈ صاحب کي کتاب تاریخ راجستان جلد ١ صفحه ٢١٦ اور واتهن صاحب کی تحریر مندرجه روزنامچه ایشیاٹک سوسیئٹي جلد ٣ صفحه ٣٨٠	

نام سلطنت	اس سلطنت کا کسي تاریخ میں کب اول ذکر هوا	اور کب سے آخر ذکر هوا	سند مورخ	کیفیت
قنوج ...	* سنه ۲۷۰ عیسوي	سنه ۱۱۹۳ ع	ٹاڈ صاحب جلد ۲ صفحه ۲	
متهیلي ...	* رام چندر کے عهد میں	سنه ۱۳۲۵ ع	*	متهیلي رامچندرجي کي زوجه مسمی سیتا کے باپ کي دارالسلطنت هی اگرچه بسبب قانوني مدرسه اور هندوستاني دس زبانوں میں سے ایک زبان کا نام متهیلي مشهور هونیکے باعث ممتاز هی مگر تاریخ میں اسکا بیان بهت کم پایا جاتا هی
بنارس ...	*	سنه ۱۱۹۲ ع	*	معلوم هوتا هی که بنارس میں مهابهارت کي لڑائي کے زمانه میں خود مختار سلطنت تهي غالباً وه بعده مدتوں کے محکوم هوگئي جیسے که پچهلے زمانه میں وه گوڑ کے مطیع هوگئي مگر جبکه مسلمانوں نے فتح کیا تو وه سلطنت کسي کي تابعدار نه تهي
دهلي ...	* سنه ۵٦ قبل مسیح کے قریب	سنه ۱۱۹۲ ع	ٹاڈصاحب جلد ۱ صفحه ۵۱	مهابهارت کے سوا دلي کا بیان دوسري بار یهه پایا جاتا هی که راجپوتوں کي قوم نے اسپر تسلط کیا اور انهیں سے سلسلهوار بیس راجه هوئے بعد اسکے سنه ۱۰۵۰ ع میں پرتهي راج کے اباو اجداد نے اُس قوم کو سلطنت سے خارج کیا اور راجه پرتهي راج پر مسلمانوں نے فتح پائي
اجمیر ...	سنه ٦۹۵ ع سے اتني مدت پهلے جس میں سات پشتیں گذریں	سنه ۱۱۹۲ ع	ٹاڈصاحب کي تحریر مندرجه حالات رایل ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۱ صفحه ۱۳۰ اور اوریئینٹل میگزین جلد ۸ صفحه ۲۰	آٹهواں راجه مانکرائے سنه ٦۹۵ ع میں حکمراں تها اسکي اولاد میں سے ویسل نے دلي کو سنه ۱۰۵۰ ع میں فتح کیا اور دونوں سلطنتیں ایک هي زمانه میں ایک ساتهه جاتي رهیں

میواڑ ...	سنہ ۷۲۰ ع	اب بھی موجود ہی	ٹاڈ صاحب جلد ۱ صفحہ ۲۳۱	معلوم ہوتا ہی کہ اس زمانہ سے پہلے یہہ سلطنت مالوہ کے راجاؤں کے تسلط میں تھی اودہ کے راجپوتوں کی اسی قوم نے جسنے گجرات کی سلطنت کی بناد ڈالی تھی یہہ سلطنت بھی قایم کی
جیسلمیر ...	سنہ ۷۳۱ ع	اب بھی موجود ہی	ٹاڈ صاحب جلد ۲ صفحہ ۲۳۳	جیسلمیر کے راج کی بنیاد کرشن جی کے خاندان میں کی ایک قوم نے ڈالی جو ہندوستان کے شمال و مغرب سے آئی تھی اور اب بھی اسی کا راج ہی
جیپور ...	سنہ ۹۶۷ ع	اب بھی موجود ہی	ٹاڈ صاحب جلد ۲ صفحہ ۳۴۶	اسکی بنیاد ایک راجپوت راج کنوار نے جو رام چندر کی اولاد میں سے تھا ڈالی جنہوں نے چند پشتوں پہلے چھوٹی سی ریاست ناروا پر قبضہ کیا تھا
سندہ ...	* سنہ ۳۲۵ قبل مسیح میں جبکہ سکندر نے یورش کی یہہ سلطنت خود مختار تھی	سنہ ۷۱۱ ع	*	مہابھارت میں سند کو ایک ریاست بیان کیا گیا ہی سکندر کے زمانہ میں سندہ میں چار ریاستیں تھیں مگر سنہ ۷۱۱ ع میں اہل عرب نے اسپر حملہ کیا تو وہ کل ایک ریاست تھی بعد اسکے سمیرا کی راجپوت قوم نے سنہ ۷۵۰ ع میں اہل عرب سے چھین لی اور پھر غوری خاندان کے بعد تک مسلمان اسکو فتح نکرسکے
کشمیر ...	سنہ ۱۴۰۰ قبل مسیح	سنہ ۱۰۱۵ ع	پروفیسر ولسن صاحب کی تحریر مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد ۱۵	کشمیر کے مورخ اس سلطنت کی ابتدا کا سنہ ۱۴۰۰ قبل مسیح سے بارہ سو برس پہلے سے دعوی کرتے ہیں مگر کوئی واقعہ اور کسی راجہ کا کچھہ حال بیان نہیں کرتے تاریخ فرشتہ کے مورخ کے بقول کشمیر کے راجاؤں کے پانچ خاندانوں کے بعد محمود غزنوی نے سنہ ۱۰۱۵ ع میں فتح کیا

دوسرا باب

دکھن کے ہندوؤں کی تاریخ

قدیم زمانہ میں ملک دکھن کی کیا حالت تھی اور کن حصوں میں منقسم تھا

دکھن کے باشندے اِسقدر قدامت کا دعوی نہیں کرتے ہیں جسقدر کہ ہندوستان خاص کے ہندو نہایت قدیم ہونے کے دعویدار ہیں اِس لیئے دکھن کی تاریخ بھی کم اولجھی ہوئی اور کم تاریک ہی مگر کچھہ دلچسپ نہیں ہی اُسکے قدیم باشندوں کا حال ہمکو بہت کم معلوم ہی ہندوؤں کا حال اُن مقاموں میں جہاں وہ جاکر آباد ہوئے ایسا دلچسپ نہیں ہی جیسا کہ اُنکے اصلی ملک میں ہی † پروفیسر ولسن صاحب بیان کرتے ہیں کہ دکھن کی تمام روایتوں اور تاریخوں میں ایک ایسا زمانہ پایا جاتا ہی جسمیں دکھن کے باشندے ہندو نہ تھے اِس سے پہلے کہ اُنھوں نے ہندوؤں سے تعلیم اور تربیت حاصل کی اصل باشندوں کو وہاں کے جنگلی اور پہاڑی یا راچھس اور دیو بیان کیا گیا ہی مگر بعض حالات سے اِسبات پر شبہہ ہوا ہی کہ دکھن کے باشندے ایسی ہی ناشایستہ حالت میں تھے جو ہمارے اِس بیان سے خیال میں آتی ہی *

دکھن میں شنسکرت زبان کے رواج پانے سے پہلے تامول زبان قایم ہوکر کمال پر پہونچ چکی ہوگی یہہ بات اگرچہ اِس وجہہ سے اُنکے شایستہ ہونے کا قطعی ثبوت نہو کہ شمالی امریکہ کے اصلی باشندوں کی زبان شایستہ ہی مگر ایلس صاحب کی راے اگر معقول مانی جاوے اور تامول کا علم اور زبان اصلی اور لازمی ہووے تو اُسکے موجدوں کو یعنی دکھن والوں کو

† تمام حالات مفصلہ ذیل اوڑیسہ کے بیان تک پروفیسر ولسن صاحب کے دیباچہ کاغذات مکنزی سے لیئے گئے اگرچہ اُن حالات میں کہیں کہیں ہمنے کچھہ راے لگا دی ہی جنکی جوابدہی پروفیسر ولسن صاحب کے ذمہ نہیں

جنگلوں اور پہاڑیوں میں داخل کرنا غیر ممکن ٹھہریگا † اگر ہم ہندوؤں کی روایتوں پر اعتماد کرسکیں تو راون جو لنکا اور دکھن کے جنوبی حصہ پر حکومت کرتا تھا ایک تربیت یافتہ اور قوی سلطنت کا راجہ تھا لیکن اُنہیں روایتوں کی بموجب وہ ایک هندو اور شیب کا پیرو تھا جس سے ہم یہہ نتیجہ نکالینگے کہ وہ روایتیں اُس زمانہ سے جسکا اُنمیں ذکر ہی بہت بعد کی ہیں اور کم سے کم ایک حصہ اُنکا رامچندر جی اور راون کے زمانہ کی نسبت زیادہ تر اُس زمانہ کی حالات پر مبنی ہی جب کہ وہ لکھی گئیں *

غالب ایسا معلوم ہوتا ہی کہ جب دکھن پر مکرر حملے ہونے کے بعد هندوستان خاص اور دکھن کا راستہ کھل گیا ہوگا تو جو لوگ وہاں بسنے کو گئے ہونگے اُنہوں نے دکھن کے اوپر کے حصہ کے ویران اور بنجر میدانوں کی نسبت کرناٹک اور تانجور کے بارآور خطوں کو اپنے رہنے کے لیئے پسند کیا ہوگا اور اگرچہ ابتدا میں اُنہوں نے ساحل سمندر کو اپنی سکونت کے واسطے پسند نکیا ہوگا مگر ایک زمانہ گذرنے کے بعد غیر قوموں کے سوداگروں کو وہاں تک رسائی ہوئی ہوگی اور جابجا سمندر کے کنارہ پر بہت جلد شہر آباد ہوگئے ہونگے *

سنہ عیسوی کے شروع کے قریب یعنی دکھن کے کناروں کے جس زمانہ کا حال پلینی یونانی مورخ اور پریپلس کا مصنف بیان کرتا ہی دکھن کے ساحل سمندر آباد معلوم ہوتے ہیں اور تجارت اُنمیں ہوتی تھی *

مگر دکھن کے اندرونی حصہ میں بہت سی شایستگی اِس زمانہ سے بھی پہلے حاصل ہوگئی ہوگی کیونکہ سکندر اعظم کے رفیقوں نے جنکے

† برھمنوں کے دکھن میں پہونچنے سے پہلے تامول کے علم کے قایم ہونے کا ثبوت ایک یہہ بات ہوسکتی ہی کہ اُسکے نہایت نامی مصنفوں میں نہایت ادنی درجہ کے لوگ جنکو ہم پاریا کہتے ہیں ہوئے ہیں اگرچہ یہہ مصنف بہت قدیم زمانہ میں نہیں ہوئے لیکن اُنکا صاحب تصنیف ہونا ہرگز ممکن نہوتا اگر برھمن اُنکے معلم ہوتے

قول استرابو اور ایرین نے نقل کیئے ہیں جب مختلف باتیں هندوستان کے شمالي اور جنوبي باشندوں کي بیان کي ہیں تو کوئي فرق اور اختلاف اُنکے چال چلن میں بیان نہیں کیا *

پروفیسر ولسن صاحب خیال کرتے ہیں کہ دکہن کا تربیت‌یافتہ ہونا ایکہزار برس پہلے حضرت عیسی علیہ‌السلام سے ممکن ہی *

کہتے ہیں کہ دکہن میں پانچ زبانیں بولي جاتي ہیں ان سے یہہ امر یقیني سمجھا جاتا ہی کہ قدیم زمانہ میں اسیقدر قومي تقسیم ملک کي ہوگي اسلیئے اُن قسمتوں کي حدیں بیان کرني مناسب ہیں *

دراورا یعني ملک تامول

تامول زبان اُس ملک میں بولي جاتي ہی جسکا نام دراورا ہی جسکي وسعت جنوب میں دکہن کے غایت سے محدود ہی اور شمال میں اُس مفروضہ خط سے محدود سمجھنا چاہیئے جو پلوکٹ سے (یہہ مقام مندراس کے قریب ہی) اُس گہاٹ تک جو بنگلور اور پولیکٹ کے درمیان میں ہی اور گہاٹ کے خمدار حصہ سے گذرتا ہوا مغرب کي جانب مالابار اور کنارا کي حد فاصل تک اور کنارا کے پاس پاس سمندر تک اسطرح پر گذرے کہ اُس سے مالابار اسي ملک میں شامل ہو جاتا ہی کہینچا جاوے *

ملک کرناٹا یا کنارا

دراورا کي شمالي حد کا ایک حصہ کرناٹا کے جنوبي حد کا ایک جزو ہی اور مغرب میں مقام گوا تک سمندر سے اور کولاپور کے قریب تک مغربي گہاٹ سے محدود ہی *

شمالي حد اُسکي نہایت ٹیڑے بیڑے مفروضہ خط سے قایم ہوتي جو کولاپور سے بدر تک کہینچا جاوے مشرقي حد اُسکے اُس مفروضہ خط سے جو بدر سے شروع ہوکر ادوني اور اننت پور اور ننددرگ میں گذر کر گہاٹ

کے اُسمقام تک جو پولیکٹ اور بنگلور کے درمیان میں هی پہونچکر قایم هوتي هی *

ملک تلنگانه یا تلگو

اس ملک کي مغربي حد اور ملک کرناٹا یا کنارہ کي مشرقي حد مشترک هی مگر اسکي یہہ مغربي حد اُسي طرح تھوڑي بڑي مقام چاندا تک جو دریاے وارڈا پر واقع هی بڑھاني چاهیئے اس مقام سے شمالي حد اس سے بہي زیادہ تھوڑي مشرق کي جانب سوهن پور تک هی جو مہا ندي پر واقع هی اور مشرقي حد سوهن پور سے سیکا کول تک اور سیکا کول سے سمندر کے قریب قریب پولیکٹ تک سمجھني چاهیئے جہاں وہ اُس ملک سے ملتي هی جسمیں تامول زبان بولي جاتي هی *

ملک مہارشترا یا مرهٹه

جس خطه میں مرهٹي زبان بولي جاتي هی اُسکي جنوبي حد کرناٹا اور تلنگانه کي حدوں میں بیان هوچکي چنانچه گوآ سے شروع هوکر کولاپور اور بدرمیں گذرکر چاندا میں ختم هوتي هی اور مشرقي حد اُسکے دریاے وارڈا کے ساتھه ساتھه گانجاوري یا ستپوڑي کے پہاڑ تک هی جو دریاے نربدا کے جنوب میں واقع هی *

اور اُسکي شمالي حد پر کوہ ستپوڑي نندود تک جو نربدا کے قریب هی سمجھنا چاهیئے اور مغربي حد اُسکي اُس خط مفروضه سے قایم هوتي جو نندود سے دامن تک اور دامن سے سمندر کے قریب هوتا هوا گوآ تک کہینچا جاوے † *

ملک اوڑیسه یا اوڑیا

جس خطه میں زبان اوڑیا بولي جاتي هی اُسکي جنوبي حد تلنگانه

---

† ناگپور میں مرهٹوں کي حکومت کے قایم هوجانے سے بہت سے مرهٹے گونڈواله علاقه ناگپور میں چلے گیٔے اور اُس دارالسلطنت کے آس پاس دور دور تک اُنکي زبان عام هوگئي *

هی اور مشرق پر سمندر هی اور سوهن‌پور سے مدنا پور واقع بنگال تک ایک خط فرض کرنے سے مغرب اور شمال کی حدیں قایم هوتی هیں *

مهارشترا اور اوریسه کے درمیان کے میدان کا بڑا حصه جنگل هی جسمیں جابجا گونڈ قوم کے لوگ آباد هیں اگرچه اُنکی زبان باقی اور حصه کی زبان سے علحده هی مگر اُسکو وحشی پهاڑیوں کی بکواس سمجها جاتا هی دکهن کی پانچوں زبانوں میں شمار نهیں کیا جاتا هی † *

دکهن کی سلطنتیں اور ریاستیں

عین جنوب میں وهی سلطنتیں نهایت قدیم هیں جنمیں تامول زبان بولی جاتی تهی پانڈیا اور چولا کی سلطنتوں کے بانی دو کاشتکار تهے *

پانڈیا کی سلطنت

اس سلطنت کا نام اسکے بانی کے نام سے قایم هوا یهه بات تحقیق نهیں که کس زمانه میں اس شخص کا نصیب چمکا تها مگر اُسکے زمانه کو پانسو برس قبل مسیح علیه‌السلام سمجهه لینیکی معقول وجوهات هیں *

اسٹریبو نے ایک ایلچی کا حال بیان کیا هی جو پانڈیوں کی طرف سے اغسطس قیصر کے دربار میں گیا تها پریپلس کے مصنف اور ٹولیمی کے بیان سے معلوم هوتا هی که پانڈیوں موروثی خطاب پانڈیا کی اولاد کا تها *

پریپلس مصنف کے زمانه میں پانڈیوں کے قبضه مالابار کا ایک حصه سمندر کے کناره پر کا تها لیکن یهه تسلط اُنکا تهوڑے عرصه تک رها اُنکی سلطنت کی مغربی حد گهاٹ تها ایک مختصر سی سلطنت تهی چنانچه اُسمیں صرف مدورا اور ٹینیولی کے دو ضلعے تهے *

دارالریاست دو دفعه بدل کر مدورا میں قایم هوئی اور اسی مقام پر ٹولیمی کے عهد میں تهی اور اب سے سو برس پہلے تک بهی یهاں موجود تهی *

---

† گونڈوانه کے شمالی میدانوں میں جو زبان بولی جاتی هی وه هندی زبان سے نکلی هوئی هی

پانڈیون خاندان کے راجاؤں کا لڑائی جھگڑا اُنکے ہمسایہ والے چولا کی سلطنت سے رہا مگر سنہ مسیح کی ابتدا میں اُنکے آپس میں اتحاد ہوگیا اور مدت تک قایم رہا لیکن پھر اُنمیں علحدگی ہوگئی اور پانڈیون کی سلطنت سنہ ۹۰۰ع تک بڑی ترقی پر رہی اسی سنہ میں اُسکی وہ بڑی قدر و منزلت کم ہوگئی جسکے بعد وہ اکثر خراج گذار اور کبھی کبھی بالکل خود مختار رہے انجام یہہ ہوا کہ خاندان نیاکس کے آخر راجہ سے (پانڈیوں کی نسل اس راجہ پر ختم ہوگئی) نواب ارکاٹ نے سنہ ۱۷۳۶ع میں وہ سلطنت چھین لی *

چولا کی سلطنت

چولا کی سلطنت کی تاریخ بہ نسبت پانڈیا کی سلطنت کے زیادہ مسلسل ہی *

اِس سلطنت کی اصلی حدیں وہ تھیں جنمیں تامول زبان بولی جاتی ہی اور ایلس صاحب خیال کرتے ہیں کہ سنہ مسیحی کے شروع میں وہ اسقدر وسیع ہوئی تھی اور اُنھوں کی یہہ راے ہی کہ اُسکے راجاؤں نے آٹھویں صدی میں کرناٹا اور تلنگانہ کے بڑے حصوں پر تسلط کرلیا تھا اور گوداوری تک اُس تمام ملک پر قابض رہے جو نندرگ کے پہاڑوں کے مشرق میں واقع ہی *

مگر معلوم ہوتا ہی کہ بارھویں صدی میں اُنکی الوالعزمی کا انسداد کیا گیا آخرکار وہ اپنے قدیمی ملک پر قناعت کرنے کے لیئے مجبور ہوئے اور اِس حالت میں سترھویں صدی کے آخر تک خود مختار خواہ بیجانگر کے تابعدار رہے اور اُسی زمانہ میں مرھٹوں کی سلطنت کے بانی کے بھائی نے جو بیجاپور کے مسلمان بادشاہ کے افسروں میں سے تھا جسکو بادشاہ نے چولا کے اخیر راجہ کی کمک کو بھیجا تھا چولا کی سلطنت پر خود قبضہ کر بیٹھا غرضکہ تانجور کے اِس خاندان میں کا جو ابتک موجود ہی یہی اول راجہ ہوا *

چولا کي دارالسلطنت، اُنکے عہد سلطنت میں سے بہت مدت تک کنچي یا کنجي ورم میں جو مندراس کي مغرب هی رهي *

چیرہ کي سلطنت

چیرہ ایک چھوٹي سي سلطنت پانڈیوں کي مملکت اور مغربي سمندر کے درمیان میں تهي اُسمیں تراون کور اور ایک حصہ مالابار کا اور کایم بٹور شامل تهي جسکا بیان تولیمي کي تاریخ میں هی سنہ عیسوي کے شروع میں یہہ سلطنت هوگي ایک زمانہ میں وہ کرناٹا کے بہت بڑے حصہ تک پهیلگئي تهي لیکن دسویں صدي میں بالکل برباد هوگئي اور اُسکا ملک پاس پڑوس کي حکومتوں کے آپسمیں تقسیم هوگیا *

کرالا کي سلطنت

دیوتوں کا حال لکهنے والوں کے بموجب کرالا کے ملک کو جس میں مالابار اور کنارا شامل هیں پرسرام نے جو چهتریوں کا بیخ ناس کرتا معہ کانکن کي خرق عادت کے ذریعہ سے سمندر سے حاصل کیا تها اور خرق عادت هي سے اُسکو برهمنوں سے آباد کردیا زیادہ معقول بیان سے معلوم هوتا هی کہ سنہ عیسوي کے پہلي یا دوسري صدي میں کرالا کے شمالي حصہ کے ایک راجہ نے هندوستان سے بولا کر برهمنوں کي بستي بسائي تهي اور مالابار اور کنارا کے بہت سے برهمن شمالي حصہ کے پانچ قوموں میں سے اکثر هیں اِس لیئے اِس بیان کي کچهہ اصل معلوم هوتي هی *

آبادي کسیطرح سے هوئي هو مگر سب کا اِسبات پر اتفاق هی کہ کرالا اول هي سے کانکن سے بالکل علحدہ تها اور برهمن هي اُسپر قابض تهے اور اُسکو چهیاسٹهہ ضلعوں میں تقسیم کرکے اپني قوم کي ایک عام مجلس کے ذریعہ سے اُسپر حکومت کرتے تهے اراضي کو کمتر درجہ کے لوگوں کو لگان پر دیتے تهے *

کارپردازي کي حکومت ایک برهمن کے سپرد هوتي تهي جو هر تیسرے برس اُس کام سے علحدہ کردیا جاتا تها اور چار برهمنوں کي کونسل

اُسکی مددگار ہوتی تھی مگر ایک زمانہ گذر جانے کے بعد اُنہوں نے ایک چھتری کو اپنا سردار مقرر کیا اُسکے بعد شاید پانڈیوں کے زیر حکومت رہتے تھے اگرچہ کرالا کی زبان تامول سے نکلی ہی مگر یہہ نہیں معلوم ہوتا کہ کرالا کبھی چولا کی سلطنت کا مطیع ہوا *

یہہ صحیح نہیں معلوم کہ کس زمانہ میں کرالا کی سلطنت کے جنوبی اور شمالی حصے علحدہ علحدہ ہوگئے مگر نویں صدی کے آخر میں جنوبی حصہ یعنی مالابار اپنے راجہ سے جو مسلمان ہوگیا تھا سرکش ہوگیا اور چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہوگیا جنمیں سے بڑی ریاست زمورین کی تھی جنکو اُواسکو ڈیگاما صاحب نے پندرھویں صدی کے آخر میں کالیکٹ پر قابض پایا *

معلوم ہوتا ہی کہ اِس سلطنت کے شمالی حصے یعنی کنارا میں سنہ عیسوی کے اِبتدا میں ایک راجہ کا خاندان قایم ہوگیا جو سنہ ۱۲۰۰ع تک قایم رہکر بلال راجاؤں کے ہاتھہ سے تباہ ہوا اور انجام کار یہہ حصہ بیجا نگر کے قبضہ میں آگیا *

کانکن کی سلطنت

معلوم ہوتا ہی کہ قدیم زمانہ میں کانکن بہت کم آباد زیادہ تر جنگل تھا اور اب بھی پہلے سے کچھہ تھوڑا ہی سا زیادہ آباد ہوا ہی ہماری رائے میں اُسمیں ہمیشہ مرہٹے بستے تھے *

کرناٹا اور تلنگانا

بلال لقب والے راجہ

تمام کرناٹا میں ایک ہی زبان اور یکساں چال چلن ہونے سے معلوم ہوتا ہی کہ تمام ملک میں ایک ہی حکومت ہوگی لیکن اُسکے ابتدا کے زمانہ کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہی کہ کنارا (یعنی نصف حصہ شمالی کرالا) پانڈیوں اور چولا کے راجاؤں کے قبضہ میں منقسم تھا بعد اُسکے وہ اور بھی چھوٹے چھوٹے راجاؤں کے قبضہ میں منقسم ہوکر سنہ ۱۱۰۰ ع

کے وسط تک رہا پھر ایک بڑا خاندان اسمیں قایم ہوا یہہ خاندان بلال راجاؤں کا تھا جو اپنے آپ کو یادو نسل کے راجپوت بتاتے تھے جنکا غلبہ ایک زمانہ میں تمام کرناٹا اور مالابار اور اُس ملک پر جسمیں تامول زبان بولی جاتی ہی کسیقدر تلنگانہ پر ہوگیا تھا سنہ ۱۳۱۰ع یا سنہ ۱۳۱۱ ع میں اُنکو مسلمانوں نے غارت اور برباد کردیا *

یاداوا خاندان کے راجا

معلوم ہوتا ہی کہ تلنگانہ کا مشرقی حصہ نویں صدی کے شروع سے گیارھویں صدی کے آخر تک ایک ایسے خاندان کے قبضہ میں جسکا تاریخی حال صاف اور اوجلا نہیں رہا ہی اُس خاندان کو یاداوا کہتے تھے *

کرناٹا والی قوم چالوکیا

چالوکیا قوم کا ایک راجپوت خاندان کالیان میں سلطنت کرتا تھا جو بدر کے مغرب میں کرناٹا اور مہارشٹرا کی حدود پر واقع ہی اِس خاندان کا دسویں صدی کے آخر سے بارھویں صدی کے آخر تک کتبوں کے ذریعہ سے بخوبی سراغ لگتا ہی اُن کتبوں سے ظاہر ہوتا ہی کہ اُنکے قبضہ میں جنوب و مغرب میں اُس مقام تک ملک تھا جہاں بناوا سے سندا میں مغربی گھاٹ کے قریب واقع اور ایک کتبہ میں اُنکو چولا اور گجرات کے فتح کرنیوالے لکھا ہی والٹر ایلیٹ صاحب جنہوں نے اِن راجاؤں کے بہت سے کتبے چھاپے ہیں † قیاس کرتے ہیں کہ اُنکے پاس تمام مہارشٹرا نربدا تک تھا اور پروفیسر ولسن صاحب کی یہہ راے ہی کہ تلنگانہ کے راجہ بھی اُنکے مطیع رہتے تھے جنمیں سے ایک نے جو غالباً اُنکا باج گذار تھا چولا کے راجہ کو شکست دی تھی ‡ اور جس کتبہ کا حوالہ دیا گیا ہی غالباً وہ یہی ہی *

---

† روزنامچہ رایل ایشیا ٹک سوسئیٹی جلد ۴ صفحہ ۱

‡ دیباچہ کاغذات مکنزی صفحہ ۱۲۹

اِس خاندان کے راجاؤں میں سے ایک راجہ نے جو چارا کی وارث ایک عورت سے شادی کی تھی غالباً اِسی سبب سے گجرات بھی اُنکے قبضہ میں آگیا تھا جسکا ابھی ذکر ہوچکا ھی *

اِس خاندان کے اخیر راجہ کو اُسکے وزیر نے تخت سے اوتار دیا اور اُس وزیر کو شب کے معتقد فرقہ کے فقیر نے جو اُس زمانہ میں مشہور تھا قتل کیا اسکے بعد سلطنت دیوگڑھی کی یادو راجپوتوں کے ھاتھہ آگئی † *

کلنگا والی قوم چلوکیا

چلوکیا قوم کی دوسری شاخ جو شاید کالیان میں سلطنت کرتی تھی کالنگا پر مسلط تھی جو تلنگانا کا مشرقی حصہ درادرا سے سمندر کے قریب قریب اوڑیسہ تک چلا گیا ھی *

اِسمیں کچھہ شک نہیں کہ اِس قوم کا شاھی خاندان بارھویں اور تیرھویں صدی میں برابر قایم رھا اور غالب ھی کہ اِس سے دو سو برس پہلے قایم ھوا ھوگا اِس خاندان کو اندرا گنپتی راجاؤں نے بہت کچھہ مغلوب کیا اور آخرکار کٹک کے راجاؤں نے بالکل برباد کردیا *

اندرا کے راجہ

اندرا کے راجاؤں کو جنکی دارالسلطنت حیدر آباد کے شمال و مغرب میں اَسی میل کے فاصلہ پر ورنگل میں تھی مکاذا کے اندرا نسل سے متعلق بتاتے ھیں لیکن اُنمیں صرف ملکی تعلق ھوگا کیونکہ دکھن میں اندرا خاندان کا نام نہیں ھی بلکہ تلنگانہ کے تمام وسط کے حصہ کا نام ھی ‡ *

اندرا والوں کی تاریخوں سے معلوم ھوتا ھی کہ بکرماجیت اور شالباھن نہایت قدیم راجاؤں میں سے ھیں انکے بعد چولا کے راجہ ھوئے اور اُنکے بعد قریب سنہ ۵۱۵ ع کے ایک خاندان یاوان نامی ھوا جسمیں

† ایلیٹ صاحب کی تحریر مندرجہ روزنامچہ رایل ایشیا ٹک سوسئیٹی جلد ۱ صفحہ ۱۷

‡ دیباچہ کاغذات مکنزی صفحہ ۱۲۲

نو راجه هوئے اور اُنهوں نے چار سو اٹهاون برس یعنے سنه ۹۵۳ ع تک سلطنت کي اور اُنهیں تحریروں کے بموجب اسي زمانه کے قریب سے گنپتي راجاؤں کے خاندان کا آغاز هوا لیکن پہلے پہل ممتازي اور نمود اُنکي گیارهویں صدي کے آخر میں کاکتي کے عہد میں جسکے نام پر بعضے وقت تمام خاندان کو پکارا جاتا هی اور اسي راجه سے اُنکي صحیح تاریخ شروع هوتي هی بیان کیا گیا هی که یهه راجه چالوکیا راجاؤں کا مطیع تها اور چولا کے راجاؤں پر اُسنے فتوحات حاصل کي تهیں بڑي قوت اس خاندان کو تیرهویں صدي کے آخر کے قریب حاصل هوئي چنانچه اندرا کي روایتوں کے بموجب تمام وه حصه دکهن کا جو گوداوري کے جنوب میں واقع هی اُنکے قبض و تصرف میں تها لیکن ولسن صاحب اُنکي مملکت کو پندرهویں اور اٹهارهویں خط عرض کے اندر محدود بتاتے هیں *

سنه ۱۳۳۲ ع میں مسلمانوں کي ایک فوج نے آکر اُنکي دارالسلطنت کو فتح کرلیا اگرچه اُنکي خود مختاري نهیں مگر فخر و امتیاز میں بڑا فرق آگیا بعد اسکے ایک زمانه میں وه اوڑیسه کے باج گذار رهے آخر کار اُنکي سلطنت مسلمانوں کي کولکنڈا کي سلطنت میں سما گئي *

اوڑیسه

دکهن کے اور سب ملکوں کي مانند اوڑیسه کے راجاؤں کي تاریخ ایسے راجاؤں سے شروع هوتي هی جو مہابهارت میں شریک تهے اور اُنکے بعد سے ایسي پریشان اور بےٹهکانه هی جیسے که اندرا کے راجاؤں کے پہلے پہلے تهي اُس ابتر تاریخ میں بیان هی که بکرماجیت اور شالباهن نے باري باري سے اُسپر قبض و دخل کیا بابل سے جو ایران سمجها گیا هی اور دهلي اور کشمیر اور سنده سے یاوان لوگوں نے چهٹي صدي قبل مسیح اور چوتهي صدي بعد مسیح کے درمیان میں مکرر سهکرر حمله کیئے *

اخر حمله سمندر کي راه سے هوا اور اُسمیں یاوان کامیاب هوئے اور اوڑیسه پر ایکسو چهیالیس برس تک قابض رهے *

اوڑیسہ کے باشندے ان یاوان لوگوں کو مسلمان سمجھتے ہیں اور ایسی ہی بیہودگی سے بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی فوج نے جو امارت خاں اور فلانے خاں کے زیر حکومت تھے دوبار چھہ سو برس قبل مسیح حملے کئے بعض لوگ اس بیان کا مصداق سلیوکس کو جو سکندر اعظم کا ایک سردار تھا یا بیکٹریا کے یونانیوں کو ٹھہراتے ہیں مگر یہہ صاف عیاں ہی کہ اس تمام قصہ میں ایسے واقعات اور لغویات مخلوط ہیں جنکو ایسے مصنف نے گڈ مڈ کیا ہی جسکو جغرافیہ اور واقعات کے زمانوں کی ذرا بھی خبر نہ تھی † *

یاوان لوگوں کو یائیتی کیسری نے سنہ ۴۷۳ ع میں اوڑیسہ سے خارج کردیا *

اس واقعہ سے اسٹرلنگ صاحب اوڑیسہ کی صحیح تاریخ کا آغاز سمجھتے ہیں اسکے بعد کیسری خاندان کے پینتیس راجہ چھہ سو پچاس برس کے عرصہ میں سنہ ۱۱۳۱ ع تک ہوئے جسکے بعد گنگاوانسا خاندان کے ایک راجہ نے انکا دارالسلطنت لیلیا جسکا خاندان مسلمانوں کے اُس ملک پر تسلط کرلینے تک راج کرتا رہا اسٹرلنگ صاحب خیال کرتے ہیں کہ یہہ خاندان تلنگانہ سے آیا ہوگا گو پروفیسر ولسن صاحب ‡ ایک کتبہ سے ثابت کرتے ہیں کہ وہ گنگا پور کے اُس ملک کے راجہ تھے جسمیں اب تملک اور مدنا پور واقع ہیں اور اول حملہ اُنہوں نے مسلمانوں کے فتح کرنے سے چند برس پہلے گیارھویں صدی کے آخر میں کیا *

---

† یہی راے ہماری تلنگانہ کے یاوان کی نسبت ہی جنکی اولاد کے نام سب شنسکرت کے نام ہیں ڈاکٹر بکانن صاحب نے اپنی کتاب کی جلد ۳ صفحہ ۹۷ و ۱۱۲ میں مقام آنا گندی واقع تنبھادرا میں آٹھویں اور نویں صدیوں کے اندر ایک یاوان خاندان معلوم کرنے سے بڑی حیرت ظاہر کی مگر اور یاوان کی طرح انکا ہونا غیر ممکن نہیں کیونکہ اول حملہ اہل عرب کا سنہ ۷۰۰ ع میں ہوا

‡ دیباچہ کاغذات مکنزی صفحہ ۱۳۸

اُس خاندان کو بڑی اقبالمندی اور ترقی بارھویں صدی کے آخر میں حاصل ہوئی اور اُسی زمانہ کے آغاز و انجام میں جو بہت سے راجہ ہوئے وہ بڑی بڑی فتوحات کا خاصکر دکھن میں دعوی کرتے ہیں *

* لیکن یہہ فتوحات دکھن میں چلوکیا اور اندرا کی حکومت کے اُس زمانہ میں نہایت ترقی پر ہونے کے سبب سے قرین قیاس نہیں معلوم ہوتیں مگر پندرھویں صدی کے درمیان میں اوڑیسہ کے گورنمنٹ نے کنجی ورم تک جو مندراس کے قریب واقع ہی فوجیں پہنچیں اور اُسی زمانہ کے قریب صاحب تاریخ فرشتہ کے بقول اوڑیسہ کا راجہ بدر تک اُن اضلاع کے راجاؤں کی کمک کو مسلمانوں کے مقابلہ پر گیا *

جو واقعات اوڑیسہ کی تاریخ کے ابھی بیان ہوئے اُنسے پہلے گنگا وانسا خاندان کے بعد ایک راجپوت خاندان سورج بنسیوں میں کا اوڑیسہ میں حکمراں ہوا آخرکار اوڑیسہ کی گورنمنٹ جو بنگالہ اور دکھن میں پھیلی ہوئی تھی چند نام آوری کے کام کرکے اور مسلمانوں کے بڑے بڑے حملے اوٹھاکر خراب ہوگئی اور تلنگانہ کے ایک سردار نے سنہ ۱۵۵۰ع میں اُسکو چھین لیا پھر سنہ ۱۵۷۸ ع میں جلال الدین اکبر نے اُسکو اپنی سلطنت مغلیہ میں شامل کرلیا † *

ملک مہارشترا یا مرھٹہ

جس خطہ میں مرھٹی زبان بولی جاتی ہی اُسکے بہت بڑے ہونے اور اُس خطہ کے دکھن کے سرحد پر واقع ہونے سے ہر شخص کو یہہ توقع ہوتی ہی کہ دکھن کی اور سب قسموں میں سے اس ملک کی تاریخ اول درجہ رکھتی ہوگی اور یہہ ملک نہایت مشہور ہوگا مگر مسلمانوں کے زمانہ تک ہمارے پاس اس ملک کی تاریخ میں سے صرف دو واقعہ ہیں اور اُن دونوں میں مہارشترا کا نام بالکل نہیں آیا *

---

† اوڑیسہ کا تمام حال جہاں کسی اور کا حوالہ نہیں ہی اسٹر لنگ صاحب کی تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا کی جلد ۱۵ صفحہ ۲۵۴ سے لیا گیا ہی

رام چندر جي کي کہاني کے بعد جو گوداوري کے مخرج کے قریب ٹہرے تھے پہلا واقعہ تگارا کا وجود هی جو بہت بڑا بندرگاہ تھا جسکو بارھویں صدي کے کتبوں میں نہایت مشہور شہر بیان کیا گیا هی گو اب موقع اُسکا معلوم نہیں مگر نام اُسکا خوب مشہور هی *

پریپلس کے مصنف نے اُسکا ذکر کیا هی مگر اُسکا موقع ایسا بےٹھکانہ قایم کیا هی که هم پلیٹن سے جو دریاے گوداوري پر آباد هی مشرق کي جانب سو میل سے زیادہ فاصلہ پر خیال کرسکتے هیں کہتے هیں که یہہ بہت بڑا شہر اور دکھن والوں کي دو بڑي منڈیوں میں سے ایک بڑي منڈي تھا اور دوسري منڈي شہر پلیٹھانہ هی دونوں میں سے کسیکو کسینے دارالسلطنت نہیں بیان کیا هی † *

---

† ان مقاموں کا موقع معین کرنے کے واسطے همارے پاس کوئي وجہہ نہیں هی پریپاس کے مصنف نے انکي نسبت جتنے لفظ لکھے هیں وہ یہہ هیں ـــ که دکھن میں دو مقام نہایت مشہور منڈیاں هیں جنمیں سے ایک بیري‌غازا سے جنوب کي طرف بیس منزل پر واقع هی اور اُس سے دس منزل کے فاصلہ پر مشرق کیطرف کو بہت بڑا شہر تگارا هی وهاں سے بیري غازا میں اسباب گاڑیوں پر بڑے بڑے نشیب‌وفراز طے کرکے لایا جاتا هی اور پلیتھانہ سے سنگ سلیماني اور تگارا سے معمولي پارچہ کتان وغیرہ لایا جاتا هی اس سے یہہ بات ظاهر هی که وہ دو شہر پلیتھانہ اور تگارا هیں اور تگارا جو اُسکے بیان میں دوسرا شہر هی تو ضرور هی که اُسنے پہلے کا کہیں نہ کہیں بیان کیا هوگا یا اُسکے بیان کا ارادہ کیا هوگا اور وہ پہلا شہر بیشک پلیتھانہ هی اُسکے طرز بیان کے نادرست اور پریشان هونے میں کچھہ شک نہیں اگر یہہ معنے جو همنے اُسکے قول کے لیئے هیں صحیح هوں تو اول همکو پلیتھانہ کا موقع دریافت کرنا چاهیئے جو بیري غازا سے بیس منزل کے فاصلہ پر گھاٹ پر کہیں هوگا بیري‌غازا کو بھڑونچ تسلیم کیا جاتا هی ایک منزل کرنل ولفورڈ صاحب نے گیارہ میل کي قرار دي هی جو اُس منزل سے کچھہ بہت متفاوت نہیں جسکو رنل صاحب نے فوج کے کوچ کے واسطے معہ اُسکي باربرداري کے معین کیا هی غرض که بھڑونچ کے جنوب کي جانب دو سو بیس میل کے فاصلہ پر اُس مقام کو تلاش کرنا چاهیئے اور وهاں کوئي ایسا نام بہم پہونچنا چاهیئے جسکا نام پلیتھانہ سے مشابہہ هووے مگر کوئي مقام ایسا نہیں پایا جاتا البتہ کرنل ولفورڈ صاحب ایک مقام موسوم پلتانہ دریاے گوداوري پر بیان کرتے هیں لیکن اور کسي شخص نے یہہ

تگارا کهیں کیوں نه واقع هو مگر تهوڑے عرصه بعد راجپوتوں میں سے سیلار نامي خاندان کے راجاؤں کا دارالسلطنت هوگیا اور اس خاندان سے کالیان کے حاکم جو بمبئي کے قریب هی گیارهویں صدي میں اور پرناله کے حاکم جو کولا پور کے قریب هی بارهویں صدي میں تعلق پیدا کرنے سے بڑا فخر کرتے تھے ‡ *

نام نهیں سنا غالباً وہ اس نام سے پهول تنبا مراد لیتے هونگے اگر یهه قیاس صحیح هی تو پلیتهانه اور پهول تنبا میں کچهه مشابهت باقي نهیں رهتي اور یهه قیاس فاصله کي راہ سے بهي صحیح نهیں هوتا کیونکه پهول‌تنبا بهڑونچ سے پیهر کے راسته سے صرف ستره منزل هی اسلیئے پلیتهانه کي تلاش باقي رهي میري راے میں کرنل ولفورڈ صاحب نے همکو اُسکے قریب قریب پهونچا دیا هی گو وہ اُنکا قیاس کسي مطلب کے واسطے تها چنانچه وہ کهتے هیں که ٹولیمي پریپلس کے مصنف نے غلطي سے پیٹهانه کے بجاے پلیتهانه سمجها هی مگر میں یهه خیال کرتا هوں که پریپلس کے کاتب نے نقل کرنے میں پیٹهانه کے بجاے پلیتهانه غلطي سے لکهدیا اور اس وجهه سے صحیح نهیں کیا که تمام کتاب میں یهه نام صرف ایک هي مقام پر آیا هی اور اس بندرگاہ کا اصلي نام پیٹن هی جو ایک شهر گوداوري پر بهڑونچ سے بیس بائیس منزل یعني دو سو تیس میل کے فاصله سے واقع تها جو بڑے راجه شالباهن کا دارالسلطنت مشهور هی یهه راجه جو پهلي صدي کے آخر یعني سنه ۷۷ ع میں هوا هی پس اُسکا دارالسلطنت اگر دوسري صدي میں جبکه ٹولیمي نے لکها بے نام و نشان هوگیا تو بڑے تعجب کي جگهه هی، اور اگر فاصله بهي بخوبي موافق نهوتا تب بهي همکو یهي مناسب تها که هم پیٹهانه‌هي کو دکهن کي بڑي منڈي قرار دیتے تگارا کا حال همکو کچهه نهیں معلوم هوتا وہ دیو گڑهي یعني دولت‌آباد هرگز نهیں هو سکتا کیونکه اگر هم پهول‌تنباکو بهي پلیتهانه مان لیں تو دولت‌آباد بجاے دس منزل تین چار منزل رهتا هی اور پلیتهانه کا کوئي ایسا موقع نهیں ملتا جهانسے بهڑونچ بیس منزل اور دولت‌آباد دس منزل هو ایسا مقام پونا کے پاس البته ملتا هی لیکن وہ مقام سمندر سے صرف ستر میل کے فاصله پر هی اس صورت میں پیداوار اُس مقام کي بیس منزل بهڑونچ کو هرگز نجاتي مگر دیو گڑهي سے بلا دریغ قطع نظر کرني چاهیئے کیونکه جس زمانه میں پریپلس تصنیف هوئي هی اُس سے ایک هزار برس کے بعد تک اس شهر کا نام کهیں نظر نهیں پڑا اگر پلیتهانه پیٹن هووے تو تگارا اُس سے آگے مشرق کیطرف دس منزل کے فاصله سے غالباً گوداوري پر واقع هوگا مگر اس بات کي بنا که پلیتهانه پیٹن هی صرف مذکورہ بالا قیاس پر هی

‡ دیکهو مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱ صفحه ۳۵۷ اور بمبئي کے حالات کي کتاب جلد ۲ صفحه ۳۹۱ کو دیکهو

مرهٹوں کے ملک سے جو دوسرا واقعہ متعلق هی وہ راجہ شالباهن کا راج هی جسکا سنہ سنہ ۷۷ ع سے شروع هوتا هی معلوم هوتا هی کہ شالباهن بڑا قوي راجہ هوا مگر اُسکي تاریخ کا ایک واقعہ بهي صحیح اور قیاس میں آنے کے قابل باقي نہیں *

کہتے هیں کہ شالباهن ایک کمہار کا بیٹا تها ایک بغاوت میں سرغنہ هوکر ایک راجہ کے خاندان کو غارت کیا اور اپنا پایہ تخت گوداوري پر مقام پیٹن میں قایم کرلیا اور بیان کرتے هیں کہ اُسنے مالوہ کے بڑے نامي گرامي راجہ بکرماجیت پر فتح حاصل کي اور بڑي شاهنشاهي کي بنیاد ڈالي † بکرماجیت پر فتح پانا غیر ممکن هی کیونکہ ان دونوں راجاؤں کے سنوں یعني عهد میں ایک سو پینتیس برس کا تفاوت هی اور کسي اور پچهلي لڑائي کا حال جو مالوہ پر هوئي هو بیان نہیں کیا گیا اُسکي شاهنشاهي غالباً دکهن میں قایم هوئي هوگي کیونکہ اُسکا نام وهاں اب بهي بخوبي مشہور هے اور اُسکا سنہ عموماً رواج پایا هوا هے اسکے بعد مہارشٹرا کي تاریخ کچهہ معلوم نہیں هوتي اور بجز کالیان اور پرنالہ کے چهوٹے چهوٹے راجاؤں کے کتبوں کے اور کوئي سراغ اُس ملک کي تاریخ کا بارهویں صدي تک نہیں لگتا جسمیں یادؤں کے خاندان میں سے جو شاید بلال خاندان کي ایک شاخ تها دیو گڑهي کے راجہ هوئے ‡ سنہ ۱۲۹۴ ع میں دهلي سے مسلمانوں نے مہارشٹرا پر حملہ کیا اس زمانہ میں بهي یادؤں خاندان کا ایک راجہ دیوگڑهي میں راج کرتا تها خواہ اسي زمانہ میں خواہ سنہ ۱۳۰۶ ع میں وہ باج گذار هوگیا اور دارالسلطنت اُسکا سنہ ۱۳۱۷ ع میں چهین لیا گیا اور سلطنت اُسکي برباد کردي گئي *

اسي زمانہ کے قریب مسلمان مورخ مرهٹوں کے نام بیان کرنے لگے غالب یہہ هی دکهن کو جاتے هوئے اجنبي لوگوں نے پہلے جس ملک

† گرینٹ ڈف صاحب کي تاریخ مرهٹہ جلد ۱ صفحہ ۲۶

‡ ولسن صاحب کا دیباچہ کاغذات مکنزي صفحہ ۱۳۰

میں ہوکر گذرے اُسکا نام بھي دکھن ہي لیا اور ایک قوم کے بجاے کئي قوموں سے واقف ہونے تک زیادہ قوموں میں امتیاز نہیں کیا اور یہہ بھي غالب ہی کہ مرہٹوں کے حالات میں بہت کم ایسي باتیں تھیں جنپر وہ توجہہ کرتے اگر اُنکے ہاں کوئي بڑي سلطنت رہي ہوتي تو دکھن کي اور سلطنتوں کي طرح اُسکا حال بھي سننے میں آتا غالباً اور قوموں کي طرح جنکے حالات انہیں کے سے رہے ہیں اُنکا علم اور اُنکي تربیت اُنہیں پر مخصوص اور منحصر رہي ہوگي مگر اب بھي اُنکے علم کي شایستگي میں بہت نقصان ہی اور اُنمیں مصنف بھي بہت تھوڑے ہوئے ہیں اور جو کچھہ لطف و خوبي وہ رکھتے ہیں بہ نسبت ذاتي پیدا کرنے کے زیادہ تر مسلمانوں سے حاصل کي ہی *

برخلاف اسکے اُنکے غار میں کے مندروں سے یہہ بات ظاہر ہوتي ہی کہ اُنہوں نے بڑي مدت تک ہنر کي مشق کي اور وہ بڑے ذي دولت اور صاحب قوت تھے اور جبکہ مسلمانوں نے اول ہي اول حملے کیئے تو ایلورا کے مندروں پر اُنکي توجہہ ہوئي یعني اُنہوں نے اُنکي تعریف کي *

مرہٹوں کي شہرت آخر زمانہ میں ہونے کو تھي جس میں یہہ تقدیري بات تھي کہ اُنسے بہ نسبت اور ہندوؤں کے بڑے بڑے کار نمایاں ظہور میں آویں اور بہ نسبت اُن سب لوگوں کے جنسے زمانہ حال کے مورخوں نے ہندوستان ہي کي شہنشاہي کو منسوب کیا ہی شاہنشاہي حاصل کرنے کي زیادہ تر قریب پہونچ جاویں *

چاروں حصوں مرقوم الصدر کے تتمے

پہلا تتمہ

منو اور بیدوں کے زمانہ کے باب میں

منو کے مجموعہ کي یہہ قدر و منزلت کہ اُس سے لوگوں کا حال ظاہر ہوتا ہی بالکل اُسکے قدیم زمانہ میں لکھے جانے پر منحصر ہی جسکا ادعا کیا جاتا ہی *

بیدوں کا زمانہ

منو کے مجموعہ کي تاریخ قرار دینے سے بیدوں کي تاریخ کا معین کرنا جسکا حوالہ برابر منو کے مجموعہ میں دیا گیا ہی ضرور ہی جس طریقہ سے اس مقدس کتاب کا مجموعہ میں ذکر کیا گیا ہی اس سے ہم یہہ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ بید ایسے قدر و منزلت کے ساتھہ موجود ہونگے جسکے سبب سے اُنکي سند بلا حجت ماني جاتي ہوگي جسکي پابندي ہندوؤں پر فرض ہوگئي تھي *

بیدوں کے بہت سے بھجن ایسي غیر فصیح زبان میں لکھے ہوئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ باقي اور تمام بھجنوں وغیرہ بید کي نظم کے مرتب ہونے سے بہت پہلے کے تصنیف ہیں اور بعضے اگرچہ قدیم زبان میں ہیں مگر شایستہ اور فصیح شنسکرت سے خارج نہیں ہیں اِس لیئے اکثر کي تصنیف اور کل کي تالیف کے درمیان میں بہت عرصہ گذرا ہوگا بیدوں کي تالیف کے ہي زمانہ کي تحقیق کي توقع ہوکر ہوسکتي ہی *

سر ولیم جونس صاحب یجر بید کي تصنیف کا زمانہ چالیس بزرگوں کے زمانہ حیات کے شمار کرنے سے قایم کرتے ہیں جنکے ذریعہ سے اِس بید کے مسائل کا رواج ہوا اُنہیں سے سب سے پہلا پارس رامے کو بتاتے ہیں جسکے زمانہ کو ہیٹس کي ایک تحقیق کے زمانہ سے قرار دیتے ہیں لیکن اُنکي تقریر اطمینان کے قابل نہیں وہ یجر بید کے لکھے جانے کا زمانہ سنہ ۱۵۸۰ قبل مسیح خیال کرتے ہیں اور بیدوں کے تالیف ہونے کو سنہ ۱۲۰۰ قبل مسیح میں قایم کرتے ہیں اور اور تمام یوروپ کے مورخ جنہوں نے اِس معاملہ کي تحقیق کي ہی بیدوں کے مولف بیاس جي کا زمانہ

بارهویں اور پندرهویں صدي قبل مسیح کے درمیان میں قرار دیتے هیں کم سے کم سب کے سب هندو بیاس جي کا زمانه تین هزار ایک برس قبل مسیح بتاتے هیں *

اهل یورپ کي راے کا زیادہ صحیح اور درست هونا بہت پختگي کے ساتهه ایک مقام سے جسکو کالبروک صاحب نے دریافت کیا بلا حجت ثابت هوتا هی چنانچه هر بید میں علم هیئت کا ایک رساله اِس فائدہ کے واسطے لگا هوا هی جس سے پترے کي ترتیب معلوم هووے اور اُس سے مذهبي فرایض کے اوقات دریافت هو جایا کریں اِس پر بہت کم شک هوسکتا هی که ان رسالوں کے مولف نے ایسي تحقیقیں اِنمیں درج کي هونگي جو اُسکے زمانه میں نہایت معتمد هونگي اور وقت کے ایسے حساب سے اُنکي تشریح کي هوگي جس سے اُنکے پڑهنے والوں کي سمجهه میں بخوبي آتي هوگي جو اندازہ وقت کا اُن رسالوں میں درج هی وهي اُنکے قدامت کي دلیل هی کیونکه وہ قمري مہینوں کے پانچ پانچ برس کا ایک ایک دور معه بیٹهنگي تقسیموں اور افزودگیوں اور اصلاحوں کے هی جیسے یہه ثابت هوتا هی که اُنمیں تمام اصول اِن پتروں کے جو بعد بہت سي درستیوں اور اصلاحوں کے اِس زمانه میں تمام هندوؤں میں رایج هیں موجود هیں مگر دلیل قطعي یہه هی که جو مقام راس سرطان اور راس جدي کا اس رساله میں قرار دیا هی (جسکا حال کالبروک صاحب نے مفصل بیان کیا هی) وہ وهي مقام هی جو چودهویں صدي قبل مسیح میں سرطان اور جدي کا تها † یقین یہه هی که کالبروک صاحب نے اِن رسالوں میں سے اِس مقام کے جہاں راس سرطان اور راس جدي کا ذکر هی جو کچهه معني لکهے هیں اُنپر کبهي کوئي اعتراض اور شبهه عاید نہیں هوا اور خود متن کي اصلیت پر شبهه کرنے کي کوئي وجهه دریافت کرني مشکل هی کیونکه جنتري کي قدیم صورت ایسي هی که هندوؤں کي چالاکي اور جعلسازي سے ویسي بني غیر ممکن هی علاوہ اِسکے ایک ایسے مقام کي صورت بدلنے پر کوئي هندو راغب نہیں هوسکتا تها جس سے ایک ایسي کتاب کا زمانه جسکو تمام هندو پینتیسویں صدي قبل مسیح کے بتاتے هیں چودهویں صدي قبل مسیح قرار پاوے *

ایک اور جواب مضمون میں جسکو اِس سے پہلے لکها تها ‡ کالبروک صاحب نے بید کے ایک اور مقام سے یہه ثابت کیا تها که مہینوں کے ساتهه موسموں کے مطابق هونے کے باعث سے برجوں کي ایسي حالت ثابت هوتي هی جسکا ابهي ذکر هوچکا اور اِس وجهه سے اُنہوں نے بید کي تالیف کو اُسي وقت قرار دیدیا تها جسکو بعدہ صریح دلیل سے ثابت کیا *

† کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۸ صفحه ۴۸۹

‡ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحه ۲۸۳

منو کے مجموعه کا زمانه

بیدوں کے زمانه سے جو بطریق مذکورہ قرار پایا منو کے مجموعه کے زمانه کے قایم کرنے میں کوشش کرني چاهیئے سر ولیم جونس صاحب نے اِن دونوں تصنیفوں کي زبانوں کو جانچا اور جسقدر عرصه رومي زبان میں اِسیقدر تبدیلي واقع هونے میں گذرا اُس سے یهه نتیجه نکالا که منو کا مجموعه بیدوں کي تالیف سے تین سو برس بعد تصنیف هوا هوگا یهه تقریر بخوبي اِطمینان کے قابل نهیں کیونکه یهه کچهه ضرور نهیں که تمام زبانوں میں شایستگي کي ترقي ایک هي اندازہ سے یکسان زمانه میں یکساں مقدار پر هووے البته اِس تقریر سے صرف یهه بات تو حاصل هوسکتي هی که ایک غیر فصیح زبان کے فصیح هونے تک بہت سا عرصه گذرا هوگا منو کے مجموعه کي تصنیف کا زمانه دریافت کرنے کي ایک اور وجهه اُن قوانین اور چال چلن کا فرق اور تفاوت جنکا اُس مجموعه میں ذکر هی آجکل کے قوانین و اطوار سے هی اور یهه تفاوت بہت بڑا ظاهر هوگا اور اُن تبدیلیوں کي مناسبت سے جو سکندر کے حمله تک هوئیں جنکو هم اب بیان کرینگے یهه نتیجه نکل سکتا هی که اِس مجموعه کے مسایل کے مروج هونے سے سکندر کے حمله تک بہت سا عرصه گذرا هوگا اِن حقیقتوں کے مجتمع کرنے پر شاید هم مفروضه منو کے زمانه کو سکندر کے زمانه (یعني چوتهي صدي قبل مسیح کے) اور بیدوں کے زمانه (یعني چودهویں صدي قبل مسیح) کے وسط کے آس پاس کا کوئي زمانه قرار دے سکتے هیں اِس حساب سے مجموعه کا مصنف نو سو برس قبل مسیح علیه‌السلام هوا هوگا *

آجکل کے مذهب اور اطوار سے اُس مذهب و اطوار کے مختلف هونے سے جو منو کے مجموعه میں مندرج هی اور اُسکے اُس طرز بیان سے جسکا زمانه حال میں رواج نهیں منو کے مجموعه کا بہت قدیم هونا ثابت هوتا هی *

یهه خیال که اختلاف مذهب اور اطوار اور طرز بیان زمانه حال کي کسي جعلساري کے چهپانے کے واسطے برتے گئے هیں صحیح نهیں هی کیونکه اگر ایسا هوتا تو مضمون میں برابر مناسبت کا قایم رهنا دشوار هوتا خصوصاً جبکه اُس مناسبت کي صحت کے واسطے همارے پاس یونانیوں کے لکهے هوئے حالات موجود تهے اور وہ خیال اِس باعث سے بهي صحیح نهیں که مجموعه میں کوئي غرض جعلسازي کي کهیں پائي نهیں جاتي اور صرف یهي بات اُسکے خالص هونیکي دلیل کافي هوسکتي هی *

اگر کوئي برهمن کسي مجموعه میں جعلسازي بهي کرے تو وہ اُسکو اِسطرح بناویگا که اُس سے اُس طریقه کي تائید هووے جو اُسکے زمانه میں رایج هو اور اگر وہ مذهب کي ترمیم پر آمادہ هو تو اُسمیں ایسي عبارت داخل کریگا جو اُسکے لئے

مسائل کے حق میں مفید هو مگر ایسا هرگز نکریگا که نئي باتیں جو اُسکے زمانه میں عام پسند هوں اُنسے بالکل اغماض کرے اور ایسے طریقوں کي تعلیم کرے جو زمانه حال کے خیالات اور عقیدوں کے خلاف هوویں *

مگر خلاف اِسکے منو کا مذهب صریح بیدوں کا مذهب هی کیونکه سري رامچندر جي اور سري کرشن جي اور زمانه حال کے اور معزز دیوتوں کا بیان اُسکے مجموعه میں نه ادب و تعظیم سے نه بے ادبي و حقارت سے کیا گیا هی اور نه اون مباحثوں کیطرف اُسمیں کوئي اشاره پایا جاتا هی جو اِن دیوتوں کے ماننے اور اور نئے مسئلوں کے سبب سے برپا هوئے اور نه ایسے فرقوں کا اُسمیں تذکره هی جو قواعد معین پر چلتے هیں اور نه بیوه عورتوں کي خود کشي یعني ستي کا ذکر هی اُسکے بموجب برهمن بیل اور اور قسم کے جانوروں کا گوشت کهاتے تهے اور اپنے سے کمتر ذاتوں کي عورتوں کے ساتهه شادي کرتے تهے علاوه اِسکے اور بهت سے ایسے طریقوں کا اُسمیں بیان هی جو زمانه حال کے هندوؤں کے عقاید کے خلاف هیں اور اُنپر بهت کم شبهه هوسکتا هی اِس لیئے که وه بهت دقیق هیں *

یهه سب ایسي وجوهات هیں جنپر اِس مجموعه کے زمانه کو قیاس کرسکتے هیں اور خود منو کے زمانه سے همکو کچهه غرض نهیں هی اِسلیئے که اُسکا ظهور صرف ایسا نقلي هی جیسا که بهاگوت گیتا میں سري کرشن جي کا یا افلاطون اور سقرط کے مناظروں میں مناظره کرنیوالوں کا ظهور هی کوئي اشاره مجموعه میں اُسکے اصلي مولف کي طرف پایا نهیں جاتا اور نه اُسکے قدیم مفسر کلوکا کے زمانه کا کوئي سراغ لگتا هی منو کے بعضے مسئلوں کو زیب و زینت دینے اور اُنکي تشریح کرنے میں جو کلوکا نے کوشش کي اُس سے یهه بات ظاهر هی که اُسیکے زمانه میں لوگوں کي راے بدلنے لگي تهي لیکن بهت سے مفسر جنمیں سے بعضے بهت † قدیم هیں منو کے قواعد کو صرف نیک زمانه (یعني ست جگ) سے متعلق بتاتے هیں اور اپنے زمانه کے مناسب نهیں بتاتے اور کلوکا کي تفسیر میں کوئي ایسي قید پائي نهیں جاتي اِس لیئے یهه نتیجه نکل سکتا هی که اگرچه مجموعه کے اصلي مصنف کي نسبت کلوکا بهت پیچهے هوا مگر بهر حال اُن مفسروں سے بهت پهلے هوا جنکي رائیں ابهي بیان هوئیں *

مجموعه کے مضمون پر غور کرنے سے کوئي بات اُس زمانه سے جو همنے اُسکے واسطے مقرر کیا غیر مناسب نهیں معلوم هوتي شاید یهه اعتراض هوسکتا هی که ایسے مجموعه کي تالیف خصوصاً ایسي ترتیب سے قدیم زمانه کا کام نهیں هی اور یهه بات تحقیق هی که قبل مرتب هونے اِس مجموعه کے ایک عرصه گذرا هوگا جس میں قانون اور طریق اور رسم و رواج قایم هوئے هونگے لیکن یوناني اور اور قوموں نے

---

† سر ولیم جونس صاحب کے ترجمه مجموعه منو کے آخر کي شرح کو ملاحظه کرو

جنکي تاریخ سے هم واقف هیں قوموں میں شمار کیئے جانے پر هندوؤں کي نسبت جلد تر اپنی قوانین کے مجموعے بنا لیئے تھے اگرچه منو کے مجموعه کي ترتیب اور مضمونوں سے بہت سي ترتیب اور شایستگي ظاهر هوتي هی لیکن یهه شایستگي زمانه حال میں مرتب هونیکي ایسي دلیل نہیں هی که ناشایستگي زبان پر جو اُسکي قدامت کا ثبوت هی کچهه غالب سمجهي جاوے دو هزار برس گذرے که رومي اُن لوگوں کي نسبت جو اس زمانه میں شمالي قطب کے ملکوں میں آباد هیں زیاده شایسته تھے اور شاید دو هزار برس تک اُنسے شایسته مانے جاویں *

دوسرا تتمه

تبدیلیوں کے بیان میں جو ذات میں واقع هوئي هیں

بعض راجپوت قوموں کي نسل کے غیر ملکي هونے پر شبهه

ذات کي تبدیلیوں میں همنے وه تبدیلي بیان نہیں کي جو بشرط ثابت هو جانیکے باقي تمام تبدیلیوں کي نسبت زیاده منزلت رکھتي هی اس تبدیلي سے هماري غرض ملک ستهیا کے لوگوں کا ایک گروه چھتریوں کے فرقه میں داخل هو جانے سے هی اور یهه بات کرنل ٹاڈ صاحب † فرماتے هیں جس سے اوریئینٹل میگزین ‡ میں ایک بڑے قابل مورخ نے جسکا نام معلوم نہیں کسیقدر اتفاق کیا هی کرنل ٹاڈ صاحب اُس سرگرمي اور شوق کے سبب سے جو اُنکو مشرقي قوموں کے حالات کے تحقیق کرنے میں تھا اور ایک نہایت دلچسپ ملک (یعنے راجپوتانه) کے حالات کے علم و آگاهي پهیلانے کے باعث سے جس سے لوگ اُنکے زمانه تک نا اشنا تھے بڑي تعظیم و تکریم کے مستحق هیں اور وه نامعلوم مورخ ظاهرا اسمضمون پر بہت بڑي دسترس رکھتا هی ممکن هی که وه شاید هندو قوموں میں غیر ملکوں کے لوگونکے داخل هونیکي ایسي مثالوں سے واقف هی جنکو میںنے نہیں سنا هی مگر جب تک که یهه مثالیں معلوم نهوں تو بمجبوري همکو راے مذکوره سے اختلاف هی اور جو لوگ اس راے کي تائید کرتے هیں اُنکي قدر و منزلت همارے نزدیک صرف اُس صورت میں ظاهر هوسکتي هی که هم جو کچهه اُنسے اختلاف رکھتے هیں اُس کي وجوهات مفصل بیان کریں اب اگر یهه خیال کیا گیا هو که تمام هندو اور ستهیا والے ایک هي نسل سے پیدا هوئے اور پیچھے اپنے مخصوصات کے سبب سے جدا جدا دو قومیں هوگئیں تو اس معامله پر همکو گفتگو کرنیکي کچهه حاجت نهوگي لیکن اگر یهه کہا جاوے که ایسے زمانه میں جسکي

---

† تاریخ راجستان جلد ۱

‡ جلد ۴ صفحه ۳۳ اور جلد ۸ صفحه ۱۹

تاریخ موجود ہی ان دونوں قوموں میں اجتماع واقع ہوا تو اسبات پر ہمکو شبہہ ہی کہ غیر ملک کے لوگوں کا زناردار قوموں میں مخلوط ہو جانا ایسی بات ہی جسکا منو نے کبھی خیال تک نہیں کیا یہہ امر اُس زمانہ میں جس کا بیان منو کی تحریروں میں ہی واقع نہوا ہوتا اور اس عجیب اجتماع اور خلط کا کوئی نشان سکندر کے زمانہ میں باقی نتھا کیوں کہ سکندر اور اُسکے ہمراہیوں نے باوجودیکہ ہندوستان کو ملک ستھیا میں دو برس رہنے کے بعد بلکہ اُس سے پیچھے دیکھا مگر اُن دونوں قوموں کے کسی گروہ میں کوئی مشابہت نپائی پس اجتماع مذکور قبل مسیح علیہالسلام سو یا دو سو برس بلکہ اُس سے بھی پیچھے واقع ہوا ہوگا کرنل ٹاڈ صاحب نے بعض مقاموں میں ایسا ہی خیال کیا ہی مگر بعض مقاموں میں یہہ بھی بیان کرتے ہیں کہ قبل مسیح علیہالسلام چھٹی صدی میں ستھیا کے ملک کے لوگ ہندوستان میں نقل مکان کرکے آئے اور اس سے بھی پہلے زمانہ کے نقل مکان بیان کیئے ہیں یہہ بات کہ مغلوں کی یورش سے پہلے جو اُنہوں نے چنگیز خاں کے زیر حکم کی تھی ستھیا کے لوگوں نے ہندوستان پر یورش کی اسقدر غالب ہی کہ ذرا سے ثبوت سے اُسکا ہمکو یقین ہوسکتا ہی اور جو دلیلیں اسبات کی پیش کی گئی ہیں کہ بعد فتح کرنے بیکٹریا کے ستھیا کے لوگوں نے ہندوستان کے ایک حصہ کو فتح کیا ہمکو اطمینان ہوسکتا ہی مگر یہہ خیال کرنا کہ نہایت تنفر و مشیخت رکھنے والے ہندو قوموں میں غیر ملک کے لوگوں کا ایسے زمانہ میں داخل اور مخلوط ہو جانا جبکہ منو کے مجموعہ میں ہندوؤں کی قوموں کے آپس میں نہایت کامل امتیاز قایم ہوچکا تھا اس قدر دشوار ہی کہ اس امر کے قایم کرنیکے واسطہ نہایت صریح اور صاف دلیلیں درکار ہیں اب دیکھنا چاہیئے کہ وہ دلیلیں کیا ہیں *

اول یہہ کہ چار راجپوت قوموں میں ایک کہانی اُنکی نسل کی مشہور ہی جس سے بشرطیکہ ہندوؤں کی تمام کہانیاں بامعنی سمجھی جاویں یہہ نتیجہ نکل سکتا ہی کہ وہ قومیں مغرب سے آئیں اور اُنکو اپنی اصلیت کا حال کچھہ معلوم نہیں *

دوسرے یہہ کہ بعضے راجپوت بلاشبہہ ہندوستان کے مغرب سے آئے *

تیسرے یہہ کہ راجپوتوں کا مذہب اور چال چلن ستھیا والوں کے مذہب و اطوار سے مشابہہ ہی *

چوتھے یہہ کہ بعض راجپوت قوموں کے نام ستھیا والوں کی قوموں کے سے نام ہیں *

پانچویں یہہ کہ قدیم سکوں کی رو سے اٹک کے نیچے کے حصہ کے آس پاس دوسری صدی میں ایسے لوگ موجود تھے جو ستھیا والوں اور ہندوؤں کی آمیزش سے پیدا ہوئے تھے *

چھٹی یہہ کہ اُوپر کے حصہ ہندوستان میں سفید یعني گورے ہنز لوگ کاسمس انڈیکو پلیوسٹیز کے زمانہ میں موجود تھے *

ساتویں یہہ کہ ڈي گگنیز صاحب چیني مورخوں کي سند سے بیان کرتے ہیں کہ دریاے اٹک کے اوپر کے حصہ کے قرب و جوار کے ملک کو یوکي یا جیٹي کے ایک گروہ نے فتح کیا چنانچہ اُس دریا کے دونوں کناروںپر اب بھي جیٹ موجود ہیں *

ان دلایل میں سے پہلي دلیل ایسي کچھہ قطعي نہیں ہی جسکو بلا حجت تسلیم کرلیا جاے یہہ بات ظاہر ہی کہ ہندوستاني قومیں اور ملکوں کي قوموں کي طرح اپني نسل سے ناواقف ہوسکتي ہیں یا اگر اُنکو معلوم بھي ہو تو اُسکو ایک کہاني سے ترقي دینے کے درپی ہوتے ہیں اس کہاني کے ذریعہ سے سواے آبو پہاڑ کے جو گجرات کے شمال و مغرب میں ہی ستھیا کے قرب جوار تک بھي سراغ نہیں چلتا اور کرنل ٹاڈ صاحب نے جن ہندوستاني قوموں کو اہل ستھیا بتایا ہی اُنمیں سے شاید کوئي ایک دو بلکہ وہ بھي نہیں اُن چار راجپوت قوموں میں سے ہیں جنکا ستھیا والوں کا سا نام ہی *

دوسرے صرف یادو کي بڑي قوم دریاے اٹک کے اُس پار سے آئي جسمیں سے کرشن جي ہوئے ہیں اور یہہ خالص ہندو قوم ہی ہندوستان میں کرشن جي کي وفات کے بعد اُس قوم کے دریاے اٹک کے مغرب کي طرف جانے کي کہاني مشہور ہی یادو قوم کا ایک حصہ جسکا نام شاما ہی بلاشبہہ مغرب سے ساتویں آٹھویں صدي میں آیا لیکن دریاے اٹک کے پار جانے سے پہلے وہ ہندو ہي تھے اور جو قومیں مغرب میں اب بھي رہتي ہیں گو آج کل وہ مسلمان ہیں اُنمیں سے بہت سي قوموں کو ہندو نسل میں سے تسلیم کیا جاتا ہی † سکندر نے دریاے اٹک کے مغرب میں ہندوستانیوں کي دو قوموں کو پایا ایک کو پراپانیسس میں اور دوسرے کو سمندر کے قریب اگرچہ یہہ دونوں قایل گروہ اور آپس میں بے تعلق تھے مگر سمندر کے قریب کا گروہ راجپوتوں کے ہندوستان میں نقل مکان کرکے آنے کے واسطے بغیر اسبات کے کہ ہمکو اہل ستھیا کي طرف بھي خیال دوڑانے کي ضرورت پیش آوے کافي وافي ہی *

تیسرے اگر راجپوتوں کي کسي قوم کا مذہب اور چال چلن ستھیا والوں کے مذہب اور اطوار سے کچھہ مشابہت بھي رکھتا ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ ہندوؤں کے مذہب اور رویہ سے اسقدر زیادہ مشابہت اور یکرنگي ہی کہ اُسکے مقابلہ میں اہل ستھیا کي مشابہت بالکل کالعدم ٹھہرے گي اور راجپوتوں کي زبان بھي ہندي ہی ستھیا کي زبان کا ایک لفظ بھي اُسمیں نہیں پایا جاتا (جسقدر کہ اب تک تحقیق ہوا ہی)

---

† ٹاڈ صاحب کي کتاب جلد ۱ صفحہ ۸۵ اور پاٹینجر صاحب کي کتاب صفحہ ۳۶۲ و ۳۹۳ اور آئین اکبري جلد ۲ صفحہ ۱۲۲

اور میں نے اُنکے مذهب کے کسی ایسے حصه کا حال نهین سنا جسکی اصلیت هندوؤں کے خالص مذهب میں سے نهو نی‌الحقیقت جن باتوں میں بعض راجپوتوں کو ستهیا والوں سے مشابهه کیا جاتا هی وہ باتیں تمام راجپوتوں میں عام هیں بلکه اکثر اُنمیں سے تمام هندوؤں میں پائي جاتي هیں برخلاف اسکے جن باتوں کو ستهیا والوں کے اطوار کے نمونه کیطرح انتخاب کیا گیا هی اُنمیں سے اکثر تمام جاهل اور اکهڑ قوموں میں هوتي هیں ظاهرا انمیں سے بهت سے طور طریقه سکینڈی‌ناویا یا جرمني والوں کے هیں گو ان قوموں کي نسل مشرقي ستهیا والوں کي نسل کے ساتهه مشترک فرض کریں مگر اُنکے اطوار کي مشابهت ثابت هوني باقي هی *

اگر مشابهت کي دقیق باتوں کے تحقیق کرنے کے بجاے هم ستهیا والوں اور هندوؤں کي عام خصلت کي مطابقت کریں تو ظاهر هی که کوئي دو چیزیں ایسي خیال میں نهیں آسکتیں جو کچهه کم مشابهت رکهتي هوں *

ستهیا والا پست قد گٹها هوا جسم هاتهه پاؤں موٹے تازہ اور قوي کشادہ چهرہ رخساروں کي هڈیاں اوبهري هوئي آنکهیں تنگ اور لنبي جنکے کونے نکیلے هوتے هیں گهر اُسکا خیمه یا دیرہ وغیرہ اور پیشه چرواهاپن خوراک گوشت اور پنیر اور دودهه وغیرہ اور پوشاک حیوانوں کي کهال یا اون هر شخص اُنمیں کا چست و چالاک اور محنتي اور صحرا نورد اور بے چین اور راجپوت کشیدہ قامت خوبصورت جوڑ بندوں کا ڈهیلا جب تک کسي وجهه سے بر افروخته نهو پژمردہ خاطر اور کاهل رهنے مسکن اُسکا مکان اور لباس باریک اور ڈهیلا بهڑک دار خوراک اُسکي غله اور زمین کے قبضه پر جان دینے کو موجود بجز اشد ضرورت کے ایک هي مقام پر قیام رکهنے کا پابند اگرچه اکثر جنگل میں یا جنگل کے قریب رهتا هو مگر مویشیوں کے ریوڑوں کي خبرگیري جو کمتر فرقوں سے مخصوص هی کبهي نهیں کرتا *

چوتهے نام کي مشابهت جب تک کثرت سے اور اور حالات سے اُسکي تائید نهو نهایت کمتر درجه کي ضعیف دلیل هی سو اِس موقع پر ایسي دلیل بهي اِسقدر کم هی که بمنزله نهونے کے هی علاوہ جیت کے جسکا آگے ذکر هوگا بهت بڑي مشابهت ایک گمنام قوم کے نام سے جو راجپوتوں میں هن کهلاتي هی اُس بے ٹهکانے بڑے گروہ کے ساتهه جسکو رومي هنز کهتے تهے یا ترکوں کي اُس بڑي قوم کے نام کے ساتهه جسکو ایک زمانه میں چیني هیني یون یا هائیُنگ‌نو کها کرتے تهے پائي جاتي هی اگرچه هنز قوم اب کچهه معدوم سي هی لیکن قدیم زمانه میں وہ کسیقدر نظر و امتیاز رکهتي تهي اُسکا ذکر بعض قدیم کتبوں میں پایا جاتا هی لیکن کوئي اور بات ایسي نهیں ملتي جسکے سبب سے اُسکو قوم هنز یا هائیُنگ‌نو سے مشابهه سمجها جاوے *

هندوؤں میں سے راجپوتوں کے اصل هونے کے خلاف پر یهه کها جا سکتا هی که

راجپوتوں کے چندهي قوموں کے نام ایسے هیں جنکے شنسکرت میں کچهه معني هوسکتے هیں کیا اُن ناموں کے معني تاتار کي کسي زبان میں هوسکتے هیں اور کیا تمام هندو قوموں کے ناموں کے معني شنسکرت میں هوسکتے هیں *

پانچویں هم بلا تامل یهه تسلیم کرسکتے هیں که دوسري صدي میں دریاے اٹک کے قریب سنهیا والے بستے تهے مگر یهه ظاهر نهیں هوتا که اِس موقع پر رهنے سے وه راجپوت کیونکر بن گئے هندوستان میں ایراني اور افغان اور انگریز مدتوں رهے مگر اُنمیں سے کسیکو هندوستاني قوموں کي فهرست میں کبهي جگهه نهیں ملي *

چهٹے کا سماس جو صرف ایک جهاز ران تها هندوستان کے اوپر کے حصوں کا صحیح صحیح حال غالباً نجانتا هوگا اور سفید هنز بقول ڈي گگنیز صاحب † کے ترک تهے جنکا دارالسلطنت آرکینج یا خیوا تها اِس لیئے یهه ممکن معلوم هوتا هی که اِس جهاز ران نے ناواقفیت کے سبب سے جیٹي اور هنز کو گڈ مڈ کر دیا لیکن اگر اُسکا بیان تسلیم کرلیا جاوے تو اُس سے ظاهر هوتا هی که هندوستان کے اوپر کے حصه میں لوگ هنز کے نام سے آگاه تهے اور اُس سے یهه بهي ثابت هوتا هی که جن لوگوں کو هنز کهتے تهے وه چهٹي صدي تک راجپوت نهیں بنگئے تهے *

ساتویں ڈي گگنیز صاحب کا بیان صحیح اور سچ معلوم هوتا هی اُنکے بیان سے صرف اٹک والے سنهیا والوں کي اصلیت هي نهیں معلوم هوتي بلکه یهه بهي معلوم هوتا هی که اُنکا انجام کیا هوا جو اسبات کي کافي دلیل هی که وه کسي هندو قوم میں حلول نهیں کرگئي ‡ جن لوگوں کو چیني یوکي اور تاتاري جیٹ اور بعضے انگریز مورخ جیٹي کهتے هیں وه ایک بڑي قوم تاتار کے مرکز میں تیمور لنگ کے زمانه تک موجود تهي دوسري صدي قبل مسیح میں اُس قوم کو هائینگ‌نو قوم نے جس سے همیشه اُسکي عداوت رهتي تهي اُسکے اصلي ملک سے نکال کر چین کے سرحد تک بهگا دیا اور قریب ایکسو چوبیس برس قبل مسیح میں اِس شکست یافته قوم نے خراسان واقع ایران کو فتح کرلیا اور اِسي زمانه کي ایک اور قوم سو نے جسکو اُسي قوم هائینگ‌نو نے اپنے عروج کے شروع میں اُسکے اصلي وطن سے نکال دیا تها یونانیوں سے بیکٹریا چهین لیا سنه عیسوي کے آغاز میں یوکي فتح کرتے کرتے ایران سے دریاے اٹک کے پاس کے ملک تک آئے چیني مورخوں نے جو کچهه اِنکا حال قلمبند کیا هی وه ٹهیک اور صحیح هی کهتے هیں که جو لوگ اٹک کے پاس کے ملک میں اِس قوم کے آئے وه وهیں آباد هوگئے اِسي سبب سے جبکه تیمور جو تاتار میں جیٹ سے لڑا

---

† جلد ۲ صفحه ۳۲۵

‡ ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ قوم هنز جلد ۲ صفحه ۴۱ لیکن زیاده تر کتبوں کے مجموعه کي جلد ۲۵ معه مشمولا تحریر ڈي این ول صاحب کے دیکهني چاهیئے

کرتا تھا دریاے اٹک پر ایا تو اسنے اپنے پرانے حریفوں کو یہاں دور و دراز فاصلہ پر کي بستي میں پہچان لیا † ان لوگوں کا نام اب بھي جیت یا جات ‡ هی اور اس زمانہ میں بھي اٹک کی دونوں کناروں پر کثرت سے موجود هیں اور پنجاب اور راجپوتانہ اور بلوچستان کے مشرق میں دهقان جات هي هیں اور اکثر مقاموں میں اُنکا مذهب اسلام هی *

جاٹوں کي جیت سے اصلیت نکالنی پر جو صرف ایک اعتراض پیش کیا جاتا هی وہ یہہ هي کہ وہ راجپوت قوموں کے بعضي فہرستوں میں شامل هیں اسلیئے وہ خالص هندو سمجھي جاتي هیں لیکن کرنل ٹاڈ صاحب جنسے یہہ بات معلوم هوئي اُسکو اس بیان سے بے اصل کرتے هیں § کہ اگرچہ اُنکا نام فہرست میں داخل هی مگر اُنکو راجپوت هرگز نہیں سمجھا جاتا اور کوئي راجپوت اُنمیں شادي نہیں کرتا اور ایک اور مقام * پر وہ یہہ کہتے هیں کہ بجز ایک نہایت مشکوک رسم کے هندوؤں کي رسمیں اُنمیں بالکل نہیں هیں اور وہ خود اسبات کي تائید کرتے هیں کہ اُنکا مخرج جیت هی لیکن اگر اُن کي زبان ایسي هندي ثابت هووے جسمیں کسي اور زبان کی آمیزش نہیں تو اس راے پر یہہ اعتراض قوي هوگا گو لاجواب نہووے *

راجپوتوں کے مغرب سے نقل مکان کرنیکو جیٹي کے حملہ سے متعلق هونیکا زیادہ قرین قیاس یہہ طریقہ هی کہ جن قوموں کي نسبت یہہ لکھا هی کہ پہلے پہل قدیم زمانہ میں وہ اٹک کے اُس پار گئیں جنکو سکندر نے غالباً جنوب میں پایا اُنہیں قوموں کا کسیقدر حصہ ستھیا والوں کے یورش کرنے کے سبب سے اپني لئے مقبوضہ ملک سے خارج هوکر اپنے قدیمي ملک کو اپنے بھائیوں میں شریک هونے کے واسطے جنسے مذهب اور اطوار میں کبھي غیریت نہ تھي واپس چلا آیا *

اس سے میں یہہ نتیجہ نکالتا هوں کہ جات ستھیا والوں کي نسل میں سے هوں تو هوں مگر راجپوت سب کے سب خالص هندو هیں *

---

† تاریخ شرف‌الدین جسکا حوالہ ڈي گگنیز صاحب نے اپنے کتبوں کي کتاب جلد ۲۵ صفحہ ۳۲ میں دیا

‡ جات سے وہ جات مراد نہیں هیں جو اگرہ کے قرب و جوار میں بستی هیں اسمقام پر اُنکا کچھہ ذکر نہیں هی

§ ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ۱ صفحہ ۱۰۶

* ایضا جلد ۲ صفحہ ۱۸۰

تیسرا تتمه

هندوستان کے وہ حالات جو یونانیوں نے لکھے هیں

هندوستان کے جو حالات یونانیوں نے بیان کیئے هیں اُنکی جهان بین کرنے سے پہلے همکو یہہ بات تحقیق کرنی ضرور هی که هندوستان کے نام سے یونانی کونسا ملک مراد لیتے هیں *

هندوستان کی مغربی حد دریاے اٹک هی

سکندر کا حال لکھنے والے مورخ اُس پہاڑی ملک کے باشندوں کو جو کاکسس یعنی کوہ قاف کے وسیع دامن کے جنوب میں اور دریاے اٹک کے قریب واقع هی هندوستانی کہتے هیں اور ایک اور قوم کا حال هندوستانی قوموں میں بیان کیا هی جو دریاے اٹک کے مغرب میں سمندر کے کنارہ پر بستی تهی ان دونوں میں سے هو ایک قوم ایسے خطه زمین میں آباد تهی جو دریاے اٹک سے ایکسو پچاس میل تک مغرب کی جانب میں تها اور جنوباً شمالاً اسقدر وسیع نه تها اُنکے اُس ملک میں ایک بڑا خطه ایسا بهی تها جسمیں ایسی غیر قومیں بهی آباد تهیں جو اُنکی نسل سے علحدہ تهیں مگر دریاے اٹک کے قریب خصوصاً اُسکے نیچے کے حصه پر اور هندوستانی قومیں تهیں جو مذکورہ بالا دونوں قوموں سے کم تهیں *

سمندر کے کنارہ پر کے هندو اوراٹیی اور اربائیٹی مشهور تهی اور میجر رنل صاحب اُنکو خیال کرتے هیں که وہ لوگ تهے جنکو یونانی مورخ هرودوٹس نے ایشیا کے اهل اتهیوپیا لکھا هی اور انکا ملک بلوچستان کے پہاڑوں اور سمندر کے درمیان میں ایک تنگ خطه تها اور مکران سے مغرب کیطرف اُن پہاڑوں کے سلسله کے سبب سے علحدہ تها جنپر راس ایر واقع هی جہاں مشهور هنگلیز کا مندر هندوؤں کا اب بهی موجود هی جن هندوستانیوں کو هرودوٹس دارا کی قلمرو کے صوبوں کا باشندہ بتاتا هی غالباً پرلے سرے کے شمال کے رهنے والے یعنے کوہ قاف کے نیچے کے بسنے والے هندوستانی تهے کیونکه وہ صاف صاف بیان کرتا هی که جنوب والے هندوستانی ایران کی سلطنت سے کچهه علاقه نهیں رکهتے تهے † میجر رنل صاحب نے ثابت کیا هی که هرودوٹس صاحب کوجو کچهه علم هندوستان کا تها وہ اُس بیابان سے زیادہ نه تها جو دریاے اٹک کے مشرق میں هی ‡ معلوم هوتا هی که هرودوٹس صاحب هندوستان کی وسعت سے بخوبی

† تهیلیا صفحه ۱۰۱ و ۱۰۲

‡ هرودوٹس صاحب کا جغرافیه صفحه ۳۰۹

واقف‌نہ تھے اور اُنکو اُسکے اُس حصہ کا حال بہی اچھی طرح معلوم نہ تھا جو ایران
کے تابع تھا § اگرچہ اور یونانی مورخ اٹک کے پار والے ہندوستانیوں کا ذکر کرتے ھیں
مگر وہ ہندوستان کو اُس دریا کے مشرقی کنارہ تک محدود سمجھتے ھیں ایریئن مورخ
نے پہاڑیوں کو اُس مقام سے ہندوستانی نام سے پکارا جہانسے سکندر یوروپا میرس
میں داخل ہوا مگر اٹک کا حال بیان کرتے وقت لکھا ھی کہ سکندر صبح دم دریاے
اٹک سے عبور کرکے ہندوستانیوں کے ملک میں داخل ہوا اور بعد اسکے فی‌الفور اُس
ملک کے لوگوں کا حال بیان کرنا شروع کردیا ھی † اسی بیان میں پھر وہ صاف صاف
بیان کرتا ھی کہ اٹک پہاڑوں سے لیکر سمندر تک ہندوستان کی مغربی حد ھی ‡
سکندر کے ہندوستان کی مہم کے بیان میں اُس مورخ کا قول ھی کہ ہندوستان صرف
اُس خطہ کو سمجھنا چاھیئے جو دریاے اٹک کے مشرق میں ھی اور جو لوگ اُسمیں
آباد ھیں جنکا ذکر اب ہونے والا ھی اُنکو ہندوستانی سمجھنا لازم ھی *

اسٹربیو صاحب جو ہندوستان کی تاریخ لکھنے والوں میں سے نہایت نکتہ چین
اور دانشمند ھیں وہ بہی ہندوستان کی مغربی حد پہاڑوں سے سمندر تک دریاے اٹک
ھی کو بتاتے ھیں اور ایراٹاستھینیز کا قول اپنی راے کی تائید میں نقل کرتے
ھیں § *

§ اٹک کے مشرق کی طرف کے ہندوستانیوں نے برابر سکندر سے یہی ظاہر کیا
کہ ھم پر کبھی کسی نے حملہ نہیں کیا یہہ ایسا کلام ھی کہ اگر اُنکو سکندر نے
ایران کی اطاعت سے ازاد کرایا ہوتا تو وہ ہرگز منہہ سے نہ نکالتے ایریئن مورخ بھی
بیکس اور ہرکیولیز سیساسٹرس سیمیریمس سائیرس کے حملوں سے جو مشہور ھی کہ
ایران پر ہوئے ھیں بجز اُن حملوں کے جنکا دیوتوں کی روایتوں میں ذکر ھی انکار
کرتے ھیں اور اسٹربیو صاحب اُنکو بھی قبول نہیں کرتے اور کہتے ھیں کہ ایرانیوں نے
ہندوستان میں سے سپاہ بھرتی کی ھی لیکن کبھی حملہ نہیں کیا ھی (ایریئن
صاحب کی تاریخ ہندوستان صفحہ ۸ و ۹ اور اسٹربیو صاحب کی تاریخ جلد ۱۵
کا آغاز اور ڈائیوڈورس کی کتاب جلد ۲ صفحہ ۲۳ نسخہ مطبوعہ سنہ ۱۶۰۴ع)
جن وجوہات پر بعض اوقات یہہ کہا جاتا ھی کہ ایرانی گنگا یا جمنا تک
ہندوستان پر قابض تھے اُنکو میں دریافت نہیں کرسکا میجر رنل صاحب کی قوی
راے (مگر وہ صرف پنجاب سے متعلق ھی) اُس بڑے خراج پر مبنی ھی جو
ہندوستانیوں نے ایرانیوں کو دیا مگر وہ خود ثابت کرتے ھیں کہ یہہ مبالغہ ھی
(جغرافیہ ہروڈوٹس صفحہ ۳۰۵)

† کتاب مہمات سکندر جلد ۵ باب ۴

‡ ایضاً جلد ۵ باب ۶

§ اسٹربیو صاحب کی تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۷۳ و ۴۷۴ مطبوعہ سنہ ۱۵۸۷ع
اور جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۷ میں اُنہوں نے دریاے اٹک کو ایران کے مشرقی حد پر
بیان کیا ھی

البتہ پلینی صاحب بیان کرتے ہیں کہ بعضے آدمی جڈروزیا اور آریکوسیا اور اریا اور پروپامائیسس نامی ایران کے چاروں صوبوں کو ہندوستان سے متعلق سمجھتے ہیں لیکن انکو ہندوستان سے متعلق سمجھنے سے قریب دو تہائی ایران کے ہندوستان میں شامل ہوا جاتا ہی *

شنسکرت کے مورخ یونانیوں کے اس راے کو کہ اٹک اُنکے ملک کی مغربی حد ہی استحکام دیتے ہیں اور اٹک سے آگے کی اور قوموں کو یاونا اور اور وحشیوں میں شمار کرتے ہیں بیشک یہہ روایت عموماً تسلیم کی ہوئی موجود ہی † کہ کسی ہندو کو اُس دریا پر سے عبور نکرنا چاہیئے اور قدیم زمانوں میں بھی جو عمل اس روایت کے خلاف ہوا وہی اس روایت کے قدیم ہونے کی دلیل ہی *

اُن ہندوستانیوں کا ذکر جو دریاے اٹک کے مغرب میں تھے

اب یہہ بات صاف ہی کہ دریاے اٹک کے اُس پار کے ہندو تھوڑے سے اور متفرق تھے اور جو کچھہ کہ اُنکا حال متقدمین نے بیان کیا ہی وہ اب لوگوں پر ظاہر ہوگا چنانچہ شمال کیطرف سے اُنکا حال ہم بیان کرنا شروع کرتے ہیں *

ایرینُن صاحب اپنی تاریخ ہندوستان کے اغاز میں ایسساسینی اور ایستاسینی کو اُن ہندوستانی پہاڑوں کی قومیں بیان کرتے ہیں جو دریاے اٹک اور دریاے کوفینز کے درمیان میں واقع ہیں لیکن وہ اُنمیں اور اور ہندوستانیوں میں اُنکے گورے رنگ اور پست قد سے امتیاز کرتے ہیں غرض کہ وہ اُنکو عموماً ہندوستانی نہیں ٹھہراتے اور سکندر کی مہم یا اپنی تاریخ ہندوستان میں نہ اُن لوگوں میں برہمنوں کا موجود ہونا بیان کرتے ہیں نہ ہندوؤں کی سی کوئی خاص رسم اُنمیں بتاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہ قومیں ایسریا یعنے اشور والوں کے تابع تھیں اور بعد اُنکی میڈیا والوں کے مطیع ہوئیں اور

---

† کرنل والفورڈ نے کرہ ناف کے جواب مضمون میں اسی بحث پر جس اشلوک کا حوالہ دیا ہی اور وہ جواب مضمون کتاب تحقیقات ایشیا کی جلد ۲ صفحہ ۵۸۵ میں مندرج ہی اُسکو دیکھو کرنل صاحب جو ہندوؤں کے قدیم ملکوں کے وسیع ہونے کی طرف مائل ہیں اسبات کے ثابت کرنے میں سعی کرتے ہیں کہ اس اشلوک میں اٹک سے دریاے کاما جو اٹک کا ایک معاون دریا ہی مراد ہی اور خود دریاے اٹک شاید اب اُس جگہہ پر نہیں بہتا جہاں پہلے بہتا تھا اور یہہ ممانعت اس دریا سے عبور کرنے کی تھی اُسکے مندرج کے پاس ہوکر گھوم کر دوسری طرف جانے کی نہیں تھی چنانچہ مدت سے اُس ممانعت کا کچھہ خیال نہیں کیا جاتا — کرنل صاحب اس امتناع کے وجود سے انکار نہیں کرتے صرف یہہ کہتے ہیں کہ ایک زمانہ میں اسپر توجہہ نہیں کیجاتی تھی *

آخرکار ایرانیوں کي فرمانبردار ہوئیں غرض کہ ایریئن صاحب کے بیان سے یہہ نہیں معلوم ہوتا کہ دریاے کو فینز یعني دریاے کابل کے جنوب میں ہندو آباد تھے اور اسٹریبو صاحب کے بیان سے یہہ نتیجہ نکل سکتا ہی کہ پروپامائیسس والوں اور قوم اورایٹي کے درمیان میں سکندر کي مہم کے بعد تک ہندو نہ تھے † لیکن ایریئن صاحب نے جو دریاے اٹک کے نیچے کي طرف کي قوموں کا حال بیان کیا ہی اُس سے یہہ قیاس میں آتا ہی کہ اسٹریبو صاحب دریاے اٹک کے نیچے کي طرف اور اوپر کي طرف غرض کہ دونوں طرف کے ملکوں کا حال ملا جلا بیان کیا ہی اور ایران کي حد پر ہندوؤں کے ہونے سے بالکل انکار اُنکي مراد نہیں ہی *

ایریئن صاحب کے بقول ‡ اورائیٹي ایک ہندوستاني قوم تھي اور سمندر کے کنارہ کنارہ ایک سو پچاس میل تک آباد تھي اُس قوم کے لوگ اور ہندوستانیوں کاسا لباس پہنتے اور ہتیار باندھتے تھے لیکن زبان اور چال چلن اُنسے مختلف تھي *

یہہ سب لوگ یہانتک کہ دریاے اٹک کے پاس تک کے آدمي اصل میں خاص ہندوستاني ہونگے کیونکہ کہتے ہیں کہ سیمبس جو اس قوم کے اُن پہاڑوں پر بسنے والي شاخ کا سردار تھا جنکا سلسلہ سندھ کے شمال میں دریاے اٹک تک چلا گیا ہی برہمنوں کا بہت معتقد تھا *

جو قومیں دریاے اٹک کے مغربي کنارہ تک اگلے وقتوں میں بستي تھیں اُنکا حال اُس مقام کے اس زمانہ کے باشندوں کا حال بیان کرنے سے کسیقدر روشن ہو جاویگا *

کوہ قاف کے سلسلہ کے اس مقام سے جہاں پر کوہ سلیمان کے سلسلہ میں کا کوہ اماس قطع کرتا ہی اٹک تک ہندوستاني نسل کي قوم آباد ہی جو حال میں قوم افغان کے تابع ہی جسنے تھوڑي مدت سے اُس خطہ کو فتح کرلیا § ان ہي پہاڑوں کے حصہ بالائي میں زیادہ تر شمال کے جانب ایک اور قوم کافر اباد ہی اُس کي زبان میں اور شنسکرت میں بہتسا تعلق ہونے سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ قوم ہندوستانیوں

---

† سٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۷۲۴ اسٹریبو صاحب نے ایرٹاستھینیز کا جو مقولہ نقل کیا ہی وہ یہہ ہی کہ دریاے اٹک ہندوستان اور ایریانہ کي حد فاصل تھا اور اُس دریا کے مغرب کا تمام ملک ایرانیوں کے قبضہ میں تھا لیکن بعد اسکے ہندوستانیوں نے اہل مقدونیہ سے بہت سا حصہ ملک ایران کا حاصل کرلیا اس انتقال ممالک کا حال اُنہوں نے صفحہ ۷۴۸ میں مشرح بیان کیا ہی اور لکھا ہی کہ یہہ ملک سکندر نے ایرانیوں سے لیکر اپنے قبضہ میں رکھا تھا لیکن سلیوکس نے بعد اسکے سنڈراکٹس کو دیدیا

‡ حالات مہم سکندر جلد ۴ باب ۲۱ اور تاریخ ہندوستان باب ۲۵

§ یہہ خطہ کسیقدر اُس خطہ سے وسعت میں کم ہی جسمیں بقول ایریئن صاحب کے پہلے ہندو بستے تھے جسکي وسعت کوفینز تک تھي کوفینز سے غالباً دریاے پنج شیر مراد ہی جو کابل کے شمال میں بہتا ہی

كي نسل ميں سے هى اگرچه وه بهي بت پرست هيں ليكن اُنكي اور هندوؤں كے مذهب ميں كوئي مشابهت نهيں پائي جاتي اٹک كے مغرب كے تمام ميدان ميں كوهقاف كے سلسله سے سمندر تک جو لوگ آباد هيں اُنميں سے بهت سے جات هيں جنكي نسل كي بحث كه وه قوم جيٹي ميں سے هيں دوسرے تتمه ميں هوچكي هى ليكن وه ايک هندوستاني زبان بولتے هيں اور اُنكے همسايه جو مغرب كي طرف كو آباد هيں هندوؤں ميں سے اُنكو سمجهتے هيں جو پهاڑ ميدان كو مغرب كيطرف گهيرے هوئے هيں وه مختلف نسلوں كي قوموں كے قبضه ميں هيں ان ميں سے جو هندو مشهور هيں وه هندو هيں ليكن اُنميں سے اكثر نے اسلام قبول كرليا هى اس بيان ميں قديم اروايٹي قوم كا بهي تمام ملک داخل هى *

اب اگر اِن قديم اور زمانه حال كے بيانوں كو عموماً ديكهنے سے هم اُن لوگوں كي اِبتدائي آبادي پر غور كريں جنكا اُنميں ذكر هى تو شايد يهه سمجهنا كچهه بعيدالقياس نهوگا كه شمالي پهاڑوں كے باشندوں كي اور هندوؤں كي نسل ايک هي هوگي ليكن اُنهوں نے برهمنوں كا مذهب اختيار نكيا هوگا اور جهاں اب وه بستے هيں وهاں اُس زمانه سے پهلے وه آباد هوگئے هونگے جسميں ميدان ميں رهنے والے اُنكے بهائي برادروں كا اول هي اول حال معلوم هوا ليكن اِس بے ٹهكانه قياس پر صرف اِشاره هي كرنا كافي هى كچهه زياده چهان بين مناسب نهيں غالب يهه هى كه اِن ميدانوں ميں جو هندو نسل كي قوميں موجود هيں وه هندوستان سے مختلف زمانوں ميں گئي هونگي باوجود مذهبي امتناع اور اسٹرييو صاحب كي شهادت كے اِسبات كا يقين كرنا مشكل هى كه جو آسان طريق آمد رفت كا ايک ايسے دريا كے ذريعه سے حاصل تها جسميں جهاز راني هوسكے اُس سے لوگوں كو يهه ترغيب نهوئي هو كه اُس دريا كے دونوں كناروں پر پهيليں كو قريب كے دونوں ملكوں ميں سے پهلے كوئي ايک آباد هوا هو اور اُس ميں علم و تربيت كا شروع هوا هو اِسليئے ميري راے يهه هى كه هندوستانيوں نے اِس دريا كے مغربي كناره كو ابتداے هي ميں آباد كيا هوگا اور اُس كناره كے قرب و جوار كے ملک جيسے جب تهے ويسے هي اب بهي كم آباد هيں به نسبت اور مقاموں كے درياے اٹک كے دهانه كيطرف جو بهت سے لوگ جا جا كر آباد هوئے اُنميں شايد وه لوگ هوں جنكے نقل مكان كرنے كا تذكره كرشن جي كے خاندان كے ترک وطن كرنے كي روايتوں ميں موجود هى بلا شبهه اِس قوم كي ايک شاخ كو ملک سنده ميں آئے هوئے ايكهزار برس هوئے اور اُسميں كے بهت سے لوگ اُسكے بعد گجرات تک جا پهونچے † *

اٹک كے مغرب والي هندو قوموں كے ملک كي حدود كي نسبت شک مٹانے كيواسطے

---

† كرنل ٹاڈ صاحب كي تاريخ راجستان كي جلد ۱ صفحه ۸۵ و ۸۶ اور جلد ۲ صفحه ۲۲۰ كا حاشيه اور صفحه ۳۱۲ اور كپتان ايم مرڈو صاحب كي تحرير مندرجه

یہہ امر پسندیدہ هی کہ اُنکے پاس پروس کے ملکوں کے جس راستہ پر هوکر سکندر گذرا اُسمیں سے کچھہ تھوڑیسے کا حال بیان کیا جاوے *

سکندر آرٹیکوآنا سے جسکو لوگ هرات کہتے هیں دارا کے ایک قاتل کے تعاقب میں شہر زرنگی یعنی زرنگ تک یہہ سیستان کی دارالریاست کا قدیم نام هی گیا اور وهانسے بیکٹریا کیطرف کوچ کیا اثناء راہ میں قوم ڈرینگی اور جڈروزیا والوں اور ارکوٹیا والوں نے اطاعت قبول کی بعد اسکے وہ هندوستانیوں کے قریب جنکی هرات سے سرحد ملی هوئی تهی پہونچا اور وهانسے کوہ قاف کے قریب گیا جسکے نیچے اُسکے دامن میں شہر سکندریہ کی اُسنے بنیاد ڈالی پھر بیکٹریا کے پہاڑونمیں سے گذرا † *

غالباً ڈرینگی اور زرنگی ایک هی قوم هی اور اسٹریبو صاحب نے بیان کیا هی ‡ کہ ملک ارکوٹیا دریاے اٹک تک چلا گیا تھا اور اسمیں کچھہ شبہہ نہیں کہ جڈروزیہ ساحل سمندر پر واقع تھا سیستان سے بیکٹریا میں جانے کے لیئے دو راستہ هیں ایک تو هرات سے دوسرا کوہ هندوکش کی گھاٹی میں سے جو کابل کے شمال میں هی اُن مقاموں کے درمیان میں جو پہاڑ هیں اُن میں سے ممکن نہیں خصوصاً جاڑے کے موسم میں جسمیں سکندر نے کوچ کیا تھا § سکندر نے مشرقی راہ اختیار کی اگر وہ سیدھا بیکٹریا کیطرف جاتا جیسا کہ بیان مذکورہ بالا سے خیال میں آتا هی تو سال بھر تک کہیں برف اُسکو نظر نہ آتا تا وقتیکہ وہ قندھار کے مشرق کیطرف بہت کچھہ نہ بڑہ جاتا اور جڈروزیہ اُسکے داهنے هاتھہ پر بہت دور رهجاتا اس لیئے ممکن هی (خصوصاً جس قاتل کے تعاقب میں وہ گیا تھا اُسکو هندوستانیوں نے اُسکے حوالہ کیا) کہ اُس نے دارا کے قاتل کا تعاقب شورا تک اور وادی بولان کی راہ سے کیا هوگا (یہہ وہ راہ هی جو سکندر کے آمد و شد کے لیئے کنولی صاحب نے قرار دی هی) ‖ اور ارکوٹیا والوں کے پاس کے هندوستانی دادر کے قریب بستے هونگے جو اٹک

حالات ممبئی کی جلد ۲ صفحہ ۲۱۹

هندوؤں کا جو همنے اوپر ذکر کیا هی اُنسے زمانہ حال کے نقل مکان کرنے والے وہ هندو مراد نہیں هیں جو دریاے اٹک کے مغرب کے ملکوں میں شہر ماسکو تک (جو سابق میں روس کا دارالسلطنت تھا) پائے جاتے هیں اور نہ اِسبات پر هم کچھہ گفتگو کرتے هیں کہ سکندر کی مہم سے آجتک وہ هندو کہاں کہاں آباد هوئے هیں

† ایرین صاحب کی تاریخ جلد ۳ باب ۲۸

‡ اسٹریبو صاحب کی تاریخ جلد ۱۱ صفحہ ۳۵۵ مطبوعہ سنہ ۱۵۸۷ ع

§ کلنٹن صاحب کے بڑے بڑے واقعات کے سنوں کی تاریخ کی بموجب سنہ قبل مسیح تین سو تیس میں دارا جولائی میں قتل هوا اور سکندر موسم بہار میں بیکٹریا میں پہونچا

‖ لارڈکین صاحب کی فوج نے جب سے اِس راہ سے کوچ کیا هی تب سے انگریز اُس سے خوب واقف هوگئے هیں

سے فاصلہ پر تو ھی مگر اُسی میدان کی حد پر واقع ھی جسمیں وہ دریا بھتا ھی اور
ممکن ھی کہ وھاں ایک ھندوستانی قوم بستی ھو اِس مقام سے سکندر کا گذر
کوہ قاف تک ایسے بنجر اور ویران ملک میں اُس سردی کے موسم میں جسمیں وہ
سب ملک ایسا ھی سرد بھی تھا جیسا کہ کوہ قاف ھی ھوا مگر یہہ بھی ممکن ھی
کہ سکندر نے جنوب کیطرف اِسقدر سفر نکیا ھو اِس صورت میں کرٹیئس صاحب کی
راے کے بموجب † ھندو (یعنی جنھوں نے دارا کے قاتل کو سکندر کے حوالہ کیا تھا)
وہ لوگ ھونگے جو پراپا مائیسس والے کہلاتے تھے اور وہ عین کوہ قاف کے نیچے بستے
تھے جسکی سرحد کے متصل سکندریہ آباد کیا گیا تھا ‡ اِس قوم کے قریب ھونے سے
یہہ ظاھر ھوتا ھی کہ سکندریہ مغرب کی طرف کابل کے موقع سے زیادہ دور نہوگا
اِسکا ثبوت یہہ ھی کہ سکندر جب بیکٹریا سے ھندوستان کو جاکر واپس آیا تو
سکندریہ میں آیا تھا § سکندر کو کوہ قاف سے گذرنے میں سکندریہ سے ایڈراسپا تک
جو بیکٹریانہ کا ایک شہر ھی بقول کرٹیئس صاحب کے سترہ دن اور اسٹریبو صاحب
کے قول کی بموجب پندرہ دن لگے تھے اور ایرینن صاحب کے بقول صرف پہاڑ کے سلسلہ
میں سے گذرنے میں اُسکو دس روز لگے تھے کپتان برنز صاحب کو بلا کسیطرح کی
باربرداری کے معہ فوج کابل سے بلخ تک پہاڑوں میں سے گذرنے میں بارہ روز صرف
ھوئے تھے یہہ کوھستانی راستہ اور مغربی راھوں کی نسبت زیادہ قریب اور صاف ھی
سکندریہ کا یہہ مغربی موقع مذکور بہ نسبت اور مغربی موقعوں کے قایم رکھنے کے
لیئے میجر رنل صاحب بھی تائید کرتے ھیں لیکن میجر رنل صاحب نے جو انگریزی
جغرافیہ دانوں میں سب پر سبقت رکھتے تھے اُس دریا کی نسبت جو کابل سے غزنین
کیطرف بھتا ھی اور گومال اور ترم کی نسبت اُس زمانہ میں جو بخوبی واقفیت اور
آگاھی نہوئی تھی اِس لیئے ایک خیالی دریا قایم کرکے خیال باندھا کہ وہ دریا بامیان
کے پاس سے دریاے اٹک میں قلعہ اٹک کے جنوب میں تیس چالیس میل کے فاصلہ
پر گرتا ھی اور اُسکا نام کوفینز رکھا اِس سبب سے سکندر کے کار و بار کے موقع اور
پہاڑی ھندوؤں کی آبادیوں کو دریاے کابل کے جنوب میں کوہ قاف کے سلسلہ یا پروپا
مائسس سے فاصلہ پر قرار دیتے ھیں مگر اسٹریبو صاحب صاف کہتے ھیں کہ جہانتک
ممکن ھوا سکندر شمالی پہاڑوں کے قریب قریب اِس غرض سے رھا کہ دریاے کواس پیز

---

† کرٹیئس صاحب کی تاریخ جلد ۷ باب ۳

‡ ایرینن صاحب کی تاریخ جلد ۳ باب ۲۲

§ غالباً سکندریہ مقام بیگرم میں جو کابل سے شمال کیطرف ۲۵ میل اور
مشرق کیطرف ۱۵ میل ھی ھوگا اور اُسکے کھنڈروں کا حال میسن صاحب کی تحریر
مندرجہ روزنامچہ ایشیا ٹک سوسئیٹی کلکتہ جلد ۵ صفحہ ۱ میں مندرج ھی

کو جو کوفینز میں گرتا هی اور اور دریاؤں کو بھی بقدر امکان مطرح کے قریب سے عبور کرے غرض کہ ایرینٔن صاحب کے بقول سکندر دریاے اٹک پر پہونچنے تک دریاے کوفینز سے عبور کرکے ایک پہاڑی ملک میں گذرا اور تین اور دریاؤں سے جو کوفینز میں گرتے هیں اُس نے عبور کیا ایرینٔن صاحب اپنی تاریخ هندوستان میں بھی بیان کرتے هیں کہ دریاے کوفینز معہ تین اور معاون دریاؤں کے مقام پیوکالیٹوٹس کے قریب دریاے اٹک میں گرتا هی دریاے کابل کے صرف شمالی کنارہ پر ایسے تین دریا پائے جاسکتے هیں مگر اونکے نام قایم کرنے میں بڑی مشکل پیش آتی هی کیونکہ ایرینٔن صاحب نے اپنی فہرست میں دو دریاؤنکے نام بالکل بدلدیئے هیں لیکن یہہ کچھہ عجیب بات نہیں هی کیونکہ اُس ملک کے شمال میں اکثر دریاؤں کے نام نہیں اُس ضلع یا شہر کے نام سے جو اُنکے کناروں پر هوتا هی مشہور هوتے هیں اور وہ بھی یکساں نہیں کہیں کچھہ اور کہیں کچھہ نام لیا جاتا هی مثلاً جس دریا کو بعضے دریاے کاشغر کہتے هیں اُسکو لفٹنٹ مکارٹنی صاحب نے دریاے کاماکوا هی اور بابر کی تشریحات میں اُسکو چغان سراے لکھا هی اور اُسکے قریب کے ملک کے لوگ اُسکو دریاے کنیر کہتے هیں *

معلوم هوتا هی کہ دریاے سواستیز سے سوات کا دریا مراد هوگا لیکن اِسصورت میں کوئی دریا گوریئس نام کے لیئے باقی نہیں رهتا جسکو دریاے اٹک اور سواستیز کے درمیان میں بہتا هوا بیان کیا هی برخلاف اِسکے میجر رنل صاحب گوریئس کو هی دریاے کابل خیال کرتے هیں لیکن ایرینٔن صاحب کے دونوں بیانوں کی بموجب گوریئس کوفینز معہ گوریئس کے دریاے اٹک میں گرتا هی *

اِس لیئے دریاے کابل هی کوفینز هونا چاهیئے اور هندو اُن پہاڑوں کے دامن میں جو اِس دریا اور اُسکی شاخ پنجشیر اور اٹک کے درمیان میں واقع هیں بستے هوئے سمجھے جانے چاهیئیں *

هندوستان میں سکندر کے کار و بار اِسقدر مشہور هیں کہ مختصر بیان اُنکا هونا دشوار هی دریاے بیاس یا ستلج تک آکر سکندر جنوب و مغرب کی طرف کو پھرا اور دریاے اٹک اور ریگستان کے بیچ میں هوکر گذرا اِسکو کچھہ هندوستان کےکسی حصہ کا دیکھنا هم نہیں کہہ سکتے اپنے صوبے قایم کرنے کا اُس نے کوئی اِرادہ نہیں کیا اور اُسکا اِرادہ جو واپس جانیکا تھا اِس لیئے وهی تدبیر عمل میں لایا جسکا برتاو اُسکے بعد شاہ درانی نے کیا یعنی اُسنے ملک میں ایک اپنا خیر خواہ فریق اِسطرحپر قایم کیا کہ بعض سرداروں کے بعضے ضلعوں پر اُنکے رقیبوں کا قبضہ کرادیا جس سے ایسے لوگوں کے هاتھوں میں اختیار قایم رها جنکو دل سے یہہ منظور هوگیا کہ اُسکے نام کو قایم رکھیں اور اُسکے عنایتوں کے اُمیدوار رهیں *

چند قلعوں میں جو وہ کچھہ کچھہ اپني فوج چھوڑ گیا اُس سے لوگوں کو اُسکے واپس آنیکا کھٹکا لگا رہتا اور ایران کے نہایت قریب حصوں میں جو فوج اُسکي موجود تھي اُس سے اُسکے هوا خواهوں کا همیشه رعب داب زیادہ هوتا رها هوگا *

اِس لیئے راجه پورس اور اور راجاؤں کا یونانیوں کے ساتھه وابسته رهنا جنکو ایک طرح سے اهل مقدونیه نے هي راج پر قایم کیا تھا کچھه تعجب کي بات نهیں *

هندوستان کا بیان

اب هم اُن لوگوں کے حال پر متوجهه هوتے هیں جنکا ذکر یونانیوں نے کیا هی لیکن اس بات کا همکو خیال رکھنا ضرور هی که هم اُن لوگوں کي نسبت صرف یونانیوں هي کے بیان پر کچھه بڑهکر راے قایم نکریں *

اِسي احتیاط کا نمونه خود متقدمین نے همارے واسطے قایم کیا هی چنانچه ایریئن صاحب کا قول هی که صرف ٹولیمي اور ایرسٹا بولس کے بیان کو میں نهایت معتبر سمجھتا هوں اور جس موقع پر وہ متفق الراے هوں اُسپر کامل اعتبار مجھکو هوتا هی † اور اسٹریبوصاحب نے جو اُس زمانه کے علم و آگاهي کي قدر و منزلت پر گفتگو کي هی اُسمیں کہا هی که مقدونیه والوں نے جو کچھه حالات لکھے هیں وہ مختلف هیں اور اُنسے بعد کے سیاحوں کے بیان اُنسے بھي گئے گذرے سمجھنے چاهیئیں کیونکه وہ سیاح ایسے نادان اور جاهل سوداگر تھے که اُنکو بجز اپنے منافع کے اور کسي شی سے کچھه غرض نهوتي تھي ‡ لیکن جب یوناني مورخ ایسے قانون اور قواعد یا رسم و رواج کا بیان کریں جو اب بھي موجود هیں یا جنکا ذکر هندوؤں کي قدیم کتابوں میں پایا جاتا هی تو همکو اُسپر اعتبار کرنا چاهیئے اور اِسي قسم کے اوروں کے بیانوں کو بھي کسي قدر غلطي کي رعایت کرکے تسلیم کرلیں لیکن تمام ایسے بیانوں پر توجهه نکرني چاهیئے جنکي تائید حالات موجودہ یا قدیم هندوؤں کي کتابوں سے نهو یا جن بیانوں کو دیکھتے هي اُنکا اغو هونا نظر آوے *

لیکن اگر هم اُن کہانیوں کو نکال ڈالیں جو یونانیوں کے افسانوں یا دیوتوں سے متعلق هیں اور قانون قدرت کے خلاف هیں تو هم اُنکے بیانونمیں اُن غلطیوں پر متعجب هونے سے جو ایک ایسے ملک میں اُنسے هوئیں جو بالکل اُنکے ملک سے غیر تھا اور حالات جو اُنهوں نے دریافت کیئے وہ کئي کئي زبانوں اور مترجموں کے ذریعه سے اُنکو

---

† ایریئن کي کتاب مهم سکندر کا دیباچه

‡ اسٹریبوصاحب کي تاریخ کي جلد ۱۵ کے شروع اور جلد ۲ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ع کے صفحه ۴۸ کو دیکھو

معلوم هوئے اُنکے بیان کی درستی زیادہ تر تعریف کے قابل هوگی † جهانتک اُنکے بیانوں میں لوگوں کے رسم و رواج اور چال چلن کا مذکور هی اُسقدر همارے صحیح علم و آگاهی سے اور ایشیا ٹک سوسئیٹی کلکته کے قایم هونے سے پهلے کے سیاحوں کے بیانوں سے مطابق هی *

جو مضمون که میں اب اُس ترتیب کے بموجب جسکو میںنے اِس کتاب میں برتا هی بیان کرتا هوں اُس سے یونانیوں کے بیان کے صحیح هونے اور کسی قدر غلط هونے کی ایک مثال حاصل هوگی *

ذاتوں کی تقسیم کا بیان

ذاتوں کی تقسیم اور اُن میں سے ذاتوں کے لازم پیشوں وغیرہ سے یونانی بخوبی واقف هوئے لیکن ذاتوں کی تقسیم کے امتیاز کو پیشوں کے ساتهه میں ذاتوں کے امتیاز کے ساتهه گڈ مڈ کر دینے سے ذاتوں کی تعداد پانچ کے بجاے سات کردی اور یهه تعداد اِسطرح پر قایم کی هی که اُنهوں نے راجه کے مشیروں اور پنچوں کو برهمنوں سے علحدہ سمجها هی اور بیش کی ذات کے دو حصے اِسطرح کیئے هیں که ایک حصه میں چرواهے اور دوسرے میں کسان اور جاسوسوں کی ایک علحدہ ذات قایم کی هی اور شودر فرقه کو بالکل ترک کیا هی بجز اِن اختلافوں کے باقی اور سب حال قوموں کا وهی بیان کیا هی جو منو کے مجموعه میں هی *

اول ذات میں اُنهوں نے اهل تصوف اور ذی علموں کو شمار کیا هی اور اُنکے خاص خاص اعمال اور افعال کا ذکر کیا هی ‡ لیکن وہ برهمنوں کی ذات کی حقیقت کو نهیں سمجهے اور شاید سادہ سنتوں کو برهمنوں میں مخلوط کردیا هی § *

اول غلطی اُنکی برهمنوں کی زندگی کے چار حصوں میں تقسیم هونے سے آگاهی نرکهنا هی مثلاً وہ ایسے لوگونکا بیان کرتے هیں جو کئی برس صوفی اور مجرد رهکر پهر شادی کرکے دنیادار بنجاتے هیں اِس سے غالباً وہ طالب علمی کا زمانه مراد هی جسکو

---

† رنسائی کریٹس نے تین زبانوں کے مترجموں کے ذریعه سے گفتگو کی اسٹریبو صاحب کی تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۴۹۲ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ ع یونانی زبان سے فارسی میں اور فارسی سے هندی میں غرض که دو زبانوں میں ترجمه هونا هم سمجهه سکتے هیں اور کونسی زبانوں کے لیئے مترجم درکار هوا اُن زبانوں کا خیال کرلینا کچهه آسان نهیں

‡ ایریئن صاحب مورخ نے اپنی تاریخ کی جلد ۶ باب ۱۶ میں لکها هی که برهمن هندوستان کے صوفی هیں اور برهمن اور صوفی کے لفظ کو ایریئن صاحب اور اسٹریبو صاحب نے بے کهٹکے ایک هی مراد سمجهه کر استعمال کیا هی

§ اِس اعتراض سے فیرکس کا مستثنی رهنا لازم هی کیونکه وہ برهمنوں کی زندگی کے زمانه کی تقسیم سے بخوبی واقف معلوم هوتا هی — اسٹریبو صاحب کی تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۴۹۲ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ ع

بسر کرکے برهمن گرهستي هوتا هی اور جیسا که ابهي بیان هوچکا هی یونانیوں نے راجه کے مشیروں اور پنچوں کو ایک علحده فرقه قایم کیا هی اور یهه بهي ظاهر هی که اُنهوں نے اُن برهمنوں کو جو ملکي اور جنگي کام کرتے تهے اُن لوگوں میں شامل سمجها هی جنکي ذات سے وه کام مخصوص هیں اور صوفیوں کو اُنهوں نے نهایت معزز فرقه بتایا هی جنکو کسي محصول اور خراج سے کچهه غرض نهیں ملکي معاملات میں صرف دعا سے مدد کرتے هیں اور یهه بهي بیان کرتے هیں که اُنکي استعانت کي ضرورت خاص و عام قربانیوں میں هوا کرتي هی اور صحیح لکها هی که اُنمیں بچه کے حمل میں هونے کے وقت سے کچهه کچهه رسمیں کیجاتي هیں † اور تعلیم میں سختي جهیلتے هیں اور مرغزاروں میں بوریه یا مرگ چهالے پر پڑے رهکر زهد اور تقوی کے ساتهه زندگي بسر کرتے هیں اور تعلیم کے زمانه میں وه اپنے گرو کي باتوں کو مودب اور خاموش سنتے هیں *

یوناني غلطي سے اس زمانه کو سینتیس برس کا طول دیتے هیں حالانکه یهه ایسا طول طویل زمانه هی جسکو منو نے (باب ۳ اشلوک ۱) بمشکل تمام سب سے آخر درجه کے حد کا زمانه قایم کیا هی *

صوفیوں یعني بیدانتیوں کے حال اور اُنکے آخرت کے خیال جو بیان کیئے هیں وه بالکل برهمنوں کے سے هیں وه لکهتے هیں که کسي شی سے کچهه تعلق خاطر نرکهنے اور موت و زندگي کے رنج و راحت سے آزاد رهنے کو برهمن اِنسان کا کمال سمجهتے هیں اور دنیا کي زندگي کو وه اُس زمانه کي سي زندگي سمجهتے هیں جسمیں بچه حمل میں رهتا هی اور اصلي زندگي کي ابتدا وه اُسوقت کے آنے تک جسکو هم موت کهتے هیں نهیں سمجهتے اِس لیئے اُنکو صرف عاقبت سے سروکار هوتا هی نیکي و بدي سے اِنکار کرتے هیں اور کهتے هیں که دنیا کي ظاهري چیزوں سے نه خوشي حاصل هوسکتي هی نه رنج بلکه انسان کے دلي خیالات سے رنج و راحت هوتي هی جیسا که خواب میں هوا کرتي هی ‡ معلوم هوتا هی که اسقدر ابتدا کے زمانه یعني سکندر کے مهم کے وقت میں بهي اهل تصرف کے پاس جاگیریں تهیں اور ضرورت کے موقعوں پر سپاهیانه خصلت بهي اُنسے ظهور میں آتي تهي اور دشمن کا ایسے جوش و خروش غیظ و غضب کے ساتهه مقابله کرتے تهے جو بعض اوقات اب بهي هندوؤں سے ظاهر هو جاتا هی § اهل شهر کا شهرونکو دیده و دانسته جلاکر برباد کرنے اور اپني جانیں کهونے کي مثالیں هندوستان کي تاریخ میں حال کے زمانه تک پائي جاتي هیں اور اسي طرح سے

† منو کا مجموعه باب ۲ اِشلوک ۲۶ و ۲۷

‡ اسٹریبو صاحب جلد ۱۵ صفحه ۴۹۰ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ ع

§ ایرین کي مهم سکندر کي جلد ۶ باب ۷

ملکي معاملات میں اُنکي مداخلت اُس بات سے معلوم هوتي هی که اُنهوں نے سامبس کو بهکاکر سکندر سے جدا کرادیا اور میوزیکینس اور سکندر کے آپسمیں جو معاهده هوا تها وه توڑوا دیا † اسٹریبو صاحب ایک پرامنی نام والا فرقه بتاتے هیں جو بڑا حجتي اور بحث و تکرار کرنے والا مشهور تها یهه فرقه برهمنوں کي اس سبب سے تضحیک اور تذلیل کرتا تها که وه علم هیئت اور طبیعات پر بهت متوجهه رهتی تهے اسٹریبو صاحب نے اس فرقه کو ایک علحده فرقه خیال کیا هی مگر غالب یهه هی که وه بهي برهمن هي هونگے اور حکمت کے خاص فرقه کا گروه آپکو ٹهراتے هونگے ‡ *

فقیروں یعني سادة سنتوں وغیرة کا بیان

یونانیوں نے تارکالدنیا فقیروں یعني سادہ سنتوں کا ذکر براہ مینی اور جرمینی اور اهل تصوف کے نام سے کیا هی لیکن یهه بات صاف صاف نهیں معلوم هوتي که اُنسے ایسے برهمن مراد هیں جو اپني زندگي کے تیسرے اور چوتهے درجه میں اوقات بسر کرتے هیں یا باقاعدہ سادهسنتوں کے گروهوں کے رکنوں سے غرض هی بهت سي پوجا اور ریاضتیں اُنکي برهمنوں کے تیسرے درجه کي زندگي کي ریاضتوں سے جب که وه تارکالدنیا هوجاتے هیں مطابق هوسکتي هیں لیکن جو رنج و مصیبت بقول یونانیوں کے وه صرف ازروے ریا کے یعني نمود بڑهانے کے لیئے گوارا کیا کرتے تهے اور گروهوں میں جمع هوکر رهتے تهے اُس سے سمجها جاتا هی که سادہ سنت هي هیں اور نهایت اعلی قسم کے فقیروں کا حال و نساٹیریٹس § نے بخوبي بیان کیا هی کیونکه اُسکو سکندر نے اُن درویشوں کے پاس جنهوں نے سکندر کے پاس آنے سے انکار کیا تها گفتگو کرنے کو بهیجا تها اُسنے پندره فقیر شهر سے دو میل کے فرق سے بالکل برهنه دهوپ میں تپتے هوئے پائے جنمیں سے کوئي کهڑا اور کوئي بیٹها اور کوئي لیٹا هوا تها مگر صبح سے شام تک هر ایک ایک هي هیئت پر بیحس و حرکت رهتا تها *

اول ونساٹیکریٹس کلانس نامي فقیر سے جو پتهروں پر پڑا هوا تها مخاطب هوا کلانس پہلے تو اُسکي غیر ملکي پوشاک کو دیکهکر بےپروایانه وضع سے جو آجکل کے سادہ سنت بهي برتتے هیں هنسا اور پهر کها که تو اگر مجهسے گفتگو کرني چاهتا هی تو اپنے کپڑے اوتار برهنه هوکر پتهر پر بیٹه جا یهه سنکر وه جهجکا اور سوچ میں کهڑا تها که اُن فقیروں میں سے میندانس جو ایک بوڑها اور پاک طینت آدمي تها

---

† ایرینّن کي مهم سکندر کي جلد ۶ باب ۱۶

‡ واسن صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحه ۲۷۹ واسن صاحب اس فرقه کے نام کا ماخذ پرامانیکا کو سمجهتے هیں جسکے معني هیں نسي منطقي فرقه کے پیرووں سے نسبت رکهنے والا

§ اسٹریبو صاحب کي جلد ۱۵ صفحه ۴۹۱

وِنسائیکریٹس کے قریب آیا اور کلانس کو اُسکے نخوت پر لعنت ملامت کي اور ونسائیکریٹس سے شفقت کے ساتهه گفتگو کي اور وعدہ کیا کہ باوجود اسبات کے کہ هماري اور تمهاري زبان کے غیر هونے کے سبب سے آپس کي بات چیت بخوبي سمجهه میں آني دشوار هی مگر پهر بهي جهانتک هو سکیگا میں هندوستاني حکمت سے تمکو آگاہ کرونگا † ایریئن نے لکها هی ‡ کہ سکندر نے میندانس کو (جسکو ایریئن نے دین ڈامس لکها هی) سمجهایا کہ تو میرے رفیقوں میں داخل هوجا لیکن میندانس نے انکار کرکے یهہ جواب دیا کہ جب تک میري روح اس قالب خاکي میں هی اُسوقت تک جو کچهہ مجهکو درکار هوگا وہ سب هندوستان میں موجود هی اور جب کہ میري روح کو قالب سے جدائي حاصل هوگي اُسوقت وہ اس دل آزار رفیق یعني جسم سے چهٹکارا پاویگي *

کلانس اپني طبیعت پر کم اختیار رکهتا تها پس اپنے بهائي هندوؤں کي فهمایشوں کے خلاف جو اُسکو اس بات پر لعنت ملامت کرتے تهے کہ اُسنے الله تعالی کے سوا دوسرے کي بندگي قبول کي § سکندر کے ساتهہ هوگیا یوناني اُسکے ساتهہ ادب سے پیش آئے لیکن جب وہ ایران میں پهونچکر بیمار هوا تو غالباً اُسنے ذات کے وهم و خیال سے دوا کے پینے سے انکار کیا اور آگ میں جلکر اپني جان کهونے کا ارادہ کیا سکندر نے هرچند منع کیا لیکن اُسنے نہ مانا تب سکندر نے مجبور هوکر حکم دیا کہ اخیر دم تک اُسکي هر طرح کي عزت کیجاوے اور بهت سے انعاموں اور بخششوں سے اُسکو مالا مال کیا جنکو اُسنے ارتهي پر چڑهنے سے پهلے اپنے دوستوں پر تقسیم کردیا پهر ایک پهولوں کا سهرا اُسکي پیشاني پر هندوستان کے طریق پر باندہ کر ارتهي پر لیگئے اور وہ هندوستاني زبان میں بهجن گاتا هوا وهاں پهونچا جب وہ چتا پر چڑہ گیا تو اُسنے اُس میں آگ لگانے کا حکم دیا اور ایسے استقلال اور سلیم‌الطبعي سے جل گیا کہ اُسکا یونانیوں پر بڑا اثر هوا ∥ *

* ایرستابولس نے دو اهل تصوف کا حال بیان کیا هی کہ اُنمیں سے ایک جوان اور ایک بوڑها تها اور دونوں براچمیں فقیروں کے فرقہ میں سے تهے اُسنے ان کو مقام

---

† استربیو صاحب کي جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۲

‡ کتاب مهم سکندر کي جلد ۷ باب ۲

§ منو کے مجموعہ باب ۴ صفحہ ٦۳ کو دیکهو

∥ استربیو صاحب نے اپني تاریخ کي جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۵ میں اسي قسم کي خود کشي کي مثال بیان کي هی اور جلنے والا شخص زار مانوچیگس نامي برگاسا کا رهنے والا ایک هندوستاني تها یهہ شخص اول ایلچیوں کے ساتهہ گیا تها جو اغسطس قیصر کے پاس هندوستان سے گئے تهے اور یهہ شخص ایتهنز دارالخلافت یونان میں جلا

* استربیو صاحب تاریخ کي جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۱

ٹیکسلا میں دیکھا بوڑھے کا سر مونڈا ہوا تھا اور جوان کے سرپر بال تھے اور دونوں
کے ساتھہ بہت سے چیلے تھے جب کہ وہ بازار میں گذرے تو لوگ اُنسے تعظیم سے پیش
آئے اور روغن کنجد اُنکے بدن پر ملا اور کھل اور شہد کي تواضع کي اور جب وہ سکندر
کے دسترخوان پر اُسکے ساتھہ کھانا کھانے کو آئے تب اُنسے استقلال کي نصیحت لوگوں
کو ہوئي چنانچہ وہ ایک مقام میں چلی گئے بوڑھا تو دھوپ اور بارش میں پڑا رہا
اور جوان سونٹی کے سہارے سے ایک پانوں پر تمام دن کھڑا رہا *

† اور اور بیانوں سے بھي ایسے فقیروں کا حال معلوم ہوتا ہی جو انجیر اور انگور
کھانے کے واسطے اور تیل بدن پر ملنے کے لیئے جمع کرنے کو گلي کوچوں میں پھرتے
تھے اور امیروں کے گھر میں جاکر اُنکے ساتھہ کھاتے پیتے تھے اور گفتگو میں شریک
ہوتے تھے القصہ ایسي آزادي اور بے تکلفي سے اوقات بسر کرتے تھے جیسے آجکل بھي
اسي قسم کے فقیر ریاکاري سے بسر کرتے ہیں اور یہہ بھي بیان کیا گیا ہی کہ وہ
جاڑے اور گرمي کے موسم میں برہنہ پھرتے تھے اور اپنا وقت بوگد کے درختوں کے نیچے
گذارتے تھے اُنمیں سے بعضی درختوں کو ایسا بڑا بیان کیا ہی کہ اُنکا سایہ پانچ ایکڑ
زمین پر پڑتا تھا جسکے سایہ میں دس ہزار آدمي بخوبي تمام آرام پاویں *

جسطریقہ سے کہ بالوں کو پیچ دیکر پگڑي بنالیتی ہیں اور آجکل بھي فقیروں کے
ایک فرقہ میں یہہ دستور جاري ہی اُسکو اسٹریبو صاحب نے بیان کیا ہی لیکن کسي
فرقہ سے اُس طریقہ کے مخصوص ہونیکي قید نہیں بیان کي *

انہیں فقیروں کي نسبت لکھا ہی کہ وہ بیمار ہونے کو بے عزتي کي بات سمجھتے
تھے ‡ اور جب کبھي بیماري کي آفت میں مبتلا ہوتے تھے تو وہ اپنے آپ کو ہلاک کرتے
تھے مگر مگاس‌تھینیز بیان کرتا ہی کہ ہندوستان کے حکماء خود کشي کو بہتر نہیں
سمجھتے تھے بلکہ اُسکو حماقت کي دلیل جانتے تھے غرض کہ عالموں کي راے اور
گاہے گاہے لوگوں کا خود کشي کرنا اُس زمانہ میں ایسا ہي معلوم ہوتا ہی جیسا
کہ اِس زمانہ میں ہی *

صرف مگاس‌تھینیز ایسے فرقہ کا بیان کرتا ہی جسکو وہ براہمن فرقہ سے
علحدہ قایم کرکے جرمینی نام سے یاد کرتا ہی جس سے یہہ سمجھا جاتا ہی کہ اُس
علحدہ فرقہ سے اُسکي مراد فقیروں سے تھي اُسنے اس نام کو خراب کردیا ہی یہہ بات
زیادہ تر غالب معلوم ہوتي ہی کہ اصل میں یہہ نام سرامند ہی جیسا کہ پچھلے
یوناني مورخوں نے بیان کیا ہی یہہ اور بدھ اور جین مذہب کے فقیروں کا خطاب

---

† اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۲

‡ غالباً بیماري کو وہ لوگ پچھلے جنم کے گناہوں کا نتیجہ سمجھتے تھے اسٹریبو
صاحبکي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۳

تھا کیونکہ مگاس‌تھینیز کو یہہ سب تجربہ خاصکر مگادا میں جہاں بدھ مذھب پھیلا ھوا تھا سندرہ‌کتس کے دربار میں حاصل ھوا تھا سندرہ‌کتس کے پوتے اسوکا نامي نے بدھ مذھب اختیار کرلیا تھا اور اُس مذھب کو نہ صرف اپني قلمرو میں بلکہ هندوستان کے بہت بڑے حصہ میں رواج دیا اور اور مذھبوں پر اُسکو بزرگي دي اگرچہ لفظ سرامنہ بدھ مذھب کے لوگوں سے نکلا ھوا معلوم ھوتا ھی مگر اس قام کے فقیروں میں کوئي ایسي بات نہیں جو برھمنوں کي اُس حالت سے متعلق نہو جو اُنکي زندگي کے تیسرے چوتھے درجہ میں ھوتي تھي یا اور فقیروں کے گروھوں میں موجود نہو *

مگاس‌تھینیز کا بیان ھے کہ جرمینن خطاب کے فقیروں میں سے نہایت معزز فرقہ ھیلوبي کا ھی یہہ خطاب اس فرقہ کا اُسکے جنگل میں رھنے کے سبب سے قایم ھوا یہہ فقیر جنگلي پھلوں اور بناسپتي پر اپني گذران کرتے ھیں اور درختوں کي چھال سے اپنا بدن ڈھانکتے ھیں اور تمام لذات اور خوشبویوں سے پرھیز کرتے ھیں اور کئي کئي دن برابر ایک صورت پر بغیر حس و حرکت کے کھڑے رھتے ھیں راجا اُنکے پاس لوگوں کو مشورہ کے لیئے بھیجتا ھی اور درخواست کرتا ھی کہ تم دیوتوں سے میرے حق میں سفارش کرو ‡ وھي مورخ بیان کرتا ھی کہ جرمینن فقیروں میں دوسرے درجہ کی عزت والے طبیب ھوتے ھیں جنکي عادات برھمنوں کي اُن عادتوں سے مطابق معلوم ھوتي ھیں جو اُنکي زندگي کے چوتھے درجہ میں ھوتي ھیں یہہ لوگ مکانوں میں بہت اجتناب کے ساتھہ رھتے ھیں لیکن ھیلوبي فرقہ کي سي سخت ریاضت نہیں کرتے مگر محنت اور جفاکشي کے کاموں کي مشق کرتے ھیں اور تمام تمام دن ایک ھي صورت پر بیٹھے رھتے ھیں اور مطلق پہلو نہیں بدلتے اُنمیں سے بعضے اپنے گیان دھیان میں عورتوں کو بھي شریک کرلیتے ھیں لیکن سخت پاکدامني برتتے ھیں اس طریقے سے اگرچہ هندو فقیر بھي واقف ھیں لیکن بدھ مذھب کے فقیروں سے یہہ طریقہ نہایت مناسبت رکھتا ھی اور اُنکي طبابت کا طریقہ بھي آجکل کے فقیروں کي طبابت کے طریقہ سے مناسبت رکھتا ھی یہہ فقیر غذا اور جڑ بوٹي پر نہایت بھروسا رکھتے ھیں اور خارجي علاجوں پر دوسرے درجہ کا اعتماد رکھتے ھیں اور زیادہ قوي طریقے جو علاج معالجہ کے ھیں اُنسے بڑي نا اعتمادي رکھتےھیں جسطرح کہ آج کل کے فقیر کرتے ھیں اُسي طرحپر وہ بھي اپني دواؤں کي استعانت میں منتر جنتر کرتے تھے وھي مورخ لکھتا ھی کہ جرمینن فرقہ کے فقیر جادو اور ٹوٹکے اور غیب گوئي کرتے ھیں اور مردون کي رسومات بھي انجام دیتے ھیں اُنمیں سے بعضے شہروں اور دیہات و قصبوں میں پھرتے ھیں اور

---

‡ اس بیان کو برھمن کی زندگي کے تیسرے درجہ کے حال سے جو منو کے مجموعہ میں مذکور ھی مقابلہ کرو ھیلوبي لفظ وانا پراشتا یعني جنگل میں رھنے والے کا لفظي ترجمہ ھی برھمن کا اُسکي زندگي کے تیسرے درجہ میں معمولي خطاب ھوتا ھی کلکتہ اوریئینٹل میگزین بابت مارچ سنہ ۱۸۲۷ع

بعضے کسي مقام خاص پر قیام کرکے زیادہ کیفیت سے زندگي بسر کرتے هیں ان تمام حالات میں کوئي بات ایسي نهیں جو بده مذهب والوں سے مخصوص هو غالب یهه هی که مگاس‌تهینیز اگرچه بده مذهب والوں اور برهمنوں اور فقیروں کے فرقوں کے امتیاز سے واقف تها لیکن اُنکے باهمي اختلافات سے ٹهیک ٹهیک آگاهي نرکهتا تها اور یهه بات قرین قیاس هی که قدیم زمانه کے اور یوناني مورخ بهي اسي قسم کي غلطي میں پڑے هوں البته یهه بات قابل جاننے کے هی که اگرچه بده مذهب سکندر سے دوسو برس پهلے سے قایم تها اور هندوستان کے مذهبوں میں سو برس کے بعد سب سے فایق هونے والا تها مگر وه مورخ ذرا اس سے کبهي واقف نهوئے اس غلطي کي وجهه یهه هی که اُن مذهبوں کے معتقدوں کي وضع اور طریق اسقدر مخصوص نه تهے که غیر ملک والے اُنکي تمیز عام لوگوں سے کرسکتے * •

کئي مورخوں نے بیان کیا هی که مختلف ذات کے لوگ آپسمیں شادي بیاه نهیں کرتے تهے اور نه اِس بات کي اجازت تهي که ایک ذات کے لوگ دوسري ذات کا پیشه اختیار کریں لیکن سب ذاتوں کے آدمي اهل تصوف یعني فقیر هوسکتے تهے *

اِس زمانه کے فقیروں کا بهي ایسا هي حال هی لیکن یهه بات مشتبهه هی که آیا فقیروں نے شروع هي سے ایسا طریق اختیار کیا یا متقدمین یعني یونانیوں نے اِس بات سے ناواقف هونے کے سبب سے که برهمن دنیادار اور صلاح کار اور پنچ بهي هوسکتے هیں اور وقت پر هتیار بهي باندہ سکتے هیں اور اور پیشه بهي کرسکتے هیں برهمنوں کي وضع اور طریق فقیرانه دیکهکر تمام ذاتوں کے لوگوں کو اِسبات کا مختار سمجها که فقیر هوسکتے هیں † *

ذکر شودر ذات کے لوگوں کا

اور ذاتوں کي نسبت کوئي بات قابل بیان کے سواے شودر ذات کے لوگوں کے نهیں هی جنکي نسبت یونانیوں کے بیان سے یهه معلوم هوتا هی که جس زمانه میں سکندر هندوستان میں آیا اُسي زمانه سے اُنکي ذات پر خدمتگاري مخصوص نهتي تهي *

† برهمنوں اور فقیروں میں جو متقدمین نے کچهه امتیاز نهیں کیا اور جسکي اب بحث هی اُسکو ختم کرنے سے پهلے یهه بیان کرنا مناسب هی که بعضے زمانه حال کے مورخوں نے بهي جو اُس امتیاز سے بخوبي واقف تهے اپني کتابوں میں اُسپر کچهه توجهه نهیں کي پس یهه بات تحقیق کرني اکثر مشکل هوتي هی که کس مقام پر اُنکي غرض برهمنوں سے هی اور کس مقام پر فقیروں سے هندوؤں کے پوجاریوں اور مذهب کے قدیم حالات کي بهت سي آگاهي حاصل کرنے کے لیئے کالبروک صاحب کي تحریر مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحه ۲۹۶ کو دیکهو

غلامي کا نهونا

† ایرین صاحب نے یهه بات تعریف کے ساتهه لکهي هی که هندوستان کي هر قوم آزاد هی اُنکے هاں مثل لیسیڈیمن یا سپارٹا والوں کے کوئي شخص کسي کا غلام نهیں هوسکتا اور خلاف لیسیڈیمن والوں کے غیر ملک کے لوگ یا کسي غیر قوم کے آدمي غلام نهیں بنائے جاتے اسٹریبو صاحب تمام هندوستان میں غلامي کے نهونے پر شک لاکر اِسکے خلاف صرف خانگي لونڈي غلاموں کي مثالیں بیان کرتے هیں اور معلوم هوتا هی که کسي خدمتگار یا غلام قوم کے هونے کا اُنکو شبهه نه تها یهه ممکن هی که جس نرم قسم کي غلامي شودر ذات کے لوگوں میں موجود تهي اُس سے یونانیوں کو دهوکا هوا اِسلیئے که اُنکے ملک میں بالکل اِسکے برعکس طریقه جاري تها لیکن یهه بات زیادہ قرین قیاس هی که منو کے زمانهٔ میں جسقدر شودر لوگوں کي ذلیل حالت باقي رهي تهي وہ سکندر کے هندوستان میں آنے سے پهلے کافور هوچکي هوگي *

مختلف سلطنتوں کي تعداد اور وسعت کا بیان

خود مختار حکومتوں کي تعداد سکندر کے زمانه میں بهي اِسیقدر زیادہ معلوم هوتي هی جسقدر که اور زمانوں میں رهي هی چنانچه سکندر کو تهوڑے هي سے ملک پر حمله کرنے میں بهت سي حکومتوں سے مقابله کرنا پڑا اور مگاس‌تهینیز کو دریافت هوا که تمام هندوستانمیں ایک سو اٹهارہ‌حکومتیں هیں اِنمیں سے اکثر بهت خفیف هونگي لیکن بعض مثل پراسي کي حکومت کے بڑي سلطنتیں تهیں اُنمیں سے اکثر کا راجاؤں کے قبضه میں هونا معلوم هوتا هی جیسے که منو کے زمانه میں تهیں اور جن حکومتوں کو یونانیوں نے جمهوري اور عمائد کي سلطنتیں کها هی اُنکے حالات بهت آساني سے اِس حال سے جو اب موجود هی بغیر کچهه مختلف سمجهنے کے بیان هوسکتے هیں چنانچه همیشه بڑے بڑے حصه ملک کے ایسے هي رهی هیں که اُنکا کوئي عام راجه نتها بعضے تو چهوٹے چهوٹے سرداروں کي حکومت میں تهے اور بعضوں میں خود مختار دیهات داخل تهے پریشاني اور هنگامه کے وقتونمیں اکثر مدت تک قصبوں میں بهي لوگوں نے بطور خود حکومت قایم رکهي هی ‡ *

---

† ایرین صاحب کي تاریخ هندوستان باب ۱۰ اور ڈایوڈورس کي تاریخ کي جلد ۲ صفحه ۱۲۴ مطبوعه سنه ۱۶۰۴ ع کو بهي جسمیں اُسنے بهت سي لغو باتیں هندوؤں میں سب کے برابر هونے اور جمهوري قواعد کي بیان کي هیں

‡ اول قسم کي حکومتوں میں سکهوں کي حکومت تهي (قبل رنجیت سنکهه کي عملداري کے) ان حکومتوں کو فاسٹر صاحب نے باوجود هندوستاني گورنمنٹوں سے واقف هونیکے مثل شیخاواٹي کے سرداروں اور اور سرداروں کي متعدد متفقه خفیف حکومتوں کے جمهوري سلطنتیں بیان کیا هی اور تنها دیهات کے حکومتوں کي مثالیں سونڈي اور گریسیا قوموں کي حکومت سے ظاهر هیں جن کا حال سرجان مالکم صاحب نے تاریخ مالوہ جلد ۱ صفحه ۵۰۸ میں بیان کیا هی

سب ایسی ایسی حکومتیں یونانیوں کے نزدیک جمہوری سلطنتیں تھیں اور قیاس چاہتا ہی کہ وہ اُن حکومتوں کے قانون اور قواعد اور انتظام اور بندوبست کو ایسا ہی سمجھے جیسا کہ اُن کے ملک میں موجود تھا لیکن اُن کے مورخوں کی خاص توجہہ جن چیزوں کے بیان کرنے کی طرف تھی وہ خود مختار دیہات تھے جو حقیقت میں جمہوری حکومتوں کے نمونہ تھے اور قانون کے باشندوں کے سوا جسقدر اُنکی مناسبت سے اور باشندوں کی تعداد کم یا زیادہ ہوتی تھی اُسی نسبت کے لحاظ سے وہ دیہات جمہوری یا عماید کی حکومتیں ہوتے تھے ایسے دیہات کا نہایت عمدہ نمونہ اُس سے بہتر نہیں مل سکتا جیساکہ حال میں ہریانہ کے ضلع میں موجود تھا یہہ ملک اُن دیہات کے پاس واقع ہی جنمیں سکندر کے زمانہ میں کیتھی اور مالی قومیں بستی تھیں انمیں سے ایک موضع بیورانی کے محاصرہ کے واسطہ سنہ ۱۸۰۹ع میں ایک بہت بڑی انگریزی فوج درکار ہوئی تھی جب فتح ہوا تھا یہہ موضع مقدونیہ والوں کا بھی غالباً ایسا ہی سخت مقابلہ کرتا جیسا کہ اُسکے قریب کا موضع سنگالا یا اور کوئی موضع سکندر کے مقابلہ میں آیا جسکا ذکر سکندر کے جنگی امورات میں بڑی نمود کے ساتھہ ایا ہی *

ہندوستان کے راجاؤں کی فوج کی تعداد جسقدر بیان کی ہی غالباً اُسمیں مبالغہ کیا ہی چنانچہ لکھا ہی کہ پنجاب کے متعدد راجاؤں میں سے ایک راجہ پورس نامی کے پاس دو سو ہاتھی اور تین سو رتھہ اور چار ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ جنگ آور تھے اگر ہم بقول سربرنس صاحب کے بجاے رتھوں کے توپیں قایم کردیں تو ٹھیک ٹھیک تعداد اُسکی فوج کے رنجیت سنگھہ کی فوج کی برابر ہوتی ہی جو تمام پنجاب اور اضلاع دیگر کا مالک ہی † *

---

† بعض اوقات راجہ پورس کے ملک اور اُسکے متعلقات کا حال جو بہت مبالغہ سے بیان کیا جاتا ہی اسلیئے مناسب ہی کہ جو حدود اُسکی ایرینُن صاحب اور اسٹربیو صاحب نے قایم کی ہیں اُنکو بیان کیا جاوے راجہ پورس کے ملک کی مغربی سرحد دریاے جہیلم تھا اور اُس دریا سے آگے پنجاب کے وسط میں راجہ ٹیکسا ئیلز نامی اُسکا دشمن جانی تھا اور اس راجہ کے ملک کے شمال پر ایبی سایرس نامی ایک خود مختار راجہ تھا جسکو ایرینُن صاحب نے پہاڑی ہندوستانیوں کا راجہ بیان کیا ہی (ایرینُن صاحب کی تاریخ جلد ۵ باب ۸) اور جانب جنوب سوپی تھس ایک اور خود مختار راجہ تھا جسکے ملک میں نمک کے پہاڑ کا سلسلہ واقع تھا (اسٹربیو صاحب کی تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۸۱) پس دریاے جہیلم کے مغرب میں راجہ پورس کے قبضہ میں کچھہ ملک نتھا اُسکا ملک شمال میں پہاڑوں کے دامن کے جنگل تک تھا (اسٹربیو صاحب کی تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۸۰) لیکن دریاے جہیلم اور دریاے چناب کے درمیان کے ملک میں جسقدر ملک واقع تھا وہ اُسکے پاس کل نتھا اسلیئے کہ علاوہ اور قوموں کے جو اتفاقاً پورس کی مطیع ہوئی ہوں قوم گلاینیکی یا گلاسی کو جسکی قبضہ میں سینتیس بڑے شہر

ایرینٌ صاحب کے بیان کي جو حتي‌المقدور غایت هوسکتي هی وہ اسقدر هی کہ جن فوجوں کو اُنھوں نے راجہ پورس کے مستقل فوج بیان کیا هی اور اُسمیں ایسی شریر گنوار شامل هونگي جنکو ضرورت کے وقت ایسے راجہ میدان جنگ میں جمع کرلاتے هیں لیکن پاینبي مورخ نے جسقدر تعداد اُسکي فوج کي بیان کي هی وہ کسي قیاس سے صحیح نهیں معلوم هوتي قدیم راجاؤں کي فوج کي تقسیم چار حصوں یعني سواروں اور پیادوں اور رتھوں اور هاتهیوں پر ایسے هي تهي جیسي کہ منو کے زمانہ میں تهي مگر اسٹریبو صاحب تقسیم فوج کي چهہ حصوں پر کرتے هیں چنانچہ وہ کمسریٹ اور بحري فوج کے محکمہ کو زیادہ بیان کرتے هیں تمام سپاہ چهتریوں سے مرتب هوتي تهي سپاهي لڑائي اور امن کے زمانہ میں همیشہ تنخواہ پاتے تهے اور ایسے کاموں کے انجام کیواسطے جو سپاهي کے لایق نهوں اُن سپاهیوں کے خدمتگار مقرر هوتے تهے سپاہ کو گهوڑے اور هتیار سرکار سے ملتے تهے مگر یہہ انتظام زمانہ حال کے رواج کے خلاف تها اِس بات کو مکرر سہ کرر بیان کیا گیا هی کہ سپاہ ملک کو کبهي لڑائي کے وقت میں هرگز خراب و تباہ نهیں کرتي تهي اور جبکہ مخالف فوجیں لڑا کرتي تهیں تب کسان لوگ بے کهٹکے اپنے کام میں مشغول رهتے تهے اگرچہ یہہ امر ظاهرا ایک مبالغہ معلوم هوتا هی لیکن منو نے جو قوانین جنگ هنود تحریر کیئے هیں اُنهیں میں سے غالباً یہہ قانون بهي هو کیونکہ اُن قانونوں کا اثر یونانیوں کي طبیعت پر اِس سبب سے بہت هوا هوگا کہ اُنکے ملک میں ایسے نرم اور پسندیدہ قانون جنگ کا برتاؤ نتها *

تهے سکندر نے پورس کا تابع کردیا (ایرینٌ کي تاریخ جلد ۵ باب ۲۰) جس سے اُسکے قدیم ملک میں بہت زیادتي هوگئي (ایضا باب ۲۱) اور مشرق میں درمیان دریاے چناب اور دریاے راوي کے ایک اور راجہ کہ اُسکا نام بهي پورس تها اُسکا سخت دشمن تها (ایضا) اور اُسکے ملک کے جنوب اور مشرق میں قوم کیتهي اور اور خود مختار قومیں آباد تهیں جنکے مقابلہ میں اُسنے سکندر کو مدد دي تهي (ایضا باب ۲۲ و ۲۴) اور جنوب میں قوم مالي رهتي تهي جسکے مقابلہ کو پورس اور راجہ ایس‌سایرس اور اور بہت سے راجہ فوج لیکر گئے تهے اور شکست کهائي تهي (ایضا باب ۲۲)

اس سے یہہ معلوم هوتا هی کہ جسقدر ملک راجہ پورس کا تها وہ سب دریاے جهیلم اور چناب کے درمیان میں واقع تها اور هر جانب پر اُسکي جو قومیں آباد تهیں وہ اُسکے تابع نہ تهیں اور اکثر اُنمیں سے اُسکے ساتهہ همیشہ لڑائي جهگڑا رکهتي تهیں پس علاوہ اُسکے خاص سلطنت کے اگر کوئي اور قوم یا حکومت اُسکے تابع هوگي وہ دریاؤں مذکورہ بالا کے درمیان میں هوگي بلاشبہہ وهاں مختلف قومیں آباد تهیں لیکن هم جانتے هیں کہ اُن قوموں میں سے قوم گلاکینیکي اُسکي تابع نتهي اور اس خیال کي کوئي وجہہ نهیں کہ باقي قومیں اُسکے تابع تهیں

جن قوموں سے یونانیوں کو هندوستان میں مقابلہ پیش آیا اُنکی بہادری کو اور سب قوموں کی بہادری سے جنسے اُنکو ایشیا میں لڑنا پڑا تھا برتر بیان کیا هی اور جسقدر فوج کا مارا جانا هندوستان کی لڑائیوں میں لکھا هی اگرچه مقدار اُسکی بہت قلیل هی مگر اُن لڑائیوں کی نسبت جو دارا سے هوئیں بہت زیادہ هی اور اُس زمانه میں بھی هندوؤں کے سب هتیار بجز توپ اور بندوق کے زمانه حال کے هتیاروں کی مانند تھے هندوستان کی اُس خاص کمان کا ذکر جسکا استعمال اب صرف پہاڑی ملکوں میں هوتا هی اور اُسکے چلّہ کو پاؤں سے کھینچکر چوہ فٹ سے زیادہ لنبا تیر مارتے هیں ایریئن صاحب نےبیان کیا هی اور انکی تلواروں اور لوهے کے نیزوں کا ذکر بھی کیا هی جن کا اب بھی کبھی کبھی استعمال هوتا هی اُس زمانه میں بھی هندو گھوڑے کی سواری کے فن میں مشہور تھے اور گھوڑے کی لگامیں بہت تیز رکھتے تھے *

سکندر کے زمانہ کے چال چلن سے زمانہ حال کے طور طریقوں کا مشابهه هونا

هندوستان کے راجه جو پیشکشیں دیتے تھے اُن سے اُنکی دولت مندی ظاهر هوتی تھی اور جس جس ملک میں یونانی گذرے اُن سب کے بیانوں سے یهه ظاهر هوتا هی که ملک خوب آباد تھا اور لوگوں کو نہایت اقبالمندی اور دولت حاصل تھی *

اپالوڈورس مورخ بیان کرتا هی که دریاے جہیلم اور دریاے ستلج کے درمیان میں پندرہ سو ایسے شہر آباد تھے جنمیں سے کوئی شہر کاس سے کم نتھا اِس سے یهه سمجھا جاتا هی که گو اِسمیں کیسا هی مبالغه هو لیکن ملک کی حالت بہت ترقی اور آبادی پر تھی شہر پالیباتھرا کا طول آٹھه میل تھا اور عرض ڈیڑہ میل اور فصیل اسکی بلند تھی جسمیں پانسو ستر برج اور چونسٹھه دروازے تھے *

بہت سے تجارت کے شہروں اور بندر گاهوں کے بیان سے جنکا حال کتاب پریپلس کے مصنف نے یونانیوں کے بعد لکھا که اُنمیں غیر ملک کی تجارت جاری تھی یهه ظاهر هوتا هی که هندوستانی ایسے کام یعنی تجارت میں بخوبی دسترس رکھتے تھے جس سے اور سب کاموں کی نسبت ایک قوم کی ترقی یافته حالت زیادہ ثابت هوتی هی *

پولیس کے انتظام کو عمدہ بیان کیا هی مثلا ستھینیز بیان کرتا هی که سندرا کتس کے لشکر میں جسکا تخمینه اُسنے چار لاکھه آدمی بیان کیا هی جسقدر روپیه چوری جاتا تھا اُسکا اوسط فی یوم تیس روپیه سے زیادہ نہیں هوتا تھا *

معلوم هوتا هی که داد رسی راجه اور اُسکے پنچوں کے ذریعه سے هوتی تھی جن چند قوانین کا حال یونانیوں نے بیان کیا هی وہ منو کے قانونوں کی مانند هیں مگر اِس امر میں یونانیوں کو صحیح صحیح آگاهی حاصل نہیں هوئی نه اِنکے قانون کی کتابیں هیں اُنکو یقین تھا که هندوؤں کے قانون قلمبند نتھے اور بعضے یهه بھی

کهتے هیں که هندو حرفوں سے ناواقف تھے اور بعضے برخلاف اسکے انکے تحریر کي خوبصورتي کي تعریف کرتے هیں † *

محاصل ملک کا اراضي اور تاجروں اور کاریگروں سے وصول هوتا تها ‡ اسٹریبو صاحب نے منو کي مانند محاصل اراضي کو کل پیداوار کا چوتهائي بیان کیا هی لیکن یهه بهي صاف صاف کہا هی که تمام اراضي راجه کي ملکیت سمجهي جاتي هی اور کاشتکاروں کو شرح مذکورہ بالا پر کاشت کیواسطے دیجاتي هی ‖ اور ایک اور مقام میں اُنهوں نے یهه بیان کیا هی که بعضے گانوں کے باشندے زمین کي کاشت مشترک کرتے هیں اور اس قاعدہ کا رواج اب بهي بہت هی محاصل کے اُس حصه کا حال بهي اسٹریبو صاحب نے قلمبند کیا هی جو کاریگر لوگ بعوض خراج کے سرکاري کام محنت کرنے سے ادا کرتے تھے جیسا که منوؔ نے بهي بیان کیا هی اور اسٹریبو صاحب نے جو حالات بازاروں کے چودهریوں اور کهیتوں کي پیمایش اور آبپاشي کے لیئے پاني کي تقسیم اور دیہات کے پدهانوں کے اور اور کاموں کے جو تجارت اور سڑک اور دیگر امورات کي نگراني سے متعلق هیں مندرج کیئے هیں وہ پدهانوں کے حال کے کاموں سے بالکل مطابق هیں اور شهر کے چودهریوں کا جو حال لکها هی اگرچه صاف صاف نهیں لکها مگر وہ آجکل کے چودهریوں کے کاموں سے بہت مشابہت رکهتا هی *

هندوؤں کے مذهب کا حال بہت کم بیان کیا هی اسٹریبو صاحب نے بیان کیا هی که وہ جوپیٹس‌پلوریس یعني اندر دیوتا اور گنگا اور اور دیوتوں کي پرستش کرتے هیں اور بلدانوں میں برهنه سر رهتے هیں اور بلدان کو بجاے ذبح کرنے کے دم گهونٹ کر مارتے هیں اور یهه حال برهمنوں کے بعضے اُن بلدانوں سے جسکا حال هم پر اچهي طرح روشن نهیں اور جنکے رواج کو زمانه حال کي ایجاد سمجها جاتا هی بہت مطابق هی *

کالبروک صاحب نے علاوہ یونانیوں کے اور کئي مورخوں کے بیانوں کو نقل کیا هی § جنسے یهه ظاهر هوتا هی که هندو سورج کو بهي پوجتے تھے *

یونانیوں نے بیکس اور هرکیولس کي پرستش پر که وہ هندوستان میں مروج تهي بہت کچهه لکها هی مگر اُسکا سبب علانیه یهه هی که هندوؤں کي روایتوں کو اُنهوں نے اپنے دیوتوں کي روایتوں سے خواہ مخواہ اُسیطرح سے مطابق کرلیا هی

---

† اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۲۹۳ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ ع

‡ ایریئن صاحب کي تاریخ هندوستان صفحه ۱۱

‖ اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۲۸۴ مطبوعه سنه ۱۵۸۷ ع

§ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۹ صفحه ۲۹۸

جسطرح سے که اُنهوں نے اور معاملات کي روایتوں کو اپني روایتوں سے منسوب کرلیا هی † *

هندوؤں کے علم سے یوناني محض ناواقف رهے مگر اُنکي دانائي کا اُن کے دل پر بڑا اثر هوا اور هندوؤں کي حکمت کا کچهه تهوڑا سا حال جو اُنهوں نے بیان کیا هی وه کچهه تهوڑي قدر و منزلت نهیں رکهتا میگاستهنیز بیان کرتا هی که هندوؤں اور یونانیوں کي حکمت کے اکثر مسائل میں اتفاق پایا گیا هندو خیال کرتے تهے که دنیا کي ابتدا اور انتہا هی اور زمین کي شکل گول هی اور جس خدا نے اُسکو بنایا اور اُسپر حاکم هی وه اُسپر هرجگهه موجود هی علاوه اربع عناصر کے ایک اور عنصر هی جس سے آسمان اور ستاره بنے هیں اور یهه عالم سب عالموں کا مرکز هی اور وهي مورخ لکهتا هی که هندوؤں اور یونانیوں میں روح کے مسئله اور اور مسئلوں میں بهي اتفاق هی اور اُنهوں نے افلاطون کي طرح روح کے فاني نهونے اور مرنے کے بعد هر ایک کو اپنے اعمال کي بموجب جزا حاصل هونے اور اسي قسم کے اور اور مطالب کے باب میں بهت سي کهانیاں تصنیف کي هیں ‡ *

قدیم زمانه کے ان بیانوں سے ظاهر هی که اگر برهمنوں نے اپني حکمت یونانیوں سے سیکهي تو سکندر کے زمانه سے پہلے سیکهي هوگي اور ونساني کریٹس نے جو گفتگو هندوؤں سے درباب حکمت کے کي وه هم بیان کرچکے هیں وه لکهتا هی که هندوؤں نے یهه بات دریافت کي که یوناني بهي کبهي اس قسم کي گفتگوئیں کرتے هیں یا نهیں اس سے یهه صاف معلوم هوتا هی که هندو یونانیوں کے علوم اور مسائل حکمت سے بالکل ناواقف تهے *

یونانیوں نے جو هندوؤں کے فن نغمه کي نسبت کچهه نهیں لکها هی اُس سے یهه نتیجه نکل سکتا هی که ملک کے جس حصه میں اُنکا گذر هوا اُس میں عمده عمده معبد اور مندر نتهے جیسے که اب بهي نهیں هیں هندوؤں کے نغمه و سرود کا جو بیان یونانیوں نے کیا هی وه اُنکے حقمیں اسیطرح برا هی جیسے که زمانه حال کے کسي اهل یورپ کا بیان هوتا هی اس لیئے که گو یهه کہا گیا هی که گانے ناچنے کا وه شوق رکهتے تهے مگر ایک اور مقام میں بیان کیا هی که اُنکے هاں بجز ڈهولک اور مجیروں اور جهانجهني کے اور کوئي باجا نهیں هی *

معلوم هوتا هی که اور فنوں کي حالت ایسے هي تهي جیسے که آجکل هی جس قسم کا غله دوتوں فصلوں میں تیار هوکر کٹتا تها وه بهي زمانه حال کے غله کي مانند

---

† جو متهرا کي پرستش میں هرکیولیس کا بیان یونانیوں نے کیا هی شاید اُس سے سري کرشن جي کي پرستش مراد هو *

‡ اسٹرابو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۴۹۰

ھی چنانچہ شکر اور روئي اور مصالحہ اور خوشبوؤں کا پیدا ھونا بیان کیا ھی اور کھیتوں کو تر رکھنے کیواسطے چھوٹي چھوٹي کیاریاں بناکر زمانہ حال کي مانند آبپاشي کرتے تھے † رتھوں کو لڑائي میں گھوڑے کھینچتے تھے مگر کوچ کے وقت بیل اور بعض اوقات اونٹ بھي کھینچا کرتے تھے لیکن اِس زمانہ میں بجز ریگستان کے اونٹوں سے باربرداري کا کام بہت کم لیا جاتا ھی اور شان شوکت کے واسطے ھاتھیوں کي رتھوں میں بھي سوار ھوتے تھے مگر زمانہ حال میں ھاتھیوں کي رتھوں کا دو جگھہ پر ھونا سنا گیا ھی *

ھاتھیوں کے پکڑنے اور تربیت کرنے کا طریقہ اور اُسکي تمام حکمتیں ‡ ایریئن کے بیان سے ٹھیک ٹھیک ایسے ھي معلوم ھوتي ھیں جیسے کہ کتاب تحقیقات ایشیا میں اُنکا حال لکھا ھی § *

ھندوؤں کي رنگتوں کي شوخي اور آب و تاب اور اُنکي مصنوعات اور غیرملکوں کي چیزوں کي نقل میں کمال رکھنے کا بیان کیا گیا ھی ‖ *

تمام کاموں میں تانبے کے برتنوں کا استعمال ایسا ھي عام تھا جیسا کہ اب ھی لیکن پیتل کے برتنوں سے جنکا استعمال اب زیادہ تر ھی چٹکني کے اندیشہ سے پرھیز کیا جاتا تھا ⸸ اسٹریبو صاحب نے شاھي سڑکوں کا ایک مقام میں اور دوسرے مقام میں میل کے پتھروں کا * ذکر کیا ھی *

اسٹریبو صاحب نے ھندوؤں کے تیوھاروں کي دھوم دھام اچھي طرح بیان کي ھی چنانچہ لکھا ھی کہ ھاتھي سنہري اور روپہلي جھولوں اور ھودوں سے آراستہ ھوکر اور سواریوں کے ساتھہ جن میں چار چار گھوڑوں کے رتھہ اور بیلوں کي گاڑیاں ھوتي تھیں سب سے آگے چلتے تھے اور بہت اچھي اچھي فوجیں مقام معینہ پر موجود ھوتي تھیں اور ملمع کے گلدان اور اور بڑے بڑے برتن اور چوکیاں اور سنگاسن اور پیالے اور افتابے کہ وہ سب زمرد اور فیروزہ اور شبچراغ اور اور قیمتي جواھرات سے مرصع ھوتے تھے اُنسے بڑي شان و شوکت ظاھر ھوتي تھي اور مختلف رنگوں اور زردوزي کے کام کي پوشاکوں سے تماشہ کي خوبي زیادہ ھو جاتي تھي اور پالے ھوئے شیر اور چیتے بھي ان میلوں میں ھوتے تھے علاوہ اُنکے خوش آواز اور رنگ رنگ کے طرح دار پرند مصنوعي درختوں پر جو بڑي بڑي گاڑیوں پر چلتے تھے بیٹھے ھوئے ھوتے تھے اُنسے

† اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۷۶ و ۴۷۷

‡ ایریئن صاحب کي تاریخ ھندوستان باب ۱۳

§ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۳ صفحہ ۲۲۹

‖ اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۳

⸸ اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۷۴ مطبوعہ سنہ ۱۵۸۷ ع

* ایضا صفحہ ۴۸۷

بهي ایک عجیب کیفیت اور رونق هو جاتي تهي درخت اور پهول وغیره بنانے کي رسم کسیقدر سکندر کے پیچهے بهي جاري رهي اور شاید اب بهي بنگال میں جاري هو اور تهوڑا عرصه گذرا که وهاں مصنوعي درخت اور ارایش کا شادیوں اور براتوں میں هونا ضروري سمجها جاتا تها † بیان کیا گیا هی که هندو اپنے مردوں کي یادگاري کرتے اور اُنکي تعریف میں راگ بناتے هیں غرض که هندو اپنے بزرگوں کا ادب اور تعظیم سب کچهه کرتے هیں مگر یهه عجیب رسم ابتک جاري هی که بهت روپیه صرف کرکے قبریں نهیں بناتے هیں ‡ دریاؤں کے کناروں پر لکڑي کے مکان بنانے کي رسم جو ایرین صاحب نے بیان کي هی § اُس سے غالباً وه طریقه مراد هی جو اب بهي دریاے اٹک پر رایج هی که وهاں ایسي چوکیوں کے فرش هوتے هیں جو زمین سے باره باره یا پندره پندره فت بلند هوتي هیں اور دریاے اِیراوتي پر بهي یهي دستور هی که وهاں شهر رنگوں کے تمام مقام لکڑي کے هي بني هوئے هیں *

هندو لوگ شادیوں میں باهم روپیه لیتے دیتے نه تهے || یهه قاعده منو کي هدایتوں اور زمانه حال کے طریقه سے مطابق هی ⁑ *

عورتیں پاکدامن هوتي تهیں اور ستي هونیکا طریقه پهلے سے جاري تها لیکن شاید اُسکي کثرت نتهي کیونکه ایرستابولس اُسکو ایک عجیب رسم منجمله اُن رسموں کے بیان کرتا هی جنکا حال اُسنے مقام ٹیکسلامیں * دریافت کیا هی که بیٹیوں کي شادي زور و هنر میں امتحان کرنے کے بعد سب میں غالب رهنے والی کے ساتهه کرتے تهے جس کے باعث سے هندوؤں میں نظم وزم کي بهت سے مضموں قایم هوئے اسي رسم کا حال †† ایرین نے بطور ایک معمولي رسم کے لکها هی اور بیان کیا گیا هی که اُن کے راجاؤں کے گرد پیش بهت سي سهیلیاں حاضر رهتي تهیں اور منو کے بیان کے بموجب راجاؤں کے پاس فقط اُنکي تنهائي کے کمروں میں هي نهیں رهتي تهیں بلکه شکار میں بهي ساتهه جایا کرتي تهیں اور راجه اُنکو بهت احتیاط سے اسیطرح پرده اور حجاب میں رکهتے تهے جسطرح که مسلمان رکهتے هیں اور مسلمانوں میں هي یهه رواج باقي هی مگر راجاؤں کي تعظیم و تکریم و اداب و خطاب ایسے لفظوں سے

---

† اسٹریبو صاحب کي تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۴۹۴
‡ ایرین کي تاریخ هندوستان باب ۱۰
§ ایضا
|| ایضا باب ۱۷
⁑ صرف مگاستهینز اسکے برخلاف یهه بیان کرتا هی که هندو ایک جوڑي بیل کي دیکر زوجه حاصل کرتے تهے
* اسٹریبو کي تاریخ جلد ۱۵
†† ایرین کي تاریخ هندوستان باب ۱۷

ٹھہرتا تھا جس سے ثابت ہو کہ لوگ اُسکے غلام ہیں جنکا رواج مسلمانوں نے ہی شروع ہوا ہی ہندو بوقت حاضری † دربار کے راجاؤں کے حق میں دعا کرتے تھے لیکن ایرانیوں کی طرح قدموں پر نہیں گرتے تھے ‡ *

ایریئن نے ہندوؤں کی جو پوشاک بیان کی ہی وہ دو چادروں سے مرتب ہوتی ہی جسکو اب بھی بنگال کے لوگ اور مذہب کے پختہ برہمن ہر جگہہ کے پہنتے ہیں اور آج کل کے رواج کی موافق کانوں میں بالیاں اور پانوں میں ٹاٹ بافی جوتیاں پہنتے تھے اور کپڑے اُنکے عموماً سفید اور سوتی ہوتے تھے مگر اکثر مختلف شوخ رنگ کے کپڑے اور طرح طرح کی پھولدار چھینٹیں بھی پہنتے تھے اور سونے کا زیور اور جواہرات بھی مستعمل تھے اگرچہ وہ اکثر باتوں میں کفایت شعار § تھے مگر پوشاک میں بہت سا روپیہ صرف کرتے تھے اور ذی مقدور آدمی مثل اس زمانہ کے چھتر لگاتے تھے *

ہندو اپنی ڈاڑھیوں کو آج کل کے رواج کے موافق حنا اور نیل سے رنگتے تھے اور خضاب بنانے یا لگانے میں غلطیاں ہوجانے کے باعث سے اُنکی ڈاڑھیاں کبھی سبز کبھی سرخ کبھی نیلی ہو جاتی تھیں جیسا کہ اب بھی ہو جاتا ہی مگر اس زمانہ میں بجز سیاہ خضاب اور کبھی سرخ خضاب کے اور کوئی خضاب نہیں لگاتے ہیں اور کھانا علحدہ علحدہ کھاتے پکاتے تھے چنانچہ یہہ کچھ خلقی اُن میں اب بھی موجود ہی نشہ کرنے والی شراب بہت کم پیتے تھے اور جس شراب کو پیتے تھے وہ چانولوں سے بنتی تھی اور اُسکو اَرک کہتے ہیں *

ہندوؤں کی شکل و صورت وضعدار بیان کی گئی ہی اور شمال اور جنوب کے باشندوں کی صورت میں ہمیشہ امتیاز کیا گیا ہی جس سے ہمکو تعجب ہوتا ہی اسلیئے کہ مقدونیہ والوں کو ہندوؤں کے حالات سے بہت آگاہی حاصل نہیں ہوئی تھی چنانچہ شمالی ہندوؤں کو کالا اور اہل اتھیو پیا سے بجز چپٹی ناک اور گھونگر والے بالوں کی مشابہت کے بالکل مختلف الشکل بیان کیا ہی اور شمالی ہندوؤں کو جنوب والوں سے زیادہ گورا مثل مصر والوں کی وضع کے لکھا ہی || یہہ مشابہت اُنکی

---

† یہہ بات قابل بیان کے ہی کہ ہندوؤں کے سانگوں میں کوئی نشان ایسا پایا نہیں جاتا کہ علاوہ راجہ کے جو اور لوگ سانگ میں داخل ہوتی تھی وہ اُس سے غلامانہ پیش آتے تھے اب بھی جن ہندو راجاؤں کے درباروں کو مسلمانوں سے کچھہ تعلق نہیں ہوا اُن میں راجاؤں کے آداب اور القاب کا برتاو سیدھا سادہ ہوتا ہی

‡ ایریئن کی تاریخ ہندوستان باب ۱۶

§ اسٹریبو صاحب کی تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۸۱ و ۴۸۸

|| ایریئن صاحب کی تاریخ ہندوستان باب ۶ اور اسٹریبو صاحب کی تاریخ جلد ۱۵ صفحہ ۴۷۵ مطبوعہ سنہ ۱۵۸۷ع

مصریوں سے ایسی هی که هندوستان سے جو سیاح دریاے نیل پر کے قبروں کی تصویروں کو جاکر دیکھے تو اُسکو بڑی حیرت هوگی *

یونانیوں کا هندوؤں کی خصلت کو اچھا سمجھنا

هندوؤں کو سانولا اور بلند قد خوبصورت دبلا پتلا اور چست و چالاک بیان کیا هی † اور اُنکی بہادری کو لڑائی میں ایشیا کی باقی قوموں سے بارها برتر اور ممتاز لکھا هی ‡ اور اُنکو سنجیدہ طبیعت اور معتدل مزاج اور پیشہ اور اچھے سپاهی اور اچھے کسان § اور سادگی اور صداقت کلام میں مشہور اور ایسے حق پسند که عدالت تک نوبت نالش کی نه پہونچاتے تھے اور ایسے دیانتدار که لوگ اپنے مکانوں میں قفل تک نه ڈالتے تھے اور نه اپنے عہد || و پیمان کے پختگی کے واسطے باهم تحریر کرتے تھے بیان کیا هی علاوہ اسکے کہا گیا هی که کوئی ایسا هندوستانی دیکھنے اور سننے میں نہیں آیا جو جھوٹ بولتا هو * مگر خود هندوؤں کی قدیم تحریروں سے همکو معلوم هوتا هی که یونانیوں نے جو یہه بات بیان کی که وہ باهم ایک دوسرے کا اعتماد کرتے تھے غلط هی اور اُن کی راستگوئی کے بیان کو بھی بے کوئکے جھوٹ سمجھنا چاهیئے مگر باوجود اسکے یونانیوں کا بیان بہت کار آمد هی اسلیئے که اُس سے یہه بات ظاهر هوتی هی که هندوؤں کے جن اوصاف کا مقدونیہ والوں پر بڑا اثر هوا وہ کیا تھے اور اُس زمانه سے اُنکی خصلت میں بالکل تبدیلی آگئی هی چنانچه اب غیر ملکوں کے لوگ هندوستانیوں کی نالشوں کی کثرت اور جھوٹ و فریب سے حیران هوتے هیں یونانیوں کے بیان اُسی حالت میں غلط هوتے هیں جب که وہ اُن عیبوں کے نہونے پر مبالغه کرتے هیں *

چوتھا تتمه

بیکٹریا کے یونانی سلطنت کے بیان میں

اگلے وقتوں کے اُن یونانیوں کے حالات جنکو هندوستان سے تعلق تھا

بیکٹریا کی سلطنت کا جو کچھه حال همکو پہلے معلوم تھا وہ هندوستان سے ایسا کم متعلق تھا که هندوستان کی تاریخ میں اُسکا ذکر کرنا کچھه غیر مناسب هوتا *

---

† ایرین صاحب کی تاریخ هندوستان باب ۱۷

‡ ایرین صاحب کی تاریخ مہمات سکندر جلد ۵ باب ۴

§ ایضا جلد ۵ باب ۲۵

|| اسٹریبو صاحب کی تاریخ جلد ۱۵ صفحه ۴۸۸ مطبوعه ۱۵۸۷ع

* ایرین صاحب کی تاریخ هندوستان باب ۱۲

زمانه حال کي تحقیقات سے واضح هوا هی، که اُس ملک میں اور هندوستان میں بهت سا تعلق رها هی اور ممکن هی که ان تحقیقوں سے ایسے تعلق بهي جو اب تک بخوبي دریافت نهیں هوئے ظاهر هو جاویں مگر یهه تحقیقیں اب بهي قدیم زمانه کے حالات کے چهان‌بین کرنے والوں کي توجهه کے محتاج هیں جو باتیں اب تک تحقیق هوچکي هیں اُنکو هي اس مقام پر مختصر بیان کرنا مناسب هی *

سکندر نے جب هندوستان سے مراجعت کي تو اپني تهوڑي سي فوج بیکٹریا میں چهوڑ دي *

سکندر کي سلطنت کي تقسیم کے پهلے جهگڑے کے بعد صوبه بیکٹریا سلیوکس والے شام کے حصه میں سنه ۳۱۲ قبل مسیح میں آیا سلیوکس نے بذات خود اپنے سرکش صوبوں کے مطیع کرنے کے لیئے کوچ کیا' اور اُنسے نبٹ کر هندوستان میں آیا اور سندراکٹس سے عهدنامه کیا صوبه بیکٹریا سنه ۲۵۰ قبل مسیح تک جبکه ملکي جهگڑوں اور پارتهیا والوں کي لڑائیوں سے بیکٹریا کے حاکم کو بهي خود سر هوجانے کي ترغیب هوئي سلیوکس کي اولاد کے قبضه میں رها بیکٹریا میں اول خود مختار بادشاه تهیوڈوٹس هوا اور اُسکے بعد اُسکا بیٹا اُسیکا هم نام یعني تهیوڈوٹس ثاني تخت نشین هوا جسکو یوتهائیڈیمس میگنیزیا واقع ایشیا مائنر کے رهنے والے نے تخت پر سے اوتار دیا اس عرصه میں سلیوکس کے خاندان نے اپني قوت اور جمعیت کو فراهم اور قوي کرلیا چنانچه اُنمیں سے اینٹي‌اوکس اعظم نے اپنے برگشته مشرقي‌ملک کو پهر قبضه میں لانے کا اراده کرکے لشکر کشي کي چنانچه یوتهائیڈیمس کو شکست دیکر مطیع کرلیا یعني اُس سے عهد و پیمان کرکے اُسکي سلطنت اُسي کے قبضه میں رهنے دي یهه بات غالب قهیں هی که یوتهائیڈیمس نے مشرقي کوه قاف کے جنوبي حصه پر لشکر کشي کي هو مگر اُسکي بیٹے ڈیمٹریئس نے اراکوسیا اور ایران کے ایک بڑے حصه پر قبضه پایا اُسنے هندوستان میں بهي فتوحات حاصل کیں چنانچه صرف سنده هي پر قابض نهوا بلکه اُس سے بهي کچهه آگے تک دخل کرلیا مگر معلوم ایسا هوتا هی که اُسکو یوکریٹائیڈس بیکٹریا سے خارج کرکے بادشاه بن بیٹها یوتهائیڈیمس کي وفات کے بعد ڈیمٹریئس نے اس اپنے رقیب کے اختیار و تسلط سے اپنا ملک نکالنا چاها مگر کامیاب نهوا بلکه برعکس اپني مراد کے هندوستان کے فتوحات کو بهي جو یوکریٹائیڈس کي هي کوشش سے حاصل هوئي تهیں کهو بیٹها *

یوکریٹائیڈس کے عهد میں بیکٹریا کي سلطنت کمال ترقي پر تهي اس بادشاه کو اُسکي عین اقبالمندي کے زمانه میں اُسکي بیٹے یوکریٹائیڈس ثاني نے قتل کرڈالا اس پدرکش بادشاه کي سلطنت کا کسیقدر مغربي حصه پارتهیا والوں نے چهین لیا

اور خاص بیکٹریا ستھیا والوں نے لیلیا † اور اُسکے قبضہ میں بجز مشرقي کوہ قاف کے جنوبي ملک کے اور کچھہ باقي نرھا میناندر اور اپالوڈوٹس کي سلطنتوں کا زمانہ اور وہ تعلق جو یوکریٹائیڈس کے ساتھہ اُنکو رھا یونانیوں کے بیان سے دریافت نہیں ھوتا میناندر نے ھندوستان کے شمال و مغربي حصہ میں بہ نسبت اور کسي یوناني بادشاہ کے بہت دور تک فتوحات حاصل کیں اور جن مقاموں کو اُسنے فتح کیا وہ اور بیکٹریا کي سلطنت کي وسعت اسٹریبو صاحب کي ایک بیان سے ھمکو معلوم ھوئي ھی ایک قدیم مورخ کے قول کے بموجب جو اسٹریبو صاحب نے اسي بیان میں نقل کیا ھی کہ بیکٹریا والے اریانہ کے نہایت مشہور حصہ پر قابض ھوگئے اور سکندر سے بہت زیادہ ھندوستان کي قوموں کو مطیع کیا ھندوستان کي مہموں میں بڑي کوشش میناندر نے کي چنانچہ وہ دریاے ستلج سے عبور کرکے دریاے اسامس تک پہونچگیا اُسي مورخ کا قول ھی کہ اُسکے اور یوتھائیڈیمس کے بیٹے ڈیمٹریئس کے عہد کے درمیان میں بیکٹریا والے صرف پٹالین ھي پر قابض نہیں ھوئے بلکہ اُسکي دوسري حد کے اُس حصہ پر جسمیں تساري آسٹس اور سائي جرٹس کي سلطنتیں تھیں قابض اور دخیل ھوگئے دریاے اسامس کا جو ابھي ذکر ھوا ھی اسکو بعضے تو دریاے جمنا خیال کرتے اور بعضے کوہ ھمالیہ جانتے ھیں جسکو کبھي کبھي اماس کہا گیا ھی اور بعضے ایک چھوٹے سے دریا آئیسا کو سمجھتے ھیں جو مغرب کي طرف سے آکر گنگا میں گرتا ھی اِنمیں سے کوئي صحیح ھو مگر پنجاب کے مشرق میں کا کوئي تنگ ضلع مراد ھی بیکٹریا والوں نے جنوب کیجانب جو فتوحات حاصل کیں اُنکا کچھہ ذکر نہیں ھوا ھی اگر جنوب میں دھلي یا ھستنا پور تک اُنکو دخل ملا ھوتا تو اُس سے ھندو مورخ بھي ضرور واقف ھوئے ھوتے اور جنوب و مغرب کیجانب میں اُنکو دریاے اٹک کے دھانے کے قریب اُس مقام تک جہاں کئي دھاریں ھوجانے سے زمین کا ایک خشاہ مثلث کي صورت کا بنگیا ھی اُنکا تسلط ھوا ھوگا اور پٹالین کا نام جو ابھي بیان ھوا ھی وہ ملک ٹاٹا کے (جو کرانچي بندر کے قریب ھی) آس پاس کا ملک ھوگا مگر ھم کو یہہ کسي ذریعہ سے نہیں معلوم ھوسکتا کہ پٹالین کے دوسرے کنارہ پر جو سلطنت سائي جرٹس کي تھي وہ ملک کچھہ تھا یا گجرات کا جزیرہ نما تھا پریپلس کا مصنف بیان کرتا ھی کہ میناندر اور اپالو ڈوٹس کے سکہ آجتک (یعني جس زمانہ میں پریپلس تصنیف ھوئي) بڑوچ میں ملتے ھیں اُس زمانہ میں اُن سکوں کا دور دور کے ملکوں میں چلن ھونے کے سبب سے معلوم ھوتا ھی کہ اُنکے بعضے ضلعے بڑوچ سے بہت فاصلہ پر ھونگے مغرب میں جو نہایت مشہور حصہ اریانہ کا اُنکے قبضہ میں بیان کیا گیا ھی

---

† کننگھن صاحب کے بیان کے بموجب قریب سنہ ۱۳۰ قبل مسیح کے اور ڈي گگنیز صاحب کے قول کے بموجب سنہ ۱۲۵ قبل مسیح میں یہہ واقعات گذري

وہ یقیناً خراسان ھوگا لیکن ھندوستان میں بیکٹریا والوں کو غایت درجہ کی فتوحات حاصل ھونے سے غالب ھی کہ خراسان کا کسیقدر حصہ اُنکے قبضہ سے نکل گیا ھوگا † *

جو کچھہ حالات بیان ھوچکے یہہ یونانی مورخوں سے لیئے گئے ھیں اور اُنکا استحکام اور زیادہ حالات سے آگاھی پورانے سکوں کے ذریعہ سے ھوئی چنانچہ اُنکے ذریعہ سے یونانی آٹھہ بادشاھوں کے بجاے جنکا ذکر ھوا اٹھارہ بادشاہ دریافت ھوگئے اور اور قوموں کے بادشاھی خاندانوں کا حال جو یونانیوں کے تسلط کے معدوم ھوجانے کے بعد آگے پیچھے ھوئے سکوں ھی کے وسیلہ سے معلوم ھوا ھی *

سکوں کے وسیلہ سے آگاھی حاصل کرنے کے مضمون پر لوگوں کے پہلے پہل اُن چند سکوں کے سبب سے جو کرنل ٹاڈ صاحب نے بہم پھونچائے اور اُس دلچسپ تحریر کی وجہہ سے جو اُنہوں نے اُن سکوں پر لکھی اور تحقیقات رایل ایشیا ٹک سوسئیٹی کی جلد اول میں چھاپی توجہہ مائل ھوئی اور اسکا تمام یورپ میں خوب چرچا ھوا اور ھندوستان میں پروفیسر ولسن صاحب اور پرنسپ صاحب نے سکوں کے ذریعہ سے بڑی چھان بین کی *

پروفیسر ولسن صاحب نے یونانی بادشاھوں کے سکوں کا حال چھاپا ھی اور حتی‌الامکان اُنکی ترتیب کی ھی لیکن ان سکوں میں نہ سنہ کا نقش ھی نہ دارالضرب کا نشان ھی اِس لیئے خواہ مخواہ اُنکی ترتیب ناقص ھی جن بادشاھوں‌کا ذکر ھوچکا اُنکے سکے یوکریٹائیڈس اول تک مشرقی کوہ قاف کے شمال میں پائے جاتے ھیں اُنکے ایک جانب کی صورتیں یا عبارتیں اور دوسری جانب کے کام بالکل خاص یونانی ھیں یوکریٹائیڈس ثانی سے آگے کوئی اُس ملک میں نہیں پایا جاتا مشرقی کوہ قاف کے جنوب کیطرف میں جو سکے ملتے ھیں وہ اور طرز کے اکثر چوکونہ ھیں اور یہہ صورت کسی یونانی سکہ کی خواہ وہ یورپ کا ھو خواہ وہ ایشیا کا نہیں پائی جاتی اِن سکوں پر دو قسم کے حرف ایک طرف یونانی اور دوسری طرف کسی وحشی زبان کے ھیں اور میناندر کی سلطنت سے کسی کسی سکہ پر ایک طرف ھاتھی اور دوسری طرف کوھان دار بیل کی تصویریں ھیں یہہ دونوں جانور جو ھندوستان سے خصوصیت رکھتے ھیں اِس سے معلوم ھوتا ھی کہ بیکٹریا والوں کی ھندوستان میں حکومت تھی *

---

† یونانی مورخوں کے وسیلہ سے جو کچھہ حالات بیکٹریا کے معلوم ھوئے ھیں وہ بیئر صاحب کی تاریخ بیکٹریا میں مجتمع ھیں کلنٹن صاحب نے بھی اپنی کتاب کی جلد ۳ صفحہ ۳۱۵ کے حاشیہ میں بیکٹریا کے یونانیوں کے حالات بہت صاف اور مختصر لکھے ھیں *

وحشي زبان کے حروف جو سکوں میں هیں وہ بخوبي نہیں سمجھے گئے اور بہت سي بحث اور مباحثوں کا باعث هوئے هیں اِسمیں شک نہیں کہ اُن حرفوں کي تحریر دائیں جانب سے بائیں جانب کو هی اور یہہ طریقہ تحریر کا همارے علم و آگاهي کے بموجب اُن زبانوں سے مخصوص هی جو عربي زبان سے رشتہ رکھتي هیں یہہ خیال میں آسکتا هی کہ وہ زبان اُسي ملک کي خاص زبان یعني فارسي هوگي غرض کہ ان سب قرینوں سے معلوم هوتا هی کہ وہ زبان پہلوي هی جو ان سکوں پر هی جن لوگوں نے اِس معاملہ پر تحریریں کي هیں اُنمیں سے بعضے اِس راے کي تائید کرتے هیں اور پروفیسر واسن صاحب نے کوئي اپني راے تو قائم نہیں کي مگر اِس معاملہ میں جو رائیں لوگوں نے دي هیں اُنکي چھان بین بخوبي کرکے نتیجہ پر شبہہ کیا هی اور بعضے آدمي یہہ خیال کرتے کہ ان سکوں میں ایسي زبان کے حروف هیں جو سنسکرت سے علاقہ رکھتي هی وہ سمجھتے هیں کہ یہہ حروف زبان ژند کے هیں یا کسي اور هندوستاني زبان کے هیں *

اِس سلسلہ کے سکوں میں جنپر اول توجہہ هوني چاهیئے مینانڈر کے سکہ هیں اِن سکوں میں جو سوٹر کا خطاب نقش کیا هوا ملتا هی جسکو یوکریٹائیڈس اول اور ثاني نے اختیار کیا تھا اور اُن سکوں کے پشت پر کے نقش و نگار بالکل وهي هیں جو انہیں بادشاهوں کے سکوں سے مخصوص هیں تو اس سے یہہ نتیجہ حاصل هوتا هی کہ جس بادشاہ نے اُن سکوں کو چلایا وہ انہیں بادشاهوں کے خاندان میں سے هوگا یہي دلیل اپالوڈوٹس کے سکوں پر حجت هوسکتي هی جو شاید مینانڈر کا بیٹا تھا در اور بادشاهوں ڈایومیڈیز اور هرمیس کا بھي یہي خطاب هی اور وہ بھي اِسي خاندان سے متعلق هوسکتے هیں هرمیس کے سکہ جو پدنما هیں اُنسے یہہ ثابت هوتا هی کہ یہہ بادشاہ اِس سلسلہ کے آخر میں هوا اور اِسي کے سکوں سے دوسري قسم کے سکوں کا نمونہ قائم هوتا هی جس سے صاف ظاهر هی کہ اِسکے عہد کے بعد وہ نئے سکے جاري هوئے *

یہہ سکہ نہایت بیڈھنگے اور بد اسلوب هیں اور اُنپر جو عبارت نقش کي هوئي هی وہ ایسي یوناني هی کہ پڑھي نہیں جاتي اور بادشاهوں کے نام بھي وحشیانہ اور کریہہ هیں مثل کڈ فیسیز اور کانرکیز وغیرہ بڑي قریں قیاس دلیلوں سے اِن ناموں کو ستھیا والوں کے نام سمجھا گیا هی جنہوں نے بیکٹریا والي یونانیوں کي جنوبي سلطنت کو غالباً سنہ عیسوي کے شروع هونے کے قریب فتح کرلیا هوگا *

اور سکہ بھي اخیر سلسلہ کے سکوں سے مشابہہ پائے گئے هیں مگر اُنکو ستھیا والوں کي نسبت پارتھیا والوں سے زیادہ تعلق معلوم هوتا هی *

اِس ملک کي سلطنت کے زمانوں کا سلسلہ پورا ہونے کے لیئے ابھي اور بھي سکہ باقي ہیں مگر وہ ساسانیہ والوں سے متعلق معلوم ہوتے ہیں جنکا ایران پر مسلمانوں کے حملہ تک قبضہ تھا *

ایک اور قسم کے سکہ بھي ہیں جنکي اکثر باتیں دونوں یوکریٹائیڈس کے سکوں سے مشابہہ ہیں غالباً یہہ سلسلہ بھي سوٹر خطاب والوں کے سکوں کے زمانہ میں جاري تھا مگر اِس خاندان کے بعد بھي باقي رہا ہی اِن سکوں میں جو بادشاہوں کے نام ہیں وہ اکثر لفظ مایک (یعني فتح) سے مشتق ہیں اسبات سے اور اور بھي مشابہت کي باتوں سے اُنکو ایک ہي خاندان سے متعلق سمجھا جاتا ہی *

ایک اور قسم کے سکہ دو بادشاہوں کے ہیں جنمیں سے ایک اگاتھوکلیز اور دوسرا پنتالیون ہی اِن سکوں کو بیکٹریا والے تمام یوناني سکوں کے اخیرکے سکہ سمجھا جاتا ہی مگر اِن میں خاص صفتیں بیان کرنے کے قابل یہہ ہیں کہ اُنکے اُس جانب میں جس طرف کہ اور سکوں میں وحشي‌زبان کے حرف ہیں وہ حرف نقش کیئےہوئے ہیں جنمیں ہندوستان کے غاروں میں اور گول ستونوں پر کتبہ کندہ ہیں ایسے حروف نہیں ہیں جو داہیں جانب سے بائیں جانب کو لکھے جاتے ہیں جن حالتوں میں یہہ سکہ دستیاب ہوئے اُنسے کئي باتیں قایم ہوسکتي ہیں چنانچہ میناندر کے سکہ کابل کے قرب و جوار اور پیشاور میں بھي کثرت سے موجود ہیں اور ایک سکہ اُسکا اِسقدر مشرق کیطرف جاکر ملا ہی جہاں جمنا کے کنارہ پر متھرا ہی اِس سے یہہ نتیجہ نکل سکتا ہی کہ دارالسلطنت میناندر کا کابل ہوگا اور اِسي قیاس پر دارالحکومت سوٹر خاندان کي قائم ہوسکیگي یہہ معلوم نہیں کہ نایک بادشاہوں کے دارالسلطنت کا بھي کچھہ پتا نشان کہیں ہی یا نہیں پروفیسر ولسن صاحب خیال کرتے ہیں کہ اگاتھو کلیز اور پنتالیون کي سلطنت چترال کے قریب کے پہاڑوں میں تھي اور یہہ ملک جو پراپا مائیسس کے ہندوستانیوں کا تھا اِس لیئے اُن سکوں پر ہندوستاني حروف نقش ہوئے ہیں اور جس حالت میں کہ ستھیا والوں کے سکہ پائے گئے ہیں وہ خود قابل معلوم کرنے کے ہی اور اور حالات بھي ایسے ہیں جنسے توقع ہی کہ ہندوستان کي تاریخ کو بڑي وضاحت ہووے ہرمیس کے علاوہ بیکٹریا والے تمام یونانیوں کے سکہ بازاروں میں بقیمت ملجاتے ہیں یا پورانے شہروں کے کھنڈروں میں زمین میں تلاش کرنے سے نکل آتے ہیں لیکن ستھیا والوں کے سکہ نہایت کم اُس بڑے خطہ کے مسلسل یادگاروں میں ملتي ہیں جو کابل کے شمال سے مشرق کي جانب تمام اُس زمین میں جسمیں کابل کے دریا کي دھار بہا رہتي ہی اور پنجاب کے شمالي حصہ کے ادہر اودہر تک پھیلا ہوا ہی *

یهه یادگاریں بڑے بڑے ٹهوس گنبد اُس قسم کے هیں جو بده مذهب والوں کي پرستش گاهوں میں عموماً پائي جاتي هیں اور اُنمیں سے هر ایک میں کسي نه کسي بزرگ شخص کا کچهه نه کچهه تبرک هی ان گنبدوں میں بجز هر مویس کے سکوں کے اور کسي یوناني بادشاه کے سکے نهیں ملتے هیں مگر اور دور دراز ملکوں کے البته هیں اُنمیں سے سب سے قدیم دوسري ٹریمورٹ (یعني تین آدمیوں کي کونسل) کا سکه هی † یهه سکه سنه ۴۳ قبل مسیح میں جاري هوا هوگا مگر هندوستان کي سرحدوں تک یوناني سلطنت کي بربادي سے کچهه پهلے بآساني آگیا هوگا جسکي بربادي پر سبکا اتفاق هی که سنه مسیح کے شروع هونے کے قریب وه برباد هوچکي تهي *

ان واقعات سے ڈي گنیز صاحب کے خیالوں کے جو اُنهوں نے چیني مورخوں کي کتابوں سے قایم کیئے هیں تائید هوتي هی وه خیال کرتے هیں که بیکٹریا میں سے یوناني ترموں کو تاتار کي سو قوم نے جو ٹریزساکزیانه کے شمال سے آئے سنه ۱۲۶ قبل مسیح میں خارج کردیا اور هندوستان میں کي یوناني سلطنت کو قوم یوچي نے جو ایران سے آئے تهے سنه ۲۶ قبل مسیح علیهالسلام میں ته و بالا کردیا اور یهه قوم دریاے اٹک کے پاس پاس دور تک پهیل گئے تهے ‡ *

---

† واضح هو که قدیم شاهنشاهي روم میں جسمیں اٹلي اور اسپین اور فرانس اور انگلستان اور مصر اور شام اور ٹرکي شامل تهے جسکا دارالسلطنت اول میں شهر روم واقع ملک اٹلي تها اور بعد کو قسطنطنیه هوگیا جمهوري سلطنت تهي جبکه جولیس قیصر نے جو پریسیڈنٹ تها بادشاه خود مختار هونا چاها اور سلطنت شخصیه نردینے کا اراده کیا تو سنٹ یعني مجلس کے دونامي میمبرون کیٹس اور بروٹس نے بمشوره اوروں کے عین دربار میں اسکو قتل کیا تو اُسکا انتقام لینے کے واسطے اُسکے همشیره زاده اغسطس قیصر نے اپني دو نائیبون اینٹوني اور آکٹیبیئس سے سازش کي اور تینوں نے تمام سلطنت کو آپسمیں تقسیم کرلیا اور جولیس کے قاتلوں کو قتل کرڈالا ان تینوں کے متفق گروه کو ٹریمورٹ کهتے هیں اسسے پهلے یعني اول ٹریمورٹ وه تهي جسمیں جولیس قیصر اور پوم پے اور کریسس تهی اغسطس قیصر کي ٹریمورٹ میں بهي آخرکار اتفاق نرها اغسطس قیصر نے اپنے اُن دونوں نائیبون کو مغلوب کرکے سنه ۳۰ قبل مسیح میں سلطنت شخصیه اپني قایم کرلي (مترجم)

‡ ڈي گنیز صاحب نے بیکٹریانه پر تاتاریوں کے قبضه هونے کا استرح بیان کیا هی که سو قوم فرغانه سے جو دریاے جیکسرٹیز پر واقع هی آئی اور ایک ایسے تربیت یافته قوم کو جسکے سکه پر ایک جانب میں انسان کا چهره اور دوسري جانب پر دو سواروں کي تصویر تهي فتح کرلیا چنانچه یوکریٹائیڈس اول اور ثاني کے سکونمیں ایک طرف اُنکا چهره اور دوسرے طرف کیسٹر اور پالکس گهوڑوں پر سوار بنے هوئے تهے

قوم سوکا کوئي سکه نهیں ملا مگر قیاس چاهتا هی که قوم یوچي نے جو ایران سے آئي تهي پارتهیا والوں کي پیروي کي هو اور اپنے آپ سے پهلے گذرے هوئے یونانیوں کے سکوں کي نقل کي هو هندوستان کے ستهیا والوں کے طریق کو گو وه کوئي کیوں نهوں هندوؤں کے بعض راجاؤں کے خاندان نے اختیار کیا تها کیونکه هندوؤں کے سکه ایسے پائے جاتے هیں جنکو هندوستان کے ستهیا والوں کے سکوں سے وهي مشابهت هی جو ستهیا والوں کے سکوں کو یونانیوں کے سکوں کے ساتهه هی *

همکو یهه خیال نهیں کرنا چاهیئے که بیکٹریا کي سلطنت میں ایسے لوگ کثرت سے تهے جو بطور ایک بڑي بستي بسانے والوں کے یونان سے آئے هوں جیسے که یونان سے جاکر ایشیا کے مغرب میں اور اٹلي کے جنوب میں آباد هوئے سکندر کي فوج میں پچهلے دنوں میں بهت سے وحشي قواعد جاننے والے اور نجاننے والے بهرتي تهے ان لوگوں نے یونان کے اصل دارالسلطنت کیطرف مراجعت کرنیکي خواهش نه کي هوگي بلکه اصل یونانیوں اور مقدونیه والوں نے جیسا که همکو معلوم هی اپنے وطن کو واپس چلنے کے واسطے اضطرار اور اصرار کیا هوگا *

اس سے یهه نتیجه نکل سکتا هی که جن لوگوں کو وه چهوڑ گیا اُنمیں تهوڑے سے یوناني اور اهل مقدونیه هونگے اور سکندر نے اپنے اُن سپاهیوں کو جنکو ایران میں سکونت اختیار کرلے نے کے سبب سے عورتوں کي ضرورت هوئي ایراني بي‌بیاں کرلینے پر جو امادہ کیا تو اس سے ظاهر هوتا هی که بیکٹریا والوں کي دوسري نسل بجاے اصل یوناني هونے کے زیادہ تر ایراني هوگي اور جس زمانه میں سلیوکس کے خاندان کو بڑي عظمت اور ترقي حاصل هوئي اُسمیں اور بڑے حوصله والے اصل یوناني آئے هونگے مگر پارتهیا والوں کي سلطنت قایم هو جانے کے بعد بیکٹریا میں یونانیوں کي آمد و شد مسدود هوگئي هوگي بیکٹریا کي سلطنت کے پچهلے زمانه کا حال جو یوناني مورخوں نے کچهه بهي نهیں لکها اُسکا بڑا سبب یهي معلوم هوتا هی اخیر زمانه میں جو سکه کي هیئت خراب هوگئي اُسکے بگڑجانے اور اُنکي جنوبي سلطنت کے برباد هو جانے کے بعد اُنکا نام نشان باقي نرهنے کا باعث بهي یهي واقعات مذکورہ معلوم هوتے هیں *

پانچواں تتمه

هندوؤں کے انتظام محاصل کے بعض مقاموں کي شرح اس پانچویں تتمه میں هی

(۱) هزار هزار گانوں کے حاکموں کي علامتیں مختلف ملکوں میں پائي جاتي هیں جهاں خاص خاص خاندانوں کا خطاب هی اور کسیقدر مشاهرہ بهي اُنکو

ملتا هی مگر اُس عهده کے اختیار اب بهت کم اُنکو حاصل هیں یا بالکل حاصل نهیں هیں † *

اس تقسیم کے بعد جو دوسري تقسیم هی وه اب بهي پرگنه کے نام سے تمام هندوستان میں موجود هیں اکثر مقاموں میں جو افسر اُنکے هیں اُنکو اس علامت سے پهچانا جاتا هی که کسیقدر نذرانه اُنکو ملتا هی یا کچهه اراضي اُنکي جاگیر میں هوتي هی یا تمام اُن کاغذات کے محافظ هونے کے سبب سے جو اراضي سے متعلق هوتے هیں ممتاز هوتے هیں یهه پرگنے آپس میں سب برابر سو سو گانو کا مجموعه نهیں هوتے گو اگلے زمانه میں ایسے هي هوں مگر اکثر اسي تعداد کے قریب قریب اور شاذ و نادر بهت کم و بیش بهي هوتے هیں *

پرگنه کے سردار کا کام خاص هندوؤں کے زمانه میں بهي کار و بار فوجداري اور محاصل کا تحصیل کرنا هي تها اس افسر کے ماتحت ایک محاسب یا محرر هوتا تها ان دونوں کے عهدے موروثي هوتے تهے اب بهي گانوں میں افسر کي نسبت محرر کا کام بهت زیاده موجود هی یعني جو کچهه کار و بار محرر کیا کرتا تها اُنمیں سے اب بهي بهت سے هوتے هیں ‡ *

پرگنه کے بعد دوسرے درجه کي قسمت دس دس یا بیس بیس گانوں کي منو کي تقسیم کے بموجب هوتي تهي § جو نام کو اب بهي باقي هی اور اختتام ان قسمتوں کي تقسیم کا مفرد گانوں پر هوتا هی ‖ *

(ب) اس افسر کو دکهن اور هندوستان خاص کي وسط اور مغرب میں پاٹل اور بنگاله میں ماندل اور اکثر اور مقاموں میں خصوصاً جهاں موروثي گانوں کے زمیندار هیں مقدم کهتے هیں *

---

† ان کو خاص دکهن میں اور اور بهي جنوبي هندوستان میں جهاں اراضي کي تقسیم بالکل منو کے مجموعه کے موافق هی سروپس مکوه کهتے هیں اُنکے ضلعوں کو سرکار یا پرنت کهتے هیں اور یهه ضلعے بدستور بنی رهتے هیں گو اُنپر وه عهده اور عهدهدار کچهه بهي نرهے اُنکے حساب کتاب کے کاغذات جو موروثي طریق پر چلے آتے هیں سروپس پانتي مشهور هیں

‡ پرگنه کا افسر دس مکوه یا دسي کے نام سے اور محرر دس پانڈیے کے نام سے دکهن میں مشهور تهے مگر شمالي هندوستان میں یهه دونوں چودهري اور قانون گوئے کهلاتے هیں

§ ان قسمتوں کے نام تالکسوازي اور ترف وغیره هوتے تهے

‖ ان قسمتوں اور افسروں کے حالات معلوم کرنے کے واسطے مالکوم صاحب کي تاریخ مالوه کي جلد ۲ صفحه ۴ اور اسٹرلنگ صاحب کا بیان اڑیسه مندرجه کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحه ۲۲۶ اور دکهن اور دکهن کے قرب و جوار کے کمشنروں کي رپورٹ کے انتقاب کي جلد ۴ صفحه ۱۶۱ کو دیکهو

(ج) محاسب کو خاص هندوستان میں پٹواري اور دکھن اور اور زیادہ جنوب میں کلکار نے اور کارنم اور گجرات میں تلاٹي کہتے هیں *

(د) اسکو هندوستان خاص میں پاسبان اور گورایت اور پیک اور دوراها وغیرہ اور دکھن میں مہار اور دکھن سے بهي آگے جنوب میں تلاري اور گجرات میں پاگي کہتے هیں *

(۲) تمام بنگالہ احاطہ میں بجز خاص بنگالہ اور شاید روهیلکھنڈ کے اس فریق کو گانوں کا زمیندار تسلیم کیا جاتا هی † کسیقدر راجپوتانہ کے ایک حصہ میں بهي یهہ لوگ موجود هیں اور شاید تهوڑي مدت پہلے تمام راجپوتانہ میں تھے ‡ گجرات میں بہت کثرت سے هیں اور مرهٹوں کے ملک میں نصف سے زیادہ یهي کاشتکار هیں اور ملک تامول کے کاشتکاروں کا بهي بہت بڑا حصہ یهي لوگ هیں اس سے یهہ سمجهنا معقول هی کہ جن ملکوں میں وہ اب بهي موجود هیں کسي زمانہ میں بالکل رهي هونگے اور جہاں اُنکا کچهہ نام نشان نہیں ملتا وهاں بهي شاید هوں نربدا کے جنوب کے ملک میں بجز اُن حصوں کے جنکا ذکر هوا وہ بالکل معدوم هوگئے هیں اور تمام مندراس احاطہ میں خاص مندراس کے شمال اور حیدرآباد دکھن اور ناگپور کے بڑے حصے اور خاندیس کے بڑے حصہ اور مرهٹوں کے ملک کے مشرق میں کوئي گروہ ان لوگوں سے ملتا جلتا نہیں هی اس خطہ میں تلنگانہ اور اڑیسہ اور کنارا کي پورانی قسمتوں کا بڑا حصہ شامل هی لیکن یهہ حصہ اُنکي سرحدوں سے اسقدر مطابق نہیں جس سے گانوں کے زمینداروں کے وهاں نہونے کي وجهہ اُن قسمتوں کي کسي خصوصیت کو سمجها جاوے اگرچہ مالوہ اُن ملکوں سے متصل هی جنمیں یهہ لوگ کثرت سے هیں مگر مالوہ میں انمیں سے کوئي شخص نہیں معلوم هوتا هی چنانچہ سر مالکوم صاحب نے اپني تاریخ وسط هند میں ان لوگوں کا کچهہ تذکرہ نہیں کیا هی *

(ر) خاص هندوستان میں ان لوگوں کو علی‌العموم زمیندار یا پسوہ‌دار اور صوبہ بہار میں مالک گجرات میں پاٹل اور دکھن اور جنوب میں میراثي یا میراثدار کہتے هیں *

موجودہ کاشتکاروں کا حق زمینداري بذریعہ ارث یا بیع یا هبہ کے بلا حجت تسلیم کیا جاتا هی § جسقدر حق زمینداروں کا اس تاریخ میں بیان هوا هی اُسپر

---

† سر ایے کالبروک صاحب کي راے جو دکھن کے قرب و جوار کے کمشنروں کي رپورٹوں کے انتخاب کي جلد ۳ صفحہ ۱۶۵ میں مندرج هی

‡ کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ۱ صفحہ ۴۹۵ اور جلد ۲ صفحہ ۵۴۰

§ دکھن کے قرب و جوار کے کمشنروں کي رپورٹوں کے انتخاب کي جلد ۸ صفحہ ۴۰۳

بنگالہ کي گورنمنٹ کي اُن چھپي ہوئي تحريروں پر جو اضلاع مغربي سے متعلق ہيں بار بار اشارہ کيا گيا ہي اگرچہ سر مٹکاف صاحب اس راے پر اعتراض کرتے ہيں کہ ہندوستان ميں حق زمينداري ايسا ہي مطلق اور کامل ہي جيسا کہ انگلستان ميں ہي ليکن ہندوستان کے حقداروں کي نسبت اُنکو کچھہ شبہہ نہيں چنانچہ اُنکا قول يہہ ہي کہ جو لوگ گانوں کے زميندار يا پسودار ہيں حقيقت ميں وہي حق زميداري رکھتے ہيں اور اور لوگوں کے دعوي مشتبہہ ہيں † مندراس احاطہ کے زمينداروں کا حال معلوم کرنے کے ليئے بورڈآف روينو ‡ کي روئداد اور ايلس صاحب کي تحرير § کو ديکھو اگرچہ سر منرو صاحب || ميراث رکھنے والوں کے حقوق کو بہت مبالغہ يافتہ اور اُنکي جاگير کو نہايت سمجھتے ہيں مگر اُسکو بيع کي قابل ٹھہراتے ہيں * مرہٹوں کے ملک کي حق زميداري کي نسبت چيپلن صاحب اور کلکٹروں کي رپورٹوں کو ديکھو + کپتان رابرٹسن صاحب کلکٹر بيع کے معاملوں ميں سے ايک گانوں والے کا معاملہ بيان کرتے ہيں کہ اُسنے اپنا حق موروثي خود پيشوا کے ہاتھہ بيع کيا اور ايک اور معاملہ کا بھي حال بيان کيا ہي جو گانوں والوں نے ايک معدوم خاندان کي اراضي کو کچھہ تھوڑا سا روپيہ ليکر اِس اقرار کے ساتھہ اُسي راجہ کو ديديا کہ اُسکے اصل مالک خاندان ميں سے کوئي شخص دعويدار نہوويگا مرہٹوں کے ملک کے تمام مختلف پٹوں اور ٹھيکوں اور گانوں کے افسروں کا بيان معہ مثالوں اور ثبوتوں کے کرنل سائيکس صاحب نے روزنامچہ رائل ايشيا ٹک سوسائيٹي ميں درج کرايا ہي †† *

ميراث کے جو ہمنے معني ليئے ہيں اُنکو اُن زمينوں سے جو لوگوں کے قبضہ ميں اور پٹوں وغيرہ کے ذريعہ سے ہوتے ہيں متعلق نہ سمجھہ لينے کے ليئے امتياز اور احتياط کرني ضرور ہي کيونکہ ميراث کے معني موروثي ملکيت کے ہيں اِسليئے اِس لفظ کا استعمال اُن تمام حقوق پر ہوتا ہي جو موروثي ملکيت ميں داخل ہيں *

(ز) نورٹس کير صاحب کي رپورٹيں مشمولہ انتخاب رپورٹ ہاے کلکٹران دکھن جلد ۳ صفحہ ۳۰۳ و ۳۰۵ و ۳۰۸ اور کپتان رابرٹسن صاحب کي رپورٹ مندرجہ

---

† سر مٹکاف صاحب کي راے مندرجہ رپورٹ سليکٹ کميٹي اگست سنہ ۱۸۳۲ ع جلد ۳ صفحہ ۳۳۵

‡ رپورٹ سليکٹ کميٹي پارليمنٹ کے دربار عام کي مشتہرہ سنہ ۱۸۳۲ ع جلد ۳ صفحہ ۳۹۲

§ ايضا صفحہ ۳۸۲

|| منرو صاحب کي راے مورخہ ۳۱ دسمبر سنہ ۱۸۲۴ ع

* رپورٹ سليکٹ کميٹي پارليمنٹ کے دربار عام کي مشتہرہ سنہ ۱۸۳۲ ع صفحہ ۴۵۷

+ کلکٹروں کي رپورٹوں کا انتخاب جلد ۴ صفحہ ۴۷۴

†† روزنامچہ رائل ايشيا ٹک سوسائيٹي جلد ۲ صفحہ ۲۰۵ اور جلد ۳ صفحہ ۳۵۰

انتخاب ایضا جلد ۲ صفحه ۱۵۳ اور مندراس کے بورڈ آف رویٹیو کي راے مندرجه رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنز مطبوعه سنه ۱۸۳۲ ع جلد ۳ صفحه ۳۹۳ اور بمبئي کے گورنر کي راے مندرجه ایضا جلد ۳ صفحه ۷۳۷

(ج) جیسا که دیهات کے انتظام میں پہلے ذکر هوچکا هی زمینداروں کے خاندان پر اراضي تقسیم هوتي هی اور بڑے خاندان کي شاخوں پر اُس خاندان کے حصه کر تقسیم کیا جاتا هی اور اُن شاخوں میں بهي هندوؤں کے ورثه تقسیم کرنے کے قاعده پر اور بهي تقسیم در تقسیم هوجاتي هی † گانوں کي زمین اور گانوں والوں کے منافعوں کي تقسیم در تقسیم ویسي هي هوتي هی جیسے خاندانوں کي تقسیم در تقسیم هوتي چلي جاتي هی لیکن اکثر حصوں کے چهوٹے چهوٹے ٹکرے کرکے خاندانوں کي شاخوں کو کئي کئي ٹکڑے ایسی مناسبت سے دیئے جاتے هیں که اُس شاخ کي هر شخص کے پاس اُسکا حق پهونچ جاوے ‡ *

سرکاري محاصل کي تقسیم بهي ٹهیک اِسيطرح پر کیجاتي هی جس سے هر خاندان کي هر شاخ بلکه هر شخص واقف هوجاتا هی اور سمجهه لیتا هی که میرے ذمه اِسقدر محصول ادا کرنا هی اِسلیئے هر شخص اپني کاشتکاري کا کار و بار اور روپیه پیسے کا انتظام بطور خود جداگانه کرسکتا هی چنانچه اکثر ایسا هي هوتا هی *

مثلاً مرهٹوں کے ملک میں اگرچه ایسے حصے هوتے هیں که اُنکے قابض بهیئت مجموعي محاصل سرکاري کے ذمه دار هوتے هیں مگر اُنپر چودهري نهیں هوتے هر شخص اپنا اپنا کار و بار خود کرتا هی اور باقي اور سب کام گانوں کا چودهري کرلیتا هی *

---

† ایک گانوں کے موروثي حصوں کي تشریح یهه فرض کرنے سے هوسکتي هی که اُس گانوں کے اصل مالک نے اپني وفات کے بعد چار بیٹے چهوڑے اب گانوں کے چار حصه برابر هوجاوینگے اور اِن چاروں کے مرنیکے بعد بهي هرایک کے چار چار بیٹے رهے تو یهه سب اپنے اپنے باپ کے حصے کي ایک ایک چوتهائي کے وارث هونگے اِس سے هر اول حصه کے چار چار حصه هوجاوینگے اور اِسیطرح حصوں کے حصے هوتے چلے جاوینگے دهلي کے گرد نواح میں اول تقسیم کے حصه کو پٹي کهتے هیں مگر علی‌العموم پٹي مشهور هی اور اُس پٹي کے حصوں کو تهوک کهتے هیں اور تهوک کے جز بهت هوتے هیں اور اور بهي بهت سے نام هوتے هیں اور اکثر مقاموں میں اِنکے استعمال میں بهي فرق هوتا هی یعني کهیں اول تقسیم کے حصوں کو تهوک اور تهوک کے حصوں کو پٹي کهتے هیں اور گجرات میں بڑے حصوں کو باغ اور اُنکے حصوں کو پٹي کهتے هیں ایک اور تقسیم در تقسیم اِس سے زیاده وهاں رایج هی جو آنوں میں اور اُنکي تقسیم پائیوں میں هوتي هی دکهن میں اول هي درجه کے حصه هوتے هیں اور اُنکو جاتا کهتے هیں اُنکے حصوں کے اور نام نهیں هوتے

‡ ایڈورڈ کالبروک صاحب کے نقشه مندرجه انتخاب رپورٹ کمشنران دکهن جلد ۳ صفحه ۱۶۶ کو دیکهو

جو تبدیلیاں هندوستان کے اور حصوں میں هوئیں هیں اور اُنمیں هندوؤں کے طریق سے اِنحراف کیا گیا هی اُنسے همکو کچهه غرض نهیں هی *

(۵) محاصل سرکاري کے اصل ادا کرنے والے اور اُس شخص کے درمیان میں جو صرف لگان ادا کرنے والے کے نام کي عزت رکهتا هی گانوں کے لوگوں کے جو حقوق هوتے هیں وہ یهه هیں زمینداروں کا یهه حق هوتا هی که کهیت کي پیدوار کو گورنمنٹ کے ساتهه تقسیم کرنے سے پهلے کسیقدر اپنا حصه نکال لیں اور سوا اُنکے جو اور کسي غیر نے بویا جوتا هو تو اُسمیں سے وہ سب سے پهلے کسیقدر اپنا نذرانه وصول کریں اِس حصه کو ملک تامول میں تندوارم یا سوامي بهوگم کهتے هیں اور خاص هندوستان میں حق مالکانه اور رسوم زمینداري کهتے هیں اِس ملک میں یهه حق زمینداروں کا بطور دهک یعني فیصدي دس روپیه کے حساب سے یکمشت ملتا هی جو کوئی کوئي کسي طور پر نهیں ملتي لیکن اِس حق مالکانه کے وصول هونے سے زمیندار کي اراضي کي لگان میں جهاں کهیں اُسکا ملنا ممکن هو کچهه هرج نهیں هوتا اور بعض مقاموں میں † وہ ایسے لوگوں سے بهي حق مالکانه وصول کرتے هیں جو کهیتي نهیں کرتے کیونکه جس حالت میں وہ گانوں کي کل اراضي کے مالک هوتے هیں تو اُنکو اختیار هوتا هی که وہ حق مالکانه میں نقد روپیه وصول کریں یا کسي سے خدمت لیویں *

جهاں کهیں گورنمنٹ کے لوگوں کے پیچهاز سے اُنکے بعضے حقوق جاتے رهتے هیں وهاں بهي صرف زر محاصل جمع کرکے سرکار میں دینے کے سبب سے اُنکي عزت هوتي هی اور بعضي صورتوں میں اراضي کا لگان کاشتکاروں سے کم و بیش کرنے کا هي اختیار اُنکو حاصل هوتا هی اور بعض موقعوں پر نذرانه بهي اُنکو معاف کردیا جاتا هی ‡ اور جهاں کهیں وہ نذرانه بهت کم هوتا هی تو اُنکو ایسے محصول وغیرہ سے بري رکها جاتا هی جو اور تمام گانوں والوں کو ادا کرنا پڑتا هی گانوں کے زمینداروں کے اِن حقوق کو مقدم اور اور گانوں کے افسروں کے حقوق سے جو وہ گانوں کي بعض خدمتوں کي عوض میں رکهتے هیں خلط ملط نکرنا چاهیئے اگرچه ایک هي شخص دونوں طرح کے حق رکهتا هو مگر اُنکي اصلیت جدا هی چنانچه ایک تو حق مالکانه هی جو زمین

---

† ملک گجرات اور هندوستان میں اور پرانیه گانوں کا حال لکها هوا هارنگٹن صاحب مندرجه رپورٹ سلیکٹ کمیٹي مطبوعه سنه ۱۸۳۲ ع جلد ۳ صفحه ۲۳۲ بهي دیکهو

‡ تامول اور هندوستان میں جب که دهک سے کچهه زیادہ نهو تو معاف کردیا جاتا هی دیکهو رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنز مطبوعه سنه ۱۸۳۲ ع جلد ۳ صفحه ۲۳۷

سے تعلق رکھنے کے سبب سے هوتا هی اور دوسرا صرف خدمت کا معاوضه هوتا هی جو ایک شخص سے دوسرے پر خدمت لینے والے کي خوشي کے موافق منتقل هوسکتا هی *

(ي) عربي لفظ رعیت کے معني فرمانبردار کے اور اُسکا استعمال اهل اسلام کے تمام ملکوں میں انهیں معنوں میں هوتا هی مگر اُن میں سے بعض ملکوں میں اُسکا استعمال زیاده محدود معنوں میں هوتا هی هندوستان میں اُسکے اصطلاحي معني ایک تو اُس شخص پر جو سرکاري محاصل ادا کرتا هی دوسرے عام کاشتکار پر تیسرے اُس خاص کاشتکار پر جسکا اِسي تاریخ میں بیان هوا هی صادق آتے هیں رعایا کو اُن لوگوں کي آسامي کها جاتا هی جنکي اراضي پر وه کاشت کرتے هیں *

(ک) اِس گروه کو اُس ضلع میں جو بنگاله کے نیچے هی خود کاشت رعیت کهتے هیں اور خود کے معني اپنے کے هیں اور کاشت کے معني کهیتي کرنا هی اِسلیئے اُنکے اِس لقب کو اُنکے زمین کے مالک هونے کي دلیل سمجها گیا هی مگر راجه رام موهن راے جنکا کلام نهایت مستند هی اپنے خاص گانوں کي زمین جوتنے والے کے معني اِس لفظ کے لیتے هیں † اور یهه معني اس وجهه سے صحیح معلوم هوتے هیں که اِس لفظ کو همیشه بمقابله پاهي کاشت کهیتي کرنے والوں کے جو اپنے گانوں سے دوسرے قریب گانوں میں هر روز جوتنے کو جاتے هیں بولا جاتا هی *

(ل) ملک تامول اور گجرات میں اِن لوگوں کے حقوق نهایت اچهي طرح قایم هیں *

ملک تامول میں اُنکو اِس شرط کے ساتهه قبضه کا موروثي حق هوتا هی که گورنمنٹ کا مطالبه اور گانوں کے زمیندار کے معمولي رسوم کو جو بعض اوقات نهایت خفیف هوتے هیں برابر ادا کرتا هی اگرچه اِس کاشتکار کے حقوق بهي ایسے هي اچهے اور قدر و منزلت والے هوتے هیں جیسے که زمیندار کے هوتے هیں مگر وه اُنکو بیع یا رهن یا هبه نهیں کرسکتا ‡ گجرات میں اُنکا قبضه بجز اِس اختلاف کے که اُنکے اول هي کان کهول دیئے جاتے هیں که جسقدر سرکار اپنا محاصل بڑهاویگي اُسیقدر تم پر لگان زیاده کیا جاویگا ویسا هي هوتا هی جیسا ملک تامول میں هوتا هی گو یهه شرط چهپي هوئي هے رپورٹوں میں مندرج نهیں هی مگر کاشتکاروں کے دلوں میں اچهي طرح گهر کیئے هوئے هی البته هندوستان خاص میں لوگوں کي یهه راے معلوم هوتي هی که موروثي کاشتکار موروثي قبضه کے مستحق هیں اور اُنپر لگان به نسبت اُس

† رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنز ۱۱ اکتوبر سنه ۱۸۳۱ ع صفحه ۷۱۶

‡ ایلس صاحب کي راے مندرجه رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنز ۱۰ اگست سنه ۱۸۳۲ ع جلد ۳ صفحه ۳۷۷ اور بورڈ آف ریونیو کي راے مورخه ۲۵ فروري سنه ۱۸۱۸ع صفحه ۴۲۱

معمولي لگان کے جو پاس پڑوس میں لگایا جاتا هو زیادہ نہ لگایا جاوے مگر خلاصہ مفصلہ ذیل سے ظاهر هوگا کہ یہہ حق اُنکا کیسا ناقص سمجھا جاتا هی *

سنہ ۱۸۱۸ع میں بنگالہ کي گورنمنٹ نے اپنے اُن اضلاع کے کلکٹروں کے نام جہاں بندوبست استمراري نہ تھا حکم جاري کیا کہ موروثي کاشتکاروں کا حال مفصل لکھو چنانچہ چودہ کلکٹروں میں سے گیارہ کلکٹروں نے یہہ راے دي کہ زمیندار کو اختیار هی کہ جب چاهے اپني اراضي کا لگان بڑھاوے اور اور کسي سے اگر بہتر شرطیں ٹھہر جاویں تو اُس کاشتکار کو بیدخل کردے اور اٹاوہ اور سہارنپور کے دو کلکٹروں کي راے یہہ هوئي کہ جب تک گورنمنٹ کا مطالبہ زیادہ نہو کاشتکار پر لگان بڑھاني نہیں چاهیئے صرف بندیلکھنڈ کے کلکٹر نے یہہ راے لکھي هی کہ خود کاشت رعیت کا حق ایسا هي معقول هی جیسا کہ زمیندار کا بورڈ آف ریوینیو نے ان رپوٹوں کو گورنمنٹ بنگالہ کي خدمت میں بھیجتے وقت اپني یہہ راے ظاهر کي کہ زمیندار خیال کرتے هیں کہ کاشتکار کو اپني زمین پر سے بیدخل کرنے کا همکو اختیار هی مگر کاشتکاروں کي قلت کے سبب سے اکثر یہہ بات وقوع میں نہیں آتي *

گورنمنٹ بنگالہ نے ان رایوں پر اطمینان نکرکے اور حالات طلب کیئے اگرچہ اُن حالات سے اس معاملہ میں بہت کچھہ معلومات اور آگاهي هوئي مگر مذکورہ بالا نتیجہ میں کوئي بڑي تبدیلي نہیں هوئي *

فورٹس کیو صاحب نے دهلي کي رپورٹ میں جہاں کاشتکار موروثي کے حقوق سواے بند یلکھنڈ کے تمام بنگالہ کي نسبت اچھي طرح قایم اور بحال هیں بیان کیا هی کہ قدیم اور موروثي کاشتکار جب تک اپنے ذمہ کا محاصل سرکاري ادا کرتا رهے اراضي پر سے بیدخل نہیں هوسکتا *

مختلف کلکٹروں کے دیہات کي مفصل رپوٹوں سے بھي جنکا انتخاب هالٹ مکنزي صاحب † نے کیا هی یہہ ثابت نہیں هوتا کہ زمیندار کو لگان بڑھانے کا اختیار نہیں هی کالبروک صاحب اپنے حسب ضابطہ لکھي هوئي ایک راے میں جو سنہ ۱۸۱۲ع میں ‡ اُنہوں نے لکھي هی بیان کرتے هیں کہ ایک بڑے واقف کار سرکاري افسر نے بہت روزوں تک نہایت محنت و مشقت سے تحقیقات کرنے کے بعد بھي کوئي قاعدہ لگان قایم کرنے کا نہیں پایا اور اکثر اور مقدموں میں عدالت کي روئداد کا نتیجہ زمیندار اور رعیت کے تعلق کي نسبت جیسا تھا ویساهي رها *

چیف کورٹ کے جج راس صاحب بھي اپني ایک راے مورخہ ۲۲ مارچ سنہ ۱۸۲۷ع § میں بیان کرتے هیں کہ اوپر کے اضلاع میں کاشتکاروں نے خواہ وہ موروثي

---

† رپورٹ سلیکٹ کمیٹي هوس آف کامنز سنہ ۱۸۳۲ع جلد ۳ صفحہ ۲۲۳

‡ دیکھو جلد ایک صفحہ ۲۶۲ کو

§ تتمہ رپورٹ سنہ ۱۸۳۲ع صفحہ ۱۲۵

هوں خواہ غیر موروثي کبهي معین لگان ادا کرنے کا دعوی نہیں کیا اور صاحب موصوف سوال کرتے هیں کہ کس زمانہ میں ایک معین شرح جاري تهي کیا اُس سے یہہ غرض تهي کہ وہ همیشہ یکساں رهے گو زمین کي بار آوري میں کمي‌بیشي کیسي هي‌کچهہ کیوں نهو اور آخر میں وہ یہہ کہتے هیں کہ ملکي رواج ایسے حق کے همیشہ برخلاف رها هی یہہ بات مشہور هی کہ سب زمینداروں کا همیشہ یہہ طریقہ رها هی کہ اپني رعیت کو جهانتک کہ اُنهیں سکت دیکهي هی اُنکو نوچا کهسوٹا هی *

(م) یہہ لوگ هندوستان میں پاہي‌کاشت اور گجرات میں گنوتي اور مرهٹوں کے ملک میں اوپري اور مندراس کے گرد نواح میں پائیکاري اور پراکودي مشہور هیں *

(ن) اِن کاشتکاروں کو هندوستان میں اشراف اور دکهن میں پانڈو پیشہ کہتے هیں *

(س) تمام موروثي کاشتکاروں پر رسم و رواج کے موافق ایک قید لگي هوتي هی جسکے سبب سے وہ گانوں میں کي ایسي زمین پر کاشت نہیں کرسکتے جو اُس زمیندار کي نهو جسکي زمین میں رهتے هوں اور اُسکے کسیقدر حصہ زمین کا لگان ادا کرتے هوں لیکن صرف موروثي کاشتکار هي نہیں بلکہ خود زمیندار بهي کسي دوسرے گانوں کي زمین میں بطور غیر موروثي کاشتکاروں کے کهیتي کرتے هیں هندوستان کے بعضے حصوں میں ایسے موروثي کاشتکاروں پر جو کسي دوسرے گانوں کي ایسي زمین میں کهیتي کرنے لگتے هیں جسپر کچهہ سرکاري محاصل نہیں هوتا گورنمنٹ کسیقدر محصول لگا دیتي هی اور بعض حصوں میں اُنکو سرکاري عہدہ‌دار سرکاري جمع بندي ادا کرنے کا گو وہ کیسے هي کیوں نهو پابند رکهتا هی مگر اِس بات کو جبر و تعدي سمجها جاتا هی *

(ع) یہہ طریقہ ملک کچهہ کي چهوٹي سي سلطنت کي مثال سے ثابت هوسکتا هی اِس ملک میں جو سلطنت حال میں قایم هوئي هی اُسنے اِس طریقہ کو بعینہ قایم رکها هی اُسمیں کسیطرح کي تبدیلي نہیں هوئي‌هی اِس سلطنت کا تمام محاصل پچاس لاکهہ کوڑیاں هیں (کوڑي کچهہ کے سکہ کا نام هی) جو قریب سولہ لاکهہ روپیہ کے هوئیں انمیں سے تیس لاکهہ سے کچهہ کم کوڑیاں راؤ جي کي هوتي هیں اور جسقدر باقي ملک سے باقي بیس لاکهہ کوڑیاں وصول هوتي هیں وہ راؤ جي کے خاندان کے مختلف شاخوں کي جاگیروں میں هی چنانچہ اِنمیں سے هر ایسي شاخ کو جو راؤ جي کي خاص اولاد میں سے هوتي هی راؤ جي کے وفات پانے پر کسیقدر جاگیر ملتي هی *

اِن سرداروں کا خاندان تاتا واقع ملک سندہ میں قایم هوا جنکا مورث اعلی

همیرجي تها جسکے بیٹے راو کھنگر نے سنه ۱۵۵۰ ع میں کچهه کي سلطنت حاصل کي *

اِن سرداروں کي تعداد قریب دو سو کے هی اور اُنکي قوم کے آدمي جو کچهه میں موجود هیں قریب دس بارہ هزار کے هیں یهه قوم راجپوتوں کي ایک شاخ هی اور جهریجا مشهور هی *

راؤ جي کي حکومت صرف اپنے مقبوضه ملک پر هوتي هی باقي هر سردار اپني جاگیر میں هر طرح کا اختیار رکهتا هی اُسمیں راؤ جي کو مداخلت نهیں هوتي راؤ جي اُن سب سرداروں کو کسي لڑائي کے وقت طلب کرلیتے هیں اور جب تک وہ اُنکے لشکر میں رهتے هیں بطور ایک معین تنخواہ کے کسیقدر هر ایک کو راؤ جي دیتے هیں *

راؤ عام امن و امان کا محافظ هوتا هی اسلیئے عام چوروں اور دشمنوں کو سزا دیتا هی اور دنگه فسادوں اور خانه جنگیوں کا روکنا اور سرداروں کے قصے قضایے طے کرنا اُسیکا کام هی یهه حق اگرچه همیشه راؤ کو حاصل هی لیکن بلا حجت تسلیم نهیں کیا جاتا هی هر سردار بهي راؤ کي طرح اپنے اپنے خاندان کي شاخیں رکهتا هی اور اُسکي جاگیر بهي اُسیطرح تقسیم هو جاتي هی *

اور اُسکا سارا خاندان اُس سردار کا اُسیطرح متوسل هوتا هی جسطرح وہ راؤ کا متوسل هوتا هی ان رشتهداروں سے هر سردار کا ایک جتها بنا هوا هوتا هی اور ان سرداروں سے راؤ کا ایک جتها قایم هوتا هی † *

یهي طریقه کچهه کچهه تبدیلیوں کے ساتهه تمام راجپوتانه میں جاري هی *

راجا کے متوسل سرداروں کي جاگیر میں جسقدر ضلعے ایک زمانه میں میواڑ کے ملک میں تهے جو راجپوتانه کا اول درجه کا ملک هی وہ کل ملک کي تین جز تهائي تهے ‡ اور زمانه حال کے ایک راجه نے نا عاقبت اندیشي سے اس جاگیر کو اور بهي زیادہ کردیا تها *

(ف) اس امر سے خود سري کا کسیقدر انسداد هوا هوگا که دو سو برس سے اب تک تمام سرداروں کم سے کم میواڑ کے سرداروں کا معمول تها که وہ اپني جاگیروں کا آپسمیں مبادله کیا کرتے تهے متوسلوں کے بهم پهونچانے اور مستحکم قلعه وغیرہ بنانے سے جو قوت اُنکو حاصل هوسکتي تهي اُس سے اس طریقه کے سبب سے محروم رهے هونگے § *

معلوم هوتا هی که ان تعلقه داروںکے روز بروز زیادہ هوجانے سے گورنمنٹ کو یهه ضرورت پیش آئي هوگي که باقي ماندہ ملک مقبوضه گورنمنٹ میں سے اب اور

---

† بمبئي کے گورنر کي راے حالات ملک کچهه پر مورخه ۲۶ جنوري سنه ۱۸۲۱ع
‡ کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ۱ صفحه ۱۲۱
§ ایضا جلد ایک صفحه ۱۶۳ اور ۱۶۵ صفحه کا حاشیه

کتر بیونس نہونے پاوے مارواڑ کے فتح سے چند نسلوں کے گذرنے پر آپسمیں تقسیم هونے کے لیئے اسقدر تهوڑي اراضي رهگئي که راجه کے کئي بیٹے اپنا گذارا کرنے کے لیئے غیر ملکي فتوحات پر امادہ هونے کو مجبور هوئے || اور میواڑ میں سے قدیم راجاؤں کي کسیقدر اولاد کو حال کے راجاؤں کي اولاد نے غالب آکر خارج کردیا *

مفصله ذیل بیان دونوں قسم کي جنگي جاگیروں سے متعلق هی *

جنگي خدمتوں کے معاوضه کي جو جاگیریں لوگوں کے پاس هوتے هیں وه بعد اصل جاگیردار کے جب اُسکے حقیقي وارث کے ورثه میں آتي هی تو اُسکو سرکار میں کسیقدر نذرانه دینا پڑتا هی اور اگر وارث حقیقي نهو اور متبنی هو تو اور بهي زیادہ نذرانه سرکار میں داخل کرنا پڑتا هی اور یهه نذرانه توریث کے ساتهه جاري رهتا هی اور ان جاگیرداروں سے بهي کبهي کبهي استعانت لیجاتے هی اور یهه جاگیریں جس مدت کے واسطے عطا کیجاتي هیں اُس مدت سے زیادہ زمانه کے لیئے نه بیع هوسکتي هیں نه رهن هوسکتي هیں اور سرکار سے ملي هوئي جاگیروں میں سے کسیقدر کسي اپنے متوسل کو بخشنے کا بجز راجپوتوں کے اور قوموں میں عام رواج نہیں *

ان جاگیروں کے عطا کرنے کي اصل تجویز میں خدمت کي کوئي حد معین نہیں تهي اور نه خدمت کي عوض میں کچهه اور ملتا تها *

مرهٹوں میں خدمت کے عوض میں بلکه ایسے وقت میں جبکه لوگ طلب کرنے کے بعد پهلو تهي کرتے تهے نقد روپیه تنخواہ کے طور پر اُن کو دینا قبول کرکے بولایا جاتا تها اور راجپوتوں میں ایسے موقعوں پر جان چورانے سے راجه کا جسقدر جي چاهے اُنسے تاوان لینے کا دستور تها *

|| کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ۲ صفحه ۲۰

اطلاع

بخدمت ممبران سینٹیفک سوسئیٹی

ایشیاٹک سوسئیٹی میں [illegible] دستور ہی کہ جب کوئی کتاب چھاپی جاتی ہی تو جو [illegible] جاتا ہی وہ تقسیم کردیا جاتا ہی یہہ قاعدہ نہایت [illegible] اور اس [illegible] نے بھی اسی قاعدہ کا رواج دیا ہی *

یہہ کتاب تاریخ [illegible]ستان بہت بڑی کتاب [illegible] چنانچہ بموجب اسی قاعدہ کے یہہ [illegible] ممبروں کی خدمت میں بھیجا جاتا ہی اور آیندہ اسیطرح پہونچتا رہیگا *

یہہ کتاب بلا قیمت دی جاتی ہی الا اگر اور کوئی [illegible] خرید کرنا چاہی تو کل کتاب کی قیمت سات روپیہ [illegible] روپیہ محصول ڈاک کل آتھہ روپیہ ہوئے پس جس صاحب [illegible] کتاب کا خریدنا ہو آتھہ روپیہ زر قیمت معہ محصول سکرٹری سوسئیٹی کے پاس بھیجدے جسقدر [illegible] اس کتاب کے طیار ہیں وہ فی الفور بھیجے جاوینگے اور آیندہ جو طیار ہوتے جاوینگے وہ باقاعدہ پہونچتے رہینگے *

راقم

راجہ جیکشن داس

سکرٹری سینٹیفک سوسئیٹی

مقام — علیگڈہ

فہرست

مضامین جلد دویم تاریخ ہندوستان جس میں صرف مسلمانوں کی سلطنت کا بیان ہے

پانچواں حصہ

پہلا باب

دوسرا باب

مضمون

تیسرا باب

خاندان غزنی کا بیان

مضمون		صفحہ

چوتھا باب

غور و غزنی کے خاندانوں کے دوسرے بادشاهوں کا بیان

خاندان غوری کا بیان

چھٹا حصہ

پہلا باب

غلام بادشاهوں کے بیان میں

مضمون	صفحہ
مغلوں کے حملہ کرنے اور شاہزادہ محمد کے قتل ہوکر مرجانے کا بیان	٦٢١
بلبن کی وفات کا بیان	ایضا
کیقباد کی سلطنت کا بیان	٦٢٢

دوسرا باب

خلجی خاندان کا بیان

تیسرا باب

تغلق اور سادات اور لودھیوں کے خاندانوں کے بیان میں

خاندان تغلق کا بیان

مضمون — صفحہ

لودھيوں کے خاندان کا بيان

مضمون　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　　صفحه

ساتواں حصہ

خاندان تیمور کا بیان

پہلا باب

بابر کي سلطنت کے بیان میں

دوسرا باب

تیسرا باب

صفحہ — مضمون

چوتھا باب

هندوستان میں همایوں کي بحالي کا بیان

آٹھواں حصہ

پہلا باب

دکن کي حکومتوں کا بیان

اُن سلطنتوں کا بیان جو بہمني والوں کے ملک میں الگ الگ قایم هوئیں

مضمون	صفحہ

دوسرا باب

ہندوستان کے حالات

مضمون — صفحہ

نواں حصہ

اکبر کی سلطنت کا بیان

پہلا باب

دوسرا باب

مضمون — صفحہ

تیسرا باب

اکبر کي ملکي تدبیروں کے بیان میں

دسواں حصہ

جہانگیر اور شاهجہان کي سلطنتوں کا بیان

پہلا باب

دوسرا باب

مضمون | صفحه

تیسرا باب

گیارھواں حصہ

اورنگ زیب یعنی عالمگیر کی سلطنت کا بیان

پہلا باب

دوسرا باب

مضمون | صفحہ

تیسرا باب

چوتھا باب

بارھواں حصہ

اورنگ زیب کے جانشینوں کا بیان

پہلا باب

محمد شاہ کی تخت نشینی تک

دوسرا باب

نادر شاہ کے واپس جانے تک کے بیان میں

مضمون | صفحه

تیسرا باب

چوتھا باب

مغلوں کی شاہنشاہی کے معدوم ہونے تک

منجملہ بارہ حصوں مذکورالصدر کے آٹھ حصوں کے تتمہ کی فہرست

اُن سلطنتوں کا بیان جو دلی کی شاہنشاہی کے بعد قایم ہوئیں

دکن کے بہمنی بادشاہوں کا بیان

مضمون	صفحه

مسلمانوں کي تاریخ

پانچواں حصه

هندوستان میں عرب والوں کي فتوحات سے مسلمانوں کي حکومت کے قیام تک

پہلا باب

اهل عرب کي فتوحات کے بیان میں اِسلام کي ترقي کا بیان

جن وحشي لوگوں نے که هندوستان کي سرحد سے حملے کیئے اُنکا اثر اب تک هندوستان میں کچهه ظاهر نہیں هوا تها اور اگر کاش ایسے لوگوں کے مزاجوں میں جو هندوؤں کي مانند ابتک اور قوموں سے الگ تهلگ پڑے تهے ایک نئي طرح کا شعله نه بهڑکتا تو شاید هندو لوگ ایک مدت تک اوپري لوگوں کے گهسنے سے بے کهٹکے رهتے *

عرب کے لوگ اپني مفلسي کے باعث سے اور لوگوں کے حملوں سے محفوظ تهے اور یهي باعث تها که وه لوگ آپس میں متفق هوکر ایسي جد و جهد اور دلاوري و بهادري پر کمر نه باندهتے تهے که اُسکي بدولت بیگانه ملکوں پر لشکر کشي کریں *

ملک عرب کي یهه صورت تهي که پهاڑوں اور ریتے کي کثرت سے سمندر کے کناروں یا جزیروں کي مانند اُسمیں کوئي کوئي ٹکڑا زمین کا زراعت اور آبادي کے قابل تها *

لوٹنے والے بھیڑ بکري کے چرانے والے جابجا جنگلوں میں پھیلے هوئے تھے اور جہاں کہیں کوئي کنواں پاتے تھے اور اُسکے کھاري پاني سے پیاس اپني بجھاتے تھے وهیں کچھہ قیام اور مقام کرنے کي ٹھراتے تھے اور ایسے ایسے کڑے میدانوں میں اونٹوں پر سفر کرتے تھے که وهاں کوئي اور جانور پاني چارے کے نه ملنے سے جیتا نہیں رہ سکتا *

اگرچه جو لوگ آبادیوں میں رهتے سهتے تھے وہ کسیقدر شایسته بایسته تھے مگر اوقات بسري اور اسباب معیشت کي حیثیت سے اُنهیں جنگلیونکي مانند و موافق تھے اور وہ لوگ ایسے خود مختار اور جدے جدے گروہ تھے که اُنکے آپسمیں آنے جانے اور ملنے جلنے کے لیئے سبک رو گھوڑوں کے علاوہ اور قافلونکے ساتھہ کڑے کڑے رستونمیں چلنے کے سوا کوئي ذریعه وسیله نتھا *

هر قوم کا سردار اپنے ذاتي رعب داب کے سوا کوئي لاؤ لشکر نرکھتا تھا اور اجرا اور تعمیل اُسکے حکموں کي اُسکے ماتحت سرداروں کے ذریعه سے هوتي تھي جو اپنے اپنے گروهوں پر اپني اپني خانداني لاگ ڈانٹ سے اختیار و حکومت رکھتے تھے *

تمام حکومت کا کار و بار وعظ و نصیحت سے چلتا تھا اور کسي شخص کي خود مختاري اور سرداري سے جب تک مزاحمت نهوتي تھي که اُس سے عام امن و آسایش کو ضرر نه پهونچے *

بنظر حالات مذکورہ بالا کے یهه امر واضح هي که ایسے ملک کے رهنے والے نهایت جفا کش اور محنت کش هونگے اور یهه بهي ضرور هی که وہ لوگ اپنے قومي قصے قضایوں کے باعث سے بڑے بڑے خطروں اور اندیشوں سے بخوبي آگاہ هونگے اور اُنکي طبیعتوں میں قدرتي ولولوں اور ذاتي خیالوں کے سبب سے تمام اوصاف اُنکے بخوبي ظاهر هوئے *

جفا کشي اور پرهیزگاري اُنکي خصوص اُنکے جوڑ بندوں کي خوبي اور رگ ریشوں کي سختي سے واضح هوتي هی اور نظر کي تیزي اور مزاج کے استقلال اور چال چلن کي خوبي سے وہ متانت ظاهر هوتي هی که اسکي بدولت وہ تمام ایشیا والوں سے ممتاز هیں *

غرضکه وہ ایسي قوم تهي جسمیں سے وہ پیغمبر باطل پیدا هوئے جنکے مسائل کا دخل اور اثر ایک مدت سے نہایت قوت کے ساتھہ تمام اِنسانوں کے ایک بہت بڑے حصه کي طبیعتوں پر موجود هی *

اگرچه محمد قوم قریش کے ایک اعلیٰ خاندان میں پیدا هوئے مگر معلوم هوتا هی کہ وہ اپني جواني کے زمانہ میں مفلس تھے اور یہہ بھي کہا گیا هی کہ وہ اپنے چچا کے قافلہ تجارت کے ساتھہ کئي بڑے بڑے دور و دراز سفروں میں گئے تھے اور بسبب اِسکے کہ تمام اهل عرب کے اطوار یکساں اور نہایت سادہ تھے ایسے سفروں میں دولتمند لوگ بھي جفا کش هوجاتے تھے *

جبکہ اُنھوں نے ایک دولتمند بي بي (یعني خدیجه) سے نکاح کرلیا تو بہت جلد فارغ‌البالي حاصل هوئي اور اُن کاموں میں جنپر اُن کي طبیعت بہت راغب تھي مصروف هونیکا موقع اور فرصت ملي *

اس زمانہ میں عرب کے بہت سے لوگ بت پرست اور ستارہ پرست تھے اور اُنکے اخلاق اور اطوار پر شریعت اور مذهب کي بندش بہت هي تھوڑي تھي البتہ یہودیوں اور عیسائیوں کي چند قوموں کے عرب میں جا بسنے سے اهل عرب میں بھي مذهب اور خصلت کي نسبت عمدہ عمدہ خیالات شایع هوگئے تھے اور کہتے هیں کہ وہ بت پرست عرب بھي ایک خدائے قادر مطلق کو جسکے نیچے اور جس سے کم تر اور دیوتا بھي ٹھراتے تھے مانتے تھے مگر ایسي راے اور سمجھہ کا اثر بہت تھوڑے لوگوں پر هوا تھا اور محمد کے مسائل نے جو آهسته آهسته ترقي پائي اُس سے بخوبي ثابت هوتا هی کہ وہ مسائل اُس زمانہ کے لوگوں کے عقائد کے مطابق نہ تھے *

ملک عرب ایک خشک ملک هی اور وهاں قدرتي زر خیزي یعني درخت اور سبزہ اور دریا وغیرہ بہت کم بلکہ بالکل نہیں اِس لیئے اهل عرب کي طبیعت کا یہہ مقتضا هی کہ وہ ایسي ایسي باتوں اور

خیالوں پر مائل هووین جو جي هي میں سے پیدا هوتي هوں پس محمد کو ایسے تصورات اور خیالات میں دل لگانیکا موقع ملا چنانچه اِسي غرض سے همیشه کوه حرا میں جاتے تھے اور گوشه نشین هونے کي عادت کرتے تھے *

محمد کو وحدانیت کے مسئله پر اُس راه و رسم کے سبب سي آگاهي هوئي هوگي جو اُنکو اپني بي‌بي کے چچیرے بھائیکے ساتھه تھي یهه شخص علم عبري سے واقف تھا اور کهتے هیں که اُسنے عهد عتیق کا ترجمه عبري زبان سے عربي † زبان میں کیا تھا غرضکه جو خیالات محمد کے دلمیں پیدا هوئے تھے گو وه کسیطرح سے پیدا هوئے هوں مگر وه خیالات اُنکے دلمیں ایسے بیٹھه گئے تھے اور ایسے جم گئے تھے که قبل اِسکے که اُنھوں نے اپنے اس جذبه پر که خداے واحد نے مجھکو اپني خالص پرستش اور اعتقاد کے

---

† نام اس شخص کا ورقه بن نوفل تھا دیکھو تاریخ طبري جسکا حواله کرنیل کنیڈي صاحب نے حالات علمي بمبئي جلد ۳ صفحه ۴۲۳ میں دیا هی اور سیل صاحب کے ترجمه قران کے پهلے چھپے هوئے نسخه کے دیباچه کے صفحه ۴۳ کو اور بیرن هیمر وان پرگسٹل صاحب کي تحریر مندرجه روزنامچه رایل ایشیا ٹک سوسیئٹي نمبر ۷ صفحه ۱۷۲

اصل کتاب تاریخ طبري سوسیئٹي میں نهیں تھي مگر اُسکا فارسي ترجمه ابوعلي محمد البلعمي کا موجود هی اِسمیں یهه عبارت مندرج هی " ورقه بن نوفل مردے دانا بود ولیکن ترسا بود و بر دین عیسی بود و خدایرا پرستیدي و کتابهاے بسیار خوانده بود توریت و انجیل دانسته بود و آگاهي یافته بود اندر کتابهاے و میدانست که هنگام بیرون آمدن پیغمبر است "

جارج سیل صاحب نے ترجمه قران کے دیباچه میں یهه لکھا هی " خدیجه نے جو کچھه پیغمبر سے سنا تھا فی‌الفور اپنے چچا زاد بھائي ورقه ابن نوفل سے کها یهه شخص بسبب عیسائي هونے کے عبري لکھني جانتا تھا اور کتب اقدس کے پڑھنے میں بخوبي مهارت رکھتا تھا اُسنے اُسیوقت خدیجه کي راے قبول کي اور یقین دلایا که جو فرشته پهلے موسی پاس آیا تھا وهي اب محمد پاس آیا هی " ترجمه جارج سیل صفحه ۳۰ مطبوعه سنه ۱۸۵۰ ع

بھحال کرنیکا کام سپرد † کیا هی خود یقین کیا اور اپنی بی بی اور اپنے خاندان کے چند لوگوں پر ظاهر کیا اُنکی طبیعت کی نوبت دیوانگی اور از خود رفتگی پر پہونچی تھی اُسوقت میں اُنکی عمر چالیس برسکی تھی اور تین چار برس بعد اُنھوں نے اسبات کو علانیہ شہرت کے ساتھہ کہا کہ مجھکو خدا تعالی نے اپنا پیغمبر کیا هی اور دس برس آیندہ تک

† دیکھو کرنیل کنیڈی صاحب کی تحریر جسکا حوالہ ابھی دیا گیا هی تاریخ طبری تیسری‌صدی هجری میں یعنی سنہ ۸۰۰ وسنہ ۹۰۰ ع میں تصنیف هوئی‌هی اِسی تاریخ سے مذهب اسلام کی ترقی کے نہایت قدیم زمانہ کا حال اهل یورپ کو معلوم هوتا هی اُسمیں جو کچھہ بیان محمد کی طبیعت کے پراگندہ هونے اور توهمات میں پڑنے اور آخر کار عقل میں فتور آنیکا لکھا هی وہ صحیح اور قرین قیاس معلوم هوتا هي

تاریخ طبری میں بہت سی بے اصل کہانیاں اور جھوٹے قصہ مندرج هیں اور اسی لیئے اکثر حالات مندرجہ اُسکے مسلمانوں کے نزدیک معتبر نہیں هیں بہر حال ترجمہ فارسی تاریخ طبری جو سوسئیٹی کے کتب خانہ میں موجود هی اُس سے عبارت مندرجہ ذیل جسکا اشارہ اِس کتاب کے مصنف نے کیا هی نقل کیجاتی هی

و چون پیغامبر علیہ‌السلام آن سال مجاور نشستن سپری کرد و از کوہ فرود آمد سوئے خدیجہ شد و اورا گفت ترسم کہ دیوانہ شوم خدیجہ گفت چرا گفت زیرا کہ برخود علامت دیوانگی می بینم کہ چون بروز میروم آواز از سنگ و کوہ می شنوم و بشب چیزے بزرگ می بینم کہ خویشتن را بمن آشکارا میکند و از دور خویشتن مرا مینماید کہ سرش در آسمان است و پایش در زمین و ندانم کہ آن چیست و نزد من می آید و خواهد کہ مرا بگیرد خدیجہ گفت یا محمد اندوہ مبر کہ خدائے تعالی با اینہمہ خوبیہا کہ در تست از بت نا پرستیدن و زنا نا کردن و دروغ نا گفتن و امانت گزاردن و داد گری و بخشایش تو بر مردمان ترا ضائع نکند و دیو را بر تو نگمارد و چون ازین نوع چیزے بینی مرا آگاہ کن یکروز پیغامبر علیہ‌السلام با خدیجہ در خانہ نشستہ بود گفت یا خدیجہ آن شخص کہ مرا نمودے می بینمش خدیجہ نزد پیغامبر آمد و اورا بر کنار نشاند و گفت اکنون هم می بینی گفت می بینم خدیجہ مرے خویش برهنہ کرد گفت اکنون هم می بینی گفتا نہ گفت مژدہ باد ترا کہ نہ دیو است بلکہ فرشتہ است اگر دیو بودے از سر برهنہ من پنهان نہ گشتے پس پیغامبر صلی‌الله علیہ و سلم بخانہ اندر دل تنگ شدے و هر روز بکوہ حرا بر شدے و همی گشتے و شب بخانہ آمدے روے ترش و دل تافتہ خدیجہ ازان حدیث سخت دل تافتہ بود تا آن

اُنهوں نے لوگوں کے هاتهه سے هر طرح کے † ظلم اور رنج اوٹهاے اگر اُنکے مذهب کي بتدريج ترقي پانے اور اُنکے چچا اور مربي ابوطالب کے مر جانے کے سبب سے مکه والے اُنکے قتل پر راغب نهوتے تو وه ایک گمنام گرمجوش دیندار کیطرح مرجاتے مگر اس آفت اور بے کسي کے وقت میں اُنهوں نے مدینه کو هجرت کي اور اراده کیا که زور کا مقابله زور سے کریں اور جو شفقت اور نرمي اُنکے وعظ میں ابتک پائي جاتي تهی اُسکو اُنهوں نے اُوٹها رکها اور جو شهرت که اُنهوں نے مذهب کے پهیلانے میں گرم جوشی ظاهر کرنے اور ظلم اور سختي سهنے سے حاصل کي تهي اُس سے زیاده اب لشکر کي سرداري اور سپاهیانه دلاوري اور دانائي ظاهر کرنے سے پیدا کي *

معلوم هوتا هی که محمد ابتدا میں اپنے وعظ میں صادق اور صاف دل تهے اور اگرچه بعد ازاں لوگوں کے مقابله سے طیش کهاکر اُنهوں نے اپنے دعوؤں کي تائید فریب سے کرني چاهي اور رفته رفته مکر اور دهوکه بازي کے عادي هوگئے لیکن غالب یهه هي که جو از خود رفتگي اور حرارت ابتدا سے اُنکي طبیعت میں تهي اُسکا اثر اُنکے کاموں اور فعلوں میں کسي قدر اخیر وقت تک باقي رها *

گو اُنکي گرمجوشي کي اصل کچهه هي هو اور اُنکے مسئله کي خوبي

روز که خداے تعالی خواست که پیغمبر را وحي فرستاد و آن روز دو شنبه بود هیزدهم از ماه رمضان و دیگر روایت آنست که دوازدهم ماه ربیع‌الاول بود و پیغامبر صلی الله علیه و سلم در دوازدهم ماه ربیع‌الاول از مادر بزاد و هم دریں روز بروے وحي آمد و هم دریں روز از دنیا مفارقت کرد پس‌دریں روز دو شنبه خداے تعالی جبریل را بفرستاد و بفرمودش که خویشتن را بدونماے و قران بوے فرستاد جبریل بیامد و پیغمبر رابرکوه حرا یافت و تنها خویشتن را بدو نمود و گفت درود بر تو یا محمد پیغامبر خداے پیغامبر بترسید و بر پاے خاست و پنداشت که دیوانه شد و بر سر کوه آمد تا خویشتن را فرو افگند و خود را بکشد

† محمد کو لوگ گالیاں دیتے تهے اور اُنپر تهوک دیتے تهے اور خاک ڈالدیتے تهے اور اُنکا عمامه اُنکي گردن میں باندهکر معبد سے اُنکو باهر کهینچ لاتے تهے مگر وه کچهه نکهتے تهے (کرنل کنیڈي صاحب‌کي کتاب علمي حالات بمبئي جلد ۳ صفحه ۴۲۹)

کیسے هي هو مگر جس سختي اور ظلم کے ساتهه اُس مسئله کا وعظ اور تعلیم لوگوں کو کي گئي اور اُسکے باعث جو تعصب اور خونریزي اِنسانوں میں هوئي اُسکے لحاظ سے اُس مسئله کے موجد کو اِنسانوں کے نهایت بڑے دشمنوں میں شمار کرنا چاهیئے *

مدینه کو هجرت کرنے کے وقت محمد نے اپنے مذهب کے معامله کي تائید میں زور و جبر کو کام میں لانا جایز نهیں ٹهرایا تها مگر اب بیان کیا که خدا تعالی نے بذریعه هتیاروں کے پناه لینے کي مجهے اجازت دي هی اور تهوڑے هي عرصه کے بعد یهه بهي مشهور کیا که مجهکو خدا تعالی نے یهه بهي اجازت دي هی که تم لوگوں یعني اهل عرب سے کافروں کے مسلمان کرنے یا غارت کر دینے کا کام لوں معلوم هوتا هی که اِس نئي طبیعت سے جو اُنکے دل میں پیدا هوئي اهل عرب کي طبیعتیں زیاده تر موافق آئیں کیونکه اُنکے پهلي مهم میں اُنکے اصحاب صرف نو تهے مگر اُنکي وفات سے پهلے جو اُنکي نبوت کے تئیسویں برس † اور هجرت کے دسویں برس میں واقع هوئي اُنهوں نے تمام ملک عرب کو اپنا محکوم و مطیع کرلیا تها اور قدیم رومي سلطنت کے ملکوں پر حمله کرنا شروع کردیا تها *

لوگوں میں اُنکي قدر و منزلت صرف اُنکي طبیعت کے جنگجو اور لڑاکا هونے هي سے نه تهي بلکه جیسے وه بڑے فتحمند تهے ویسے هي بري باتوں کے دور کرنے میں بهي نام آور تهے اُنکے مروجه مذهب کي بنیاد عهد عتیق کے عمده الهیات پر تهي اور اُنکا اخلاق گو اِس زمانه کے عیسائیوں کو کیسا هي معلوم هوتا هو مگر اُس زمانه کے طور طریق سے جو عرب میں جاري تها بهت ‡ زیاده عمده اور چوکها تها اور اُنکا یهه قانون بهي

---

† یعني سنه ۷۳۲ ع میں

‡ جارج سیل صاحب ترجمه قرآن کے دیباچه میں اِس امر کي نسبت یهه لکهتے هیں که اسلام کے رواج دینے سے یا تو اُنکي یهه غرض تهي که آپ کو اپنے ملک کا اُسکے ذریعه سے حاکم بناویں یا صرف دیني حرارت اُسکا باعث تهي تمام عیسائي

که مجرم کا اظہار ہونے اور اُسپر فتوی ملنے سے پہلے اُس سے انتقام نہ لیا جاوے اُنکے هموطنوں کے بے لگام جذبوں کے روکنے کے واسطے جنکو آپسکی خانہ جنگیاں کرنے سے خون کی چاٹ لگ گئی تھی بڑی جرات اور نہایت عمدگی کا کام تھا *

مورخ اِسبات پر متفق ہیں کہ اِس ارادے سے اُنکو غرض اپنی خواهش نفسانی پورا کرنے کی تھی اور بھی باعث اُسکا اُوالعزمی تھی شاید یہہ بات ایسے هی هو مگر جو ارادے کہ اُنہوں نے اِبتداء میں کیئے شاید وہ اِس غرض سے نہیں کیئے کیونکہ یہہ اصلی ارادہ اُنکا کہ بت پرست عربوں کو خداوند حقیقی کے عام سے واقف کریں حقیقت میں بہت اچھا اور قابل تعریف تھا اور ایک عالم متوفی نے جو یہہ بات کہی کہ عرب میں جو محمد نے بجاے بت پرستی کے ایسا هی خراب مذهب قائم کیا جیسا کہ بت پرستی تھی میں اُس سے متفق نہیں هوں بلا شبہہ محمد بخوبی اِسبات کی صداقت کا اپنے دل سے یقین رکھتے تھے کہ خدا واحد هی جو اُنکا سب سے بڑا مسئلہ تھا اور خاصکر جسکے پھیلانے میں اُنکو توجہہ تھی باقی تمام مسئلہ اور احکام ایسے نہ تھے جنکو پہلے سے سوچ سمجھکر قائم کیا هو بلکہ باعث اُنکا اتفاق اور ضرورت وقت تھی

مذهب کے رواج سے اُنکی کچھہ هی غرض هو مگر جس کام کا اُنہوں نے اِرادہ کیا تھا اُسکے پورا کرنے کے واسطے جو لیاقتیں درکار تھیں وہ بلا شبہہ اُنکی ذات میں موجود تھیں مسلمان مورخوں نے اُنکی بہت سی تعریف کی هی اور اُنکے مذهبی اور اخلاقی خوبیوں کی مثل خدا پرستی اور راست گوئی اور عدل گستری اور فیاضی اور رحیمی اور انکساری اور پرهیزگاری خاصکر فیاضی جسمیں وہ بہت مشہور تھے بیان کیا هی کہ اُنکے گھر میں روپیہ بہت کم رهتاتھا صرف بقدر ضرورت اپنےپاس رکھتے تھے اور اکثر اپنے کھانے پینے میں سے بچاکر غریبوں کی حاجت روائی کرتے تھے آخر سال پر اُنکے پاس کچھہ باقی نہیں رهتا تھا چنانچہ صحیح بخاری میں لکھا هی کہ خدا نے زمین کے خزانہ کی کنجیاں اُنکے روبرو پیش کیں مگر اُنہوں نے منظور نکیا اگرچہ مسلمان مورخوں کی تعریفوں میں طرفداری اور رواداری کا شبہہ کرنا زیبا هی تا هم میری راے میں اِن تعریفوں سے یہہ نتیجہ نکل سکتا هی کہ جبکہ ایک اهل عرب یعنی محمد کی تعریف اِسقدر کی هی جسنے بت پرستی میں تعلیم پائی تھی اور اپنے مذهب سے محض ناواقف تھا تو کم سے کم اخلاق اُنکے متوسط درجہ کے البتہ اچھے هونگے اور هرگز ایسے کج خلق اور بد کردار نہونگے جیسا کہ اُنکو همیشہ انگریز بیان کرتے هیں

ترجمہ جارج سیل صاحب صفحہ ۲۸ و ۲۹ مطبوعہ سنہ ۱۸۵۰ ع

اِسلیئے اهل عرب جو یکایک عموماً مسلمان هوگئے سو وہ کچھہ چنداں جبر واکراهي سے نہیں هوئے بلکہ رضا و رغبت سے هوئے اور جب کہ مذهب کا جوش اُنکي طبیعت میں بڑے زور و شور سے برانگیختہ هوا تو بالطبع اُنکا هر خیال و فکر صرف اِس ایک مقصد کي جانب مایل هوا کہ اب اعلاے کلمة الله کے لیئے یا تو کافروں پر فتح حاصل کرنا یا اُسکي وحدانیت اور جلشانہ کے دعوی میں مرجانا هر مسلمان کي خواهش دلي هوني چاهیئے اور جبکہ اختیار اور حکومت اور لوٹ اور غنیمت کا ذوق و شوق اور شان و شوکت حاصل کرنیکا فخر بلکہ بہشت نصیب هونے کي آرزو اور امید اُنکے دلوں میں پیدا هوئي تو اِن سب باتوں سے اُس جذبہ غیر محدود کو کہ فتح کرنا یا مرجانا بے انتہا مدد اور ترقي هوئي *

پاس پڑوس کے ملکوں کے دیني اور ملکي حال ایسے تھے کہ بحسب اُنکے اُن دلاوروں کو کامیابي کي اُمید غالب هوئي جنکي طبیعتوں میں دین کي حرارت حد سے زیادہ تھي *

رومیوں کي شاهنشاهي کا وحشیوں نے حال پریشان کرکے اُسکے انتظام اور هیئت مجموعي کو توڑ پھوڑ ڈالا تھا اور بہت سي خرابیوں کي بدولت اور اُن فرقوں کے بحث و تکرار سے جو عیسائي مذهب میں هوگئے تھے عیسائي دین کي صورت بھی بگڑي هوئي تھي اور ایران کي بادشاهت بھي زوال کے قریب تھي اور وہ مذهب باطل جو اُسمیں رایج تھا اُسکے ضعف و زوال کي یہہ صورت تھي کہ کسي مخالف کے چھیڑنے کا محتاج تھا غرضکہ وہ بھي معدوم هونے پر آمادہ تھا † یہاں تک کہ عرب والوں کو ایران میں کامیاب هونے کے لیئے اُنکے ضعف مذهب سے کم سے کم اُسیقدر

† وہ نفساني زرر و لوٹ جو مزدک نامي ایک جھوٹے پیغمبر نے ایران کے بادشاهوں یعني کیقباد اور وهانکي رعایا پر حاصل کي اور اُنکو غلام اپنا بنایا تو اُس سے یہہ دریافت هوتا هی کہ محمد کي ولادت سے تھوڑے روز پہلے ایرانیوں کے مذهب کاکیا حال تھا

امداد و اعانت حاصل ہوئی ہوگی جسقدر کہ ہتیاروں سے تائید اُنکی ہوئی ہوگی اور ایرانیوں کا مذہب بھی ایسا ہی پورا پورا بدل گیا جیسا کہ اُنکا تمام ملک فتح ہوگیا اور پچھلے وقتوں میں عرب والوں کا دین ایران کی مانند ایسی بڑی بڑی قوموں میں پھیلا کہ وہ کسی طور اُنکے قابو کی نہ تھیں † *

محمد نے شام کی جانب سے روم کی سلطنت پر چڑھائی کی اور بعد اُنکی وفات کے چھہ برس کے اندر اندر سنہ ۶۳۸ ع میں اُنکے خلیفوں نے روم اور مصر کو تحت حکومت کیا اور بعد اسکے افریقہ سنہ ۶۴۷ ع سے سنہ ۷۰۹ ع تک اور اسپین سنہ ۷۱۳ ع میں جو رومیوں کے قبض و تصرف میں تھا فتح ہوا یہاں تک کہ مسلمانوں نے بعد اُنکی وفات کے سو برس کے اندر اندر ملک فرانس کے قلب ‡ تک اپنی حکومت کو پہنچایا *

ایران کی فتح کا بیان

جنوب اور مغرب میں جو بڑے بڑے معاملے اور بڑی بڑی مہمیں اُنکو در پیش تھیں انکے پیش آنے سے اُنکے مشرقی کار و بار میں کسی طرح کا خلل نپڑا چنانچہ سنہ ۶۳۲ ع میں انہوں نے ایران پر حملہ کیا اور تمام ایرانی فوجوں کو قادسیہ کی ایک بڑی کڑی لڑائی میں جو سنہ ۶۳۶ ع میں واقع ہوئی تھی خراب اور پریشان کیا یہاں تک کہ جب بعد اسکے اور دو لڑائیاں § ہوئیں تو تمام ایران کی سلطنت پر تسلط حاصل

† اس بیان سے خاص کر تاتاری قومیں مراد ہیں لیکن ایسے ملکوں میں اسلام کے پھیلنے کا جہاں اہل اسلام کو ہتیار کرنے کی نوبت نہ پہونچی ملایا اور ایشیا کے جزیرے بھی ثبوت ہیں

‡ سنہ ۷۳۲ ع میں چارلس مارٹل کے ہاتھوں پائٹائیرز اور تورز میں مسلمانوں کو شکست ہوئی

§ ایک وہ لڑائی جو سنہ ۶۳۷ ع میں جلالہ پر اور دوسری وہ جو سنہ ۶۴۲ ع میں نہاوند پر واقع ہوئی

هوا اور والي ایران جان بچاکر بهاگا اور بحر اکسیس یعني دریاے جیحوں سے پار اوتر گیا *

جب که خلیفه دویم حضرت عمر کا انتقال † هوا تو تمام ایران شرقي هرات تک جو بقدر وسعت زمانه حال کي سلطنت ایران کے تهي عرب کي سلطنت میں ملائي گئي *

سنه ۶۵۰ ع مطابق سنه ۳۰ هجري میں ایک بغاوت کے باعث سے جو ایران میں واقع هوئي تهي ایران کے نکالی هوئے بادشاه کو بخت آزمائي کي هوس دامنگیر هوئي مگر وه کامیاب نهوا بلکه انجام اُسکا یهه هوا که بحر اکسیس کے متصل مارا گیا اور عرب کي وه حد شمالي دریاے مذکور تک بڑه گئي که اُسمیں بلخ اور کوه هندوکش کے سلسله کے تمام شمالي ملک داخل هوگئے اور حد شرقي وه ناهموار ٹکڑا تها جو هندوکش کے سلسله سے سمندر تک جنوباً شمالاً پهیلا تها اور ایران کے جنگل سے دریاے اٹک تک شرقاً غرباً پهیلا هوا تها اور یهه مشرقي حد سنه ۶۵۱ ع مطابق سنه ۳۱ هجري میں قایم هوئي *

وه ٹکڑا ملک کا جو هندوکش کي شاخوں میں شامل هی اور آج اُسمیں اماق اور هزاري لوگ آباد هیں اُن دنوں شمالي حصه اُسکا غور کے پهاڑوں کے نام سے شهرهٔآفاق تها اور معلوم هوتا هی که بیچ کا حصه اُسکا کوه سلیمان کے سلسله میں شامل تها اور جنوبي حصه اُسکا مکران کے نام سے مشهور و معروف تها *

کوه مکران اور سمندر کے درمیان ایک تنگ ٹکڑا ریگستان کا هی اور اس قسم کے خطه کے علاوه جو غزني کے متصل مغرب کي جانب کوه سلیمان اور کوه غور میں حد فاصل واقع هوا بهت سے بلند میدانوں کو کوه سلیمان کا سلسلة محیط هی *

جس زمانه میں که مسلمانوں نے حمله کیا تو اُن دنوں کوه مکران میں بلوچ اور کوه سلیمان میں افغان اباد تهے جو آج تک اپني اپني

† سنه ۶۴۴ ع مطابق سنه ۲۳ هجري

جگہہ بستے ہیں *

یہہ بات بخوبی ثابت نہیں کہ جب غور کے پہاڑوں میں کون لوگ بستے تھے مگر افغان اُنکو سمجھنا قرین قیاس ہی اور منجملہ غور کے پہاڑوں کے جو پہاڑ ہندوکش کے سلسلہ میں مشرق کی طرف اٹک تک پہیلے ہوئے تھے غالباً اُنمیں پراپامائیسس والے ہندوؤں کی آل و اولاد آباد تھی *

اگر آج کل کی آبادی پر ہم قیاس کریں تو کوہ مکران اور کوہ سلیمان اور دریاے اٹک کے میدانوں میں جاٹ لوگ بستے تھے اور پہاڑوں کے مغربی طرف اُوپر کے ملکوں میں ایرانی لوگ آباد ہونگے *

سنہ ۴۴ ہجری میں اس خود سر ملک پر حملہ ہوا اور مرو سے کابل تک عرب والے گھس گئے اور بارہ ہزار کافروں کو مسلمان کیا † *

ظن غالب یہہ ہی کہ اگر والی کابل کو بالکل مطیع و محکوم نکیا ہوگا تو باجگذار اپنا بلا شبہہ کیا ہوگا اسلیئے کہ یہہ مورخوں نے بیان کیا ہے کہ اُسکی سرتابی کی بدولت سنہ ۶۲ ہجری میں اُسپر دوبارہ لشکرکشی ہوئی ‡ *

حسب اتفاق ایک آفت ناگہانی میں یہاں عرب والے مبتلا ہوئے کہ وہ ایک اوکھی گہاٹی میں گھر گئے اور کام ناکام اُنکو اطاعت کرنی پڑی اور بہت مال اسباب دیکر قید سے رہا ہوئے کہتے ہیں کہ اس لڑائی میں ایک صحابی تھے کہ اُنہوں نے کسی کافر کی کسی طرح سے اطاعت نکی اور کافروں کے مقابلہ میں جان اپنی نثار کی § *

مگر انتقام اس ذلت و رسوائی کا حاکم سیستان نے جو اہل عرب کہیں سے تھا بہت جلد لیا اور یہہ داغ ایک لخت اُسوقت مٹایا گیا کہ سنہ ۸۰ ہجری میں عبدالرحمن حاکم خراسان نے بہت فوج سمیت آپ

† سنہ ۶۶۴ ع برک صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۴

‡ سنہ ۶۸۲ ع ایضاً صفحہ ۵

§ پرایس صاحب کا مقولہ مندرجہ خلاصةالاخبار جلد ۱ صفحہ ۳۵۴

کابل پر دهاوا کیا اور دشمن کے دام فریب سے محفوظ رهکر ملک کے بڑے حصه دبانے تک مضبوط و مستقل رها اور جو بڑے کام اس مهم میں اُس سے ظهور میں آئے تو اُنکے باعث سے حجاج حاکم بصره جسکا یهه بهادر ماتحت تها اور تاریخ عرب میں نام اُسکا جور و ستم سے معروف هی رنجیده هوا مگر عبدالرحمن نے اُسکي بدباطني سے اُسکے برے پیش آنیکا اندیشه کیا اور سرتابي پر کمر باندهي یهاں تک که اُسنے بصره فتح کیا اور کوفه پر جو بعد اُسکے دارالسلطنت هوا قابض و متصرف هوگیا اور دمشق پر بهي لشکرکشي کا ارادہ کیا جو خلیفه وقت کا دارالخلافت تها اور یهه قصے قضاے چهه برس یعنے سنه ۶۹۹ ع سے سنه ۷۰۵ تک قایم رهے اور والي کابل عبدالرحمن کي اعانت کرتا رها یهاں تک که جب عبدالرحمن نے شکست کهائي اور دوست اُسکا والي کابل کهیں پناه اُسکو ندیسکا تو وه اپنے هاتهوں مرگیا † *

تاریخ فرشته والا کهتا هی که اس زمانه میں تمام افغان مسلمان تهے اور افغانوں کي روایات سے یقین اپنا ظاهر کرتا هی که خاص آنحضرت کے وقت میں افغان ایمان لاچکے تهے وهي مورخ لکهتا هی که سنه ۶۳ هجري میں هندوستان پر افغانوں نے بهت جلد حمله کیا اور لاهور کے راجه سے جنگ و جدال اُنکا یهاں تک قایم رها که اُنهوں نے قوم گهاکر سے جو اٹک کے شرقي جانب پهاڑوں میں پهیلي هوئي تهي اتفاق کرکے والي لاهور کو اسبات پر مجبور کیا که وه اپنے ملک کا کسیقدر حصه افغانوں کو حواله کرے اور اُسکي

---

† خلاصة الاخبار اور تاریخ طبري میں جنکا حواله پرایس صاحب نے اپني کتاب کي جلد ۱ صفحه ۳۵۵ سے صفحه ۳۶۳ تک دیا هے شاه کابل کي قومیت کي نسبت مختلف رائیں هیں اور اسلیئے که شهر ایسي جگهه واقع هی جهاں پراپامائیسس والے هندوؤں اور افغانوں اور ایرانیوں اور تاتاریوں کي حدیں ملي هوئي هیں تو قوم اُسکي مشتبهه هوگئي اور افغان هونا اُسکا اسلیئے غالب نهیں که افغانوں کے قبض و تصرف میں کابل کبهي نهیں رها اور جب که کوئي دلیل اپنے هاتهه نه آئي تو اُسکے ملک کي زمانه حال کي آبادي اور فردوسي کے اس بیان سے جو تاریخ غزلي میں مندرج هی که کابل کا بادشاه ایرانیوں کا اکثر معرکوں میں مددگار رها ہم کهه سکتے هیں که وه بادشاه بهي ایراني تها

عوض میں اقرار اسبات کا پوشیدہ کیا کہ اور مسلمانوں کے حملوں سے تم محفوظ رہوگے چنانچہ تاریخ فرشتہ والا لکھتا ہی کہ اسي عہد کے باعث سے خاندان سامانی نے پنجاب کا ارادہ نکیا سند پر ھي دھاوے کرتے رھے *

اسي مورخ کا یہہ بھي بیان ھی کہ افغانوں نے اپنے ملک میں اُن عرب والوں کو پناہ دي تھي جو دوسري صدي ھجري میں سند سے نکلکر آئے تھے *

واضح ھو کہ اس مورخ نے جو کہاني افغانوں کے تعلق کي پیغمبر علیہ‌السلام کے ساتھہ لکھي ھی اگر اُس سے قطع نظر کرکے دیکھا جاوے تو حال مذکورہ بالا قرین قیاس معلوم ھوتا ھی اگرچہ محمود کے زمانہ تک وہ قوم مفتوح نہیں ھوئي تھي مگر ممکن ھی کہ وہ تھوڑي بہت محمود سے پہلے مسلمان ھوگئي ھو *

غالب ھی کہ عرب والوں نے اُنکو ایسے حصوں اور خصوص مغرب کي جانب میں مطیع اپنا کیا ھوگا جہاں کمال اساني سے گذر ھوسکتا تھا مگر پہاڑوں میں بہتسا سے مقام ایسے ھیں کہ اُنکے حق میں یہہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ اب تک بھي مطیع ھوئے *

حال اُنکے پہلے مذھب کا اسبات کے سوا زیادہ معلوم نہیں ھوسکتا کہ بلخ کے اتصال اور ایران کے تعلق کے سبب سے وہ آتش پرست ھونگے اور مسلمانوں کي تاریخوں سے اسلیئے خوب آگاھي حاصل نہیں ھوسکتي کہ اُنہوں نے ھر قوم کے کافروں کو خلط ملط کردیا *

مسلمانوں کي پہلي چڑھائي هندوستان پر

سنہ ۶۶۴ ع مطابق سنہ ۴۴ ھجري میں پہلے پہل مسلمانوں کا قدم هندوستان میں جب آیا کہ اُنہوں نے کابل پر پہلي بار چڑھائي کي اور مہلب ابن ابي صفرہ جو بعد اُس عہد کے ایران و عرب میں بڑا سپہسالار ھوا اُس فوج سے الگ ھوکر جو کابل پر دھاوا کرنے آئي تھي ملتان تک

پهونچا اور بهت سے لوگوں کو پکڑ کر لیگیا اور ایسا معلوم هوتا هی که
مقصود اُس سردار کا یهه تها که کابل اور ملتان کے درمیانی ملکوں کا حال
دریافت کرے چنانچه جو حال اُسنے لکها تو اُس سے مسلمانوں کے دل
نه بڑهے غرض که وجهه کوئي هو مگر یهه تحقیق هی که مسلمانوں نے عرب
کي سلطنت کے قیام تک هندوستان کے شمالي جانب کا ارادہ نکیا *

ملک سند کي فتح کا بیان

دوسرا حمله هندوستان پر بڑي مضبوطي سے هوا اور وہ حمله ایران
کي حد جنوبي سے دهانه اٹک کے پاس پروس کے ملکوں پر کیا گیا اور
یهه ملک ایک هندو راجه کے قبض و تصرف میں تها اور مسلمان لوگ
اُسکا نام داهیر بتاتے هیں اور وہ شهر آلر جو بکر کے متصل هی دارالامارت
اُسکا تها اور سند اور ملتان اور شاید اٹک کے پاس کا میدان کالي باغ کے
پهاڑوں تک اُسکے تحت حکومت تها اور تمام ملک اُسکا رشتهداروں پر
اُس طور و طریقے سے منقسم تها † جو اب تک راجپوتوں میں جاري
هی *

سمندر کي راہ سے سند پر عرب والوں کا آنا ابتدا هي کے زمانه میں
یعنی حضرت عمر خلیفه کے عهد میں هوا اور اگر ایسا هي هوا هوگا
تو غالب یهه هی که سند کي حسین عورتوں کے لیئے لٹیروں نے ارادہ

---

† برک صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته جلد ۴ صفحه ۴۰۱ وغیرہ اور کپتان مرتاو
صاحب کي تحریر مندرجه روزنامچه رایل ایشیاٹک سوسئیٹي نمبر ۱ صفحه ۳۶
ابوالفضل نے داهیر کي عملداري میں کشمیر کو شمار کیا مگر اُس عهد میں خاص کشمیر
پر اُسي کا ایک بڑا راجه قابض تها اور اُسکے مورخ دعوی کرتے هیں که وہ سارے
هندوستان کا راجه تها جیسے که اور بڑے راجوں کي نسبت دعوی کیا هی مگر ملک
سند اس دعوے سے مستثنی رها کپتان پاٹینگر صاحب نے جو سند والوں کے بیان اپني
کتاب کے صفحه ۳۸۶ میں نقل کئي تو اُنکے بموجب سند کي سلطنت مارواڑ اور کابل
تک تهي اور جو حالات اُسکے کپتان برنس صاحب کو دریافت هوئے اور اپني تاریخ
کي جلد ۳ صفحه ۷۶ میں اُنکو مندرج کیا تو اُنکي رو سے قنوج اور قندهار اُسمیں
زیادہ معلوم هوتا هی *

کیا ہوگا اسلیئے کہ ملک عرب میں اس ملک کی حسین عورتوں کی کمال آرزو تھی † *

شروع اسلام میں جو جو خلیفہ ہوئے اُنکے وقتوں میں بھی مکران کے جنوب میں اکثر فوجیں روانہ کی گئیں تھیں مگر کفدست میدانوں اور بیابانوں کی کثرت سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی شخص اُس ملک میں کامیاب نہوا اور وہ یہی ملک ہی جو جدروزیہ کے نام سے نامی گرامی ہی اور سکندر کی فوجوں نے بہت سی تکلیفیں اُسمیں اُٹھائی تھیں *

آخرکار ولید کے عہد سلطنت میں مسلمان اس ناکامی سے بڑے جوش میں آئے اور بڑی بڑی کوششیں کیں اور جب کہ دیول سندہ کے بندر میں ایک عربی جہاز پکڑا گیا تو عرب والوں نے راجہ داہیر کو یہہ لکھا کہ وہ جہاز ہمارے حوالہ کرو چنانچہ راجہ نے یہہ عذر پیش کیا کہ وہ بندر میری حکومت سے خارج ہی مگر مسلمانوں نے یہہ عذر اُسکا قبول نکیا اور اُسکے تدارک کے لیئے تین سو سوار اور ایک ہزار پیادے روانہ کیئے مگر چونکہ یہہ فوج کافی نتھی تو پہلی طرح سے سب غارت غول ہوگئے آخرکار حجاج حاکم بصرہ نے چھہ ہزار سپاہی بحسب قاعدہ شیراز میں تیار کیئی اور اپنے بھتیجے محمد قاسم کو جسکی عمر بیس برس سے زیادہ نتھی سردار اُسکا مقرر کیا چنانچہ سنہ ۷۱۱ مطابق سنہ ۹۲ ہجری میں وہ سردار اپنی فوج سمیت اس سامان سے دیول کی رونی تک پہونچا کہ پاس اُسکے محاصرہ کی وہ کلیں موجود تھیں جنکے ذریعہ سے محصوران حصار پر تیر اور پتھر برساتے ہیں اور وہ مندر جو شہر کے متصل واقع تھا اُسپر حملہ کیا اور لڑائی شروع کی یہہ مشہور مندر ایسا تھا کہ چار دیواری اُسکی اُن مندروں کی مانند بلند اور سنگین تھی جو انگریزوں کی پہلی لڑائیوں کے وقتوں کرناٹک میں موجود تھے اور اُن برہمنوں کے علاوہ جو اُسمیں رہتے سہتے تھے بہت سے راجپوت اُسکے محافظ و ناصر تھے *

---

† کپتان پاتینگر صاحب کی کتاب صفحہ ۳۸۸

جب که محمد قاسم اُن مشکلوں میں متردد تھا جو اُسکو پیش آرهیں تھیں تو اُسکے اسیروں میں سے بعض قیدیوں نے یہہ بات کہي که محصوروں کے اعتقاد میں مندر کا سلامت رهنا اس جھنڈي پر موقوف هی جو مندر کي چوٹي پر منصوب هی چنانچه محمد قاسم نے اُس جھنڈي کو کلوں کا نشانه بنایا اور کمال سعي و کوشش سے اُسکو گرا دیا جوں هي که وه جھنڈا گرا تو محصوروں کو ایسي پریشاني هوئي که کمال آساني سے مندر فتح هوگیا *

جب که مندر فتح هوا تو محمد قاسم نے پہلے پہل یہه بات چاهي که برهمنوں کي ختنا کیجاوے مگر جب برهمن لوگ اسپر راضي نهوئی تو صاف اسنے یہه حکم سنایا که سترہ برسکي عمر سے زیاده قتل کئي جاویں اور بعد اُسکے جو باقي رهیں لونڈي غلام بنائی جاویں معلوم ایسا هوتا هی که مندر کے فتح هوتے هي شہر بھي فتح هوگیا اور مال و اسباب کثرت سے هاتھه آیا جسکا پانچواں حصه حجاج کے واسطے الگ کیا گیا اور باقي رها سپاه فوج پر تقسیم هوا اور جب که وه شہر فتح هوا تو راجه داهیر کا ایک بیٹا جو مقام دیول میں مالکانه یا رفیقانه رهتا تها برهمن‌آباد کو چلا گیا اور بقول تاریخ فرشته والے کے محمد قاسم کے بہادروں نے برهمن‌آباد تک اُسکا پیچھا کیا یہاں تک که بچند شروط اُسکو مطیع هونے پر مجبور کیا بعد اُسکے محمد قاسم نیرون پر حمله‌آور هوا جو اب حیدرآباد سند کے نام سے معروف و مشہور هی اور وهاں سے کوچ کرکے سہوان کا محاصره کیا † *

باوجود اسکے که سہوان کا قلعه قدرتي مضبوطي اور ذاتي استحکام رکھتا تھا سات دن کے عرصه میں فتح هوگیا اور فوج اُسکي جان بچاکر سالم گڑهي میں گھس گئي اور وه گڑهي بھي کمال آساني سے فتح هوگئي *

واضح هو که محمد قاسم کے یہاں تک بڑهے آنے میں کوئي کڑي

---

† کپتان مرڈر کي تحریر مندرجه روزنامچه رایل ایشیاٹک سوسئیٹي نمبر ۱ صفحه ۳۰ و ۳۴ کا ملاحظه کرنا چاهیئے

روک ٹوک آگے نہ آتی مگر بعد اُسکے وہ قوی فوج اُسکے مقابلہ پڑی جو راجہ کے بڑے بیٹے کے زیر حکومت تھی *

بار برداری کی مویشیوں کا یہہ حال ہوا کہ وہ بھی گھٹنے لگی تھیں اور جب کہ یہہ قصہ پیش آیا تو اُسکو امداد جدید کا انتظار اور فوج کے سازسامان کی درستی کے لیئے ایک جگہہ ٹھہرنا پڑا چنانچہ تھوڑے دنوں بعد ایران سے دو ہزار سوار اُسکی کمک کو پہونچے یہاں تک کہ وہ آگے بڑھنے اور آلر کے قرب و جوار میں لڑنے بھڑنیکے قابل ہوا اگرچہ یہاں تک پہونچنے میں بہت سی لڑائیاں پیش آئیں مگر وہ ایسی نتھیں کہ کسیکی علانیہ فتح سمجھی جاتی *

اس جگہہ خود راجہ سے مقابلہ ہوا جو حفظ دارالسلطنت کے لیئے پچاس ہزار آدمی لیکر آگے بڑھا تھا اور جب محمد قاسم نے اپنی خطرناک حالت پر غور و تامل کیا اور فوجکی کمی کیطرف سے اندیشہ ناک ہوا اور یہہ بات سوچا کہ اگر خدا نخواستہ شکست اپنی ہوئی تو اپنے گھر تک جانا ممکن نہوگا پس اُسنے ایک مناسب جگہہ پسند کی اور ہندوؤں کے حملہ کا انتظار کیا چنانچہ اُسکی خوش‌نصیبی نے تائید اُسکی ہوشیاری کی بخوبی کی یعنی جبکہ ہندو عین لڑائی کی دوڑ دھوپ میں آمادہ و مستعد تھے تو خاص سواری کے ہاتھی کے ایک بان آکر لگا جسکے صدمہ سے وہ راجہ کو لی بھاگا اور کسیکی روک تھام اُسکے کام نہ آئی یہاں تک کہ قریب اُسکے ایک دریا بہتا تھا اُسمیں لیکر گھس گیا اور راجہ سمیت اُسنے غوطہ کھایا اور جب کہ وہ سردار اس صورت سے میدان جنگ سے باہر گیا تو اُسکی فوج کے دلوں پر وہ برا اثر پیدا ہوا جو ایشیا کی فوجوں کے دلوں پر ایسے برے وقتوں میں پیدا ہوتا ہی اور باوصف اسکے کہ راجہ تیر سے زخمی بھی ہوگیا تھا ہاتھہ پانوں پیٹ کر دریا سے نکلا اور گھوڑے پر سوار ہوکر بڑی جوانمردی کے ساتھہ پھر دشمن کا سخت مقابلہ کیا لیکن کرم کے لکھے کو میٹ نسکا یعنی گو بہت سی جرات کی مگر

بخت اُسکے یاور نہوئے چنانچہ وہ عرب کے لشکر میں گھسکر مارا گیا † *

وہ بیٹا راجہ کا جو جان بچاکر برہمن‌آباد کو چلاگیا تھا اُسکی نامردی کا تدارک اُسکی بیوہ ماں نے ایسا کیا کہ اُسنے راجہ کی پریشان فوج کو جمع کیا اور شہر اپنا بچایا یہاں تک کہ جب کھانے پینے کے ذخیرے بھی پورے ہوگئے تو بھی ہمت اُسکی بندھی رہی اور انجام اُسکا یہہ ہوا کہ اُسکی دلاوری دیکھہ کر اُن راجپوتوں نے اپنی قوم کے طور و طریقی پر ساتھہ اُسکے جان لڑانیکا قصد مصمم کیا جو ساتھہ اُسکے محصور تھے چنانچہ عورتیں اور بال بچے آگ جلاکر جل مرے اور مردوں نے یہہ کام کیا کہ نہا دھوکر ایک دوسرے کے چھوڑنے اور اس دار فانی سے رخصت ہونے پر امادہ ہوئے چنانچہ شہر کے دروازہ کھولکر تلواریں پکڑیں اور دشمنوں میں گھسکر سب کے سب مارے گئے *

منجملہ سپاہیان قلعہ کے جو لوگ اس جانبازی میں شریک نہوئے اُنہوں نے اپنی جان بچانیکا کچھہ پھل نپایا اسلیئے کہ جب بستی کے دروازے کھلے تو دشمنوں نے چاروں طرف سے حملہ کیا اور جسکو ہتیاربند پایا اُسکو قتل کیا اور اُسکے بال بچوں کو لونڈی غلام اپنا بنایا ‡ *

واضح ہو کہ مقام اشکندرا § میں بھی ویساہی ہندوؤں نے بڑی بہادری

---

† اگرچہ کسی خاص بیان سے یہہ بات واضح نہیں کہ محمد قاسم دریاے اٹک سے کہاں پار ہوا مگر یہہ ثابت ہی کہ یہہ لڑائی اٹک کے بائیں کنارے پر ہوئی پہلے وہ اٹک کے مغربی کنارے پر مقام راور میں گیا اور ہنود کی فوجیں دوسرے کنارے پر اکھٹی تھیں اور جب تک کہ محمد قاسم کو دریا کے وار آنے کا رستہ ملا تو طرفین کی فوجیں کئی بار متحرک ہوئیں جن مقاموں کے نام بیان کیئے گئے وہ جیوار اور بیت اور راور وغیرہ ہیں اور معلوم ہوگا ہی کہ محمد قاسم نے اٹک کے وار اپنی فوج کی صف آرائی جیہم اور گوگند میں کی اور لڑائی سے پہلے وہ ساکرہ میں مقیم تھا جو جیہم کے علاقہ میں ہی اور واضح ہو کہ یہہ مقام اب نقشوں میں نہیں ملتی — تاریخ ہند و سند

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۴ صفحہ ۴۰۹ اور ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد ۱ صفحہ ۳۲۷

§ پاٹینگر صاحب کی کتاب صفحہ ۳۹۰ اور مرڈو صاحب کی تحریر مندرجہ روزنامچہ رائل ایشیاٹک سوسئیٹی نمبر ۱ صفحہ ۳۱

اور رگڑے جهگڑے کے ساتهہ اهل اسلام کا مقابلہ کیا جیسے کہ مذکور هوا اور بعد اُسکے ایسا معلوم هوتا هی کہ تمام ملتان بلا مقابلہ فتح هوگیا اور مسلمانوں کو لڑنے مرنے بدون اسوقت تک کامیابي حاصل هوتي رهي کہ راجہ داهیر کي ساري قلمرو پر مسلط هوگئے ॥ *

جو برتاو کہ اهل اسلام اُن لوگوں سے برتتے تهے جن پر اُنهوں نے فتح پائي تهي اُن سے اعتدال اور خونریزي عرب کا حال آغاز فتوحات کي

॥ دیول کا بندر کرانچي بندر کے پاس پروس میں کوئي مقام هوگا اور فرشتہ والی کا یهہ بیان کہ شاید وہ تاتا کا بندر تها اسلیئے صحیح نهیں معلوم هوتا کہ یهہ شهر اگرچہ جهازوں کے واسطے بڑا بندر هی مگر سمندر تک اُس سے رسائي ممکن نتهي اور اُن موانع کے باعث سے جو دریا کے دهانہ پر هیں کشتیوں کے سوا کسي جهاز وغیرہ کا بندر میں آنا هرگز ممکن نهیں مرتو صاحب کي تحریر مندرجہ روز نامچہ رایل ایشیاتک سوسئیٹي صفحہ ۲۹ اور برنس صاحب کا سیاحتنامہ جلد ۳ صفحہ ۲۳۲ اُنکے اُس بیان سمیت جو اُنهوں نے اٹک کے سب دهانوں کا اپنے چوتهے باب میں کیا هی برهمن آباد کا موقع اُن پورانے کهنڈروں سے قیاس کیا جاتا هی جو زمانہ حال کے آباد شهر تاتا کے متصل هیں (برنس صاحب کا سیاحت نامہ جلد ۳ صفحہ ۳۱ اور اُن هندوستانیوں کي راے جسکو کپتان مرتو صاحب نے روز نامچہ رایل ایشیاتک سوسئیٹي نمبر ایک صفحہ ۲۸ کے ایک حاشیہ میں بیان کیا هی) مرتو صاحب کا یهہ خیال کرنا کہ برهمن آباد اٹک کے دریا کے موجودہ دهانہ کے دوسریطرف ایسي جگهہ آباد تها جو تاتا سے زیادہ تو شمال و مشرق کیجانب واقع هی ایک عجیب بات هی اگرچہ یهہ موقع اِس لیئے زیادہ قرین قیاس هی کہ راجہ داهیر کابیٹا آلر سے بهاگ کر اسي مقام کو گیا هوگا شاید دو مختلف مقام تهے ایک برهمن آباد اور دوسرا برهمنہ اور سهوان اب بهي موجود هی اور آلر جو سند کا دارالسلطنت تها اُسکے پورانے کهنڈروں کو کپتان برنس صاحب نے دریاے اٹک پر بکر کے پاس دیکها هی (برنس صاحب کا سیاحت نامہ جلد ۳ صفحہ ۷۶) محمد قاسم کے سالم کے پاسکے خاص خاص کوچ اور دریاے اٹک سے عبور کرنے کے موقع کي نسبت کئي شبهہ هیں مگر ملک میں داخل هونے اور جگهہ جگهہ تاخت تاراج کرنے میں کچهہ شک شبهہ نهیں تاریخ فرشتہ والے نے اُس مقام کو اجدر لکها هی جهاں بڑي لڑائي پڑي اور بڑا محاصرہ پیش آیا مگر غالب یهہ هی کہ یهہ کاتب کا سهو هی کہ آلر کي جگهہ جو بجاے آلر کے مشهور هی اجدر لکها گیا

مانند ظاہر ہوتا تھا چنانچہ جب کسی بستی پر حملہ کیا جاتا تھا تو بستی والوں سے پہلے پہل یہہ درخواست کیجاتی تھی کہ تم اسلام قبول کرو یا جزیہ ادا کرو اور انکار کی صورتمیں بستی پر حملہ ہوتا تھا اور ہتیار بند آدمی قتل کیئے جاتے تھے اور اہل و عیال اُنکے لونڈی غلاموں کیطرح بکتے تھے چنانچہ چار شہروں نے اطاعت سے انکار کیا اور لڑنے مرنے پر آمادہ ہوئے اور آخرکار اُنکی گردنیں مارے جانے اور اُنکے جورو بچوں کے لونڈی غلام بنانے کی نوبت پہونچی اور منجملہ اُنکے جسقدر آدمی دو شہروں میں قتل ہوئے اوسط تعداد اُنکی چھہ ہزار تھی اور باوصف اِسکے سوداگر لوگ اور پیشہ والے اور باقی رہنے والے علاوہ اُسوقت کے جو حملے کی لپیٹ سپیٹ میں آجاتے تھے ہر طرح کی تکلیفوں سے محفوظ رہتے تھے *

جبکہ جزیہ شہروالوں سے برضا و رغبت یا بجبر و اکراہ وصول ہوجاتا تھا تو اُنکو حسب دستور قدیم اپنے رسوم مذہب کے اجرا و ادا کا اختیار حاصل ہوتا تھا اور جبکہ خود راجہ بھی اداے جزیہ پر راضی ہوجاتا تھا تو راج اُسکا اُسیکے قبضہ میں رہتا تھا اور صرف اُسکو وہی تعلق باقی رہتا تھا جو عام باج گزار حاکموں کو ہوتا ہی *

غیر مذہب کے مراعات سے ایک سوال ایسا دشوار و پیچیدہ معلوم ہوا کہ محمد قاسم اُسمیں حیران ہوا اور عرب کو اُسنے لکھا بیان اُسکا یہہ ہی کہ جن شہروں پر کڑے کڑے حملے کیئے گئے اور ہندوؤں کے مندر خراب اور برہمنوں کے روزینہ اور جاگیریں ضبط ہوئیں اور مذہبی رسموں کی ممانعت کی گئی تو پھر اُنکو اجراء رسوم اور بت پرستی کی اجازت دینا مزاحمت نکرنے سے زیادہ بت پرستی کا مدد و معاون ہونا ہی جواب اُسکا یہہ ملا کہ جب لوگوں نے جزیہ قبول کیا تو حقوق رعایا کے مستحق ہوگئے اور مندروں کی تعمیر اور رسومات کے اجرا کی اجازت دیگی چاہیئے اور جو جاگیریں کہ برہمنونکی ضبط کی گئیں وہ وا گذاشت کیجاویں اور تین روپیہ سیکڑا ملک کے محاصل پر جو ہندو حکام اُنکو دیتے تھے وہ حکومت

اِسلام سے بهي ملاکرین اگرچه محمد قاسم کا نوعمري اورشباب کا عالم تها مگر معلوم هوتا هی که وه هوشیار اور دلجوئي کرنیوالا تها چنانچه اُسنے بہت سے راجاؤں کو ترغیب دیکر لڑائیوں میں شریک اپنا کیا اور جب لڑائي پوري هوئي تو اُسنے اُس پرانے هندو کو جو راجه داهیر کے عهد سلطنت میں وزیراعظم اسکا تها وزیر اپنا بنایا اور اس سے واضح هوتا هی که اُسنے حقوق قدیمه کي حفظ و مراعات اور قواعد و قوانین کے قیام و اجرا کے قابل اسیکو سمجها † *

مسلمان مورخوں نے یهه بیان کیا که محمد قاسم نے قنوج کي جانب کوچ کي طرح ڈالي جو گنگا کے قریب واقع هی اور اُسیکے زمانه کا ایک مورخ ‡ ایک ایسے مقام پر پهونچنا اُسکا بیان کرتا هی جو اودے پور سمجها جاتا هی مگر محمد قاسم کے پاس کل چهه هزار آدمي اول میں تهے اور بعد اسکے دو هزار آدمي اور آئے تهے جس سے صرف اتنا فائده هوا هوگا که پهلي تعداد باقي رهي هوگي اور اِسي وجهه سے یهه بات سمجهه

---

† هند و سند کي فارسي تاریخ کا قلمي نسخه— اس نسخه کو جو لندن میں انڈیا هوس کے کتب خانه میں موجود هی اُسوقت تک مینے نهیں دیکها تها که محمد قاسم کے معرکوں وغیره کے حالات پورے لکهه چکا تها معلوم هوتا هی که بهت سے حالات اُسکے اِسي کتاب سے لیئے گئے جیسي که صورت اُسکي اب موجود هی اُسکو محمد علي بن حامد نے سنه ۱۲۱۶ ع مطابق سنه ۶۱۳ هجري میں لکها تها مگر یهه ایک عربي کتاب کا ترجمه هی جو قاضي بکر کے پاس موجود تهي اور ضرور هی که عربي کا اصل نسخه محمد قاسم کے فتوحات کے بعد هي لکها گیا هوگا اِس لیئے که اُسمیں زنده لوگوں کے حواله دیئے هیں اگرچه اِس نسخه میں بهت سي دقت طلب تقریریں اور اُن بڑے بڑے لوگوں کے خط جو اس مهم میں شریک تهے مندرج هیں مگر محمد قاسم کي تمام مهمات اور اُسکے زمانه سے پهلے کي هندو سلطنوں کا حال ٹهیک ٹهیک تفصیل وار ایسا بیان کیا هی که کسي جگهه ایک بیان دوسرے بیان کے متخالف نهیں بهت سے مقاموں کے نام اِس کتاب میں درج هیں اگر کوئي آدمي زبان سنسکرت سے ایسا واقف هو که عربي مصنف اور مترجم کي غلطیوں کو جو اُن ناموں کي صحت میں هو گئي هیں اور خصوص کاتبوں کي غلط فهمیوں کو ٹهیک ٹهیک کرسکے تو اُس کتاب سے اُس زمانه کا جغرافیه بهت کچهه معلوم هو جاوے

‡ تاریخ هند و سند

میں نہیں آتی کہ ایسی صورت میں بھی کہ سندھ کے قبض و تصرف کے لیئے وہ کچھہ فوج اپنی نچھوڑ جاتا ایسی مہم کا کیسے ارادہ کرسکتا *

محمد قاسم اپنی تدبیروں میں سر گرم تہا کہ ناگاہ اسپر آفت آئی تمام مسلمان مورخ اسپر متفق ہیں کہ جو عورتیں کہ سندھ سے هاتھہ آئی تھیں انمیں راجہ داهر کی دو بیٹیاں بھی تھیں اور جو نہایت خوب صورت اور نازک اندام تھیں خلیفہ † وقت کی حرم بنانے کے لیئے اچھوتی رکھی تھیں چنانچہ جب وہ بھیجی گئیں اور خلیفہ کے سامنے آئیں تو بڑی بیٹی زار زار رونے لگی اور جب خلیفہ نے رونے کا باعث دریافت کیا تو اسنے یہہ عرض کیا کہ اپنی بدنصیبی سے یہہ لونڈی حضور کے قابل نرهی یعنی جب کہ میں محمد قاسم کے قبضہ میں تھی تو اسنے بہار میری لوٹی اور میری بکارت زائل کی اور چونکہ خلیفہ فریفتہ هوگیا تھا سنکر نیلا پیلا هوا اور اسیوقت یہہ فرمان صادر کیا کہ محمد قاسم کو کچی کھال میں سیکر دمشق کو روانہ کرو چنانچہ حکم کی تعمیل هوئی اور وہ کچی کھال میں سیا گیا اور دمشق کو بھیجا گیا اور جب کہ یہہ مردہ وهاں پہونچا تو خلیفہ نے اُس پریزاد کو خوش کرنیکے لیئے دکھایا وہ دیکھنے کے ساتھہ کھل کھلا کر هنسی اور بیساختہ یہہ بول اوٹھی کہ محمد قاسم بیگناہ تھا اور مجھکو انتقام اپنے خاندان کی تباهی کا ‡ منظور تھا *

ملک سندھ سے مسلمانوں کے نکلنے کا بیان

واضح هو کہ مسلمانوں کی ترقی هندوستان میں محمد قاسم کے ساتھہ تھی چنانچہ جب وہ مرگیا تو وہ ترقی بھی کوچ کر گئی جو ملک اُسنے فتح کیئے تھے سنہ ۷۱۴ ع مطابق سنہ ۹۶ هجری میں تمیم نام

---

† یہہ خلیفہ بنی امیہ کے خاندان کا چھٹا خلیفہ اور نام اُسکا ولید بن ولید تھا

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۴ صفحہ ۴۱۰ آئین اکبری جلد ۲ صفحہ ۱۱۹ اور پاٹینگر صاحب کا سیاحت نامہ صفحہ ۳۸۹

اسکے قائم مقام کو حوالہ کیئے گئے اور خاندان بنی امیہ کی تباہی تک یعنی چھتیس برس اسکے قبضہ میں رہے بعد اسکے سمیرا کے راجپوت قوم نے بغاوت کی جسکا حال مفصل معلوم نہیں اور مسلمانوں کو سند سے نکالا اور جو ملک اهل اسلام نے فتح کیئے تھے پھر هندوؤں کے قبض و تصرف میں آگئے اور پانسو برس کے قریب انکے قبضہ میں رہے † *

هندوستان میں مسلمانوں کی فتوحات کے نہایت تھوڑے تھوڑے کے اسباب

یہہ بات اچنبھے کی هی که جب مسلمان اسلام کے پھیلانے اور کامیاب هونے کے پہلے پہل کے جوشوں میں ملتان تک بڑھے چلے آئے تو ایران کی طرح هندوستان پر کیوں مسلط نہوئے اور کیا باعث هوا که وہ لوگ ایسے ملک سے یعنی سند سے جہاں ایکبار اپنا قدم جما چکے تھے مجبور هوکر نکالی گئے سارا سبب اُسکا یہہ تھا که دونوں ملکوں کی صورت برابر نتھی اگرچہ هندوستان کی دولتمندی اور زرخیزی کی شہرت اور اُسکے رهنے والوں کی نازپروری کے باعث سے کشور کشایوں کو اُسکی اُرزو هوئی مگر ایسے امور اُنکو پیش آئے هونگے که تاثیر اُنکی عرب والوں کی بیطرح گرمجوشی پر غالب آئی هوگی *

اگرچہ ملک ایران میں دین و حکومت دونوں پر حملہ کیا گیا مگر وهاں ایک کی تائید دوسرے سے نہو سکی چنانچہ اتش پرستوں کے پوجاری نہایت ذلیل اور بیعزت لوگ تھے ‡ اور اُنکے دین میں کوئی

---

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۴ صفحہ ۴۱۱ اور آئین اکبری جلد ۲ صفحہ ۱۲۰ تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۷ کی بموجب نکالے هوئے عربوں میں سے تھوڑے لوگ افغانستان میں آباد هوئے

‡ مجوسیوں کے زمانہ قدیم اور زمانہ حال کے مسائل کے مقابلہ اور امتحان کے واسطے ارس کاین صاحب کے جواب مضمون کا ملاحظہ چاهیئے جسمیں پارسیوں کے مقدس کتابوں اور مذهب پر گفتگو هی اور وہ حال لٹریری سوسئیٹی بمبئی کی جلد ۲ صفحہ ۲۹۵ میں مندرج هی

بات ایسی تھی جس سے لوگوں کے دلوں میں کچھہ جوش خروش اور آمادگی پیدا ہووے اور برائی اور بھلائی پہونچانے والے دیوتوں کے اختیار و قدرت کو ایسا برابر ٹھہرایا ہی کہ ضرر رساں دیوتے کی ایذا و ضرر رسانی کے ارادوں سے بچنے کے لیئے بھلائی کے دیوتا سے کوئی کافی مدد حاصل نہیں ہوسکتی اور اسی باعث سے ضرر رساں دیوتے کی رضا جوئی اور خوشامد کے لیئے بہت سی بیہودگی سی حرکات کرنے پر توجہہ صرف † کرتے ہیں *

ایسے دین کے معتقدوں کو جن پر پوجاریوں کا کچھہ رعب داب تھا ایک خداے رحیم و قوی کا معتقد کرانا ایسا معلوم ہوا ہوگا کہ گویا دین کے بڑے عمدہ اصول تک رسائی نصیب ہوئی اور جب کہ ایک ہی بادشاہ کی تباہی سے سارے ملک کی حکومت تباہ ہوگئی تو قوم کے مفتوح ہونے اور مسلمان ہو جانے کا کوئی مانع مزاحم نرہا *

برخلاف اُسکے ہندوستان میں پوجاریوں کا ایک قوی گروہ ایسا تھا کہ وہ حکومت کے کار و بار میں ہر طرح سے شریک و دخیل تھے اور تمام لوگ اُنکا پاس لحاظ کرتے تھے اور ہر شخص کے دل میں رعب داب اُنکا بیٹھا تھا اور وہاں ایک ایسا مذہب جاری تھا کہ اُسمیں لوگوں کے قوانین اور رسم و رواج خلط ملط تھے اور لوگوں کے دلوں میں جو خیال پیدا ہوتے تھے یا ہو سکتے تھے وہ اُن سب پر محیط تھا اور باوصف اسکے تبدیلی کا خوف اور تھوڑی بہت دلاوری بھی تھی جو غالب غنیم کے کڑے حملوں کی روک تھام کرنے اور ایام گزاری سے انکا زور و شور گھٹانیکے لیئے مناسب ہوتی ہی علاوہ اسکے اُنکی نا اتفاقی بھی مفید تھی یعنی اگر ایک راجا کو تباہ کیا تو حملہ کرنے والی کے دشمنوں میں سے ایک کم ہوگیا اور دوسرا حریف اُسکے بعد مقابلہ کرنیکو باقی رہا اور جسقدر کہ وہ حملہ‌آور آگے کو بڑھیگا اُسیقدر فوج اُسکی گھٹتی جاویگی اور جہاں سے اسکو رسد وغیرہ کا

† ارس کاٹن صاحب کا جواب مضمون صفحہ ۳۳۵

سامان اسانی سے بہم پہونچتا تھا وہاں سے دور پڑتا جاویگا اور اپنے مخالفوں کو کوئی ایسا بڑا صدمہ نہ پہونچا سکیگا جسکے ذریعہ سے مہم اُسکی پوری ہو جاوے *

جن لوگوں نے پہلے پہل هندوستان پر حملہ کیئے امور مذکورہ بالا کا اثر اُنکے دلوں پر کیساهی کچھہ ہوا ہو مگر یہہ باتیں تحقیق کرنے والے کی توجہہ کے قابل ہیں اسلیئے کہ همکو یہہ سمجھنا چاهیئے کہ یہی باتیں هندوستان میں اسلام کی دھیمی ترقی اور اور ملکوں کی مانند اُسکے اجرا میں سختی نہونے اور غیر مذہب کو گوارا رکھنے کے باعث ہیں *

واضح ہو کہ جن حالات کو هم بیان کر رہے ہیں اُنکے ظہور کے وقتوں میں اور بھی سبب تھے جنکی بدولت هندوستان میں مسلمانوں کی ترقی جھمیلے میں پڑگئی یہاں تک کہ اُنکی حکومت کا مزاج بدلتا چلاگیا چنانچہ سردار اُنکے نہایت گرم دیندار واعظوں سے دنیادار بادشاہ ہوگئے اور اسلام کے پھیلانے کی پوری پوری رغبت نرهی بلکہ جاہ و حشمت کے بڑھانے پر پڑے اور علی هذالقیاس اچھے جفاکش سپاہیوں سے ایسے عیاش اور عالیشان بادشاہ بنگئے کہ جنکو فتح کی خوشی کے علاوہ اور بھی بہت سی خوشیاں اور لڑائی بھڑائی کے سوا اور بھی بہت کام کاج ہوتے ہیں چنانچہ خلیفہ دویم حضرت عمر جب بیت المقدس کو اپنے لشکر میں گئے تو هتیار اور کھانے پینے کا سامان ایک ہی اونٹ پر لادا اور اُسی پر سوار هوگئے اور خلیفہ سویم حضرت عثمان جب دن کے کام کا بقیہ رات کو پورا کرچکتے تھے تو چراغ اسلیئے گل کرتے تھے کہ بیت المال کا تیل اُنکے ذاتی کام میں صرف نہووے اور بعد اُسکے سو برس کے اندر اندر خلیفہ مہدی ایسا ہوا کہ پان پانسو اونٹوں پر صرف برف لدوا کر منگاتا تھا اور خلفاے عباسیہ کے ایک ایک دن کا خرچ پہلے چاروں خلیفوں کے عہد خلافت کے خرچ کی برابر پڑا علاوہ اسکے مامون رشید کے عہد خلافت میں جو یونانی کتابوں کے

ترجمه هوئے تو یهه کام اُس طبیعت کے جسکے سبب سے خلیفه ثاني اسکندریه کے کتب‌خانه جلانے پر اماده هوئے اُسیقدر مخالف تها جسقدر که اختلاف کفایت شعاري اور عیاشي کا اوپر مذکور هوا *

یهي باعث هوا که عرب کي فتوحات نے شرقي ملکوں میں ترقي نه پکڑي بعد اُنکے جن لوگوں نے هندوستان پر حملے کیئے اب اُنکا حال هم لکهینگے *

تاتاري قوموں کا بیان

جب که سنه ۶۵۱ ع مطابق سنه ۳۱ هجري میں اهل عرب نے ایران کو فتح کیا تو اُس خطه سے اُنکي ایراني قلمرو کي حد فاصل دریاے اکسیس تها جسکا نام اهل عرب نے دریا کے پار هونے کے سبب سے ماوراءالنهر رکها جسکے معنے هندي میں دریا سے آگے اور انگریزي میں ترین‌ساگزیانه هے اور شمالي حد اس خطه کي دریاے جیکسرتیز اور مغربي حد اُسکے بحر کاسپین اور شرقي حد اُسکي کوه اماس هی اگرچه اس خطه میں بڑے بڑے جنگل واقع هیں مگر بعض بعض اُسکے حصے نهایت پیداوار اور بڑي کاشت کے قابل هیں اور جب که یهه ملک اهل عرب کے قبض و تصرف میں تها تو معلوم هوتا هی که منجمله زرخیز حصوں دنیا کے اول پایه کا تها اور اُس خطه † میں کچهه لوگ تو ایسے تهے که وه مستقل آبادي رکهتے تهے اور کچهه لوگ ایسے تهے که وه خانه بدوش اور چرواهے تهے مگر مستقل سکونت والے کثرت سے ایراني اور خانه بدوش تاتاري تهے اور یهي حال آج تک چلا آتا هی اور غالب یهه هي که قدیم سے ایسا هي چلا آیا هی *

---

† ارس کاین صاحب کے ترجمه تاریخ بابر کے دیباچه کا صفحه ۴۳ اور هیرن صاحب کي تحقیق مندرجه تحقیقات ایشیا جلد ایک صفحه ۲۶۰ جب که اهل عرب نے یهه ملک فتح کیا تو اُسمیں فارسي بولي جاتي تهي اور اسکي ایک مشهور سند مورخه سنه ۷۱۶ ع مطابق سنه ۹۴ هجري کے کپتان برنس صاحب نے اپنے سیاحت نامه کي جلد دو صفحه ۲۶۹ اور ۳۵۶ میں دي هی

ماوراءالنہر کے تاتاریوں † کے حالات سے اُنکی پاس پروس کي قوموں کي تاریخیں اور هندوستان کي تاریخ جو بہت کچھہ معمور هی اسلیئے جي چاهتا هی که اُنکي اصل اور پہلي حالت دریافت کي جاوے مگر اس تحقیقات میں بہت سي مشکلیں پیش آتیں هیں هاں تحقیق اسباب‌کي بہت اچھي هوگي که منجملہ اُن تینوں بڑي قوموں کے جنکو عموماً تاتاري کہا جاتا هی ماوراءالنہر کے تاتاري کن میں داخل هیں اگرچه ترکوں اور مغلوں اور مجوسیوں کے اختلاف زبان کي دلیل سے ایک طرح کا امتیاز اور علاوه اُسکے اور بھي خاص خاص ایسي باتیں هیں جنسے فرق اُنکا ظاهر هوتا هی مگر اُنکي چال ڈهال اور رنگ روپ میں ایسي عام مشابہت هی که ایک اجنبي آدمي دور سے دیکھے تو بہت دشواري سے فرق اُنمیں کرسکے اور اُنکي زبانوں کا اختلاف شنسکرت اور یوناني کا سا اختلاف هی اور جسطرح که ان دونو زبانوں میں هم اصل هونیکے مشابہت هی ویسي هي ان تاتاریوں کي زبانوں میں مماثلت پائي جاتي هی ‡ تحقیقات مذکوره میں اُنکے ملکوں کے موقعوں سے بہت تھوڑي امداد ملتي هی چنانچه همارے زمانه میں مجوسي لوگ مشرق کي جانب اور مغل بیچا بیچ میں اور ترک مغرب کي جانب بستے هیں اور ترکوں کے بسنے کے مقام اُس زمانه میں کسیقدر پلٹ چکے هیں جسکي تاریخ اب صحیح موجود هی اور یہه بیان ممکن نہیں که اُس

---

† واضح هو که لفظ تاتار اور تاتاري کا استعمال اهل یورپ کي راے کے بموجب بہت بڑے خطه اور بہت سي قوموں کے مجموعه پر هونے کیا اور جن لوگوں پر اطلاق اس لفظ کا کرتے هیں وه لوگ اُس سے ایسے کم واقف هیں جیسے که سواے یورپ کے باقي تینوں براعظم کے باشندے ایشیا اور افریقه اور امریکا والے مشہور هونے سے نا واقف هیں پس لفظ تاتار اور تاتاري کا استعمال کئي قوموں میں عموماً بیان کرنیکے لیئے ایسا هي مناسب هی جیسے که لفظ ایشیا اور افریقه اور امریکا کا وهانکي بہت سي قوموں کي تعبیر کے واسطے شایاں هی *

‡ ڈاکٹر پریچرڈ صاحب کي تحریر درباب اقوام حصه بالائي ایشیا کے جو جغرافیه کي شاهي سوسئیٹي کے حالات کي نویں جلد میں درج هے ملاحظه کیجاوے *

زمانہ سے پہلے پہلے وہ کہاں کہاں بستے تھے ایشیا کے جنوب میں عرب کے لوگ اور علاوہ اُنکے اور خانہ بدوش قومیں تر و تازہ چراگاہوں یا تبدیل آب و ہوا کی ضرورت سے بڑے بڑے دور و دراز سفر کرتی ہیں اور ہر قوم کے پاس ایک نہ ایک ایسا خطہ ہوتا ہی کہ وہ اُسکو اپنا سمجھتی ہی اور بہت سی قومیں اُنہیں خطوں میں آباد ہیں جنکو اور قوموں نے پہلے پہل اُنمیں دیکھا تھا مگر تاتار کے لوگوں کا یہہ حال نہیں جنسے بڑی بڑی سلطنتیں ہمیشہ قائم ہوئیں اور علاوہ اُن نقل مکانوں کے جو وہ خاص اپنے ملک کی حدوں میں عیش و آرام کی نظر سے کرتے ہیں کبھی کبھی بلند ہمتی سے بھی خانہ بدوشوں کی طرح جابجا پھرتے ہیں اور ایک دوسرے کو اُسکے ملک سے نکالتے یا اُسکو مطیع اپنا بناتے رہتے ہیں حاصل یہہ کہ وہ لوگ صرف اپنے گھروں ہی کو بدلتے نہیں رہے بلکہ اُنمیں سے نئے نئے اور بڑے بڑے گروہ قایم ہوئے ہیں اور اُس گروہ کے نام سے جو اوروں سے سبقت لیگیا ہی نئے نام نکلے ہیں چنانچہ کبھی ایک قوم کا قیام دریاے والگا کے کنارےپر بیان کیاگیا اور کبھی اُسی قوم کا ٹھکانا چین کی بڑیدیوار تلے پایا گیا اور جس گروہ سے کہ پہلے کوہ التاے کا ایک وادی بھی آباد نہیں ہوسکتا تھا چند سال کے بعد اتنی پھیل گئی کہ سارے تاتار میں بھی سما نہ سکتی تھی *

یہی باعث ہی کہ تاتاریوں کے کسی خاص گروہ پر نظر جمانا اور اُس گروہ میں جو جو خلط اور تبدیلیاں واقع ہوئیں سراغ اُن سب کا بہم پہونچانا ایسا ہی ناممکن ہی جیسے کہ اُس ایک دیمک کی چال کا حال دریافت کرنا نہایت دشوار ہی جو اپنے بڑے گھر میں پھرتی رہتی ہی *

تاتاریوں کی باقی قوموں میں ترکوں کی قوم اِس سبب سے ممتاز ہی کہ تاتاریوں کے خط و خال اُنمیں بہت کم پائے جاتے ہیں اور رنگ اُنکے چہروں کے گورے اور طور طریقے اُنکے نہایت شایستہ ہیں یہہ اِن اوصاف

کے ذریعہ سے تمام وقتوں میں اِس شرط سے پہچانے جاسکتے ہیں کہ همکو یہہ بات تحقیق ہوجاوے کہ اُنکے امتیاز کا کچھہ بهي باعث نہیں هی کہ اور تاتاریوں کي نسبت اور قوموں کے ساتھہ اُنکو ربط و ضبط کے زیادہ موقع هاتھہ آئے اور جو ممتازي اُنکو حاصل تهي پہلے وقتوں میں باقي تاتاریوں کو بهي حاصل نتهي جو مغربي خطوں میں بستے هونگے بلکہ علاوہ اسباب مذکورہ کے کوئي اور سبب بهي هی † *

اِن قوموں کے فرق و امتیاز کے واسطے اِس بیان سے شاید کچھہ اعانت هووے کہ اوزبک کي قوم جو ماورالنهر پر في الحال قابض اور ترکمانوں کي قوم جو دریاے اکسیس اور ایشیاے کوچک پر متصرف هی اور شمالي ایران کے خانہ بدوش اور قسطنطنیہ کے باشندے سارے ترک هیں اور علاوہ اِسکے تیمور کي فوج کا بڑا حصہ بهي ترکي لوگ تهے اور چنگیزخاں

---

† قسطنطنیہ اور ایران کے ترکوں کے تاتاریوں کیسے خط و خال اتنے معدوم هوگئے کہ بعضے حکیموں نے کہا هی کہ وہ کوہ قاف والوں کي اولاد یا اهل یورپ کي نسل میں داخل اور تاتاریوں کي نسل سے خارج هیں اور بخارا اور ماوراءالنهر کے ترکوں کا یہہ نقشا هی کہ باوصف اِسکے کہ وہ ایک مدت تک ایرانیوں میں رهے سهی اور اُنکي صورتوں میں بہت نرمي آگئي اصلي خط و خال اُنکے ایسي وضاحت سے موجود هیں کہ وہ پہلي نظر میں تاتاري سمجھے جاتے هیں اور ڈي‌گگنیز صاحب مورخ کے وقتوں میں جو حال تاتاریوں کے معلوم تهے اُنکے ذریعہ سے صاحب موصوف تاتاري قوموں کا امتیاز نکرسکے مگر ایک بات اُنهوں نے ٹهیک لکهي هی کہ ترکوں کو هیونگنو بهي کہتے هیں اور اٹیلا سردار اور اُسکي فوج کے بڑے حصہ کو اُنهوں نے اِسي قوم میں بے کھٹکے داخل کیا هی اور جب کہ یہہ ترک یورپ میں داخل هوئے تو یورپ والوں کے دلوں میں اُنکي ڈراني صورت اور وحشیانہ طوروں سے ایسي هیبت پیدا هوئي جیسیکہ اُنکي فتوحات سے ظاهر هوئي تهي چنانچہ خود اٹیلا سردار ان قومي خصوصیتوں میں معروف و مشهور تها (گیبن صاحب کي تاریخ روم جلد ۳ صفحہ ۷۳۵) هیونگنز یعني ترکوں کي اُس شاخ کا ایک بڑا گروہ جسمیں اٹیلا سردار تها اِس سردار کے زمانہ سے پہلے سے ماورالنهر کے ایرانیوں میں بستا تها اور نام اُنکا قوم کے رنگ و روپ کي تبدیلیوں سے گورے هنز مشهور هوگیا تها ڈي‌گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۸۲ اور ۳۲۵

کي فوج کے افسر اور اُسکي فوج کا بڑا حصه مغل تھے اور وہ تاتاري
خاندان جو اج کل ملک چین اور تاتار کے اُس حصه میں جو چین کے
قرب و جوار میں واقع هی حکومت کرتا هی تمام مجوسي هیں *

ماوراءالنہر میں ترکون کے بسنے کا بیان

پھر حال یہه خیال کرنا چاهیئے که سنه عیسوي کے آغاز سے ایک مدت
پیشتر ایک حصه ترکون کا ماوراءالنہر میں بسا تھا اور اگرچه مغلوں کي
فوجیں اور نقل مکان کرنے والے گروہ اکثر اوقات اُنپر گذرتے تھے مگر وہ لوگ
اپني جگهه سے کہیں نه هلی اور جب که عرب کے لوگوں نے ماوراءالنہر پر
حمله کیا تو اِن ترکوں میں سے بہت سے خانه بدوش اور گله بان اور
کسیقدر مستقل سکونت رکھنے والے تھے † *

اُس زمانه میں اِن ترکوں پر جو لوگ حکومت کرتے تھے وہ اُنسے
کسیقدر مدت کے بعد آکر آباد هوئے تھے غالب یہه که وہ بھي ترک هي
هونگے اور یہاں آکر آباد هونے سے تھوڑے دنوں پہلے وہ لوگ ایسي قوموںکے مجموعه
میں مل جل گئے تھے جنکے وہ پیشوا تھے اگرچه یہه مجموعه سو برس پہلے
ایران والوں کا باج گزار ‡ تھا مگر بعد اُسکے ایسي سلطنت پر قابض هوئے که
اُسنے بحرکاسپین اور آکسیس سے بنگال کي جھیل اور دریاے مینسي واقع سائبیریا
کے دهانوں تک پانو اپنے پھلائے § تھے اور زمانه حال میں وہ ایسے ٹوٹ پھوٹ
کر چھوٹے چھوٹے گروہ هوگئے که چین کي سلطنت کے || خراج گزار بنگئے *

---

† مسلمان عرب والے اور ایران کے باشندے تمام اپنے همسایوں کو ترک کے نام
سے همیشه پکارتے هیں اگرچه وہ مغلوں کے هونے سے واقف هیں مگر وہ لوگ استعمال
اِس لفظ کا ایسا مطلقاً اور عموماً کرتے هیں جیسا که هم تاتار کے لفظ کا علی‌العموم
کرتے هیں اور بحث اِس مضمون کي جو ارسکائن صاحب کي تاریخ بابر کے دیباچه
میں صفحه ۱۸ سے صفحه ۲۵ تک درج هی دیکھنے کے قابل هی

‡ ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد پہلي حصه ۲ صفحه ۳۶۹

§ ایضاً صفحه ۳۷۷ و صفحه ۳۷۸

|| ایضاً صفحه ۳۹۳

عرب والوں کا ماوراءالنهر کو فتح کرنا

ایران کي فتح کامل سے پچپن برس بعد اور سند کے قبض و تصرف سے پانچ برس پہلے عرب والوں نے بحر اکسیس یعني نہر جیحون سے عبور کیا اور قتیبہ حاکم خراسان اُنکا سردار تھا چنانچہ پہلے اُسنے شہر حصار پر جو بلخ کے متصل ہے تھا قبضہ کیا اور بعد اُسکے سنہ ۷۰۶ ع سے لغایت سنہ ۷۱۲ ع مطابق سنہ ۸۷ هجري لغایت سنہ ۹۳ هجري تک چھہ برس میں سمرقند اور بخارا کو فتح کیا اور جو ملک اکسیس کے شمال پر واقع هیں اُنپر گذرا اور خوارزم کي سلطنت کو جو ارل کي جھیل † پر واقع هی مطیع اپنا کیا اگرچہ ترکوں کے شہروں میں بدوں سخت لڑائیوں کے اُسکا دخل نہوا اور اکثر اوقات اُسکي کامیابي میں شک و شبہہ باقي رها مگر آخرکار اُسکي بابت اُنکے شہروں میں ایسي بن پڑي کہ آٹھویں برس یعني سنہ ۷۱۳ ع مطابق سنہ ۹۴ هجري تک فرغانہ کو فتح کرسکا اور کوہ اماس اور دریاے جکسرتیز تک تسلط پایا *

اِسي برس ملک سپین یعني اُندلس بھي فتح هوا اور عرب کي سلطنت اُس حد تک پہونچي کہ پھر اُس سے زیادہ نہوسکي مگر اِس سلطنت میں غایت اقبال کے عہد سے پہلے پہلے خانگي نزاعوں کے آثار پیدا هوچکے تھے اور اُن سے یہہ معلوم هوتا تھا کہ تھوڑا عرصہ گذرنے پر یہہ سلطنت خراب هوجاویگي *

چنانچہ پچاس برس کے اندر اندر تیسرے خلیفہ حضرت عثمان کے مارے جانے اور چوتھے خلیفہ حضرت علي کے امور سلطنت میں کم مستعد هونے سے بغاوت پیدا هوئي اور باغي لوگ کامیاب هوئے اور نتیجہ اُسکا یہہ هوا کہ عرب کے حدوں سے باهر خلافت مقرر هوئي اور بني اُمیہ کي سلطنت میں جو سنہ ۶۵۸ ع مطابق سنہ ۳۸ هجري میں بغاوت کي بدولت خلیفہ

† یہہ جھیل اس زمانہ میں خیرا یا آر گنج کے نام سے مشہور هی

میں بیٹھے تھے نوہ برس تک اِس سبب سے خلل پڑا رہا کہ آل پیغمبر کے
جتنوں کا دعوی بی بی فاطمہ کے نام سے خلافت کی نسبت قایم رہا اور
جب کسی فساد و بغاوت کا ظہور ہوا تو یہی بہانہٴپیش کیا گیا یہاں تک
کہ سنہ ۷۵۰ ع میں خراسان کا بڑا صوبہ باغی ہوا اور بنی اُمیہ کی قوت
کو بڑا صدمہ پہونچا چنانچہ رسول خدا کے چچا کی اولاد یعنی بنی عباس
تخت نشین ہوئے مگر جو سپاہ اور افسر ملک سپین میں تھے وہ بنی
اُمیہ کے طرفدار رہے اسلیئے سلطنت کی قوت پھر بحال نہوئی *

دوسرا باب

اُن شاہی خاندانوں کے بیان میں جو خلیفوں کے بعد قایم ہوئے

عباسیوں کے پانچویں خلیفہ ہارون رشید کی وفات اُس سفر کے باعث
سے بہت جلدی وقوع میں آئی جو اُسنے ماوراءالنہر کے باغیوں کی گوشمالی
کے لیئے سنہ ۸۰۶ ع مطابق سنہ ۱۹۰ ہجری میں اُٹھایا تھا † اور اُسکے
بیٹے ماموں رشید نے اُنکی سرکوبی کی اور ماموں رشید کے ایک عرصہ تک
خراسان میں رہنے سے وہ صوبہ تھوڑی مدت تک اُسکی سلطنت میں
شامل رہا ماموں رشید نے جو خراسان کی بغاوت کی بدولت اپنے بھائی
امین سے خلافت چھینی تھی اسلیئے اُسکے دربار کو بغداد میں منتقل ہوئے
کچھ بہت عرصہ نگذرا تھا کہ امیر طاہر نے جسکی خاص اعانت سے
ماموں کے ہاتھ خلافت آئی تھی خراسان میں حکومت کسطرح ڈالی
یہاں تک کہ سنہ ۸۲۰ ع مطابق سنہ ۲۰۵ ہجری میں وہ خود مختار
ہوگیا ‡ اور پھر خراسان اور ماوراءالنہر کسی خلافت میں شامل

† پرایس صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۷۹ اور جس تاریخ کی سند سے
اُنہوں نے تاریخ اپنی عموماً لکھی وہ تاریخ طبری ہی

‡ ایضاً جلد ۲ صفحہ ۲۲۵

نہوئے اور بعد اُسکے تھوڑے دنوں گذرنے پر جو خلیفے ہوئے وہ سنہ ۸۶۱ ع مطابق ۲۴۷ ھجری تک کٹ پتلی کي طرح ترکوں کے ھاتھہ میں رھی اور اسي زمانہ سے عرب کي سلطنت کي پوري بربادي سمجھي جاتي ھی † *

طاھر اور صفري خاندانوں کا بیان

واضح ھو کہ طاھر کے خاندان نے پچاس برس سے زیادہ زیادہ یعني سنہ ۸۲۰ ع سے سنہ ۸۷۲ ع تک امن چین سے بادشاھي کي مگر اُنکي سلطنت نے کچھہ رونق نہ پکڑي *

بعد اُسکے خاندان صفري نے جو بہت مشہور و معروف تھا خاندان طاھر پر غالب آکر اُسکو تخت سے اوتارا مگر یہہ خاندان طاھر کے خاندانسے ‡ تھوڑے دنوں یعني سنہ ۸۷۲ ع مطابق ۲۵۹ ھجري تک قایم رھا اور یعقوب بن لیث جو اِس خاندان کا باني مباني تھا تانبے پیتل کا کام سیستان میں کیا کرتا تھا چنانچہ پہلے اُسنے سنہ ۸۷۲ ع میں خاص اپنے وطن میں بغاوت برپا کي اور بعد اُسکے بحر اکسیس تک تمام ایران پر قبضہ کیا اور جب کہ خود خلیفہ کے دبانے کو بغداد میں گھسا جاتا تھا تو وہ راہ میں ناکام مرگیا اور اُسکے جي کي جي ھي میں رھي اور اُسکے بھائي عمر کو آل سامان نے شکست فاحش دیکر گرفتار کیا اور اُسکے خاندان کي بڑائي اُسي روز تمام ھوچکي جو سنہ ۹۰۳ ع مطابق سنہ ۲۹۰ ھجري تک قایم تھي اگرچہ اُس خاندانکے ایک نوجوان شاھزادہ نے باوصف نکل جانے اور سب ملکوں کے خاص سیستان میں کئي سال آپ کو بنائے رکھا § *

اگرچہ صفري خاندان کي حکومت چالیس برس سے زیادہ نرھي مگر یاد اُنکي سیستان میں اِس لیئے باقي رھي ھوگي کہ پنچاس برس بعد یعني سنہ ۹۴۳ ع مطابق سنہ ۳۵۳ ھجري میں ایک شخص اُسي

---

† پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۱۵۵

‡ ایضا صفحہ ۲۲۹

§ ایضا صفحہ ۲۳۴

خاندان کا سیستان میں خود † مختار هوا جسکو سلطان محمود نے
اُسکے زوال خاندان پر سو برس گذر جانے کے بعد یعني سنه ۱۰۰۶ ع
مطابق سنه ۳۹۶ هجري میں اپنا مطیع ‡ کیا *

آل سامان کا بیان

واضح هو که سامانی خاندان ایکسو بیس برس سے زیاده زیاده یعني
سنه ۸۹۲ ع مطابق سنه ۲۷۹ هجري سے سنه ۱۰۰۴ ع مطابق سنه ۳۹۵
هجري تک قایم رها اگرچه اِس خاندان نے هندوستان پر حمله نهیں کیا
مگر جسقدر که پہلے خاندانوں کو تاریخ هندوستان سے علاقه رها اُس سے
زیاده زیاده اِس خاندان کو تعلق رها نام اِس خاندان کا اُنکے کسي بزرگ
سے یا بلخ و بخارا کے کسي شہر خاص سے نکلا هی جہاں کا § وه آپ کو
بتاتے تھے جبکه خلیفه مامون کي دارالخلافت خراسان میں تھے تو اُس
خاندان میں سے جس شخص کا (یعني سامان کا) تاریخ میں پہلے پہل
مذکور هوا هی اور وه ذي رتبه بهي تها اُسپر خلیفه نے التفات اور نوازش فرمائے
چنانچه خلیفه کے حکم کے بموجب سامان کے تین بیٹے اکسیس پار حاکم
مقرر هوئے اور ایک بیٹا اُسکا هرات کا حاکم هوا چنانچه خاندان طاهر کے
عہد میں بهي یهه حاکم قایم رهے بعد اُسکے یعقوب بن لیث کي وفات
یعني سنه ۸۱۷ ع مطابق سنه ۲۰۲ هجري سے سنه ۸۲۰ ع مطابق سنه
۲۰۵ هجري تک ماوراءالنهر اُنکے قبضه میں رهي یہاں تک که وه بہت
سي فوج سواروں کي لیکر دریاے اکسیس سے گذرے اور غالب یهه هی که
وه سوار اُن کے ترکي رعایا تھے اور عمر بن لیث کو گرفتار کیا اور جو
ملک که عمر بن لیث نے فتح کیئے تھے واقع سنه ۹۰۰ ع مطابق سنه
۲۸۷ هجري میں اُنپر قابض هوئے اور اگرچه خلیفه سے بے تعلق ره کر

---

† پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۴۳
‡ ایضاً صفحه ۲۸۲
§ هوسلي صاحب کا ترجمه تاریخ ابن هاکل صفحه ۳۰۴

اِس ملک پر مستقل حکومت کي مگر براے نام اُسکي طرف سے حاکم رهے یهان تک که اُس ملک کا بہت سا حصه دیلم کے خاندان نے دبایا جو مازندران کے ایک ضلع سے آئے تهے اور بانی مباني اُنکا ایک مچهلي والا تها جو بحر کاسپین پر مچهلیاں پکڑا کرتا تها *

دیلم کے خاندان کا بیان

مازندران کو ایران سے علاحده سمجهنے کے بعد جو حصه ملک ایران کا باقي رهتا هے اسمیں سے مازندران کا ملک اسطرح سے الگ هے که پہاڑوں کے بڑے بڑے سلسله درمیان میں واقع هیں اور اسي باعث سے وهاں رسائي دشوار هے اور اسلیئے که وهاں بڑے بڑے جنگل هیں اور وهاں کي آب و هوا بهي بہت خراب هے دشمنوں کے حملوں سے محفوظ هے اور یهي باعث هے که سارے مازندراني مسلمان اور مغلوب نه هوئے اور همیشه وهاں بکهیڑے رهے اور اکثر اوقات آتش پرستوں کا قبضه رها اور شور و فساد برابر هوتا رها مگر خاندان دیلم نے وهاں قدر و منزلت پیدا کي اور آخرکار اُنکي قوت ایسي قوي هوئي که خاندان ساماني سے ایران کے مغربي صوبه چهینے اور بغداد پر قابض هوئے اور خلیفه کو گرفتار کیا اور خلیفه کے نام سے سو برس سے زیاده یعني سنه ۹۳۲ع مطابق سنه ۳۲۱ هجري سے سنه ۱۰۵۵ع مطابق سنه ۴۴۸ هجري تک ایک بڑے ملک پر حاکم رهے *

ساماني خاندان آل دیلم کي فتوحات سے نقصان اُٹهانے کے بعد بهي خراسان اور ماوراءالنهر پر قابض رها اور اُنمیں سے غزني کا خاندان نکلا جو مسلمانوں کي سلطنت کا هندوستان میں باني هوا *

الپتگین باني خاندان غزني کا بیان

عبدالملک خاندان ساماني کے پانچویں بادشاه کے عهد سلطنت میں الپتگین اس خاندان جدید کا باني صاحب جاه و حشمت هوا اور اصل اُسکي یهه هے که وه ایک ترکي غلام تها اور کام اصلي اُسکا یهه تها

که اپنے اٹا کے جي کو بہان متي کے سوانگوں اور نٹوں کي بازیوں سے بہلایا
کرتا تها † *

اُسوقت میں یهه دستور جاري تها که غلاموں کو امانت کے عہدے
تفویض کیا کرتے تھے چنانچه الپتگین اپني هوشیاري اور مردانگي اور دیانت
امانت کي بدولت تهوڑے عرصه بعد یعني سنه ۹۶۱ ع مطابق سنه ۳۵۰
هجري میں خراسان کا حاکم مقرر کیا گیا اور بعد اُسکے جب آقا کا انتقال ‡
هوا تو اُس سے یهه مشوره لیا گیا که منجمله خاندان سلطنت کے کون شخص
اُسکي جانشیني کے قابل هی مگر اُس شامت کے مارے نے منصور کے خلاف
پر راے اپني دي جسکو اور سرداروں نے پسند کیا تها چنانچه منصور
بادشاه ناراض هوا اور اُسکو حکومت سے معزول کیا اور غالب یهه هی که
اگر وه اپنے دشمنوں سے پیچها چھوڑا نے میں بڑا سپاهیانه هنر ظاهر نکرتا
تو اگر جان اُسکي نه جاتي تو مقید هونے میں کچهه شبهه هي نه تها مگر
اُسکے پاس دوستوں کا ایسا معتبر گروه تها که اُنکي اعانت سے جان اپني بچا
گیا یہاں تک که مقام غزني میں کوه سلیمان کے پیچها بیچ صحیح سالم جا پہونچا
اور اُس هموار ملک میں یهه نیا حاکم قرار پایا جسمیں بلخ اور هرات اور
سیستان داخل هی اور خاندان ساماني کا مطیع و فرمانبردار رها لیکن اُس
خطه کے قوي باشندوں پر جو اٹک اور اس ملک کے درمیان میں واقع هی
خاندان ساماني کے حملوں کا اثر نہوا اور اگرچه یهه خطه سب کا سب
الپتگین کا مطیع نه تها مگر اُسکي خود مختاري کے لیئے یک قلم ممد و

---

† ڈي هربي لاٹ صاحب کي تحریر الپتگین کے باب میں ملاحظه کرني چاهیئے .

‡ پرایس صاحب کي تاریخ جلد دو صفحه ۲۲۳ اور ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ
جلد ۲ صفحه ۱۵۵ اور تاریخ فرشته جلد ۱ صفحه ۱۲ میں اُسکی فساد کي تاریخ
سنه ۹۶۲ ع مطابق سنه ۳۵۱ هجري لکهی هیں اور ڈي هربي لاٹ صاحب نے سنه
۹۱۷ ع مطابق سنه ۳۰۵ هجري قرار دیئے هیں مگر ظاهرا مصنف یا چھاپنے والے کي
غلطي هی اسلیئے که تاریخ وفات بهي الپتگین کي اُنهوں نے اور مورخوں سے کچهه
مختلف سے بیان کي هی

مہمان تھا ایک مورخ بیان کرتا هی که تین هزار غلام قواعددان الپتگین کے ساتھہ بھاگ آئے تھے اور غالب هے که یہہ غلام اُسکی مانند ترکی غلام هونگے اور بلاشبہہ اُسکے پاس کبھی کبھی ایسے ایسے سپاهی آتے رهے هونگے جو اُسکے عہد حکومت میں اُسکے ملازم هونگے مگر غالب یہہ هی که اُسکی فوج کا بڑا گروہ اُس ملک سے اکھتا هوا هوگا جہاں بود و باش اُسکی اُن دنوں تھی † اور اس آباد ملک کے باشندے ناموں نتھے اگر پہاڑوں کے افغان اُسکی رعایا نہونگے تو کام اُنسے مزدوری پر لیا هوگا مگر معلوم هوتا هی که اُس نے ملک بڑھانے کا ارادہ نکیا اور خود مختاری سے چودہ برس کے اندر یعنی § سنه ۹۷۶ ع مطابق سنه ۳۶۵ هجری میں اپنی موت مرگیا اور بقول ڈی‌هربی‌لاٹ صاحب کے سنه ۹۶۴ ع مطابق سنه ۳۵۳ هجری میں انتقال اُسکا هوا *

سبکتگین کا بیان

سبکتگین ایک غلام الپتگین کا تھا جسکو اُسنے ایک سوداگر سے جو اُسکو ترکستان سے لایا تھا خرید کیا تھا اور بتدریج اُسکو ایسے اختیار و مرتبہ پر پہونچایا که بعد اُسکے وهی اُسکی حکومت کا بڑا سردار ٹھہرا اور آخرکار اُسکا جانشین هوا *

بہت مورخ لکھتے هیں که الپتگین نے سبکتگین کو بیتی دی اور اپنا وارث || مقرر کیا اور بعضی مورخ نکاح کا پہلے هونا بیان نہیں کرتے مگر سکی جانشینی کو استحکام دیتے هیں ¶ *

---

† پرایس صاحب کی تاریخ جو خلاصة الاخبار سے انتخاب کی گئی جلد ۲ صفحه ۱۲۳

‡ ڈی‌هربی‌لاٹ صاحب کی تحریر الپتگین کے باب میں

§ پرایس صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۲۴ اور تاریخ فرشته جلد ۱ صفحه ۱۳ اور ڈی گگنیز صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحه ۱۵۶

|| ڈی گگنیز صاحب کی تاریخ بحواله ابوالفدا جلد ۲ صفحه ۱۵۶ اور ڈی‌هربی‌لاٹ صاحب کی تاریخ بحواله اخوند میر

¶ پرایس صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۷۷

تاریخ فرشته میں لکھا هی † که سنه ۹۷۵ ع مطابق سنه ۳۶۵ هجري میں الپتگین مرگیا اور اسحاق نامي ایک بیٹا چھوڑا جسکو سبکتگین ‡ همراه اپنے بخارا کو لیگیا تھا اور جب که اُسکو منصور ساماني نے غزني کا حاکم مقرر کیا تو سبکتگین کو اُسکا نائب قرار دیا اور جب وه سنه ۹۷۷ع مطابق سنه ۳۶۷ هجري میں مرگیا تو سبکتگین کو جانشین اسکا مانا گیا اور الپتگین کي بیٹي کي شادي اسکے ساتھه هوئي *

هنوز اپني جدید سلطنت پر سبکتگین نے پورا پورا تسلط نهیں کیا تھا که دشمنوں سے بچانے میں جد و جهد اسکو کرني پڑي § *

راجه جیپال والیئے لاهور کا غزني پر حمله کرنا اور ناکام واپس آنا

جو هندو که اٹک کے آس پاس بستے تھے انکو یهه بات ناگوار هوئي

---

† برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته جلد ایک صفحه ۱۳

‡ سبکتگین کي ایک کهاني اُن دنوں کي بیان کي گئي هی که وه ایک سوار تھا اور اُس کهاني سے اگر سبکتگیں کي آدمیت واضح نهیں هوتي تو مورخ کي انسانیت بلاشبهه ظاهر هوتي هی اور وه یهه هی که ایک روز اُسنے شکار کرنے میں هرني کے بچه کو پکڑا اور وه اُسکو خوش خوش لیچلا تو بچے کي ماں کو گھوڑے کے پیچھے دیکھا اور اُسکي ماں کے چهره پر رنج و الم کے اثر واضح پائے چنانچه اُسکو ترس آیا اور اسبات سے خوش هوکر که اُسکي ماں ممنون هوویگي اُسکو چھوڑ دیا اور جب وه هرني بچه سمیت جنگل کو چلي تو باربار مڑمڑکر دیکھتي جاتے تھے اور یهه بات اُسکي ایسي پسند آئي که اُسي رات اُسنے رسول خدا کي زیارت کي اور حضرت نے یهه فرمایا که اس احسان کے بدلے خدا نے تجکو سلطنت عنایت فرمائي اور یهه تاکید کي که جب تجکو اختیار و مرتبه حاصل هووے تو ترس کو هرگز نه بھولنا

§ اب آینده سے هماري تاریخ کي سند خاص تاریخ فرشته هوگي جسکا مصنف فارسي تھا اور بهت دنوں تک هندوستان میں رها اور سولهویں صدي کے اخیر میں هندوستان کے تمام مسلمان بادشاهوں کي تاریخ اپنے زمانه تک لکھي غرض که ایسے مصنف کے ارشاد و هدایت سے جو ایشیا کے مورخوں پر بڑي فضیلت رکھتا هي آپ کو نصیبی والا سمجھتا هوں اور اس تاریخ میں جهاں کهیں ممکن هوا هی میں نے تاریخ فرشته کے کلام کو بالکل نقل کیا هی اسلیئے که کرنل برگز صاحب نے جو اس تاریخ کا ترجمه کیا هی اُسکو درست اور عمده کرنا دشوار هی

هوگئي که مسلمانوں کي حکومت انکے پاس پروس میں قایم هوگئي اور معلوم ایسا هوتا هی که اس حکومت کے باعث سے هندوؤں کے ملکوں پر اکثر حمله هوتے رهے اور اُنکي جانکو بني رهي غرض که راجه جیپال والیئے لاهور نے جسکي حکومت غزني کے متصل تهي آپ حملے کا اراده کیا چنانچه لغمان میں اُس وادي کے سرے پر بهت سي فوج اپني لیگیا جو پشاور سے کابل تک پهیلا هوا هی اور وهاں سبکتگین سے مقابله هوا ابهي دونوں لشکر لڑائي کا محل و موقع تاک هي رهے تهے که باد و بارش کا سخت طوفان آیا اور اُسکو لوگوں نے ایسا غیبي گولا سمجها جو عالم اسباب میں معمولي سببوں سے خارج هو اِس لیئے که هندو لوگ اپنے مخالفوں کي برابر سردي کے سهارنے کے عادي نه تهے اُنهوں نے ایسي همت هاري که راجه جیپال کو کام ناکام صلح کرني پڑي چنانچه سبکتگین پهلے صلح پر مایل نهوا مگر آخر کار اس خیال سے که اگر هندو بالکل مایوس هوجاوینگے تو بقول کسیکے که مرتا کیا نهیں کرتا نتیجه اُسکا اچها نهوگا غرض که وه بهي صلح پر راضي هوا اور راجه نے پچاس هاتهي اسکو دیئے اور بهت سے روپئے دینے کا وعده کیا *

جب که راجه نے آپ کو محفوظ و سلامت پایا تو جو وعده روپئے کا کیا تها اسکے پورا کرنے سے اِنکار کیا یهاں تک که جو آدمي سبکتگین نے تقاضے کے لیئے بهیجے انکو مقید کیا *

هندو راجاؤں کا باهم متفق هوکر سبکتگین سے لڑنا اور شکست فاحش پانا

جب که سبکتگین نے یهه معامله دیکها اور اسکو ناگوار گذرا تو اس نے فوج اپني جمع کي اور دریاے اٹک کي طرف دوباره کوچ کرنا شروع کیا اور اِدهر راجه جیپال نے یهه سامان کیا که اجمیر اور کالنجر اور قنوج کے راجاؤنکو کمک کے لیئے بلایا چنانچه ایک لاکهه سوار اور بیشمار پیادوں سمیت لغمان کي جانب کو چلا سبکتگین دشمن کے لاؤ لشکر دیکهنے کو ایک ٹیکري پر

چڑھا چنانچه اسنے میدان کو فوج کي بهیڑ بهاڑ سے بهر پور پایا مگر وه هراسان نهوا اُسنے اپني فوج کي دلاوري اور شایستگي اور قواعد داني پر مطمئن هوکر فتح کا یقین کیا اور دهاوے شروع کیئے چنانچه پہلے پہلے هندوؤں کي فوجکے ایک حصه پر سواروں کي نئي نئي فوج سے پے درپے حملے کیئے اور جب غنیم کي فوج کے پانوں اوکھڑتے دیکھے تو تمام فوج پر دهاوے کا حکم دیا یہاں تک که هندو بهاگ نکلے اور اٹک تک انکا تعاقب هوا اور بہت سے مارے گئے اور سبکتگین کے لشکر کے بہت سي غنیمت هاتهه آئي اور گرد نواح کے پرگنوں سے جو لاهور کي قلمرو میں داخل تهے بہت سا محصول وصول هوا اور راجه کے ملک پر دریاے اٹک تک قبض و تصرف کرکے سبکتگین نے ایک اپنے افسر کو معه دس هزار سواروں کے پشاور میں حاکم چهوڑا *

بعد اُسکے لغمان کے افغانوں اور خلجیوں † نے سبکتگین کي اطاعت في‌الفور اختیار کي اور اُسکي فوج میں وه لوگ بهرتي هوئے ‡ *

بعد اِن مهموں کے خاص اپني سلطنت کے اِنتظام میں سبکتگین مصروف هوا اور اُن دنوں سلطنت اُسکي مغرب کي طرف قندهار سے آگے

---

† خلجي ایک تاتاري قوم هی جسکا ایک گروه دریاے جگسرٹیز کے مخرج کے پاس دسویں صدي میں بستا تها اور اُنهیں دنوں ایک گروه اُسکا سیستان اور هندوستان کے درمیان یعني افغانستان میں بہت مدت سے آباد تها اور وه لوگ دسویں صدي تک بهي ترکي بولتے تهے اور معلوم هوتا هی که وه لوگ افغانوں سے پہلے هي سے بڑا علاقه رکھتے تهے چنانچه اُنهیں اور افغانوں میں کسیطرح کا فرق و تفاوت کبهي نهیں سمجها گیا (اِسبات کے دریافت کے لیئے که وه تاتار میں کس خاندان سے نکلے اور کہاں رهتے تهے ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحه ۹ کے حاشیه اور ڈي هربي لاٹ صاحب کي تحریر درباب خلج اور ابن هاکل کي تاریخ کے صفحه ۲۰۹ کو ملاحظه کرنا چاهیئے اور افغانستان میں اُنکي بساست کا حال دریافت کرنیکے واسطے ابن هاکل کي تاریخ کا صفحه ۲۰۷ دیکھنا مناسب هی اور واضح هو که ابن هاکل نے تاریخ اپني سنه ۹۰۲ اور سنه ۹۶۸ ع کے بیچ بیچ میں لکهي هی)

‡ برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته جلد ۱ صفحه ۱۵ لغایت ۱۹

تک پهیلي هوئي تهي اور اسي زمانه میں اسکو اپنے برائے نام بادشاه کي امداد و اعانت کرنے سے جاه و جلال بڑهانے کا موقع هاتهه آیا چنانچه بیان اُسکا آگے آویگا *

خاندان ساماني کي اعانت کرنا سبکتگین کا مشرقي تاتاریوں کے مقابله میں

جب که بغرا خاں تاتاریوں کے بادشاه نے جو تمام تاتار پر دریاے اماس کے پار چین کے حد شرقي تک قابض و متصرف تها † ساماني خاندان کے ساتویں بادشاه نوح پر دهاوا کیا تو اُسنے بخارا سے بهاگ کر اکسیس پار پناه لي مگر اُسکے نصیبوں نے پهر یاوري کي که بغرا خاں کے بیمار هونے اور اپنے ملک کیطرف معاودت کرنے اور مر جانے سے سنه ۹۹۳ ع مطابق سنه ۳۸۳ هجري میں نوح اپنے تخت پر دوباره بیٹها بعد اُسکے جب نوح نے حاکم خراسان کي گوشمالي کا اراده کیا جو اُسکي بد اقبالي کے وقتوں میں باغي هوگیا تها تو اُس حاکم نے فایق سے رفاقت پیدا کي جو بخارا کا ایک دوسرا امیر تها اور اُسکے هاتهوں سے ساماني خاندان کو پچهلے زمانه میں ایک عرصه تک بهت سي تکلیفیں پهونچي تهیں چنانچه جب یهه دو رفیق سلطنت کي بهتري کي نسبت اپني بهلائي اور بهبودي کے زیاده خواهاں هوئے تو اُنهوں نے خاندان دیلم کے بادشاه کو جو اُنکے پاس پڑوس والے ایران کے صوبوں پر حکومت کرتا تها امداد و اعانت کے لیئے بلایا اُسکو جي جان سے یهه منظور تها که پاس پڑوس میں فساد برپا کرنے سے اپنے ملک و حکومت کو چوڑا چکلا کرے غرض که جب یهه تینوں متفق هوئے تو اُنکے مقابله کے لیئے نوح نے سبکتگین سے اعانت چاهي چنانچه سبکتگین فوج اپني لیکر بخارا کي طرف کچهه رفیقوں کي طرح نهیں بلکه تابعداروں

† ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۱۵۷ اور پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۳۷

کي مانند روانه هوا اور اگرچه اُسنے ضعف ناتواني کے حیله سے یهه شرط
ٹهرائي تهي که ملاقات کے وقت اپنے گهوڑے سے نه اوترونگا مگر جب وه بادشاه
کے سامنے گیا تو بے اختیار اپنے گهوڑے سے کودا یهاں تک که اگر نوح اُسکو
بغلگیري کے وقت نروکتا تو وه نوح کے پانوں بهي چومتا *

جب که لڑائي بڑے زور شور سے هو رهي تهي اور نوح کي شکست هوا
چاهتي تهي تو خاندان دیلم کے سردار نے یهه دغابازي کي که ڈهال اپني
اپني پیٹهه پر صلح کے اشاره سے رکهي اور فوج اپني لیکر سبکتگین کیطرف
چلا گیا اگر وه یهه کام نکرتا تو نوح اور سبکتگین کي فوجیں دشمنوں کو
کافي نهوتیں مختصر یهه که بعد اِس شکست کے باغي لوگ اُن ملکوںمیں
سے بهاگکر نکل گئے جو اُنکے قبض و تصرف میں تهے اور نوح اِنے بعوض اِس بڑي
خدمت کے سبکتگین کي حکومت کو غزني پر مستحکم کیا اور خراسان کي
حکومت اُسکے بیٹے محمود کو عطا فرمائي اگرچه باغي سردست پریشان
هوگئے تهے مگر پهر اُنهوں نے لشکر جمع کیئے اور دوسرے برس یک لخت
ایسا دهاوا کیا که محمود کو نیشا پور میں آدبایا اور شکست فاحش دي
مگر سبکتگین نے بهت سي سعي و محنت سے پهر اُنکے مقابله کي لیاقت حاصل
کي چنانچه سنه ٩٩٥ ع مطابق سنه ٣٨٧ هجري میں لڑائي کا خاتمه
هوا اور مقام طوس کے پاس جو اب مشهد مشهور هی اُنکو شکست فاحش†
هوئي اور جمعیت اُنکي برهم هوگئي اور فایق کا یهه حال هوا که وه اُس
جگهه سے بهاگکر جهاں اُسکو شان و شوکت حاصل تهي الیق خاں جانشین
بغرا خاں کے پاس چلا گیا اور الیق خان کے زور اور دباؤ سے نوح اور فایق
کي صفائي هوگئي اور وه سمرقند کا حاکم مقرر کیا گیا *

بعد اس انتظام کے نوح نے انتقال کیا اور الیق خاں نے نئے بادشاه کي
جانشیني دیکهکر بخارا پر چڑهائي کي رفیق اوسکا یعني حاکم سمرقند

† ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ٢ صفحه ١٥٨ اور پرایس صاحب کي تاریخ
جلد ٢ صفحه ٢٢٨ تاریخ فرشته جلد ١ صفحه ٢٢

اُسکا ممد و معاون ہوا اور نئے بادشاہ منصور ثانی کو آخرکار اِس بات پر مجبور کیا کہ تمام اختیار اپنے بادشاہت کا فایق کو تفویض کرے *

سبکتگین کی وفات کا بیان

معاملات مذکورہ بالا کے زمانہ میں یہہ اتفاق ہوا کہ غزنی کو واپس آتے ہوئے سبکتگین راہ میں مرگیا † *

خاندان غزنی کا بیان

تیسرا باب

محمود کی سلطنت

محمود کا لڑکپن سے یہہ حال تھا کہ وہ اپنے باپ کے زمانہ میں فوج کشیوں اور چڑھائیوں میں ہمراہ اُسکے رہتا تھا اور بقول شخصے کہ ہونے ہار بروؤں کے چکنے چکنے پات ابتدا سے ہوشیاری اور دلاوری اور ہر کام میں گھس بیٹھہ جانیکے آثار و علامات اُسمیں نمایاں تھے اور جب کہ باپ اُسکا مرا تو وہ نیشاپور میں اپنی حکومت پر تھا اور عمر اُسکی تیس برس کی تھی اور لیاقت اور شجاعت کی بدولت ہر طرح جانشینی کے قابل تھا ہاں یہہ بات ضرور تھی کہ غالباً ولادت اُسکی شرعی نتھی ‡ یعنی وہ کسی منکوحہ کے پیٹ سے نتھا اُسکے چھوٹے بھائی اسمعیل نے اُسکے نہونے کو غنیمت سمجھکر بقول بعض بعض مورخوں کے جانشینی کی منظوری باپ سے حاصل کی اور سلطنت پر بلا تامل قبضہ کیا اور اپنی بادشاہت کا اشتہار دیا اور منجملہ اُن فائدوں کے جو اُسکو اپنے بڑے بھائی کی نسبت حاصل ہوئی یہہ فائدہ کم نہ تھا کہ باپ کے خزانے اُسکے ہاتھہ آئے اور اُسنے اُن

---

† نوح کے انتقال سے ایک مہینے کے اندر اندر سبکتگین بھی سنہ ۹۹۷ ع مطابق سنہ ۳۸۷ ہجری میں مرگیا (تاریخ فرشتہ اور تاریخ ڈی گگنیز صاحب اور تاریخ پرایس صاحب اور تاریخ ڈی ہربی لاٹ صاحب)

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۲۹

خزانوں کو یوں صرف کیا کہ بڑے بڑے سرداروں کو انعام دیکر اپنی طرف
مایل کیا اور فوج کی تنخواہیں بڑھادیں اور طرح طرح کے تماشوں اور
جلسوں میں روپیہ لٹاکر لوگوں کے دلوں میں عزیز و ممتاز ہوگیا
مذکورہ بالا ذریعوں اور زیادہ زور و ستم سے جو سلطنت کے دبانے میں
کیئے اور نیز اُس راے کے باعث سے جو بعض بعض کوتاہ فہموں نے
اُسکی بڑے استحقاق پر دی سلطنت کے تمام اُس حصہ کی امداد و
اعانت حاصل کی جو محمود کے زیر حکومت نہ تھا اور جب کہ محمود
کا دعوی قابل نفرت سمجھا گیا تو محمود نے کچھہ نرم معاملہ کیا خواہ
اس یقین سے کہ میرا استحقاق ضعیف هی یا اُسکے مزاج میں اعتدال
تھا یا اُسنے فریب برتا غرض کہ اُسنے بھائی کے ساتھہ ایک بڑی شفقت
ظاہر کی اور یہہ بیان کیا کہ اگر تیری عمر اس لایق ہوتی کہ تو ایسے
بھاری بوجھہ کو اُٹھاسکے تو میں اپنی خوشی سے تیرا مقابلہ نکرتا اور علاوہ
اِسکے یہہ بات بھی کہی کہ اگر تو میرے تجربہ‌کاری کی فضیلت کو تسلیم
کرے تو اُسکی عوض میں بلخ اور خراسان کا صوبہ عطا کروں مگر یہہ بات
اُسکی فی‌الفور تسلیم نہوئی یہاں تک کہ جب محمود نے یہہ دیکھا کہ
اسمعیل سے موافقت کی امید نہیں تو وہ یہہ سوچا کہ اس جھگڑے کا
تصفیہ دارالسلطنت پر حملہ کرنے سے ہوگا چنانچہ اسمعیل جو اُن روزوں
بلخ میں موجود تھا محمود کا ارادہ پاگیا اور غزنی اور محمود کی فوج
کے بیچ میں آپڑا اور محمود کو عام لڑائی پر مجبور کیا اور جو بات کہ
سرداروں کے غیر مساوی کاموں سے متوقع ہوتی هی اُس سے بہت زیادہ
عمدہ لڑائی لڑا مگر کھیت اُسکا محمود کے ہاتھہ رہا اور غزنی فتح ہوگئی
اور اسمعیل گرفتار آیا اگرچہ تعظیم و تکریم اُسکی اُسکے پایہ کی مناسب
ہوتی رہی مگر باقی زندگی اسکی قید میں کٹی *

سامانی خاندان کے ایسے ایسے درونی قصی قضایوں سے جو سات
مہینے تک برابر بڑھا رہے ایلک خاں کی کامیابی کو بڑی اعانت پہونچی

چنانچہ اسنے رعب داب اپنا منصور ثانی پر بیٹھایا یعنی اسکو اسپر مجبور کیا کہ فایق کو وزیر اپنا بلکہ درپردہ آقا بناوے *

اگرچہ محمود اپنے پرانے دشمنوں کی حقیقت سے واقف تھا مگر اسنے یہہ چالاکی برتی کہ ناواقف بنکر کمال ادب و نیاز سے منصور ثانی کے پاس یہہ درخواست اپنی بھیجی کہ خراسان کی حکومت پر مجھکو قایم رکھے مگر یہہ درخواست اسکی فوراً نامنظور ہوئی اور نئے وزیر یعنی فایق کا ایک اردہ محمود کی جگہہ معین کیا گیا *

محمود کی خود مختاری کا بیان

محمود کسی سے باسانی حکومت سے خارج نہوسکا چنانچہ اُسنے خراسان کے نئے حاکم کو مارکر بھگا دیا اگرچہ خود منصور سے نہ لڑا جسکو مقابلہ میں لائے تھے لیکن اُسکے اطاعت کا اقرار بھی نکیا *

محمود اپنے حفظ و حراست کے واسطے بڑے بڑے سامان کرتا رہا یہاں تک کہ اسی عرصہ میں دربار کے جھگڑوں اور امیروں کے رشک و حسد سے منصور ثانی تخت سے اوتارا گیا اور آنکھوں سے اندھا کیا گیا اور سنہ ۹۹۹ع مطابق سنہ ۳۸۹ ھجری میں عبدالملک کو بطور ایک آلہ کے جو فایق کے قبضہ میں رہے تخت پر بیٹھایا گیا محمود نے یہہ واقعہ دیکھکر حکم دیا کہ بنی سامان کا نام خطبوں سے خارج کیا جاوے اور خراسان کی حکومت پر مالکانہ قبضہ کیا بعد اسکے عبدالملک کا فرمان جسکو عطاے اختیارات کا اختیار حاصل نرہا تھا خراسان کی نسبت محمود کے نام ایا چنانچہ وہ مستقل حاکم ہوگیا اور سلطان کا خطاب † اُسنے اختیار کیا اسیوقت سے مسلمان بادشاہوں میں یہہ خطاب عام ہوگیا *

ایلق خاں نے اس لوٹ کھسوٹ سے دور رہنے کا ارادہ نکیا جو اور

---

† اگرچہ محمود سے پہلے مسلمان بادشاہوں کا یہہ خطاب نتھا مگر یہہ عربی کا پرانا لفظ بادشاہ کے معنوں میں ھی

اوگ کر رهے تهے چنانچه اسنے عبدالملک کي حمایت کا بہانه لیا اور بخارا پر چڑهائي کي اور تمام ماوراءالنهر پر قبض و تصرف کر کر سامانی خاندان کو خاتمه پر پهونچایا جو ایک سو بیس برس سے زیاده سلطنت کرچکا تها *

محمود اپنے ملک کے قبضه کي طرفسے مطمئن هوا اور یهه بات اسکي مرضي پر موقوف رهي که وه جس طرف چاهی اپني سلطنت کو پهیلاوے چنانچه جو بادشاهتیں مغرب کي سمت میں واقع تهیں اور دین اسلام کے تعلق اور شهرت کي قدامت سے دلپذیر تهیں وه اس زمانه میں ایسي خرابي اور بدعملي کے هاتهوں میں گرفتار تهیں اور ایسي کچهه ضعیف و لاچار هوگئیں تهیں که بهت سا حصه انکا محمود کے قبضه میں بلا جد و جهد اگیا اور جس اساني سے که سلجوقیوں نے باقي حصه کو دبایا تها جو ایک زمانه میں محمود کي رعایا تهے اُس سے محمود کو یهه بات ظاهر هوئي که آبناے هلسپاند تک اپني حدوں کے بڑهانے میں کوئي روک ٹوک نهوگي *

هندوستان کے ملک جنکا حال معلوم نتها محمود کے بهادرانه مهموں کے لیئے بڑے چوڑے چکلے کهیت نظر آئے اور اس عمده ملک کي وسعت و زرخیزي اور کثرت خزاین کے افواهوں اور سرسبزي زمین اور خاص خاص پیداواروں کي شهرت کے سبب سے هندوستان گویا ایسا ملک تها جیسے کهانیوں میں مذکور هوتے هیں اور اُسکے پاس پڑوس کي قومیں اُسکي نسبت من مانتی خیال باندہ لیتي تهیں *

ایک ایسے ملک یعني هندوستان میں جن ارادوں اور مهموں کے پورے هونے کي توقع هوئي وه اسوجهه سے زیاده تر اُسکو مرغوب معلوم هوئیں که وه اسلام کے پهیلانے کا وسیله تهیں جسکا رواج ایک نئي قوم میں قایم کرنا ایسا بڑا کام اُن دنوں سمجها جاتا تها جو فیروزمند بادشاهوں کو شایاں هوتا هی *

علاوہ اُسکے خیالات مذکورہ کي تاثیر اسوجہہ سے محمود کي طبیعت پر زیادہ ہوئي کہ ایک لڑائي میں ہندوؤں کي حقیقت دریافت ہوچکي تھي اور باوصف اسکے اُسکي طبیعت بھي معاون اُسکي ایسي طمع کي تھي جو باوجود اپنے مال و دولت کے ایک مالا مال میدان کے لوٹنے کي پیاسي تھي اور ایسے میدان کي امید سے خوشي کے مارے پھولي نسماتي تھي*

جب کہ ایسے ایسے مطلبوں کا پورا پورا اثر ہوا تو الیق خاں سے صلح کي اور ماوراءالنہر کو اُسکے قبضہ میں چھوڑا اور اپني بیٹي کا نکاح اُسکے ساتھہ کرکے رفاقت کو مضبوط کیا اور خاندان صفري کے ایک باغي کو جسنے سیستان میں بغاوت کي تھي دباکر اور دوسري بغاوت کے تدارک میں جو سنہ ۱۰۲ عیسوي میں اس باغي سے سرزد ہوئي اُسکو گرفتار کرکے ہندوستان پر چڑھائي کي *

محمود کي پہلي چڑھائي ہندوستان پر

ایران پر اہل اسلام کا تسلط ہوئي ساڑھے تین سو برس گذرے تھے کہ سنہ ۱۰۰۱ع مطابق سنہ ۳۹۱ ہجري میں محمود غزني سے دس ہزار سپاہي کار آزمودہ ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور جیپال والیئے لاہور اپنے باپ کے پرانے دشمن سے پشاور کے قرب و جوار میں جالڑا اور اُسکو شکست فاحش دیکر گرفتار کیا اور ستلج کے آگے مقام بٹنڈہ پر جاکر سخت حملہ کرکے تاخت تاراج کردیا † اور ہندوؤں کے ملک و لشکر سے جوجو قیمتي غنیمتیں

† معلوم ہوتا ہی کہ بٹنڈہ پہلے وقتوں اُس سے زیادہ شان و شوکت کا مکان تھا جو اُسکے ایک جنگل میں واقع ہونے سے سمجھہ میں آتا ہی کرنل‌ٹاڈ صاحب نے بیان کیا ہی کہ راجہ لاہور کا کبھي یہاں فروکش ہوتا تھا اور کبھي دارالسلطنت میں رہتا تھا اور جو کہ پشاور کي لڑائي ستائیسویں نوامبر سنہ ۱۰۰۱ع میں ہوئي تو محمود آخر سرما میں بٹنڈہ میں داخل ہوا ہوگا اور اُن دنوں پنجاب کے دریا پایاب تو نہونگے مگر سواروںکي فوج کو اوترنے میں تھوڑي دشواري پیش آئي ہوگي

هاتهه آئیں وہ سب لیکر غزني کو چلدیا مگر جب کہ راجا نے خراج کا وعدہ کیا جیسا کہ اُسکي باپ سے بھي کیا تھا تو هندو قیدیوں کو تاوان لیکر چھوڑا هاں چند افغانوں کو جو هندوؤں کے ساتهه هوکر لڑے بھڑے تھے یہاں تک قید رکھا کہ وہ مرکر چھوٹے اور جب کہ راجہ چھوٹ کر آیا تو اُسنے اس باعث سے کہ کئي بار ناکام اور رسوا هوا تھا اور شاید رعایا نے بھي مذهبي تعصب سے تنگ اُسکو کیا تھا راج اپنا اپنے بیٹے اننگ پال کو سونپا اور آپ ایک چتا پر چڑھا جو اُسکے حکم سے تیار هوئي تھي اور اپنے هاتهه سے آگ لگاکر جل‌بلکر مرگیا *

محمود کي دوسري چڑهائي

اننگ پال اپنے باپ کے عهد و پیمان پر جما رها مگر بھٹیا کے راجا نے جو لاهور کے مطیعوں میں سے تھا اور ملتان کے جنوب میں حکومت اُسکي جاري تھي اپنے حصہ کا خراج دینے سے صاف انکار کیا اور سلطان سے بمقابلہ پیش آیاتو محمود آپ اُسپر چڑهکر گیا چنانچہ پہلے اُسکو مضبوط مورچوں سے بھگایا اور پھر اُسکو بڑے قلعہ سے نکالا یہانتک کہ وہ اٹک کي جھاڑیوں میں جاکر مرگیا جہاں اُسنے جان چھپائي‌تھي‌اور بہت سے ساتھي اُسکے اُسکا عوض لینے میں مارے گئے اور یہہ واقعہ سنہ ۱۰۰۴ع مطابق سنہ ۳۹۵ هجري میں واقع هوا *

محمود کي تیسري چڑهائي

یہہ مهم اُسنے ایک اپنے سردار کے دبانے کے لیئے کي تھي جو وہ ایک افغان تھا † اور سلطان سے باغي هوکر اننگ پال سے بہت موافق هوگیا تھا *

غالب یہہ هی کہ پہاڑوں کي قومیں ایسي طرح محمود کي مطیع و تابع نہ هوئي تھیں کہ وہ غزني سے ملتان کو برابر سیدها چلا آتا حاصل یہہ

† یہہ پٹھان ابوالفتح خاں لودي حامد خاں لودي کا پوتا تھا جو هندوؤں سے ملتان اور لغمان کا صوبہ لیکر اُنکے شریک هوگیا تھا اور جب کہ سبکتگین نے هندوؤں پر فتح پائي تھي تو اُسنے اُسکي اطاعت کي تھي

کہ اننگ پال سردار ملتان اپنے رفیق اور محمود کے بیچ میں آپڑا اور دونوں لشکروں کا مقابلہ پشاور کے پاس کسی جگہہ واقع ہوا چنانچہ راجہ کي فوج تباہ ہوئي اور شاہدرہ سے جو وزیرآباد کے پاس ہی دریاے چناب تک اُنکا پیچھا دبایا گیا یہانتک کہ راجہ کشمیر کو بھاگا اور وہاں جاکر پناہ اُسنے لي بعد اسکے محمود نے ملتان کا محاصرا کیا اور جب کہ محاصرہ پر سات روز گذرے تو سردار نے اطاعت کي اور بطور باجگزاري کي بڑي مدد دي چنانچہ سنہ ۱۰۰۵ ع مطابق سنہ ۳۹۶ ہجري میں محمود غزني کو چلا آیا *

محمود کے ملک پر تاتاریوں کا حملہ کرنا اور شکست فاحش کھانا

ملتان کے سردار کو جو مفید شرطیں محمود نے عنایت کیں تھیں سارا سبب اُسکا یہہ تھا کہ محمود کو یہہ خبر پہونچي تھي کہ الیق خاں کے لشکر نے اُسکے ملک موروثي پر بڑا حملہ کیا اگرچہ الیق‌خاں محمود کا خویش تھا اور بہت قریب واسطہ رکھتا تھا مگر جب اُسنے یہہ دیکھا کہ وہ ہندوستان پر ہمہ‌تن مایل ہی تو اُسکو یہہ ہوس دامنگیر ہوئي کہ خراساں کا صوبہ محمود کے قبضہ سے نکالی چنانچہ اُسنے ایک فوج ہرات اور دوسري بلخ پر قبض و تصرف کے لیئے بھیجي *

مگر اُسنے اپنے مخالف کي قوت کا اندازہ بہت غلط کیا چنانچہ محمود نے اٹک کو سیوک یا سکپال نامي ایک ہندو کے قبضہ میں چھوڑا جو ظاہر میں مسلمان ہوگیا تھا اور نہایت چستي چالاکي سے خراسان کي جانب روانہ ہوا اور غنیم کے سرداروں کو بحراکسپس کے اُسپار جانے پر مجبور کیا *

بعد اُسکے الیق خاں کو حملوں سے دھمکایا یہاں تک کہ اُسنے قادر خاں والئي ختن سے اعانت چاہي چنانچہ قادر خان پچاس ہزار سپاہي لیکر الیق خاں کي مدد پر روانہ ہوا اور جب کہ الیق خاں‌کو

ایسي تقویت حاصل هوئي تو دریاے اکسیس سے پار هونے میں توقف نکیا اور بلخ کے قریب محمود سے جا بھڑا مگر محمود اس موقع پر پانسو هاتهي لیگیا تها اور معقول طور سے ایسي حکمت برتي که اُن هاتهیوں سے اپني فوج کي صفوں کو ضرر نه پهونچي اور غنیم کے گهوڑوں اور آدمیوں پر جو هاتهیوں کے قد و قامت اور شکل و صورت سے محض نا اشنا تهے بخوبي اثر پڑے چنانچه هاتهیوں کي صورت سے تاتاري ڈرگئي اور بہت تیزي و تندي سے حمله نکرسکے مگر بعد اُنکے حمله کے هاتهي اُنپر ٹوٹي اور فوج کے بیچ گهس گئے اور جو کوئي اُنکے آگے پڑا اُسکو چیرچار برابر کیا غرضکه فوج غنیم کو زیر و زبر کیا بیان کیا گیا هی که خود محمود کے هاتهي نے الیق خاں کے نشان بردار کو پکڑا اور الیق خاں اور اُسکي فوج کے سامنے سونڈه سے اُسکو بلند کیا هنوز اُس پریشاني سے سنبهلنے نپاے تهے جو هاتهیوں کي بدولت نصیب هوئي تهي که دونوں لشکر بهڑگئے مگر غزني والوں نے ایسي دلاوري اور تندي سے حمله کیا که تاتاري هر طرف سے پس پا هوئے اور بہت سے قتل هوکر میدان سے بهاگ گئے † اور یهه واقعه سنه ۱۰۰۶ع مطابق سنه ۳۹۷ هجري میں واقع هوا *

الیق خاں کو یهه پیش آیا که چند همراهیوں سمیت اکسیس پار بهاگ گیا اور بعد اُسکے کبهي محمود کا مقابله نکرسکا *

اگرچه محمود نے غنیم کے تعاقب کا پہلے اراده کیا مگر جاڑے کي شدت سے اس ارادے سے باز رها یہاں تک که اپني دارالسلطنت میں بهي جب داخل هوا که کئي سو آدمي اور گهوڑے جاڑوں کے صدقے گئے *

محمود ادهر مصروف رها اور سکپال نے اودهر بت‌پرستي اختیار کي اور بجاے خود باغي هوگیا مگر محمود اُسپر یک لخت آپڑا اور اُسکو گرفتار کیا اور تمام عمر ایک قلعه میں مقید رکها *

راجه اننگ پال نے جو محمود کا مقابله کیا تها الیق خاں کے باعث سے محمود اُسکا تدارک نکرسکا تها مگر اب اُسکو مہمات هندوستان پر توجهه

† تاریخ فرشته تاریخ ڈي‌گگنیز تاریخ ڈي‌هربیلاٹ صاحب

کی فرصت هاتهہ آئي تو اُسنے بہت سي فوج اکهٹي کي اور راجہ سے لڑنے کے لیئے موسم بہار سنہ ۱۰۰۸ع مطابق سنہ ۳۹۹ هجري میں روانہ هوا *

محمود کي چوتهي چڑهائي

اننگپال بهي اُس خطرہ سے غافل نتها جو اسکو پیش آنیوالا تها چنانچہ اسنے دور دور کے راجوں کے پاس ایلچي چلتے کیئے اور انکو اُس خطرہ سے بخوبي آگاہ کیا جسمیں وہ محمود کي فتوحات سے مبتلا هونیکو تهے اور اسکباي ضرورت ثابت کي تهي کہ اپنے دین و دنیا کي حفظ و سلامت کي واسطے بہت جلد متفق هونا چاهیئے اور غالب یہہ هی کہ یہہ تقریر اسکي انکے ارادوں کے بهي موافق تهي کہ اونپر تاثیر اسکي بخوبي هوئي چنانچہ اُجین اور کالنجر اور گوالیار اور قنوج اور دلي اور اجمیر کے راجوں نے باهم اتفاق کیا اور اپني اپني فوجیں اکهٹي کرکے پنجاب کي جانب روانہ کیں اور حقیقت میں فوجیں اُنکي اسقدر تهیں کہ اُسوقت تک اسقدر فوج اکهٹي نهوئي تهي چنانچہ محمود بهي اسقدر غیر متوقع بهیڑ بهاڑ کے دیکهنے سے متردد هوا اور جیسے کہ وہ همیشہ چستي و چالاکي سے بیخطر گهسا چلا آتا تها بجاے اُسکے دشمن کے سامنے ٹهرا اور پشاور کے پاس ایک جگہہ مقام کیا اور دشمن کے حملہ کا منتظر رها مگر اس قیام کے زمانہ میں غنیم کي فوج روز روز بڑهتي جاتي تهي یہاں تک کہ هندوؤں کي عورتوں نے سونے چاندي کي تومون کو گلاکر اور جواهرات کو بیچکر اس مقدس لڑائي کے ساز و سامان کے لیئے دور دور سے روپیہ کي امداد بهیجي تهي چنانچہ جب گاکر اور اور لڑاکا قومیں هندوؤں کي فوج میں شامل هوگئیں تو هندوؤں نے مسلمانوں کو گهیرا اور مسلمان اپنے مورچہ بندي پر مجبور هوئے اگرچہ محمود کسیقدر دل شکستہ هوا مگر اپني شجاعت پر جما رها اور اپنے ٹهکانے کے استحکام سے فائدہ اُٹهانا چاها چنانچہ اُسنے تیر اندازوں کا ایک بڑا گروہ اس نظر سے روانہ کیا کہ هندوؤں کو بهڑکاکر مورچوں کي جانب حملہ کرنے کو گرم و آمادہ

کریں مگر یهه اُسکی تدبیر راس نه آئی که نتیجه اُلٹا هوا یعنی گکّڑوں نے تیر اندازوں کو یک قلم بهگا دیا اور باوجود اِسکے که خود محمود نے سعی و محنت کی اور آپ مقابله کیا تیر اندازوں کا تعاقب ایسے استقلال سے کیا گیا که اُن پهاڑیوں کا بڑا گروه ننگے سر ننگے پانوں طرح طرح کے هتیار باندهے هوئے فوج محمود کے دونوں بازوؤں میں پهل پڑے اور اُسکے سواروں میں بڑے غیظ و غضب سے گرے اور تلواروں اور چهروں سے گهوڑوں سمیت زخمی کرنا شروع کیا یهاں تک که بات کی بات میں تین چار هزار مسلمانوں † کو قتل کیا مگر هندوؤں کے حملوں کا زور تهوڑا تهوڑا گهٹتا گیا یهاں تک که محمود کو دریافت هوا که مخالف کا هاتهی هماری پریشانی کو دیکهکر جو فائده کی غرض سے آگے بڑها تها وه تیروں کی بوچهار سے ‡ چونک کر میدان سے بهاگ گیا اور اِس حادثه سے غنیم کی فوج میں کهل بلی پڑی اور اُنکی یهه سمجهه میں آئی که همارا سردار چهوڑ کر بهاگ گیا چنانچه پہلے تو اُنهوں نے کوشش میں تساهل کیا اور آخرکار ادهر اودهر هوکر پریشان هوگئے محمود نے اُنکی پریشانی سے جلد فائده اوٹهایا اور دس هزار آدمی اُنکے پیچهے بهیجی اور پہلے اِس سے که وه کسی امن کی جگهه پهونچیں بیس هزار آدمی اُنکے قتل کیئے *

نگر کوٹ کے مندر کا لوٹنا

اِس خدا داد فتح کے بعد اُن هندوؤں کو دوباره جمع هونیکی فرصت نه ملی چنانچه محمود اُنکے پیچهے پیچهے پنجاب میں گهستا گیا اور

---

† پرایس صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحه ۲۳۴

‡ اصلی تاریخ میں تیروں کی جگهه توپیں اور بندوقیں مندرج هیں اگرچه برگز صاحب اِس مشکل کو بطور معقول حل کرتے هیں یعنی جو لفظ فارسی میں توپ اور بندوق کے معنوں میں مستعمل هوا اُسکو کچهه بدلنے سے اُسکے معنی تیروں اور نفط کے گولوں کے هوتے هیں مگر تمام قلمی نسخے اُس لفظ کے توپ اور بندوق هونے پر متفق هوتے هیں اِس لیئے برگز صاحب حیران هیں اور اُنکو یهه شبهه هی که مورخ نے کسی اور زمانه کے واقعه کو سهواً یهاں لکهدیا غرض که همنے وه معنی اختیار کیئے جو سیدهے سادے هیں

جلد انکو ایسا منتشر پایا کہ اُسکو اتني فرصت هاتهہ آوے کہ لوت کهسوت کے ارادے جو اُسکے دل میں مقرر تهے اور اُنکے خیالوں سے نہایت خوش هوا کرتا تها پورے کرے چنانچہ منجملہ اُنکے ایک ارادے کے پورے کرنیکا موقع هاتهہ آیا یعني نگر کوت کے لوتنے کا ارادہ کیا اور حقیقت اُسکي یہہ تهي کہ وہ ایک مندر نہایت مضبوط و مستحکم ایک پہاڑ کي بلندي پر جو کوہ همالہ کے بائیں سلسلہ میں هی واقع تها اور ایک قدرتي شعلہ کے باعث سے جو اُس مندر کے احاطہ میں زمین سے نکلتا هی وہ نہایت مقدس سمجها جاتا تها اور مدتوں سے برابر هندو راجاؤں کي نذروں اور چڑهاووں سے مالا مال تها اور قرب و جوار کے شہروں کي مال و دولت کا بڑا حصہ وهاں مجتمع تها غرضکہ بقول تاریخ فرشتہ کے دنیا کے بادشاهوں کے خزانوں کي نسبت بہت کچهہ زیادہ سونا چاندي بهاري موتي اور تمام قیمتي جواهرات اُس مندر میں موجود تهے *

ایسي جگهہ کے لوگ دهاوے کرنے والوں کا مقابلہ بخوبي کرتے مگر اتفاق یہہ هوا کہ اُس قلعہ کي فوج اُس بڑي چڑهائي میں گئي هوئي تهي جو محمود پر هوئي تهي چنانچہ جب محمود اُس مندر کي فصیل تک پہونچا تو بیچارے پوجاریوں کو گرد اُسکے بے سرو سامان کهڑے هوئے دیکها یہانتک کہ اُنهوں نے پکار کر جاں بخشي چاهي اور بلا شرط اُسکي اطاعت قبول کي محمود نے جان اُنکي بخشي اور افسروں وغیرہ سمیت اُس مندر میں داخل هوا اور جو خزانے کہ وهاں مجتمع تهے اُنپر قبضہ کیا بیان کیاگیاهی کہ سات لاکهہ دینار طلائي اور سات سو من سونے چاندي کي تختیاں اور دو سو من زر خالص کي اینٹیں اور دو هزار من کچي چاندي اور بیس من جواهرات جسمیں موتي مونگے هیرے پوکراج راجہ بهیما کے وقت سے جمع تهے محمود کے قبضہ میں آئے † *

---

† من مختلف وزنوں کے هوتے هیں چنانچہ عرب کا من سب سے کم وزن کا

محمود اِس بڑي غنيمت کو ليکر غزني چلا گيا اور دوسرے سال اُسنے ايک جشن آراستہ کيا جسميں هندوستان کي غنيمت لوگوں کو دکھائي جو سونے چاندي کي چوکيوں اور ميزوں پر کمال آرايش اور نہايت خوبي سے چني گئي تھي اور يہہ جشن ايک بڑے ميدان ميں تين دن تک قائم رہا اور تماشائيوں کي خاطر بہت عمدہ عمدہ کھانے تيار کيئے گئے اور بڑے کر و فر سے ضيافت هوئي اور محتاجوں کو خيرات دي گئي اور ايسے شخصوں کو بڑے بڑے اِنعام اور بھاري بھاري خلعتيں عطا هوئيں جو اپنے مرتبہ يا لياقت يا رياضت کے سبب سے مشہور و ممتاز تھے *

فتح کرنا محمود کا ملک غور کو

سنہ ۱۰۱۰ ع مطابق سنہ ۴۰۱ هجري ميں هرات کے مشرقي پہاڑونميں غور کے بڑے ملک پر محمود نے آپ بذات خاص لشکر کشي کي اور اُس ملک ميں سور کي قوم افغانوں کي آباد تھي اور وہ پہلے مسلمان هوچکے تھے جبکہ يہہ ملک سنہ ۱۱۱ هجري ميں خليفوں کے عہد دولت ميں تمام مفتوح هوچکا تھا اگرچہ سردار اِس قوم کا ايسي جگہہ قيام پذير تھا کہ اُسپر دھاوا ممکن نتھا مگر محمود نے اُسکو ايسے نکالا کہ وہ آپ مقابلہ سے حيلہ کرکے بھاگا (اگرچہ يہہ کام بہت بڑا خطرناک معلوم هوتا هي مگر مورخوں کے نزديک سب آسان هي) اور جب کہ اُس سردار کو شکست فاحش هوئي تو زهر کھا کر مرگيا اور نام اُسکا محمد سور تھا اور اُسکے ملک کي فتح اِس ليئے زيادہ معلوم کرنے کي قابل هي کہ اُسيکے خاندان نے غزني کے خاندان کو تباہ کيا *

دوسرے برس محمود کے سرداروں نے صرف ايک پہاڑي ملک جرجستان يا غرغستان کو فتح کيا † جو درياے مرغاب پر غور کے متصل واقع هي *

هي جو سيربھر کا هوتا هي اور تبريز کا مروج من ساڑھے پانچ سير اور هندوستان کا پورے چاليس سير کا هوتا هي (برگز صاحب کا حاشيہ تاريخ فرشتہ جلد ايک صفحہ ۲۸)

† نام اِس خطہ کا غور اور اُسکے آس پاس کے ملکوں کے بيان ميں اکثر واقع هوتا هي تاريخ ابن هاکل کي رو سے موقع اِس خطہ کا معلوم هوتا هي (اوسلے صاحب

محمود کي پانچویں چڑهائي هندوستان پر

غور والوں کي چهیڑ چهاڑ کے سبب سے محمود نے غور پر یورش کي هوگي اِس لیئے که جس سال میں اُسنے غور پر حمله کیا اُسي سال میں وه هندوستان پر چڑهکر گیا یهه اُسکي ایک معمولي عادت هوگئي تهي محمود اِس مرتبه ملتان کو فتح کرکے ابوالفتح خاں لودے کو مقید کر لایا *

محمود کي چهٹویں چڑهائي ملک هندوستان پر

بعد اُسکے سال آینده میں تها نیسر پر دور و دراز چڑهائي کي جو جمنا کے قریب واقع هی اور وهاں کے مندر کو جو نهایت مقدس تها خوب دل کهولکر لوٹا اور بستي کو خاک سیاه کیا اور بیشمار آدمي قید کرکے غزني کو لیگیا اور تمام رجواڑے اُسکے مقابله کو لاؤ لشکر جمع کرتے رهگئے *

محمود کي ساتویں اور آٹهویں چڑهائیوں کا بیان

اگلے تین برسوں میں کوئي بات اِسبات کے سواے بیان کے قابل نهیں که کشمیر کي دو مهمیں پوري هوئیں مگر جب پچهلي مهم سے لوٹ آنے لگے تو فوج اُسکي راه سے بیراه هوگئي اور جاڑا ایسي شدت سے پڑا که بهت سے لوگ ضایع هوگئے اور یهه بات اچنبے کي هی که ایسے ملک میں جهاں رسائي دشوار هی دو حملے کیئے اور اُن میں بهت تهوڑي مصیبت اور دقت پیش آئي *

فتح کرنا محمود کا ماوراءالنهر کے ملک کو

بعد اِن خفیف معاملوں کے ایک ایسي مهم محمود نے طی کي که اُس سے سرحد اُسکے ملک کي بحر کاسپیئن تک بڑهگئي اِس لیئے

کا ترجمه تاریخ ابن هاکل صفحه ۲۱۳ و ۲۲۱ و ۲۲۵) مورخان یورپ نے اِس خطه کو اکثر جارجیا کي جگهه غلط سمجها هی اور ڈي هربي لاٹ صاحب نے اِسي خیال سے خطه مذکوره کے بادشاه کے خطاب کو روس کے بادشاه کے خطاب سیزر سے مشتق کیا اور اُسکے خطاب کو فارسیوں کي بري تحریر کے سبب سے کوئي تو سر اور کوئي هو اور کوئي تشر اور کوئي نشر بیان کرتا هی

اُس مهم کو محمود کي سلطنت کے بڑے کاموں میں شمار کرنا مناسب هی چنانچه ایلق خاں مرچکا تھا اور جانشین اُسکا طغا خاں ختن کے تاتاریوں سے سخت لڑائي میں مصروف تھا اور یهه لڑائي خصوص دریاے آماس کي جانب مشرقي میں واقع هوئي تھي اور سنه ۱۰۱۲ ع سے لیکر سنه ۱۰۱۵ ع تک بموجب تحریر ڈي گگنیز صاحب واقعه جلد ۲ صفحه ۳۱ کے قایم رهي اور ماوراالنهر کا ملک طغا خاں کے نهونے سے محمود کي نظر سے نچوکا اور هندوستان کي لڑائیوں میں وه اسقدر مصروف نتها که وه اُسکي ضرورت سے ایسے بڑے ملک کے فتح کرنے سے غافل رهتا غرض که معلوم هوتا هی که سنه ۱۰۱۶ ع مطابق سنه ۴۰۷ هجري میں سمرقند اور بخارا پر بلا مقابله قابض و متصرف هوا اور جو مقابله خوارزم میں پیش آیا اُس سے اُس ملک کے فتح هونے میں بهت توقف نهوا † ٭

محمود کي نویں مهم هندوستان پر

اِن مهموں کے بڑے ٹهاٹ سامانوں سے دریافت هوتا هی که محمود نے جو ارادے هندوستان پر کیئے وه بڑے وسیع اور فراخ هوگئے اس لیئے که

---

† ایلق خاں کي لڑائي سنه ۱۰۰۶ ع سے پهلے کي کوئي مهم محمود کي دریاے اکسیس کي جانب کسي مورخ نے بیان نهیں کي اور تاریخ فرشته والا اِس مهم محمود کا یهه باعث بیان کرتا هی که سلطان محمود کو شاه خوارزم کے قتل پر جس سے اُسکي بیٹي کي شادي هوئي تهي جوش آیا مگر ڈي هربي لاٹ صاحب اپني سرگذشت میں جو درباب سلطان محمود اُنهوں نے لکهي اور ڈي گگنیز صاحب بحواله تاریخ ابوالفدام کے جلد ۲ صفحه ۱۶۶ میں کمال استحکام سے یهه بات بیان کرتے هیں که وه لڑائي ایک بغاوت کے مدافعت کے واسطے هوئي تهي اور خود صاحب تاریخ فرشته یهه بیان کرتا هی که سنه ۱۰۱۲ ع میں جو که محمود نے خلیفه سے یهه درخواست کي که وه سمرقند کو حواله کرے اس سے دریافت هوتا هی که محمود نے اُس سال کو ماوراالنهر کے فتح کرنے میں گذارا اور اس قیاس کي خاص وجهه یهه هی کهاُس سال میں کسي اور مهم میں محمود کا بذات خود مصروف هونا بیان نهیں کیا گیا

اُس نے پنجاب کو چھوڑ کر جو اُسکے آنے جانیکا اب تک ایک راستہ تھا
یہہ ارادہ کیا کہ آگے کو سیدھے گنگا پر لشکرکشي کرے اور اپنے یا اپنے جانشینوں
کے لیئے هندوستان کے وسط تک راستہ آنے جانیکا کھولی چنانچہ جو جو
سامان اُس نے بہم پہونچاے وہ تمام اِس ارادہ کے شایان و مناسب تھے
غرض کہ بموجب تحریر تاریخ فرشتہ کے ایک لاکھہ سوار اور بیس هزار
پیادہ جمع کیئے اور یہہ فوج اُسنے تمام ملک کے حصوں میں سے اور
خصوص اُن حصوں میں سے جو اُسنے حال میں فتح کیئے تھے فراهم کي
تھي اور یہہ تجویز اُسکي اسلیئے نہایت معقول تھي کہ اُسکے ذریعہ سے
وہ سپاہ کام آئي جو پیچھے رهتي تو ایک بڑا اندیشہ تھا اور هندوستان
کي لوٹ میں اُنکو شریک کرنے سے رفیق اپنا بنایا *

سات بڑے دریاؤں اور ایسے ملک میں جسکي حقیقت ابتک دریافت نتھي
اور اُسمیں کوئي نہیں گذرا تھا تین مہینے کا اُسکو کوچ کرنا پڑا اور دریافت
هوتا هی کہ اُسنے اپني معمولي دانشمندي اور قدیمي آگاهي هوشیاري سے
اِس مہم کو طی کیا چنانچہ وہ سنہ ۱۰۱۷ ع مطابق سنہ ۴۰۸ هجري
میں پشاور سے روانہ هوا اور کشمیر کے آس پاس سے گذر کر پہاڑوں کے
پاس پڑوس میں لگا رها جہاں دریاؤں سے گذرنا کمال آساني سے ممکن
تھا یہاں تک کہ وہ دریاے جمن سے گذر گیا بعد اُسکے جنوب کے جانب
متوجہہ هوا اور قنوج کي بڑے دارالسلطنت کے سامنے یکایک آگیا *

قنوج کي فتح کا بیان

جن باتوں کے سبب سے یہہ شہر آراستہ پیراستہ اور بڑا مالا مال اور
نہایت پر رونق تھا اُنکا دریافت کرنا گونہ دشوار هی اگرچہ قنوج کے راجہ
کا ملک اور راجاؤں کے ملکوں سے زیادہ نتھا اور اِن راجاؤں کي لڑائیوں
اور رفاقتوں کي تاریخوں سے یہہ بھي بات ثابت نہیں هوتي کہ قنوج کے
راجہ کو اور راجاؤں کي نسبت حکم و اختیار کچھہ زیادہ حاصل تھا

مگر اُسکے دربار کی شان و شوکت اور دارالسلطنت کی جاہ و حشمت کی تعریف میں ہندو اور مسلمان مورخ ایک دوسرے سے سبقت لیجاتے ہیں اور محمود کی فوج میں جو اثر اِس شاندار شہر کی بدولت حاصل ہوا بیان اُسکا تاریخ فرشتہ میں مذکور ہی † *

قنوج کا راجہ محمود کے مقابلہ کے واسطے بالکل آمادہ و مستعد نتھا اور اپنی بیکسی کا اُسکو اتنا یقین تھا کہ اُسنے آپ کو اپنے خاندان سمیت محمود کے حوالہ کیا اور دریافت ہوتا ہی کہ وہ ناچاری کی دوستی جسکا آغاز اِسطور پر واقع ہوا دلی اور مضبوط و مستحکم تھی اِس لیئے کہ سلطان محمود تین دن کے بعد بدون ایذا دہی اور ضرر رسانی کے قنوج سے روانہ ہوگیا اور جبکہ چند برسوں کے بعد جب کہ اور راجاؤں نے باہم اتفاق کرکے قنوج کے راجہ کو اِس خطا پر سزا دینی چاہی تھی کہ وہ اپنی قوم کے عام دشمن سے جا ملا تھا تو محمود اُسکی امداد و اعانت کے لیئے پھر واپس آیا *

متھرا کے لوگوں پر جو ہندوؤں کی بڑی تیرتھ تھی کچھہ ترس نکھایا چنانچہ وہ بیس روز تک وہاں ٹھہرا اور شہر کو لوٹا اور بتوں کو توڑا اور مندروں کو خراب کیا اور فوج کے زور و ظلم سے شہر میں آگ لگی اور اِس آگ کے لگنے سے رہنے والوں کی مصیبتوں کو بہت ترقی ہوئی *

بعضوں نے بیان کیا ہی کہ مندروں کے مضبوط و محکم ہونے کے باعث سے محمود اُنکو بیخ و بنیاد سے نہ اوکھاڑ سکا اور جو مسلمان بہت

† علاوہ اور مبالغہ کی تعریفونکیے ایک ہندو مورخ (کرنل ٹاڈ صاحب کی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۷) بیان کرتا ہی کہ قنوج کی شہر پناہ کا محیط تیس میل کا تھا اور ایک مسلمان مورخ لکھتا ہی (میجر رنل صاحب کی کتاب صفحہ ۵۴) کہ اس شہر میں تیس ہزار پنواڑیوں کی دوکانیں تھیں اور بعضے مسلمان مورخ قنوج کے راجہ کو اِس طرح ممتاز کرتے ہیں کہ وہ تمام ہندوستان کا شاہنشاہ تھا اور محمود کے زمانہ سے ایک سو برس پیشتر ابن ہاکل نے بیان کیا کہ ہندوستان کا بڑا شہر قنوج تھا (اوسلی صاحب کا ترجمہ تاریخ ابن ہاکل صفحہ ۹)

تعصب نهين رکهتے وه یهه بیان کرتے هیں که محمود اُن مندروں کو اُنکي خوبصورتي کے باعث سے بچا گیا مگر اِس بات پر تمام مورخ متفق هیں که عمارات متهرا کي حسن و خوبي سے اُسکو نهایت حیرت هوئي اور غالب یهه هی که جو تاثیر اُن عمارتوں کي محمود کي طبیعت پر هوئي تو اُسیکے باعث سے اُسکي طبیعت میں مذهبي عمارتوں کے بنانے کا جوش اوٹها † *

اِس مهم میں اور مهموں کي نسبت زیاده تر برے حال پیش آئے چنانچه مهابن میں جو متهرا کے پاس واقع هی راجه نے سلطان کي اطاعت اختیار کي اور سلطان نے اُس سے اچهے معاملے برتے مگر اتفاق سے دونوں فوجوں کے سپاهیوں میں کوئي جهگڑا کهڑا هوگیا اور هندو قتل هوئے اور دریا کي طرف بهاگ کر ڈوب گئے اور جب راجه نے یهه خیال کیا که مجهکو بادشاه نے دغا دي تو اُس نے اپنے جورو بچوں کو مفت قتل کیا اور بعد اُسکے اُسنے اپنا بهي جهگڑا چکا دیا *

شهر منج میں سخت مقابله کے بعد قلعه کے کچهه تهوڑے راجپوت قلعه کے اُن مقاموں سے جسکو محمود نے توڑا سلطان کي فوج پر یک لخت آپڑے اور آپ کو هلاک کیا اور باقي لوگوں نے آپ کو قلعه کي فصیلوں سے گراکر پاش پاش کیا یا اپنے گهروں میں جورو بچوں سمیت آگ میں جل کر مرگئے یهاں تک که تمام گروه میں سے کوئي زنده نه بچا علاوه اُسکے بهت سے شهروں کو فتح کرکے بهت سے ملکوں کو ویران کیا اور بهت

---

† جو خط که محمود نے حاکم غزني کے نام اِس شهر سے لکها اُسکا خلاصه مفصله ذیل یهه هی که اِس مقام میں هزاروں عمارتیں ایسي مضبوط و مستحکم هیں جیسے که پکے مسلمانوں کا ایمان مضبوط اور قوي هی اور اکثر عمارات اُنمیں سنگ مرمر کي هیں علاوه اُنکے مندر بیشمار هیں اور یهه بات تحقیق هی که لاکهوں دیناروں کے خرچ سے یهه شهر اس مرتبه کو پهونچا هی اور ایسا شهر دو سو برس کے عرصه سے کم میں تیار نهیں هوسکتا (برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته کا جلد ۱ صفحه ۵۸)

سي غنیمت اور پانچہزار تین سو قیدي لیکر غزني کو واپس آیا † *

محمود کي دسویں اور گیارھویں مہم کا بیان

جب که وسط هندوستان کي راهوں سے محمود آگاه هوگیا تو سنه ۱۰۲۲ع مطابق سنه ۴۱۳ هجري میں مہم مذکوره بالا کے بعد هندوستان پر دو حملے اور کئي اور ان دونوں حملوں کے درمیان ایک عرصه گذرا چنانچه پہلا حمله راجه قنوج کي امداد و اعانت کے واسطے کیا تها مگر حسب اتفاق اُسکے پہونچنے سے پہلے پہلے کالنجر واقعه بندیل کهند کے راجه نے قنوج کے راجه کو قتل کیا چنانچه محمود نے کالنجر کے راجه پر لشکر کشي کي مگر اس لشکرکشي اور آینده لشکرکشي پر جو سنه ۱۰۲۳ع مطابق ۴۱۴ هجري میں کي گئي کوئي فائده مستقل مترتب نهوا *

محمود کا پنجاب پر مستقل تصرف کرنا

منجمله ان دونوں مہموں کے پہلي مہم میں ایک واردات کے پیش آنے سے سلطان کي بڑي بڑي فتوحات سے بهي بڑهکر بڑا مستقل اثر ظاهر

---

† حال اس تمام مہم کا تاریخ فرشته میں صاف صاف مندرج نہیں مگر فرشته میں اُن فارسي مورخوں کے کلام نقل کئي هیں جو اپنے ملک کے موسموں کے لحاظ سے محمود کے کوچ کا زمانه بہار کا موسم بتاتے هیں مگر اصل یهه هی که اُسنے بہار کے موسم میں کوچ نہیں کیا اسلیئے که اگر وه بہار میں کوچ کرتا تو پایاب اوترنیکي جستجو نکرتا هاں خاص قنوج میں برسات کے شروع میں پہونچا هوگا بعد اُسکے جو کوچ هوئے وه تمام کوچ سب برسات میں دریاؤں کي چڑهائي پر کئے هونگے اور غالب یهه هی که پہاڑوں پر برف پڑنے سے پیشتر پشاور میں پہونچا هوگا اور ماه نوامبر کے اغاز میں دریاے اٹک سے پار اُترا هوگا اور اُسکی کوچوں کي تفصیل اس سے بهي خراب بیان کي هی چنانچه پہلے وه قنوج پر گیا اور پهر لوٹ کر میرٹهه پر گیا اور پهر متهرا پر حمله کیا مگر اُسکے آنے جانیکا کوئي نشان پتا باقي نہیں که وه کس راه سے آیا گیا هاں غالب یهه هی که وه میرٹهه کي راه کو آیا مگر یهه تحقیق نہیں که وه کس راه سے واپس گیا برڈ صاحب نے اپني تاریخ گجرات کے دیباچه کے صفحه ۳۱ میں اسمقدمه کي بہت عمده چهان بین کي هی

هوا یعنی جیپال ثانی جو لاهور کی سلطنت میں اننگ پال کا جانشین هوا تها اپنے تخت نشینی کے وقت سے کسیقدر نزاعوں کے بعد همیشه سلطان سے اچهی خاصی طرح رهتا رها مگر اس مهم میں أسنے بدبختی سے سلطان کا مقابله کیا اور أسکو قنوج کے جانے سے مانع مزاحم هوا چنانچه آخر نتیجه أسکا یهه هوا که لاهور اور أسکے تمام اضلاع ضبط هوئے اور غزنی کے شامل کیئے گئے اور دریاے اٹک کے جانب شرقی پر فوج اسلام کی مستقل رهنے کی یهی پهلی بار تهی اور بلاد هندوستان میں مسلمانوں کی آینده بادشاهی کے لیئے یهی بنیاد تهی *

بعد أسکے سنه ۱۰۲۴ع مطابق سنه ۴۱۵ هجری میں ماوراءالنهر کی طرف سلطان متوجهه هوکر بنفس نفیس أس جانب کو روانه هوا اور وهاں کے باغیوں کی سرکوبی کرکے غزنی کو مراجعت فرمائی *

قنوج کی بڑی مهم کے بعد یهه معلوم هوتا هی که محمود کو لوٹ مار کے حملوں کا مزا نرها چنانچه جو حملے که أسنے بعد أسکے کئی جنکا بیان ابهی هوچکا وه اپنی رضا و رغبت سے نکئی تهے دریافت هوتا هی که اس زمانه میں أسنے هوش حواس اپنے جمع کرکے یهه اراده مصمم کیا که ایسی جد و جهد عمل میں لانی مناسب هی که اگر نام اپنا اسلام کی بڑی ترقی دینے والوں میں درج نه هووے تو ادنی درجه یهه هی که بتشکنوں میں مندرج هو جاوے اور میں بت پرستی کے حق میں وبال سمجها جاؤں *

بارهویں مهم سومنات کے مندر پر

یهه مهم أسنے ایسی کی که جهاں کهیں مسلمان بستے رستے هیں وهاں یهه مهم أسکی بطور عمده نمونه جهاد کے مشهور و معروف هی *

واضح هو که یهه سومنات جزیره نما گجرات † کے جنوبی کناره پر بڑا معزز اور عمده مندر تها اگرچه حال اس مندر کا هندوستان میں تاریخ

† هندوستان کے لوگ اس گجرات کو سورٹهه اور کاٹهیا وار کهتے هیں

مہمات محمود سے خصوصاً دریافت هوا مگر معلوم هوتا هی که اُس عهد میں مندر یهه بڑا مالا مال اور بڑي مشہور ‡ تیرت تهي *

اس مقام کے پهونچنے میں اُس دور دراز سفر کے علاوه جو آباد ملکوں میں اُسنے کیا تین سو پچاس میل کے چوڑے چکلے ریگستان اور سخت چکني مٹي کے میدان کو لپیٹا جهاں پاني چارے کي قلت اور دقت تهي اور حق یهه هی که اس زمانه میں کسي رفیق کے ملک میں بهي لاو لشکر سمیت گذرنا بهت بڑا کام هی اور پهلے پہل کے گذرنے اور خصوص ایسي صورت میں که غنیم کي فوج کا مقابله ممکن و متوقع تها صرف دلیري هي درکار نتهي بلکه هنر بهي درکار تها *

ماه ستمبر سنه ۱۰۲۴ع مطابق سنه ۴۱۵ هجري میں فوج اُسکي غزني سے روانه هوئي اور ماه اکتوبر سنه مذکوره بالا میں ملتان میں پهونچي بیس هزار اونٹ رسد لیجانے کے لیئے اکهٹے کیئے تهے اور باوصف اسکی تمام فوج کو یهه تاکید تهي که جهاں تک ممکن هو پاني چارے کا سامان مہیا رکهنا چاهیئے اگرچه فوج کي تعداد بیان نهیں کي گئي مگر کهتے هیں

---

‡ بیان کیا گیا که دو دو تین تین لاکهه معتقد چاند سورج کے گهن کے دنوں وهاں اتے تهے اور مختلف راجاوں نے دوهزار گاؤں اس مندر کے پوجاریوں کے لیئے مقرر کئي تهے اور دو هزار پوجاري اور پانسو ناچنے والیاں اور تین سو گویه اس مندر سے متعلق تهے اور اُسکی گهنٹي کي زنجیر جسکو پوجنے والے بجاتے تهے دو سو من سونے کي تهي اور هر روز اُسکے بت کو گنگا کے پاني سے نهلایا جاتا تها جو هزار میل کے فاصله سے آتا تها اور یهه پچهلا بیان زمانه حال کے طور طریقوں سے درست معلوم هوتا هی اور اور چیزیں جو اس مندر میں کے بیان هوئے هیں وه ایشیا والے مورخوں کی حسب عادت بلا تعداد لکهي هیں واضح هو که اگر زنجیر کے من تبریزي تصور کیئے جاویں اور یهي غالب هی تو وه زنجیر دس لاکهه روپیه سے زیادہ قیمت کي هوگي اور اگر عربي من مراد رکهے جاویں تو بیس هزار روپیه سے کم کي هوگي *

واضح هو که تبریزي من مثقالوں کے حساب سے چهه سو مثقال اور تولوں کي رو سے درسو توله کا اور عربي من دو رطل کا اور رطل ؟ مثقالوں کے حساب سے نوه مثقال اور تولوں کي رو سے اٹهائیس توله ساڑے چار ماشه کا هوتا هی اور جهاں کهیں مطلق من بولا جاتا هی وهاں تبریزي من مراد هوتا هی مترجم

که بہت سے لوگ اکسیس کے پار رہنے والے اپنی رضا و رغبت سے بلا تنخواہ اُسکے ہمراہ ہوگئے تھے اور جسقدر که ان لوگوں کو دین کی حرارت اور مذہب کا جوش دامنگیر تھا اُسیقدر لوٹ مار کا شوق اور بڑے بڑے کاموں کی تمنا دلپذیر تھی † *

جب که محمود نے کوچ کا سامان پورا کیا تو وہ میدان مذکور سے بلا دشواری گذر گیا اور اجمیر کے پاس اُسنے اچھی طرح جماو اپنا کیا جو هندوستان میں عمدہ زرخیز خطه هی اگرچه هندو لوگ اس طوفان کے جماو سے ناواقف نتھے مگر اُنکو یہه بھی توقع نتھی که وہ طوفان ایسے مکان پر جو ایسے میدان کے درمیان پڑنے سے مامون و محفوظ هی بہت بیطرح یک لخت اجاویگا محمود کے یکایک آجانے سے اجمیر کے راجه کو بھاگنے کے سوا کوئی چارا نسوجھا غرض که ملک اُسکا بیچراغ کیا گیا اور دارالسلطنت جو باشندوں سے خالی رهی تھی تاخت و تاراج کردیئے گئے مگر وہ قلعه جو پہاڑ پر شهر کی پشت و پناہ هے فتح نہوا اور جو که محمود کا مطلب نه تھا که آپ کو محاصروں میں مصروف و مشغول رکھے تو اُسنے اپنا سفر جاری رکھا جو اب کمال اسان اور نہایت سہل هوگیا تھا اور غالب یہه هی که وہ جس راہ سے سومنات پر گیا وہ راہ تھی جو اربلی پہاڑ اور میدان مذکورہ بالا کے درمیان میں واقع هی گجرات کے شہروں میں سے جس مشہور شہر میں وہ پہلے پہل پہونچا وہ انہل باڑہ تھا جو ان دنوں دارالسلطنت تھا اور ایسا یکایک پہونچا که وہ راجا شہر کے چھوڑنے پر مجبور هوا باوصف اسکے که هندوستان کے راجاؤں میں بہت بڑا راجه تھا اگرچه محمود کو یہه بڑی فتح نصیب هوئی مگر اُسنے اپنی توجهه کو پابند اُسکا نکیا اور اپنا کوچ و سفر قایم رکھا چنانچه آخرکار اپنی منزل مقصود کو پہونچا اور اُسنے یہه ملاحظه کیا که وہ مندر ایک

† برگز صاحب نے ترجمه تاریخ فرشته کے جلد ایک صفحه ۶۸ میں ان لوگوں کی تعداد بیس هزار لکھی هی

ایسے جزیرہ نما میں واقع ہی جو ایک خاکنائے مضبوط و مستحکم کے ذریعہ سے هندوستان کے بر اعظم سے ملا ہوا ہی اُس مندر کی فصیلوں پر جگہہ جگہہ پہرہ بندی تھی اور جب کہ محمود نے پڑاو ڈالا تو مندر سے ایک قاصد آیا اور اُسنے دیوتا کی طرفسے تباہی بربادی کی دھمکیاں سنائیں اور یہہ بات کہی کہ ہمارا دیوتا تجھکو خراب کریگا اور تیرا کیا مقدور ہی کہ تو ہمارے دیوتا کا مقابلہ کرے مگر محمود نے اُن دھمکیوں کی کچھہ پروانکی اور اپنے تیراندازوں کو فصیل کے پہرہ والوں کے مقابلہپر لایا چنانچہ اُنہوں نے مندرکی فصیلوں کو پہرہ والوں سے پاک صاف کردیا اور جب کہ وہ پہرہ والے وہانسے بہاگے تو دیوتا کے قدموں پر گرے اور آنسو بہا کر دیوتا سے مدد مانگی اور اسلیئے کہ جیسے راجپوتوں کی ہمت بہت جلدی سے ہار جاتی ہی ویسے ہی اسانی سے جوش بھی اُنکو آتا ہی تو جب اُنہوں نے اُن مسلمانوں کی تکبیر سنی جو فصیل پر چڑھی آتے تھے تو اُنکی ہمت بندھی اور ایسی بہادری سے پیش آئے کہ مسلمانوں کے پانو اوکھڑ گئے اور بہت سا نقصان اوٹھاکر پس پا ہوئے *

بعد اُسکے جب مسلمانوں نے دوسرے دن حملہ کیا اور روز اول سے کچھہ زیادہ نقصان اُٹھایا تو محمود نے عام حملہ کا حکم دیا اور جب اُنہوں نے فصیل پر زینے لگائے تو محصوروں نے کمال بہادری سے اُنکو سرکے بل گرایا جس سے اُنکا یہہ ارادہ سمجھا گیا کہ وہ مندر کی امداد و اعانت پر آخر دم تک آمادہ و مستعد رہینگے *

تیسرے دن پاس پروس کے راجاوں نے جو مندر کے چھوڑانے کے لیئے اکہٹے ہوئے تھے لڑائی کی صفیں آراستہ کیں چنانچہ محمود اسبات پر مجبور ہوا کہ اُسنے مندر کا پیچھا چھوڑا اور نئے دشمنوں کا سامنا کیا غرض کہ یہہ لڑائی بڑے زور و شور سے ہوئی اور ہنوز فتح مشتبہہ اور دو پہلو تھی کہ انہل واڑہ کا راجہ بہت سی نئی فوج لیکر هندوؤں کی کمک کو آیا اور اسلیئے کہ مسلمانوں کو فوج دشمن کے اسقدر قوی ہوجانے کی توقع نتھی

تو پانوں اُنکے اوکھڑنے لگی اور ہمت انکی ٹوٹنے لگی یہاں تک کہ محمود اِس بڑے وقت میں خدا کے سامنے گڑگڑایا اور سجدہ سے جلد اُٹھکر گھوڑے پر سوار ہوا اور فوج کے دل ایسی قوت سے بڑھائے کہ وہ لوگ ایسے بادشاہ کو چھوڑ نسکے جسکے ساتھہ اکثر اُنہوں نے خونریزیاں کیں تھیں غرض کہ باہم ہوکر ایسی زور و قوت سے تکبیر کہکر یک لخت ٹوٹے کہ روک ٹوک اُنکی نہایت دشوار تھی اور اس حملہ کی بدولت پانچ ہزار ہندو مارے گئے اور فوج اُنکی ایسی تباہ ہوئی کہ مندر کے سپاہیوں کو بھی بچنے کی کچھہ آس نرہی چار ہزار آدمی جان لڑا کر مندر سے نکلے اور کشتیوں میں سوار ہوئے اگرچہ مسلمانوں کے ہاتھہ سے بہت سا نقصان اُٹھایا مگر سمندر کی راہ سے جان بچاکر نکل گئے *

جب کہ یہہ بڑی فتح نصیب ہوئی تو محمود اُس مندر میں داخل ہوا اور اُس کی عمارت کی شان و شوکت دیکھہ کر جسکی بلند چھت ایسے چھپن ستونوں کے سہارے کھڑی تھی جو طرح طرح کے نقش و نگاروں سے آراستہ اور قیمتی جواہرات کے بیل بوٹوں سے پیراستہ تھی سخت حیران رہا اُس مندر میں باہر کی روشنی نہیں آتی تھی بلکہ اُسکی چھت کے بیچ ایک زنجیر سونے کی تھی جسمیں ایک چراغ اویزاں تھا اور اُسکی روشنی سے وہ مکان روشن تھا اور دروازہ کے سامنے سومنات دیوتا کھڑا تھا جو پورے پانچ گز کا تھا منجملہ اُنکے دو گز زمین کے اندر اور تین گز زمین سے باہر تھا اور جب کہ محمود نے اُسکے توڑنیکا حکم دیا تو پوجاری لوگ اُسکے پانوں پر گرے اور بہزار منت خوشامد یہہ درخواست کی کہ اگر آپ اس دیوتا کو نتوڑیں تو ہم لوگ بہت سا روپیہ بطور تاوان ادا کریں چنانچہ محمود نے تامل کیا اور اُسکے درباری لوگ اسی بات پر آمادہ ہوئے اور اُنکو یہہ یقین تھا کہ وہ اسی بات پر جما رہیگا مگر محمود نے ایک لمحہ کے بعد یہہ بات اواز بلند سے کہی کہ میری خواہش ہی کہ بت فروشی کی نسبت بت شکنی کی حیثیت سے زیادہ تر یاد اپنی

باقي رهی چنانچه اُسنے گرز اپنا اپنے هاتهه سے مارا اور فوج نے اتباع اُسکا کیا غرض کہ وہ بت جو سارا کهوکهلا تها پاش پاش هوگیا اور اُسکے پیٹ کے اندر سے اتنے جواهرات نکلے کہ تاوان کا بڑا عیوض هوا اور دو ٹکڑے اُس بت کے مکہ مدینہ بهیجے گئے اور دو ٹکڑے اُسکے غزنی کو روانہ کیئے گئے منجملہ اُنکے ایک ٹکڑا دیوان عام میں رکها گیا اور ایک ٹکڑا جامع مسجد کی نذر کیاگیا اور یہاں تک رہا کہ تاریخ فرشتہ والی کے وقت تک موجود تها † *

جو خزانہ کہ اس مہم کي بدولت هاتهه آیا وہ پہلي مہموں کي غنیمتوں سے بہت زیادہ تها یہاں تک کہ ایشیا کے مورخ بهي باوجود اپني زیادہ کوئي کے سونے چاندي اور جواهرات کي تعداد وزن سے عاجز آئی *

اس عرصہ میں انہل واڑہ کے راجہ نے گندابہ کے قلعہ میں پناہ پکڑي تهي جو سمندر کے حفظ و امان میں محفوظ و مامون تها اور جب کہ محمود کو یہہ حال دریافت هوا کہ سمندر کے آثار پر اُس قلعہ تک رسائي ممکن هی اگرچہ خطرہ سے خالي نہیں تو فوج اپني لیکر پاني میں گهسا اور دهاوا کرکے قلعہ کو فتح کیا مگر راجہ هاتهہ نہ آیا *

محمود کا نئے راجہ کو قایم کرنا گجرات میں

جب کہ محمود نے اسطور پر فتح پائي تو وہ انہل واڑہ کو روانہ هوا اور غالب هی کہ وہ برسات میں وهاں مقیم رہا اور اُس ملک کي آب وهوا کي خوبي اور زمین کي زر خیزي سے اسقدر محظوظ هوا کہ اُسکی دل میں یہہ خیال آیا کہ چند برسوں کے لیئے اُسکو دارالسلطنت قرار دے اور هندوستان کي باقي مہموں کے لیئے اسي جگہہ سے روانہ هوا کرے

---

† یہہ بیان جو بالا مذکور هوا تاریخ فرشتہ والے کا بیان هي اور مندر کے کسي بت کي نسبت وہ بیان صادق هوگا مگر حقیقت یہہ هی کہ جس چیز کي پوجا سومنات میں هوتي تهي وہ کوئي بت نتها بلکہ ایک سیدها سادها پتهر کا ایک اسطوانہ تها (پرافسرولسن صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحہ ۱۹۴)

معلوم هوتا هی که محمود اسوقت ایسا بلند نظر هو گیا تها که اُسنی مختلف مهموں کے سر کرنیکے لیئے جہازوں کا بیڑہ بنانا چاها مگر خیالات اُسکے سکندر کے سے خیالات نتهے یعني اُسکے جي میں یهہ بات نتهي که حالات سمندر کي تجسس کا فخر بهي حاصل کرے بلکه خیال اُسکا یهہ تها که لنکا کے جواهرات اور پیگو کي کانیں اُسکی هاتهہ آویں چنانچه اُسکے وزیروں نے اس ارادہ سے باز رهنی کي اُسکو مشورت دي اور وہ بهي فکر و غور کے بعد اُنکے متفق هوا اگرچه ان دنوں بهي گجرات کا راجه کچهہ تهوڑے فاصله پر موجود تها مگر بادشاہ کي اطاعت سے سرتاب تها اور جب که محمود نے یهہ حال دیکها تو اُسکو ایک ایسے شخص کي تلاش هوئي که گجرات کي حکومت اُسکو عطا کرے اور وہ ایسا معتمد هووے که اداے خراج میں حیله بهانه پیش نکرے چنانچه اُسنی ایک شخص ایسا پایا که وہ گجرات کے قدیم راجا کي اولاد تها مگر وہ دنیا چهوڑ بیٹها تها اور فقیروں کي طرح اوقات اپني بسر کرتا تها اور اُسکي نسبت یهہ تصور کیا که اوروں کي نسبت اس شخص سے اطاعت کي توقع زیادہ هوسکتي هی * †

جس خاندان سے یهہ شخص منتخب هوا تها اُسي خاندان کا ایک اور آدمي گدي کا دعوی دار تها مگر محمود نے بحسب تقاضاے وقت اُسکو نظر بند کیا اور جب که محمود نے گجرات سے جانے کا ارادہ کیا تو اُس نئي راجه نے منت سماجت سے یهہ عرض کیا که آپ اس شخص کو

---

† بیان کیا گیا هی که یهہ آدمي دابشلیم کي اولاد تها جو ایک قدیم راجا تها اور ایراني مورخ بیان کرتے هیں که یهہ وہ راجا تها جسکے حکم سے پیلپاے کي کهانیاں تصنیف هوئیں تاریخ فرشته والے نے اُسکو اور ایک اور دعویدار حکومت کو ایک جدي قرار دیا مگر غالب یهہ هی که یهہ دونوں شخص چاورا خاندان کے تهے اور اُس خاندان کا وارث ماں کي طرف سے اُس راجه کا باپ هوا جو محمود کے زمانه میں چلوکا کے خاندان میں سلطنت کرتا تها (برڈ صاحب کا ترجمه مرات احمدي صفحه ۱۴۲ ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد ایک صفحه ۱۹۷)

میرے حواله کریں تاکه میري سلطنت قایم رهے بلکه اسکا حواله کرنا هي
میري سلطنت کے قیام کا باعث هی چنانچه بادشاه نے اُس قیدي کو
طلب کیا مگر اُسکے حواله کرنے پر راضي نهوا آخر کار اپنے وزیر کي اس
تقریر سے بمشکل راضي هوا که کافر بت پرست پر ترس کهانا ضروري نهیں
اور راضي هونے کا بلاشبهه باعث یهه تها که اُسکو یقین واثق تها که وه
فی‌الفور گردن مارا جاویگا اور حقیقت یهه تهي که وه نیا راجا ایسا
نا خدا ترس نه تها که اُسکے خون ناحق سے هاتهه اپنے بهرتا چنانچه اُس
نے یهه حکم دیا که تخت کے نیچے ایک گهرا گڑها کهودا جاوے اور وه
شخص اُسمیں مقید کیا جاوے اور باقي عمر اپني اُسمیں بسر کرے مگر
ایک انقلاب ایسا واقع هوا که دونوں کے نصیبوں نے پلٹا کهایا اور
بقول مشهور که چاه کن را چاه درپیش وه نیا راجا اُسي گڑهے میں †
ڈالا گیا *

بیان اُن مصیبتوں کا جو واپسي کے وقت محمود کو پیش آئیں

جب که مقام گجرات میں محمود کے قیام پر برس روز سے زیاده
یاده عرصه گذرا تو اُسکو مراجعت کا خیال آیا اور یهه بات اُسکو دریافت
هوئي که جس راه سے وه آیا تها وهاں اجمیر اور انهل واڑه کے
راجاؤں کي فوجیں گهات میں لگي بیٹهي هیں اور فوج اُسکي لڑائیوں
کي مصایب اور آب و هوا کي خرابي سے کم اور تهوڑي هو گئي اور یهه بهي
خیال اُسکو هوا که وه ادهوري فتح جو اُسکو هاتهه آئي ایسي فوج کي

---

† یهه بیان ڈي هربي لاٹ صاحب اور برڈ صاحب کے ترجمے مرات احمدي سے
لیا گیا جسکا بیان تاریخ فرشته والی کے بیان سے زیاده قرین اعتماد هی غرضکه هم
جب اِس بیان کو اُن انوکهي باتوں سے پاک صاف کرتے هیں جنکو مورخوں نے بیان
کیا تو یهه بات بعید از قیاس اور مسلمانوں کي بناوٹ نهیں که ایک پاکهنڈي بهگت
قابو والی نے مکر و فریب سے ایسي انسانیت برتي هو ۔

بربادي کا باعث هوگي جسکو ریگستان میں گذرنا اور دشمنوں سے دوچار هونا ضروري هی چنانچه اُسنے سنده کے مشرقي ریگستان میں نئي راه سے جانے کا اراده کیا اور جب وه روانه هوچکا تو گرمي شدت سے پڑنے لگي اور سفر کے شروع هوتے هي پاني چاره کي قلت سے اُسکے همراهیوں کو سخت تکلیف هوئي مگر یهه سختیاں اُن تین دن کي سختیوں کے مقابله میں بہت خفیف اور سبک تهیں جنمیں انکو اُنکے رهبروں نے بهٹکایا اور ایک بڑے ویران میدان میں کهانے پینے بدون خراب و آواره کیا اور جلتی ریتے اور کڑي دهوپ میں سفر کرنے سے پیاس کے تحمل کي تاب و طاقت نرهي اور نہایت مصیبتوں کے اوٹهانے سے بڑے بڑے فعل انسے صادر هوئے جنکي بدولت انکي مصیبت دوني هوئي چنانچه جلن کے مارے رهبروں کو طرح طرح سے تکلیف دي اور یهه یقین انکو هوگیا که یهه رهبر بهیس بدلے هوئے سومنات کے پوجاري هیں اور جو اس هتک و ذلت کے انتقام پر جو سومنات کو همارے هاتهوں پهونچي بڑے آماده و مستعد هیں چنانچه هر مسلمان کے دل پر نا اُمیدي چهاگئي یہانتک که بعض بعض دیوانه هوکر مرے اور بہت سے لوگ بري طرح ضایع هوئے اور جب که آخر کار ایک جهیل یا چشمه پر پهونچے تو اُنهوں نے یهه تصور کیا که خدا کي خاص عنایت سے یهه امر پیدا هوا *

مختصر یهه که وه ملتان کو پهونچے اور وهاں سے غزني کو روانه هوئے † *

---

† جب که هم حال اِن تمام سختیوں کا پڑهتے هیں تو یهه بات عجیب تر معلوم هوتي هی که واپسي کے وقت محمود اُس آسان راسته کو کیوں نگیا جو اٹک کے کنارے کنارے جاري تها اس لیئے که محمد قاسم کي مهم کے بیان سے اور افغانوں کے قریب هونے سے محمود اُس راه سے ضرور واقف هوتا اور ایک یهه ایسي بڑي غفلت هی که اُس سے یوں معلوم هوتا هی که اُس راه میں بعض بعض ایسی حرج هونگی جنکا نام و نشان اب باقي نہیں رها اور یهه بات اب تحقیق معلوم هوتي هی که جو میدان آج کل گرمي کے موسم میں سخت لوها اور برسات کے موسم میں نمک کي

بعد ان مصیبتوں کے محمود چین سے نہ بیٹھا چنانچہ سال مذکور کے اخیر پر کوہ جنڈ کے جاٹونکے گوشمالي کا ارادہ کیا جنھوں نے اُسکي فوج کو سومنات سے پھرتے ہوئے ستایا تھا غرض کہ ملتان کو واپس آیا اور ان لوٹیروں نے اُن جزیروں میں جاکر پناہ ڈھونڈي جو دریاے اٹک کي چھوٹي چھوٹي دھاروں سے محصور ہیں اور وہ دھاریں پایاب کے قابل نہیں اور اُنکے ذریعہ سے یعني ایک جزیرہ سے دوسرے جزیرہ میں چلے جانے سے وہ لوٹیرے تعاقب کے صدموں سے محفوظ رہ سکتے تھے مگر چونکہ محمود اِس چال

دلدل ہوجاتا ہی تو وہ اگلے وقتوں میں سمندر کا ٹکڑا تھا چنانچہ کچھہ کے شمالي بندروں کے روایتوں اور اُن میدانوں میں جہازوں کے ٹکڑے نکلنے سے امر مذکورہ بالا میں کوئي حجت باقي نہیں رہي بلکہ ہمارے سامنے جو تبدیلیاں بہت جلد جلد ظہور میں آئیں اُنسے یقین ہوتا ہی کہ آٹھہ سو برس کے اندر اندر جو سومنات کے فتح پر گذرے اُنسے زیادہ بڑي بڑي تبدیلیاں واقع ہوئي ہونگي (برنس صاحب کا سیاحت نامہ جلد ۳ صفحہ ۳۰۹) ہم تصور کرتے ہیں کہ سومنات کي مہم میں ڈیڑ برس سے زیادہ زیادہ یعني ماہ اکتوبر یا نوامبر سنہ ۱۰۲۴ ع سے اپریل یا مئي سنہ ۱۰۲۶ ع تک صرف ہوا اور تاریخ فرشتہ والے کا یہہ بیان ہی کہ اُس مہم میں اڑھائي برس صرف ہوئے اور پرایس صاحب ایک مقام میں اڑھائي برس اور دوسرے مقام میں تین برس سے کچھہ زیادہ لکھتے ہیں (پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۹۱) مگر یہہ زمانے تاریخ فرشتہ والے کی اور زمانوں سے مطابق نہیں اِسلیئے کہ وہ بیان کرتا ہی کہ محمود ملتان سے ماہ اکتوبر سنہ ۱۰۲۴ع مطابق سنہ ۴۱۵ ہجري میں کوچ کیا اور سنہ ۱۰۲۶ ع مطابق ۴۱۷ ہجري میں غزني کو واپس گیا مگر ہمارے نزدیک سنہ ۱۰۲۶ ع کے آدھے سے کچھہ پہلے غزني میں آیا ہوگا اِسلیئے جو سختیاں اُسنے اُس بیابان میں اُٹھائیں وہ برسات میں پیش نہ آئي ہونگي اور زیادہ تر وجہہ یہہ ہی کہ اگر ایسا ہي ہوتا تو اُس مہم کے لیئے وقت باقي نہوتا جو اُسي برس میں محمود نے جاٹوں پر کي تھي پس وہ اڑھائي برس جو فرشتہ والی نے لکھے ہیں اُسکي یہہ وجہہ ہوسکتي ہی کہ فرشتہ والی نے جو سنہ ۱۰۲۷ ع کیبجگھہ سنہ ۱۰۲۶ ع میں محمود کي واپسي قرار دي ہی یہہ صاف اُسکي غلطي ہی مگر اُسیکے بیان سے دریافت ہوتا ہی کہ ایکہزار ستائیسواں برس اُس مہم میں صرف ہوا جو سلجوقوں پر ہوئی تھي (برگز صاحب کي تاریخ جلد ۱ صفحہ ۸۳) جب کہ یہہ فرض کیا جاوے کہ محمود گجرات میں دو برس تک رہا تو یہہ بات دریافت کرني دشوار

سے واقف تھا تو اُسنے کشتیوں کا سامان مہیا کیا چنانچہ اُس نے فوج اپني کشتیوں پر اوتاري اور دشمنون کے خط و کتابت کو بند کیا اور اُنکي کشتیوں کو اپنے قبضہ میں کیا اور اُنکے جورو بچوں کو پکڑا جکڑا اور بہت سے جاٹوں کو قتل کیا † *

سلجوقوں کي پہلي بغاوت کا بیان

واضح هو که منجمله مہمات هندوستان کے مہم مذکورہ بالا محمود کي اخیر مہم تھي چنانچہ بعد اسکے اور جانب کو چابکي چالاکي کي ضرورت پڑي اور وجہہ اُسکي یہہ هوئي که سلجوق لوگ جو ایک ترکوں کي قوم تھي اور محمود کي سہل انکاري سے اُنھوں نے ترقي پکڑي تھي ایسے زبردست اور سینہ زور هوگئے تھے که محمود کےماتحت حاکمونکے زور و قابو سے باهر نکل گئے تھے چنانچہ اُسکو اُنکے مقابله کے لیئے آپ جانا پڑا غرضکه ایک بڑي لڑائي پڑي اور دشمنوں نے شکست کھائي چنانچہ سنه ۱۰۲۷ع مطابق سنه ۴۱۸ هجري میں اُنکو اِس بات پر مجبور کیا گیا که بدستور سابق اُسکي سلطنت کا آداب کیا کریں ‡ *

هوگي که غزني کے خط و کتابت کسطرح جاري رهي اور گجرات میں اِسقدر مدت تک کیوں پڑا رها اِس لیئے که اُس عہد کے کوچ اور دهاؤں کا حال کسي نے نہیں لکھا

† یہه بیان جو بالکل فرشته والے سے لیا گیا جب دریاے اٹک کے عرض و طول اور قرب و جوار کے جغرافیہ سے اُسکي مطابقت کي گئي تو بہت کوشش عمل میں آئي فرشته والے کے بیان سے واضح هوتا هی که محمود اٹک پر ایک عمدہ بحري فوج لایا اور سمندر کي لڑائي لڑا بیان اُسکا یہه هی که محمود نے اس مطلب کي نظر سے چودہ سو کشتیاں اکٹھي کیں تھیں اور هر کشتي ایسي تھي که اُسمیں پچیس پچیس تیر انداز اور نیزہ باز سما سکتے تھے اور دشمنوں کے پاس چار هزار جہازوں کا بیڑا اور بقول بعضوں کے آٹھہ هزار کشتیاں تیار تھیں غرض که سخت لڑائي واقع هوئي مگر غالب یہہ هی که محمود نے واپسي کے بعد اسي سال میں کشتیاں تیار کي هونگي اور اُن پہاڑیوں کے پاس اُس سے زیادہ کشتیاں نہونگي بلکه مجھکو اسبات میں شک و شبہه هی که تمام دریاے اٹک اور اُسکے آس پاس کے دریاؤں میں بھي هزار کشتیاں بھي سما سکتیں تھیں یا نہیں

‡ برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته کا جلد ۱ صفحه ۸۲ اور ۸۳

محمود کا ایران کو فتح کرنا

بعد اُسکے محمود کو ایک ایسي بڑي فتح نصیب هوئي جسکي بدولت زور اُسکا غایت کو پہونچا تفصیل اُسکي یہہ هی که دیلم کا خاندان جسکي حقیقت هم بیان کرچکے هیں تین شاخوں میں منقسم هوگیا تھا اور بہت سے انقلابوں کے بعد ایک شاخ اُسکي عراق عجم پر قابض رهي تھي جو خراسان کي حد سے کردستان کے مغربي پہاڑوں تک همدان سے کچھہ آگے واقع هی اور جب که محمود تخت سلطنت پر بیٹھا تھا تو تھوڑے دنوں بعد اُسکے سردار اِس شاخ کا مرگیا تھا اور اپني حکومت کو اپني بیوہ پر چھوڑ گیا غرضکه سلطان نے میدان خالي پاکر اُس حکومت کو دبانا چاها مگر جب که اُسکي بیوہ کي طرف سے یہہ خط آیا که جبتک میرا لڑاکا خاوند زندہ تھا تبتک ایک طرحکا خوف اندیشه تجھسے تھا اور جب سے که وہ مرگیا تو تیري طرف کا کھٹکا باقي نرها اِسلیئے که تو وہ بہادر هی که رانڈوں کے ستانیکا اِرادہ نکریگا اور ایسے جھگڑوں میں پڑنے سے جس سے کوئي فائدہ نہیں اپني بات کو بٹا نه لگاویگا † تو محمود اُس قصد سے باز رها اور اُس رانڈ سے شرما گیا اگرچه محمود نے اُس رانڈ سے یہہ معامله برتا مگر اُسکي بیٹے سے وہ سلوک نکیا اِس لیئے که اس جوان گبرو کے عہد میں نہایت بد عملي رهي اور جو بغاوتیں که آخر کار اُسکے باعث سے ظہور میں آئیں اُنکي بدولت بقول بعضوں کے محمود سے لاچار هوکر اعانت چاهي یا خود محمود نے بلادرخواست اُسکے مزاحمت کي اور اُسکي بگڑي سلطنت سے فائدہ اُٹھانا چاها چنانچه اُس نے عراق عجم پر دهاوا کیا اگر اُسکي بد معاملگي نسمجھي جاوے تو کیا سمجھي جاوے که اُسنے جوانمردي اور بہادري کے خلاف اُسکو گرفتار کیا جس نے آپ کو مقام رے میں اُسکے حواله کیا اور بعد اُسکے

---

† ڈي هربي لاٹ صاحب اور براپس صاحب اور گبن صاحب کا بیان

اُسکے تمام ملک پر قابض و متصرف ہوگیا اور جب کہ قزوین اور اصفہان کے لوگ اُس سے بمقابلہ پیش آئے تو اُس نے اُس مقابلہ کا یہہ تدارک کیا کہ اُن شہروں کے کئي ہزار باشندوں کو گردن مارا † *

محمود کي وفات کا بیان

یہہ تمام معاملے جو اب مذکور ہوئے اُسکي سلطنت کے وہ پچھلے کام تھے جو اُسکي یادگاري کو بڑا دھبا لگا گئے اور جبکہ وہ اپنے دارالسلطنت کو واپس آیا تو تھوڑے دنوں بعد بیمار ہوا چنانچہ ۲۹ اپریل سنہ ۱۰۳۰ع مطابق سنہ ۴۲۱ میں ‡ بمقام غزني مرگیا *

محمود نے مرنے سے تھوڑي عرصہ پہلے یہہ حکم دیا کہ تمام خزانے سامنے لائے جاویں چنانچہ جب بحسب الحکم اُسکے وہ خزانے اُسکے سامنے لائے گئے اور وہ دیر تک اُنکو حسرت سے دیکھتا رہا اور اِس خیال سے آنسو بہائے کہ جلد اُن سے کنارہ کرنا پڑا غرض کہ کام ناکام اُن خزانوں سے رخصت ہوا اور تھوڑا بہت اُن لوگوں پر تقسیم کیا جنسے وہ رخصت ہونے والا تھا § *

محمود کي عادتوں کا بیان

بطور مذکورہ بالا سلطان محمود نے وفات پائي جو حقیقت میں اپنے زمانہ کا بہت بڑا بادشاہ تھا اور مسلمانوں کے نزدیک ہر وقت میں بڑا بادشاہ ہی اگرچہ بعض بعض اوصاف اُسکے بہت مبالغہ سے بیان کیئے ہیں مگر حقیقت یہہ ہی کہ وہ بہر حال اُس شہرت کا مستحق تھا جو اُس نے حاصل کي تھي ہوشیاري اور چستي و چابکي اور دلیرانہ کاموں

† ڈي ہربي لاٹ صاحب کي گفتگو در باب محمود صفحہ ۵۲۱

‡ برگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۱ صفحہ ۸۴ پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۹۴

§ غالب یہہ ہی کہ سعدي شیرازي نے اسي سر گذشت سے محمود سبکتگین کي حکایت ماخوذ کي جسکو گلستان میں نقل کیا

کي جسارت حد سے زیادہ رکھتا تھا اور ایسي بات کے ملاحظہ سے کہ اُسنے اپنے ملک سے اکثر باهر رهنے کے زمانہ میں اپني سلطنت کا انتظام و انجام بخوبي قایم رکھا یہہ امر صاف واضح هی کہ وہ حکمراني کي عمدہ لیاقت رکھتا تھا اور اُسکي سلطنت کي فراخي و وسعت سے قابلیت اسکي اسلیئے ثابت نہیں هوتي کہ اس زمانہ میں آس پاس کے ملکوں کا ایسا حال تھا کہ اُسکي بلند نظري اور اولوالعزمي کے لیئے اس سے زیادہ خالي میدان تھے جنمیں اسنے دوڑ دهوپ کي جرأت و جسارت کي تھي اور اسکي سلطنت کے جلد خراب هوجانے سے اُسکي اُس دانائي کو جو اُسنے اُسکے قایم کرنے میں برتے تھے بڑے پایہ کي نہیں سمجھہ سکتے اور هندوستانکي مہمات سے بھي جنکي مصروفیت میں سارے کار و بار کو چھوڑا تھا ترتیب و انتظام کي کوئي علامت ظاهر نہیں هوتي اور اُنکي بے ترتیبیوں اور ادهورے پن سے بھي اُسکو گہري سمجھہ بوجھہ والا نہیں کھہ سکتے بشرطیکہ یہہ تسلیم نہ کیا جاوے کہ اُسکے بڑے بڑے ارادوں نے اُسکي سلطنت کو هندوستان میں جمنے اور بڑھنے ندیا *

معلوم هوتا هی کہ اُسنے ملکوں کے انتظاموں میں کوئي نئي بات اپني طرف سے ایجاد نہیں کي اور کوئي روایت بھي اس باب میں پائي نہیں جاتي کہ اُس نے کوئي نیا قانون اور قاعدہ جاري کیا *

اُسکي فخر و عزت کا واقعي سبب یہہ تھا کہ باوصف سپہ گري اور بہادري کے علوم و فنون کي ترقي میں نہایت سرگرم تھا اور یہہ خوبي اُسکے عہد میں عجیب تھي اور اب تک کوئي بادشاہ اُس سے سبقت نہیں لیگیا اور باوصف اِسکے کہ نہایت کا کفایت شعار تھا مگر فضل و هنر کے مقدمہ میں نہایت فیاض تھا اور اسي سبب سے قدر و اقتدار اُسکي زیادہ ماني جاتي هی چنانچہ اُسنے ایک بڑے مدرسہ کي بنیاد خاص غزني میں ڈالي اور مختلف زبانوں کي عجیب عجیب کتابیں اکٹھي کیں اور قدرتي عجائبات کا ایک عجایب خانہ بنایا اور اِس مدرسہ کے

قیام کے لیئے بہت سا روپیہ مقرر کیا اور طالب علموں اور فاضلوں کے وظیفوں کے لیئے ایک مستقل سرمانہ قرار دیا † اور ایک لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب عالمونکی پینشن کیواسطے قرار دیئے اور علماء اور مشہور لوگوں کے ساتھہ ایسي طرح پیش اتا تھا کہ اُسکي دارالسلطنت میں اتنے علم و هنر والے جمع هوئے تھے کہ ایشیا کے کسي بادشاہ کو یہہ بات نصیب نہیں هوئي ‡ *

جن فضل و هنر والوں سے دربار اُسکا آراستہ و پیراستہ تھا منجملہ اُنکے دو چار کے ناموں سے یورپ والے واقف هیں چنانچہ عنصري ایشیا میں وہ پہلا شخص هوا جس نے شاعري § کي بدولت بڑا مرتبہ حاصل کیا مگر محمود کي شعرا پروري فردوسي طوسي کے باعث سے شہرہ آفاق هوئي اور فردوسي کے سبب سے طوس اُسکے وطن نے بڑا نام پایا *

محمود کے علمي شوق و ذوق کا حال زیادہ اِس شاعر کي تاریخ سے واضح هوتا هی اور جو کہ کہیں کہیں اِس تاریخ کے دیکھنے سے محمود کي عادتوں کا نقصان معلوم هوتا هی تو وہ تاریخ اِس وجہہ سے زیادہ معتبر اور دلچسپ ٹھہرتي هی اور جبکہ محمود نے یہہ معلوم کیا کہ ایرانکے پہلے بادشاهوں کي شہرت اُنکے تعصب کے باعث سے بلاد ایران میں معدوم هونے والي هی تو اُسنے ایران کے آغاز قبضہ تصرف میں یہہ اشتہار جاري کیا کہ جو

---

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۱ صفحہ ۶۰

‡ جن لوگوں نے پہلے پہل فارسي کي ترقي میں کوشش کي وہ ساماني خاندان والے معلوم هوتے هیں چنانچہ تاریخ طبري کو جو ایک مشہور تاریخ هی اُسي خاندان کے ایک بادشاہ کے وزیر نے سنہ ۹۴۶ ع میں عربي زبان سے فارسي زبان میں ترجمہ کیا اور رودکي شاعر نے جو فارسي کا بڑا پرانا شاعر تھا اُسي خاندان کے ایک بادشاہ سے اسي هزار درم ایک کتاب اخلاق کي تصنیف کے صلہ میں پائے جسکي بنیاد اُسنے پیل پایہ کي کہانیوں پر رکھي تھي گبن صاحب نے خاندان دیلم کو فارسي زبان کا شگفتگي بخشنے والا بیان کیا هی مگر ملک ایران میں جسکي بدولت فارسي کو کمال حاصل هوا وہ سلطان محمود هي تھا

§ کرنل کنیڈي صاحب کي تحریر بحوالہ دولت شاہ مندرجہ حالات بنبئي لٹریري سوسئیٹي جلد ۲ صفحہ ۷۵ اور اسي مقام میں اِس بات کي سند بھي موجود هی کہ رودکي کو انعام عطا هوا

شخص ایران کے اُن بادشاهوں اور دلاوروں کی تاریخ جو مسلمانوں کی
فتح سے پہلے پہلے گذری بطور نظم تحریر کرے تو وہ بڑے انعام کا مستحق
هوگا چنانچہ پہلے پہل دقیقی شاعر جو اُن دنوں بڑا زبان اور مشہور
تھا اس کام میں مصروف هوا مگر هزار شعر سے زیادہ لکھنے نہ پایا تھا کہ
اُسکے ایک نوکر نے اُسکو قتل کیا بعد اُسکے محمود کی فیاضی سنکر
فردوسی اُسکے دربار میں حاضر هوا اور اس بڑی کتاب کو اُسنے ایسے کمال
سے پورا کیا کہ اگرچہ بعض بعض الفاظ اُسکے اب استعمال میں نہیں رهے
مگر باوصف اسکے ایرانیوں کی کتابوں میں سے نہایت عمدہ اور عام پسند هی
یہاں تک کہ یورپ والے بھی اُسکی رزم بزم کے مقاموں کی تعریف کرتے
هیں اور تمام کتاب میں هومر شاعر کی سے سادہ بیانی اور شان و شوکت
پائی جاتی هی علاوہ اُسکے اُس نظم کی یہہ بات بیان کے قابل هی
اور شاید اُس زمانہ کے شاعروں کا بھی مذاق هووے کہ اوس نظم
میں قدیم زبان فارسی کے لفظ استعمال کیئے اور کمال احتیاط سے الفاظ
عربی کا برتاو نہیں کیا اگرچہ یہہ بات بالکل درست نہیں مگر کہتے هیں
کہ ساٹھہ هزار شعروں میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں کہ اصل اُسکی عربی
هووے اور جب کہ وہ شاعر اُس کتاب کو تصنیف کرتا تھا تو گاہ گاہ محمود
کو بھی سناتا تھا اور محمود اُسکے سنے سے باغ باغ هو جاتا تھا اور انعام
اکرام دیکر ممنون اُسکا هوتا تھا مگر جب کہ بقول فردوسی تیس برسکے
بعد یہہ کتاب پوری هوئی تو انعام اُسکا ضخامت کتاب اور محنت
تصنیف سے کچھہ مناسبت † نرکھتا تھا چنانچہ فردوسی نے اسکو قبول نکیا

† کہتے هیں کہ محمود نے هر شعر پر ایک درم کے دینے کا وعدہ کیا تھا اگرچہ
اُسنے سونیکے درم کا وعدہ کیا تھا مگر جب کہ وہ بھاری رقم اُسکے سامنے آئی تو اُسکو
دیکھہکر اُسکی چھاتی پھٹ گئی چنانچہ زبان کو بدلکر چاندی کے درم دینے لگا پھر حال
اس سے واضح هوتا هی کہ اُسنے شعروں پر بہت سا روپیہ دینے کا وعدہ کیا تو نہایت
هوشیاری برتی اور یہہ خیال اُسکا کہ یہہ شاعر روپیہ کی طمع سے نہایت عمدہ لکھیگا
دلیل اسکی هی کہ اُسکو شعر فہمی کا بڑا سلیقہ تھا
درم ساڑے تین ماشہ کا هوتا هی (مترجم)

اور نیلا پیلا ہوکر طوس کو چلاگیا اور محمود کی بڑی ہجو لکھی اور اُسکے
انتقام و مواخذہ سے اندیشہ کرکے اُسکی قلمرو سے بوقت ضرورت نکل جانے
پر آمادہ رہا مگر جب کہ محمود نے اُس نظم کی خوبی کو یاد کیا تو
اپنی جوانمردی سے اُسکی ہجو و مذمت کی پروا نکی اور اس قدر بڑا انعام
روانہ کیا کہ وہ اُسکی بڑی سے بڑی امید سے زیادہ تھا مگر یہہ انعام ایسے
وقت پہونچا کہ ادھر سے یہہ انعام آیا اور اودھر سے جنازہ اُسکا نکلا اور جب
کہ اُسکی بیٹی کو خبر ہوئی تو پہلے اُسنے اُسکو قبول نکیا مگر محمود کی
فہمایش سے آخرکار اُسکو قبول کیا اور طوس والوں کے ارام کے واسطے جہاں
باپ اُسکا پیدا ہوا تھا اور وہ شہر اُسکو نہایت مانوس تھا دریا کے کنارے
پر ایک گھاٹ کے بنانے میں وہ روپیہ صرف کیا *

محمود کی ہجو آج تک موجود ہی اور اُسیکی پڑہنے سے محمود
کے خاندان کا گھٹیا ہونا اور خود محمود کا لوبھی لالچی ہونا دریافت
ہوتا ہی ورنہ اسقدر مدت تک ان بری باتوں کی یادگاری باقی نرہتی † *

جو عمارتیں کہ محمود نے متھرا اور قنوج میں دیکھیں تھیں یا تو
اُنکے دیکھنے سے عمارات کا نیا شوق اُسکے دل میں پیدا ہوا یا پہلا شوق اُسکا
ترقی پکڑگیا غرض کہ بہر حال اُس مہم سے واپس انے پر یہہ شوق اُسکا
کمال و خوبی سے ظاہر ہوا چنانچہ اُسنے ایک بڑی مسجد بنوائی جسکا
نام اُسنے عروس بہشتی رکھا اور اُس زمانہ میں وہی مکان ایشیا والوں کو
اچنبہ معلوم ہوتا تھا یہہ مسجد سنگ باسی اور سنگ مرمر سے تیار
ہوئی تھی اور ایسی خوش قطع تھی کہ بقول فرشتہ والے کے دیکھنے والے
حیران رہ جاتے تھے عمدہ عمدہ فرشوں اور شمعدانوں اور چاندی سونیکی
ارایشوں سے اراستہ پیراستہ تھی اور ظن غالب ہے کہ ہندوستان کے معماروں

---

† دی ہربیلاٹ صاحب کا قول اور کینیڈی صاحب کی تحریر درباب علم فارسی مندرجہ آلات بمبئی اور مالکوم صاحب کی تاریخ ایران اور دیباچہ شاہنامہ مندرجہ اوریئینٹل میگزین جلد ۲

نے جو اور ملکوں کے معماروں سے زیادہ اُستاد اور کاریگر تھے اس مسجد کے بنانے میں نئے نئے ڈھنگ برتے اور نہایت خوش قطع اُسکو بنایا چنانچہ مصالح اور لوازم کی نسبت خوش قطعی کے باعث سے زیادہ تعریف کے قابل ہوئی تاریخ فرشتہ والا جسکی کتاب سے حال مذکورہ بالا انتخاب کیا گیا بیان کرتا ہی کہ جب غزنی کے امیروں نے یہہ دیکھا کہ بادشاہ کو عمارات کا بہت شوق ذوق دامنگیر ہے تو اُنہوں نے اپنے اپنے خاص محلوں اور فلاح عام کی عمارتوں کے عمدہ اور شاندار بنانے میں ایک دوسرے سے سبقت لیجانی چاہی اور شہر کی آرایش کو پیش نظر رکھا چنانچہ تھوڑے دنوں بعد وہ دارالسلطنت ایشیا کے تمام شہروں سے مسجدوں اور طرح طرح کے مکانوں اور عمدہ عمدہ نہروں اور تالابوں کی رو سے آراستہ پیراستہ اور معزز و ممتاز ہوگیا *

تمام مورخ محمود کی شان و شوکت کا حال بیان کرتے ہیں کہ علاوہ اُس کر و فر کے جو خلیفوں نے اُسکے دیکھا دیکھی قایم کی تھی خلیفوں کے درباروں کا ساجاہ جلال بھی اُسکے ہاں پایا جاتا تھا اور جب کہ ہم اس شان و شوکت پر اُسکی بڑی مہمات اور فوج کی شایستگی کو زیادہ کریں تو اُسکے مورخوں کے اس کلام کو تسلیم کرنا چاہیئے کہ اگرچہ تحصیل مال و دولت کا شوق اُسکو زیادہ تھا مگر جیسے کہ خوبی اور ہوشیاری سے وہ صرف کرنا جانتا تھا ویسا کسی کو سلیقہ نتھا *

جیسے کہ ایشیا کے مورخوں نے لوبھہ لالچ کا اتہام اُسکے ذمہ لگایا ہی ویسے ہی یورپ کے مورخوں نے دینی تعصب کا عیب اُسمیں ٹھہرایا ہی اگرچہ پہلا اتہام اُسکے واقعات سے ثابت ہی مگر دوسری تہمت لوگوں کی غلط فہمی کا نتیجہ ہی اسلیئے کہ وہ کافروں سے بایں وجہہ لڑتا تھا کہ وہ ایک آمدنی کا ذریعہ تھا اور اُسکے زمانہ میں جہاد ایک فخر و عزت کی بات سمجھی جاتی تھی اگرچہ اور مسلمانوں کی مانند اسلام کے پھیلانے میں بڑی بڑی خواہش ظاہر کی اور غالب یہہ ہی کہ یہہ بات

اُسکے دل میں سمائي هوئي تهي مگر اُس مطلب کے پورا کرنے کے لیئے کبهي اپنے ادنی فایدے کو بهي هاتهه سے نهیں دیا بلکه جب وه مطلب بلا نقصان بهي حاصل هوتا تها تو چندان پروا اُسکي نکرتا تها اسلیئے که اگر هندوستان کے کسي صوبه پر مستقل قبضه کرتا تو اُسکا نتیجه اسلام کے حق میں اُسکي اُن تمام حملوں سے زیاده اچها هوتا جو اُسنے هندوستان پر کیئے اور اُنسے کوئي بات اسکے سوا حاصل نهوئي که هندوؤں کے دل قبول اسلام سے اور بهي زیاده سخت هوئے کیونکه محمود کے حملوں سے جو صورت اسلام کے اُنکي نظر میں آئے وه نهایت بري اور خراب دکهائي دي *

بلکه منجمله هندوستان کے صوبوں کے جهاں کهیں قبض تصرف اسکا کامل بهي تها وهاں بهي اسلام کے پهیلانے میں اسنے بهت تهوڑي کوشش کي اور جسطرح که محمد قاسم نے هندو لوگوں کو بجبر و تعدي مسلمان کیا اُسطرح تو کهاں محمود کي نسبت یهه بات بهي معلوم نهیں هوتي که باوصف اسکے که وه گجرات میں ایک مدت تک مقیم رها اور لاهور پر قبض و دخل اپنا رکها اُسنے ایک هندو کو بهي مسلمان کیا هو یهاں تک که هندو راجاؤں میں صرف قنوج کا راجا رفیق اسکا تها اور وه بهي مسلمان نهوا تها اور جو معاملے که اسنے راجه لاهور سے برتي وه تدبیر مملکت پر متفرع تهے مذهب سے کچهه علاقه نتها اور جب که اسنے تخت گجرات پر ایک هندو بهگت کو بیٹهایا توصاف واضح هی که اس تدبیر سے اسلام کے پهیلانے کا خیال اسکي دل میں نتها بلکه کوئي اور بات اسکو مقصود تهي *

کسي تاریخ میں کهیں یهه بات پائي نهیں جاتي که اسنے لڑائي کے وقتوں اور قلعه کے حملوں کے سوا کسي هندو کو جان سے مارا هو هاں اسنے اپنے مسلمان بهائیوں کو ایران میں قتل کیا اور یهه بهي ایک مقتضاے وقت تها کچهه دلي خواهش نتهي اور جب که اسکي ان قتلوں کا مقابله هلا کو چنگیز خاں کے قتلوں سے کیا جاوے جو مسلمان نتها اور تعریف اُسکي ایک بڑے مورخ نے اسقدر کي هی که اُسکو بردباري کا نمونه بتایا هی تو وه بهت خفیف ٹهرتے هیں *

شاید که اُسکے جہادوں میں نہایت ناپسندیدہ بات وہ هی جسکو ایک مسلمان مورخ نے لکھا هی اور پرایس صاحب نے اپنی تاریخ میں اُسکا حوالہ دیا بیان اُسکا یہہ هی که جو قیدی هندوستان سے گرفتار هوکر گئے تھے وہ اس کثرت سے تھے که لونڈی غلاموں کو سوا دو دو روپیہ بھی کوئی خرید نکرتا تھا *

مسلمان مورخ محمود کو پکا مسلمان نہیں سمجھتے بلکہ دھریہ هونیکا عیب لگاتے هیں اور کہتے هیں که وہ کسی قسم کی شہادت کو نمانتا تھا اور عاقبت کے معاملہ میں متردد تھا اور جو کہانی که اُنہوں نے لکھی هی اُسکے اخیر سے یہی بات ثابت هوتی هی چنانچہ اُسنے جب یہہ دیکھا که میں حد سے بہت بڑہ گیا اور لوگ اُس سے بے اعتقاد هوگئے تو اُسنے یہہ مشہور کیا که میں نے پیغمبر علیہ‌السلام کو خواب میں دیکھا اس ایک فقرے سے لوگوں کے شکوک و شبہات کو رفع کیا *

هاں یہہ بات تحقیق هی که اُسکو اپنے مذهب کے قاعدوں پر کمال توجہہ تھی چنانچہ اُسنے سچے خلیفہ سے همیشہ رفاقت برتی اور جو پیغام اور تحفہ که جھوتے خلیفہ نے اُسکو مصر سے بھیجا وہ اُسنے قبول نکیا اگرچہ اُسنے ایسے جھوتے لوگوں کو اوبھر نے ندیا جو دین کے پیرایہ میں بڑے بڑے کام کرتے تھے مگر سچے دینداروں کا کمال ادب بھی کرتا رہا † *

کوئی لڑائی ایسی نہیں جسمیں یہہ بیان نہو که اُسنے سجدہ میں خدا سے دعا نہ مانگی اور اپنی فوج پر خدا کی رحمت نچاهی هو ‡ *

---

† اورنگ زیب کا خط مندرجہ رجسٹر تحقیقات ایشیا بابت سنہ ۱۸۰۱ ع کے صفحہ ۹۲ کا ملاحظہ کیا جاوے

‡ تاریخ فرشتہ اور روضۃ‌الصفا میں ایک حکایت لکھی هی جس سے محمود کے اسلام کی حقیقت کھلتی هی وہ یہہ هی که نیشا پور کے ایک باشندہ کو دھریہ هونے کا اتہام لگاکر بادشاہ کے روبرو لائے اُس نے بادشاہ سے یہہ کہا که میں دولتمند هوں دھریہ نہیں هوں اب آپ میری آبرو کو ضرر نہ پہونچاویں اور بجاے اُسکے مال و دولت ضبط کریں بادشاہ نے اُس کی یہہ بات اچھی طرح سنی اور رشوت

باوجود اُس خونریزي اور تکلیف اور مصیبت کے جو اُسکي بدولت ظہور میں آئي یہہ واضح نہیں ہوتا کہ وہ بادشاہ ظالم تھا اسلیئے کہ ہم اُسکے دربار اور خاندان کے وہ ظلم و قتل نہیں سنتے جو اور خود مختار بادشاہوں کے درباروں اور خاندانوں میں واقع ہوئے ہیں اور اُسکے عہد کي ایسي سزاؤں کا حال بھي مندرج نہیں جو خلاف انسانیت سمجھي جاویں یہاں تک کہ جب باغي لوگ عفو تقصیر اور سرفرازي کے بعد پھر بھي بغاوت کرتے تھے تو قید کے سوا کوئي سخت سزا نہ اُٹھاتے تھے محمود متوسط اندام اور مناسب الاعضا اور ورزش گیر تھا مگر چیچک نے اُسکو اسقدر کھایا تھا کہ وہ عین شباب میں رنگ و روپ کي طرف سے افسردہ پژمردہ رہتا تھا یہاں تک کہ ایک بار اُسکو یہہ خیال آیا کہ ایسی عمدہ عمدہ کام کرنے چاہیئیں جنکي خوبي صورت کي زشتي کو مٹادے † *

معلوم ہوتا ہی کہ محمود خوش اخلاق تھا اور اپنے رفیقوں اور ملازموں سے اچھي طرح رہتا تھا *

حکایت مفصلہ ذیل سے واضح ہوتا ہی کہ سپاہ کو پابند قواعد رکھنے میں نہایت سرگرم تھا جو سپہسالار کي بڑي خوبي ہی بیان اُسکا یہہ ہی کہ ایک گنوار ایکدن اُسکے قدموں پر گرا اور اُس سے یہہ شکایت پیش کي کہ فوج کے ایک افسر نے میري جورو سے لگاوٹ کي اور مجھکو مار پیٹ کر گھر سے نکال دیا اور یہہ ستم اُسنے کئي مرتبہ کیا اور میري داد فریاد کي پروا نہیں کرتا محمود نے اسکو یہہ ہدایت کي کہ في الحال خاموشي مناسب ہی مگر اب جب کبھي تیرے گھر وہ شخص آوے تو اسیوقت اسکي اطلاع کرنا غرض کہ جب تیسرے دن وہ گنوار پھر آیا تو محمود اپني تلوار اوٹھاکر اسکے ساتھہ ہوا اور ڈھیلے ڈھالي چغہ میں آپ

کر قبول کیا اور سارٹیفکٹ سلطاني اُسکو عنایت فرمایا اُسمیں یہہ لکھدیا کہ یہہ شخص پکا مسلمان ہی

† ڈیہربیلاٹ صاحب بوایس صاحب کي تاریخ اور تاریخ فرشتہ

کو چھپایا چنانچہ وہ اسکے گھر میں پہونچا اور دونوں سیاہ کاروں کو سوتے پایا اور چراغ کو گل کیا اور مرد کا قصہ ایک ہاتھہ میں پاک کیا بعد اُسکے چراغ طلب کیا اور اُس نابکار کا منھہ دیکھکر خدا کا شکر ادا کیا اور پانی مانگا اور خوب ڈگڈگا کر پیا اور جب کہ اُس گنوار کو اپنی حرکتوں سے متحیر پایا تو اُس سے یہہ بیان کیا کہ ایسے بیباک مجرم کی نسبت مجھکو یہہ شبہہ تھا کہ شاید وہ میرا بھتیجا ھی اور چراغ اسلیئے گل کیا تھا کہ شاید محبت کے باعث سے دادرسانی میں کوئی قصور واقع ھووے مگر اب دریافت ھوا کہ یہہ مجرم اور آدمی ھی اور جو کہ میں نے یہہ سخت قسم کھائی تھی کہ جب تک تیری داد ندونگا تب تک کھانے پینے سے آشنا نہونگا چنانچہ پیاس کے مارے میری یہہ نوبت پہونچی تھی کہ ھونت پپڑا گئے تھے اور نہایت بیتاب ھوگیا تھا *

علاوہ اسکے ایک اور حکایت اُسکی ایسی بیان کی گئی کہ اُس سے صاف واضح ھوتا ھی کہ رعایا کے فرض ادا کرنے کا بہت خیال اُسکو رھتا تھا چنانچہ عراق کی فتح پر تھوڑی مدت گذری تھی کہ عراق کے مشرقی جنگل میں سوداگرونکا ایک قافلہ لٹ گیا اور منجملہ اُنکے ایک سوداگر کی ماں جو وھاں کام ایا تھا غزنی کو فریادی آئی اور جب کہ فریاد اُسکی سنی اور محمود نے یہہ عذر پیش کیا کہ ایسے دور دراز ملکوں میں پورا پورا انتظام ممکن نہیں تو اُس عورت نے کمال دلیری سے جان ھارکر یہہ بات کہی کہ جب تجھہ سے دور دراز ملکوں کا انتظام اچھی طرح نہیں ھوسکتا تو پھر کسلیئے اُن ملکوں کو تو فتح کرتا ھی جس پر بندوبست اور قابو تیرا نہیں اور یہہ خوب یاد رھے کہ قیامت کے روز اُنکی حفظ و حراست کی جوابدھی کرنی پڑیگی غرض کہ محمود اس ملامت سے بہت نادم ھوا اور اُس عورت کو بہت کچھہ دیکر راضی کیا بعد اُسکے قافلوں کی حفظ و حراست کے لیئے بڑا بندوبست رکھا *

شاید کہ محمود اسقدر دولتمند تھا کہ کوئی بادشاہ آج تک اُسکی برابر نہیں ھوا اسلیئے کہ جب اُسنے کسی پہلے بادشاہ کا یہہ حال سنا کہ

جواہر کے سات پیمانہ اُسنے جمع کیئے تھے تو اُسنے پکار کر یہہ بات کہی کہ خدا تعالی کا ہزار شکر ہی کہ جواہر کے پورے سو پیمانہ خدا نے مجھکو عنایت فرمائے *

محمود کے دربار اور سپاہ کا بیان

جو بادشاہي خاندان محمود کے بعد ہندوستان میں ہوئے اُن خاندانوں کي اصلیت خاص غزني کے دربار یا اُسکے قرب و جوار سے متفرع ہوئي مگر اسباب کا بڑا افسوس ہی کہ غزني کے دربار اور نیز اُسکے آس پاس کے رہنے والوں کے چال چلن اور اطوار و اخلاق پر رائے لگانیکے لیئے بہت تھوڑے حالات ہمارے پاس موجود ہیں *

فتوحات عرب کے زمانہ سے کابل وغیرہ کے بہت سے حالات اس زمانہ تک متغیر و متبدل ہوگئے تھے اور پہلے حکام اور فتحمندوں کي نسبت مختلف لوگ اپنا اپنا تسلط رکھتے تھے اگرچہ بہت سے عرب اب بھي سپاہي یا حاکم تھے مگر حقیقت یہہ تھي کہ وہ نسل کي ضرورت سے عرب کہلاتے تھے دربار اور فوج میں ترکي لوگ بہت ہوتي تھے اور باقي تمام لوگ اور کل رعایا ایراني تھی *

ترکوں کا بیان

واضح ہو کہ ترک غزني میں فتحمندوں کي طرح نہ آئے تھے بلکہ جب ماوراءالنہر فتح ہوچکي تو لونڈي غلاموں کي طرح جنوبي ملکوں سے لائے گئے تھے یہاں تک کہ مستقل بادشاہوں نے اُنکي دلاوري بہادري اور فرمانبرداري وفاداري اور علاوہ اُسکے خود ملک سے بھي اُنکي بیگانگي بے تعلقي دیکھہ کر اُنکو اعتمادي اپنا قرار دیا تھا اور یہي باعث تھا کہ وہ عموما ہر کام میں دخیل تھے غرض کہ نوبت یہانتک پہونچي تھي کہ بعض بادشاہوں نے اپني ذات خاص کا چوکي پہرا بھي تفویض اُنکو کیا تھا اور بعضوں نے بڑے بڑے عہدوں پر اُنکو سرفراز فرمایا تھا حاصل یہہ کہ اُس ملک میں جہاں عرب کي سلطنت پہلے ہوچکي تھي ترکي لوگوں

کو بڑا قدر و وقار حاصل ہوا تھا چنانچہ محمود کے مرتے ہي ایشیا کے بڑے حصہ پر وہ لوگ قابض و متصرف ہوگئے *

اگرچہ اصل و حقیقت میں خاندان غزني کے لوگ بھي ترکي نژاد تھے مگر اُنپر اور بادشاهي خاندانوں کي نسبت جو اُنکے همعصر تھے اُن کے هم وطنوں یعني ترکوں کا رعب داب کم تھا چنانچہ منجملہ اُنکے الپتگین ایک غلام تھا جو خراسان کا حاکم هوگیا تھا اگرچہ تھوڑے سے غلام اور آزاد ترک اُسکي خدمت میں رهتے تھے مگر بہت سے لوگ اُسکي فوج کے اور تمام رعایا اُسکي خاص غزني کے پاس پڑوس کے رهنے والے تھے اور خود محمود ایک ایراني عورت کے پیٹ سے پیدا † ہوا تھا چنانچہ زبان اُسکي ایرانیوں کي زبان اور طور اسکے اُنکے طوروں سے مطابق و موافق تھے علاوہ اُسکے ماوراءالنہر کے فتح هونے پر بہت سے ترک اُس پاس کے رهنے والے آئے هونگے اور اس لیئے کہ قرب و جوار کے ملکوں میں فخر و اعتبار اُنکو حاصل تھا تو محمود کي سلطنت میں بات اُنکي زیادہ بن پڑي هوگي *

تاتاریوں اور عربوں میں خانہ بدوش قوموں کے موجود هونے سے یہہ بات سمجھہ میں آتي هی کہ اِن دونوں گروهوں میں کچھہ نہ کچھہ مشابہت هوگي مگر جب دونوں کا مقابلہ کیا جاویگا تو پوري پوري حقیقت کھل جاویگي *

مسیح علیہ‌السلام کي تیرھویں صدي سے پہلے تاتاریوں کا بہت پرانا حال جو کچھہ موجود هی اُس سے یہہ دریافت هوتا هی کہ وہ لوگ ظالم حاکموں کي حکومت تلے بڑے بڑے گروہ تھے اور غیر مزروعہ زمینوں میں جو بالکل بنجر بھي نتھیں بھیڑ بکریاں چراتے تھے اور فاقوں کے مارے

---

† محمود کي ماں زابل کي رهنے والي تھي جو کابل کے جنوب میں واقع هی اور آغاز اُسکي حدوں کا غزني سے اور انجام اُنکا سیستان کے حدود پر پورا هوتا هی شاید سیستان بھي اُسمیں شامل هی

ایسی سختیاں اوتھاتے تھے جیسی اُن لوگوں کو اُتھانی پڑتی ھیں جو اُونٹوں کو جنگل جنگل لیئے لیئے پھرتے ھیں وہ لوگ شہروں میں رھتے تھے اور اپنے بادشاھوں کی سلطنتوں کے چھوڑے چکلے ھونے سے ایسی فکروں میں مبتلا نتھے جو دشمنوں کے بہت پاس پڑوس ھونے سے لاحق ھوتی ھیں *

یہی باعث تھا کہ اُن لوگوں میں کوئی بات ایسی پائی نجاتی تھی جسکی بدولت سمجھہ بوجھہ اُنکی کچھہ درست ھوجاتی یا اپنی خود مختاری کا خیال اُنکے دلوں میں پیدا ھوتا اگرچہ عرب والوں کی طرح بہادر اور جفا کش تھے مگر معلوم ھوتا ھی کہ عرب والوں کی چالاک طبیعتوں کی نسبت اُنکی طبیعتیں کند اور خراب تھیں سرداروںکی ضرورت سے آپس میں لڑتے بھڑتے تھے اور ذاتی جوش کے حسابوں بالکل ٹھنڈے تھے اور جو بیرحمیاں اور ظلم اُنسے صادر ھوتے تھے وہ دین کے تعصب یا انتقام کی ضرورت سے نہوتے تھے بلکہ محض نادانی اور بیوقوفی سے ھوتے تھے ھاں یہہ بات ضرور تھی کہ اُنکے آپس میں اتفاق اور اخلاق کا برتاؤ اچھا تھا اور وہ برتاؤ اُنکے برے اِرادوں اور کھوتی خواھشوں سے بہت مغلوب نہیں ھوتا تھا *

جن ملکوں کو عرب والوں نے فتح کیا وھاں نشان اپنے مضبوط و مستحکم اُنھوں نے چھوڑے چنانچہ دین و قانون اور علم و حکمتکی صورتیں اُنکی بدولت بدل گئیں اور اُنکی رعایا اور مریدوں نے اُنکے اچھے برے وصفوں کو یہاں تک اختیار کیا کہ ھم جہاں کہیں کسی مسلمان کو دیکھتے ھیں تو اُسمیں عرب والوں کی سی سختی سینہ زوری اور رشک و حسد اور کسیقدر مہمان نوازی فیاضی کا نشان پتا ضرور پاتے ھیں برخلاف اُنکے تاتاری لوگوں نے نہ کوئی دین اپنا قائم کیا اور نہ کسی علم و ھنر کو رواج دیا اور قطع نظر اِس سے کہ وہ اور لوگوں میں اپنے عادات و اخلاق کے اثر پیدا کریں آپ اُن قوموں سے بہت خلط ملط ھوگئے تھے جنمیں وہ آباد

هوئے تھے یہاں تک کہ ایران اور چین کے تاتاریوں میں شکل و شمائل کا اشتراک باقی نہیں *

اگرچہ صورتیں بدل گئیں مگر طبیعتوں میں کسیقدر خصوصیت باقی ہی جس سے قومی عادات اُنمیں پائی جاتی ہیں یہانتک کہ جب زیادہ شایستہ قوموں کی اخلاق و عادات سے اُنکے طور و طریقوں میں تہذیب اور شایستگی حاصل ہوتی ہی تو یورپ والوں کی سی دلاوری اور کار روائی ایشیا کی اور قوموں کی نسبت اُن میں زیادہ پائی جاتی ہی *

مگر یہہ بات واضح رہے کہ جن تاتاریونکا حال ہم بیان کرتے ہیں اونکی عادات خاص ایرانیوں کے بوجھہ دباو سے قایم ہوئیں اور حقیقت یہہ ہی کہ ایرانی لوگ ایسے ہیں کہ جن لوگونکو اُنسے لگاو پیدا ہوا تو اونکے عادات واخلاق کی تاثیر اون لوگوں پر ضرور ہی پڑی *

ایرانیوں کا بیان

علاوہ اُس تیز فہمی اور چالاکی کے جو عربوں اور تاتاریوں کی مانند ایرانی لوگوں میں پائی جاتی ہی ہندوؤں کی کاهلی اور فن و فریب بھی اُنکو حاصل ہی اور باوجود اِسکے بہت سی ایسی ایسی استعدادیں رکھتے ہیں جو خاص اُنھیں لوگوں سے مخصوص ہیں چنانچہ وہ لوگ ایسے شوخ شنگ اور چلبلی طبیعوں کے آدمی ہیں کہ باوصف اِسکے کہ بڑے بڑے ظالم بادشاہوں کے زیر حکومت رہے سہی اور ظالموں کی حکومت کے مارے ہمیشہ افسردہ پژمردہ پڑے رہے مگر اوصاف مذکورہ کی وجھہ سے دنیا کی تاریخ میں ایسی قدر و منزلت پیدا کی کہ اُنکی تعداد و کثرت اور قوت و دولت کی مناسبت سے نہایت زیادہ تھی *

یہہ گمان غالب ہی کہ جب عرب والوں نے ایران کو فتح کیا تو ایرانی لوگ اپنے ملک کے مالی ملکی کاموں میں پہلے ہی سے مہارت رکھتے ہونگے اور وہ کام اُنکے ہاتھوں سے انجام ہوتے ہونگے اس لیئے کہ عرب

کے لوگ ان کاموں سے بخوبي واقف تھے چنانچہ جب ایرانیوں نے جلد اسلام قبول کیا تو بڑے بڑے ذي اختیار عہدوں پر معزز و ممتاز ہونے لگے یہانتک کہ ابو مسلم جسنے عباسیوں کو تخت نشین کیا خاص اصفہان کا رہنے والا تھا اور منجملہ مشہور خاندانوں کے برمي سائید کا مشہور خاندان بلخ کے ایرانیوں میں سے پیدا ہوا تھا معلوم ہوتا ہی کہ عرب کي فتح پر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ایرانیونکو خود مختاري اور آزادي کي بلند نظري سوجھي اگرچہ اصل و حقیقت میں طاہر عربي نژاد تھا مگر جب کہ وہ باغي ہوا تو ایراني لوگ اُسکے مدد و معاون ہوئے باقي بني صفري اور بني دیلم اور غالباً † بني سامان بھي ایراني ہي تھے مگر جس زمانہ کي تاریخ ہم لکھتے ہیں اُس زمانہ میں ایک محمود ایسا بادشاہ بحر جکسرتیز اور بحر فرات کے درمیان میں ہوا جو ایراني نژاد تھا *

ایرانیونکی چال چلن کي خوبي اور اوقات بسري کے طریقونکي شایستگي کے باعث سے دور دراز کے رہنے والوں کے لیئے چال ڈھال انکے نمونہ ٹھہرے اور زبان اونکي عربي لفظونکے ملنے سے بہت وسیع ہوگئي اور اس زمانہ سے کوئي تھوڑے دنون پہلے تمام ایشیا کے ملکوں میں جہاں جہاں مسلمانونکا

---

† واضح ہو کہ بني سامان عموماً ترک سمجھے جاتے ہیں مگر حقیقت یہہ ہی کہ جب اُنکے مورث اعلی کو مامون رشید کے سامنے شہر مرو واقع بلاد خراسان میں حاضر کیا گیا تھا تو یہہ بات ثابت ہوئي تھي کہ وہ نہ خود ترکي ہی اور نہ ترکي غلام ہی بعد اُسکے ایسے زمانہ میں کہ دوسرے خاندان کے لوگوں کو گبریس سے نسل کے قایم کرنے میں کچھہ فخر و عزت بھي تھي اس خاندان یعني بني سامان نے یہہ دعوے کیا کہ ہمارا مورث اعلی خاص ایراني تھا اور باوصف اسکے کہ ڈي گگنیز صاحب نے تمام تاتاري قوموں کے حال و احوال کي یہاں تک تحقیق کي کہ ایسے ایسے خاص خاص ترکونکو چھانا بینا جیسے کہ خاندان غزني کے لوگ تھے مگر بني سامان کے ترکي ہونیکا دعوی نہیں کیا غرض کہ بني سامان خواہ بخارا سے آئے ہوں یا بلخ سے آکر بسے ہوں مگر ان دونوں ملکوں کے مستقل باشندے ایراني ہیں علاوہ اسکے جو اُنہوں نے ایراني علم یعني فارسي زبان میں پہلے پہلے بہت سي کوششیں کیں تو اُس سے بھي ثابت ہوتا ہی کہ نسل اُنکي ایراني تھي

قبض و تصرف قایم هے علم انشا اور کسیقدر دقیق علموں کے پهیلانے کے لیئے وهي زبان ذریعه هوگئي تهي یہاں تک که اب بهي وہ زبان اون علموں کي تعلیم و تعلم کا وسیله هی *

محمود کي حکومت سے مختلف قوموں کے مختلف تعلقوں کا بیان

واضح هو که تمام مذکورہ بالا قومیں محمود کي اطاعت مختلف مختلف درجوں پر کرتي تهیں اور اُسکي حکومت سے طرح طرح کے تعلق رکهتي تهیں *

شہروں اور میدانوں کے رهنے والے جہاں عرب اور ایراني اور ایسے چهوٹے چهوٹے گروہ ترکوں کے بستے تهے جوکه ایک مدت سے خاص خاص خطوں سے متعلق تهے محمود کي اطاعت پوري پوري کرتے تهے اور غالب یهه هی که پہاڑي لوگ بهي مختلف درجوں کي اطاعت کرتے تهے چنانچه پورے پورے تابعداروں سے لیکر اُن لوگوں تک فرمان بردار اُسکے تهے جو خود مختاري کے قریب قریب تهے اگرچه بجاے خود پورے خود مختار نه تهے ترکوں کے بڑے بڑے گروہ سلجوقوں کي مانند ایسے خانه بدوش لوگ تهے که جہاں کہیں وہ رهتے تهے وهاں سے چنداں علاقه واسطه نرکهتے تهے چنانچه جو ایک پشت اُنکي کبهي کبهي دریاے آموز پر پڑي هوتي تهي وهي دریاے والگا پر پڑاو ڈالتي تهي باقي سلطان محمود سے علاقه کي صورت یهه تهي که اُنکا تعلق خاص اُنکے سرداروں اور کارگزاروں کي راے و مرضي پر موقوف هوتا تها اور وہ تعلق ایسا ناپائدار هوتاتها جیسا که ایسي صورتونمیں قیاس میں آتا هی مگر یهه بات ضرور هی که محمود کے عهد سلطنت میں عموماً مطیع هونا اُنکا معلوم هوتا هی *

هندوستان کا وہ تهوڑا حصه جو محمود کے دخل و تصرف میں داخل تها شاید ایسے تهوڑے دنونکا فتح کیا هوا تها که حدود اُسکي حکومت کي اُسکے مقدار و وسعت کي نسبت بطور معقول قایم نهونگي چنانچه

همارے قیاس میں یہہ آتا هی که محمود کی حکومت کهلے ملکوں میں قوی اور پہاڑوں میں ضعیف هوگی *

جو دخل و مہارت که مذکورہ بالا قوموں کو حکم و حکومت میں حاصل هوگی اُنکے حالات کے دیکھنے بھالنے سے وہ قیاس میں آسکتی هی اور کچھه تھوڑا بہت اُسکو سمجھه سکتے هیں *

دین و مذهب کے قانون و قاعدے پہلے پہل عرب والوں نے ایجاد کیئے مگر خاص خاص مقاموں کی رسم و رواج سے کچھه کچھه بدل سدل گئے غرض که عرب والے قانونوں کے موجد اور گروهوں کے پیشوا اور عالم فاضل تھے *

محمود اپنی خاص حفاظت کے لیئے چوکی پہرا رکھتا تھا اور پہرہ والوں کو خاص اپنے پاس سے سواری کے گھوڑے دیتا تھا اور هم قیاس کرسکتے هیں که یہه پہرہ والے تمام ترکی غلام اور نیز اُسکی فوج کا بہت بڑا ٹکڑا وہ متفرق گروہ تاتاری سواروںکے هونگے جو اکسیس کے پار بستے تھے چنانچه ایک موقع پر صرف پانچهزار عربی سواروں کا مذکور آیا باقی جابجا افغانوں اور خلجیوں کے بڑے بڑے گروہ مذکور هوئےهیں مگر حالات مختلفه کے ملاحظه سے یہه نتیجه حاصل هوسکتا هی که محمود کی فوج اُسکی سلطنت کے تمام حصوں سے بھرتی کی گئی اور کسی طرح کی تمیز و تفریق ظہور میں نہیں آئی خواہ ایک ایک آدمیبھرتی هوا یا چھوٹے چھوٹے گروہ بھرتی کیئے گئے هوں هاں یہه بات ضرور تھی که فوج کے تمام افسروں کو خاص اُسی نے جانچ تولکر مقرر کیا تھا خاص خاص صوبونکی امدادی فوجیں اُنکے حاکموں کے زیر حکومت تھیں اور علاوہ اُن پہاڑی لوگوں کے جو خود فوج میں داخل و شامل تھے پہاڑیونکے بہت سے مفسد گروہ اپنے موروثی سردارونکی حکومت کے تلے کام کاج کرتے تھے باقی سپه سالاریاں چنے چنے افسروں کے قبضوں میں تھیں اور اُنکے ناموں سے صاف واضح هوتا هی که وہ تمام افسر ترکی تھے *

چنے چنے سوار چون ہزار محمود کی وہ عمدہ فوج تھی جو اُسکے مرنے سے چھہ برس پہلے فراہم ہوئی تھی مگر اِسقدر فوج ایسی بڑی سلطنت کی نسبت بہت تھوڑی تھی زنہار اُسکے برابر نتھی بلکہ یہہ گمان غالب ہی کہ کہیں کہیں خاص خاص موقعوں پر نئی بھرتی کی ضرورت پڑتی ہوگی *

اگرچہ محمود کی فوج میں ہندوؤں کے شمول و شرکت کا مذکور پایا نہیں جاتا مگر یہہ بات بلا شبہہ پائی جاتی ہی کہ جب سلطان کا انتقال ہوا اور بعد اُسکے بڑے بڑے انقلاب غزنی میں واقع ہوئے اور بری بری صورتیں پیش آئیں تو وہ بہت سے ہندو سوار آنمیں شریک و شامل تھے جوسیوندراے کی تحت حکومت رہتے تھے اور اس سے صاف واضح ہی کہ جب تک محمود بقید حیات رہا تب تک ہندوؤں سے کام خدمت لینا رہا اور دین و مذہب کا کچھہ ملاحظہ نکیا *

اگرچہ ترک اُس زمانہ میں بت پرستی کرتے تھے مگر باوصف اسکے اگر تمام نہیں تو اکثر لوگ اُسکی فوج کے مسلمان تھے ہاں اِسمیں کچھہ شک شبہہ نہیں کہ جب لونڈی غلام خریدے جاتے تھے تو خریدنے کے ساتھہ ہی اُنکو مسلمان کیا جاتا تھا علاوہ اُنکے آزاد ترک لوگوں کی دیکھا دیکھی غالباً مسلمان ہوتے ہونگے بلکہ بعض بعض ترکوں کے بڑے بڑے گروہ بھی مسلمان ہونے لگے تھے مگر مسلمان ہونے پر بھی ہندوؤں کی مانند اُن ناموں کا رکھنا نچھوڑا تھا جو کفر کے زمانہ میں رکھتے تھے اور یہی بڑا باعث ہی کہ اُنکے دین مذہب کی چھان بین ایسی سہل و آسان نہیں جیسے کہ علاوہ اُنکے اور اُن ہونکی آسان ہی جو مسلمان ہوگئیں † *

---

† کہتے ہیں کہ سلجوق خود مسلمان ہوگیا تھا چنانچہ ثبوت اِس بات کا اُسکے بیٹوں کے ناموں سے بخوبی ہوتا ہی جو محمود کے زمانہ میں موجود تھے یعنی میکائیل اور اسرائیل اور موسی نام اُنکے تھے اور بعضے مورخ بجاے موسی کے یونس قایم کرتے ہیں مگر نام اُسکے پوتے کا جو بڑا مسلمان تھا طغرل تاتاری اور اُسکے مشہور جانشین کا نام الپ ارسلان تھا

واضح هو که محمود کي سلطنت کا ملکي انتظام ایرانیوں کے هاتهوں انجام پاتا تها چنانچه دو مشهور وزیر اُسکے یعني ابوالعباس اور احمد میمندي خاص ایراني تهے اور ایسا معلوم هوتا هی که وه دونوں وزیر بڑے بڑے ترکي سپه سالاروں سے بغض و عداوت رکهتے تهے منجمله اُنکے ابوالعباس جیسا کام کاج میں هوشیار چالاک تها ویسا عالم فاضل نتها اور اِسي لیئے اُسنے یهه عام رواج دیا تها که تمام سرکاري کاغذ فارسي میں لکهے جاویں مگر احمد میمندي نے مستقل دستاویزوں میں عربي تحریر کا دوباره رواج دیا تها اور غالب یهه هی که وه دستاویزیں بادشاهي فرمان اور ایسے کاغذ تهے جو بلاد یورپ میں بزبان رومي لکهے جاتے هیں *

اگرچه ایرانیوں نے هندوستان کو کبهي فتح نهیں کیا مگر اُسي باعث سے هندوستان کے تمام کار و بار میں فارسي‌زبان ایران هي سے هندوستانمیں رایج و مستعمل هوئي اور جسقدر که فرانسیسي‌زبان یورپ میں بولي‌جاتي هي اُس سے بهت زیاده فارسي هندوستانمیں مروج ومستعمل هی یهانتک که خاص هندوستان کي بولي یعني اُردو کا بڑا رکن بهي فارسي زبان سے حاصل هوتا هی اور اُردو کي اصل هندي بهاکا هی جو هندوستان میں کبهي بولي جاتي تهي *

چوتها باب

غور و غزني کے خاندانوں کے دوسرے بادشاهوں کا بیان

سلطان محمد کا بیان

محمود نے دو بیٹے چهوڑے چنانچه منجمله اُنکے شاهزاده محمد نے اپني نیک مزاجي اور کمال شایستگي سے باپکو اسقدر راضي کیا تها که اُسنے اُسکے بهائي مسعود پر ترجیح اُسکو دي تهي جو نهایت تند مزاج اور خشمناک تها یهاں تک که اپنے جیتے جي اُسکو جانشین اپنا قرار دیا تها چنانچه بعد اُسکے سنه ١٠٣٠ع مطابق سنه ٤٢١ هجري میں وه

شہزادہ تخت نشین ہوا اور تمام سلطنت پر دخل و تصرف کیا مگر مسعود اپنی حکومت مزاجی اور سینہ‌زوری دلاوری اور ذاتی قوتوں اور سپاہیانہ جرأتوں کے باعث سے بہت زیادہ مشہور و معروف اور نہایت معزز و ممتاز ہوا اور حقیقت بھی یہی تھی کہ وہی بہادر نامدار آیندہ زمانہ کے لیئے حکمرانی اور فرماندھی کے شایاں و سزاوار تھا چنانچہ محمد کے تخت نشین ہوتے ہی یہہ امر ظہور میں آیا کہ بہت سی فوج اُسکی مسعود کے پاس چلی گئی اور جب کہ مسعود اصفہاں اپنی حکومت گاہ سے غزنی کے آس پاس پہونچا تو رہی سہی فوج بھی نمک حرامی پر آمادہ ہوئی یہاں تک کہ محمد گرفتار ہوا اور آنکھوں سے لاچار اور قید کیا گیا اور مسعود اپنے باپ کی وفات سے پانچ مہینے کے اندر اندر تخت نشین ہوا *

مسعود کی سلطنت اور سلجوقوں کی ترقی کا بیان

اس نئے بادشاہ یعنی سلطان مسعود کو اپنے حال و صورت کے دیکھنے سے یہہ ضرورت پیش آئی کہ اپنی تمام عقل و ذہانت کو جسمیں شہرہ آفاق تھا کام و کاج میں صرف کرے اور باعث اُسکا یہہ ہوا کہ سلجوقوں کے زور و قوت نے ایسی بڑی ترقی پائی تھی کہ اُسکے بڑھنے سے مسعود کی سلطنت کو اُن خطروں کا کھٹکا پیدا ہوا تھا جو انجام کار اُسپر عاید ہوئے *

سلجوقوں کے خاندان کی حقیقت صاف صاف اسلیئے دریافت نہیں کہ اُسکی ابتدا کی تاریخ مختلف طوروں پر بیان کی گئی ہے مگر منجملہ اُنکے یہہ بیان زیادہ قرین قیاس ہی کہ جس سردار کی بدولت اُس خاندان کا خطاب قایم ہوا وہ کسی بڑے تاتاری بادشاہ کا بڑا عہدہ‌دار تھا اور جب کہ اُس سردار سے وہ بادشاہ ناخوش ہوا تو وہ اپنے رفیقوں سمیت جونڈ کو چلا گیا جو دریاے جکسر تیز کے بائیں کنارہ پر واقع ہی بعدہ اُسکے بیٹے محمود کے مطیع ہوئے اور بعضوں کا بیان یہہ ہی کہ خود محمود نے دریاے اکسیس کی جانب خراسان کے جنوب میں آباد ہونے

پر اُنکو ترغیب دی یا مجبور کیا تھا † مگر گمان غالب یہہ ہی کہ وہ لوگ خاص ماوراءالنہر میں محمود کے کچھہ کچھہ مطیع رہ کر غیر ملکوں پر حملے کرتے رہے اور محمود کی اخیر سلطنت تک یہی صورت اُنکی قایم رہی مگر بعد اُسکے خود محمود کے ملکوں کو لوٹنے لگے چنانچہ اُس زمانہ میں روک تھام اُنکی کی گئی جیسا کہ پہلے مذکور ہوچکا چنانچہ مسعود کی سلطنت تک خراسان میں فوج سمیت داخل نہوسکے *

اگرچہ اس زمانہ سے بہت عرصہ پہلے خاص خاص ترک جیسے کہ بغداد کے ترکی غلاموں کے پہرہ والی اور غزنی والا الپتگین وغیرہ تھے آپ ہی آپ اُن سلطنتوں کو دبا بیٹھے جنکے وہ لوگ ملازم تھے مگر اس زمانہ میں دریاے اکسیس کے جنوب میں ترکوں کے جس گروہ نے پہلے پہل قبضہ حاصل کیا تھا وہ سلجوقوں کا گروہ تھا اور بعد اُسکے اگرچہ چنگیز خاں اور تیمورلنگ نے بڑے بڑے حملے کیئے اور بڑی بڑی فتوحات حاصل کیں مگر سلجوقوں کی فتوحات بھی اُن بڑے درجوں پر صرف اس باعث سے پہونچیں کہ منجملہ اُنکی شاخوں کے ایک شاخ کا بڑا رکن اب بھی قسطنطنیہ کے تخت سلطنت پر قابض ہی ‡ *

سلجوقوں کا مسعود سے لڑنا

جب کہ مسعود کے عہد سلطنت میں سلجوقوں نے خراسان پر حملہ کیا تو پھر دوبارہ گونہ دقت پیش آئی تھی مگر اُسکے رفع دفع کے لیئے خاص مسعود کو دوڑ دھوپ کی ضرورت نپڑی تھی اسلیئے صوبہ مکران کے مطیع کرنیکی فرصت اُسکو ہاتھہ آئی تھی چنانچہ سنہ ۱۰۳۱ ع مطابق سنہ ۴۲۲ ہجری میں اُسنے اُس صوبہ کو فتح کیا اور اگلے تین برسوں میں یعنی سنہ ۱۰۳۴ ع مطابق سنہ ۴۲۵ ہجری تک مازندران اور گرگان کے صوبوں

† محمود نے سنہ ۱۰۲۱ ع مطابق سنہ ۴۱۲ ہجری میں ہندوستان کے ایک قلعہ کی حکومت پر امیر بن قادر سلجوق کو چھوڑا تھا

‡ ڈیگگنیز صاحب کی تاریخ جلد دو صفحہ ۱۹۰

کو مطیع و محکوم اپنا بنایا جو اُس زمانہ میں آتش پرستوں کے مطیع
و محکوم تھے غرض کہ زوال قوت اور تنزل دولت سے پہلے پہلے ایران کی
تمام سلطنت کو فارس کے سوا تحت حکومت کیا *

مسعود کا تخت سے اوترنا اور اُسکا جہاں سے گذرنا

بعد اُسکے مسعود کی سلطنت کا باقی زمانہ سلجوقوں کی لڑائی
بھڑائی میں صرف ہوا یہاں تک کہ سلجوق اپنی زبان سے اُسکی غلامی
کا اقرار کیئے گئے اور باوجود اسکے مسعود کے سرداروں کو شکست فاحش
دیکر اُسکے ملکوں کو تاخت تاراج کیا اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ
مسعود اپنی ذات سے لڑنے کو گیا اور مرو کے پاس پروس میں مقام زندقان
یا وندناکن پر طغول بیگ سے مقابلہ ہوا چنانچہ بعض بھگوڑے ترکوں
کے بھاگ جانے سے عین میدان میں مسعود کو ایسی شکست فاحش
ہوئی کہ وہ لڑائی کو دوبارہ سنبھال نسکا یہاں تک کہ سنہ ۱۰۳۹ع مطابق
۴۳۲ ہجری میں صاف مرو کو بھاگا اور وہاں پہونچکر ٹوٹی پھوٹی
فوج اپنی فراہم کی اور جوں توں کرکے غزنی کو واپس آیا بعد اُسکے حال
اُسکا ایسا پتلا ہوا کہ اسکا وہم گمان بھی نتھا کہ وہ اتنی بڑی فوج اکھٹی
کرے کہ سلجوقوں سے بمقابلہ پیش آوے بلکہ اتنی جمعیت بھی بہم نہ
پہونچا سکا کہ اُسکے ذریعہ سے اُن فسادوں کی روک تھام کرسکے جو اُسکی
دارالسلطنت کے قرب و جوار میں برپا ہو رہے تھے چنانچہ جب اُسنے یہہ
رنگ ڈھنگ اپنی سلطنت کے دیکھے تو ہندوستان کا قصد اس نظر سے کیا
کہ وہاں جاکر جی کو ٹھکانے لگاوے اور اپنے کار و بار کو ٹھیک ٹھاک کرے
مگر حال یہہ تھا کہ فوج کو قواعد کی پابندی نرھی تھی اور حکومت کا
رعب داب اُٹھہ گیا تھا غرض کہ جوڑتوں کرکے روانہ ہوا *

جب کہ وہ اٹک سے پار اوترا تو اُسکی خاص فوج نے جو خزانہ کی
محافظ تھی خزانہ کے لوٹنے کا ارادہ کیا اور جو پریشانی کہ بعد اُسکے
حاصل ہوئی نتیجہ اُسکا یہہ ہوا کہ تمام فوج باغی ہوگئی اور مسعود کو

تخت سے اوتارا گیا اور اُسکے بھائي محمد کو تخت نشین کیا گیا مگر اسلیئے که محمد آنکھوں سے معذور اور معذوري کي وجهه سے کار و بار سلطنت سے مجبور تھا تو سنه ۱۰۴۰ ع مطابق سنه ۴۳۲ هجري میں اُسکے بیٹے احمد کو سلطنت کا انتظام تفویض هوا چنانچه پهلا کام احمد کا یهه تھا که اُس نے اپنے معزول چچا کو قتل کیا *

مسعود دس برس سے زیاده تخت نشین رها اور باوصف اسکے که اُسکے عهد سلطنت میں شور و فساد برپا رهے مگر علم و فضل کي ترقي کرتا رها چنانچه علماء کي تعظیم و تکریم اور عالیشان عمارتوں کے بنانے میں اُس نے یهه ظاهر کیا که وه محمود کا عمده جانشین هی *

مسعود کے بیٹے مودود کي سلطنت کا بیان

جس شکست سے مسعود کي سلطنت تباه اور خاک سیاه هوئي اُسکي بدولت هندوستان کو بڑے فائدے حاصل هوئے اس لیئے که اُس شکست سے پهلے جو صوبه مسلمانوں کا هندوستان میں قایم تھا مسلمان لوگ اُسکو حقیر و ذلیل سمجھتے تھے مگر بعد اُسکے اُسکو بڑي حکومت سمجھنے لگے اور قدر و منزلت اُسکي نزدیک اُنکے ثابت هوئي اور جو واقعات اُسکے بعد واقع هوئے وه اِس تاریخ سے کچھه بهت علاقه نهیں رکھتے یعني غزني کي حکومت میں وه هي انقلاب واقع هوئے جو ایشیا کي حکومتوں میں هوتے رهتے هیں اور سوا اِسکے که اُن سے طبیعت پژمرده و افسرده هوجاتي هی کچھه پند و نصیحت حاصل نهیں هوتي جو قضیئے قضاے سلجوقوں سے هوئے وه غزني کي سلطنت کے مغربي حصه سے متعلق تھے اور جو هندوؤں سے جھگڑے بکھیڑے هوئے کوئي نشان اُنکا تاریخوں میں پایا نهیں جاتا ایشیا کے کسي مورخ نے اُنکا بیان نهیں کیا باوصف اِس بات کے که یهه زمانه خاندان غزني کے زمانوں میں سے تحریر و بیان کے زیاده قابل تھا اِس لیئے که اِسي زمانه میں مسلمانوں کي مستقل سکونت میں

اور هندوؤں کے ملنے جانیے سے مسلمانوں کے طور و طریقوں اور سمجھہ بوجھہ میں تغیر واقع هوا تھا اور ایک نئي زبان یعني اُردو کي اصول قایم هوئي اور هندوستانکے حال کے مسلمانوں کے قومي چال چلن کي بنیاد پڑي غرض که نظر بوجوہ مذکورہ بالا خاندان غزني کے باقي معاملونکا بیان کرنا چنداں ضرور نہیں *

جب که مودود کا باپ قتل هوا تو وہ اُن دنوں بلخ میں موجود تھا اور جوں هي که اُس نے باپ کي سناوني سني تو وہ مشرق کي طرف بہت جلد روانہ هوا اور اپنے مخالفوں کو شکست فاحش دیکر قتل کیا بعد اُسکے سنہ ۱۰۴۰ ع مطابق سنہ ۴۳۳ هجري میں اپنے بھائي باغي کو گوشمالي دي مختصر یہہ که مودود کي حکومت سنہ ۱۰۴۰ ع مطابق سنہ ۴۳۲ هجري سے لیکر سنہ ۱۰۴۹ ع مطابق سنہ ۴۴۱ هجري تک قایم رهي *

مودود کی عہد حکومت میں غزني کي تمام سلطنت فیروزمند سلجوقوں پر کھلي هوئي تھي کوئي مانع مزاحم اُنکا نتھا مگر اُن فیروزمندوں نے مشرق کیطرف التفات نکیا اور اپني ممالک مقبوضہ کو چھوٹي چھوٹي چار سلطنتوں پر تقسیم کیا اور طغرل بیگ کو چاروں کا افسر قرار دیا ابو علي کو هرات اور سیستان اور غور کي حکومت هاتھہ آئي اور غزني والوں سے لڑنے کے لیئے اُسیکو † مقرر کیا گیا اور طغرل بیگ سلجوقوں کي بڑي فوج لیکر ایران کے مغربي حصہ اور بغداد و روم کي سلطنت پر چڑھائي کرنیکو روانہ هوا یہي باعث تھا که مودود اپني دارالسلطنت یعني غزني میں قائم رها اور ماوراءالنہر کو اُس نے دوبارہ فتح کیا اور اِس لیئے که اُسنے طغرل بیگ کي بڑي بیٹي سے اپني شادي کي تھي تو سلجوقوں کي لوٹ مار کا اُسکو کھٹکا باقي نرها مگر جب که سنہ ۱۰۴۳ ع مطابق سنہ ۴۳۵ هجري میں مودود اپني مغربي فتوحات میں مصروف و سرگرم تھا تو دلي

† ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۱۹۰

کے راجہ نے خالي میدان دیکھکر پنجاب پر حملہ کیا چنانچہ اُس نے
هندوؤں کو بڑي بڑي پٹیاں پڑھا کر اُنکے دلوں کو بڑھایا یہانتک کہ نگرکوٹ
کو فتح کرکے لاهور کو آگھیرا مگر مسلمانوں کا وہ اخیر قلعہ محصوروں کي
دلاوري سے محفوظ رها یعني اُنهوں نے ایسے لوگوں کي اطاعت قبول نکي
جنکو کئي بار دباچکے تھے علاوہ اُسکے مودود کے پہونچنے کي خبر سنکر
قوي همت بهي هوگئے تھے مگر یہہ اتفاق سے خبر جهوٹي نکلي *

مودود اُس زمانہ میں بطرف مغرب مصروف تھا جہاں باوصف اُس
نئي رشتہ داري کے سلجوقوں کے ساتھہ نئے نئے جھگڑے پیدا هوئے اور دم
نکلنے تک هندوستان میں آنیکي فرصت نہ نملي *

سلطان ابوالحسن کا بیان

جب کہ مودود نے وفات پائي تو اُسکے بهائي ابوالحسن نے اپنے
شیر خوار بھتیجے کو قتل کیا اور آپ تخت نشین هوا مگر بعد اُس کے
دو برسکے اندر اندر اُسکے چچا ابوالرشید نے اُسکو تخت سے اوتارا ابوالحسن
کي سلطنت سنہ ۱۰۴۹ع مطابق سنہ ۴۴۱ هجري سے لیکر سنہ ۱۰۵۱ع
مطابق سنہ ۴۴۳ هجري تک باقي رهي *

سلطان ابوالرشید کا بیان

ابوالرشید نے پنجاب کو دوبارہ فتح کیا جسکو اُسیکا ایک مسلمان
سردار اُن پہلي خرابیوں کے وقتوں میں دبابیٹھا تھا جو اُسکي سلطنت سے
پہلے پہلے واقع هوئیں تھیں مگر بعد اُسکے ایک سردار طغرل نامي
نے سیستان میں بغاوت کي اور ابوالرشید کو شکست فاحش دي سلطنت
اُسکي سنہ ۱۰۵۱ع مطابق سنہ ۴۴۳ هجري سے لیکر سنہ ۱۰۵۲ع مطابق
سنہ ۴۴۴ هجري تک قایم رهي اور جب یہہ باغي کامیاب هوا تو بادشاہ
بن بیٹھا اور جو جو غزني کے بادشاہ زادے اُسکے هاتھہ آئے اُنکو گردن مارا
مگر چالیس دن کے بعد آپ بهي مارا گیا اور منجملہ تین وارثوں سبکتگین
کے ایک وارث فرخ زاد نامي تخت نشین هوا جو اُس ظالم کے تیغ ظلم
سے مامون و محفوظ رها تھا *

سلطان فرخزاد کا بیان

یہہ بادشاہ سلجوقوں کے مقابلہ میں کامیاب ہوا اور اُسکو یہہ توقع کامل تھی کہ وہ اُن ملکوں کو دو بارہ حاصل کرے جو اُسکے خاندانکی حکومت سے نکل گئے تھے مگر سلجوقوں کے سردار الپارسلان کی بڑی دانشمندی سے وہ بادشاہ روکا رہا سنہ ۱۰۵۲ ع مطابق سنہ ۴۴۳ ہجری سے سنہ ۱۰۵۸ع مطابق سنہ ۴۵۰ ہجری تک فرخزاد نے کامرانی کی *

سلطان ابراہیم کا بیان

جب کہ فرخزاد مرگیا تو ابراہیم اُسکا بھائی تخت نشین ہوا یہہ بادشاہ بڑا عابد و زاہد تھا چنانچہ اُسنے تمام ایسے دعووں سے ہاتھہ اوٹھایا جنکی بدولت سلجوقوں سے لڑائی جھگڑے کرنے پڑیں اور اچھی طرح پاک صاف ہوکر سلجوقوں سے آشتی کی اور اپنی سلطنت کے بڑے زمانہ کو جو سنہ ۱۰۵۸ ع مطابق سنہ ۴۵۰ ہجری سے سنہ ۱۰۸۹ ع مطابق سنہ ۴۸۱ ہجری تک قایم رہی انشا پردازی اور مصحف نویسی میں صرف کیا اور چالیس بیٹے اور چھتیس بیٹیاں چھوڑ گیا *

سلطان مسعود ثانی کا بیان

یہہ مسعود ثانی بڑے طنطنہ کا بادشاہ تھا چنانچہ اُسکے سرداروں نے گنگا سے آگے تک فوج کشی کی اور خود اُس نے قانون قاعدوں کو سوچ سمجھکر ایک معقول مجموعہ مرتب کیا اور کئی سال اسکے عہد سلطنت میں لاہور اُسکی تخت گاہ رہا اور حکومت اُسکی سنہ ۱۰۹۸ ع مطابق سنہ ۴۹۲ ہجری سے سنہ ۱۱۱۴ ع مطابق سنہ ۵۰۸ ہجری تک قایم رہی *

سلطان ارسلان کا بیان

جب کہ مسعود ثانی کا انتقال ہوا تو اُسکے ایک بیٹے ارسلان نامی نے اپنے بھائیوں کو قید کیا اور آپ تخت دبا بیٹھا یہہ وہ زمانہ تھا کہ غزنی

کے خاندان والوں نے سلجوقوں سے رشتہداریاں پیدا کی تھیں چنانچہ سلجوقوں کے بادشاہ سنجر کی همشیرہ خاندان غزنی کے تمام شاهزادوں کی والدہ تھی غرض کہ جب اُسنے اپنے بچوں کو مقید دیکھا تو وہ آگ بھبوکا هوئی اور اپنے بھائی سنجر سے یہہ درخواست کی کہ تمکو بہرام کی امداد و اعانت کرنی چاهیئے جو ظالم کی قید سے محفوظ تھا غرض کہ سنجر نے یہہ بات اُسکی قبول کی اور تلوار کے زور سے تخت اُسکو دلوایا ارسلان کی سلطنت سنہ ۱۱۱۴ع مطابق سنہ ۵۰۸ هجری سے سنہ ۱۱۱۸ع مطابق سنہ ۵۱۲ هجری تک باقی رهی *

سلطان بہرام کا بیان

یہہ بادشاہ عالم فاضلوں کا بڑا مشہور و معروف مربی تھا چنانچہ نظامی شاعر جو فارسی کابہت مشہور شاعر تھا اُسکے دربار میں حاضر رهتا تھا چنانچہ منجملہ اپنی پانچ کتابوں کے جو خمسہ نظامی کے نام سے شہرہ آفاق هیں ایک کتاب مسمی پری پیکر بپاسخاطر اسی بادشاہ کے اُسنے تصنیف کی تھی مگر انجام کار اس بادشاہ نے اپنی سلطنت کو جو ایک عرصہ دراز تک سرسبز و قایم رهی تھی ایک ایسی برے کوتک سے خراب کیا کہ اُسکے تدارک میں وہ آپ اور نسل اُسکی تباہ هوئی *

تفصیل اُسکی یہہ هی کہ جب سے مودود بادشاہ نے مکر و فریب سے غور کے ملک پر قبضہ کیا تھا تب سے وہ ملک برابر غزنی کا صوبہ چلا آتا تھا اور بہرام کے عہد سلطنت میں غور کا بادشاہ قطب‌الدین † خود بہرام کا داماد تھا چنانچہ دونوں بادشاهوں میں کچھہ جھگڑا قایم هوا یہاں تک کہ بہرام نے قابو پاکر اپنے داماد کو زهر دیا یا علانیہ قتل کیا مگر قتل اُسکا اسلیئے غالب معلوم هوتا هی کہ قطب‌الدین کے بھائی

---

† برگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ایک صفحہ ۱۵۱ میں قطب‌الدین سور کی جگہہ قطب‌الدین محمد غوری افغان لکھا هی

سیف‌الدین ‡ نے ترت پھرت انتقام کے لیئے غزنی پر چڑھائی کی اور بہرام کو مشرق کے پہاڑوں میں کوماں کی طرف بھگا دیا اور غزنی پر قبضہ کیا *

سیف‌الدین اس جدید مقبوضہ پر ایسے اطمینان سے بیٹھا کہ اُسنے بہت سی فوج اپنی بہ سرداری اپنے بھائی علاوالدین کے فیروز کوہ کو واپس بھیجی جہاں پہلے سے وہ رھتا سہتا تھا اور غزنی والوں کے رفیق شفیق بنانے میں بہت سی جہد و محنت اُٹھائی مگر باوجود اس سعی و محنت کے قدیم خاندان کی رفاقت کو جو اُنکے دلوں میں مضبوط و مستحکم بیٹھی تھی اُٹھا نسکا چنانچہ اُنہوں نے بہرام کے بلانیکی طرح ڈالی یہاں تک کہ جب برف کی کثرت سے غور کی راہ مسدود ہوگئی تو بہرام اپنے ملک کے اُس حصہ میں سے جو اب تک فتح نہوا تھا بہت سی فوج اکھٹی کرکے اپنی دارالسلطنت پر چڑھا اور سیف‌الدین نے اپنی ناتوانی دیکھکر دارالسلطنت کو چھوڑنا چاھا مگر غزنی والوں کی جھوٹی باتوں میں آکر ایک لڑائی کے ذریعہ سے بخت‌آزمائی پر آمادہ ہوا چنانچہ شہر والوں نے میدان میں اُس سے کنارا کیا اور اُسکے وطن والوں کی تھوڑی‌سی خاص فوج مغلوب ہوئی اور وہ زخمی ہوکر گرفتار ہوا مگر بہرام نے جو کام اُسوقت کیا وہ پہلی عادتوں کے بہت خلاف اور انسانیت سے نہایت بعید تھا یعنی اُسنے اپنے قیدی کو طرح طرح کی ذلت دیکر تمام شہر کے گلی کوچوں میں تشہیر کیا اور لوگوں سے بری بھلے کہلانیکے بعد اُسکو بہت بری طرح سے قتل کرایا اور اُسکے وزیر کو گلا گھونٹ کر مارا جو محمد کی آل اور فاطمہ کا لال تھا جب کہ علاوالدین اُسکے بھائی کو اُسکی سناونی پہونچی تو اُسکو بہت جوش آیا اور یہہ قسم کھائی کہ اگر دم میں دم ہی توخدا چاھے تمام سازش والوں سے سخت انتقام لونگا *

---

‡ بوگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ کی جلد ایک صفحہ ۱۵۲ میں بجاے سیف‌الدین کے سیف‌الدین سور لکھا ہی

مگر ایسا معلوم هوتا هی که وه اپني بےصبري اور غیظ وغضب کے مارے تھوڑي فوج لیکر روانه هوا اسلیئے که بهرام نے اُس سے یهه کهلا بهیجا که هوشیار هوکر یهاں آنا ورنه پامال کیا جاویگا اور اُسنے یهه جواب دیا که تیري دهمکیاں تیري فوج کي مانند ضعیف اور بے بنیاد هیں اور یهه مسلم هی که بادشاهوں کي لڑائي بھڑائي کچهه نئي بات نهیں مگر تیري سنگدلي اور بیرحمي ایسي هی که نظیر اُسکي بادشاهوں میں پائي نهیں جاتي *

بعد اُسکے جو لڑائي پیش آئي تو اُسمیں پهلے پهل یهه ظاهر هوا که غزني والونکي کثرت سے فوج اُسکي مغلوب هوئي مگر اس باعث سے که وه آپ انتقام کا پیاسا تها اور اُسکے ساتهه والوں کو نهایت غیظ و غضب اور دلاوري بهادري کا بهروسا تها مخالف کے مقابلوں کو یهاں تک اُٹهایا که بهرام کو تنها بهاگنا پڑا اور جان بچاکر بهاگا *

غوریوں کے هاتهوں سے غزني کا تباه هونا

بڑي بڑي جو تکلیفیں که بهرام اور غزني والوں کے دست و زباں سے علاوالدین کے بهائي سیف‌الدین مقتول کو پهونچي تهیں انتقام اُنکا علاوالدین کے ذمه پر واجب ولازم تها مگر غزني سي بڑي دارالسلطنت کو یکقلم بیچراغ کرنا ایک ایسا برا کام اور ناپسندیده امر هی که هم کسیطرح اُسکے درد شریک نهیں هوسکتے اور اُس ناشایسته حرکت سے اُسکے نام پر ایسا دهبا لگا که جب تک یاد اُسکي باقي رهیگي وه هرگز نه متیگا † *

† یهه علاوالدین همیشه جهاں سوز کے خطاب سے پکارا گیا اگرچه اور جگهه تعریف اُسکي لکهي گئي مگر کسي مورخ نے اس موقع پر لعنت ملامت بدوں اُسکر نهیں چهوڑا چنگیز خاں اور تیمورلنگ کے ناحق قتلوں کو بهي اسقدر ناپسند نهیں کیا جیسا که اُسکي اس نامناسب حرکت کو ناپسند و مکروه سمجها اور شاید وجهه اُسکي یهه هی که جن دنوں یهه برا کام علاوالدین سے سرزد هوا تو لوگ اُن دنوں کچهه کچهه تربیت یافته اور شایسته بایسته هوگئي تهي چنانچه اُنکو اس نامعقول حرکت سے بڑا تعجب هوا

تفصیل اُس ظلم کي [illegible] و جوتمام ایشیا کا بہت
بڑا شہر اسوقت گنا جاتا [illegible] بعضوں کے سات دن تک
پھونکواتا اور باشندوں ک [illegible] کو لٹواتا رھا اور جب که
پہلا جوش خروش کم [illegible] ے فی‌الجملہ کمي کي تو
خاص خاص لوگوں کو [illegible] کرایا اور سیف‌الدین کے وزیر کي عوض میں
جو جو سید نامي ھاتھہ اسکي لگے اُنکو گردن مارا اور شاھاں غزني کي تمام
یادگاروں کو مسمار کرایا اور محمود اور مسعود اور ابراھیم کي قبروں کے
سوا کسي قبر کا نام و نشان نچھوڑا مگر محمود و مسعود کي قبریں اُنکي
دلاوري کي خوبي سے اور ابراھیم کي قبر اُسکے زھد و تقوے کي بدولت
چھوٹے رھي غرض که تمام شہر قتل ھوا مگر بدبخت بہرام اُن تباھیوں
کے دیکھنے کو زندہ رھا جو اُسکي خویش و تبار اور یار و دیار کو نصیب
ھوئیں بعد اُسکے بہرام ھندوستان کو روانه ھوا اور سفر کي ماندگي اور
شکسته دلي کے مارے عین راہ میں مرگیا سلطنت اسکي سنه ١١١٨ع
مطابق سنه ٥١٢ ھجري سے سنه ١١٥٢ع مطابق سنه ٥٤٧ ھجري تک
یعني کل ٣٥ برس قایم رھي *

ھندوستان میں غزني کي سلطنت منتقل ھونیکا بیان

جب که سلطان بہرام نے وفات پائي تو اُسکا بیٹا سلطان خسرو لاھور
کیجانب کوچ کرگیا چنانچه جب وہ وھاں پھونچا تو اُسکي رعایا بہت
تعظیم تکریم سے پیش آئي اور بہت سي خوشي منائي اسلیئے که وہ لوگ
اسبات سےناراض نتھي که اُنکے شہر میں ھمیشه کے لیئے سلطنت قایم ھووے *

سلطان خسرو ملک کا بیان

سلطان خسرو سنه ١١٦٠ع میں سات برس سلطنت کرکے مرگیا اور
ٹوٹي پھوٹي حکومت کو اپنے بیٹے خسرو ملک کے قبضه میں چھوڑ گیا
چنانچه خسرو ملک نے ستائیس برس قمري لغایت سنه ١١٨٦ع تک
بادشاھت کي اور اسي سنه میں رھا سھا ملک اُسکا اُسکے قبضه سے نکلکر

غوریوں کے قبض و تصرف میں داخل ہوا اور سبکتگین کي نسل اسي بادشاہ پر ختم ہوئي *

† خاندان غوري کا بیان

علاوالدین غوري کي سلطنت

واضح ہو کہ خاندان غور کي نسبت بہت سي بحث مباحثی رهی مگر بہت سي چھان بین کے بعد یہي راے غالب هی کہ خاندان غور اور نیز اُنکي رعایا تمام افغان تھے اور جب کہ یزد جرد کسرے کي وفات پر چند سال گذرنے کے بعد مسلمانوں نے غور پر چڑھائي کي تو بقول ‡ ابن هیاکل کے سنہ ۹۰۰ ع میں کسیقدر غوري لوگ اسلام لائے تھے اور اُسیکے قول کے بموجب وهاں کے باشندے خراساني بولي بولتے تھے § *

---

† طبقات ناصري میں نام اُس خاندان کا سنسا بانِي لکھا هي

‡ اوسلي صاحب کا ترجمہ تاریخ ابن هیاکل کا صفحہ ۲۱۲ و ۲۲۱ و ۲۲۶ ملاحظہ کے قابل هی اسلیئے کہ ابن هیاکل نے لکھا هی کہ غور سے اگے کے تمام خطہ کو هندوستان سمجھنا چاهیئے مراد اُسکي اس سے بلاشبہہ یہہ تهی کہ اُسمیں کافر لوگ آباد تهی *

§ پٹھان لوگ اپنا قدیم ملک غور کے پہاڑوں کو سمجھتے هیں اور معلوم هوتاهے کہ کسی شخص نے آج تک اسبات کا انکار نهیں کیا کہ لوگ اُس ملک کے اگلے وقتوں میں پٹھان تهی مگر جسبات میں گفتگو باقي هے وہ بادشاهي خاندان سے متعلق هے چنانچہ پرافسر ڈارن صاحب نے تاریخ افغانوں کي شرح کے صفحہ بانوہ میں بحوالہ ایک مورخ کے بیان کیا هے کہ وہ لوگ خطا کے ترک تهے مگر یہہ کلام صرف ایک هي مورخ کا هے اسلئی کہ اُسي مقام میں دوسرا حوالہ خاندان غور کے جانشینوں سے علاقہ رکھتا هے اور جہاں تک اور همکو تحقیق هوسکا اُس سے یہي دریافت هوتاهے کہ تمام اور مورخ خاندان غور کو سور کے پٹھانوں میں داخل کرتی هیں مگر یہہ حقیقت میں اونکی غلط فہمی هے کہ وہ خاندان غور کو سور اور سام کی اولاد بتاتے هیں جو ضحاک بادشاہ کی بیٹی تهی ضحاک ایران کا خیالي بادشاہ تها اُسکو پٹھانوں سے کچھہ علاقہ و واسطہ نهیں تها اور وهي مورخ عجیب قصے خاندان غور کي پچھلي تاریخ کی نقل و بیان کرتے هیں چنانچہ بیان اونکا یہہ هے کہ سلطان محمود کے بعد خاندان سور کا وہ سردار جو سام کے نام سے نامی گرامی تها اپنے ملک سے بهاگنے اور هندوستان کے جانے پر مجبور هوا اگرچہ هندوستان میں جی جان سے مسلمان

سلطان محمود کے عہد دولتمیں غور کا ملک جیسا کہ مذکور ہو چکا اُس بادشاہ کے قبض و تصرف میں تھا جسکو تاریخ فرشتہ والے نے محمد سوری یا سور پٹھانکے نام سے بیان کیا اور اُس بادشاہ کے زمانہ سے واقعات مذکورہ بالا تک تاریخ کا سلسلہ برابر چلا آتا هی جب کہ غزني اور غزني والوں سے علاوالدین پورا پورا انتقام لیچکا تو فیروز کوہ میں جاکر عیش و نشاط میں مصروف هوا جو اصل مقتضی اُسکي طبیعت کا تھا *

رها مگر مندر میں ملازم هوگیا اور اُسنے بہت سی دولت جمع کي بعد اُسکے جب گھر چلا تو جہاز اوسکا ٹوٹگیا ایران کے کنارے پر ڈوب کر مرگیا

مگر اُسکا بیٹا حسین سوري ایک تختہ پر بیٹھا رهگیا اور وہ تختہ تین دن تک پاني پر بہتا رها اگرچہ ساتھي اُسکا اُس تختہ پر ایک شیر تھا مگر اُسنے اُسکو کچھہ نستایا یہاں تک کہ وہ تختہ دریا کے کنارہ ایک بندر کے پاس جالگا اور وہ غریب اُس بندر میں چندے قید رها مگر اخرکار اُسنے قید سے رهائي پائي اور گرتا پڑتا غزني کي جانب روانہ هوا راہ میں قزاقوں سے ملاقات هوئي اور اُنہوں نے بجبر و اکراہ اُسکو شریک اپنا کیا مگر اُس رات اتفاق سے وہ قزاق گرفتار هوئے اور سلطان ابراهیم کے روبرو جو خدا ترس بادشاہ تھا حاضر کیئے گئے اور قتل کا حکم اُنکو سنایا گیا اور جب کہ نوبت یہاں تک پہونچي تو حسین سور نے سرگذشت اپنے بادشاہ کو سنائي چنانچہ بادشاہ نے اُسکے چہرے مہرے کو دیکھہ بھال کر بات اُسکي قبول کي یہانتک کہ صوبہ غور کي حکومت عطا فرمائي جو خاص اُسکا وطن اصلي تھا اس تمام قصہ سے یہہ نتیجہ حاصل هوتا هی کہ کسي دلیر آدمي نے غور کي حکومت شاهان غزني کي بدولت حاصل کي اور یہہ آدمي یا تو اصل حقیقت میں غوري تھا یا کسي غوري سردار کي دامادي کے صدقے سے غوریوں میں داخل هوگیا تھا جیسا کہ شمالي یورپ کے باشندوں اور اسکاٹلنڈ کي قوموں میں دستور و قاعدہ هی بعد اُسکے اُس آدمي نے مذکورہ بالا عجیب کہاني اور عجیب نسب ایجاد کیا تاکہ اُسکي کمظرفي پوشیدہ رهے پروفسر دارن صاحب نے مذکورہ بالا تاریخ کي شرح میں وہ سب کچھہ جمع کیا جو خاندان غور اور پٹھانوں کي اصلیت کے آٹھہ مختلف بیانوں کي نسبت لکھا پڑھا گیا تھا اور درباب ان دونوں باتوں کے بہت معقول نتیجہ نکالا علاوہ اسکے خاندان غور کي نسبت ڈي هربیلاٹ صاحب کي تاریخ اور ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد دو صفحہ ۱۸۲ اور برگز صاحب کے ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ایک صفحہ ۱۶۱ میں جو مضمون مندرج هی ملاحظہ کے قابل هی

غزني کو سلجوقيون کا فتح کرنا

علاوالدين کي عيش پرستي کے باعث سے بہت سي آفتيں ٹوٹ پڑنے پر آمادہ تھيں چنانچہ آيندہ چار برسوں ميں بہت سے انقلاب اور بڑے بڑے ہنگامے برپا ہوئے يہاں تک کہ سلجوقيوں کے بادشاہ سلطان سنجر نے غور و غزني دونوں پر حملہ کيا اور علاوالدين گرفتار ہوا مگر بعد اُسکی جلد اُسکو چھوڑ ديا اور ملک اُسکا اُسيکے حوالہ کيا † *

سلجوقيون کي بربادي کا بيان

تھوڑي مدت گذري تھي کہ سنہ ۱۱۵۳ع مطابق سنہ ۵۴۸ ہجري يوز قوم ترک ‡ نے سلطان سنجر کو شکست فاحش ديکر گرفتار کيا حاصل يہہ کہ برس سوا برس کے اندر اندر غور اور غزنين کے دونوں خاندان جو ايک دوسرے کے خون کے پياسے تھے اور بہت دنوں سے مشرق کي حکومت پر لڑ جھگڑ رہے تھے تباہ و برباد ہوگئے *

اس بربادي کا سارا سبب يہہ تھا کہ حاکم خوارزم نے سنجر سے بغاوت کي اور اُسي باغي نے خوارزم کي سلطنت کي بنياد ڈالي جو ايشيا کے مشرق و مغرب ميں بڑي قوي سلطنت ہوئي اور جب کہ سنجر نے اُسکو دبانا چاہا تو اُسنے خطا والوں سے مدد چاہي جو شمال چين کے قديمي رہنے والے تھے اور ماوراءالنہر ميں بھاگ کر آئے تھے *

خطا والونکے حملوں سے قوم يوز § کے کچھہ تھوڑے لوگ جو ماوراءالنہر

---

† يہہ واقعہ سنہ ۱۱۵۲ع مطابق سنہ ۵۴۷ ہجري کے اخر يا سال ايندہ کے اول ميں واقع ہوا مگر ڈي ہربيلاٹ صاحب اور ڈيگگنيز صاحب تاريخ اُسکي سنہ ۱۱۴۹ع مطابق سنہ ۵۴۴ ہجري کے قرار ديتے ہيں يہہ ضرور ہے کہ يہہ واردات غزني کي فتح کے پيچھے اور سنجر کي قيد سے پہلے ظہور ميں آئي

‡ ڈي گگنيز صاحب کي تاريخ جلد ۲ صفحہ ۲۵۶

§ قوم يوز وہ ترک ہيں جو ايک عرصہ دراز سے دشت خفچاق ميں بستے تھے اور بقول ڈي گگنيز صاحب کے ترکمانونکے آبا و اجداد ہيں اور اُنکو يوز اور غز اور غوز اور غوزي اور غازي بھي کہتے ہيں چنانچہ ملک فرغانہ ميں جہاں وہ حاکم و سردار ہيں اونکو اب بھی يوز کے نام سے پکارتے ہيں *

میں بستے تھے خارج کیئے گئے اور جب کہ یہہ واقعہ پیش آیا تو اُن دنوں قوم یوز کے باقي اور لوگ ایشیاے کوچک اور ملک شام کے فتح کرنے میں مصروف تھے یہہ جلاوطن لوگ جنوب کیجانب متوجہہ ہوئے اور سلجوقونپر غالب آئے اور تھوڑے عرصہ تک غزني پر قابض و متصرف رھے بعد اُسکے اُنہوں نے مغربکي جانب نقل مکان کیا اور غزني کي حکومت اُن لوگوں کے قبضہ میں دوبارہ آگئي جنکے قبضہ میں پہلے تھي انقلابات مذکورہ بالا کے زمانہ یعني سنہ ۱۱۵۶ ع مطابق سنہ ۵۵۱ هجري میں علاوالدین اپني موت مرگیا اور کل حکومت اُسکي جسمیں بہت سي وارداتیں واقع ہوئیں کوئي چار برس تک قایم رهي *

سیف‌الدین غوري ثاني کا بیان

تھوڑے دنوں مرنے سے پہلے شہاب الدین اور غیاث الدین اپنے دو برادر زادوں کو علاوالدین نے قید کیا تھا اور ساري غرض اُسکي غالباً یہہ تھي کہ سیف‌الدین اُسکا بیٹا جو کم سن اور ناتجربہ کار تھا بلا جد و جہد اُسکا جانشین ہووے چنانچہ سیف الدین اُسکا جانشین ہوا اور پہلا کام اُسنے یہہ کیا کہ اُسنے اپنے چچیرے بھائیوں کو قید سے چھوڑا اور اُنکي حکومتوں پر اُنکو بحال کیا اور اِس عمدہ کام سے کبھي پشیمان نہوا تمام ذاتي صفاتي اوصاف اُسکے اسي عمدہ کام مذکورہ بالا کے موافق مطابق تھے اور اِس میں کچھہ شک شبہہ نہیں کہ اگر اُس میں اُسکے خاندانکي مانند انتقام لینے کي خو بو نہوتي تو سلطنت اُسکي نہایت عمدہ اور نیک نام ہوتي چنانچہ ایک سردار اُسکا اُسکي بي بي کا وہ زیور پہنے ہوئے اُسکے روبرو آیا جو سنجر کي کامیابي میں اُسکي بي‌بي سے چھن چھنا گیا تھا غرض کہ دیکھنے کے ساتھہ اُسکو ایسا جوش آیا کہ اُس نے آپ اُسکو قتل کیا اور ابوالعباس اِس سردار کا بھائي غیظ و غضب کو دباے ہوئے بیٹھا رها مگر جب کہ سیف‌الدین کو قوم یوز کي لڑائي میں سرگرم دیکھا تو

اُس نے عین لڑائي میں قابو پاکر سیف‌الدین کے نیزا مارا سیف‌الدین نے ایک برس سے کچھہ زیادہ سلطنت کي اور بعد اُسکے اُسکا بڑا چچیرا بھائي یعني غیاث الدین جا نشین ہوا †*

غیاث‌الدین غوري کا بیان

جب کہ سنہ ۱۱۵۷ ع مطابق سنہ ۵۵۲ ہجري میں غیاث الدین غوري تخت نشین ہوا تو اُسنے شہاب‌الدین اپنے بھائي کو شریک حکومت کیا اور جب تک بقید حیات رہا تب تک سلطنت کو قابو میں رکھا مگر معلوم ہوتا ہی کہ جنگي کاموں کا تمام انتظام شہاب‌الدین کي راے و تدبیر پر چھوڑتا تھا اِس لیئے کہ غیاث‌الدین کے مرنے سے کئي برس پہلے تمام کام سلطنت کے خود شہاب‌الدین کو کرنی پڑے *

جس اتفاق سے کہ اِن دونوں بھائیوں نے اوقات اپني بسر کي صرف وهي دلیل اِس بات کي نہیں کہ اُنھوں نے پہلي محبت کو نبھائے رکھا جو اُنکے بزرگوں سے برابر چلي آتي تھي بلکہ جب اُنکے خالو نے جو بامیان کي مطیع ریاست پر حاکم تھا اور وہ ریاست بلخ کے مشرق سے دریاے اکسیس کے کنارے کنارے پھیلي ہوئی تھي سیف الدین کے مرتے ہي تخت دبانیکا ارادہ کیا اور لڑائي میں شکست فاحش کھاکر ایسا گھیرا گیا کہ اُسکے مارے جانے میں کوئي شک نرھا تھا تو یہہ دونوں بھائي گھوڑوں سے اوتر پڑے اور اُسکي رکاب پکڑنے کو دوڑے اور ایسے ادب سے پیش آئے کہ پہلے اُسکو یہہ شبہہ ہوا کہ میري بات بگڑي ہوئي دیکھکر مسخرا پن کرتے ہیں مگر انجام کار اُسکي تسلي تشفي کي اور اُسکي حکومت پر اسکو بحال کیا چنانچہ وہ ریاست اُسکے خاندان میں تین پشتوں تک قایم رهي بعد اُسکے غور کي اور ریاستوں سمیت شاہ خوارزم کے قبضہ میں داخل ہوئي ‡ *

---

† ڈي هربي لات صاحب اور تاریخ فرشتہ اور دارن صاحب کي افغانوں کي تاریخ میں سے مسلمان مورخوں کے اقوال کا خلاصہ

‡ ڈي هربي لات صاحب کي تاریخ اور ڈارن صاحب کي شرح

واضح هو که واقعات مذکورہ بالا فتح غزني سے پانچ برس کے اندر اندر واقع هوئے اور جب که ان دونوں بهائیوں کي سلطنت قوي هوگئي تو بیگانه ملکوں کي فتوحات پر بڑے زور و شور سے متوجهه هوئے چنانچه سلجوقوں کو تباه و پریشان دیکهکر خراسان کے مشرقي حصه کو فتح کیا اور اِس مهم میں اور نیز غزني کے دوباره حاصل کرنے میں خود غیاث الدین مصروف هوا اور اُس وقت سے کبهي فیروز کوه اور کبهي هرات اور کبهي غزني میں رهنے سهنے لگا اور خاص هرات میں ایسي بڑي مسجد بنوائي که اُسکي شان و شوکت کي تعریف اُس زمانه میں اور بعد اُسکے پچهلے وقتوں میں ویسے هي بدستور قدیم قایم رهي *

مسلمانوں کي سلطنت کي بنیاد هندوستان میں

واضح هو که یهه شهاب الدین ایک مدت سے هندوستان پر لوٹ پوٹ هو رها تها چنانچه اُس بڑي سلطنت کا باني اُسیکو سمجهنا چاهیئے جو هندوستان میں انگریزوں کے عهد تک قایم رهي *

سنه ۱۱۷۶ ع مطابق سنه ۵۷۲ هجري میں مقام اچ کو فتح کیا جو ایسي جگهه واقع هے جهاں پنجاب کے دریا اٹک سے جاکر ملتے هیں مگر دوبرس بعد جب گجرات پر چڑهائي کي اور وهاں سے شکست فاحش کها کر ایسي مصیبتیں اوٹهائیں جو محمود کو پیش آئي تهیں تو نهایت ناکام اور دلشکسته واپس آیا *

لاهور پر دو دهاوے کیئے اور خسرو ملک کي قوت کو توڑا جو غزني کے خاندان کا پچهلا بادشاه تها چنانچه سنه ۱۱۷۸ ع مطابق سنه ۵۷۴ هجري میں اُسکو اس بات پر مجبور کیا که وه اپنے بیٹے کو بطور اُول اُسکے حواله کرے *

خاندان غزني کا پنجاب سے خارج هونا

بعد اُسکے سنه ۱۱۷۸ ع مطابق سنه ۵۷۵ هجري اور سنه ۱۱۷۹ ع مطابق سنه ۵۷۶ هجري میں سند پر چڑهائي کي اور سمندر کے کنارے تک

اُسکو روند موند کر پائیمال کیا اور جسوقت وهاں سے واپس آیا تو خسرو ملک سے لڑائی بھڑائی شروع کی چنانچه خسرو ملک نے ناچار هوکر گاکروں سے مدد چاهی اور شهاب الدین کے ایک بڑے مستحکم قلعه پر قبضه کیا یہاں تک که شهاب الدین ایسے مطلب کے لیئے فن و فریب پر مائل هوا جو زور و قوت اور فن و شجاعت سے حاصل نهوسکتا تها چنانچه اُس نے یهه فقرا اڑایا اور لوگوں سے یهه دهوم مچوائی که ایک ایسی ضرورت پیش آئی هی که سلطانی فوج کو مغرب کیجانب جانا پڑا غرض که اُسنے خراسان کی روانگی کیواسطے فوج اپنی اکٹهی کی اور ملک خسرو سے آشتی چاهی اور اُسکے بیٹے کو اول سے رها کیا جو اب تک یعنی سنه ۱۱۸۴ ع مطابق سنه ۵۸۰ هجری تک نظر بند چلا آتا تها اور جب که خسرو ملک نے یهه آثار اسکے دیکهے تو اپنی محافظ فوج سے الگ هوکر بیٹے سے تهوڑی سواری ملنے کو روانه هوا اور شهاب الدین نے یهاں یهه کام کیا که عمده عمده سوار اپنی فوج کے لیکر ایسی راه سے چلا که وه لوگوں کی آمد رفت سے فی الجمله محفوظ تهی اور کمال چستی و چالاکی سے ملک خسرو اور اُسکی دارالسلطنت کے بیچ میں آپڑا اور خسرو کے لوگوں کو راتوں رات گهیر کر خسرو کو گرفتار کیا اور بعد اُسکے سنه ۱۱۸۶ ع مطابق سنه ۵۸۲ هجریمیں لاهور پر قابض هوا جهاں اُسکو کوئی مقابله کرنا نپڑا اور دوسرے برس خسرواور اُسکے خاندانکو غیاث الدین کے پاس روانه کیا اور اُسنے اُنکو غرغستان کے قلعه میں مقید رکها اور بهت برسوں کے بعد اُس زمانه میں غوریوں یا خوارزمیوں کے هاتهوں سے مارے گئے جب که خوارزمیوں اور غوریونمیں لڑائیاں واقع هوئیں *

شهاب الدین کی لڑائیاں هندوؤں کے ساتهه

جب که غزنی کا خاندان تمام هوچکا تو کوئی مسلمان شهاب الدین کا مخالف نرها اور پهلے پهل هندو لوگ اُسکے ذکر کے بظاهر معلوم نهوئے

اِس لیئے که فوج اُسکي دریاے اٹک اور دریاے اکسیس کے صوبوں کي لڑاکا قوموں سے منتخب اور چیدہ اور سلجوق اور شمال کے تاتاري گروهوں سے لڑنے جهگڑنیکي عادي اور مشاق تهي اور اسي باعث سے یهه توقع تهي که اُنکو ایسے لوگوں سے کڑا مقابله نکرنا پڑیگا جو طبیعت کے نرم اور قصے جهگڑے سے بهاگنے والے اور چهوٹي چهوٹي ریاستوں میں بکهرے پهیلے پڑے تهے اور جنکو شهاب‌الدین سے بلا فائدہ لڑنا پڑا اور اُس لڑائي میں کسیطرح کي امید نتهي مگر باوصف اُسکے کوئي ریاست هندوؤں کي سخت لڑائي کے بدون فتح نهوئي بلکه بعضي بعضي ریاستیں پوري پوري مطیع نهوئیں یهانتک که اج تک وہ قایم هیں اور مسلمانوں کي سلطنت برباد هوچکي وہ مقابله جو شهاب‌الدین کو هندوؤنسے پیش آیا تو سارا سبب اُسکا یهه تها که هندو لوگوں میں راجپوتوں کي قوم قدیم سے سپاهي تهي اور عمر تمام اپني سپه گري میں بسر کرتے تهے اور تمام ذاتونسے ذات اُنکي بهت معزز وممتاز تهي اگرچه اور لوگ رسومات مذهب کے اختلاف سے الگ الگ گروہ هوگئے تهے مگر معاملوں میں گهلے ملے رهتے تهے اور معمولي حاکموں کے سواے کوئي خاص سردار اُنکا نتها مگر راجپوتوں کي قوم ایسي تهي که وہ ماںکے پیٹ سے سپاهي هي پیدا هوتے تهے اور هر گروہ اُنکا موروثي سردار اپنا رکهتا تها اور هر گروہ کا چال چلن اور رنگ ڈهنگ الگ الگ تها اور چند درچند علاقوں کے باعث سے هر گروہ کا هر شخص اپنے سردار اور ایک دوسرے کا پابند هوتا تها اور قومي علاقوں سے تعلقات مذکورہ کو نهایت قوت پهونچتي تهي *

اِس لیئے که راجپوتوں کي مختلف قوموں کے خاص سردار راجه سے وہ تعلق رکهتے تهے جو راجپوت اُن خاص سردارونسے رکهتے تهے تو راجه اور سرداروں اور سپاهیوں کا ایسا جمگهٹ هوگیا تها که وفاداري اور رشته داري اور سپه گري اور نام آوریکے خیالونسے اتفاق کي نهایت عمدہ صورت بندهي تهي علاوہ اسکے وہ معقول طریقه اُس اتفاق کا زیادہ ممدومعاون هوا جو جاگیر

دینیہا وہاں جاری تہا اور اُن باتوں سے عالی نسبی اور بلند ہمتی اور دلاوری کے خیالات اُن لوگوں میں بہت زور شور سے پیدا ہوئے اور اُنکی بہادری کی ترنگوں کو ڈہاڑی بہاٹ اپنی کڑکوں سے قایم رکہتے تھے اور فخر و عزت کے قصوں اور عشق و محبت کے جھگڑوں سے بہادری اُنکی بھڑکتی رہتی تھی اور عورتوں کے ساتھہ ایسے ادب سے پیش آتی تھی کہ بلاد مشرق میں کوئی قوم ایسا ادب نکرتی تھی اور اپنے دشمنوں کے ساتھہ بھی عزت کے برتاو برتتے تھے اور رسوم اور قاعدوں کے توڑنے کو بڑی بیعزتی سمجھتی تھی اگرچہ متوسط زمانہ کے بہادروں کے اوصاف اُنمیں موجود تھے مگر اُسی زمانہ کے یورپ والے بہادروں کے عمدہ خیالات اور ظاہر کی جاہ و جلال اُن میں نتھے اور اُن بہادروں کی نسبت جنکا حال سپنسر اور ایرسٹو شاعروں نے باندھا ہی ہومر شاعر کی ممدوحوں کیسی طبعیت زیادہ رکہتے تھے اگر اُنکی صفات مذکورہ بالا پر اُنکی سستی کاہلی کا اضافہ کریں جو قدیم سے چلی آتی ہی گو وہ ایسی نتھی کہ حال اُسکا تاریخ میں مذکور ہوتا اور نیز اُن اثروں کی بھی مراعات کریں جو اُنکے عرصہ دراز کے جی مرجانے اور ہمتوں کے پست ہوجانے پر مترتب ہوئے تو ایک ایسی خصلت پائی جاویگی جو آج کل کے راجپوتوں میں پائی جاتی ہی اور وہ اپنے بزرگوں سے وہ مشابہت رکہتے ہیں جو اُنکے بزرگ مہابھارت کے بہادر راجپوتوں سے رکہتے تھے † *

قدیم راجپوتوں کے عمدہ وصفوں میں وہ سادگی پائی جاتی تھی جو اور قوموں سے الگ تھلگ رہنے میں پیدا ہوتی ہی اور یہی باعث تہا کہ فنون سپہ گری اور کار پردازی کی لیاقت میں اُن لوگوں سے بھی

---

† راجپوتوں کے حال کی تاریخ نمک حلالی اور سپاہیانہ مثالوں سے معمور ہی اخیر لڑائی اُن میں جے پور اور جودہ پور کے راجاؤں کی اودے پور کی رانی کے ساتھہ شادی کرنے پر ہوئی دیکھو ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان وغیرہ

نہایت کم تھے جنکے خیالوں میں ویسی عمدہ باتیں نہ آتی تھیں جو اُنکے خیالوں میں سمائی ہوئی تھیں *

راجپوتونکی مختلف قوموں پر منقسم ہونیکا ایک اثر یہہ تھا کہ اگرچہ حال اُنکا خانہ بدوش لوگوں کا سا نہ تھا مگر جب کہ غنیم کے زور و دباو سے اپنے مکانوں کے چھوڑنے پر مجبور ہوتے تھے تو غول کے غول تاتاریوں کی مانند اپنے مکانوں کو چھوڑتے تھے اور جہاں کہیں وہ جاتے تھے وہاں بھی غول کے غول جاکر بستے تھے اور نئی اراضیات کو اُسی مناسبت سے آپسمیں تقسیم کرتے تھے جسطرح پہلے اُنکے قبض و تصرف میں ہوتی تھیں غرض کہ تبدیل مکان کے سوا کسی طرح کی تبدیل و تغیر واقع نہوتی تھی *

شہاب‌الدین کے عہد دولت سے تھوڑے عرصہ پہلے تمام ہندوستان میں چار بڑی سلطنتیں تھیں منجملہ اُنکے ایک دلی جو تمیراقوم کے راجپوتوں کے قبضہ میں تھی دوسری اجمیر جسپر چوہان قابض تھے تیسری قنوج جو راتھوروں کے تحت حکومت تھی چوتھی گجرات جسپر بگھیلے متصرف تھے جو قوم چلوکا کے قایم مقام ہوئے تھے مگر تمیرا کے سردار کے کوئی بیٹا نتھا چنانچہ اُس نے مرنیکے وقت اپنے نواسے پتھورا راجہ اجمیر کو گود لیا اور تمیروں اور چوہانوں کو ملاکر ایک کر دیا *

قنوج کا راجا بھی تمیروں کے سردار کا دوسری بیٹی سے نواسا تھا چنانچہ جب اُس نے یہہ دیکھا کہ اُسکے خالیرے بھائی کو اُسپر ترجیح دی گئی تو وہ سخت ناراض ہوا اور اس ناراضی کی بدولت جو جھگڑے بکھیڑے آپس میں قایم ہوئے شہاب‌الدین کے ارادوں کو جو ہندوستان پر مصمم ہو رہے تھے اُن سے بڑی اعانت حاصل ہوئی *

شہاب الدین کا شکست پانا ہندوؤں سے

سنہ 1191 ع مطابق سنہ ٥٨٧ ہجری میں شہاب الدین نے راے پتھورا پر پہلا حملہ کیا جو اجمیر و دلی کا راجہ تھا چنانچہ دونوں

فوجوں کا مقابلہ مقام تراوری پر هوا جو تهانیسر اور کرنال کے درمیان میں
واقع هی اور یہہ وہ میدان هی کہ هندوستان کے اکثر معرکے اِسي میدان
میں فیصل هوئے مسلمانوں کے لڑنے کا یہہ دستور تھا کہ وہ اپنے سواروں کے
گروهوں سے دهاوے پر دهاوا کرتے تھے اور وہ سوار تیر برساتے هوئے آگے کو
بڑھتے تھے یا پیچھے کو لوٹتے تھے غرض کہ موقع دیکھکر کام کرتے تھے مگر
جب مسلمان هندوؤں کي قلب صف پر توٹ پڑے تو هندو برخلاف اُنکے
اُنکے بازوؤنکے توڑنے اور دونوں طرفونسے اُنکے دبانے پر یکلخت مصروف هوئے
چنانچہ یہہ تدبیر اُنکي اس موقع پر راس آئي یہاں تک کہ جب
شہاب‌الدین اپني فوج کے بیچا بیچ لڑائي بھڑائي میں سرگرم تھا تو
اُسکو یہہ امر دریافت هوا کہ اُسکي فوج کے بازوؤنکی پاؤں اوکھڑ گئے چنانچہ
بعد اُسکے وہ آپ اور اُسکے همراهي جو ساتھہ اُسکے جمي گمهي رهی تھے
چاروں طرف سے دشمنوں کے نرغہ میں آگئے مگر ایسي صورت میں
دشمنوں کا مقابلہ ایسي بہادري سے کیا کہ دشمنوں کے جھرمٹ میں
بڑہ بڑھکر تلواریں ماریں یہانتک کہ راجہ کے بھائي تک هاتھہ اپنا پھونچایا
جو راجا کي طرفسے دلي میں نایب‌السلطنت تھا اور نیزہ کي اني سے مونہہ
اُسکا زخمي کیا بعد اُسکے وہ بھي زخمي هوا اور قریب تھا کہ خون بہنے
سے ناتواں هوکر گھوڑے سے گرے مگر اُسیوقت اُسکے ایک ساتھي نے
پیچھے سے اوچھلکر بڑا سہارا دیا یہاں تک کہ اُسکو جھگڑے بکھیڑے سے
نکالکر امن چین کي جگہہ میں لیگیا *

شہاب‌الدین کي فوج پوري پوري تباہ هوئي اور چالیس میل تک
مسلمانوں کا تعاقب هوا بعد اُسکے جب شہاب‌الدین لاهور میں گیا
تو اوسنے توٹي پھوٹي فوج کو جمع کیا اور اٹک پار چلاگیا چنانچہ پہلے
پہل اپنے بھائي سے فیروز کوہ یا شہر غور میں ملا اور بعد اُسکے غزني میں
رهنے سہنے لگا اور ایسے عیش اوڑائے کہ ظاهر میں یوں معلوم هوتا تھا کہ

وہ مصیبتوں کے دن بھول گیا مگر باطن کا یہہ حال تھا کہ بدنامی کی چوٹ
اب تک ہری بھری تھی چنانچہ اُسنے ایک بڑے بوڑھے صلاح کار سے
یہہ بات کہی کہ میں کبھی چین سے نہیں سویا اور کبھی † نچنت
ہوکر نہیں جاگا *

شہاب الدین کا ہندوستان پر دوبارہ چڑھنا اور پوری فتح پانا

شہاب الدین نے سنہ ۱۱۹۳ ع مطابق سنہ ۵۸۹ ہجری میں آخرکار
ایک ایسی فوج اکہٹی کی کہ اُسمیں ترک اور تاجک اور افغان داخل
تھے اور بہت سے سپاہیوں کی خودیں جواہرات سے مرصع تھیں زرہ بکتروں
‡ پر سونے چاندی کا کام تھا *

راجا پتھورا نے بہت سی فوج سے شہاب الدین کا مقابلہ کیا اور بہت
سے راجہ اُسکی پہلی کامیابی کے بھروسے شریک اُسکے ہوئے چنانچہ
شہاب الدین کے پاس بڑے غرور اور تکبر سے یہہ پیغام بھیجا کہ وہ آگے
بڑھنے سے باز رہے چنانچہ شہاب الدین نے نہایت نرم لفظوں سے جواب
اسکا دیا اور یہہ بہانہ پیش کیا کہ اپنے بھائی کی اجازت منگواتا ہوں مگر
جب کہ ہندو اپنی جمعیت کے بھروسے اُسکی فوج کے پاس آپڑے تو
اُسنے اندھیری رات میں سوتے لوگوں اُس ندی سے عبور کیا جو اُنکے
درمیان میں بہتی تھی اور پہلے اس سے کہ ہندوؤں کو اُسکے ہلنے جلنے کا
شک شبہہ بھی ہووے اُنپر بیطرح ٹوٹ پڑا اگرچہ اُس چھاپے سے
ہندوؤں کے لشکر میں بڑی کھلبلی پڑی مگر وہ اتنا بڑا لشکر تھا کہ
کسیقدر فوج کو صف باندھنے اور باقی فوج کے بچانیکی فرصت ملی جو پیچھے
صفیں باندہ کر تیار ہوگئی یہانتک کہ جب انتظام اُنکا درست ہوگیا تو کل
فوج اُنکی چار صفیں ہوکر غنیم کے مقابل ہوئی اور جب شہاب الدین اپنے
کام سے ناکام ہوا تو اُسنے فوج اپنی پیچھے لوٹائی اور لڑتا لڑاتا پیچھے

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۱۷۳
‡ یہہ بیان فرشتہ کا ہے اور تعداد فوج کی ایک لاکھ بیس ہزار بتاتی ہے

ہٹتا چلاگیا یہاں تک کہ ہندوؤں کی فوج کی صف‌آرائی میں بے انتظامی
ہوئی اور شہاب‌الدین نے کمال احتیاط سے اپنے انتظام کو قایم رکھا
غرض کہ جب اُسنے مخالفوں کی بے انتظامی دیکھی تو بارہ ہزار
آزمودہ کار سواروں سے جنکے زرہ بکتر فولاد کے تھے دھاوا کیا اور ہندوؤں کی
بڑی فوج کو ہلا چلا دیا یہاں تک کہ وہ بڑی فوج اپنے ہل چل کے ساتھہ
ایک بڑی عمارت کی طرح یک لخت گرپڑی اور اپنے زوروں میں آپ
غارت † ہوگئی *

دلی کا نایب‌السلطنت اور بہت سے بڑے بڑے سردار کام آئی اور خود
راے پتھورا مسلمانوں کے تعاقب سے گرفتار ہوا اور بری طرح سے مارا گیا *

دلی اور اجمیر کی فتح کابیان

یہہ شہاب‌الدین سلطان محمود کی نسبت بہت زیادہ سفاک تھا
چنانچہ جب اوسنے اس‌لڑائی سے تھوڑے دنوں بعد اجمیر کو فتح کیا تو
اوسکے کئی ہزار باشندوں کو جو اوسکے مقابل ہوئی تھی گردن مارا اور
باقی باشندوں کے بچے کچوں کو لونڈی غلام بنانے کے واسطے باقی رکھا اور
بعد اس قتل شدید کے ملک اجمیر کو راے پتھورا کے کسی رشتہ دار اور
بعضوں کےبقول اوسکے سگے بیٹے کو اس شرط پر حوالہ کیا کہ وہ بہاری
محصول ادا کیا کرے بعد اوسکے اوسنے قطب‌الدین ایبک کو جو پہلے
غلام اوسکا تھا اور روز بروز معزز اور ممتاز ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ بعد
اُسکے تخت نشین بھی ہوا بطور نیابت ہندوستان میں چھوڑا اور آپ
غزنی کو روانہ ہوا اور جب کہ شہاب‌الدین چلا گیا تو قطب‌الدین نے بڑی
لیاقت و قابلیت سے اُسکی کامیابیوں کو ترقی دی چنانچہ دلی اور کول
کے اضلاع کو جو گنگا جمنا کے درمیان میں واقع تھے دخل و تصرف
میں لایا *

---

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۱۷۷

قنوج کي فتح کا بیان

دوسرے برس شہاب‌الدین پھر واپس آیا اور ایک بڑي لڑائي لڑا جو سنہ ۱۱۹۳ ع مطابق سنہ ۵۹۱ ھجري میں اٹاوہ کے شمالي جانب جمنا کے کنارے واقع ھوئي تھي چنانچہ جےچندر راٹھور راجہ قنوج کو شکست فاحش دي اور قنوج اور اضلاع بنارس پر قبض و تصرف کیا اور یہہ فتح ایسي پوری ھوئي کہ ھندوستان کي بہت بڑي سلطنت تباہ ھوئي اور مسلمانوں کي حکومت صوبہ بہار تک پھیل گئي اور بنگالہ کا راستہ کہل گیا اگرچہ یہہ لڑائي بڑے فخر و عزت اور نہایت شان و شوکت کي تھي چنانچہ اُسمیں بہت سے خزانے اور شہر ھاتھہ آئے اور بہت سے بتوں کي گردنیں توڑي گئیں مگر کوئي بات اُسمیں ایسي عجیب غریب نتھي جو بیان کے قابل ھووے اِسي لیئے ھمکو اس بات کے بیان کي فرصت ھاتھہ آئي کہ ایک بہورا ھاتھي پکڑا گیا اور راجا کي لاش مصنوعي دانتوں سے پہچانے گئي جس سے یہہ امر واضح ھوتا ھی کہ اُس زمانہ کے لوگ بھي اصلي دانت گرجانے کے بعد بني ھوئي دانتوں سے کارروائي کرتے تھے بعد ان فتوحات کے یہہ واردات واقع ھوئي کہ راٹھوڑوں نے قنوج کو چھوڑکر مارواڑ میں ریاست کي طرح ڈالي جو اب انگریزوں کے رفیق گنے جاتے ھیں *

شہاب‌الدین غزني کو واپس گیا اور قطب‌الدین ایبک کو ایک جھوٹي مدعي کے مقابلہ میں اجمیر کے نئے راجا کي اعانت کرني پڑي چنانچہ اُسنے اُس راجا کو بچایا اور بعد اُسکے گجرات کو لوٹ کھسوٹ کر برابر کیا *

بعد اُسکے دوسرے برس سنہ ۱۱۹۵ ع مطابق سنہ ۵۹۲ ھجري میں شہاب‌الدین ھندوستان کو آیا اور بیانہ کو فتح کیا جو آگرہ کي غربي طرف واقع ھی اور بندیل کھنڈ میں گوالیار کے مستحکم قلعہ کا محاصرہ کیا مگر غالب یہہ ھی کہ خراسان میں کوئي ضرورت پیش آئي جو

محاصرہ کا انتظام اپنے سرداروں کے حوالہ کرکے غزنی کو چلاگیا اور کوئی کار نمایاں اُس سے ظہور میں نہ آیا *

گوالیار کا قلعہ بہت دنوں تک فتح نہوا اور بہت دنوں تک لڑے گیا اور جب کہ وہ فتح ہوا تو قطب‌الدین کو جو اب تک ہندوستان میں حاکم تھا اجمیر کو پھر جانا پڑا اسلیئے کہ جس راجا کو مسلمانوں نے گدی پر بیٹھایا تھا اُسکے مخالفوں نے دوبارہ اُسکو ستایا اور قطب‌الدین کی امداد و اعانت کا محتاج کیا غرض کے اب قطب‌الدین کو گجرات اور ناگور کے راجاؤں اور میروں کی پہاڑی قوم کا بڑا مقابلہ کرنا پڑا جو اجمیر کے گرد نواح میں بستی تھی اور تمام ان راجاؤں کی مدد و معاون تھی مگر اس مقابلہ میں قطب‌الدین مغلوب ہوا یہاں تک کہ زخم اوٹھاکر کمال دقت دشواری سے اجمیر کو چلدیا چنانچہ اجمیر میں پہونچکر شہر پناہ کے دروازے بند کیئے اور جان بچانے پڑا رہا مگر جب غزنی سے نئی مدد آئی تو دشمنوں کا محاصرہ اوٹھایا گیا اور جب وہ چلنے پھرنے لگا تو اُس نے دشمنوں سے خوب انتقام لیا جو دو دن کے لیئے غالب ہوگئے تھے اور پالی اور نادول اور سروھی کی راہ سے گجرات پر چڑھائی کی چنانچہ سروھی کے ضلع میں گجرات کے راجہ کے دوبڑے جاگیرداروں کوکوہ آبو پر فروکش پایا اور اُنکی بہت سی جمعیت دیکھہ بھالکر اپنے عقب میں چھوڑنا اُنکا مناسب نسمجھا چنانچہ وہ پہاڑوں میں گھسا اور اُنکے ٹھکانوں تک پہنچکر شکست اُنکو دی یہاں تک کہ جب اُنکی فوجوں کو پریشان کرچکا تو انہلواڑہ کی طرف روانہ ہوا اور اُس دارالامارت کو فتح کرکے لوگ اپنے متعین کیئے اور بعد اُسکے گجرات کو خاک سیاہ کیا اور دلی کو صحیح سلامت واپس آیا دوسرے برس بندیل کھنڈ پر ہاتھہ پھیرا چنانچہ کالنجر اور کالپی کو فتح کیا اور یہہ بھی معلوم ہوتا ھی کہ روھیلکھنڈ کے شہروں میں بدایوں پر چڑھائی کی *

اودھ اور بہار اور بنگالہ کے صوبوں کا فتح ہونا

جو مشکلیں کہ دریاے گنگ کے اوترنے میں پیش اتي تھیں وہ بہت دنوں سے رفع ہوگئي تھیں اسي زمانہ میں محمد بختیار خلجي بھي قطب الدین کي خدمت میں حاضر ہوا † جو بہار کے شمالي حصہ اور نیز اودھ کے کچھہ حصہ کو فتح کرچکا تھا اور جب کہ وہ واپس ہوکر اپني فوج میں پہونچا تو بہار کے باقي حصہ اور تمام بنگالہ کو فتح کیا یعني جب بنگالہ کي دارالسلطنت لکھنوتي کو فتح کیا تو تمام بنگالہ ‡ پر قابض ہوگیا *

جب کہ یہہ واقعات واقع ہو رہے تھے تو شہاب‌الدین اُس زمانہ میں خوارزم کے بادشاہ سے لڑ جھگڑ رہا تھا جو بلاد ایرانمیں سلجوقونکي حکومت کو خاک میں ملاکر قابض و متصرف ہوگیا تھا اور ایشیا کے بیچا بیچ اُنکي جگہہ قایم ہوکر فضل و فوقیت کے بڑھانے چڑھانے میں غوریوں کا حریف بن بیٹھا تھا شہاب‌الدین طوس اور سیراخ میں تھا کہ ناگاہ اُسکو غیاث‌الدین اُس کے بھائي کي سناوني پہونچي چنانچہ تخت نشیني کے لیئے غزني کو واپس آیا اور سنہ ۱۲۰۲ ع مطابق سنہ ۵۹۹ ھجري میں تخت نشین ہوا *

معلوم ہوتا ھی کہ خود غیاث‌الدین بھي تھوڑے دنوں مرنے سے پہلے سلطنت کے کام کاج میں ہاتھہ پانوں ہلانے لگا تھا اس لیئے کہ پچھلي چڑھائي کے سواے خراسان کي ساري چڑھائیوں میں وہ آپ بھي موجود تھا § *

---

† تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۱۹۸

‡ دیباچہ تاریخ گجرات تصنیف برڈ صاحب صفحہ ۸۵

§ ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۶۵ اور تاریخ فرشتہ جلد ۱ صفحہ ۱۸۶ اور ڈي ھربي لات صاحب کا مضمون درباب غیاث‌الدین کے ملاحظہ کرنا چاھیئے مگر یہہ بیان اُسکا فرشتہ کے بیان سے مخالف ھے اسلیئے کہ اُسنے بیان کیا کہ غیاث الدین اپنے پچھلے وقتوں میں ناکام بادشاہ تھا چنانچہ تائید

شہاب الدین کے بادشاہ ہونے اور خوارزم پر چڑھائي کرنے اور ناکام آنیکا بیان

جب که شہاب الدین اپني سلطنت کے خانگي و دروني کاموں سے فارغ ہوا تو ایک بڑي فوج اُس نے اکٹھي کي اور خوارزم کے ارادہ پر روانہ ہوا چنانچہ اُسنے بڑي فتح حاصل کي اور اُسکو † دبا لیا یعني شاہ خوارزم اپنے دارالسلطنت میں محصور ہوا اور یہانتک نوبت پہونچي که اُسنے خطا کے تاتاریوں سے مدد چاہي چنانچہ سنہ ۱۲۰۳ ع مطابق سنہ ۶۰۰ ھجري میں تاتاریوں کي امداد و اعانت سے لڑائي کي ایسي صورت پلٹي که شہاب الدین نے اسباب اپني فوج کا جلایا اور ملول و مغموم اپنے گھر کو واپس پھرا مگر راہ میں شاہ خوارزم نے ایسا سخت اُسکو دبایا که کام ناکام اُسکو لڑنا پڑا اور ایسي شکست فاحش کھائي که اندخو تک جو بلخ و ھرات کے بیچ میں واقع ھی بہت دشواري سے پہونچا اور چندے یہاں ٹھرا رہا بعد اُسکے والي خوارزم کي اِس شرط پر اطاعت اختیار کي که ایک رقم ادا کرنیکے بعد اپنے ملک کو بے کھٹکے چلا جاوے *

هندوستان کے فسادوں کا بیان

جب که شہاب الدین کي فوج تباہ ہوئي اور اُسکے مرنے کي اِدھر اودھر افواہ اوڑي تو اُسکي سلطنت کے بڑے حصہ میں شور و فساد برپا ہونے یہاں تک که خاص غزني کے لوگوں نے باوصف اس بات کے که تاج الدین یلدوز حاکم غزني شہاب الدین کا ایک معزز غلام تھا شہر کے دروازے بندکردیئے اور شہاب الدین کو گھسنے ندیا اور ایک سردار اُسکا لڑائي کے کھیت سے دائیں بائیں ھوکر ملتان کو چلا گیا اور ایک جعلي فرمان لوگوں کو

اُسکے قول کي ڈي ھربي لاٹ صاحب اور ڈي گگنیز صاحب نے کي یعني وہ دونوں صاحب فارسي کے بڑے مورخوں کے قول کا حوالہ دیتے ہیں اور مغرب کے معاملوں میں فرشتہ والے کي نسبت قول اُنکا زیادہ معتبر ھی

† ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحہ ۲۶۵

دیکھا سنا کر ملتان پر قابض هوگیا علاوه اُسکے کاکر لوگ بھي اپنے پہاڑوں سے باهر نکل پڑے جو پنجاب کے شمال میں واقع هیں اور لاهور پر قبضه کرکے تمام صوبه کو لوٹا کھسوٹا برابر کیا مگر قطب‌الدین ایبک هندوستان میں وفادار رها اور علاوه اُسکے شهر هرات اور باقي مغربي ملکوں کے حاکم بھي جہاں جہاں بادشاه کے تئین بھتیجے فرمان روا تھے کسیطرح سرکش نهوئے بعد اُسکے شهاب الدین نے لوگ اپنے جمع کیئے یہانتک که ملتان پر تسلط کیا اور غزني والوں نے بھي اطاعت اختیار کي اور تاج‌الدین یلدوز کا قصور معاف هوا بعد اُسکے قطب‌الدین کے اتفاق سے شهاب‌الدین نے پنجاب پر حمله کیا اور کاکروں کو مسلمان هونے کي ترغیب دي چنانچه وه لوگ آساني سے مسلمان هوگئے اس لیئے که وه کسي دین و مذهب کے پابند نتھے فرشته والا بیان کرتا هي که غزني کے مشرقي پہاڑونکے کافر بھي اُسي زمانه میں مسلمان هوئے تھے † *

شهاب الدین کي وفات کا بیان

جب که لوگ امن چین سے بیٹھے تو شهاب‌الدین اپنے مغربي صوبوں میں واپس گیا جہاں اُس نے خوارزم سے دوباره لڑنے کے لیئے ایک بڑي فوج کے فراهم هونے کا حکم دیا تھا مگر اتفاق ایسا هوا که وه صرف اٹک تک پہونچا تھا اور پاني کے کنارے ٹھنڈي هوا سے تر و تازگي حاصل کرنے کے لیئے ڈیرا کھڑا کیا تھا که تھوڑے سے کاکروں نے اُسکو فوج سے الگ تھلگ پاکر اُن بھائي برادروں کا انتقام لینا چاها جو خال کي لڑائي میں کام آئے تھے چنانچه جب آدھي رات آئي اور لوگ سنسان هوگئے تو وه لوگ اُس پار سے پیر کر آئے اور دبے دبے وهاں تک پہونچے جہاں بادشاه کا خیمه کھڑا تھا یہاں تک که یک لخت اُس ڈیره میں گھس پڑے اور بادشاه کا کام تمام کیا *

---

† ممکن هے که اون ولایتوں کے لوگ جہاں طوري اور چاچي گروه بستے تھےاور وهاں رسائي ممکن نتھي ابتک مسلمان نهوئے هونگے *

واضح هو که چودهوین مارچ سنه ۱۲۰۶ ع مطابق دوسری شعبان سنه ۶۰۲ هجریکو یهه حادثه واقع هوا اور بادشاه کا جنازه بڑي شان و شوکت اور بڑے جاه و جلال سے اوتهاکر روتے پیٹتے غزني کو چلے اور بڑے بڑے امیر اور تمام وزیر اُسکے ساتهه تهے یہاں تک که جب تابوت اُسکا غزني کے لگ بهگ پہونچا تو تاج الدین یلدوز حاکم غزني نے استقبال اُسکا کیا اور زره بکتر اوتاز کو پهیکا اور بال اپنے بکهیرے اور بکهرے بالوں میں خاک ڈالي غرض که اپنے آقاے نامدار کا طرح طرح سے رنج و الم کیا *

شهاب‌الدین بڑا خزانه چهوڑ گیا اور محمود اُسکا بهتیجا بعد اُسکے تخت نشین هوا *

جو فتوحات که بلاد هندوستان میں شهاب الدین کو نصیب هوئیں وه سلطان محمود کي فتوحات سے بہت زیاده تهیں اگر زمانه موافق هوتا تو فتوحات اُسکي بلاد ایران میں بهي محمود کي فتوحات سے زیاده هوتیں اگرچه بجاے خود شهاب‌الدین بڑا بهادر سپاهي تها مگر اُسمیں اور محمود میں فرق اِسقدر تها که محمود کي سي لیاقت و هوشیاري اُسمیں نتهي اسلیئے که محمود جیسا بهادر اور فیروزمند تها ویسا هي تلاش و تجسس بهي کا پورا تها اور جسقدر که التفات اُسکا فوج‌کشي اور فتوحات پر کامل تها ویسا هي فضل و هنر کي ترقي پر بهي مائل تها اور یهي باعث هی که آجتک محمود کا نام ایشیا میں مشهور و معروف هی اور شهاب‌الدین سے صرف وهاں تک واقف هیں جهاں تک اُسکي فرمان روائي تهي باقي کوئي نام سے بهي واقف نهیں *

جس زمانه میں شهاب الدین نے وفات پائي تو اُسوقت مالوه اور بعض بعض آس پاس کے ضلعوں کے علاوه تمام خاص هندوستان اُسکے قبض و تصرف میں تها اور سنده اور بنگال یا مطیع هوچکے تهے یا جلد جلد مطیع هوتے جاتے تهي باقي گجرات میں بجز اُسقدر قبض و تصرف کے جسقدر که اُسکے دارالامارت کے قبضه سے معلوم هوتا هی پورا پورا قبضه نه

تها اور هندوستان کا بہت سا حصہ اُسکے سرداروں کے تحت حکومت تها اور کچھہ تھوڑا حصہ باج گذار راجاؤں کے قبض و تصرف میں تها اور یہہ صرف اُسکے لوگوں کي سہل انکاري اور تغافل شعاري تهي که جنگلوں اور بعض بعض پہاڑوں پر قبضہ نکیا تها *

محمود غوري اور تمام غوریوں کي سلطنت کي بربادي

اگرچہ سنہ ۱۲۰۶ ع مطابق سنہ ۶۰۲ هجري میں محمود اپنے چچا شہاب الدین کي قلمرو میں بنام سلطان مشہور کیا گیا تها اور سلطنت کے تمام افسروں نے فرمان روائي اُسکي برابر تسلیم کي تهي مگر ایک لخت ایسا اتفاق پڑا که سلطنت اُسکي کئي سلطنتوں پر منقسم هوگئي اور اُسکي قلمرو میں داخل و شامل نرهي *

اس لیئے که شہاب الدین اولاد پسري نرکهتا تها تو ترکي غلاموں کے پالنے پوسنے اور سکهانے بتانے کا شوق ذوق اُسکو نہایت تها چنانچہ اکثر غلامان تعلیم یافتہ اُسکے بڑے بڑے پایوں اور بڑي بڑي شہرتوں کو پہنچے منجملہ اُنکے تین غلام اُسکے عین اُسکي وفات کے وقت بڑي بڑي وسیع حکومتوں پر قابض تهے یعني قطب الدین ایبک هندوستان میں اور تاج الدین یلدوز غزني میں اور ناصرالدین قباچہ سند اور ملتان میں حاکم تهے اور جب که اُنکے آقا نے وفات پائي تو یہہ تینوں غلام قابو پاکر آپ خود مختار هوگئے اور اِس لیئے که بامیان کے ریاست پر سلطان محمود کے عزیز و اقارب قابض و متصرف تهے تو صرف غور اور هرات اور سیستان اور شرقي خراسان کي حکومت محمود کے قبضہ میں باقي رهي اور فیروز کوہ میں دارالسلطنت اُسکي تهي *

جب که محمود تخت نشین هوا تو اُس نے بادشاهت کا خطاب و تمغا قطب الدین ایبک کو عنایت کیا اور اُسکو ماتحت اپنا سمجها معلوم هوتا هی که اگرچہ شاہ بامیان کے دو بیٹوں نے غزني کي حکومت پر اپنے خاندان کے استحقاق کا دعوي کیا اور تاج الدین یلدوز کو تهوڑے دنوں

تک غزني سے نکالے رکھا مگر محمود غوري نے یلدوز کي حکومت میں رخنه اندازي نچاهي اور جب که تخت نشیني سے پانچ چهه † برس کے اندر اندر محمود نے وفات پائي تو اُسکے تمام ملکوں میں جو اٹک کے مغربي جانب واقع تهے ملکي لڑائیاں هونے لگیں یہاں تک که خوارزم کے بادشاهوں نے اُن ملکوں کو فتح بهي کیا مگر لوگ امن چین سے نه بیٹهے *

سنه ۱۲۱۵ ع میں شاهان خوارزم نے غزني کو فتح کیا اور فیروز کوه کو اُس سے پہلے دبایا اور اکثر لوگوں کے بیان سے یهه معلوم هوتا هی که محمود غوري اِسي موقع ‡ پر مارا گیا *

---

† یعني سنه ۱۲۰۸ ع مطابق سنه ۶۰۵ هجري میں بقول ڈي گگنیز صاحب کے اور سنه ۱۲۱۰ ع مطابق سنه ۶۰۷ هجري میں بقول ڈارن صاحب کے اور سنه ۱۲۱۲ ع مطابق سنه ۶۰۹ هجري میں بقول ڈي هربي لاٹ صاحب کے محمود غوري نے وفات پائي

‡ محمود غوري کي حکومت اور اُسکے بعد کے انقلابات کے لیئے ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ خوارزم اور ڈي هربي لاٹ صاحب کے مضمون محمودؔ اور خاندان غور کي تاریخ کو جو پروفیسر ڈارن صاحب کي تاریخ افغانستان کي شرح میں درج هی ملاحظه کرنا چاهیئے معلوم هوتا هی که غوري لوگ اس چند روز کي تباهي کے بعد پهر بهي سرسبز و شاداب هوئے اسلیئے که چودهویں صدي کے آغاز میں یعني چنگیز خاں کے مرنے سے کچهه کم سو برس پیچهے محمد سام غوري نے چنگیز خاں کے کسي جانشین کا مقابله کیا اور هرات کو اُسکے هاتهوں سے بچایا (ڈي اوسن صاحب کي تاریخ جلد ۴ صفحه ۵۱۵ وغیره) بعد اُسکے خرد تیمور نے اپني توزک میں یهه بیانکیا که غیاث‌الدین بن ایاز الدین یا معزالدین خراسان اور غرغستان اور غور کا حاکم تها اور اکثر مقاموں میں اُسکو اوراُسکے باپ کو غوري کے لقب سے بیانکیا (توزک ".ڑي صفحه ۱۲۵) پرایس صاحب نے اپني تاریخ کي جلد دوسري میں اس خاندان کے پادشاهوں کا بیان کیا هی اور اُسکے خاندان کا نام کرت لکها هی اور کتب مذکوره بالا میں جو نام اِس خاندان کے بادشاهوں کے مذکور هوئے وه شاهان کرت کے فهرست میں پائے جاتے هیں جسکو پروفیسر ڈارن صاحب نے تاریخ افغانان کي شرح کے صفحه ۹۲ میں جانبي مورخ سے لیکر لکها هی جسکا یهه قول هی که وه بادشاه سورالغوري کے خاندان سے هوئے

چھٹا حصہ

سنہ ۱۲۰۶ ع سے لغایت سنہ ۱۵۲۶ ع خاندان تیمور کے آغاز تخت نشینی تک دلی کے بادشاہوں کا بیان

پہلا باب

غلام بادشاہوں کے بیان میں

قطب‌الدین ایبک کے تخت پر بیٹھنے اور غوریوں کے هندوستان سے بے تعلق ہونے کا بیان

شہاب الدین کے مرنے کے بعد ایک سلطنت بجاے خود هندوستان میں قایم ہوئی چنانچہ جو فساد اُسکی سلطنت کی تباہی سے برپا ہوئے تھے وہ سب دبدبا گئے یہاں تک کہ هندوستان کی سلطنت کو آنروے اٹک کے ملکوں سے کچھہ واسطہ و علاقہ باقی نرہا *

اس نئی سلطنت کے بانی یعنی قطب‌الدین ایبک کے حالات سے اُن ترکی غلاموں کی تاریخ کا ایک نمونہ ہاتھہ آیا ہی جو بلاد ایشیا میں بادشاہت کو پہونچے اور ایک دراز عرصہ تک هندوستان میں برابر بادشاہ رہے *

قطب‌الدین ایبک کی اصل و حقیقت یہہ ہی کہ جب وہ نیشاپور میں آیا تھا تو عمر اُسکی چھوٹی تھی چنانچہ ایک امیر نے اُسکو خرید کر عربی فارسی پڑھوائی اور جب وہ امیر مرگیا تو وہ ایک ایسے سوداگر کے ہاتھہ آیا کہ اُس نے اُسکو شہاب‌الدین کی نذر کیا چنانچہ قطب‌الدین بہت جلد مورد عنایات خسروانہ ہوا یہاں تک کہ سواروں کا افسر قرار

دیا گیا اور ایک سرحد کی بابت خوارزم والوں سے مقابلہ کیا اور ایسی شجاعت سے لڑا بھڑا کہ اُسکے ظاہر ہونے سے بہت بڑا نام پیدا کیا مگر اتفاقاً وہ اُسی معرکہ میں گرفتار ہوگیا بعد اُسکے جب غوریوں نے قید سے چھوڑایا تو اور بھی زیادہ بادشاہ نے عنایت فرمائی اور اُسکی پچھلی کار گذاری سے بادشاہ اتنا راضی ہوا کہ جب اجمیر کے راجہ نے شکست کھائی تو تمام اپنی فتوحات کو اُسیکے قبضہ میں چھوڑا *

جیسا کہ ہمنے بیان کیا ویسی ہی حقیقت میں قطب الدین کی لیاقت و ہوشیاری کی بدولت شہاب الدین کی پچھلی کامیابیوں کو ترقی حاصل ہوئی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ هندوستان کے تمام کاموں کا اهتمام اُسیکی راے و تجویز پر موقوف و منحصر رکھا گیا *

ذاتی شجاعت اور اصل دلاوری کی بدولت جو ترکوں کی اصل و سرشت میں رکھی گئی تھی ان نئے سرداروں نے بادشاهوں کے تمام امیروں کی نسبت ایسی قدر و منزلت حاصل کی کہ بادشاهوں کے خاص پروردوں کو بہت کم نصیب ہوتی ہی اور قطب الدین اپنی نیک خوئی اور فراخ دستی کے باعث سے لوگوں کے نزدیک ایسا عزیز و معزز ہوگیا کہ کسی نے رشک اور حسد نکیا اور کوئی بدخواہ اُسکا نہوا *

بڑے بڑے لوگوں کی اُنس و محبت کے علاوہ ایسے ایسے لوگوں سے رشتہ ناتا پیداکیا جو اُسکا ہی سا رنگ ڈھنگ اپنا رکھتے تھے اور اس رشتہ ناتے سے بہت بڑی تقویت پیدا کی چنانچہ اُس نے تاج الدین یلدوز کی بیٹی سے شادی کی اور اپنی همشیرہ کو ناصرالدین قباچہ کے نکاح میں دیا اور بعد اُسکے شمس الدین التمش کو کہ وہ بھی ایک غلام تھا اور روز روز سرفراز ہوتا چلا جاتا تھا یہاں تک کہ ترقی روز افزوں کا نشاط دیدار تھا چنانچہ بعد اُسکے وهی جانشین اُسکا ہوا اپنی بیٹی دی *

پھر ناصرالدین ابتدائے حال سے قطب الدین کو بڑا بزرگ اپنا جانتا تھا اور اُسیکی طرف سے سندہ پر حاکم تھا اور محمود غوری کو آقاے نامدار

اپنا سمجھتا تھا مگر تاج‌الدین یلدوز رشتہ ناتے کی پروا نکرتا تھا اور اپنی بلند نظری اور والا ہمتی کی ضرورت سے ہندوستان کو غزنی کا صوبہ ابتک سمجھتا تھا چنانچہ استحقاق و دعوی کی مضبوطی کیواسطے ہندوستان کیطرف روانہ ہوا اور تورت پھرت لاہور پر قبضہ کیا مگر انجام اُسکا یہہ ہوا کہ سنہ ۱۲۰۵ ع مطابق سنہ ۶۰۳ ہجری میں قطب‌الدین نے اُسکو خارج کیا اور یہاں تک اُسکا پیچھا لیا کہ خود غزنی کو بھی اُسکے دخل و تصرف سے باہر نکالا بعد اُسکے تھوڑی مدت گذری تھی کہ تاج‌الدین نے پھر قبضہ کیا چنانچہ قطب‌الدین وہاں سے چلا آیا اور باقی عمر اُسنے اپنی قلمرو میں عیش و آرام سے گذاری اور اپنے عدل و انصاف اور نیک خوئی خوش معاملگی کی شہرت چھوڑگیا یعنی سنہ ۱۲۱۰ ع مطابق سنہ ۶۰۷ ہجری میں مرگیا اگرچہ وہ چار برس تک تخت نشین رہا مگر انتظام اور انصرام اُسکا اُن بیس برس سے مشہور تھا جنمیں وہ شہاب‌الدین کی طرف سے ہندوستان کا حاکم رہا تھا *

ارام شاہ کی سلطنت کا بیان

جب کہ قطب‌الدین نے وفات پائی تو آرام شاہ اُسکا بیٹا تخت‌نشین ہوا مگر حکم رانیمیں لیاقت اُسکی ظاہر نہوئی چنانچہ انجام اُسکا یہہ ہوا کہ برس روز کے اندر اندر شمس‌الدین اُسکے بہنوئی نے اُسکو تخت سے اوتارا *

شمس‌الدین التمش کی سلطنت کا بیان

جب کہ شمس‌الدین التمش سنہ ۱۲۱۱ ع مطابق سنہ ۶۰۷ ہجری میں تخت نشین ہوا تو اُسکی نسبت لوگ آپسمیں یہہ کہنے لگے کہ وہ حقیقت میں بڑا عالی خاندان تھا مگر اُسکے بھائیوں نے برادران یوسف کی مانند اُسکو رشک و حسد کے مارے فروخت کیا تھا اور جب کہ سلطان شہاب‌الدین نے بڑی بھاری قیمت پر اُسکو نہ لیا تو قطب‌الدین کو براہ عنایت یہہ اجازت فرمائی کہ وہ پچاس ہزار درم نقرئی دیکر

خرید کی۔ غرض کہ التمش مختلف عہدوں پر معزز و ممتاز رہا اور جب کہ اُسنے آرام شاہ سے بغاوت کی تو وہ بہار کے صوبہ میں حاکم تھا اور ساری وجہہ اُسکی یہہ ہوئی کہ آرام شاہ کے تھوڑے درباریوں نے اُسکو طلب کیا تھا مگر بہت سے ترکی سردار اُسکے مخالف تھے چنانچہ بے لڑے بھڑے تخت پر قابض نہوسکا *

بعد اُسکے تاج الدین یلدوز نے آپ کو بڑا سمجھکر سلطانی کا خطاب و تمغا بلاطلب شمس الدین کے پاس روانہ کیا مگر جبکہ بعد اُسکے شاہ خوارزم نے تاج الدین کو غزنی سے خارج کیا تو اُسنے هندوستان پر خود تسلط کرنا چاہا اور تھانیسر تک چلا آیا اور التمش کے دربار میں ایک فریق اپنا پیدا کیا مگر سنہ ۱۲۱۵ ع مطابق ۶۱۲ هجری میں شکست کھا کر گرفتار ہوا اور باقی روز اپنے قید میں گذارے *

بعد اُسکے سنہ ۱۲۱۷ ع مطابق سنہ ۶۱۴ هجری سلطان التمش نے اپنی بی بی کے سگے پھوپھا ناصرالدین قباچہ پر چڑھائی کی جو بلاد سندھ میں خود مختار ہوگیا تھا اور کمال دلاوری اور نہایت بہادری سے کام اپنا نکالا مگر اُسکے دبانے اور اُسپر اپنی حکومت قایم کرنے میں کامیاب † نہوا *

جب کہ شاہ خوارزم نے تاج الدین کو غزنی سے خارج کیا تو یہہ گمان غالب تھا کہ وہ هندوستان پر بھی چڑھائی کریگا چنانچہ ناصرالدین اُسکی اُن فوجوں سے بمقابلہ پیش آیا جو اٹک کے قریب قریب آ پہونچیں تھیں *

چنگیز خاں مغل کی فتوحات کا بیان

شاہ خوارزم کی چڑھائی هندوستان پر ایک ایسی واردات کے باعث سے ملتوی رہی جسکے ہونے سے تمام ایشیا کا رنگ روپ بگڑ گیا یعنی

---

† فرشتہ والے نے تاریخ سندھ کی جلد ۲ صفحہ ۴۱۴ میں التمش کی صرف ایک مہم بیان کی مگر اپنی تاریخ عام کی جلد ۱ صفحہ ۲۰۸ میں اُسکی نسبت دو مہمیں قرار دیں ہیں اور دوسری مہم میں خلجیوں کا حال ایسی پریشانی سے بیان کیا کہ کل بیان مشکوک و مشتبہہ ہو گیا

چنگیز خان مغل جو مغلوں میں چھوٹا سردار تھا اور ایسا قوي هوگیا
که اُس نے تاتاریوں کے تینوں گروهوں کو دبا کر اپنے لوگوں کو اُن گروهوں کے
اضافه سے بڑها کر بہت بهاري بڑي فوج اکٹهي کي اور ایک لخت اهل
اسلام کي سلطنتوں پر ایک ایسي فوج لیکر ٹوٹ پڑا که اُس سے زیاده کبهي
پہلے جمع نہوئي تهي اور نه آجتک جمع هوئے *

مغلوں کي یورش ایک نہایت بڑي بلا تهي جو طوفان کے بعد انسانوں
پر نازل هوئي اسلیئے که وه لوگ کسي دین و مذهب کے پابند نتهے که
وه اُسکے سکهلانے بتانے میں سعي و کوشش کرتے اور نه کوئي فن و هنر
رکهتے تهے که وه اُسکي ترقي چاهتے علاوه اُسکے تبدیل مذهب اور اداے
جزیه پر بهي راضي نتهے جو آڑے وقت میں جان بچانے کے چارے هوتے
هیں بلکه تمام مقصود اُنکا یهه تها که آدمي قتل کیئے جاویں اور ملک
بیچراغ پڑا رهے چنانچه ملک کي تباهي کے سوا کوئي نشان اُنکي فتوحات
کا نتها غرض که پہلي پہل یهه بڑي بلا والي خوارزم پر نازل هوئي
جسنے چنگیز خاں کے ایلچیوں کو قتل کرکے آپ اُسکو بلایا تها چنانچه سزا
اُسکا یهه پایا که اُسکي فوجوں نے جگهه جگهه شکست کهائي اور بہت
سے شہر تباه هوئے اور بہت سي رعایا جان سے ماري گئي اور باقي رهے سهے
لونڈي غلام بنائے گئے اور خود اُسکا یهه حال هوا که بحر کاسپین کے ایک
جزیرے کے ایسے مقام میں افسرده پژمرده مرا که وهاں رسائي دشوار
تهي اور جلال الدین اُسکا بیٹا جو جانشین اُسکا هوا اپني سلطنت کي
مشرقي جانب میں بهاگنے پر مجبور هوا *

اس شاهزاده نے بڑي بهادري سے ملک اپنا بمقدور اپنے بچاے رکها
چنانچه ایک فتح اُسنے قندهار کے پاس پروس میں حاصل کي اور
دوسري فتح اُسکی مشرقي جانب میں اُسکو هاتهه آئي مگر ان فتوحات
کا کوئي عمده نتیجه نہوا کیونکه آخر لڑائي سنه ۱۲۲۱ع مطابق سنه ۶۱۸
هجري میں دریاے اٹک پر واقع هوئي جہاں اُسنے بڑي دلاوري دکهائي

اور جب که اُسنے اپني فوج کو تباه و پریشان دیکها تو همراهیوں سمیت اٹک سے پار هوگیا اور تیروں کي بوچهاروں کی کچهه پروا نکي یهانتک که غنیم بهي اُسکي چستي اور تندي سے حیران † رهگئی *

مغلوں کے تعاقب اور شاه خوارزم کے ایران جانیکا بیان

اس لڑائي کي رات اور دوسرے دن کے بیچ بیچ میں ایک سو بیس سپاهي جلال‌الدین شاه خوارزم کے پاس آگئے اور تهوڑے عرصه کے بعد چار هزار سواروں تک کي نوبت پهونچي اور جب که مغلوں نے اُسکا پیچها نچهوڑا اور یهه دهمکي سنائي که اٹک پار اوترکر پوري پوري خبر لینگے تو وه دلي بهاگ کر آیا اور التمش سے امداد مانگي یا جان کي پناه چاهي مگر التمش نے بطور معقول اُسکو جواب دیا اور کمال هوشیاري سے مغلوں کي آفت سے محفوظ رها اور جبکه جلال‌الدین نے کوئی چارا ندیکها تو گاکروں سے رفاقت پیدا کي اور لوٹ کهسوٹ کے ذریعه سے ایک فوج اکهٹي کي اور آخر کار ناصرالدین قباچه والي سنده پر حمله کیا یهاں تک که اُسنے ملتان میں پناه اپني ڈهونڈي اُسکے بعد جلال‌الدین نے کسي سے واسطه علاقه نرکها اوراٹک کے آس پاس کے ملکوں کو لوٹتا کهسوٹتا رها اور سنده کو فتح کیا مگر یهه بهت چوکا که سنه ۱۲۲۳ ع مطابق سنه ۶۲۰ هجري میں ایران کي امید پر کرمان کو چلا گیا اگر وه وهاں نجاتا تو سند پر قابض ومتصرف رهتا *

جبکه مغلوں کي فوج ایران میں سے چلي گئي تو اُسنے اُس ملک میں پانوں اپنے جمائے اور جب مغلوں نے پهر حمله کیا تو بهت بهادري سے پیش آیا اور هندوستان سے جانے پر دس برس گذرے تهے که دجله اور فرات کے میان دوآب میں مارا گیا ‡ *

---

† ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحه ۵۸و۵۹ اور ڈي هربیلاٹ صاحب کي تاریخ اور تاریخ فرشته جلد ۴ صفحه ۴۱۵

‡ ڈي هربي لاٹ صاحب کي تاریخ میں جلال‌الدین کي سلطنت کا باب لکها هے ملاحظه کے قابل هے *

فرشتہ والا بیان کرتا ہی کہ جب جلال الدین سندہ میں مقیم تھا تو مغلوں کی ایک فوج اُسکے پیچھے آئی † اور ملتان کا محاصرہ کیا اور جب کہ ناصرالدین قباچہ نے اُس کا مونہہ پھیرا تو وہ سندہ کی طرف کو چلے جہاں سے جلال الدین روانہ ہوچکا تھا چنانچہ اُنہوں نے بحسب اپنے دستور قدیم کے اُس ملک کو لوٹ کھسوٹ برابر کیا اور پہلے اِس سے کہ وہ سندہ سے روانہ ہوویں جب اُن کے لشکر میں ذخیروں کی کمی کوتاہی ہوئی تو دس ہزار قیدی قتل کیئے جنکا کم ہوجانا اِس طور پر ہو سکتا تھا کہ وہ اُنکو جیتا جاگتا رہا کرتے *

جب کہ ناصرالدین قباچہ نے جلال الدین کی لوٹ کھسوٹ اور مغلوں کی مار دھاڑ سے نجات پائی تو التمش نے دوبارہ اُسپر دھاوا کیا اور اِس دھاوے میں پہلے دھاوے کی نسبت زیادہ کامیاب ہوا یہانتک کہ ناصرالدین بکر کو بھاگا اور بعد اُس کے جب سندہ کو جانا چاہا تو ایسی سخت آندھی چلی کہ سارے خاندان سمیت اٹک میں ڈوب ڈباکر مرگیا اور تمام ملک اُسکا سنہ ۱۲۲۵ ع مطابق سنہ ۶۲۲ ہجری میں التمش کے قبض و تصرف میں آگیا *

معلوم ہوتا ہی کہ تاتار کے جنوب میں جو ملک واقع تھا محمد قاسم کے زمانہ سے التمش کے زمانہ تک خود مختار رہا اگرچہ وہاں کے باشندے بیچ کے زمانہ کے کسی کسی بادشاہ کو بڑا مانتے رہے مگر درونی انتظام اُسکا سمیرا راجپوتوں کے قبضہ سے کبھی باہر نہیں گیا *

جس برس میں التمش نے سندہ پر چڑھائی کی تھی اُسی برس میں بختیار خلجی پر بھی دھاوا کیا تھا جو بہار بنگال کو مال و میراث اپنا سمجھتا تھا اگرچہ یہہ سردار اپنے خسر قطب الدین کا بحسب ظاہر مطیع و محکوم تھا مگر اُس کے جانشین التمش کو کچھہ بھی نمانتاتھا

† تاریخ فرشتہ میں لکھا ہی کہ یہہ فوج چغتا خاں کے ساتھہ آئی مگر غالب یہہ ہی کہ اُسکی فوج کا ایک ٹکڑا آیا تھا

غرض که التمش کامیاب هوا اور بختیار کو بہار سے خارج کیا اور وهانکي حکومت اپنے صاحبزاده کو عنایت کي اور خود بختیار کو اِسپر مجبور کیا که شاه دهلي کي طرف سے بنگال کا حاکم رهے مگر تهوڑے دنوں بعد اُس نے جب یہه اراده کیا که جو نقصان اُس نے اُٹهایے اُنکو پورا کرے تو بہار کے حاکم شاهزاده سے شکست کهائي اور اُس مار دهاڑ میں جان اپني مفت گنوائي *

بعد اُس کے سلطان شمس الدین پورے چهه برس یعني سنه ۱۲۲۶ع مطابق سنه ۶۲۳ هجري سے سنه ۱۲۳۲ ع مطابق ۶۳۰ هجري تک هندوستان خاص کے اُس حصه کے فتح کرنے میں مصروف رها جو اب تک مطیع و محکوم اُسکا نهوا تها چنانچه پهلے پهل اُس نے رنتهنبور کو فتح کیا اگرچه یہه مقام پهلي فتوحات کے سلسله میں داخل تها مگر ایک پہاڑ پر واقع هونے سے محفوظ رها تها بعد اُس کے مانڈو پر قبضه کیا جو بلاد مالوه میں بڑا نامي گرامي شهر کهلاتا تها اور گوالیار کو دوباره فتح کیا جو باغي طاغي هوگیا تها اور نیز بهلسا پر قابض و متصرف هوا یہاں تک که جب اُس نے شهر اوجین مالوه کي دارالسلطنت پر تسلط کرکے اُس کے مشهور مندر کو توڑ پهوڑکر برابر کیا تو مالوه کي فتح پوري پوري هوگئي *

غرض که اب دلي کي فرمانروائي یہاں تک پهونچي که دوچار مقاموں کے سوایے تمام هندوستان خاص اُسکي اطاعت کا دم بهرنے لگا مگر مختلف حصوں کي اطاعت مختلف مختلف درجوں پر تهي یعني سب کي اطاعت یکساں و برابر نتهي غرض که مغلوں کے اختتام سلطنت تک هندوستان خاص کي یہه صورت قایم رهي که زبر دست بادشاهوں کے عهد سلطنت میں فرماں بردار نافرمانوں سے زیاده هوجاتے تهے اور وه حاکم شهزادے جو مختلف ضلعوں پر حکومت کرتے تهے مطیع و محکوم اُن کے رهتے تهے مگر جب دو تین بادشاه برابر کم زور هوتے تهے تو پهر تمام

اضلاع میں فساد برپا هوجاتے تھے اور نئے نئے بادشاهزادے کھڑے هوتے تھے اور پرانے پرانے سرکشي کرتے تھے یہاں تک که جب پھر کوئي قوي بادشاه پیدا هوتا تھا تو اُسکو نئے پرانوں کي سرکوبي کرني پڑتي تھي *

التمش کي وفات کا بیان

جب که یهه بادشاه تمام فتوحات سے فارغ هوکر دلي کو واپس آیا مگر نچلا نه بیٹھه سکا چنانچه ملتان کے سفر کا اراده تھا که ماه اپریل سنه ۱۲۳۶ ع مطابق بستم شعبان المعظم سنه ۶۳۳ هجري کو اپني موت مرگیا *

جب که اِس باد شاه کا دور دورا تھا تو خلیفه بغداد نے خلافت کا خلعت پاس اُس کے بھیجا اور اُسی زمانه میں مسلمان لوگ اِس سند کو فخر و عزت کي بڑي بات سمجھتے تھے *

التمش کا وزیر بہت مشہور آدمي تھا چنانچه جب وه بغداد میں تھا تو خلیفه کي طرف سے بڑے عہده پر معزز تھا اور جامع الحکایات کا مصنف جو فارسي زبان میں حکایات لطیفه کا عمده مجموعه هی اس بادشاه کے دربار میں حاضر رهتا تھا اور قطب صاحب کي لاٹھه جو پراني دلي میں واقع هی اِسي بادشاه کے عہد سلطنت میں پوري هوئي وه لاٹھه ایک مینار کي صورت هی اور کئي درجوں پر منقسم هی اور هر درجه میں ایک برآمده هی اور ایک عجب انداز سے گاؤدم بني هوئي اور نہایت آراسته هی اور باوجود اسکے که زلزله کي آفت سے چوٹي اُسکي گر چکي هی مگر اب بھي ارتفاع دو سو بیالیس فٹ کا قایم هی غالب یهه هی که نظیر اُسکي آج دنیا میں موجود نہیں اور اُسکے پاس ایک نا تمام مسجد هی جو هندوستان کي اور عمارتوں کي مانند خوش قطع اور خوبصورت هی عالیشان اور ایک کتبه میں شہاب الدین غوري کا نام اُسکے نام بڑھانے کو لکھا هی *

رکن الدین کی سلطنت کا بیان

جب کہ التمش نے وفات پائی تو هندوؤں سے لڑائی تمام هوئی مگر بعد اُسکے بہت سے شور و فساد ایسے برابر برپا هوئے کہ کوئی بات اُن میں اُسوقت کی مناسبت سے عمدہ ظہور میں نہیں آئی اور نہ کوئی بات ایسی واقع هوئی کہ اثر اُسکا ایک دراز عرصہ تک باقی رهتا *

جب رکن الدین اپنے باپ التمش کا جانشین هوا تو باپ کا خزانہ رنڈیوں اور بھانڈوں اور گویوں اور باجے بجانے والوں پر تقسیم کیا باقی ملک کا کام کاج اپنی ماں پر چھوڑا جسکے زور و ظلم سے سارے چھوٹے بڑے باغی هوگئے چنانچہ انجام اُسکا یہہ هوا کہ سات مہینے کے بعد رکن الدین تخت سے اُتارا گیا اور سنہ ۱۲۳۶ ع مطابق سنہ ۶۳۴ هجری میں رضیہ بیگم اُسکی همشیرہ کو تخت نصیب هوا *

رضیہ بیگم کی سلطنت کا بیان

فرشتہ والے نے بیان کیا کہ خداتعالی نے رضیہ بیگم کو وہ خوبیاں عنایت کی تھیں جو پادشاهوں کو شایان و سزاوار هوتی هیں اور جو لوگ اُسکے فعلوں پر بڑی بڑی نکتہ چینیاں کرتے هیں وہ ازروے انصاف اس قصور کے سوا کوئی قصور نہ پاوینگے کہ وہ ذات کی عورت تھی اگرچہ وہ عالم و فاضل نہ تھی مگر قران مجید صحیح پڑھتی تھی اور کارروائی کی ایسی لیاقت رکھتی تھی کہ جب باپ اُسکا تخت سلطنت کو خالی چھوڑ کر مالوہ پر گیا تھا تو اُسکو اپنے تمام بیٹوں پر ترجیح دیکر حکومت کا کاروبار اُسکی راے و صلاح پر منحصر چھوڑ گیا تھا غرضکہ جب تخت اُسکو نصیب هوا تو لوگ اپنے اُمیدوں سے جو اُسکی ذات والاصفات سے رکھتے تھے نا اُمید نہوئے مگر منجملہ اُن دو گروهوں کے جو اُسکے بھائی کے عزل و تنزل میں متفق تھے ایک گروہ اُسکی تخت نشینی سے ناراض تھا اور سردار اس گروہ کا اُسکے باپ اور اُسکے بھائی کا وزیر تھا اور یہہ گروہ ایسا زبردست تھا کہ اُس نے

دلي کا ارادہ کیا اور جو فوج دلي کي حفظ و حراست کے لیئے آئي تهي اُسکو شکست فاحش دیکر پریشان کیا مگر اِس شاهزادي کا فن و فریب اُسکے گروہ کے هتیاروں سے زیادہ کارگر هوا چنانچہ اُسنے اپني عقل و هوشیاري سے دشمنوں میں ایسي نزاع اور فساد کي بنیاد ڈالي کہ وہ لوگ تتر بتر هو گئے اور جو لوگ اُنمیں شریک تهے اُسکے ترس و رحم کے محتاج هوئے یہاں تک کہ بعضوں کو قتل کرایا اور بعضوں کو تسلي تشفي دیکر پرچا لیا غرض کہ تهوڑے عرصہ میں امن چین هوگیا *

رضیہ بیگم کا انتظام سلطنت اُسکي دانائي اور تدبیر مملکت کے موافق اور مناسب تها چنانچہ وہ بادشاهوں کي معمولي پوشاک پهنکر هر روز تخت پر بیٹهتي تهي اور جو شخص اُسکے پاس آتا تها اُسکو دربار میں بلاتي یہاں تک کہ جو برائیاں اُسکے بهائي کے وقت میں پیدا هوئیں تهیں بطور معقول اُنکي اصلاح کي اور قوانین سلطنت کو دوبارہ مرتب کیا اور بڑے بڑے مقدموں کا قصہ کاتا غرض کہ شاهان عادل اور قابل کے اوصاف اُس سے ظاهر هوتي تهي مگر یہہ تمام هنر اُسکے اس بڑے عیب کے برے نتیجے سے اُسکو نہ بچاسکے کہ وہ اپنے طویلہ کے داروغہ پر یہاں تک مہربان تهي کہ بخششوں کي بوچهاروں سے اُسکو نہال و مالا مال کیا تها غرض کہ داروغہ کے ایک حبشي غلام هونے سے بدنام انام اور رسواے خاص و عام هوگئي تهي مگر یہہ حقیقت نہیں کهلتي کہ وہ بهلائیاں بري نیت سے کرتي تهي اسلیئے کہ بڑاسا بڑا اعتراض اُسکے چال چلن پر یہہ هی کہ وہ حبشي غلام اُسکو گهوڑے پر چڑهاتا تها اور حقیقت میں یہہ چال اُسکي هوشیاري کے خلاف تهي اسلیئے کہ اُسنے اُس حبشي کے امیرالامرا کرنے سے آپ کو هلکا بنایا اور سب کے نظروں سے گرایا چنانچہ لوگوں کو غل شور مچانیکا حیلہ هاتهہ آیا *

درباریوں کي بغاوت اور رضیہ بیگم کے قتل کا بیان

جس شخص نے پہلے پہل بغاوت اختیار کي وہ شخص التونیہ تا

ایک ترکي سردار تها چنانچه رضیه بیگم نے اُسکا تدارک چاها اور بتنڈہ کے قلعه پر جہاں وہ سردار مقیم تها چڑهائي کي مگر اُسکي فوج نے ساتهه اُسکا ندیا اور وہ حبشي غلام ایک جهگڑے میں مارا گیا اور خود رضیه بیگم گرفتار هوئي اور اس خیال سے خاص التونیه کو سپرد کي گئي که وہ سلامت رهیگي بعد اُسکے اُسي عرصه میں بہرام شاہ اُسکے بهائي کو خالي تخت پر بٹهایا گیا *

جب که رضیه بیگم میں تاب و توانائے نرهي تو اُسنے فن و فریب سے پهر کام اپنا نکالا چنانچه اُسنے محبت کي لگاوٹ یا بلند نظري کي سجاوٹ سے التونیه کے دل میں ایسي گهس بیٹهه کي که التونیه نے نکاح کا وعدہ اور اپنے شریکوں سے لڑنیکا اقرار کیا غرض که جب شاهزادي کا نکاح التونیه سے هوچکا تو اُسنے نئے خاوند یعني التونیه کي امداد و اعانت سے فوج اکهٹي کي اور دلي پر حمله کیا چنانچه دو بڑي لڑائیوں کے بعد اپنے شوهر سمیت گرفتار هوئي اور شوهر سمیت هي ماري گئي سلطنت اُسکي ساڑے تین برس قایم رهي *

معزالدین بہرام شاہ کي بادشاهت کا بیان

یهه نیا بادشاہ سنه ۱۲۳۹ع مطابق سنه ٦۳۷ هجري میں تخت نشین هوا اور اُن لوگوں کو دغا فریب سے قتل کرانا چاها جنهوں نے اپني مطلبوں کي غرض سے اُسکو تخت حکومت پر بیٹهایا تها مگر هنوز اپني مراد کو نه پهونچا تها که مغلوں نے اُسکے ملک پر حمله کیا اور لاهور تک چلے آئے اور جو فوج اُنکي روک توک کے لیئے جمع کي گئي اُسکے جمع هونے سے نئے نئے فساد برپا هوئے چنانچه انجام اُسکا یهه هوا که دو برس دو مهینے کي حکومت پر بہرام شاہ گرفتار هوا اور قید خانه میں پڑا پڑا مرگیا *

علاوالدین مسعود شاہ کي سلطنت کا بیان

یهه بادشاہ رکن الدین مذکور کا بیٹا تها بہرام شاہ اپنے چچا کے بعد

سنه ۱۲۴۱ع مطابق سنه ۶۳۹ هجري میں تخت نشین هوا مگر اُسکي سلطنت میں بهي وهي خرابیاں برپا رهیں جو پهلي سلطنتوں میں قایم تهیں بلکه خود اُسکي عیاشیوں کي بدولت اور زور و ظلم کي خوبي سے اور بهي زیاده هوگئیں یہاں تک که دو برس سے کچهه دن زیاده گذرے تهے که تخت سے اوتارا اور جان سے مارا گیا *

واضح هو که اس بادشاه کے عهد سلطنت کے دو واقعه بیان کے قابل هیں ایک یهه که سنه ۱۲۴۴ع مطابق سنه ۶۴۲ هجري میں مغلوں لے راه تبتھ سے گذر کر بنگاله پر یورش کي تبت کي راه سے یهي ایک یورش هوئي هے جو صحیح تاریخ میں پائي جاتي هی اور دوسرے یهه که منکو خان مغل کي فوج کے تهوڑے لوگوں نے هندوستان کے شمال و مغرب پر چڑهائي کي مگر پهلي یورش کو خاص خاص ملازمان سلطاني نے دفع کیا اور دوسرے یورش مقام اُچهه سے آگے نه بڑهي جو ملتان کے جنوب میں اُس جگهه واقع هی جهاں پنجاب کے دریا آپس میں ملتے هیں *

ناصرالدین محمود کي سلطنت کا بیان

یهه بادشاه زاده سنه ۱۲۴۶ع مطابق سنه ۶۴۴ هجري میں بادشاه هوا اور کل بیس برس بادشاه رها اگرچه اُسکے عهد دولت میں شور و فساد برپا رهے مگر کوئي فساد ایسا ظهور میں نه آیا که اُسکے باعث سے حکومت کو تباهي اور سلطنت کو خاک سیاهي نصیب هوتي *

یهه بادشاه التمش کا پوتا تها اور اُسکے مرنے پر چندهي قید کیا گیا تها اگرچه تهوڑے دنوں کے واسطے رهائي دیکر حاکم بنایا گیا تها مگر وه الگ تهلگ رهنا اور سوچنا بچارنا اُس سے نچهوٹا تها جو اُسکو عین جواني میں پیش رهتا تها چنانچه وه بادشاه اپنے وزیر غیاث‌الدین بلبن کے بهروسه پر چین اوڑاتا تها جسکي حقیقت یهه هےکه وه سلطان التمش کا

ایک ترکی غلام تھا اور اُسنے اپنی بیٹی کی شادی ساتھہ اس غلام کے کی تھی جو اس بادشاہ کی سگی پھوپھی ہوتی تھی *

اس بادشاہ کو اُن مغلوں کا بڑا کھٹکا رہتا تھا جنکے قبض و تصرف میں اٹک پار کے سارے ملک تھے چنانچہ غیاث‌الدین بلبن نے اس خطرہ سے محفوظ رہنیکے واسطے سرحد مغربی کے صوبوں کو ملا جلاکر ایک بڑی حکومت قایم کی اور بڑا سردار اُسکا اپنے رشتہ‌دار شیرخاں کو مقرر کیا بعد اُسکے اُسنے بادشاہ کو یہہ مشورت دی کہ اب پنجاب کو چلنا چاہیئے چنانچہ خود بادشاہ وہاں گیا اور کاکروں کی سخت سرکوبی کی جو لوٹ کھسوٹ میں مغلوں کے ساتھی ہوگئے تھے علاوہ اُسکے جاگیرداران سلطنت کو جو ایک مدت دراز سے فرض خدمت بجا نہ لاتے تھے اور خواب غفلت میں سوتے تھے اسبات پر مجبور کیا کہ بدستور اپنی فوجوں سے سرکار کی اعانت کرتے رہیں *

بعد اُسکے غیاث‌الدین سنہ ۱۲۳۷ ع مطابق سنہ ۶۳۴ ہجری سے سنہ ۱۲۵۰ ع مطابق سنہ ۶۴۹ ہجری تک مختلف ہندو راجاؤں پر فوج کشی کرتا رہا جو پہلے بادشاہوں کی ضعف اور ناتوانی کے باعث سے باغی طاغی ہوگئے تھے چنانچہ اُس نے پہلی چڑھائی میں جمنا کے وار پار کے ملکوں میں دلی سے کالنجر تک سلطانی حکومت کو بحال کیا اور اگلے تین برسوں میں میوات کے پہاڑی ملک کو جو دلی سے چنبل تک پھیلا ہوا ہے اور رنتھنبور کے ضلع کو جو میوات کے پاس واقع ہے اور اُس سے آگے بڑھ کر چتور کی ریاست کو قبضہ میں لایا بعد اُسکے ناروار کے مضبوط قلعہ واقع بندیل کھنڈ کو فتح کیا اور چندیری کو فتح کرکے مالوہ کے تمام باغی حصہ پر دوبارہ قابض ہوا اور منجملہ مہمات مذکورہ کے ایک مہم کے زمانہ میں اُچھہ کے باغی کو بھی قرار واقعی گوشمالی دی اور اُسی زمانہ میں شیر خاں حاکم پنجاب نے مغلوں کو دور دفع کرکے اُنکے ملک پر دھاوا کیا اور غزنی پر قابض و متصرف ہوگیا *

منجمله مہمات مذکورہ بالا کے اکثر مہموں میں بادشاہ بھي همراہ رها چنانچه کامیابي کا باعث وہ اپ هي کو بتاتا تها مگر حقیقت یہه تهي که وہ اپنے جي میں اپنا دوسرا درجه سمجهتا تها اور اس گهتیا درجه سے جي اُسکا بہت بیچین رهتا تها چنانچه اُسنے امام الدین مفسد کے بہکانے سے جو خود بلبن کي بدولت ممتاز و معزز هوا تها بلبن کو موقوف کرکے امام الدین کو اُسکي جگهه قایم کیا یہاں تک که رفته رفته بلبن کے رفیقوں کو بهي نچهوڑا مگر بعد اُسکے جب اس تبدیل و تغیر سے بے انتظامي پیدا هوئي تو بد گماني اور نارضامندي نے دور دور تک پانوں اپنے پهیلائے اور اُن دس صوبوں کو جو بلبن سے ملے هوئے تهے اپني فوجیں اکٹهي کرنے اور بادشاہ کو فہمایش نامه لکهنے کا موقع هاتهه آیا چنانچه اُنهوں نے مراعات ادب کو ملحوظ مرعي رکهکر کمال استقلال سے یہه درخواست کي که نیا وزیر اس عهدہ سے برخاست کیا جاوے اگرچه پرانے وزیر کا مذکور نکیا مگر مقصود اُنکا یہي تها که پرانا وزیر اپنے عهدہ پر بحال هووے اور جو که بادشاہ اُنکا مقابله کسي طرح نکرسکتا تها تو کام ناکام اُس نے بلبن کو بحال کیا چنانچه بعد اُسکے تمام لوگ اُسکو کل کا مالک سمجهنے لگے *

جب که امام الدین برخاست هوا تو اُس نے ایک فساد برپا کیا اور بادشاہ کے ایک رشته دار کو اُس میں پهنسا لیا اگرچه وہ اپنے سزا کو پہنچا که جلد گرفتار هوکر جان سے مارا گیا مگر اُسکي بدولت مخالفوں کا ایک بڑا گروہ پیدا هوگیا تها جس میں سنتور کا راجه اور سندہ کا حاکم بهي شریک تها یہه بغاوت سنه ۱۲۵۵ ع مطابق سنه ۶۵۳ هجري سے سنه ۱۲۵۷ ع مطابق سنه ۶۵۵ هجري تک قایم رهي *

اسي بغاوت کے زمانه میں مغلوں نے پنجاب پر یورش کي مگر وہ کامیاب نهوئے بعد اُسکے کڑا مانک پور کے باغي پر یورش هوئي چنانچه بهي بس پا هوا مگر میوات کے باشندوں کا دبانا اُس باغي کے

دبانے سے بہت بڑا کام تھا کہ خود بلبن نے میواتیوں پر چڑھائي کي
اور بڑي جان لڑاکر ایک لڑائي میں اُنکو مغلوب کیا اور آخرکار سنہ ۱۲۵۹ع
مطابق سنہ ۶۵۷ هجري میں ملک اُنکا فتح کیا اس لڑائي میں دس
هزار باغي مارے گئے اگرچہ میوات کے سخت اور شریر پہاڑیوں کي سرحد
دلي سے پچیس میل کے اندر اندر تھي مگر انگریزوں کي سلطنت تک وہ
بالکل چین سے نہ بیٹھے *

پچھلي سے پچھلي واردات اس سلطنت میں اب یہہ واقع هوئي
تھي کہ چنگیز خاں کے پوتے هلاکو خاں کي طرف سے جو بڑا بادشاہ
عالیجاہ تھا ایک ایلچي بادشاہ کے پاس آیا چنانچہ تعظیم و تواضع کے
واسطے هر طرح سے کوشش عمل میں آئي اور دربار کو ایسي ٹیپ ٹاپ
سے آراستہ کیا گیا جیسا بڑے بڑے بادشاهوں کے عهد دولت میں آراستہ
کیا جاتا تھا بعد اُسکے کوئي واقعہ بادشاہ کے روز وفات تک جو ماہ فبرروري
سنہ ۱۲۶۶ ع مطابق سنہ ۶۶۴ هجري میں واقع هوئي تاریخ میں پایا
نہیں جاتا *

اس بادشاہ نے ساري عمر عزیز اپني درویشانہ گذاري چنانچہ اُسنے
تمام اخراجات ذاتي اپنے کتابت کي اجرت سے چلاے اور غریبوں کا کھانا
کھانا اور اُسکے کھانے کو خود اُسکي بي‌بي پکاتي تھي اور کوئي پکانے والي
اُسکے آگے نتھي اور علاوہ ایک بي‌بي کے کوئي حرم وغیرہ پاس اُسکے نتھي
اور اُسیکي بدولت فارسي کو رونق هوئي چنانچہ طبقات ناصري جو
هندوستان اور ایران کي نہایت مشہور تاریخ هی اُسیکے دربار میں لکھي
گئي اور اُسیکے نام سے نامي هوئي *

اُسکي نیک مزاجي اور پاک طینتي کي یہہ حکایت لکھتے هیں کہ
اُس نے ایک کتاب اپني خاص لکھي هوئي کسي درباري امیر کو دیکھائي
اور جب اُس امیر نے کئي غلطیاں نکالیں تو بادشاہ نے في‌الفور اُنکي اصلاح
اور درستي کي مگر جب وہ امیر چلا گیا تو اُن اصلاحوں کو مٹاکر پہلے

مضمونوں کو قایم کیا اور کسی کے پوچھنے پر یہہ فرمایا کہ میں یہہ خوب جانتا تھا کہ کتاب صحیح اور درست ہی مگر اصلاح اُسکی اِس لیئے بہتر سمجھی کہ ایک نیک صلاح کار رنجیدہ خاطر نہو *

غیاث الدین بلبن کی † سلطنت کا بیان

جب کہ بلبن نے یہہ دیکھا کہ سلطنت کے تمام اختیارات اُسکے قبضہ میں حاصل ہیں تو اپنے مستقل بادشاہ ہونے میں کچھہ دشواری ندیکھی چنانچہ سنہ ۱۲۶۶ ع مطابق سنہ ۶۶۴ ہجری میں بادشاہ بن بیٹھا *

بلبن نے التمش کے دربار میں بچپن سے پرورش پائی تھی اور جو بادشاہ اُسکے بعد تخت نشین ہوئے اُنکی سلطنت کے فسادوں اور انقلابوں میں جی جان سے شریک و معاون رہا تھا اور جب کہ التمش جیتا جاگتا تھا تو بلبن نے اُسکے چالیس غلاموں سے ایک دوسرے کے حفظ و سلامت پر عہد و پیمان کیئے تھے چنانچہ بہت سے غلام اُن میں سے بڑے بڑے عہدوں پر پہنچے مگر جب کہ بلبن کام اپنا نکال چکا تو اُس نے ایسے قول قراروں کا اوڑانا چاہا جنسے اُسکے خاندان کی تخت نشینی میں ایک طرح کا خطرہ متصور ہوتا تھا چنانچہ اُس نے طرح طرح کے حیلوں سے بعض بعض اپنے ایسے شریکوں سے جو اُسکے قریب اور رشتہ دار بھی تھے کنارا کیا اور بعد اُسکے یہہ قاعدہ باندھا کہ اپنے خاندان والوں کے علاوہ کسیکو بڑا عہدہ نہ ملے مگر اس قاعدہ کو ایسے غرور و نخوت سے عمل میں لایا کہ گھٹیا لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑا اور کچھہ بھی اُنکو خیال میں نہ لایا علاوہ اسکے یہہ قاعدہ مقرر کیا کہ هندوؤں کو معزز عہدوں پر قایم نرکھا غرض کہ اُسکے تمام کاموں میں ایسی ایسی قسمونکی طرفداریاں اور طرح طرح کا تعصب پایا جاتا تھا چنانچہ اُسنے دارالسلطنت کے گرد نواح میں شکار کی حفظ حراست کے لیئے بہت سے قانون و قاعدے جاری کیئے اور باوصف اسکے کہ شروع جوانی میں بہت سی میخواری کی تھی

† انگریزی مورخ بلبن کی جگہہ اکثر بالبن لکھتے ہیں

مگر جب که اُس نے پوري پوري توبه کي تو تهوڑي شراب پینے پر بهي بہت سخت سزا دینا ٹهرایا اور بغاوت کے معاملوں میں پہلے دستوروں کے موافق صرف افسروں کے گوشمالي پر اکتفا نکرتا تها بلکه اُنکے متوسلوں اور غلاموں کو بهي سخت سزائیں دیتا تها مگر اُسکے عدل و انصاف کي بهي ایسي حکایتیں نقل کي گئي هیں که وه ادنی اعلی کو برابر سمجهتاتها اور کسي کي رو رعایت نکرتا تها اور اُن حکایتوں سے واضح هوتا هی که وه بڑے بڑے صوبوں کے حاکموں کو کڑے کڑے کوڑوں سے علانیه پٹواتا تها اور کبهي کبهي اپنے سامنے بهي اتنا پٹواتا تها که وه بیچارے مار کے مارے مر جاتے تهے *

یهه خود کام سنگدل بادشاه اپنے زمانه کے حالات کے بموجب بڑا فیاض اور نهایت روشن ضمیر تها *

مغلوں کے خوف هراس کے مارے بڑے بڑے مشهور لوگ اُن ملکونکے جهاں جهاں مغلونکے حمله هوئی بیکسی سے دور دور بهاگکر چلے گئی مگر اسی بادشاه کے دولت واقبال سے حکومت اسلام اُنکے هاتونسے محفوظ ومامون رهي تهي چنانچه اُسکے دربار میں بہت مشهور ومعروف اور نامی گرامی مسلمان اسقدر کهیں کهیں سے جمع هوئے تهے که وه یهه شیخی مارتا تها که کم سے کم پندره بادشاه آج میرے مهمان هیں اور خاص میري بدولت اوقات اپني بسر کرتے هیں یهانتک که نام اُن بازاروں کے که جس جس میں وه بادشاه رهتے سهتے تهے اونکے ملکوں کے ناموں پر رکهی تهے اور اُسکی دارلسلطنت میں اُن بازاروں کےناموں کے باعث سے روم اور غور اور خوارزم اور بغداد اور علاوه اُنکے اور سلطنتوں کي یاد گار ایک عرصه تک باقي رهي *

تعداد اُن عالم فاضلوں کي جو اُسکي پناه دولت میں آئے تهی قیاس چاهتا هی که اس سے بہت زیاده هوگي اور اسلیئے که شاهزاده محمد بڑا بیٹا اُسکا بڑا صاحب کمال اور لایق فایق تها تو تمام مشهور مورخ اُس عهد

کے بادشاہ کے ملازموں میں داخل و شامل تھے چنانچہ فارسي شاعروں کے سلسلہ میں امیر خسرو ملک‌الشعرا تھا یہاں تک کہ سعدي شیرازي نے بھي شاهزادہ محمد کو امیر خسرو کے حسن صحبت پر مبارکبادي لکھي هى اور اپني تصنیفوں کا نسخہ بھیجکر یہہ بات ظاهر کي تھي کہ بوڑھاپے کے مارے حاضري خدمت سے معذور هوں اور خود بلبن کو وہ بات حاصل تھي کہ اُسکے دربار کي ظاهري شان و شوکت سے ناواقف لوگوں پر اصل و حقیقت دربار کي مخفي هوگئي تھي جبکہ سنہ ١٢٦٦ ع مطابق سنہ ٦٦٥ هجري میں گنگا اور جمنا کے کناروں اور جودہ اور میوات کے پہاڑوں پر شور و فساد برپا هوئي تو اسکي سلطنت میں تھوڑا بہت خلل واقع هوا تھا اور حقیقت یہہ تھي کہ لٹیرے لوگ ان فسادوں کے باني مباني تھے مگر سفاکي اور خونریزي کا قاعدہ بلبن کا جو مفسدوں کي سزا دهي اور نیست نابود کرنے میں جاري تھا یہاں بہت کام آیا اور نہایت کارگر پڑا بعد اسکے جگہہ جگہہ فوج کي چھاوني ڈلوائي اور آیندہ فسادوں کي روک تھام کے لیئے بڑي بڑي تدبیریں نکالیں *

بیان کیا گیا هى کہ ایک لاکھہ آدمي اسنے میوات میں قتل کرائے اور بہت سے جنگل جو دور دور تک پھیلے هوئے تھے کٹوا ڈالے اور اسي وقت سے وہ ملک غارتگروں کا ٹھکانا نرها اور چین تردد کے قابل هوگیا *

بنگالہ کي سرکشي کا بیان

بلبن کے عہد دولت میں یہہ بڑي بغاوت بنگالہ میں ظاهر هوئي طغرل‌خان حاکم بنگال نے دریاے میگنا † پار جاج نگر پر چڑھائیکي اور کامیابي کے بعد جو لوٹ اُسکے هاتھہ آئي کچھہ تھوڑي بہت بھي دلي کو نہ بھیجي

† اب اسکو تپرا (هملٹن صاحب کي تاریخ هندوستان جلد ۱ صفحہ ۱۲۸) کہتے هیں اور جاج نگر سے جاج پور مراد هى جو ضلع کٹک میں واقع هى اور یہہ مقام کسي زمانہ میں ضلع کا صدر نہیں قرار پایا سٹر لنگ صاحب کي تحریر مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحہ ۷۴

یهانتک که بعد اُسکے جلد بادشاه بن بیٹها اور جو فوج اُسکي گوشمالي کو سنه ۶۷۸ هجري مطابق سنه ۱۲۷۹ ع میں پہلے پہل بهیجي گئي اُس نے شکست فاحش کهائي یہاں تک که خود بادشاه اُس فوج پر نہایت خفا هوا اور اُسکي سپهسالار کو پهانسي چڑهایا اور جب که باوجود اس سختي کے دوسري فوج بهي تباه هوگئي تو بادشاه اپني ذات سے فساد مٹانے کے لیئے روانه هوا چنانچه اس موقع پر ایسي قوت قابلیت سے جسمیں وه کسي مدد و معاون کا محتاج و دستنگر نتها کام لیا که برسات کے پورے هونے کا منتظر تک نه بیٹها اور سیدها باگ اُٹهائے هوئے سنار گنگ ‡ یعني سندر گنگ کو چلا گیا جو بنگاله کے شرقي حصه کا بہت بڑا شہر مشہور تها غرض که باغي کے دل پر وه رعب داب اُسکا بیٹها که وه کهڑا نرها اور گهر بار خالي چهوڑ کر تهوڑي فوج سمیت جنگلوں میں بهاگ گیا مگر بادشاه کے کسي سردار نے مقام اُسکا معلوم کیا چنانچه یهه سردار چالیس سپاهیوں سمیت اُسکي تهوڑي فوج میں جا پهونچا اور کمال اندها دهندي سے دن دیئے دهاوے کا اراده کیا غرض که تهوڑے لوگ آسکے بڑهے چلے گئے اور کسیئے اونپر توجهه بهي نکي یہاں تک که جب طغرل خاں کے ڈیرے کے بہت قریب جا پہنچے ایکبارگي همت باندهکر پل پڑے تو طغرل خاں اور اُسکے همراهي یهه بات سمجهکر بهاگ گئے که بادشاهي لشکر یک لخت اُنپر ٹوٹ پڑا غرض که یهه خوف اُسکے لوگوں میں پهیل گیا اور تمام لوگ اُسکي تتر بتر هوگئے اور خود طغرل خاں گرفتار هوا اور ایسے حال میں جان سے گیا که جاجنگر جانیکے اراده پر عین دریا میں گهوڑیکو تیرا کر پار جاتاتها بعد اُسکے بادشاه نے باغیوں کو ایسي سخت سزا دي که وه اُسکے معمولي دستور سے بهي بہت زیاده تهي اور جب که وه دارالسلطنت میں واپس آیا تو لوگوں کے قتل *

‡ یهه مقام گنگا میں ڈوب گیا اب نشان اُسکا باقي نہیں هے بکانن صاحب کا قول بحواله هملٹن صاحب کي تاریخ هندوستان جلد ۱ صفحه ۱۸۷

قاضي مفتیوں کي سعي سفارش اور عالم فاضلوں کے وعظ و نصیحت کي بدولت باز رہا *

مغلوں کے حملہ کرنے اور شاہزادہ محمد کے فتح پاکر مرجانیکا بیان

تہوڑا عرصہ گذرا تہا کہ بادشاہ کي بد نصیبي نے زور کیا یعني بڑا بیٹا اُسکا مرگیا اور اس بڑي مصیبت کا اثر بادشاہ اور تمام رعایا پر برابر ہوا اور ساري وجہہ اُسکي یہہ تہي کہ اس شہزادہ نے وہ والاہمتي حاصل کي تہي کہ اُسکي موت اُسکي عمدہ خصلت کے شایان و سزاوار تہي بیان اسکا یہہ ہی کہ وہ فوج مغلوں کي جو ارغون خاں شاہ ایران سے متعلق تہي پنجاب پر حملہ‌آور ہوئي اور جب یہہ خبر اوڑي تو شاہزادہ محمد جو اُس صوبہ کا حاکم تہا اور حسب اتفاق اُسوقت اپنے والد ماجد کي قدمبوسي کے لیئے آیا تہا نہایت جلدي سے اپنے صوبہ میں داخل ہوا اور مغلوں کو شکست فاحش دیکر جسقدر ملک پر وہ قابض ہوگئے تھے اُسپر دوبارہ قابض ہوا بعد اُسکے ایک اور نئي فوج ایک مشہور سردار تیمور خاں نامي کے ساتھہ آئي چنانچہ بڑي لڑائي ہوئي اور شہزادہ نے فتح پائي مگر غنیم کے ایک گروہ کے ہاتھوں سے جو تعاقب میں منتشر نہ ہوا تہا شاہزادہ مارا گیا اور امیر خسرو شاعر جو ہمرکاب اُسکا تہا اسي موقع پر گرفتار ہوا *

بلبن کي وفات کا بیان

شہزادہ کے مرنے سے ادنی اعلی سپاہیوں کي آنکھوں سے آٹھہ آٹھہ آنسو بہنے لگے اور بادشاہ کے دل پر بھي بڑا صدمہ گذرا اور جو کہ بادشاہ کي عمر ۸۰ برسکو پہونچي تہي اور نیز اُس مصیبت کے مارے جو اُسپر نازل ہوئي تہي جلد جلد اُسکا دل بیٹھا جاتا تہا تو اُسنے بغرا خاں اپنے دوسرے بیٹے کو باین غرض بلایا تہا کہ وہ اُسکے مرنے کے وقت حاضر رہے مگر جب کہ بغرا خاں نے باپ کي وہ حالت ردي ندیکھي جو اُسنے تصور کي تھي تو بلا

حکم اپنے باپ کے بنگالہ کو چلا گیا اور بادشاہ اس حرکت سے سخت ناراض ہوا چنانچہ اُسنے شاہزادہ محمد کے بیٹے کیخسرو کو ولیعہد اپنا قرار دیا بعد اُسکے جب بادشاہ کا انتقال ہوا تو وزیروں نے ملکی لڑائیوں کا روکنا تھامنا مناسب سمجھا چنانچہ اُنہوں نے بغرا خاں کے بیٹے کیقباد کو بادشاہ مشہور کیا اور کیخسرو کو اُسکے باپ کی جگھہ ملتان کی حکومت پر قایم رکھا غرض کہ دونوں دعویداروں نے یہہ تدبیر اُنکی تسلیم کی اور سنہ ۱۲۸۶ع مطابق سنہ ۶۸۵ هجري میں کیقباد تخت نشین ہوا *

کیقباد کی سلطنت کا بیان

یہہ نیا بادشاہ جو تخت نشینی کے وقت اٹھارہ برس کا تھا جوانی کی ضرورت سے عیش و عشرت میں مصروف ہوا اور یہہ امر اُسپر طرہ ہوا کہ نظام الدین اُسکی وزیر نے جسکو یہہ امید قوی تھی کہ میں تخت نشین ہونگا زیادہ چرخ پر بچڑھایا اور اس نظر سے کہ بادشاہ کا چچیرا بھائی کیخسرو وزیر کا مخل مطلب تھا بادشاہ کو اُسکی طرف سے برہم کیا سبب اُسکا یہہ ہوا کہ کیخسرو سے کچھہ گستاخی سرزد ہوئی تھی وزیر نے ایک بات کھڑی کرکے اُسکو بادشاہ کا محسود ٹھہرایا اور آپ کو بدنامی اور الزام سے بچایا اور اُس بیچارہ بیگناہ کو قتل کرادیا علاوہ اسکے ایسے ایسے فن و فریبوں سے بہت سے امیروں کو بیعزت کراکر قتل کرایا جو اُسکے ساختہ پرداختہ نہ تھی اور اسلیئے کہ اُسکی بی بی کو بھی محلوں میں ایساھی دخل کامل تھا جیسا کہ خود اُسکو دربار میں حاصل تھا اسلیئے اُن باتوں کے علاوہ جنسے بادشاہ کو واقف کرنا مناسب و لازم سمجھا اور تمام باتوں سے بادشاہ کو غافل بنا رکھا تھا *

اس زمانہ میں بہت سے مغل دلی میں ملازم ہوگئے تھے چنانچہ وزیر نے یہہ چاھا کہ ان جانسوار مغلوں کو بادشاہ سے الگ کرے غرض کہ اُسنے بادشاہ کے کانوں میں یہہ بات پھونکی کہ ان مغلوں اور بادشاہ کے اُن غنیموں میں جو ان مغلوں کے بھائی بند اور رشتہدار ھیں خط و

کتابت جاری ساری ہی چنانچہ بادشاہ نے اُنکے سرداروں کو ایک دعوت
میں بلواکر دغابازی سے قتل کرادیا *

اصل تدبیر اس وزیر کی ہنوز راس نہ آئی تھی کہ بادشاہ کے باپ بغرا
خاں کے قریب آنے سے جو سلطنت کے خرابی سنکر حفظ خاندان کے لیئے
فوج لیکر آیا تھا وہ اپنے ارادہ سے رکا تھما رہا مگر یہہ راہ نکالی کہ بادشاہ کو
باپ کے مقابلہ پر آمادہ کیا چنانچہ جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا
تو باشاہ کے باپ نے بیٹے کی محبت کو ایسا بھڑکایا کہ وزیر اُنکی ملاقات کو
ہرگز روک نسکا مگر باوصف اسکے باہم ملاقات طرفین کی کھولی داوں سے
نہونے دینے کے لیئے یہہ ڈھب نکالا کہ اداب دربار سلطانی ایسے تجویز کیئے
کہ اُنکے بجالانے سے بغرا خاں کو ایکطرح کی ذلت اوٹھانی پڑی یہاں تک
کہ جب مکرر اداب بجالانے پر بادشاہ نے تعظیم و تکریم اُسکی نکی تو وہ
اُسکی حرکات ناشایستہ سے پھوٹ پھوٹکر رونے لگا مگر اُسکے رونے نے یہہ اثر
پیدا کیا کہ بادشاہ اپنے استقلال پر قایم نرہا اور تخت سے اوتر کر باپ کی
طرف بے تحاشا دوڑا اور چاہا کہ باپ کے قدموں پر گرپڑے مگر باپ نے اُسکو
گلے لگالیا اور تھوڑی دیر تک روتے رہے اور تمام درباریوں میں وہی اثر
پھیل گیا بعد اُسکے کیقباد نے باپ کو تخت پر بٹھایا اور ہر طرح کی تعظیم
اور تواضع سے پیش آیا یہاں تک کہ لڑائی بھڑائی کا وہم بھی باقی نرہا
مگر چند ملاقاتوں کے بعد بغرا خاں کو یہہ بات ثابت ہوئی کہ کیقباد کے
مزاج پر وزیر اُسکا حاوی ہے اور اُسکے رفع کرنے کی تدبیر بدون اُسکے قتل
وقمع کے ممکن نہیں مگر چونکہ جبر اُسکو خود منظور نتھا یا اُسکے اختیار
سے باہر تھا تو وہ بنگالہ کو چلا گیا اور بیٹے کو اُسکی قسمت پر چھوڑ گیا *

جب کہ کیقباد نے اُن قضیہ قضایوں سے فرصت پائی تو پھر نئے سر
سے عیاشی شروع کی اور یہانتک نوبت پہونچائی کہ عین جوانی میں
ضعیف نحیف ہوگیا چنانچہ رعشہ فالج میں مبتلا ہوا بعد اُسکے جب
سوچ بچار اُسکو ہوا تو آپ کو بہت زار نزار پایا اور بطور معقول اُس

وزیر سے چھوٹنا چاہا مگر جب کوئی چال اُسکی نچلی تو کام ناکام اُن چالوں چلا جو وزیر نے اُسکو تعلیم کی تھیں چنانچہ زہر دیکر کام اُسکا تمام کیا مگر انجام اُسکا یہہ ہوا کہ وزیر کے مرنے سے جسکا بڑا رعب داب تھا بادشاہ کے دشمن کھل کھیلے اور حکومت کے خواہاں ہوئے جسکی لیاقت خود بادشاہ میں موجود نتھی *

اِس لیئے کہ بلبن کی تدبیروں سے غلاموں کی شان و شوکت دربار میں پھیکی پڑ گئی تھی تو حصول سلطنت کا جھگڑا بڑے بڑے جنگی سرداروں میں پھیلا اور جو کہ ہندوستان زاد مسلمان ایسی قدر و منزلت نرکھتے تھے کہ کوئی بڑا گروہ اُنکا قایم ہوتا اسلیئے سلطنت کا ارادہ کرنے والے تاتاری اور غور و غزنی کی پرانی سلطنتوں کے افسر ہوئے اور غور و غزنی والی سرداروں میں سے خلجی لوگ اپنے سردار کی عقل و ہوشیاری کی بدولت یا کسی اور وجہہ سے فضیلت رکھتے تھے چنانچہ وہ تاتاریوں پر غالب آئے اور سنہ ۱۲۸۸ع مطابق سنہ ۶۸۷ ہجری میں جلال‌الدین خلجی کیقباد کے مارے جانے پر تخت نشین ہوا † *

---

† فرشتہ والے نے اُن خلجیوں کو مغل لکھا ہی جنھوں نے تخت کو غصب کیا مگر جیسے کہ یہہ یقین ممکن نہیں کہ تھوڑی مدت میں ترکوں کا بالکل دخل اُٹھہ گیا ایسے ہی یہہ یقین بھی متصور نہیں کہ مغلوں کو بڑا غلبہ حاصل ہوگیا علاوہ اسکے تاتاریوں نے جس دعویدار کو تخت پر بیٹھانا چاہا وہ کیقباد کا بیٹا تھا اور اُسکے ترکی الاصل ہونے سے وہ اُنکو مرغوب محبوب تھا مگر مغلوں کو خاص اس سبب سے نفرت تھی کہ اُسکے باپ نے اُنکے سرداروں کو قتل کرایا تھا

دلی کی تخت نشینی کا سلسلہ اگرچہ قطب‌الدین سے شروع ہوا ہی بعض مورخ ہندوستان کی بادشاہت اصل خاندان غور سے قایم کرکے قطب‌الدین کو بھی خاندان غور کے سلسلہ میں شمار کرتے ہیں مگر اکثر مشرقی مورخ اُن بادشاہوں کو یلدوز اور در چار اور بادشاہوں سمیت غوریوں کا غلام قرار دیتے ہیں

خلجي خاندان کا بيان

باب دوسرا

جلال‌الدين † خلجي کي سلطنت کا بيان

واضح هو که جلال‌الدين خلجي ستر برس کي عمر ميں تخت نشين هوا تها جلال‌الدين اپني تخت نشيني پر چندے بغاوت سے بهي کهتا رها که لوگوں نے يهه بهاري بوجهه ميرے سر پر رکها چنانچه غياث‌الدين بلبن کے نام و نشان باقي رهنے پر بڑي توجهه ظاهر کي اور بهت سا پاس لحاظ اسکا کرتا رها غرض که يهاں تک نيازمندي جتائي که دربار ميں سوار هوکر نجاتا تها اور بجاے تخت نشيني کے اپني معمولي جگهه پر کهڑا رهتا تها مگر باوصف اسکے کيقباد کے شير خوار بچه کو قيد ميں رکها اور جب بات اُسکي ٹهيک ٹهاک هوگئي تو اُس معصوم بيگناه کو قتل کرايا *

اگر يهه سنگدلي اور خداناترسي جو نسبت اُسکے بيان کي گئي ايک بے اصل بناوٹ کي بات هو اور بعيد از قياس نهيں که وه ايسے هي هوگي تو اُن اداب تعظيمات ميں جو بالا مذکور هوئيں وه مکار نسمجها جاويگا اِسلئي که وه نيک معاملے جو اُسنے چهپي کهلے دشمنوں سے برتي ايسے اعلي درجه کي تهے که وه خطا وغفلت پر محمول هوسکتے هيں اور آخر دم تک وهي سيدهي سادي چال ڈهال اُسکي باقي رهي جو قديم سے چلي آتي تهي

† واضح هو که خلجيوں کی اصل حقيقت حصه پانچ باب دوسرے کے اخير ميں لکهي گئي اگرچه وه لوگ نسل واصل ميں ترک تهے مگر افغانيوں ميں اتنی مدت رهنے سهنے سے وه افغانوں کی مانند هوگئی تهی اور غالب يهه هے که وه اور قوموں يا اپنے بهائی ترکوں سے بهی بهت مختلط تهی اور عام پهاڑي افغانوں کي نسبت زيادة ترتيب يافته تهی

اور اپنے پرانے ملنے والونسے اسیطرح سے ملتا جلتا رہا جیسے کہ وہ بادشاہت سے پہلے ملتا جلتا تہا چنانچہ وہ اپنے دوست آشنایوں اور فضل وہنر والوں کو کہانے پینے کے جلسوں میں بلاتا تہا اور ایسی ہنسی ٹہٹہے کی باتیں کرتا تہا کہ مسلمانوں کے دین وملت کے خلاف تو ہوتی تہیں مگر انسانیت کے حد و مرتبہ سے نگذرتی تہیں *

وہ ترس رحم جو اُسکی عمدہ ذات صفات میں مستور و مخفی تہا اُسکے اظہار کا یہہ موقع هاتھہ آیا کہ غیاث‌الدین بلبن کے بھتیجے ملک جاجو نے جو کڑے مانک پور کا حاکم تہا بغاوت اختیار کی اور خاندان بلبن کے رفیق اُسکے ساتھہ ہوئے چنانچہ جلد اُنہوں نے ایسی قوت حاصل کی کہ دلی کا ارادہ کیا مگر بادشاہ کے بڑے بیٹے ارکلی‌خاں نامی نے شکست اُنکو دیکر ملک جاجو کو اُسکے سرداروں سمیت گرفتار کیا مگر بادشاہ نے یہہ بڑا کام کیا کہ سرداروں کو ایک قلم چھوڑ دیا اور خود ملک جاجو کو ملتانکو روانہ کیا اور اُسکی باقی عمر کے لیئے بڑی جاگیر مقرر کی بعد اسکے تھوڑی مدت گذرنے پر اپنی قوم کے ایسے سرداروں سے بھلائی برتی جو جی‌جاں سے اُسکی‌جان کے خواهاں بنےتھےاور نصیبوں کی‌شامت سے گرفتار ہوکر آئے تھے غرض کہ اُس نے رحم سے یہاں تک کام لیا کہ اپنے ذاتی بدخواهوں کے علاوہ عام مجرموں سے بھی اسقدر در گذر کی کہ سلطنت کا ڈھانچ ڈھیلا پڑا اور حکومت کا ڈھچر بگڑگیا چنانچہ صوبوں نے محصول کے بھیجنے سے صاف انکار کیا اور کار و بار میں غفلت برتی اور اپنے اختیاروں کو بہت بری طرح سے برتا غرض کہ راستے لٹیروں سے بھر گئے اور باغیوں نے آنے جانے کی راہیں مسدود کیں *

جب کہ باغیوں کا زور و شور ہوا تو سنہ ۱۲۹۲ ع مطابق سنہ ۶۹۱ ھجری میں بادشاہ ایک بڑی بغاوت کے دبانے مٹانے کو روانہ ہوا جو مالوہ میں واقع ہوئی تھی چنانچہ وہ بہت سا کامیاب ہوا مگر اس لیئے کہ خون بہانے سے جی کا کچا تہا اور علاوہ اُسکے عمر کا بوڑھا تہا

تو باغیوں کے بڑے قلعوں پر دھاوا نکیا اور سرکشوں کی سرکوبی کو ناتمام چھوڑا مگر جب که بعد اُسکے بلاد پنجاب میں مغلوں نے یورش کی تو وهاں اُس نے بڑی دلاوری دیکھائی اور آپ اُنکا مقابله کیا اور دشمنوں کا مهنه پهیرا *

بعد اُسکے به مقتضاے اپنی اصلی طبیعت کے مغلوں کو صلح عنایت فرمائی اور اُنکی ٹوٹی پهوٹی فوج کو چلے جانے کی رخصت دی کسیطرح کی مضرت نه پهونچائی تین هزار مغل اُسکی فوج میں داخل هوئے اور تهوڑے دنوں بعد اسلام اونهوں نے قبول کیا اور خاص دلی میں ایک مقام اُنکی بساست کے لیئے مقرر کیا گیا جو مغل پوره کے نام سے مشهور و معروف هی *

دوسرے برس یعنی سنه ۱۲۹۳ ع مطابق سنه ۶۹۲ هجری میں مالوه پر چڑهائیکی مگر پهلی طرح سے پورا پورا کامیاب نهوا هاں یهه بات اُسکونصیب هوئی که نقصان اُسکے ضعف و ناتوانیکے علاوالدین اُسکے بهتیجے کڑے مانک پور کے حاکم کی بدولت اُسی زمانه میں پورے هونے لگے جو نهایت زبردست اور بڑا لایق و فایق اور نیز ایسے خیالوں سے پاک و صاف تها جنکے اوبهرنے سے اُسکے چچا کے کام کاج ادهورے پڑے رهتے تهے چنانچه اُسنے بندیل کهنڈ اور شرقی مالوه کی بغاوت دبانے کے لیئے چچا جان سے اجازت حاصل کی اور اُنکے شور و فسادوں کو نیست و نابود کیا اور علاوه اُنکے اُن قلعوں پر بهی قبضه کیا جو متوسل راجاوں کے قبض و تصرف میں تهے اور اسقدر اُسکو غنیمت هاتهه آئی که اُسکی بدولت بهت سی فوج اُس نے بڑهائی چنانچه بادشاه اُسکی کارگذاری سے یهانتک راضی هوا که باوصف اسکے که اسکی پیاری بیگم نے علاوالدین کی بلند همتی اور والا فطرتی سے اُسکو وهم دلایا تها پهلی حکومت کے علاوه اوده کی حکومت عنایت کی اور فوج اکتهی کرنے اور خاندان بلبن کے پرانے رفیقوں کے بهرنے سے ممانعت نه کی *

علاوالدین کي چڑھائي دکن پر

علاو الدین نے پہلے پہل جو کام اپني فوج سے لیا اُس سے اُسکے چچا کا اعتماد اُسکي نسبت مستحکم هوا اور اُس کام کی بدولت تاریخ هندوستان میں ایک نیا سن پیدا هوا یعني سنه ۱۲۹۴ ع مطابق سنه ۶۹۳ هجري میں علاوالدین نے دکن کا ارادہ کیا جو مسلمان بادشاهوں کے دهاوں سے جب تک محفوظ رها تها چنانچه اُس نے کڑے مانک پور اپني دارالحکومت سے آٹهه هزار سوار اپنے همراہ لیئے اور ایسے بڑے بڑے جنگلوں کو جو اب تک کڑے مانک پور اور ضلع برار کے درمیان میں واقع هیں جوں توں کرکے طی کیا اور جن راجاؤں کے ملکوں میں اُسکو گذرنا منظور تها اُنکو اِس حیله سے که وہ اپنے چچا سے خفا هوکر جاتا هی چوکنا نهونے دیا چنانچه وہ ایلچ پور تک پهونچا اور بعد اُسکے مغرب کیجانب متوجهه هوا تابل کوچوں کي مار مار کرتا هوا دیوگڑہ پر پهنچا جو اصلي مقصود اُسکا تها اور دیوگڑہ جو اب دولت آباد کے نام سے مشهور هی رام دیو راجه کا راج گڑہ تها اور وہ ایسا زبردست راجه تها که مسلمان لوگ اُسکو تمام دکن کا راجه سمجهتے تهے مگر حقیقت میں وہ مرهٹوں کے ملک کا بڑا راجه تها *

مسلمان لوگ اکثر هندو راجاؤں کو جنگ و جدال پر آمادہ اور قتل قتال پر طیار اِس لیئے نپاتے تهے که راجپوت لوگ اپني اصل طبعیت میں همتوں کے هارے اور کام کاج کے دهیمے هوتےهیں اور ایک دوسرے پر اچانک دهاوا کرنے کر بري بات سمجهتي هیں چنانچه معلوم هوتا هی که یهه طریقه راجپوتوں کا اور راجاوں میں معمول و مروج هوگیا تها اِسلیئے که اِس موقع پر دیوگڑہ کا راجه دشمن کے دهاووں سے نڈر بیٹها تها چنانچه پاس اُسکے کچهه فوج موجود نتهي اور جورو بچے اُسکے ایک مندر میں گئے هوئے تهے جو بستي کے بهت قریب تها اور جبکه علاوالدین بستي کے قریب آگیا

اور اُسکے دھاوے کي دھاک پڑي اور جابجا چرچے ھونے لگے تو راجه نے ھوش حواس اپنے جمع کرکے تین چار ھزار آدمي گھر باھر کے اکٹھے کیئے اور غنیم کا مقابله کیا اور بستي کي حفظ و حراست کے لیئے تھوڑي مُلہت پیدا کي مگر تھوڑي مدت کے بعد اُسکے پانوں اوکھڑ گئے اور بستي کے پاس ایک پہاڑ پر ایک مضبوط قلعه میں داخل ھوا اور گھبراھٹ کے مارے بہت سا ذخیرہ جمع نکرسکا باقي بستي کا یہه حال ھوا که وہ بے مقابله فتح ھوگئي اور طرح طرح سے لوٹي کھسوٹي گئي اور سوداگروں کو بڑي بڑي سخت تکلیفیں اِس نظر سے پہونچائي گئیں که وہ اپنے خزانوں کا نشان اور پتا بتاویں چنانچه مسلمانوں کي تاریخ میں پہلے پہل یہي وحشیانه حرکت شمار ھوئي ھی اور منجمله اسباب غنیمت کے چالیس ھاتي اور کئي ھزار گھوڑے خاص راجه کي سواري کے مسلمانوں کے ھاتھه آئے بعد اُسکے قلعه کا محاصرہ کیا گیا اور تمام لوگوں میں یہه فقرا اوڑایا گیا که یہه فوج اُس فوج سلطاني کا ایک ٹکڑا ھی جو دشمن کے مقابله پر چلي آتي ھی اور جب که وہ بڑي فوج آجاویگي تو دشمن کي کوئي بات پیش نچلیگي غرض که بعد اُسکے راجه کے ھاتھه پانوں پھول گئے اور کام ناکام صلح کرنے پر راضي ھوا اور ایک عہد نامه جو مسلمانوں کے حق میں نہایت مفید و نافع تھا مرتب کیا که ناگاہ اُسکا بیٹا جو محصوروں میں شامل نه تھا ایسي بڑي فوج لیکر آیا که وہ فوج اسلام کي فوج سے بہت زیادہ تھي اگرچه راجه نے اُس کو مقابله سے بہت منع کیا مگر اُسنے کثرت فوج کے بھروسے پر باپ کا کہنا نمانا اور علاوالدین پر پھل پڑا اور ایسي دلاوري سے لڑا بھڑا که اگر علاوالدین کي وہ فوج نہوتي جو اُسنے محصوروں کے لیئے گھات میں لگا رکھي تھي اور اُسکي فوج پر عین موقع نگرتي اور فوج اُسکي اُس تھوڑي فوج کو بادشاہ کي وہ آنے والي فوج نه سمجھتي جسکي شہرت سے راجه کانپ رھا تھا تو مسلمانوں کے حق میں وہ لڑائي بہت زبوں ھوتي مگر نصیبوں نے یاوري

کي که علاؤالدین نے فتح پائي بعد اُسکے علاؤالدین نے راجا سے بڑا مطالبه کیا اور راجا کو چار ناچار اسلیئے اطاعت کرني پڑي که یهه بات اُسپر کھل گئي که غله کي جگهه نمک کے بورے آگے هیں اگر تقدیر سے یهه بات اُسپر نکهلتي تو لڑائي بہت دنوں تک قایم رهتي اسلیئے که پاس پڑوس کے راجاؤں سے امداد و اعانت کي بڑي توقع تهي غرض که راجا بہت گرویده هوا اور ایلچپور اور اُسکے پرگنات کے علاوه بہتسا مال و دولت دینا قبول کیا بعد اُسکے علاؤالدین خاندیس سے گذرکر مالوه کو چلا گیا *

واضح هو که کڑےمانک پور سے دیوگڑه تک سات سو میل کا فاصله هی اور منجمله اُسکے علاؤالدین کے سفر کا بڑا حصه بندیاچل کے پہاڑوں اور جنگلوں میں واقع هوتا هی جہاں سے خاص هندوستان دکن سے علحده هوجاتا هی حاصل یهه که رستوں کي تنگي اور ذخیروں کي کمیابي اور پہاڑیوں کي تیرافشاني کے باعث سے ایسي تهوڑي فوج کا گذرنا نہایت دشوار اور بڑے لشکر کا سفر کرنا محض محال اور دکن سے چوڑے چکلے اور بستے رستے ملک میں آٹهه هزار آدمیوں سے کچهه تهوڑے آدمي زیاده ساتهه لیکر داخل هونا کچهه دلاوري نہیں بلکه ایک اندها دهوندے کا کام معلوم هوتا هی *

خطرات مذکوره بالا سے محفوظ و مامون رهنے اور ایک نئي راه سے کام نکالنے اور بعد اُسکے اُسي راه سے بهزار دقت و دشواري واپس انے سے علاؤالدین کي دلیري دلاوري کا بڑا اثر لوگوں کے دلوں پر هوتا هی مگر اس فقره سے جو اُسنے مشهور کیا که میں راج مندري کے راجا کي نوکري کرنے جاتا هوں یهه بات صاف واضح هوتي هی که مسلمانوں کي ابتدائي بساست کي نسبت دین و مذهب کي باتوں کا پاس و لحاظ اُس زمانه میں چنداں باقي نرها تها *

علاوالدین کا واپس انا هندوستان کو اور جلال‌الدین کا قتل کرنا

جلال‌الدین نے علاوالدین کو مہم مذکورہ بالا کي اجازت ندي تهي چنانچہ جب علاوالدین لڑبهڑ رها تها اور خط و کتابت کا انا جانا موقوف تها تو جلال‌الدین اُسکي طرف سے نہایت متردد تها که علاوالدین کہاں گیا اور کس ارادہ پر گیا یہاں تک که جب جلال‌الدین کو یہه خبر لگي که وہ مظفر و منصور اور مال و دولت سے مشحون و معمور آتا هی تو جلال‌الدین پهولا نسماتا تها اور خوشي کے مارے پهٹا پڑتا تها مگر جلال‌الدین کے صلاحکاروں نے جو اُسکي نسبت هوشیار اور عاقبت اندیش تهے علاوالدین کي بہادري اور دولتمندي دیکهکر بادشاہ کو یہه سمجهایا که جب فوج اُسکي غنیمت لیکر منتشر هوجاوے تو بعد اُسکے علاوالدین کو دوبارہ فوج اکهٹي کرنیکي فرصت دیني مناسب نہیں مگر شرط یہه هی که یہه بات اُسپر نکهلے که بادشاہ اُسکي طرف سے سینه صاف نہیں بادشاہ نے نیک نیتي اور پاک طینتي کو کام فرمایا که وہ اُسکي طرف سے مشتبہه نہوا اور علاوالدین کے برے ارادوں کاکچهه پس و پیش نکیا چنانچہ علاوالدین نے بدخواهوں کے لگاو بجهاو کا اندیشہ اور خود بادشاہ کي ناراضي مہم مذکورہ بالا سے مشہور کي اور تمام لوگوں پر پریشاني اپني بخوبي جتائي یہاں تک که اُسنے خود اپنے بهائي الغ خان کو جو مثل اُسکے لسان اور براق اور چابک و چالاک تها بادشاہ کي خدمت میں اس غرض سے روانہ کیا که وہ بادشاہ کو اُسکي ملنے کي ترغیب ایسي طرح سے دیوے که وہ چهڑي سواري تشریف لاویں اور یہه بات جتاوے که اگر آپ لاؤ لشکر سمیت جاوینگے تو علاوالدین کو اندیشہ هوگا غرض که بادشاہ اسپر آمادہ هوا اور تهوڑے لوگوں سمیت کڑےمانک پور تک پہونچا اور دریاے گنگ سے تن تنہا اوترا یہاں تک که علاوالدین اُسکے قدموں پر گرا اور بادشاہ نے اُسکو چمکارکر پیار کیا اور سادہ مزاجي

سے بہت برا بھلا کہکر یہہ ارشاد فرمایا کہ تو نے ایسے مہربان چچا کي نسبت ایسا برا خیال کیا جسنے تجھکو پال پوس کر اپنے بیٹوں سے زیادہ عزیز رکھا بادشاہ اس لاف نیاز کي باتوں میں مصروف تھا کہ علاوالدین نے گھاتي لوگوں کو اشارہ کیا چنانچہ وہ ظالم اُس مظلوم پر توٹ پڑے اور اُسکو پاش پاش کیا سترویں رمضان سنہ ۶۹۵ هجري مطابق اُنیسویں جولائي سنہ ۱۲۹۵ع کو یہہ حادثہ واقع ہوا بعد اُسکے سر قلم کیا گیا اور نیزہ کي اني پر چڑھا کر شہر و لشکر کو دیکھایا گیا بعد اُسکے قاتلوں اور صلاحکاروں پر طرح طرح کي بلائیں نازل ہوئیں چنانچہ اُن بلاؤں کے نازل ہونے سے تاریخ فرشتہ والا نہایت خوش ہوکر خوشي اپني ظاہر کرتا هی مگر جب کہ هم یہہ دیکھتے هیں کہ جسنے حقیقت میں محسن کشي کي اور اپني ولي نعمت سے بہت بري طرح پیش آیا وہ همیشہ فیروز مند اور اقبال آور رها تو اُسکے ملازمان ماتحت کي تباهي خرابي سے بہت سي خوشي حاصل نہیں ہوتي *

جلال الدین سات برس تک بادشاہ رها اور ستتر برسکي عمر میں مارا گیا

جلال الدین کي سادہ لوحي کي حکایت

جلال الدین کے عہد سلطنت میں ایک ایسي بات اچھي واقع ہوئي جس سے ایشیا والوں کا سیدھا سادھاپن ایسے زمانہ میں واضح ہوتا هی جسمیں باطل خیالوں کا کچھہ زور و شور نہ تھا بیان اُسکا یہہ هی کہ سید مولا نامي ایک فقیر ایران کا رهنے والا جو جہاں دیدہ اور گرم و سرد روزگار چشیدہ اور اپنے زمانہ کے بڑے بڑے مشہور لوگوں سے واقف و آگاہ تھا اتفاق سے دلي میں وارد ہوا اور اُسنے ایک ایسي خانقاہ بنائي جسمیں درویش اور مسافر لوگ اُترتے تھے چنانچہ وہ اُنکے کھانے پینے کا کفیل ہوتا تھا اور آپ صرف چانول کھاتا تھا اور جورو بچوں اور لونڈي غلاموں سے آزاد تھا

مگر خرچ اُسکا اسقدر تھا کہ بڑے سے بڑے دولتمندوں کے مقدور و طاقت سے باھر تھا اور علاوہ غریب پروري اور مسافر نوازي کے بڑے بڑے لوگوں کي دعوتیں کرتا تھا اور اڑے وقتوں میں اچھے اچھے خاندان والوں کے کام اتا تھا یہاں تک کہ دو دو تین تین ھزار دیناروں کے دینے میں کچھہ عذر و تامل نکرتا تھا اگرچہ بعض بعض باتیں اُسکي اُسیکے ساتھہ مخصوص تھیں جیسے کہ جماعت کي نماز نہ پڑتا تھا مگر اُسکي خدا پرستي میں کسي قسم کا شک شبہہ نتھا اور جب اُسکے چال چلن میں کچھہ کچھہ شبہے ھوئے تو بیدیني کا شبہہ نہیں ھوا چنانچہ پہلے پہل اُسکي نسبت یہہ شبہہ کیاگیا کہ پاس اُسکے پارس کا پتھر ھی اور دوسرے تہمت یہہ لگائي گئي کہ وہ بادشاھت کا ارادہ رکھتا ھی بلکہ بطور معقول اُسکے ذمہ یہہ الزام لگایا گیا کہ وہ بادشاہ کے قتل کا ارادہ رکھتا ھی اور اسواسطے قاتلوں کو پاس اپنے لگا رکھا ھی اور علاوہ اُنکے دس ھزار مرید اسلیئے لگا رکھے ھیں کہ جب بادشاہ کے مارے جانے پر خرابي پیش آوے تو وہ لوگ اپنے کام آویں غرض کہ جب یہہ بات بادشاہ کے کانوں پڑي تو بادشاہ چوکنا ھوا اور نہایت اندیشہ کیا یہاں تک کہ ایک ایسے آدمي کے کہنے سے جو سید مولا کا خاص خادم اور بڑا مخلص سمجھا جاتا تھا سید مولا کو ھمراھیوں سمیت گرفتار کیا اور جب کہ ایک گواہ کے کہنے سننے سے اُسکو مجرم نہ ٹہرا سکا تو اُسنے شہر کے باھر ایک آگ اسلیئے جلوائي کہ آگ میں پڑنے سے جھوٹ سچ اُسکا ظاھر ھوجاویگا بلکہ غالب یہہ ھی کہ خود فقیروں ھي نے یہہ درخواست اُس سے کي ھوگي مگر جب کہ امتحان کا وقت آیا تو وزیروں نے عرض کیا کہ یہہ ازمایش عقل و شرع دونوں کے خلاف ھی چنانچہ بادشاہ اُس امتحان سے باز رھا اور یہہ حکم دیا کہ فقیر مقید رھیں مگر جب کہ اُنکو جیلخانے لیجانے لگے تو چند قلندر تلواریں لیکر پل پڑے اور سید مولا کو قتل کیا اگرچہ بادشاہ نے کھلم وکھلا چشم ابرو سے اشارہ کنایہ نکیا مگر قلندروں سے دیدہ و دانستہ چشم پوشي

کي سید مولا مرتے دم تک بیگناهي اپني جتاتا رها اور آخر کار اُسنی دکھتے کلیجے سے ایسي بدعا دي که وه بادشاه کي جان پر پڑي بعد اُسکے بادشاه بهت پریشان هوا ایک بگولی کے اُٹھنے سے لوگ اندیشه‌ناک هوئی غرض که اُس برے کام کا انجام یهه هوا که تھوڑے عرصه بعد اُسکا بڑا بیٹا مرا اور آپ اپني جان سے گیا اور بڑے سخت کال پڑے اور منتقم حقیقي نے خوب انتقام لیا *

علاوالدین کي سلطنت کا بیان

جب که بادشاه کي وفات کي خبر دلي کو پهونچي تو اُسکي بي‌بي نے اپنے شیرخوار بیٹے کو تخت پر بیٹھانا چاها مگر جب که سنه ۱۲۹۵ع مطابق سنه ۶۹۵ هجري میں علاوالدین دلي میں آکر تخت نشین هوا تو وه ملتان کو بھاگ گئي جهاں جلال الدین کا منجھلا بیٹا حاکم تھا مگر علاوالدین نے فند و فریب کے ذریعه سے اونکو ملتان سے نکالا اور دونو بیٹوں کو ٹھکانے لگایا اور اونکي ما کو گرفتار کیا *

اگرچه علاوالدین نے بجائے خود محسن کشي کي اور اپنے ولي نعمت سے بري طرح پیش آیا مگر لوگوں کي رضامندي بحال کرنے میں بڑي سعي و کوشش بجالایا اور بهت سي محنت اوٹھائي چنانچه مال اور عزت کے بخشنے اورطرح طرح کي شان شوکت دکھانے میں بهت سي فیاضي برتي اور باوجود اِسکے که فیض و فیاضي سے لوگوں کو گرویده کرتاتھا مگر غیظ و غضب اور سفاکي بیباکي سے باز نرهتا تھا اور خود کام طبیعت کي روک و تھام پر قابو نرکھتا تھا اور یهه هي باعث تھا که وه پورا پورا عزیز خاطر نهوا اور لوگوں کے دلوں میں خوب اچھي طرح نبیٹھا اور باوجود اُسکے که بڑے جاه و جلال اور نهایت زور شور سے سلطنت اُسکي قایم رهي مگر کبھي مفسدوں کے قضیوں اور بغاوتوں کي شاخوں سے پاک صاف نرهي بلکه علاوالدین اپني خویش و اقارب سے بھي کھٹکتا رهتا تھا اور اندیشوں کے مارے چین اُسکو نپڑتا تھا *

علاؤالدین نے سنہ ۱۲۹۷ ع مطابق سنہ ۶۹۷ ہجري میں پہلے پہل گجرات پر چڑھائی کي چنانچہ پوري پوري فتح نصیب ہوئي اور جب کہ شہاب الدین نے اُسکو فتح کیا تھا تو وہ فتح ادھوری رہي تھي کہ بعد اُسکے راجہ قابض ہوگیا تھا یہہ فتح عظیم اُسکے بھائي الغ خاں اور اُسکے وزیر نصرت خاں کي سعي و کوشش سے حاصل ہوئي اور تمام صوبہ پر فوراً قبضہ ہوگیا اور راجہ بگلانہ میں جو دکن کا قریب حصہ ہی بھاگ گیا *

جب کہ فوج اُسکي دلي کو واپس آتي تھي تو فوج سے اُس غنیمت کو بجبر چھین لینے کا ارادہ کیا گیا جو گجرات سے ہاتھہ آئي تھي اسپر فوج نے سرکشي کي یہانتک کہ وزیر کا بھائي اور بادشاہ کا بھتیجا مارا گیا مگر انجام اُسکا یہہ ہوا کہ وہ سرکشی فرو ہوئي اور بہت سے سرکش مارے گئے اور باقي رہے سہے رنتھنبور والے راجہ کي پناہ میں چلے گئے مگر بھائي بند اُنکے بال وبچہ سمیت مارے گئے اور جو لوگ بھاگکر گئے تھے وہ تمام نومسلم مغل تھے اُس زمانہ میں جھگڑوں اور فسادوں کے باني یہہ مغل ہي ہوا کرتے تھے بعد اُسکے جب رنتھنبور بھي فتح ہوا تو وہ لوگ بھي قتل ہوئے † *

مغلوں کا ہندوستان پر چڑھنا اور دلي پر شکست کھانا

جبکہ پہلے برس مغلوں نے پنجاب پر چڑھائي کي تھي تو اُنکا جان و مالکا بڑا نقصان ہوا تھااور رفع دفع کردیئے گئے تھےاور جبکہ بعد اُسکے اب سے کبھہ پہلے حملہ کیا تو پھر بھي کامیاب نہوئے مگر بعد اس حملہ کے ایک بہت بڑا ‡ حملہ کیا جو فتح و غنیمت دونوں کے ارادوں سے قایم ہوا تھا اور

---

† بابر بادشاہ نے جو باپ کي طرف سے ترک اور ماں کي طرف سے مغل تھا اپنے مغل ملازموں کا یہہ حال لکھا ھی کہ یہہ لوگ طرح طرح کے فسادوں اور غارتگریوں کے ہمیشہ سے باني مباني ہیں چنانچہ پانچ مرتبہ اُنھوں نے مجھسے بھي بغاوت کي (آرس کائن صاحب کا بابر کے سرگذشت نامہ کا ترجمہ صفحہ ۹۶)

‡ کم سے کم ایسے ایسے گیارہ حملے فرشتہ والے نے بیان کیئے مگر اُن حملوں میں منجملہ اُن حالات کے جنکو ڈي گگنیز صاحب اور ڈي ھربي لات صاحب اور پرایس صاحب نے بیان کیا ھی ایک واقعہ کا بھي مذکور نہیں اگرچہ ڈي ارلاس صاحب کي کتاب

سپه سالار اِس حمله کا وه قتلغ خان تها جسکو فرشته والے نے داؤد خان شاه ماوراءالنهر کا بیٹا بیان کیا هی غرض که وه سیدها دلي کو روانه هوا اور جو فوج اُسکے مقابله کو بهیجي گئي وه پس پا هوئي اور قرب و جوار کے باشندے دلي کو بهاگ آئے *

بهاگے هوئے لوگ اس کثرت سے دلي میں موجود تهے که آنے جانے کي راهیں تمام بازاروں میں بند هوگئیں تهیں اور شهر کے ذخیرے بهي پورے هوگئے تهے یهاں تک که تهوڑے دنوں کے بعد اُنکي ریل پیل سے قحط کے نقشے پورے پورے جم چلے تهے اگرچه علاوالدین نے لڑنے کا اراده نکیا تها مگر ایسے نازک وقت میں اُس بڑے اراده کا پورا کرنا مناسب نسمجها

جلد ۲ صفحه ۵۵۹ میں ایک بڑي فهرست مندرج هی مگر وه تاریخ فرشته کي سند پر مبني هی اور غالب یهه هی که جو مار دهاڑ اور لوٹ کهسوٹ اُن دهاوون کي بدولت واقع هوئي تو اُنکے باعث سے تاریخ هندوستان کے مورخوں نے مغلوں کے معمولي حملوں کو بهت بڑا سمجها اور بعض بعض جگهه اور خصوص اس جگهه یورپ کے مورخوں نے کچهه حال اس حمله کا نهیں لکها اور شاید که باعث اُسکا یهه هو که ایران اور ماوراءالنهر کے مغلوں کے حالات سے وه بخوبي آگاه نهونگے

تاریخ فرشته میں پچهلي مهم کے سپهسالار کا نام جولدي‌خاں لکها هی اور تولدي خاں ایران کي بادشاه غازان‌خاں کا ایک افسر تها (پرایس‌صاحب کي‌تاریخ جلد ۲ صفحه ۶۰۵) اُسي بادشاه کاایک بڑا سردار قتلغ خاں تها جو سنه ۱۲۹۷ ع میں ایران میں موجود تها (پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۲ صفحه ۶۱۶ اور ڈي گگنیز صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحه ۲۷۵) اور غالب یهه هی که اُسنے هندوستان پر چڑهائي کي هوگي اگرچه اُس زمانه کے حالات سے اس مهم کا واقع هونا گونه بعید هی مگر ناموں کي مطابقت کے سوا جس سے همارے قیاس میں یهه آتا هی که ایران کے مغلوں نے یهه دهاوے کیئے تاریخ‌فرشته میں‌یهه بیان نهایت مستحکم پایا جاتا هی‌که خاص اُسکا اور سارے پچهلے دهاوون کا باعث داؤد خاں بادشاه ماوراءالنهر کا تها جسکو قتلغ خان کا باپ بیان کیا هی اور ظاهر هی که یهه داؤد خاں وه دائیزي یا داوت خاں هی جسکا حال ڈي گگنیز صاحب نے اپني تاریخ کي جلد ۳ صفحه ۳۱۱ کے حاشیه میں بیان کیا اور ماوراءالنهر کا بادشاه اُسکو لکها هی اور قتلغ خاں ایک نام عام هی که غالباً ایک زمانه میں دو شخصوں کا نام هوگا اور اسي لیئے فرشته والے کی راست گوئي پر شک شبهه کي وجهه معلوم نهیں هوتي

چنانچه لڑنیکا سامان کیا یعني جہاں تک فوج اکٹھي هوسکي وهاں تک جمع کي اور لڑنے مرنے کے ارادے پر شہر سے باهر نکلا فرشته والا لکھتا هی که طرفین کي فوجیں جسقدر جمع هوئیں تھیں کبھي هندوستان میں اُسقدر افواج ایک مقام پر جمع نہیں هوئیں *

اس بڑي لڑائي میں علاوالدین کو بڑي فتح نصیب هوئي اور ظفرخاں ایک بڑے سردار کي جانفشاني سے یہه بات اُسکو هاتھه آئي اور یہه بہادر وہ ممتاز افسر تھا که علاوالدین اور اُسکا بھائي الغ خاں اُس شیر میدان شجاعت پر رشک و حسد کھاتے تھے اور یہي باعث تھا که الغ خاں نے اُس وقت اُسکي امداد نکي جب که وہ مغلوں کے پیچھے گیا اور جب مغلوں نے تھوڑے سے لوگ اپنے پیچھے دیکھے تو وہ یکبار اُسپر ٹوٹ پڑے اور اُسکو همراهیوں سمیت ٹکڑے ٹکڑے کیا مگر یہه بہادر مارے جانے سے پہلے ایسي شجاعت سے پیش ایا جیسے که پہلے پیش آیا تھا *

علاوالدین کے بھتیجے کا تخت حاصل کرنے کے لیئے علاوالدین کو قتل کرنے کے ارادہ سے زخمي کرنا اور کامیاب نہوکر انجام کو خود مارا جانا

جب که علاوالدین نے مغلوں سے نجات پائي تو سنه ۱۲۹۹ ع مطابق سنه ۶۹۹ هجري میں اپنے بھائي اور اپنے وزیر کو رنتھنبور کے † قلعه پر روانه کیا چنانچه وہ جھاین پر قابض هوئے جو اُس قلعه کے قریب واقع هی اور بعد اُسکے خود قلعه کا محاصرہ کیا مگر محاصرے کے شروع میں وزیر ایک پتھر کي چوٹ سے مرگیا جسکو غنیم نے کسي کل کے ذریعه سے پھینکا تھا بعد اُسکے محصوروں نے محاصروں پر دھاوا کیا اور ایسي دلاوري سے پیش

† یہه بات بخوبي دریافت نہیں هوتي که دلي کي سلطنت کے قبض و تصرف سے یہه مقام کب نکل گیا تھا هاں یہه بات ضرور هی که سنه ۱۲۵۹ ع میں باغیوں نے اِس قلعه کا محاصرہ کیا تھا مگر دلي کي سپاہ اُنسے بمقابله پیش آئي چنانچه قلعه کو باغیوں سے محفوظ رکھا تھا

آئے کہ محاصر لوگ جھاین کو واپس آئے اور دلی کی مدد کے منتظر بیٹھے اور جب کہ علاالدین کو یہہ خبر پہنچی تو اُسنے آپ ارادہ کیا مگر تھوڑا سفر کیاتھا کہ بحسب اس مثل کے کہ چاہ کن را چاہ در پیش ایسی بلا میں پھنسا ہوتا جسکا نمونہ آپ اُسنے قایم کیا تھا تفصیل اس اجمال کی یہہ ہی کہ شاہزادہ سلیمان اُسکے بھتیجے نے جو ایک بڑے پایہ پر پہونچا تھا اپنی بات کو اُس بات کے لگ بھگ پاکر جسکی بدولت علاالدین کو تخت نصیب ہوا تھا یہہ سمجھہ بوجھہ کر کہ جیسا میرے چچا نے اپنے چچا سے کیا اگر میں بھی ویسا ہی کروں تو یہہ امر ممکن ہی کہ ویسی ہی کامیابی کو پہونچوں چنانچہ اُسنے یہہ عزم مصمم کیا اور ارادہ کے پورے کرنے کا یہہ موقع ہاتھہ آیا کہ حسب اتفاق ایک مرتبہ بادشاہ اپنے لشکر سے الگ ہوکر شکار میں مصروف تھا اور دو تین آدمی اُسکے ساتھہ تھے اور باقی لوگ اپنے کام کاج میں سرگرم تھے غرض کہ یہہ شاہزادہ دوا پاکر چند نو مسلم مغلوں کے ساتھہ اُسکے پاس ایا اور پہلے اس سے کہ بادشاہ اُسکے برے ارادے پر پے لیجاوے مغلوں نے ایسے کڑے تیر اُسکے مارے کہ وہ پچھاڑ کھاکر زمین پر گرا اور جب بیہوش ہوگیا تو سلیمان اس خیال سے کہ کام اُسکا تمام ہوا سیدھا لشکر میں گیا اور بادشاہ کے مارے جانے کا قصہ مشہور کیا اور آپ کو جانشین اُسکا قرار دیا اور لوگوں کو ہدایت کی کہ حسب دستور اُسکی تخت نشینی مشتہر کیجاوے غرض کہ یہہ سلیمان ادھر تخت پر بیٹھا اور افسروں کے مجرے لیئے اور اودھر علاالدین کو بھی ہوش آئے اور جب کہ اُسکے زخموں کو باندہ کر درست کیا تو آسنے مقام جھاین میں بھائی کے پاس جانا چاہا مگر ایک افسر نے منع کیا اور یہہ صلاح اُسکو دی کہ سلیمان کو مستقل حکومت کی فرصت دینی قرین مصلحت نہیں بلکہ اپ کو فوج پر ظاہر کرنا عین صواب ہی اسلیئے کہ وہ فوج ایسی نہیں جو خدمتگذاری وفاداری سے پیش نہ آوے چنانچہ علاالدین نے یہہ مشورہ پسند کیا اور باوصف

اسکے کہ زخموں سے چور چور ہو رہا تہا جوں توں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا
اور فوج کي طرف اپنا گہوڑا اُٹھایا حسب اتفاق اُسکو راہ میں گھاس لانے
والے ملے چنانچہ پہر بہاڑ اُسکي پانسو سواروں کے قریب قریب ہوگئي بعد
اُسکے ہمراہیوں سمیت ایک ٹیلی پر چڑھا جہاں سے فوج اُسکي خاصي
طرح نظر آتي تہي اور فوج والوں کو وہ سپید چھتري دکھائي جو اُس
زمانہ میں بادشاہوں کي نشاني سمجھي جاتي تہي جوں ہي کہ فوج نے وہ
نشاني پہچاني تو تمام فوج اُسکي پاس اُسکے چلي آئي اور سلیمان تنہا
رہگیا سلیمان نے بھاگنا غنیمت سمجھا چنانچہ وہ جان بچاکر بھاگا مگر
بدبختي سے پکڑا گیا اور بادشاہ کي خدمت میں سر اُسکا حاضر ہوا بعد
اُسکے بادشاہ نے اُسکے شریکوں کو چن چن کر قتل کیا *

جب یہہ قصہ طے ہوچکا تو بادشاہ نے اپنے بھائي سے ملنا چاہا
چنانچہ وہ وہاں پہونچا اور رنتھنبور کا دوبارہ محاصرا کیا مگر جد و جہد
اُسکي فتح کے لیئے کافي وافي نہوئي اسي عرصہ میں یہہ پرچہ لگا کہ
دو بھتیجے اُسکے بدایوں میں باغي ہوگئے مگر اُسنے اُنکي بغاوت کو ایسا
کچھہ بڑا نہ سمجھا کہ وہ آپ اُسکا قصد کرے چنانچہ اُس نے اپنے افسروں
کے ذریعہ سے اُنکو پست پا کیا اور جوں ہي کہ وہ باغي بھتیجے حاضر
کیئے گئے تو پہلے اُنکي آنکھیں نکلوائي گئیں اور بعد اسکے جان سے مارے گئے
باوجود اسباب کے کہ ان مفسدوں کو کامیابی حاصل نہوئي مگر پھر بھي
ایک بڑا فساد برپا ہوا بیان اُسکا یہہ ہی کہ حاجي مولا نامي ایک عمدہ
خاندان دلي کے غلام نے یہہ ستم ڈھایا کہ بازاري لوگوں کو کوتوال شہر
سے ناراض پاکر ایک گروہ اکٹھا کیا اور کوتوال کو جان سے مارا اور تمام
لوگوں میں یہہ بات اوڑائي کہ بادشاہ کا حکم اُسکے قتل کے مقدمہ میں
خاص میرے نام پر صادر ہوا غرضکہ رفتہ رفتہ شہر پر قبضہ و تصرف کرنا
شروع کیا چنانچہ قیدیوں کو قید سے چھوڑا اور بادشاہي خزانہ اور ہتھیار
اپنے رفیقونکو دے لیکر برابر کیئے اورایک شاہزادہ کو تخت پر بٹھایا مگر یہہ

آشوب ایک افسر کي حسن تدبیر سے فرو ھوا یعني وہ سردار ایک حکمت سے کسیقدر فوج سمیت دلي میں داخل ھوگیا اور مفسدوں کو تتر بتر کیا یہاں تک کہ حاجي مولا اور نئے بادشاہ کو گردن مارا بعد اُسکے بہت سے لوگ بادشاہ کے حکم سے مارے گئے اور حاجي مولا کي بدولت اُسکے آقا کے گھرانے کي اینٹ سے اینٹ بجائي گئي اور بیگناہ قتل ھوئے *

غرض کہ سنہ ۱۳۰۰ ع مطابق سنہ ۷۰۰ ھجري میں رنتھنبور ایک برس کے محاصرے پر فتح ھوا اور تمام محصور اور راجہ اپنے خاندان سمیت قتل ھوئے بعد اُسکے سنہ ۱۳۰۳ ع مطابق سنہ ۷۰۳ ھجري میں خود علاوالدین اپنے زور و بل پر چتورگڈہ پر چڑہ گیا جو میواڑ میں بڑا مشہور قلعہ اور سیسودیا راجپوتوں کي بڑي ریاستگاہ ھی چنانچہ اُسکو توڑا پھوڑا اور راجہ کو پکڑا جکڑا اور اپنے بڑے بیٹے کو وھاں کا حاکم مقرر کیا مگر دوسرے برس وہ راجہ قید سے بھاگا اور بھاگ کر اُس نے ایسا شور مچایا کہ علاوالدین نے بہت سوچ بچار کر وہ قلعہ راجہ مالدیو کو حوالہ کیا جو بیان فرشتہ کے بموجب بھگوڑے راجہ کا بھتیجا تھا مگر راجپوت لوگ اُسکو دوسرے خاندان کا بتاتے تھے چنانچہ مالدیو علاوالدین کي اخیر سلطنت کے قریب تک دلي کا باج گزار رھا مگر بعد اُسکے ھمیر دیو † پہلے راجہ کے بیٹے نے اُسکو قلعہ سے خارج کیا *

مغلوں کے دھاووں‡ کا بیان

جب کہ مغلوں نے دلي پر پھر نیا دھاوا کیا تو علاوالدین کو مہمات مذکورہ بالا کا چھوڑنا پڑا اور اس لیئے کہ فوج اُسکي جابجا متفرق ھونے سے بہت تھوڑي رھگئي تھي تو وہ دلي میں ایسي طرح پہنچا کہ غنیم کا مقابلہ سرمیدان نکرسکا اور کام ناکام مورچہ بندي پر مجبور ھوا *

مگر جو کہ مغلوں کے پاس ایسا ساز و سامان نتھا کہ ایک عرصہ دراز تک دلي کا محاصرہ کرتے تو وہ پچھلے پانوں لوٹ گئے اور کسیکي

---

† اس خاندان کي اولاد میں اودےپور کا راجہ ھی جو حال کے راجپوت راجاؤں میں اول درجہ کا راجہ ھی

تکسیر بھي نہ پھوٹي اور اس بڑي بلا کے ٹل جانے کو اُس ہیبت حق سے نسبت کیا جو نظام‌الدین اُس وقت کے بڑے اولیا کي دعا سے مغلوں کے داوں پر مسلط و غالب ہوئي تھي *

بعد اُسکے سنہ ۱۳۰۴ اور سنہ ۱۳۰۵ ع مطابق سنہ ۷۰۴ اور سنہ ۷۰۵ ھجري میں مغلوں کے اور تین دھاوے ہوئے منجملہ اُنکے ایک حملہ والے شمال پنجاب کي راہ سے روھیلکھنڈ میں داخل ہوئے تھے *

اِن حملوں میں جو مغل پکڑے جاتے تھے تو سردار اُنکے ہاتھي کے پانوں میں ڈالے جاتے تھے اور باقي سپاھي بري طرح سے قتل ہوتے تھے † *

بعد ان تین حملوں کے بہت دنوں تک مغلوں نے سر نہ اُٹھایا اور دلي آنکے حملوں سے محفوظ رھي *

دکن کي مہمات کا بیان

جب سے کہ علاوالدین تخت پر بیٹھا اور دن رات مہموں میں مصروف رھتا تھا توالتفات اُسکا دکن کیجانب مائل نرھا تھا مگر باوصف اسکے اُس مقام کو نہ بھولا تھا جہاں اُسنے ابتداے شباب میں بڑے بڑے کارنمایاں کیئے تھے اور جب کہ سنہ ۱۳۰۳ ع مطابق سنہ ۷۰۳ ھجري میں چتور گڑہ پر اُس نے چڑھائي کي تھي تو ایک فوج اپني مار دھاڑ کے لیئے بنگال کي راہ سے مقام ورنگل دارالسلطنت تلنگ پر دھاوا کرنیکو بھیجي تھي جو دریاے گوداوري کے جنوب میں واقع ھی اور آپ اُس نے دیو گڑہ کے راجہ کو دبانا چاھا جسنے باج گذاري موقوف کي تھي چنانچہ ایک بڑي فوج اُس نے اکٹھي کي اور ملک کافور کو سپہ سالار اُسکا بنایا یہہ کافور ایک خواجہ سرا تھا جو خلیج کم بوجا کے کسي سوداگر کا غلام تھا اور فتح گجرات کے وقتوں میں بجبر و اکراہ اُسکو اُسکے مولا کے ھاتوں سے چھینا جھپٹا تھا چنانچہ جب وہ بادشاہ کے سامنے آیا تو بادشاہ کے جي کو بھایا اور ایسا اُسکي آنکھوں میں کھپ گیا کہ اُسکي بدولت بڑے بڑے

† فرشتہ والے نے بیان کیا ھی کہ ایک جگھہ نو ھزار مغل مارے گئے

مرتبوں کو پہونچا اور جوں هي که خواجه سرائي کي حالت سے ایسي عمده حالت پر پہونچا تو بڑے بڑے افسروں کي آنکھوں میں کھٹکنے لگا غرض که سنه ١٣٠٦ ع مطابق سنه ٧٠٦ هجري میں کافور مالوه میں سے گذرا اور سلطان پور واقع خاندیس کي راه سے دیوگڑه پر پہنچا اور محاصره سے پہلے پہلے مرهٹوں کے ملک کو تاخت تاراج کیا یہاں تک که مالدیو کے دل پر ایسا کچهه رعب اُسکا بیٹھا که مقابله نکرسکا اور بے تحاشا کافور کے پاس چلا آیا اور دلي جانیکا اقرار کیا چنانچه همراه اُسکے دلي میں داخل هوا اور علاالدین بهي اُس سے ایسا پیش آیا که بڑي عزت لیکر واپس گیا اور بعد اُسکے همیشه مسلمانوں کا مطیع و محکوم رها اس مہم کے زمانه میں ایک ایسي بات وقوع میں آئي که وهکہنے سننے اور لکھنے پڑھنے کے شایان و سزاوار هی بیان اُسکا یهه هی که الغ خاں حاکم گجرات کو یهه تاکیدي حکم تها که وه فوج اپني لیکر کافور کا مدد و معاون هووے اور کمال شتابي سے دیوگڑه پر پہنچے حسب اتفاق اُسکے راه میں بگلانه کي گڑهي پڑتي تهي جہاں گجرات کا راجه جان بچاے پڑا تها جوں هي که یهه خبر کولادیبي کو پہونچي جو والي گجرات کي کبهي بي بي تهي اور گجرات کي فتح میں پکڑي گئي تهي اور علاالدین کے محلوں میں داخل هوئي تهي اور خوبصورتي اور پاک سیرتي کي بدولت بادشاه کي جي جان تهي تو اُسنے بادشاه کي منت خوشامد کرکے یهه درخواست اپني پیش کي که حضور کي بدولت میري بیٹي دیولدیبي جو میرے آنکھوں کي جوت اور کلیجے کي ٹھنڈک هی اور بهگوڑے راجه کے هاتهوں میں پڑي پهرتي هی لونڈي تک پہونچے چنانچه بادشاه نے الغ خاں کو کمال تاکید سے لکها که دیولدیبي کے بهم پہونچانے میں جي جان سے کوشش کرے غرض که الغ خاں نے دیولدیبي کے لالچ سے وه معقول شرطیں پیش کیں جو راجه کے حق میں نهایت مفید اور نافع تهیں اور طرح طرح سے دیولدیبي کے حواله کرنے میں ترغیب و تحریص اُسکو دیتا رها

مگر جبکه راجه نے بات اُسکي نماني تو الغ خاں نے اُسپر چڑھائیکي یهه دیولدیبي وه راني تهي جسکا رام دیو کا بیٹا مدت سے خواستگار تها اور کمال آرزو رکهتاتها مگر دیولدیبي کا باپ اُسکي درخواست اس لیئے قبول نکرتا تها که اگرچه رام دیو اپني قدر و منزلت میں بڑا معزز تها مگر ذات کا مرهٹا تها چنانچه وه اِسکو ننگ و عار اپني سمجهتا تها که راجپوت کي بیٹي مرهٹے کو بیاهي جاوے مگر کام ناکام اس آڑے وقت میں راضي هوا اور تهوڑي فوج کے ساتهه اُسکو دیوگڑه کو روانه کیا بعد اُسکے جب وه باپ سے علحده هوئي تو الغ خاں نے اُسکے باپ کو شکستیں دیکر اُسکي فوج کو پریشان کیا مگر جب که الغ خاں کو یهه امر دریافت هوا که دیولدیبي قابو سے نکل گئي تو راجه کے شکست کهانے سے چنداں راضي نهوا اور کولادیبي کے رعب داب اور بادشاه کے ملال و عتاب کا اندیشه کرکے تمام التفاته اپنا اُس کام کے پورے کرنے پر مائل کیا جو کولادیبي اور بادشاه کے دلونمیں دلنشین تها مگر جد و جهد اُسکي ضایع گئي اور مطلب پورا نهوا یهانتک که دیو گڑه ایکمنزل رهگیا اور دیولدیبي کا کچهه پتا نهلگا اسي عرصه میں کچهه لوگ اُسکي فوج کے ایلوره کے غاروں کو دیکهتے بهالتے پهرتے تهے که دیولدیبي کے همراهیوں سے وهاں دو چار هوئے اور جاں بچانے کي ضرورت سے بمقابله پیش آئے چنانچه اُنهوں نے دیولدیبي کے همراهیوں کو مارکر بهگایا اور پهلے اس سے که دولت غیر متوقبه کے حصول پر آگاهي حاصل هووے دیولدیبي پر قبضه کیا غرض که الغخاں اِس بڑي غنیمت سے نهایت هشاش بشاش هوا اور اُس بهاري رقم کو سانهه اپنے لیکر بادشاه کي ملازمت کا اراده کیا چنانچه بادشاه کي ملازمت سے مشرف هوا اور جبکه دیولدیبي دولت خانه میں داخل هوئي تو بادشاه کا بیٹا خضر خاں یک لخت اُسپر مائل هوا اور ایسا شیفته فریفته هوگیا که تهوڑے دنوں بعد اُسکي شادي اُسیکے ساتهه هوگئي اور عشق و محبت کي نوبت یهاں تک پهونچي که امیر خسرو دهلوي نے ایک مثنوي اُنکے عشق و محبت

میں تصنیف کی جو نہایت مشہور و معروف ہی *

یہہ داستان اس لیئے بیان کے قابل هی کہ اُسکے دیکھنے سنے سے یہہ بات واضح هوجاتی هی کہ اُس زمانہ سے هندو مسلمانوں میں میل جول هونے لگا تها اور ایلورہ کے غاروں کا حال بهی اُس سے منکشف هوتا هی جو سعی و محنت کی رو سے مصر کے میناروں کی برابر سمجهے گئی هیں مگر حقیقت یہہ هی کہ فن و صنعت میں اُن میناروں سے فایق هیں *

اس مہم کے زمانہ میں جو کافور کی سعی وکوشش سے پوری هوئی خود بادشاہ نے جهالور اور سیوانہ کو فتح کیا جو مارواڑ میں گجرات کے شمال میں آباد شہر هیں *

مہم تلنگ کی نا کامی کا بیان

فرشتہ والا بیان کرتا هی کہ جب سنہ ۱۳۰۹ع مطابق سنہ ۷۰۹هجری میں کافور واپس آیا تو مہم تلنگ کی ناکامی کی خبر بادشاہ کو پہونچی مگر وہ پہلے هی ایسی بری چال چلا تها کہ اس مہم کے سر کرنے کو فوج بنگال سے ایسی راہ سے بهیجی تهی جس راہ سے کوئی نکیاتها اورعلاوہ اُسکے اُسکی روانگی کےلیئے اڑیسہ کے راجہ نے بهی بہت منت سماجت کی تهی جو همسایہ کی زور قوت کو دیکهہ دیکهہ اپنے جی جی میں جلتا تها † مگر یہہ بیان نہیں کیا گیا کہ یہہ مہم کس باعث سے اوچهی پڑی اور کیا سبب پیش ایا کہ اتنے دنوں تک قایم رهی بعد اُسکے جان و مال کا نقصان پورا کرنا چاها اور پورے کرنے کے لیئے کافور کو روانہ کیا چنانچہ کافور دیو گڑہ کی راہ سے روانہ هوا اور شمال تلنگ کو تاخت تاراج کیا یہاں تک کہ اُسنے عین میدان میں دشمنوں پر فتح پائی اور کئی مہینے تک ورنگل کے مضبوط قلعہ کو گهیر رکها اور اخیر کو فتح کیا اور اُسپر قابض ومتصرف هوا اور راجہ کو بہت سے روپیہ دینے اور همیشہ خراج و باج ادا کرنے پر مجبور کیا *

† واسن صاحب کا دیباچہ فہرست مکنزی کا صفحہ ۱۳۲ اور ورنگل کے ملک کا حال پہلے بیان هوچکا

كرناتك اور مليوار سے راس كماري تك فتح هونا

دوسرے برس يعني سنه ١٣١٠ ع مطابق ٧١٠ هجري ميں ملك كافور كو كرناتك كے راجه بلال ديو كے مقابله پر روانه † كيا چنانچه وه ديو گڑه كي راه سے چلتا هوا اور مقام پٹن درياے گوداوري كے كنارے ڈيرے ڈالے اور بهت بڑي لڑائي لڑكر دهورسمندر كي دارالسلطنت تك پهونچا يهانتك كه أسكو بهي فتح كركے راجه كو اسير پنجه بلا كيا اور بلال ديو كے خاندان كو اختتام ‡ پر پهنچايا *

يهه بات دريافت نهيں هوتي كه ملك كافور نے بلال ديو كي سلطنت كے مغربي حصه پر بهي حمله كيا يا نهيں كيا مگر يهه بات صاف هى كه أس نے أسكے مشرقي حصه كو بالكل فتح كيا جس ميں معبر اور راميشور جسكو آدم كا پل بهي كهتےهيں اور لنكا كے سامنے واقع هى شامل تها اور وهاں أسنے ايك مسجد بنائي جو § فرشته والے كے زمانه تك بهي موجود تهي

† همارى كتاب كے چوتهے حصه كے دوسرے باب كو ديكهنا چاهيئے

‡ واسن صاحب كا ديباچه مجموعه مكنزي صاحب كا صفحه ١١٣ دهور سمندر كرناتك كے بيچا بيچ ميں سرنگا پاٹم كے شمال و مشرق سے سو ميل كے فاصله پر واقع تها (بكانن صاحب كا سياحت نامه جلد ٣ صفحه ٣٩١)

§ برگز صاحب كا ترجمه تاريخ فرشته كا جلد ١ صفحه ٣٧٣ معبر يعني كهاٹ اوترنے كا جسكو مليوار عموماً سمجها گيا هى اور وجهه أسكي يهه هى كه دونوں باتوں ميں گونه مشابهت هى علاوه اسكے عرب كے لحاظ سے مليوار ايسي جگهه واقع هى كه وه آنے جانے كا گهاٹ سمجها جاتا هى مگر اس بات ميں كچهه شك شبهه نهيں كه يهه نام هندوستان كے أس مغربي كناره كا هى جو راميشور سے شمال كي طرف پهيلا هوا هى (مارسڈن صاحب كے ترجمه تاريخ ماركو پولو صفحه ٦٢٦ كا حاشيه) ولسن صاحب كے ديباچه مجموعه مكنزي جلد ١ صفحه ١١١ كے ملاحظه سے دريافت هوتا هى كه بلال ديو كي سلطنت ميں بوجهه مذكوره بالا معبر بهي شامل تها اور بيس تيس برس چودهويں صدي كے درميان تك دلي كي سلطنت ميں داخل رها اور قريب أس زمانه كے جب ابن بطوته لنكا سے اوتر كر معبر ميں داخل هوا تو أسكو أن مسلمانوں كے قبضه ميں پايا جنهوں نے تهوڑے عرصه پهلے أسكو اسطرح حاصل كيا تها كه سيدجلال الدين حسن مورث أنكا جو محمد تغلق بادشاه كي رعيت تها بادشاه سے باغي هوگيا تها چنانچه فرشته والے نے بهي أسكي بغاوت بيان كي هى (برگز صاحب كا

بعد اِس مہم کے کافور دلي کو واپس آیا اور بہت سا خزانہ اپنے ساتھہ لایا † *

نو مسلم مغلوں کے قتل کا بیان

معلوم ہوتا ہی کہ اُسي زمانہ کے قریب اُن مغلوں کو بادشاہ نے اپني ملازمت سےیکقلم موقوف کیا جو نئے مسلمان ہوگئےتھے اگرچہ مغل لوگ اپني اصل طبیعت میں فتنہ خیز اور فساد انگیز تھے مگر بحسب ظاہر معلوم ہوتا ہی کہ اُنہوں نے کوئي ایسي بیجا حرکت نکي ہوگي کہ بادشاہ نے اُسکي عیوض میں ایسي بري تدبیر تجویز کي کہ وہ ملازمت سے موقوف کیئےگئے غرض کہ جب مغل مایوس ہوئے تو بعض بعض مغلوں نے بادشاہ کے مارڈالنے کا ارادہ کیا اور جب وہ تدبیر پکڑي گئي تو بادشاہ نے تمام مغلوں کے قتل و قمع کا حکم دیا چنانچہ سارے مغل مارے گئے جو فرشتہ والے کے بیان کے موافق پندرہ ہزار آدمي تھے اور خاندان اُنکے لونڈي غلام بنائے گئے *

دیوگڑہ اور مہارشترا کي فتح کا بیان

کافور کي پچھلي مہم سے پہلے یا اُسیکے زمانہ میں دیوگڑہ کا راجہ

ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۱ صفحہ ۴۲۳) یہہ بات غالب نہیں کہ کافور نے بلال دیو کے مغربي حصہ کو بھي فتح کیا اس لیئے کہ ولکسن صاحب کي تاریخ میسور سے دریافت ہوتا ہی کہ بلال دیو کے خاندان کا بقیہ مقام تونوز واقع قریب سرنگا پاٹم میں چلا گیا اور ابن بتوتا نے ملیوار کو جہاں وہ معبر کو آتے جاتے گذرا ہندو راجاؤں کے قبض و تصرف میں پایا مگر ہونارر مستثنی تھا جسکو ایک مسلمان کے قبضہ میں دیکھا جو ایک ہندو راجہ کا مطیع تھا اور علاءالدین کے حملوں سے کئي سو برس پہلے دین اسلام کا ملک ملیوار میں عرب کي بدولت پھیل گیا تھا مگر حیدر نائک کے زمانہ تک جسنے دکن کو فتح کیا تھا زور شور اسلام کا تھوا تھا *

† فرشتہ والےنے بیان کیا کہ ملک کرناٹک میں چاندي کا سکہ اُن دنوں جاري نہیں تھا اور برگز صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہہ بات ایک عرصہ دراز تک جاري رہي بلکہ عام سکہ وہاں کا پگاڈا تھا اور ایک چھوٹا سکہ اور تھا جو سونے کي چوني تھي اور اُسکو فنم کہتے تھے

رام دیو مرگیا تھا اور اُسکا بیٹا جانشین اُسکا ہوا تھا مگر بغاوت کا اشتباہ اُسکی نسبت پہلے سے چلا آتا تھا چنانچہ انجام کو وہ حقیقت میں باغی ہوگیا اور پیسہ دینا موقوف کیا علاوہ اُسکے چند فساد ایسے ہی ایسے کرناٹک میں بھی برپا ہوئے چنانچہ کافور اُنکی رفع دفع کے واسطے سنہ ۱۳۱۲ ع مطابق سنہ ۷۱۲ هجری میں روانہ ہوا غرض کہ اُسنے دیوگڑہ کے راجہ کو قتل کیا اور تمام مہارشترا اور کرناٹک پر چڑھائی کی اور بعد اُسکے جن راجاؤں نے خراج دینا قبول کیا ملک اُنکا اُنہیں کے قبض و تصرف میں چھوڑا اور تمام کار و باروں سے بخوبی فرصت پاکر دلی کو واپس آیا *

کافور کی سازشوں اور دبدبوں کا بیان

عیاشیوں کی مارمار سے بہت دنوں کے بعد علاوالدین نہایت ناتوان اور لاغر ہوگیا چنانچہ پہلے زمانہ کی نسبت بیماری کے مارے مزاج اُسکا ایسا خراب اور وہمی ہوگیا تھا کہ بات کی سہار نوہی تھی اور مانند اُن لوگوں کی جو کسیکی بات کا اعتبار و یقین نہیں کرتے باگ اُسکی کافور کے ہاتھہ میں تھی جو نہایت مکار و دغاباز تھا اور جیسا کہ وہ لایق و فایق تھا ویسا ہی عادتوں کا برا تھا چنانچہ اُس نے رعب داب اپنا اُن لوگوں کی تخریب و بربادی میں صرف کیا جنکو وہ یہہ سمجھا تھا کہ بادشاہ کے لطف و عنایت میں میرے حریف ہوجاوینگے اور بعد اُسکے بادشاہ کو اُسکے جورو بچوں سے برہم کیا اور خاص بی بی کی جانب سے اسلیئے بھر دیا کہ وہ باپ بیٹوں کے بیچ میں نہ پڑے چنانچہ پہلے پہل اُسنے بادشاہ کو یہہ بات سوجھائی کہ اُنہوں نے بیماری میں آپکی خبر نلی اور آپکو نہایت خفیف سمجھا اور بعد اُسکے یہہ کانوں میں پھونکی کہ وہ حضور کی جان کے خواہاں ہیں مگر معلوم ہوتا ہی کہ علاوالدین اگرچہ سخت و سنگدل تھا مگر اپنی آل اولاد سے محبت رکھتا تھا کافور کے کہنے پر ترت پھوٹ نہ پسیجا مگر مرنے سے تھوڑے دنوں پہلے کافور کا جوڑ چل گیا

که اُس نے دونوں بڑے بیٹوں کو اُنکی ماں سمیت مقید کرادیا اور اسي زمانه میں کافور نے الغ خاں حاکم گجرات کے قتل کا حکم حاصل کیا جسکے زور و قوت کا اندیشه کرتا تھا اور بادشاہ کے مرجانے پر تصرف حکومت کا مانع مزاحم سمجھتا تھا *

گجرات کي بغاوت اور چتور گڑہ کے نکل جانیکا بیان

جب که بادشاہ کے مزاج پر کافور ایسا حاوي هوگیا که جو کچھه وہ کہتا تھا بادشاہ اُسکو بے سمجھے بوجھے مانتا تھا اور علاوہ اسکے کڑے کڑے احکام بھي صادر هونے لگے تو تمام لوگ ناراض هوگئے اور ساري قلمرو میں ناراضي پھیل گئي چنانچه درباري لوگ سخت متنفر هوئے اور گجرات والے کھلم کھلا باغي هوگئے اور رانا همیر نے چتور گڑہ پر قبضه کیا اور رامدیو کے داماد هرپالدیو نے دکن میں بڑا شور مچایا چنانچه بہت سے مقاموں سے مسلمانوں کو خارج کیا *

علاوالدین کي وفات اور اُسکي ملکي تدبیروں کا بیان

جب که یہه ایسي متوحش خبریں بادشاہ کے کانوں پڑیں تو رنج و الم کے مارے جینے سے دور اور مرنے سے نزدیک هوگیا سنتے هیں که کافور نے اُسکو زهر دیا اور بہت جلد اختتام پر پہونچایا *

ظالم بادشاهوں کے زور و اقبال کو ایسا اثر هوتا هی که اگرچه علاوالدین محض ناخوانده اور خود کام خود پرست اور ستمگار ناخدا ترس تھا مگر فتوحات اُسکي ایسي بڑي بڑي تھیں که بلاد هندوستان میں کسي بادشاہ والاجاہ کو اب تک نصیب نہیں هوئیں اور باوصف سخت احکامونکے انتظام اُسکا ایساهي کامیاب هوا جیسیکه فتوحات اُسکي کامیاب هوئیں چنانچه تمام صوبونمیں امن چین رها اور دولت کو بڑي ترقي رهي اور وہ ترقي خاص سرکاري عمارتوں اور نیز رعایا کے مکانوں اور عیاشیوں میں ظاهر هوئي سنا هي که علاوالدین ایسا جاهل تھا که تخت نشیني کے بعد اُسنے کچھه

کچھہ پڑھنا شروع کیا تھا اور باوصف اسکے ایسا مغرور خود پرست تھا کہ
بڑے بڑے تجربہ کار وزیروں کو اپنے خلاف پر بولنے ندیتا تھا اور جو عالم فاضل
اُسکی خدمتمیں حاضر ہوتے تھے تو وہ اسباتکا لحاظ رکھتے تھے کہ اُنکی تحصیل
اُسکی تحصیل سے زیادہ ظاہر ہونے نپاوے اور یہہ غرور اُسکی جوانیکے ساتھہ
نگیا تھا بلکہ بڑھاپی میں یہہ حال اُسکا ہوگیاتھا کہ جو بول اُسکے منہہ سے
نکلتا تھا وهي بالا رهتا تها اقبال و دولت کے اغاز میں نبوت کے دعوے اور
نئے دین کي طرح کا ارادہ کیا مگر جب کہ یہہ بات بن نہ پڑي تو سکندر ثاني
کا خطاب آپ کو دیا اور ایک عام جلسہ میں تمام دنیا کي فتح و ظفر
کي تدبیر پر گفتگو پیش کي اُسکي تدبیر مملکت اور اُسکي عہد سلطنت
کي بعضي بعضي عجیب حکایتیں تاریخ میں موجود ہیں چنانچہ
جس زمانہ میں اُسکے قتل پر بہت سي سازشیں باہم ہوئیں اور اُنکے
باعث سے گونہ تشویش بھي اُسکو حاصل ہوئي تو اُسنے اپنے مشیروں کو
جمع کیا اور علاج اُن سازشوں کا چاہا اور اسباب اُنکے دریافت کیئے چنانچہ
مشیروں نے تین سبب تجویز کیئے ایک یہہ کہ پوشیدہ پوشیدہ صحبتیں
ہوتي ہیں جہاں لوگ اپنے اپنے ارادوں کو ایک دوسرے پر چھپ چھپکر
ظاہر کرتے ہیں اور دوسرے یہہ کہ بڑے بڑے امیروں میں واسطہ علاقہ
محبت کا ہی اور خصوص ایسا علاقہ جو رشتہ ناتے سے پیدا ہوتا ہی
اور تیسرے یہہ کہ سارے لوگوں میں جائدادوں کي تقسیم برابر نہیں اور
صوبجات کے حاکم بہت سي دولت جمع کرتے ہیں غرضکہ بادشاہ نے یہہ
تینوں باتیں پسند کیں اور بعد اُسکے یہہ ممانعت جاري کي کہ کوئي آدمي
شراب نہ پینے پاوے اور لمبي چوڑي مجلسیں نہوا کریں اور درباري امیروں
میں ملکي بحثیں پیش نہ ہوویں غرض کہ نوبت یہاں تک پہونچي کہ
بلا اجازت تحریري وزیر کے ایک دوست ایک دوست کي دعوت نکرسکتا
تھا اور درباري امیروں میں کوئي بیاہ شادي وزیر کي بلا اجازت نہوسکتي
تھي اور ہر کاشتکار کے لیئے زمین اور مویشي اور هالي کمیروں کي تعداد معین

کی گئی کہ اُس سے زیادہ کوئی اور رکھنے نپاتا تھا اور ایسے ہی چرواہوں کے واسطے بھی چرائی اور ریوڑ کی تعداد مقرر ہوئی اور عہدوں کی تنخواہوں میں تخفیف عمل میں آئی اور اراضیات کا محصول زیادہ کیا گیا اور نہایت جبر و قہر سے وصول ہوا کیا بلکہ اخر کار ایسا حریص ہوگیا کہ ہندو مسلمانوں کی جائدادیں یکقلم یہاں تک ضبط کیں کہ فقیر امیر سب برابر ہوگئے † *

منجملہ اُسکے ملکی تدبیروں کی ایک یہہ تدبیر بھی تھی کہ تمام چیزوں کا نرخ مقرر کیا اور ساری وجہہ اُسکی یہہ تھی کہ اُسکو تنخواہ فوج کی تخفیف منظور ہوئی اور یہہ خیال کیا کہ جب تک اوقات بسری بہت تھوڑے خرچ سے نہوگی تب تک تخفیف تنخواہ قرین انصاف نہوگی چنانچہ غلہ اور مویشی اور گھوڑوں غرض کہ تمام چیزوں کی قیمتیں قرار دی ‡ گئیں مگر محنت مزدوری کو مستثنی کیا اور سرکاری غلے خانہ بنائے گئے اور بیگانہ ملکوں سے تمام چیزوں کے لانے پر لوگ آمادہ کیئے گئے اور اسی غرض سے سوداگر لوگوں کو پیشگی روپیہ دیئے گئے اور باہر لیجانے پر سخت ممانعت کی گئی بلکہ تھوک لینے کے لیئے بھی اجازت ندی گئی اور دکانوں کے کھلنے اور بند ہونیکے لیئے وقت مقرر ہوئے باقی احکامات مذکورہ کی تعمیل اسلیئے بخوبی ہوتی رہی کہ روز روز بادشاہ کو پرچے لگتے تھے اور جاسوس اور مخبر جگہہ جگہہ مقرر تھے *

احکامات مذکورہ کے بعد ایک کال ایسا پڑا کہ اُن حکموں کی تعمیل میں جو خاص غلہ سے متعلق تھے اغماض برتا گیا اور باقی احکامات

---

† اس بیان کو جسکے اخیر لفظ تاریخ فرشتہ سے لیئے گئے تاریخ فرشتہ کے اس بیان سے کہ تمام ملک آباد اور شاد اور دولتمند تھا موافق کرنا بہت دشوار ہی مگر غالب یہہ ہی کہ یہہ خراب حال اُسکی آخر سلطنت سے متعلق ہی

‡ تاریخ فرشتہ میں اشیاء مذکورہ کی قیمتوں کے نقشہ مندرج ہیں اور جو سکے کہ اسمیں مرقوم ہیں اگر اُنکی قیمت دریافت ہوجاوے تو نہایت دلچسپ ہیں

اُسکے اگرچہ دوسرے بادشاہ تک جاري سارے رھے مگر جب کہ وہ بادشاہ انکي طرف سے ٹھنڈا پڑا تو وہ پورے پورے قایم نرھے *

علاوالدین کا یہہ مقولہ تھا کہ دین و مذھب کو حکم راني سے کچھہ واسطہ علاقہ نہیں بلکہ وہ گھر کي باتیں اور دل بہلانے کے چوچلے ھیں اور دوسرا قول اُسکا یہہ تھا کہ ایک دانا بادشاہ کي مرضي ایسے گروھوں کي راے سے بہتر ھي جو آپس میں موافق و متفق ھوویں *

یہہ بادشاہ ۱۹ دسمبر سنہ ۱۳۱۶ع مطابق ششم شوال سنہ ۷۱۶ ھجري میں بیس برس بادشاھت کرکے جہان فاني کو چھوڑ گیا *

مبارک شاہ خلجي کي سلطنت کا بیان

جب کہ علاوالدین مرگیا تو کافور نے ایک جھوٹا یعني جعلي نوشتہ اُسکا پیش کیا مضمون اُسکا یہہ تھا کہ اُسنے شہاب‌الدین اپنے چھوٹے بیٹے کو بسر پرستي کافور اپنا ولیعہد قرار دیا غرض کہ کافور نے اس بہانہ سے سلطنت پر قبضہ کیا اور خضر خان اور شادي خان بادشاہ کے نورچشموں کو اندھا کرایا اور مبارک شاہ تیسري بیٹی کے قتل کا ارادہ کیا چنانچہ اُسنے چند آدمي اُسکے فکر میں بھیجے مگر مبارک شاہ نے اُن لوگوں کو کچھہ لی دیکر راضي کیا اور جوں توں کرکے جان اپني بچائي اور پہلے اس سے کہ کافور کو کسي اور تدبیر کي فرصت ھاتھہ آوے بادشاھي پہرہ والوں نے اُسکو قتل کیا *

بعد اُسکے مبارک شاہ کو في‌الفور حکومت ھي نصیب ھوئي اور دو مہینے تک چپ‌چاپ بیٹھا رھا مگر بعد اُسکے چھوٹے بھائي شیرخوار کو اندھا کیا اور ایک پہاڑي قلعہ میں عمر بھر مقید رکھا اور ۲۲ مارچ سنہ ۱۳۱۷ع مطابق ۷ محرم سنہ ۷۱۷ ھجري میں بادشاہ بن بیٹھا *

جب کہ کام اُسکا ٹھیک ٹھاک ھوگیا تو اُن دونوں افسروں کو قتل کیا جنکي بدولت تخت نشین ھوا تھا اور بعد اُسکے بادشاھي پہرہ کو قایم نرکھا اور بہت سے اپنے غلاموں کو بڑے بڑے عہدوں پر معزز و ممتاز کیا

یہاں تک کہ ایک ایسے غلام کو جو ہندو سے مسلمان ہوگیا تھا خسرو
خاں کا خطاب اور وزارت کا قلمدان عنایت فرمایا غرض کہ آسکے پہلے ہي
کوئکون سے یہہ بات ٹپکتي تهي کہ اُسکي سلطنت بہت بڑي کهوٹي ہوگي
اور اُسکے عہد دولت میں خونریزیوں کے زور شور اور عیاشیوں کے جوش
و خروش ہونگے *

مگر بقول اُسکے کہ مصرعہ؛ عیب مے جملہ بگفتي ہنرش نیز بگو* بعض
بعض کام اُسکے اچھے بهي تھے چنانچہ جب وہ تخت پر بیٹھا تو اُسنے
تمام اسیروں کو رہائي دي جو سترہ ہزار آدمیوں کے قریب قریب تھے
اگرچہ یہہ کام اُسکا دور اندیشي سے خیلی بعید تها مگر علاوالدین اُسکے
باپ کي سلطنت کے حسابوں وہ نہایت عمدہ سمجھا گیا علاوہ اُسکے وہ
جاگیریں بحال کیں جو پہلے ضبطي میں آئي تهیں اور تمام کڑے کڑے
محصول موقوف کیئے اور اُن قیدوں کو یک لخت اُٹھا دیا جو علاوالدین
کے وقت میں اصناف تجارت پر لگائي گئیں تهیں *

آغاز سلطنت میں ایسے جنگي کام بهي کیئے جو تهوڑے بہت تعریف
کے قابل ہیں چنانچہ اُس نے گجرات پر فوج اپني روانہ کي اور سنہ
۱۳۱۸ ع مطابق سنہ ۷۱۸ ہجري میں آپ بذات خود دکن پر چڑھا
اور رام دیو کے داماد ہرپال دیو کو گرفتار کیا اور نہایت بیرحمي سے
کهال اُسکي جیتے جي نکلوائي مگر بعد اُسکے جب لوگوں کو امن امان
دیکر دلي کو واپس آیا تو بہت بڑي عیاشي میں مبتلا ہوا چنانچہ
رنڈیوں کے کپڑے پہنکر امیروں کے گهر ناچنے گانے جاتا تها اور ہمیشہ نشہ
میں چور اور بد شرابي سے مخمور رہتا تها اور اس بات سے نہایت خوش
ہوتا تها کہ وہ اپني برائیاں لوگوں کو دکهائے اور اسي نظر سے ایسے بادشاہ
کے وقتوں میں یہہ بات اچنبهے کي نہیں کہ سازشوں کے بازار گرم اور شور
فسادوں کے ہنگامے برپا رہیں اور فساد کے بعد بڑي بڑي تکلیفیں اور بري
بري صورتیں پیش آویں اور بہتسے لوگ گردن مارے جاویں *

خسرو خاں کے رعب داب اور بادشاہ کے قتل کا بیان

جب کہ بادشاہ اپنے قبیلوں دکن پر چڑھا تھا تو اُسنے اپنے پیارے خسرو خاں کو ملیبار پر بھیجا تھا چنانچہ اُسنے ایک برس دن میں اُسکو فتح کیا اور بہت سي غنیمت دلي کو لایا بعد اُسکے تمام سلطنت کا کار و بار اُسکو تفویض ہوا اور لوگوں کي جان و مال اُسکے قبض و تصرف میں آئي یہاں تک کہ سنہ ۱۳۱۹ع مطابق سنہ ۷۱۹ هجري میں بعض بعض امروں کو قتل کیا اور بقیوں پر ایسا رعب اپنا بیٹھایا کہ اُن بیچاروں نے دربار سے الگ ہونے کو غنیمت سمجھا اور بادشاہ کو خسرو خاں کے فند و فریب پر چھوڑا چنانچہ جب اُسنے میدان خالي پایا تو اُسکو یہہ موقع هاتهہ آیا کہ بادشاہ کو اپنے اوردوں کے هاتهوں میں محصور کیا اور تمام دارالسلطنت میں اپنے هندو بهائي بند بهردیئے یہاں تک کہ جب کام اُسکا پکا هوگیا تو مارچ سنہ ۱۳۰۱ع مطابق ربیع الاول سنہ ۷۲۱ هجري میں اپنے دیوانہ آقا کو قتل کیا اور ادهر اودهر سے نچنت هوکر تخت سلطنت پر جا بیٹها بعد اُسکے علاالدین کے خاندان کا نام و نشان باقي نچهوڑا اور دیرلدئي کو اپنے تصرف میں لایا غرض کہ جو کام اُسنے کیئے ایسے هي ڈهنگوں پر کیئے مگر باوجود اس بدنامي اور بدکرداري کے بہت سے دوست اُسنے پیدا کئے اور اپنے کام کو مضبوط و مستحکم کیا چنانچہ اُسنے یہي کام نکیا کہ وہ صرف اپنے بهائي بندوں هي کو بڑے بڑے عہدوں پر معزز و ممتاز کرے بلکہ پرانے خاندانیوں کو بهي عمدہ عمدہ عہدوں پر معین کرکے اُنکو راضي رضا کرنا چاها چنانچہ ان لوگوں کے زمرہ میں غازي خاں تغلق حاکم پنجاب کا بیٹا جونا خاں بهي داخل تها اور وجہہ خاص اسکي یہہ تهي کہ غازي خاں کي شہرت اور رعب داب کے باعث سے راضي کرنا جونا خاں کا نہایت مناسب سمجها تها مگر خسرو خاں کي یہہ تدبیر راس نہ آئي اور بات اُسکي پوري نہ پڑي اسلیئے کہ جونا خاں دربار سے چلا گیا اور غازي خاں کهلم کهلا باغي هوگیا

اور جو بہادر فوج اُسکی پنجاب کی سرحد پر پڑی تھی اُسکو ساتھہ اپنے لیکر دلی پر حملہ کیا غرض کہ خسرو خاں کی ٹوٹی پھوٹی فوج پر فتح پائی جسکے سردار آزمودہ کار نہ تھے چنانچہ بائیسویں اگست سنہ ۱۳۲۱ ع مطابق تیسویں رجب سنہ ۷۲۱ ہجری میں غاصب کو جرم غصب کا تدارک دیا اور اُسکی جان و مال کا قصہ پاک کرکے تمام لوگوں کو بہت راضی کیا اور جب کہ وہ خاص دلی میں داخل ہوا تو اُسنے پکار کر صاف صاف کہا کہ اس لڑائی بھڑائی سے صرف یہی مقصود تھا کہ ظالم کا قبض و تصرف اوٹھے باقی تخت موجود ہی جو کوئی شاہی خاندان کا بچا کھچا رہا ہو تخت اُسکو مبارک ہو مجکو تخت سے واسطہ علاقہ نہیں مگر چونکہ خاندان خلجی کا نام و نشان باقی نرہا تھا تو لوگوں کے کہنے سنے سے تخت سلطنت پر بیٹھا اور غیاث‌الدین تغلق کے خطاب سے پکارا گیا *

تیسرا باب

تغلق اور سادات اور لودھیوں کے خاندانوں کے بیان میں

خاندان تغلق کا بیان

غیاث‌الدین تغلق کا بیان

غیاث‌الدین تغلق کی اصل و حقیقت یہہ ہی کہ باپ اُسکا غیاث‌الدین بلبن کا ایک ترکی غلام اور ماں اُسکی ایک ہندی عورت تھی *

تلنگان کی فتح کا بیان

واضح ہو کہ جیسی اُسکی تخت نشینی الزام و تہمت کے داغوں سے معرا و مبرا تھی ویسے ہی اُسکی سلطنت بھی عار و بدنامی کے دھبوں

سے پاک و صاف تهي چنانچه اُسنے شروع سلطنت هي ميں تمام قلمرو کے امن و امان کو بحال کيا اور مغلوں کي لاگ ڈانٹ کے ليئے سرحدوں کو نهايت مضبوط و مستقل بنايا اور بعد اُسکے اپنے بيٹے جونا خاں کو امورات دکن کي اصلاح و درستي کے واسطے روانه کيا جو نهايت خراب اور خسته هو رهے تهے چنانچه جونا خاں ورنگل تک کامياب هوا مگر ورنگل کے قلعه پر قبضه نکرسکا يعني اغاز برسات تک محاصره قايم رها اور لشکر کے لوگ بيمار هوگئے اور اُسپر يهه طره هوا که کچهه تو مصيبتوں کے اُٹهانے سے شکسته خاطر هو رهے تهے دلي کے هنگامه اور بادشاه کي سناوني سے جو بدخواهوں کي جوڑبازي سے مشهور هوگئي تهي نهايت خراب و پريشان هوگئے يهاں تک که اُسکي فوج کے بڑے بڑے سردار اپني اپني ٹوليوں کو ليکر ادهر اودهر چلے گئے اور جب که خود شاهزادے نے چلنے پر کمر باندهي تو هندوؤں نے تعاقب کيا چنانچه اُسکے بهت سے لوگوں کو دولتآباد کے پاس پروس ميں ٹهکانے لگايا غرض که جب وه دلي ميں داخل هوا تو تل تين آدميوں کي بهيڑ بهاڑ اُسکے ساتهه تهي اور جو ناتجربه کاري اور خودرائي جوناں خاں سے خاص اُسکي سلطنت ميں ظاهر هوئي اس ناکامي کو خاص اُس سے نسبت نکرنا دشوار معلوم هوتا هے مگر جبکه وه دوباره اُسپر چڑهکر گيا تو پهلے کي نسبت بهت زياده کامياب هوا چنانچه سنه ۱۳۲۳ع مطابق سنه ۷۲۳ هجري ميں بدر کو فتح کيا جو بڑي شان و شوکت کا شهر تها اور بعد اُسکے ورنگل کا قلعه توڑا اور راجا کو پکڑ کر دلي کو لايا مگر تهوڑے دنوں بعد اُسکي رهائي هوئي اور وه اپنے راج پر دوباره قايم هوا بعد اُسکے خود بادشاه بنگاله پر چڑها جهاں کيقباد بادشاه کا باپ بغرا خاں حاکم تها اور اُسکي حکومت پر چاليس برس گذرے تهے مگر قبضه اُسکا بحال رکها گيا سبحان الله کيا شان کبريائي هے که خاص اولاد اپنے باپ کے خانهزاد غلام سے بادشاهي تلفي طرح کي اجازت حاصل کرے *

یعنی اُسکے سنارگنگ یعنی ڈھاکہ † کے کئی فسادوں کا تصفیہ کیا معلوم
ہوتا ہی کہ اُن دنوں یہہ صوبہ بنگالہ میں داخل تھا اور جب کہ وہ
اُدھر سے واپس آتا تھا تو راہ میں اُسنے ترہت کو فتح کیا جو پہلے وقتوں
میں متھیلا کہلاتا تھا اور وہاں کے راجہ کو پکڑکر همراہ اپنے لایا یہہ کل کام
اُس سے سنہ ۱۳۲۳ لغایت سنہ ۱۳۲۵ع مطابق سنہ ۷۲۳ لغایت سنہ
۷۲۵ هجری میں ظہور میں آئے *

بادشاہ کی وفات کا بیان

جب کہ بادشاہ دلی کے قریب آیا تو اُسکے بیٹے جونا خاں نے بڑی
شان و شوکت سے استقبال اُسکا کیا اور ایک چوبین خیمہ میں اُسکو اُتارا
جو حصول ملازمت کے لیئے تیار کرایا گیا تھا اور هنوز تکلفات رسمیہ سے
پوری پوری فراغت حاصل ہوئی تھی کہ وہ خیمہ بادشاہ پر گر پڑا اور بادشاہ
اپنے پانچ رفیقوں سمیت دبکر مرگیا ماہ فروری سنہ ۱۳۲۵ع مطابق ربیع الاول
سنہ ۷۲۰ هجری میں یہہ حادثہ وقوع هوا اگرچہ یہہ غریب واقعہ اتفاقاً واقع
هوا هو مگر ایسی اُنہو کی عمارت کے بنانے اور بڑے بیٹے کے اُسوقت میں
شریک و شامل نہ ہونے اور چھوٹے بیٹے کے شریک آفت هونے سے جو بادشاہ
کا بڑا لاڈلا پیارا تھا جونا خاں کی نسبت بڑا شبہہ هوا جسکے حق میں
وقوع اس واقع کا کچھہ بہت مفید نہوا ‡ *

تغلق آباد کا وہ قلعہ جو استحکام و متانت اور عمارت کی شان و
شوکت کی رو سے شہرہ آفاق اور مشہور خواص و عوام هی اسی غیاث الدین
تغلق کا کارنمایاں هی *

محمد تغلق کی سلطنت کا بیان

اُسکی عادتوں کا بیان

جب کہ غیاث الدین تغلق نے جہان فانی کو چھوڑ کر جہان باقی

† هملٹن صاحب کی تاریخ هندوستان جلد ایک صفحہ ۱۸۷
‡ ابن بطوطہ کی تاریخ کا صفحہ ۱۳۰ دیکھنا چاهیئے

کا رستہ لیا تو سنہ ۱۳۲۵ع مطابق سنہ ۷۲۵ ہجري میں جونا خاں اُسکا بڑا بیٹا ایسے جاہ و جلال اور ایسي شان و شوکت سے تخت نشین ہوا کہ وہ صورت کسي تخت نشین کو نصیب نہوئي چنانچہ سلطان محمد تغلق کے خطاب سے شہرت پائي اور اپنے رفیقوں اور عالم فاضلوں کو ایسي ایسي بخششیں عنایت کیں اور ایسے ایسے وظیفے مقرر کیئے کہ پہلے کسي بادشاہ نے ویسے مقرر نکیئے تھے *

اُسنے طرح طرح کي فیاضي اور دریا دلي سے شفا خانہ بنائے اور محتاج خانے جاري کیئے اور تمام قلمرو کے عالم فاضلوں سے ایسے ایسے سلوک برتے کہ اُسکي مناقب اور محامد کے چرچے جگہہ جگہہ ہونے لگے *

تمام لوگ اسبات پر متفق ہیں کہ بادشاہ اپنے وقتوں میں نہایت قابل اور بغایت خوش بیان تھا یہانتک کہ بعد اُسکي سلطنت کے بھي اُسکي عربي فارسي تحریروں کي خوبي بیان کیجاتي تھي اور قوت حافظہ اُسکي ایسي عمدہ تھي کہ ویسي قوت ہزاروں لاکھوں میں نہیں ہوتي علاوہ فن طبابت اور علم منطق کے ریاضیات اور طبعیات سے بھي شوق ذوق رکھتا تھا اور بڑي بیماریوں کي علامات قایم کرنیکے واسطے بیماروں کا ملاحظہ کرتا تھا باقي روزہ نماز کا پابند اور مے نوشي سے نہایت محترز تھا ذاتي کاموں میں اپنے دین و ملت کے اُصول قاعدوں کي مراعات و محافظت کو مقدم جانتا تھا اور باوصف ان باتوں کے میدان جنگ میں بھي کمال شجاعت اور نہایت جلادت کے ساتھہ اطراف و اکناف عالم میں مشہور و معروف تھا غرضکہ تمام لوگ اُس بادشاہ کو منجملہ نوادر زمانہ کے شمار کرتے تھے اور حقیقت یہہ تھي کہ اُنکي سمجھہ بھي بجا تھي مگر یہہ کمالات اُسکے اس لیئے محض بیفائدہ تھے کہ باوصف ان کمالوں کے سمجھہ بوجھہ اُسکي پوري پوري نہ تھي یہاں تک کہ اگر یہہ بات بھي ماني جاوے کہ اُسکو حکم و حکومت اور مال و دولت کا نشہ

تھا تو اب بھی ایکطرح کے جنون کا شبہہ باقی رھتا ہی چنانچہ تمام عمر

اُسکی خیالی تدبیروں میں گذری اور جن جن ذریعوں سے اُن تدبیروں کا

راس لانا چاہتا وہ ذریعہ بھی عقل سلیم کے خلاف تھے چنانچہ اُن تدبیروں

کے راس لانے میں رعایا کی تکلیفوں اور نقصانوں کی کچھہ پروا نکی

یہاں تک کہ انکی بدولت ایسے بڑے بڑے نتیجے حاصل ہوئے کہ کسی

بادشاہ کے زمانہ میں ویسے ظہور میں نہ آئے تھے *

پہلے پہل ایک ایسا کام اُس نے کیا کہ اُسکے عیبوں یا ہنروں کی روسے

ہرگز متوقع نتھا یعنی جبکہ مغلوں کی فوج ایک بڑے مشہور سردار

تیمور شیرین خان نامی کے ساتھہ آکر ملک پنجاب میں پھیل پڑی تو اُسنے بہت

سا روپیہ دیکر اُس بلا کو سر سے ٹالا اور نچنت ہوکر بیٹھا اور یہہ تدبیر

جو پہلے پہل ہندوستان میں برتی گئی کچھہ ایسی راس آئی کہ مغلوں

کے لوبھی لالچی ہونے سے یہہ قوی اُمید نتھی کہ وہ لالچ کے مارے پھر

دوبارہ دھاوا نکرینگے مگر بعد اُسکے کوئی حملہ اُنکا وقوع میں نہ آیا *

علاوہ اُسکے وہ دوسری تدبیر اُسکی جو اُسکے خوے و خصلت کے

خلاف اور بجاے خود نہایت معقول اور بغایت راست درست تھی یہہ

تھی کہ اُسنے تمام دکن کو مطیع و محکوم اپنا بنایا اور اپنے قلمرو کے

دور دراز صوبوں میں ایسا انتظام اپنا بیٹھایا جیسا کہ حوالی دار السلطنت

کے پرگنوں میں بیٹھا تھا *

بادشاہ کی نامعقول تدبیروں کا بیان

بعد اُسکے وہ ایسے کاموں میں پڑا جو اُسکی اصل و طبیعت کے شایان

و مناسب تھے چنانچہ پہلے اُس نے ایران کا ارادہ کیا اور بقول فرشتہ والے

کے تین لاکھہ ستر ہزار سوار اکٹھے کیئے مگر انجام اُسکا یہہ ہوا کہ فوج اُسکے

خزانہ کو کھا پی گئی اور جب تنخواہ کی کوڑی وصول نہوئی تو لوٹ

مار اُس نے شروع کی یہاں تک کہ پریشان ہوکر ادھر اودھر چلی گئی *

دوسري بار اُسنے یہہ ارادہ کیا کہ چین کو فتح کرے اور اپنے خزانوں کو وهاں کے مال و دولت سے بهرے چنانچہ ایک لاکهہ آدمي کوہ همالیہ کي راہ سے روانہ کیئے مگر جبکہ یہہ لوگ پہاڑوں سے گذر کر بہزار دشواري سرحد چین تک پہونچے تو وهاں چین کي بڑي فوج قایم پائي اور اپني قلت و زحمت اور اُنکي قوت و کثرت کے باعث سے مقابلہ نکرسکے اور علاوہ اُسکے یہہ مصیبت پیش آئي کہ ذخیروں نے کمي کي اور برسات سر پر پہونچي چنانچہ اُنہوں نے دم بهي نلیا اور هار جهک مار کر پچهلے پیروں لوٹ پڑے *

جب کہ وہ لوٹے آتے تهے تو پہاڑیوں نے بہت ستایا اور دشمنوں نے پیچها کیا چنانچہ بہت سے تو ٹهکانے لگے اور باقي جو تهے وہ فاقوں کے مارے جینے سے تنگ آگئے مگر صبحوں سے یہہ اتفاق هوا کہ موسلا دهار پاني پڑنے سے چیني لوگ لوٹ گئے اور هندوستاني لوگ اچهے موسم میں پہاڑوں سے نکل آئے مگر اُنہوں نے دیس کو غرقاب پایا اور چهوٹے پہاڑوں پر ایسے بن کهڑے دیکهے کہ اُن سے گذرنا نہایت دشوار تها غرضکہ پهرتے پهرتے ایسي سخت مصیبتیں پیش آئیں کہ پندرہ دن بعد ایک آدمي بهي باقي نرها کہ وہ اپني بپتا کہاني سناتا اور کسي کے سامنے اپنا رونا روتا منجملہ اُن لوگوں کے جو جگهہ جگهہ غنیم کي روک ٹوک کے لیئے پیچهے چهوڑے گئے تهے بہت سے لوگ اِس قصور پر بادشاہ کے حکم سے مارے گئے کہ اُنہوں کے باعث سے اس ناکارہ مہم کو ناکامي نصیب هوئي *

جب کہ یہہ تدبیر اُسکي راس نہ آئي اور خزانہ خالي رها تو اُسنے اور راہ نکالي مگر بقول کسیکے * مصرع * جو چال هم چلے وہ بہت هي بري چلے * وہ بهي کچهہ ٹهیک ٹهاک نتهي یعني جب اُسنے یہہ بات سني کہ ملک چین میں کاغذ کا روپیہ چلتا هے تو اُسنے اپنے ملک میں نیا سکہ چلانا چاها چنانچہ کاغذ کي جگهہ تانبے کے ٹکڑے چلائے مگر اس سبب سے کہ بادشاہ کا دوالا نکل گیا تها اور سلطنت اُسکي دو چار دن کي بات سمجهي

جاتي تهي تو شروع هي سے اعتبار انکا جاتا رها یہان تک که بیگانه ملک کے سوداگرون نے انکو قبول نکیا باقي اپنے ملک والے بهي اُنکے لینے دینے سے پہلوتهي کرتے تهے غرضکه بنج بیوهار بند هوگیا اور تمام لوگ محتاج هوگئے اگرچه خود بادشاه کو بظاهر یهه فائده حاصل هوا که قرض اُسکا ادا هوگیا مگر اُسیقدر آمدني مین گهاتا پڑا بلکه رعایا کے محتاج هونے سے محاصل سرکاري کي بنیادین هل گئین اور رعایا کے زوال دولت کا یهه نتیجه حاصل هوا که اُس سے زیاده اُسکي دولت نے زوال پایا *

جو جبر و تعدي که بادشاه کیطرف سے تحصیل مین واقع هوتي تهي وه لوگون کو اس لیئے بهت زیاده ناگوار هوئي که روز روز اُسکي حاجتین بڑهنے لگین اور تنگي کو فراخي هونے لگي یہانتک که کاشتکار اپنے کهیت چهوڑ چهوڑ کر چلے گئے اور جنگلون مین جا بسے اور لوٹ کهسوٹ سے گذارا کرنے لگے بلکه بهت لوگ اپني بستیون سے بهاگ گئے اور بادشاه ان باتون کے واقع هونے سے جنکا آپ باعث تها نهایت برهم هوا اور ایسي بري تدبیر سے انتقام اُنسے لیا جو تمام ظلمون سے بڑهکر تهي یعني اُس نے اپني فوج کو شکار کي تیاري کا حکم دیا اور بدستور شکار هندوستان کے ایک بڑے خطه کو رمنه کي طرح سے گهیرا اور بعد اُسکے یهه عام حکم دیا که جو شخص اِس گهیرے مین پاؤ شکار کي مانند اُسکو قتل کرو اور چارونطرف سے قتل کرتے هوئے بیچا بیچ مین جمع هوجاو چنانچه جو لوگ اُسمین مارے گئے اکثر گنوار اور بیگناه تهے غرضکه اس قسم کا شکار کئي مرتبه کهیلا گیا اور پچهلا شکار یهه هوا که قنوج کے باشندون کا قتل عام کیا بعد اُسکے انهین برے کرتکون کي بدولت ایک برا کال پڑا اور لوگون پر ایسي سخت مصیبت پڑي که وه تقریر و تحریر سے باهر هی *

بغاوتوں کا بیان

جب کہ یہہ زور ظلم ظہور میں آئی تو لوگ چپکے نہ بیٹھہ سکے چنانچہ بادشاہ کے خاص بھتیجے نے پہلے پہل مالوہ میں بغاوت کی بنیاد ڈالی چنانچہ سنہ ۱۳۳۸ ع مطابق سنہ ۷۳۹ ھجری میں بادشاہ اُسکے پیچھے دکن تک گیا یہانتک کہ وہ گرفتار ہوا اور کھال اُسکی اوتاری گئی بعد اُسکے ملک بہرام جو بادشاہ کے باپ کا بہت پورانا رفیق تھا اور اُسکی تخت نشینی کا بڑا مدد و معاون تھا ملک پنجاب میں باغی ہوا یعنی سنہ ۱۳۳۹ ع مطابق ۷۴۰ ھجری میں ہنگامہ برپا کیا مگر وہ ہنگامہ بھی فرو ہوا اور باغی گردن مارا گیا بعد اُسکے بنگال کا حاکم باغی ہوا جو ایک مسلمان بھائی تھا اور بہت دنوں تک بغاوت اُسکی قایم رہی یہاں تک کہ وہ کبھی مطیع اُسکا نہوا اور اُسی زمانہ میں کارومنڈل کے حاکم نے بھی بغاوت کی چنانچہ وہ بھی کامیاب ہوا اور یہہ دونوں بغاوتیں سنہ ۱۳۴۰ ع مطابق سنہ ۷۴۱ ھجری میں واقع ہوئیں *

کارو منڈل کی بغاوت کے دبانے کا ارادہ خود بادشاہ نے کیا مگر جب فوج اُسکی ورنگل میں داخل ہوئی تو ایسی سخت وبا پڑی کہ دیو گڈہ کو واپس آنا پڑا اور راہ میں یہہ اتفاق ہوا کہ ایک دانت اپنا نکلوایا اور بڑی دھوم دھام سے دفن اُسکو کرایا اور بہت بڑی قبر اُسکی بنوائی *

اُسی عرصہ میں پٹھان لوگ اٹک سے اوترے اور پنجاب میں لوٹ مار کرنے لگے اور جب وہ چلے گئے تو ٹھاکروں نے خوب ہاتھہ پھینکے یہاں تک کہ لاہور پر قبض و تصرف کرکے اُس صوبہ کو پورا پورا برباد کیا *

بعد اُسکے سنہ ۱۳۴۴ ع مطابق سنہ ۷۴۴ ھجری میں کرناتک اور تلنگانہ کے راجاؤں نے باہم اتفاق کیا اور پہلی بات اپنی بنانی چاہی یعنی دوبارہ آزادی کا ارادہ کیا منجملہ اُنکے کرناٹک کا راجہ ایک نئے خاندان کا بانی تھا جو خاندان بلال دیو کے برباد ہونے پر قایم ہوا تھا اور بیجانگر کو اُسنے دارالسلطنت اپنا بنایا تھا اور وہ ایسا بہادر تھا کہ سولہویں

صدي کے اخیر تک مسلمانوں سے برابر کي لڑائي لڑتا رہا اور تلنگانہ کے راجہ نے ورنگل پر دوبارہ قبضہ کیا اور بادشاہ کي فوج کو جگہہ جگہہ سے باہر نکالا جہاں جہاں وہ چھاوني ڈالے پڑي تھي *

سنہ ۱۳۴۵ ع مطابق سنہ ۷۴۵ ہجري میں ہندوستانمیں قحط اِس غایت کو پہنچا کہ سنبھل کا حاکم محاصل جمع نکرسکا اور بادشاہ کے ظلم کے خوف سے باغي ہوگیا مگر جلد اُسکي سرکوبي ہوئي اور علاوہ اُسکے بدر واقع بلاد دکن کا باغي حاکم بھي اپنے کیئے کو پہنچا *

بعد اُسکے بہت جلد ایک امیر نو مسلم مغل نے جو امراء جدید کے زمرہ میں داخل تھا ملک دکن میں سرکشي کي مگر سنہ ۱۳۴۶ ع مطابق سنہ ۷۴۶ ہجري میں پس پا ہوا مگر اور مغل سردار جي جان سے تابع نہوئے اور کسي نئے فساد کے مترصد بیٹھے *

بعد اُسکے عین‌الملک نے بغاوت اختیار کي اور ساري وجہہ اُسکي یہہ ہوئي کہ جب بادشاہ نے اُسکو اودہ کي حکومت سے دکن کو بدل دیا تو وہ بادشاہ سے بدگمان ہوگیا خیر خواہي سے ہاتھہ اٹھایا مگر گوشمالي اُسکي بہت جلد ہوئي اور خلاف توقع اپنے عہدہ پر بحال ہوا *

بعد اُسکے دکن کا حاکم جو بڑے بڑے فسادوں کا برابر مانع مزاحم رہا تھا موقوف کیا گیا اور اُسکي جگہہ امدادالملک بھیجا گیا جو داماد بادشاہ کا تھا اور بہت سا روپیہ اُس صوبہ پر بڑھایا گیا *

ایسے هي ایک ذلیل خاندان کا ایک آدمي مالوہ کا حاکم مقرر کیا گیا جسنے ستر امیر مغلوں کو دغابازي سے قتل کرکے اپني خیر خواهي بادشاہ پر جتائي تھي اور جب کہ اُن مغلوں کو اُن مغلوں کي سناوني پہنچي جو گجرات میں افسر تھے تو اُنھوں نے باقي فوج کے لوگوں کو نیچ اونچ سمجھا کر بغاوت میں شریک اپنا کیا چنانچہ سنہ ۱۳۴۷ ع مطابق سنہ ۷۴۸ ہجري میں بادشاہ روانہ ہوا اور جوں توں اُس مفسدہ کو فرو کیا اور اپنے صوبہ کو ایسا تباہ کیا جیساکہ کسي غیر کے صوبہ کو خاکسیاہ

کرتے هیں چنانچه کمبوجا اور سورت کے مالدار شہروں کو تاخت تاراج کرادیا *

دکن کي عام بغاوت اور بادشاہ کي آمادگي اور وفات کا بیان

جب که گجرات کی بغاوت پست هوئي تو کچهه باغي دکن کو بهاگے اور وهاں کے امیر مغلوں کي پناہ میں آئے اور بادشاہ اس بات‌کو سنکر نہایت برهم هوا چنانچه اُس نے اُن مغلوں کي گرفتاري کا حکم صادر فرمایا مگر وہ مغل بهاگ گئے اور مل جل کر عام بغاوت برپا کي اور اسمعیل خاں پٹهان فوج کے ایک بڑے افسر کو بادشاہ قرار دیا مگر بادشاہ نے ایسي کمال چالاکي برتي جو ایک بڑے کام کی شایاں تهي چنانچه وہ دکن کو گیا اور باغیوں کو اُنکے بادشاہ سمیت شکست فاحش دیکر دیوگڑہ کے قلعه میں محصور کیا هنوز اُس نے اِس قلعه پر قبضه نپایا تها اور کامیابي اُسکي پوري نہوئي تهي که نئے جهگڑے کي ضرورت سے گجرات اُسکو جانا پڑا اور جب که وہ اُدهر روانه هوا تو جوں جوں وہ آگے بڑهتا جاتا تها لوگ پیچهے سے باغي هوتے جاتے تهے اور بار برداري یعني بهیر بنگاہ اُسکي لٹتي جاتي تهي مگر جب که گجرات کا فساد فرو هوا اور مفسد لوگ تاتا واقع سند کو چلے گئے اور راجپوت راجاؤں کي پناہ اُنهوں نے ڈهونڈهي تو بادشاہ کو یہه خبر لگي که دکن کا کار و بار پهلي کي نسبت بہت زیادہ خراب ابتر هی اور ویسا کبهي ابتر نهیں هوا تفصیل اس اجمال کي یہه هی که باغیوں کے بادشاہ نے سلطنت کا دعوي چهوڑا اور حسن گانگوئي کو وہ دعوي تفویض کیا جو بہمني خاندان کا باني مباني تها چنانچه اُسکي بلند همتي اور اولوالعزمي کي امداد و اعانت سے باغیوں نے یہه کام کیا که دکن کے حاکم امدادالملک داماد بادشاہ کو شکست فاحش دیکر قتل کو پهونچایا اور صرف دکن پر هي قبضه نکیا بلکه مالوہ کے حاکم کو بهي بغاوت کا شریک کیا بادشاہ اِس واقعه سے مطلع هونے پر یہه بڑي

چونکہ اپنی سمجھا کہ دکن کی مہم کو ادھوری چھوڑکو گجرات کو روانہ هوگیاتھا چنانچہ اُسنے یہہ چاھا کہ پہلے گجرات کی امن و امان کو بحال کرے اور بعد اُسکے دکن کے بڑے فساد کو مٹاوے اگرچہ ایک عرصہ سے بادشاہ کا مزاج اچھا نتھا مگر بھگوڑے باغیوں کے پیچھے سندہ کو روانہ ہوا اور جب کہ بادشاہ اٹک پر پہونچا تو باغیوں نے مقابلہ کیا اور عبور دریا کے مزاحم هوئے مگر وہ رک نسکا اور دریا سے پار هوگیا بعد اُسکے جب وہ تاتا میں داخل هوا تو بیسویں مارچ سنہ ۱۳۵۱ ع مطابق اکیسویں محرم سنہ ۷۵۲ هجری میں بیمار هوکو مرگیا اور ایسے عالم فاضل بادشاهوں اور ظالم جہاندارون کی سی شہرت باقی چھوڑ گیا جنسے انسانوں کی خلقت بہت کم آراستہ پیراستہ اور نہایت کم تباہ اور خاک سیاہ هوتی هی *

دیوگڑہ کی دارالسلطنت بنانے اور باقی ناشایستہ حرکتوں کا بیان

منجملہ حرکات اس بادشاہ کے کوئی پوچ حرکت ایسی نہوئی تھی جیسے کہ دلی کو چھوڑ کر دیوگڑہ کی دارالسلطنت بنانے میں واقع هوئی یہانتک کہ تمام لوگ اس بیجا حرکت سے نہایت شاکی هوئے اور بڑی مصیبتوں میں پڑے یہہ بات اُسکی بجاے خود نامعقول نتھی اگر بطور معقول اُسکو پورا کرتا اور نہایت گرما گرمی اور بڑی اندھا دھندی سے عمل میں نہ لاتا مگر جوں هی کہ یہہ بات اُسکے خیال میں آئی تو فی الفور اُسنے تمام دلی کے رهنے والوں کو دیوگڑہ کے جانے کا حکم دیا اور نام اُسکا دولت آباد †

† اُنهیں روزوں دولت آباد کا قلعہ جو نبی زمانتنا موجود هی تعمیر کرایا اور اِس قلعہ سے بخوبی ثابت هوتا هی کہ وہ بادشاہ بڑے ارادہ والاتھا کہ اُسنے ایسی بڑی عمارت بنائی چنانچہ اُسنے پہاڑ کا ایک ٹکڑا ایکسو اسی فٹ کے طول کا عمود کیطرح پر کاٹا اور اُسکے اندر جانیکی پیچیدہ راہ اُس ٹکڑے کے جگر میں نکالی اور اُسکے علاوہ اور کوئی راہ اُسکے جانے کی نہیں رکھی اور چاروں طرف اُسکے ایک چوڑی گہری خندق خود پہاڑ میں سے تراشی

رکہا بعد اُسکے دوہی بار دلی آنیکی اجازت فرمائی اور دو ہی بار دلی
سے جانیکا حکم سنایا اور یہہ تہدید فرمائی کہ جو شخص وہاں نجاویگا
وہ صاف جان سے جاویگا چنانچہ منجملہ ان سفروں کے ایک سفر قحط کے
دنوں میں واقع ہوا اور بہت لوگ بھوکوں کے مارے لوٹ پوٹ کر مرگئے
اور ہزاروں فقیر و محتاج ہوگئے آخر کار یہہ تدبیر اُسکی راس نہ آئی
اور خود دلی ہی دارالسلطنت رہی *

علاوہ اُسکے بیٹھی بٹھائے یہہ ترنگ بہی اُسکے جی میں آئی تھی
کہ مصر کے بادشاہ سے جو صرف نام ہی کا خلیفہ تہا بادشاہی خلعت
حاصل کرے چنانچہ آپکو مطیع و محکوم اُسکا سمجہا اور نام اُن بادشاہوں
کا بادشاہوں کی فہرست سے خارج کیا جنہوں نے یہہ عمدہ سند حاصل
نکی تھی *

بعد اُسکے یہہ سوجھی تہی کہ تمام ملک کو ساتہہ ساتہہ میل کے
مربع ضلعوں پر تقسیم کرے اور سرکاری اہتمام سے بو جوت اُنکی کرائے *

اس بادشاہ کے دربار کا حال جو ایک افریقہ والے مسلمان نے بیان کیا

اس بادشاہ کی سلطنت کے بہت سے حال ابن بطوطہ نے تحریر کئے
جو تانجیرُز کا رہنے والا اور تمام ایشیا کو اُسنے دیکھا بھالا تھا اور اس بادشاہ
کے دربار میں سنہ ۱۳۴۱ع میں حاضر ہوا تھا اور جو کچھہ کہ اُسنے لکھا
ہی وہ بہت ٹھیک ٹھیک لکھا اسلیئے کہ جب وہ افریقہ کو واپس گیا تو اُسنے
حال اُسکا تحریر کیا چنانچہ ہندوستان کے مورخوں نے اس بادشاہ کی جو
برائیاں بھلائیاں بیان کیں ہیں وہ اُنکی تصدیق کرتا ہی اور جو جاہ و جلال
اور تباہی پریشانی اُسکی عہد دولت میں واقع ہوئی وہ بیکم و کاست
اُسنے لکھی ہی چنانچہ وہ بیان کرتا ہی کہ ملک کی سرحدوں سے عین
دارالسلطنت تک سوار اور پیدل کی ڈاک برابر دیکھی مگر ملک کو
ایسا ویران و خراب پایا کہ مسافر کی جان و مال کو ہر جگہہ جوکھوں

تھی اور خود دلی کو بڑی عالیشان بستی بیان کیا ہی اور جامع مسجد اور اُسکی چار دیواری کو تمام دنیا میں بے نظیر وہ کہتا ہی کہ اگرچہ بادشاہ اُسکو دوبارہ بسا رہا تھا مگر وہ ایک جنگل کی مانند پڑی تھی گویا کہ دنیا کے نہایت بڑے شہر میں بہت تھوڑے لوگ بستے تھے *

بیان اُسکا یہہ ہی کہ جب میں دلی میں داخل ہوا تو بادشاہ وہاں موجود نتھا مگر چند امیروں اور فاضلوں اور مسافروں سمیت جو میرے ہمراہ رکاب تھے بڑی بیگم یعنی والدہ بادشاہ کے دربار میں حاضر کیا گیا چنانچہ وہ بیگم بڑی عنایت سے پیش آئی اور خلعت مرحمت فرمایا بعد اُسکے رہنے کے واسطے ایک مکان مقرر کیا جسمیں کھانے پینے کا بڑا ذخیرہ مہیا تھا اور تمام ضروری چیزیں موجود تھیں علاوہ اُسکے دو ہزار دینار حمام کے خرچ کے لیئے عنایت فرمائے *

اسی عرصہ میں جب میری بیٹی مرگئی تو محل کے لوگوں نے اطلاع اُسکے مرنیکی ڈاک کے ذریعہ سے خفیہ خفیہ بادشاہ کو پہونچائی اور جب جنازہ باہر نکلا تو اسبات سے نہایت تعجب ہوا کہ خود وزیر اُسکے ہمراہ تھا اور جو رسمیں کہ امیروں کے مردہ کے لیئے شایاں و مناسب ہوتی ہیں وہ تمام آنکی طرف سے عمل میں آئیں اور خود بادشاہ کی والدہ نے میری بی بی کو تسلی تشفی کے لیئے بلایا اور نہایت عذر خواہی کی اور چلتے وقت اپنی عنایت سے زیور و خلعت مرحمت فرمایا *

جب کہ دلی میں بادشاہ داخل ہوا تو اُسکو بھی نہایت خلیق اور مسافرنواز پایا چنانچہ جب حصول ملازمت کے واسطے میں حاضر خدمت ہوا تو وہ بڑی تعظیم و تکریم سے پیش آیا یہاں تک کہ میرا ہاتھہ اُسنے پکڑا اور طرح طرح کی نوازشوں کے وعدہ کیئے چنانچہ بعد اُسکے قضا کا عہدہ میرے واسطے تجویز کیا اور اس ضرورت سے کہ میں ہندی زبان سے محض ناواقف تھا اس معاملہ کی نسبت عربی زبان میں گفتگو کی اور جب کہ میں نے ہندی زبان سے نا آشنائی کا عذر پیش

کیا تو خیلے گراں خاطر ہوا مگر طبیعت کو روک تھام کر میرے عذروں کا جواب دیا یہاں تک کہ مجھکو معزز و ممتاز فرمایا اور بڑي تنخواہ مقرر فرمائي بعد اُسکے ایک عربي قصیدہ میں نے پیش کیا جسمیں قرضداري کا مضمون مذکور تھا تو بادشاہ نے پچپن ہزار † دینار عنایت فرمائے مگر باوصف ان باتوں کے میں نے جان جوکھوں بھي دیکھي اسلیئے کہ بادشاہ کو ایک درویش کي نسبت جو دلي کے باہر رہتا تھا کچھہ اشتباہ ہوا چنانچہ اُسکو قتل کرایا اور اُسکے ملنے جلنے والوں کو پکڑا جکڑا حسب اتفاق اُسکے ملنے والوں میں یہہ خاکسار بھي داخل تھا مگر الگ لپٹکر چند ہمراہیوں سمیت اپني جان میں نے بچائي اور بعد اُسکے جب موقع پایا تو صاف استعفا داخل کیا مگر بادشاہ نے کمال آدمیت برتي کہ بجاے ناخوش ہونیکے اُن ایلچیوں میں داخل کیا جنکو ایلچیاں شاہ چین کے جواب میں روانہ کیا چاہتا تھا جو بڑي شان و شوکت سے آئے تھے *

بیان اسبات کا کہ اس بادشاہ کے وقتوں میں مسلمانوں کي سلطنت نہایت وسیع و فراخ تھي

اس بادشاہ کے آغاز عہد دولت میں مسلمانوں کي سلطنت دریاے اٹک کے مشرقي جانب میں ایسي وسیع و فراخ تھي کہ پہلے اُس سے اسقدر کبھي چوڑي چکلي نہیں ہوئي مگر بعد اُسکے جو صوبجات اُسکے قبض و تصرف سے خارج ہوگئے تھے وہ اورنگ زیب کے عہد دولت تک مسلمانوں کے قبضہ میں داخل نہوئے اور جن صوبوں میں بغاوت نہوئي تھي وہاں بھي بادشاہي حکومت کو ایسا صدمہ پہونچا تھا کہ مغلوں کي سلطنت تک بھي پہنچنے نپائے *

† معلوم ہوتا ہی کہ دینار اُس زمانہ میں بہت چھوٹا سکہ تھا مگر اُسکا ٹھیک ٹھیک دریافت نہیں

ایشیا والوں کو علی العموم اسبابت پر کم توجہہ هوتي هی که وہ ستمگار اور بدکردار بادشاهوں کے پنجوں سے رهائي حاصل کریں چنانچہ وہ ظلم کا اُنکے برابر اُٹھاے چلے جاتے هیں اور کبھي کان بھي نہیں هلاتے ورنہ یہہ بات بہت کم ظہور میں آتي هی که ایک آدمي کي بد انتظامي سے تمام لوگوں کو نقصان فاحش پہونچے *

فیروز تغلق کي سلطنت کا بیان

جب که محمد تغلق کا انتقال هوا تو بد انتظامي نے اُسکي فوج میں پانوں اپنے پھیلائی اور حسب معمول اس بدانتظامي کے بڑے باعث مغل تھی مگر هندوستاني سرداروں نے جو اب پہلے پہل مذکور هوئے بہت سي روک تھام اُسکي کي چنانچہ سنہ ۱۳۵۱ ع مطابق سنہ ۷۵۲ هجري میں بادشاہ کے بھتیجے فیروزالدین کو تخت سلطنت پر بٹھا دیا بعد اُسکے فیروز تغلق نے تھوڑي فوج اپني سندھ میں چھوڑي اور اٹک کے کنارے کنارے مقام آچھہ کو پھونچا اور وهاں سے دلي کو روانہ هوا اور اُن لوگوں پر فتح پائي جوپہلے بادشاہ کے فرضي یا اصل بیٹے کے نام سے بمقابلہ پیش آئے تھی *

جب که تخت نشیني پر تین برس گذرے تو سنہ ۱۳۵۳ع مطابق سنہ ۷۵۴ هجري میں بنگالہ کا ارادہ کیا چنانچہ تمام صوبہ بنگال پر گذر گیا مگر دشمن کو مطیع اپنا نکرسکا اسلیئے که غنیم اُسکے سامنے لوڑا اور آگے بڑھتا چلا گیا یہاں تک که برسات کے آنے سے کام ناکام اُسکو پچھلے پیروں پھرنا پڑا *

فیروز تغلق کے بنگال اور دکن سے هاتھہ اُٹھانیکا بیان

بعد اُسکے سنہ ۱۳۵۶ع مطابق سنہ ۷۵۷ هجري میں بنگال و دکن کے ایلچي حاضر آئے اور اُسنے دربار اُنکو دیا چنانچہ اس سے صاف واضح هوتا هی که اُسنے اُن دونوں صوبوں سے هاتھہ اپنا اُٹھایا اور اُنکے بادشاهوں کي خود مختاري گوارا کي مگر باوصف اسکے شاید نام کي بڑائي قایم رکھي

اور انکو ماتحت اپنا سمجھتا رہا بعد اُسکے خواہ اس باعث سے کہ وہ عہدنامہ شاہ بنگال کی ذات خاص سے متعلق تھا یا اس سبب سے کہ شاہ بنگال اول کے انتقال کے بعد اُسکو کچھہ طمع دامنگیر ہوئی شاہ بنگال کے جانشین سکندر سے لڑائی پیش آئی جسمیں بنگال کی عین جنوب مشرق تک خود بادشاہ بھی پہونچا تھا مگر سکندر سے بھی وہی عہد و پیمان درمیان آئی جو پہلے بادشاہ سے آئے تھے چنانچہ اُسکی خود مختاری میں کسی طرح کا شک شبہہ باقی نرہا بعد اُسکی تھوڑے عرصہ گذرنے پر تاتا واقع سندہ کے راجا جام بانی سے بادشاہ ناخوش ہوا اور اُسپر چڑھائی کی اگرچہ پوری پوری کامیابی تو نصیب نہوئی مگر جام بانی کی ظاہری اطاعت کرنے سے ناکامی کا رنج و تاسف کچھہ کم ہوگیا بعد اُسکے سندہ سے گجرات کو گیا اور وہاں پہونچکر نیا حاکم مقرر کیا اور جب کہ یہہ حاکم کئی سال کے بعد مرگیا تو سنہ ۱۳۷۲ ع مطابق سنہ ۷۷۳ ہجری میں ایک اور حاکم اُسکی جگہہ مقرر کیا بعد اُسکے ایک فساد برپا ہوا جو تھوڑے دنوں تک قایم رہا *

امورات مذکورہ بالا کے علاوہ سلطنت کے چھوٹے موٹے کاموں میں سنہ ۱۳۸۵ ع مطابق سنہ ۷۸۷ ہجری تک بہت جی جان سے مصروف رہا اور اب کہ عمر اُسکی ستاسی کو پہونچی تو ضعف و نقاہت کے مارے بادشاہت کے کام کاجوں میں بہت سر گرم نرہ سکا چنانچہ رفتہ رفتہ کل کار و بار اُسکے وزیر کے قبضہ میں آگئے اور جب کہ وزیر کو حکم و حکومت کی چاٹ لگی اور عمدہ اختیاروں کا مزا پڑا تو اُسنے یہہ بات چاہی کہ بادشاہ کو اُسکے وارث کی جانب سے برہم درہم کرے اور اپنے اختیاروں کو ہمیشہ کے لیئے قایم دایم رکھے چنانچہ اُس نے بادشاہ سے لگانا بجھانا شروع کیا اور قریب تھا کہ بادشاہ کے بڑے بیٹے کو خارج کرکے تخت نشینی حاصل کرے کہ بادشاہ کا بڑا بیٹا چھپ چھپاکر محلونتک پہونچا اور باپ کی محبت کو گرمایا چنانچہ فیروز تغلق نے خواہ

سمجهه بوجهه کر یا اپني محتاجي دیکهکر وزیر سے کناره کیا اور تهوڑے عرصه بعد اپنے بیٹے کو تمام اختیار علانیه بخشي مگر اِس شاهزادے سے جو ناصرالدین کے نام سے نامي گرامي تها سلطنت کے انصرام و اهتمام میں کوئي لیاقت ظاهر نهوئي یهانتک که ایک برس سے کچهه هي زیاده عرصه گذرا تها که اُسکے دو همشیرزادوں نے اُسکو خارج کیا یعني اُنهوں نے عین دارالسلطنت میں ایک فساد برپا کیا اور اپنے نانا جان کے نام سے جسکو اُنهوں نے اپنے قابو میں پهلے سے کرلیا تها اپنے ماموں سے لڑائي باندهي اور سرمور کے پهاڑوں تک اُسکو مارکر بهگا دیا جو جمنا اور ستلج کے درمیان میں واقع هیں اور پهر یهه مشهور کیا که فیروز تغلق نے اپنے نواسه غیاث‌الدین کو تخت اپنا بخشا اور آپ دستکش هوا *

فیروز تغلق کي وفات اور اُسکے قوانین و عمارات کا بیان

بعد اس هنگامه کے تهوڑے دن گذرے تهے که ۲۳ اکتوبر سنه ۱۳۸۸ع مطابق ۳ رمضان سنه ۷۹۰ هجري فیروز تغلق نے نوه برس کي عمر پوري کرکے جهان فاني سے نقل مکان کیا *

اگرچه اُسکے عهد دولت میں کوئي بات عمده اور شایسته ظهور میں نهیں آئي مگر اُن شایسته قانونوں کے باعث سے جو اُسنے جاري کیئے تهے اور اُن عمارتوں کي خوبي سے جو اُسنے فلاح عام کي نظر سے بنوائیں تهیں نهایت معزز و ممتاز هوا تفصیل اسکي یهه هے که اُسنے سنگین سزاؤنکو بهت کم کیا تها چنانچه جسماني تکلیفوں یعني هاتهه پاوں ناک کان کا کاٹنا یک لخت اوٹها دیا تها اگرچه هاتهه پاوں کا نه کاٹنا قانون شریعت کے صریح مخالف تها مگر وه بادشاه اِسلیئے تعریف کے قابل هے که اُسنے لوگوں کي لعنت ملامت کا اندیشه نکیا علاوه اُسکے وه محصول اُسنے موقوف کیئے جو لوگوں پر نهایت گران و ناگوار اور خود وصول انکا بغایت مشکل و دشوار تها اور ایسے محصولوں سے بهي هاتهه اوٹهایا جو کبهي کبهي حاصل هوتے تهے اور تبدیل و تغیر انکو لاحق رهتي تهي

محاصل سرکاري کو ایسي طرح قایم کیا تها که تحصیلداروں کي خاص رایوں پر بہت تهوڑي باتیں موقوف رهي تهیں اور سرکاري مطالبه تمام لوگوں پر ظاهر و باهر اور تعداد أسکي تهیک تهیک معین و مقرر هوگئي تهي دهریوں کے دیس نکالے میں کچهه کچهه تهنک اپنے وقتوں کے اختیار کیئے تهے یعني کچهه تعصب کا برتاو بهي تها اور اسرافات پوشش کي روک تهام کے لیئے کوئي قانون قاعده جاري نکیا مگر آپ هي موٹے جهوٹے کپڑے پہنے اور لوگوں کو بهي اسي طرح ترغیب و تحریص اسکي دي اور حقیقت یهه تهي که یهه بات اسکي نهایت عمده اور معقول تهي *

جو جو عمارتیں که اسنے فلاح عام کے لیئے بنوائیں اور انکے خرچ و اخراجات کے واسطے جائدادیں معین کیں تفصیل انکي یهه هی که آب پاشي کي ترقي کي ضرورت سے دریاوں کے وار پار پچاس منبعے نکالے اور چالیس مسجدیں اور تیس بڑے مدرسے اور سو مهمان سرائیں اور تیس تالاب اور سو شفاخانے اور سو حمام اور ڈیڑه سو پل بنوائے اور علاوه عمارات مذکوره بالا کے بہت سي عمارتیں عالیشان اپني خوشي خاطر اور شهر کے زیب و زینت کے لیئے بنوائیں *

اگرچه عمارات مذکوره بالا کي تعدادوں میں دهائیوں اور سیکڑوں کے سوا اکائیوں کے نهونے اور بعض بعض عمارتوں کے بڑي بڑي لاگتوں کے دیکهنے سے فهرست مذکوره کي بناوٹ کا شبهه هوتاهی مگر منجمله أسکي عمارتوں کے جو جو عمارتیں اب بهي موجود هیں آنکے دیکهنے بهالنے سے أسکے بڑے ارادوں اور بڑے کاموںکا ثبوت بخوبي واضح هوتا هی اور سب کاموں سے بڑا کام أسکا جو فهرست مذکوره میں مندرج هی وه ایک نهر هی جو جمنا کے أس جگهه سے شروع هوتي هی جهاں وه پہاڑوں سے الگ هوتي هي چنانچه وه نهر کرنال پر گذر کر هانسي هسار کو هوکر دریاے گاگر میں جاپڑتي هي اور پہلے وقتوں میں اگے بڑه کر ستلج میں جاپڑتي تهي معلوم هوتا هی که آب پاشي کي نظر سے أسکو جاري کیا تها فیروز تغلق کے بعد

شاید وہ نہر جاری نرهي اسلیئے کہ سرکار انگریزي نے جو حصہ اُسکا دوبارہ قایم کیا وہ حصار کے آگے دوسو میل تک جاري تهي اور اُسیکے ذریعہ سے حال اُسکا دریافت کر سکتے هیں حال میں اُسمیں پن چکیاں † چلتي هیں جو هندوستان میں جاری نہ تهیں اور اناج اُنمیں پستا هی علاوہ اُسکے اُنکي بدولت رس اور تیل بهی حاصل هوتا هی اور گول آرے چلتے هیں اور بڑے بڑے لٹهے پہاڑوں سے دیس میں بہاکر لاتے هیں اور ایک قسم کي کشتیوں میں سوداگري کا مال و اسباب بهي آتا جاتا هی مگر بڑا مقصود اُس سے یهہ هی کہ ملک میں آبپاشي بخوبي هووے جسکي بدولت ملک کا بہت بڑا خطہ زر خیز هوگیا اور چرواهے کسان بنگئے ‡ *

غیاث الدین تغلق ثاني کي سلطنت کابیان

جوں هي کہ غیاث الدین ثاني تخت سلطنت پر بیٹها تو اُسنے اون رشتہ داروںسے چهیڑ چهاڑ شروع کي جنکي بدولت تخت اوسکو نصیب هواتها چنانچہ انجام اُسکا یهہ هوا کہ پانچ مهینے کے اندر اندر فروري سنہ ۱۳۸۹ع مطابق صفر سنہ ۷۹۱ هجري میں تخت سے اوتارا اور جان سے مارا گیا *

ابوبکر تغلق کي سلطنت کا بیان

بعد اسکے شاهزادہ ابوبکر تخت نشین هوا جو فیروز تغلق کے دوسري بیٹی کا بیٹا تها اور کل ایک برس سلطنت کرنے پایا تها کہ ناصرالدین ان پہاڑوں سے اوترا جہاں وہ بهاگ کر چهپا تها چنانچہ ناصرالدین ایک فوج لیکر چڑها اور دلي پر قابض هوا مگر بعد اسکے نوامبر سنہ ۱۳۸۹ ع مطابق ذي الحجہ سنہ ۷۹۲ هجري میں ایک جهگڑا کهڑا هوا اور کئي

---

† واضح هو کہ انگریزي زبان میں مل چکي کو کهتی هیں یهہ لفظ هر ایسي کل پر بولا جاتا هی جو گول پہیہ وغیرہ کے گهومنے سے کام اُسمیں هوتا هی خواہ وہ پاني کے زور سے گهومي یا بهاپ کي قوت سے چلے پهرے *

‡ میجر کالون صاحب کي تحریر مندرجہ روز نامچہ ایشیا تک سوسئیٹي بنگال جلد ۲ صفحہ ۱۰۵

مہینے تک برابر قایم رہا اور اس جھگڑے میں دلی کی یہہ صورت رہی
کہ چند بار ابوبکر اور ناصرالدین کے قبض و تصرف میں آئی گئی یہانتک
کہ ناصرالدین آخرکار غالب آیا اور قبضہ اسکا مستقل ہوگیا اور حریف اسکا
اسیر اُسکا ہوا اس جھگڑے میں یہہ بات بیان کے قابل ہی کہ ایک ہندو
سردار راے سرور نامی ناصرالدین کا بڑا مدد و معاون تھا اور میوات
کے ہندو نہایت گرمجوشی سے ابو بکر کے طرفدار تھے اور جب کہ ناصرالدین
کو یہہ بات ثابت ہوئی کہ بادشاہی فوج میں بیگانہ ملک کے لوگ اُس
سے عداوت رکھتے ہیں تو اسنے انکو دیس نکالا دیا اور جن لوگوں نے اپنا
اوپرا پن چھپایا تو امتحان انکا ایسی طرح عمل میں آیا جیسی یہودیوں
میں شبلت † کے لفظ سے کیا گیا تھا یعنی جو لوگ ایک لفظ ہندی کا
جو خاص ہندی زبان کا تھا نہ بول سکے تو وہ اوپری ٹہرائے گئے اور اسی
بات سے دریافت ہوتا ہی کہ جب سے غور و ہند کی سلطنتیں علحدہ
ہوئیں تو اسی زمانہ سے ہندوؤں اور ہندوستان زاے مسلمانوں کے قدر و
منزلت بڑہ گئی *

ناصرالدین تغلق کے دوبارہ بادشاہت کرنےکا بیان

اگرچہ اس بادشاہ کے عہد دولت میں بڑی بڑی خرابیاں اور بہت
بہت پریشانیاں قایم رہیں مگر کئی باتیں ایسی ظہور میں آئیں کہ وہ
عہد اُنکی بدولت معزز و ممتاز ہوگیا *

گجرات کا حاکم فرحت الملک باغی ہوا اور سردار مظفر خاں نے
اُسکو پس پا کیا مگر بعد اُسکے اگلی سلطنت میں خود مظفر خاں بھی
باغی ہوگیا اور راٹھور کے راجپوتوں نے جمنا پار بغاوت کے نقشے جمائے
غرض کہ بادشاہی حکومت کا ڈھچر بگڑ گیا اور جابجا ضعف اُسکا ظاہر
ہوگیا *

---

† عہد عتیق کے کتاب قضات کے بارھویں باب کا ملاحظہ چاہیئے

بادشاہ کا وزیر نو مسلم اپنے بھتیجے کے الزام لگانے سے جو مسلمان اب تک نہ ہوا تھا مارا گیا بعد اُسکے جب ناصرالدین مرگیا تو همایوں اُسکا بیٹا تخت نشین ہوا مگر جب پینتالیس دن گذرے تو وہ بھي گذر گیا اور محمود اُسکا چھوٹا بھائي بڑے بھائي کي جگہہ تخت پر بیٹھا *

محمود تغلق کا بیان

یہہ شہزادہ سنہ ۱۳۹۳ع مطابق سنہ ۷۹۶ هجري میں تخت نشین ہوا مگر کم سنے کے باعث سے بادشاهت کے گئے گذري رعب داب کو بحال نکرسکا چنانچہ گجرات کا حاکم مظفر خاں خود مختار ہوگیا اور بادشاهي کرنےلگا اور مالوہ جو دکن سے الگ ہوکر دلي کے شامل ہوگیا تھا همیشہ کے لیئے دلي سے الگ ہوگیا اور خاندیس کا چھوٹا صوبہ بھي قبضہ سے نکل گیا غرض کہ نئي نئي سلطنتیں قایم ہوگئیں اور اکبر کے زمانہ تک قایم رهیں *

بادشاهت کي تباهي اور تیمور کي چڑهائي کا بیان

خاص وزیر نے جونپور پر قبضہ کیا اور نئي سلطنت قایم کي اور اُسي زمانہ میں عین دارالسلطنت میں کئي گروہ قایم ہوئے چنانچہ ایسمیں لڑ بھڑ کر لہو کے ندي نالی بہائے باقي صوبوں کا یہہ حال ہوا کہ خود بادشاہ اور اسکے مخالفوں کي پروا بھي نکي اپس میں لڑنے جھگڑنے لگی چنانچہ یہہ لوگ آپس میں لڑجھگڑ رہے تھے کہ تیمورلنگ انکے سر پر ٹوٹا اور سارے گروهوں کو مار مار کر خراب و خستہ کیا *

اگرچہ تیمور نے اتنی تاتاري لوگ اکھٹے نکئے تھے جتنے کہ چنگیز خاں نے جگہہ جگہہ سے فراهم کیئے تھے مگر باوجود اسکے اسیطرح ادهر اودهر سے جمع کرکے اُسیکي مانند اس پاس کے ملکوں میں لوٹ مار کرتا پھرتا تھا اگرچہ تیمور اپني† ذات کا ترک اور مذهب کا مسلمان اور کسیقدر تربیت

† تیمورلنگ یا امیر تیمورجیسي‌کہ ایشیاوالے اُسکو پکارتے هیں مقام کیش میں پیدا ہوا جو شہر سمرقند کے پاس واقع ہے اور وهاں ترکي فارسي دونوں زبانیں

یاتنه ولایت میں پیدا هوا تها مگر لڑنے بهڑنے کے رنگ ڈهنگ اُسکے ویسے هي وحشیانه تهے جیسے که چنگیز خاں مغل کے طور طریقے تهے علاوہ اسکے ملکي انتظاموں میں بهي ویسا هي کوتاہ اندیش تها جیسا که چنگیز خاں مغل تها مگر بادشاهي اسکي چنگیز خاں کي بادشاهي سے بہت تهوڑے دنوں قایم رهي چنانچه جن جن ملکوں میں بڑي دوڑ دهوپ اسنے کي تهي انکے بڑے بڑے حصوں کو بهي اپنے قبضه میں نرکها اور اسکي بادشاهي کے حصوں میں سے جو حصه اسکے خاندان میں باقي رهے اور شاداب اور آباد بهي هوئے تو ساري وجهه اسکي یهه تهي که اسکي آل و اولاد کے چال ڈهال اسکی چال چلن کے مخالف تهے تیمور نے ایران و ماوراءالنهر کو فتح کیا باقي تاتار اور جارجیا اور میسوپٹیمیا اور کچهه تهوڑا سا حصه روس اور سائبیریا کا ایران و ماوراءالنهر کي فتح سے پہلے پہلے خاکسیاہ کر چکا تها که بدون کسي نزاع سابق کے هندوستان کي بودي بادشاهت پر دهاوا کیا *

شروع بہار سنه ۱۳۹۸ع مطابق سنه ۸۰۰ هجري میں تیمور کا پوتا پیر محمد نامي جو سلیمان کے پہاڑوں والی پٹهانوں کے دبانے میں مصروف تها مقام اُچهه کے قریب اٹک پار اوترا اور ملتان کا محاصرہ کیا ‡ جسمیں چهه مہینے سے زیادہ زیادہ صرف هوئے اور تیمور اُسي زمانه میں کوہ هندو کش سے گزرکر براہ معمولي کابل میں داخل هوا † اور

بولتی هیں خاندان اُسکا دو سو برس سے وهاں بستا رستا تها تیمور دور کے رشته سے یهه دعوی کرتا تها که میں چنگیز خاني هوں مگر حقیقت یهه هی که نانا اُسکا برلاس کے قوم کا ایک افسر تها

‡ تیمورلنگ نے جو کام هندوستان میں کئي تمام بیان اُنکا پرایس صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحه ۲۲۹ وغیرہ اور رینل صاحب کي سرگذشت تیمور صفحه ۱۱۵ وغیرہ اور برگز صاحب کے ترجمه تاریخ فرشته سے لیا گیا

† هندوستان کے مهم سے پہلے پہلے جو مهم تیمور نے پہاڑوں کي سیاہ پوش کافروں پر کي تهي اُس مهم کے بیان کو میرخوند کے بیان سے پرایس صاحب نے نقل کیا اور پڑهنے والی کے لیئے نهایت دلچسپ هی

ماہ اگست سنه الیه میں وهاں سے آگی کو بڑهتا چلا چنانچه هریوب اور بانو کے رسته سے دنکوت کو پہونچا ‡ اور لکڑي سرکنڈون کے پل بناکر اتک سے پار اوترا اور جهلم پر پہونچکر تلنبا میں داخل هوا اور بیچ کے ملکون کو جگہه جگہه مطیع اپنا کرتا چلا گیا اور تلنبا سے بہت سا روپیه حاصل کیا مگر کہتے هیں که وه شهر اسکي فوج کے هاتهوں سے بلا حکم اسکی برباد هوا اور سارے باشندے جان سے مارے گئے *

جب که تیمور تلنبا میں داخل هوا تو اسي زمانه میں پورے محاصره کے ذریعه سے ملتان فتح هو چکا تها مگر برسات استدر برسي که پیرمحمد کے گهوڑے مرگئے یہاں تک که وه بستي میں پڑے رهنے پر مجبور هوا اور بستي سے باهر نه آسکا اور جب که پچیسویں اکتوبر سنه ۱۳۹۸ع کو تیمور ملتان کے قریب آپہونچا تو پیر محمد نے تهوڑي فوج اپني ملتان میں چهوڑي اور اپ استقبال کو روانه هوا چنانچه دریاے ستلج پر دادا جان کي ملازمت حاصل کي بعد اسکی تیمور تهوڑي فوج لیکر اجودهن کے جانب کو آگی بڑها مگر وهاں کوئي مقابله پیش نه ایا یعني کوئي اسکی سامنی نه پڑا اور جو که وه بستي ایک بڑے اولیا (یعني بابا فرید شکرگنج) کے مزار کي بدولت مشهور و معروف تهي تو اسکی پاس و آداب سے وه دوچار باشندے جو بهاگي ناگی نتهے حواله شمشیر نکیئی گئی بعد اسکی تیمور لنگ بتنیر پر گیا اور دیس کے اُن لوگوں کو قتل کیا جو شهرکے فصیل میں جان بچائے پڑے تهے یہاں تک که وه شهر چند شرطوں پر مطیع و محکوم اسکا هوا مگر ان غلط فہمیوں کے باعث سے جو تیمور کي اطاعت میں مطیعون کو همیشه پیش آتي تهیں وه بستي جلائي گئي اور تمام باشندے جان سے مارے گئے بعد اسکی سامانه کا اراده کیا اور جہاں جہاں گذرتا گیا باشندوں کو قتل کرتا گیا یہاں تک که خود سامانه پر اپني فوج کے بڑے حصه سے جاکر مل گیا اور ادهر اودهر دهاک اسکي ایسي

‡ واضح هو که دنکوت کا مقام اب تک تهیک تهیک دریافت نهیں هوا مگر غالب یهه هی که سلسله کوه نمک کے جنو بي جانب میں واقع هوگا

پڑي که سامانه سے اگلے شہروں کے لوگ اپنے گھر بار چھوڑ چھاڑ کر چنپت
ہوگئی اور یہي وجھه ہوئي که بعد اسکی عام قتل کي نوبت نه پہونچي
مگر باوجود اسکے بھي بہت سے لوگ اسیر پنجه بلا ہوئی غرض که بارھویں
دسمبر سنه الیه کو دلي میں داخل ہوا اور تمام اُن قیدیوں کو تیغ ظالم
کے حواله کیا جو پندرہ برس سے زیادہ زیادہ عمر کے تھے چنانچه تعداد ان
مقتولوں کے مسلمان مورخوں نے معمولي مبالغه کي رو سے بقدر ایک
لاکھه کے بیان کي ہی *

ہندوستاني فوج کي شکست اور دلي کي تباهي کا بیان

جب که فوج ہندوستاني جو گنتي میں تھوڑے اور پھوٹ میں پورے
تھي شکست فاحش کھاکر دلي میں داخل ہوئي تو محمود تغلق نے
گجرات کا رسته لیا اور دلي والوں نے جاں‌بخشي کے پکے پورے وعدوں کے
بھروسے پر تیمور کي اطاعت کام ناکام اختیار کي چنانچه بعد اُسکے سترویں
دسمبر سنه الیه کو تیمور ہي ہندوستان کا بادشاہ پکارا گیا *

بعد اُسکے جو امر ناگزیر پیش آیا وہ تیمور کے اُن وعدوں سے اُسیقدر
مطابق ہی جو مطیعوں کي جان و مال کے حفظ و حراست کے لیئے
پیش کیا کرتا تھا مگر ہم اسبات میں حیران ہیں که ہم اُسکو اُسکي دغابازي
سے نسبت کریں یا اُسکي فوج سفاک کي قدیمي خونریزي اور خود سري
کو اُسکا باعث ٹھہراویں مگر بڑے معتبر مورخ حادثه مذکورہ کے اغاز و
ابتدا کو فوج کي خودسري سے نسبت کرتے ہیں اور اصل اُسکي یہه ہی
که جب شہر والوں نے فوج کي لوٹ کھسوٹ کے مارے فوج کا مقابله کیا تو
فوج نے یہاں تک خونریزي کي که کشتوں کے پشتے لگ گئي اور لاشوں
کے انباروں سے بعض بعض کوچوں میں آنے جانیکي راہ مسدود ہوگئي اور
جب که شہر کے دروازہ توڑے گئے تو ساري فوج اندر گھس گئي اور ایسا
قتل عام کیا که بیان کي نسبت خیال اُسکا اسان ہی چنانچه پانچ
دن تک شہر کا لٹنا کھسٹنا اور جلنا پھکنا چپ چاپ اپني آنکھوں سے دیکھتا

رها اور یاروں رفیقوں سمیت اپنی فتح کی جشن اوڑائے گیا یہاں تک کہ جب فوج اُسکی مارتے مارتے هار گئی اور لوٹ کھسوٹ کے لیئے مال اور اسباب بھی باقی نرها تو فوج کو کوچ کا حکم سنایا گیا اور روز روانگی یعنی ۳۱ دسمبر سنہ الیہ کو اُس سنگ مرمر کی شفاف و پاکیزہ مسجد میں جسکو فیروز تغلق نے جمنا کے کنارے پر بنایا تھا بہت گڑگڑا کر خدائے بےنیاز کا شکر ادا کیا † *

کہتے هیں کہ تیمور دلی سے بہت سی غنیمت لیگیا اور هر درجہ کے عورتیں مردوں کو لونڈی غلام اُسنے بنایا اور شہر سمرقند میں ایک بڑی مسجد بنانیکے لیئے بڑے بڑے بانی کار معمار اور اچھے اچھے سنگ تراش اپنے همراہ لیگیا *

تیمور کے هندوستان سے چلے جانے اور اُسکی عادتوں کا بیان

بعد اُسکے تیمور میرٹھہ کو گیا اور وهاں جاکر قتل عام کیا اور گنگا سے پار اوتر کر کنارے کنارے هردوار تک وهاں پہونچا جہاں گنگا پہاڑوں سے الگ هوتی هی چنانچہ پہاڑوں کے دامن میں هندوؤں سے کئی ایسی لڑائیاں لڑا جنمیں خود تیمور ایسا بیجان هوکر لڑا بھڑا تھا جیسا کوئی ادنی سپاهی لڑتا هی اور کڑی کڑی تکلیفیں اوٹھائیں اور وہ تکلیفات اس وجہہ سے زیادہ عجیب غریب معلوم هوتی هیں کہ اُسوقت اُسکی عمر ۶۳ برس کی تھی بعد اُسکے پہاڑوں کے تلے تلے جموں تک پہونچا جو لاهور کے شمال میں واقع هی اور وهاں سے جنوب کو هوکر اُس رستہ کو هولیا جس رستہ سے هندوستان میں ایا تھا اور هندوستان کو نہایت بے انتظامی اور قحط عظیم اور وبائے عام کی بلاؤں میں مبتلا چھوڑکر دسویں مارچ سنہ ۱۳۹۹ع مطابق سنہ ۸۰۱ هجری کو هندوستان کی حدوں سے

† یہہ پرایس کا مقولہ هیجو بظاهر میراخوند سے ماخوذ هی

باہر نکل گیا † واضح ہو کہ تیمور کي عادات اُسکے فعلوں سے دریافت کرني چاہئیں نہ اُسکے مداحوں کي تعریفوں سے جو اُنہوں نے اُسکي نسبت بیان کیں اور نہ اُسکے خاص اُن قولوں سے جو اُسیکے حکم نافذ سے در باب تکمیل حکومت کے خاص اُسیکے خیالوں کے موافق قلمبند ہوئے چنانچہ اُسکي سرگذشتوں کے دیکھنے سے جنکو آپ اُسنے اپني زندگي میں تحریر کیا اُسکي عادتوں کي برائي بھلائي ٹھیک ٹھیک معلوم ہو جاتي ہی ‡ اور وہ سرگذشت اُسنے ترکي زبان میں صاف صاف اور خوب آراستہ پیراستہ لکھي ہی اور یہہ شک شبہہ کہ آپ اُسنے لکھي یا کسي اور آدمي نے لکھي اُسکي اس سادہ لوحي سے رفع ہوجاتاہی کہ اُسنے اپني دغا بازي اور حیلہ سازیکو کھلم کھلا اور پوست کندہ لکھا ہی اور جگہہ جگہہ آپ کو ایسا پاک طینت اور صادق القول لکھا ہی کہ بڑاسا بڑا خوشامدي بھي ایسا نہ لکھتا اور فریب اور مکاري اور عقیدوں کے فساد اور عبادتوں کے حال جو اُسمیں بیان کیئے ہیں کوئي شخص اُسکی سوا اُنکو ظاہر نہیں کرسکتا یہہ حالات اُسکي دلاوري ہوشیاري فطرت اور آدمیوں کے حالات سے بخوبي واقف ہونے پر اور بحسب حال اور موقع کے عمل در آمد کرنیکي جسارت کے ساتھہ آدمي کے اوصاف وعادات کا ایک ایسا عجیب غریب نقشا ہی جو کبھي دیکھنے میں نہیں آیا اور جب کہ وحشي فیروز مندوں کے حاکمانہ کلام اُن بادشاہوں کے عمدہ کلاموں سے مقابلہ کیئے جاتے ہیں جنکو وحشي فیروزمند دھمکاتے ہیں اور وہ بادشاہ لطایف الحیل سے جان اپني بچاتے ہیں تو ہم اسبات پر مایل ہوتے ہیں کہ اُن وحشي فیروزمندوں کو اکھڑ سپاہي اور گنوار کا لٹھہ تصور کریں مگر تیمور کي ذاتي خصلتیں ایسي تھیں جیسے کسي مکار مدبر کي ہوتي ہیں اور غالب یہہ ہی کہ ایسي ہي لیاقتوں کي وجہہ سے اور تاتاري فتحمند بھي بہت سے سرداروں سے سبقت لیگئے جو سپہگري کے فنون و لوازم میں کچھہ اُنسے کم نتھے *

† تیمور اسوقت اُس مشہور مہم پر جاتا تہا جو اُسنے بجازت پر کي تھي

‡ توزک تیموري کا ترجمہ میجر سٹوارٹ صاحب کا

چنگیز خاں اور تیمورلنگ کي تاریخوں میں ایک طرح کي مناسبت پائي جاتي هی مگر منجمله ان دونوں اعداے نوع‌بشر کے چنگیز خاں نهایت خشمناک اور سخت بیباک سفاک اور تیمور لنگ بڑا دغاباز اور حیله ساز تها *

دلي کي بد عملي کا بیان

تیمور کے جانے پر دو مهینے گذرنے تک دلي میں کوئي حکومت باقي نرهي بلکه باشندے بهي تهوڑے رهگئے بعد اُسکے دلي کي حکومت پر جهگڑا قایم هوا چنانچه ایک سردار اقبال نامي جو محمود تغلق کے عهد دولت میں تهوڑا بهت اختیار رکهتا تها آخرکار کامیاب هوا اور سنه ۱۴۰۰ ع مطابق سنه ۸۰۲ هجري میں چند بار اُسنے دلي کے آس‌پاس کے اضلاع سے آگے بڑهنا چاها اور حکومت کي وسعت چاهي مگر وه ناکام رها اور اقبال اُسکا یاور نهوا یهانتک که ملتان کے دور دراز مهم میں مارا گیا *

بعد اُسکے سنه ۱۴۰۵ ع مطابق سنه ۸۰۸ هجري میں محمود تغلق گجرات سے واپس آیا اور تهوڑے عرصه تک وظیفه داروں کیطرح سے دلي میں رهتا سهتا رها اور پهر قنوج میں مقیم هوا جو جونپور کے بادشاه کا علاقه تها اور اپنے وقتوں میں اقبال نے بهي چند بار اُسکا اراده کیا تها مگر جب که اقبال کا ادبار آیا اور اُسنے انتقال کیا تو سنه ۱۴۱۲ ع مطابق سنه ۸۱۴ هجري میں محمود تغلق نے دوباره تخت پر جلوس کیا مگر حقیقت یهه تهي که وه نام کا بادشاه رها اور بیس برس کے بعد اپني موت مرگیا بعد اُسکے دولت خاں لودهي جانشین اُسکا هوا اور اُسکي تخت نشیني پر کل پندره مهینے گذرے تهے که سنه ۱۴۱۴ ع مطابق سنه ۸۱۷ هجري میں خضر خاں حاکم پنجاب نے اُسکو خارج کیا اور سیدهي راه اُسکو بتائي *

سیدوں کي حکومت کا بیان

زمانہ مذکورہ بالا سے چھتیس برس تک بلاد هندوستان میں کوئي
نام کي سلطنت بهي باقي نرهي باقي خضر خاں جو سنہ ١٤١٤ع مطابق
سنہ ٨١٧ هجري میں حاکم هوا وہ تیمور کي نیابت کے بهانہ سے بلاخطاب
بادشاهي اور بلا لوازم سلطاني حکومت کرتا رها اور اصل حقیقت یہہ
تهي کہ اگرچہ خضر خاں خاص هندوستان میں پیدا هوا تها مگر اصل و
نسب سے بني فاطمہ تها اور اسي شخص اور اُسکے تین اولادوں کي تخت
نشیني سے سیدوں کي سلطنت کا خاندان قایم هوا منجملہ اُنکے ایک
سید مبارک تها جو سنہ ١٤٢١ ع میں حاکم هوا اور دوسرا سید محمد
جسنے سنہ ١٤٣٥ ع میں حکومت کو سنبهالا اور تیسرا علاوالدین جو سنہ
١٤٤٤ ع میں حکم راني کرنے لگا باقي خضر خاں کي یہہ صورت تهي
کہ دلي کے علاوہ کوئي ضلع یا پرگنہ اُسکے قبض و تصرف میں نتها یہاں
تک کہ پنجاب اُسکا اصلي صوبہ بهي بہت جلد اُس سے باغي طاغي
هوگیا تها چنانچہ خاندان اُسکا پنجاب کے کسیقدر حصہ کے واسطے اپنے
عہد حکومت میں لڑتا جهگڑتا رها مگر اُسکے خاندان والوں نے اپني
حکومتوں کا بڑهانا چاها چنانچہ بڑي گرمجوشي سے چند مرتبہ راجپوتوں
کي سرحدوں اور صوبہ مالوہ پر کڑے کڑے دهاوے کیئے مگر علاوالدین کے
عہد حکومت میں جو سب سے پچهلا حاکم تها حدود اُنکے اضلاع مقبوضہ
کي شہر پناہ کي ایک جانب کل ایک میل سے اور باقي کسي طرف بارہ
میل سے زیادہ نتهي هاں اُسکے قبض و تصرف میں بدایوں تها جو دلي کے
شرقي جانب میں سو میل کے فاصلہ پر واقع هی یہانتک کہ علاوالدین
آخرکار اُسي جگهہ چلا گیا اور شهر دلي کو بہلول خاں لودهي کے حوالہ
کیا جسنے بادشاهي کا خطاب اختیار کیا اور بعد اُسکے علاوالدین نے سنہ
١٤٥٠ ع مطابق سنہ ٨٥٤ هجري میں گوشہ‌نشیني اختیار کي *

لودهیوں کے خاندان کا بیان

بہلول لودهي کا بیان

واضح هو که اس بہلول خاں کے باپ دادے تجارت کي بدولت دولتمند هوئے تهے اور دادا اُسکا فیروز تغلق کے زمانه میں جو پٹهانوں کا بهائي باپ تها ملتان کا حاکم تها باپ اُسکا اور نیز کئي چچا اُسکے سیدوں کے عہد حکومت میں فوج کے افسر تهے چنانچه منجمله اُنکے اسلام خاں ایسا ذي اختیار و صاحب قوت تها که اپني قوم کے باره هزار آدمیوں کو تنخواه اپنے گهر سے دیتا تها غرض که اِس خاندان کي قوت و مکنت اور نیز بعض بعض بهائي بندوں کي غمازي سے سید محمد کو رشک پیدا هوا چنانچه لودهیوں پر بڑے بڑے ظلم ستم هوئے اور پہاڑونمیں بهگائے گئے مگر یهه لوگ اسوقت تک سیدوں کي حکومت کا مقابله کرتے رهے که بہلول خاں کو پہلے پہل سہرند پر اور بعد اُسکے تمام پنجاب پر قبضه کرنیکا موقع هاتهه آیا *

بہلول خاں کو حمید خاں وزیر نے بلایا تها جو پہلے پادشاه کا وزیر تها مگر جب که بہلول خاں نے یهه دیکها که یهه وزیر اُسکي اصل نہیں سمجهتا تو اُسنے ایک تدبیر سے اُسکو گرفتار کیا اور اُسکي بات کو خاک میں ملاکر ملکي انتظاموں سے هاتهه اُٹهانے اور کنج عزلت میں بیٹهنے پر اُسکو مجبور کیا *

بہلول خاں کي تخت نشیني پر دلي کي سلطنت میں پنجاب داخل هوگیا تها اور سیدونکے زمانه میں ملتان خود مختار تها اور جبکه بہلول اُسپر چڑهکر گیا تو شاه جونپور کے دهاوں کے مارے جسنے دلي کا محاصره کیا تها پیچهلے پیروں واپس آیا غرض که سنه ۱۴۵۲ ع مطابق سنه ۸۵۶ هجري میں شاه جونپور سے لڑائي شروع هوئي اور چهبیس برس تک قایم رهي مگر اس درمیان میں کبهي کبهي تهوڑے دنوں کے لیئے بناوټ کي صلح آشتي بهي هوتي رهي چنانچه انجام اُسکا یهه هوا که سنه ۱۴۷۸ ع مطابق

سنه ۸۸۳ هجري میں جونپور فتح هوا اور همیشه کے لیئے دلي کي سلطنت میں شامل هوگیا بہلول اس طول طویل لڑائي کے بعد دس برس تک زنده رها اور چهوتي چهوتي لڑائیاں لڑا کیا اور ادهر اودهر کے ملکوں کو فتح کرتا رها یہانتک که سنه ۱۴۸۸ ع مطابق ۸۹۴ هجري میں مرگیا اور مرتے دم تلک اتنا ملک چهوڑ گیا که جمنا سے کوه همالیه تک اور جمنا کے مشرق میں بنارس تک اور اُسکے مغرب میں بندیل کهنڈ تک پهیلا هوا تها *

سکندر لودهي کي سلطنت کا بیان

اس بادشاه کي تخت نشیني پر اُسکے بهتیجے شہر خواره کیطرف سے چند سرداروں نے جهگڑا کهڑا کیا اور اس بادشاه کے دو بهائیوں نے میدان کي لڑائیاں قایم کیں اور هتیاروں کي نوبت پہونچائي اور منجمله اُنکے ایک بهائي بہت جي توڑ کر لڑا مگر سکندر سب پر غالب آیا اور جو لوگ اُنکے شریک حال تهے اُنسے اچهي طرح پیش آیا اور اپنے بهائي بندوں پر بہت سي مہرباني کي اور صوبه بہار کو بنگال کي سرحدونتک دلي کي سلطنت میں شامل کیا اور بندیل کهنڈ کیجانب میں بهي اپنے ملک کو وسعت بخشي مگر یهه بادشاه منجمله اُن متعصب بادشاهوں کے تها جو دلي کے تخت پر بیٹهے تهے چنانچه جو شہر اور قلعۀ هندوؤں کے فتح کرتا تها تو اُنکے مندروں کو ڈها پهوڑ کر برابر کردیتا تها اور تیرت جاتره اور جمنا گنگا کے اشنان سے روکتا ٹوکتا تها یہانتک که ایک موقع پر اُسنے اپنے تعصب کي نوبت ظلم و ستم کي غایت تک پہونچائي یعني ایک † برهمن اس مسئله کے شایع کرنے میں بہت سرگرم تها که اگر تمام مذهبوں پر جي جان سے عمل کیا جاوے تو خدا کے نزدیک برابر مقبول هیں چنانچه اُسنے اُس برهمن کو اپنے روبرو طلب کیا اور باره فاضلوں

---

† یهه برهمن معلوم ایسا هوتا هی که کبیر کے چیلوں میں سے تها جو ایک هندو حکیم تها اور اسي صدي کے شروع میں اسي قسم کے مسائل کي تعلیم کیا کرتا تها *

کے سامنے ثبوت اُس مسئلہ کا اُس سے چاہا اور جب کہ اُس نے اپنے مسئلے نچھوڑے تو اُسکو قتل کرایا *

علاوہ اُسکے جب ایک مسلمان نے کسی جگہہ پر تیرتھ جاترہ کی روک ٹوک پر اُسکو سمجھایا اور گونہ ملامت کی تو اُسنے اپنی تلوار سونت کر اُسپر چلائی کہ ای بدبخت تو بت پرستی کا حامی ہوتا ہی مگر جب اُس نے یہہ عرض کیا کہ میں بت پرستوں کا مدد و معاون نہیں بلکہ میری غرض یہہ ہی کہ بادشاہوں کو یہہ امر شایان و سزاوار نہیں کہ وہ اپنی رعایا کو ستایا اور اُنکے دلوں کو دکھایا کریں تو وہ گونہ ٹھنڈا ہوا اور غصہ اُسکا دھیما پڑا *

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ جب وہ اپنے ہاتھی پر چڑھکر جاتا تہا تو اُسکی حق میں ایک قلندر نے فیروزمندی کی دعا کی اور اُسنے یہہ بات کہی کہ بابا تو اُسکے حق میں دعاکر جو اپنی رعایا کا بھلا چاھے *

یہہ بادشاہ ایک شاعر تھا اور عالم فاضلوں کو بہت مانتا تھا اٹھائیس برس سلطنت کرکے آگرہ میں اس جہاں فانی سے گذرا *

ابراھیم لودھی کی سلطنت کا بیان

یہہ بادشاہ اپنے باپ کا جانشین ہوا مگر اپنے باپ کی خوبیوں سے محض معرا تھا یہاں تک کہ بھائی بند اُسکی اُسکے غرور و نخوت کے باعث سے سخت متنفر اور سردار اُسکے اُسکی وھمی مزاج کے مارے تنگ اور پریشاں تھے چنانچہ ان باعثوں کی ضرورت سے اُسکی سلطنت میں روز روز شور و فساد برپا رھے یہاں تک کہ شروع سلطنت میں اُسکا ایک بھائی جونپور کا بادشاہ پکارا گیا مگر بارہ مہینے کے اندر اندر مغلوب ہوا اور ابراھیم نے اُسکو پوشیدہ پوشیدہ قتل کیا اور باقی بھائیوں کو عمر بھر قید رکھا بعد اُسکے ایک سردار اسلام خاں نامی باغی ہوا اور عین میدان میں مارا گیا اور بہت سے بڑے بڑے آدمی اور صوبوں کے حاکم بغاوتوں میں شریک ہونے سے اور بہت سے لوگ شک شبہہ میں کھلم کھلا مارے گئی

اور بہت سے لوگوں کو قید کرکے درپردہ قتل کرایا اور ایک حاکم کو ایسی حالت میں مروا ڈالا کہ وہ اپنی گدی پر بیٹھا تھا غرض کہ ایسی کاموں سے لوگوں کا اطمینان اوٹھہ گیا اور بہت سے سردار اسکے باغی طاغی ہوگئی یہاں تک کہ ملک کا مشرقی حصہ بالکل قابو سے نکل گیا اور دریا خاں لوحانی کا مطیع و محکوم ہوکر بجاے خود مستقل ہوگیا اور جب دریا خاں لوحانی مرگیا تو اُسکی بیٹے نے بادشاہی کا خطاب اختیار کیا *

ہندوستان پر بابر کی چڑھائی کا بیان

پنجاب کے حاکم دولت خاں لودھی نے اور سرداروں کے قتل و قمع سے خوف کھاکر بغاوت اختیار کی اور اپنی امداد و اعانت کے لیئے بابر بادشاہ کو بلایا جو تھوڑی مدت سے کابل میں سلطنت کرتا تھا مگر پہلے اُس سے بابر ملک پنجاب پر حملہ کرچکا تھا اور دعوی اُسکا یہہ تھا کہ پنجاب کا ملک میرے جدامجد تیمور لنگ کا ترکہ ہی اور میں اُسکا وارث ہوں اور اب جو دولت خاں نے اسکو بلایا تو اسنی بڑی خوشی سے قبول کیا مگر بعض بعض پٹھان سرداروں نے یا تو ابراھیم شاہ لودھی کے نمک کا حق بجاکر یا بیگانہ آدمی یعنی بابر بادشاہ سے نفرت کرکے غرض کہ کوئی سبب قایم کیا جاوے دولت خاں کو حکومت گاہ سے خارج کیا اور بابر سے بمقابلہ پیش آئے مگر انجام اُسکا یہہ ہوا کہ سنہ ۱۵۲۴ ع مطابق سنہ ۹۳۰ ھجری میں لاھور کے قریب اُنکو شکست فاحش نصیب ہوئی اور بابر کی فوج نے لاھور کو جلا پھونک کر خاک سیاہ کیا بعد اُسکے دیپالپور پر چڑھائی کی اور محصوروں کو پکڑ جکڑ کر گردن مارا اور اسی جگہہ دولت خاں بابر کی خدمت میں حاضر آیا مگر تھوڑے دنوں بعد اُسکے آزادوں کی نسبت بابر کو کچھہ شبہہ دامنگیر ہوا چنانچہ اُسنے بیٹوں سمیت اُسکو مقید کیا اور جب تھوڑی مدت گذرنے پر بابر نے ترس کھایا تو اُسنے اُسکو رہا کیا اور نہایت تعظیم تکریم سے پیش آکر جاگیر اُسکے لیئے مقرر فرمائی مگر باوجود اس مدارات اور خاطرداری کی اُس بے اعتباری

کو رفع نکرسکا جو دولت خاں اور اُسکے بیٹوں کے دلوں میں اُسکی طرف سے مستقر و متمکن ہوئی تھی یہاں تک کہ جب بابر دلی کی جانب روانہ ہوا اور رفتہ رفتہ شہر سہرند تک پہونچا دولت خاں ایک بیٹی سمیت باغی ہوا † اور پہاڑوں میں چلا گیا چنانچہ بابر نے ایسے خطرناک دشمن کو پیچھے چھوڑنا مناسب نسمجھا اور کابل کو لوٹنے کا ارادہ کیا مگر باوجود اُسکے اُن ملکوں پر جما رہا جنکو اُسنے فتح کیا تھا اور اپنے اعتمادی لوگوں کو اُنپر مقرر کیا چنانچہ ابراهیم شاہ کے چچا علاؤالدین کو دیپال پور پر چھوڑا مگر ایسا معلوم ہوتا ہی کہ یہہ علاؤالدین ابراهیم کی قید سے بھاگ کر بابر کے پاس ایا تھا بعد اُسکے جب کابل کی طرف کو بابر آگے بڑھا تو دولت خاں نے ملک پنجاب کو روند سوند کر پامال کیا اور جب علاؤالدین اُسکا مقابلہ نکرسکا تو وہ بھی کابل کو چلتا ہوا مگر دولت خاں کا انجام یہہ ہوا کہ بابر کے ایک سردار نے اُسکو شکست دیکر مغلوب کیا اور جب کہ بابر شہر بلخ کو اوزبکوں کی شر و آفت سے بچا رہا تھا تو اُسنے علاؤالدین مذکورالصدر کو هندوستان کی جانب روانہ کیا اور اپنے سرداروں کے نام اُسکی امداد و اعانت کے لیئے پروانہ بھیجے غرض کہ علاؤالدین اُن سرداروں کی امداد و کمک سے دلی کو روانہ ہوا اور نوبت اُسکی یہہ پہونچی کہ جو لوگ ابراهیم شاہ کی فوج سے ناراض ہوکر آتے تھے وہ علاؤالدین کے لوگوں میں داخل ہوتے تھے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ فوج اُسکی چالیس هزار آدمیوں کے لگ بھگ ہوگئی غرض کہ علاؤالدین اس فوج کو همراہ اپنے لیکر دلی کی رونی تک پہونچا اور ابراهیم شاہ سے لڑ بھڑ کر شکست فاحش کھائی اور بابر اُس زمانہ میں بلخ کا جھگڑا چکاکر لاهور تک پہونچا تھا اور دولت خاں کے پیچھے پہاڑوں میں گیا

---

† دولت خاں کا دوسرا بیٹا دلاور نامی بابر کا مطیع و محکوم رہا اور وہ بابر کا معتمد تھا خطاب اُسکا خان‌خاناں اور وہ خود دلی کے دربار میں دوسرے درجہ کا امیر تھا اور همایوں اور بابر دونوں باپ بیٹوں کے عہد دولت میں بڑا ذی اختیار رہا

تها چنانچه دولت خاں نے جان اپني بچائي اور بابر کي اطاعت قبول
کي اور قلعة کو ملازمان بابري کے سپرد کيا † بعد اُسکے پہاڑوں پہاڑوں بابر روپڑ
میں داخل ہوا جو ستلج کے کنارے لودھیانہ سے اوپر کي جانب کو واقع
هی اور روپڑ سے سیدھا دلي کو روانہ هوا اور پاني پت کے ڈیروں ابراهیم‌شاہ
کے پاس پہونچ آپ کو پایا جو اُسکے مقابلہ کے واسطے ایک لاکھہ آدمي
اور ایک هزار هاتهي لایا تها اور بابر کے روبرو ایساهي لوگوں نے بیان کیا
اور جب کہ بابر ابراهیم شاہ کے لشکر کے قریب آیا تو ایک مقام اُسنے
پسند کیا اور اپنے توپوں کو چمڑے کي رسیوں سے اکهٹا کرکے باندھا اور
توپوں کے آگے پیادوں کي صفیں باندھیں اور پیادوں کے آگے چهاتي چهاتي برابر
دمدمی باندھے اور علی هذالقیاس اُسنے بازوں کو بهي دمدموں سے مضبوط
و مستحکم کیا اور فوج اُسکي کل بهیربنگاہ سمیت بهي بارہ هزار آدمیوں
سے زیادہ نتهی اور جب کہ ابراهیم اُسکے بہت قریب آپہنچا تو اُسنے بهي
اپنے مقام کو مستحکم کیا مگر ابراهیم کو اسقدر صبر نہوا کہ وہ بابر کے
دهاوے کا منتظر بیٹهے چنانچہ اُسنے چند روز کے بعد اپني فوج کو اُسکي
جگہہ سے اوکهاڑا اور بابر کي فوج پر پہلے پہل آپ حملہ کیا یہاں تک کہ
جب ابراهیم کي جانب سے لڑائي شروع هوئي تو بابر نے خود مقابلہ پر آکر
اپني فوج کے دائیں بائیں کو ابراهیم کي فوج کے دائیں بائیں اور نیز اُسکي
پشت پر حملہ کرنیکا حکم سنایا چنانچہ اُسکي فوج نے پیش قدمي کرکر
ابراهیم کي فوج پر تیروں کا مینهہ برسایا اور ابراهیم کي فوج نے چند بار اس
نظر سے حملے کیئے کہ غنیم کي فوج کو تتر بتر کرے مگر نتیجہ اُلٹا پڑا کہ
خود وهي فوج پراگندہ هوگئي اور بابر کہ اب تک توپونکي مارمار سے حریف
کي فوج کو توڑ پهوڑ رها تها اپني فوج کے قلب پر آیا اور اُنکو آگے بڑھنے
کا حکم سنایا جنکے آگے بڑھنے سے حریف کي تباهي پوري پوري هوگئي

---

† دولت خاں کا بیٹا غازي خاں بهاگ گیا اور بابر نے اُسکے ایسے کتب‌خانہ پر
قبضہ کیا جسمیں نہایت عمدہ عمدہ کتابیں مجتمع تهیں مگر بحسب ظاهر یہہ کہہ
سکتے هیں کہ اُن روزوں کے پٹهان سرداروں کے لیئے ایک قران هی کتب‌خانہ تها

یہاں تک کہ خود ابراہیم اپنی جان سے مارا گیا اور ہندوستانی فوج نے جو محصور ہونیکی قریب اپہونچے تھے بہت بڑا صدمہ اُٹھایا بابر نے کھیت کو دیکھہ کر یہہ تخمینہ کیا کہ دشمن کے پندرہ سولہ ہزار آدمی کام آئے منجملہ اُنکے پانچ چھہ ہزار ایسے تھے کہ وہ اپنے بادشاہ کے آس پاس آس کھیت میں کٹے پڑے تھے مگر ہندوستانیوں نے بابر کے سامنے یہہ بیان کیا کہ عین لڑائی بھڑائی اور بعد اُسکے تعاقب میں چالیس ہزار آدمیوں سے کچھہ کم نہیں مارے گئے *

یہہ لڑائی ایسی ہوئی کہ اُسمیں کسی فریق کا فن و ہنر بہت ظاہر نہیں ہوا اِس لیئے کہ صبح سے دو پہر تک قایم رہی بابر کا بہت خوشی سے یہہ بیان ہی کہ ہماری توپیں بہت مرتبہ چلائی گئیں اور اُنسے بہت عمدہ کام نکلا اور اُس زمانہ میں بلاد یورپ میں بھی توپوں سے کچھہ بہت کام چلتا نتھا اور باوصف اسکے دشمن کے بازوؤں اور پیچھے کو تیروں کی مار سے توڑنے میں جو تدبیر بابر نے برتی وہ تدبیر اُسکی کامیابی کی نظر سے معقول اور صائب معلوم ہوتی ہی مگر ہمت و ہنر کے لحاظ سے تعریف و توصیف کے شایاں و سزاوار نہیں بلکہ اگر حریف اُسکا چابک و ہوشیار اور چالاک و طرار ہوتا تو وہ تدبیر اُلٹی پڑتی یعنی لینے کے دینے پڑتے *

دلی آگرہ پر بابر کے قبضہ کا بیان

دلی کے لوگوں نے بابر کی اطاعت اختیار کی اور بابر نے آگے بڑھکر آگرہ پر قبضہ کیا جہاں تھوڑے دنوں سے بادشاہ رہنے لگے تھے *

ابراہیم کے امیروں کی فہرست جو فرشتہ والے نے لکھی ہے اُس سے دریافت ہوتا ہی کہ وہ امیر یا لوحانے لودھی قوم افغانوں کے یا فرمولی تھے اور فرمولی خلجیوں میں سے نہیں تھے تو خلجیوں کی مانند افغانوں میں داخل ہوگئے تھے *

گوالیار کا راجه جو سکندر لودهي کے عهد دولت میں مطیع اور ابراهیم کي رفاقت میں جنگ و جدال کے معرکونمیں شریک و شامل تها عین میدان میں مارا گیا *

بابر نے حال اس فتح کا نهایت خوش خلقي سے بیان کیا چنانچه وه اس فتح کو سلطان محمود غزنوي اور شهاب‌الدین غوري کي فتوحات کے برابر سمجهتا هی *

اگرچه هندوستان کے اُن چند ابتر صوبوں کي فتح کو جو ابراهیم کے قبض و تصرف میں داخل تهے تمام هندوستان کي فتح سمجهنا بجا اور درست نهیں مگر باوجود اسکے بابر کي فتح کو یهه تسلیم کرنا چاهیئے که وه ایسا هي بڑا کام تها جیسے که اثر اُسکا بڑا اور مستقل هوا اس لیئے که اُسکي فوج اُس ملک کے قبضه کے لیئے بهي کافي وافي نتهي جسکو اس نے مطیع اپنا کیا تها اور اُس فوج کو اپنے ملک سے بهت دشواري سے لایا تها اسلیئے که اب تک بهي اُسکو اوزبکونکا خوف و اندیشه باقي تها جنکے مقابله میں تیمور کے خاندان کي ساري قوت بهي تهورنسکي تهي جن مقاموں پر لوگوں نے بابر کا مقابله کیا وه اُنسے ایسي بیرحمي سے پیش آیا جیسے که تیمور لنگ پیش آیا تها جسکي پیروي اُسنے کي اور بمقتضاے اسکے که مصرعه (ازاں پر هنر یے هنر چوں بود) یهي قیاس بهي چاهتاهی وه طریقے که جو رعب داب بیٹهانے کے لیئے بابر نے اختیار کیئے تهے وه اس نظر سے کسیقدر واجب تهے که فوج اُسکي بهت تهوڑي تهي مگر نهایت عمده عذر اُسکے حق میں یهه هی که اُسکے ملک کا یهي طریقه تها یعني اُنکي طبیعتوں میں بیرحمي اور ناخدا ترسي بهت سمائي هوئي تهي مگر اصل خلقت میں مزاج اُسکا نرم اور طبیعت اُسکي حلیم و سلیم تهي اگرچه چند واقعوں اور دو چار خونریزیوں کے باعث سے جنکا بیان اُسکے سرگذشت میں پایا جاتا هی گونه حیران اورخیلی متنفر هونا پڑتا هی مگر اُسکي اصلي طبیعت پر واقعات مذکوره سے کوئي دهبه اسیطرح

سے نہیں لگتا جیسے کہ قیصر کي ذاتي خوے و خصلت پر قدیم فرانسیسوں اور سمندر کے چوروں کے قتل و قمع سے نہیں لگتا *

یہہ بابر ایسے بادشاهوں کے خاندان کا باني مباني هوا جنکے عہد سلطنت میں هندوستان کا ملک غایت شادابي اور نہایت آبادي کو پہنچا اور جسقدر حکومتیں کہ آجکل هندوستان میں قایم هیں وہ اُنہیں بادشاهوں کي تباهي کے نتیجے اور بربادي کے ثمرے هیں *

---*---

ساتواں حصه

خاندان تیمور کا بیان

بابر کي فتح سے اکبر کی تخت نشیني تک کا بیان

پہلا باب بابر کي سطلنت کے بیان میں

بابر کے خاندان اور اُسکے آغاز عمر کا بیان

جب که بابر نوجوان لڑکا تھا تو اُس نے بڑے بڑے کارنمایاں † دکھلائے اور بڑي بڑي گردشیں دیکھیں وہ تیمور لنگ کي چھٹي پشت میں تھا اور ابوسعید اُسکے دادا کا ملک ابوسعید کے بیٹوں پر تقسیم ہوگیا تھا چنانچه منجمله اُسکے سمر قند اور بخارا احمد مرزا کے حصه میں اور شہر بلخ محمود مرزا کے اور کابل تیسرے بیٹے الغ بیگ کے قبضه میں آیا اور چوتھا بیٹا عمر شیخ مرزا جو بابر کا باپ تھا پہلے کابل کا حاکم رہا مگر بعد اُسکے خود باپ کے حین حیات میں فرغانه کو بدلا گیا جو دریائي جگسرتیز کے بالائي حصه میں واقع اور ایک چھوٹا ملک اچھا عمده زر خیز هے جسکا ذکر اکثر بابر نے بڑي خوشي سے کیا بابر کي ماں ایک مغلاني تھي جو محمود خاں کي همشیرہ تھي اور خود محمود خاں چغتا خاں کي اولاد تھا اور چنگیز خاں کے عہد سلطنت میں چغتا خانیوں کا سردار تھا مگر باوصف اِس علاقه کے بابر کي طبیعت مغلوں سے مانوس نہوئي چنانچه

---

† اس کتاب میں بابر کا حال اُسیکي سرگذشتوں سے لیا گیا جنکا ترجمه ارس کاین صاحب نے کیا اور وہ چند باتوں میں فرشته والے کے بیان سے کسیقدر مخالف هے

أسنے ذکر أنکا اپني سرگذشت میں بڑي حقارت سے ‡ کیا هی *

جب که سنه ۱۴۹۴ ع میں بابر کا باپ مرگیا اور بعد أسکے وہ تخت نشین هوا تو وہ پورے بارہ برس کا تها اور عمر شیخ مرزا باپ أسکا اس حال میں جهان فاني سے گذرا که وہ اپنے بهائي احمد مرزا والي سمرقند اور اپنے ساله محمود خاں سے لڑ رها تها اور جب که عمر مرزا مرگیا تو ان مخالفوں کي طرف سے بابر کے حق میں بهي کوئي مروت ظاهر نهوئي بلکه أنهوں نے بابر کي دارالسلطنت پر حمله کیا مگر وہ بالکل ناکام رهے بعد أسکے تهوڑے دنوں گذرنے پر احمد مرزا مرگیا اور بهائي أسکا بلخ کا بادشاہ أسکا جانشین هوا اور جب که وہ بهي مرگیا تو بعد أسکے بایسنغر مرزا أسکا بیٹا أسکي جگهه بیٹها اور أسکي جانشیني پر ایسے شور و فساد برپا هوئے که بابر نے سمرقند کي فتح کا ارادہ کیا اگرچه بابر گهر کي حکومت کے کام کاج تهوڑے عرصه تک کرچکا تها مگر تب بهي عمر أسکي پندرہ برس کي تهي اور یهه بات که وہ صغر سني کے باعث اور آمدني ملک اور باقي ذریعوں کے کمي سے چند بار اپنے ارادہ سے قاصر رها اور اپنے مراد کو نه پهونچا اسبات کي نسبت بهت کم حیرت افزا هی که أسنے استقلال همت اور الوالعزمي کي بدولت سمرقند کو آخرکار سنه ۱۴۹۷ ع میں فتح کیا *

تیمور لنگ کے دارالسلطنت یعني سمرقند کے قبض و تصرف کو قایم و دایم رکهنا جو تمام ماوراالنهر کے فتوحات کا ایک بڑا وسیله تها بابر کے زور و قوت سے خارج تها اور اس لیئے که بهت دنوں کے قصے قضائوں کے

---

‡ ارس کاین صاحب لکهتے هیں که بابر کو مغلوں سے نهایت نفرت تهي مگر یهه کیهه عجیب نصیب کي بات هی که جس سلطنت کي بنیاد أس نے هندوستان میں ڈالي أسکو هندوستان کے لوگوں اور بنگاله کے ملکوں کے مورخوں نے بهي مغلوں کي سلطنت کے نام سے مشهور کیا (ارس کاین صاحب کا ترجمه بابر کي سرگذشت کا صفحه ۲۳۶) مگر شهرت کا باعث یهه هی که هندوستاني لوگ تمام شمال کے مسلمانوں کو پٹهانوں کے علاوہ مغلوں کے نام سے پکارتے هیں اور اب خاص ایرانیوں کو مغل کهتے هیں

مارے وہ ملک تباہ و خراب ہوگیا تھا اور اسمیں استطاعت باقی نرہی تھی کہ بابر کی فوج کی تنخواہ اُسکی آمدنی سے ادا کیجاوے تو بہت سے لوگ اُسکی نوکری چھوڑ چھوڑ چلے گئے اور فرغانہ میں جاکر باقی فوج کو بھکانے لگے چنانچہ آخرکار اُنہوں نے احمد تنبول کو سردار اپنا بنایا جو خود بابر کا ایک سردار تھا اور جہانگیر مرزا بابر کے چھوٹے بھائی کے نام سے بغاوت اختیار کی غرض کہ ایسی بغاوت کے برپا ہونے سے جو خاص گھر میں پیدا ہوئی تھی توقف کی مجال نرہی چنانچہ بابر نے تین مہینے دس دن کی حکومت پر سمرقند کو چھوڑا اور فرغانہ کو روانہ ہوا اور جب کہ وہ اُسطرف روانہ ہوا تو سارے سمرقند والے یک قلم پھرگئے اور ایک سخت بیماری کے عارض ہونے سے جس سے بدشواری نجات پائی اُسکی کار و بار میں اتنا بڑا ہرج واقع ہوا کہ جب وہ سمرقند سے نکلا تو اُسکے کانوں میں یہہ بھنک پڑی کہ موروثی ملک اُسکے قبضہ سے نکل گیا اور جب کہ اُسنے یہہ نقشہ دیکھا تو اپنے ماموں محمود خاں سے ملتجی ہوا چنانچہ گاہے گاہے اُسکی امداد و اعانت سے اور اکثر اوقات اپنی سعی و کوشش سے سمرقند اور فرغانہ پر مختلف حملے کیئے اور کچھہ کچھہ کامیاب بھی ہوا یہانتک کہ سنہ ۱۴۹۹ع میں موروثی سلطنت پر قبضہ پایا مگر اب تک وہ باغیوں پر پورا پورا غالب نہوا تھا کہ اُسکو اسبات کی ترغیبیں دی گئیں کہ وہ سمرقند کیطرف روانہ ہووے چنانچہ وہ سمرقند کی جانب روانہ ہوا مگر حسب اتفاق اب تک وہ سمرقند تک نہ پہونچا تھا کہ اُسکو یہہ پرچا لگا کہ سمرقند و بخارا پر اوزبکوں نے † قبضہ کیا جو اُس سلطنت کی بنیاد ڈال رہے تھے جو ماوراءالنہر پر آجہ اُنکو حاصل ہی *

---

† یہہ اوزبک جنکا خطاب ایک اُنکی سردار سے نکلا ترک اور مغل اور فینک کے مجموعہ سے ایک قوم بنگئی مگر ترک اُس مجموعہ میں سب سے زیادہ تھی اور وہ لوگ پہلی دریاے جیک پر بستے تھے اور ملک سائیبیریا کے ایک بڑے حصہ پر قابض تھے (ارس کاین صاحب کا دیباچہ ترجمہ سرگذشت بابر کا صفحہ ۵۹ و ۶۰)

اسي عرصه مين احمد تنبول نے پهر سر اوٹهارا چنانچه اُسنے فرغانه پر قبضه كيا اور بابر ايسے پهاڑوں مين پناه لينے پر مجبور هوا جو فرغانه كے جنوبي جانب مين واقع هين اور نهايت دشوار اور صعب گزار هين اور جب كه اُسكو يهه بات دريافت هوئي كه شهباني خاں سردار اوزبكوں كا سمرقند كو چهوڑ كر كسي مهم پر چڑه گيا تو اپني ذاتي دلاوري اور عالي همت كے تقاضے سے سمرقند پر چهاپا مارنيكا اراده كيا چنانچه صرف دو سو چاليس آدمي ليكر روانه هوا اور راتوں رات زينه لگاكر سمرقند كي روئي پر چڑه گيا چنانچه پهره والوں پر غالب آيا اور كمال چستي چالاكي اور دلاوري ظاهر كركے اپنے لوگوں كا يهانتك بهروسا بڑهايا كه تمام شهر والے طرفدار اُسكے هوئے اور اوزبكوں كو جگهه جگهه قتل كيا شهباني خاں يهه خبر سنكر بهت جلد پهرا مگر جب اسنے يهه ديكها كه شهر كے لوگوں نے شهر كے دروازه بند كئے تو لاچار هوكر بخارا كو چلا گيا بعد اسكے سارا سغديانه بابر كے قبضه مين آگيا چنانچه وه چهه مهينے تك تمام امن و امان سے اسپر قابض اور متصرف رها اور اس عرصه مين آس پاس كے بادشاهوں كو يهه بات اسنے سمجهائي كه تم سب كو اوزبكوں سے مضرت پهونچيگي اور يهه فقره سناكر سب كے متفق كرنے مين بڑي دوڑ دهوپ اسنے كي مگر كوئي سعي اسكی كام نه آئي اور مراد اسكي پوري نهوئي اور شهباني خاں كے تمام زور و قوت كا مقابله آپ هي اسكو كرنا پڑا اور جو كاميابي كي آرزوئين اسكے دل مين بسا رهي تهين اُن مغلوں كي نالايقي سے بر نه آئين جو اسكي امداد و اعانت كے واسطے آئے تهے اور وجهه اسكي يهه هوئي كه وه نالايق نابكار بابر كے اسباب كو لوٹنے كهسوٹنے لگے اور اسكے مخالف سے تهوڑا بهت بهي نه لڑے چنانچه انجام اُسكا يهه هوا كه بابر كو شكست هوئي اور رهي سهي فوج سميت سمرقند كي چارديواري مين گهس گيا اور يهه اراده كيا كه مرتے دم تك سمرقند كو غنيم كے دهاوڑں سے محفوظ ركهونگا چنانچه چندبار اُسنے دشمنوں كے حملوں كو رفع دفع بهي كيا مگر جب كه شهباني خاں

نے پورا محاصرا کیا اور چار مہینے تک اپنے بدخواہوں کو بھوکھوں مارا
تو بہت سے شہر والے مرگئے سیکڑوں سپاہی شہر کی روئی سے لٹک کودکر
بھاگ گئے باقی بابر کا یہہ حال ہوا کہ اسنے بھی بھوکوں کے مارے شہر
والوں کی طرح مصیبتیں اوٹھائیں اور آخرکار شہر کے چھوڑنے پر مجبور
ہوا بعد اسکی کئی برس تک بڑی مصیبتوں سے دن کاٹے یعنی کبھی کبھی
پہاڑوں میں رہا اور اکثر اوقات اپنے چچا کے لشکر میں بڑے دن بسر کئے
اور افلاس کی یہہ نوبت پہونچی کہ نوکر چھوڑ چھوڑ بھاگ گئے اور باربار کی
مصیبت سے بالکل مایوس ہوا اور ایکبار اسنے یہہ ارادہ کیا کہ چین کو چلا
جاوے اور گمناموں کی طرح سے کسی گوشہ میں گھس بیٹھہ کر باقی عمر اپنی
بسر کرے مگر کبھی کبھی فرغانہ کے خالی ہونے سے اسکے تھنڈے جی میں
اوبال آتے تھے اور مرے ہوئے امیدیں اسکی جی جاگ اوٹھتی تھیں چنانچہ
اخرکار اسنے اپنے چچا کی امداد و اعانت سے قدیم دارالسلطنت پر قبضہ کیا
اور مرزا جہانگیر اسکا بھائی جو اب تک بحسب ظاہر مخالف اور ناموافق
تھا اس سے کھلم کھلا آملا پھر تو احمد خاں تنبول ایسے اڑے وقت میں
اوزبکوں کی بڑی مدد کمک لایا کہ بابر مغلوب ہوا اور جب کہ شہر کے
بازاروں میں بڑی کڑی لڑائی پڑی تو بابر جان بچاکر بھاگ گیا اور اوزبکوں
نے ایسا سخت تعاقب کیا کہ تمام رفیق اسکی ایک ایک کرکے پکڑے گئے
بلکہ خود گھوڑا اسکا ایسا ہار گیا تھا کہ احمد خاں تنبول کے دو سپاہیوں
نے اسکو جا دبایا اور انہوں نے بابر کو یہہ سمجھایا کہ وہ احمد خاں کی
اطاعت قبول کرے اور بابر انکو جواب دیتا جاتا تھا اور عین گفتگو میں
گھوڑے کو پہاڑوں کی طرف بڑھاے چلا جاتا تھا یہاں تک کہ اسنے یہہ
بات سمجھی کہ میں نے اپنی نرم کلامی اور منت سماجت سے انکو
دوست اپنا بنالیا اور وہ دونوں میرے درد شریک ہوگئے چنانچہ انہوں
نے بھی بڑی سخت قسم کھائی اور یہہ اقرار کیا کہ ہم تیرے درد شریک
ہیں مگر بعد اسکے ان دونوں نے خواہ اس وجہہ سے کہ حقیقت میں

سچي قسم کهائي تهي يا وه بهي أسکے اپنے قول و قسم سے پهر گئے بابر کے ساتهه ايسي دغا کي که أسکو أسکے دشمنوں کے حواله کرديا چنانچه بعد أسکے بابر نے بڑي دشواري سے آزادي حاصل کي مگر قيد سے چهوٹنے پر ايسي صورت پيش آئي که اسکي مايوسي قيد سے کچهه کم نه تهي يعني شيباني خان نے أسکے چچا کي مقابله فوج کو شکست فاحش دي اور خود أسکو گرفتار کيا اور اضلاع بلخ کے علاوه ماوراءالنهر کے تمام اضلاع اوزبکوں کے قبض و تصرف ميں آگئے غرض که جب بابر کو کوئي اميد باقي نرهي تو فرغانه کو پوري پوري الوداع اور پچهلي خدا حافظ ناصر کهکر کوه هندوکش کے سلسله سے آگے نئي نئي ملکوں ميں بخت آزمائي کے ليئے روانه هوا *

ايسے ايسے کاموں کے بعد جو أس سے ظهور ميں آئے اور ايسي ايسي مصيبتوں کے پيچهے جو أس نے اوٹهائيں اور وه ايک بڑي طول طويل عمر کے ليئے کافي وافي تهيں بابر کي عمر کل تيئيس برس کي تهي اور ان بيشمار ناکاميوں کے صدمه جواني کے زوروں پر سهارے چنانچه وه آپ بيان کرتا هي که مينے اکثر اوقات بهت سے آنسو بهائے اور درد آگيں شعر تصنيف کيئے مگر عموماً خوش مزاجي أسکي أسکو سنبهالتي رهي جسکي بدولت حال کے مزے أٹهاتا تها اور آينده کے ليئے اچهے اچهے خيال باندهتا تها چنانچه آسنے بيان کيا که جب سمرقند کو خالي کيا تو بعد أسکے چند روز ايسي خوشي حاصل هوئي که ويسي کبهي نصيب نهوئي تهي يعني رات بهر اپني نيندوں سويا اور پيٹ بهر من مانتا کهانا کهايا اور فکر و تردد سے نچنت بيٹها اکثر أسنے اسيطرح زندگي کا حظ اوٹهايا هزار آفريں أسکي اوقات بسر کرنے کي عادتوں بے تکلفي اور ساده مزاجي پر کهني چاهيئے اسليئے که أسنے ايک بڑي مهم کے بيان ميں ايک قسم کے خربوزه يا تربوز کا بيان کيا جس سے أسکو حيرت حاصل هوئي اور ايسي خفيف خبر کے بيان کے ليئے أس بڑے بيان کو چهوڑا اور أسميں توقف برتا اور جب کبهي أسکو نچنت بيٹهنے کي فرصت هاتهه آتي تهي تو باغ کے دهندوں ميں مصروف

رهتا تها اور تمام سفروں میں خواہ لڑائي بهڑائي میں خواہ امن چین کے دنوں میں پهول بوٹوں اور خوشنما صحراؤں کے سیر و تماشی کو هاتهہ سے دیتا تها اگرچہ اور بادشاهوں کے شوق ذوق اور خیالات اس وجہہ سے شاید هم نہیں جانتے کہ اُنہوں نے حال اپنا بیان نہیں کیا مگر ایشیا کي تاریخوں میں کسي بادشاہ کے شوق ذوق اور مزاج کا حال اسقدر هم نہیں جانتے جیسا کہ بابر کے حالات سے هم واقف هیں*

بابر کا قبض و تصرف کابل کي سلطنت پر

بلخ اس زمانہ میں خسرو شاہ کے قبض و تصرف میں تها جو بابر کے متوفی چچا کا بڑا بهاري رفیق تها اور بعد اُسکے بابر کے چچا زاد بهائي باینسنقر مرزا کا وزیر رها تها جسکو بابر نے سمرقند سے خارج کیا تها اور اُسکے قبض و تصرف کي وجهہ یہہ تهي کہ اُسنے اپنے آقا باینسنقر مرزا کو قتل کیا تها اور اُسکي جگهہ بادشاہ بن بیٹها تها خسروشاہ نے بابر کے موافق کرلینے کے لیئے بہت سي سعي و کوشش برتي چنانچہ جب بابر اُسکي قلمرو میں گذرا تو اُسنے بظاهر بڑي مهماني کي تهي اور یہہ مدارات اُسکي اسلیئے تهي کہ وہ آپ کو محفوظ نسمجهتا تها چنانچہ تهوڑي مدت گذرنے پر خسرو شاہ کے مغل ملازموں نے بابر سے یہہ خواهش جتائي کہ وہ ملازمان بابري میں داخل هونا چاهتے هیں غرضکہ وہ لوگ اب تک کهلم کهلا بابر کے ملازم نهوئے تهے کہ خسرو شاہ کا بهائي باقي خاں بابر سے موافق هوگیا اور اُسکے آنیکے ساتهہ اُسکي فوج بهي ساتهہ اُسکے چلي آئي اور بابر کا یہہ حال تها کہ جب وہ خسرو شاہ کي قلمرو میں پہونچا تها تو دو تین سو لاٹهي پونگے والے اُسکے همراہ تهے اور بعض بعضوں کے پاس کچهہ کچهہ هتیار بهي تهے اور کل دو خیمہ اُسکے ساتهہ تهے جنمیں سے عمدہ خیمہ اُسنے اپني ماں کو دیا تها مگر اب اُسکو بڑي عمدہ فوج تربیت یافتہ اور ساز و سامان سے درست هاتهہ آئي چنانچہ وہ اُسکو لیکر کابل کي طرف روانہ هوا اور یہاں کابل کا یہہ حال تها کہ بابر کا چچا مرزا الغ بیگ دو برس پہلے مرچکا تها اور اُسکے بیٹے

کو اُسکے وزیر نے خارج کیا تھا جسکو ارغون کے مغلي یا ترکي خاندان نے نکالا تھا
جو تھوڑے عرصہ تک قندھار پر قابض و متصرف رہ چکا تھا غرض کہ سنہ
۱۵۰۴ ع میں بابر نے کابل کو فتح کیا اور کچھہ مقابلہ بھي کرنا نپڑا بعد
اُسکے بلخ اسکے ھاتھہ سے نکل گیا جسکو خسرو شاہ نے پھر حاصل کیا اور
آخرکار اوزبکوں کے قبض و تصرف میں آیا اور یہي باعث ھوا کہ بابر کا تعلق
ان ملکوں سے یک قلم منقطع ھوگیا جو پہاڑوں کے اُس طرف واقع تھے
اور صرف کابل کا بادشاہ رھا اور ھندوستان کي فتح سے پہلے پہلے بائیس
برس تک وھیں سلطنت کي اور سترھویں صدي عیسوي کے آخر تک
اسکي آل و اولاد نے ھندوستان کي سلطنت کا مزا اوٹھایا *

اگرچہ بابر کو ایک قرارگاہ في الجملہ حاصل ھوگئي تھي مگر چین اُسکو
نصیب نہوا تھا بلکہ حقیقت میں اُس نے محنت و مشقت اور خطرونکي
صورت کو بدلا تھا اسلیئے کہ باوجود اسکے بھي ایسے قوي بیروني دشمنوں کا
کھٹکا لگا رھتا تھا جنکا مقابلہ کامیابي سے آجتک نکرسکا تھا اور خاص
ملک کا یہہ حال تھا کہ بہت سا حصہ اُسکا ایسي قوي خود مختار
قوموں کے ھاتھہ میں دبا ھوا تھا کہ اُنکے ھاتھوں سے اُسکے چھوٹنے کي امید
نتھي اور باقي رھے سہی ملک میں سے بھي کسیقدر مخالفوں کے ھاتھہ
چڑھا ھوا تھا اور اُسکا بادشاھي کا خطاب بھي عموما مسلم نتھا علاوہ
اُسکے کوئي وزیر بھي اُسکا ایسا نتھا کہ اعتماد اُسپر ھوسکے اور جھانگیر
بھائي اُسکا جو ایک مدت تک مخالف رھا تھا ابھي آکر ملا تھا یعني وہ
بھي اعتماد کے قابل نتھا فوج اُسکي ایسے بے تھوڑ تھکانے لوگوں کا مجموعہ
تھا جنکو وہ خوب نجانتا تھا اور وہ لوگ ایسے تھے کہ اپنے پہلے آقاؤں
سے بھي دغا کرچکے تھے *

پہلے پہلے کئي سال اُسنے قندھار کي فتح اور افغانوں اور ھزاریوں کے
پہاڑوں میں مہمات کرنے اور ھرات کے بڑے خطرناک سفر طی کرنے
میں صرف کیئے اور اس خطرناک سفر کي غرض غایت یہہ تھي کہ

خاندان تیمور کے جو لوگ ہرات میں سلطنت کرتے تھے اُنسے اس مقدمہ
میں صلاح مشورت کرے کہ اوزبکوں کے حملوں سے کسطرح بچنا چاہیئے
چنانچہ ان موقعوں پر اسنے بڑی جان جوکھوں اُٹھائی اور جو مصیبتیں
کہ لڑائیوں میں پیش آئیں ہیں اُنسے زیادہ سختیاں سہیں یہانتک
کہ ہزاریوں کے پہاڑونمیں عین جاڑوں میں جب گذرتا تھاتوایک کوچمیں برف
کے مارے جینے سے دور اور مرنے سے نزدیک ہوگیا تھا اس زمانہ میں یعنی
سنہ ۱۵۰۶ ع میں جہانگیر بھائی اُسکا باغی ہوا مگر اُسنے اُسکو پس پا
کیا اور جان اُسکی بخشی اور جب کہ سنہ ۱۵۰۷ ع میں بابر ہرات میں
موجود تھا تو ایک بڑی بغاوت برپا ہوئی جسمیں اُسکی مغلی فوج نے
اُسکے چچیرے بھائی کو بادشاہ بنایا مگر بابر نے اُسکو بھی شکست دی
اور قصور اُسکا معاف کیا بعد اُسکے اُن مغلوں کی سازش سے بربادی کے لگ
بھگ پہونچا جو خسرو شاہ کے پاس سے بھاگ کر اُسکے پاس آئے تھے
ان مغلوں کی بغاوت جو قریب دو تین ہزار آدمیوں کے تھی پہلے پہلے اس
طرح واضح ہوئی کہ اُنہوں نے بابر کے پکڑنے کا ارادہ کیا تھا اور جبکہ بابر
اُنکے ہاتھوں سے نکل کر کابل سے بھاگا تو اُنہوں نے اُلغ بیگ کے بیٹے عبدالرزاق
کو جسکی جگہہ سنہ ۱۵۰۸ ع میں خود بابر قابض ہوگیا تھا حکومت کابل
کے لیئے بلایا اور غالب یہہ ہی کہ اِس جوان کے استحقاق کے دعوے کے بہت
سے حامی اور مددگار تھے اسلیئے کہ خاندان تیمور کے تمام شاہزادے اُسکی
سلطنت کو ایسا عام شکار اپنا سمجھتے رہے کہ جو کچھہ جسکے ہاتھہ آیا وہ
اُسکو دبا بیٹھا اور اُسکی قوت خاص اُن تعلقات پر منحصر تھی جو اُسکو
ایسے ملک میں حاصل تھی جہاں باپ اُسکا سلطنت کرچکا تھا اور وہ
تعلقات ایسے قوی تھے کہ انکے پاس و لحاظ سے بابر کی تمام فوج بابر کو
چھوڑ کر چلی گئی یہانتک کہ پانسو آدمی باقی رہگئے اور یہہ ایسا نازک
وقت تھا کہ تھوڑی سی مایوسی اور کوتاہ ہمتی بھی اُسکے لیئے نہایت مضر
پڑتی مگر فوج کی قلت کا نقصان اُسکی ذاتی دلاوری بہادری سے جسکو

اسیطرح طرح هے ظاهر کیا پورا هوا چنانچه اسنے اُن تهوڑے لوگوں سے کئي بار حملے کیئے اور هر دهاوے پر آپکو لڑائي کي جلتي آگ میں ڈالا یہانتک که صرف اپني ذاتي دلاوریوں اور اعلي همتوں کي بدولت بگڑے کام کو دو باره سنوارا † اور بات اپني بنائي *

بابر جو بڑي بڑي لڑائیاں لڑا وه اپنے پرانے دشمنوں یعني اوزبکوں سے لڑا بهڑا اسلیئے که جب ماوراءالنهر فتح هوچکي تو شهباني خاں نے خراسان پر حمله کیا اور هرات پر قابض هوا اور خاندان تیمور کي بڑي شاخ کو پهولنے پهلنے سے کهویا بعد اُسکے قندهار کے اضلاع پر چڑهائي کي اور خود شهر قندهار کو فتح کیا اور هنوز اُسنے قندهار کے قلعه کو فتح نکیا تها که مصائب دور دراز کي ضرورت سے اُسکو پیچهے لوٹنا پڑا مگر باوصف اسکي قلعه کو ایسا کمزور چهوڑا که وه اپنے قدیم قابضوں قوم ارغون کے قبضه میں جو اُسکے آس پاس لگي هوئي تهي آگیا اور بعد اُسکے بہت دنوں تک یعني سنه ۱۵۰۷ ع سے لغایت سنه ۱۵۲۲ ع تک اُنکي قبض و تصرف میں باقي رها اب یهه بات سمجهني اسان نهیں که اگر اوزبکوں کا دوڑ دورا بنا رهتا تو بابر کا کیا حال هوتا هاں یهه امر ممکن تها که اگر شهباني خاں ایسے نئي دشمن کے مقابله پر نجاتا جسکي کامیابي نے تاتاریوں کي فتوحات کو خاتمه پر پهونچایا تو بابر کا حال بهي ایساهي هوتا جیسا که اُسکے خاندان کے اور بہت سے بادشاهوں کا هوا یهه نیا دشمن شاه اسماعیل صفوي ایران کا بادشاه تها جسکے مقابله پر شهباني خاں اُسي زمانه میں گیا اور اُسنے شهباني خاں کو سنه ۱۵۱۰ ع میں شکست فاحش دیکر قتل کیا *

جب که شهباني خاں کام آیا تو بابر کے لیئے ایک نیا میدان خالي هوا بلکه وهي میدان خالي هوا جسمیں اسنے اغاز عمر میں بڑے بڑے

---

† ارس کائن صاحب کا قول بحواله تاریخ خافي خاں اور تاریخ فرشته کے اس بغاوت کے آغاز سے بابر کي سرگذشتوں کا سلسله منقطع هوگیا اور اگلے کئي برسوں کا حال اُسمیں مندرج نهیں اور ایسا معلوم هوتا هی که اُن برسوں کا حال کبهي لکها نهیں گیا (ارس کائن صاحب کا ترجمه بابر کي سرگذشتوں کا صفحه ۲۳۶)

کارنمایاں کئی تھی چنانچہ فی‌الفور اُسنے بلخ پر قبضہ کیا اور شاہ اسمعیل سے رفاقت پیدا کی چنانچہ ایرانیوں کی امداد و اعانت سے بخارا کو دبایا اور سنہ ۱۵۱۱ع میں سمرقند پر پھر قابض ہوا *

مگر یہہ بات اُسکی قسمت میں لکھی تھی کہ ماوراءالنہر میں بات اُسکی جمنی نرھے چنانچہ ایک پورا برس نگذرا تھا کہ اوزبکوں کے ہاتھوں سمرقند سے نکالا گیا اگرچہ دو برس تک ایرانیوں کی امداد و اعانت سے لڑتا پھرتا رہا مگر آخرکار اُسنے شکست فاحش کھائی اور رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت اُسکی پہونچی کہ سنہ ۱۵۱۴ع میں بلخ کے سواماوراءالنہر کا تمام ملک اسکی قبضہ سے نکل گیا *

بعد اس بڑی ناکامی کے ہندوستان پر متوجہہ ہوا اور وہ بڑے بڑے کام اسنے کیئے جنکے‌نتیجہ کا بیان اوپر ہوچکا *

بیان اُن کاموں کا جو ابراھیم شاہ پر فتح پانے کے بعد اُسنے کیئے

جب کہ سنہ ۱۵۲۶ع مطابق سنہ ۹۳۳ ھجری میں وہ اگرہ کو فتح کرچکا تو اُسنے اول یہہ کام کیا کہ جو غنیمت ہاتھہ آئی اُسکو رفیقوں پر بانٹ چونٹ برابر کیا چنانچہ اپنے بیٹے ھمایوں کو ایک ایسا ھیرا عنایت کیا جو تمام دنیا میں نظیر اپنا نرکھتا تھا اور ایک ایک شاہ رخی کا تحفہ کابل کے چھوٹے بڑوں اور مرد عورتوں اور غلام آزادوں کے لیئے روانہ فرمایا † *

† واضح ہو کہ اگرچہ شاہرخی پونے سات آنہ یا ساڑے سات آنہ کی ہوتیھ ھی مگر کل رقم جسقدر کہ بابر نے بھیجی ہوگی وہ بہت بڑی رقم ہوگی چنانچہ اور ایسے ایسے نامعقول خرچوں کے باعث سے لوگوں نے اُسکو قلندر کا خطاب دیا جو ایک فقیروں کا فرقہ ھی اور دستور اُنکا یہہ ھی کہ وہ کل کے واسطے باقی نہیں رکھتے اگرچہ وہ ھمیشہ فیاض رہا ہوگا مگر ھمیشہ ایسی فضول خرچی نکرتا ہوگا اسلیئے کہ دریافت ہوتا ھی کہ جب کابل پر وہ قابض ہوا تو بعد اُسکے محاصل کی قلت سے کسیطرح کی دقت پیش نہ آئی

اگرچه بابر هندوستان کي دارالسلطنت پر قابض تها مگر تمام سلطنت پر اُسکا قبضه نهوا تها چنانچه اُسکی قبضه میں صرف وه حصه تها جو دلي کے شمال مغرب میں واقع هی اور نیز وه تنگ خطه تها جو جمنا کے کنارے کنارے آگره تک پورا هو جاتا هی اور وه ملک جو گنگا کے مشرق میں واقع هی دریا خاں لوحاني کے قبض و تصرف میں هوکر ابراهیم لودهي کے قبضه سے خارج هوگیا تها اور دریا خاں کے بیتی نے محمد شاه لوحاني کا خطاب اختیار کیا تها اور وه گنگا کے دونوں کنارے صوبه بهار پر قابض و متصرف تها اور جمنا کے مغرب میں بهي بهت سے مقام ابراهیم کے دخل و تصرف سے نکل گئے تهے اور جو مقام که مطیع اور شامل رهے تهے آنپر وه افغان اور فوموليي سردار قابض هو بیتهے تهے جو ابراهیم لودهي کي سلطنت کے ملازم تهے بابر کو صرف انهیں لوگوں سے مقابله کرنا نپڑا بلکه پهلے پهلے اُسکي فوج اور هندوستان کے لوگوں میں بڑي عداوت قایم رهي اور دونوں فریق آپسمیں نفرت کرتے رهے چنانچه لشکر کے گرد نواح کے گنوار لوگ گانوں گرانو اپنے چهوڑ چهوڑ بهاگ گئے اور فوج کے لوگوں کو غله اور گهاس چارے کي قلت سے بڑي دقت پیش آئي علاوه اُسکے خاص اُس برس میں کچهه ایسي گرمي پڑي که فوج میں واویلا مچي اسلیئے که وه لوگ سرد سیر اقلیم کے رهنے والے تهے اور قاعده هی که ٹهنڈے ملکوں والوں کو گرمي کي شدت نهایت نقصان پهونچاتي هی یهاں تک که فوج نے کابل جانیکي درخواست پیش کي بلکه بعض بعض آتشین مزاجوں نے اجازت کا انتظار بهي نکیا اور بلا اجازت کابل جانیکے ساز و سامان مهیا کیئے اور جب که یهاں تک نوبت پهونچي تو بابر نے فوج کے سرداروں کو جمع کیا اور علانیه یهه بات اُنکو سمجهائي که تمهاري سعي و محنت اور عرق ریزي اور جانفشاني کا مقصود ایک مدت سے یهه تها که هندوستان کا ملک فتح هو جاوے اور جب که خداے تعالی نے وه مراد پوري کي اور نصیبوں سے تمنا حاصل هوئي تو ایسي صورت

میں چھوڑکر جانا بڑي بیوقوفي کا کام اور نہایت بدنامي کي بات ہی ہمارا ارادہ یہہ ہی کہ ہم چندے ہندوستان میں قیام کریں باقي جس شخص کو اب جانا منظور ہو وہ بلا تامل چلا جاوے اور بلا ریب اُسکو جانیکي اجازت حاصل ہی مگر بعد اسکے جو شخص اس عزم کے خلاف پر کچھہ کہي سنیگا وہ ہرگز نسنا جاویگا غرض کہ جب بابر نے یہہ دو چار باتیں سنائیں تو بہت سے لوگ اپنے ارادوں سے باز رہے چنانچہ بعد اُسکی کوئي شکایت پیش نہوئي مگر خواجہ کلاں جو بابر کا بڑا رفیق اور معتمد سردار تھا اُن لوگوں میں شامل رہا جنہوں نے جانا مقرر ٹہرایا تھا چنانچہ خواجہ کلاں کے واسطے اٹک پار کي حکومت تجویز کي گئي اور بعزت تمام اُس کام پر روانہ کیا گیا *

بابر کے اس مستقل ارادہ کا اثر اُسکے دشمنوں پر بھي ہوا یعني وہ لوگ اُسکے مطیع و محکوم ہوگئي جنکو یہہ امید لگ رہي تھي کہ بابر بھي تیمورلنگ کي مانند ان ممالک مفتوحہ کو چھوڑ چھاڑ چلا جاویگا باقي جو لوگ اُسکی جب تک مطیع نہ ہوئي تھے اُنکي مطیع کرنیکو جابجا فوجیں روانہ کي گئیں چنانچہ چار مہینے کے اندر اندر یعني جولائي سنہ ۱۵۲۶ ع سے اکتوبر سنہ الیہ تک جو ملک ابراہیم‌شاہ کا مقبوضہ تھا وہ تمام اور علاوہ اُسکے وہ تمام صوبے جو ابراہیم کے قابو سے نکل گئے تھے جونپور کي پہلي سلطنت ، سمیت ایک فوج کي سعي و محنت کي بدولت جسکا سردار بابر کا بڑا بیٹا ہمایوں شاہزادہ تھا بابر کے قبض و تصرف میں اگئي اور بعد اُسکے دھولپور اور بیانہ اور گوالیار سب سے پیچھے فتح ہوئے *

بابر کا فتح پانا میواڑ کے راجا پر

جب کہ تمام مسلمانوں نے بابر کي حکومت کو تسلیم کیا تو اب بابر کو خاص ہندوؤں سے لڑنا بھڑنا باقي رہا مگر اس موقع پر خود ہندوؤں نے بخلاف اپنے دستور قدیم کے بابر سے چھیڑ چھاڑ شروع کي *

چتور کے راجہ همیر سنگھہ راجپوت نے سنہ ۱۳۱۹ع علاوالدین خلجي کے عہد دولت میں چتور گڑہ پر دوبارہ قبض و تصرف حاصل کرکے ایک مدت راج کرتے کرتے تمام میواڑ پر قبضہ اپنا کیا تھا اور اُسکے سپوت بیٹے نے اجمیر اُسپر زیادہ کي تھي † اور جب سے کہ دلي کي سلطنت سے مالوہ خارج هوا تھا تو میواڑ کے راجاؤں اور مالوہ کے نئے بادشاهوں میں اکثر اوقات ان بن رهتي تھي چنانچہ بابر کے آنے سے پہلے سنہ ۱۵۱۹ع میں میواڑ کے راجا سنگا نے مالوہ کے محمود بادشاہ کو شکست فاحش دیکر گرفتار کیا تھا ‡ *

یہہ راجہ سنگا راجہ همیر سنگھہ کے جانشینونمیں چھٹا تھا میواڑ کي تمام موروثي سلطنت پر قابض و متصرف تھا اور علاوہ اُسکے مالوہ کا مشرقي حصہ بھیلسہ سے چندیري § تک باجگزار اُسکا تھا اور یہہ راجہ ایسا بڑا راجا تھا کہ مارواڑ اور جیپور کے راجے بلکہ تمام راجپوت اُسکو اپنا پیشوا مانتے تھے || اور جب کہ بابر نے ابراهیم شاہ لودهي پر یورش کي تھي تو اسي راجا نے اُس طبعي عداوت کي ضرورت سے جو اُسکو قاطبۃ دلي کے بادشاهوں سے چلي آتي تھي بابر سے رفیقانہ خط کتابت کي تھي اور جبکہ خود بابر دلي کا تخت نشین هوا تو وهي قلبي عداوت باعث هوئي کہ اُسنے بابر کے خلاف پر راجاؤں کو آمادہ کرنا شروع کیا یہاں تک کہ هندو راجاؤں کے علاوہ لودهیوں کے خاندان کا محمود شاهزادہ بھي رفیق اُسکا هوگیا اگرچہ یہہ شاهزادہ کسي ضلع پرگنہ کا مالک تو نتھا مگر بادشاهي کا خطاب اُسنے اختیار کیا تھا اور دس هزار آدمیوں کي بھیڑ بھاڑ کا بھي همراہ اپنے رکھتا تھا جن لودهي سرداروں کو همایوں نے مارپیٹ کر بھگایا تھا وہ لوگ بھي اپني اپني جگھہ قایم هوگئے یا اُنھوں نے اور مقاموں میں راجا سنگا کي امداد و اعانت کے لیئے آدمي بھرتي کیئے

† کرنل ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجپوتانہ جلد ایک صفحہ ۲۷۴
‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۴ صفحہ ۲۶۱
§ بابر کي سرگذشتوں کا مجموعہ صفحہ ۳۱۲
|| کرنل ٹاڈ صاحب جلد ایک صفحہ ۲۹۹

میوات کے راجہ حسن خاں کي رفاقت حاصل کرنے کے لیئے فریقین نے بڑي بڑي کوششیں کیں اُس راجہ کے نام سے صاف یہہ واضح ہوتا ہی کہ یہہ ایک نو مسلم راجہ تھا اور ملک اُسکا وہ پہاڑي خطہ تھا جو دلي سے بچیس میل کے اندر اندر دریاے چنبل کي جانب کو پھیلا ہوا ہی اور اُس خطہ میں وہ چھوٹي ریاست شامل تھي جو اب مچھیري یا الور کے نام سے مشہور و معروف ہی *

اس راجہ کا بیٹا جو بابر کے پاس بطور اول کے تھا بابر نے اس نظر سے اُسکو اسکے پاس بھیجدیا کہ باپ اُسکا جي جان سے شریک اُسکا ہوجاوے مگر بابر کي اس جوانمردي سے وہ مطلب حاصل نہ ہوا جو اُس نے چاہا تھا اسلیئے کہ جوں ہي حسن خاں کو اپنے بیٹے کیطرف سے طمانیت حاصل ہوئي تو وں ہي راجہ سنگا سے کھلم کھلا جاکر ملگیا اور راجہ سنگا حسن خاں اپنے رفیق کي امداد و اعانت کے لیئے جلد آگے بڑھا اور بیانہ میں پہونچا جو آگرہ سے پچاس میل کے فاصلہ پر واقع ہی چنانچہ بابر کي اُس فوج کو نقصان پہنچا کر درون قلعہ بھگا دیا جو اُس جگہہ پڑاو ڈالے پڑي تھي اور اُن لوگوں اور دارالسلطنت والوں کے درمیان میں آنے جانے کي راہیں مسدود کیں بعد اُسکے بابر نے دشمن کي دیکھہ بھال کے لیئے کچھہ لوگ اپني فوج کے روانہ کیئے اور پیچھے سے تمام فوج اپني لیکر جلد روانہ ہوا اور جب کہ بابر فتح پور سیکري میں داخل ہوا جو آگرہ سے بیس میل پر واقع ہی تو آپ کو ہندوؤں کي فوج کے قریب پایا ہندوؤں نے اُسکي فوج کے اگلے حصہ پر ترت پھرت حملہ کیا اگرچہ تھوڑي بہت امداد اُس حصہ کي قلب کي فوج نے کي مگر اُسنے بڑي شکست فاحش کھائي یہہ واقعہ اٹھارھویں یا اُنیسویں فبروري سنہ ۱۵۲۷ ع کو واقع ہوا اور جو ہل چل کہ پہلے پہل بابر کي فوج میں پڑي اور دل اُنکے موگئے اگر اُسي وقت میں راجہ دھاوا کرتا تو ظن غالب تھا کہ وہ کمال آساني سے کامل فتح پاتا مگر وہ راجہ

بعد اس کامیابی کے لشکر گاہ کو چلا گیا اور بابر کو جگهہ پکڑنے اور لشکر کو مضبوط و مستحکم کرنے کے لیئے اتنی بڑی فرصت هاتهہ آئی کہ بعد اسکے راجہ کو حملہ کرنا بہت دشوار هوا *

اِس لڑائی کی آغاز هی سے بابر کی فوج کو بڑا تردد لاحق تها اور بعد اُسکے بهاگنے والونکی خبروں اور اُس مصیبت کے واقع هونے سے جو اُنکی آنکهوں کے سامنے واقع هوئی تهیں اُنکے دلوں پر بہت بڑے اثر پیدا هوئے علاوہ اُسکے ایک یہہ بدبختی پیش آئی کہ اُس نجومی نے جو کابل سے آیا تها یہہ بات پکار کر کہی کہ مریخ کے دیکهنے سے یہہ بات معلوم هوتی هی کہ بادشاہ کی فوج کو ضرور شکست هوگی اسلیئے کہ فوج اُسکی اُسکے سامنے پڑی هی چنانچہ جو اندیشے کہ اُن اصلی اور وهمی خوفوں کے مارے پیدا هوئے وہ ایسے عام تهے کہ بڑے بڑے دلاور بیدل هوگئے اور صلاح اور مشورہ میں همتیں اُنکی هار گئیں اور هر بات میں متردد رهے اور سپاهیوں کے سامنے استقلال اپنا قائم نرکهہ سکے اور اُنکے چهروں سے بیدلی ٹپکنے لگی چنانچہ بابر کی هندوستانی فوج چهوڑ چهوڑ کر بهاگنے لگی اور کسیقدر غنیم سے جا ملی اگرچہ باقی فوج اُسکی وفا پر قایم رهی مگر بالکل همت هارے اور گهبرائی هوئی تهی اور اگرچہ بابر نے نجومی کی پیشگوئی سے بظاهر بہت نفرت کی تهی مگر باطن میں اُن خطروں سے غافل نتها جنمیں وہ مبتلا هو رها تها اسلیئے کہ آپ اسنے بیان کیا هی کہ میں نے اپنے کوتکوں پر افسوس کیا اور گناهوں سے توبہ کی چنانچہ شراب پینے سے قسم کهائی اور شراب پینے کے باسن سونے چاندی کے فقیروں پر تقسیم کیئے علاوہ اسکے یہہ بهی عهد کیا کہ اگر فتح نصیب هوئی تو داڑهی چهوڑونگا اور کسی مسلمان سے محصول استام کا نہ لونگا مگر اسلیئے کہ وہ بڑے بڑے خطروں کا عادی تها بیتاب اور بیدل نهوا اور اس نظر سے کہ اپنی طبیعت کی خو بو لشکر کے دلوں میں پهیلاوے فوج کے چهوٹے بڑے سرداروں کو جمع کیا اور لوٹ کهسوٹ اور لاچاری کی باتیں نسنائیں اور

دین و مذهب کو بهي بیچ میں نه ڈالا بلکه حفظ آبرو کے فقرے سنائے اور یهه بات صاف صاف کهي که بهائیو جان کے لڑانے سے فخر اور شان هاتهه آتي هی معلوم هوتا هی که یهه مضمون اُس نے بهت عمده تجویز کیا تها که تمام افسروں نے ایک آواز سے جواب دیا اور قران کي سخت سوگند کهائي که هم یا فتح کرینگے یا جان سے جاوینگے غرض که یهه تدبیر اُسکي راس آئي اور فوج دل شگفته هوئي اور اسلیئے که روز روز اُسکو صوبجات کے شور و فسادوں کي خبریں لگتي تهیں تو بابر نے یهه قصد مصمم کیا که اب لڑائي میں توقف کرنا هرگز مناسب نهیں یعني جو کچهه هونا هی وه جهٹ پٹ هوجاوے چنانچه بابر نے مورچوں کے سامنے فوج کو مرتب کیا اور توپوں کو برابر لگایا اور جبکه ساري ترتیب پوري هوگئي تو گهوڑا دوڑا کر فوج کے دائیں سے بائیں کو نکل گیا اور سپاهیوں سے کچهه کچهه خطاب کرکے اُنکے دل بڑهاے اور سرداروں کو یهه هدایت کي که ایسے ایسے لڑنا چاهیئے دریافت هوتا هی که هندو لوگ بهي اسبات پر آماده و مستعد تهے که لڑائي کا فیصله هوجاوے مگر بابر نے اس خواهش سے که حال اس بڑي لڑائي کا بڑے کر و فر اور نهایت شان و شوکت سے لکها جاوے آپ اُسکو نهیں لکها بلکه اپنے میر منشي سے لکهوایا جسنے اُسکو بنا بنا کر لکها اور بهت سے ورق کالے کیئے هاں یهه ضرور هی که اُنکے دیکهنے سے اتني بات دریافت هوتي هی که سولهویں مارچ سنه ۱۵۲۷ ع مطابق تیرهویں جمادي الثاني سنه ۹۳۳ هجري میں بابر کو بڑي فتح نصیب هوئي اور راجه سنگا بڑي دشواري سے جان بچاکر چلا گیا اور حسن خان میواتي اور بهت سے سردار اُسکے جان سے مارے گئے اب بابر کا یهه حال هی که جب وه نجومي مبارکبادي کو آیا تو بابر نے اُسکو بهت برا بهلا کهکر کلیجا اپنا ٹهنڈا کیا اور اُسکو ایسا بدخواه اور بدزبان اور وهمي بتایا که کلام اُسکے کسي شخص کو گوارا نهوویں مگر جو که وه نجومي قدیمي ملازم تها تو اسلیئے اُسکو بهت سا انعام دیکر فرمایا که تو میري قلمرو سے نکلجا *

ملک کے انتظام اور چندیری کے محاصرہ کا بیان

جب کہ یہہ فتح ہوچکي تو میوات کے دبانے کو بابر روانہ ہوا چنانچہ وہ ملک بھي مطیع و محکوم اسکا ہوگیا اور جیسے کہ حال اسکا پہلے تھا اس سے بہتر انتظام اسکا ظہور میں آیا بعد اسکے بابر نے حسب اپنے وعدہ کے جو اس لڑائي سے پہلے کیا تھا اُن لوگوں کا ایک فریق بنایا جن لوگوں نے کابل جانے کي رخصت چاهي تھي اور همایوں کو سردار اُنکا بناکر کابل کو روانہ کیا *

بعد اُسکے ملک کے انتظام و انصرام اور اُن صوبوں کے بندوبست بحال کرنے میں جو لڑائي کے دنوں میں کچھہ ٹھیک ٹھاک نرھے تھے پورے چھہ مہینے صرف کیئے غرض کہ برس دن کے اندر اندر گنگاپار کے ملکوں میں صوبہ اودہ کے علاوہ حکومت اسکي دوبارہ قایم ہوگئي اور اب بھي صوبہ اودہ میں افغانوں کا ایک گروہ باقي رھا تھا جنکي سر کوبي کے لیئے تھوڑي سي فوج بھیجي گئي *

اگلے برس یعني سنہ ۱۵۲۸ ع مطابق سنہ ۹۳۴ هجري کے آغاز میں بابر نے چندیري پر چڑھائي کي جو بندیل کھنڈ اور مالوہ کي سرحدوں پر واقع هي اور اسپر مدني راے قابض و متصرف تھا جو راجپوتوں کا سردار اور محمودشاہ ثاني والي مالوہ کے عہد دولت میں بڑا صاحب اقتدار تھا اور بعد اسکے خود سلطنت کو دبا بیٹھا تھا اور جب کہ محمودشاہ ثاني نے شاہ گجرات کي امداد و اعانت سے اسکو خارج کیا تھا تو راجہ سنگا کي حفظ و حمایت میں آکر چندیري میں پانوں اسنے جمائي تھي چنانچہ وہ بھي لڑائي میں راجہ سنگا کے همراہ تھا مگر صحیح سلامت نکل گیا اور اب اُسنے سخت مقابلہ کیا مگر اس موقع پر بھي دستور قدیم کے موافق جسقدر اُسسے بہادري دلاوري ظاهر ہوئي اسقدر استقلال اور هنر ظاهر نہ ہوا چنانچہ محاصرے کے دوسرے دن وہ بالکل مایوس ہوگئے اور کام کو هاتھہ سے دے بیٹھے اور وہ غریب واقعہ خودکشي

کا جو راجپوتوں کی تاریخ میں عام پایا جاتا ہی بابر کی نظروں سے گذرا یعنی بابر کی فوج قلعہ کی فصیل پر چڑھی ہی تھی کہ محصوروں نے اپنی عورتوں کو قتل کیا اور جان کھونے کو برہنہ دوڑے چنانچہ اُنہوں نے اُن مسلمانوں کو مار کر بھگایا جو اُنکے سامنے پڑے اور وہاں سے کود کر غنیم کی فوج پر اُسی زور و شور سے برابر حملہ کیئے گئے یہاں تک کہ مغلوب ہوکر پامال ہوگئے اور وہ دو تین سو راجپوت جو مدنی راے کی محل سرا کی حفظ و حراست کے واسطے باقی رہے تھے اُنہوں نے جان اپنی یوں کھوئی کہ آپسمیں اس بحث و تکرار پر مارے گئے کہ دشمن کے مقابلہ میں پہلے پہل کون جان اپنی راجا پر نثار کرے یہہ واقعہ بیسویں جنوری سنہ ۱۵۲۸ع کو واقع ہوا *

افغانوں کے مفسدہ کا بیان

جب کہ چندیری کا محاصرہ ہو رہا تھا تو کہیں بابر کو یہہ خبر لگی کہ ایک پٹھان بابن نامی نے اُس فوج کو شکست فاحش دی جو اودہ پر بھیجی گئی تھی چنانچہ بابر آپ اُس جانب کو روانہ ہوا اور جب کہ افغانوں نے گنگا کے گھاٹ پر پڑاو اپنا ڈالا تو بابر نے ایسے حال میں گنگا کا پل بنایا کہ دشمن کی توپوں کی بوچھاریں پڑتی تھیں غرض کہ اخر کار اُسنے دشمنوں کو گھاگرا پار بھگایا اور انکا پیچھا کیا یہاں تک کہ دشمنوں نے بنگالہ میں جاکر پناہ ڈھونڈی اور غالبا یہہ ہی کہ اگر ہمایوں نے اُس سے پہلے صوبہ بہار کو فتح نکیا تھا تو بابر نے اسی موقع پر اُسکو فتح کیا ہوگا مگر بابر کی سرگذشتوں میں اُسکے حالات کا سلسلہ اسی جگہہ سے منقطع ہوتا ہی اور کسی مورخ نے اُسکو پورا نہیں کیا *

بعد اُسکے کئی مہینے تک بابر بیمار رہا اور اسی عرصہ میں اُسنے ایسی ایسی دل لگی کے کاموں سے مزے اوٹھائے جو اُسکو بہت کم نصیب ہوئے تھے چنانچہ اس موقع پر هندوؤں کے اُن قلعوں اور مندروں اور چشموں اور ابشاروں کے بیان سے سرگذشت اُسکی مشحون و معمور ہے جو

اُسکي نظر سے گذرے اور اُسنے آنکي دیکھني سے آنکھوں کو تازہ کیا اور نیز اُسمیں اپنے خاص خاص باغوں کي عجیب عجیب کیفیتیں جسمیں اُسنے نئي نئي باتیں ایجاد کي تھیں اور بازي گروں اور پہلوانوں اور علاوہ اُنکے اُن دل لگي کے شغلوں کے حالات مندرج ہیں جو ہندوستان سے مخصوص ہیں *

ان سیر و تماشوں کے ساتھہ اُن دنوں میں رنتھنبور کا بڑا قلعہ اُسکو حاصل ہوا جسکو راجہ سنگا کے دوسرے بیٹے نے اُسکے حوالہ کیا اسلیئے کہ راجہ سنگا مر چکا تھا اور بڑا بیٹا اُسکا جانشین اُسکا ہوا تھا *

بہار و بنگال کي لڑائیوں کا بیان

جب کہ بابر کو یہہ پرچا لگا کہ وہي اودھي شاہزادہ محمود نام جو راجہ سنگا کا رفیق و معاون تھا اور اُسکي شکست کے وقت اُسکے ساتھہ تھا صوبہ بہار پر قابض ہوگیا تو بابر کو بڑا جوش آیا اور نہایت پیچیدہ ہوا معلوم ہوتا ہی کہ بنگال کا بادشاہ اُس محمود کا ممد و معاون تھا غرض کہ بہار اور اور پاس پروس کے پٹھانوں کي جمعیت سے محمود کي جمعیت لاکھہ آدمیوں کے لگ بھگ پہونچي تھي اور محمود اس جمعیت کو ہمراہ اپنے لیئے ہوئے بنارس کي جانب بڑھا چلا آتا تھا کہ بابر بھي وہاں جا پہونچا جہاں گنگا جمنا آپسمیں ملتي ہیں اور اب وہاں الہ‌آباد بستا ہی اور جوں ہي کہ بابر قریب اُس فوج کے پہونچا وہ فوج جو جلد جلد اکھٹي ہو گئي تھي اور بابر کے پہونچنے سے پہلے کچھہ کچھہ نزاغ بھي آپسمیں ہو رہا تھا توٹ پھوٹ کر ادھر اودھر ہو گئي اور ساري وجھہ یہہ تھي کہ اُس فوج نے پہلے اِس سے چنارگڑہ کا ارادہ کیا تھا مگر جب کہ وہاں لاگ ڈانٹ آنکي ہوئي تو کچھہ کچھہ ادھر اودھر ہوگئي اگرچہ وہ لاگ ڈانٹ ایسي بہت قوي نتھي مگر جیسي کہ فوج کي طبیعتوں کا حال اُسوقت میں تھا فوج کي پراگندگي کے لیئے کافي وافي تھا بعد اُسکے محمود کا یہہ حال ہوا کہ جسقدر فوج

کو روک تھام سکا ھمراہ اپنے لیکر لوت گیا اور سون ندی پار اپنے ڈیرے ڈالے اور وہ بہت سے سردار جو اُسکو چھوڑ کر چلے گئے تھے بابر کے تابع ھوگئے چنانچہ بابر آگے کو بڑھا چلا گیا اور محمود نے یہہ بات سوچ سمجھہ کر کہ لڑنے میں کچھہ فائدہ نہیں بھاگنا اختیار کیا *

گنگا کے جنوب میں بہار کا ملک جسقدر واقع تھا وہ بابر کے قبض و تصرف میں آیا مگر بہار کا شمالی حصہ شاہ بنگال کے قبضہ میں باقی رھا جسکی بہت سی فوج اُس جگھہ اڑی پڑی تھی معلوم ھوتا ھی کہ شاہ بنگال کا صرف اسقدر مطلب تھا کہ دلی کی سلطنت کے اُس حصہ یعنی شمالی بہار کو اپنے قبضہ میں رکھے اور باقی خصموں پر لڑائی بھڑائی نکرے چنانچہ اُسنے اسی غرض سے بابر کو خط و کتابت میں مصروف رکھنا چاھا اور ایک ایلچی کا آنا جانا جاری رکھا یہاں تک کہ بابر کو صبر کا تحمل نرھا اور گنگا پار اوتر کر بنگالیوں سے لڑائی کو آگے بڑھا *

اگرچہ وہ گنگا اوتر گیا مگر گھاگرا کا اوترنا باقی رھا جہاں غنیم اُسکا ایسی جگھہ پڑا تھا کہ وھاں گنگا گھاگرا سے ملتی ھی مگر بابر کے پاس کشتیوں کا سامان ایسا اچھا تھا کہ اُسنے بنگالیوں کی کشتیوں کو مار پیٹ کر بھگا دیا اور اگر یہہ صورت پیش نہ آتی تو وھی کشتیاں بابر کے حق میں سنگ راہ ھو جاتیں بعد اُسکے بنگالیوں نے بابر کو اوتر نے سے روکا چنانچہ دونوں طرفوں سے توپیں چلنے لگیں مگر اس باعث سے کہ فوج بابر کے ٹکڑے ٹکڑے ھوکر پار اوتر گئی تھی تو اُنکے مقابلہ پر غنیم کی فوج بھی ٹکڑے ٹکڑے ھوکر لڑی پڑی یہاں تک کہ بابر کی فوج نے اُنکو مار کر بھگا دیا بعد اُسکے شاہ بنگال آشتی پر راضی ھوا چنانچہ باھم صلح ھوگئی اور جب کہ بابر نے آگرہ کا ارادہ کیا تو اُسکو یہہ پرچا لگا کہ وہ گروہ افغانوں کا جو شاہ بنگال کی فوج سے الگ ھوکر اور بابن اور بایزید افغانوں کی حفظ و حمایت میں گھاگرا پار اوتر گیا تھا لکھنؤ پر قابض و

متصرف ہوگیا چنانچہ بابر فی‌الفور اُس جانب کو روانہ ہوا اور جب کہ پٹھان لوگ اُس جگہہ سے چلے گئے تو کچھہ فوج اُنکے پیچھے بابر نے روانہ کی یہاں تک کہ اس فوج نے گنگا جمنا دونوں کے وار پار اُنکا پیچھا کیا اور بندیل کھنڈ میں اُنکو منتشر کردیا بعد اُسکے برسات آگئی اور بوجہہ اسکے تعاقب موقوف ہوگیا ٭

بابر کے بیمار ہونے اور جانشینی کی نسبت سازشوں کا بیان

معلوم ہوتا ہی کہ مرنے سے پندرہ مہینے پہلے بابر کی طبیعت درست نرہتی تھی اور جو کہ اُسکی سرگذشتوں میں حالات اس زمانہ کے مندرج نہیں تو یہہ بات صاف دریافت ہوتی ہی کہ اُسکی قوت و ہمت میں کاہلی سستی آگئی تھی علاوہ اسکے اور چند باتوں سے بھی یقین ہوتا ہی کہ اُسکی حکومت بھی اس باعث سے کم زور ہوگئی تھی کہ لوگوں کو اُسکی حکومت کے زوال کا خیال بندہ گیا تھا چنانچہ ہمایوں بھی بدخشاں کی حکومت سے بلا اجازت چلا آیا اور جب کہ بابر نے اپنے وزیر نظام‌الدین علی خلیفہ کو ہمایوں کی جگہہ منتخب کیا تو اُسنے بھی کوئی حیلہ پیش کیا اور وہ بھی دربار ہی میں رہا اگرچہ ہمایوں کو بدخشاں سے طلب نکیا تھا مگر ساتھہ اُسکے محبت سے پیش آیا اور بعد اُسکے تھوڑے دنوں گذرے پر ایک بیماری ہمایوں کو عارض ہوئی جو بابر کے مرنیکا قوی سبب ہوئی جب کہ بابر کو یہہ بات دریافت ہوئی کہ حکیم اپنی تدبیروں سے عاجز ہوئے اور خود حکیموں نے بھی یہہ عرض کیا کہ اب دوا درماں سے کوئی فائدہ معلوم نہیں ہوتا تو ہمایوں کی جان بچانیکے واسطے بابر کو صرف یہہ امید باقی رہی کہ اُس اعتقاد باطل کے بموجب جو آج کل بھی بلاد مشرق میں جاری ساری ہی یہہ بات چاہی کہ بیٹے کی جان بچے اور باپ کی جان نثار ہووے اور جیسے کہ یہہ اعتقاد اُسکے جی میں بیٹھا تھا ویسے ہی اُسکے دوستوں کو بھی اُسکی تاثیر کا یقین کامل تھا چنانچہ

اُنہوں نے بابر سے یہہ درخواست کي که آپ اپني جان نکھووِیں اور هزاروں کے عیش و آرام کو برباد نکریں مگر بابر اپنے ارادہ سے باز نه آیا چنانچه وہ همایوں کے سیج کے واري هوا یعني تین بارگرد اُسکے پهرا جو جینے سے دور اور مرنے سے قریب هوگیا تها بعد اُسکے تهوڑي دیر تک بہت گڑگڑا کر خدا سے دعا مانگي یہاں تک که اپنے قربان هونیکا ایسا اُسکو پورا یقین هوا که چند بار اُسنے یہہ پکارکر کہا که اُسکا دکهه میں نے سہا میں نے سہا اور تاثیر اس اعتقاد کي اُسپر اور اُسکی بیٹی پر اسقدر هوئي که تمام مورخ اسبات پر متفق هیں که همایوں اُسیوقت سے تندرست هونے لگا اور باپ اُسکا جو پہلے سے بیمار تها اور همایوں کي بیماري کے مارے زیادہ مریض اور لاغر هوگیا تها اُسیوقت سے تهوڑا تهوڑا گهٹنے لگا جس سے یہہ بات بہت جلد واضح هوئي که موت اُسکي قریب آگئي اور جب که اُسکي نوبت یہاں تک پہونچي تو اُسنے اپنے بیٹوں اور وزیروں کو مرتے دم اکهٹا کیا اور اپنے جي کي خواهشیں ظاهر کیں اور آپسمیں اتفاق و محبت کي سخت تاکید کي مگر اُسکے وزیر خلیفه نے پہلے سے یہہ تجویز کي تهي که بابر کے پیارے منصوبوں کو پورا نهونے دے † اور اس وزیر کا رعب داب ایسا تها که اُسکے آگے کسي کي پیش نجاتي تهي مگر اُسکے رعب داب کي وجهه اب تک دریافت نہیں هوئي چنانچه اُسنے اس غرض سے که سلطنت کے تمام اختیارات اُسکے قبض و تصرف میں قایم و دایم رهیں یہہ ارادہ کیا که بابر کے بیٹوں کو دخل ندے اور اُنکو الگ تهلگ رکهے اور اپنے داماد خواجه مهدي کو تخت پر بیٹهاوے اور وزیر اُسکے بیٹهانے میں یہہ فائدہ سمجها تها که خواجه مهدي عمر کا نوجوان اور مزاج کا لاوبالي اور بہت

---

† یہہ خلیفه بابر بادشاہ کا بڑا پرانا سردار تها مگر یہہ بات سمجهني دشوار هی که بابر سے قابل بادشاہ کے روبرو اور همایوں سے تجربه‌کار وارث کے سامنے اسقدر اختیار اُسکو کسطرح نصیب هوا تها اور ایسي هي یہہ بات بهي اچنبے کي معلوم هوتي هی که اس سے آگے ذکر اُسکا تاریخ فرشته یا اکبرنامه میں نظام‌الدین یا خلیفه کے نام سے پایا نہیں جاتا

کا هلکا اور مست کا مارا هی همیشه مطیع و محکوم اپنا رهیگا مگر خواجه
مهدي نے ایسی کوتک کیئے که وزیر اپني امید سے نا امید هوا خواجه
مهدي اور علاوه اُسکے تمام لوگ اسبات کو یقیني سمجهی تهي که بابر کے
بعد تخت اُسیکو نصیب هوگا مگر جب که وقت اُسکا قریب ایا تو خلیفه
نے خواجه مهدي کو یکا یک گرفتار کیا اور آس پاس کے لوگوں کو اُسکے
ملنے جلنے سے موقوف رکها اس بڑے انقلاب کا باعث اُس سرگذشت میں
مندرج هی جسکو ارس کائن صاحب نے محمد مقیم کي سند پر بیان
کیا جو سرگذشت مذکوره کے مصنف کا باپ تها خلاصه اُسکا یهه هی که
خواجه مهدي سے خلیفه ملنے گیا تها اور محمد مقیم همراه اُسکی تها
حسب اتفاق اُسوقت خلیفه کي طلب هوئي که بابر کي جان هونٹوں پر
تهي جوں هي که خلیفه خواجه مهدي کے مکان سے اوٹها تو خواجه
مهدي ساتهه ساتهه اُسکے ازراه تعظیم کے دروازه تک آیا اور دروازه پر کهڑا رها
یهاں تک که محمد مقیم بغیر ازے بهڑے اُس سے نکل نسکا اور جب که
خلیفه دور نکل گیا تو خواجه مهدي نے دانت پیس کر یهه بات کهي که
بهلاے او پیر نابالغ خدا چاهے تو تیرے چمڑي جلد نکلواتا هوں خواجه مهدي
نے یهه بات کهکر مونهه پهیرا تو محمد مقیم کو گهر سے نکلتے دیکهه کر
بهت پشیمان هوا اور اوسان اُسکے جاتے رهے مگر اُسنے محمد مقیم کے کان
پکڑکر خوب اینٹهے اور بیساخته یهه مصرع پڑها † زبان سرخ سرسبز می
دهد برباد غرض که محمد مقیم نے خلیفه کو یهه داستان سنائي
چنانچه نتیجه اُسکا یهه هوا که خلیفه نے خواجه مهدي کي رفاقت
چهوڑي اور همایوں کا ساتهه دیا ٭

---

† واضح هو که فارسیوں کي اصطلاح میں زبان سرخ غماز کي زبان کو اور
سرسبز صاحب اقبال کے سر کو کهتے هیں اب اس مصرع کے یهه معني هیں که وه زبان
جو غماز هوتي هی اُس سر کو برباد دیتي هی جو صاحب اقبال هوتا هی (مترجم)

بابر کي وفات اور اُسکي عادات کا بيان

خليفه اور خواجه مهدي کي سازشوں ميں جنسے بابر غالباً واقف نتها بابر نے انتقال کيا يهه بادشاه اگرچه بهت بڑا بادشاه نتها مگر بڑي تعريف کے شاياں و سزاوار جو شخص ايشيا ميں کبهي پيدا هواوه بهي تها اور ۲۶ دسمبر سنه ۱۵۳۰ع مطابق سنه ۹۳۷ هجري ميں عمر کے پچاس برس اور بادشاهت کے اڑتيس برس پورے کرکر مقام آگره ميں جهاں فاني سے گذر گيا اور لاش آسکي بحسب اُسکي تمنا مقام کابل ميں ايک ايسي جگهه مدفون هوئي جسکو آسنے غالباً خود † پسند کيا تها *

اگرچه بابر کي عادات آسکے کاموں سے بخوبي واضح هوتي هيں مگر اُسکے خاص ذاتي حالات اور تحريرات کي نسبت تهوڑا بهت لکهنا باقي هی چنانچه جو سرگذشتيں آپ آسنے قلمند کي هيں وه غالباً ايسي عمده هيں که نظير آنکي پائي نهيں جاتي يعني اپني عمر کي حکايتوں اور رايوں اور طبيعت کے قصوں کو جگهه جگهه ايسا بيان کيا که جو سچے سچے تهے آسکو هرگز نهيں چهپايا اور بناوت کو دخل نهيں ديا اور راست گوئي اور خوش مزاجي کے ظاهر کرنے ميں تکلف کو کام نفرمايا ‡ *

---

† برنس صاحب نے اپني سياحت نامه کي جلد ايک صفحه ۱۴۱ ميں لکها هی که بابر نے يهه وصيت کي تهي که ميري لاش اُس جگهه دفن کيجاوے جو اُسکي ساري قلمرو ميں اُسکو مطبوع و مرغوب تهي چنانچه اب بهي ايک پاکيزه ندي اُس قبرستان ميں بهتي هی اور خوشبودار پهولوں کو پاني ديتي هی اور کابل کے لوگ ايک بڑے تهوار کو وهاں اکهٹے هوتے هيں بابر کي قبر کے سامنے سنگ مرمر کي ايک مسجد اگرچه چهوٹي سي هی مگر بهت هي عمده بني هوئي هی اور اُسکے مقبره سے پهاڑ کي ايک نهايت دلکش فضا نظر پڑتي هی

‡ واضح هو که صاف بياني اور راست گوئي کي رو سے بابر کي سرگذشتيں تيمور کي سرگذشتوں کے مخالف هيں اگرچه تيمور کي سرگذشتوں کي زبان سيدهي سادي هی مگر باوصف اسکے بهت بنا بنا کر اسليئے لکهي گئيں که لوگوں کے دلوں پر اثر اُسکا پڑے چنانچه ايک مقام پر اُسنے يهه بات لکهي که ايک روز اتفاق سے ميرے پاؤں تلے ايک چيونٹي پسگئي اُسکے پس جانے سے ميرے دل کو ايسا صدمه پهونچا

غرض کہ بیان اُسکی سرگذشتوں کا صاف و پاکیزہ اور دلاورانہ اور رنگین و دلچسپ ہی اور اسلیئے کہ وہ ایک ذہین اور تجربہ کار آدمی کی تصنیف ہی تو اُسمیں اُسکے معاصروں اور ہموطنوں کے کام کاج اور رنگ ڈھنگ اور چال ڈھال ایسے واضح ہیں جیسا کہ رنگ روپ آئینہ میں ظاہر ہوتا ہی اور یہی باعث ہی کہ تمام ایشیا میں منجملہ صحیح تاریخوں کے اصلی تاریخ کا ایک عمدہ نمونہ ہی اسلیئے کہ اگرچہ معمولی مورخوں نے بڑے بڑے لوگوں کے کاموں اور تکلف کے برتاوں کا حال بڑی شان و شوکت سے بیان کیا مگر اُنکی طور و طریقوں اور خاص خاص عادتوں کا بیان نہیں کیا بلکہ علی الخصوص ایسی باتوں کو بالکل چھوڑ گئے جو اُنکی شان و منصب کے شایاں و سزاوار نتھیں ہاں بابر کی سرگذشتوں میں جن جن لوگوں کا حال * بیان کیا گیا اُنکی شکل و صورت اور لباس و پیرایہ اور شوق و ذوق اور عادات و شمایل کا بیان ایسی تفصیل و تشریح سے کیا گیا کہ فی الحال گویا ہم اُن لوگوں میں موجود ہیں اور اُنکو اپنی آنکھوں سے دیکھہ † رہی ہیں اور جن ملکوں میں بابر کا گذر ہوا اُنکی فضاؤں اور آب و ہوا اور پیداواروں اور عجیب عجیب صنعتوں اور بڑی بڑی عمارتوں کے حالات سے سرگذشت اُسکی معمور و مشحون ہی اور وہ ایسی تفصیل وار اور ٹھیک ٹھیک لکھی

که گویا میرے پاؤں کی طاقت جاتی رہی اور حقیقت اُسکی یہہ ہی کہ وہ بڑا سفاک بادشاہ تھا اور یہہ ایک ایسی بات ہی کہ اگر وہ بڑا جتی ستی گرشائیں اگیانی پنڈت بھی ہوتا تو کوئی یقین نکرتا کہ یہہ بات اُسنے اپنے جی سے کہی ہی

† یہہ مفصل حال اُن درباروں اور لشکروں کے لوگوں کا ہی جہاں بابر بستا رستا رہا اور جن ملکوں کا حال اُسنے بڑی وضاحت سے لکھا وہاں کے باشندوں کی صرف ایسی ایسی اوپری باتیں بیان کیں کہ اُنکے سننے سے بیگانہ ملکوں کے رہنے والی حیران ہوں مگر اُنکی اوقات بسری اور رسم و رسوم کے حالات اُسنے تفصیل وار اسلیئے نہیں لکھی کہ وہ اُنکے اس قسم کے کل حالات سے پوری واقف نہیں ہوسکتا تھا

هوئے هیں کہ جتني جگهہ میں وہ لکهي گئي زمانہ حال کے کسي سیاح نے اُنکو اتني جگهہ میں نهیں لکها اور جب کہ اُن مصیبتوں کا لحاظ کیا جاوے جنمیں اُسنے وہ سرگذشت اپني قلمبند کي هی ‡ تو نهایت تعجب هوتا هی *

تصنیف بابر کي بڑي خوبي یہہ هی کہ باوصف اِسکے کہ اُسکا مصنف ایک دراز مدت تک طرح طرح کے انقلابوں میں مبتلا رها اور زمانہ کے بہت سے گرم و سرد اُسنے دیکهی مگر اسکي عادات وشمایل میں کوئي تغیر واقع نهوا چنانچہ اُسکي طبیعت میں ویسي هي مہر ومحبت باقي رهي اور مزاج میں ویسے هي نیک اخلاق قایم رهے جیسے کہ اغاز وابتداء میں موجود تهی جب کہ کام کاج کا بوجهہ اُسنے اُوتهانا شروع کیا تها اور مال و دولت اور جاہ و حشمت کے حاصل هونے سے شعور و سلیقہ اُسکا خراب نهوا تها اور قدرتي چیزوں اور خیالي باتوں سے مزے اُٹهانے کي استعداد اُسکي طبیعت سے کم نهوئي تهي *

بابر کي سرگذشتوں کے مترجم ارس کائن صاحب نے بیان کیا هی کہ لوگوں کي شان و شوکت کے جو حالات ایشیا کي تاریخوں میں مندرج هیں وہ سرد مهري اور افسردہ مزاجي سے سراسر معمور هیں مگر منجملہ اُنکے ایک ایسے بادشاہ یعني بابر کے حالات کے ملاحظہ سے ایک طرحکي تشفي هوتي هی جو عمر گذشتہ پر تاسف کرتا تها اور اُس نے بیان کیا کہ میں ایک اپنے ساتهي کي جدائي سے روتا تها جو کهیل کود میں ساتهہ اپنے رهتا تها اور اپني رشتہ دار عورتوں اور خصوص اپني ماں کا ذکر ایسے

---

‡ جن جن ملکوں میں بابر نے لڑائیاں بهڑائیا کیں اور حالات اُنکی بیان کیئے تو لفظوں کي قلت اور معنوں کي کثرت اُسوقت دریافت هوسکتي هی کہ ابن بیتوتا کي کتاب سے مقابلہ کیا جاوے جو ایک مشهور مورخ اور بڑا سیاح و محقق اور نهایت لایق فایق تها یا جو جغرافیہ بابر نے لکها هی اُسکا مقابلہ بهي ایشیا کے کسي مورخ جغرافیہ نگار سے کیا جاوے

شوق ذوق سے کرتا هی که گویا اُنسے الگ نہیں هوا اور اُنکے ساتھہ الاڑ پر بیتھا تاپ رها هی اور جہاں کہیں اُس نے حال اپنا بیان کیا وهاں اپنے دوستوں کا حال بہت حسن و خوبي اور کمال التفات و عنایت سے بیان فرمایا چنانچه اُنکي کہاوتوں اور بیماریوں اور حادثوں اور مہموں کا حال تفصیل وار تحریر کیا اور کہیں کہیں اُنکے برے برے کوتکوں کي هنسي بهي کي *

جب که اُسنے اپنے معتمد خواجه کلاں کو جو کابل میں اُسکي طرف سے کام کاج اُسکا کرتا تها ایک خط اپني سلطنت کے کار و بار میں لکها تو اُسکے اخیر میں یارانه کے دو چار فقرے اُسکے جي بهلانے کي غرض سے تحریر کیئے اور بعد اُسکے یهه عذر لکها که خدا کے واسطے میري بیوقوفیوں کو معاف کرنا اور اُنکي وجهه سے مجهکو برا نسمجهنا بعد اُسکے خواجه کلاں کو یهه بات بهي لکهي که جیسے میںنے شراب کا پینا چهوڑا تو بهي ویسے هي چهوڑ دے اور اصل کلام اُسکا یهه هی که جب هم سارے پرانے یار ایک جگهه اکٹهے تهے تو شراب کا پینا لطف سے خالي نتها اور اب که حیدر قلي اور شیر احمد کے سواے کوئي هم پیاله اور هم نواله تیرے پاس موجود نہیں تو اب شراب کے چهوڑنے میں تیري طبیعت پر جبر نہوگا اور علاوه اُسکے اُسي خط میں یهه بهي لکها تها که مجهکو آپ پر بڑا رشک آتا هی که تم کابل میں رهتے هو اور وهاں کے سیر و تماشوں کے مزے اُٹهاتے هو اور یهه بهي لکها که جب لوگ صرف ایک تربوز † یہاں میرے پاس لائے اور میں نے اُسکو تراشا تو اپني تنہائي پر کمال افسوس کیا که میں کیسا وطن سے دور اور یاروں سے مہجور پڑا هوں اور اُسکو کہانا شروع کیا تو یاروں کي جدائي میں آٹهه آٹهه آنسوؤں رویا اور بہتے آنسوؤں کو تهام نسکا *

---

† معلوم هوتا هی که یهه پهل اُسوقت تک هندوستان میں پیدا نهوتا تها مگر بعد اُسکے اُسنے رواج پایا *

اگر بابر شراب کا پینا بہت جلد چھوڑتا تو اُسکے حق میں بہت اچھا ہوتا اسلیئے کہ ہر طرح یہہ سمجھنا چاہیئے کہ میخواري کي کثرت سے عمر اُسکي تھوڑي ہوئي چنانچہ شوق و ذوق اُسکا اُسکي سرگذشتوں سے دریافت ہوگا کہ آسنے جیسي لڑائیوں کے حالات اور بادشاہوں کے خط و کتابت کي کیفیات ایک زور و شور اور نہایت شان و شوکت سے لکھیں ویسے ہي مے خواري کے جلسوں کے اُمورات ایک آن و بان اور بڑي کر فر سے قلمبند کیئے اگرچہ یہہ جلسے اُسکي شان و لیاقت کے شایان و سزاوار نتھے مگر اُسکي سرگذشتوں میں وہ ناپسندیدہ باتیں نہیں ہیں اسلیئے کہ اُن جلسوں کي بے تکلفي اور سادگي ایسي بیان کي گئي کہ بابر کا بادشاہ ہونا اُنکے دیکھنے سے فراموش ہوجاتا ہی بلکہ ایسا سمجھہ میں آتا ہی کہ وہ بھي اُس جلسہ میں ایک یار میگسار تھا حاصل یہہ ہی کہ اُن باتوں کي بدولت جو میخواري کي کثرت پر مائل کرتي ہیں جیسے سایہ دار درختوں کا جھومنا اور ایسے ایسے پہاڑوں پر بیٹھنا جنسے بڑي بڑي فضائیں نظر آتي ہوویں اور کشتي کا نرم نرم چلنا اور ترکي فارسي کے اشعار ازبر پڑھنا اور کبھي کبھي گیت بھي گانا اور یاروں سے دھول دھپا ہوجانا اور ہنسي ٹھٹول کي باتیں کہنا غرض کہ ایسي ایسي باتوں کے باعث سے ایسے آوارہ جلسوں کي برائیاں بري نہیں لگتیں *

بابر کا یہہ وتیرہ تہا کہ ایک جگہہ پڑا نرہتا تہا چنانچہ یہہ بات اُسکي اُس کلام سے صاف واضح ہوتي ہی جو مرنے سے تہوڑے دنوں پہلے خاص اپني زبان سے فرمائے تہی یعنے گیارہ برس کي عمر سے یہہ اتفاق نہیں ہوا کہ دو رمضان ایک جگہہ کئي ہوں یہاں تک کہ جو وقت اُسکا لڑائي بھڑائي اور سیر و سفر میں صرف نہوتا تہا تو اُسوقت کو سیر و شکار اور گہوڑے کي سواري اور دور دراز کے سیر سپاٹوں میں صرف کرتا تہا اور جن دنوں کہ جي اُسکا اچھا نتھا تو پچھلي سیر اُسکي یہہ تھي کہ دو دن کے اندر اندر کالپي سے آگرہ تک جو ایک سو ساٹھہ میل کے

فاصلہ پر واقع ہی گہوڑے سوار آتا تہا اور کوئي کام اُسکو نہوتا تہا علاوہ اُسکے ایک ہي سفر میں دو مرتبہ گنگا کے وار پار آیا گیا اور آپ اُسنے بیان کیا کہ جو دریا راہ میں پڑتا تہا وار پار اُسکو پیر کر آتا جاتا تہا اور جیسا کہ جسم اُسکا چابک و چالاک تہا ویسي ہي عقل اُسکي تیز اور فکر اُسکا رسا تہا چنانچہ امورات سلطنت کے علاوہ نہروں اور تالابوں اور عمدہ عمدہ کاموں کے بنوانے اور بیگانہ ملکوں کے نئے نئے پہل پہلاریوں اور اچہی اچہی پیدا واریوں کے رواج ورونق دینی میں مصروف رہتا تہا اور با وصف ان محنت مشقتوں کے اتني فرصت بہي حاصل تہي کہ فارسي ترکي دونوں زبانوں میں شعربہي کہتا تہا یہانتک کہ اُسنے ترکي زبان میں بہت سي تصنیفیں کیں اوراپنے ملک کے شاعروں میں بڑا نام اُسنے پیدا کیا † *

---

† منجملہ حالات مندرجہ بابر کے اکثر حالات ارسکائن صاحب کے ترجمہ سے لیئے گئے جو بابر کي سرگذشتوں کا ترجمہ ہی جلکو اپ اُس نے ترکي زبان میں قلمبند کیا اور اس ترجمہ سے جو حاشیئے اور تنبیہ متعلق ہیں اُنسے وہ دشواریاں رفع ہوجاتي ہیں جو ہر صفحہ میں پیش آتي ہیں اور اُس گفتگو کے دیکہنے سے جسکو ارسکائن صاحب نے اس ترجمہ کے دیباچہ میں لکہا ہی ایشیا کا حال بابر کے زمانہ کا تفصیلوار دریافت ہوتا ہی اور اُس گفتگو میں اُن ملکوں کا جغرافیہ بہي نہایت تفصیل سے مندرج ہی جہاں جہاں بابر نے لڑائیاں بھڑائیاں کیں علاوہ اُسکے تاتاري قوموں کے مختلف مختلف گروہوں کا حال بہي صاف صاف مندرج ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ ترجمہ بہي اصل کتاب کي طرز پر کیا گیا اسلیئے کہ اُسکے بیان کي طرز بہي عمدہ اور ممتاز ہی اور مشرقي لوگوں کا مبالغہ اِس ترجمہ میں پایا نہیں جاتا اور ایسا سیدہا سادہا ترجمہ بہي نہیں جیسا کہ اور مترجموں نے ایسي ایسي کتابوں کا کیا ہی *

باب دوسرا

همایوں کي پهلي سلطنت کا بیان

جسپ که بابر کا انتقال هوا تو اُسنے همایوں کے علاوہ مرزا هندال اور مرزا عسکري اور مرزا کامران تین بیٹے اور وارث چھوڑے †

---

† جب تک که هم خلاف اسکے کسي جگهه کوئي بات لکهیں تو یهه بات یاد رهے که همنے همایوں کي سلطنت کا حال تاریخ فرشته اور خود همایوں کي سرگذشتوں اور ابوالفضل کے اکبرنامه سے لیا هی اور فرشته والے نے جو همایوں کي سلطنت کا حال پورا پورا نهیں لکها تو وجهه اُسکي یهه هی که فرشته والی کا زمانههمایوں کے زمانهسے اتنا قریب نتها که وہ چهان بین اُسکي اُن لوگوں سے کرتا جنهوں نے همایوں کا زمانه اپني آنکهوں سے دیکها تها اور نه اسقدر بعید تها که اُسکے بیچ میں مورخ لوگ آیندہ کو لکهتے اور فرشته والا اُن تاریخوں سے استعانت کرتا همایوں کي سرگذ مطابق سنه شخص جوهر نامي نے لکها هی جو اُسکا ادنی خدمتگار تها اور کا ے اپنے آقا کے هاتهه پاٶں دهولانیکے لیئے آفتابه سلپچي اوٹهاتا تها شرط پر همایوں کي اُسکے رهتا تها اگرچه همایوں کے ملکي تعلقات اور خفیه تجویزاتصرف میں باقي رهے تک اُسکي رسائي ممکن تهي وهاں تک حال اُسکا بهت اور آگرہ کو روانه هوگیا * سادگي اور راستي سے لکها هی وہ همایوں کا بڑا خیر کاموں کو ایسي اب و تاب سے بیان کیا که کوئي ع‌یسا بیان کے کسي چال چلن کو ایسا بهت کم نه سمجها که اُسکے ون کا سالا جو اُسکي جان و سے بات اُسکي بناوے ابوالفضل اکبر بادشاہ کا بڑا پ اور کمال لایق فایق تها مگر رنگین نگاري اور تشبیه شاہ گجراتي والي گجرات کے اور اب بهي حال یهه هی که اس طرز بیان میں تا اور جبکه بهادر شاہ نے همایوں لوگ اُسکے کلام کو ایک نمونه سمجهتے هیں اور هن سب اُسکي درخواست کے اُسکو و مستحسن هی علاوہ اُسکے وہ ایک ایسا خوشام أن لوگوں کي خوبیوں کو جنسے کام اُسکو پڑتا بهار قایم هوا یهه بهادر شاہ اُن برائیوں کو چکني چپڑي باتوں میں بیان کیا اولي کي شاهنشاهي کے تباہ هونے کو بنائے رکها مگر تواریخ اور واقعات کا حال کے تکڑے گئي جاتي تهیں اور اپنے کهلم کهلا طرفداري کي پوري پوري تسلیم نکرنے * بهت سا ملک اُس نے بڑهایا همکو درکار نهیں جتني که اُس تنفر اور تعصب ر دیوار کے بادشاهوں نے یهه اقرار

کابل کا هندوستان سے الگ هو جانا

منجمله أنکے مرزا کامران قندهار و کابل کا حاکم تها مگر مرزا هندال
اور مرزا عسکري هندوستان میں محض بیکار تهے کوئي کام أنسے متعلق
نتها اسلیئے که بابر نے اپنے جیتي جي همایوں سے چهوتے بیتوں کے لیئے
کوئي حصه اپني سلطنت کا مقرر نهیں کیا تها تو اُس سے صاف واضح هوتا
هی که أسکا منشاء یهه نه تها که بعد أسکے مرنیکے سلطنت أسکي منقسم
هو جاوے مگر کامران کي طبیعت سے یهه بات ظاهر هوئي که وه همایوں
کے تحت حکومت نرهیگا اور جو که أسکی موروثي رعایا کے بیچا بیچ
أسکے قبض و تصرف میں بڑا قوي اور جنگ جو ملک تها تو همایوں
کي نسبت وه ایسے بڑے فائده میں تها که جب تک همایوں ایسے صوبوں
† الم، نکرتا جو جدید اور ناراض تهے تو تب تک مقابله کے لیئی فوج
لیئے گئے جو بابر نتا *

کیا اور اس ترجمه سے ٠کوره بالا همایوں نے یهي مناسب سمجها که کامران کي
هیں جو هر صفحه میں پیه
صاحب نے اس ترجمه کے دیبا، اور أس ملک کے علاوه جو أسکے قبض و تصرف
دریافت هوتا هی اور اُس گفتگو کو بهي أسکے حواله کردے چنانچه أسنے ویسے
مندرج هی جهاں جهاں بابر نے ا، سرکار سنبهل کي حکومت مرزا هندال اور
مختلف مختلف گروهوں کا حال بهي‌ا عسکري کو عنایت فرمائي اور جب که وه
ترجمه بهي اصل کتاب کي طرز پر کیا
ممتاز هی اور مشرقي لوگوں کا مبالغه إ، هوتا هی جنکي تعریف أسنے بهت خوشامد اور
سادها ترجمه بهي نهیں جیسا که اور مو، شکوک کے رفع کرنے میں بهي بهت سي سمجهه
پیدا هوتي هیں که جو بات أسنے بیان کي وه
بجاے خود وه بات اچهي اور عذر کے قابل هے بیان
ز علاوه أسکے خدا پرستوں کے ملفوظات اور عام
ي تحریروں پر اتنها أسکا عموماً هوتا هی بونس
أسکي أن تحریروں سے مدد حاصل کي هی جنکو
ہں لکها هی اگرچه وه تاریخ أنکا ترجمه نهیں
پایا جاتا هی؛ اور أسکی مطالب صحیح اور کامل

کامران کو ملک دے چکا تو اُسکے قبضہ میں صرف نیا ملک مفتوحہ باقي رہ گیا اور جن ذریعوں کي بدولت اُسنے وہ نیا ملک حاصل کیا تھا اور آیندہ بقاے قبضہ کے لیئی وہ ھي کافي وافي ہوتے وہ بھي اُسکے هاتھہ تلے نرھے مگر جو کہ اب بھي اُسکے قبضہ میں بابر کي دلاور فوج موجود تھي اور بابر کي قوتوں کے اثر بھي جابجا موجود تھے تو ملک کي تقسیم کے برے برے اثر اول اول ظاهر نہوئے جب کہ همایوں کالنجر واقع بندیلکھنڈ کے محاصرہ میں مصروف تھا تو اُسکو پرچا لگا کہ بابن اور بایزید افغانوں کے سوداروں نے جنکے گروهوں کو پہلے بابر نے پراگندہ کیا تھا جونپور کے اِضلاع میں دوبارہ فساد برپا کیا غرض کہ همایون نے اُنکے مجموعہ کو متفرق کیا اور بعد اُسکے چنار گڈہ پر چڑھائي کي جو بنارس کے قریب ایک پہاڑي پر واقع هی اور وہ شیر خاں پٹھان اُسپر قابض تھا جو آیندہ کو همایون کا حریف هوجائیگا حاصل یہہ کہ سنہ ۱۵۵۲ ع مطابق سنہ ۹۳۹ هجري میں شیر خاں مذکورالصدر نے اِس شرط پر همایون کي اطاعت قبول کي کہ چنار گڈہ اُسیکے قبض و تصرف میں باقي رهے چنانچہ همایون نے بھي یہہ شرط اُسکي تسلیم کي اور آگرہ کو روانہ هوگیا *

گجرات کي فتح کا بیان

اِس زمانہ سے تھوڑے دنوں پہلے همایون کا سالا جو اُسکي جان و حکومت کا خواهاں و جویاں تھا بہادر شاہ گجراتي والي گجرات کے حفظ و امان میں آیا اور اُسکي پناہ میں رها اور جبکہ بہادر شاہ نے همایون کي درخواست کو منظور نکیا یعني بحسب اُسکي درخواست کے اُسکو ندیا تو دونوں بادشاهوں میں رنج کا پہاڑ قایم هوا یہہ بہادر شاہ اُن سلطنتوں میں بڑا معزز و ممتاز تھا جو دلي کي شاهنشاهي کے تباہ هونے پر قایم هوئي تھیں اور دلي کي سلطنت کے ٹکڑے کئي جاتي تھیں اور اپنے زور بازو کے ذریعہ سے اصلي ملک سے زیادہ بہت سا ملک اُس نے بڑھایا تھا یہانتک کہ خاندیس اور احمد نگر اور برار کے بادشاهوں نے یہہ اقرار

اُس سے کہا تھا کہ اگر ہمارے ملک ہمارے هي قبضہ میں رهینگے اور آپ اُنکے خواهاں نہونگے تو هم لوگ آپکے تابع رهینگے علاوہ اسکے مالوہ کي سلطنت کو بهي فتح کرکے خاص قلمرو میں داخل کیا تھا حاصل یہہ کہ بہادر شاہ اور همایوں کي تکرار بڑہ گئي اور نوبت دور تک پہونچي اور علاؤالدین ابراهیم خاں لودهي کا چچا جسکے لیئے بابر نے بدخشاں کي حکومت مقرر کي تهي بدخشاں کي حکومت کو چهوڑ کر بہادر شاہ کے پاس آیا اور اُسکا دامن پکڑا اور بہادر شاہ گجراتي علاؤالدین کي تواضع و تعظیم اسلیئے بجالایا کہ خاندان اُسکا لودهیوں کے وقتوں میں بڑے پایہ کو پہونچا تھا اور جوکہ خود بہادر شاہ نے ابراهیم کي پناہ ڈهونڈهي تهي اسلیئے اپنے مربیوں کے لیئے اپنا جي جلایا اور همایوں پر غیظ و غضب کهاکر تخت و دولت کے بهروسے ایسي نامعقول تدبیریں تجویز کیں جو تدبیر مملکت اور راہ انصاف کے صریح مخالف تهیں اگرچہ کهلم کهلا همایوں سے لڑنے کي طرح نہ ڈالي مگر علاؤالدین کو بہت سا روپیہ دیکر اِس قابل کردیا کہ اُس نے بڑي فوج تهوڑے عرصہ میں اکٹهي کي اور تاتار خاں اپنے بیٹے کو فوج کا سردار بناکر همایوں کے مقابلہ پر بهیجا مگر جیسي کہ یہہ فوج بہت جلد اکٹهي هوگئي تهي ویسے هي پراگندہ هوگئي اور تاتار خاں اُن تهوڑے سے لوگوں سمیت لڑتا بهڑتا رهگیا جو کچهہ باقي رهگئے تهے چنانچہ انجام اُسکا یہہ هوا کہ وہ عین لڑائي میں مارا گیا یہہ واقعہ سنہ ۱۵۳۴ ع مطابق سنہ ۹۴۱ هجري میں واقع هوا *

همایوں کا دل اس بڑي کامیابي سے بڑها یا پہلے هي سے عزم اُسکا مصمم تها غرضکہ کوئي باعث هو همایوں آگرہ سے بایں ارادہ روانہ هوا کہ جو نقصان اُسکو بہادر شاہ کي جانب سے پہونچا اُسکے پورے کرنے سے کلیجہ اپنا ٹهنڈا کرے مگر بہادر شاہ اُن روزوں میواڑ کے راجہ سے لڑنے بهڑنے اور چتور گڈہ کے محاصرہ کرنے میں اسقدر جي جاں سے مصروف تها کہ

اُسکا دبانا اور اُسپر دهاوا کرنا نہایت سہل و آسان تھا اور یہہ بات اُسپر علاوہ تهي کہ اُسکے روک بچاو کے لیئے کوئي اوت آڑ بهي نتهي غرضکہ جب بہادر شاہ کو همایون کے ارادے کي خبر پہونچي اور اُسنے همایون کو یہہ کہلا بهیجا کہ ایسے اڑے وقت میں ایک ایسے مسلمان بادشاہ کو ستانا جو ایک کافر راجہ سے لڑتا بهڑتا هووے دین و ملت کے خلاف بلکہ بے ایماني کي دلیل هی تو همایون نے خواہ اس ملامت کے اثر یا اپني طبیعت کے تحمل کي ضرورت سے اپنے پورے پکے ارادے کو چتور گڈہ کي فتح تک ملتوي رکها چنانچہ جبتک اُسکے بہادر شاہ نے مندسور کے گرداگرد کهائیاں کهودوائیں اور همایون کے آنیکا منتظر بیٹها اور یہہ طریق اُسنے اُس بڑے توپ خانہ کے بهروسے پر اختیار کیا تها جسکا کپتان ایک ترکي قسطنطنیہکا رهنے والا تها اور تهوڑے سے گولہ انداز اُسکے پرتکال کے قیدي تهے مگر یہہ هنر مند اسلیئے کام اُسکے نہ آئے کہ جب همایون نے رسد کے چاروں رستے بند کیئے تو وہ مقام اُسکے حق میں برے سے برا هوگیا یہانتک کہ جب یہہ بات اُسپر کهل گئي کہ بهوکون کے مارے حریف کي اطاعت کرني پڑیگي تو سنہ ۱۵۳۵ ع مطابق سنہ ۹۴۱ هجري میں توپوں کو توڑ اور فوج کو چهوڑ کر پانچ چار آدمیوں سمیت ماندو کو بهاگ گیا اور فوج کي حفظ و حراست اور باقي ماندوں کي صحت و سلامت فوج کے هاتهوں چهوڑ کر چلا گیا *

غرض کہ بہادر شاہ کا لشکر پراگندہ هوا اور خود اُسکا پیچها دبایا گیا چنانچہ وہ ماندو سے چنپانیر اور چنپانیر سے کمبوجا غرض کہ جگہہ جگہہ بے تهوڑ تهکانے پهرتا رها اور اب همایوں کا یہہ حال تها کہ آپ اُسکے پیچهے فوج لیئے پهرتا تها یہاں تک کہ جس دن کمبوجا سے بهاگ کر مقام دیو میں بہادر شاہ پہونچا جو گجرات کے اخیر سرے پر واقع هی تو همایون بهي اُسي دن کي شام کو وهاں داخل هوا † مگر جب کہ

† جب کہ همایون کا لشکر مقام کمبوجا میں ڈیرے ڈالے پڑا تها تو همایون نے

ھمایون اُسکو پکڑ نسکا تو ناچار اُسکا پیچھا چھوڑا اور گجرات پر قبض و تصرف کرنا شروع کیا چنانچہ بہت جلد اُسنے قبضہ حاصل کیا اور اُس برس کے بہت دن گذر چکے تھے کہ چنپانیر کا پہاڑي قلعہ فتح کیا اور وہ قلعہ یوں فتح ھوا کہ ایک طرف سے فوج نے دروازوں پر حملہ کیا اور دوسري طرف سے تین سو چنے چنے بہادروں نے جنمیں خود ھمایون بھي داخل تھا عمود نما پہاڑ کے ٹکڑے میں فولادي میخیں گاڑیں اور ایک ایک کرکے بہادرانہ چڑھگئے † *

ماہ اگست سنہ ۱۵۳۵ ع مطابق صفر سنہ ۹۴۲ ھجري کو چنپانیر فتح ھوا اور اُسکے فتح پر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ھمایون کو اُن آفتوں کا بوجھ لگا جو شیر خاں کي کامیابي پر مترتب ھوئیں چنانچہ ھمایون نے اپنے بھائي مرزا عسکري کو ممالک مفتوحہ پر چھوڑا اور آپ آگرہ کو روانہ ھوا مگر بعد اُسکے یہہ امر پیش آیا کہ اُسکے گجرات چھوڑنے پر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ اُن سرداروں میں جھگڑے بکھیڑے قایم ھوئے جنکو گجرات

کولیوں کي قوم سے بہت سا نقصان اوٹھایا جو جنگلوں میں بستی ھیں اور دور دور چھاپے مارتے ھیں یہہ لوگ ایسی دبی دبی فوج میں گھس گئی کہ خاص ھمایون کے ڈیرے پر چھاپا مارا اور تمام اسباب اُسکا اور علاوہ اُسکے وہ کتابیں لوٹ کرلے گئی جنمیں تزک تیموري کا مشہور نسخہ بھي شامل تھا اور وہ ایک ایسا نسخہ تھا کہ جسکے جانے اور دوبارہ آنے کو اُس زمانہ کے مورخوں نے تحریر کے قابل سمجھا اور ھمایون نے بھي وہ رنج اوٹھایا کہ اُسکي پاداش و تدارک میں کمبوجا کے رھنے والوں کو لوٹ کھسوٹ کر خاک سیاہ کیا جو محض بیقصور اور ناکردہ گناہ تھے

† جوں ھي کہ چنپانیر کا قلعہ فتح ھوا تو یہہ بات دریافت ھوئي کہ بہادر شاہ کے دفینوں کا حال ایک سردار کو معلوم ھی چنانچہ یہہ تجویز ھوئي کہ مار پیٹ کے ذریعہ سے وہ بھید دریافت کیا جاوے مگر ھمایون نے وہ پسند نکي اور یہہ بات کھي کہ شراب اُسکو پلائي جاوے غرض کہ ھمایون نے کسي سردار کو اُسکي تعظیم و ضیافت کے لیئے اشارہ کیا چنانچہ وہ تدبیر اُسکي راس آئي یعني جب اُس سردار کا جي خوش ھوا تو اُسنے میزباں کو بتانے میں کچھہ وسواس نکیا اور یہہ بات اُس سے بے تکلف کہي کہ اگر فلانے حوض کا پاني نکلوایا جاوے تو اُسکے اندر ایک گڑھی میں خزانہ مدفون ھی حاصل یہہ کہ جب ویسا کیا گیا تو بہت سا چاندي سونا ھاتھہ آیا

میں چھوڑ آیا تھا چنانچہ وہ جھگڑے اسپر تمام ہوئے کہ مرزا عسکری کو تخت پر بیٹھایا جاوے اور جب کہ یہہ جھگڑے برپا ہوئے تو بہادر شاہ گجراتی نے اُنکے اوٹھنے سے ایسے فائدے اوٹھائے کہ ہمایوں کی فوج اُن جھگڑوں کے باعث سے اتنی کمزور ہوگئی کہ سنہ ۱۵۳۵ و ۳۶ ع مطابق سنہ ۹۴۲ ہجری میں گجرات اُسکے ہاتھہ آئی اور کسیکی نکسیر بھی نہ پھوٹی بلکہ اُس فوج نے مالوہ کو بھی خالی † کیا جسپر غنیم نے دھاوا نکیا تھا *

شیر خاں کی آغاز عمر اور اُسکی ترقیوں کا بیان

ہمایوں آگرہ میں داخل ہوا اور تھوڑے دنوں گذرنے پر شیر خاں کی سرکوبی کا ارادہ ‡ کیا یہہ شیر خاں § جس سے بڑے بڑے کارنمایاں ہونے والے تھے ابراہیم خاں پٹھان کا پوتا تھا جو اس فخر کا دعوے کرتا تھا کہ میں غوری بادشاہوں کے خاندان کا ہوں مگر غالب یہہ ہی کہ وہ قوم کا غوری تھا اور اُسکی اور اُسکے بیٹے حسن خاں کی شادی غوریوں کے عمدہ خاندانوں

---

† تاریخ فرشتہ کی دوسرے اور چوتھی جلد اور پرایس صاحب کی تاریخ کی چوتھی جلد اور ہمایوں کی سرگذشت اور برڈ صاحب کی تاریخ گجرات اور کرنیل مائیلز صاحب کی تحریر مندرجہ علمی حالات جلد ایک کو دیکھنا چاہیئے

‡ ہمایوں صفر میں روانہ ہوا مگر سال اُسکا تحقیق نہیں چنانچہ شیر شاہ کی تاریخ میں سنہ ۱۵۳۵ع مطابق سنہ ۹۴۲ ہجری اور منتخب التواریخ اور تاریخ فرشتہ میں سنہ ۹۴۳ ہجری مطابق سنہ ۱۵۳۶ع لکھے ہیں منجملہ اُن سنوں کے سنہ ۹۴۲ اسلیئے درست نہیں کہ اُسی سنہ میں چنپانیر واقع گجرات کو ہمایوں نے فتح کیا اور سنہ ۹۴۳ ہجری اسلیئے صحیح نہیں کہ گجرات اور مالوہ کے بندوبست کرنے اور دلی کے واپس آنے اور شیر خاں کی لڑائی کے سامان بہم پہونچانے کے لیئے کل ایک برس باقی رہتا ہی اور اپنے ملک میں گذرنے اور چنارگڈہ تک پہونچنے کے واسطے جو آگرہ سے ساڑھے تین سو میل کے فاصلہ پر واقع ہی کل ڈیڑ برس کی مدت باقی رہتی ہی اسلیئے ہماری یہہ راے ہی کہ ماہ صفر سنہ ۹۴۴ ہجری مطابق سنہ ۱۵۳۷ع کو شیر خاں کے لیئے ہمایوں روانہ ہوا

§ واضح ہو کہ تاریخ فرشتہ کی پہلی اور دوسری اور چوتھی جلد اور ارسکاین صاحب کے ترجمہ تزک بابر اور پرایس صاحب کے ترجمہ اکبرنامہ کی چوتھی جلد

میں هوئي تهي اور یهه حسن خاں سهسرام واقع بهار میں ایک ایسي جاگیر رکهتا تها که اُسکي آمدني سے پانسو سوارونکي تنخواه ادا کرے اُسکي ایک پٹهاني بي بي سے ایک شیر خاں دوسرا نظام خاں دو بیٹے تهے مگر ایک فاحشه کے جال میں ایسا آکر پهنسا تها که اپنے جورو بچوں کي بات نه پوچهتا تها یهانتک که جب شیر خاں اُسکا بیٹا کمانے جوگا هوگیا تو وه جونپور کو چلا گیا اور سپاهیوں کے بیڑے میں نوکر هوگیا بعد اُسکے جب اُسکے باپ کو خبر هوئي تو اُسنے جونپور کے حاکم کو لکها که میرے لڑکے کو میرے پاس آپ روانه کریں تاکه تعلیم اُسکي بخوبي عمل میں آوے مگر شیر خاں نے یهه عذر پیش کیا که سهسرام کي نسبت خاص جونپور میں تعلیم کے موقع بهت کثرت سے اور نهایت عمده هیں *

معلوم هوتا هی که یهه ترجیح اُسنے اپنے جي سے دي تهي اسلیئے که وه پڑهنے لکهنے میں جي جان سے مصروف هوا چنانچه علم شعر اور تاریخ سے کماینبغي واقفیت حاصل کي یهانتک که سعدي کے تمام اشعار ازبر پڑهتا تها اور علاوه اُسکے اور اور باتوں کا علم بهي حاصل کیا بعد اُسکے باپ اُسکا اسپر مهربان هوا چنانچه کام ناکام اپنے باپ کي جاگیر کا انصرام و اهتمام یهانتک کرتا رها که سلیمان اُسکا سوتیلا بهائي جوان هوگیا اور جب که وه بهائي جوان هوگیا تو اُس سے بهت اَن بن رهنے لگي غرض که جب اُسنے حال اچها نديکها تو نظام اپنے سگے بهائي کو همراه اپنے لیکر باپ سے الگ

سے شیر خاں کا حال لیا گیا منجمله اُنکے فرشته والے نے اگرچه تاریخ اُسکي مسلسل لکهي اور اُسکے لکهنے میں کسي قسم کي طرفداري نهیں کي مگر اسلیئے که تاریخوں پر التفات اُسنے نهیں کیا تو وه بهت پریشاں هوگئي چنانچه بابر کي مهموں کو همایوں کي مهموں سے ایسا خلط ملط کیا که اور تاریخوں کے بدون انکشاف اُنکا متصور نهیں هاں اُسکي کتاب کے اور مقاموں سے جهاں اُسنے ابراهیم اور بابر اور همایوں کي سلطنتوں کا حال بیان کیا تهوڑي بهت اعانت حاصل هوتي هی مگر بابر کي سرگذشتوں سے پوري پوري مدد هاتهه آتي هی باقي ابوالفضل نے شیر شاه کا اکثر حال لکها هی اگرچه مقصود اُسکا اُسکی لکهنی سے شیر شاه کو برا بهلا کهنا هی اور یهي توقع همایوں کے بیٹے اکبر کے وزیر سے هوسکتي تهي

ہوا اور سکندر لودھی کی ملازمت اختیار کی جو اُن روزوں بادشاہ † فرمانروا تھا *

غرض کہ باپ کے مرنے تک دلی میں ملازم رہا اور جب باپ اُسکا مرگیا تو سکندر لودھی نے سہسرام اُسکے باپ کی جاگیر آسکو عنایت فرمائی بعد اُسکے جب سنہ ۱۵۲۶ ع میں ابراہیم لودھی نے بابر سے شکست فاحش کھائی تو محمد شاہ لوحانی کی خدمت میں سرگرم رہا جو جونپور اور بہار کا بادشاہ بن بیٹھا تھا اور تھوڑی مدت تک بادشاہ کا مورد عنایت رہا بعد آسکے سلیمان اپنے سوتیلے بھائی کی سازشوں سے موروثی جاگیر سے خارج ہوا تو محمد شاہ کے دربار سے متنفر ہوکر چلا گیا اور سنہ ۱۵۲۷ ع میں سلطان جنید کا شریک حال ہوا جو بابر کی طرف سے جونپور کا حاکم چنانچہ جنید کی امداد و اعانت سے بہار کے پہاڑوں میں آوارہ لوگ جمعیت بہم پہونچاکر موروثی جاگیر پر قبض و تصرف حاصل کیا اور بابر کا مطیع آپ کو بناکر محمد شاہ لوحانی کے ملک کو لوٹنا کھسوٹنا شروع کیا اور اسی زمانہ کے قریب یعنی سنہ ۱۵۲۸ ع میں بابر کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہمراہ اُسکے چندیری کو گیا اور آسکی بدولت جائداد موروثی کے قبض و تصرف کو مضبوط و مستحکم کیا اور بابر کی طرف سے صوبہ بہار میں ایک فوج کا حاکم رہا *

شیر خاں کا بہار و بنگال پر قابض ہونا

اگلے برس سنہ ۱۵۲۹ ع میں محمود لودھی نے بہار کو فتح کیا اور شیر خاں اپنی ضرورت کے مارے یا ہم قومیت کے تقاضے سے لودھیوں کا شریک ہوا اور جب کہ محمود کی فوج تباہ ہوئی اور کارخانہ اُسکا بھنگ ہوگیا تو اپریل سنہ الیہ میں جن سرداروں نے بابر کی اطاعت قبول کی تھی منجملہ اُنکے ایک شیر خاں ‡ بھی تھا اور محمد شاہ ان روزوں مرچکا

---

† سکندر لودھی سنہ ۱۵۱۷ ع میں مرگیا

‡ ارسکاین صاحب کا ترجمہ بابر کی تزک کا صفحہ ۴۰۹

تها چنانچه اسکے بیتے جلال خاں نے بهي بابر کي اطاعت تسليم کي تهي جو صغیر سن اپني ماں کي پال پوس اور بنگاله والي فوج میں موجود تها اور بابر نے بہت سے اختیارات اُسکو دیئے تھے مگر باوصف اسکے اپني والده لاڈو ملکه کے قبض و قابو میں تها اور شیر خاں کا رعب داب اسکي ماں پر اسقدر بیٹها تها که جب وه غریب مرگئي تو جلال خاں اُس والا نظر سردار یعني شیر خاں کا دست نگر رها یہانتک که اب شیر خاں کل بہار کا مالک هوگیا اور چنار گڈه پر ایسي طرح قبضه حاصل کیا جیسے که بعد اسکے رهتاسگڈه پر حاصل † کیا تها *

همایون کے آغاز سلطنت میں یهه قوت روز افزوں شیر خاں کو نصیب هوئي تهي اور جب که همایون اپنے بهائي کامران سے کام کاج کا تصفیه کرچکا اور اپنے صوبوں کے کار بار پر التفات کي فرصت حاصل کي تو سنه ۱۵۳۲ ع میں چنار گڈه کا اراده کیا اور فتح کي امید پر روانه هوا مگر همایون اسبات پر راضي هوا تها که شیر خاں نے اسکي بادشاهت کو تسلیم کیا اور اپنے بیٹے کو ایک رساله سمیت اسکي خدمت میں بهیجا مگر جب که همایون بہادر شاه سے لڑنے کو گیا تها تو شیر خاں کا بیٹا همایون کي خدمت سے علحده هوگیا تها بعد اُسکے همایون اُسیوقت سے گجرات کے جهگڑے بکهیڑوں میں همگي همت مصروف کر رهاتها اور ادهر شیر خاں نے قابو پاکر یهه کام کیا که تمام بہار پر قابض هو بیٹها اور بنگاله پر دوڑ دهاوے کرکے بہت سا حصه اُسکا دبا چکا بنگاله میں شیر خاں کے

---

† رهتاس گڑه ایک هندو راجه کو فریب دیکر شیر خاں نے چهینا تها چنانچه بیان اُسکا یهه هے که شیر خاں نے اُس راجه کو کهه سنکر راضي کیا که اُسکے گهر کے لوگوں کو پناه دے چنانچه بعد اُسکے پردهدار ڈولیوں میں مسلح سپاهي بیٹهاکر لیگیا جن میں عورتیں سمجهي گئیں اور یهه کهلا هوا فریب جس سے جهوٹ بناوٹ صاف ظاهر هوتي هے ایسا معقول سمجها گیا که حال کے زمانه میں فراسیسوں کے سردار بسي صاحب نے ایک حاکم کي دغابازي کے چهپانے کو اُسپر عمل کیا جسنے دولتآباد کے مضبوط قلعه میں دخل اُسکو دیا تها

لڑنے بھڑنے کی ساری وجہہ یہہ تھی کہ جلال خاں لوحانی نے بنگالہ کے حکمراں سے بایں غرض اعانت چاهی تھی کہ وہ شیر خاں کے قابو سے کسی طرح باهر نکل جاوے چنانچہ ایکمرتبہ ایسا اتفاق هوا کہ اُسکی بدولت مراد اُسکی پوری هونے کو تھی کہ شیر خاں نے نقصان اپنے بہت جلد پورے کیئے اور بنگالہ کے حاکم اور جلال خاں نے جو حملہ شیر خاں پر کیا وہ صاف خالی گیا اور شیر خاں نے گوڑ دارالسلطنت بنگال کا محاصرہ کیا *

جب کہ همایون وهاں سے لوٹ کر آیا تو شیر خاں گوڑ کے محاصرے میں سرگرم تھا چنانچہ همایوں نے شیر خاں کو سراسیمہ پاکر وقت کو غنیمت سمجھا اور یہہ بات سوچی کہ ایسے آڑے وقت میں دهاوا کرنا قرین مصلحت هی اور اُسکی قوت کو جمنے بڑھنے دینا بغایت ناصواب هی *

همایون کی لشکر کشی شیر خاں پر

غرض کہ نظر بامور مذکورہ بالا همایون ایک بڑی فوج اپنے همراہ لیکر آگرہ سے روانہ هوا اور بڑے امن چین سے چنار گڈہ تک پہونچا مگر شیر خاں بھی اپنے ان خطروں سے غافل نتھا جنمیں وہ گرفتار هونیوالا تھا چنانچہ اُس نے انکی روک تھام کے لیئے ایسی معقول تدبیریں سوچیں اور وہ عمدہ رائیں نکالیں کہ اسوقت تک هندوستان کی تاریخ میں نظیر انکی کہیں پائی نہیں جاتی *

شیر خاں کا بڑا مطلب یہہ تھا کہ بنگال کی فتح کے واسطے اس سے پہلے پہلے وقت اُسکو هاتھہ آوے کہ نیا غنیم اُسکو کچھہ مضرت پہونچاسکے غرض کہ اُسنے مضبوط فوج اپنی چنار گڈہ میں چھوڑی اور همایوں کی روک ٹوک اور مقابلہ مقاتلہ کے لیئے طرح طرح کے سامان اُسنے مہیا کیئے *

یہہ چنارگڈہ ایک پہاڑ کی ٹیکری پر گنگا کے کنارے واقع هی اور بندهیاچل پہاڑوں کا وہ پہاڑ ایک ٹکڑا هی جو مرزا پور کے قریب اور گنگا تک پہیلے هوئے اور مرزا پور کے آس پاس سے مغرب کیجانب مائل هوکر رهتاس گڈہ

اور شير گهاٹي كے پاس پاس كو گذرتے هيں اور بهاگل پور تک گنگا سے الگ تهلگ جاتے هيں اور وهانسے جنوب كو ايسے سيدهے مايل هوگئے كه گنگا اُنسے دور دور رهگئي اور يهي باعث هى كه بهار و بنگال كے مغربي جنوبي حصے اُنكے آڑ ميں واقع هوئے اور گنگا كے جنوبي كنارے كي راه اُنكے باعث سے دو جگهه ايک چنار گڈه كے قريب دوسرے بهاگل پور كے مشرق ميں سيكرا گلي پر مسدود هوگئي اگرچه يهه پهاڑ اونچے تو نهيں مگر درختوں سے بهر پور هيں *

اسليئے كه همايوں نے گنگا كے كنارے كنارے كوچ كيا اور توپوں اور ذخيروں كو دريا كي راه بهيجا تو ناچار اُسكو چنار گڈه كا محاصره كرنا † پڑا چنانچه اُس نے چنار گڈه كا محاصره كيا اور اُسكے روني كي اُن النگوں كو سرنگ لگاكر اوڑانا چاها جو زمين كيجانب واقع تهيں اور كشتيوں كے توپ خانے خاص قلعه كے رخ پر لگائے جو دريا كيجانب واقع تها مگر باوجود ان سامانوں كے ناكام رها اور فتح كي يهه صورت هوئي كه جب محصور لوگ كئي مهينے تک لڑتے لڑتے هار گئے اور امداد و اعانت كى اُميد نرهي تو كام ناكام اُنهوں نے اطاعت قبول كي *

محاصره مذكوره بالا كا اهتمام رومي خاں قسطنطنيه والى كي تدبير و تجويز كے موافق عمل ميں آيا تها اور يهه رومي خاں وه تها جسنے

---

† همايوں كي سرگذشتوں ميں مندرج هى كه پندرهويں شعبان سنه ٩٤٥ هجري مطابق جنوري سنه ١٥٣٩ع شبرات كے دن فوج اُسكي چنارگڈه پر پهونچي مگر اس حساب كي رو سے بنگاله كي فتح اور باقي تمام كاموں كے واسطے جو همايوں كي شكست فاحش واقع صفر سنه ٩٤٦ هجري مطابق جون سنه ١٥٣٩ع تک واقع هوئي صرف چهه مهينے باقي رهے هيں اسليئے هماري راے يهه هى كه اگرچه سرگذشت مذكوره كے لكهنے والے نے جو تاريخ كي كبهي پروا نهيں كرتا تهوار كا دن ياد ركها اور صحيح صحيح لكها مگر سنه ميں بهول چوک اُسكو بلاشبهه هوئي اور يهه محاصره پندرهويں شعبان سنه ٩٤٤ هجري مطابق آٹهويں جنوري سنه ١٥٣٨ع كو واقع هوا اور تمام مورخ متفق هيں كه يهه محاصرا كئي مهينے اور بقول بعضوں كے چهه مهينے قايم رها

بہادر شاہ گجراتي کے توپخانہ کو بڑے پایہ پر پہونچایا تھا اور بعد اُسکے ھمایوں کا ملازم ھوا تھا اور اُس زمانہ میں توپخانے کے کام ایسي قدر و منزلت کے سمجھی جاتی تھی کہ جب وہ تین سو گولہانداز اسیر ھوکر آئے جو چنارگڈھ میں محصور تھے تو یک قلم دائیں ھاتھہ اُنکے اس غرض سے قلم کرائی گئی کہ آیندہ کام کے قابل نرھیں یا اُن نقصانوں کي پاداش کو پہونچیں جو اُنکے ھاتھوں سے ادھر والوں کو پہونچے *

جب کہ چنارگڈھ فتح ھوچکا تو گنگا کے کنارے کنارے ھمایوں بڑھا چلا گیا اور ھنوز پٹنہ تک نہ پہونچا تھا کہ بنگالہ کا بادشاہ محمود شاہ اُسکو راہ میں ملا جو شیرخاں کے دباؤ سے جگہہ جگہہ بھاگا بھاگا پھرتا تھا اور اب بھي ایک ایسے زخم کي تکلیف و زحمت میں سخت مبتلا تھا جسکو اُسنے پچھلي شکست میں اوٹھایا تھا *

جب کہ محمود شاہ سیکروا گلي کي گہاٹي کے الگ بھگ پہونچا تو آسنے اپني فوج کے قوي حصہ کو گہاٹي لینے کي غرض سے بھیجا چنانچہ جب وہ لوگ آس کے پاس پروس میں پہونچے تو اُنکو یہہ دریافت ھوا کہ شیر خاں کا بیٹا جلال خاں اُس پر قابض و متصرف ھی غرض کہ جلال خاں نے ایکسخت حملہ کے ذریعہ سے بہت سا نقصان اُنکو پہونچایا اور مار کر بھگادیا بعد آس کے ھمایوں نے جلال خاں کي مزاحمت کو اُٹھانا چاھا چنانچہ وہ بہت سي فوج اپني لیکر آگے کو بڑھا مگر جب گہاٹي پر پہونچا تو اُس نے یہہ دیکھکر نہایت تعجب کیا کہ وہ سنگ راہ از خود درمیان سے اُٹھہ گیا اور اب بنگالہ کي راہ میں کوئي روک ٹوک باقي نہیں رھي *

شیر خاں کي تدبیروں میں یہہ امر داخل نہ تھا کہ اب کے برس ھمایوں کي بڑي فوج سے مقابلہ کرے بلکہ پہلے ھي سے یہہ عزم آس کا مصمم تھا کہ جنوب و مغرب کے پہاڑي خطہ میں چلا جاوے غرض کہ شیر خاں اپنے گھر بار کو مال و دولت سمیت رھتاس گڈھ میں لیگیا تھا اگرچہ شیر خاں چنار گڈھ کے طول محاصرہ کے باعث سے گور کو فتح

کرسکا اور پچھلی لڑائی میں محمود شاہ کو بڑی شکست دیسکا مگر باوصف اِس کے تھوڑي سي فرصت اسلیے آسکو درکارتھي کہ گور کي غنیمت کو رهتاپس گڈه میں لیجاوے اور اپني تدبیروں کے موافق کھلے هوئے ملکوں کا انتظام کرے چنانچہ اُسنے جلال خاں اپنے بیٹے کو یہہ هدایت کي تھي کہ همایوں کو گھاٹي سے گذرنے ندے اور کوئي کڑا مقابلہ بھي نکرے اور وقت پاکر باپ کے پاس پہاڑوں میں چلا آوے پس همایوں نے بغیر پیش آنے دشمن کے کسي اور مقابلہ کے بلا دشواري گور پر قبضہ کیا † مگر اُن روزوں برسات کي ایسي دهوم دهام تھي کہ وہ مثلث جو گنگا کي دهاروں سے قایم هوتا هی پاني کا تختہ هوگیا تھا اور جو ملک اِس طوفان سے خارج تھے حال اُنکا یہہ تھا کہ اُن کے ندي نالی ایسے زور شور پر جاتے تھے کہ اُن سے گذرنا نہایت دشوار و مشکل تھا غرض کہ برسات کے باعث سے لڑائي کے کام کاج کو بنگالہ میں جاري رکھنا اور هندوستان کے بالائي حصہ سے پیک و پیغام کا آنا جانا ممکن و متصور نتھابلکہ یہہ مجبوري کئي مہینے تک قایم رهي اور سپاہ کي طبیعتیں بھي گرمي کي شدت اور آب و هوا کي رطوبت سے پژمردہ افسردہ هوگئیں اور جب کہ وہ برا موسم آیا جو برسات کے بعد آتا جاتا هی تو بہت سے لوگ مرگئے اور خرچ اُسکي بہت تھوڑي رهگئي اور جوں هي کہ آنے جانیکي راهیں کھلیں تو بہت سے آدمي داؤ بچاکر بھاگنے لگے اور مرزا هندال جسکو همایوں نے بہار کے شمالي حصہ پر چھوڑا تھا برسات کے تھمنے سے پہلے پہلے چلدیا *

شیرخاں کي ترقي اور همایوں کے تنزل کا بیان

اسي زمانہ میں شیر خاں اپنے گوشہ سے میدان میں باهر آیا اور بہار و بنارس پر قبض و تصرف کرکے چنار گڈه کو دوبارہ حاصل کیا اور

---

† غالب یہہ هی کہ جون یا جولائي سنہ ۱۵۳۸ کو همایوں نے گور پر قبضہ کیا ابوالفضل کا بیان هی کہ سنہ ۹۴۵ هجري میں بنگالہ فتح هوا اور یہہ برس مئي سنہ ۱۵۳۸ع کي تیسویں تاریخ کو شروع هوا مگر یہہ معلوم هوتا هی کہ همایوں بہار سے روانہ نہوا تھا کہ برسات آ پہونچي اور بہار کے صوبہ میں ماہ جون تک برسات نہیں آتي *

جونپور کے محاصرہ میں پانو اپنے جمائي اور گنگا سے اگی مقام قنوج
تک جگهه جگهه فوج کے حصے چهوڑے اور جب کہ لڑائي کا موسم شروع
هوا تو همایوں نے آگرہ کي آمد و رفت کي راهوں کو دو بارہ مسدود پاکر
کوئي علاج اِس کے سوا نسوچا کہ نئے مفتوحہ ممالک بنگالہ کو تهوڑي
تهوڑي فوج کي سپرد کرے اور بعد اُسکے جون توں رستہ کو چیر چاڑ کر
تهوڑے بہت لوگوں سمیت آگرہ کو چلا جاوے مگر همایوں نے اِس تدبیر
ضروري کے عمل درآمد میں تهوڑي دنوں توقف برتا چنانچہ جب وہ
وهاں سے لوٹا تو سوکها موسم آدها گذر گیا تها اور اپني روانگي سے پهلے
فوج کے بڑے حصہ کو خانخاناں لودهي کے تحت حکومت کرکے روانہ
کیا تها جو بابر کے سرداروں میں شامل و داخل تها غرض کہ جب فوج
اُس کي منگیر میں پهونچي تو شیر خاں کي اُس تهوڑي فوج نے اُسپر
چهاپا مارا جسکو اُس نے چهاپہ مارنے کي غرض سے روانہ کیا تها چنانچہ
همایوں کي فوج پریشان هوگئي اور بڑي شکست اُس نے کهائي اور اب
شیر خاں کي یہہ نوبت پهونچي کہ جیسے وہ سوچ سمجهہ کر کام کرتا
تها ویسے هي دلیرانہ بیباکانہ کرنے لگا اور اِس غرض سے کہ اُسکي کامیابي
کے نتیجوں پر پوري اطمینان اور کامل اعتماد حاصل هووے بادشاهي کا
خطاب اختیار کر چکا *

اگرچہ یہہ تسلیم کیا جاوے کہ اِس لڑنے وقت سے پهلے پهلے همایوں کو یہہ
فکر تو بہت سي نہ تهي کہ ایسي خطرناک صورت سے آپ کو ازادي بخشے
مگر یہہ بهي ضرور هی کہ اُن شورو فسادوں کي وحشت اثر خبروں سے جو
آگرہ میں دم بدم برپا هوتي جاتي تهیں کچهہ نہ کچهہ بیتاب و مضطر تو
هوا هوگا بعد اُس کے جب همایوں بکسر میں پهونچا جو پٹنہ بنارس کے
درمیانمیں واقع هی تو اُسکو یہہ پرچا لگا کہ شیر خاں نے جونپور کا محاصرہ
اُٹهایا اور کڑي کڑي منزلیں لپیٹ سپیٹ کر منع و مزاحمت کے لیئے
خود بکسر میں آپهونچا اور جسدن کہ شیر خاں بکسر میں پهونچا تها

اُس دن پینتیس میل طے کرکے آیا تھا اور فوج اُسکی ماندی هوگئی تھی چنانچہ لوگوں نے همایوں کو یہہ بات سوجھائی کہ حریف کی فوج پر اِس سے پہلے دھاوا کرنا نہایت مناسب هی کہ وہ ارام پاکر تر و تازہ هوجاوے مگر یک لخت اِس تدبیر کی عمل درآمد مشکل معلوم هوئی یہاں تک کہ جب دوسرا دن هوا تو شیر خاں کی فوج کے چاروں طرف ایسی کہائیاں کھودی پائیں کہ اُسکے لگ بہگ گذرنا یا اُسپر کامیابی کی توقع سے دھاوا کرنا دونوں ممکن نہ تھے بعد اُسکے همایوں نے کہائیاں کھود وائیں اور کہیں کہیں سے کشتیاں اکھٹی کراکے اِس غرض سے گنگا کا پل بنانا چاھا کہ اُسکے دوسرے کنارے چلا جاوے اسلیئے کہ شیر خاں کے حق میں تاخیر و توقف کا واقع هونا نہایت مفید اور نافع تھا سو اُس نے همایوں کو پل کے بنانے سنوارنے میں یہاں تک مصروف رکھا کہ دو مہینے پورے گذر گئے *

بعد اُسکے شیر شاہ یہہ چال چلا کہ جب وہ پل پورے هونیکے قریب آیا تو اُسنے اپنے خیموں کو نہ توڑا اور ایک کافی فوج اُنپر اس غرض سے چھوڑی کہ اُسکا جانا معلوم نہووے اور یہہ چال اُسکی کسی پر نکھلے چنانچہ فوج همایوں کی پشت پر چھپی چھپی راتوں رات چنی چنی سپاهیوں سمیت آیا اور صبح هوتے هی فوج همراهی کے تین حصہ کرکے همایوں کی فوج پر بیطرح ٹوٹ پڑا اور همراهیاں همایوں کو بڑے اچنبے میں ڈالا غرض کہ همایوں کو اسقدر فرصت هاتھہ آئی کہ وہ جوں توں گھوڑے پر سوار هوا اور یہہ ارادہ کیا کہ وہ ایکمرتبہ جان توڑ کر لڑے اور اپنے نصیبوں کو آزماوے مگر رفیق اُسکے مانع آئی چنانچہ ایک سردار نے اُسکے گھوڑے کی باگ ڈور پکڑکے اور دریا کی طرف کشاں کشاں اُسکو لیگیا اور اسلیئی کہ وہ پل اب تک پورا نہوا تھا اور دم بھر کے توقف میں جان جوکھوں نظر آتی تھی تو کام نام کام اُسنے گھوڑے کو دریا میں ڈالا همایوں دوسرے کنارے تک نہ پہونچا تھا کہ وہ گھوڑا ڈوب کر مرگیا مگر همایوں

کے بچنی کي یہہ صورت هوئي کہ ایک بہشتي نے اُسکو مشک پر بیٹھایا
جسکے ذریعہ سے وہ بہشتي پاني میں پیرتا پورتا تها اگر خدا نخواستہ وہ
بہشتي وهاں نہوتا تو همایوں بهي بہشت نصیب هوجاتے غرض کہ همایوں
بہاگتا رها اور تہوڑي سي بهیڑ بہاڑ سمیت کالپي تک گرتا پڑتا پہونچا
اور وهاں سے آگرہ کو گیا اور باقي فوج کا یہہ حال هوا کہ کچهہ تو غنیم
کے هاتهوں سے ماري گئي اور کچهہ پاني میں ڈوب کر مر گئي اور همایوں
کي بیگم جسکي حفظ و حراست کے لیئے پچهلي دوڑ دهوپ اُسنی کي
تهي اور نصیبوں کي خوبي سے پہلی هي سے دشمنوں کي نرغہ میں گهر
گئي تهي دشمنوں کے هاتهوں میں پڑي مگر شیر شاہ نے بڑي آدمیت برتي
کہ نہایت ادب سے پیش آیا اور تمام کاموں سے فرصت پاکر پہلے پهل یهي
کام اُسنے کیا کہ محفوظ مکان میں بیگم صاحب کو بهیجوادیا چهبیسویں
جوں سنہ ۱۵۳۹ ع مطابق چهٹي صفر سنہ ۹۴۶ هجري میں یہہ بڑي
مصیبت واقع هوئي † *

اگرچہ همایوں افسردہ پژمردہ اور بیتاب و خاطر شکستہ تها مگر آگرہ
میں پہونچنا اُسکا اِسلیئے نہایت ضروري و لابدي تها کہ جب همایوں
بنگالہ کے قصی قضایوں میں مصروف تها تو میرزا هندال آگرہ میں رفیق
و معاون پیدا کرنے لگا تها اور جوں هي کہ همایوں کي فوج بنگالہ سے

---

† بہت سے مورخوں نے یہہ لکها هی کہ شیر شاہ کي دغابازي همایوں کي شکست
کا باعث هوئي اور کهتی هیں کہ جب شیر شاہ نےهمایوں پر حملہ کیا تها تو باهم چندے
توقف کا قول قرار هوگیا تها بلکہ پوري آشتي هي هوچکي تهي اگرچہ بیان اُنکا قیاس
کے قرین هی مگر میجر پرایس صاحب نے ابوالفضل کے اکبرنامہ سے جو کچهہ نقل کیا
اُس سے صاف دریافت هوتا هی کہ شیر شاہ کے اصلي حالوں کے بیان کرنے میں
بہت انصاف برتا اگرچہ کهیں کهیں اُسکي نسبت الفاظ نا مناسب بهي لکهي هیں
چنانچہ اُسنی لکها هی کہ همایوں کو خط و کتابت سے بہلاتا پهسلاتا رها اور ایک
مدت تک دم دلاسوں میں مصروف رکها مگر عداوت سے کبهي هاتهہ نهیں اوٹهایا اور
جس داؤ گهات سے اُسکو کامیابي نصیب هوئي وہ سپاهیانہ جوڑ توڑ تهی دغا بازي
بےایماني کي بات نہ تهي *

بھاگ کر آئی اور میرزا هندال کے شریک و موافق هوئی تو اُسنے علانیہ بغاوت قایم کی اور کہلم کھلا فساد برپا کیا علاوہ اِسکے خود همایوں کے نایبوں نے میرزا کامراں کی خدمت میں پیک و پیام اِس غرض سے روانہ کیئے تھے کہ وہ اپنے بھائی همایوں کے کار و بار کو سنبھالی اور توٹ پھوٹ کی درستی کرے چنانچہ مرزا کامراں کابل سے چل چکا تھا اگرچہ ظاهری پیرایہ یہی تھا کہ وہ بھائی کی خاطر جاتا هی مگر نیت میں یہہ فساد تھا کہ اگر موقع هاتھہ آئی تو آپ آسکی سلطنت کو تل کر بیٹھے مگر همایوں کے پہونچنی سے یہہ تمام ارادے فسخ هوگئی اور فساد بھی دبے دبائے رهی بعد اُسکے مرزا کامراں اُن دونوں کے بیچ میں پڑا چنانچہ همایوں نے مرزا هندال کا قصور معاف کیا اور تینوں بھائی باهم شریک و موافق هوکر عام دشمن یعنی شیرشاہ کی روک تھام میں دوڑ دھوپ کرنے لگے *

جب کہ همایوں نقصانوں کے پورے کرنے اور توٹ پھوٹ کے سنوارنے میں مصروف هوا تو شیر شاہ اُن ملکوں پر قناعت کیئی بیٹھا رها جو هندوستان خاص میں هاتھہ آئی تھی مگر بنگالہ پر دوبارہ قبضہ کرنا اور باقی ملکوں کو درستی پر لانا شروع کیا *

همایوں کی دوبارہ فوج کشی اور شکست و فرار کا بیان

لڑائی کے ساز و سامانوں میں دونوں فریقوں کےآتھہ نو مہینے صرف هوئے یہاں تک کہ اپریل سنہ ۱۵۴۰ ع مطابق ذیقعد سنہ ۹۴۶ هجری میں همایوں آگرہ سے دوبارہ روانہ هوا اور کامراں آسکا بھائی تین هزار آدمیوں کی کمک دیکر لاهور کو چلا گیا اور شیر شاہ اُسوقت گنگا کے کنارے کنارے قنوج کے برابر پهونهچا تها غرض کہ دونوں حریف گنگا کے وار پار پڑے رهے اور فریقین میں سےکسی کو یہہ منظور نہوا کہ گنگا پار اوتر کر حریف کی فوج پر دهاوا کرے اسلیئے کہ دونوں حریفوں کو یہہ کھٹکا تھا کہ اگر خدا نخواستہ شکست کی صورت پیش آئی تو جان کا بچانا اور صحیح سلامت نکل جانا نہایت دشوار هوگا یہاں تک کہ سلطان مرزا جو خاندان تیمور کا

شاهزاده اور اگلے وقتوں میں باغي طاغي بھي هوگيا تھا همايوں كي فوج سے رفيقوں سميت نكل كر چلا آيا اور علاوہ أس كے بہت سے لوگ چلے جانے پر آمادہ هوئے يہاں تک كہ جب همايوں نے لوگوں كے ارادوں پر اطلاع پائي تو أس نے قصہ مٹانا چاها چنانچہ كشتيوں كا پل بناكر گنگا پار آترا غرض كہ سولہويں مئي سنہ ۱۵۴۰ ع مطابق دسويں محرم سنہ ۹۴۷ هجري ميں ايک بڑي لڑائي ہوئي جسميں همايوں كي فوج نے شكست كھائي اور بہت سي گنگا ميں ڈوب ڈوب كر مرگئي اور خود همايوں كي يہہ صورت هوئي كہ گھوڑا أس كا زخمي هوا اور بچاؤ كي صورت نرهي مگر نصيبوں سے ايک هاتھي هاتھہ آگيا كہ وہ أس پر سوار هوگيا اگر يہہ هاتھي هاتھہ أسكو نہ آتا تو وہ بھي جان‌سے مارا جاتا يا دشمنوں كے هاتھوں گرفتار هوتا مگر باوصف إسكے كہ هاتھي بھي هاتھہ آيا اور أسنے مہاوت كو سخت تاكيد فرمائي كہ وہ هاتھي كو پاني ميں ڈالے مہاوت نے أسكا كہنا نہ مانا يہاں تک كہ همايوں نے خود مہاوت كو هاتھي سے گرايا اور أسكي جگہہ ايک خواجہ سرا كو بٹھلايا غرض كہ أس خواجہ نے هاتھي كو دريا ميں ڈالا اور هانكنا شروع كيا مگر گنگا كا دوسرا كنارہ اسقدر بلند تھا كہ هاتھي كا چڑھنا أسپر ممكن نہ تھا حاصل يہہ كہ اب بھي همايوں كي زندگي بڑي جوكھوں ميں تھي مگر زيست كي يہہ صورت نكلي كہ أس كنارے پر فوج كے دو سپاهي كھڑے تھے جو پہلي پہل كنارہ پر پہونچے تھے غرض كہ أن دونوں سپاهيوں نے اپني اپني پگڑياں اوتاريں اور بٹ‌بٹاكر ايک رسي بنائي اور ايک سرا أسكا هاتھي پر پھينكا چنانچہ همايوں أسكے ذريعہ سے لٹک لٹكاكر اوپر چلا آيا بعد أسكے تھوڑي مدت گذرنے پر مرزا هندال اور مرزا عسكري بھي آپہونچے اور رهي سہي فوج بھي آملي حاصل يہہ كہ سب مل چل كر آگرہ كو روانہ هوئے اور گنواروں كي لوٹ كھسوٹ سے بدشواري محفوظ رهے *

بعد اسكے شير شاہ سے مقابلہ كي اميد باقي نرهي بلكہ لڑنے بھڑنے سے قطع نظر إسقدر فرصت بھي بڑي دشواري سے هاتھہ آئي كہ بادشاهي

خاندان والوں نے دلی آگرہ کے خزانوں سے هلکی هلکی چیزیں بهاری بهاری مول کی نکالیں اور کامران کے پاس لاهور میں چلے گئی چنانچه پانچویں جولائی سنه ۱۵۴۰ ع مطابق ربیع‌الاول سنه ۹۴۷ هجری کو لاهور میں داخل هوئی *

جب که همایوں لاهور میں داخل هوا تو آؤ بهگت اُسکی بخوبی نهوئی اور مبارک مهمان نسمجها گیا بلکه کامران کو یهه اندیشه هوا که خدا نخواسته ایسا نهو که خود همایوں موروثی مملکت یعنی کابل کو دبا بیٹهے یا اسکی بدولت خود شیر شاه سے بگڑے اور بیٹهی بٹهائی مفت کا جهگڑا کهڑا هووے غرض که کامران نے شیر شاه سے آشتی کی اور پنجاب کو اُسکے حواله کیا اور اپ کابل کو چلاگیا اور همایوں کو جهاں تهاں چهوڑا اور اُسکی بقاء و سلامت کو اُسی پر منحصر رکها *

جب که همایوں کے بهائی بند اُسکو چهوڑ کر چلے گئے تو اُس نے خیال اپنا ملک سند پر دوڑ آیا جو کامران کی سلطنت کی جنوبی جانب میں واقع هے اور حسین ارغونی اُسپر قابض و متصرف تها جس کے خاندان کو بابر نے قندهار سے خارج کیا تها اور اسلیئے که وه صوبه بهی دلی کی سلطنت سے کسی زمانه میں تعلق رکهتا تها همایوں نے یهه سوچا تها که شاید کوئی راه ایسی نکلے که وه صوبه میری اطاعت قبول کرے مگر همایوں کی ذات میں کوئی بات ایسی نه تهی که اُسکی بدولت وه بات اُسکو نصیب هوتی اسلیئے که اگرچه همایوں تهوڑی بهت سمجهه بوجهه رکهتا تها مگر سوچ بچار اُسکی پوری پوری نتهی اور برے برے شوقوں اور خراب خراب ارادوں سے اگرچه پاک صاف تها مگر اصول و قاعدوں کا پابند اور اُنس و محبت سے اشنا نتها اور اصل و مزاج کی حیثیت سے اولوالعزمی اور بلند نظری کی نسبت عیش و عشرت اور آرام و راحت پر زیاده مایل تها مگر اس جهت سے که بابر کی زیر نظر تعلیم و تربیت پائی تهی اور جگهه جگهه پر اُسکے همراه رها تها اور جسمانی

مشقتوں اور نفسانی محنتوں کا عادی هو گیا تها تو اڑے وقتوں اور بُرے دنوں میں یک لخت اپنی همت نه هارتا تها اور اپنے بڑے خاندانی هونے اور بادشاه هونیکی بات کو یک قلم هاتهه سے نه دیتا غرض که اوچه کی راه سے همایون سنده میں داخل هوا اور حسین ارغونی سے ڈیڑه برس تک بیفایده لڑتا جهگڑتا اور خط و کتابت کرتا رها *

جودهپور کے جانے اور راه کی مصائب اُٹهانے کا بیان

یهه عرصه ڈیڑه برس کا بکر اور سهوان کے محاصرے میں صرف هوا یهاں تک که تمام خزانه اُسکا صرف هو گیا اور جو امداد اُس کو ملک سنده سے پهونچتی تهی وه بهی موقوف هوگئی اور جن سپاهیوں کو اُس نے فراهم کیا تها وه بهی چهوڑ کر چلے گئے اور علاوه اُسکے یهه مصیبت پیش آئی که حسین ارغونی بڑها چلا آتا تها چنانچه جب همایون نے کوئی چارا ندیکها تو اوچه کی جانب پچهلے پیروں بهاگا اور اخیر چاره یهه سوچا که مارواڑ کے راجا مالدیو کا دامن پکڑے اور اُسکو مهربان اپنا تصور کیا مگر جب که همایون ایسے بیابان کو طی کرکے جهاں اکثر لوگ اُسکے بهوک پیاس کے مارے مر گئے تهے جودهپور کے قرب و جوار میں پهونچا تو اُس کو یهه دریافت هوا که جودهپور کا راجه امداد و اعانت کی نسبت اسبات پر زیاده مایل هی که همایون کو پکڑ کر دشمنوں کے حواله کرے چنانچه کام نا کام آس کو آس چٹیل میدان میں حفظ و حراست کی نظر سے جانا پڑا جهاں پانی اور سایه کا نام و نشان نه تها اور ابهی اُسکو لپیٹ سپیٹ کر آیا تها اور اب مقصود اُسکا یهه تها که امرکوٹ کو چلا جاوے جو اٹک کے قریب ایک ریگستان میں واقع هی اور اس سفر میں ایسے ایسی ویرانوں پر گذرا که کبهی اُسکو اتفاق اُنکا نه پڑا تها اور ایسی ایسی کڑی مصیبتیں اُٹهائیں که اب تک هرگز نه اُٹهائی تهیں علاوه اُسکے جب وه آبادیوں میں تها اور اب تک ویرانوں پر نه گذرا تها تو وهاں کے گنواروں نے پانی کا دینا گوارا نه کیا اسلیئے که وه پانی کو بڑا قیمتی سمجهتے

تھے غرض کہ اُسکے همراهي بڑي لڑائیوں بوڑائیوں سے پیاس اپني بجھاتے تھے یہاں تک کہ هر پیاس پر دو چار آدمي جان سے مارے جاتے تھے اور یہہ پاس یاد رھے کہ یہہ سخت مصیبت باقي مصیبتوں کي پیش خیمہ تھي علاوہ اُسکے باربرداري کي قلت اور سواریوں کي کمي سے کنبي کي عورتیں بھي اُسیر بھاري تھیں بعد اُسکے جب اُنھوں نے زراعت اور عمارت کے پچھلے نشان پیچھے چھوڑے اور عین میدان میں پیاس کے مارے زبانیں اُنکي باهر اور هونٹ اُنکے پڑا رھے تھے اور هار تھکن کے مارے جینے سے تنگ آگئے تھے تو ایک صبح کو یہہ تماشا دیکھا کہ بہت سے سوار اونکے پیچھے چلے آتے هیں یہاں تک کہ جب انکو یہہ دریافت هوا کہ وہ راجہ مالدیو کے ملازم هیں اور مالدیو کا بیٹا اُنکے همراہ هے اور مقصود اُنکا یہہ هے کہ اُن شامت کے ماروں کو اس تقصیر پر گوشمالي دیویں کہ وہ همارے ملک میں بلا اجازت کیوں آئے تو رنگ اُنکے فق هو گئے اور تیور انکے بدل گئے اور بڑے بڑے خیال اُنکے سامھنے آنے لگے *

غرض کہ وہ سوار آگے بڑھے اور ان تھکے هاروں پر پھل پڑے چنانچہ منجملہ اُنکے جنھوں نے سواروں کا مقابلہ کیا وہ جان سے گئے یعنے سواروں نے اُن کو قتل کیا اور باقیوں کو مار کر بھگا دیا بعد اُسکے کچھہ سواروں نے آگے بڑہ کر کنوؤں پر قبضہ کیا یہاں تک کہ جو اُمید اُن کي تسلي تشفي کي باقي رهي تھي وہ بھي باطل هو گئي *

جب کہ ان بھگوڑے مصیبت ماروں کي سختیاں بدبختیاں غایت کو پہونچیں اور راجپوتوں نے جو اُن کے هلاک و تباهي کے خواهاں و جویاں تھے یہہ دیکھا کہ موت اُن کي قریب آ گئي اور اب کوئي آس اُن کو باقي نهیں رهي تو راجہ کا بیٹا سفید جھنڈا لیکر آگے بڑھا اور اُن کو لعنت ملامت کرنے لگا کہ تم لوگ میرے باپ کي قلمرو میں بلا اجازت کیوں آئے اور ایک؟ هندو راجہ کے ملک میں گاوکشي کیسے کي بعد اُسکے اُس نے ترس کھایا اور فی الفور اُن کے لیئے پاني منگوایا اور زیادہ

تکلیف اُن کی گوارا نہ کی اور اُن کے جانے کا مانع مزاحم بھی نہ ہوا
مگر میدان کے اصلی خوف ہراس اب بھی باقی رہے اور بہت
سی بھاری منزلوں کا طے کرنا اب بھی باقی رہا چنانچہ جب تک
پیاس کی سختیاں نہ اُٹھائیں اور اپنے رفیقوں کو پیاسا مرتا نہ دیکھا
تب تک ہمایوں کو سات سواروں سمیت امرکوٹ تک پہونچنا
نصیب نہ ہوا اور جو لوگ اُس کے پیچھے رہ گئے تھے وہ بھی گرتے پڑتے
امرکوٹ تک پہونچے *

سندھ پر دوبارہ حملہ کرنے اور اکبر کے پیدا ہونے کا بیان

آخرکار اُس کو امرکوٹ میں ایک دوست نصیب ہوا یعنی
رانا پرشاد امرکوٹ کا راجہ بہت ادب سے پیش آیا اور اُس نے صرف
لحاظ و ادب کی مراعات ہی نہ کی بلکہ سندھ کی فتح و تصرف کے
واسطے تھوڑی بہت امداد و اعانت بھی کی جہاں ہمایوں جماؤ اپنا
چاہتا تھا *

ایسی افسردگی اور پژمردگی کے وقتوں میں چودھویں اکتوبر
سنہ ۱۵۴۲ کو جلال الدین اکبر وہ شاہزادہ پیدا ہوا جسکی قسمت میں
یہہ بات لکھی تھی کہ اُس کی بدولت ہندوستان کی سلطنت ایسی
رونق کو پہونچیگی کہ جو اُس کو کبھی نصیب نہوئی تھی تفصیل
اِس اجمال کی یہہ ہی کہ جس زمانہ میں ہمایوں بادشاہ افغانستان
میں رہتا سہتا تھا تو ایک روز اُس کی سوتیلی ماں یعنی مرزا ہندال
کی حقیقی والدہ نے عورتوں کے کمرہ میں ہمایوں کی ضیافت کی حسب اتفاق
ایک عورت پر آنکھہ اُس کی پڑی کہ وہ اُسکا فریفتہ ہوا اور عشق اُسکا
اُس کے رگ و ریشہ میں پیٹھہ گیا بعد اُس کے ہمایوں نے چھان بین
اُس کی شروع کی چنانچہ اُس کو یہہ بات دریافت ہوئی کہ جام
واقع خراسان کے رہنے والے سید کی † صاحبزادی ہی جو کسی زمانہ میں

† پرائس صاحب کی تاریخ جلد ۳ صفحہ ۷۶۰ و ۸۳۰ اور ہمایوں کی
سرگذشتیں صفحہ ۳۱

مرزا هندال کا استاد تها اور نام اُس کا حامده هی اور اب تک رشته اُس کا نهیں هوا غرض که تاثیر اُس کے عشق و محبت کي همایوں کے رگ و ریشه میں ایسي پیٹهي تهي که باوجود اُس کے که مرزا هندال نے بهت سا سمجهایا اور طرح طرح کي باتیں جتائیں مگر همایوں نے بهائي کا کهنا نمانا اور اپني معشوقه جان نواز سے شادي کي اور جب که امر کوٹ کا سفر در پیش هوا تو یهه بیگم پورے دنوں کي حامله تهي اور یهي باعث تها که اُس کے لیجانے میں بڑي دقت پیش آئي *

هنوز اکبر پیدا نه هوا که اُس کي ولادت سے ایکدن پهلے سند کي جانب کوچ هوچکا تها اور جب که اکبر پیدا هوا اور بیٹے کي خوشخبري همایوں کو پهونچي تو اُسنے اُس پرانے دستور کے موافق که ایسے موقع پر لڑکے کا باپ اپنے دوستوں و رفیقوں کو کچهه تحفه تحایف دیا کرتا هی کچهه تقسیم کرنا چاها مگر اِس لاچاري سے که اُس کے پاس ایک مشکنافه کے سوا کوئي شے موجود نه تهي تو اُس نے نافه کو توڑا اور اِس نیک شگون کي نظر سے مشک اپنے رفیقوں پر تقسیم کیا که اُس کے بیٹے کي شهرت بوے مشک کي مانند اطراف و افاق میں پهیلے *

... بهت سے راجپوتوں سمیت امر کوٹ کا راجه اس مهم میں همایوں کے همراه تها اور خود همایوں نے بهي ادهر اُدهر سے دوڑ دهوپ کر سو مغلوں کي بهیڑ بهاڑ بهم پهونچائي چنانچه همایوں یهه بهیڑ بهاڑ اپنے همراه لیکر مقام جون واقع سند کي جانب روانه ‡ هوا یهاں تک که لڑ لڑاکر اس مقام کو اُس کے قابض کے قبض و تصرف سے نکالا اور آپ اُسپر قبضه کیا اگرچه ارغون کي فوج کے دهاوے هوتے رهے اور نقصان بهي اُٹهائے گئے مگر پاس پروس کے هندو راجاؤں کي امداد اعانت سے اتني فوج

‡ واضح هو که یهه جون یا جیون اٹک کي ایک شاخ پر تاتار اور امر کوٹ کے بیچوں بیچ واقع تها (ڈاکٹر برنس صاحب نے اپنے سند کے بیان میں جو نقشه لگایا هی اُسکو دیکهنا چاهیئے)

اکھٹي هوگئي که همایوں کي سرگذشتوں والي نے تعداد اُسکي پندرہ هزار سوار بتائي هی *

اگرچه یہه ساز و سامان بہم پہونچے مگر همایوں کي بدبختي اور بد انتظامي نے اُسکا دامن نچھوڑا چنانچه جب رانا پرشاد اپني وفاداري پوري پوري جتا چکا تو ایک مغل نے کسي ایسي ناشایسته حرکت سے جو راجاؤں کي شان و منصب کے شایاں و سزاوار نه تھي راجه کو ناراض کیا اور جب راجه نے همایوں سے شکایت کي تو همایوں کي جانب سے ایسي بے التفاتي اور کم توجہي پائي گئي که راجه سخت مکدر هوا اور اپنے رفیقوں سمیت اُس کے لشکر سے چلا گیا اور اُسکے سب کے سب هندو دوستوں نے بھي اُسکي رفاقت کي *

جب که وہ لوگ ادھر اُدھر چلے گئے تو حسین ارغوني کے مقابله کے لیئے همایوں تنہا رهگیا جو بلا تحاشا بڑھتا چلا آتا تھا مگر همایوں نے اپني فوج کے آس پاس کھائیاں کھد وائیں اور دمدمے بنوائے غرض که جہاں تک بن پڑي بچاؤ کي تدبیریں کیں یہاں تک که حسین ارغوني یہه سوچ سمجھه کر که خدا کے واسطے کہیں یہه پاپ کٹے اسبات پر راضي هوا که اگر همایوں ابھي قندهار کو چلا جاوے تو میں مانع مزاحم نہوں گا بلکه سفر کي اعانت بھي کروں گا چنانچه یہه شرط مقرر هوئي اور نویں جولائي سنه ۱۵۴۳ ع کو همایوں قندهار کي جانب روانه هوگیا *

همایوں کے قندهار سے ایران کو بھاگنے کا بیان

همایوں کے چھوٹے بھائي بہت دنوں پہلے همایوں کو اپني غیر مُستقل اور مضطرب طبیعتوں کے سبب سے رنج اور تکلیف پہونچا کر الگ تھلگ هوگئے تھے اور جب که همایوں قندهار کو روانه هوا تو اُس زمانه میں مرزا عسکري مرزا کامران کي جانب سے قندهار کا حاکم تھا اور غالب یہه هی که همایوں کا یہه ارادہ تھا که مرزا عسکري کو بھکاکر طرفدار اپنا بناوے اور اگر قابو پڑے اور وقت هاتھه آوے تو آپ هي قندهار کو دبا بیٹھے

مگر لوگوں کو یہہ فقرہ سنایا تھا کہ اکبر کو قندھار میں چھوڑکر مکہ کو جاؤنگا § *

جب کہ رفتہ رفتہ همایوں مقام شال میں پہونچا جو قندھار کے جنوب میں ایک سو تیس میل کے فاصلہ پر واقع هی تو ایک سوار اپنا گھوڑا بھگائے ہوئی همایوں کے ڈیرہ کے پاس آیا جسکو همایوں کے کسی پرانے دوست نے روانہ کیا تھا وہ سوار اپنے گھوڑیسے کود کر لگام پکڑے ہوئے ڈیرہ کے اندر بے ساختہ چلا آیا اور بے تحاشے اُس سے یہہ بات کہی کہ آپ اب کس فکر میں بیٹھے ہیں مرزا عسکری آپ کی گرفتاری کے لیئے آ پہونچے جوں هی کہ همایوں نے یہہ خبر سنی تو اِس سبب سے کہ اُسکو ایسی وحشت اثر خبر کی توقع نہایت کم تھی اتنی فرصت پائی کہ اپنی بیگم کو ساتھہ اپنے گھوڑے پر سوار کیا اور بیٹے کی جان کو چچا جان کے ترس و ترحم پر چھوڑا ادھر همایوں روانہ ہوا اُدھر مرزا عسکری پہونچا اور جب اُس نے همایوں کو نپایا تو یہہ بات اُس نے فریب سے کہی کہ میں برادرانہ آیا تھا غرضکہ مرزا عسکری اپنے بھتیجے سے بشفقت پیش آیا اور چودھویں دسمبر سنہ ۱۵۴۳ ع کو همایوں کے سب همراهیوں کو ساتھہ لیکر قندھار کی جانب روانہ ہوا اور همایوں اسی زمانہ میں بیالیس آدمیوں سمیت گرم سیر کو پہونچا اور وهاں سے سیستاں کو چلا گیا جو اُن دنوں ایران کی قلمرو میں داخل تھا سیستان کا حاکم تواضع تعظیم سے پیش آیا اور اُس نے همایوں کو بمقام هرات اِس نظر سے روانہ کیا کہ وهاں جاکر والي ایران کے احکام کا منتظر بیٹھے غرض کہ جب

---

§ مقام جون اور سہوان کے درمیان میں تھوڑا بہت توقف ہوا ہوگا مگر باعث اُسکا بیان نہیں کیا گیا اِس لیئے کہ شال اور جون کے درمیان میں جو فاصلہ واقع هی ساڑھے چار سو میل کا میدان هی اور همایوں کی سرگذشتوں کے دیکھنے سے دریافت ہوتا هی کہ سہوان سے شال تک کی راہ نو دن میں پوری ہوتی هی مگر همایوں کو جون سے شال تک پہونچنے میں ربیع‌الثانی مطابق ۹ جولائی سے لیکر نصف ماہ رمضان دسویں دسمبر تک پورے پانچ مہینے لگے

همایوں هرات میں پہونچا تو بہت سے دوست اُس کے قندھار سے آئے اور اُس سے آکر ملے جلے اور اُسکے شریک ہوئے *

حدود سند میں داخل ہونے سے قندھار تک کے پہونچنے تک تین برس کا عرصہ صرف ہوا چنانچہ منجملہ اُس کے اٹھارہ مہینے حاکم سند سے لڑنے بھڑنے اور خط خطوط کے لکھنے پڑھنے میں بسر ہوئے اور چھہ مہینے اٹک کے مشرقي جانب کي سیر سفر میں کام آئے اور باقي ایک برس جون میں رہنے اور قندھار کے سفر کرنے میں گذرا اور اِس زمانہ میں جو کام اُس نے جنگي کیئے تو ذاتي دلاوري کے لحاظ سے کوئي کوتاهي ظہور میں نہیں آئي بلکہ اِس حیثیت سے کوتاهي اُس نے کي کہ اُن بڑي بڑي مہموں کو جنکا اُسنے ارادہ کیا اچھي طرح انجام پر نہ پہونچا سکا اور بعد اُس کے جو جو سختیاں اور جیسي جیسي مصیبتیں پیش آئیں اُنکو ایسے صبر و استقلال اور هنسي خوشي سے اُٹھایا کہ جوانمردي اور بلند همتي کے شایاں تھا *

مصیبت کے زمانہ میں اُس کے مزاج کا امتحان بھي طرح طرح سے ظہور میں آیا چنانچہ اُس نے رفیقوں کي زبان سے بري بھلي باتیں سنیں اور نرم گرم اُنکي اُٹھائیں اسلیئے کہ رنج و مصیبت کے دنوں میں چھوٹے بڑے کا امتیاز اور اداب و قواعد کا پاس و لحاظ باقي نہیں رهتا یہاں تک کہ چند بار ایسا اتفاق هوا کہ جب اُس نے جان بچانے کے لیئے گھوڑا مانگا تو اُس کے رفیقوں نے صاف انکار کیا اور گھوڑا اُس کو نہ دیا اور جب کہ اُس نے ایک کشتي اٹک، پار جانے اور اپنے خویش و تبار کے لیجانے کو بہم پہونچائي تھي تو اُس کے ایک سردار نے بجبر و اکراہ اُس کشتي کو اُس سے چھینا اور جس زمانہ میں کہ برے تباہ حالوں سے امرکوت کا بڑا کڑا سفر اُسنے کیا تھا تو ایک افسر نے ایسي بیرحمي اور ناخداترسي برتي کہ اپنے گھوڑے کو هارا تھکا دیکھکر همایوں کي بیگم اکبر کي والدہ کو اُس گھوڑے سے اُتارا جسکو اُس نے مستعار اُس کو دیا تھا چنانچہ

ہمایوں کو گھوڑا اپنا دینا پڑا اور وہ جب تک پیادہ چلتا رہا کہ باربرداری
کا ایک اونٹ اُسکو ملا مگر کبھی کبھی برخلاف اُس کے رفیقوں سے بے التفاتی
بھی برتی چنانچہ بیان اُسکا یہہ ہی کہ جب ہمایوں امرکوٹ میں
پہونچا اور راجہ کی حفظ و حراست میں آیا تو اُس نے رفیقوں کا مال
اسباب چھینا جھپٹا اور بعضوں کے گھوڑوں کی کاٹھیاں کھلواکر دیکھیں اور
جو کچھہ اُن میں پایا نصفا نصفی بانٹ چونٹ کر اپنے کام میں لایا اور
جودھپور کے سفر کی ایک ایسی منزل میں جہاں لوگ اُس کے پیاس
کے مارے مر گئے تھے تمام مویشیوں اور نیز اپنے گھوڑوں کو پانی کی پکھالوں
سے اِسلیئے لادا تھا کہ اُن باقی رہے سہونکو جاکر پانی پلاوے جو پیاس کے
مارے چار قدم بھی آگے کو نہ بڑھسکینگے اور جبکہ ہمایوں تھوڑی دور پیچھہ
لوٹ کر گیا تو اُس نے اُس سوداگر کو پیاس کے مارے مرتا دیکھا جسکا
بڑا دین اُس کے ذمہ واجب الادا تھا مگر ہمایوں نے ایسی سنگدلی برتی
کہ جب تک اُس سوداگر نے چار گواہوں کے سامہنے دین اپنا نہ چھوڑا
اور ہمایوں کا ذمہ پاک نہ کیا تب تک اُس نے پانی کی بوند اُسکو نہ دی
باقی یہہ بات دریافت نہیں ہوئی کہ بعد اُس کے اُس غریب آدمی کا
روپیہ دیا اور نقصان اُس کا پورا کیا یا نہیں *

تیسرا باب

شیر شاہ اور خاندان سوُر کے باقی بادشاہوں کا بیان

اگرچہ سارے مورخوں نے خاندان تیمور کے دوبارہ قبضہ پانے اور اُس
دوبارہ قبض و تصرف کے بعد ایک بڑی شہرت حاصل کرنے کے باعث سے
شیر شاہ کی نسبت غصب سلطنت کا دھبا قایم کیا مگر اِسلیئے کہ شیر
شاہ خاص ہندوستان میں پیدا ہوا اور اُس نے ایسے بیگانہ خاندان کو
ہندوستان سے خارج کیا جو کل چودہ برس سے قابض و متصرف
تھا تو استحقاق اُس کا اُن بہت سے لوگوں کے استحقاق و دعوی
کی نسبت زیادہ راست اور واجبی ہی جنہوں نے سلطنت کی بنیاد

اقلیم هندوستان میں ڈالی سنہ ۱۵۴۰ع مطابق سنہ ۹۴۷ هجري میں همایوں کے ممالک مقبوضہ پر شیر شاہ قابض هوا *

معلوم هوتا هی کہ شیر شاہ کي صلاح و مشورت سے کامران نے پنجاب کو چهوڑا تها اسلیئے کہ جونهي کامران پنجاب سے باهر گیا تو سارے پنجاب پر شیرشاہ قابض هو گیا اور جب کہ شیر شاہ اُس صوبہ کا انتظام کرچکا اور دریاے جہلم کے کنارے پر ایک مستحکم قلعہ تیار کر کے بہار کے قلعہ رهتاس گڈه کے نام پر نام اُس کا رکهہ چکا تو آگرہ کو واپس آیا اور حاکم بنگال کي بغاوت کو دبانا چاها چنانچہ اُس نے اُس باغي کو مغلوب کیا اور صوبہ بنگال کي تقسیم و تفریق ایسي اُس نے کي کہ بعد اُس کے آیندہ کے شور و فسادوں کا اندیشہ باقي نہ رها بعد اُس کے اگلے برس یعنے سنہ ۱۵۴۲ع مطابق سنہ ۹۴۹ هجري میں صوبہ مالوہ اور اُس سے دوسرے برس یعنے سنہ ۱۵۴۳ع مطابق سنہ ۹۵۰ هجري میں رایسین کے قلعہ کو فتح کیا جو سلہدي هندو راجہ کے بیٹے کے قبض و تصرف میں داخل تها اور یہہ راجہ بہادر شاہ گجراتي کے عہد دولت میں بڑے پایہ کو پہونچا تها اور بڑا اختیار اسکو حاصل تها مگر قلعہ مذکور کے محصوروں نے چند شرطوں پر شیر شاہ کي اطاعت تسلیم کي اور جب اُنہوں نے قلعہ حوالہ کیا تو مفتیوں کے فتووں کي روسي وہ اطاعت مقبول نہ پڑي چنانچہ ان هندوؤں پر حملہ کیا گیا جو عہد و پیمان کے بهروسے اسباب پر جمي هوئی تهے کہ خلاف قول ظهور میں نہ آویگا غرض کہ وہ بهي جان توڑکر لڑے اور پاش پاش هوکر مارے گئی مگر اس دغابازي کا باعث دریافت نہیں هوتا اس لیئی کہ وہ نہ عبرت کا مقام تها اور نہ کسي نقصان کا انتقام تها باقي رهي حرارت اسلامي سو وہ بہت دنوں سے ٹهنڈي هوچکي تهي بهرحال ایسا برا کام هندوستان کے مسلمان بادشاهوں کي تاریخوں میں تیمور لنگ کے سوا کہیں پایا نہیں جاتا *

اگلے برس یعني سنه ۱۵۴۴ ع مطابق سنه 951 هجري میں شیرشاه اَسي هزار آدمي لیکر مارواڑ پر چڑھا اور یهه ملک اُن دنوں مالدیو راجه کے قبض تصرف میں تھا جو بڑا زبر دست اور قوي راجه تھا اور اُسکي قوت کي ایک وجهه یهه بھي تھي|که ملک اُسکا زرخیز نهتھا اور اکثر پرگنوں میں پاني کي کوتا هي تھي اگرچه راجه کے پاس کل پچاس هزار آدمي غنیم کي بڑي فوج کے مقابله کو موجود تھی مگر بظاهر ایسا معلوم هوتا هی که اَسلی پہلے پہل غنیم کو ایسا ڈرایا که ایک مہینی تک غنیم اُسکے ملک میں پڑا رها اور اُسکي فوج سے الگ تھلگ رها بعد اُسکے جھوتے خطوں کے ذریعوں سے جو ایسے معاملوں میں معمول و مروج هوتے هیں اور جو اس غرض سے روانه کیئی تھے که کہیں نه کہیں پکڑے جاویں راجه کو اُسکے سرداروں سے بدگمان کیا یہاں تک که راجه پیچھے لوٹنی پر آماده هوگیا اور منجمله اُن سرداروں کے جو راجه کي بدگماني اور الزام لگانے سے ناراض هوگئی تھے ایک راجپوت سردار نے راجپوتوں کےزور غیرت اور جوش حمیت کے مارے بدنامي کے دھبی کو جان جوکہوں میں پڑنے سے مٹانا چاها چنانچه وه سردار اپنی باره هزار رفیقوں سمیت ایسي تندي تیزي سے لڑائي کے میدان میں شیر شاه کي فوج پر توٹ پڑا که فوج اُسکي ایسے قوي حمله کي آماده نه تھي غرض که شیرشاه کے لشکر کو ایسا پریشان و پراگنده کیا که فتح هونیکی قریب آگئي تھي مگر شیر شاه نے راجپوتوں کا مونهه پھیرا اور بعد اُسکے یهه بات آسنی واشگاف کہي که ایک باجره کي متھي پر هندوستان کي سلطنت کھوئي هوتي اور اس کلام سے مقصود آسکا یهه تھا که اُس ملک کي گھٹ کي پیداوار اور افلاس و تنگدستي کو جتاوے بعد اُسکے میواڑ کے راجه کو مطیع اپنا بنایا اور وهاں سے فراغت پاکر کالینجر کا محاصره کیا مگر اس مقام میں اُس عهد شکني کي پوري پوري سزا پائي جو مقام رایسین میں اُس سے واقع هوئي تھي یعني میواڑ کے راجه نے شرایط پیش کرده شیرشاه کو اِس لیئی تسلیم نکیا که وه اُسکو

جھوٹا اور فریبي جانتا تھا اور جب کہ شیرشاہ اپنے توپخانہ کي دیکھہ بھال کر رھا تھا تو قضا کار ایک گولہ † دشمن کا اُسکے میگزین میں پڑا اور وہ میگزین اوڑگیا یہاں تک کہ اُس کے صدمہ سے شیر شاہ ایسا جل پھک گیا کہ دو چار گھڑي کو جیتا رھا مگر پہلے ھي سے اُسکے جینے کي آس نرھي تھي چنانچہ شام ھوتے ھي دم اُسکا پورا ھوگیا *

یہہ شیر شاہ ایسے کڑے جي کا تھا کہ باوجود اسکے کہ نہایت تکلیف و اذیت میں مبتلا تھا مگر محاصرے کي ھدایت کرتا تھا یہانتک کہ جب کانوں میں اُسکی یہہ بھنک پڑي کہ قلعہ فتح ھوگیا تو باآواز بلند اُسنی قادر مطلق کا شکر ادا کیا اور الحمدللہ کہکر دم بخود ھوگیا اور بعد اُسکی کوئي بول اُسکے مونہہ سے نہیں نکلا بائیسویں مئي سنہ ۱۵۴۵ ع مطابق ربیع‌الاول سنہ ۹۵۲ ھجري میں یہہ حادثہ واقع ھوا *

شیر شاہ کي عادتوں اور ملکي انتظاموں کا بیان

معلوم ھوتا ھی کہ یہہ شیر شاہ نہایت دانشمند اور بغایت لایق و فایق اور چست و چالاک بادشاہ تھا چنانچہ بلند فطرتي اور اولوالعزمي کے محاذات اور مقابلہ میں اُسکی چال و چلن کے اصول قاعدے کافي وافي نہ تھے مگر رایسین کے قتل ناحق میں کوئي عذر بلند نظري کا بھي نتھا ھاں رعایا کے حق و منفعت کے لیئی جو جو تدبیریں سوچتا تھا سو اُنمیں جوانمردي اور مروت شفقت پائي جاتي تھي اور عملدرامد بھي تجویز و تشخیص کے مطابق کرتا تھا اور باوجود اسکے کہ اُسنی تھوڑے دنوں فرمانروائي کي اور ھمیشہ لڑائیوں میں مصروف رھا نہایت شایستگي اور بغایت ھوشیاري سے انتظام اپني بادشاھت کا کیا اور دیواني کے مقدموں میں بہت سي عمدہ عمدہ باتوں کو رواج دیا ابوالفضل اپني کتاب میں بغض و عداوت کے مارے یہہ لکھتا ھی کہ جو انتظام اُسنی کئي اور

---

† فرشتہ میں آتشیں حقہ لکھا ھی *

اصول اُسنے نکالی وہ علاءالدین خلجي کے کینڈے پر کیئی یعني علاءالدین خلجي نے اُنکو اپني طبیعت سے نکالا اور شیر شاہ نے انکو دو بارہ اوجالا حاصل یہہ کہ شیر شاہ نے ایسے قاعدے باندھی تھے کہ اُسکے خاندان کي تباهي تک جاري ساري رهی اور ابوالفضل نے اُن اصول قاعدوں کو اور بادشاهوں کے قانون قاعدوں سمیت اپنے آقاے نامدار یعني اکبر بادشاہ سے نسبت کیا اکبر کے عہد دولت کے ایک اور † مورخ نے جس نے اکبر کے وقت میں اپني کتاب لکھي بیان کیا هی کہ شیر شاہ نے ملک بنگال سے لیکر مغربي رهتاس گدہ تک جو دریاے اٹک کے متصل واقع هی چار مہینی کي راہ کي ایک کلان سڑک بڑي بلند طیار کرائي تهي اور کوس کوس کے فاصلہ پر کنوئی اور منزل منزل پر سرائیں بنوائیں تهیں اور هر مسجد میں امام اور موزن مقرر کیئی تھے اور هر کاروان سرا میں کہانا پکا پکایا مہیا رهتا تھا او هندو مسلمانوں کے لیئی ملازم رکھہ چھوڑے تھے اور سڑک کے دائیں بائیں سایہ کےواسطے درخت لگائی تھے اور جب کہ اس مورخ نے اُس سڑک کو دیکھا تھا تو اُسپر باون برس گذرے تھے اور جب تک وہ ویسي هي تهي جیسے اُسنی بیان اُسکا کیا *

یہہ بادشاہ سیسرام میں مدفون هوا اور مقبرہ اُسکا ایک ایسے مصنوعي تالاب کے بیچا بیچ واقع هی جسکا محیط ایک میل کا اور چاروں دیواریں اُسکي پتھر کي هیں اور نہانے دھونے کے لیئی سیڑھیوں کے گھاٹ اُسمیں چاروں طرف بنی هوئے هیں *

سلیم شاہ کي بادشاهت کا بیان

شیر شاہ کے والي وارثوں میں سے عادل خاں بڑا بیٹا تھا اور شیر شاہ اُسکو جانشین اپنا سمجھتا تھا مگر یہہ شہزادہ همت کا هارا جي کا بودا تھا اور برخلاف اُس کے دوسرا بھائي اُسکا جلال خاں بڑا سرگرم اور آمادہ

† منتخب التواریخ جو سنہ ۱۰۰۴ هجري مطابق سنہ ۹۵ و ۱۵۹۴ ع میں لکھي گئي هی *

اور نہایت جنگ آزمودہ اور باپ کے سامھنے بڑا نامدار اور نام آور تھا غرض کہ نظر بوجوہ مذکورہ بالا بہت سے سردار اُسکي جانب مائل ہوئے یہاں تک کہ جب چار بڑے بڑے سرداروں نے جان کے بچانے اور بخوبي اوقات بسر کرنے کا عادل خاں سے وعدہ کیا تو عادل خاں بھي جلال خاں کي خاطر ترک سلطنت کا آمادہ ہوا چنانچہ پچیسویں مئي سنہ ۱۵۴۵ع مطابق پندرھویں ربیع الاول سنہ ۹۵۲ ہجري میں جلال خاں تخت نشین ہوا اور سلیم شاہ کے خطاب سے پکارا گیا اور بیانہ کے قریب ایک کافي جاگیر عادل خاں کے لیئے مقرر کي گئي مگر بعد اُس کے تھوڑي مدت گذرنے پر سلیم شاہ کے بعض بعض کاموں سے عادل خاں کو کھٹکا پیدا ہوا اور معلوم ہوتا ھے کہ عادل خاں اُس خوف کي کوئي وجہہ کامل پاس اپنے رکھتا تھا اِسلیئے کہ خواص خاں سردار نے عادل خاں کو اپني حفظ و حراست میں لیا اور یہہ خواص خاں شیر شاہ کا بڑا سردار اور نیز منجملہ اُن چاروں سرداروں کے تھا جنھوں نے عادل خاں سے جان کي حفاظت اور گذارہ کي صورت کا قول و قرار کیا تھا یہانتک کہ یہہ خواص خاں دارالسلطنت کو اس ارادے پر روانہ ہوا کہ سلیم شاہ کو تخت حکومت سے اُتارے باقي سلیم شاہ کا یہہ حال تھا کہ جیسے اُن علانیہ باغیوں سے اندیشہ ناک تھا ویسے ھي اور لوگوں کے خفا ہونے اور بگڑ جانے سے بھي ڈرتا تھا مگر باوصف اسکے پیش آنیوالے مقابلوں اور فوجوں کي مار دھاڑوں کو بخوبي سمجھے بوجھے ہوئے بڑے استقلال و متانت سے بجاے خود بیٹھا تھا چنانچہ اُس نے بدخواہوں کو بڑي بڑي شکستیں دیکر بغاوتوں کو پس پا کیا بعد اُس کے عادل خاں بہار کو چلا گیا اور مایوس ہوکر بیٹھ رہا *

جو امیر اِس بغاوت میں در پردہ شریک تھے اُن کو یہہ یقین تھا کہ بغاوت میں علانیہ شریک نہونے کي وجہہ سے بادشاہ کي بد گماني سے محفوظ رھینگے چنانچہ منجملہ اُن کے ایک امیر کا قصور ثابت ہوا اور وہ اپنے کیئے کو پہونچا اور باقي امیروں نے نئے سر سے سازشیں شروع کیں

اور بدون اسکے کہ کوئی تخت کا دعویدار کھڑا کریں خاص اپنی جان و مال کی حفظ و صیانت کے واسطے ہتیار اُٹھائے اور جو قصے قضائے ان باغیوں کی بغاوت سے بادشاہ کو پیش آئے وہ بلاد پنجاب میں پیش آئے تھے یہاں تک کہ باغیوں نے پھر شکستیں کھائیں اور کہوٹ سے دم دبا کر بھاگے اور گاگروں کی پناہ میں آئے اور گاگروں کے زور و قوت کے سہارے اور نیازی پٹھانوں کی امداد و اعانت کے بھروسے اگلے دو برس یعنے سنہ ۱۵۴۷ع مطابق سنہ ۹۵۴ ہجری تک شور و فساد کرتے رھے اور کہیں نچلے نچیت ہو کر نہ بیٹھے *

بعد اُس کے سلیم شاہ کا باقی زمانہ بڑے امن چین سے گذرا مگر ایک بار اُس کو یہہ خبر پہونچی کہ ہمایوں نے کابل پر قبضہ پایا اور اٹک وار اس غرض سے اُترا کہ سلیم شاہ پر حملہ کرے سلیم شاہ اُن روزوں بیمار تھا اور اُس وقت جونکیں لگائے بیٹھا تھا مگر جونھی اُسنے یہہ خبر سنی تو جگہہ سے اُٹھا اور فوج کے کوچ کا حکم سنایا چنانچہ شام سے پہلے پہلے دلی سے چھہ میل پر جا کر ڈیرہ ڈالا اور اس خبر کی حقیقت جس کے سننے سے سلیم شاہ ایسا آمادہ ہوا اور ایسی چالاکی اُس سے ظہور میں آئی صرف اتنی بات تھی کہ کسی ضرورت کے باعث سے ہمایوں پنجاب آیا تھا اور جیسے وہ آیا تھا ویسے ھی پچھلے پیروں لوٹ گیا باقی یاروں کی بناوٹ تھی کچھہ اصل و حقیقت نہ تھی*

یہہ بادشاہ نو برس تک باڈشاہ رہا اور سنہ ۱۵۵۳ع مطابق سنہ ۹۶۰ ہجری میں بقضای الہی مرگیا اور جیسے کہ اُس کے باپ نے نئی نئی باتیں ایجاد کی تھیں ویسے ھی اُسنے بھی نئے نئے نقشے نکالے تھے مگر فرق اتنا تھا کہ اصول و قاعدوں کی نسبت تمام سرکاری عمارتوں میں زیادہ تر عمدہ عمدہ باتوں کا رواج اُس نے دیا تھا چنانچہ دلی کے قلعہ کا ایک ٹکڑا جو سلیم گڈہ ‡ کے نام سے نامی گرامی ھی اُسیکا بنایا ہوا ھی

‡ اب اس سلیم گڈہ کا یہہ حال ھے کہ ریلوے کی سڑک اُس کے بیچا بیچ کر نکلی ھی ۱۲ مترجم

اور یہہ نام اُسکا ایسا مقبول و مشہور ہوا کہ جب ہمایوں نے یہہ حکم دیا کہ وہ نور گڈہ کے نام سے پکارا جاوے تو ہمایوں کے دربار میں اور ہمایوں کے سامھنے نور گڈہ کے نام سے پکارا گیا مگر اور ہر موقع اور مقام پر وہي سلیم گڈہ قایم رہا جیسا کہ وہ اب تک مشہور ہی *

مہدویہ فرقہ کا بیان

سلیم شاہ کے عہد دولت میں بمقام بیانہ شیخ علائي نامي ایک فقیر مہدویہ فرقہ کا باني ہوا جو سید محمد جونپوري کو مہدي موعود سمجھتے تھے بیان اُسکا یہہ ہی کہ شیخ علائي نے وعظ ودرس کہنا شروع کیا چنانچہ بیان کي قوت اور کلام کي فصاحت اور طبیعت کي جودت سے بہت سے لوگوں کو مرید و معتقد اپنا بنا لیا یہاں تک کہ اُسکے مریدوں نے مال ومتاع اکہتا کر کے عام سرمایہ قایم کیا اور بعض بعض مخلصوں نے گہر بار اپنا چہوڑ چھاڑ کر سارامال اپنا شیخ پر نثار کیا غرضکہ شیخ نے یہاں تک شہرت پائي کہ خواص خان سردار بھي جسکي بغاوت کا بیان اُوپر مذکور ہوا شیخ کے مریدونمیں داخل ہوا اگرچہ پہلے پہلے شیخ کے زہد و تقوی اور دین و مذہب سے کسي قسم کي خرابي ظاہر نہوئي مگر تہوڑے دنوں بعد اُسکے چیلے چانٹے ایسے بیباک اور دلیر ہوگئے کہ اُنہوں نے یہہ واجب سمجہا کہ جس کسیکو خلاف شرع کام کرتے دیکھیں تو پہلے پہل روک ٹوک اُسکي کریں پھر اگر وہ نمانے تو اُسکو جانسے ماریں اور جبکہ اُس فرقہ کي زور و ظلم کي نوبت یہاں تک پہونچي تو وقت کے حاکموں اور شرع کے مفتیوں نے لاگ ڈانٹ اُنکي واجب و لازم سمجہي چنانچہ شیخ کو گرفتار کیا اور علانیہ اظہار اُسکا لیا بعد اُسکے قتل شیخ کا فتوی مرتب ہوا مگر سلیم شاہ نے اُس فتوي پر عمل نکیا بلکہ شیخ کو دیس نکالا دیا یعني قلعہ ندیہ کو روانہ کیا جو نربدا کے کنارہ پر واقع ہی مگر شیخ اس جگہہ آکر بہت کہل کہیلا اور اپنے مسئلوں کو بڑي دہوم دہام اور نہایت ٹیپ ٹاپ سے پہیلایا چنانچہ پہلے وار اُسنے

قلعہ کے حاکم کو سپاهیوں سمیت اپنا مرید گردانا اور جبکہ اوسکو ایسی قوت حاصل هوئي جو کبھي نصیب نهوئي تهي تو وہ دارالسلطنت میں بلایا گیا اور حامیان شریعت نے قتل اوسکا چاہا چنانچہ سلیم شاہ کي بہت سي منت سماجت کي مگر سلیم شاہ نے توقف برتا اور جبکہ لوگوں کے کہنے سننے سے نہایت زچ پیچ هوا تو کام نا کام اُس نے کوڑوں کا حکم دیا اور یہہ فرمایا کہ بعد اُس کے شیخ کو تھوڑي مہلت دي جاوے کہ وہ سوچ سمجھہ کر توبہ کرے اور اپني غلط فہمي اور کج آهنگي سے باز آوے مگر شیخ کا یہہ حال تھا کہ وہ پہلے هي سے اُس عام مرض میں مبتلا تھا جو اُس زمانہ میں شایع ذایع هو رہا تھا اور اس مرض کے مارے ایسا ضعیف نحیف هو گیا تھا کہ تیسرے کوڑے کے لگتے هي روح اُسکي پرواز کر گئي بعد اُس کے وہ جماعت پراگندہ هو گئي اور تمام مرید اوسکے وودھو کر چپ چاپ هو بیٹھے *

محمد شاہ سورعدلي کي سلطنت کا بیان

جب کہ سلیم شاہ اپني موت مر گیا تو اُسکے بیٹے فیروز خاں دوازدہ سالہ کو محمد خاں اُسکے چچا نے بخیال سلطنت قتل کیا اور میدان کو خالي دیکھکر سنہ ۱۵۵۳ ع مطابق سنہ ۹۶۰ هجري میں تخت نشین هو بیٹھا اور محمد شاہ عادل کا خطاب اختیار کیا یہہ بادشاہ اس خطاب کي نسبت عدلي شاہ کے خطاب سے زیادہ مشہور هی اور طور طریق اُس کے ایسے عمدہ اور شایستہ نہ تھے کہ اُن کے حسن و خوبي کي بدولت بھتیجے کے خون ناحق کا دھبہ اُس سے دھویا جاتا بلکہ وہ نہایت نابکار اور زناکار اور بغایت کندہ نا تراش اور ستم شعار اور پاجي پرست اور پاجیوں کا یار غم کسار تھا اور جیسا کہ وہ عادتوں کا خراب اور کرتکوں کا برا تھا ویسے هي همتوں کا هارا اور جي کا بودا تھا *

اس بادشاہ میں حکمراني کي قابلیت نہ تھي چنانچہ اُس نے تمام انتظام اپني حکومت کا هیمو بقال کو تفویض کیا تھا جسکي اصل و حقیقت

یہہ تھی کہ وہ شخص ایک ہندو زادہ تھا اور کسی زمانہ میں چھوٹی سی دوکان اپنے گذارہ موافق کرتا تھا اور جیسا کہ وہ ذات سے کھوٹا تھا اُس سے زیادہ رنگ روپ کا برا اور چہرہ مہرہ کا بھونڈا تھا مگر باوصف ان ظاہری عیبوں کے ایسا ہوشیار اور قابل تھا کہ دربار کے بڑے بڑے بہادروں اور چنے چنے امیروں میں بات اپنی بنائے گیا یہاں تک کہ بادشاہ کی جہل و حماقت اور ظلم و ستم کے مارے سلطنت کا حال اگرچہ خراب اور ابتر تھا اور روز بروز تنزل کو پہونچتا جاتا تھا مگر صرف اسی شخص نے اپنی لیاقت و ہوشیاری سے بادشاہت کو تھامے رکھا اور بات اُس کی بگڑنے نہ دی *

بادشاہ کے زور و ظلم اور ملک کے شور فسادوں کا بیان

جونہی کہ عادل شاہ تخت نشین ہوا تو اُس نے جہل و حماقت سے خزانوں کو تلف کیا اور جمع جمائے گھر کو دو چار روز کے عرصہ میں اوڑا لٹا کر برابر کیا اور جب کہ اُسکی گانٹھہ گرہ میں کوڑی پیسا نہ رہا تو گھر کے امیروں کی جاگیریں اور حکومتیں ضبط کرنی لگا اور یار دوستوں کو بخشنی لگا چنانچہ منجملہ اُن کے جن پٹھانوں کی جاگیریں ضبط ہوئیں اُنہوں نے بڑی بے صبری اور نہایت بے تابی سے بادشاہ کا ظلم اُٹھایا اور دلوں میں رنجیدہ پیچیدہ رہے اور اسلیئے کہ پٹھان لوگ اپنی سینہ زوری اور آزاد منشی سے کسی کی پوری پوری اطاعت نہیں کرتے اور بات کے بگڑنے کا رنج اور سنوارنے کا خیال اُن کو نہایت ہوتا ہی تو ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ عادل شاہ ایک جنگی سردار یعنی محمد شاہ فرملی کی جاگیر کو ضبط کر کے سرمست خاں شروانی کو دینے لگا جو بادشاہ کی بدولت یکایک بڑے پایہ کو پہونچا تھا تو محمد شاہ فرملی کا بیٹا غیظ و غضب کے مارے نیلا پیلا ہوا اور بے ساختہ یہہ بول اُٹھا

که کیا میرے باپ کي جاگیر ایک ایسے آدمي کو دي جاتي هی جو سگ فروشي کے ذریعہ سے اوقات اپني بسر کرتا تها *

جوں هي که یهه بڑا بول اُس کے مونهه سے نکلا تو درباري لوگوں نے یهه چاها که اُس گستاخ بے ادب کو دربار بادشاهي سے خارج کریں چنانچه سومست خان شرواني نے جسکو جاگیر اُس کے باپ کي عنایت هوئي تهي اُسکي گردن پکڑي مگر اُس پهر تیلي گبرو نے کهانڈے کا ایک هاتهه ایسا لگایا که سر اُسکا جوان کے پانوں پر آ پڑا بعد اُس کے تمام لوگ اُس پر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اور وہ بادشاہ کي طرف کو دوڑا مگر بادشاہ اُس کے ارادہ پر پے لیگیا اور بے تحاشا تخت سے کودا اور جب که وہ جوان اُس کے قریب آ پهونچا تو جوں توں کرکے محل سرا میں داخل هوا اور اتنے اوسان اُس کے ٹهکانے رهے که محل سرا کا دروازہ اُس نے بند کیا اور جوں هي که ترت پهرت وہ جوان گبرو مارا گیا تو بادشاہ کو کسي طرح کا کهٹکا باقي نرها مگر اِس قصه کو بڑے پهل پهول لگے چنانچه اُسي روز ایک بڑا سردار اُس کے دربار سے چلا گیا اور بعد اُس کے جب ایسے لوگ اُس کے شریک اور معاون هوئے جو بادشاہ کے کوتکوں سے نهایت ناراض تهے تو چنار گڈه کے قریب اُس نے بغاوت کا جهنڈا کهڑا کیا مگر بادشاہ نے باغیوں کا مقابله کیا اور باغیوں پر فتح پائي لیکن اِس کامیابي سے کار و بار اُس کا ٹهیک ٹهاک نهوا اور بات اُسکي اِس لیئے نه سنوري که ابراهیم سور نے دلي آگرہ پر قبضه کیا تها جو بادشاهي خاندان میں سے تها اور خود بادشاہ اُس کي بیدخلي کے لیئے بجان و دل ساعي رها اور بهت سي محنت کهینچ گیا مگر کچهه حاصل نهوا اور کوئي بات اُس کے هاتهه نه آئي یهاں تک که اپني سلطنت کے مشرقي ملکوں پر قناعت کر بیٹها بعد اُس کے اِس بغاوت کي کامیابي کا اثر دور دور تک پهیلا چنانچه بلاد پنجاب میں یهه امر واقع هوا که شیر شاہ کا دوسرا بهتیجا سکندر سور آپ بادشاہ بن بیٹها اور ابراهیم سور پر آسنه

چڑھائي کي اور ابراهيم سور کو شکستيں ديکر دلي آگرہ سے خارج کيا اور ابراهيم کا يہہ حال هوا کہ کام نا کام اُس کو اُس ملک ميں بھاگنا سوجھا جو عادل شاہ کے قبض و تصرف ميں اب تک موجود تھا اور جب کہ ابراهيم اُس ملک ميں داخل هوا تو عادل شاہ کے وزير هيمو بقال نے زور دباؤ ديکر بيانہ کي طرف اُس کو بھگايا مگر ابراهيم کے نصيبوں نے يہہ ياوري کي کہ هيمو بقال ايک بغاوت کي ضرورت سے بنگالہ کو روانہ هوا اگر اتفاق سے يہہ ضرورت پيش نہ آتي تو ابراهيم بيانہ ميں پکڑا جاتا باقي جس شخص نے ملک بنگال ميں بغاوت کي تھي وہ محمد سور بنگالہ کا حاکم تھا اور جب کہ هيمو بقال عادل شاہ سے دوبارہ آکر ملا تو اُس کو يہہ بات دريافت هوئي کہ مالوہ ميں بغاوت قايم هوئي اور همايوں بھي هندوستان ميں داخل هوا چنانچہ اُس نے سکندر سور کو شکست ديکر دلي آگرہ پر قبض و تصرف کيا *

باوجود اِس بات کے کہ هيمو بقال کو يہہ خبر وحشت اثر پہونچي مگر بنگال کے نئے بادشاہ کے مقابلہ ميں پورا پورا آمادہ رها جو بنگالہ سے تھوڑي دور ادھر بڑھا چلا آيا تھا غرض هيمو کامياب هوا اور محمد سور عين لڑائي ميں مارا گيا *

اگرچہ بنگالہ کي بغاوت کا نام و نشان اب باقي نرها مگر اور مقاموں کي بغاوتيں باقي رهيں اور جو نهايت بڑا خطرہ درپيش تھا وہ همايوں کے آگرہ ميں آجانے اور قابض هوجانے کا تھا اور جب کہ هيمو وزير اُس کا همايوں سے لڑنے بھڑنے کي تياري کررها تھا تو ناگاہ اُس کو يہہ مژدہ پہونچا کہ همايوں مرگيا اور اُسکا بيٹا محمد اکبر جو اُس وقت پنجاب ميں موجود تھا جانشين اُس کا هوا غرض کہ اِس انقلاب کے سننے سے هيمو کي بہت همت بلند هوئي اور نشہ اُسکا دوبالا هوا چنانچہ اُس نے محمد عادل شاہ کو جو ايک نام کا بادشاہ تھا چنار گڈہ ميں چھوڑا اور تيس هزار آدميوں سميت آگرہ کو فتح کرنے اور غنيم کو دبانے

کي غرض سے روانہ ہوا اور جن جن موافق ملکوں میں پہونچتا گیا وہاں کے لوگ اُس کے شریک و معاون ہوتے گئے چنانچہ آگرہ کو بعد ایک محاصرہ کے فتح کیا اور وہ مغلي فوج جو ہمایوں کے ساتھہ آئي تھي تردي بیگ کے زیر حکومت ہوکر دلي میں اکھٹي ہوئي مگر اس لیئے کہ تردي بیگ شکست کھاکر میدان سے بھاگا تھا دلي میں ٹھہر نسکا اور وہاں سے بھي بے تحاشا بھاگا اب ہیمو نے یہہ ارادہ کیا کہ لاہور کي جانب باگ اُٹھا دي اور ہمایوں کے لوگوں کو جو پانی سے پتلے ہورہے تھے صدمہ پہونچاوے *

جب کہ یہہ واقعہ پیش آیا تو اکبر کے سارے سرداروں کي یہہ مشورت ہوئي کہ کابل کو لوٹ کر چلے جاویں مگر آکبر نے جو اوس زمانہ میں تیرہ برس کا تھا تمام کاموں کو بیرم خاں کي راے و مرضي پر موقوف رکھا اور یہہ بیرم خاں ایک ایسا عمدہ سردار تھا کہ اوسیکي عقل و شجاعت اور زور وقوت کي بدولت خاندان تیمور کي امیدیں قایم رہیں غرضکہ بیرم خاں نے تھوڑ جیئے سرداروں کا کہنا نمانا اور ایک ایسي فوج ہمراہ لیکر جوفوج ہیمو کے مقابلہ میں بہت تھوڑي تھي ہیمو کے مقابلہ کو آگے بڑھا اور انجام اوسکا یہہ ہوا کہ بعد ایک بڑي لڑائي کے جو پانچویں نومبر سنہ ١٥٥٦ ع کرپاني پت کے تیروں واقعہ ہوئي اور ہیمو اُس میں جان توڑ کر لڑا اور کوئي دقیقہ اُسنے باقي نچھوڑا ہیموں والوں نے شکست فاحش کھائي اور خود ہیمو گرفتار ہوا *

جب کہ ہیمو عادل شاہ کے ہاتھہ سے گیا تو اُسکے ساتھہ ہي عادل شاہ کي وہ اُمیدیں بھي گئیں جو اپني پہلے سلطنت پر دوبارہ قبضہ حاصل کرنے کي نسبت اُسکے جي جان سے لگي ہوئي تھیں چنانچہ عادل شاہ بہار و بنگال پر یہاں تک سلطنت کرتا رہا کہ ایک نیا دعویدار بنگالہ میں پیدا ہوا اور عادل شاہ اُسکي لڑائي میں مارا گیا *

چوتھا باب

هندوستان میں همایوں کي بحالي کا بیان

بیان اون معاملوں کا جو همایوں کو ایرانمیں پیش آئی

شاہ طهماسپ صفوي کے عهد سلطنت میں جو صفوي خطاب والے بادشاهوں میں سے دوسرا بادشاہ تها همایوں ایران میں داخل هوا تحقیق اس خاندان کي یهہ هی که باپ اس بادشاہ کا یعني شاہ اسماعیل صفوي درویشوں کے گهرانے کا تها اور اُس گهرانے نے زهد وتقوی اور صلاح و پارسائي کي بدولت بڑا عتبار اپنا پیدا کیا تها چنانچه اب بهي ایراني لوگ اونکي تعظیم و تکریم اس لئي کرتے تهی که وہ مذهب کے شیعه تهے اور یهہ خاندان اُس مذهب کا اوجالنے والا تها اِسلیئے که شاہ اسماعیل اس خاندان کے پهلے بادشاہ نے اُس مذهب کے اصول قاعدے مقرر کیئے اور اصول قاعدوں کي رو سے رواج اُس کو دیا اگرچه سني شیعوں میں رومن کیتهلک اور پروتستنت عیسائیوں کي نسبت فرق و تفاوت بهت تهوڑا هی مگر باوجود اِس کے آن کے آپسمیں بڑي سخت عداوت اور نهایت بغض و کراهت واقع هی اور ایرانیوں کي شدت اتفاق کي وجهہ یهہ هی که وہ جیسے هم قوم هیں ویسے هي هم مذهب بهي هیں اور ایران کي سلطنت کے علاوہ اور کسي سلطنت میں وہ مذهب عموماً پایانهیں جاتا اور اِسلیئے که شاہ طهماسپ آن بانیوں کے سلسله کا صرف دوسرا بادشاہ تها جنهوں نے بیخ و بنیاد اُس مذهب کي ڈالي تهي تو وہ اپنے دین کا پکا اور نهایت متعصب تها اور ایسا ممد و معاون تها که اُس مذهب کے بڑے حواریوں میں گنا جاتا تها چنانچه وہ مفصله ذیل معاملے جو اُسنے همایوں سے برتے اُنکا باعث یهي تها که وہ اپنے دین و مذهب میں نهایت متعصب تها اور جو رنگ ڈهنگ آن کے آپسمیں جاري رهے وہ ایسے هي تهے جیسیکه ایشیا کے خود مختار بادشاهوں میں جاري هوتے هیں بیان اُسکا یهہ هی که شاہ طهماسپ کي جانب سے همایوں کا استقبال اچهي

طرح عمل میں آیا چنانچه هر صوبه کے حاکم نے تعظیم تکریم اُس کي
کي اورهر بستي کے رهنیوالوں نے استقبال اُس کا کیا اور هر جگهه بادشاهي
محلوں میں اُتارا گیا اورطرح طرح سے مهمانداري کي شرطیں بجالائي
گئیں مگر باوصف اِس تعظیم تکریم کے جو کمال احتیاط اور بڑے حفظ
مراتب سے عمل میں آئي تهي جب کبهي همایوں سے کوئي بات ایسي
صادر هو جاتي تهي که وه شاه کي مرضي کے موافق نهووے یا اُس کے
هونے سے بات اُسکي پهیکي پڑے تو کبه ادائي بهي برتي جاتي تهي اور
تعظیم تکریم اُس کي صاف اُٹهائي جاتي تهي اگرچه همایوں مهمان مبارک
سمجها گیا اور بڑي آو بهگت اُس کي هوئي مگر خاص دارالسلطنت
میں داخل هونے کي اجازت نه تهي یهاں تک که کئي مهینے کے بعد
اُس کي ملاقات هوئي اور جس زمانه میں ملاقات اُس کي نهوئي تهي
تو اس نے اپنے معتمد سردار بیرم خاں کو شاه کے پاس ایک پیغام دیکر
بهیجا تها چنانچه اُس سردار کي تواضع تعظیم میں ایک ایسي بات
پیش آئي که اُس کے پیش آنے سے همایوں کو بخوبي واضح هوا که میں
شاه کے اختیار و قابو میں هر طرح سے هوں *

شاه اسماعیل صفوي نے اپنے پیرو رفیقوں کي خاطر ایک ٹوپي ایسي
ایجاد کي تهي که ظاهري علامت کي رو سے بهي میرے پیر و باهم متفق
رهیں اور اسي باعث سے ایراني لوگ اُس خطاب سے مشهور هوئے جو
آج کل خطاب اُنکا مروج هی ‡ اور اس فرقه کي اس مخصوصه علامت
سے تمام مسلمانوں کو ایسي نفرت هی جیسے که سترهویں صدي کے
کالوني عیسائیوں کو تسبیح اور صلیب کے نشانوں سے تنفر هی *

---

‡ تمام ایراني اِس ٹوپي کے سرخ هونے کے سبب سے آپ کو قزلباش یعني
لال سروں والی کهتے هیں ایک بار ایسا اتفاق هوا که بابر بادشاه نے جبکه ایرانیوں
کي راے رضا پر کامیابي اُسکي موقوف تهي اُنکي تالیف قلوب کے لیئی رواج اس
خطاب کا چاها مگر باوجود اسکی که کوئي مذهب کي بات اُسمیں مخلوط نهیں تهي
تمام مسلمان ایسی بگڑ گئے که بابر کو اندیشه هوا (ارسکائن صاحب کا ترجمه بابر
کي سرگذشتوں کا صفحه ۲۴۴)

ایک بار ایسا اتفاق هوا که بیرم خاں شاہ کے دربار میں حاضر تها شاہ نے یہہ چاها که یہہ ایلچي بهي وہ توپي پہنے چنانچہ خود شاہ نے اپني زبان سے ارشاد کیا مگر جبکہ بیرم خاں نے یہہ عذر پیش کیا که فدوي دوسرے بادشاہ کا ملازم هی اور کوئي کام بغیر اُسکي اجازت کے اپني طرف سے نہیں کرسکتا تو شاہ نے بظاهر یہہ فرمایا که تجهکو اختیار حاصل هی مگر جي میں بہت ناراض هوا اور ناراضي کا علانیہ اثر یہہ ظاهر هوا که اُسنے تهوڑے سے مجرموں کو عین دربار میں بلواکر سب کے سامنے قتل کروایا اور ساري غرض یہہ تهي که اس نافرمان ایلچي کے جي میں رعب داب اُس کا بیٹهے اور ایک طرح کي هیبت پیدا هووے *

شاہ طہماسپ نے همایوں سے برابر هي کي ملاقات کي اور طرح طرح سے وہ معاملے برتے جو اُسکي شان و منصب کے شایان اور همایوں کي قدر و منزلت کے مناسب تهے یہہ دونوں بادشاہ بیٹهے هي تهے که شاہ نے همایون سے کهلم کهلا یہہ بات کہي که آپ اس توپي کو ضرور هي پہنیں جسپر هماري اور آپ کي بحث و تکرار اب تک قایم هی چنانچہ همایوں نے جو پہلے سے یہہ بات سمجهے بوجهے بیٹها تها که ایک نہ ایک روز اس توپي کے معاملہ میں گفتگو ضرور هوگي هوشیاري دنیاداري برتي اور بطور معمول اُسکو سلام کرکے توپي کا پہننا تسلیم کیا یہاں تک که جب همایون نے اُس توپي کو سرفراز کیا تو شاہ کے درباریوں نے نہایت خوشي سے شور مچایا اور دونوں بادشاهوں کو آداب تسلیمات بجا لاکر مبارکبادي کے فقرے ادا کیئے علاوہ اُس کے غالب یہہ هی که مذهب کے مقدمہ میں بهي کچهہ گفتگو درمیان آئي تهي مگر همایوں نے پورا پورا نمانا اِسلیئے که جب شاہ دوسرے دن همایوں کے محل کے تلے سے کہیں جاتے هوئی گذرا تو همایوں اُس کے سلام کي خاطر دروازہ پر کهڑا هوا مگر شاہ ملتفت نہوا اور بدون لیئے سلام کے ویسی هي گذر گیا اور همایوں سخت ناراض اور منفعل هوا اور اپنا سا مونهہ لیکر

چلاآیا بعد اُس کے ایک روز ایسا اتفاق هوا که همایوں کے باورچی خانه میں اس پیغام کے ساتھه ایندھن بھیجا که یهه بات یاد رهی که اگر تونے شیعه هونے سے انکار کیا تو ایسی لکڑیوں کا چتا بنایا جاویگا اور تو اُسمیں جلایا جاویگا مگر همایوں نے بجواب اُس کے استقلال و انکسار سے یهه کہلا بھیجا که یهه نیازمند درگاه الهی بعزم بیت‌الله آیا تھا سو آپ اب اجازت فرمائیں که منزل مقصود کو پہونچے شاه نے بڑی سنگدلی برتی که صاف صاف یهه کہا که یہاں یهه امر منظور هی که سنیونکا نام و نشان باقی نرهی همایوں کو دین اُس ملک و ولایت کا قبول کرنا پڑیگا جہاں وه آپ سے آپ آیا هی ورنه انکار و اصرار کا مزا پاویگا *

بعد اس تنبیهه و تهدید کے ایک قاضی همایوں کے پاس آیا جسکو همایوں کے سمجھانے اور کلام و گفتگو میں دبانے کو بھیجا تھا چنانچه قاضی نے تین کاغذ همایوں کے سامنے پیش کیئے اور علانیه یهه بات کہی که منجمله ان تین کاغذوں کے جس کاغذ پر چاهو دستخط کرو مگر همایوں نے تینوں کاغذوں کو رد کیا اور اس قدر برهم هوا که بے اختیار اپنے نوکروں کو پکار اُتھا اور جب که قاضی نے مزاج اُسکا برهم دیکھا تو نرم نرم باتوں سے اُسکو ٹھنڈا کیا اور ایسی معقول تقریر پیش کی که اُس کے ذریعه سے اپنے مطلب پر کامیاب هوا یعنی دلیلوں اور برهانوں سے یهه بات اُسکی جی میں بیٹھائی که آپ کو یهه اختیار حاصل هی که اپنے دین اور مذهب پر جان اپنی نثار کریں مگر همراهیوں کی جان کھونیکا اختیار آپ کو حاصل نہیں بلکه مواخذه کی صورت درپیش هی بقول شخصے

اگر زمانه نسازد تو با زمانه بساز

اب یهی لازم هی اور یهی فائده کی صورت هی که آپ اُس بات کو قبول فرماویں جسکا انکار آپ کے قبض و قدرت سے خارج هی *

همایوں کی سرگذشتوں کے لکھنے والے نے مضمون اُس کاغذ کا بیان نہیں کیا جسپر همایوں نے دستخط کیئے تھے مگر گمان غالب یهه هی که

آسکو حال و مضمون آسکا دریافت نهیں هوا باقي ابوالفضل نے اپني هوشیاري چالاکي سے دین مذهب کي تکرار و بحث کو یہاں تک قلم انداز کیا که أسکی کلام سے اسقدر بهي پایا نهیں جاتا که دونو بادشاهوں میں کوئي دن بدمزگي بهي رهي هاں یهه بات صاف معلوم هوتي هی که آس کاغذ میں رفض کا قبول کرنا اور بلاد هندوستان میں رواج آسکو دینا اور قندهار کو حواله کرنا مندرج هوگا چنانچه پچهلي شرط پوري کي گئي مگر جب که دوسري شرط کا وقت آیا تو همایوں نے ایفا آسکا نامکن سمجها اور ایران کے بگاڑ کي پروا نکي باقي یهه بات که همایوں نے تشیع کو قبول کیا یوں معلوم هوتي هی که وه ارد بیل کو بقصد زیارت شیخ صفي کے گیا جو سنیوں کي شان و دیانت سے نهایت بعید هی † *

جب که اس کاغذ کا جهگڑا طی هوچکا تو شاه نے دو مهینی تک همایوں کي بات نه پوچهي اور بعد آس کے جب پهر ملتفت هوا تو ایسي بے التفاتي اور بے اعتنائي برتي که آن معاملوں میں بهي جو دین و مذهب سے علاقه واسطه نهیں رکهتی ایک طرح کی درشتي پائي جاتي تهي اسي اثناء میں همایوں کے بدخواهوں نے شاه کے کانوں میں یهه بات پهونکي که جب همایوں سلطنت پر قایم تها اور بات آسکي بني هوئي تهي تو آس نے نجوم کے عمل سے سارے بادشاهوں کے طالع دیکهے تهے چنانچه أس نے اپنے آپ کو فرماں روائے کشور ایران کي نسبت بڑا نصیبی والا ٹهڑایا تها غرضکه شاه اس فقرے کو سنکر بهبوکا هوا اور همایوں کو دونا تنگ پکڑا بعد أسکے جب همایو نے وجهه بیان کي تو شاه نے یهه طعنه دیا

---

† منتخب‌التواریخ میں بیان کیا گیا هی که أس کاغذ میں شیعوں کے عقاید مندرج تهے مگر همایوں نے أسکي تسلیم کي یهه صورت نکالي که بآواز بلند أسکو پڑها باقي هاں یا نهیں زبان سے کچهه نکهي اور اسي کتاب میں لکها هی که همایوں نے شیعوں کي طرح نماز کا پڑهنا کچهه کچهه اختیار کیا تها جسکي بابت سني شیعوں میں بڑا اختلاف هی *

که آپ اسي غرور و نخوت کي بدولت اس نوبت کو پہونچے که ملک سے گنواروں نے خارج کیا اور جورو بچے دشمنوں کے قبضه میں رہے *

اگرچه تنهائي اور خلوت میں ایسے ایسے حرف درمیان آجاتے تھے مگر لوگوں کے روبرو وهي تعظیم تکریم اُس کي هوتي تهي جو پہلے سے چلي آتي تهي چنانچه بڑے بڑے شکاروں کے جلسے اور کهانے پینے کے هنگامے همایوں کي خاطر مرتب کیئے جاتے تهے یہانتک کهجب همایوں کي رخصت کا وقت قریب آیا تو اُس نے نوازشوں کي مار ماروں اور عنایتوں کي بوچهاروں سے همایوں کو شور بور کیا اور ایک مرتبه هاتهه اپنا اپني چهاتي پر رکهه کر همایوں سے مخاطب هوا که اگر بهولے چوکے آپکي خاطر داري میں کوئي تقصیر هوئي هو تو آپ اُسکو معاف کریں بعد اُسکے همایوں کو اس وعده پر رخصت کیا که باره هزار سوار آپ کے همراه جانے کے لیئے سیستان میں حاضر رهیں گے مگر باوصف اس خاطر داري اور مهمان نوازي کے یهه بات اُن دونوں کے نصیبوں میں لکهي تهي که ایک اور بدمزگي بدون جو شاه کي جانب سے ظهور میں آئي دونوں بادشاه ایک دوسرے سے رخصت نہوویں چنانچه بیان اُس کا یهه هے که همایوں سیدها سرحد کي طرف نگیا بلکه داهنے بائیں ایران کے شهر و دیهات کو دیکهتا بهالتا جاتا تها یہاں تک که شاه اپني قلمرو میں کسي کام کے لیئے سفر میں تها تقدیر سے چلتا پهرتا وهاں آنکلا جهاں همایوں کے ڈیرے پڑے تهے ڈیروں کے دیکهتے هي یهه پکار اوٹها که کیا همایوں اب تک هماري قلمرو سے باهر نہیں گیا اور اُسیوقت ایک ایلچي همایوں کے پاس اس تاکید سے بهیجا که ابهي چالیس میل چلا جاوے اور کوئي حیله بهانه پیش نکرے *

بعد اُسکے جب همایوں سیستان میں داخل هوا تو باره هزار سواروں کي جگهه چوده هزار پائے اور شاه کے بیٹے مرزا مراد کو سردار اُن کا پایا اُس زمانه میں همایوں کے بهائیوں مرزا کامران اور مرزا هندال اور مرزا عسکري کي یهه صورت تهي که کابل پر کامران متصرف تها اور

مرزا هندال نے قندھار پر چھاپہ مارا تھا اور قابض بھي ہوگیا تھا مگر
کامران نے دوبارہ قبضہ حاصل کیا تھا اور مرزا هندال کے کوتکوں
سے درگذر کرکے غزنی کي حکومت اُسکو عنایت کي تھي اور مرزا عسکري
کو قندھار کا حاکم کیا تھا اور مرزا سلیمان نے اپنے رشتہ دار سے بدخشاں کي
حکومت چھیني تھي جسکو بابر نے اُس حکومت پر مقرر کیا تھا اور
بلخ کا جنوبي حصہ بدخشاں کي قلمرو میں شامل اور بدخشاں کا شمالي
حصہ بلخ سمیت اوزبکوں کي حکومت میں داخل تھا اور ادھر شیر شاہ
بھي اب تک جیتا جاگتا تھا اور اسي نظر سے همایوں کو هندوستان پر
حملہ کرنے سے بہت؛ تھوڑي امید تھي *

جب همایوں ایران میں مقیم تھا تو صرف سات سو آدمیوں کي بھیڑ
بھاڑ اُسکے همراہ تھي اور جب بعد اُس کے ایرانیوں سمیت بوست کے قلعہ
پر اُس نے دھاوا کیا جو دریاے هیلمند کے کنارے پر واقع ہی تو خاص
فوج اُسکي معمولي بھیڑ بھاڑ سے کچھہ زیادہ نہ تھي غرض کہ وہ قلعہ فتح ہوا
اور مارچ سنہ ۱۵۴۵ ع کو وہ فوج بلا رکاوٹ آگے بڑھي اور قندھار کي
جانب روانہ هوئي *

قندھار کي فتح کا بیان

جب کہ ایراني قندھار کے لگ بھگ پہونچے تو اُنھوں نے لڑائي بھڑائي
کے شوق ذوق اور اس لوبھہ لالچ کے مارے کہ مرزا عسکري قندھار کا خزانہ
لیکر بھاگنی نپارے خانہ جنگوں کي مانند ایسا بے طور و بے قاعدہ دھاوا
کیا کہ محصوروں نے ان کو مار کر بھگایا مگر بعد اُس کے باقاعدہ محاصرہ
عمل میں آیا اور پانچ مہینے تک قایم رہا یہاں تک کہ همایوں نے مرزا
کامران کے پاس اس غرض سے بیرم خاں کو روانہ کیا کہ اُسکو عہد و پیمان
پر آمادہ کرے مگر بیرم خاں کي ایلچي گري نے کچھہ فائدہ نہ دیا اور
دوڑ دھوپ اُس کي کچھہ کام نہ آئي اور جب کہ افغانستان کے سرداروں
اور باشندوں میں سے کوئي چھوٹا بڑا همایوں کے پاس نہ آیا تو ایراني

لوگ افسردہ ہونے لگی اور اولٹے پہر جانے کے چرچی کرنے لگے مگر ہمایوں کے نصیب آخر کو جاگی کہ مختلف مختلف درجوں کے لوگ ادھراودھر سے کابل کو چھوڑ کرانے لگی اور محصوروں کی یہہ صورت ہوئی کہ کھانے پینی کی تنگی سے کچھہ کچھہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے گئی اور باقی رھے سہے شہر کی فصیلوں سے لٹک لٹک کر کودے اور محاصروں کے پاس آگئے *

جب کہ یہہ بری صورت پیش آئی تو مرزا عسکری اطاعت پر مجبور ہوا چنانچہ بابر کی ہمشیرہ ہمایوں عکسری کی پہوپی دونوں کے درمیان میں پڑی اور مرزا عسکری کی شفاعت کی اور عفو تقصیر اُس کا چاہا غرض کہ ہمایوں نے عفو تقصیر کا وعدہ کیا مگر معلوم ہوتا ہی کہ ایک عرصہ تک مصیبتوں کے اُٹھانے اور تکلیفوں کے جھیلنے سے ہمایوں کا جی پھتر ہو گیا تھا اور پہلے اس سے حالات اُس کے ایسے تھے کہ اُن کے دیکھنے بھالنے سے سمجھہ بوجھہ کی کوتاھی سمجھی جاتی تھی اور اب عقل اُسکی ایسی ہو گئی تھی کہ اُنکے صادر ہونے سے زیادہ برائی پائی جاتی تھی نمونہ اُسکا یہہ ھی کہ مرزا عسکری کو اسبات پر اُسنے مجبور کیا کہ ننگی تلوار اپنے گلے میں لٹکائے حاضر آوے اور نہایت منت سماجت سے اطاعت ظاہر کرے بعد اُس کے جب یہہ ہوچکا تو ہمایوں نے عسکری کو برابر بیٹھایااور طرح طرح سے عفو تقصیر کے آثار اُس پر ظاہر کیئے اور ایک عام دعوت باھمی اتفاق کی خوشی میں منعقد کی مگر یہہ ساری باتیں بغض و عداوت سے معمور تھیں اس لیئے جبکہ دعوت کی دھوم دھام ہوئی اور کسی نوع کا شک و شبہہ باقی نرھا تو ہمایوں نے عسکری کے سامنے وہ حکم اُس کا پیش کیا جو ہمایوں کی گرفتاری کے لیئے سرداران بلوچ کے نام اُس نے بھیجا تھا اور یہہ جب کا حکم تھا کہ ہمایوں ایران کو بھاگا جاتا تھا بعد اُس کے مرزا عسکری کو قید کیا اور تین برس تک پا بزنجیر اُس کو رکھا اور قندھار کا قلعہ خزانوں سمیت ایرانیوں کو حوالہ کیا

چنانچه بعد اُسکے بہت سے ایراني لوت کر چلے گئے اور تہوڑي فوج اُن کي باقي رہ گئي مگر یہه فوج اُن کي جو مرزا مراد کے زیر حکومت رہي تهي بقول ابوالفضل کے قندهار کے باشندوں پر زور ظلم کرنے لگي اور بیان اُن واقعوں کا جو بعد اُس کے واقع ہوئے بڑے طول طویل عذروں سے ابوالفضل نے لکها هی مگر حقیقت یہه هی که وہ بیان اُسکا اُس کے خاص ذاتي مکر و فریب اور همایوں کے بڑے بڑے کوتکوں کي رو سے ایسا هی که توزک تیموري میں بهي کوئي مقام ایسے واقعوں کے بیان میں ویسا پایا نہیں جاتا خلاصه اُس کے بیان کا یہه هی که جب مرزا مراد یکایک اپني موت مرگیا تو همایوں جو اب تک بهي شاہ طهماسپ کا دم بهرتا تها ایرانیوں کي اجازت سے شہر قندهار میں دوستانه داخل هوا اور قلعه کے محافظ ایرانیوں کو قتل کیا اور باقي رهے سهوں پر بڑي عنایت کي که اُن کو گهر جانے دیا † *

---

† واقعات مذکورہ کو جسطرح ابوالفضل نے بیان کیا نمونه اُسکا لکها جاتا هی اور یہه نمونه پرائس صاحب کے ترجمه سے لیا گیا اگرچه یہه ترجمه لفظي ترجمه نهیں هی مگر اصل کتاب کا مضمون اُس سے بخوبي واضح هوتا هی پهلے پهل ابوالفضل نے قندهار کے رهنے والوں کا اگرچه وہ همایوں کي رعیت نه تهے شاکي اور فریادي هونا مبالغه سے لکها هی جن کي شکایتیں سرداران شاہ طهماسپ کي نسبت ثابت تهیں بعد اُس کے یہه لکها که یہه فیاض بادشاہ یعني همایوں اِس مقدمه میں چندے بہت متردد رها که اگر ظالموں کو زور ظلم کا مزا چکهایا جاوے اور غریب مظلوموں کا انتقام اُن نا خدا ترس ظالموں سے لیا جاوے تو شاہ طهماسپ اپنے دوست سے بلا شک بگڑیگي اور بیٹهے بٹهائے رنج بساهنا پڑیگا اور اگر ظالموں کے ظلم ستم سے در گذر کیجاوے اور پاداش و تدارک کي فکر نه کي جاوے تو ظالموں کا ظلم سو چند هوگا اور مظلومونکا نام و نشان باقي نرهے گا غرض که آخر کار اُس کے دل نے یہه فتوے دیا که اگر پچهلا کام نه هوگا یعني ظالموں سے بدلا نه لیا جاوے گا تو خدا کا غضب نازل هوگا اور ناگهاني آفت نوٹیگي انتهی مگر جب که همایوں نے لڑائي بهڑائي کے برے نتیجوں کو سوچا اور بڑي بڑي جوکهوں کو سمجها تو اپنے ارادوں کو مرزا مراد کے خود مرجانے تک مارا بعد اُس کے همایوں کو موقع هاتهه آیا اور جو کچهه کرنا تها وہ کیا بلکه اُس نے عین وقت تک اپنے مخالف ارادوں سے ایرانیوں کو مطلع نه کیا اور یهي سمجها

غالب یہہ ہی کہ ہمایوں اُن لا طایل عذروں کا محتاج اور منت گذار نہ تھا جنکو ابوالفضل نے بہزار زور و شور اُس کی جانب سے بیان کیا اِس لیئے کہ ہمایوں کے لیئے یہہ ہي عذر کافي وافي تھا کہ اُن عہدوں کا پورا کرنا جو بمجبور و اکراہ اُس نے تسلیم کیئے تھے واجب و لازم نہ تھا مگر یہہ بات یاد رہے کہ یہہ تقریر اُس کے مذہب کے بدلنے سے متعلق ہوسکتي ہی باقي قندہار کے حوالہ کرنے سے تعلق نہیں رکھتي اس لیئے کہ ملک قندہار اُس امداد و اعانت کا بدلا تھا جو شاہ طہماسپ کي جانب سے ظہور میں آئي تھي اور جب ہمایوں شاہ کي روک ٹوک سے پورا پورا آزاد ہوگیا اور اُس کے بعد اُس کي تائید و اعانت سے فایدہ اُٹھایا تو اُس نے قول و قرار کو از سر نو نہایت مضبوط و مستحکم کیا تھا غرض کہ ایسي عہد شکني اور خلف وعدگي اور علاوہ اُس کے اُن نا معقول حرکتوں کي حیثیت سے جو عہد شکني کے ساتھہ اُس سے صادر ہوئیں اگر کافر نعمتي کا دھبا نہ لگے تو دغا بازي کے داغ دھبے سے پاک صاف نہیں رہ سکتا *

جب کہ ہمایوں نے قندہار کے قبض و تصرف سے فراغت پائي تو عین سرما کے موسم میں کابل کي جانب روانہ ہوا اور عین راہ میں مرزا ہندال اُس کا بھائي اُس سے آکر مل گیا بعد اُس کے اور لوگ بھي بھاگ بھاگ آنے لگے اور اِستمر آئے کہ جب ہمایوں کابل کے قریب

گیا کہ اُس کے پیٹ میں کچھہ فساد نہیں یہاں تک کہ جب وہ لوگ ایسے غافل ہوئے کہ اُن کے دلوں میں شک شبہہ کا کھٹکا نرہا تو ہمایوں نے اس تدبیر سے کام اپنا نکالا کہ پہلے پہل ایراني قلعہ دار سے یہہ اجازت منگوائي کہ مرزا عسکري کو تھوڑے محافظوں سمیت اِس غرض سے قلعہ میں بھیجتا ہوں کہ وہ قندہار کے قلعہ میں تھوڑے دنوں مقید رہے چنانچہ قلعہ دار نے بلا توقف تسلیم کیا حاصل یہہ کہ محافظوں کے ساتھہ اور فوج بھي خفیہ خفیہ گئي اور جب کہ ایک دروازہ کے قبضہ پر جھگڑا قایم ہوا تو آپس میں تلوار چلي اور بہت سے ایراني مارے گئے (پرائس صاحب کا ترجمہ جلد ۲ صفحہ ۸۹)

پهونچا توکامران اُس کي ٹکر نه اُٹها سکا اور کابل کو چهوڑ کر بکر کو چلا گیا جو اٹک کے کنارے پر واقع هی اور حسین ارغوني والي سند کا دامن پکڑا بعد اُس کے همایوں کابل میں داخل هوا اور اپنے نور چشم اکبر کو جو دو تین برس کا تها دو باره حاصل کیا *

بدخشاں کي مهم کا بیان

کابل میں کیئے مهینے گذرے تهے که بدخشاں کا ولولا اُٹها چنانچه اُس نے بدخشاں کا اراده کیا جو مرزا سلیمان کے قبض و تصرف میں دوباره آیا تها مگر روانگي سے پهلے اپنے چچیرے بهائي یاد گار مرزا کا قتل کرنا قرین مصلحت سمجها جو ابهي شریک اُس کا هوا تها اور نئي سازشوں کا شک شبهه اُسکي نسبت مقرر و مسلم ٹهرا تها مگر اِس قتل میں یهه بات تحریر کے قابل هی که جب حاکم کابل کو همایوں نے یاد گار مرزا کے قتل کا حکم دیا اور اُس نے صاف انکار کیا تو اور کسي آدمي کو وه حکم دیا اور حاکم کابل کو نا فرماني کي سزا ندي *

همایوں بدخشاں میں کئي مهینے رها اور وهیں تها که کامران سند سے واپس آیا اور کابل پر چهاپا مارا اور جب همایوں کو یهه پوچها لگا تو عین جاڑوں کے موسم میں بدخشاں سے روانه هوا اور کامران کي فوج کو شکست فاحش دیکر کابل کے اندر محصور کیا محاصرے کے زمانه میں جو قیدي پکڑے گئے همایوں کے حکم سے گردن مارے گئے اور همایوں نے کچهه ترس نه کها یا اور کامران نے بهي اِس بے رحمانه قتل کے بدله میں همایوں کے قیدیوں کو بهت سخت ستایا یهاں تک که اُس نے همایوں سے یهه کهلا بهیجا که اگر توپوں کي مار مار ایسي هي چندے رهیگي تو آپ کے صاحبزاده اکبر کو جو دو باره هاتهه آیا تها توپ سے باندهکر اوڑا دیا جاویگا ‡ غرض که آخر کار اپریل سنه ۱۵۴۷ ع میں کامران

‡ ابوالفضل لکهتا هی که کامران نے کسیکو خبر نه کي اور اکبر کو توپ سے باندهکر اوڑا یا مگر خدا تعالی کي اُس عنایت کي بدولت جو معجزوں میں ظاهر باهر

اِسبات پر مجبور هوا که کابل سے هاتهه اُتهائی چنانچه رات کے وقت خفیه خفیه غوري میں بهاگ کر گیا جو بلخ کے جنوب میں واقع هی بعد اُس کے جب همایوں کي تهوڑي سي فوج نے یہاں تک اُس کا تعاقب کیا که اُس کو غوري سے نکالا تو وہ بلخ میں آیا اور اوزبکوں سے اعانت چاهي چنانچه اُن کي امداد و اعانت سے بدخشاں پر دو بارہ قبضه حاصل کیا حاصل یهه که انهیں قصے قضایوں میں گرمي کا موسم گذر گیا اور کثرت برف کے مارے آینده بهار تک همایوں کابل میں بیٹها رها اور کهیں کا اراده نه کرسکا مگر جوں هي که بهار کا موسم آیا تو بدخشاں کا اراده کیا اور کامران کو شکست دیکر ایسا تنگ کیا که وه طالقان کو بهاگا اور جب که کامران اوزبکوں کي اعانت سے مایوس هوا تو اگست سنه ۱۵۴۸ ع کو کام نا کام اُس نے اطاعت قبول کي مگر همایوں نے آدمیت برتي که بڑي اهلیت اور نیک نیتي سے پیش آیا چنانچه جب کامران اور همایوں اور هندال تینوں بهائي گهل مل کر باهم بیٹهے تو مرزا عسکري کو بهي قید سے رهائي هوئي اور چاروں بهائي ایک دستر خوان پر کهانے کو بیٹهے اور چاروں نے ایک هي دستر خوان پر نمک کهایا یعني بعد اُس کے باهم پر خاش نهوگي اور اتفاق هي رهے کا حاصل یهه که چاروں بهائي چاروں عنصروں کي مانند آپس میں خلط ملط هوگئے اور چندے متفق رهے *

هوتي هی اکبر سلامت رها بعد اُس کے اُسنے تفصیل اُن معجزوں کي لکهي اور اُس نے واردات مذکوره کو همایوں کي سرگذشتوں سے لیا اور همایوں کي سرگذشتوں کے مصنف نے فریقین کي اور بهت سي سنگدلیوں کو قلم بند نهیں کیا مگر اِس مقدمه میں یهه سوچ بچار هی که ابوالفضل کے مقوله کو غیر معتبر ٹهرانے کے لیئے کوئي وجهه معقول پائي نهیں جاتي سرگذشتوں کے لکهنے والے نے بیان کیا که جب کامران کابل سے بهاگا تو همایوں نے کابل کے باشندوں کو اِس قصور پر لٹوایا که اُنهوں نے بیوفائي کي تهي اور دشمن سے کهل مل گئے تهے مگر ابوالفضل نے اس واردات کو بیان نهیں کیا

همایوں کا بلخ پر حملہ کرنا اور کامران کا باغي هوکر گرفتار آنا

بعد اُس کے همایوں کابل کو واپس آیا اور اگلے برس سنہ ۱۵۴۹ ع میں بلخ کا ارادہ کیا چنانچہ سنہ الیہ میں بلخ کي جانب روانہ هوا جو اوزبکوں کا مفتوحہ مقبوضہ تها معلوم هوتا هی کہ اب همایوں کو اس قدر همت و قوت حاصل تهي کہ وہ بڑي بڑي مہموں کا ارادہ کرنے لگا چنانچہ اُس نے قلعہ ایبق کے فتح کرنے پر ماوراء النهر کے دبانے کا مشورہ کیا حاصل یہہ کہ همایوں بلخ میں داخل هوا اور خاص شہر کے محافظوں کو مار پیٹ کر بهگایا جو حملہ کي غرض سے بیرون شہر آئے تهے مگر اسي عرصہ میں ترت پهرت همایوں کو یہہ پرچہ لگا کہ کامران پهر باغي هوگیا اور کابل والوں کو دهمکارها هی همایوں مضطرب هوا اور کابل کي جانب باگ اُٹهائي مگر اوزبکوں نے ایسا پیچها دبایا کہ وہ مراجعت فرارکي صورت هوگئي چنانچہ فوج اُس کي پراگندہ هوئي اور بڑي مصیبتوں کے بعد ایک قرار گاہ میں پہونچي اور یہہ ایسي مصیبت پیش ائي تهي کہ اچهے اچهے وفاداروں کي وفاداري کو دهبہ لگا یہاں تک کہ ایک ایسي لڑائي میں جو کامران سے بہت هي جلدي پڑي بعضے بڑے بڑے سردار اوسکو چهوڑ کر چلے گئے اور اُنکے چلے جانے سے ایسي شکست اُسنے کهائي کہ خود جان سے گیا هوتا یعنے کامران کے ایک سپاهي نے همایوں کو زخمي کیا اور جب دوسرا زخم اُسنے لگانا چاها تو همایوں نے انکهیں نکال کر اُس بے باک سفاک کو ڈانٹا اور یہہ پکار کر کہا کہ او نابکار بد شعار تیرا یہہ مقدور کہ تو هاتهہ اپنا همپر اُوٹهاے غرضکہ وہ سپاهي همایوں کي لاگ ڈانٹ سے ایسا ڈر گیا کہ هتیار اُسکے هاتهہ سے گرا اور دوبارہ همایوں سے مزاحمت نکرسکا یہہ لڑائي سنہ ۱۵۵۰ ع کے نصفا نصف پر واقعہ هوئي بعد اُسکے همایوں صرف گیارہ ادمیوں سمیت اُس لڑائي کے کهیت سے بهاگا جنمیں همایوں کي سر گذشتوں کا

مصنف چوهر بهي داخل تها حاصل یهه که همایون نے طرح طرح کي مصیبتیں اُٹهائیں اور زخم کي تکلیفیں دیکهیں اور گرتا پڑتا بدخشاں کو روانه هوا جهاں مرزا سلیمان نے بڑي گرمجوشیوں سے پہلے هي مرتبه بهت سي امداد اُسکي کي اور جب که همایون کهیت سے بهاگا تو کامران نے کابل پر پهر قبضه کیا اور اکبر بهي دوباره اُسکو هاتهه آیا مگر بعد اُسکے پچهلي لڑائي میں همایون کے نصیبوں نے یاوري کي که سنه ۱۵۵۱ع میں کامران اپني جگهه سے بهاگا اور خیبر کے پہاڑوں میں پٹهانوں کے پاس اُس نے ٹهکانا ڈهونڈا اور کابل اور علاوه اُس کے اور ایسے ملک جو پہاڑوں سے خالي تهے همایون کے محکوم و مطیع هوئے *

بعد اُس کے همایون نے خلیلوں پر یورش کي جو خیبر کے پہاڑوں میں کامران کے حامي هوئے تهے چنانچه اُن پہاڑیوں نے رات کو دهاوا کیا اور مرزا هندال اُس دهاوے میں مارا گیا اور خود همایون بسوت کے قلعه میں بهاگ کر آیا جو کابل اور پشاور کے رسته میں پڑتا هی مگر پہاڑیوں نے همایون کا تعاقب نه کیا اور بهاگنے کو بهاگنے دیا بعد اُس کے همایون نے ایسے اڑے وقت میں قصد اُن کا کیا که کامران کي دعوتوں کي دهوم دهام هو رهي تهي اور مختلف مختلف گروه اُسکي ضیافت میں مصروف تهے غرضکه اُس نے پٹهانوں کو شکست فاحش دیکر کامران کو هندوستان کے جانے پر مجبور کیا یہاں تک که سنه ۱۵۵۲ع میں وه هندوستان کو آیا اور شیر شاه کے جانشین سلیم شاه کا دامن پکڑا مگر جب که سلیم شاه نے اعانت کي حامي نه بهري تو لاچار هوکر گاگڑوں کے بادشاه کا ملتجي هوا گاگڑوں کے بادشاه نے دغابازي کي که ماه ستمبر سنه ۱۵۵۳ع مطابق رمضان سنه ۹۶۱ هجري میں اُسکو همایون کے حواله کیا جسپر کابل کے چهوڑنے سے تین برس کا عرصه گذرا تها اگرچه بار بار کے قصوروں کي حیثیت سے کامران اسي قابل تها که وه فوراً گردن مارا جاتا مگر وه سلوک همایون کا جو گاگڑوں کي سپردگي کے بعد اُس نے کامران سے برتا تصوروں کے لحاظ سے پسند کے قابل نہیں هی *

همایوں گاگروں کي سلطنت میں کامران بے سروپا اسیر پنجه بلا کے لینے کے لیئے آیا چنانچه جب وہ همایوں کے روبرو پیش کیا گیا تو بہت لجائے شرمائے سمٹتے سمٹائے سامنے آیا مگر همایوں نے اُسوقت آدمیت برتي که اُس شامت ندامت کے مارے کوداهیں جانب اپني برابر بٹھایا اور نہایت نوازش سے پیش آیا یہاں تک که تھوڑي سي دیر میں ایک تربوز اهل جلسه میں تقسیم هوا اُس میں سے جسقدر همایوں کے حصه میں رها اُس میں سے آدھا بانٹ کر کامران کو دیا بعد اُسکے شام کو راگ ناچ کا جلسه هوا اور دونوں بھائي هنسي خوشي باهم بیٹھے اور آپسمیں قہقه اُڑاتے اور هنسي ٹھٹول کي باتیں کرتے رهے غرضکه وہ رات اور دوسرا دن هنسي خوشي میں گذر گیا اور دروني کدورتوں نے ظہور نه کیا مگر اس عرصه کے درمیان میں همایوں کے بعضے صلاح کاروں نے همایوں سے یهه امر دریافت کیا که بھائي کے مقدمه میں کیا کرنا منظور هی تو همایوں نے یهه جواب دیا که پہلے گاگروں کے بادشاہ کو راضي خوشي کرنا چاهیئے بعد اُس کے جو وقت کے مناسب هوگا وہ عمل میں آویگا*

تیسرے دن گاگروں کا بادشاہ اودهر راضي هوا اور ادهر یهه صلاح ٹھہري که کامران کو آنکھوں سے معذور کرنا عین مصلحت هی همایوں کي سرگذشتوں کے مصنف نے کامران کي اُن سخت تکلیفوں کو جو عین اُس کے اندھا کرنے کے وقت اُس کو پیش آئیں تفصیل وار اسلیئے لکھا هی که خاص اُس کو بھي یهه حکم تھا که اوسکے اندھا کرنے کے وقت آپ اپني آنکھوں سے حاضر ناظر رهے چنانچه وہ لکھتا هی که پہلے پہل اس اوکھے کام کو کسي نے اختیار نه کیا اور اسلیئے که یهه حکم اوسنے چلتے چلتے دیا تھا تو ایک سردار اُس کے پیچھے گیا اور ترکي زبان میں اُسنے یهه عرض کیا که اس کام کے پورے کرنے میں بڑي دشواري پیش آئي هی که کوئي شخص اُس کو قبول نہیں کرتا همایوں نے بہت برا بھلا کہه کر یهه جواب دیا که خود تونے کیوں نه کیا غرضکه وہ سردار واپس آیا اور

کامران کو نہایت رنج و ملال کے ساتھہ وہ حکم سنایا بعد اوسکے کامران کي آنکھوں میں بار بار نشتر ڈبوئے گئے اور وہ ویسے هي لیتا رها اور صبر و سکون سے بیٹہے گیا مگر جب که اوسکي زخمي آنکھوں میں نیبو کا نچوڑ ٹپکایا گیا اور نمک بھي چھڑکا گیا تو وہ بے ساختہ چلا اوٹھا اور خداتعالے کي جناب میں بہت گڑگڑاکر کہنے لگا کہ پاک پروردگار اب میں نے اون گناهوں کي سزا پوري پوري پائي جو میںنے دیدہ و دانستہ کیئے تھے باقي اب عاقبت کي بھلائي چاهتا هوں وهاں تو مجھہ پر رحم کرنا *

جب که سرگذشتوں کے مصنف نے یہہ حال زار اُسکا آنکھوں سے دیکھا تو اُسکو ٹھہرنے کي طاقت نرهي اور کلیجہ تھامي هوئي ڈیرے کو چلاآیا اور برا مونہہ بناکر بیٹھا بعد اُس کے همایوں نے اُس کو طلب کیا اور بلا اجازت آنے کي وجہہ دریافت کي اور جب اُس نے یہہ بیان کیا کہ کام پورا هوچکا تھا تو بادشاہ نے یہہ فرمایا کہ اب ڈیرے جانے کي حاجت نہیں بعد اُسکے ایک چھوتی سے کام کا اُسکو حکم دیا اور پھر اُس واقعہ کي بات بھي نپوچھي غالب یہہ هی که واقعہ مذکورہ کے واقع هونے سے انشراح خاطر کي نسبت انقباض اُسکو زیادہ حاصل هوا هوگا اور جن صورتوں میں یہہ کام اُس سے صادر هوا اُن خاص صورتوں کے لحاظ و حیثیت سے یہہ معلوم هوتا هی که یہہ کام اُسنی طبیعت کي خواهش سے نہیں کیا بلکہ خاص صورتوں کي ضرورت سے وہ اُسکا مرتکب هوا اور کوئي بات اُسکو اُسکی سوانسوجھي که وہ بھائي کو اندها کرے اور اُس کے کھٹکوں سے همیشہ کے لیئی نچینت هوکر بیٹھے اس لیئی که وہ حقیقت میں ستمگار اور ناخدا ترس نتھا بلکہ اگر وہ یورپ کا ایسا بادشاہ هوتا جسکے اختیار یک قلم محدود و معین هوتے هیں تو چارلس ثاني شاہ انگلستان سے زیادہ سفاک و خونریز اور مکار و فریب انگیز نهوتا *

جب که کامران کا خوف خطر باقي نرها تو اُسکو کعبہ جانے کي اجازت دي گئي چنانچہ وہ وهاں پهونچکر خدا کو پیارا هوا بعد اُسکے

همایوں نے کشمیر کا ارادہ کیا مگر جوں هي که اُس کے کانوں میں سلیم شاہ کے بڑھی آنے کي بھنک پڑي تو وہ کابل کو لوٹ گیا اور اگلے برس کو کابل کي سیر تماشي میں صرف کیا اسي عرصه میں سلیم شاہ مرگیا اور اُسکے جانشین کي بے انتظامي سے ملک اُس کا پانچ حصوں پر منقسم هوا اور هر حصه میں نئي سلطنت قایم هوئي *

همایوں کا دلي آگرہ پر قابض هونا اور اِس جہان سے انتقال کرنا

منجمله اُن پانچ بادشاهوں کے جو سلیم شاہ کے مرنے پر قایم هوئے تھے سکندر شاہ والي پنجاب نے ابراهیم شاہ دلي آگرہ کے غاصب کو شکست فاحش دیکر دلي آگرہ سے خارج کیا تھا اور عادل شاہ اصلي بادشاہ ان دونو حریفوں سے لڑ جھگڑ رہا تھا غرض که جب هندوستان کے یہہ نقشے تھے تو همایوں کے حق میں اس سے بهتر موقع کوئي نهتا مگر دریافت هوتاهی که پهلي شامتوں کے یاد کرنے سے همایونکی دلمیں بڑے بڑے خیال آتے تھے اور هندوستان کي طرف اوسکا جي نه اوبھرتا تھا چنانچه جب تک فال و شگون اوردلیل و حجت سے دل اوسکا بڑھایا نگیا تب تک اُسنے هندوستان کاارادہ نکیا مگر جب که اُسنے یهه بھاري بوجھہ اُتھایا تو بڑي چابکي چالاکي سےکام اپنا پورا کیا چنانچه جنوري سنه ۱۵۵۵ ع کو پندرہ هزار سوار اپنے همراہ لیکر کابل سے روانه هوا اور پنجاب پردھاوا کیا اور سکندرشاہ کے عامل کو شکست دیکر لاهور پر قابض هوا اور تھوڑے دنوں تک صوبه مذکور کے بندوبست کے لئیے ٹھهرارها *

بعد اُس کے سهرند پر خود سکندر شاہ سے لڑا جو بہت سي فوجیں لیکر آیا تھا اور پوري فتح حاصل کرکے آگرہ پر قبضه کیا اور سکندر شاہ همالیه کے پہاڑوں میں بھاگا مگر تھوڑے دنوں گذرنے پر سکندر شاہ نے خروج

کیا اور بیرم خاں کے ساتھہ اُس کے مقابلہ کی غرض سے اکبر شاہزادہ پنجاب میں بھیجا گیا *

اگرچہ ہمایوں اپنی اصلی سلطنت پر بحال ہوا اور اُسکی سلطنت کا تھوڑا حصہ ہاتھہ اُسکو آیا مگر باوصف اِس کے اُسکی عمر نے اتنی وفاداری نکی کہ وہ اُس تھوڑے حصہ کا مزا اُتھاتا چنانچہ دلی میں دوبارہ آنے پر چھہ مہینے گذرے تھے کہ ایک ایسا امر پیش آیا جسکی ضرورت سے موت اُسکی آپھونچی بیان اُس کا یہہ ہی کہ کتب خانہ کی چھت پر ہمایوں تہل رہا تھا اور نیچے اُترا چاہتاتھا اور زینہ سے اوترتا تھا کہ موذن کی آذان اُس نے سنی اور وہ سنتے ہی تہر گیا اور جواب آذان کا پڑھنے لگا اور جب تک موذن فارغ نہوا تب تک زینہ پر بیتھارہا بعد اُس کے جب لاٹھی کے سہارے اُٹھنے لگا تو اِس باعث سے کہ ایسے مکانوں کے زینہ باہر کی جانب واقع ہوتے ہیں اور علاوہ اُسکے نخود درجی بھی تنگ اور چھوٹی بنائے جاتے ہیں اور بیرونی فصیل کے علاوہ جو وہ بھی ایک چھوٹی سی ہوتی ہی کوئی اوٹ آڑ نہیں ہوتی سنگ مرمر کی سیڑھیوںپر لاٹھی کے پھسلنے سے پانو اُسکا پھسلا اور فصیل کی جانب سر کے بل نیچے گرا اور گرنے کے ساتھہ اوسان اُس کے کھوئے گئے اور چوت کی سختی سے گم سم رہگیا بعد اُس کے ہوش تو آئی مگر چوت اُسکی اچھی نہ ہوئی چنانچہ چوتھے دن گذر گیا *

مصرعہ

چار دن کی زندگی پر کیا بھروسہ کیجئے

انتقال کے روز اُسکی عُمر اُنچاس برس کی تھی منجملہ اُس کے چھبیس برس بادشاہ رہا اور اُن چھبیس برسوں میں وہ سولہ برس بھی شامل ہیں جو ہندوستان سے ادہر اُدہر باہر گذرے *

عمدہ عمدہ باتوں کے رواج و رونق دینے کے لیئے ہمایوں کو تھوڑی فرصت ہاتھہ آئی اور وجھہ اُس کی یہہ ہوئی کہ اُس کی سلطنت کے رنگ ڈھنگ اچھی طرح نہ بیٹھے [illegible] اُس کے اُس کے ذاتی حالوں میں

بهي کوئي بڑي بات اِسبات کے سوا نهيں پائي جاتي که وه اخوند میر
ايراني مشهور مورخ جو بابر کے دربار میں هندوستان کي چڑهائي سے
تهوڑے عرصه بعد آيا تها همايوں کي اُس فوج میں مرگيا جو گجرات پر
چڑه کرگئي تهي *

آٹھواں حصہ

اسباب کے بیان میں کہ اکبر کي تخت نشیني تک هندوستان کا کیا حال تھا

پہلا باب

واضح هوکہ یہہ بات اُن سلطنتوں سے متعلق هی جو دلي کي شہنشاهي بگڑنے پر هندوستان میں قایم هوئي تهیں اور اس لیئے کہ هم اب اُس زمانہ کے لگ بھگ پہونچے جس میں تمام ملک هندوستان کا ایک حکومت سے متعلق هوا اور اُس کے مختلف باشندوں کے باهمي واسطوں علاقوں میں طرح طرح کي تغیر واقع هوئي تو اب یہہ مناسب معلوم هوتا هی کہ جدے جدے گروهوں کے وہ حالات اب دیکھے جاویں جو عہد مذکور سے پہلے پہلے پائی جاتے تھے اور جہان بین اُس واقعي حال کي بخوبي کیجاوے جو انقلاب مذکورالصدر کے شروع شروع میں پایا جاتا تھا *

محمد تغلق کے عہد دولت میں دلي کي شہنشاهي شمال و مشرق میں کوہ همالہ تک اور شمال و مغرب میں دریاے اٹک تک اور مشرق و مغرب میں سمندر تک محدود و محصور تهي اور کہہ سکتے هیں کہ اُسکي جنوبي حد میں اُس تنگ دراز خطہ کے علاوہ جو جنوب و مغرب میں واقع هی تمام جزیرہ نما دکن داخل تھا غرض کہ اگر بمبئي سے رامیشور تک ایک سیدھا خطہ کھینچا جاوے تو خطہ مذکورہ کي بڑي پہلي حد قایم هوسکتي هی مگر مذکورہ بالا حدوں میں ایک بڑا خطہ مطیع نہوا باقي دوسرے خطہ کي نسبت جہان بین نہیں کي گئي *

وہ خطہ جو جہان بین سے باقي رہا اوڑیسہ کا ملک تھا جسمیں بڑے بڑے جنگل واقع تھے اور طول اُس کا گنگا کے دهانہ سے گوداوري دریا

تک پهیلا هوا تها جو پانسو میل سے کم طول رکهتا هی اور عرض اُس کا کسي جگهه میں تین سو میل کا اور کسي جگهه چار سو میل کا هی اور راجپوتوں کا ملک اب بهي بخوبي مطیع نهوا تها جو شمال و مغرب میں اوڑیسه کي نسبت نهایت چوڑا چکلا واقع هوا تها *

جب که محمد تغلق کي حکومت میں فساد واقع هوئی اور انتظام حکومت کا تهچر بگڑ گیا تو اُسي زمانه میں تلنگانه اور کرناٹا کے راجی خود مختار هوگئے اور تهوڑے دنوں پهلے یهه صورت واقع هوئي تهي که تلنگانه کا راجه ورنگول سے نکالا گیا تها اور جنوب کو جانے پر مجبور کیا گیا تها اور اب که اُس نے میدان خالي پایا اپنے موروثي ملک پر قبضه کیا اور کار ناٹا کا راجه اُس نئے گهرانے سے منسوب تها جس نے آپ کو خاندان بلال دیو کي جگهه قایم کرکے بیجا نگر واقع ساحل دریاے تمبادره کو دارالحکومت ٹهرایا تها غرض که ان دونوں راجاؤں نے مسلمانوں کي حدود حکومت کو جنوب میں دریاے کشنا تک اور مشرق میں حیدرآباد کے نصف‌النهار تک پیچهے هٹایا تها اور دکن کے جنوبي حصوں کو بهي دبا بیٹهے تهے اور ایسي حکومتیں قایم کي تهیں که مسلمان همسایوں کي حکومتوں سے برابري کا دعوی رکهتي تهیں منجمله اُن کے بیجا نگر کي حکومت پهلے هي سے بهت بڑي ریاست تهي اور ورنگول کي حکومت کي نسبت بهت دنوں تک قایم رهي اور روز زوال سے پهلے پهلے ایسے جاه و جلال کو پهونچي تهي که مسلمان باد شاهوں کے دهاووں سے پهلے جو کشور هندوستان پر واقع هوئے کسي خاندان کي حکومت کو وه بات حاصل نه هوئي تهي *

سنه ١٣٤٤ ع میں تلنگانه اور کرناٹا پر هندو دوباره قابض هوئی اور اِس قبضه سے پهلے پهلے سنه ١٣٤٠ ع کے قریب بنگاله میں بغاوت هوچکي تهي اوربعد اس کے سنه ١٣٤٧ ع میں وه بڑي بغاوت دکهن میں واقع هوئي جس کے پهیلنے سے دلي کي حکومت زیدہ وار رهگئي *

سنه ۱۳۵۱ ع میں محمد تغلق مرگیا اور سلطنت کی تباهی نے بڑهنا موقوف کیا مگر چودهویں صدی کے آخر میں تغلقوں کے پچهلے بادشاه محمود کی کم سنی کے باعث سے مالوه اور جونپور اور گجرات خود مختار هوگئی چنانچه جونپور کی حکومت میں وه ملک شامل تها جو گنگا کے کنارے کنارے بنگاله سے اوده کے وسط تک پهیلا پڑا هی بعد اُس کے تهوڑے عرصه گذرنے پر سنه ۱۳۹۸ ع میں تیمور لنگ نے چڑهائی کی جس کا نتیجه یهه هوا که رهی سهی صوبه بهی دلی کی حکومت سے نکل گئی اور یهاں تک نوبت اُسکی پهونچی که وه حکومت چند میلوں میں محدود هوگئی *

ممالک مذکوره بالا کے دوباره مقبوضه مفتوحه هونیکا بیان اوپر هوچکا اور اب هم اُنکے ایسے حالات کا بیان کرینگے جو بیچ کے زمانه سے علاقه رکهتے هیں اور نیز اُسوقت کے حالات کا جو اکبر بادشاه کے عهد دولت میں ممالک مذکوره سے متعلق † تهے بیان کرینگے *

منجمله ممالک مذکوره کے دکن کی مملکتیں اسبات کی مستحق هیں که سب سے پهلے حال اُنکا بیان کیاجاوے *

دکن کی حکومتوں کا بیان

بهمنی سلطنت کا بیان

بهمنی سلطنت کا بانی حسنؐ گانگوئی کامیاب بغاوت کا سردار تها جو محمد تغلق کے عهد حکومت میں برپا هوئی تهی چنانچه حسن گانگوئی کے مرنے پر تاج تخت اُس کا وارثوں کو نصیب هوا اور سنه ۱۳۴۷ ع سے لغایت سنه ۱۵۱۸ ع یعنی ایکسو اکهتر برس تک تیره پشتیں اُسکی برابر حکومت کیئے گئیں *

---

† چونکه ان مختلف حکومتوں کے حالات مختلفه کا بیان کرنا هندوستان کی تمام تاریخ کے لیئے چنداں ضروری و لابدی نهیں تو اسی نظر سے حالات اُنکے ایک تتمه میں بیان کیئے گئے اور خاص متن میں اُنکے خلاصے اور نتیجے قلم بند هوئے

بیجانگر اور ورنگول کے راجی دلي والوں کے مقابلہ میں بہمني والوں
کے شریک ہوئی چنانچہ جب ان تینوں ریاستوں کو عام دشمن سے نجات
حاصل ہوئي تو وہ باہمي نفرت جو بحکم ضرورت چند روز افسردہ پژمردہ
پڑي تهي رفتہ رفتہ شگفتہ ہوئی یہانتک کہ باہم لڑائیاں قایم ہوئیں اور
بہت دنوں تک قایم رهیں مگر مسلمان غالب آئی چنانچہ اُنہوں نے اُس
ملک کو فتح کیا جو بیجانگر سے دریاے کشنا اور تمبادرا کے بیچ میں واقع
تھا اور ورنگول کي ریاست کو خاک میں ملادیا اور اپني سلطنت کے زوال
سے پہلے اوڑیسہ کا تهوڑا سا حصہ حاصل کیا اور مشرق میں مچھلي
پاٹم اور مغرب میں مقام کوٹیا تک اپنا قبضہ پهیلایا *

لڑائیوں کے دیر تک قایم رهنی اور گاهی گاهی آپسکي رفاقت سے جو
عام دشمن کے مقابلہ کے لیئی ظہور میں آتي تهي مسلمانوں کے وہ مغرور
برتاؤ بہت کم ہوگئی جو ہندوؤں سے برتے جاتے تهے چنانچہ ہندو مسلمان
آپس میں ایک دوسري کي خدمت کرنے لگی یہانتک کہ جب شاہ
مالوہ نے بہمني سلطنت پر حملہ کیا تو بارہ ہزار افغان اور راجپوت
اُسکي فوج میں شامل تهے جو چهٹی چهٹی بہادر اور اچهے اچهے دلاور
تهے اور بیجانگر والی دیوراج راجہ نے مسلمانوں کو بهرتي کیا اور اُنکی
سرداروں کے لیئے جاگیریں مقرر کیں اور اُنکے دل بڑهانیکو خاص اپني
دارالسلطنت میں مسجد بنوائي *

درباري اور فوجي سني شیعوں کے خلاف کا بیان

بہمني خاندان کي تاریخ اُن نزاعوں سے معمور و مشحون هی جو
اُس کے لشکر کے دیسي اور پردیسي لوگوں میں برپا ہوئي تهیں ایشیا کي
اکثر سلطنتوں کا یہہ قاعدہ هی کہ پہلي رعایا کے مقابلہ میں بادشاہ اپني
فوج کا اعتبار کرتا هی اور بعد اُسکے باقي فوج کي نسبت خانہ زاد فوج
پر اعتماد اپنا رکھتا هی اور رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہونچتي هی کہ یہہ
خانہ‌زاد اُسکي بادشاهت کو دبا بیٹھتی هیں مگر دکن کا یہہ نقشہ نتها
چنانچہ جس فوج کي بدولت خاندان بہمني سلطنت کو پہونچا تها

وہ پردیسي لوگوں سے مرکب تهي اور معلوم هوتا هی که کوئي گروہ اُس سلطنت کي فوج کا ایک دوسرے سے زیادہ معتمد نسمجها جاتا تها بلکه رفته رفته دیسي لوگوں کي تعداد اس قدر بڑہ گئي تهي اور ایسي برابر تلي تهي که منجمله دیسیوں اور پردیسیوں کے کوئي گروہ سلطنت پرحاوي نتها *

جب که دلي کي شهنشاهي سے یهه حکومت علاحدہ هوئي تو پردیسي فوج میں مسلمان مغل اکثر بهرتي تهے اور بعد اُسکے فرشته والی کے بقول ایراني اور ترکي اور جارجیا اور سرکیشیا کالمک والی اور علاوہ اُن کے تاتاري بهي داخل هوئی تهے اور بهت سے لوگ اُنمیں سے شیعے تهے اور اختلاف نسل کي نسبت مذهب کے اختلاف سے دیسیوں اور پردیسیوں میں قصیے قضائے برپا هوئے اور ملک حبش سے جو لوگ اُجرت پر مغربي سواحل کے بندرگاهوں میں وارد هو کر کثرت سے آتے تهے اور غالباً سني المذهب § هوتے تهے وہ همیشه دیسي فوج کا ساتهه دیتے تهے *

علاؤالدین ثاني کے عهد دولت میں سنه ۱۴۳۷ع میں دیسي اور پردیسي فوجوں کي عداوت نهایت کو پهونچي چنانچه اُس کے خلاف سے لشکر میں پهوٹ پڑي اور انتظام اُس کا بگڑ گیا اور جیسے که درباري نزاعوں سے حکومت کا نقصان هوتا تها ویسے هي فوج کے خلاف اور نفاقوں سے لڑائي میں سلطنت کو مضرت پهونچتي تهي اور جب تک که وہ قوي بادشاهوں کے تحت حکومت رهي تو اُن کي دیکهه بهال اور اور لاگ ڈانٹ کے مارے چندي تهمي رهي مگر جب که یهه خاندان اختتام کے لگ بهگ پهونچا اور محمود بادشاہ هوا تو وہ کمزوري کے مارے کبهي پردیسي فوج کا کهلونا هو جاتا تها جو یوسف عادل خاں ترکي کے زیر حکومت تهي اور کبهي دیسیوں کے داؤ پر چڑہ جاتا تها جو نظام الملک بحري نو مسلم زادہ کے هاتهه تلے رهتے تهے *

§ سمندر کي راهوں سے پردیسي فوج میں بهي نئے نئے لوگ اور ملکوں کے اکثر بهرتي هوتے تهي مگر عربوں کے کم آنے کي وجهه بیان کرني دشوار هی

اُن سلطنتوں کا بیان جو بہمنی والوں کے ملک میں الگ الگ قایم ہوئیں

بیجاپور کی سلطنت کا بیان

جب کہ دیسی پردیسیوں پر غالب آئے تو یوسف عادل خاں بیجاپور اپنی دارالحکومت کو چلا گیا اور عادل شاہی خاندان کی بنیاد اُس نے ڈالی جو سنہ ۱۴۸۹ع سے سنہ ۱۵۱۲ع تک قایم رہا *

احمد نگر کی ریاست کا بیان

نظام‌الملک بحری قاسم برید ترکی کے ہاتھوں مارا گیا اور اُسکے بیٹے احمد نے نظام شاہی خاندان کو قایم کیا جس نے احمد نگر کو دارالریاست بنایا *

گولکنڈہ اور برار کی ریاستوں کا بیان

قاسم برید اب اس مرتبہ کو پہونچا کہ محمود کے دربار کا مالک اور مختار ہوگیا اور نظام‌الملک اور عادل خاں کے علاوہ اور دو سردار یعنی قطب قلی ایرانی ترکمان اور امدادالملک نو مسلم زادہ خود مختار ہوگئے اگرچہ تھوڑے دنوں تک بادشاہی خطاب اختیار نہ کیا مگر بعد اُسکے قطب قلی نے قطب‌شاہی خاندان کو مقام گولکنڈہ قرب حیدرآباد میں قایم کیا اور امدادالملک نے مقام ایلچ پور واقع صوبہ برار میں امداد شاہی خاندان کی طرح ڈالی اور قاسم برید کا بیٹا امیر برید چندے ایسے گذارتا رہا کہ بہمنی خاندان کے کئی نام کے بادشاہوں کے تلے کام کیئے گیا آخر کار اُس نے پردہ اُٹھایا اور برید نامی شاہان بدر کا مورث اعلی بن بیٹھا بعد اُس کے بہمنی خاندان کا مذکور پایا نہیں جاتا یعنی وہ خاندان باقی نہ رہا *

اگرچہ سنی شیعوں کے خلاف نزاعوں سے جو مذکورہ بالا سلطنتوں کے بعد بھی بدستور قایم رہے اور اُن سلطنتوں کے باہم لڑنے بھڑنے اور پھر ملنے

جانے اور شمالي بادشاهوں کے لڑنے بھڑنے اور پھر گھلنے ملنے سے ممالک متذکرہ کي تاریخ لکھنے والے کو طرح طرح کے مضمون هاتھہ آتے هیں مگر اسلیئے که وہ خاندان تیمور کي بڑي سلطنت میں شامل هوگئیں تو قدر و اقتدار اُن کا باقي نہیں رہا *

اُن فتوحات کا مستقل اثر بہت دنوں تک قایم رہا جنکو مذکورہ بالا ریاستوں نے هندوؤں پر حاصل کیا چنانچہ بیجانگر کے راجاؤں نے دکن کي سلطنتوں میں بات اپني بنائے رکھي اور مسلمان بادشاهوں کي لڑائي جھگڑوں اور سلوک اتفاقوں میں شریک و معاون هوتے رهے مگر جب که سنه ۱۵۶۵ع مطابق سنه ۹۷۲ هجري میں مسلمان لوگ اُن راجاؤں کي شان و شوکت کو نه دیکھه سکے تو اُنہوں نے اپسمیں اتفاق کیا اور بیجانگر والے راجه رام راج سے لڑنا بھڑنا شروع کیا جو اُس وقت میں راج کرتا تھا غرض که پچیسویں جنوري سنه الیه مطابق بیسویں جمادي‌الثاني سنه الیه کو دریاے کشنا کے کنارے تالي کوٹ کے قریب ایک بڑي لڑائي بڑي اور یہه لڑائي فوجوں کي ریل پیل اور لڑنے بھڑنے کي دھوم دھام اور نیز اسباب کي منزلت کے لحاظ سے جسپر جھگڑا قایم هوا تھا اُن بڑي لڑائیوں کے مشابہه تھي جو مسلمانوں کے هندوستان پر پہلے پہل کے دھاوؤں میں واقع هوئي تھیں حاصل یہه که پہلے وقتوں کي سفاکي جو مسلمانوں کي اصل و طبیعت میں مستقر و متمکن تھي اِسموقع پر وہ بھي دوبارہ ظاهر باهر هوگئي یعنے جبکه هندوؤں نے شکست فاحش کھائي تو اُن کے ضعیف بہادر راجه کو جو پکڑا جکڑا آیا تھا بڑي بے دردي سے گردن مارا اور نشان فتح کے طور پر اُس کے سر کو بہت عرصه تک بیجاپور میں رهنے دیا یہه لڑائي ایسي بڑي که اُس کي روند سوند سے بیجانگر کي وہ بڑي حکومت جس میں هندوستان کا سارا جنوبي حصه شامل تھا پایمال هوکر نیست و نابود هو گئي مگر فتحمندوں کے ملک و دولت کو اُس کے خاک سیاہ هونے سے کچھه فائدہ حاصل نہوا اسلیئے که آپس

کے رشک و حسد کے مارے اپني قلمرو کي حدوں کو بہت سا آگے بڑھانسکے اور بیجا نگر کا ملک اُن چھوٹے چھوٹے اجاؤں کے هاتھوں میں جا پڑا جو بیجا نگر کي پراني سلطنت کے باغي سردار گنے جاتے تھے اور پالي‌کار یعني زمیندار † کے لقب سے پکارے جاتے تھے *

گولکنڈہ کے بادشاہ اپني فتوحات جداگانہ میں زیادہ کامیاب رہے چنانچہ اُنھوں نے ورنگول خود مختاري کے خواهاں اور تلنگانہ اور کرناٹا کے باقي حصوں کو دریاے پنار تک مطیع و محکوم اپنا کیا مگر باوصف اس جہد و محنت کے فتوحات مذکورہ کے ذریعہ سے مسلمانوں کے قبض و تصرف میں اُس قدر ملک داخل نہ هوا جو محمد تغلق کے اختیار و قدرت سے خارج هوا تھا اور اورنگ زیب کے عہد دولت تک اُسیقدر اُن کے قبضہ میں باقي رها *

بیان اُن ریاستوں کا جو هندوستان خاص اور اُسکے پاس پروس میں اکبر کے آغاز دولت تک قایم تھیں

گجرات اور مالوہ کي حکومت محمود تغلق کے زمانہ میں خود مختار هو گئي تھي اور جب کہ تیمور کے دهاوے پر دلي سے سلطنت کا نام اُٹھہ گیا تو غالب هی کہ گجرات اور مالوہ کي حکومتوں نے بادشاهي خطاب اختیار کیا هوگا اور خاندیس کا صوبہ دکن کي بغاوت بعد جسمیں وہ شریک نہ هوا تھا شمالي صوبوں کے دیکھا دیکھي خود مختار هوگیا

† برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ۳ صفحہ ۱۲۷ اور ۴۱۴ اور ولسن صاحب کي تحریر مندرجہ مجموعہ مکنزي جلد ۱ صفحہ ۱۹۱ اور ولکس صاحب کي تاریخ میسور جلد ۱ صفحہ ۱۸ بیجا نگر والی مقتول راجہ کے بھائي نے اپني دارالریاست کو مشرق کي جانب منتقل کیا اور چندرا گڑھي میں آخر کو مقیم هوا جو مندراس سے شمال مغرب کي جانب سترہ میل کے فاصلہ پر واقع هی چنانچہ مندراس میں اُسیکي آل و اولاد نے سنہ ۱۶۴۰ع میں انگریزوں کو وهاں رهنے کي پہلے پہل اجازت دي (ریذل صاحب کي تاریخ هندوستان صفحہ ۲۹۱)

تھا اگرچہ یہہ تینوں صوبے ایک وقت میں باغي هوئے تھے مگر آپس کي صلاح و مشورہ سے بغاوت کو اختیار نہ کیا تھا اور بعد اُسکے جو حالات اُن کي تاریخ میں خلط ملط هو گئے تو باهمي اتفاق کي ضرورت سے یہہ اختلاط اُن کے حالات کا واقع نہیں هوا بلکہ لڑنے جھگڑنے کے باعث سے وہ امر پیش آیا *

گجرات کي سلطنت کا بیان

گجرات کے بادشاهوں کا ملک اگرچہ پیداوار کي حیثیت سے زرخیز و بارآور تھا مگر چوڑائي چکلائي کي جہت سے بہت تھوڑا تھا چنانچہ جا بجا پہاڑوں اور جنگلوں کے واقع هونے سے زمینیں محض بے کار اور نا کارہ پڑي تھیں اور وہ ملک لٹیروں سے بھرا هوا اور دشمنوں سے گھرا هوا تھا مگر باوصف ان باتوں کے بھمني خاندان کي تباهي کے بعد سارے چھوٹے موٹے بادشاهوں میں سے گجرات کے بادشاہ بہت مشہور معروف هوئے *

بادشاهان گجرات نے مالوہ کو دو مرتبہ فتح کیا اور آخرکار اُس کو اپني قلمرو میں شامل کیا اور چند مرتبہ میواڑ کے راجپوتوں کو شکستیں دیکر اُنکي دارالریاست چتور گڈہ پر قابض هوئے اور صوبہ خاندیس پر یک طرح کي فضل و فوقیت قایم کي اور احمدنگر اور برار کے بادشاهوں کو مطیع و محکوم اپنا بنایا اور ایک بار ایسا اتفاق بھي هوا کہ دریاے اٹک تک فوج کشي کي اور کئي بار پورتگال والوں سے سمندر کي لڑائیاں لڑے جنکا بیان پورتگال کي تاریخ میں مندرج هے *

گجرات کا ملک همایوں کے قبض و تصرف میں آ گیا تھا جیسا کہ بالا مذکور اس کا هوا مگر بعد اُس کے جب پریشانیاں اور خرابیاں پیش آئیں تو گجرات کے بادشاہ اُس ملک پر دوبارہ قابض هوئے تھے چنانچہ اکبر کي تخت نشیني تک برابر قابض چلے آتے تھے *

مالوہ اور علاوہ اُسکے اور مسلمان سلطنتوں کا بیان

مالوہ کي سلطنت خاص ھندوستان کي سلطنتوں اور باقي قرب و جوار کي سلطنتوں سے اکثر اوقات لڑتي جگھڑتي رھي مگر تاریخ مالوہ میں تحریر کے قابل یہہ بات مذکور ھی کہ ایک ھندو سردار نے بڑي فضیلت و فوقیت حاصل کي اور اپني دلاوري ھوشیاري کے ذریعہ سے شاہ مالوہ کو بڑي بڑي مشکلوں سے چھوڑایا مگر آخرکار اختیارات سلطنت کو غصب کیا اور بڑے بڑے عہدوں کو تمام راجپوتوں سے بھر دیا بعد اُس کے پایہ اُس کا تنزل کو پہونچا اور باعث اُس کا یہہ ھوا کہ گجرات کا بادشاہ اپنے مسلمان بھائي بادشاہ کي امداد و اعانت کو آیا اور اُسکے قبضہ سے سلطنت کو نکال لیا *

خاندیس اور بنگال اور جونپور اور سند اور ملتان اکبر کي تخت نشیني کے وقت بجاے خود مالک اور مختار تھے مگر اُن کي جدي جدي تاریخیں تحریر مستقل کے شایاں و سزاوار نہیں *

راجپوتوں کي سلطنتوں کا بیان

واضح ھو کہ جن جن سلطنتوں کا بیان ابتک مذکور ھوا وہ محمد تغلق کي شاھنشاھي کے ٹکڑے تھے مگر منجملہ اصلي فرمانروایان ھندوستان کے بعض بعض راجی مطیع و محکوم اُس کے نہوئی تھے چنانچہ ابتک بھي اُنکي سلطنتوں کو تسلیم کیا جاتا ھی *

محمود غزنوي کے دھاووں کے زمانہ میں تمام راجپوت ھندوستان کي حکومتوں پر قابض و متصرف تھے مگر جوں جوں وہ حکومتیں تباہ خراب ھوئیں تو راجپوت بھي عوام لوگوں میں خلط ملط ھوتے گئے اور ایسے مکانوں کے سوا کسي جگہہ حاکم نسمجھے گئی جہاں پہاڑوں اور جنگلوں کی بدولت مسلمانوں کے زور و حملوں سے مامون و محفوظ رہ سکے *

گنگا اور جمنا کے کناروں کے رھنی والی اور علاوہ اُن کے مفتوحہ ممالک کے باشندے راجپوت ایسے کچھہ ھو گئے جیسے کہ وہ آج کل پائے

جاتے هیں اگرچه مسلمانوں کي فتوحات کے بعد بهي ایک طرح کي اولالعزمي اور سپاهیانه طور و طریق اُن میں باقي تھے مگر اسباب سے که وہ بوجوہ میں پڑگئے اور ڈهور ڈنگروں کا کام کرنے لگے ملک و مملکت کي شراکت کے قابل نرهے *

منجمله بلاد هندوستان کے جہاں کہیں راجپوتوں کي حکومت قایم تهي وہ وسط هندوستان کا بلند حصه اور ریگستان تها جو وسط هند کے مغرب سے دریاے اٹک تک پهیلا هوا هی مسلمانوں کے هاتوں سے راجپوتوں کي حکومتوں کا مامون و محفوظ رهنا پهاڑوں اور جنگلوں کي مناسبت سے تها اور میوات اور بندیل کهنڈ اور بگهیل کهنڈ وغیرہ اُس ڈهلوان زمین پر واقع هیں جو جمنا کے قریب قریب پهیلي هوئي هی اگرچه یهه ممالک جمنا کے هموار خطوں کے بهت قریب واقع هوئیں مگر اراضیات اُنکي ناهموار هیں اور دریافت هوا که بادشاهوں کے باج گذار اکثر اسي خطه میں باغي طاغي هوئی اور اسي خطه میں رنتهنبور اور کالنجر اور گوالیار وغیرہ کے قلعے واقع هیں جو هر سلطنت میں کئي کئي مرتبه فتح کئي گئے اور اسي خطه کي بدولت وسط هندوستان کے بلند اور کهلے میدانوں کي حفظ و حراست هوتي هی اور جی‌پور کے شمالي جانب کے متصل سے اس کهلے میدان میں پهونچنا نهایت آسان هی اور یهي باعث هی که همیشه جی‌پور محکوم اور تابع رها اور اجمیر و مالوہ جو اس خطه میں واقع هیں ابتدا سے فتح هوئی اور کمال آساني سے قبضه اُنکا حاصل هوا اور اودےپور والی کي قلمرو یعني میواڑ کا مشرقي خطه ایسا غیر محفوظ تها که جیسا اجمیر و مالوہ غیر محفوظ تها مگر اودےپور والے کے لیئے ایک ایسا قلب مکان جو دشمن کي رسائي سے محفوظ هووے اربلي پهاڑوں اور نیز اُن جنگلوں اور پهاڑیوں میں مقرر تها جو اربلي پهاڑوں سے علاقه رکهتي هیں اور گجرات کي شمالي حد اُن سے قایم هوتي هی اور جودهپور اور بیکانیر اور جیسلمیر اور باقي اور چهوٹي چهوٹي راجاؤں

کے ملک اُس چٹیل میدان کی بدولت محفوظ تھے جو ممالک مذکورہ کے زرخیز خطوں کو گھیرے ہوئے ہی *

واضح ہو کہ راجپوتوں کی حکومتوں کا یہہ بیان اوپر مذکور ہوا کہ کہیں تو یہہ صورت تھی کہ ملک اُن کا سرداروں پر بطور جاگیر و جائداد کے اس شرط سے منقسم تھا کہ وہ عین وقت پر راجہ کی اعانت کریں اور کہیں یہہ عمل درآمد تھی کہ بھیا چاریکے طریق سے تمام قوم پر منقسم تھا اور وہ لوگ اُن بان کے پورے اور ناک چوٹی کے گرفتار تھے اور باہمی اتفاق کے باعث سے بات اُن کی بنی ہوئی اور ہوا اُنکی بندھی ہوئی تھی یہاں تک کہ اکبر کے عہد دولت تک بھی کوئی بات اُن کی ہلکی نہ پڑی تھی *

یہہ بات یاد رہے کہ اب راجپوتوں کی مختلف سلطنتوں کا وہ حال بیان کیا جاتا ہی جو اکبر کی تخت نشینی کے وقت تھا *

میواڑ کی حکومت کا بیان

اودے پور والے کی قوم اور اُسکا گھرانا جو پہلے غیلاٹ کے نام سے نامی گرامی تھا اور بعد اُس کے سیسوادیا کہلایا گیا رام چندر جی کی آل و اولاد کہلاتے ہیں اور اسلیئے وہ لوگ اپنی اصل و بنیاد کو اودہ سے قایم کرتے ہیں یعنی وہ اودہ سے نکل کر گجرات میں آباد ہوئے اور وہاں سے ایدر کو گئے جو گجرات کے شمالی پہاڑوں میں واقع ہی اور کرنیل ٹاڈ صاحب کے بقول آخرکار سنہ ۷۲۸ع میں چتور گڈہ میں جاکر آباد ہوئے مگر تاریخ میں سنہ ۱۳۰۳ع تک کہیں ذکر اُن کا پایا نہیں جاتا علاؤالدین غوری نے چتور گڈہ کو فتح کیا اور تھوڑے دنوں بعد اُس سے راجہ نے چھینا یعنے راجہ ہمیر نے دو بارہ چتورگڈہ کو حاصل کیا اور بہت سے جانشین اُس کے ایسے لایق فایق ہوئے کہ اُن کی بدولت تمام راجپوتوں میں میواڑ کا راج ایسی زور و قوت کو پہونچا کہ میواڑ کا راجہ سنگا تمام راجپوت راجاؤں کو بابر کے مقابلہ پر فراہم کر سکا *

بعد اُس کے جب راجپوتوں نے بابر کے مقابلہ میں بڑي شکست اُٹھائي تو راجہ سنگا کے خاندان کي قوت ضعیف هوئي چنانچہ تھوڑي مدت کے بعد اُس کے پوتے بکرماجیت کے لایق و فایق نہونے کے سبب سے یہہ حال اُسکا هو گیا کہ بہادر شاہ گجراتي بھي چتور گڈہ کو فتح کر سکا اور بہت قریب تھا کہ بہادر شاہ اس فتح نمایاں کي بدولت اُس ملک سے فائدے اُٹھائے کہ فی‌الفور اُس نے همایوں سے شکست کھائي اور رہ فایدہ نہ اُٹھا سکا اور اکبر کي تخت نشیني تک میواڑ کے راجے امن چین سے بیٹھے رهے اور راجپوت راجاؤں میں بات اُن کي بني رهي اگرچہ پہلا سا رعب داب اُن کو دوبارہ حاصل نہوا اور شیر شاہ کے عہد حکومت میں دلي کے تخت کے مطیع و محکوم رهے *

بیکانیر اور مارواڑ کي ریاستوں کا بیان

راٹھوروں کي ریاست واقع مارھواڑ راجپوتوں کي حکومتوں میں دوسرے درجہ کي حکومت تھي اور جودھپور اُس کا دارالحکومت تھا اور سنہ ۱۱۹۴ع میں جب شہاب‌الدین غوري نے قنوج کو خاک سیاہ کیا تو راٹھور اُس پر قابض تھے اور بعد اُس کے کسیقدر گنگا کے کناروں پر بستے رهے اور کبھي کبھي مسلمانوں سے بغاوت کیئی گئے یہاں تک کہ محکوم اُن کے هو گئے اور بھار بوجھہ اُن کا اُٹھانے لگے مگر تھوڑے سے راٹھوروں نے پچھلے راجہ کے دو پوتوں کے تحت حکومت وطن کي محبت کو چھوڑا اور اپني آزادي کو وطن کے رهنے سہنے اور مطیعانہ رهنے سہنے پر ترجیح دیکر اُس بیابان میں جاکر آباد هوئے جو وسط هندوستان کے بلند خطہ اور دریاے اٹک کے درمیان میں واقع هی اور وهاں کے قدیم باشندے جاٹوں کو مطیع اپنا کیا اور اُن راجپوتوں کي چھوٹي چھوٹي قوموں کو باهر نکالا جو اُن سے پہلے جاکر بسي تھیں غرضکہ تھوڑے دنوں کے بعد ایک بڑي ریاست قایم هو گئي بعد اُس کے سنہ ۱۴۵۹ع میں راٹھوروں کي ایک چھوٹي شاخ نے بیکانیر کي ریاست قایم کي اور ایسے هي بیابان کا ایک اور

حصہ آباد کیا دریافت ہوتا ہی کہ مسلمانوں سے راتھوروں کو اُس وقت سے پہلے نہ ستایا تھا کہ شیر شاہ نے راتھوروں کے سردار مالدیو راجہ پر دھاوا کیا تھا اور غالب ہی کہ جب شیر شاہ کا طوفان گذر گیا تو وہ دوبارہ مالک و مختار ہو گئے مالدیو راجہ اکبر کے عہد دولت کے آغاز تک زندہ رہا *

جیسلمیر کی ریاست کا بیان

بیابان مذکور الصدر کے مغربی حصہ میں بھاٹی لوگ بستے تھے اور جیسلمیر والے راجہ کے حلقہ بگوش اور غاشیہ بردوش تھے بھاٹیوں کا یہہ دعوی ہی کہ ہم جادو قوم کی شاخیں ہیں اور متھرا ہمارا مخرج ہی مگر حقیقت یہہ ہی کہ یہہ لوگ اُس بستی کے ٹکڑے ہیں جس کو کنہیا جی نے گجرات میں آباد کیا تھا چنانچہ جب کنہیا جی مرگئے تو یہہ لوگ اُس بستی سے نکالے گئے اور اٹک کی جانب کو چلے گئے وہاں راجپوتوں کی کہانیوں میں اُنکا پتا نہیں چلا یہاں تک کہ نانوبت واقع شمال جیسلمیر میں یکایک ظاہر ہوئے جو اٹک سے پچاس میل کے اندر اندر واقع ہی نانوبت کی بساست سے جسکو کرنیل ٹاڈ صاحب سنہ ۷۳۱ع میں خیال کرتے ہیں بھاٹیوں کے حالات اندراج تاریخ کے شایاں ہیں مگر کوئی عمدہ بات اس کے سوا پائی نہیں جاتی کہ سنہ ۱۱۵۶ع میں اُنھوں نے اپنی حکومت کو خاص جیسلمیر میں منتقل کیا اکبر کا زمانہ بھی گذر گیا مگر مسلمانوں کی آفتوں سے محفوظ رہے *

جیپور کی ریاست کا بیان

جیپور کے راجے قوم کے کچھواھہ پچھلے زمانہ میں قدر و عزت کی حیثیت سے جودھپور اور اودے پور والے راجاؤں کی برابر رہی اُنکی عزت اور امتیاز کا آغاز اکبر کے زمانہ سے ہوا ہی

اور اصل اُن کی یہہ ہی کہ وہ ہمیشہ سے اجمیر کے راجاؤں کے جاگیردار تھے اور غالب ہی کہ جب مسلمانوں نے اجمیر کو فتح کیا تو جیپور والے

مسلمانوں کے محکوم رہے بعد اُس کے جب پندرھویں صدی میں پاس پروس کی ریاستیں بگڑ گئیں تو جیپور والوں نے اپنی قدر و منزلت کو ترقی روز افزوں بخشی ہوگی اکبر بادشا نے والی جیپور کی بیٹی سے شادی کی اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ وہ اُسوقت میں بہت معزز اور ممتاز تھا *

هاراتی کی ریاست کا بیان

هارا قوم کے راجپوت جن سے هاراتی کی ریاست قایم ہوئی یہہ دعوی کرتے ہیں کہ ہم لوگ اُس خاندان کی شاخیں ہیں جو مسلمانوں کی حکومت سے پہلے اجمیر کا حاکم تھا سنہ ۱۳۴۲ع میں وہ وہاں آباد ہوئے جو آج اُن کے قبض و تصرف میں ہی اور بوندی اُس وقت اُسکا دارالحکومت تھا مگر کسیقدر اودےپور کی ریاست کے جاگیر دار تھے اگرچہ مسلمانوں کی تاریخوں میں اکبر کے وقتوں سے پہلے کہیں نام و نشان اُنکا پایا نہیں جاتا مگر جبکہ هاراتی کے راجہ نے رنتھنبور کے قلعہ کو پٹھان بادشاہوں کے عامل سے چھینا تو ذکر اُن کا بھی تاریخ میں درج ہوا *

چھوٹی چھوٹی ریاستوں کا بیان

مذکورہ بالا ریاستوں کے علاوہ بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستیں جیسے پارکر کے چوہانوں اور امرکوٹ کے سودوں کی قایم تھیں اور بیابان مذکورالصدر کے عین مغرب میں واقع ہونے سے مسلمانوں کی یلغار سے مامون و محفوظ تھیں اور سروہی اور جھالور وغیرہ کی ریاستیں جو اربلی پہاڑوں کے زر خیز خطوں میں اور نیز اُس راہ پر واقع تھیں جو اجمیر سے گجرات کو جاتی ہی ہمیشہ معرض آفات اور مورد غارات رہتی تھیں اور زبردستوں کو خراج وباج ادا کرتی تھیں *

وسط ہندوستان کے بلند خطے کے مشرقی ڈھلان پر جو ریاستیں میوات اور گوالیار اور نروار اور پنا اورچھ اور چندیری وغیرہ واقع بندیلکھنڈ موجود تھیں اُنپر بابر اور شیر شاہ نے بار بار حملہ کیئے اور اکبر

کي تخت نشيني کے وقت وه سب خراج گذار تهيں جنميں سے اکثر پر قديم راجپوت خاندان قابض تهے *

اور علاوه اُن کے کوه همالہ کے دامن ميں کشمير سے ليکر خليج بنگالہ تک جگهہ جگهہ چهوٹي چهوٹي خود مختار رياستيں پائي جاتي تهيں *

هندوستان کي بہت سي پہاڑي اور جنگلي قوميں مغلوب نہوئيں اگرچہ اُن کو بالکل خود مختار نہيں کہا جاسکتا اُن قوموں کو آپس ميں مل جل کر رهنيوالي قوموں ميں سے جنکو بعض اوقات غارت گري سے وه تنگ کرتي تهيں خارج سمجها جاتا تها *

دوسرا باب

هندوستان کے حالات

مسلمانوں کي بادشاهت کا بيان

جو کچهہ کہ عہد مذکورالصدر ميں مسلمانوں کي سلطنت کا حال و حقيقت هندوستان ميں تهي منجملہ اُس کے قدر قليل کي کيفيت دريافت هوئي اور بہت سي وه باتيں ره گئيں جنکي تحقيق و تفحص کے ذريعہ بہم نہ پہونچي *

بادشاهوں کا بيان

مسلمانوں کي اصول شريعت کي رو سے يہہ امر ضرور هى کہ ايک عام جماعت کے اجماع و اتفاق سے ايک ايماندار حاکم مقرر کيا جاوے يہاں تک کہ اگر بعد اُس کے قران و حديث کے خلاف کرے تو معزولي کے قابل هى مگر اس عمده قانون کي عمل درآمد نہ تهي چنانچہ سلطنت کا عہده موروثي اور اختيار اُس کا پورا اور مطلقاً هوتا تها يعني کسي قانون وقاعده پر منحصور نہ تها مگر بظاهر سمجها جاتا تها کہ شريعت کا پابند اور اصول ملت کا مقيد هى اور کوئي عالم فاضل بلکہ کوئي گروه ايسا نہ تها کہ خود بادشاه کو شريعت کا مقيد کرے پنچايتي

انتظام جیسے کہ آج کل دیہات میں معمول و مروج ہیں اور بعض بعض
لوگوں کے خاص خاص اختیار اور طرح طرح کے مقابلے جو لوگوں کی
جانب سے پیش آتے تھے معمول و رواج کے موافق بادشاہ کے ارادوں کے
مخل و مزاحم ہوتے تھے مگر جب کہ بادشاہ اپنے ارادے کو مضبوط و
مستحکم کرتا تھا تو جو کچھہ رعایا سے ہوسکتا تھا روک تھام اُس کا کرتی
تھی یہاں تک کہ آخر کو باغی ہوجاتے تھے *

وزیروں کا بیان

مطلق وزیر یا وزیر اعظم کا کام کاج آسکی حسن لیاقت اور بادشاہ
کی فہم و فراست کی مناسبت سے ہوتا تھا اور کبھی کبھی وزیر ایسا
نایب السلطنت ہو جاتا تھا کہ کوئی شخص آسکی روک ٹوک نکرسکتا
تھا اور کبھی کبھی اور تمام وزیروں کا افسر سمجھا جاتا تھا بعض وزیروں
کی کچہریاں علحدہ ہوتی تہیں مگر اِن محکموں کے کار و بار ٹھیک
ٹھیک معین نہ تھے تمام لوگ آسانی سے بادشاہوں تک پہونچتے تھے
اور بادشاہ اپنے روز مرہ کے عام درباروں میں جنمیں کثرت سے لوگ حاضر
آتے تھے عرضیوں کی تحقیقات کرتے تھے اور بہت سے اور کام انجام دیتے
تھے اگرچہ تھوڑی بہت طبیعت کو انتشار اور وقت کا نقصان تو تھا مگر
یہہ بڑا فائدہ تھا کہ جدے جدے طوروں اور مختلف مختلف طریقوں سے
طرح طرح کے حالات اُنکو دریافت ہوتے تھے اور آنکے فیصلوں اور حکومت
کے اصولوں کی شہرت جگہہ جگہہ پھیلتی تھی

صوبوں [illegible] بیان

تمام صوبوں کے حکام اپنے اپنے معروضہ [illegible] میں کارپردازی کے اختیارونکو پورا
پورا عمل میں لاتے تھے اگرچہ ادا کرنا [illegible] بادشاہ اپنے اختیار و مرضی سے حکام صوبجات
کے اکثر ماتحت عاملوں کو مقرر کرتا تھا مگر وہ عامل حکام صوبجات کے
مطیع تابع رہتے تھے اور اکثر [illegible] صوبوں میں ایسے ہندو سردار ہوتے تھے جنکی
حکومت موروثی ہوتی تھی [illegible] اور ایسے سرداروں میں سے نہایت مطیع

سردار محصول ادا کرتے تھے اور اپني خاص فوج اور نئي بھرتي کے ذریعہ سے حاکم کو مدد دیتے تھے اگرچہ بعضے ضروري معاملوں میں وہ سردار اُس حاکم کے اختیار و قدرت میں رہتے تھے مگر اُنکے علاقوں کي معمولي نظم و نسق میں حاکم کو مداخلت نہ ہوتي تھي اور جو سردار اُس کے نہایت خود مختار ہوتے تھے تو وہ عام لوگوں کي طرح نام کو اطاعت کرتے تھے مگر امن و امان کے قایم رکھنے میں شریک و معاون رہتے تھے اور ایسے ایسے خود مختار ایسے ایسے قوي ملکوں اور بڑے خطوں میں ہوتے تھے جو صوبوں کے کناروں اور حدوں پر واقع ہوتے تھے † *

فوج کا بیان

کسیقدر فوج ایسے لوگوں سے بھرتي کي جاتي تھي جن میں سے ہر ایک کو سرکار سے گھوڑے ملتے تھے اور سرکار اُنکو اُجرت دیتي تھي مگر اکثر فوج ایسي ہوتي تھي کہ وہ اپنے گھوڑوں سے ہتیار گھوڑے لاتي تھي اور چھوٹے بڑے گروہ اُن کے سرداروں سمیت آتے تھے غرض کہ ایک ایک ہوکر نہ آتے تھے دلي کے بادشاہوں کا یہہ قاعدہ نہ تھا کہ وہ راجپوتوں کي طرح سرداروں کو جاگیریں عنایت کریں اور ضرورت کے وقت اپنا کام نکالیں مگر کہتے ہیں کہ فیروز شاہ ‡ تغلق نے پہلے پہل جاگیریں مقرر کیں اور علاءالدین غوري نے جاگیروں کے دینے میں سرداروں کي بغاوت کا اندیشہ کیا اسلیئے کبھي کسیکو جاگیر مرحمت نہیں کي *

اکثر حاکموں کے ماتحت اُس خاص فوج کے علاوہ جو خاص صوبہ سے تعلق رکھتي تھي تھوڑي بہت با قاعدہ فوج بھي متعلق کي جاتي

† ایسے موروثي سرداروں کو زمیندار کہتے تھے مگر مسلمان بادشاہوں نے غرور و نخوت کي روسے جودھپور اور اُدے پور کے راجاؤں سے خود مختاروں کو زمیندار کہکر پکارا اور تھوڑے دنوں سے استعمال اِس لفظ کا جاگیر داروں میں شایع ذایع ہوا یہاں تک کہ گانؤں اور پرگنہ کے مقدموں کو بھي زمیندار کہنے لگے (سٹر لنگ صاحب کي تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۱۵ صفحہ ۲۳۹)

‡ تاریخ فیروز شاہ مصنفہ شمسي سراجي

تھي اور شور فساد کي صورتوں میں جدا گانہ فوج بھي امداد کے طریقہ پر بھیجي جاتي تھي اور اُس فوج جدا گانہ کا سردار اُس صوبہ کے حاکم کي برابر سمجھا جاتا تھا بشرطیکہ وہ جداگانہ فوج بہت سي ہوتي تھي *

کبھي کبھي ضرورت کے وقت فراہمي فوج کا حکم صوبوں کے حاکموں پر صادر ہوتا تھا چنانچہ وہ حکام اپنے علاقوں کے زمینداروں سے فوج کي مدد لیتے تھے اور خود صوبہ کي فوج سے تھوڑي بہت اعانت دیتے تھے یہانتک کہ اگر حال اُن کا روپیہ پیسے سے درست ہوتا تھا تو نئي بھرتي بھي کرتے تھے *

ابتداے حکومت میں مسلمانوں کا یہہ حال تھا کہ حکومت قانون پر منحصر تھي یعني قانون حکومت کا تابع نہ تھا بلکہ خود حکومت قانون کے تابع تھي اگرچہ داد رسائي کا انتظام و اختیار خلیفہ کے اختیار و قدرت سے خارج نہوتا تھا مگر وہ خلیفہ داد رسائي کے مقدموں اور فوجي ملکي کے سارے معاملوں میں قرآن کے قاعدوں اور پیغمبر کي حدیثوں اور اُن کے جانشینوں کے فیصلوں کا پابند رہتا تھا بعد اُس کے تھوڑي مدت گذر جانے پر مفتیوں اور مجتہدوں کے فیصلوں اور فتووں کے فراہم ہونے سے اصول و قاعدوں کا بڑا مجموعہ فراہم ہوگیا جس کے بتانے جتانے کے واسطے ایک مستقل عہدہ کي ضرورت پڑي اور اُسي زمانہ میں مسلمانوں کي فتوحات کي وسعت سے ایک ایسا عام قانون پیدا ہوا جسکا مخرج قرآن نہ تھا بلکہ ملکوں کي رسومات اور بادشاہوں کي عقل و ہوشیاري سے قایم کیا گیا تھا اور اِن دو مخرجوں کے قایم ہونے سے ایک عدالت قاضیوں کي قایم ہوئي جو شریعت کو قانون اپنا جانتے تھے اور سائل کي درخواست پر فیصلہ کرتے تھے اور قواعد مقررہ کے بموجب کام کو انجام دیتے تھے اور دوسري عدالت کار گذاران سلطنت کي مرتب ہوئي جو کسي قانون معین

کي پابند نه تهي اور اختیار ایسا رکهتي تهي که جو مزاج میں آتا تها وه کرتي تهي *

دیواني کے معاملے مثل نکاح اور تبنی اور وراثت کے بلکه تمام وه مقدمه جو ملکیت حقیت سے علاقه رکهتے هیں قاضي کے سامنے پیش هوتے تهے اور علاوه اُن کے ایسے ایسے جرموں کي چهان بین میں بهي قاضي کو مداخلت هوتي تهي جن سے سلطنت کو ضرر نه پهونچے اور رعایا کے امن چین میں خلل نه پڑے *

کارپردازان سلطنت کے اختیارات ایسے ضبط اور خوبي سے قایم نه کیئے گئے تهے جیسے که قاضیوں کے لیئے تهرائے گئے تهی مگر هم دلیري سے کهه سکتے هیں که منجمله مقدمات دیواني کے ایسے مقدموں میں کارگذاران سلطنت کي مداخلت بیجا نه تهي جن میں ملازمان سلطاني مدعي اور مدعي علیه هوتے هونگے اور نیز اُن مقدموں میں جنکے فریقین قاضي کے قابو سے خارج هوتے هونگے علاوه اُس کے یهه خیال بهي معقول هی که هندوؤں کے معاملوں میں وه نقصان اُن کي تجویزوں سے پورے هوتے هونگے جو شریعت سے پورے نهیں هوسکتے اور یهه بهي قیاس هوسکتا هی که اراضي اور مالگذاري کے اکثر مقدموں میں مال کے افسروں کو ثالث تهراتے هونگے اور فوجداري کے معاملے جیسے باغي سازشي قزاق لتیرے سرکاري مال کها جانے والے باقي تمام سرکاري مجرم کارپردازان سلطنت کي حکومت سے متعلق هوتے تهے مگر حکام اور اُن کے کارپرداز ایسے مقدموں کے مقید نرهتے تهے بلکه اور کام بهي کرتے تهے چنانچه جو نالشیں اُن کے سامنے پیش هوتي تهیں وه ساري سنتے تهے اور اکثر مقدموں میں سرسري فیصله کرتے تهے اور جو مقدمے شریعت سے متعلق هوتے تهے وه قاضیوں کو سپرد کیئے جاتے تهے اور علاوه اُس کے وه مقدمه بهي عدالت شریعت میں منتقل هوتے تهے جن میں اپني دل لگي دلچسپي یا اپني بهلائي بهبودي متصور نهوتي تهي اور قاضیوں کي یهه صورت تهي که مختلف

سلطنتونمیں اختیارات اُنکے مختلف هوتے تھے چنانچه بعض اوقات ایسا هوتا تھا که دارالسلطنت کے علاوہ اطراف و اضلاع کی عدالتوں میں بھی بڑے بڑے مشہور لوگ قضا کے عہدہ پر معزز و ممتاز کیئے جاتے تھے اور اِس سے واضح هوتا هی که ایسے وقتوں میں تعظیم اُنکی نہایت هوتی تھی چنانچه بعض بعض قاضیوں کے صوبوں کے حاکموں سے بمقابله پیش آنے سے قدر و اقتدار اُن کا ثابت هوتا هی اور کسی وقت میں بات اُنکی ایسی ہلکی پڑتی تھی جیسیکه آج کل کے قاضیوں کی صورت هی یعنی نکاح پڑھتے هیں اور دستاویزوں پر مہریں لگاتے هیں اور اُن کو اپنے رجسٹر میں داخل کرتے هیں غرض که ایسی ایسی خفیف کام انجام دیتے هیں *

معابد کا بیان

مذهبی عمله یعنی امام موذن مسجدوں میں سرکاری ملازم نه تھے اور مذهبی حکومت بھی قایم نه تھی یعنی ملاؤں کی حکومت نه تھی بلکه جب خود بادشاہ یا کوئی اور آدمی رعیت کا نئی مسجد بنواتا تھا تو امام موذن اور باقی ضروریات مسجد کے لیئے کافی سرمایه چھوڑتا تھا اور عابد زاهدوں اور فقیر فقرا بلکه اُن کے مزاروں کے واسطے اوقاف و مصارف مقرر کیئے جاتے تھے *

هر ضلع میں صدر کے نام سے ایک عہدہ دار معین کیا جاتا تھا اور کام اُس کا یہہ هوتا تھا که وہ سارے مصارفوں اور خصوص اُن وقفوں اور مصارفوں کی نگرانی کیا کرتا تھا جو خاص سرکار کی طرف سے هوتے تھے اور نگرانی کا مطلب یہہ تھا که وہ اغراض اُن سے پوری هوتی هیں یا نہیں جن کے لیئے وہ مقرر هوئے هیں اور تمام صدروں کا سردار ایک شخص هوتا تھا جس کو صدرالصدور کہتے تھے اور وقفوں کے سرمایوں کا صرف اُن صدروں کے اختیار پر منحصر هوتا تھا اور جب کوئی صدر مرجاتا تھا تو جانشین اُس کا وہ شخص هوتا تھا جسکو وقف کرنیوالا مقرر کرتا تھا

مگر عموماً یہہ صورت تھي کہ مرنے والے کي مرضي پر منحصر هوتا تھا اور باوصف اِس کے قرب و جوار کے عالم فاضلوں کي راے بھي شریک و شامل کي جاتي تھي *

مولویوں کا بیان

اگرچہ کسي قانون و قاعدہ کے بموجب مولویوں کا کوئي گروہ معین و مرتب تو نہ تھا مگر ایک گروہ اُن کا ایسا تھا کہ امام موذن واعظ مدرس مفتي مقنني عموماً بلکہ همیشہ اُسي گروہ سے مقرر کیئے جاتے تھے یہہ لوگ امورات معابد کي نسبت قوانین اور الهیات میں زیادہ سند یافتہ هوتے تھے اور سند ملنے کا یہہ دستور هوتا تھا کہ ایسے مولوي ملاؤں کي مجلس منعقد هوتي تھي تو لوگوں کے نزدیک مسلم اور علم و لیاقت کے امتحان لینے کے شایان و سزاوار سمجھے جاتے تھے غرضکہ وہ لوگ اُس امتحاني کو نئي بات اسطرح عنایت کرتے تھے کہ عین مجلس میں فضیلت کي پگڑي بندھواتے تھے اگرچہ اُس وقت اُس شخص سے کسي طور کا قول و قسم نہ لیا جاتا تھا اور نہ وہ کسي بڑے کا مطیع و محکوم هوتا تھا مگر راے عام کي موافقت اور ترجیح و تفوق کي اُمید اُسکو مزاحم هوتي تھي *

فقیروں کا بیان

مذهبي خادموں یعني مولوي مُلاؤں کے علاوہ عابد زاهدوں کا ایک اور گروہ تھا جنکو بلاد فارس میں درویش اور خاص هندوستان میں فقیر کہتے هیں خاص خاص لوگوں کے زهد و ریاضت اور تقدس و عبادت سے جو مسلمانوں میں ایک اچھا گروہ تھا فقیروں کا فرقہ دنبل کي مانند پیدا هوا جو اصل بدن سے خارج هوتا هی پہلے وقتوں میں ایسے شہیدوں کے سوا جو خدا کي راہ میں مارے گئے کسي جیتے موئے کو ولي نہ کہتے تھے مگر بعد اُس کے یہاں تک نوبت پہونچي کہ مجاهدوں ریاضتوں اور محنتوں عبادتوں کي بدولت جیتے جاگتے عابدوں کو بھي ولي کہنے لگے

غرضکه لوگ ان فقیروں کے مرید هوئے اور مریدوں کے فرقے قایم هوگئے اور باهمي امتیاز آن کا ایک بولي کے ذریعه سے جس سے دوست دشمن پهچانا جاتا تها اور گرو کے خاص انچهر سے اور گاهے گاهے لباس کي تفریق و تمیز وغیره سے معین و مقرر تها حاصل یهه که منجمله ان گروهوں کے بهت سے کهوئے کهائے گئے اور باقي رهے سهوں میں سے نئي نئي شاخیں نکلیں چنانچه تهوڑے تهوڑے فقیر اپنے اپنے سر گروهوں کي خدمت میں رهتے تهے اور بعضے اوقاف و مصارف کي بدولت باهم گهل ملکر اوقات اپني کاتتے تهے مگر هندو فقیروں کي مانند اپنے رهنے سهنے کے لیئے خانقاهیں نر کهتے تهے *

یهه بات درست هی که پهلے وقتوں میں بڑے بڑے اولیاؤں نے مرید و خادم آنکي کرامتوں اور پیشین گوئیوں کو بڑي دهوم دهام سے بیان کرتے هیں اور آنکي دعاؤں اور مناجاتوں کي تاثیروں کو نهایت زور شور سے کهتے سنتے هیں مگر یهه بات بهي مسلم هی که وه مکار اور دغاباز نه تهی هاں پچهلے وقتوں میں بعض بعض ایسے کم درجه کے فقیر هوئے که مقناطیس اور فاسفورس † وغیره کي دواؤں کے خواص و آثار اور بازیگروں کے شعبدوں اور نظر بندیوں کے ذریعه سے ایسي انهوکي باتوں کا دعوے کرتے تهے جو آدمي کي قدرت سے خارج هیں *

بڑے پایه کے فقیروں کي تعظیم بادشاه بهي کرتے تهی اور ان فقیروں کا یهه نقشه تها که افلاس و ناداري اور زهد و پرهیزگاري کو جتاتے تهی اور حقیقت میں بڑي عیش و عشرت سے گذارتے تهی اور اگر گذاره میں تنگي ترشي برتتے تهی تو غریب محتاجوں کو دیتے تهی غرضکه مالدار اور فارغ البال ‡ تهی بلکه کبهي کبهي ایسي بات اُن کی بن پڑتي تهي اور

---

† یهه انگریزي ایک دوا کا نام هی جسمیں اعلی جز اوکسیجن گاس هوتي هی اور یهه دوا هوا لگنے سے آگ کے شعله کي طرح بهڑک اُٹهتي هی *

‡ بهاوالدین زکریا ملتانی جو چودهویں صدي میں مر گئے اور اولیاء کرام میں گنے جاتے هیں اپنے وارثوں کے لیئے بهت سي دولت چهوڑ گئے برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته کا جلد ایک صفحه ۳۷۷

رعب داب آن کا لوگوں پر بیٹھہ جاتا تھا کہ خود بادشاہ اور اراکین دولت بھی رشک و حسد کے مارے کاوش آن سے رکھتے تھی چنانچہ تاریخمیں بہت سے واقعے ایسے پائے جاتے ہیں کہ بڑے بڑے مقدس لوگ ایسی سازشوں کی جہت سے مارے گئے جو حکومت کے خلاف آن سے دیدہ و دانستہ واقع ہوئیں یا شک شبہہ کے طریقے پر سمجھی گئیں § ان عابد زاهد لوگوں کو بڑی رونق اور ترقی تیرھویں صدی اور چودھویں صدی کے آغاز میں ہوئی چنانچہ اُس زمانہ کے اور اُس پچھلے زمانے کے بھی ولیوں کا ادب اور اُنکی تعظیم ابتک ہوتی ہی لوگ اُنکے نام کی قسمیں کھاتے اور اُنکی مزاروں کی زیارت کو جاتے ہیں اور جو لوگ اُنکے پیروہیں اگرچہ ابتدا میں اُنکی تعظیم کی جاتی تھی مگر اب مدت سے اُنکا رعب داب نہیں رہا ہی *

فاسد عقیدوں کا بیان

عہد مذکور کے باطل خیال اور فاسد عقیدے دین و مذہب کے اصول قاعدوں سے اچھوتے اور محض مخالف تھی چنانچہ نجوم اور سحر اور غیب گوئی وغیرہ جو شریعت کی رو سے ممنوع و ناجائز تھی اور مسلمانوں کے نبی نے آن کے علم و عمل کی رخصت ندی تھی سارے مسلمانوں

§ ابن بتوتہ تیرھویں صدی کے مذکورہ بالا فقیروں کی مثالیں بیان کرتا ہی چنانچہ وہ کہتا ہی کہ میرے وقتوں میں ایک بڑا فقیر اس قصور پر مارا گیا کہ اُسنے غصب سلطنت کا ارادہ کیا تھا اور مجھکو ایسے لوگوں کی بھی ملاقات حاصل ہوئی جو بغاوت سے پاک و صاف اور مکر و فریب سے مبرا اور معرا تھے مگر ایک ایسے صاحب ملے کہ کھانے پینے بدون اپنے جینے کا دعوے کرتے تھے اور ایک ایسے صاحب کشف سے ملاقات ہوئی کہ وہ اُس خلیفہ کے عہد خلافت کی باتیں بیان کرتے تھے جو سو برس پہلے مرچکے تھے منجملہ اُنکے پہلے فقیر صاحب نے جو کھانے پینے کی پروا نکرتے تھے میرے دلکی باتیں بتائیں اور غیب کی چیزیں سنائیں اور دوسرے فقیر صاحب کے ساتھہ لومڑیاں تھیں جو کتوں کی مانند اُنکے پیچھے لگی پھرتی تھیں علاوہ اُنکے ایک شیر اُنکے پاس تھا کہ چیتل کے ساتھہ اُسکی جوڑی تھی فقیروں کے گروہوں اور اُن کی تعظیم و ارشاد کے طور و طریقے اور بڑے بڑے بزرگوں کے حال و حکایت دریافت کرنے کے لیئے ھرک لات صاحب کے ترجمہ قانون اسلام کو دیکھنا بھالنا چاہیئے *

میں پھیل گئے تھی بلکہ یہاں تک نوبت پہونچي تھي کہ هندوؤں کے طور و طریقی اور علاوہ اُن کے وہ تعصبات اُن کے جو هنود کے دین میں سے اخذ ہو ئے تھی جگہہ جگہہ شایع ذایع ہو گئے تھی چنانچہ جوگیوں کے کرشموں کو پکے مسلمان مورخوں نے معجزات مندرجہ قران کي مانند اپنے حسن عقیدت سے بیان کیا ھی جادو کو سچا جانتے تھی اور شگونوں اور خوابوں کو اچھا برا سمجھتے تھی باوجودیکہ مذھب میں چھان بین بھي ھونے لگي مگر اس سریع‌الاعتقادي میں کچھہ خلل نہ پڑا اکبر بادشاہ بھي اسي قسم کي باتوں کا قایل تھا اور جہانگیر اُسکا بیٹا اُس سے بڑھکر ان لغویات کا معتقد ہوا مگر بعد اُسکے اورنگ زیب نے ان سب باتوں کي ایسي تحقیر کي اور اُن کو برا سمجھا کہ کسي نے نہ سمجھا تھا شیعوں کو دکن میں ایسي ترقي حاصل ھوئي کہ خاص هندوستان میں ویسي کبھي نہوئي تھي اگرچہ هندوستان خاص میں مخالف فرقوں میں عداوت نہ تھي مگر دین اسلام کي نسبت بڑے بڑے عقیدوں کي زیادہ دھوم‌دھام تھي هندوؤں سے کسیقدر نفرت تو تھي مگر پوري پوري عداوت اور کھلي کھلي نفرت بھي نہ تھي هندوؤں سے جزیہ لیا جاتا تھا اور اس امتیاز کے علاوہ اور چند امتیاز نا پسندیدہ بھي تھے مگر روک ٹوک اِسبات کي نہ تھي کہ هندو لوگ اپنے دین مذھب کي رسمیں ادا نکریں معلوم ھوتا ھی کہ وہ هندو زمیندار اپني فوجوں کے سردار ھونگے جنکو فوجوں کا سردار لکھا ھے اور وہ لوگ ایسے سردار نہونگے جو بادشاہ کي جانب سے مقرر ھوتے ھیں مگر اس میں کچھہ شک شبہہ نہیں کہ بہت سے هندو ملکي عہدوں اور حساب کتاب کے کاموں پر معزز و ممتاز تھی || اور ھم پہلے بیان کر چکے کہ ھیمو بقال اور مدني راے کو اپني اپني سرکاروں کے تمام اختیار سپرد

|| بابر نے اپني سرگذشت میں بیان کیا کہ جب میں هندوستان میں داخل ہوا تو محاصل کے تمام عہدہداروں اور سوداگروں اور کاریگروں کو هندو پایا (ارسکائن صاحب کا ترجمہ توزک بابر کا صفحہ ۲۳۲)

کیئے گئے تھی اور مبارک شاہ خلجي کے عہد دولت میں دربار سلطانتي اور انتظام ملک کے طریقے ہندوانہ تھے *

ھندوؤں کے مسلمان کرنے کا بیان

یہہ تحقیق بہت دشوار ھی کہ کس زمانہ میں اور کن صورتونمیں بہت سے ھندو مسلمان کیئے گئے ھندوستان کي آبادي جو آج کل پائي جاتي ھی اُس کے ملاحظہ سے امر مذکورالصدر کي چھان بین میں بہت تھوڑي اعانت حاصل ھوتي ھی اسلیئے کہ بنگال کے دور دور کے مشرقي ضلعوں میں مسلمانوں کي تعداد ھندوؤں کي تعداد سے بہت زیادہ اور دلي آگرہ کے قرب جوار میں ھندوؤں کي گنتي مسلمانوں کي گنتي سے بہت زیادہ پائي جاتي ھی § *

اگرچہ مسلمانوں کي فوجوں کے خوف و ھیبت اور نئے نئے مسئلوں کے شوق و رغبت سے پہلے پہلے بہت سے ھندو مسلمان ھو گئے مگر جبکہ بعد اُس کے مباحثے درپیش ھوئے اور مسلمانوں کا تعصب ٹھنڈا ھوا تو قیاس چاھتا ھی کہ ھندوؤں کو قبول اسلام سے تھوڑي بہت رکاوٹ ھوئي ھوگي *

آج کل یہہ صورت ھے کہ عام ھندوستان کي آبادي کي نسبت تمام مسلمان آٹھویں حصہ سے زیادہ نہیں مگر جب یہہ خیال کریں کہ بہت سے مسلمان اپنے اپنے ملکوں سے ھندوستان میں آئے اور یہہ نقل مکان ایک مدت سے برابر جاري رھا اور یہہ بھي سمجھیں بوجھیں کہ آٹھہ سو برس تک ایک ایسے گروہ میں آل و اولاد کي ترقي برابر جاري رھي جنکے عمدہ حالات کي بدولت کنبوں کي پال پوس آسان تھي تو نو مسلموں کي

---

§ بلاد بنگالہ میں گنگا کي جانب شرقي تمام آبادي کے نصف سے زیادہ زیادہ مسلمان بستي ھیں اور باقي ملک بنگالہ کے اکثر حصوں میں کل آبادي کي چوتھائي میں رھتے ھیں مگر بہار و بنارس کے مغربي حصہ مین بیسویں حصہ سے زیادہ نہیں لارڈولزلی صاحب کے سوالوں کو ملاحظہ کرنا چاھیئے جنکو سنہ ۱۸۰۱ع میں پارلیمنٹ کے سامنے پیش کیا تھا مگر بکانن صاحب مغربي بہار کے مسلمانوں کو ساري آبادي کا تیرھواں حصہ بتاتے ھیں *

تعداد کم ظاہر ہوگی بلکہ اگر یہہ آٹھواں حصہ سارے تو مسلمانوں کا تصور کیا جاوے تب بھی اور ملکوں کی نسبت جہاں کہیں مسلمان قابض و متصرف ہوئی تو مسلمانوں کی تعداد بہت تھوڑی ہوگی † *

ملک کے محاصل کا بیان

محاصل کا سررشتہ غالباً ایسا ہی تھا جیسا کہ آج کل موجود ہی اور ہندوؤں کے عہد حکومت میں موجود تھا اسلیئی کہ جن تبدیل تغیروں کا ارادہ شیر شاہ نے کیا تھا اور بعد اسکو اکبر نے آنکو پورا کیا تو اُن سے محاصل کے دستوروں کا توڑنا پھوڑنا مقصود نتھا بلکہ تکمیل اُن کی مقصود تھی مگر یہہ امر ضروری ہے کہ فتوحات جدیدہ کی پریشانی اور غیر ملکوں کے نئے نئے حاکموں کی ناواقفیت سے محاصل کے وصول میں تھوڑی بہت زیادتیاں اور کچھہ کچھہ خرابیاں واقع ہوئی ہونگی *

ملک و رعایا کے حالات کا بیان

معلوم ہوتا ہے کہ امن چین کے دنوں میں کسی قسم کی مصیبت واقع نہوتی تھی بلکہ ساری رعایا چین سے گذارتی تھی چنانچہ فیروزشاہ کا مورخ جسنے سنہ ۱۳۵۱ سے سنہ ۱۳۹۴ تک تاریخ اُسکی لکھی ہی بہت مبالغہ سے بیان کرتا ہے کہ رعایا کا حال ایسا اچھا تھا کہ مکانات آنکے عمدہ اور اسباب آنکی پاکیزہ اور مستورات آنکی سونے چاندی کے زیوروں سے آراستہ پیراستہ تھیں مگر اسلیئی کہ یہہ خوشامدی مورخ فیروز شاہ کی تعریفیں بہت سی لکھتا ہے تو بہت اعتماد اسپر مناسب نہیں علاوہ اُسکی یہہ مورخ لکھتا ہی کہ ہر کسان کے پاس ایک عمدہ پلنگ اور ایک اچھا باغیچہ تھا اور اسباب سے یہہ واضح ہوتا ہے کہ مورخان حال کے خلاف اس مورخ نے رعایا کی بودوباش پر نہایت التفات اپنا صرف کیا *

---

† آٹھویں حصہ کی مناسبت باھوپی ھملٹن صاحب کے بیانات متعلقہ ہندوستان جلد ایک صفحہ ۲۵ سے لی گئی اگرچہ صاحب ممدوح نے کوئی سند یہاں نہیں بیان کی مگر تمام لوگ اُن کے قول کی تائید کرتے ہیں

عہد مذکور الصدر میں ملک و رعایا کی عام حالت بلاشبہہ تازہ و شاداب ہوگی سنہ ۱۴۲۰ع میں جو نیکالوڈي کانٹي صاحب نے ملکوں کو دیکھا بھالا تو گجرات کا حال آنکھوں دیکھا بڑے مبالغہ سے بیان کیا اور گنگا کے کناروں یا میگنا کے ساحلوں کو ایسے شہروں سے آباد پایا جو پہلے پہولی باغوں کے بیچ میں واقع ہوئے تھے اور شہر معرزیہ کے پہنچنے سے پہلے چار مشہور شہروں پر گذرا اور شہر معرزیہ کو سونے چاندی سے بھرپور اور اقسام جواہرات سے لبریز پایا چنانچہ تائید اُسکے قول کی باربوسا اور بارتیما بھی کرتے ہیں جنہوں نے سولہویں صدی کے آغاز میں سیر و سیاحت کو اختیار کیا تھا منجملہ اُنکے باربوسا کمبوجا کا بیان کرتا ہی کہ وہ شہر ایک عمدہ زر خیز ملک میں واقع اور فلانڈرز کی مانند ساری قوموں کے تجاروں اور کاریگروں اور کارخانہ داروں کا ٹھکانا تھا † اور ابن بطوطہ بھی جس نے محمد تغلق شاہ کے خراب عہد میں سنہ ۱۳۴۰ع یا سنہ ۱۳۵۰ع میں سفر کیا بڑے بڑے آباد شہروں اور قصبوں کی تفصیل بیان کرتا ہی باوجودیکہ جن شہروں پر اُسکا گذر ہوا منجملہ اُنکے اکثر شہروں میں فسادوں کے ہنگامے برپا تھے جس عمدہ حالت میں فساد سے پہلے یہہ ملک ہوگا وہ اُسکے بیان سے مترشح ہوتي ہی *

اگرچہ بابر نے ہندوستانکو ناپسند کیا اور بچشم حقارت اُسکو دیکھا جیسیکہ اب بھي یورپ کے رہنے والے پسند اُسکو نہیں کرتے مگر سولہویں صدي کے آغاز میں اُسنے بہت عمدہ ملک اُسکو بتایا اور اُسمیں سونے چاندي ‡ کي فراوانی اور آبادي اور ہر قسم کے پیشہ کے سوداگروں اور کاریگروں کي بے پایاني دیکھکر کمال متعجب ہوا § *

---

† واضح ہو کہ بارسوسا نے کتاب رموزیو کي جلد ایک اور صفحہ ۲۸۸ اور بارتیما نے اُسي جلد کے صفحہ ۱۴۷ میں گجرات کا حال بھي ایسا ہي بیان کیا جیسا کہ کمبوجا کا حال اُنھوں نے لکھا

‡ ارسں کاٹن صاحب کا ترجمہ تزوک بابري کا صفحہ ۳۱۰ و ۳۳۳

§ ایضا صفحہ ۳۱۵ اور ۳۳۴ ہندوستانکي آبادي شادابي کے مقدمہ میں جو جو بیان لکھے گئے اُنکے خلاف و مقابلہ پر بابر کا یہہ بیان تحریر کے قابل ہی کہ اُسکے وقتوں

تمام هندوستان کا وہ حصہ جو اُس زمانہ میں هندوؤں کے قبضہ میں تھا پیداوار و محاصل کي حیثیت سے اُس حصہ سے کچھہ کم نتھا جسپر مسلمان قابض تھی تیمور لنگ کے پوتے کا ایلچی عبدالرزاق جو سنہ ۱۴۴۲ ع میں بصیغہ وساطت هندوستان کو ایا تھا † هندوستان کے جنوبي حصہ کے سیر و تماشی میں مصروف هوا اور اُسنی بھي هندوستان کے مداحوں سے موافقت کي غرض کہ اور سب لوگ اسبات پر متفق هیں کہ هندوستان کي ولایت سر سبزو شاداب تھي بیجا نگر کے دیکھنی والی بیجانگر کي چوڑائي چکلائي اور حسن و صفائي کو بڑے مبالغہ سے بیان کرتے هیں چنانچہ بیان اُنکا شہر کي زیب و زینت اور شہر والوں کي مال و

میں کالپي اور کڑہ مانک پور کے پاس پڑوس میں جنگلي هاتھیوں کي دھاڑیں جابجا پھرتي تھیں اور مقام گولراس مالوہ کے مشرق میں هاتھیوں کے بڑے ریوڑ سے اکبر کي مٹھہ بھیڑ هوئي (بِرگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ جلد ۲ صفحہ ۲۱۶) غرضکہ بیان مذکورالصدر سے یہہ سمجھا جاتا هی کہ یہہ شہر اُس زمانہ میں جنگلوں کے بیچ رهاں بستے تھے جہاں هاتھیوں کي ریوڑ چلتے پھرتے تھے مگر بعد اُسکے وہ جنگل کٹ کٹاکر صاف هوگیا هاں میرے یہہ راي هی کہ مسلمان شکار بازوں کي سعي و محنت سے جنگلوں کي صفائي وقوع میں آئي کچھہ ترقي ملک کي بدولت وہ واقع نهیں هوئي ابن بطوطہ اپني کتاب سیر و سیاحت میں جو توزک بابر سے دو سو برس پہلے لکھي گئي یہہ بات لکھتا هی کہ منجملہ اضلاع خاص هندوستان کے کڑا اور مانک پور دو ضلع نهایت آباد اور بغایت شاداب تھے (لي صاحب کا ترجمہ ابن بطوطہ کي کتاب کا صفحہ ۱۱۹) چھوٹے چھوٹے جنگل اور پہاڑوں کي ٹیکري هاتھیوں کے رهنے سہنے کے لیئے کافي وافي هونگي اور کہیں کہیں کھیت کیاروںپر کھانے پینے کي غرض سے هاتھي بھي چلتے پھرتے چلے جاتے هونگے باقي یہہ شبہہ کہ هاتھیوں کے رهنے سہنے اور لوگوں کے بسنے رسنے میں مخالفت هی یعني جہاں هاتھي رهتے هیں وهاں بستي نهیں بستي یوں رفع هوسکتا هی کہ راے محل کے پہاڑوں میں جو بنگالہ کے آباد شہروں کے پاس واقع هی گینڈوں کے ریوڑ رهتے هیں اور برار کے چوڑے چکلے جنگل میں نام و نشان اُنکا پایا نهیں جاتا هاں دو چار هاتھي تو پڑے پھرتے هیں اور اُنکي نسبت یہہ تصور هوسکتا هی کہ وہ حقیقت میں پالتو هاتھي تھے مگر مست هوکر جنگل میں بھاگ آئے اور وهیں رهنے سہنے لگے

† مري صاحب کي تحقیقات ایشیا جلد دو صفحہ ۱۸ *

دولت اور راجہ کی شان و شوکت کے مقدموں میں اُن مورخوں کے بیانوں سے مساوی ہے جو دلی قنوج کی تعریفیں کرتے ہیں † *

بہت سے مورخوں نے بہت سے شہروں کا بیان کیا چنانچہ ابن بتوتہ شہر مدورا واقع اخیر جزیرہ نماے گجرات کو دلی کی مانند بتاتا ہے اور جب کہ اُسنے اُس شہر کو دیکھا تھا تو مسلمانوں کی فتح پر جزیرہ نماے مذکور کی بابت بہت تھوڑا عرصہ گذرا تھا اور یہی مورخ بیان کرتا ہے کہ سارے ملیبار میں دو مہینے کی راہ تک کوئی زمین ایسی نہ دیکھی جو مزروعہ نتھی اور باشندوں کا یہہ نقشہ تھا کہ ہر شخص کے پاس ایک باغیچہ اور ہر باغیچہ کے وسط میں رہنے کا گھر اور خود باغیچہ کے چاروں طرف کٹھرا کاٹھہ کا سدھارا سنوارا تھا ‡ *

غرضکہ سمندر کے بندر گاہوں کو مورخوں نے بہت سراہا چنانچہ ہندوستان کے دونو کناروں کے بندر گاہوں کو بڑے بڑے شہر بیان کیئے جنمیں جگہہ جگہہ کے سوداگر آتے جاتے اور رہتے سہتے تھے چنانچہ افریقہ اور ایران اور چین اور عرب کے سوداگر جہازوں کے ذریعہ سے باہم تجارت کرتے تھے § اور علاوہ ان کے خاص ملک والوں کی باہمی تجارت کناروں پر اور ملک کے اندر ہوتی ہے *

خوشامدی مورخوں نے پچھلے بادشاہوں کے حالات ایسی خوشامد درآمد سے بیان کیئے کہ اُن کے دیکھنے بھالنے سے پہلے بادشاہوں کی

---

† عبدالرزاق نے بیجانگر کا بیان ایسی آب تاب سے کیا کہ دھوم دھام اُسکی اُس بیان کی ٹیپ و ٹاپ سے زیادہ ہے جو الف لیلہ میں شاہزادہ احمد کے قصہ میں پائی جاتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ قصہ اِسی شہر کے بیان سے لیا گیا اور کانٹی صاحب نے اُسکی چوڑائی چکلائی ایسی فرمائی کہ محیط اُسکا ساٹھہ میل کا ہے مگر بارتیما نے محیط کو سات میل کا اور خود شہر کو شہر ملن کے بہت مشابہ بتایا ہے *

‡ لی صاحب کا ترجمہ ابن بتوتہ کی کتاب کا صفحہ ۱۶۶ *

§ ایران اور عرب اور پاس پروس کے ملکوں کے جہازوں کے علاوہ ملیوار کے اکثر بندروں میں چین کی بڑی بڑی کشتیاں آتی جاتی تھیں — ابن بتوتہ کی تاریخ صفحہ ۱۶۹ اور ۱۷۲ *

فتوحات اور ترقیات انکوں سے کرگئیں چنانچہ ایک مورخ اپنے ممدوح کی نسبت بیان کرتا هی کہ اُس نے ڈاک چوکی نکالی اور دوسرا مورخ اپنے ولی نعمت کو شارع عام کے بنانے اور کاروان سرایوں کے چنانے اور رستوں میں دوطرفہ درختوں کے لگانے کا موجد بتاتا هی اور ابوالفضل نے هندوستان کی نئی نئی ایجادوں کو اکبر سے منسوب کیا اور ابن بتوتہ کے بیان سے واضح هوتا هی کہ محمد تغلق کے عہد و دولت میں گھوڑوں کی ڈاک چوکی ایجاد هوئی باقی پیادوں کی ڈاک چوکی جب سے مقرر هوئی کہ دیہات کا انتظام پدهان اور مقدموں کی راے اور تجویز پر سرکاری انتظام کے علاوہ برابر چلا آتا هی † یہہ مانا کہ راهوں کی راستی درستی کو شیر شاہ نے رونق بخشی مگر ابن بتوتہ نے شیر شاہ کے عہد و دولت سے دو سو برس پہلے ملیبار کے کنارے کے بڑے حصہ میں جو اُس زمانہ میں هندوؤں کا مقبوضہ تھا تمام شارع عام کو سایہ دار درختوں کے سایہ میں پایا تھا اور معین معین فاصلوں پر مہمان سرائیں آباد اور کنوئیں چلتے هوئے دیکھے ایک کتبہ کے دیکھنے سے جو حال میں هاتھہ آیا اور عیسی علیہ السلام کی ولادت سے تین سو برس پہلے کا هی یہہ امر واضح هی کہ اُسوقت کے راجہ نے شارع عام کے کناروں پر درختوں کے لگانے اور اور کنوؤں کے کھدوانے کا عام حکم جاری کیا تھا ٭

سکوں کا بیان

اگرچہ ابوالفضل نے نہیں لکھا مگر سنا گیا کہ پہلے پہل اکبر هی نے سونے چاندی کے سکہ کو هندوستان میں رواج بخشا مگر بلا شبہہ یہہ قول ایسا هی کہ تمام تاریخوں کے مخالف هی یہاں تک کہ اگر یہہ بھی مانا جاوے کہ پہلے سے هندو سونے چاندی کا سکہ نرکھتے تھے تو یہہ امر ضروری هی کہ سنہ عیسوی کے شروع میں اُنھوں نے اُن یونانیوں سے

† هر گانؤں کا دستور هی کہ ایک شخص اُس میں عام قاصد هوتا هی اور کارروائی اور کفایت شعاری کی ضرورت سے ضلع کا چودهری اپنے ضروری خطوط اور احکاموں کو عام قاصدوں کے ذریعہ سے گانؤں گانؤں جاری کرتا هی

لیا ہوگا جو بلخ پر قابض متصرف ہوئے تھے † علاوہ اُسکے غزنی والوں نے بھی ایسی رواج کو ہاتھہ سے ندیا ہوگا جو سامانی خاندان کے عہد سلطنت اور خلیفوں کے ایام خلافت میں برابر جاری رہا اور قطع نظر سب سے بارسٹن صاحب کے سکجات موسومہ شاہان دہلی میں شمس الدین التمش کا سکا پایا جاتا ہی جو سنہ ۱۲۳۵ ع میں مرگیا ‡ *

اگر مختلف سکوں کی قیمت قرار دی جاوے تو ایسا شخص اُسکو قرار دے سکتا ہی جو مختلف سکوں کی پرکھہ رکھتا ہو اور اِس معاملہ کی کھوٹی کھری سمجھتا ہو اور باوصف اِس کے غور و فکر سے بھی تشخیص قیمت کرسکتا § ہووے خلیفوں کے وقتوں میں دینار درم کا

---

† پرنسپ صاحب کے عمدہ نقشوں کے پندرھویں صفحہ اور ایشیاٹک سوسئیٹی کے روز نامچہ کلکتہ تحقیقات مندرجہ صاحب موصوف کو دیکھنا چاھیئے

‡ بارسٹن صاحب کی کتاب حالات ایشیا صفحہ ۵۲۱

§ قیمتوں کی تغیر تبدیل کا حال اِس بیان مفصل سے واضح ہوگا کہ خلیفوں کے عہد خلافت کا دینار پانچ روپیہ سوا پانچ آنہ کے لگ بھگ ہوتا تھا (بارسٹن صاحب کی کتاب صفحہ ۱۷) ابن بتوتہ کے وقتوں میں مشرقی دینار سے مغربی دینار ایسی مناسبت رکھتا تھا جیسی کہ چار ایک سے نسبت رکھتا ہی یعنی مشرقی دینار مغربی دینار کا چوتھائی تھا اور معلوم ہوتا ہی کہ مشرقی دینار تنکا کا عشر یعنی اُس کے دسویں حصہ کی برابر تھا اگر اُس زمانہ کے تنکا کو اکبری روپیہ کے برابر تصور کیا جاوے تو سوادو پنس یعنی اٹھارہ پائی کے ہوتا ہی (واضح ہو کہ اگلی عبارت سے معلوم ہوتا ہی کہ یہاں سوادو شلنگ کی جگھہ سوادوپنس سہو سے لکھا گیا اور سوادو شلنگ کے اٹھارہ آنہ ہوتے ہیں مترجم) کابل میں زمانہ حال کا دینار ایسا کم قیمت ہی کہ دو سو دینار ایک عباسی کے برابر ہوتے ہیں جو ایک اٹھنی سے بھی کم قیمت ہوتی ہی فرشتہ والا بیان کرتا ہی کہ علاءالدین کے عہد سلطنت میں ایک تنکا پچاس * جیتلں کی برابر تھا جو ایک تانبی کا سکھہ پیسہ کی برابر بنایا جاتا تھا اور محمد تغلق کے زمانہ میں وہی تنکا ایسا ذلیل ہوا کہ سولہ پیسہ کی برابر پڑا اور معلوم ہوتا ہی کہ تنکا اُس زمانہ میں زمانہ حال کے روپیہ کی جگھہ برتا جاتا تھا اور جب کہ مقدار اُس کی روپیہ کے مناسب تھی تو شاید قیمت بھی برابرھی ہوگی اکبری روپیہ کھری چاندی کے لحاظ سے ۵ر ۱۷۲

رواج تھا اوربعد اُس کے تنکھا‡ نے رواج پایا جس کے ٹکڑے جیتل اور داموں کے نام سے مشہور ہوئی بعد اُس کے شیر شاہ نے تنکھا کا نام روپیا رکھا اور اکبر نے اُس کو موقوف نکیا اور مول تول اُس کا ایسے تناسب سے قایم کیا کہ مغلوں کي حکومت تک جوں کا توں قایم رہا اور آج کل کے مروج روپیہ کے وزن و مقدار کي وهي بیخ و بنیاد هی *

عمارتوں کا بیان

اُن پراني عمارتوں کے دیکھنے بھالنے سے جنکو مسلمان باد شاهوں نے یادگار اپنا چھوڑا یہہ بات دریافت کرسکتے هیں کہ اُن لوگوں نے فنون عمارت میں کس قدر مہارت بہم پھونچائي تهي اور اُنکي سعي و محنت کي بدولت فن عمارت کي ترقي کس مرتبہ کو پھونچي تهي چنانچہ قطب صاحب کے پاس اُس نا تمام مسجد کي محرابیں جو آج تک برابر چلي آئي هیں علاوہ بلندي اور ایسے عمدہ کتبوں سے آراستہ پیراستہ ہونے کے جو طرح طرح کے بیل بوٹوں سے مزین و مرتب هیں اِس وجھہ سے

چوکھي چاندي کے جوؤں کے برابر هوتا تھا اور چالیس داموں یا پیسوں پر منقسم تھا اور هر دام یا پیسا ۵ء۱۹۱ تانبی کے جوؤں کي برابر تھا اور هر دام پچیس جیتلوں پر منقسم تھا جو غالباً ایسے سکے کا نام هی جو ٹکسال میں ڈھالہ نجاتا تھا انگلستان کي ملکہ الزبیتھہ کے زمانہ کا شلنگ کھري چاندي کي روپے ۸ ء ۸۸ جو کے دانوں کا تھا اکبر کے عہد سلطنت کا روپیہ انگریزي سکہ کے حساب سے ایک شلنگ ساڑھے گیارہ پنس کا تھا اکبر کا سکا اور اُس کے سکہ کا سانچا سلاطین مغلیہ کي قلمرو میں پچھلي صدي کےنصف تک یعني بادشاهي کي تباهي سے پہلے زمانہ تک قایم رہا اور کسي قسم کي تبدیل اُس میں واقع نہوئي بعد اُس کے بہت سي ٹکسالیں قایم هوئیں اور کھوٹی کھرے سکھہ نکلنے لگے ایک سو چھتر جو چوکھي چاندي اُس روپیہ میں موجود هی جو کمپني کي قلمرو میں آج معمول و مروج هی اور وہ روپیہ بتیس ٹکہ یعني چونسٹھہ پیسونکر بکتا هی اور هر پیسہ تانبی کے سو جوؤں کي برابر هی

‡ احتمال هی کہ تنخواہ مروجہ کي اصل یهي تنخا هو اور اُسکو واؤ معدولہ سے لکھتے هونگے بعد اُس کے بلفظ تنخواہ مستعمل هوا اور رفتہ رفتہ شاعروں کے استعمال میں پھونچا چنانچہ مخلص کاشي اور سلیم تاپي کے شعروں میں پایا جاتا هی واللہ اعلم بالصواب ۱۲ مترجم

بهي بيان کے قابل هيں که وه پهلے وقتوں کي نوکدار محرابوں کے نمونه هيں † منجمله اُن کے بيچ کي محراب ازروے کتبه مکتوبه سنه ۵۹۴

---

† سنه ۱۲۱۰ اور سنه ۱۲۳۶ ع کے درميان ميں شمس الدين التمش نے اُس ميناز کو پورا کيا جو قطب صاحب کي لاٹهه سے مشهور و معروف هى اور اُسکے دروازوں کي محرابيں نوکدار هيں نئي پراني دلي کے گنبدوں کے ديکهنے سے هندوستان کے فن عمارت کا حال اگلا پچهلا دريافت هوجاتا هى جسکے ذريعه سے مشرقي فنون عمارت کي تاريخ ميں بصيرت حاصل هوسکتي هى

يهه مسجد ابتدا ميں ايک مندر تها جسکو راے پتهورا نے سنه ۱۱۴۳ع مطابق سنه ۵۳۸ هجري کے بنايا تها سنه ۵۸۷ هجري مطابق سنه ۱۱۹۱ ع کے جب قطب‌الدين ايبک سپه سالار نے دلي کو فتح کيا تو اُس مندر کو مسجد کرليا مگر کچهه عمارت نهيں بنائي صرف شرقي دروازه پر فتح نامه کهود کر لگا ديا جو ابتک موجود هى سنه ۵۹۲ هجري مطابق سنه ۱۱۹۵ ع کے سلطان معزالدين نے مسجد کي عمارت بنانے کا حکم ديا چنانچه شمالي دروازه پر يهه حکم کنده هى بموجب اُس حکم کے پانچ در کي مسجد بنائي گئي اورسنه ۵۹۴ هجري مطابق سنه ۱۱۹۷ ع کے ختم هوئي چنانچه بيچ کي محراب کے جنوبي بازو پر يهه تاريخ کنده هى بعد اسکے سلطان شمس‌الدين التمش نے اس مسجد کو وسيع کرنا چاها اور سنه ۶۲۷ هجري مطابق سنه ۱۲۲۹ ع کے اس مسجد کے دونوں طرف تين تين در اور بنائے سنه ۷۱۰ هجري مطابق سنه ۱۳۱۰ ع کے سلطان علاالدين محمد شاه خلجي نے جانب جنوب بهت عاليشان‌دروازه اس مسجد کے ليئے بنايا پهر اُسي بادشاه نے اس مسجد کے اور زياده وسيع کرنيکا حکم ديا چنانچه دوسرا مينار اور جانب شمال نو در اور بنانے شروع کيئے جو ناتمام رهگئے

لاٹهه کا حال که در اصل اسکا باني کون هى نهايت مشتبهه هى اسميں کچهه شک نهيں که اگلے زمانوں کے مسلمانوں کي عادت تهي که مسجد کے قريب ايک بلند مينار بناتے تهے جو ماذنه کهلاتا تها اور يهه ايک ايسا قرينه هى جس سے يقين هوسکتا هے که اس لاٹهه کے باني مسلمان هوں مگر يهه بهي مشهور هى که اس لاٹهه کا پهلا درجه راے پتهورا کا بنايا هوا هى اور جوکه اس لاٹهه کا پهلا دروازه شمال رويه هى جيساکه هندوؤں کے مندروں کا هوتاهى اور نيز اس درجه پر زنجيروں ميں گهنٹے لٹکتے هوے پتهروں پر کهدے هوئى هيں جسطرح که راے پتهورا کے مندرکي تمام عمارتميں کهدے هوئےهيں اور نيز اس درجه پر اُسيطرح کا فتحنامه قطب الدين ايبک اور معزالدين سام کے نام کا لگا هوا هى جسطرح که مندر کے شرقي‌دروازه پر لگا هواهى اس ليئے شبهه هوتا

هجري مطابق سنه ۱۱۹۷ ع کے سنه مذکور میں پوري هوئي تهي علاوه
اُس کے پچھلے وقتوں میں اکبر سے پہلے بادشاهوں کي عمارتوں میں نوکدار
محرابیں اکثر پائي جاتي هیں چنانچه اِن سے صاف واضح هوتا هی
که معمار اُس زمانه کے کسي طرح کا گنبد نهیں بنا سکتے تهے مسجدوں کي
یهه قطع تهي که چار چار ستونوں پر ایک ایک گنبد چهوتا سا قایم کرتے تهے
اور ایسے ایسے چهوتے گنبد بهت سے هوتے تهے غرض که ساري مسجدوں
کي صورت ایک ایسي تنگ رسته کي مانند هوتي تهي جو متواتر
ستونوں کے بیچ میں واقع هووے اور بے تکلف چوڑائي اُس میں پائي
نجاوے *

غالب یهه هی که وه صورت جو ابتداے حال میں مسجدوں کے لیئے
قرار دي گئي تهي مذکوره بالا صورت بهي اُسیکي مانند اُنهیں کاریگروں
نے اختیار کي هوگي جو بڑے بڑے گنبد بهي بناسکتے تهے چنانچه دلي کي
کالي مسجد اُسي پراني طرز پر چهوتے چهوتے گنبدوں سے بنائي گئي
باوجودیکه فیروز شاه تغلق کے زمانه یعني سنه ۱۳۸۷ ع میں طیار هوئي
اور غیاث الدین تغلق کے مقبره پر جو سنه ۱۳۲۵ ع میں مرگیا بڑا بلند
اور عمده گنبد قایم هی † *

هی که یهه پهلا درجه شاید هندوؤں هي کا بنایا هوا هی مگر دوسرے درجه پر جو
کتبه لگا هوا هی اُس سے صاف ثابت هی که باقي درجے اس لاٹهه کے سنه ۶۲۷ هجري
مطابق سنه ۱۲۲۹ ع کے سلطان شمس الدین التمش نے بنائے سنه ۷۷۰ هجري مطابق
سنه ۱۳۶۸ ع کے فیروز شاه نے اور سنه ۹۰۹ هجري مطابق سنه ۱۵۰۳ ع میں فتح خاں
بعهد سلطان سکندر بهلول اور سنه ۱۸۲۹ ع مطابق سنه ۱۲۳۵ هجري کے گورنمنٹ
انگریزي نے اس لاٹهه کي مرمت کي سال حال سنه ۱۸۶۷ ع میں اس لاٹهه پر بجلي
گري اور شق هوگئي اور گورنمنٹ انگریزي نے اُسکي مرمت کر دي (مترجم)

† گنبدوں کا نقشه یوناني عمارتوں سے مسلمانوں نے بلا شبهه اوڑایا مگر جب
که هندوستان میں رواج اُسکا هوا اور مسجدیں تعمیر هوئیں تو اُنکا بیروني رنگ
روپ رالي سوفیه کے یوناني گرجا سے نهایت دلچسپ اور عمده پایا گیا

اگلے وقتوں میں پہلے چپٹے گنبد بنتے تھے مگر جہانگیر اور شاہجہاں کے وقتوں میں کچھہ کچھہ اُوبھرنے لگے تھے یہاں تک نصف کرہ سے زیادہ گول اور اُونچے ہونے لگے اور آسطوانوں پر قرار اُنکو دیا گیا مختلف زمانوں کی محرابیں بھی مختلف ہیں چنانچہ اگلے وقتوں کی محرابیں سیدھی سادھی اور قوم گاتھک کی طرز و انداز پر اور پچھلے وقتوں کی محرابیں نعل و بیضہ سے زیادہ گول و مدور اور بیل بوٹوں سے مزین و منقش پائی جاتی ہیں یہانتک کہ اکبر کے بعد کی عمارتیں پہلی عمارتوں کی نسبت بلند اور شاندار اور خوش نما دیکھی گئیں اور بھدی اور بھونڈی ہونے کے باعث سے پہلی عمارتوں کا اثر بھی دیکھنے والوں کی طبیعتوں پر بہت کچھہ ہوتا ہی † *

اگرچہ ہندوستانی اور طرز گاتھک کی عمارتوں میں نوکدار محرابوں اور گھرکی دروازوں پر خاص قسم کے بیل بوٹوں کے بنانے اور بعض اور باتوں کے باعث سے ایسی مشابہت قایم ہوتی ہی کہ بادی‌النظر میں اُسکے دیکھنے سے ہر شخص کو حیرت ہوتی ہی مگر ہندوستان کی عمارتوں میں گنبدوں اور افقیہ خطوط کے جگہہ جگہہ ہونے اور اُنکو بڑی شان و عزت کی بات سمجھنے کے باعث سے دونوں طرزوں کی مخالفت واضح ہوتی ہی منجملہ اُنکے خصوص بہت پرانی عمارتیں جو طرز گاتھک سے بہت سی باتوں میں مشابہہ ہوتی ہیں اس خاص طرز سے مخصوص ہیں کہ اُن میں پتھر کے چھجے لگے ہوتے ہیں جو پتھر کے توڑوں کے سہارے قائم کیئے جاتے ہیں اور گاتھک وضع کی عمارتوں میں چھوٹی سی کانس لگی ہوتی ہی *

---

† بشپ ہیبر صاحب نے اپنے روزنامچہ جلد ایک صفحہ ٥٢٥ میں لکھا ہی کہ پٹھان لوگ اپنی عمارتوں کو دیووں کی مانند بڑی بڑی چوڑی چکلی بنیادوں اور آثاروں پر قایم کرتے تھے اور جوہریوں کی مانند نقش و نگاروں کی زیب و زینت پر سب کو تمام کرتے تھے اور باوصف اسکے کہ نقش نگاروں کی آراستگی اور بیل بوٹوں کی پیراستگی سے مکانوں کی مناسبت پر وہ مقام بہت خوشنما معلوم ہوتے ہیں مگر وہ بیل بوٹے اصل عمارت کے بھونڈے بھدے پن کو کھو نہیں سکتے

برجیوں اور کنگوروں کي کثرت سے هندوستاني عمارتوں اور گاتھک وضع کي عمارتوں میں زیادہ مشابهت اس لیئے نهیں پائي جاتي که هندوستاني عمارتوں میں برجیوں کي نوکیں گاهے گاهے نکالتے هیں اور جب کبهي نکالتے هیں تو بهت تهوڑي نکالتے هیں بلکه همیشه برجیاں ایسے گنبد پر ختم هوتی هیں جو بعض اوقات برجیوں کے محیط سے باهر نکل جاتا هی *

پهلے مسلمانوں کے رنگ روپ اور چال ڈهال کا بیان

پرانے وقتوں کے مسلمان نهایت تنومند اور سرخ رنگ اور بغایت قوي اور تندرست هوتے تهے اور موتے جهوتے کپڑے کے تنگ کرتے پهنتے تهے اور همیشه چمڑے کے موزے پهنا کرتے تهے اور اورنگ زیب کے عهد دولت کے مسلمان دبلے پتلے اور کالے پیلے تهے اور مهین ململ کے جامه چنین دار اور اتنے نیچے پهنتے تهے که اُن کي زردوزي جوتیاں دامنوں تلے چهپ جاتي تهیں مگر یهه تحقیق دشوار هی که پراني طرزوں میں کب سے تهوڑا تهوڑا تغیر واقع هوا جسکے تغیر سے طور و طریق بهي بدل گئے *

غالب هی که جب مسلمانوں کو غور و غزني سے کچهه واسطه علاقه نرها تو یهه تغیر واقع هوا چنانچه ابن بتوته نے لکها هی که چودهویں صدي کے نصف پر پان کهانے نے رواج پایا اور باورچي خانوں میں کهانوں کو تلون نصیب هوا غرض که طور طریقوں میں تغیر نے راه پایا اور جب که بابر نے سولهویں صدي میں مسلمانوں کی چال چلن کو ویسا نپایا جنکا وه معتاد اور خوکرده تها تو سخت حیران رها † مگر غالب یهه

† بابر کا بیان اس لیئے دلچسپ هے که اُسنے ایسے تعصب سے لکها هی جو کابل یا یورپ سے نئے آنے والوں میں پایا جاتا هے بابر بیان کرتاهی که هندوستان ایسا ملک هے که اُسمیں عیش و عشرت کي وه باتیں نهیں جنکي خوبي سے وه مرغوب هووے رهاں کے رهنے والے خوب صورت نهیں اور ملنے جلنے کے لطف اور اُٹهنے بیٹهنے کي خوبي سے محض ناواقف هیں اور عقل اُنکي سلیم اور فکر اُنکي صائب اور طور اُنکے پسندیده نهیں اور حسن مروت اور درد و رنج کي شراکت سے نا آشنا هیں اُنکي دستکاریوں میں کوئي جدید ایجاد اور نقاشي معماري میں کوئي هنر پایا نهیں جاتا گهوڑے برے اور کهانے کا گوشت برا اور پهل پهلاري سے محروم اور تربوز و انگوروں سے بے نصیب

هی که خاندان تیمور کي تخت نشیني سے بہت زیادہ تغیر ظہور میں آیا اسلیئے که اُزبکوں اور افغانوں کے بغض و عداوت اور ایرانیوں کے ساتھہ مذھبي تعصب کے باعث سے با ھر کے لوگونکا انا جانا مسدود ھوگیا ‡ *

اکبر نے صاف صاف اسباب کو منجمله تدبیروں مملکت کے قرار دیا تھا که مسلمانوں کي چال ڈھال اُن لوگوں کے چال چلن کے مشابہہ ھوني چاھیئے جو ھندوستان کے اصل باشندے ھیں *

غالب هی که جب سی هندو مسلمانوں کا ملنا جلنا شروع ھوا تب سی مسلمان ایسے روکھی سوکھی اور تیکھی پھیکی نرھی تھی جیسی که اُس کے میل جول سے پہلے چلے آتے تھی مگر تھوڑي مدت گذرنے پر تاثیر اس میل جول کي حاکمونپر ظاھر ھوئي چنانچه محمود اور اُسکے جانشینوں کے وقتوں کي نسبت غلام باد شاھوں کے وقتوں میں ظلم و ستم کي باتیں زیادہ ظہور میں آئیں اور بعد اُنکے جو ظلم و ستم پچھلي سلطنتوں میں واقع ھوئي وہ خاص خاص حاکموں کے باعث سے وقوع میں آئي یا بیگانه ملکوں کي فوجوں کے سبب سے پیدا ھوئي باقي خاندان تیمور کے اکثر بادشاھوں کي حکومت کے طور طریق اُن باد شاھان یورپ کے طرز و اندازوں کے قریب قریب پہونچتي تھی جنکي حکومتیں نرم اور معتدل تھیں *

مسلمانوں کے علم و زبان کا بیان

مسلمانوں کا خاص علم اُس زمانه میں زیادہ مروج ھوا جسکا حال اب لکھا جاویگا یعنے اکبر کے عہد دولت میں اُس علم نے ترقي پائي اور

اور ٹھنڈي ھوا پانے سے کوسوں دور اور بازار اُنکے اچھي غذاء وبساط سے خالي اور حمام اور مدرسوں سے بے نشان اور شمع مشعلوں سے ناکام ھیں یہانتک که کسي گھر میں شمع دان کا نشان پایا نهیں جاتا بعد اُسکے اُن بڑے ہونتي چیزوں کي ھنسي کرتا ھی جو اِن عمدہ چیزوں کي جگھه برتي جاتي ھیں (ارسکائن صاحب کا ترجمه تزوک بابر کا صفحه ۳۳۳) *

‡ فرشته مغربي لوگوں سے یہاں تک واسطه علاقه منقطع ھوا که او رنگ زیب اُن ایرانیوں کو جو ھندوستان کے مسلمانوں کا اصل نمونه ھیں اکھڑ گنوار کھتا ھے اور ذلیل لقب کے لگائے بدون اُنکے نام نهیں لیتا ھے جیسے جنگلي وحشي *

بعد اُس کے تنزل کو پہونچا اگرچہ مسلمانوں نے دقیق دقیق علموں میں هندوؤں اور یورپ والوں سے عمدہ عمدہ باتیں حاصل کیں مگر عہد مذکور کے بعد کوئي فارسي تصنیف ایسي هندوستان میں پائي نہیں جاتي جو نہایت عمدہ اور تحسین و آفرین کے شایان هووے *

مسلمان مورخوں کو شنسکرت کے مورخوں پر تاریخ نگاري میں فوقیت حاصل هی مگر یہہ بات اُن کو عرب والوں کي بدولت حاصل هوئي اگرچہ مسلمان مورخوں کي تاریخوں میں معمولي مضمونوں پر بہت سي لنبي چوڑي تقریریں پائي جاتي هیں اور وہ دلچسپ اور ضروري باتوں اور دقیقہ سنجي اور نکتہ سمجهني اور حکیمانہ راے و تجویزوں سے معرا و مبرا اور کہیں کہیں یاوہ گوئي اور بیهودہ سرائي سے مشحون و معمور هیں مگر واقعات کا سلسلہ ایسا برابر هی کہ کسي مقام سے منقطع نہیں هوتا علاوہ اس کے علم جغرافیہ سے معمور اور اوقات تواریخ کے تعین و تقرر میں آمادہ اور سندوں کے حوالہ دینے میں نہایت مستعد هیں غرض کہ امور مذکورہ بالا کي نظر سے برهمنوں کي بیهودہ کہانیوں پر نہایت فوقیت رکهتي هیں *

یہہ بات اچنبهے کي هی کہ هندوستاني مسلمانوں کي زبان کي اصل و حقیقت جو آج کل هندوستان میں بولي جاتي هی اور لوگوں کو بہت کم معلوم هی *

جب کہ دلي کي سلطنت قایم هوئي اور بیخ و بنیاد اُسکي مستحکم پڑي تو یہہ بات ضروري هی کہ سارے فیروزمندوں نے هندوستاني جورو بچوں کي بول چال اور علاوہ اُن کے هندوستانیوں کے میل جول کي ضرورت سے هندي بولي سیکهي هوگي جسکي اصل شنسکرت تهي اگرچہ اُس هندي زبان کے مصدر شنسکرت کي زبان کے تهے مگر گردان اُسکي یہي تهي جو آج کل معمول و مروج هی اور غالب یہہ هی کہ یہہ زبان ایک مدت تک خالص رهي هوگي اگرچہ کسي مشرقي مورخ نے چہان

ہیں اس بات کی اب تک نہیں کی کہ کس کس تبدیل و تغیر سے وہ زبان ایسی ہو گئی جو آج کل بولی جاتی ہی *

زمانہ حال کے ایک مسلمان † مورخ نے بیان کیا ہی کہ تیمور کے دھاووں کے وقتوں میں زبان حال کی صورت قایم ہوئی اگرچہ یہہ بات قیاس سے خارج ہی کہ ایسی یورشوں کے وقتوں میں جو پورے برس دن بھی قایم نہ رہیں اور قتل و قتال اور سفا کی بے باکی کے سوا کوئی نشان اُنکا پایا بھی نہیں جاتا کسی قوم کی زبان میں تغیر واقع ہووے مگر یہہ تعجب نہیں کہ پندرھویں صدی کے اخیر میں آج کل کی هندی بولی نے ترقی پائی ہو معلوم ہوتا ہی کہ بارھویں صدی کے اخیر سے پہلے اس بولی کو زیادہ ترقی نہوئی ہوگی اِسلیئے کہ بنیاد اُس کی قنوج کی دیسی بولی تھی پنجاب کی دیسی بولی نہ تھی جس کو مسلمانوں نے پہلے پہل فتح کیا ‡ تھا *

یہہ بولی پچھلے وقتوں کی تصنیفوں میں برتی گئی پہلے کتابوں اور شعروں میں برتاو آسکا ہوا اِس لئیے کہ کالبروک صاحب نے ایک ایسے ہندو شاعر کا حال لکھا ہی جسنے آغاز سولہویں صدی کے قریب ایک کتاب جیپور میں تصنیف کی اور کہیں کہیں اُسمیں فارسی لفظوں کا استعمال بھی کیا مگر صاحب ممدوح یہہ بھی کہتے ہیں کہ مسلمان شاعر بھی اُس خالص هندی میں پہلے پہلے شعریں کہتے تھے جو هندوی کہلاتی ہے چنانچہ هندوستانی مسلمان شاعروں کے شعر اوس تذکرہ میں مندرج ہیں جو سنہ ۱۷۵۲ع میں تالیف ہوا ہاں تذکرہ کے پچھلے شاعروں کے شعروں میں عربی فارسی لفظوں کا استعمال پایا جاتا ہی *

---

† ڈاکٹر گل کراسٹ صاحب کی هندوستانی زبان کی تحقیقات میں اس مورخ کا حوالہ درج ہی

‡ کالبروک صاحب کی تحریر مندرجہ کتاب تحقیقات ایشیا جلد ۷ صفحہ ۲۲۰

زبان حال یعني آردو کے شاعروں میں ولي پہلا شاعر هی جسنی سترهویں صدي کے نصف میں أردو زبان میں شعریں کہیں بعد آسکی برابر شاعر هوتے چلی ائی چنانچه آج تک وہ سلسله چلا آتا هی مگر تصنیفات ان شاعروں کي فارسی شاعروں کے کینڈے پر دیکھیں گئیں اور آنهیں کے چربه پر اشعار اُن کے پائی جاتے هیں اور غالب هی که یهه لیاقت هندوستاني شاعروں کو حاصل هوئي که اُنهوں نے خانگي امورں اور زندگي کي عام حالتوں کي هجوو مذمت لکھنے کو رایج کیا اِس لیئے که عربي فارسي کے شاعر خاص خاص لوگوں کي مذمتیں لکھا کرتے تھی جیسی که فردوسي طوسي نے محمود غزنوي کي مذمت لکھي منجمله اُن کے سودا شاعر نے هجو گوئي کو بڑے پایه پر پہونچایا جو اٹھارهویں صدي کے اخیر میں بڑي دهوم دهام کا شاعر گذرا اگرچه دکني بنگالي اور علی هذالقیاس اور زبانوں میں عربي فارسي لفظ داخل هوئی مگر اُردو کی مانند دوسري زبان قایم نهوئي *

نواں حصہ

اکبر کي سلطنت کا بیان

پہلا باب

سنہ ۱۵۵۶ع یعنی اکبر کي تخت نشیني سے سنہ ۱۵۸۹ تک کا بیان

اکبر کي تخت نشیني اور بیرم خاں کي وزارت کا بیان

اکبر تیرہ برس چار مہینے کا تھا کہ ہمایون نے انتقال کیا اگرچہ یہہ شاہزادہ عمر کي حیثیت سے دستور سے زیادہ ہوشیار اور قابل تھا مگر باوصف اسکے انصرام و اہتمام کے قابل نتھا ہمایون نے اپنے مرنے سے پہلے پنجاب کیطرف آسکو روانہ کیا تھا اور حقیقت یہہ تھي کہ اکبر نام کا سردار تھا اور کل کام آسکا بیرم خاں سے متعلق تھا اور حقیقت میں وهي حاکم تھا چنانچہ یہي تعلق اکبر کي تخت نشیني کے بعد بھي قایم رہا یہانتک کہ بیرم خاں نے خانخاناں کے خطاب سے سرفرازي پائي جسکے یہہ معني ہیں کہ وہ بادشاہ کا باپ ہی اور تمام اختیارات اُسکو بے حد و بے پایاں حاصل ہوئے غرضکہ وهي بادشاہ گنا گیا *

یہہ بیرم خاں جسکو یہہ مرتبہ حاصل ہوا قوم کا ترکمان اور آس زمانہ میں ہمایون کا بڑا معزز سردار تھا جب کہ ہمایون ہندوستان سے خارج نہوا تھا بعد آسکے جب شیر شاہ کے ہاتھوں سے ہمایون نے شکست فاحش کھائي تو بیرم خاں ہمایون سے الگ ہوگیا اور بڑي بڑي مصیبتیں آوتھاکر گرتا پڑتا گجرات سے گذرا اور ہمایون کي بیدخلي کے تیسرے برس

میں همایوں سے سندھ میں جاکر ملا چنانچہ وہ لوگ اُسکو دیکھکر نہایت خوش هوئے جو گھر سے نکھرے هوگئے تھے اور اس سے صاف واضح هوتا هی که لوگ اُسکو پہلے سے جانتے تھے کہ وہ اڑے وقتوں میں بڑے کام کا آدمي هی اور اُسکو اسي لیئے نہایت عزیز و معزز رکھتے تھے غرض کہ اُس وقت سے همایون کے معتمدوں میں داخل هوا اور وہ سردار ایسا مزاج کا مستقل اور طبیعت کا مضبوط تھا کہ اگر اُسکا سا استقلال اُسکے آقاء نامدار کے مزاج میں تھوڑا بہت زیادہ هوتا تو اُسکے حق میں بہت هي اچھا هوتا *

جب کہ همایوں کا انتقال هوا تو بیرم خاں اُس زمانہ میں سکندر سور کے مقابلہ میں مصروف و آمادہ تھا اور سکندر سور کو ایسا دبا رہا تھا کہ شمالي پہاڑوں کے دامن میں بھاگ کر گیا اور اب تک دلي پنجاب کي فرمانروائي کا دعوي کرتا تھا هنوز بیرم خاں جدید مفتوحہ ملکوں کے کام کاج کا انصرام نکرنے پایا تھا کہ ناگاہ اُسکو یہہ پوچھ لگا کہ مرزا سلیمان والي بدخشاں نے خاص کابل اور دیگر ممالک مقبوضہ همایوں پر قبضہ کیا اور جب کہ اُسنے نقصان مذکورہ بالا کا تدارک چاھا اور اُس میں فکر و تامل کیا تو ناگاہ اُسکو یہہ خبر پہونچي کہ سلطان عدلي کي طرف سے هیمو بقال ایک بھاري فوج اپنے همراہ لیکر ان دو کاموں کے ارادہ پر روانہ هوا ایک . یہہ کہ مغلوں کو هندوستان سے خارج کرے اور دوسرے یہہ کہ سکندر سور باغي کو گوشمالي دیوے مگر یہہ بات یاد هوگي کہ اس لڑائي کا نتیجہ هم پہلے بیان کرچکے یعني پٹھانوں کو شکست نصیب هوئي اور هیمو بقال اپني دلاوري بہادري سے جي توڑ کر لڑا یہانتک کہ ایک تیر اُسکي آنکھہ میں پیٹھا اور وہ اُسکے صدمہ سے اپنے هاتهي پر بیہوش هوکر گرا چنانچہ وہ مقید هوا اور اکبر کے ڈیرے میں لایا گیا اور بیرم خاں نے یہہ بات چاهي کہ اکبر شاہ اپنے هاتهوں کو ایسے نامي گرامي کافر کے لہو سے رنگین کرے اور غازي کہلاے مگر جب کہ اُس

بہادر نے حریف مجروح کے قتل کرنے سے صاف انکار کیا تو بیرم خاں نے اُسکے وهم و اندیشے سے خفا هوکر ایک وار میں هیمو کا کام تمام کیا *

بعد اُسکے دلی آگرہ پر اکبر نے قبضہ کیا مگر تھوڑے عرصہ بعد اُسکو پھر پنجاب جانا پڑا اس لیئے کہ اُسکو کہیں یہہ پرچہ لگا کہ سکندر سور نے پہاڑوں سے خروج کیا اور پنجاب کے بہت سے حصہ کو دبا لیا غرض کہ پہاڑی ملکوں کے سوا تمام هموار ملک اکبر کے قبض و تصرف میں بکمال آسانی دوبارہ آگئے اور سکندر سور اپنی جان بچاکر مانکوٹ کے مضبوط قلعہ میں داخل هوا اور اُس قلعہ کو بڑی جانفشانی سے بچایا یہانتک کہ اکبر نے آٹھہ مہینے اُسکے محاصرہ میں گزارے مگر وہ قلعہ فتح نہوا بعد اُسکے سکندر سور نے اِس قول و قرار پر قلعہ حوالہ کیا کہ بنگالہ جانیکی مزاحمت نکرے چنانچہ سکندر سور بنگالہ کو چلا گیا جہاں پٹھانوں کا ایک خاندان اب بھی قابض و متصرف تھا *

واضح هو کہ اسی زمانہ سے خاندان تیمور کی سلطنت کا بحال هونا سمجھا جاتا هی اور حقیقت یہہ هی کہ بیرم خاں کی سعی و محنت کی بدولت وہ سلطنت بحال هوئی اور اب بیرم خاں کو اس درجہ کے اختیار اور اُس مرتبہ کی جاہ و حشمت حاصل تھی کہ محکوم کے حق میں اُس سے زیادہ ممکن و متصور نہیں *

بیرم خاں اپنی سپاهیانہ لیاقتوں اور حکومت کے زور و قوت کے باعث سے ایسی ایسی بیرونی مشکلوں پر غالب آیا تھا کہ اُس سے کچھہ کم تھوڑی همت والا سردار اُن کے دباؤ سے دب جاتا چنانچہ جو اُسکے جی میں آیا وہ کیا اور همیشہ اپنے ارادوں پر جما تھما رها اور حقیقت یہہ تھی کہ یہہ عادات اُس میں ایسی قوی فوج کے دبائے رکھنے کے لیئے ضروری و لابدی تھیں جس میں بڑے بڑے لڑنے والے بے ٹھور ٹھکانے لوگ بھرتی تھے اور اُسکی بے انتظامی اور خود سری کا پاداش و تدارک همایوں کی عقل و شجاعت اور زور و قوت سے خارج تھا اور خصوص ایسے

وقتوں میں کہ ایک صغیر سن بادشاہ تخت نشین ہووے تو یہہ احتمال غالب تھا کہ بیرم خاں اگر ایسا مستقل مزاج نہوتا تو وہ فوج اکبر کي حکومت کو زیر و زبر کرتي اور ہرگز جمنے نديتي *

غرض کہ نظر بوجوہات مذکورہ بالا بیرم خاں کي کڑي حکومت لوگ اُس وقت تک بلا شور و فریاد اُٹھائے چلے گئے کہ سلطنت کي بقاء و سلامت اُسي کي خاص حکومت سے منوط و مربوط سمجھي گئي اور جب کہ یہہ کھٹکا باقي نرہا کہ بدون اُسکے وہ سلطنت بہت جلد افسردہ پژمردہ ہوجاویگي تو اُسکي حکومت کي سختیوں کا اثر دلوں پر ہونے لگا اور لوگوں کے مزاج اُسکي جانب سے بگڑنے لگے اور وجہہ یہہ تھي کہ یہہ بیرم خاں چند ایسي ذاتي برائیاں رکھتا تھا کہ اُنکي بدولت اُسکي حکومت سخت ناگوار ہوئي یعني مزاج اُس کا تلخ و ترش اور چال ڈھال اُسکي غرور و نخوت سے مشحون و معمور تھي اور اپني حکومت کا بغایت خواہاں اور دوسریکے اختیار و حکومت سے بڑا جلنے والا اور حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کا بجبر و اکراہ طالب تھا اور ایسے اختیار کو دیکھہ نسکتا تھا جو اُسکي عنایت کے سوا کسي اور کے ذریعہ سے حاصل ہووے غرض کہ اوصاف مذکورہ کے باعث سے بہت لوگ اُس کے دشمن ہوگئے یہاں تک کہ خود بادشاہ بھي برگشتہ خاطر ہوگیا اس لیئے کہ بادشاہ اب جوان ہوتا جاتا تھا اور بیل اُس کي روز روز بڑھتي جاتي تھي اور بیرم خاں کي مستقل حکومت سے بات اُسکي ایسي پھیکي پڑي تھي کہ اُس کے گوارا کرنے کي اُسکو ہرگز تاب نہ تھي *

بیرم خاں کي چند باتوں کے سبب سے جو خود مختاري اور بے انصافي سے سرزد ہوئي تھیں بادشاہ کا عتاب اُسکي نسبت زیادہ ہوا منجملہ اُن کے ایک یہہ بات بھي تھي کہ جب ہیمو بقال سے آغاز سلطنت میں لڑائي ہو چکي اور ملازمان دو لت کو فتح نصیب ہوئي تو بیرم خاں نے تردي بیگ حاکم سابق دلي کو قتل کیا حسب اتفاق اکبر اُسوقت اسلیئے

موجود نتھا کہ وہ باز کے شکار کو گیا تھا غرضکہ بیرم خاں نے باد شاہ کو
ناچیز سمجھکر ایسے بڑے معاملہ میں نام کو بھي نہ پوچھا اور تکلف کو
بھي دخل ندیا یہہ تردي‌بیگ بابر بادشاہ کے بڑے مخلصوں میں سے
گنا جاتا تھا اور جب کہ ھمایوں مارا مارا پھرتا تھا تو وہ ھمراہ اوسکے رھا
اور ساتھہ اُسکا نچھوڑا مگر دلي کو بے وقت اور بے موقع خالي کرنے سے
بالشبہہ مجرم ھوگیا تھا ایکروز ایسا اتفاق ھوا کہ اکبر بادشاہ ھاتیونکي لڑائي
سے جي اپنا بہلارھا تھا کہ ایک ھاتي میدان سے بھا گا اور دوسرا ھاتي
حریف اُسکا اُسکے پیچھے لپٹا اور تماشائي لوگ اُنکے پیچھے پیچھے چلے
جنمیں اچھے برے ھر قسم کے آدمي شریک شامل تھے جوں ھي وہ بھگوڑا
ھاتي بیرم خاں کے ڈیروں میں گھسا تو کئي ڈیرے گربڑے جنسے بیرم‌خاں
کي جان جوکھونکا کہتکا تھا چنانچہ جو لوگ اوس کے آس پاس موجود
تھے اون سب کو حیراني پریشاني ھوئي اور بیرم خاں یہہ بات اُلٹي سمجھہ
کر کہ اس سے تذلیل اُسکي مقصود تھي نہایت برھم ھوا اور شاید اس
شبہہ سے کہ میري جان کا پوشیدہ ارادہ تھا غیظ و غضب کھاکر مہاوت کے
قتل کا حکم دیا اور تھوڑے عرصہ تک بادشاہ سے بھي کشادہ پیشاني سے نملا
اور غایت تکلف سے چیں بجبیں باتیں کرتا رھا علاوہ اِسکے ایک بڑے درجہ
کے امیر کو جو خود بیرم‌خاں کا ھم قدر تھا خفیف تہمت لگاکر قتل کرایا اور
پیر محمد خاں خاص اوستاد بادشاہ کا حج کے بہانے سے جلا وطن ھوکر جان
اپني بچا لیگیا غرض کہ بیرم خاں کے وھمي مزاج اور شکي طبیعت سے
بادشاہ کے مصاحب سخت حیران اور نہایت پریشان تھے یہاں تک کہ
آخرکار اُس کے ظلم و ستم کے باعث سے اُنکو یہہ ترنگ آئي کہ بیرم خاں
کے اُس شک و شبہہ کو جو ھماري نسبت بغض و عداوت کي بابت
رکھتا ھی سچا کریں چنانچہ انجام اُس کا یہہ ھوا کہ خود اکبر اسبات
پر آمادہ ھوا کہ آپ کو اُس قید سے آزاد کرے جس میں وہ دن رات
اپني اوقات بسر کرتا ھی یہاں تک کہ اُسنے اپنے مصاحبوں سے صلاح و

مشورت کرکے ایک امر تجویز کیا غرض کہ بعد اُسکے ایک موقع پر شکار کھیلنے کو گیا اور اپنی والدہ ماجدہ کی ناسازی طبیعت کا بہانہ کرکے دلی کی جانب روانہ ہوا اور جوں ہی کہ بہرم خاں کے رعب داب کی حدود سے باہر نکلا تو مارچ سنہ ۱۵۶۰ع مطابق ۲۸ جمادی‌الثانی سنہ ۹۶۷ ہجری کو یہہ اشتہار اُس نے جاری کیا کہ اب حکومت میں‌نے سنبھالی اور اب کوئی شخص اُن حکموں کی تعمیل نکرے جو میرے حکم و اجازت سے جاری نہوں غرض کہ اشتہار کے جاری ہوتے ہی بہرم خاں کی آنکھیں کھلیں اور خواب غفلت سے بیدار ہوا اور اب کہ وقت اُسکے ساتھہ سے نکل گیا تو اُس نے بادشاہ کا اعتماد دوبارہ حاصل کرنا چاہا اور اُس کے حاصل کرنے میں نہایت کوشش کی چنانچہ دو رفیقوں کو بادشاہ کے دربار میں بھیجا مگر اکبر اس چاپلوسی سے راضی نہوا اور اُن ایلچیوں کو دربار میں دخل ندیا بلکہ تھوڑے عرصہ کے بعد اُنکو گرفتار کیا *

جب کہ بادشاہ اپنے وزیر سے کھلم کھلا الگ تھلگ ہوگیا تو اُس کے الگ ہونے سے بہت جلد اثر پیدا ہونے لگے چنانچہ ہر پایہ کے لوگ اُس وزیر دولت باختہ سے کنارہ کش ہوکر بادشاہ کے دربار میں حاضر ہونے پر مادہ ہوئے اور سارا باعث یہہ تھا کہ بادشاہ کی بھلائیوں بلکہ اُس کی برائیوں سے بھی یہہ اُمید اُن کو ہوئی کہ وہ برائیاں بھی بہرم خاں کی سخت گیریوں اور ناخدا ترسیوں کی نسبت خفیف و سبک ہونگی *

جب کہ بہرم خاں کے ساتھی بکھر گئے اور ذاتی ذریعوں کے سوا کوئی سہارا بھروسا باقی نرہا تو اُس نے دوبارہ قوت حاصل کرنی چاہی اور تحصیل قوت کے لیئے طرح طرح کی تدبیریں سوچیں چنانچہ یہہ ترنگ اُسکے جی میں آئی کہ بادشاہ کو گرفتار کرے اور بعد اُس کے یہہ سوجھی کہ مالوہ میں پہونچکر بجاے خود ریاست قایم کرے مگر جو امداد اُسکے ہاتھہ آئی اُس کے بھروسے پر اُس ارادہ پرآمادہ نہوا اور غالب یہہ ہی کہ وہ اس بات کو گوارا نہ کرتا تھا کہ اپنی تلوار اپنے آقا کے

فرزند ارجمند پر آٹھاوے چنانچہ وہ ناگور کو بایں بہانہ روانہ ہوا کہ گجرات میں پہونچکر بعزم بیت‌الله جہاز پر سوار ہوگا *

بیرم خاں ناگور میں پہونچا اور اس اُمید پر پڑا رہا کہ شاید نصیب اُس کے پلٹا کھاویں یہاں تک کہ بادشاہ کا پیغام اُس کے پاس آیا کہ تم اپنے عہدہ وزارت سے معزول کیئے گئے اور اب تمکو ہدایت کیجاتی ہی کہ بلا تاخیر آپ حج کو چلے جاویں جونہی کہ یہہ حکم صادر ہوا تو اُسنے تمام نشان اور نقارے اور ماہی مراتب وغیرہ حکومت کی علامتوں کو بادشاہ کی خدمتمیں روانہ کیا اور عام آدمیوں کی حیثیت سے گجرات کی جانب روانہ ہوا مگر بادشاہ کی کسی آیندہ حرکت سے غیظ و غضب کہا کر طبیعت کو بدلا اور تھوڑی بہت فوج اکھٹی کر کے بغاوت کا ہنگامہ علانیہ برپا کیا اور پنجاب پر چڑھائی کی مگر وہ بدبخت اُس یورش میں یوں محروم رہا کہ اُس کو یہہ توقع نہ تھی کہ خود بادشاہ اُس کے مقابلہ پر آویگا علاوہ اس کے بادشاہ نے جگہہ جگہہ اُس کی روک ٹوک کے لیئے فوجیں متعین کیں چنانچہ ایک فوج نے اُسکو ایسی شکست فاحش دی کہ وہ پہاڑوں میں بھاگنے پر مجبور ہوا اور انجام کار اُس کو ماہ ستمبر سنہ ۱۵۶۰ع مطابق محرم سنہ ۹۶۸ ہجری میں بادشاہ کے فضل و کرم کا خواہاں ہونا پڑا مگر اس موقع پر اکبر نے کمال آدمیت برتی کہ پہلے وزیر کی خدمتوں کو نہ بھولا یعنے اُس نے یہہ کام کیا کہ بڑے بڑے امیروں کو تھوڑی دور تک اُسکے استقبال کے لیئے بھیجا اور بادشاہی خیمہ میں اُس کی حاضری کا حکم دیا غرضکہ جب بیرم خاں اکبر کے سامنے حاضر ہوا تو بادشاہ کے قدموں پر گرا اور پہلی باتوں کو یاد دلا کر رو پڑا اور سسکیاں بھرنے لگا یہاں تک کہ فی‌الفور اُس کو بادشاہ نے اپنے ہاتھہ سے اُٹھایا اور دائیں طرف اپنے بٹھایا بعد اُسکے خلعت مرحمت فرماکر یہہ بات فرمائی کہ اب تیری مرضی پر یہہ بات موقوف ہی کہ کسی بڑے صوبہ کی حکومت پسند کرے یا دربار میں بڑے سے بڑے عہدہ پر

متعین رهے یا بعزت تمام حج کو چلاجاوے مگر بیرم خاں نے عقل و هوشیاري اور فخر و امتیاز اپنا اسي میں سمجھا کہ حج کا جانا قبول کیا چنانچہ معقول وظیفہ اُس کي پرورش کے لیئے مقرر کیا گیا اور بیرم خاں گجرات کو روانہ هوا مگر جب کہ بیرم خاں جہاز کے ساز و سامان آمادہ کر رها تها تو ایک پٹهان نے پیچهے سے آ کر کام اُس کا تمام کیا اور وجہہ اُسکي یہہ تهي کہ همایوں کے عهد دولت میں اُس پٹهان کے باپ کو خود بیرم خاں نے عین میدان میں قتل کیا تها *

بادشاہ کي مشکلوں کا بیاں

اکبر نے جو بهاري بوجهہ اپنے سر پر اُٹهایا وہ اٹهارہ برس کے گبرو کي تاب و طاقت سے باهر تها مگر اِس نو جوان گبرو کو دستور و معمول کي نسبت زور و قوت اور تعلیم و تربیت نے بڑے بڑے فایدے بخشے تهے *

همایوں کے برے وقتوں میں پیدا هوا اور چچا کي قید میں پرورش پائي اور باپ کي لڑائیوں میں دلاوري اُسکي واضح اور بیرم خاں کے عهد تسلط میں جب کہ حال اُس کا نازک تها هوشیاري اُس کي ظاهر هو چکي تهي طور و طریق اُس کے معقول اور شکل و شمایل کا دلپذیر اور زور طاقت کا پورا اور چستي چالاکي کے کاموں میں زبردست اورعالي همت تها یہاں تک کہ جي بہلانے کے مشغلوں میں بهي بڑا زور اُس سے ظاهر هوتا تها چنانچہ گهوڑوں اور هاتهیوں کے سدهانے اور شیروں اور جنگلي جانوروں کے بگاڑ زوري مقابلہ کرنے میں زور آزمائي کرتا تها اور باوصف ایسي سادہ مزاجي اور شان شوکت کے شوق و ذوق کے جسقدر کہ اُسنے نیکنامي کي بنیادوں کو سپاهیانہ کامیابي پر مبني اور متعلق سمجها تو حکومت کي شایستگي اور طبیعت کي دریا دلي پر بهي اُس سے کچهہ کم تصور نہیں کیا اور اسي سمجهہ بوجهہ کے موافق عملاً درآمد کرتا رها *

اکبر کي موجودہ حالت کے قیام و استحکام کے لیئی وہ تمام اوصاف درکار تھے جو اُس میں پائی جاتے تھے *

منجملہ اُن خاندانوں کے جن جن کي سلطنت چار دانگ هندوستان میں قایم هوئي تیمور کا خاندان نہایت ضعیف اور کم زور تھا اور اُسکي بنیاد بھي مضبوط و مستحکم نہ تھي چنانچہ غور غزني کے خاندان اپني پرانی ملکي سلطنت پر مدار اپنا قایم رکھتی تھے جو هندوستان کي سلطنت مفتوحہ سے متصل تھي اور غلام بادشاهوں کے خاندان جو بلاد هندوستان میں فرمانروائي کرتے تھے بڑي پشت پناہ اُنکي یہہ تھي کہ اُنکے وطن والوں کي آمدورفت اس ملک میں برابر جاري تھي مگر خاندان تیمور کي شکل اس لیئے نئي نرالي تھي کہ باوصف اس کے کہ بابر کابل کے لوگوں سے تھوڑا بہت گھلا ملا تھا مگر مرزا کامران کے عہد دولت میں کابل کا علاقہ واسطہ هندوستان سے ٹوٹ تاٹ گیا تھا اور علاوہ اسکے ایک افغان بادشاہ نے جو خاندان تیمور کا بڑا حریف اور نہایت بدخواہ تھا افغانستان کے بڑے بڑے لڑنے بھڑنے والوں اور نیز هندوستان کے مسلمانوں کو خاندان تیمور کا دشمن بنا رکھا تھا اور اسي سبب سے جو لوگ اس خاندان کے رفیق اور طرفدار تھے وہ ایسے لوگ تھے جو غنیمت کے لوبھہ لالچ پر کہیں کہیں سے اکٹھے هو گئے تھے اور اُن کے اتحاد و اتفاق کا واسطہ رابطہ وہ موهوم فایدہ تھا جو کامیابي کے زمانہ میں تمام لوگوں کو مشترک وار حاصل هوتا تھا *

جب کہ همایوں کشور هندوستان سے بکمال آساني خارج کیا گیا تو خاندان تیمور کي وہ کمزوري بخوبي پوري هو چکي جسکا یہہ امر باعث تھا کہ وہ اپنے قدیمي ملک کي امداد و اعانت اور وهاں کے لوگوں کا سہارا بھروسا نہ رکھتا تھا یہاں تک کہ همایوں کے بیٹے اکبر کي ابتداے سلطنت میں بھي وهي کمزوري دلوں میں کھٹکتي تھي *

اکبر کي تدبیروں کا بیان

غالب یہہ هی که وجوهات مذکورہ بالا کے لحاظ اور نیز اپني طبیعت کي صفائي اور طینت کي پاکي اور نکوئي کي نظر سے اکبر نے یہہ ارادہ کیا کہ هندوستانیوں کي تمام قوموں کا سردار آپ کر بناوے اور اُس بڑي چھوٹي چکلي ولایت کے رہنے والوں کو بلا امتیاز اُن کے نسل و مذهب کے ایک گروہ قایم کرے چنانچہ اس معقول تدبیر کي تعمیل و تکمیل اُس کے عہد حکومت میں بڑي سعي و محنت اور نہایت میل و رغبت سے برابر هوتي رهي یعني لیاقت و حیثیت کے موافق هر درجہ کا اختیار و پایہ هندوؤں کو اور هر فرقے کے چھوٹے بڑے مسلمانوں کو عنایت فرماتا رها یہاں تک کہ تمام قلمرو میں بڑے بڑے عہدوں پر عمدہ عمدہ خیر خواہ اُس کے جگہہ جگہہ باتفاق باهمي معزز و ممتاز هوگئی *

یہہ تمام باتیں ایسي تهیں کہ ظہور اُن کا ایک دراز عرصہ کے بعد هوتا مگر جن باتوں پر سر دست اکبر کو مایل هونا لازم و واجب تها وہ نہایت ضروري و لابدي تهیں چنانچہ سب سے پہلے یہہ امر ضروري تها کہ اپنے سرداروں پر اپني حکومت قایم کرے دوسرے یہہ کہ اُن ملکوں پر دوبارہ قبضہ پاوے جو بادشاهت کے دخل و تصرف سے خارج هو گئی تهی تیسرے یہہ کہ اُس ملک کے نظم و نسق میں ترتیب اور شایستگي پیدا کرے جو بے شمار انقلابوں کے باعث سے نیست و نابود هو گئے تهے *

اکبر کي عہد سلطنت کے پہلی دو برسوں میں حکومت اُس کي صرف پنجاب اور اُس ملک میں محدود و منحصر تهي جو دلي آگرہ کے اُس پاس واقع تهی مگر جب کہ تیسرا سال شروع هوا تو بے لڑے بھڑے اجمیر اُس کے قبضہ میں آئي اور چوتھے برس کے شروع میں گوالیار کے قلعہ پر قبضہ کیا اور بہرام کي شکست همت اور زوال دولت سے تھوڑي مدت پہلے سنہ ۱۵۰۶ع مطابق سنہ ۹۶۶ هجري میں پٹھانوں کو خاص لکھنؤ اور نیز اُس ملک سے خارج کر چکا تها جو گنگا سے لیکر جونپور کي مشرق تک پھیلا پڑا هی *

مقامات مذکورہ بالا میں خاندان سور کے جو جو رفیق اور معاون باقی تھے شیر شاہ ثانی ولد شاہ عدلی مذکورالصدر کے تحت حکومت چلے آتے تھے اور اکبر کی حکومت پر بہت عرصہ نگذرا تھا کہ شیر شاہ ثانی بہت سی فوج لیکر جونپور کیطرف اِس اُمید پر بڑھا کہ اُس ملک کو دشمن کے قبض و تصرف سے نکال کر دوبارہ حاصل کرے جو ہاتھہ سے نکل گیا تھا چنانچہ خان زمان اکبر کے سردار نے اُسکو سکشت فاحش دی مگر آقاے نامدار کو کم سن سمجھکر اُسکی قوت اور ذریعوں کو ہیچ و پوچ تصور کیا اور منجملہ مال غنیمت کے بادشاہ کو حصہ ندیا اور اسقدر خود پرستی اختیار کی کہ سنہ ۱۵۶۰ ع مطابق سنہ ۹۶۸ ھجری کو خود بادشاہ نے اُس سردار سرکش کی گوشمالی کے لیئے بذات خود چلنا مناسب سمجھا اگرچہ بادشاہ کے پہونچنے پر چال ڈھال اُسکی سیدھی سادھی ہوگئی تھی جیسی کہ اُسکے ذمہ فرض و واجب تھی مگر نافرمانی کی ایسی بری عادت پڑی تھی کہ وہ صرف اُسی وقت تک معطل رہی اور بعد اُسکے وہی رنگ ڈھنگ اُسکے ہوگئے علاوہ اُس کے مالوہ کے حاکم نے بھی خود مختار ہونیکا ارادہ کیا اور صوبہ مالوہ کی حقیقت یہہ ہی کہ یہہ صوبہ باز بہادر کے قبضہ میں چلا آتا تھا جو پٹھان بادشاہوں کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا اور بیرم خاں کے عہد حکومت میں سردار مذکور کو مالوہ سے خارج کرنیکا ارادہ ہوا تھا مگر اب بادشاہ نے پہلے کی نسبت بڑے زور و شور اور نہایت کر و فر سے اس مہم کا ساز و سامان کیا چنانچہ آدم خاں ملازم دولت نے جو اس مہم پر روانہ کیا گیا تھا باز بہادر کو شکست فاحش دیکر مالوہ سے خارج کیا † مگر وہ بھی

† اس موقع پر عجیب آشوب انگیز حادثہ واقع ہوا بیان اُسکا یہہ ہی کہ ایک هندنی باز بہادر کی معشوقہ دلنواز اور محبوبہ محبت طراز تھی اور اُسکے حسن و جمال کا یہہ شہرہ تھا کہ چار دانگ ہندوستان میں نظیر اُسکی کم یاب تھی اور جس قدر کہ یہہ معشوقہ هندو نژاد آفت روزگار اور نہایت خوبصورت اور شیرین کار ہی اُسی قدر لایق و فایق بھی تھی یہاں تک کہ هندی زبان کی شاعر اور اُس زبان

خاں زماں کي مانند اسباب پر راضي نہوا که منجمله مال غنیمت کے تهوڑا بہت حصه بادشاه کو نذر کرے *

جب که اکبر نے یہه حال اسکا ملاحظه فرمایا تو وه اس بات کا منتظر نه بیٹها که اس نافرمان سردار کي جانب سے کوئي علانیه سرکشي ظہور میں آوے بلکه نہایت سرعت سے آسکے لشکر میں پہونچا اور آسکے برے ارادوں کو پورا نہونے دیا چنانچه مئي سنه ۱۵۶۰ ع مطابق شعبان سنه ۹۶۸ هجري کو آدم خاں نے اس نظر سے کام ناکام آقاے نامدار کي اطاعت اختیار کي که وه ایسے اچانک مقابله کا مقدور مقاومت نرکهتاتها اور اکبرنے بهي قصور اُسکا معاف کیا مگر تهوڑے عرصه بعد اُسکو مالوه کي حکومت سے منتقل کیا اور اوستاد پیر محمد خاں کو وه حکومت بخشي جو پہلے زمانه میں بادشاه کا اوستاد تها یہه پیر محمد خاں اس لیئے فن حکومت اور سپه گري سے نا آشنا تها که اُسنے نوشت خواند کي تعلیم پائي تهي بلکه کوئي ایسي خوبي اُس میں موجود نتهي که اُس کے لحاظ سے یہه تصور کیا جاوے که پہلے زمانه میں وه بادشاه کا اوستاد هي هوگا جسکي بدولت وه مرتبه اُسکو حاصل هوا یا یہه که جس بڑے پایه پر وه اب پہنچا اُسکے مقتضي یهي تها که اُس سے والا نظري اور اولعزمي ظاهر هووے غرض که باز بہادر نے آسپر دهاوا کیا اگرچه پہلے پہل اُسنے بڑي بڑي

میں عمده عمده شعریں کہتي تهي اُور شعر گوئي میں شهره آفاق تهي حاصل یہه که جب باز بہادر جان بچاکر بهاگا تو وه پریزاد آدم خاں کي گرفتاري میں آئي اور جب که اُس نے یہه بات اچهي طرح دریافت کي که آدم خاں کي منت سماجت اور نیز اُسکي دهمکیوں سے محفوظ رهنا ممکن نہیں تو اُس نے ملاقات کا ایک وقت مقرر کیا اور نہایت عمده پوشاک اُس نے پہني اور لطیف لطیف عطر اُسپر چهڑکے اور ایک اچهي سیج پر دوپٹے کے انچل سے مونهه اپنا ڈهانپ کر بے تکلف هوکر پانو اپنے پهیلائے غرض که وه پریزاد ایسي طرح سوئي که اُس کو سہیلیوں نے یہه تصور کیا که بي بي آرام فرماتي هیں یہاں تک که جب آدم خاں پہونچا اور اُس خفته بخت نے اُس دولت بیدار کو جگانا چاها تو اُسکو موا پایا اس لیئے که وه راحت جان زهر کهاکر سوئي تهي اور آبرو کے پیچهے جان اپني کهوچکي تهي ــ خافي خاں

فتوحات حاصل کیں مگر دو شہروں کي خونریزي سے جنپر وہ قابض و متصرف ہوا تھا اپني فتوحات کو بٹا لگایا حاصل یہہ کہ باز بہادر آخرکار اُسپر غالب آیا اور دریاے نربدہ میں اُسکو ڈبویا بعد اُسکے مالوہ کا صوبہ قدیم مالک کے قبضہ میں چلا گیا مگر سنہ ۱۵۶۱ ع مطابق سنہ ۹۶۹ هجري میں عبداللہ خاں اوزبک کے هاتھوں سے باز بہادر سخت مغلوب ہوا جسکو اکبر نے اُسکے مقابلہ کے لیئے روانہ کیا تھا بعد اُس کے تھوڑے عرصہ گذرنے پر باز بہادر نے اکبر کي اطاعت اختیار کي اس لیئے کہ اکبر کي عمدہ ملکي تدبیروں کي جہت سے یہہ علاج اُس کے مغلوب دشمنوں کے لیئے همیشہ باقي رهتا تھا *

باوجود اسبات کے کہ آدم خاں حکم و حکومت سے معزول و معطل هوگیا تھا مگر مزاج اُسکا سیدھا نہوا تھا اور وہ کھوٹ اُسکا ابتک نگیا تھا چنانچہ اُس نے بادشاہ کے وزیر سے خصومت ڈھونڈہ کر ایسے کمرہ میں جو بادشاہ کے کمرہ کے متصل اور ایسے وقت میں کہ وزیر اپني نماز میں مشغول تھا وزیر کے کٹاري ماري اورجوں هي کہ اکبر کے کانوں میں اس قصہ کي بھنک پڑي تو وہ اپنے کمرہ سے دوڑ کر آیا اور پہلے وار اُسنے جنجھلاهٹ سے یہہ چاھا کہ اپنے وزیر کا عیوض خاص اپنے هاتھوں سے لیوے مگر جوں توں کرکے آپ کو یہاں تک روکا تھاما کہ تلوار اپني میان کي اور بعد اُس کے حکم دیا کہ اُس بلند مکان کي چھت سے قاتل کو نیچے گرایا جاوے جہاں اُس نے وہ کوتک کیا تھا یہہ واقعہ سنہ ۱۵۶۲ ع مطابق سنہ ۹۷۰ هجري میں واقع هوا مالوہ کي حکومت میں عبداللہ خاں اوزبک سے بھي ایسي سینہ زوري ظاهر هوئي کہ صوبہ مذکور کي فتح پر ایک سال سے کچھہ هي عرصہ زیادہ گذرا تھا کہ بادشاہ اُس سردار کوتہ اندیش کي ناشایستہ حرکتوں سے تنگ هوکر فوج کشي پر مجبور هوا اگرچہ اُس سردار نے چند مقابلہ بیفائدہ کیئے مگر انجام اس کا یہہ هوا کہ گجرات کو بھاگ گیا اور گجرات کے بادشاہ کا دامن پکڑا یہہ واقعہ سنہ

۱۵۶۳ ع مطابق ۹۷۰ اور سنه ۹۷۱ هجري میں واقع هوا اور جب که اور اوزبکوں نے جو بادشاهي فوج کے سردار تهے عبدالله خاں اوزبک کا یهه حال اپني آنکهوں سے دیکها تو وه سخت ناراض هوئے اور اُنکے دلوں میں یهه شبهه پیدا هوا که یهه نوجوان بادشاه همارے لوگوں سے اس لیئے متنفر هی که وه بابر کي آل و اولاد هی اور اوزبک لوگ اُس کے دشمن تهے غرض که اُن لوگوں نے بهت سے سرداروں سمیت اس خیال سے واویلا مچائي که هماري قوم کے لوگ اب ذلیل و خوار هونے والے هیں یهاں تک که سنه ۱۵۶۴ ع مطابق سنه ۹۷۲ هجري میں وه لوگ باغي هوگئے اور خاں زماں مذکورالصدر اور آصف خاں امیر ثاني جو فتح گراه واقع حد بندیلکهنڈ بالائي نربده کي بدولت حال میں معزز و ممتاز هوا تها باغیوں کے شریک و شامل اور ممد معاون هوئے اس ریاست کي حاکم ایک بادشاهزادي تهي جس نے آصف خاں مذکور کا مقابله بیفائده کیا اور جب که اس شاهزادي نے یهه دیکها که فوج اُسکي تباه اور وه آپ زخمي هوئي تو اُس نے اس اندیشه سے که وه دشمن کے پالے نپڑے تلوار سے آپ کو هلاک کیا بعد اُسکے شهزادي کے خزانے آصف خاں کے هاتهه آئے مگر آصف خاں نے بهت سا تغلب کیا اور جب که یهه تغلب پکڑا گیا تو اُسنے بغاوت کو سنبهالا اور خبث باطن کو اوچالا *

ان باغیوں کي لڑائي میں کامیابي کي صورتیں مختلف رهیں یعني کبهي اُنهوں نے اطاعت اختیار کي اور کبهي کبهي کئي کئي سرداروں نے بغاوت کو دوباره پسند کیا چنانچه انهیں قصے قضایوں میں اکبر کے دو برس سے زیاده صرف هوگئے مگر انجام اُس کا ایسے بهادرانه کام پر هوا جو بادشاه فیروزمند کي خو و خصلت کے شایاں و سزاوار تها بیان اُس کا یهه هی که جب بادشاه اکبر اس بغاوت کو بهت کچهه پس پا کرچکا اور اُسکے بهائي مرزا حاکم نے پنجاب پر دهاوا کیا تو کام ناکام اُسکو باغیوں کے مقابله سے لوٹنا پڑا اور اس دهاوے کے رفع دفع میں کئي

مہینے صرف ہوئے اور جب کہ وہ پنجاب سے واپس آیا تو اُس نے اُس ملک پر باغیوں کا قبض و تصرف پایا جسکو اُنکے قبض و دخل سے خارج کیا تھا یعني اودہ اور الہآباد کے صوبوں کا بڑا حصہ باغیوں کے دخل و تصرف میں داخل ہوگیا تھا اگرچہ برسات کي شدت تھي مگر اکبر نے ندي نالوں کي پروانکي اور بلا تاخیر اُنکے مقابلہ کو روانہ ہوا اور گنگا پار اُنکو مار کر بھگایا اور جب کہ باغیوں نے آپ کو گنگا کي طغیاني کے ذریعہ سے محفوظ سمجھا تو بادشاہ ایک غرقاب ضلع سے سخت کوچ کرکے رات کے وقت اسطرح گنگا پار اوترا کہ وہ دو ہزار آدمي جو فوج سے آگے بڑھے ہوتے تھے گھوڑوں اور ھاتیوں پر سوار ہوکر پار اوتر گئے اور رات بھر گھاتونمیں چھپی رھے اور پو کے پھٹتے ہي دشمنوں پر پھیل پڑے اگرچہ باغیوں کو یہہ حال معلوم تھا کہ تھوڑے سے سوار اُنکے قریب ہي اُترے ھیں مگر دھاوے کا وہم و خیال بھي نتھا غرض کہ باغي لوگ نچنت بیٹھے تھے اور کوئي فکر اُنکو دامنگیر نتھي اور جب کہ ھل چل کي آغاز ہي میں خان زماں مارا گیا اور آصف خاں پیادہ رھگیا یعني گھوڑا اُس کا کام آیا اور خود گرفتار ھوا تو وہ غلبہ جو کثرت کي رو سے بادشاہي فوج پر اُنکو حاصل تھا لغو و بیہودہ ہوگیا یہانتک کہ ھاتھہ پانو اُنکے پھول گئے اور ادھر اودھر تتر بتر ہوگئے یہہ بغاوت سات برس تک قایم رھي *

کابل کے امورات کا بیان

اُس حملہ کا باعث جو کابل سے پنجاب پر واقع ہوا اور خود بادشاہ کو اُس حملہ کي ضرورت سے مذکورالصدر باغیوں کے مقابلہ سے الگ ہونا پڑا بہت سي پچھلي پراني باتیں تھیں بیان اُس کا یہہ ہے کہ ابوالمعالي اور شرف الدین نامي اکبر کے دو سردار اوزبکوں کي بغاوت سے پہلے سنہ ۱۵۶۱ع مطابق سنہ ۹۶۹ ہجري میں ناگور کے مقام پر باغي طاغي ہوگئے تھے یہانتک کہ بادشاہي فوج کو شکست فاحش دیکر دلي کي جانب بڑھ چلے آتے تھے مگر آخرکار اُنکو پچھلے پیروں بھاگنا پڑا چنانچہ

وہ سخت مجبور ہوئے اور اٹک پار اُنھوں نے پناہ اپني ڈھونڈھي اور رهي سهي فوج کو همراہ اپنے لیکر کابل میں پہونچے چنانچہ حسب تقاضاے وقت آوبیٹھہ اُنکي وهاں اچھي هوئي اور بات اُنکي پوچھي گئي *

همایوں کے مرتے دم تک همایوں کے شیر خوار بیٹے مرزا حاکم کے نام پر کابل کي حکومت جیسے تیسے قایم رهي اور بعد اسکے تھوڑے دن گذرے تھے کہ اُسکے رشتہدار مرزا سلیمان والي بدخشاں نے اُسپریورش کي جیسا کہ بیان اُسکا مذکور هوا اگرچہ بعد اُسکے جلد دوبارہ قبضہ کیا گیا مگر حقیقت میں وہ حکومت اکبر کي مطیع و محکوم نتھي کابل کي حکومت اکبر کي ماں کے تحت تصرف میں رهي اور یہہ بیگم اپنے حال نازک کي حفظ و حراست بکمال عقل و هوشیاري سے کرتي رهي یہانتک کہ جسقدر وہ خاص اپنے وزیروں سے چوکني رهتي تھي اُسقدر اوپري دشمنوں اور بیگانہ غنیموں سے نڈرتي تھي *

مرزا سلیمان کي مہم سے اکبر کي ماں کو فراغت حاصل هوئي تھي کہ یہہ باغي سردار اُسکي خدمت میں حاضر هوئے اور تھوڑي مدت گذرنے پر اسبات کي ترغیب اُسکو دي کہ اپنے کام کاج کا انتظام ابوالمعالي کو تفویض کرے چنانچہ پہلي پہلي اُس مکار بد باطن نے ایسي دانائي برتي اور ایسي چالیں چلا کہ اُن سے یہي ظاهر هوا کہ وہ بڑے کام کا وزیر هی مگر اُس پست پاپي کے جي میں یہہ بات بے طرح بیٹھي تھي کہ وہ بیگم کي حکومت کو بطور مستقل قایم نرکھے چنانچہ اُس نمک حرام نے بہت جلد اپني کمک مدد کے واسطے عین کابل میں ایک فریق کو طرفدار اپنا بنایا اور بیگم کو قتل کرا دیا اور حکومت کي مسند پر مستقل هو بیٹھا بعد اُس کے مرزا سلیمان سے اعانت طلب کي گئي چنانچہ سنہ ۱۵۶۳ع میں ابوالمعالي اپني سزا کو پہونچا یعنے شکست کھاکر جان سے مارا گیا اور مرزا سلیمان ایسي چال چلا کہ کابل کا دخل و تصرف صغیرسن کے قبضہ قدرت میں بحسب ظاهر چھوڑا حقیقت میں ایک

اپنے متوسل کي سر پرستي اور رهنمائي پر کام آس کا موقوف و منحصر رکھا جسکي حکومت ایسي سخت اور نا گوار تهي که مرزا حاکم نے اُسکي اطاعت سے سرتابي کي چنانچه مرزا سلیمان سے لڑ بهڑ کر مغلوب هوا اور کابل سے نکالا گیا یهه حال اوس لڑائي کے پچهلے برس میں واقع هوا جو اکبر شاه کو قوم اوزبک کے سرداروں سے پیش آئي تهي اگرچه مرزا حاکم نے ملازمان دولت اکبري سے اُس قدر کمک حاصل کي تهي جو بمقتضاے وقت اُس کو ممکن و متصور تهي مگر اُس نے اپنے بهائي کو باغیوں کي گوشمالي میں مصروف پاکر یهه اراده کیا که جو نقصان اُس نے کابل میں آٹهایا بهائي کي جائداد پر قبض و تصرف کرنے سے اُس کو پورا کرے چنانچه اُس نے لاهور پر قبضه کیا اور پنجاب کا بهت سا حصه دبایا مگر انجام آس کا یهه هوا که ماه نومبر سنه ۱۵۶۹ع میں هندوستان سے نکالا گیا اور آسي زمانه میں ایک اچهي تبدیل و تغیر کے باعث سے کابل میں دوباره داخل هوا اور ایک عرصه تک قابضانه امن چین سے بیٹها رها *

واقعات مذکوره بالا کے زمانه اور اوزبکون کي لڑائي کے وقتوں میں که وه ابتک پورے نه هوئي تهي ایک اور بغاوت هندوستان میں برپا هوئي جس کے نتیجے آخرکار عمده هاتهه آئے تفصیل اُس کي یهه هي که سلطان مرزا خاندان تیمور کا ایک شاهزاده جو بابر کے همراه اقلیم هندوستان میں آیا تها همایون سے باغي هو چکا تها اگرچه خود سلطان مرزا مغلوب هوکر پشیمان هوا تها اور بادشاه نے قصور اُس کا معاف فرمایا تها مگر آسکے چار بیٹوں اور تین بهتیجوں نے سلطنت کي خرابي ابتري دیکهه بهالکر مقام سنبهل میں جو اُن کے باپ کي حکومت گاه تهي بغاوت کا جهنڈا کهڑا کیا پہلي پہل تو بلا جد و جهد ایسے مغلوب هوئے که اُن کي جانب کا کهٹکا باقي نرها یہاں تک سنه ۱۵۶۲ع میں گجرات کو بهاگنے پر مجبور هوئے چنانچه وه گجرات میں پهونچے اور آینده

فسادوں کے بیچ ہوئی یہاں تک کہ جب گجرات فتح ہوئي تو قصہ اُنکا پاک ہوا *

واقعات متفرقہ کا بیان

مذکورالصدر فسادوں کے وقتوں میں چند ایسي وارداتیں پیش آئیں کہ اگرچہ نتیجے اُن کے بڑا پایہ نہ رکھتے تھے مگر اُن کے ذریعہ سے اُس زمانہ کے عیش و عشرت کا حال اچھي طرح دریافت ہوتا ہی *

ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ شرف الدین کي بغاوت کے زمانہ میں ایک مشہور † درگاہ کي زیارت کو اکبر شاہ سواري پر جاتا تھا حسب اتفاق ایک تیرانداز جس کا حال اُس کے قتل کے بعد دریافت ہوا کہ وہ شرف الدین باغي کا رفیق و ہمراہي تھا تماشائیان سواري کے انبوہ میں گھس بیٹھ کر ایک جانور کو جو اُس کے سر سے اوپر اوڑا جاتا تھا بحسب ظاہر نشانہ اُس نے بنا کر بادشاہ کے شانہ کو نشانا بنایا چنانچہ اُس نے تیر جوڑ کر ایسا زور سے مارا کہ بادشاہ کے شانہ میں کئي انچھہ گھوڑا بیٹھا غرض کہ لوگوں نے اُس کو گرفتار کیا اور بادشاہ سے بہت منت گزار ہوئے کہ آپ اُسکے قتل کو ملتوي رکھکر سخت سخت تکلیفوں کے ذریعہ سے نام اُس شخص کا دریافت فرماویں جس نے اُس خون گرفتہ کو اس ناشایستہ حرکت پر آمادہ کیا مگر بادشاہ نے یہہ فرمایا کہ ایسي صورتوں میں پوچھنے گچھنے سے مجرم لوگوں کي جگہہ بیقصور ہي پکڑے جاتے ہیں غرض کہ بادشاہ نے چہاں بین اُسکي نکي اور اُسکے قتل کو ملتوي نرکھا ‡ *

منجملہ اُن وارداتوں کے ایک واردات یہہ تھي کہ خواجہ معظم جو ماں کیطرف سے اکبر کا واسطہ دار تھا ایسا خشمناک اور بے قابو ہوگیا تھا کہ وہ اپني بي بي کو نہایت بیدردي اور کمال بیرحمي سے مارا پیٹا

---

† یعني اجمیر شریف ۱۲ مترجم

‡ خافي خاں اور اکبر نامہ

کرتا تھا یہاں تک که رشته دار اُس عورت کے بادشاه سے شاکي هوئے اور کہنے سننے کے بعد اُنهوں نے یهه درخواست پیش کي که آپ اُس معامله میں دست انداز هوکر اُس وحشي مزاج کو اسبات پر راضي کریں که وه اپني بي‌بي کو اُسکي ماں کے پاس اُس زمانه میں چھوڑے جب که وه اپني جاگیر کو جاوے بعد اُسکے بادشاه اپنے همراهیوں سمیت ایک موقع پر شکار کھیلنے کو گیا اور اُس نے یهه ارادہ کیا که خواجه معظم کے گھر جاکر جو دلي کے متصل واقع تھا خواجه سے ملاقات کرے مگر وه ظالم وحشي مزاج اکبر کے ارادہ پر پے لیگیا اور اکبر کے اُترنیکا اُس نے انتظار نکیا که في‌الفور اپنے زنانه میں پہنچا اور بي‌بي کو قتل کیا یعني اُس کے کلیجے میں تلوار کو گھنگولا اور لہو بھري تلوار کو کھڑکي کي راه سے اکبر کے لوگوں میں پھینکا اور جب که اکبر اُس مکان میں داخل هوا تو خواجه معظم کو مسلح پایا اور مقابله پر مستحکم دیکھا یہاں تک که خواجه معظم کے ایک غلام کے هاتھه سے جان اُسکي بدشواري محفوظ رهي یعني وه غلام اُس حال میں مارا گیا که بادشاه پر وار اپنا لگانا چاهتا تھا غرض که بادشاه اس سینه زوري اور بیراهي سے نہایت برهم هوا اور یهه حکم صادر فرمایا که خواجه معظم کو جمنا میں سر کے بل اُلٹا کرکے ڈبو دیں مگر جب که وه ایسي طرح نه ڈوبا تو اکبر نے رحم کھاکر ارشاد فرمایا که پاني سے نکالکر گوالیار کے قلعه میں مقید کیا جاوے چنانچه خواجه معظم وهاں مقید رها اور دیوانه هوکر مرگیا ‡ *

ایک بار ایسا اتفاق هوا که اُس نے ایک سفر میں هندو فقیروں کے دو گروهوں کو دیکھا که وه لوگ اپنے رسم و رواج کے موافق تھانیسر کے میله میں خاص ایک مقام پر جہاں هندو هر برس نہانے جاتے تھے لڑنے مرنے پر مستعد هیں اور ننگي تلواریں لیئے کھڑے هیں چنانچه پہلے پہل بادشاه نے هر طرح سے اس بات پر کوشش فرمائي که رضا و رغبت سے تصفیه آنکا

‡ خافي خاں اور اکبر نامه

هوجاوے مگر جب که کوئي تدبیر اُسکي راس نه آئي اور یهه بات بخوبي ثابت هوئي که یهه لوگ آپس میں راضي نهونگے تو اُس نے روک تهام اُنکي نکي اور اُنکو لڑنے مرنے دیا اور لڑائي کا تماشا دیکهتا رها یہاں تک که ایک فریق اپنے حریف پر غالب آیا بعد اُسکے اکبر نے اُس قتل عام کي روک تهام کےلیئے جو اُس غلبه کا نتیجه هوتا اپني سپاه محافظ کو حکم دیا که فیروز مندوں کي لاگ ڈانٹ کرکے مغلوبوں کے تعاقب سے باز رکهے چنانچه اس تدبیر سے وه لڑائي خاتمه کو پهونچي § *

بیگانه ملکوں پر متوجهه هونے کا بیان

جس قدر که بادشاه امیروں سے لڑنے بهڑنے کے وقتوں میں شیر شاه کے جانشینوں سے برسر پیکار اور آماده کارزار تها تاج و تخت کے قایم رکهنے میں بهي اُس سے کچهه کم اور سرگرم نتها یہاں تک که جب وه پچیس برس کو پهنچا تو اپنے بد خواهوں کو خواه اپنے زور و قوت سے غارت غول کرچکا یا اپنے لطف و مروت سے خیر خواه اپنا بنا چکا اب اُسکو بیگانه ملکوں پر مائل هونے کي فرصت هاتهه آئي چنانچه منجمله اُن ملکوں کے پہلے پہل جس ملک پر وه مائل هوا وه راجپوتوں کا ملک تها غرض که بهارا مل والي جے پور اُس سے متفق رها یہاں تک که آغاز محبت میں اپني بیٹي کا بیاه اکبر سے کیا اور اتحاد محبت کي بدولت خود راجه اور اُس کا بیٹا بهگوانداس اکبر کي فوج میں بڑے بڑے عهدوں پر معزز و ممتاز هوئے *

بیرم خاں کے زوال دولت کے تهوڑے دنوں بعد سنه ۱۵۶۱ ع مطابق سنه ۹۶۹ هجري میں مارواڑ کي ریاست پر فوج کشي کي اور جبکه میرتاکا مضبوط قلعه فتح هوا تو وهاں کے لوگوں پر اثر پیدا کیا مگر وه اُس کا فائده نه اُٹهاسکا اس لیئے که اُسکو ایسي ضرورتیں پیش آئیں که اُن ضرورتوں کے باعث سے لڑائي کي پیروي نکوسکا مگر اب اُس نے سنه ۶۸ و

§ خافي خاں اور اکبر نامه

۱۵۶۷ ع مطابق سنه ۹۷۵ هجري میں چتور یعني اودے پور کے راجه پر چڑھائي کي اودے پور کا راجه اودھے سنگهه اُس زمانه میں راج کا مالک تھا جو راجه سنگا بابر کے مخالف کا بیٹا تھا مگر یهه راجه ایسا ضعیف اور دون همت تھا که جب اکبر بادشاه قریب اُسکے پهونچا تو وه راجه چتور کو چھوڑ چھاڑ کر گجرات کي شمالي پہاڑي اور جھاڑي کے ملک میں چلا گیا مگر اُس کے چلے جانے سے چتور گڈه کي فتح اس لیئے سهل و آسان نهوئي که اب بھي اُس میں بہت قوي فوج جیمل سردار کي تحت حکومت موجود تھي جو بڑا شجاع دلاور اور نهایت لائق فائق افسر تھا اگرچه چتور گڈه پہلے دو مرتبه فتح هوچکا تھا مگر میواڑ کے راجپوت اُسکو اپني سلطنت کا بڑا مقدس مقام سمجھتے تھے غرض که اکبر کمال هوشیاري اور نهایت قاعدے شناسي سے اُس قلعه کے قریب پهونچا اور جو جو خندقیں اور دمدمے اُس نے بنائے تفصیل اُنکي فرشته والے نے بیان کي هے اور وه دمدمے اُن دمدموں کے مشابهه تھے جو آج کل بلاد یورپ میں بنائے جاتے هیں حاصل یهه که وه دمدمے ایسے تھے که مخروط کي مانند اُنکے زاویه تنگ تھے اور جهاڑ وغیره کے اسطوانه نما کوٹھیوں پر قایم تھے جنمیں خندقوں کي مٹي بھري گئي تھي مگر اُن دمدموں سے یهه مقصود نتھا که قلعه کے توڑنے کے لیئے اُنپر توپیں چڑھائي جاریں بلکه صرف مطلب یهه تھا که اُنکي اوٹ آڑ میں قلعه کے قریب پهنچکر سرنگیں لگائي جاویں چنانچه دو جگهه سرنگیں لگائي گئیں غرضکه جب دھاوے کے واسطے فوج آراسته پیراسته هوچکي تو اُن سرنگوں میں توڑا لگایا گیا اور قبل اُس کے یهه بات قرار پائي تھي که سرنگوں کے اوڑتے هي دھاوا کیا جاوے مگر تقدیر سے یهه امر پیش آیا که ایک سرنگ اوڑنے پائي تھي که ٹوٹي النگ کي جانب سے فوج نے دھاوا کیا اور عین دھاوے میں دوسري سرنگ اوڑي اور فریقین کے سپاهي تلف هوئے یہاں تک که ایسي هیبت طاري هوئي که حمله آور بھاگ آئے *

جب کہ وہ تدبیر اکبر کی راس نہ آئی تو محاصرہ کا سامان دوبارہ کرنا پڑا مگر ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ اکبر دمدموں کو دیکھہ بھال رہا تھا تو اُس نے یہہ بات دریافت کی کہ جیمل قلعہ پر موجود اور مشعل کی روشنی میں النگ شکستہ کی مرمت میں جی جان سے مصروف ہی جوں ہی کہ یہہ امر اُسکو ثابت ہوا تو اُس نے ناپ تول کر جیمل اجل گرفتہ کو نشانہ بنایا اور ایک تیر جگر شگاف اُسپر چھوڑا غرض کہ قسمت نے یاوری کی کہ وہ تیر اُسکے سر میں پیٹھا اور جوں ہی کہ اُس سردار نے قالب تہی کیا تو محصوروں نے ہمت ہاری اور اپنی معمولی کمفہمی سے ٹوٹی النگ کو چھوڑ کر قلعہ میں چلے گئے اور راجپوتوں کی مانند ایک بڑی دھوم دھام سے جانیں تلف کیں یعنی عورتوں کو جیمل کے ساتھہ آگ میں جلایا اور آپ اپنے پانوں مسلمانوں کے ہاتھوں سے مرنے کو دوڑے جو فصیلوں پر بلا مزاحمت چڑ گئے تھے چنانچہ راجپوتوں کے بیان کے موافق آٹھہ ہزار † آدمی اور مسلمان مورخوں کے حساب سے بہت زیادہ مارے گئے *

‡ یہہ واقعہ مارچ سنہ ۱۵۶۸ع مطابق شعبان سنہ ۹۷۵ ہجری کو واقع ہوا اگرچہ اودھے سنگھہ کے قبضہ سے چتور گڈہ دارالحکومت اُسکا نکل گیا مگر وہ اپنے جھاڑی جنگلوں میں آزاد اور خود مختار رہا بعد اُسکے نو برس گذرنے پرتا بھا سنہ ۱۵۷۸ع مطابق سنہ ۹۸۶ ہجری § میں راجہ پرتاب سنگھہ اُسکے بیٹے اور جانشین کے قبض و تصرف سے کوملمیر اور گوگندہ کے قلعہ نکالی گئے اور خود راجہ دریاے گنگ کے قرب و جوار

---

† دو ہزار راجپوت اِس غریب حکمت سے جان اپنی بچا لیگئے کہ اُنھوں نے جورو بچوں کو باندہ جوڑ کر اپنے آگے رکھا اور محاصروں کے بیچ سے جو قلعہ میں گھس گئے تھے ایسی خوبصورتی سے گذرے کہ گویا محاصروں کا گروہ ہی جو قیدیوں کے حفظ و حراست کے واسطے مقرر ہوئے

‡ تاریخ فرشتہ اور منتخب التواریخ کو دیکھنا چاہیئے

§ ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد ایک صفحہ ۳۳۲ کو دیکھو

میں تهوڑي مدت تک بهاگتا پهرا مگر یهه راجه باپ کے برخلاف ایک چالاک اور عالي همت تها چنانچه آخرکار اُس نے استقلال و همت کي بدولت کامیابي حاصل کي یعني اُس نے اکبر کي وفات سے پہلے پہلے اپنے ملک موروثي کے ایسے بڑے حصه کو اکبر کے قبضه سے نکالا جو پهاڑوں اور جنگلوں سے پاک صاف تها اور دوبارہ اُسپر قابض هوا اور اُس نئي دارالحکومت کي بنیاد اُس نے ڈالي جو اودہ پور کے نام سے مشهور هی اور آجتک اولاد اُسکي قابض متصرف هی اور منجمله راجپوت راجاؤں کے صرف اسي راجه کے خاندان نے دلي کے بادشاهوں سے بیٹي دینے کا رشته نهیں کیا بلکه تمام راجاؤں سے واسطه علاقه قطع کیا اس لیئے که وہ راجے غیر ذات سے رشته ناتے کرنے کے باعث سے اوچهے هوگئے تهے *

راجے بابوؤں سے رشته ناتے کرنیکو اکبر جي جان سے چاهتا تها اور بڑي بڑي کوششیں کرتا تها اور اُس کے جانشینوں نے بهي اس سلسله کو جاري رکها چنانچه جیپور اور مارهواڑ کے خاندانوں کي دو رانیاں اکبر کے دو محل تهے اور جهانگیر اُسکے بڑے بیٹے کي شادي جیپور کي دوسري راني سے هوئي تهي اور ایسے موقعوں پر ایک قسم کا رعب داب اُس دولهن کو دوله پر هوتا تها اور جو اولاد اُسکے پیٹ سے پیدا هوتي تهي وہ تخت نشیني کے استحقاق و اهلیت میں اُس اولاد کي برابر گني جاتي تهي جو مسلمان بي بي کے پیٹ سے هوتي تهي اس لیئے که یهه رانیاں قدر و منزلت میں بیگمات کي برابر سمجهي جاتي تهیں تو بجاے اسکے که تبدیل مذهب اور تغیر ذات سے نفرت کیجاوے بادشاهونکي دامادي کے رشته کا اعزاز و اکرام اُن کے جیوں میں بیٹها اور اُسکي خواهش کرنے لگے *

دوسرے برس کے اندر اندر رنتهنبور اور کالنجر کے پهاڑي قلعه فتح کیئے اورمنجمله اُنکے رنتهنبور کے قلعه پر خود چڑہ کر گیا اور جب که بعد اُسکی سنه ۱۵۷۰ ع مطابق سنه ۹۷۸ هجري میں ایک موقع پر جودہ پور کي

سرحد کے پاس پہونچا تو جودھپور کے پرانے راجہ مالدیو نے اپنے دوسرے بیٹے کو استقبال کے واسطے روانہ کیا † مگر اکبر نے اُسکے آنے کو راجہ کي حاضري پوري نسمجھي چنانچہ وہ بہت برہم ہوا اور بعد اُسکے سنہ ۱۵۷۲ع مطابق سنہ ۹۸۰ ہجري میں ایسي برائي آسنے کي کہ وہ مستحق اُسکا نتھا یعني بیکانیر والے راے سنگھہ کو جو خاندان جودھپور کا چھوٹا سا رکن تھا جودھپور کي حکومت حسب ضابطہ عنایت فرمائي اور اُس کے نام پر فرمان اُسکا مرتب کیا مگر راے سنگھہ کو جودھپور کا قبضہ نصیب نہوا بعد اُسکے جب مالدیو مرگیا تو اُسکے بیٹے نے اطاعت قبول کي اور مورد عنایات ہوا اور بڑي عزت کو پہونچا ‡

گجرات کي فتح کا بیان

تھوڑے عرصہ کے بعد اکبر اُس بڑي مہم پر مایل ہوا کہ گجرات کو اپني قلمرو میں داخل کرے بیان اُسکا یہہ هي کہ جب بہادر شاہ گجراتي مرگیا تو گجرات کي حکومت پر محمود شاہ ثاني بہادر شاہ کا بھتیجا متصرف ہوا اور جب محمود شاہ بھي مرگیا تو اعتماد خاں غلام اُس کا جو اگلے وقتوں میں هندو تھا بنام نہاد ایک صغیر سن کے حکومت کا کام کاج کرتا رہا جسکو وہ محمود شاہ ثاني کا بیٹا بتاتا تھا اور مظفر شاہ ثالث کے خطاب سے پکارا جاتا تھا مگر بادشاهي سردار چنگیز خاں نے اعتماد خاں کا مقابلہ کیا اور منصب حکومت کا الزام اُسکے ذمہ لگایا اور یہہ چنگیز خاں وہ سردار تھا جسکي پناہ اُن مرزاؤں نے ڈھونڈي تھي جنکي بغاوت سنہ ۱۵۶۶ ع میں بیان هوچکي مگر ان مرزاؤں نے ایسے ایسے بیہودہ حق جتائے اور ایسي ایسي برائیاں ماریں کہ آخر چنگیز خاں سے بگڑ گئي اور قصہ کھڑا هوگیا یہانتک کہ کسي قدر کامیابي کے پیچھے گجرات سے نکالے گئے بعد اُس کے سنہ ۱۵۶۸ ع میں مالوہ کے دبانے کا جس

---

† فرشتہ کي تاریخ

‡ ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد دو صفحہ ۳۴

رادہ کیا کہ چتور گڈہ کي فتح پر تھوڑے دن گذرے تھے چنانچہ اکبر نے تھوڑي سي فوج اُن کے مقابلہ پر روانہ کي مگر فوج کو کارگزاري کا موقع ھاتھہ نہ آیا اس لیئے کہ چنگیز خاں کے مارے جانے کي خبر سنکر اُن پریشانیوں سے فائدے اُتھانے کے لیئے جو چنگیز خاں کے بعد گجرات میں واقع ہوئیں مرزا گجرات کو لوت گئے وہ خرابیاں سنہ ۱۵۷۲ ع مطابق سنہ ۹۸۰ ھجري تک برابر قایم رھیں اور جب کہ وہ ھنگامہ فرو نہوا تو اعتماد خاں نے اکبر کي منت سماجت کرکے یہہ بات چاھي کہ گجرات کي حکومت پر ملازمان اکبري تصرف فرماویں اور فسادوں کي اِصلاح کریں چنانچہ اکبر نے ماہ ستمبر سنہ ۱۵۷۲ ع مطابق جمادي الاول سنہ ۹۸۰ ھجري میں دلي سے کوچ فرمایا اور نہایت چستي چالاکي سے جالاپن میں پہنچا یہانتک کہ جب جالاپن اور احمد نگر کے بیچ میں مظفر شاہ ثالث سے ملاقات ہوئي جو نام کا بادشاہ تھا تو مظفر شاہ نے تاج و تخت اپنا بحسب ضابطہ اکبر کو سپرد کیا بعد اسکے گجرات کے سرکشوں کے دبانے ستا نے اور باغي مرزاؤں کے کے پکڑنے جکڑنے اور اُنکي فوج کے بھگانے تھکانے اور سورت کو گھیر کر فتح کرنے میں جسکا بھار بوجھہ آپ اُس نے اوتھایا تھا تھوڑا سا عرصہ صرف ھوا اور سورت کے محاصرہ سے پہلے یہہ امر واقع ھوا کہ اکبر کے بھائي بند مرزا تھوڑي سي فوج اپنے ھمراہ لیکر اپني فوج کے اُس بڑے حصے سے ملنے کو جو گجرات کے شمالي جانب میں پڑا تھا روانہ ھوئے مگر اکبر نے بڑي چالاکي برتي کہ اُنکو مراد کے پہنچنے سے پہلے جا پکڑا اور جب کہ اکبر ایسي چستي چابکي سے جو بے تامل واقع ھوئي تھي آگے بڑہ کر دشمنوں کے مقابلہ پر پہونچا جو زبردست اور مسلح اور ھزار آدمیوں کے لگ بھگ تھے تو سارے لوگ آسکے اُن لوگوں سمیت جو ادھر اودھر منتشر ھوگئے تھے ایکسو چھپن تھے غرض کہ اکبر نے حملہ کیا مگر دشمنوں نے مار کر بھگا دیا اور ایسے تنگ کوچوں میں کھڑے ھونے پر مجبور کیا جو

جھاڑیوں کے کوچہ تھے اور جنمیں تین تین سواروں کے سوا چوتھے کا گذارا
نتھا حاصل یہہ کہ اس موقع پر دشمنوں نے اکبر کو یہاں تک دبایا کہ
ایک بار اپنے رفیقوں سے الگ بھی ہوگیا اور قریب تھا کہ مغلوب ہوجاوے
مگر اسکے تھوڑے سے لوگوں میں بڑے بڑے سردار اور چنے چنے دلاور موجود
تھے چنانچہ ان سرداروں کے علاوہ جے پور والا راجہ بھگوان سنگھہ اور اسکا
بھتیجا اور لے پالک راجہ مان سنگھہ اکبر کا شریک و معاون تھا بلکہ
انہیں راجاؤں کی سعی و ہمت کی بدولت اکبر محفوظ رہا اور کامیابی
کو پہنچا مگر مرزا لوگ اپنی فوج سے جا ملے اور برس روز بعد اوسکے
وہ متفرق ہوگئے اور مختلف مختلف کام انکو پیش آئے اور بھانت بھانت
کے پھل پائے چنانچہ منجملہ اونکے ایک مرزا گجرات میں مارا گیا اور
باقی بڑے بڑے مرزا ہندوستان کے شمال میں بھاگ کر گئے یعنی ناگور کے
پاس پروس میں راجہ راے سنگھہ سے شکست فاحش کھاکر اپنی اصلی
جاے سنبھل کو چلے گئے اور جب کہ سنبھل سے بھاگے تو پنجاب میں
لوٹ مار کرنے لگے یہاں تک کہ اٹک کی جانب بھاگی چلے گئے مگر انجام
آنکا یہہ ہوا کہ بادشاہی افسروں کے ہاتھوں میں گرفتار ہوئے اور جان سے
مارے گئے ہاں ایک حسین نامی مرزا گجرات سے بھاگ کر خاندیس کے
پہاڑوں میں گیا اور ایسا گم ہوا کہ موت حیات اسکی معلوم نہوئی غرض کہ
اکبر گجرات کو اپنی قلمرو میں دوبارہ داخل کرکے چوتھی جون سنہ ۱۵۷۳ ع
مطابق دوسری صفر سنہ ۹۸۱ ہجری میں دلی کو بامراد واپس آیا *

آگرہ میں داخل ہونے پر پورا مہینا نگذرا تھا کہ بادشاہ کو کہیں یہہ
پرچہ لگا کہ حسین مرزا گجرات میں پھر داخل ہوا اور گجرات کے پہلے
بادشاہ کا کوئی بڑا سردار اسکی حمایت پر کھڑا ہوگیا اور اس نے بادشاہی
فوج کو ایسا کچھہ کردیا کہ حملہ کرنے کی جگہہ جان کا بچانا غنیمت
سمجھتے تھے اور حفظ و حراست کی دشواری پیش آرہی تھی اگرچہ
برسات کے موسم سے قاعدہ دان فوج کا کوچ کرنا ممکن و متصور نہوا مگر

بادشاہ نے نہایت چستي چالاکي بلکہ اس هوشیاري اور دور اندیشي کے تقاضے سے جو اسکي طبیعت میں رکھي گئي تھي یہہ ارادہ کیا کہ بلا وساطت غیر اپنے بگڑے کاموں کو سنوارے چنانچہ اُس نے دو هزار سوار اس تاکید سے روانہ فرمائے کہ سیدھي راہ اختیار کرکے شتاب درشتاب آپ کو جالاپن میں پہنچائیں اور بعد اس کے ایسے تین سو بہادر سواروں سمیت اونٹوں پر سوار هوکر روانہ هوا جنمیں بہت سے امیر و سردار تھے اور یہاں تک سواریوں سے کام لیا کہ ساڑھے چار سو میل کے سفر کو نو روز کے عرصہ میں پورا کیا اور برعکس اس خراب موسم کے نویں روز اپني فوج کو گجرات میں اکھٹا کرکے تین هزار آدمیوں سے دشمن کا سامنا کیا اگرچہ فوج اسکي باغیوں کے مقابلہ میں بہت کم تھي مگر بادشاہ کے یکایک گجرات میں آجانے سے باغیوں کو حیرت هوئي چنانچہ سارے باغي افسردہ هوگئے علاوہ اس کے باغي ایک ایسے محاصرہ میں مصروف اور ایسي بلا میں مبتلا تھے کہ محصور اُنپر حملہ کرسکتے تھے اور بادشاہ اپني جلدي اور تندي کے باعث سے دوبارہ خطرہ میں پڑا مگر آخر کار اُسکو کامیابي حاصل هوئي چنانچہ حسین مرزا اور بہادر شاہ گجراتي کا سردار اُسکا رفیق دونوں مارے گئے اور گجرات میں امن چین هوگیا اور اکبر آگرہ کو واپس آیا † *

---

† جب کہ اکبر اس لڑائي سے پہلے هتیاروں سے آراستہ پیراستہ هورها تھا تو اُس نے یہہ دیکھا کہ ایک نوجوان گبرو کسي راجپوت راجہ کا بیٹا ایسا بھاري زرہ بکتر پہنے هوئے هی کہ وہ اُسکے بوجھہ سے دبا جاتا هی اور بوجھہ اُسکا اُٹھا نہیں سکتا اکبر نے سامان اُسکا لیا اور اپنا سامان اُسکو دیا جو بہت هلکا پھلکا تھا اور ایک اور راجہ کو بے زرہ بکتر دیکھکر یہہ فرمایا کہ تو اُس بھاري بوجھہ کي زرہ بکتر کو پہن لے جوہروں میں بیکار هے مگر یہہ راجہ اُس گبرو جوان کے باپ کا حریف تھا چنانچہ وہ جوان گبرو پیچ و تاب کھاکر یہاں تک برهم هوا کہ بادشاہ کے زرہ بکتر کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور یہہ بات کہي کہ مجھکو زرہ بکتر کي حاجت نہیں اب میں بدون اُسکے لڑوں گا بادشاہ نے اُس گستاخي پر التفات نکیا بلکہ یہہ کلمہ فرمایا کہ هرگز مجھکو یہہ بات گوارا نہیں کہ میرے سردار مجھہ سے زیادہ جان جوکھوں میں پڑیں اور اب یہہ مناسب هی کہ میں بھي زرہ بکتر کي پروا نکروں — اکبر نامہ

بنگاله کي فتح کا بیان

دوسرا کام اکبر نے یہہ کیا کہ بنگاله کي فتح حاصل کي بیان آس کا یہہ هی کہ سنه ۱۵۶۰ع میں بہار کا کسیقدر حصه شیر شاه ثاني کے شکست کہانے پر بادشاه کے قبضه میں آ چکا تھا مگر باقي بہار اُس ملک سمیت جو شرقي جانب میں واقع تھا اب تک محکوم اُسکا نہوا تھا اور همایوں کي مراجعت سے پہلے پہلے بنگاله کا یہہ نقشه تھا کہ عدلي شاه کے قبضه سے نکلکر پٹھانوں کے زیر حکومت هو گیا تھا اور اکبر کے زمانه میں داؤد شاه پٹھان اُسپر قابض تھا جو نہایت ضعیف اور عیاش بادشاه تھا اور وزیر آسکا ایسا حاوي هو گیا تھا کہ آس کے قایم مقام هونے پر آماده تھا مگر یہہ بادشاه اُس زمانه میں ملکي لڑائي میں جي جان سے مصروف تھا اوروجہه آس کي یہہ تھي کہ اُس نے وزیر کو قتل کیا تھا جسکي طرف سے آس کو خطره تھا اور ملک والوں نے اُس سے لڑنا تھرایا تھا *

اکبر کو ان جھگڑوں سے یہہ فایده حاصل هوا کہ داؤد شاه سے باجگذاري کا اقرار لیا مگر جب کہ چند روز امن و سلامت سے گذرے تو یہہ اوچھا بادشاه اپني خود مختاري کا دعوی کر بیٹھا اکبر نے بذات خود چڑھنا مناسب سمجھا چنانچه عین برسات میں روانه هوا اور لڑائي کے سامانوں اور رسد کے ذخیروں اور تھوڑے بہت لوگوں کو گنگا جمنا کے ذریعوں سے منزل مقصود تک پہونچایا یہاں تک کہ سنه ۱۵۷۵ع مطابق سنه ۹۸۳ هجري میں بہار سے گذرا اور کوئي سامنے آس کے نہڑا اورداؤد شاه خاص بنگاله کو چلا گیا بعد اُس کے اکبر نے اپني نائبوں کو بایں نظر چھوڑا کہ فتح کي پیروي کر کے تکمیل کو پہونچاویں اور آپ آگره کو چلا آیا *

بنگاله کا هاتھہ آنا ایسا آسان نہوا جیسا کہ هاتھہ آنے سے پہلی سمجھا گیا تھا اسلیئی کہ اگرچه داؤد شاه † اوڑیسه کو چلا گیا مگر بعد آس کے

† واضح هو کہ اس مقام اوڑیسه سے وه تھوڑا سا ملک مراد هی جو مسلمانوں کي عہد سلطنت میں صوبه مذکور میں داخل تھا اور اب وه وسیع اور کشاده هو گیا

بادشاهي فوج کا دوبارہ اُس نے مقابلہ کیا اور بہت بري طرح پیش آیا
یہاں تک کہ انجام اُس نے شکست کھائي اور خلیج بنگالہ کے کناروں
تک بھاگا گیا مگر باوجود اسکے اتني قوت رکھتا تھا کہ اطاعت کي شرطوں
کو دب کر قبول نہ کیا اور اوڑیسہ کو اپنے لیئی قایم رکھا اس لڑائي کے
مشہور سرداروں میں تو ڈر مل بھي شامل تھا جو سلطنت کے وزیر
محاصل ہونے سے مشہور ہوا اور جب کہ بنگالہ میں امن چین ہو گیا
تو اور سرداروں سمیت اُسکو بھي بلایا گیا اور ایک والا منصب سردار کو
بنگال پر حاکم چھوڑا گیا چنانچہ یہہ حاکم صوبہ بنگال کي پراني
دارالحکومت یعني لکھنوتي میں متمکن ہوا مگر لوگوں کے بھاگ جانے اور
بستي کے اوجڑ پڑے رہنے سے آب و ہوا اوسکي ایسي خراب ہو گئي تھي
کہ وہ حاکم مر گیا اور جانشین اُسکا حکومت کے کام کاج کو پورا پورا
سنبھالنے نہ پایا تھا کہ داؤد شاہ نے لڑائي شروع کي اور بنگالہ کو پامال
کیا یہاں تک کہ بادشاهي فوج ایک جگہہ اکھٹي ہونے اور صوبہ بہار سے
مدد مانگنے پر مجبور ہوئي حاصل یہہ کہ انجام کار ایک لڑائي ایسي
پڑي کہ داؤد شاہ شکست کھا کر مارا گیا بعد اُس کے روتاس گڈہ واقع
صوبہ بہار جو اب تک فتح نہ ہوا تھا پورے محاصرے کے ذریعہ سے تھوڑي
مدت کے بعد اُس فوج کے ہاتھوں سے فتح ہوا جو اُس کے محاصرے کے
لیئی مقرر ہوئي تھي غرض کہ سنہ ۱۵۷۶ع مطابق سنہ ۹۸۴ ہجري
میں بہار و بنگال اسلام کي حکومت میں دوبارہ داخل ہوئی اور پٹھانوں
کي رهي سہي حکومت هندوستان سے معدوم ہوئي *

فوج بنگالہ کي بغاوت کا بیان

اکبر کے زمانہ میں بہار و بنگالہ کي ایسي صورت تھي کہ امن چین کا
ہمیشہ قایم رہنا نہایت دشوار تھا اِس لیئے کہ اب بھي جنوب کا پہاڑي
جنگلي خطہ اور شمال کے پہاڑ اور جنگل اور سمندر کے پاس پروس کي
دلدلیں اور جنگل باغي مفسدوں کے ٹھکانے تھے مغلوں نے بنگالہ کو ابتک

مطیع اپنا نکیا تھا چنانچه وہ پٹھان لوگ اُس میں بھرے ہوئی
تھی جنکی تعداد اُن پٹھانوں کي خلوت نشیني سے بہت بڑھ گئي تھي جو
تیموریوں کي ملازمت سے اُن دنوں منکر ہوگئے تھے جب کہ تیموریوں نے
هندوستان کے بالائي حصه کو فتح کیا تھا اکبر کے سرداروں نے بہار و بنگاله
کي پریشاني سے فائدہ اُٹھایا چنانچه اُنھوں نے پٹھانوں کي جاگیروں پر
خاص اپنے لیئے قبضه کیا اور محاصل کي نسبت یہه فقرہ سنایا کہ جو
کچھہ ملک سے حاصل ہوا تھا وہ لڑائي میں کام آیا مگر جب کہ اکبر
محاصلوں کي ترمیم میں مصروف تھا تو بنگال اُس زمانه میں فتح
ہوچکا تھا یہاں تک کہ حاکم بنگاله کو یہه حکم ہوا کہ صوبه کا محاصل
باد شاهي خزانه میں داخل کرے علاوہ اِس کے صوبه کي جاگیروں کي
نسبت سخت تحقیقات اور اُن فوج والوں کي فہرستیں بھي بتاکید تمام
طلب ہوئیں جنکے واسطے وہ جاگیریں تھامي گئي تھیں مگر فوج والوں
نے تعمیل اُن حکموں کي اس لیئے نکي کہ وہ لوگ اپنے زور و قوت سے
واقف تھے اور بنگاله کو اُنھوں نے فتح کیا تھا † غرض کہ پہلے پہلے بنگاله
میں فوج کے لوگ باغي ہوئے اور بعد اُس کے بہار میں بغاوت کا هنگامه
برپا ہوا یعني باقي فوج بھي سرکش ہوگئي اور جب کہ اکبر نے یہه
دیکھا کہ میں اپني فتوحات کے ثمروں سے محروم رہا اور محرومي کے سوا
تیس هزار آدمي مقابله کو آمادہ هیں تو نہایت پریشان ہوا اور بعد
اُس کے کہ بادشاهي جاں نثاروں کو باغیوں کے ساتھہ لڑنے بھڑنے سے
بہت سے نقصان پہونچے سنه ۱۵۷۹ ع مطابق سنه ۹۸۷ هجري میں راجه
ٹوڈر مل کو بنگاله پر روانه کیا چنانچه وہ پہلي وار اِس رعب داب کي
بدولت جو اُس کو هندو زمینداروں پر حاصل تھا کسیقدر کامیاب بھي
ہوا مگر جب کہ وزیر دهلي نے روپیه پیسے کا سخت مطالبه کیا تو منجمله
ایسے سرداروں کے جو باغیوں سے علاقه نرکھتے تھے بہت سے سردار آپ آپ

† اسٹوارٹ صاحب کي تاریخ بنگال و منتخب التواریخ

کو چلے گئے غرض کہ بغاوت کے تصے قضاے تین برس تک قایم رہے مگر بعد اُس کے ٹوڈر مل کے قایم مقام اعظم خاں نے وہ جھگڑے چکائے معلوم ہوتا ہی کہ اعظم خاں نے بہت سے باغي سرداروں کو روپیہ پیسے دیکر راضي کیا اور بہت سے مغل پٹھان سرداروں کو اُنھیں جاگیروں پر قابض رکھا جن پر وہ قابض و متصرف تھے ‡ *

مغلوں کي بغاوت کے زمانہ میں داؤد شاہ کے پرانے پرانے رفیق یہاں اپني اپني جگھہ نکمی نہ بیٹھے تھے چنانچہ جب بغاوت پر تھوڑا عرصہ گذرا تو وہ لوگ ایک شخص قتو نامي کے تحت حکومت ہوکر اکھٹے ہوئے اور تھوڑے دنوں میں اوڑیسہ اور علاوہ اُس کے اُس سارے ملک پر قبضہ کیا جو بردوان کے متصل دریاے دمودر تک واقع ہی بعد اُس کے جب بغاوت فرو ہوئي تو اعظم خاں بنگالہ سے واپس لوٹا اور راجہ مان سنگھہ اکبر کا بلایا ہوا کابل سے آیا اور اس نئي لڑائي کا مہتمم مقرر ہوا چنانچہ مان سنگھہ اُس ملک میں پہونچا جو پٹھانوں کے ہاتھہ تلے دبا ہوا تھا اور برسات کے پورے ہونی تک وہاں پڑا رہا جہاں اب کلکتہ بستا ہي بعد اُس کے اُس کي فوج کے بڑے ٹکڑے نے دشمنوں سے شکست فاحش کھائي اور اُس ٹکڑے کا سردار اُس کا بڑا بیٹا پکڑا گیا اگرچہ مان سنگھہ کي صورت بظاہر اچھي نتھي مگر اُس کے نصیبوں نے یاوري کي کہ سنہ ۱۵۹۰ع میں قتو مرگیا بعد اُس کے عیسی نامي ایک شخص نے جو ہوشیار اور برد بار تھا قتو کے بال بچوں کي سرپرستي کي اور مان سنگھہ نے اِس سردار سے یہہ عہد نامہ کیا کہ قتو کي اولاد ایسي طرح اوڑیسہ پر قابض و متصرف رہے کہ بادشاہ کي متوسل سمجھي جاوے دو برس گذرے تھے کہ عیسی بھي مرگیا اور لوگ اُس کے جانشین سے سخت متنفر ہوئی اِس لیئے کہ اُس نے جگناتھہ کے مشہور مندر کے چڑھاوے کو ضبط کیا اکبر نے اُس بھول چوک کا موقع دیکھکر راجا مان سنگھہ

‡ اسٹوارٹ صاحب کي تاریخ بنگال ۱۲

کو فوج سمیت اُس جانب کو روانہ کیا چنانچہ مان سنگھہ نے بنگالہ کي سرحد پر پٹھانوں کو شکست دیکر کٹک کي جانب کو بھگایا اور بعد اُس کے کڑي کڑي تدبیریں برتیں اور کہیں کہیں جاگیریں بھي قایم رکھیں غرض کہ عمدہ عمدہ تدبیروں سے پٹھانوں کو شیشہ میں اوتارا *

سنہ ۱۵۹۲ ع میں پیچھلا جھگڑا پٹھانوں نے قایم کیا اور اوڑیسہ کو دبانا چاھا مگر وہ ناکام رھے اور مراد اُن کي پورے نہ ھوئي اور اُسي زمانہ سے پٹھانوں کا دعوی باطل ھوگیا اگرچہ بعد اوس کے بھي سنہ ۱۶۰۰ ع میں قتو کے بیٹے عثمان نے سر اُٹھایا *

مرزا حاکم کي بغاوت کا بیان

اکبر کے سردار بنگالہ کے نظم و نسق میں مصروف تھے کہ اکبر کا التفات اپني سلطنت کے دور دراز حصہ یعني کابل پر مایل ھوا تفصیل اُس کي یہہ ھی کہ اکبر کے بھائي مرزا حاکم نے جو ایک مدت سے امن چین سے کابل پر قابض تھا اپني حکومت کو فراخ کرنا چاھا چنانچہ اُسنے پنجاب پر دوبارہ حملہ کیا اور راجہ مانسنگھہ حاکم پنجاب اُسکي مقاومت نکرسکا اور پیچھلے پہروں لاھور میں گھسنے پر مجبور ھوا یہانتک کہ خود اکبر کو بذات خود یورش کرنے اور محاصرے کے اُٹھانے اور صوبہ کو غنیم سے چھوڑانے کي ضرورت پڑي چنانچہ اکبر خود متوجھہ ھوا مگر مرزا حاکم اُسکي تکر نہ اُٹھا سکا بعد اُسکے فروري سنہ ۱۵۸۱ ع مطابق محرم سنہ ۹۸۹ ھجري میں اکبر نے یہہ سوچ سمجھکر کہ اب ھمارا حال ایسا نہیں کہ حریف کو بے تدارک چھوڑیں بھگوڑوں کا پیچھا کیا یہانتک کہ اٹک سے پار اوتر آگے بڑہ گیا مگر مرزا حاکم اسکا مقابلہ نکر سکا اور عین میدان سے بھاگا اور پہاڑوں میں جاکر چھپ گیا اور اکبر کا قبضہ کابل پر ھوگیا اور جب کہ مرزا حاکم سے کوئي بات بن نپڑي تو کام ناکام اکبر کي اطاعت قبول کي اور اکبر نے بھي عذر اسکا قبول فرمایا اور اُسکي حکومت

کوسیکو عنایت فرمائی غالب ہی کہ بعد اسکی میرزا حاکم جی جان سے مطیع اسکا رہا ہوں ہی کہ بادشاہ اس انتظام سے فارغ ہوا تو جی پور والے راجہ بھگوان داس کو پنجاب کا حاکم مقرر کرکے اگرہ کو واپس آیا اور سنہ الیہ میں وہ قلعہ بنوایا جو اجتک اٹک کے بڑے گھاٹ پر قایم دایم اور اٹک بنارس کے نام سے نامی گرامی ہی *

گجرات کی بغاوت کا بیان

مظفر شاہ گجراتی اپنی حکومت سے ہاتھہ اوٹھاکر بادشاہی فوج کے ساتھہ اگرہ میں آیا اور بادشاہی دربار میں تھوڑے دنوں حاضر رہا بعد اوس کے اوس جاگیر میں رہنی سھنی لگا جو اوسکے لیئے مقرر ہوئی تھی اور ایسا گھل مل گیا کہ کوئی شک شبہہ آسکی نسبت باقی نہیں رہا چنانچہ سنہ ۱۵۷۳ ع سے لغایت سنہ ۱۵۸۱ ع تک ویسے ہی بادشاہی توسل میں دن گذارے مگر اور صورتوں کی مانند اس صورت میں بھی اپنی فیاضی اور دریادلی سے بہت سا نقصان اکبر نے آٹھایا بیان آسکا یہہ ہی کہ گجرات میں ہنگامہ برپا ہوا اور شیر خاں فولادی نے جو پہلے ہنگاموں میں بھی شریک و معاون تھا مظفر شاہ کو آسپر امادہ کیا کہ وہ اپنی موروثی حکومت پر قبضہ کرے غرض کہ سنہ ۱۵۸۱ ع مطابق سنہ ۹۸۹ ہجری میں بڑا ہنگامہ برپا ہوا اور یہاں تک نوبت پہونچی کہ بادشاہی فوج اپنی جگہہ سے ہل جلکر جالاپن میں لوٹ جانے پر مجبور ہوئی اور مظفر شاہ احمد آباد اور بڑوچ بلکہ سارے صوبہ پر قابض ہوا حاصل یہ کہ بیرم خاں کے بیٹے مرزا خاں کو ہنگامہ کے دبانے کی غرض سے روانہ کیا گیا چنانچہ آس نے ماہ جنوری سنہ ۱۵۸۴ ع مطابق محرم سنہ ۹۹۲ ہجری میں مظفر شاہ کو شکست دیکر گجرات کے آس ٹکڑے پر دوبارہ قبضہ حاصل کیا جو ہندوستان اور جزیرہ نماے گجرات کے بیچ میں واقع ھے مگر مظفر شاہ جزیرہ نماے گجرات کے خود مختاروں میں چلاگیا اور وہاں سے مرزاخاں کے دھاووں کو پیچھے ہٹایا اور مختلف وقتوں

میں اپنے ملک موروثی کے ارادے سے حملہ کیئی گیا مگر جیسی کہ جد و جہد اُسکی ضایع گئی ویسی هي بادشاهي لوگوں کي وہ سعي و محنت بھي نا کام رهي جو جزیرہ نما میں گھسنی کے لیئي عمل میں آئي تھي غرض کہ ایک عرصہ تک فریقین کي سعي و کوشش پر اسباب کے سوا کوئي فایدا مترتب نهوا کہ اگرآج کہیت اُنکے هانہہ رہا تو کل وہ غالب آئی اور طرفین کو طرح طرح کے نقصان پہونچی *

سنہ ۱۵۸۹ع میں اعظم خان مذکور ایک موقع پر سمندر کے جنوبي کنارے تک پہونچا اور بڑي سخت لڑائي لڑا اگرچہ کہیت اُس وقت مشتبہہ رہا مگر آخر کار یهي واضح هوا کہ مغل هي پس پا هوئی بعد اُس کے عہد مذکور سے چار برس اور آغاز بغاوت سے بارہ برس بعد سنہ ۱۵۹۳ع میں مظفر شاہ گجراتي جب اُس وقت پکڑا گیا کہ اوسنے گجرات کے اُس حصے پر دھاوا کیا تھا جو مغلوں کے قبضہ میں تھا اور جب کہ وہ شامت کا مارا آگرہ کو روانہ کیا گیا تو غیرت کے مارے عین رستہ میں اوسترے سے گلا کاٹ کر مرگیا اور دین و دنیا کا نقصان اُٹھایا *

دوسرا باب

بیان اُن واقعات کا جو سنہ ۱۵۸۶ع سے اکبر کے مرنے تک واقع هوئے

مظفر شاہ گجراتي کے جزیرہ نما میں بھاگنے کے بعد اکبرنے سنہ ۱۵۸۶ع میں دکن کے قصے قضایوں میں دخل دینا شروع کیا مگر جو ارادے اُسنے دکن کے معاملوں کي نسبت پہلی پہل کیئے وہ پورے نہوئے چنانچہ بیان اُن کا تفصیل وار آویگا اسلیئی کہ دخل مذکور کے تھوڑے دنوں بعد اکبر کو اپنے ملک کے شمالي حصہ کے کام کاج میں مصروف هونا پڑا یعنے سنہ ۱۵۸۵ع میں مرزا حاکم اُس کا بھائي مرگیا اگرچہ مرزا حاکم کے بعد اُس کے ممالک مقبوضہ پر قبض و تصرف کرنا چنداں دشوار نہ تھا

مگر جب که اُس کو یهه امر دریافت هوا که مرزا سلیمان اُس کے رشتهٔ دار حاکم بدخشان کو عبدالله خاں اوزبکوں کے سردار نے بدخشان سے خارج کیا تو بخوف اسکے که خدانخواسته عبدالله خاں آگے کو بڑهائی چڑهائی نه کرے یهه ضرورت پیش آئی که کابل کو خود روانه هوا مگر عبدالله خاں اوزبک نے بدخشاں پر قناعت کی اور آگے کا اراده نه کیا اور جب که اکبر نے بدخشاں کی اپنی موروثی حکومت کو چهوڑنا نچاها تو دونوں کے آپس میں بنی رهی اور طرفین کی امن چین سے گذری اُن شمالی پهاڑوں میں بادشاه اب مقیم تها جنکا بہت سا حصه اُس کی قلمرو میں شامل تها اور اسی باعث سے ایسی نئی روش کی لڑائیوں میں مبتلا هوا که اُس کو ایسی سخت مشکلیں پیش آئیں که ویسی کڑی مشکلیں آج تک کہیں پیش آئی نه تهیں *

کشمیر کی فتح کا بیان

منجمله کڑی لڑائیوں کے پهلی لڑائی کشمیر سے متعلق تهی جو ایک مشہور حکومت گاه اور کوه همالہ کے جگر میں بڑے چوڑے چکلے میدان پر واقع هی اور اُن پهاڑوں کی بلندی کے نصف سے زیاده زیاده بلندی پر بستی هی اور آب هوا اُس کی اس لیئے لطیف و پاکیزه هی که بلندی پر واقع هی اور هندوستان کی حرارت اور بہت بلند کوهستانوں کی برودت سے اِس لیئے محفوظ هی که چاروں طرف سے پهاڑوں میں محصور هی اور باوصف اِس کے که کوه همالہ کی برف دار چوٹیوں کے بیچا بیچ بستی هی بیل بوٹوں سے معمور اور پهل پهولوں سے بهر پور هی اور همیشه بہار سے سبز و شاداب رهتی هی چنانچه اکثر اوقات اُس جگهه بہار کا موسم پایا جاتا هی مختلف ولایتوں کے درخت آسکی زمین پر پهلے هیں اور سیکڑوں قسموں کے خود رو پهل پهول بڑی کثرت سے پهاڑوں اور ٹیلوں پر جگهه جگهه پائی جاتے هیں اور اُس کے هموار خطوں کو اُن بہتی نالوں کے ذریعه سے پانی پهونچتا هی جو پهاڑوں کی گهاٹیوں سے چهڑ جهڑ

کے بہتی هیں یا اب شاروں کی مانند آنکی چوتیوں سے پڑتے هیں اور یهه نالی مختلف مقاموں اور خصوص اُن دو جهیلوں میں فراهم هوجاتے هیں جن کے کناروں کی وضع اور هیئت مختلف هی اور مصنوعی باغ اُن میں بهتی پهرتے هیں غرض کہ یهه ساري باتیں کشمیر کے فخرو عزت کے وسیله هیں جن کی بدولت سارے ملکوں سے سبقت لیگئی *

بڑي بڑي خطرناک راهوں میں سے اس بهشتي ٹکڑے تک رسائي ممکن هی اور باوصف اُسکے دشوار گذار چڑهائي کی راه اُسکي نیچ اونچ کے هونے سے نهایت ناهموار اور تنگ پیچدار کوچوں پر مشتمل هی اور کهیں کهیں وه راه ایسی ٹهکروں پر گذرتي هی جن کے نیچی گہرے اور سخت تند بهنے والی دریا بهتے هیں پہاڑ کا وه بلند حصه جہاں سے کشمیر کی اوتار شروع هوتي هی ایک موسم میں برف کي کثرت سے نهایت صعب گزار هوجاتا هی یہاں تک که بعض بعض جگهه گذرنا بهي ممکن نهیں هوتا کشمیر کی ریاست کبهي هندوؤں کے قبضه میں برابر رهي اور کبهي تاتاریوں کے تصرف میں مسلسل چلي آئي مگر یهه حال اُس کا چودهویں صدي تک قایم رها بعد اوسکی ایک دلاور مسلمان اُسپر قابض هوا اور اکبر کی یورش تک مسلمانوں کا قبضه قایم تها † اور اکبر کو کشمیر کی امید اُن نزاعوں کے باعث سے قوي هوئي جو والي کشمیر کے خاندان میں واقع هوئي تهیں چنانچه اُسنے سنه ۱۵۸۶ ع

---

† کشمیر کي وه مشهور تاریخ جو راج ترنگي کے نام سے نامي گرامي هی اسلیئے بیان کے قابل پائي جاتي که وهي تاریخ شنسکرت میں علم تاریخ کا نمونه هی اِس تاریخ کو چار مورخوں نے لکها چنانچه منجمله اُن کے پهلے مورخ نے سنه ۱۱۴۸ میں وه تاریخ لکهي اور اُسنے پهلے مورخوں کے حوالہ ایسے راستي درستي سے لکهے که اُسکي راست بیاني اعتماد کے قابل هی اور تاریخ مذکور کے پهلے حصه میں تاریخوں کے دستور کے موافق جهوٹي جهوٹي باتیں لکهي هیں مگر سنه ۶۰۰ ع کے قریب تک بحسب تدریج اُس کے واقعات مندرجه ٹهیک ٹهیک هوجاتے هیں اور اُس کے بعد کے حالات واقعي سب درست هیں (واسن صاحب کي تاریخ کشمیر مندرجه حالات ایشیاٹک سوسئیٹي جلد ۱۵ صفحه ۳ و ۸۵)

مطابق سنہ ۹۹۴ ہجري میں اٹک بنارس سے جہاں اُن روزوں وہ موجود
تھا تھوڑي سي اپني فوج مرزا سلیمان کے بیٹے مرزا شاہ رخ جسکا باپ بدخشاں
کي حکومت سے خارج ہوکر اکبر کے متوسلوں میں داخل ہوا تھا اور راجہ
بھگوانداس اپنے سالے جےپور والے کے تحت حکومت کرکے اُس غنیمت
کي امید پر روانہ فرمائي جو آپس کے خلاف و نزاع سے جوکہوں میں
پڑي تھي منجملہ اُن مذکورہ موانعوں کے جنکي روک ٹوک کے باعث سے
کشمیر تک رسائي دشوار تھي برف کي مار مار بھي تھي جسکے سبب
سے بادشاہي فوج کا گذرنا نہایت دشوار ہوا اگرچہ وہ فوج اُس راہ سے
داخل ہوئي جسکي حفظ حراست سے کشمیر والی غافل تھے مگر یہہ
دشواري پیش آئي کہ کہانے پینے کے ذخیرہ ایسے پہاڑوں میں صرف ہوگئے
کہ وہ سہل گذار اور بار آور نتھے علاوہ اُسکے اور ایسي مشکلیں پیش آئیں
کہ اُنکي ضرورت سے والي کشمیر اور اُن دو سرداروں میں یہہ عہد نامہ
لکہا گیا کہ والي کشمیر اکبر کي فضل و فوقیت کو تسلیم کرے اور آپ کو
چھوٹا سمجھے اور باقي امورات ملکي میں اکبر کي جانب سے کسي قسم
کي دست اندازي نہوگي مگر اکبر اس عہد نامہ سے راضي نہوا چنانچہ
اُس نے دوسري فوج اُسطرف کو روانہ کي جسکو پہلي فوج کي نسبت
زیادہ کامیابي حاصل ہوئي اور کشمیر کے قصے قضائے جو بہت ہي چھل
پہل رہي تھے اُس کشمیري فوج تک پہونچے جو کشمیر والی کي جانب
سے راہ کي نگہباني پر متعین تھي چنانچہ تھوڑي سي فوج اکبر کي فوج
سے مل گئي اور باقي فوج اپني جگہہ چھوڑ کر خاص کشمیر کو چلي گئي
غرض کہ جب روک ٹوک والی اوٹھہ گئے تو کشمیر اور فیروز مندوں
کے ترس کہانے اور جان مال بخشنے کي محتاج و ملتجي رہي یہانتک
کہ والیئے کشمیر نے اطاعت قبول کي اور دربار دلي کے امیروںمیں داخل ہوا
اور صوبہ بہار میں کافي جاگیر اُسکي ضروریات کے لیئے مقرر کي گئي بعد
اُسکے اکبر نے کشمیر کا سفر کیا اور نئي فتح کا مزا اُٹھانا چاہا چنانچہ وہ
کشمیر میں گیا اور بعد اُسکے باقي سلطنت میں دو بار اور اس مرتبہ کے

علاوہ اُس باغ کي سیر فرمائي مگر اُس کے جانشینوں نے اُس دلپذیر خطے کو گرمي کا ٹھکانا بنایا اور اب بھي کشمیر کو یہہ بات حاصل ھے کہ وہ تمام ایشیا بلکہ ساري دنیا میں عجیب مقام عشرت انتظام ھے *

شمال مشرق کے افغانوں سے لڑنیکا بیان

بعد اُسکے جو لڑائي کے سامان اکبر نے مہیا کیئے وہ ایسے بلا باعث نتھے جیسے کہ کشمیر کے دھاوے بلا سبب واقع ھوئی تھی مگر اکبر کو اس لڑائي میں بڑے کڑے مقابلے پیش آئی اور بہت تھوڑي کامیابي ھاتھہ آئي شمال مشرق کے افغانوں سے یہہ لڑائي پیش آئي جو پشاور کے آس پاس کے پہاڑي ملکوں میں بستے رستےھیں یہہ میدان ایسا زر خیز اور بڑا چوڑا چکلا ھے کہ ھندوستان کي پیداوار اور بلاد مغرب کي معتدل آب و ھوا پر مشتمل ھے اور اُس کے شمال پر کوہ ھندوکش کا بڑا سلسلہ اور اُسکے مغرب پر کوہ سلیمان کا بلند سلسلہ اور اُس کے جنوب پر آن پہاڑوں کا چھوٹا سلسلہ واقع ھے جو خیبر کے نام سے مشہور و معروف اور کوہ سلیمان سے اٹک تک پھیلا پڑا ھے یہہ ٹکڑا افغانوں کے خاص ملک کا دسواں حصہ ھے اور اِس ٹکڑے کے رھنے والے برد راني کہلاتے ھیں اور باقي پٹھانوں سے بول چال اور چال ڈھال میں نرالی تھے یعني امتیاز اُنکا اور پٹھانوں سے چند خصوصیات کے ذریعہ سے حاصل ھے *

اس خطے کا شمالي حصہ یوسف زئي پٹھانوں کا مقبوضہ ھی اور شمال مشرقي والی افغانوں میں یوسف زئیوں کي بڑي کثرت ھے چنانچہ وہ باقي قوموں کي پہچان کے لیئے عمدہ نمونہ ھیں یوسف زئیوں کے ملک میں پشاور کا شمالي حصہ بھي داخل ھی اور پہاڑوں کے بالا بالا پھیلتا پھیلتا ھندوکش میں وھانتک پہونچتا ھی جہاں برف کي جماوٹ رھتي ھی چنانچہ اِس خطے میں کوئي کوئي تھپلا † تیس تیس اور چالیس چالیس میل کا چوڑا چکلا پایا

---

† تھپلا اُس میدان کو کہتے ھیں جو پہاڑوں کے بیچ میں واقع ھوتا ھی

جاتاہے اورھر تھہلے سے اوراور تھہلے بھي ادھر اودھر کو نکلتے ہیں اور یہہ تھہلے
کشمیر کے تھہلے سے آب و ہوا اور شکل شمایل میں مقابلہ کرتے ہیں اور ایسی
تنگ راہوں پر پورے ہوجاتے ہیں جنکے آس پاس اونچے اونچے تیکرے
کھڑے ہیں یا وہ راہیں جنگلوں میں جاکر غایب ہوجاتي ہیں
ایسا ملک حملہ آوروں کے لیئے نہایت صعب گزار اور موانع کي کثرت سے
گلو افشار ہوتا ہی مگر وہاں کے باشندے بے تکلف چلتے پھرتے ہیں
اور تپہلوں کے راہوں سے واقف ہوتے ہیں یہاں تک کہ جہاں راہ کا
نام نہیں ہوتا وہاں کہوج اُسکي نکالتے ہیں اس خطے کے قدیم باشندے
ہندوستاني تھے چنانچہ غالب ہی کہ وہ قدیم پارو پا مائیسس والوں کي
آل و اولاد تھے اکبر کے زمانہ سے تھوڑے دنوں پہلے اس خطہ کو پٹھانوں نے
فتح کیا اور ریاستگاہ اُسکو بنایا کہ وہاں کے باشندوں سے جو لونڈي غلام
اُنکے تھے بوجوت کا کام لیا اور آپ اُنکے مالک رہے بعد اُس کے سو برس
گذرنے پر یوسف زئیوں نے جو قندہار کے متصل رہتے تھے اور جلاوطن کیئے
گئے تھے اُن پٹھانوں کو اُس خطے سے خارج کیا حاصل یہہ کہ وہ یوسف
زئي خطے کے دبانے اور بہت سے لونڈي غلام بنانے کے باعث سے علاوہ اس
خود مختاري کے جو پہاڑي لوگوں کي اصل طبیعت میں رکھي گئي
مال و دولت کا نشا بھي رکھتے تھے اور اُنکي جمہوري سلطنت سے بات اُنکي
بہت بن پڑي تھي اگرچہ ہر قوم کا موروثي سردار الگ الگ تھا مگر امن
چین کے دنوں میں کوئي بات اُسکو اسکے علاوہ حاصل تھي کہ وہ اپنے
لوگوں سے صلاح و مشورت کرے اور اُنکي خواہشیں اور لوگوں پر جتاوے
ہر گانوں کے رہنے والے ملکي کار باروں کا اہتمام کرتے تھے چنانچہ پنچایت
کي معرفت جھگڑے چکائے جاتے تھے اور کسي نہ کسي ضرورت سے گانوں کي
چوپالوں میں ہمیشہ جمگھٹ جمتے تھے علاوہ اُسکے گانوں کے چوپالوں
میں چار آدمي بیٹھہ کر جي بھي بہلاتے تھے اور مسافروں اور مہمانوں
کا اُتارا بھي رہتاتھا اراضیات کي بانٹ آپس میں برابر تھي اور یہہ برابري

علاوہ اُس باغ کي سير فرمائي مگر اُس کے جانشينوں نے اُس دلپذير خطے کو گرمي کا ٹھکانا بنايا اور اب بهي کشمير کو يهه بات حاصل هے که وہ تمام ايشيا بلکه ساري دنيا ميں عجيب مقام عشرت انتظام هے *

شمال مشرق کے افغانوں سے لڑنيکا بيان

بعد اُسکے جو لڑائي کے سامان اکبر نے مهيا کيئے وہ ايسے بلا باعث نتھے جيسے که کشمير کے دهاوے بلا سبب واقع هوئي تهي مگر اکبر کو اس لڑائي ميں بڑے کڑے مقابلے پيش آئے اور بهت تهوڑي کاميابي هاتهه آئي شمال مشرق کے افغانوں سے يهه لڑائي پيش آئي جو پشاور کے آس پاس کے پهاڑي ملکوں ميں بسنے رہتےهيں يهه ميدان ايسا زرخيز اور بڑا چوڑا چکلا هے که هندوستان کي پيداوار اور بلاد مغرب کي معتدل آب و هوا پر مشتمل هے اور اُس کے شمال پر کوہ هندوکش کا بڑا سلسله اور اُسکے مغرب پر کوہ سليمان کا بلند سلسله اور اُس کے جنوب پر اُن پهاڑوں کا چهوٹا سلسله واقع هے جو خيبر کے نام سے مشهور و معروف اور کوہ سليمان سے اٹک تک پهيلا پڑا هے يهه ٹکڑا افغانوں کے خاص ملک کا دسواں حصه هے اور اس ٹکڑے کے رهنے والے برد راني کهلاتے هيں اور باقي پٹهانوں سے بول چال اور چال ڈهال ميں نرالي تهي يعني امتياز اُنکا اور پٹهانوں سے چند خصوصيات کے ذريعه سے حاصل هے *

اس خطے کا شمالي حصه يوسف زئي پٹهانوں کا مقبوضه هے اور شمال مشرقي والے افغانوں ميں يوسف زئيوں کي بڑي کثرت هے چنانچه وہ باقي قوموں کي پهچان کے ليئے عمده نمونه هيں يوسف زئيوں کے ملک ميں پشاور کا شمالي حصه بهي داخل هے اور پهاڑوں کے بالا بالا پهيلتا پهيلتا هندوکش ميں وهانتک پهونچتا هے جهاں برف کي جمارت رهتي هے چنانچه اِس خطے ميں کوئي کوئي تهلا † تيس تيس اور چاليس چاليس ميل کا چوڑا چکلا پايا

† تهلا اُس ميدان کو کهتے هيں جو پهاڑوں کے بيچ ميں واقع هوتا هے

پهاتاهے اورهر تهیلے سے اوراور تهولے بهي ادهر اودهر کو نکلتے هیں اور یهه تهولے
کشمیر کے تهولے سے آب و هوا اور شکل شمایل میں مقابله کرتے هیں اور ایسی
تنگ راهوں پر پورے هوجاتے هیں جنکے آس پاس اونچے اُونچے تیکرے
کهڑے هیں یا وه راهیں جنگلوں میں جاکر غایب هوجاتي هیں
ایسا ملک حمله آوروں کے لیئے نهایت صعب گزار اور موانع کي کثرت سے
گلو افشار هوتا هی مگر وهاں کے باشندے بے تکلف چلتے پهرتے هیں
اور تهولوں کے راهوں سے واقف هوتے هیں یهاں تک که جهاں راه کا
نام نهیں هوتا وهاں کهوج اُسکي نکالتے هیں اس خطے کے قدیم باشندے
هندوستاني تهے چنانچه غالب هی که وه قدیم پارو پا مائیسس والوں کي
آل و اولاد تهے اکبر کے زمانه سے تهوڑے دنوں پهلے اس خطه کو پٹهانوں نے
فتح کیا اور ریاستگاه اُسکو بنایا که وهاں کے باشندوں سے جو لونڈي غلام
اُنکے تهے بوجدت کا کام لیا اور آپ اُنکے مالک رهے بعد اُس کے سو برس
گذرنے پر یوسف زئیوں نے جو قندهار کے متصل رهتے تهے اور جلاوطن کیئے
گئیے تهے اُن پٹهانوں کو اُس خطے سے خارج کیا حاصل یهه که وه یوسف
زئي خطے کے دبانے اور بهت سے لونڈي غلام بنانے کے باعث سے علاوه اس
خود مختاري کے جو پهاڑي لوگوں کي اصل طبیعت میں رکهي گئي
مال و دولت کا نشا بهي رکهتے تهے اوراُنکي جمهوري سلطنت سے بات اُنکي
بهت بن پڑي تهي اگرچه هر قوم کا موروثي سردار الگ الگ تها مگر امن
چین کے دنوں میں کوئي بات اُسکو اسکے علاوه حاصل تهي که وه اپنے
لوگوں سے صلاح و مشورت کرے اور اُنکي خواهشیں اور لوگوں پر جتاوے
هر گانوں کے رهنے والے ملکي کار باروں کا اهتمام کرتے تهے چنانچه پنچایت
کي معرفت جهگڑے چکائے جاتے تهے اور کسي نه کسي ضرورت سے گانوں کي
چوپالوں میں همیشه جمگهٹ جمتے تهے علاوه اُسکے گانوں کے چوپالوں
میں چار آدمي بیٹهه کر جي بهي بهلاتے تهے اور مسافروں اور مهمانوں
کا اُتارا بهي رهتاتها اراضیات کي بابت آپس میں برابر تهي اور یهه برابري

یون قایم رکهي جاتي تهي که کبهي کبهي نئي نئي تقسیمین عمل مین آتي تهین اگرچه وه لوگ هندوستاني غلامون سے اچهے معاملے برتتے تهے مگر حکومت مین شریک نکرتے تهے اور جیسیکه غلامون کي نسبت چال چلن مین معزز و ممتاز تهے ویسے هي رنگ روپ کے کهرے نکهرے هونے مین بهي فضل و فوقیت رکهتے تهے *

یوسف زئیون کے علاوه جو جو قومین میدانون اور نیچے کے پهارون مین جنوب کي جانب بستي تهین اُنکي بساست پر بهت عرصه گذرا تها اور وه هندوستان کے مسلمانون سے بهت ملتي جلتي تهین مگر کوه سلیمان والون مین سے کسي کسي قوم کے ملک یوسف زئیون کے ملکون کي نسبت بهت زیاده ناهموار اور طور و طریق اُن کے یوسف زئیون کي نسبت نهایت ناشایسته اور بیکار تهے بابر نے شمال مشرق والون کے مطیع بنانے مین بڑي کوشش کي اور تهوڑي قومون پر کامیابي بهي حاصل هوئي مگر یوسف زئي هرگز مطیع اُسکے نهوئے اگرچه اُس نے تالیف قلوب کي تدبیرین بهي برتین اور اُن کے سهل گزار ملکون پر حملے بهي کیئے مگر کچهه کام اُس کا نه نکلا *

وه قصے قضاے جو اکبر کو حال مین پیش آئے اُس دیني حرارت کي ضرورت سے واقع هوئے جو تهوڑے برسون پہلے یوسف زئیون مین قایم هوئے تهے بیان اُسکا یهه هے که ایک شخص بایزید نامي نے پیغمبري کا دعوی کیا تها اور قران کو اُٹها رکها تها اور لوگون کو یهه تعلیم کرتا تها که خدا کے سوا کوئي شي موجود نهین اور هر جگهه وهي موجود و حاضر هے اور تمام صورتون مین وهي ماهیئت پهیلي هوئي هے اور خداے تعالی هر طرح کي عبادت کو پسند اور رنج و محنت کي عبادتون کو قبول نهین کرتا مگر اپنے رسول کي اطاعت کو نهایت جد و جهد سے چاهتا هے اور بڑي تاکید اُس پر کرتا هے اس لیئے که پیغمبر پورا پورا اُس کا مظهر هے اور اپنے مریدون کو یهه عام اجازت دي تهي که کافرون کا مال و متاع اور اُن کي

جاگیریں تمکو مباح و جایز ہیں اور اُنکے دلوں کو اس وعدہ سے خوش کیا تھا کہ ساری دنیا کی حکومت ایک دن تمکو حاصل ہوگی چنانچہ بہت جلد اُس نے بڑا فرقہ قایم کیا اور نام اُسکا روشنیا رکھا اور سلیمانیوں اور خیبریوں پر حکومت اُسکی قایم ہوئی اور پاس پروس کے لوگوں پر رعب داب اُسکا بیٹھا اور بہت مدت تک بات اُسکی بنی رہی یہانتک کہ اکبر کو اُس کے دبانے کی ضرورت پڑی غرض کہ بایزید اپنی دلاوری دلیری کے سہارے اور خادموں اور مریدوں کے بھروسے میدان میں بادشاہی فوج کا مقابل ہوا مگر انجام اُس کا یہہ ہوا کہ اُسکے مریدوں کا قتل عام ہوا اور آپ بھی شکست سے بڑی پشیمانی اُٹھاکر تھوڑے دنوں کے بعد † مرگیا مگر بعد اُسکے اُس کے بیٹوں نے اُسکی گڑی ہڈیوں کو اوکھاڑ کر تابوت میں رکھا اور تابوت کو کندھوں پر اُٹھاکر اپنے گروہ کے آگے آگے لیئے پھرے اگرچہ سنہ ١٥٨٥ ع تک اُن کے پہاڑوں سے آگے رعب داب اُن کا باقی نرہا تھا مگر سنہ الیہ کے آخر میں جب کہ اُس کا چھوٹا بیٹا جلالا اپنے لوگوں کا سردار ہوا تو ایسی دھوم دھام سے اُس نے سرداری کی کہ کابل کے معمولی حکام اُس کا مقابلہ نکرسکے حکومت کابل کی یہہ صورت تھی کہ مرزا حاکم کے انتقال کے بعد اُس کی حکومت بلا واسطے اکبر کے تصرف میں آئی تھی اور راجہ مان سنگھہ اکبر کی طرف سے اُسپر حاکم تھا اور اس راجہ کے حسن قابلیت کی تائید اور اُس علاقہ کا استحکام جو بادشاہ سے وہ رکھتا تھا اُس کے ملک موروثی کے فوج کی بدولت ہوتا تھا مگر جلالا کے مقابلہ میں یہہ تدبیریں بھی راس نہ آئیں اور اٹک کی مہم سے اکبر کی ساری غرض یہہ تھی کہ اطراف کابل کی حکومت کو ٹھیک ٹھاک کرے چنانچہ اُس نے اسی نظر سے اُس فوج کے ٹکڑے جو اٹک کے مشرقی کنارے پر پڑی تھی متواتر چلتے کیئے اگرچہ یوسف زئی

---

† ڈاکٹر لیڈن صاحب کا بیان روشنیا فرقہ کی بابت مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد دوم صفحہ ٣٦٣

روشنیا فرقہ سے بہت دنوں پہلے لڑ جھگڑ کر اُس کے مسئلوں کا رد و انکار کرچکے تھے مگر اکبر نے پہلے پہل یوسف زئیوں سے لڑائی شروع کی *

بادشاہی فوج کی تباہی کا بیان

وہ بادشاہی فوج جو کابل کی اصلاح و درستی کی غرض سے منتخب کی گئی تھی راجہ بیر بل بادشاہ کا مخلص خاص اور زین خاں بادشاہ کا رضائی بھائی بڑے سردار اُس کے تھے اور یہہ مہم ایسی قدر و منزلت کی سمجھی گئی تھی کہ ابوالفضل لکھتا ہی کہ ہمارے اور بیربل کے درمیان میں یہہ گفتگو پیش ہوئی کہ فوج کے دو ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑے کا افسر کون آدمی مقرر ہووے چنانچہ میں نے اور بیربل نے قرعہ ڈالے اور جب کہ بیربل کے نام کا قرعہ نکلا تو مجھکو بڑا رنج اس کا ہوا کہ یہہ مرتبہ مجھکو نہ ملا ابوالفضل کا بھائی فیاضی فوج کے ہمراہ گیا † اور اُن ملکوں کو روند سوند کر برابر کیا جو پہاڑی ٹیکروں سے پاک صاف تھے مگر جب کہ بیربل ایک تھیلے میں پہونچا تو اُس نے آپ کو درجہ بدرجہ ایسی اوکھی گھاٹیوں میں پھنسا پایا کہ وہاں سے نکلنے کی صورت نہ تھی چنانچہ کام نا کام اُس نے مہم کوچھوڑا اور میدان کی طرف پیچھے لوٹنے پر مجبور ہوا مگر زین خاں مستقل رہا کہ بہت سے ناہموار اور سہمگین پہاڑوں میں اُس نے راہیں نکالیں اور ایک ایسے مقام میں دمدمہ بنایا کہ پاس پڑوس کے قابو کے واسطے عمدہ موقع تھا ہاں فوج اُسکی روز روز کی ہار تھکن کے مارے ایسی ماندی ہو گئی اور حریفوں کی ترقی روز افزوں اور شوخی و شرارت گوناگوں کے باعث سے ایسی دب گئی کہ زین خاں بھی بیربل سے جاملنے پر مجبور ہوا غرض کہ نوبت یہاں تک پہونچی کہ اگر اور کمک نہ آتی تو دونوں سردار آپسمیں مل جل کر بھی لڑائی کو قایم نہ رکھہ سکتے *

---

† اکبر نامہ ۱۲

جب کہ دونوں سردار آپسمیں مل گئے اور کمک بھي آ گئي تو دوبارہ حملہ کي تدبیر کي گئي مگر بیربل نے زین خاں کي فہمایش کو اس لیئے نمانا کہ وہ باطن میں زین خاں سے صاف نہ تھا چنانچہ زین خاں کي نہایت فہمایش کے خلاف پر یہہ امر تجویز کیا کہ تمام فوج کو ایک دوي دھاوا کرنے سے چوکیوں میں ڈالے غرض کہ فوج اس ارادے پر پہاڑوں میں گھس گئي اور بہت جلد ایک مضبوط رہگذر پر پہونچي جس پر بیربل چڑہ گیا تھا مگر جب کے دن بھر کي دوڑ دھوپ اُٹھاکر پہاڑ کي چوٹي پر پہونچا تو پٹھانوں نے ایسے زور و ھمت سے حملہ کیا کہ لوگ اُسکے ڈانواںڈول ہو گئے اور جوں توں کر کے میدان کي طرف دوڑے اور زین خاں پر بھي اُسیوقت جو اُس رہگذر کے دامن میں ٹہر گیا تھا حملہ کیا گیا مگر اُس نے تمام رات اور کسیقدر دوسرے دن بڑي محنت اُٹھا کر آپ کو بچائے رکھا یہاں تک کہ دونوں سردار ایک جگہہ پر ملے اور بکھري فوج کے اکٹھے کرنے میں مصرف ہوئے بعد اُس کے زین خاں کي رائے اس پر جم گئي کہ دشمن کي اطاعت میں مصلحت ہی مگر بیربل راضي نہ ہوا اور زین خاں اُسکے سمجھانے پر غالب آیا اور جوں ہي کہ بیربل کو یہہ بات ثابت ہوئي کہ اب پٹھانونکا یہہ ارادہ ہی کہ رات کو چھاپا ماریں اور بادشاہي فوج کو پورا پورا تباہ کریں تو اُس نے زین خاں سے مشورت کي بات چیت نہ کي اور فوج کو لیکر بلا تحاشا روانہ ہو گیا اور ایک ایسي گھاٹي سے رستہ نکالنا چاھا جسکے ذریعہ سے میدان میں پہونچنا ممکن و متصور تھا اور غالب یہہ ہی کہ یہہ بري خبر اس نظر سے اوڑائي گئي تھي کہ بیربل اپنے لوگوں سمیت دغا کے جال میں پھنس جاوے اسلیئے کہ بیربل اُس رستہ کے پہلے سرے سے کچھہ تھوڑي دور آگے بڑھا تھا کہ پتھروں کي مار اور تیروں کي بوچھار اُس پر پڑنے لگي اور پٹھان لوگ اُن پہاڑوں کے کناروں سے تلواریں لیکر بیر بل کے حیرت زدہ سپاھیوں پر پہل پڑے اگرچہ بیربل

نے فوج کی ترتیب و انتظام کی بقاء و سلامتی میں بہت سی جد و جہد اُٹھائی مگر اُسکی سعی و کوشش پر کوئی فائدہ مترتب نہوا اس گھاٹی سے بھاگنے میں ایسی افرا تفری پڑی کہ انسان اور جانور آپس میں لت پت ہو گئے اور انجام اُس کا یہہ ہوا کہ بیربل مشہور سرداروں سمیت اُس جگہہ مارا گیا اور سیکڑوں آدمی جان سے گئے اور بہت سے تباہ ہو گئے اگر یہہ شامت کے مارے بالکل نا کام رہے مگر زین خاں بھی کامیاب نہ ہوا اور میدان میں ٹہرا رہنا اُس کا کچھہ کام نہ آیا اس لیئے کہ اگرچہ زین خاں دن بھر ترتیب و قواعد کے ساتھہ اپنی فوج کو تیراندازوں اور گوپہہ بازوں اور توڑے دار بندوق والوں کے بیچ میں بڑھائے چلا گیا مگر جوں ہی کہ شام ہوئی تو تھوڑے دم لینی پر پٹھانوں کی ٹحیخاں بلند ہوئی اور چاروں طرف سے پٹھانوں پٹھانوں کا شور آسمان تک پہونچا غرض کہ فوج اُس کی رات کے اندھیری میں تتر بتر ہو گئی اور کچھہ لوگ اُس کے جان سے مارے گئے اور خود زین خاں پا پیادہ بدشواری تمام اٹک تک پہونچا † *

جب کہ یہہ وحشت اثر خبر بادشاہ کے لشکر میں پھیلی تو سارے

---

† اکبرنامہ منتخب التواریخ خافی خاں یقین واثق ہی کہ حال اس واقع کا تفصیل سے ابوالفضل کو دریافت ہوگا مگر اس لیئی کہ یہہ ذکر اُس کو دامنگیر تھی کہ بادشاہی فوج کی بدنامی بہت کم شہرت پاوے اور کوئی بات ایسی نہ لکھی جاوے جس سے بیربل کی کم فہمی اور نا رسائی سمجھی جاوے اور بات اُسکی پھیکی پڑی تو اُس نے اس واقع کو ایسا پریشاں و پراگندہ قلم بند کیا کہ ایک قول اُسکا دوسرے قول کے مخالف ہی چنانچہ جو نقصان اور قصور اُس کے بیان میں پایا گیا اُس کو میں نے منتخب التواریخ سے پورا کیا اور نقصان اِس لیئے اُس سے نسبت کرتا ہوں کہ اُس نے بادشاہی فوج کی تباہی اگرچہ بڑی شرح و بسط سے بیان کی مگر اُس کے اخیر میں یہہ لکھہ دیا کہ بادشاہی فوج کے کل پانسو آدمی کام آئے اور خافی خاں نے ایسی یاوہ گوئی کی کہ چالیس پچاس ہزار آدمیوں میں سے کوئی زندہ نہ رہا معلوم ہوتا ہی کہ کوہستان سوات کی کراکروا اور بلندزئی راہوں میں یہہ شکست واقع ہوئی *

لشکر میں شور و غوغا بلند هوا اور بڑي پریشاني جابجا منتشر هوئی اور بادشاہ نے اپنے بیٹی مراد کو برهمنوني راجه ٹوڈرمل کے پٹھانوں کي روک تھام کے واسطے روانه فرمایا اور جب که داوں سے وہ پهلي هیبت اُتهه گئي تو شاهزادہ مراد کو بلایا گیا اور ساري فوج کو راجه ٹوڈر مل اور راجه مانسنگه کے زیر حکومت چھوڑا گیا *

بیربل کے مرنیکا رنج اسقدر اکبر کے دل پر بیٹھا که وہ کسي شے سے تسلي نپاتا تھا چنانچه بہت مدت تک بیقرار رہا اور زین خاں کي صورت سے ناراض تھا اور جب که ڈھونڈ بھال کے بعد اُسکي لاش کا پتا نه لگا تو ایک مرتبه یهه خبر اوڑي که وہ قیدیوں کے سلسلہ میں بقید حیات هی چنانچه بادشاہ نے اِس خبر کي تفتیش و تفحص میں بڑي سعي و محنت کے ذریعه سے ایسا شوق اپنا جتایا که مدت کے بعد ایک فریبي آدمي بیربل کے نام سے پیدا هوا اور جب که یهه جعلي بیربل بھي بادشاہ کي حصول ملازمت سے پهلے پهلے مرگیا تو بادشاہ نے دوبارہ ماتم کو تازہ کیا اور اپنے دوست کے رنج و الم میں دوبارہ ماتمي لباس پهنا اور حقیقت یهه تھي که جیسي جودت قابلیت اور حسن لیاقت اُس کا عنایات سلطاني کا محرک و باعث تھا تو مخلصانه صفات اور همزادانه عادات اُس کے بھي کچهه کم نه تھے اور بیربل ایسا لطیف ظریف آدمي تھا جس کي باتیں اور کہاوتیں اب تک هندوستان میں جاري ساري هیں † *

یوسف زئیوں نے اپنے فائدوں کي پیروي کا ارادہ نه کیا یعني وہ لوگ آگے کو نه بڑھے اور راجه ٹوڈرمل اور راجه مان سنگه نے کابل کے مختلف حصوں میں پڑاؤ ڈالی اور مورچے بنائی اور طرح طرح سے اُنکو مضبوط و مستحکم گردانا اور یوسف زئیوں کو اُن کے میدانوں میں کهیت کیار کے کام سے معطل رکھا غرض که اِن تدبیروں سے بقول ابوالفضل کے وہ لوگ

---

† منتخب التواریخ

اطاعت غیر مشروط پر مجبور هوئی چنانچه چند روز آپس میں قول وقرار قایم رهے جنکے قایم هونے سے راجه مان سنگهه کو جنوبی مغربی پهاڑوں میں روشنیا فرقه جلالا کے مریدوں سے لڑائی کرنیکا موقع هاتهه آیا *

غرض که سنه ۱۵۸۶ ع مطابق سنه ۹۹۵ هجری عین گرمی کے موسم میں راجه مان سنگهه نے روشنیا فرقه والوں پر چڑهائی کی اور بہت سی جان جوکهوں اُٹهاکر کسیقدر کامیابی کو پہونچا مگر وه فرقه اپنی بات پر قایم رها اور کسی طرح کا تغیر اُن کے حال و حقیقت میں موثر نه هوا اور آینده سال یعنی سنه ۱۵۸۷ ع تک اکبری سلطنت کی فوقیت و عظمت بحال نه هوئی یہاں تک که اُسی سال میں دو فوجوں کے دهاوے برابر هوئی چنانچه پہلے راجه مان سنگه نے جانب کابل سے حمله کیا اور دوسرا دهاوا اُس فوج کا هوا جسکو بادشاه نے اِس غرض سے روانه کیا تها که وه نمک کے پهاڑوں کے جنوبی جانب سے اٹک پار اوتر کر دشمنوں کی پشت پر دهاوے کریں غرض که اب جلالا کو پوری شکست نصیب هوئی مگر فی‌الفور اُس نے اپنے کام کو سنبهال کر کئی برس تک لڑائی کے کارخانے جاری رکهے علاوه اُسکے لڑائی کے کارخانوں کو گاه بیگاه اُن قصے قضایوں سے امداد اعانت پہونچتی رهی جو بادشاه اور یوسف زئیوں میں واقع هوتے رهے مگر وه قصے قضائے ایسے تهے که کوئی مستقل اثر اُن پر مترتب نه هوا غرض که سنه ۱۵۸۷ ع سے لغایت ۱۶۰۰ ع تک جلالا اور اکبر میں لڑائیاں بهڑائیاں قایم رهیں اور اِس عرصه میں معلوم هوتا هی که اکبر کے ملازموں نے زرخیز میدانوں اور تهپاوں کو روشنیا والوں کی کهیتی باڑی سے معطل رکها اور اسی نظر سے یعنی سامانوں کی قلت اور ذخیروں کی کمی سے اُن قوی ملکوں کے چهوڑ نے پر جن پر جلالا قابض و متصرف تها اور ایسی کڑی لڑائیوں کے لڑنے پر جن میں پهاڑوں کی اوٹ آڑ کے باعث سے دشمن کو غلبه حاصل نهووے کام ناکام جلالا مجبور هوا یہاں تک که

كئي مرتبه كافروں كے پہاڑوں ميں پناہ أس نے ڈهونڈهي اور ايک بار
اوزبكوں كے سردار عبدالله خاں اوزبک كے دربار ميں حاضر هوا اور باوصف
اِس كے هميشه لوٹ مار كرتا رها اور روز روز چهاپے مارتا رها يهاں تک
كه سنه ۱۶۰۰ ع ميں ايسي قوت أس كو حاصل هوئي كه أس نے غزني
پر قبضه كيا *

يهه مهم سب سے پچهلي مهم جلالا كي تهي اِس ليئے كه جلالا بهت
جلد غزني سے خارج كيا گيا اور جب أس نے دوبارہ قصد أس كا كيا تو ايک
قوي مدافعت كے ذريعه سے بهگايا گيا اور جبكه وہ پچهلے پہروں بهاگا تو أسكا
پيچها دبايا گيا يهانتک كه وہ كسي امن چين كي جگهه پهونچنے نپايا تها
كه تقدير سے پكڑا گيا اور جان سے مارا گيا *

يهه مذهبي لڑائي جهانگير اور شاهجهاں كے وقتوں تک قايم رهي
يهاں تک كه روشنيا والوں كے جوش خروش هوچكے اور كر فر أنكي دب
دبا گئي مگر پٹهانوں كي اصلي آزادي جس كا مخرج و منشاء روشنيا
والوں كي كاميابي اور سينه زوري نتهي بجاے خود قايم رهي چنانچه
شمال مشرق كي قوميں عالمگير كے عهد دولت ميں ايسي زبردست اور
قوي صولت هوگئيں كه وہ بات أن كو كسي وقت اور كسي حالت ميں
حاصل نهوئي تهي اور يوسف زئيوں نے مغل بادشاهوں كے بڑے بڑے
دهاوے أٹهاے اور علاوہ اس كے ايران و كابل والے بادشاهوں كي كڑي كڑي
مصيبتيں جهيليں مگر باوصف اس كے اپني ايسي خود مختاري كو قايم
ركها اور لوگوں كو مضرت † پهنچاتے رهے اور آج تک بلا كم و كاست أنكي

† جيسے كه ابوالفضل نے بيان أن لڑائيوں كا قلم بند كيا وہ أسكي خوشامد گوئي
اور مختلف بياني كا عجيب و غريب نمونه هے چنانچه بيربل كي مصيبت يعني پہلے
برس كي لڑائي كے بعد هي وہ لكهتا هے كه اونچے اونچے مقام افغانستان كے باغيوں كے
خس و خاشاک سے پاک و صاف هوگئے يعني بهت سے باغي مارے گئے اور بهت سے ايران
توران كو بهاگ بهاگ كر چلے گئے يهاں تک كه سوات اور باجور اور تيراہ كے ملک
افاغنه ملاعنه سے پاک هوئے جو ميووں كي بے پاياني اور پيداواري كي فراواني سے شايد

قوت قایم هی وه لڑائي جو پچهلے دنوں میں جلالا سے قایم رهي کچهه ایسي بڑي لڑائي نتهي که بادشاهي فوج کو پاس پروس کے دبانے میں مصروف هونے سے معطل رکهے چنانچه جلالا کے مرنے سے کئي برس پہلے بڑے پایه کے ملکوں سند اور قندهار پر ملازمان اکبري کا پورا پورا تصرف حاصل هوگیا تها *

سند کي فتح کا بیان

بیان اُس کا یهه هی که † سند کا صوبه ارغونیوں کے دخل و تصرف سے نکلکر ادهر اودهر کے دلاور سپاهیوں کے قبض و تصرف میں داخل هوگیا تها اور جب که خود اُن لوگوں میں قصے قضایے قائم هوئے تو اکبر نے اس باب میں نہایت کوشش کي که شاهان دلي کے پورانے صوبه کو اپنے قلمرو میں داخل کرے غرض که جب وه لاهور میں قیام پذیر تها تو سنه ۱۵۹۱ع مطابق سنه ۹۹۹ هجري میں ایک فوج اُس نے مقام لاهور سے بایں غرض روانه فرمائي که شمال کي جانب سے سند میں داخل هووے اور سهسوان کے قلعه کا محاصره کرے جو سند کے پائیں جانب کي کنجي اور صوبه کي حفظ و حراست کا بڑا مقام تها مگر والي سنده نے وه اراده پورا هونے نه دیا اس لیئی که وه سردار اپني فوج کو ایسي جگهه لایا اور موقع پر اُس نے مورچے جمائے که استحکام مکان کي جهت سے اکبر کے لوگ اُس پر دهاوا اور خود مخالف کے قریب موجود هونے کے سبب سے اُس مقام کا محاصره نه کرسکے مگر اکبر کي دانائي کام آئي که

نظیر اپنا نہیں رکهتے مگر باوصف اسکے که اس بیان سے لڑائي کا تمام هونا صاف‌صاف معلوم هوتا هی بعد اُس کے بهي مختلف مختلف واقعونکو بیان کیا جو آینده کے پندره برس میں واقع هوئے بلکه اُس نے اکبر کے چارده ساله قیام پنجاب کي وجهه بهي بهي لکهي هی که ایک زمانه میں روشنیا فرقه کے دبانے میں اور دوسرے زمانه میں شمالي پهاڑ کے باشندوں کے مغلوب کرنے میں مصروف رها (شامزر صاحب کا قلمي ترجمه اکبر نامه کا)

† اِس کتاب کے تتمه میں سنده کا حال ملاحظه کرنا چاهیئے

وہ دشواري یوں رفع ہوئي کہ اُس نے ایک اور فوج اِس غرض سے روانہ کي
کہ امر کوٹ کي طرف سے سندھ میں داخل ہووے غرض کہ والي سندھ کي
التفات و توجہہ کو پریشان و پراگندہ کر کے اُن فائدوں سے محروم اُسکو
رکہا جو اُسکو اُس موقع خاص سے حاصل تھے یہاں تک کہ تھوڑے عرصہ
بعد یعني سنہ ۱۵۹۲ع مطابق سنہ ۱۰۰۰ ہجري میں سندھ کے تسلیم کرنے
پر مجبور ہوا چنانچہ اُس نے عمدہ عمدہ شرطوں پر اطاعت قبول کي
اور اکبر نے بھي اپنے دستور کے موافق اپنے امیروں میں اُسکو داخل کیا *

اکبر نامہ میں مذکور ہی کہ سندھ والے سردار نے پرتگالي سپاہیوں کو
اِس لڑائي میں لڑایا اور دو سو ہندوستانیوں کو یورپ والوں کي وردي
سے آراستہ کیا چنانچہ قاعدہ داني اور وردي کي حیثیت سے وہي سپاہي
یورپ والوں کے پہلے پہلے ہندوستان میں نمونہ تھے اور نیز بیان کیا گیا کہ
اُسي سردار نے خاص ایک قلعہ کي حفظ و حراست کے لیئے عرب والوں
کو معین کیا تھا اور پہلے پہل اسي موقع پر عرب کے لوگ اقلیم ہندوستان
میں ملازم ہوئے اور بعد اُس کے اُنکي بڑي قدر و منزلت ہوئي *

قندھار کي فتح کا بیان

تفصیل اس اجمال کي یہہ ہی کہ ہمایوں کے قبض و تسلط کے بعد
ایران کے بادشاہ نے چند مرتبہ قندھار کا ارادہ کیا مگر اکبر کے آغاز دولت
تک مراد اُسکي پوري نہ ہوئي اور سعي اُسکي ضایع ہو گئي اور جبکہ
قندھار اور ہندوستان کي سلطنتیں بانٹ چونٹ کے بعد الگ تھلگ
ہو گئیں تو شاہ ایران کا مطلب پورا ہوا یہاں تک کہ شاہ عباس کے
آغاز سلطنت میں قسم مذکور کي خرابي پھیلي اور اکبر کو ویساہي موقع
ہاتھہ آیا غرضکہ ایراني سرداروں میں پھوٹ پڑي اور ایک سردار اُن میں سے
ہندوستان کو بھاگ آیا اور تھوڑے دنوں بعد اکبر کے دربار سے سارے سردار
ایراني موافق ہو ئے اور انجام اُسکا یہہ ہوا کہ سنہ ۱۵۹۴ع مطابق سنہ
۱۰۰۳ ہجري میں قندھار اور اُسکا سارا پرگنہ بیٹھے بٹھائے اکبر کي قلمرو میں

داخل هو گیا اور جو کہ شاہ عباس اپني قلمرو کے دھندوں میں مصروف تھا تو اُسکي طرف سے کوئي قصہ قضایا پیش نہ ہوا بلکہ اوزبکوں کي لاگ کانٹ کي غرض سے اکبر کي امداد و اعانت کا خواہاں ہوا اور خط کتابت کا سلسلہ دوبارہ جاري کیا جو بہت عرصہ سے باہم جاري نہ رہا تھا اور بجاے خود صبر و تحمل کر کے قندھار کے دوبارہ حاصل کرنے کا متوقع بیٹھا مگر اکبر کے مرنے تک وہ توقع پوري نہ ہوئي *

قندھار کے فتح ہونے اور قلمرو میں آ جانے سے اٹک پار کي موروثي سلطنت پر پورا قبضہ حاصل ہوا اور شمال مشرق کے پٹھانوں سے لڑنا جھگڑنا پہاڑوں پر باقي رہا اور اسي زمانہ کے قریب ہندوستان خاص کي فتح بھي پوري ہو چکي تھي چنانچہ سنہ ۱۵۹۲ع میں سند پر فتح پائي تھي اور اسي زمانہ کے قریب وہ پچھلي بغاوت پس پا کي گئي جو کشمیر میں برپا ہونیکو آمادہ تھي اور اوزیسہ کے مطیع ہونے سے بنگالہ کي فتح بھي پوري ہو گئي تھي اور شاہ گجراتي کے سنہ ۱۵۹۳ع میں مرجانے سے گجرات کے شور و فساد خاتمہ کو پہونچي تھي غرضکہ سارا هندوستان خاص اب نربدہ تک اکبر کے قبضہ و تصرف میں اُس سے زیادہ داخل ہوا کہ پہلي بادشاہوں کے دخل و تسلط میں آیا تھا مگر اودھے پور کا راجہ مطیع اُس کا نہ ہوا تھا باقي سارے راجہ بابو رشک و حسد کي باج گذاري سے نکل کر رفیق اُس کے ہو گئے تھے *

دکن کي مہم کا بیان

بعد اُس کے اکبر کا یہہ ارادہ ہوا کہ اپني حکومت کو دکن تک پھیلاوے چنانچہ اُسنے سنہ ۱۵۸۶ع میں مرتضی نظام شاہ احمد نگر کے چوتھے بادشاہ کے بھائي برہان شاہ کي امداد و اعانت کي حامي بھري جو اپنے بھائي نظام شاہ کے مختل الحواس ہونے سے انصرام حکومت کا دعوی کرتا تھا مگر جو فوج اکبر نے دعوی مذکورالصدر کي درستي سر سبزي کے لیئے مالوہ سے روانہ کي وہ نا کام رہي اور برہان شاہ اکبر کي

حفظ و حمایت میں کئي برس تک محفوظ رہا اور جب کہ نظام شاہ
اُس کا بھائي سنہ ۱۵۹۴ ع میں بقضاے الہي مرگیا تو برہان شاہ نے اکبر
کي اعانت بدون اُسي برس اپني موروثي حکومت پر قبضہ کیا مگر ملکي
شور و فسادوں کے باعث سے ساري سلطنت کو چھوٹي چھوٹي ریاستوں پر
بٹا چتا اور والي بیجاپور اپنے ہمسایہ سے لڑتا بھڑتا پایا بعد اُس کے تھوڑے
عرصہ گذرنے پر برہان شاہ بھي مرگیا اور یہہ خرابیاں دو چند ہوگئیں یہانتک
کہ سنہ ۱۵۹۵ ع میں چار گروہ ایسے لڑنے مرنے پر آمادہ ہوئے کہ ہر گروہ
اُنکا جدے جدے دعویدار سلطنت کا مدد و معاون تھا حاصل یہہ کہ
منجملہ اُن گروہوں کے اُس گروہ کے سردار نے جسکو احمد نگر پر قبضہ
حاصل تھا اکبر کي اعانت چاہي چنانچہ شاہزادہ مراد گجرات سے اور
مرزا خانخانان مالوہ سے مدد خواہوں کي مدد رساني پر فوجوں سمیت
دکن کو روانہ ہوئے چنانچہ احمد نگر سے تھوڑي دور ادھر دونوں فوجیں
آپس میں مل گئیں مگر اِس عرصہ میں یعني ماہ نومبر سنہ ۱۵۹۵ ع
مطابق ربیع‌الثاني سنہ ۱۰۰۴ ہجري میں وہ سردار احمد نگر کے چھوڑنے
پر مجبور ہوا تھا جس نے اعانت چاہي تھي اور اُس نے مدد گاروں کو
بلوایا تھا اور اب وہ حکومت چاند بي‌بي کے قبض و تصرف میں تھي
جو ہندوستان کي بڑي حوصلہ والي عورتوں میں سے گني جاتي تھي اور
اپنے بھتیجے شیر خوار بہادر نظام شاہ کي جانب سے نیابتاً کام کرتي تھي اُسنے
بادشاہي فوجوں کي خبر سنتے ہي اپنے رشتہ دار والي بیجا پور کے منانے
اور رعایا کے پرچانے اور دیگر ملکي فریقوں کے سرداروں کے متفق کرنے میں
اس غرض سے بڑي جد و جہد اوٹھائي کہ تھوڑي مدت کے واسطے ایسي
بڑي قوت کي روک تھام میں باہم متفق رہیں جسکي اولالعزمي اور والا
ہمتي کا اندیشہ سب ریاستوں کو برابر ہے چنانچہ یہہ تدبیر اُسکي ایسي
راس آئي کہ في‌الفور ایک سردار نہنگ نامي ایبیسینیا یعني حبش کا
باشندہ فوج اپني ہمراہ لیکر چاند بي‌بي کي اعانت کو روانہ ہوا اور بادشاہي

فوج کو جو احمد نگر کو گھیرے پڑي تهي چیر چارکر احمد نگر میں بے تکلف پہونچا اور باقي دو فریقوں نے بهي ذاتي خصومت سے ہاتهه آوتهایا اور بیجا پور کي فوج میں شریک و شامل هوئے جو بادشاهي فوج کے مقابله پر جاتي تهي غرضکه ان سامانوں اور طیاریوں کے هونے سے شاهزاده مراد کے زور شوروں کو جوش آیا اور احمد نگر کے محاصرے میں بہت سرگرمي اور بڑي تندي تیزي برتي گئي یہاں تک که محصوروں کے ان دمدموںکے تلے دو سرنگیں لگائیں جنکے بنانے میں خود چاند بي بي دل و جان سے مصروف تهي اور عام لوگوں کي مانند آپ اُس نے محنت اُٹهائي تهي مگر جب که محصوروں کے سرنگ لگانے والے محاصروں کي سرنگوں پر پہنچ گئے تو وه سرنگیں اس لیئے ضایع گئیں که محصوروں کے سرنگ لگانے والوں نے اُنکے مقابله میں اپني سرنگیں لگائیں هاں تیسري سرنگ اس سے پہلے اوڑائي گئي که محصوروں کي سرنگ لگانے والے اُس کي بیکاري کي تدبیر پوري کریں حاصل یہه که اُس سرنگ کے اُوڑنے سے محصوروں کے سرنگ لگا نے والےجو سرنگ اپني دوڑا رهے تهے یک لخت اوڑ گئی اور قلعه کي النگ اُس کے زور سے بہت پہت گئي اور ایسي هیبت پہیلي که النگ کے محافظ اپني اپني جگہوں کے چهوڑنے اور بے تحاشا بهاگنے پڑهنےوالے اور محاصروں کے گهس بیٹهنے کے لیئے رسته کہولنے پر آماده تهے که چاند بي‌بي زره بکتر پہن کر اور ننگي تلوار اپنے هاتهه میں لیکر اور نقاب سے مونهه ڈهانپ کر آئي اور اُن بدے نامردوں کو ڈانٹ کر بلایا اور جب تک که وه دلاور بي‌بي قلعه کي ساري قوت کو محاصروں کے مقابله میں صرف نکرچکي تب تک نہایت جد و جهد اور بڑي سعي و محنت سے محاصروں کے پہلے دهاوے کو تهام سکي چنانچه تیروں کي بوچهاروں اور توڑے دار بندوقوں کي مار ماروں سے مقابله کیا گیا اور شگاف دیوار پر توپیں لگائیں گئیں اور آتش بازي کے بان اور بارود کے تهیلے اور ایسي‌ایسي عالم سوز چیزیں قلعه کي کهائي میں بادشاهي لوگوں پر پهینکي گئیں اور

محصوروں کے شگاف دیوار کے مقابل هوکر ایسا سخت مقابلہ کیا گیا
کہ بڑي سفاکي بے باکي کے بعد جو شام تک برابر قایم رهي بادشاهي
فوج اپنے پچھلے پانوں لوٹنےاور دوبارہ حملہ کو دوسرے دن موقوف رکھنے پر
مجبور هوئي مگر قلعہ کے محصور اور شہر کے باشندے چاند بي بي کي
دلاوري دليري سے جوشان خروشاں هوئے تھی اور چونکہ چاند بي بي
کي چستي چالاکي اور دانائي هوشياري ميں رات کے آنے سے کسي
قسم کا فتور و قصور واقع نہ هوا تھا تو صبح هوتے هي بادشاهي فوج نے
شگاف النگ کو ايسا مضبوط و مستحکم اور اسقدر بلند و مرتفع پايا کہ
نئي نقب کے بدون اسپر چڑهنا متصور نہ تھا اِسي عرصہ ميں چاروں
متفق فريق افواج شاهي کے پاس آگئے مگر بادشاهي فوجوں نے باوصف
اِس کثرت کے کہ وہ چاروں فريقوں سے اب بهي زيادہ تهيں صرف ايک
لڑائي کے موهوم نتيجے پر تمام جان و مال کو جوکهوں ميں ڈالنا پسند
نہ کيا اور چاند بي بي † نے بهي يہہ سمجها کہ هماري جمعيت دوچاردن
کي هی اور مانگي تانگي فوجوں کا بهروسہ نهيں کرنا چاهيئے غرض کہ
دونوں فريق آشتي پر راضي هوئی احمد نگر کا بادشاہ اسبات پر راضي هوا
کہ اُس نے صوبہ برار سے جو نيا مفتوحہ مقبوضہ اُس کا تها هاتهہ اپنا
اُٹهايا اور ملازمان اکبري کو سپرد کيا يہہ آشتي ماہ فروري سنہ ۱۵۹۶ ع
مطابق رجب سنہ ۱۰۰۴ هجري ميں واقع هوئي *

بادشاهي فوج کي واپسي پر بہت عرصہ نہ گذرا تها کہ احمد نگر
ميں نئے جهگڑے برپا هوئی يعني محمد خاں چاند بي بي کا وزير يا

---

† يہہ عورت دکن کي عورتوں ميں سے ايسي دلير و دلاور تهي کہ مردوں کي
انکهونميں قدر واقتدار اوسکا بہت کچهہ تها يهانتک کہ اوسکي نسبت بہت سي جهوٹي
باتيں بنائي گيئں خافيخان لکهتاهی کہ اوسنے مغلوں کے لشکر ميں چاندي کي گولياں
بهر بهر ماريں اور احمد نگر ميں يہہ بات مشهور هی کہ جب چاند بيبي کي گولياں
هوچکيں تو اُس نے ساري بندوقوں ميں تانبے چاندي سونے کے سکے بهرکر مارے
اور جب تک کہ جواهر کے بهر نے کي نوبت نہ پهونچي تب تک آشتي پر راضي نهوئي

پیشوا ‡ اُس کي حکومت کے خلاف و عداوت پر سازشیں کرنے لگا یہاں تک کہ اُس نے شاهزاده مراد سے اعانت چاهي اور یہاں شاهزاده کا یہہ حال تها کہ حدود برار کي بابت دکن کے بادشاهوں سے لڑ جهگڑ رهاتها غرض کہ شاهزاده مراد اور احمد نگر کے بادشاہ آپس میں دو باره مخالف هوئی اور آشتي پر برس بهي نہ گذرا تها کہ پہلے سے زیاده میدان کي لڑائیاں قایم هوئیں *

اکبر کا محکوم خاندیس کا بادشاہ اکبر والوں کي اعانت پر اور گولکنڈه کا بادشاہ بیجا پور اور احمد نگر والوں کي امداد پر آیا اور دسمبر سنہ ۱۵۹۶ ع یا جنوري سنہ ۱۵۹۷ ع کو دریاے گوداوري پر بڑي بهاري لڑائي پڑي اور دودن تک زور شور سے قایم رهي مگر انجام اُس کا محقق نہوا چنانچہ مغلوں کا یہہ دعوی تها کہ جیت هماري رهي مگر وہ آگے نہ بڑهے اور جب کہ پوري کامیابي حاصل نہوئي اور شاهزاده مراد اور مرزا خانخاناں میں ان بن رهي تو بادشاہ نے دونوں کو طلب فرمایا اور شاهزادے کي جگہہ ابوالفضل اپنے دستور اعظم کو بهیجا جو چند روز کي بے عزتي کو اُٹهائی بیٹها تها اور اُسکو یہہ بهي اجازت دي گئي کہ ضرورت کے وقت ساري فوج کي سرداري اختیار کرے چنانچہ ابوالفضل اُس جگہہ پهونچا اور وهاں کا حال اُس نے لکها جس کے دیکهنے سے یہہ دریافت هوا کہ خود بادشاہ کا هونا وهاں ضروري هی غرض کہ بادشاہ نے سنہ ۱۵۹۸ ع کے اخر میں چوده برس کے بعد جو اٹک کے پاس پرس میں گذرے تهے پنجاب کو چهوڑا اور دکن کو روانہ هوا اور سنہ ۱۵۹۹ ع کے نصف سے پہلے پہلے نربده پر پهونچا مگر اُس کے پهونچنے سے پہلے دولت آباد کا قلعہ اور اُسي کے قریب کے اور بہت سے بهاري قلعہ جیتے

‡ بهمني بادشاهوں کے وقتوں میں پیشوا یعني سردار کا خطاب مروج رها اور بعد اُس کے ستاره والی راجاؤں کے برهمن وزیر اِسی خطاب سے مخاطب رهے اور مرهٹوں کي حکومت پر اسي خطاب سے بہت دنوں تک حکومت کرتے رهے

فتح هوچکی تهی اور جوں هي که بادشاهي فوج برهان پور واقع ساحل دریاے تپتي میں پهونچي تو فوج کا ایک ٹکڑا بسرداري شاهزاده دانیال اور خانخاناں کے احمد نگر کے محاصره کو روانه کیا گیا اور یهه وه زمانه تها که چاند بي بي کي حکومت پهلے زمانه کي نسبت نهایت خراب اور ابتر تهي یعني نهنگ ایبیسینیا والا جو پهلے محاصره کے زمانه میں چاند بي بي کا مدد و معاون تها احمد نگر کو گهیرے هوئی پڑا تها اور جب که وهاں بادشاهي فوج آئي تو وه چهوڑ کر چلاگیا مگر دروني نزاعوں کے مارے شهر کے بچاؤ کي کوئي صورت نه تهي اور جب که چاند بي بي بادشاهي فوج والوں سے خط و کتابت کر رهي تهي اور آشتي کے پیک پیام آتے جاتے تهے تو اُس کے بدخواهوں نے سپاهیوں کو برهم کیا چنانچه . سپاهي محل سراے میں گهس گئے اور اُن ناخدا ترسوں نے کام اُس کا تمام کیا مگر اِس برے کام کا پهل بهي قریب هي پایا یعني تهوڑے دنوں کے بعد اُس دیوار شکسته کا شگاف گهس جانے کے قابل هوگیا اور بادشاهي دهاوے کا سیلاب اُس میں آگیا چنانچه بادشاهي فوج نے سارے لڑنے والی سپاهیوں کو قتل کیا اور کسي کو جان و مال کي پناه ندي اور صغیر سن بادشاه کو گوالیار کے قلعه میں پهونچایا اگرچه یهه سب کچهه هوا مگر دارالسلطنت کی فتح هونے سے سارا ملک اُسکا مطیع نهوا یهانتک که جولائي سنه ۱۶۰۰ ع مطابق صفر سنه ۱۰۰۹ هجري میں ایک اور نام کا بادشاه قرار دیا گیا اور احمد نگر کے بادشاهوں کا خاندان شاهجهاں کے عهد دولت تک بالکل گمنام نهوا مگر سنه ۱۶۳۷ ع میں نام و نشان اُنکا باقي نرها *

خاندیس کي فتح کا بیان

احمد نگرکے محاصرے سے تهوڑے دنوں پهلے اکبر بادشاه اور اُس کے محکوم خاندیس والی بادشاه میں ایسي کسي قسم کي سوء مزاجي درمیان آئي که اُس کے باعث سے اکبر کا یهه اراده مصمم هوا که خاندیس

کے صوبہ کو ہمیشہ کے لیئے اپنی قلمرو میں داخل کرے چنانچہ اِس لڑائی کے دھندوں میں برس دن کے قریب صرف ہوا اور احمد نگر کی فتح پر کئی مہینے گذرے تھے کہ آسیر گدھ کی فتح ہونے سے خاندیس کی فتح پوری ہوگئی بعد اُس کے بادشاہ نے شاہزادہ دانیال کو برار و خاندیس پر حاکم اور خانخاناں کو صلاح کار اُس کا مقرر کیا اور فوج دکن کی حکمرانی اور فتح احمد نگر کی پیروی ابوالفضل کو عنایت فرمائی اور سنہ ۱۶۰۱ ع مطابق سنہ ۱۰۰۹ ہجری کے آخر میں آگرہ کو واپس آیا *

مرزا سلیم یعنی جہانگیر کی نافرمانی کا بیان

پہلے اِس سے کہ بادشاہ آگرہ کو روانہ ہووے بیجا پور اور کولکنڈہ کے بادشاہوں کے ایلچی اور نذریں پہونچیں اور شاہزادہ دانیال کی شادی بیجا پور والی کی بیٹی سے کی گئی § باقی اکبر کی روانگی کا یہہ باعث تھا کہ جہاں گیر اُس کا بڑا بیٹا سرکش ہوگیا تھا اگرچہ یہہ شاہزادہ تیس برس کی عمر کا استعداد و لیاقت میں کچھہ ناقص نہ تھا مگر شراب اور افیون کی || کثرت استعمال سے مزاج اُس کا آتشیں

---

§ دکن کی لڑائیوں کا حال اکبر نامہ اور تاریخ فرشتہ اور خصوص احمدنگر کی تاریخ مصنفہ فرشتہ سے لیا گیا

|| جہانگیر نے خود بیان کیا کہ عین شباب میں کم سے کم ایسی بیس پیالہ روز پیتا تھا کہ ہر پیالہ میں آدہ سیر دارو سماتی تھی اور یہہ حال تھا کہ اگر ایک گھنٹا بھی بدون اُس کے گذرتا تھا تو ہاتھہ اپنے کانپنے لگتا تھا اور قرار سے بیٹھہ نہ سکتا تھا بعد اُس کے جب میں تخت نشین ہوا تو پانچ پیالونکی نوبت پہونچی اور وہ بھی رات کو پیتا تھا مگر یہہ بات دریافت نہیں ہوتی کہ کب تک اُس نے یہہ دستور جاری رکھا معلوم ہوتا ہی کہ اُس زمانہ کے مسلمانوں اور سرداروں میں میخوشی کی برائی شایع ذایع تھی اِس لیئے کہ بابر اور ہمایوں دونوں بڑے پینے والے تھے اور تمام ترکی نژاد بادشاہ بھی پیتے تھے بلکہ ایران کے صفوی خاندان والے جو تقدس خاندان کی بدولت بڑے بزرگ گنے جاتے تھے خفیہ خفیہ صرف کثرت ہی سے نہیں پیتے تھے بلکہ چاندی سونے کے پیالوں مرصع اور کٹوروں کے انباروں سے اپنے دربار کو زینت بخشتے تھے

غضبناک اور سمجھہ بوجھہ اُس کي گونه خراب هوگئي تهي چنانچه وه ابوالفضل کو اپنا بدخواه اور جاني دشمن سمجهتا تها یہاں تک که اُس نے باپ سے اُس کي شکایت بهي کي اور اکبر نے اُس کے کهنے سے ابوالفضل کو چند روز اُس کي مرتبه سے گرائی رکها اور بعد اُس کے دکن کو روانه کیا اور یهه تمام اُن شکایتوں کے نتیجے تهے جو جهانگیر کي شکایتوں پر مترتب هوئی تهے اور اُس رشک و حسد کے ثمرے تهے جو اُس کے جي میں ابوالفضل کي جانب سے بیٹهي تهي اور جب که اکبر خود دکن کو روانه هوا تو جهانگیر کو اپني جگهه چهوڑا اور اجمیر کا نائب سلطنت بنایا اور اودے پور کي لڑائي کے کار و بار اُس کو تفویض کیئے اور راجه مان سنگهه کو اِس غرض سے پاس اُس کے چهوڑا که وه اپنے لاؤ لشکر اور صلاح و مشورت سے امداد اُسکي کرتا رهے غرض که جهانگیر بهت سا وقت اپنا ضایع کرکے امر مذکور کے اهتمام و انصرام میں جي جان سے مصروف هوا اور بیاوري بخت اس کام کو کسیقدر پورا کرچکا تها که ناگاه اُسکو یهه خبر لگي که صوبه بنگال راجه مانسنگهه کي حکومت گاه میں عثمان بن قتو کي سرتابي سے بغاوت قایم هوئي چنانچه راجه مانسنگهه اپني حکومت کو روانه هوا اور جب که جهانگیر نے میدان خالي پایا تو آپ کو هر قسم کي روک ٹوک سے آزاد پاکر اور خود بادشاهي فوج کو اور طرفوں میں مصروف دیکهکر یهه چاها که هندوستان خاص کے صوبجات اپنے قبض و تصرف میں لاوے غرض که جهانگیر آگره کو روانه هوا مگر آگره کے حاکم نے آنے والے بتاکر آگره کو حواله نکیا اور جهانگیر الهآباد کو چلا گیا اور اوده بهار کے ملکوں پر جو الهآباد کے پاس پروس میں واقع تهے قبضه کیا اور اسي زمانه میں اله آباد کے خزانه کو جو تیس لاکهه روپیوں سے معمور و مشحون تها تحت اپنے کرکے بادشاهي کا خطاب اختیار کیا یهه واقعه نومبر سنه ۱۶۰۰ ع مطابق شعبان سنه ۱۰۰۹ هجري میں واقع هوا *

اگرچه بیٹے کے چال چلن سے جي هي جي میں اکبر سخت ناراض تر هوا هوگا مگر باوصف اسکے بیٹے سے ایسے معاملے نبرتے که اُن کے باعث سے بیڑ

کي سرتابي غايت کو پهونچتي چنانچه اُس نے اُس کے نام ايک معقول
خط روانه کيا اور اُس ميں بڑے کونکوں کے نتيجے جتائے اور يهه بهي درج
کيا که اب بهي کچهه نهيں گيا اگر پهلے دستور کے موافق باپ کي اطاعت
کرے اور فرض خدمت ميں پچهلے پهروں لوٹے تو شفقت پدري کي
بدولت مامون و مطمئن رهے جو اب تک بهي کچهه کم نهيں هوئي بعد
اُس کے جب اکبر آگره ميں داخل هوا تو جواب اُس عنايت نامه کا
جهاں گير نے نهايت غريب لفظوں سے ارسال خدمت کيا اور اتاوه تک
اس اراده پر علانيه آيا که باپ کي خدمت ميں حاضر هووے مگر باوصف
اس کے خواه اُس نے باپ کي خدمت کا مخالفانه اراده کيا يا اپني
سلامتي کو کهٹکے ميں پايا غرض که کوئي باعث هو اُس نے فوج کي بهرتي
ميں کمي نکي يهاں تک که رفته رفته اتنے لوگ اُس نے اکٹهے کيئے که
بادشاه نے يهه کهلا بهيجا که تهوڑے آدميوں سميت آگره ميں آوے ورنه الهآباد
کو سيدها لوٹ جاوے جهانگير نے پچهلي بات اختيار کي يعني الهآباد کو لوٹ
گيا مگر غالب يهه هی که بهيک و پيام کے ذريعه سے لوٹ جانے کي اجازت
حاصل کي هوگي اس ليئے که بعد اُس کے بادشاه نے اوڑيسه بنگاله کا
صوبه جهانگير کو عنايت فرمايا اور جهاں گير نے بهي وفاداري جان نثاري
کے قول قرار ادا کيئے مگر اس ظاهري امن چين کے زمانه ميں جو باپ بيٹے
کي سوء مزاجي کا زمانه تها جهانگير کو يهه موقع هاتهه آيا که وه خيالي تکليفوں کا
انتقام اپنے خيالي دشمن سے ليوے غرضکه اُسنے موقع کو هاتهه سے ندیا اور باپ
کے دل کو سخت صدمه پهونچايا بيان اُس کا يهه هی که جب ابوالفضل
کو دکن سے بلايا تها اور وه تهوڑے محافظوں سميت گواليار کي طرف بڑها آتا
تها تو حسب تقدير اُس جال ميں پهنسا جسکو راجه نر سنگهه ديو والي
اورچه واقعه بنديلکهنڈ نے باشارت جهانگير اُسکے ليئے لگا رکها تها ابوالفضل نے
بڑي دليري دلاوري سے حتی الامکان اپنا بچاو کيا مگر بهت سے همراهيوں سميت
آخر کو مارا گيا يهانتک که سر اُسکا قلم کيا گيا اور بڑي احتياط سے جهانگير

کے پاس بہیجا گیا † یہہ واقعہ سنہ ۱۶۰۲ ع مطابق سنہ ۱۰۱۱ هجري میں واقع هوا بعد اُسکے جب ابوالفضل کے فوت هونیکي خبر اکبر کو پہونچي تو اُسنے نہایت غم کیا اور بقول اُسکے کہ * شهنشاه جهان را از وفاتش دیده پر نم شد * سکندر اشک حسرت ریخت کافلاطون ز عالم شد * بہت سے آنسو بہائے اور دو دن تک کہایا نسویا اور جب کہ اُسکو هوش آئے تو نر سنگهه دیو اور اُسکے جورو بچوں کے پکڑنے جکڑنے اور اُسکے گهر بار کے اوٹنے کهسوٹنے کے لیئے ایک فوج اُس نے روانہ کي اور ایسي ایسي سختیوں کي اجازت دي کہ بهولے چوکے بهي ویسي سختیوں کي رخصت کبهي ندي تهي معلوم هوتا هی کہ اس زمانہ میں بادشاه کو یہہ آگاهي تهي کہ جهانگیر ابوالفضل کے قتل میں شریک هی اس لیئے کہ بجاے اس کے کہ بادشاه اپنے بیٹے جهانگیر سے واسطہ علاقہ قطع کرے سلیمہ سلطانہ کو جو بادشاه کي بیگم اور خود جهانگیر کي ایسي ماں تهي کہ جب اُسکي سگي ماں مرگئي تو اُس نے گود اُسکو لیا تها اس غرض سے روانہ فرمایا کہ بیٹے کي طبیعت کو راستي درستي پر لاکر باپ بیٹوں میں پوري آشتي کرادي *

سلیمہ سلطانہ کي روانگي کا نتیجہ حسب مراد اُس کے حاصل هوا یعني جهان گیر اکبر کے دربار میں حاضر هوا اور بسر و چشم اُس نے باپ کي اطاعت اختیار کي اور اکبر بهي اتني شفقت سے پیش آیا کہ بادشاهي زیور پہننے کي اُس کو اجازت فرمائي اور سنہ ۱۶۰۳ ع مطابق

---

† جهان گیر نے اپني توزک میں جو سلطنت کے بعد اُس نے لکهي ابوالفضل کے قتل کرانے کا اقرار کیا مگر عذر اُس کا یہہ لکها کہ اُس نے باپ کو پیغمبر کي پیغمبري اور قرآن کے کتاب آسماني هونے سے منکر بنا دیا تها اور باپ سے باغي هونے کي بهي یہي وجہہ قرار دي اور جب کہ جهان گیر اپنے باپ کي جگهہ بیٹها تو پہلے پہل اُس نے نر سنگهه دیو قاتل ابوالفضل کو جو اکبر کے سخت ظلموں سے محفوظ رها تها بڑے عہدة پر مغزز کیا اور بڑي مهربانیوں سے همیشہ پیش آئی گیا اور اپنا معتمد اُس کو ٹهراتا رها *

سنه ۱۰۱۲ هجریمیں اودے پوروالے کے مقابلہ پر ایک فوج سمیت اُسکو دوبارہ روانہ کیا مگر جہانگیر نے مختلف حیلوں بہانوں سے کوچ بڑاو کو طول طویل کیا اور ایسے دایمی قصہ میں پڑنیکی نسبت ایسی کمی اُس نے کی که اکبر نے طرح طرح کے نقصان اُٹھائے مگر یہہ گوارا نکیا که باپ بیٹوں میں پھر سوء مزاجی پانو اپنے پھیلائے چنانچہ اُس نے جہان گیر کو الهآباد کی اجازت فرمائی جہاں وہ بطور خود مختار بستا رہتا تھا اور جب که وہ اله آباد میں پہونچا تو ایسی عیاشی نے ڈوبایا که اُسکا ٹھور ٹھکانا نتھا اور اپنے بڑے بیٹے خسرو سے اُسکی بے ادبی بیباکی اور کم فہمی تند مزاجی کے مارے همیشه ناخوش رهتا تھا یہاں تک که جب اُن دونوں میں زیادہ ناچاقی هوئی تو راجه مان سنگهہ کی بہن خسرو کی ماں نے زہر کھایا اور بیٹھے بیٹھائے پھول سی جان گنوائی اور جہانگیر کو بہت رنج پہنچایا جو پہلے سے درہم برہم هورها تھا اور اب برہم مزاجی کی یہاں تک نوبت پہنچی که اُس کے ملازم اور مصاحب بھی اُس کے پاس جانے سے ڈرتے مرتے تھے اور ایسی ایسی ناخدا ترسیاں اُس سے صادر هوئیں که اُن کے سننے سے سننے والے بھی کانپ اُٹھتے تھے اور ایک مدت سے وقوع میں نه آئی تھیں اور باپ کی اهلیت کے محض مخالف تھیں †*

جب که بیٹے کے اطوار اکبر نے سنے تو وہ نہایت پریشان اور بغایت حیران رہا اور اُس نے یہہ چاہا که بلا وساطت غیر اپنی ذاتی ملاقات کی تاثیر و اثر کو آزماوے غرض که بادشاہ اله آباد کو روانه هوا اور کوئی دوتین منزل جانے پایا تھا که والدہ ماجدہ کی سخت ناسازی اُس کو دریافت

† جہان گیر نے کسی موقع پر ایک مجرم کی جیتی کھال نکالنے کا حکم دیا اور جوں هی که بادشاہ کو یہہ خبر پہونچی تو اُس نے اپنی نفرت کو مخفی نکیا اور کھلم کھلا یہہ فرمایا که بڑے اچنبھے کی بات هی که ایسے آدمی کا بیٹا جو مرئے جانور کی کھال کا نکلوانا بھی بلا تکلف گوارا نہیں کرسکتا جیتے آدمی کی کھال نکالنے کا حکم دیوے اور اُس کو گوارا رکھے

ہوئي چنانچہ سنتے ہي آگرہ کو لوٹا مگر ایسے تنگ وقت میں ماں کي زیارت سے مشرف ہوا کہ جان اُس کي ہونٹوں پر تھي اور کام اُس کا ہوچکا تھا *

جب کہ جہانگیر نے باپ کا خود تشریف لانا اور بضرورت مذکورہ لوٹ جانا سنا تو شاید اُس فرض خدمت کے جوش سے جو اولاد پر واجب و لازم ہی یا اُس طبعي محبت کے اوبال سے جو باپ بیٹوں کي طبیعتوں میں من جانب اللہ ہوتي ہی یا اس لحاظ سے کہ بلا وساطت جانے سے سارے مطلب بے غل و غش حاصل ہونگے آگرہ کا ارادہ کیا اور باپ کي خدمت میں پہونچکر شرط خدمت بجا لایا *

باپ بیٹے سے بشفقت پیش آیا مگر تھوڑے دنوں کے واسطے نظر بند اُس کو رکھا اور اس نظر سے کہ نظر بندي کي ذلت کم ہوجاوے یا اس غرض سے کہ اُسکي مے خواري میں کچھہ کمي پڑے ایک حکیم اُسکي خبر گیري کے لیئے مقرر فرمایا تھوڑے دنوں بعد اُسکي وہ قید اُٹھائي گئي اور پہلي مہرباني بحال کي گئي مگر معلوم ہوتا ہی کہ باوجود اس کے بھي جہانگیر کي درشت خوئي کم نہوئي تھي اس لیئے کہ ظہور اُس کدورت کا جو اُس کو خسرو سے برابر چلي آتي تھي ہاتھیوں کي لڑائي میں بادشاہ کے سامنے ایسے برے طور سے ہوا کہ اُس کي بدولت علانیہ عتاب سلطاني میں دوبارہ مبتلا ہوا ہوتا اور خسرو نے بھي ایسي تندي تیزي سے جھگڑا قایم کیا جیسا کہ اُس کے باپ نے کیا تھا اور اُس نے دادا جان کو باپ کي طرف سے برا بھڑکایا اور بھڑکانے میں کچھہ کمي نکي غالباً معلوم ہوتا ہی کہ پہلے اس سے خسرو نے چاہا تھا کہ باپ کي جگہہ دادا کا جانشین ہوجاوے چنانچہ جہانگیر نے بھي اپني توزک میں لکھا ہی کہ حضرت والد کو بھي ایک زمانہ میں یہہ بات منظور تھي † مگر حقیقت یہہ ہی کہ اکبر اور جہانگیر دونوں کو

---

† صاحب کا ترجمہ توزک جہانگیر کا صفحہ ۳۳

مرزا خرم یعني شاہجہاں پر نظر عنایت تھي اور وہي آنکو پیارا تھا اور خسرو کي ناراضي کي بھي ایک وجہہ تھي کہ اکبر اور جہانگیر اُس کے چھوٹے بھائي کو اُسپر ترجیح دیتے تھے *

کئي برس پہلے مرزا مراد اکبر کا دوسرا بیٹا مر چکا تھا کہ اب مرزا دانیال اُس کے تیسرے بیٹے کے انتقال کي خبر آئي جو مي خواري کي کثرت سے تیس برس کي عمر میں گذر گیا مي خواري کي کثرت سے اُس کي صحت کو بڑا داغ لگا تھا اور نقصان صحت کي وجہہ سے اُس نے باپ سے شراب کے چھوڑنے کا وعدہ کیا تھا چنانچہ باپ کے لوگ اُس کو اتنا گھیرے رہتے تھے کہ وہ اپني ہوس کو پورا نکرسکتا تھا جو اب روک ٹوک کے قابل نرہي تھي اور اب اُس نے یہہ راہ نکالي تھي کہ شکاري بندوق کي نال میں شراب بھر کر پاس اُس کے پہونچائي جاتي تھي غرض کہ کام اُس کا ایسا بے تکلف چلنے لگا کہ اُس کي عمر کا پیالہ لبریز ہوگیا اور اکبر کو بقدر محبت صدمہ پہونچا غالب یہہ ہی کہ گھر کے صدموں یعني بیٹوں کے مرجانے اور باہر کے رنجوں یعني دوستوں کے ہلاک ہونے نے اُسکے ملک صحت کو تاراج کرنا اور اُس کے نخل سلامت کي جڑیں اوکھاڑنا شروع کیا تھا *

اکبر کے مرنے کا بیان

معلوم ہوتا ہی کہ اکبر تھوڑے دنوں سے بیمار تھا † کہ ستمبر ۱۶۰۵ع کے نصف پر ایسا سخت بیمار ہوگیا کہ بھوک اُسکي بند ہوگئي اور تھوڑي مدت گذرنے پر یہہ بات واضح ہوئي کہ اب شفا کي آس بہت تھوڑي رہي غرض کہ مرنے سے دس دن پہلے چارپائي کا پابند ہوگیا اگرچہ ہوش حواس اُس کے مرتے دم تک قایم رہے مگر کار بار میں شراکت کي قابلیت نتھي اور اُس وقت سے تمام لوگوں کا التفات اُسکي جانشیني پر متوجہہ ہوا اور لڑنے جھگڑنے والوں کے لیئے بادشاہي دربار لڑائي کا

† پرایس صاحب کا ترجمہ توزک جہان گیر کا صفحہ ۷۰

میدان ہوگیا مگر جہانگیر ایسا وارث تھا کہ سارے لوگ اُس کو تسلیم کرتے تھے اور بادشاہ کے بیٹوں میں سے ایک یہی بیٹا باقی رہا تھا ہاں کھوٹ اتنا تھا کہ سرتابی کے باعث سے اُس کی نیک نامی کو دھبہ لگا تھا اور اِس بیعزتی میں مبتلا تھا کہ فوج سے اور اُن لوگوں سے مہجور پڑا تھا جن پر حکمرانی کا خو کردہ تھا باقی خسرو کی یہہ صورت تھی کہ راجہ مان سنگھہ اُس کا سگا ماموں اور عزیز خاں اعظم فوج کا اعلی سردار اُس کا سسرا اِس خیال سے کہ ہمارے جوان رشتہ دار کی تخت نشینی سے ہماری قوت قوی ہوجاویگی بادشاہی محل کے دبانے کے درپے ہوئے جس میں آگرہ کا قلعہ بھی شامل ہے اور خسرو کی تخت نشینی کی تدبیریں درست کیں یہاں تک کہ اب جہاں گیر کو جان کے لالے پڑے اور حقیقت میں یہہ فکر اُس کی بیجا نتھی چنانچہ اُس نے بیماری کا بہانہ کیا اور محل کا آنا جانا چھوڑا مگر شاہزادہ خرم با وصف خورد سالی کے وہاں جما رہا اور باپ کی تاکیدوں اور اپنی جان کی پروانکی اور یہہ علانیہ کہے گیا کہ جب تک دادا جان کے دم میں دم باقی ہی تب تک اُن سے کہیں الگ نہوں گا اور جب کہ اکبر نے جہانگیر کو آتا جاتا نہ دیکھا تو اُس نے نہایت رنج کیا اوربزور فراست باعث اُس کا معلوم کرگیا اور باربار اُس نے جہاں گیر کو دیکھنا چاہا اور چند بار اُس نے لوگوں کے سامنے اُسی کو جانشین اپنا پکارا اور سب کے سامنے یہہ خواہش ظاہر کی کہ خسرو کو بنگالہ بخش دیا جاوے غرض کہ بادشاہ کی اِن باتوں نے اور چند بڑے معزز سرداروں کی کوششوں نے جو جہانگیر سے اب بھی بدل موافق تھے اُن چھوٹی سرداروں کو ٹھنڈا کیا جو مخالفوں سے موافقت رکھتے تھے اور عزیز خاں کو بھی یہہ سوجھی کہ اگر میں اپنی بات پر جمارہوں گا تو سب لوگ الگ ہوجاوینگے اور میں تنہا رہ جاؤں گا چنانچہ اُس نے یہہ راہ نکالی کہ چھوٹی چھوٹی

جهانگیر سے خط کتابت شروع کي مگر راجه مان سنگهه اِس سبب سے اُس خطره میں مبتلا نهوا جس میں عزیزخان مبتلا تها که رعب داب اُسکا اِس پر موقوف تها که خیر خواه اُس کے اُسي کے خیر خواه تهے اور بادشاه کي خیر خواهي سے کچهه علاقه واسطے نه رکهتے تهے اور جب که اُس نے آپ کو تنها اکیلا پایا اور جهانگیر نے بهي خوشامد آمیز باتوں اور قول قراروں کا سلسله اُس سے باندها تو اُس نے بهي جهانگیر کي امداد و اعانت کا وعده کیا جس کا وارث هونا بخوبي ثابت تها بعد اُس کے جهانگیر محل میں آیا اور مرنے هار بادشاه نے بهت سا پیار اُسکو کیا چنانچه جو حال اُسوقت گذرا جهانگیر نے اُسکو بیان کیا بیان اُسکا یهه هی که حصول ملازمت پر میرے باپ نے یهه فرمایا که تمام سردار اُس کمره میں بلوائی جاویں جهاں وه تشریف رکهتے تهے اِس لیئے که حضرت والد نے آپ فرمایا تها که میں اِس بات کو گوارا نهیں رکهتا که کسي قسم کي ناچاقي تیري اور اُن دولت خواهوں میں واقع هووے جو اتني مدت تک میري محنتوں اور سختیوں میں شریک و موافق اور شان و فخر کے کاموں میں ممد معاون رهے چنانچه جب وه سردار اکهٹے هوئی تو بادشاه نے وقت کے مناسب جو کهنا تها کها اور سب سرداروں کو نظر بهر کر دیکها اور سب سے علانیه کها که اگر بهولی چوکے کوئي تقصیر آپ صاحبوں کي نسبت مجهه سے هوئي هو تو سب صاحب معاف کریں اب جهانگیر اپنے باپ کے قدموں پر گرا اور بهت پهوٹ پهوٹ کر رویا بعد اُس کے بادشاه نے خاص تلوار کے باندهنے پر اشاره کیا که وه اُس کے سامنے بانده کر بادشاهي کا نشان حاصل کرے معلوم هوتا هی که بعد اُسکی بادشاه نے سنبهالا لیا اور جهانگیر سے یهه التجا کي که خاندان کي عورتوں کي خبر لینا اور میرے پرانے متوسلوں اور دوستوں کو نه بهولنا بعد اُس کے ایک بڑے ملا جهانگیر کے ملنے والوں کو بلاکر سامنے

بٹھلایا اور اُس کے سامنے کلمہ شہادت کو دوھرا کر اچھے مسلمانوں کا مرنا موا † *

بیان کیا گیا کہ یہہ بادشاہ اچھا تنومند اور قوي اور جوڑ بند کا پورا اور بہت خوب صورت تھا اور اُس کے چہرہ مہرہ سے ھشاشي بشاشي ٹپکتي تھي اور طورطرز اُس کے نہایت پسندیدہ ‡ اور سنجیدہ تھے خدا تعالی نے اُسکو ذاتي قوت اور اصلي چستي عنایت فرمائي تھي جواني میں میخواري کے مزے اوڑائی اور بڑے چین سے گذاري مگر تھوڑے دنوں بعد ایسا متقي بن گیا تھا کہ خاص خاص دنوں میں گوشت بھي نکھاتا تھا چنانچہ مجموعہ اُن خاص دنوں کا برس کي چوتھائي ھوتي تھي تھوڑي نیند سوتا تھا اور بہت تھوڑے سونے سے سیر ھوجاتا تھا اور حکمت کي اُن بحثوں میں کسي کسي رات میں صبح تک مصروف رھتا تھا جن کا شوق ذوق اُس کو بدرجہ غایت تھا اگرچہ ھمیشہ لڑائیوں میں مصروف رھا اور دیواني کے معاملوں کي حکومت میں اور

---

† اکبر آگرہ کے قریب مدفون ھوا بشپ ھیبر صاحب نے اُسکے مقبرہ کا بیان کیا کہ بیچ کي عمارت ایک ایسي قسم کا ٹھوس مینار ھی جو باھر کي طرف سے حجروں اور گنبدوں اور برآمدوں سے محاط اور محصور ھی اور جوں جوں بلندي پر جاتا ھی اسیقدر تھوڑا تھوڑا گھٹتا جاتا ھی یہاں تک کہ خاتمہ اُس کا ایک چوکور سنگ مرمر کي چوکي پر ھوتا ھی جو نہایت عمدہ جالیوں سے محصور ھی اور اِس مینار کے بیچا بیچ ایک چھوٹا چپٹا تعویذ قبر کا ھی جس کو ایسي لطافت نزاکت سے کندہ کیا ھی جس کے ذریعہ سے سنگ مرمر کو زیب زینت اور عربي لفظوں کو حسن و رونق حاصل ھوئي جو قبر کو زینت بخشتی ھیں (بشپ ھیبر صاحب کا بیان جلد ایک صفحہ ۸۵۷) اور جبکہ اِس ضلع کو پہلے پہلے انگریزوں نے فتح کیا تو یھي عمارت گوروں کے کام آئي چنانچہ ایک یا دو برس تک اُس میں رھے (پرایس صاحب کا ترجمہ تزک جہانگیري کا صفحہ ۲۵)

‡ اکبر کے حالات مفصلہ ذیل اُن پرتگال والوں کے لکھے ھوئے ھیں جو مقام گویا سے اُسکي ملاقات کو آئی تھے چنانچہ وہ لکھتے ھیں کہ یہہ بادشاہ اُن دنوں پچاس برس کي عمر کا اور رنگ و روپ کا گورا اور فہم فراست کا پورا اور تواضع و تعظیم کا بھوکا تھا (مري صاحب کي تحقیقات ایشیا جلد دو صفحہ ۸۹)

بادشاهان هند کي نسبت نئي نئي عمده باتیں ایجاد کیں مگر اِس لیئے
که اپنے وقتوں کي تقسیم اچھي طرح پر کي تهي اور کار روائي کي کمال
استعداد آپ میں رکهتا تها تو تحصیل علوم اور بحث مسائل اور باقي
شغل و مشاغل کے واسطے بڑي فرصت رهتي تهي علاوه اِس کے حیوانات
کي کشتیاں اور زور هنر کے کرتبوں کے دیکھنے بهالنے کا بڑا شوق اور نهایت
سلیقه رکهتا تها اور شکار بازي سے بغایت شادان و فرحان هوتا تها اور خصوص
اُس وقت میں که شیروں اور هاتهیوں کا شکار کرتا تها اِس لیئے که اِس
قسم کے شکار میں دلیري اور دلاوري اور زور آزمائي کا موقع هاتهه آتا تها
اور گاه گاه صرف ورزش کي غرض سے سفر کي ماندگي اُٹهاتا تها چنانچه
اجمیر سے آگره کو سوار هوکر دو دن برابر سفر کرتا تها جو دوسو بیس
میل کے فاصله پر واقع هے اور اسي قسم کے اور سفر بهي گهوڑے پر سوار
هوکر کیا کرتا تها علاوه اِس کے دن بهر میں تیس تیس اور چالیس چالیس
میل پیدل چلتاتها حاصل یهه که تاریخ اُس کي عجیب عجیب دلاوریوں
اور ایسي شجاعت کي حکایتوں سے معمور و مشحون هے جیسے قصه
کهانیوںمیں مذکور هوتي هیں اور معلوم هوتاهےکه وه بادشاه جسقدر معقول
غرضوں کي ضرورت سے جان جوکهوں اُٹهانے پر مائل تها اُسیقدر اُسکي
طبیعت میں رنج و مصیبت جهیلنے کا بهي اعشق پایاجاتاتها مگر
باوصف اس کے لڑائي بهڑائي کا فریفته نه تها اِس لیئے که میدان جنگ
میں اوترنے اور وهاں ضرورت تک موجود رهنے اور فهم و فراست سے
تائید و اعانت کرنے میں همیشه جي جان سے مستعد و آماده تو رهتا تها
مگر جب که لڑائي کا انجام اُس کو معلوم هو جاتا تها اور اُس کي
ضرورت باقي نرهتي تهي تو وه ترت پهرت لوٹ کر سلطنت کے کام کاج میں
مصروف هو جاتا تها اور لڑائي کے کسر کا انصرام اور جبر نقصان کا اهتمام
اپنے نائبوں پر چهوڑ آتا تها اور کاهے کاهے ایسا بهي هو جاتا تها که یهه باقي
کام طول پکڑ جاتے تهے مگر جب که فتوحات اُسکي انجام کو پهونچتي

تھیں تو پوری پوری ہو جاتی تھیں یہہ بات کہہ سکتے ہیں کہ اُس کے عہد دولت سے پہلے پہلے ہندوستان کا کوئی حصہ دارالسلطنت کے پاس پروس کے علاوہ بخوبی مطیع و محکوم نہ ہوا تھا اگرچہ اکبر بلند نظری اور گونہ حرص و طمع سے خالی نہ تھا مگر جن ملکوں پر اُسنے حملہ کیا اور اُس کے زمانہ سے پہلے دلی کی سلطنت میں وہ داخل تھے اگر وہ اُنپر حملہ نہ کرتا تو ہمعصر اُس کے تعریف و ثنا کی جگہہ ہجو مذمت اُس کی کرتے *

تیسرا باب

اکبر کی ملکی تدبیروں کے بیان میں

مذہبی تدبیروں کا بیان

یہہ بادشاہ اپنے ملکی تدبیروں کے لحاظ سے ایسے بادشاہوں میں بڑا پایہ رکھتا ہے جنکی بادشاہت بنی‌آدم کے حق میں بڑی نعمت سمجھی جاتی ہی ملک و مذہب کے لحاظ سے ظہور اُسکی تدبیروں کا مختلف مختلف صورتوں میں واقع ہوا اور جب کہ وہ بادشاہ ہوا تو اُس کی آغاز سلطنت هي سے یہہ بات واضح ہوتی تھی کہ اُسکی طبیعت میں ہر دین و ملت کے گوارا رکھنے کی صلاحیت رکھی ہی اور معلوم ہوتا ہی کہ اس گوارا رکھنے کی یہہ وجہہ نہ تھی کہ وہ اسلام کی حقیقت میں متردد تھا مگر اِس میٹھی طبیعت سے یہہ بات اُس کو حاصل ہوئی تھی کہ اور مذہبوں کے مسئلے بھی جی لگا کر سنتا تھا اور نوبت یہانتک پہونچی تھی کہ کھرے کرارے مسلمان اُس سے بد بر ہو گئے تھے اور ایسی طبیعت نے پہلے پہلے یہہ کام کیا کہ اُس کے عقیدے کو قران کی نسبت ضرور متزلزل کیا چنانچہ قران شریف کے ایسی پکی سند ہونے میں کہ کسی قسم کی بھول چوک اُس میں دخیل و مداخل نہ ہووے متردد ہوا علاوہ اُسکے وہ ملکی فایدے بھی جو ایسے نئے دین کے اجرا سے حاصل ہوویں جس کا پھیلاؤ اُسکی ساری رعایا میں بخوبی ہو جاوے اُس کے خیال میں ضرور گذرے ہونگے اور عہد سلطنت کے پہلے حصہ میں یہہ

حال اُسکا تھا کہ مقدس درگاہوں کی زیارت اور بزرگ لوگوں کی خدمت میں نہایت شوق ذوق سے حاضر ہوتا تھا یہاں تک کہ سلطنت کے اکسویں برس میں بھی بڑی صدق و دیانت سے کہا کرتا تھا کہ ما بدولت مکہ کو جاوینگے سلطنت کے چوبیسویں برس یعنی سنہ ۱۵۸۹ع تک اپنی ایسی بیقید رایوں کو ظاہر نہ کیا جو مسلمانوں کے مخالف تھیں *

یہہ بات ممکن ہی کہ جن لوگوں سے اکبر ملتا جلتا تھا اُنمیں سے بعض بعض شخصوں کے ایسے آزاد خیال بھی ہونگے جو مسلمان فقیروں کے خاص خاص فرقوں میں شایع ذایع ہوتے ہیں مگر سارے مورخوں نے اکبر کے فساد عقاید کا الزام ابوالفضل اور اُسکے بھائی فیاضی کے ذمہ عاید کیا یہہ دونوں بھائی شیخ مبارک نامی باشندہ ناگور ایک فاضل کے بیٹے تھے جو کسی زمانہ میں آگرہ کے مدرسہ میں اصول اور قوانین اور الہیات کا مدرس تھا اگرچہ بہت دنوں تک سنی رہا مگر بعد اُسکے رافضی ہوگیا اور پہلے حکیموں کی کتابیں پڑھنے لگا یہاں تک کہ خیالات اُسکے آزاد ہو گئے اور بقول اُس کے مخالفوں کے بیدین ہو گیا اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ لوگوں کی پھٹکار اور لعنت ملامت کرنے والوں کی مار مار سے مدرسہ کے چھوڑنے اور جورو بچوں کو آگرہ سے لیجانے پر مجبور ہوا اگرچہ یہہ دونوں بھائی اُس کے بیٹے اصول اسلام کے بظاہر تابع تھے مگر غالب یہہ ہی کہ مسلمانوں سے میل جول اُنکا زیادہ نہ تھا بلکہ جی سے موافق نہ تھے منجملہ مسلمانوں کے پہلے پہل فیضی نے ہندوؤں کے علم انشاء اور سارے علوم دقیق کو بڑی سعی و محنت سے حاصل کیا *

مگر یہہ بات تحقیق نہیں کہ بادشاہ کی ترغیب و اشارہ سے یہہ کام اُس نے اختیار کیا تھا یا آپ اپنے شوق سے اِس چہان بین کے پیچھے پڑا تھا ہاں یہہ بات ضرور ہے کہ برہمنوں کے علم کی تحقیق مسلسل اور باقاعدہ بادشاہ کے ارشاد و امداد سے کی تھی اور شنسکرت کی منظومات † و حکمت

† فیضی نے نالا اور دمیا منتی کا ترجمہ کیا جو مہا بھارت میں نہایت عمدہ اور دلچسپ حکایت ہے اور علی‌ہذالقیاس اُس نے فارسی زبان میں بھی نظم نثر کی کتابیں

کے علاوہ بیجا گنتا اور لیلاوتی مصنفات بہاسکا راچارجہا کا ترجمہ کیا جو هندوؤں کے حساب اور جبر و مقابلہ میں عمدہ کتابیں گنی جاتی هیں *

جن لوگوں نے شنسکرت کے وہ ترجمہ کیئے جنمیں بید اور تاریخ کشمیر اور راماین اور مہابہارت کے ترجمے بہی داخل هیں وہ بہی فیضی کی امداد و اعانت اور نگرانی نگہبانی سے کار بند اُن کے هوئے منجملہ اُن کے راماین اور مہابہارت منظوم هیں اور شنسکرت میں تاریخ کشمیر ایک نمونہ هی یعنی اُس کے سوا اور کوئی تاریخ اُس میں پائی نہیں جاتی † *

اکبر نے صرف شنسکرت کے ترجمہ کرانے سے فائدہ نہیں اُٹھایا بلکہ اُسنے ایک عیسائی پادری کو جسکو ابوالفضل نے فرا باتوں کے نام سے لکھا هی اور اُس کو بڑا مورخ اور فاضل بتایا هی بہت سی ترغیبیں دیکر مقام گویا سے بایں غرض بلوایا تھا کہ وہ چند آدمیوں کو یونانی سکھلاوے تاکہ یونانی کتابوں کا ترجمہ فارسی زبان میں کیا جاوے بلکہ خود فیضی کو یہہ ارشاد کیا تھا کہ انجیلوں کا ترجمہ بے کم ‡ و کاست کرے سلطنت

تصنیف کیں معلوم هوتا هی نہ ابوالفضل کی نسبت کتابوں کے سیر و مطالعہ میں فیضی بہت زیادہ مصروف رهتا تھا اور ویسا دنیادار اور فریبی بہی نہ تھا

† منتخب التواریخ

‡ معلوم هوتا هی کہ اکبر کے دربار میں علم اور یاقی اور کمالوں کا چرچا زیادہ تھا چنانچہ عزیزخاں آعظم بڑا عالم تھا اور عبدالرحیم مرزاخاں ولد بیرم‌خاں یعنے نواب خانخاناں جو اکبر کے جنگی سرداروں میں دوسرا درجہ رکھتا تھا ایسا زبان داں تھا کہ اُسنے تزک بابری کا ترجمہ ترکی سے فارسی زبان میں کیا اور اسی زمانہ کے مشہور لوگوں میں سے تان سین کو بڑا کبیشر بتاتے هیں جسکے گانے کی بہت تعریف کرتے هیں اور کہتے هیں کہ زین خاں سردار جو بڑا جنگی افسر تھا بہت سے باجے بجاتا تھا علاوہ اُس کے اکبر نے ایسے مدرسوں کی ترقی میں بڑی کوشش کی هی جسمیں هندو مسلمانوں کے علم پڑهائے جاتے تھے اور هر شخص کی تعلیم اُس کے حالات اور منشاؤں کے موافق هوتے تھے ۱۲ اکبر نامہ

کے بارهویں برس فیضي پیش کیا گیا اور اتهارویں برس یعني سنه۱۵۷۴ع
میں ابوالفضل اُس کا بهائي دربار میں داخل هوا یهه دونوں بهائي
بادشاه کے ایسے یار غار بن گئے تهی که بادشاه کو اُن سے الگ هو ناگوارا
نه تها اور یہاں تک دخیل هو گئے تهے که مذهب کے نئے نئے عقیدوں کے
اعتماد اور اپنے پرانے ملک والے عالم فاضلوں کي قدر و پرورش کے علاوه
اُمورات سلطنت میں بهي صلاح اُن سے لي جاتي توي اور بڑے بڑے کام
اُن کو تفویض هوتے تهے چنانچه پہلے اس سے که شاهان دکن پر یورش
کي جاوے فیضي کو ایلچي بنا کر بهیجا تها فیضي کي عمر نے وفانکي
مگر ابوالفضل اُسکا بهائي بہت دنوں تک زنده رها اور ساري فوج کي افسري کا
بڑا پایه اور وزیر اعظم هونے کا اعلی درجه حاصل کیا اور اسکے مر جانے سے
بادشاه کو نهایت رنج هوا جیسے که بالا مذکور هوا اور فیضي کے مرتے دم
جو بادشاه نے معامله برتا وه اِس لیئے اعتماد کے قابل هی که اُس کو
ایک اُسکے مخالف یعني عبدالقادر نے لکها هی بیان اُس کا یهه هی که
جب آدهي رات اکبر کو فیضي کے جان بلب هونے کي خبر پهونچي تو
خبر کے سنتے هي فیضي کي طرف روانه هوا مگر پهونچنے سے پہلے
بے هوش اُس کو پایا چنانچه اُس نے فیضي کا سر اُتهایا اور یاروں
کي طرح پکار کر کہا که شیخ جي تم کیوں نهیں بولتے هو تمهارے واسطے
حکیم علي گیلاني کو لایا هوں اور جب که اُس نے جواب کي قوت ندیکهي
تو اپني پگڑي کو زمین پر پٹکا اور رونے پیٹنے لگا بعد اُس کے جب هوش
اُس کے ٹهکانے آئے تو اپنے مکان پر نگیا بلکه سیدها ابوالفضل کے پاس جو
مکان انتقال سے کہیں الگ بیٹها تها اور گهڑي دو گهڑي پاس اُس کے
بیٹها رها اور تسلي تشفي دیتا رها † ٭

† منتخب التواریخ والے عبدالقادر نے بیان کیا که فیضي مرتے دم تک خدا تعالے
کي بے ادبي کرتا رها اور آخر کو کتے کي طرح بهونکا اور صورت اوسکي مسخ هو گئي اور
هونت اُس کے نیلے پڑ گئے گویا که اُس نے اپنے برے کونکوں کي سزا دنیا میں پائي جو
عاقبت میں اُسکي منتظر توي اور اسي مورخ نے اپني کتاب میں ایک خط نقل کیا

فيضي اور ابوالفضل كے علاوہ اور تمام مذهبوں كے عالم فاضل بهي اكبر كے دربار ميں حاضر رهتے تهے اور يهہ بات اُسكو بهت بهاتي تهي كہ عالم فاضلوں كو جمع كركے كئي كئي رات برابر بحث و مناظرہ كا تماشا ديكهے اور كاهے كاهے آپ بهي امداد اُنكي كرتا تها اور جمعہ كے روز اُنكے جلسے مقرر تهے اور كبهي كبهي اكيلے دو كهلے مسلمان فقيروں اور هندو پنڈتوں كو بلاتا تها اور اُن كے مختلف فرقوں كے مسئلوں كي نسبت چوڑي چكلي تحقيقيں كرتا تها ‡ *

اِن معين جلسوں كے بحث مباحثوں كے چند نمونہ جو قياسي معلوم هوتے هيں كتاب دابستان ميں پائے جاتے هيں جو مذهب ايشيا كے بيان ميں تاليف كي گئي چنانچہ منجملہ اُن كے بهت بڑا نمونہ وہ مناظرہ هى جو ايك برهمن اور مسلمان اور يهودي اور عيسائي اور مجوسي

جس كو فيضي نے اكبر كي خدمت ميں اِس مورخ كي سفارش ميں لكها تها اور عذر اس الزام كا كہ اُس نے اپنے محسن كے مرنے پر برائي اُسكي لكهي يهہ پيش كيا كہ يهہ برا كهنا مذهب كے لحاظ سے اور خداوند تعالى كے فرض كي جهت سے ميرے ذمہ واجب هى خط مذكور كے مضمون سے يهہ بات واضح هوتي هى كہ فيضي بڑا دوست كام اور نهايت آشنا پرور تها اس ليئے كہ اُس خط ميں حامل خط كي خدمات شايستہ اور اُس كي بد قسمتي كا حال جسكي شامت سے وہ شايستہ خدمتيں بادشاہ تك نپهنچيں اور كوئي ثمرہ اُنپر مترتب نهوا بڑي تفصيل و مبالغہ سے لكها چنانچہ اُس نے لكها كہ يهہ آدمي سينتيس برس سے ميرا مخلص خاص اور خير خواہ با اخلاص هى اور بڑي بڑي خوبيوں سے معمور اور عمدہ عمدہ كمالوں سے پور پور هى غرض كہ ايسي ايسي باتيں لكهكر بڑي سفارش پر تحرير كا خاتمہ كيا اگرچہ اُن دونوں بهائيوں اور اس مورخ كے درميان ميں دين و مذهب كے سبب سے كوئي جهگڑا قايم هوا تها مگر اكبر نے اُس مورخ كو اپني نظروں سے نگرايا تها اس ليئے كہ وہ بيان كرتا هى كہ جب فيضي مرگيا تو بادشاہ نے فيضي كے كتب خانہ كي فهرست لكهنے كا مجهكو ارشاد فرمايا چنانچہ فهرست اُن كي مرتب كي گئي طبيعات اور الهيات اور اخلاق اور نظم و نثر كي چار هزار ساتهہ كتابيں تهيں جنكو اُس نے بڑي محنت سے صحيح و درست كيا تها

‡ اكبر نامہ منتخب التواريخ

اور فیلسوف کے درمیان میں واقع هوا § هر مذهب والے نے اپني اپني دلیلوں کو پیش کیا مگر دلیلوںکي تردید کي گئي چنانچه بعض دلیلونکو یوں رد کیا گیا که آس کے باني بدکار تھے اور بعضوں کو یوں اڑایا که اُن کے مسئلے بیہودہ هیں اور جن معجزوں کووہ بیان کرتے هیں وہ ثبوت کافي کے محتاج هیں غرض که فیلسوف نے ایسي دین کي تائید کرکے جو عقل و مصلحت کے سواء کسي اور شی پر مبني نتھا گفتگو کو طی کیا *

واقعي اسي قسم کا بیان اکبر نامه میں پایا جاتا هی یعني سارے مذهبوں کے عالم فاضلوں کے روبرو ایک پادري اور چند ملاؤں میں مناظرہ واقع هوا چنانچه سلاست تقریر اور سلامت مزاج کي حیثیت سے پادري کو سبقت دي گئي اور بحث کا خاتمه اِس طرح هوا که ملاؤں کي زبان آوري اور سینه زوري کو دباکر یهه راے اپني بادشاہ نے ظاهر کي که خدا تعالی کي عبادت بطور معقول ایسي هوسکتي هی که عقل کي پیروي کي جاوے اور اندھوں کي مانند الهام و وحي کي † بالکل پیروي نکي جاوے *

§ اس مناظرہ کا ترجمه کرنل کنیڈي صاحب نے بمبئي کي علمي سوسئیٹي کے حالات جلد دو صفحه ۲۴۷ وغیرہ میں چھاپا هی

† جلسه مذکورہ کا حال عیسائي اور مسلمان دونوں مختلف طوروں سے بیان کرتے هیں اور بڑا تعجب هی که کسي شخص نے اُسکو اپنے مذهب کے موافق بیان نهیں کیا چنانچه ابوالفضل کهتا هی که جب بحث کرنیوالوں نے اپني اپني کتابوں کے سچے اور آسماني هونے پر دلیلیں قایم کیں تو عیسائیوں نے یهه کها که اگر مسلمان لوگ اپنے قران کے حفظ و حراست کے بھروسے جلتي آگ میں چلے جاویں تو هم بھي توریت انجیل کو لیکر آگ میں گھس پڑینگے مگر مسلمانوں نے بجواب اُنکو برابھلا کها اور بهت سي ملامت کي اور پادري یهه کهتے هیں که یهه درخواست اول مسلمانوں کي طرف سے هوئي تھي اور اکبر کي خلاف مرضي پاکر همنے قبول نکیا (مري صاحب کي تحقیقات ایشیا جلد دو صفحه ۹۱) غالب یهه هی که اکبر کو بحث مذکور سے جي کا بھلانا مقصود تھا اور یهه دریافت نهیں هوتا که عزم اُس کا یهه تھا که عیسائیوں کو مسخرا بناوے اور جب که پادریوں کي مراد پوري نهوئي یعني اکبر عیسائي نهوا تو انکو یهه شبهه هوا که بادشاہ کو تائید اُنکي مقصود نهیں بلکه مقصود اُس کا یهه هی

یہاں مذکور الصدر سے اکبر کا مذہب دریافت ہوسکتا ہی چنانچہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ خدا کو عقل کے ذریعہ سے جانتا تھا اور پیرو پیغمبروں کا قایل نتھا اور آدمی کی ضعف خلقت کی ضرورت سے پرستش کے لیئے چند رسمیں بھی اُس نے ٹھہرائی تھیں تفصیل اُسکی یہہ ہی کہ خدا کی بندگی اُس علم کے بموجب کرنی چاہیئے جو عقل کے وسیلہ سے اُس کی ذات پاک کی نسبت حاصل ہوتا ہی اور جس کے ذریعہ سے خدا کی وحدت اور عنایت بخوبی ثابت ہوتی ہی اور نیز بڑے بڑے ارادوں کے مارنے دبانے اور ایسے نیک کاموں کے کرنے کرانے سے جو تمام آدمیوں کے حق میں مفید و نافع ہوویں خدا تعالی کی خدمت گذاری اور بہبودی اور عاقبت کی تلاش و جستجو کرنی چاہیئے اور آدمی کی سند پر عقیدہ طریقہ قبول کرنا اس لیئے نامناسب ہی کہ تمام آدمی ہماری طرح بھول چوک کے قابل ہیں اور اگر یہہ ضرورت سمجھی جاوے کہ آدمیوں کے حق میں ظاہری پرستش کےلئی کوئی علامت مقرر ہونی چاہیئے جس کے ذریعہ وہ اپنے نفسوں کو واحد موجود تک پہونچاویں تو چاند سورج اور تارے اور آگ اس لیئے کافی وافی ہیں اکبر کے دین و مذہب میں پوجاریوں اور پادریوں اور ملاؤں کو کسی قسم کی مداخلت نتھی اور عام پرستش کا کوئی طریقہ مقرر نہ تھا اور کھانے پینے کی بھی کچھہ قید نتھی مگر کھانے پینے سے پرہیز یعنی روزہ اور برت اِس نظر سے قرار دیا گیا تھا کہ اوسکی ذریعہ سے طبیعت کو بلندی حاصل ہوتی ہی اور دستور اُسکا یہہ تھا کہ سورج کو بہت سے سلام کیا کرتا تھا اور آدھی رات اور نور کے

که ہمارے نیلے پیلے ہونے کا تماشا دیکھے اور ہمارے آنے سے اپنے دربار کی شان و شوکت بڑھارے علاوہ اس شوق ذوق کے جو اکبر کو مذہبوں کی چھان بین سے متعلق تھا بقول ابوالفضل اور عبدالقادر کے عیسائی مذہب کی تعظیم اُس کے جی میں بیٹھی ہوئی تھی چنانچہ عبدالقادر کہتا ہی کہ اُس نے اپنے بیٹے مراد کو انجیل پڑھوائی تھی اور اُس کے سبقوں کو بسم اللہ سے شروع نکرواتا تھا بلکہ عیسی مسیح کے نام سے پڑھواتا تھا

ترکے کو دعائیں مانگتا تھا اور تھیکہ دو پہر کو سورج کے سامنے کھڑا ہوکر دھیان گیان اپنا لگاتا تھا اور اس قسم کی خود پسند عبادت اوروں کو بھی بتا تھا باقی ان کاموں کا یہہ منشاء نتھا کہ وہ سورج کو عبادت کے شایان و سزاوار اور آدھی رات اور ترکے کی دعا مانگنے کو نیک کام سمجھتا تھا بلکہ مقصود اُسکا یہہ تھا کہ بقول اُس کے کہ * چناں با نیک و بد عرفی بسر کن کزپس مردن * مسلمانت بزمزم شوید و هندو بسوزاند ہندو مسلمان اُس کو برا نکہیں اور ہر دل عزیز رہے ابوالفضل کہتا ہی کہ جب اُس سے یہہ درخواست کی گئی کہ آپ اپنے مونہہ سے بارش کی دعا مانگیں تو اُس نے یہہ جواب دیا کہ باری تعالی ہماری حاجتوں کو ہمسے زیادہ جانتا ہی اور محتاج اسکا نہیں کہ ہم یاد اُس کو دلاویں کہ وہ ہمارے فائدوں کی نظر سے اپنی قوت کو کام میں لاوے مگر ہمکو یہہ شبہہ ہی کہ جن باتوں کو وہ کرتا تھا اور اوروں کو بتاتا تھا اُنہوں نے اُسکے دلپر کچھہ نہ کچھہ اثر نکیا ہو معلوم ہوتا ہی کہ یہہ بادشاہ اصل و حقیقت میں بڑا عابد زاہد تھا اور باوصف اپنے فلسفی ہونے کے اور عقل و حکمت کی راہ پر چلنے کے کاہی گاہی ایسے باطل خیالوں کی جانب بہی مائل ہوجاتا تھا چنانچہ اُس دین مذہب کی نسبت جسکو اُسکی عقل نے پسند کیا تھا قرب خدا تعالی اور وصول مقصود کا زیادہ وسیلہ سمجھتا تھا اور ایسی طبیعت کی ضرورت سے اُس نے عیسی علیہ السلام اور اُن کی والدہ حضرت مریم کی تصویروں کو بڑی تعظیم و تکریم اور نہایت خوف و ہیبت سے دیکھا جب کہ پادریوں نے اُسکو وہ تصویریں دیکھائیں † *

باوجود اس کے کہ درباری لوگ اسکی خوشامد در آمد کرتے تھے اُسکی مذہب نو ایجاد کے اصول و قاعدوں میں کچھہ کچھہ علامتیں پائی جاتی تھیں مگر کہیں صاف صاف یہہ پایا نہیں جاتا کہ اُس کے جی میں اور

---

† مری صاحب کی تاریخ جلد دو صفحہ ۸۹

لوگوں کي نسبت زیادہ روشن‌ضمیري اور صاف باطني کا خیال ہوي ایا هو
اُس کے مذهب کي بنیاد اِس اعتقاد پر قایم تهي که کوئي پیغمبر آجتک
نہیں آیا تمام موقعوں پر عقل سے استعانت کرتا تها اور اُسي کي بات کو
مانتا تها اور رعایا کے دین و مذهب میں مداخلت کرني اور ضرورت کے
وقت اُس میں بڑهانے گهٹانے کو حکومت کا لازمه سمجهتا تها † اور جبکه
اُس نے اپني انوکهي باتوں کا پهیلانا چاها تو یهه هوشیاري برتي که سنه
۱۵۷۹ ع مطابق رجب سنه ۹۸۷ هجري میں بڑے بڑے مسلمان مفتیوں
سے اس بات میں فتوی حاصل کیا که تمام معبدوں کي تو سرداري بادشاه کو
حاصل هی اور اپني راے و مصلحت کے موافق حکومت کرنے اور اصول دین کے
جهگڑوں کے چکانے کا حق اُسي کو پهنچتا ‡ هی اور اُس کے نئے دین
کا یهه کلمه تها لااله الاالله والاکبر خلیفة الله یعني خدا تعالی کے سوا
کوئي خدا نہیں اور اکبر بادشاه اُس کا خلیفه هی *

اپني رایوں کے پهیلانے میں سمجهانے سے کام لیا اور کسي پر زور و
زبردستي نہیں کي اور وہ رائیں ایسي تهیں که درباري لوگوں اور دو چار
عالموں کے سوا کہیں شایع ذایع نہوئیں مگر فرایض اسلام کي منسوخي میں
کڑي کڑي تدبیریں برتیں یعني جن فرضوں کي تعمیل ابتک شریعت کے
ذریعه سے هوتي تهي اُن کي منسوخي کے درپے هوا چنانچه اُس نے نماز
اور روزه اور زکوة و حج اور وجوب جماعت کو لوگوں کي مرضي پر موقوف
رکها اور ناپاک جانوروں کا کهانا اور شراب کا معتدل پینا اور پانسو سے جوا
کهیلنا جایز کیا اور بارہ‌برس سے پہلے پہلے ختنه کرنے کي ممانعت کي اسلیئے
که جب آدمي بارہ برس کا هوجاتا هی تو اُسکو برے بهلے کي پہچان

---

† اکبر اپنے مرید خادموں پر دم پهونکا کرتا تها اور اب لوگ اُس کو یوں
وسوا کرتے هیں که وہ معجزوں کي قوت کا اظهار کرتا تها اور حقیقت یهه هی که روحاني
تعلیم والے یعني گرو اپنے چیلوں کے ساتهه اقلیم هندوستان میں یهه معامله عام برتتے
هیں

‡ منتخب‌التواریخ

هوجاتي هی اب اگر اچها سمجهے تو ختنه کراوے اور اگر برا سمجهے تو نکراوے † *

دین و ملت کے مقدمه میں بعض بعض تدبیروں کو قصد و تاکید سے برتا تها اور مقصود اُس کا یهه تها که مسلمانوں کا مذهب تنزل پکڑے چنانچه اُس نے هجری سال اور عربي مهینوں کو شمسي سال سے بدلا اور آغاز سال اُس اعتدال ربیعي سے ٹهرایا جو تخت نشیني کے سال سے قریب قریب تها اور مهینوں کي تقسیم ایرانیوں کي تقسیم ماهانه کے موافق قرار دیگئي اور عربي کي تحصیل سے رغبت اُٹهائي گئي اور علي اور محمد وغیره عربي کے ناموں کا برتاؤ چهوڑا گیا اور سلام مسنون یعني السلام علیکم کي جگهه الله اکبر ٹهرایا گیا اور جواب اُس کا جل جلاله ‡ قراردیا گیا اور ڈاڑهي رکهانا جو § قران سے ثابت هی ایسا ناگوار اُس کو تها که ڈاڑهي والی کو اپنے سامنے بدشواري آنے دیتا تها ڈاڑهي رکهانے کي ممانعت اور نیز اِس قاعده کے اجرا سے که ایرانیوں کي طرح بادشاه کے سامنے ماتهه ٹیکیں یا دربار کي خاک کو چومیں مسلمانوں کو سخت نفرت هوئي اِس لیئے که مسلمانوں کے نزدیک ایسي تعظیم الله سے مخصوص هی *

هندوؤں کے دین و ملت میں مداخلت کرنے کا موقع اِس لیئے بهت تهوڑا هاتهه آیا که اُن کے مذهب کو مسلمانوں کي حکومت سے کچهه اعانت نه پهونچي تهي علاوه اِس کے اس لیئی بهي دست اندازي گوارا نهوئي که هندوؤں کا دین اور دینوں سے لاگ لپیٹ نهیں رکهتا اور کسي کے ضرر کا خواهاں نهیں هوتا مگر اُس نے آگ پاني میں گرنے یعني

---

† کرنیل تقرئي صاحب نے امور مذکوره بالا پریهه زیاده کیا که ایک نکاح سے زیاده نکاح کرنے کي بهي ممانعت کي تهي

‡ اِس اصطلاح جدید کے جاري کرنے سے یهه مقصود اُسکا تها که جلال الدین اکبر اُن لفظوں سے سمجها جاوے

§ صحیح یهه که حدیث سے ثابت هی ۱۲ مترجم

جان جوکھوں کے امتحانوں سے بڑي کڑي ممانعت کي جو ہندوؤں کا پرانا دستور چلا آتا تھا اور یہہ حکم بھي جاري کیا کہ بالغ ہونے سے پہلے شادي نکرائي جاوے اور قربانے گاہوں میں جانور نہ مارے جاویں اور رانڈوں کے پہیرے دوبارہ کرائے جاویں جو ہندوؤں کے دستور کے مخالف تھا † اور رانڈ عورتیں زور ظلم سے ستي نہوا کریں اور جب کوئي عورت ستي ہونا چاہتي بہي تہي تو بڑي چہان بین اِسکي ہوتي تھي کہ وہ آپہ سے جلنا چاہتي ہی یا کسي کے کہنے سنے سے جلنے کو جاتي ہی چنانچہ ایکبار اُس کے کانوں میں یہہ بہنک پڑي کہ جودہ پور کا راجہ اپني رانڈ بہو کو موئي بیٹے کے ساتہہ از راہ زبردستي جلانا چاہتا ہی تو وہ گہوڑے پر سوار ہوا اور ڈاک چوکي کے ذریعہ سے جودہ پور میں پہونچا اور اُس دکہیا رانڈ کي جان بچائي ‡ *

جو بڑي بڑي تدبیریں اکبر کي خاص ہندوؤں سے واسطے علاقہ رکہتي تہیں وہ اُن کے حق میں نہایت مفید تہیں مگر وہ تدبیریں اُس زمانہ سے پہلے پہلے عمل میں آئي تہیں کہ اپنے مذہب میں نئي نئي ایجاد اُس نے نہ کي تہي ہندوؤں کو مسلمانوں کي برابر حکومت کے عہدوں پر معزز و ممتاز کرنا جب سے قرار پایا تھا کہ اُس نے حکومت کو سنبہالا تھا اور سلطنت کے ساتویں سال اُسنے وہ محصول جزیہ کا موقوف کیا جو آدمي پیچہے ہندوؤں سے لیا جاتا تھا اور یہہ محصول ایسا ناگوار تھا کہ اُس کے باعث سے ہندو مسلمانوں میں ہمیشہ عداوت قایم رہتي تہي اور اُسي زمانہ کے قریب اُس نے وہ محصول اُٹھایا جو تیرتھوں کے جانے والوں سے وصول کیا جاتا تھا اور عذر اُس کا یہہ بیان کیا کہ یہہ محصول اگرچہ اعتقاد باطل پر لگایا گیا تھا مگر خدا کي عبادت کے طریقے مختلف

---

† کرنیل کنیڈي صاحب کا بیان مندرجہ حالات بمبئي جلد دو صفحہ ۲۶۱

‡ اکبر نامہ

هیں اب اُس کے عابدوں کے رستہ میں خلل ڈالنا اور اُن کے خالق سے اُنکو توڑانا نہایت نامناسب هی † *

علاوہ اُن کے ایک فرمان ایسا اِس سے بهي پہلے سنہ ۱۵۶۱ ع میں جاري کیا تها جس سے آدمیت کے معني مترشح هوتے هیں اگرچہ وہ کسي خاص فرقہ سے متعلق نہ تها مگر عمل درآمد کي روسے هندوؤں کے حق میں بڑا مفید پڑا یعني سنہ الیہ میں یہہ حکم اُس نے جاري کیا کہ لڑائي کے قیدي لونڈي غلام نہ بنائی جاویں معلوم هوتا هی کہ اگلے شور و فسادوں میں یہہ برا کام اِس غایت کو پہونچا تها کہ مفسدوں کے جورو بچوں سے تمام نظر ملک مخالف کے امن چین والوں کے خویش و تبار بهي لونڈي غلام بنائی جاتے تهے مگر اب بڑي سخت ممانعت اُسکي هوئي *

اگرچہ اکبر کي اَنوکهي باتیں ساري جاري نہوئي تهیں اور اُن میں سے بهي وہ دو چار باتیں جو لعنت ملامت کے قابل تهیں منسوخ هوگئي تهیں یا قلعہ مبارک میں منحصر تهیں مگر باوصف اِس کے چوکهے مسلمان اور بخصوص ملا لوگ اُس سے سخت متنفر تهے اور ملا لوگوں کو اُن تبدیلیوں کے باعث سے زیادہ نفرت و عداوت هوئي تهي جو مذهبي کاموں کي جاگیر و مصارف میں جب واقع هوئي تهیں کہ سارے قلمرو کے معاملہ میں ترمیم و اصلاح عمل میں آئي تهي عبد القادر نے اُن لوگوں کي شکایتوں کو بڑي دهوم دهام سے لکها هی اور اکبر کو یہہ الزام اُس نے لگایا کہ اکبر نے مسلسل تدبیروں سے مسلمانوں کے مذهب کي بے رونقي چاهي اور ایسے لوگوں پر ظلم اُس نے روا رکها جو اُس کے مذهب کي نہایت تائید و اعانت اور بغایت حفظ و حراست کرتے تهے اور غالب هے کہ اکبر کو اون لوگوں سے تهوڑا بہت تعصب هوا هوگا جو اُس کے خلاف و مقابلہ پر مستعد و آمادہ رهتے تهے اور بلاشبہہ اُن خاصہ

---

† شامرز صاحب کا نامي ترجمہ اکبر نامہ کا

لوگوں کي رو و رعایت کرتا تھا جو اُسکي باتوں کو بے تکلف مانتے تھے مگر درشت گوئي اور بد سلوکیوں کي حکایتیں جو عبدالقادر نے بیان کیں ہیں اُن کے دیکھنے سے یہہ واضح ہوتا ہی کہ اُن لوگوں کي گستاخانہ بول چال اور مفسدانہ چال ڈھال کي ضرورت سے واجب و لازم تھیں اور وہ بدسلوکیاں خاص ملاؤں پر منحصر نتھیں بلکہ ایک درباري امیر کو سلطاني محفل سے بایں قصور اُس نے نکلوایا کہ اُس گستاخ بے ادب نے بادشاہ کي عمل در آمد پر اعتراض کیا اور بے تکلف یہہ پوچھا کہ آپ کیا سوچتے ہیں کہ اور ملکوں کے پکے مسلمان بادشاہ آپ کي عمل در آمد پر کیاکیا اعتراض کرینگے اور دوسرے درباري کو جس نے بادشاہ کے صلاح کاروں کو دوزخي کہا تھا یہہ سنایا گیا کہ ایسي کڑي بات کا جواب اب لات گھونسے سے مناسب ہی اکبر کا بڑا منکر عزیز خاں اعظم اُس کا کوکا یعني رضاعي بھائي اور نیز اُس کي فوج کا بہت بڑا سردار تھا اور اِسلیئے کہ یہہ سردار ایک مدت سے گجرات کا حاکم تھا اور وہاں کي حکومت کے باعث سے حضور میں حاضر نہوتا تھا تو اُس کي ماں یعني اکبر کي دایہ نے اُس کے بلانے میں اکبر کو بہت کہا سنا تھا چنانچہ عزیز خاں بلایا گیا مگر اُس نے بہانہ کیا دریافت ہوا کہ وہ اِس لیئے نہیں آیا کہ ڈاڑھي کا مونڈوانا اور بادشاہ کو سجدہ کرنا اُسکو منظور نہیں بعد اِسکے اکبر نے اُسکو فہمایش نامہ لکھا اور تمسخر کي باتیں لکھیں مگر جب کہ وہ سردار اپني بات پر جما رہا تو بڑا تاکیدي حکم اِس مضمون سے صادر ہوا کہ جلد آپ کو دارالسلطنت میں حاضر کرے عزیز خاں نے حکومت سے ہاتھہ اُٹھایا اور نہایت لعنت ملامت اور بغایت گستاخي وجسارت سے جواب اُسکا لکھا کہ کیا کتاب † آسماني آپ پر نازل ہوئي یا رسول خدا

† واضح ہو کہ مسلمان لوگ اچھے اور عمدہ ہونے کي حیثیت سے قران اور توریت و انجیل اور زبور کو کتاب آسماني کہتے ہیں اور اُن کتابوں کے ماننے والوں کو اہل کتاب بولتے ہیں

کي مانند اعجاز آپ سے ظاہر ہوئے کہ اُنکي تائید و تقویت سے نیا دین آپ نے جاري کیا اور آگاہ کیا کہ تو عذاب دایم کا رستہ چلتا ہی اور اختتام اُس کا اِس دعا پر کیا کہ خدا اُس کو نجات و ہدایت کرکے رستہ پر لاوے غرض کہ اُس نے حرارت اسلام کو بڑي دھوم دھام سے جتایا اور بلا اطلاع اکبر کے مکہ کو روانہ ہوا مگر جب کہ تھوڑے دنوں بعد اُس نے حال اپنا مکہ میں اچھا نپایا اور جي کو لگتا نديکھا تو ہندوستان کو چلا آیا اور بادشاہ کي اطاعت قبول کي اور جو کچھہ کرنا تھا وہ کیا اور اعتماد و عنایت سابقہ پر پہونچا *

اگرچہ اس قسم کے خلافوں نزاعوں میں اکبر ہي غالب رہا مگر خلاصہ اور روحاني ہونے کے باعث یہ مشرب اُس کا عوام‌الناس میں نہ پہیلا بلکہ یہہ معلوم ہوتا ہی کہ چند حکیموں اور لالچي ملاؤں اور درباري لوگوں کے علاوہ عام لوگوں میں منتشر نہوا تھا یہاں تک کہ اکبر کے مرنے پر بقول اُسکي کہ مصرع * چراغ کذب را نبود فروغے * چراغ اُسکا گل ہوگیا اور جہانگیر اُوس کے بیٹے نے مسلمانوں کے طور طریقوں کو بے کہي سنے جاري کیا اور شمسي سال اپنے ذاتي فائدوں کے لحاظ سے تھوڑي مدت تک قایم رکھے گئے مگر باوجود اس کے وہ آزادانہ تحقیقات جو اکبر کے اصول قاعدوں سے مریدوں کي طبیعتوں میں دلنشین تھیں اُن اصولوں کے مرجہانے پر بھي تھوڑي بہت قایم رہیں بلکہ اکثر ویسي ہي طبیعتیں باقي رہیں یہاں تک کہ اگر خارجي سببوں سے روک ٹوک اُنکي نہوتي تو اُنکي بدولت اصلاح و ترمیم اُن باطل خیالوں اور فاسد عقیدوں کي بہت کچھہ ہوتي جو آجکل پائي جاتي ہیں *

اکبر کو یہہ دعوی نہیں پہونچہ سکتا کہ وہ اپنے اُن مسئلوں کا موجد ہی جنکو اُس نے رواج بخشا تھا اس لیئے کہ پنڈت لوگ اول سے خدا کو ایک ہي جانتے تھے اور دیوتوں کے قصے کہانیوں کي تعظیم اعتقاد بدون کرتے تھے چنانچہ ہندو فقیروں کا کبیر پنتھي فرقہ جو اکبر کے زمانہ سے

سو برس پہلے گذرا اکبر کی رایوں کے قریب قریب پہونچا تھا اور معلوم ہوتا ہی کہ اکبر نے منجملہ اپنے مذہبی قاعدوں کے چند ایسی قاعدے اُن فقیروں سے آخذ کیئے تھے جن کے لیئے کوئی معقول وجہہ نہ ٹھہرائی تھی مگر با وصف اِس کے باری تعالی کی ذات و صفات کے سمجھنے اور ثابت کرنے میں پہلے لوگوں سے سبقت لی گیا تھا اور وہ عام آزادی جو عام خاص لوگوں کو اپنی اپنی رایوں کے ظاہر کرنے میں بلا روک ٹوک اور بلا لاگ ڈانٹ اپنی مجلسوں میں عنایت کرتا تھا ایسی زبردست والا جاہ بادشاہ کے مزاج میں ایسی خلوت نشین اصلاح و ترمیم کرنیوالے کی نسبت بڑی عمدہ بات اور نہایت پسندیدہ خصلت ہی جو لوگوں کے ظلم و ستم غالباً اُٹھا تا ہی † *

انتظاموں کا بیان

اگرچہ محاصل ملک کی بابت اکبر کا انتظام اُن فایدوں کی حیثیت سے بہت مشہور و معروف ہی جو اُس کے ذریعہ سے تمام قلمرو کو حاصل ہوئے مگر کوئی بات اُس نے ایجاد نہیں کی بلکہ پہلے انتظاموں کو اصلاح و درستی سے جاری کیا اور حقیقت یہہ ہی کہ انتظام اُس کا شیر شاہ کی تدبیروں کا اجراے کامل تھا اِس لیئے کہ شیر شاہ کی حکومت تھوڑے دنوں قائم رہی اور اُسکی تدبیروں نے ساری قلمرو میں پورا پورا اجرا نہ پایا *

---

† جبکہ ہم اکبر کے ارادونکو جو ایسی توحید خالص سے متعلق تھی جسمیں پیغمبروں کی وحی ومعجزہ کو مداخلت نہورے آجکل کی حکومتوں کے ایسے ارادوں سے مقابلہ کریں جو اسی قسم کے معاملونمیں پائے جاتے ہیں توھمکو اُن مذہبوں کے اعلی میبولکو یاد رکھنا چاھیئے جنسی اکبر بخوبی واقف تھا اور ایسی معقول آدمی کی حیثیت ولیاقت میں جو اپنی قوم سے بڑہ کرکام کرے اور ایسی ادمی کی سوچ سمجھ میں جو عوام کی یہانتک پیروی کرے کہ اونکی بیہودہ باتونکو راست درست سمجھی فرق کرنا ضروری ہی

اُس انتظام کا پہلا مطلب یہہ تھا کہ زمین کی * پیمایش ٹھیک ٹھیک کی جاوے دوسرا یہہ کہ ہر بیگھہ کی مقدار پیداوار اچھی طرح دریافت ہو جاوے کہ کتنا پیدا ہوتا ہی اور سرکار کو اُس میں سے کس قدر لینا چاہیئے تیسرا یہہ کہ جنس کے بدلہ میں کسقدر روپیہ ٹھہرایا جاوے *

پہلے مطلب کے لیئے ایک عام پیمانہ اُن مختلف پیمانوں کی جگہہ اکبر نے قایم کیا جنکو سرکاری افسر بہی برتا کرتے تھے اور احتیاط کے پابند نہ تھے غرض کہ اُس نے آلات پیمایش کو ترقی بخشی اور ساری اراضیات قابل الزراعت کی ناپ تول کے لیئے آدمی مقرر کیئے *

پیمایش کی نسبت جمعبندی کا دوسرا کام مشکل تھا اِس لیئے کہ زرخیزی اور پیداواری کی حیثیت سے تمام زمینیں تین قسموں پر منقسم ہوتی تھیں اور ہر قسم کے بیگہہ کی مختلف پیداوار کی مقدار دریافت کی گئی تھی اور تینوں قسموں کی اوسط مقدار کو ایک بیگہہ کی مقدار قرار دیکر مقدار مذکور کی تہائی کو سرکاری حق ٹھہرایا گیا تھا †
معلوم ہوتا ہی کہ ایسی جمعبندی سے غایت درجہ کی جمع قرار دینی مقصود ہوتی تھی اِسلیئے کہ جو کاشتکار اُس معین مقدار کو گراں سمجھے تو اُس کو اجازت حاصل تھی کہ وہ زمین کی اصلی پیمایش کراوے اور اصلی پیداوار کو تقسیم کر دے *

مساوی پیداوار کی زمینیں پیداوار کے علاوہ اور باتوں کے لحاظ و حیثیت سے مختلف ہو سکتی ہیں چنانچہ ترتیب مذکورالصدر

---

† مثلاً گیہوں کے ایک بیگہہ کی مقدار پیداوار ملنوں کی رو سے بطور مفصلہ ذیل قرار دی گئی زمین قسم اول ۱۸ من قسم ثانی ۱۲ من قسم ثالث ۸ من ۳۵ سیر کل ۳۸ من ۳۵ سیر جسکی تہائی ۱۲ من ساڑے ۳۸ سیر بیگھہ یعنی اوسط مقدار قائم ہوئی جسکی تہائی ۴ من ساڑے بارہ سیر بیگھہ یعنی سرکاری حق مقرر ہوا ایسے ہی روئی کی مقدار پیداوار فی بیگھہ حسب تفصیل تصور کی جاوے زمین قسم اول ۱۰ من قسم ثانی ۷ من ۲۰ سیر قسم ثالث ۵ من کل ۲۲ من ۲۰ سیر تہائی اوسط ان تینوں کا ۷ من ۲۰ سیر ہوا اور اُسکی تہائی دو من ۲۰ سیر سرکاری حق قرار پایا ہی

کي تبدیل و تغیر کے واسطے اقسام منصلهٔ ذیل قرار دي گئیں اول یهه که دو فصلي زمینوں سے هر فصل کے کاٹنے پر محصول سرکاري پورا وصول کیا جاتا تھا دوسرے یهه که یک فصلي زمینوں کا زرلگان اُس وقت دیا جاتا تھا جب کهه وه بوئي جوتي جاتي تھیں تیسرے یهه که اُن زمینوں کو پیداوار کے دو پانچویں حصے پہلے برس دینے پڑتے تھے جو غرقابي کا ضرر اُٹھاتي تھیں یا تین برس سے افتاده هوتي تھیں اور اُن کو قابل زراعت کرنے میں کچھه صرف کرنا پڑتا تھا بعد اُس کے هر برس لگان بڑھایا جاتا تھا یہاں تک که پانچویں برس پورا لیا جاتا تھا چوتھي قسم یهه که پانچ برس سے زیاده پڑي هوئي زمینوں پر پہلے چار برس بہت مفید شرطیں عنایت هوتي تھیں یعنے محصول بہت کم دینا پڑتا تھا *

آئین اکبري میں کہیں یهه مذکور نہیں که ایک کھیت کي زرخیزي دوسرے کھیت کي نسبت کسطرح دریافت کي جاتي تھي مگر غالب یهه هی که دیہات والوں کي صلاح و مشورت سے تمام زمینوں کي تین قسمیں قرار دي گئي هونگي اور یهه کام اُس تقسیم کے ذریعه سے آسان هوا هوگا جو گانوں والوں نے آپس میں ٹھہرا رکھي تھي اور بہت دنوں سے برابر چلي آتي تھي گانو والوں کي تقسیم کے بموجب گانوں کي زمینیں کالي لال بھوریلي ریتلي کالي کنکریلي وغیره قسموں پر منقسم هوتي هیں اور علاوه اُن کے گانوں کے قرب اور پاني کي دستیابي اور مثل اُس کے اور باتوں کا بھي لحاظ کیا جاتا هی اور مختلف قسموں کي زمینوں کو ایسي طرح بانٹتے میں که سارے کاشتکاروں کو برابر فائده پہونچے بڑي دشواري پیش آتي هی اور بڑي محنت اُٹھائي جاتي هی *

تیسرے مطلب یعني اِس کام کے لیئے که جنس کے بدلے میں کسقدر روپیه مقرر کیا جاوے هر گانوں اور هر قصبه سے اُن قیمتوں کے نقشے طلب کیئے گئے جو پیمایش سے پہلے گذشته اُنیس برس میں معمول و مروج تھیں چنانچه نرخ مندرجه نقشه جات کا اوسط لیا گیا اور اُسکے بموجب

جنس کی عوض میں نقد روپیہ مقرر کیا گیا تھا اور گاهے گاهے بازاری قیمتوں کے لحاظ سے زر لگان مقررہ پر نظر ثانی بھی کی جاتی تھی اور یہاں تک نرم گیری تھی کہ اگر کوئی کاشتکار نرخ لگان کے بموجب روپیہ کے دینے کو بھاری سمجھتا تھا تو جنس کے دینے کی اجازت دی جاتی تھی *

پہلے پہلے یہہ دستور رہا کہ هر برس نئی جمعبندی کی جاتی تھی مگر جب کہ هر برس کی جمعبندی میں دقت پیش آئی تو پچھلے دس برسوں کی جمعبندی کے بموجب اگلے دس برسوں کی جمعبندی کی گئی *

میعاد جمعبندی کے دراز کرنے سے انتظام مذکورہ بالا کی یہہ دوسری برائی کم هوگئی کہ اقسام کاشت کی مختلف جمعبندی سے دھکا سا اثر یوں نمایاں هوتا تھا کہ کاشتکار اچھی پیداوار کی قسم اِس لیئے نہ بوتا تھا کہ گو اب کے سال اُس کو فایدہ هوتا تھا مگر اگلی برس کی جمعبندی میں زیادہ دینا پڑتا تھا *

سرکاری کاغذوں میں اقسام اراضیات اور پیمایش کا حال احتیاط سے لکھا جاتا تھا اور زمین کی تقسیم کاشتکاروں پر اور محاصل کی کمی بیشی گانو کی کتابوں یعنی نکاسیوں کہتونیوں میں هر سال درج کی جاتی تھی جو تقسیم و پیمایش کے بموجب هر گانو میں موجود رهتی تھیں چنانچہ وہ کتابیں اب بھی هندوستان کے ایسے ایسے حصوں میں معمول و مروج هیں جو اکبر کے عهد دولت میں فتح نہوئی تھی اور اُن حصوں میں وہ کتابیں صرف اپنے حسن و خوبی کی بدولت رائج هو گئیں *

اس زمانے میں جب کہ محاصل میں ترقیاں واقع هوئیں افسروں کے نذرانہ اور بہت سے دقت طلب محصول موقوف هوئے *

تقسیم مذکورالصدر کے علاوہ کل قلمرو کی مالی تقسیم ایسے حصوں پر کی گئی تھی کہ هر حصے سے ایک کرور دام یعنی اڑهائی لاکھ

روپیہ وصول ہوتے تھے اور ہر حصہ کا تحصیلدار کروڑي کہلاتا تھا مگر یہہ تقسیم اُسکي قایم نہ رهي اور هندوؤں کي پراني تقسیم پهر قایم هو گئي *

انتظامات مذکورہ بالا سے سرکاري مطالبہ میں بہت بڑي تخفیف واقع نہ هوئي مگر اُس نقصان میں کمي نہ پڑي جو محاصل کي تحصیل میں واقع هوتا تھا غرض کہ سرکاري منافع دستور کے قریب قریب رهے مگر لوگوں کا بوجهہ کم هو گیا ابوالفضل کہتا هی کہ شیر شاہ نے کل پیداوار کي چوتهائي اور اکبر نے اُسکي تهائي وصول کي مگر باوصف اسکے پهر لکهتا هی کہ اکبر کي جمعبندي شیر شاہ کي جمعبندي سے هلکي پهلکي تهي *

اکبر کي هدایتیں افسران محاصل کي نسبت هم تک پہونچیں اور اُن سے واضح هوتا هی کہ اکبر کو خیال اسبات کا بہت کچهہ تها کہ انتظام کے قاعدے بخوبي انصرام پاتے رهیں اور رعایا کي بهي امن چین سے گذرے نیز اُسکے انصرام کے طور و طریقوں کا حال بهي معلوم هوتا هی چنانچہ سرکاري محاصل کے کسي قسم کا ٹهیکا نہ دیا جاتا تها اور سارے تحصیلداروں کو یہہ تاکید تهي کہ اقرار ناموں اور تحصیل کے کاموں میں کاشتکاروں سے آپ اپنا واسطے علاقہ رکهیں اور خود وهاں آیا جایا کریں اور گانوں کے پٹواریوں اور چودهریوں کے سہارے نہ بیٹهیں † *

غرض کہ ترمیم و اصلاح مذکورہ بالا کي بدولت اکبر کي رعایا کو عیش و راحت کي حیثیت سے ترقیاں تو نصیب هوئیں مگر ترمیم مذکور میں کوئي بات ایسي نہ تهي کہ اُس کے ذریعہ سے اُن کے حالات کو بهي تهوڑي بہت ترقي حاصل هوتي رهتي یہاں تک کہ اصلاح مذکور سے گنواروں کو یہہ اُمید قایم نہوئي کہ وہ زراعت کے سوا اور پیشوں میں بهي دست اندازي کریں یا اپنے هي پیشہ میں سعي و محنت کے ذریعہ سے بڑي بڑي سرفرازي پاویں اور کچهہ شبہہ نہیں کہ مراتب مذکورہ بالا کا

† کلیڈون صاحب کا ترجمہ آئین اکبري جلد ایک صفحہ ۳۰۳ لغایت ۳۱۲

حاصل هونا اسلیئے کسي انتظام کے ذریعه سے ممکن نه تها که موروثي جایدادوں کي وه مسلسل تقسیم جو بحکم وراثت چهوٹي چهوٹي حصوں پر بانٹ چونٹ کرتے تهی ترقي کاشت کي مانع مزاحم تهي اور خاندان کاشت کے ایسے لوگ جو کهیت کیار کے علاوه سوداگري یا اور ایسے کاموں میں پڑ سکتے تهی جن کے باعث سے کاشتکاروں کے کم هونے پر خام پیداوار کي مالیت اور محنت کاشت کي قیمت بڑه جاتي یو جوت کے دهندوں میں پهنسے اور کهیت کیار کے کاموں میں دهنسے رهے *

ترمیم مذکورالصدر کا باني وه راجه ٹوڈر مل تها جسکے نام سے وه ترمیم اب بهي مشهور و معروف هی اس وزیر باتدبیر کي جنگي خدمتوں کا حال اوپر گذر چکا ابوالفضل کهتا هی که ٹوڈر مل لوبهي لالچي نتها اور دوستي کا سچا اور زبان کا پورا تها مگر باوصف اِس کے کینه پرور اور انتقام دوست بهي تها اور برتوں کے رکهنے اور پوجا پاٹ کے کرنے اور هندوؤں کي ایسي ایسي رسموں کا ایسا سخت پابند تها که چند بار اُسکو اکبر نے بهي برا بهلا کها ‡ *

سپاستوں کا بیان

جسقدر که همکو اکبر کے مالي محکموں کا انتظام و انصرام اچهي طرح تفصیل سے دریافت هی ویسا اور محکموں کا حال معلوم نهیں مگر اُس کي هدایتوں کے دیکهنے سے جو افسروں کے نام بنام صادر هوتي تهیں عام انتظام اور محکموں کا بهي دریافت هوسکتا هی § *

اکبر کي سلطنت پندره || صوبوں پر منقسم تهي اور هر صوبه میں ایک نایب السلطنت رهتاتها جو سپه سالار کهلاتا تها اور ملکي اور جنگي کاموں

‡ شامرز صاحب کا اکبر نامه کا قلمي ترجمه

§ کلیدون صاحب کا ترجمه آئین اکبري جلد ایک صفحه ۲۹ لغایت ۳۰۳

|| منجمله اِن پندره صوبوں کے باره صوبه هندوستان خاص اور تین صوبه دکن میں متعین تهے اور جبکه بعد اُس کے بیجاپور اور گولکنده کو فتح کیا تو دکن میں

میں پورا اختیار اُسکو حاصل هوتا تھا مگر استحکام اُس کے کاموں
بادشاہ کي منظوري پر موقوف تھا *

پٹواري اور قانون گو اور تحصیلدار وغیرہ سارے مالي کارگذار اور علاوہ اُنکے
وہ فوجدار اُس نایب‌السلطنت کے تحت حکومت هوتے تھے جو خاص
خاص اپنے اپنے ضلع کے بیقاعدہ سپاهیوں اور قاعدہ‌دار فوجوں اور جنگي
کارخانوں اور ایسي جاگیروں پر متعین هوتے تھے جو جنگي کاموں کے
واسطے مقرر کیجاتي تھیں علاوہ اُس کے یہہ کام بھي اُن سے تعلق رکھتا
تھا که اگر کوئي بد انتظامي اُنکے علاقه میں کھڑي هوجاوے تو اصلاح
اُسکي بطور معقول کریں *

دادخواهوں کي داد رساني ایسي عدالت کے ذریعه سے هوتي تھي
جسمیں ایک میر عدل اور ایک قاضي افسر هوتا تھا قاضي اظہار لیتا تھا
اور قانون‌گو بتا تھا اور میر عدل اُس مقدمه کو تجویز کرتا تھا اور معلوم
هوتا هی که اُسیکي راے کو فوقیت دیجاتي تھي اور اس خاص
امتیاز کا باعث غالباً وہ تغیر و تبدل تھا جو بادشاہ کي مرضي اور ملک
کي رسم و رواج کے لحاظ سے مسلمانوں کے ایسے ٹھیک ٹھیک قانونوں
میں واقع هوتا تھا جو قانون قاضي کے بیان سے واضح هوتے تھے *

بڑے بڑے شہروں کے تھانه چوکیات کوتوال شہر سے اور قصبوں کے
تھانه چوکیات افسران مال سے متعلق تھیں هاں گانوں گرانوں کے تھانے
چودهري مقدموں سے تعلق رکھتے تھے *

اهلکاروں کے نام کي هدایتیں انصاف و مروت سے خالي نهوتي تھیں
اگرچه بیہودہ سرائي اور یاوہ گوئي سے بھي پاک صاف نه تھیں جیسے که
ایشیا والوں کا دستور هی *

چهه صوبه هوگئے اور اکبر کے عهد دولت کے بعد سپه سالار کے خطاب کي جگهه صوبه‌دار
کا خطاب قایم کیا گیا اور متحاصل صوبه کي نگراني پر دیوان کا عهدہ مقرر هوا اگرچه
یهه دیوان صوبه دار کے تلے هوتا تھا مگر بادشاہ اُسکو مقرر کرتا تھا

کوتوالوں کی ہدایتوں میں وہ جاسوسی اور مزاحمت پائی جاتی ہی جو ظالم بادشاہوں کے پولس میں ہوتی ہی ہدایتوں میں یہہ بہی مندرج ہوتا تہا کہ کوئی آدمی غلہ وغیرہ نہ بہرے اور باہر سے بہی اس لیئے نہ لاوے کہ وہ اپنے جی چاہتا بیچے اور بہت سی معقول ہدایتوں میں یہہ بہی درج ہی کہ جو آدمی عام جلاد کے پیالہ سے پانی پیوے تو ہاتہہ اُسکا کاٹا جاوے یہہ قانون ایسا ہی کہ منو کے † مجموعہ کے قابل ہی اور اسلیئے بڑے اچنبہے کی بات ہی کہ داد رسانی کے باقی سارے قاعدے فیاضی اور اعلیت سے مشتدوں و معمور ہیں ہدایت موسومہ حاکم گجرات مندرجہ تاریخ گجرات میں کوڑوں پٹوانے اور گردن مارنے اور پابزنجیر کرنے کو متعدد و معین کیا اور یہہ تاکید لکہی کہ سنگین سزاؤں کی عملدر آمد میں احتیاط و کفایت برتا کرے اور خطرناک شور و فساد کے مقدمات کے علاوہ کسی مقدمہ میں جبتک روئداد اُسکی دربار میں نہ پہونچے تب تک سنگین سزاقایم نکرے اور منظوری نامنظوری کا منتظر رہے اور جسب کہ سنگین سزا تجویز ہووے تو عضو تراشی عمل میں نہ آوے اور بیدردی سے کام نہ لیا جاوے ‡ *

فوج کے انتظام کا بیان

اگرچہ اکبر اور محکموں کی اصلاح و درستی میں سراپا مصروف تہا مگر فوج کے انتظام سے بہی غافل نتہا اور جیسے کہ پہلے پہلے اُس نے فوج کے مطیع کرنے میں محنت اُٹھائی اُس سے کچھہ کم محنت اُس نے جسب بہی نہ اوٹھائی کہ فوج کے انتظام و اتمام اور اُسکی کفایت شعاری کے اہتمام اور اُس کے کام کا بنانے میں مصروف رہا *

---

† یہہ شخص پہلے وقتوں میں ایک عالم ہندو تہا جسنے ہندوؤں کے مذہب میں تصنیفات کیں چنانچہ ذکر اُسکا کتاب کے اول میں درج ہوا اور اس تشبیہہ سے یہہ مقصود ہی کہ اُسنے خدا کی وحدت کو اپنی کتاب کے شروع میں بڑی خوبی سے لکہا مگر سب جگہہ رائے اُسکی ویسی نرہی ۱۲ مترجم

‡ برڈ صاحب کی تاریخ گجرات صفحہ ۳۹۱

یهه پرانا دستور ایک عرصه سے جاري تها که فوج والوں کے لیئے جاگیریں مقرر کي جاتي تهیں اور محاصل ملک سے وظیفی ٹهرائے جاتے تهے چنانچه تحصیل و وصول کا اختیار اُن لوگوں کو حاصل هوتا تها اور کسي قسم کي روک ٹوک اُنکو نهوتي تهي اور موجودات کے وقت ایسي بے ترتیبي اور دغابازي برتي جاتي تهي که فوج والوں کے همراهي اور خدمتگار ادهر اودهر سے مانگے تانگے کے گهوڑے لیکر حاضر هوجاتے تهے اور باوصف اُسکے ساز و سامان سے بهي درست نهوتے تهے *

پهلي خرابي کي اصلاح اس طرح فرمائي که حتي الامکان اپنی خزانه سے زر تنخواه دینا شروع کیا اور فوج کي جاگیروں پر کچهه کچهه بندشیں لگائیں اور دغابازي کا یهه تدارک کیا که هر سپاهي کا حلیه فوج کے کاغذوں میں لکهوایا اور گهوڑوں پر سرکاري داغ دلوائے اور تنخواه سے پهلے حاضري ٹهرائي اور اونٹ اور بیل گاڑي فوج کي باربرداري کو شمار کراکر نرخ معین پر کرایه دینا ٹهرایا *

اگرچه اکبر نے بڑي جد و جهد اُٹهائي تهي مگر باوجود اِس کے بهي فوج اُسکي آراسته پیراسته اور پوري پوري انتظام یافته نتهی اس لیئے که وه فوج ایسے گروهوں پر منقسم نتهي که خود اُنکي اور اُنکے افسرونکي تعداد معین هووے قاعده یهه تها که بادشاه کي ضرورت سمجهنے پر افسر معین کیئے جاتے تهے اور وه منصب دار کهلاتے تهے اور منصب کي بهت سي قسمیں هوتي تهیں چنانچه ده هزاري پنجهزاري کي منصب داري سے دس سپاهیوں کي منصب داري تک مقرر هوتی تهی اور حقیقت یهه تهي که چهوٹي منصب داریونکے سوا بڑي بڑي منصب داریاں نام کي منصب داریاں تهیں اور صرف اُنسے اتني غرض تهي که منصب داروں کي تنخواهیں اور درجے مقرر کیئے جاویں هر منصب دار اپني اپني فوج بهرتي کرتا تها جس قدر کي بهرتي کي اُسکو اجازت هوتي تهي یهاں تک که بعض اوقات اپنے نام کي منصب داري کا دسواں حصه بهرتي کرتا تها اور

موجودات کے بعد اُسکي تنخواه سرکاري خزانه سے ملتي تهي حاصل یهه که ان منصب داروں کي فوجوں سے بادشاهي فوج قایم هوتي تهي اور جب کوئي فوج لڑائي پر بهیجي جاتي تهي تو خود بادشاه اُسکے ایک حاکم کے تلے چند اور افسروں کو مقرر کرتا تها جن کے نیچے غالباً کوئي سلسله چهوٹے افسروں کا اُس سلسله کے سوا نهوتا تها جو هر آدمي کے اپنے اپنے حصه پر حاکم هونے سے پیدا هوتا تها خاص بادشاهزادوں یعني اولاد بادشاه کے سوا پنجهزاري منصب سے زیاده کا منصب کسي آدمي کو عنایت نهوتا تها اور باقي بادشاهي نسل کے شاهزادے اور راجپوت راجے کل تیس آدمي پنجهزاري منصب والے تهے اور چهوٹے بڑے کل منصب دار پنجهزاري دو صدي تک ساڑهے چار سو منصب داروں سے زیاده نتهے † *

هر منصب دار پر واجب تها که وه آدهے سوار اور آدهے پیادے رکهے اور منجمله پیادوں کے چوتهائي پیادے توڑے دار بندوقچي هوویں اور باقي تیر انداز رهیں اور منصب داروں کي فوج کے علاوه ایک اور بڑا گروه سواروں کا تها جو تنها تنها کام کرتے تهے اور احدي ‡ کهلاتے تهے اور کسي فوج میں داخل نهوتے تهے اور تنخواه آنکي آنکي لیاقتوں پر منحصر هوتي تهي غرض که عام سواروں کي تنخواه سے زیاده هوتي تهي اٹک پار والے عام سواروں کي تنخواه پچیس روپیه اور هندوستاني عام سواروں کي تنخواه بیس روپیه اور توڑے دار بندوق والوں کے چهه روپیه اور تیراندازوں کے اقهائي روپیه ملتے تهے *

---

† یهه تعداد آئین اکبري کے مطابق بیان کي گئي مگر یهه ثابت نهیں هوتا که اُسکي سلطنت کے کونسي زمانه میں یهه تعداد آنکي تهي افسرونکے اِسقدر کم هونے کا باعث یهه بیان کیا گیا که لڑائي کے فنون میں قواعد سکهلانے اور هدایت کرنیکي حاجت نهوتي تهي اور سوار اُسوقت کے شریف نجیب اور آجکل کے معمولي سواروں سے زیاده هوشیار اور تربیت یافته هوتے تهے

‡ واضح هو که یهي احدي آج کل کي هندوستاني سرکاروں میں یکوں کے خطاب سے مشهور هیں مترجم

منصب داروں کي تنخواهيں معقول † تھيں مگر تنخواہ اور حکومت آن کي موروثي نہوتي تھي چنانچہ جب کوئي منصب دار مرجاتا تھا تو پہلے پہل اُسکے بیٹے کو تھوڑا سا منصب عنایت ہوتا تھا اور بعد آسکے اُسکے باپ کے لحاظ و استحقاق سے کچھہ وظیفہ بھي زیادہ کیا جاتا تھا *

اگرچہ همارے پاس ایسا کوئي ذریعہ موجود نہیں کہ اُس سے تعداد فوج کي دریافت کریں مگر پچھلے زمانہ میں یہہ خیال کیا جاتا هی کہ اورنگ زیب کي سلطنت میں توپ خانہ اور غیر قاعدہ داں پیادوں کے علاوہ دو لاکھہ سوار جرار ‡ تھے تو غالب هی کہ اکبر کے عہد دولت میں بھي اسي قدر هونگے *

ابوالفضل بیان کرتا هی کہ صوبوں کي بیقاعدہ فوج چوالیس لاکھہ آدمي تھے مگر غالب یہہ هی کہ اُس نے اُن سپاهیوں کو بھي شمار کیا جو بعض بعض صورتوں میں معین کام پر نوکري کرتے تھے جیسے کہ جب بادشاهي لوگ ادهر اودهر سیر و شکار کو جاتے تھے تو جنگلوں کي پیت پکار کے واسطے ایک دو دن کي غرض سے لوگوں کے رکھنے کي حاجت هوتي تھي اور بلا ریب اُنمیں سے بہت سے لوگ ایسے پہاڑي راجاؤں اور قوموں سے تعلق رکھتے تھے جو بادشاہ کے کسي وقت میں ملازم نہوئے تھے *

اکبر کي عمارتوں کا بیان

اٹک کے قلعہ مذکورہ بالا کے علاوہ بہت سي جنگي عمارتیں اکبر نے بنوائیں مگر آگرہ اور الہآباد کے قلعے اور اُن دونوں قلعوں کي رونہاں آسکي ساري عمارتوں پر فوقیت لیگئیں چنانچہ وہ قلعی مسہریوں کي مانند اُونچے اور سنگتراشیدہ برجوں اور گہري گہري خندقوں اور هندوستاني

---

† آئین اکبري میں منصب داروں کي تنخواهوں کي بابت جو روپیہ لکھا هی وہ اُنکے ذاتي وظیفوں سے متعلق نہیں هوسکتا بلکہ برنیر صاحب نے اپني کتاب کي جلد ایک صفحہ ۲۸۹ میں لکھا هی کہ دانشمند خاں میرا مربي پنجہزاري کا منصب دار تھا اور حقیقت میں پانسو سواروں کا افسر تھا اور پانچہزار گرون یعني ساڑھے بارہ هزار روپیہ ماهواري پاتا تھا

‡ برنیر صاحب کا بیان

طرز کي برجوں اور گنبدوں اور پشتوں پر مشتمل هیں اور هر دروازہ آنکا ایسي شان‌دار عمارت هی که بادشاهي محل کے دروازہ سے مناسبت رکھتا هی اکبر نے فتحپور سیکري کو مضبوط و مستحکم بنایا اور وهي بستي اُسکي خاص ریاستگاہ تھي اگرچه وہ شهر اب چھوڑا گیا مگر حقیقت میں هندوستان کي پہلي شان و شوکت کا بڑا عمدہ نمونه † هی *

اکبر کے تمام کارخانوں میں ترتیب و قواعد انتظام کي مراعات اچھي طرح ملحوظ رهتي تھي چنانچه آئین اکبري میں جس سے ملکي مالي انتظام کے حالات اس کتاب میں اکثر لیئے گئے هیں هر محکمه کے عمله اور آئین و قواعد کا حال ٹکسال خزانه سے لیکر میوہ خانے اور عطر خانے اور گل خانے اور باورچي خانے اور شکاري جانوروں کے کارخانے تک نہایت تفصیل سے مندرج هی غرض که اُس کے سارے کارخانوں میں شان و شوکت اور خوش اسلوبي خوش سلیقگي اور عمدہ انتظاموں کا ایسا نقشه پایا جاتا هی که اُس کے دیکھنے سے حیرت هوتي هی اس لیئے که بے شمار چیزوں کے انتظام میں کسي قسم کا خلل نه آتا تھا اور باوصف

† بشپ هیبر صاحب نے فتحپور سیکري کا واقع هونا ایسي پہاڑي پر بیان کیا جس سے چاروں طرف کا تماشا دکھلائي دیتا هی اور قرب و جوار کے مکان اُسکے هاتھه تلے هیں اور اُن سیڑهیوں کي عمدہ وضع بیان کي هی جنکے ذریعه سے درگاہ کے بلند دروازہ پر چڑهتے هیں بادشاهي محل کي چوڑائي چکلائي اور اُس کے پتھروں کي کھدائي اور سب سے قطع نظر خاص مسجد اور چوکور عمارتوں اور حجروں کا باهم تناسب اور حسن تعمیر اچھي خوبي سے لکھا جنکے بیچ میں وہ مسجد واقع هی علاوہ اُسکے صاحب ممدوح نے آگرہ کي درونی عمارتوں کا بھي حال لکھا هی چنانچه منجمله اُن عمارتوں کے ایک سفید سنگ مرمر کي مسجد کا بیان کیا جو نہایت لطافت اور کمال سادگي سے کندہ کیگئي اور بادشاهي محل جو اکثر سنگ مرمر سے بنا هوا اور نہایت عمدہ کمروں پر مشتمل هی اور دالان اُسکا ایسے سنگ مرمر کے ستونوں اور محرابوں سے مرتب هی جو دلي کے ستونوں اور محرابوں سے زیادہ صاف اور سادہ هیں اور چھوٹے چھوٹے کمروں کي چنائي کھدائي اور بیل بوٹے حسن و لطافت کي حیثیت سے اُن بیل بوٹوں کي برابر هیں جو الهمبرا میں پائی جاتے هیں بلکه اُنسے بھي زیادہ عمدہ هیں اکبر کي بڑي عمارتوں میں سے همایوں کا مقبرہ هی جو ایک بڑي شان دار عمارت اور نہایت مضبوط و مستحکم اور ٹھوس اور بڑے اُنچے چبوترے پر بنائي گئي هی اور گنبد اُسکا جو اُسکي چوٹي پر بنایا گیا صاف مرمر کا هی *

اس کثرت و شدت کے هر جزوي کے انتظام پر پوري توجهه اُسکي پائي جاتي هی *

آئین اکبري اور اُسي زمانه کي تاریخوں سے اکبر کے کارخانوں کي فراواني دریافت هوتي هی ‡ مگر نتیجے اور اثار اُن کے اُن یورپ والوں کے بیان سے بخوبي معلوم هوسکتے هیں جنهوں نے اُن عالیشان کارخانوں کو اکبر کے عهد دولت یا جهانگیر اُسکے جانشین کے دور سلطنت میں اپني آنکهوں سے دیکها تها *

اکبر کے لاؤ لشکر کے سامان ایسے مکانات اور خیمے تهے که نهایت آساني سے ایک جگهه سے دوسري جگهه منتقل هوسکیں اور اُن مکانوں کي حقیقت یهه تهي که ثات اور پرتالوں کے پردوں سے بلند بلند دیواریں چاروں طرف قایم کیجاتي تهیں اور اُس کے اندر عام درباروں اور عام ملاقاتوں کے واسطے بڑے بڑے عالیشان دالان اور دیوان اور کهانے پینے یعني دعوتوں کے کمرے اور چلنے پهرنے کے سائبان اور برآمدے اور خلوت کے الگ الگ کمرے بنائے جاتے تهے اور تمام مکانات اچهے اچهے فروش و آلات اور لوازم زیب و زینت سے آراسته پیراسته هوتے تهے اور عیش و آسایش کي مناسبت ملحوظ و مرعي رهتي تهي *

وه چار دیواري پندره سو تیس گز کي مربع اندر کیجانب سے طرح طرح کے رنگین خیموں اور مختلف مختلف دیواروں پر مشتمل هوتي تهي مگر باهر کي جانب سے رنگ اول خیموں کا لال هوتا تها اور خیموں کي چوٹیوں پر سنهري کلس اور کنگرے هوتے تهے غرض که وه احاطه پادشاهي لشکر کے بیچا بیچ ایک طرح کا قلعه دکهائي دیتا تها اور اُسکے سبب سے خاص لشکر ایک عمده شهر نمایاں هوتا تها جو مختلف الالوان خیموں سے آراسته اور ترتیب یافته بازاروں سے مرتب اور ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پانچ میل کي چوڑائي میں پهیلا اور بلند مقام سے

‡ اکبر کے طویله میں باره هزار گهوڑوں اور اُس کے فیلخانه میں پانچهزار هاتیوں سے کچهه کم نه رهتے تهے اور علاوه اُنکے شکاري جانوروں کے بڑے بڑے کارخانه تهے ترجمه تاریخ فرشته جلد ۲ صفحه ۲۸۱

نہایت شان دار اور خوشنما نظر آتا تھا † *

اکبر کے جاہ و جلال کی دھوم دھام اُس وقت ہوتی تھی کہ اعتدال ربیعی یا سالگرہ کا جشن آراستہ کیا جاتا تھا یہہ جشن کئی کئی دن برابر رہتا تھا اور جتنے دنوں رہتا تھا تو اُن میں ایک عام میلہ یعنی لوگونکی ریل پیل اور سواریوں کی چہل پہل اور بڑی بڑی نمایشوں کی دھوم دھام رہتی تھی اور خود اکبر بادشاہ ایک زردوزی خیمہ میں جلوس فرماتا تھا جو دھوپ کے بچاؤ کی نظر سے شامیانوں کے بیچا بیچ نصب کیا جاتا تھا اور کم سے کم دو ایکڑ زمین ریشمی زر دوزی قالینوں اور زریں جھالروں سے رشک چمن ہوجاتی تھی اور اُن کی زردوزی کی یہہ صورت تھی کہ مخمل پر کلابتوں کا کام اور موتیوں اور پوکھراج پنے وغیرہ کا جڑاؤ ہوتا تھا ‡ باقی امیروں کے خیمے بھی ایسے ہی ہوتے تھے جن میں وہ آپس میں ملتے جلتے رہتے تھے اور گاہ گاہ اُن سے بادشاہ بھی ملتا تھا گھوڑے ہاتھیوں اور جواہرات اور خلعتوں کی بخشش امیرونکو ہوتی تھی اور جب بادشاہ تل میں بیٹھتا تھا تو ہموزن اپنے سونا چاندی اورخوشبوئیں اور باقی اجناس مختلفہ بار بار تول کر اُن غریبوں کو تقسیم فرماتا تھا جو وزن کے وقت حاضر ہوتے تھے اور خود بادشاہ اپنے ہاتھوں سے سونے چاندی کے بادام اور اور پھل بھی ادھر اودھر بکھیرتا تھا اگرچہ یہہ پھل قیمت کے تھوڑے ہوتے تھے مگر درباری امیر اُن کو بہت جی جان سے لوٹتے تھے اور ان جلسونکے بڑے دن میں سنگ مرمر کے محلسرائے میں تخت سلطنت پر جلوس فرماتا تھا اور وزیر امیر اُس کے گرد اپنا حلقہ باندھتے تھے جنکے سروں پر لنبی لنبی کلغیاں اور سرپیچوں میں ایسے ہیرے جڑے ہوتے تھے کہ وہ تاروں کی مانند آسمان میں چمکتے تھے †

---

* مسٹر ٹامس رو صاحب کا قول منقولہ جورچول صاحب بابت دریائی سیاحت اور ٹیری صاحب کا سفر دریا صفحہ ۳۹۸

‡ ہاکنز صاحب کا قول مندرجہ کتاب حاجیاں مصنفہ پرکس صاحب جلد ایک

† سر ٹامس رو صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں نے کبھی اسقدر دولت بے پایاں اور حشمت بیکراں نہیں دیکھی تھی

اور هاتهیوں کي قطاریں بادشاہ کے سامنے اس ساز و سامان سے گذرتي تهیں که وار وار سے گروہ اُن کے زر بفت کي جهولیں اور سونے چاندي کے زیوروں سے بن ٹهن کر نکلتے تهے اور هر گروہ کے بڑے هاتهي کے مستک اور چهاتي پر سونے کي تختیاں لگي هوتي تهیں جن میں لعل و زمرد جڑے جاتے تهے بعد اُن کے گهوڑوں کي قطاریں بڑي شان و شوکت سے آتي تهیں اور خراماں نکل جاتي تهیں اور جب که گهوڑے پورے هوجاتے تهے تو گینڈے اور شیر اور ببري شیر اور پلنگ اور چیتے اور شکاري کتے اور باز شکرے ترتیب وار آگے سے گذارے ‡ جاتے تهے بعد اُسکے سواري کے فیل آتے تهے جنکے زر بفت وردیوں کي چمک دمک سے چکاچوند هوجاتي تهي *

باوصف اس جاہ و جلال کے جس شان و شوکت سے اکبر باهر آتا تها اُس سے کچهه کم سادہ مزاجي بهي نبرتتا تها چنانچه دو یورپ والوں § نے اپني آنکهوں دیکها حال اُس کا بیان کیا اور وہ بیان ایسے هیں که اُن میں سے کچهه لیکر اکبر کي تاریخ کو پورا کرینگے بیان اُن کا یهه هي که یهه بادشاہ اور ایشیا والے بادشاهوں کي نسبت نمود و نمایش کا چنداں خواهاں نتها اِس لیئے که تخت سے نیچے اوتر کر بیٹهکر یا کهڑے هوکر داد خواهوں کي داد رسائي کرتا تها لکها هی که یهه بادشاہ نهایت خلیق اور صاحب حشمت اور خدا ترس اور سخت و قوي اور بندوق و توپ وغیرہ آلات حرب کي صناعت اور فنون کي صنعت سے بخوبي واقف تها اور کم خوراک اور ایسا بڑا محنت کش تها که اُسکي محنت و مشقت سے تعجب هوتا تها اور راتدن میں تین گهنٹے سوتا تها اور عام لوگوں سے بملایمت پیش آنیوالا اور امیروںکي نسبت غریبوںکي بڑي آو بهگت کرنیوالا تها اور غریبوں کي شکسته دلي پر مایل هوتا تها اور اُنکے پیشکشوں کو امیروں کي نسبت بڑي مهرباني سے قبول فرماتا تها اور اپنے لوگ اُس سے محبت کرتے تهے اور اُسکي هیبت سے بیطرح ڈرتے تهے اور دشمنوں

---

‡ سرتامس رو اور برنیر صاحب کي تاریخ جلد ایک صفحه ۴۲

§ پرکس صاحب کي کتاب حالات حاجیان جلد پانچ صفحه ۵۱۶

کی آنکھوں میں بڑا بھاری جرم تھا † *

† اکبر کے حالات اس تاریخ میں تاریخ فرشتہ اور اکبر نامہ اور منتخب التواریخ اور خافی خاں اور خلاصۃالتواریخ کی سند پر قلمبند کیئے گئے منجملہ اُن کے ابوالفضل نے سلطنت مذکور کے بیان میں قدیمی لیاقت اپنی ظاہر کی اور معمولی عیبوں سے بہت زیادہ عیب اپنے ظاہر کیئے چنانچہ اُس نے ایسے موقعوں کو بیان نہیں کیا جنسے اکبر کی دانائی اور نیک خوبی اور زورآوری کو بٹا لگے اور اگر بیان بھی کیا تو غلط بیان کیا اور ہر بات میں اکبر کی تعریف اور بڑائی لکھی یہانتک کہ پڑھنے والوں کو خود مورخ اور اُسکے ممدوح سے نفرت پیدا ہوجاتی ہی اور ایسی بیہودہ سرائی اور خوش بیانی سے اکبر کی اصلی خوبیاں بھی ظاہر نہیں ہوتیں چنانچہ اور مورخوں کے ذریعہ سے اکبر کے کاموں کے باعث اور اُس کی مشکلات اور اُنکی تدبیروں کا حال جنکے برتنے سے وہ اُن مشکلوں پر غالب ہوا دریافت ہوتی ہیں بلکہ ایسے آدمی کی خوشامد گوئی سے جو اکبر کی خو بو سے بخوبی واقف تھا اور نیز اُس کی کتاب اکبر نامہ کے بادشاہ کی نظر سے گذر جانے سے خود اکبر کی ذات کو خود بینی کا داغ اور خود پسندیکا دھبا لگتا ہی اور بڑی ایک عیب اکبر کی خصلت کو لگایا جاتا ہی جو سب طرح سے تعریف و ثنا کے قابل تھی ابوالفضل نے اکبر نامہ میں عہد سلطنت کے سنتالیسویں برس یعنی اپنے عہد وفات تک کے حالات قلمبند کیئے بعد اُس کے اگلے تین برسوں کا حال ایک شخص عنایت اللہ یا محمد صالح نے لکھا اگر اکبر نامہ کا وہ قلمی ترجمہ انگریزی کا جسکو لفٹننٹ شامرز صاحب مندراس والے نے تصنیف کیا اور ایشیاٹک سوسئیٹی میں وہ موجود ہی ہم تک پہنچتا تو اکبرنامہ سے میں مستفید ہوتا اکبر کے عہد سلطنت کے چالیسویں برس منتخب التواریخ پوری ہوئی جسکو عبدالقادر بدایونی نے تالیف کیا اور ہندوستان کے مسلمان بادشاہوں کی تاریخ ہی اور واقعات مندرجہ اُس کے طبقات اکبری سے کل سینتیسویں برس تک لیئے گئے مگر اکبر کے حالات میں اُس نے اپنی طرف سے زیادتیاں کیں اور کسی سے نقل اُنکی بہم نہیں پہونچائی اور اپنے تعصبوں سے اُسکو رنگ دیا یہہ مورخ ایک ایسا بڑا فاضل تھا کہ اُس کو اکبر نے سنسکرت سے ترجمہ کرنے پر نوکر رکھا تھا مگر اس باعث سے کہ وہ اپنے دین و ملت میں متعصب تھا تو اُس نے ابوالفضل اور فیضی سے جھگڑا کیا اور اپنی کتاب کو اُن کی اور خود اکبر کی برائیوں اور اُن کے برا بھلا کہنے سے پورم پور بھر دیا چنانچہ اُس نے اکبر کی اُن برائیوں کو لکھا جنکی شکایت لوگ اُس وقت میں کرتے تھے اور جنکو ابوالفضل نے دیدہ و دانستہ چھپایا تھا اور اس تاریخ کے دیکھنے سے جو اکبر کے مخالف ہی ہمارے دل میں جو اثر پیدا ہوتا ہی وہ اس اثر سے زیادہ مفید ہی جو اُسکے مداح ابوالفضل کے بیان سے آتا ہی خافی خاں کی تاریخ اور خلاصۃ التواریخ منتخب التواریخ کے پیچھے لکھی گئیں اور طبقات اکبری تالیف نظام الدین بزدی مسلمان بادشاہوں کی تاریخ اکبر کے عہد دولت کے سینتیسویں برس تک لکھی گئی کہتے ہیں کہ وہ بڑی لیاقت کی کتاب ہی اگرچہ اس کتاب کا ایک نسخہ مولف تک پہونچا مگر اِس وجہہ سے کہ اُس کے پڑھنے میں کوئی معاون نصیب نہوا تو اُس سے فائدہ نہ پہونچا ایک اُس قلمی نسخہ سے اعانت حاصل کی ہی جو خافی خاں کی کتاب کا جہانگیر کی آخر سلطنت تک ترجمہ جس کو میجر گارڈن صاحب ملازم گورنمنٹ مندراس نے کیا مگر بڑے افسوس کی بات ہی کہ یہہ عمدہ ترجمہ اُس تاریخ کے آخر تک نہیں پہونچا جس میں زمانہ حال کے حالات اچھی طرح پائے جاتے ہیں اور یہہ تاریخ ایسی ہی کہ اُس زمانہ کے حالات اُس میں کامل اور مسلسل بیان کیئے گئے ہیں جس زمانہ کا حال اس میں مندرج ہی *

دسواں حصہ

جہانگیر اور شاہجہاں کي سلطنتوں کا بیان

پہلا باب

جہانگیر کي سلطنت کا بیان

جب کہ اکبر کا انتقال ہوا تو مرزا سلیم اُسکے بیٹے نے ماہ اکتوبر سنہ ۱۶۰۵ع مطابق جمادي‌الثاني سنہ ۱۰۱۴ ہجري میں سلطنت پر قبضہ کیا اور جہانگیر کے خطاب سے پکارا گیا *

جہانگیر نے اپني قلمرو واقع شمال نربدہ کو ایسے امن چین میں پایا جیسے کہ ایسي بڑي سلطنت میں توقع ہوسکتي تھي مگر عثمان ابن قتوکي بغاوت بلاد بنگالہ میں قایم یعني بنگالہ کے ایک حصہ ملک اوڑیسہ میں محدود و منحصر تھي اگرچہ اودےپور والے رانا کي غیر ملکي لڑائي بھڑائي میں پوري پوري کامیابي حاصل نہوئي تھي مگر پھر بھي بادشاہ ھي غالب رہا تھا اور ملک دکن میں بنگالہ کي نسبت بادشاہي کارخانے زیادہ خراب تھے یہاں تک کہ احمد نگر کي نظام شاہي حکومت اپني دارالسلطنت کے سنبھالنے میں مصروف تھي جو اُسکے قبض و قابو سے نکلا جاتا تھا اور یہي غالب معلوم ہوتا تھا کہ بجاے اُسکے کہ بادشاہي لوگ اُسکو نیست و نابود کریں کسیقدر اپنے اضلاع مغصوبہ کو دوبارہ حاصل کریگي *

جہانگیر کي تدبیروں کا بیان

جہانگیر کي تدبیروں میں پہلے پہل توقع سے زیادہ عقل و مروت پائي گئي چنانچہ اُس نے اپنے باپ کے افسروں کو استحکام بخشا اور ایسے بعض بعض دقت طلب محصولوں کے لیئے معافي کا فرمان جاري کیا جو اکبر کي ترمیم و اصلاح سے باقي رہگئي تھي اور فرمانوں کے ذریعہ سے یہہ ممانعت

كي كه عامل لوگ سوداگروں كي گٹھڑيوں كو بدون أنكي پوري رضامندي كے نكھوليں اور ملازمان سركاري اور خصوص سپاهيوں كو يهه هدايت كي گئي كه كوئي ملازم سركاري كسي كے مكان پر سكونت كا قبضه نكرے علاوه اس كے ناك كان كا كاٹنا موقوف كيا اور عمده عمده قانون جاري كيئے اور باوصف اتني ميخواري كے ميخواري كي سخت ممانعت كي اور افيون خواروں كے ليئے قاعدے بنائے اور يہاں تك قاعدوں كي پابندي اختيار كي كه مجرم مخالف قانون كو سخت تدارك ديتا تها *

اسلام كا كلمه سكه ميں جاري كيا اور اسلام كے قاعدوں كو اجرا ديا مگر اكبر كے بعض بعض قاعدوں كو جو خاص خاص دنوں ميں گوشت سے بچاو كي نسبت قايم تهے قايم ركها اور باپ كي چند باطل عادتوں كو بهي برتا چنانچه آنے والوں سے تعظيم كا سجده زبردستي سے كراتا تها اگرچه اپني تحريروں ميں عابدانه طور اُس نے اختيار كيا جيسا كه مسلمانوں ميں معمول و مروج هى مگر نهايت متانت اور سنجيدگي سے مذهبي عابد هونيكا دعوى نكيا اور كبهي وه عادت بهي حاصل نكي مگر تمام لوگوں كا خيال اُسكي نسبت يهه هى كه باطل اعتقادوں ميں باپ سے زياده تها اور زهد و رياضت كي حيثيت سے باپ كے پايه كو نه پهونچا تها اور جب كه اُس كے خاص خاص مسئلوں سے قطع نظر كيجاوے تو يهه صاف واضح هوتا هى كه اُسكو مذهب كا چنداں خيال نتها منجمله اُن تدبيروں كے جو پہلے پہل اُس سے ظهور ميں آئيں فريادیوں كي رسائي كي تدبير تهي جسكے نكالنے سے بڑا فخر اُسكو حاصل هوا اور تدبير اُس كي بن پڑي يعني ايك زنجير اُس نے ديوار قلعه كے اندروني جانب سے باهر كو لٹكائي جس تك دادي فريادي بلا دشواري پهونچتے تهے اور اُس زنجير كے اندر والے سرے ميں سونے كے گهنٹوں كا گچها عين بادشاهي محل كے اندر لٹكايا گيا تها چنانچه جب كوئي دادخواه اُس زنجير كو هلاتا تها تو بادشاه كو آگاهي هوتي تهي كه كوئي فريادي آيا حاصل يهه كه اُس

زنجیر کے ذریعہ سے بادشاہ نے اُن عرض بیگیوں سے آزادی پائی جو دادخواہوں کی رسائی کے هارج هوتے تھے اور بادشاہ کو اُنکے حالات سے غافل رکھتے تھے *

خسرو کی بغاوت کا بیان

جہانگیر اور اُس کے بڑے بیٹے خسرو کی همیشہ ان بن رهتی تھی یہانتک کہ اُن واقعونکے واقع هونے سے جو جہانگیر کی تخت نشینی سے پہلے پہلے وقوع میں آئی کنچھہ کمی کوتاهی اُس میں واقع نہوئی اور جب کہ جہانگیر باپ کی گدی پر بیٹھا تو خسرو افسردہ پژمردہ اور ناراض اور خفا رهنے لگا اور یہہ بات کسی طرح غالب نہیں کہ جہانگیر نے کوئی سلوک اُس کے ساتھہ ایسا کیا هو کہ اُس کے جی کو تھوڑی بہت تشفی حاصل هوتی تخت نشینی پر چار مہینے گذرگئے مگر کوئی شک شبہہ اُسکے چال چلن سے پیدا نہ هوا هاں بعد اُس کے ماہ مارچ سنہ ۱۶۰۶ع مطابق آٹھویں ذی‌الحجہ سنہ ۱۰۱۴ هجری میں آدھی رات کو بادشاہ کو یہہ خبر لگی کہ آپ کا صاحبزادہ خسرو چند همراهیوں سمیت آگرہ سے دلی کی جانب روانہ هوا جہانگیر نے سواروں کی فوج اُس کے پیچھے روانہ کی اور جب صبح هوئی تو جس قدر فوج جمع کرسکا همراہ اپنے لیکر روانہ هوا *

جوں هی کہ خسرو آگرہ سے روانہ هوا تو عین راہ میں وہ تین سو سوار اُسکو ملے جو آگرہ کو چلے آتے تھے وہ سوار اپنی شامت سے خسرو کے ساتھی هوئے اور خسرو لوٹ مار کرتا هوا اور همراهیوں کو دیتا لیتا دلی کی جانب کو آگے بڑھا اور ادھر اودھر سے اس قدر لوگ اُس کے همراہ هوگئے کہ جب وہ پنجاب میں پهونچا تو دس هزار آدمیوں سے زیادہ بھیڑ بھاڑ اُسکے همراہ تھی حاصل یہہ کہ خاص لاهور پر دغابازی سے قابض هوا اور لاهور کے قلعہ کی تک و دو میں تھا کہ بادشاهی فوج کے اگلے ٹکڑے یعنی مقدمۃ الجیش کے پهونچنے سے بات اُس کی بگڑ گئی اور اُس کے کاموں

میں خلل پڑ گیا مگر بادشاهي فوج کے سنتے هي فوج اپني شہر سے باهر لایا اور بادشاهي فوج پر حملہ کیا اگرچہ اُسکو اس قدر فائدہ حاصل هوا کہ اُس نے بادشاهي فوج کے ایک ٹکڑے کو لڑائي میں مصروف رکھا مگر کامیابي سے مقابلہ نکرسکا بلکہ بڑي شکست کھاکر کابل کیطرف چلتا هوا اور جب کہ وہ جہلم پار جاتا تھا تو کشتي اُسکي زمین پر ٹہر گئي چنانچہ وہ گرفتار هوا اور پابزنجیر اپنے باپ کے سامنے حاضر کیا گیا یہہ بغاوت مہینے بھر سے زیادہ قایم نرهي ٭

خسرو کے بڑے بڑے صلاح کار اور اُس کے بہت سے عام همراهي بادشاہ کے قابو میں آئے اور بادشاہ کو سختي درشتي جتانے دکھانے کا موقع هاتھہ آیا چنانچہ اُس نے سات سو قیدیوں کے لیئے یہہ حکم سنایا کہ لاهور کے دروازہ کے سامنے قطار باندھکر پھانسي چڑھائے جاویں غرضکہ وہ ایسي تکلیفوں سے مارے گئے کہ خود جہانگیر نے اپني توزک میں اُن کي سخت تکلیفوں کے دیر تک رهنے کا حال مبالغہ سے بیان کیا † بعد اُس کے وحشیانہ خصلت کو یوں پورا کیا کہ خسرو کو هاتي پر چڑھایا اور مقتولوں کي قطار کے سامنے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھروایا اور ایک چوبدار اُس کے چڑانے کھجانے کے واسطے آگے یہہ بولتا چلا کہ صاحبزادہ صاحب اپنے خاص ملازموں کا اداب تسلیمات قبول فرمائیئے ‡ بدبخت خسرو تین دن تک سسکیاں بھرتا اور بھوکا پیاسا روتا رها § اور بہت دنوں تک مبتلاے دام افات اورشکار رنج والم رها تخت نشیني کے تھوڑے دنوں بعد اُس کا دوسرا بیٹا پرویز آصف خاں کے زیر هدایت هوکر اودے پوروالے رانا پر بھیجا گیا تھا اور جب کہ خسرو کے بھاگنے پروہ

---

† پرایس صاحب کا ترجمہ توزک جہانگیر کا صفحہ ۸۸

‡ خافي خاں

§ پرایس صاحب کا ترجمہ توزک جہانگیري صفحہ ۸۹ بیان اس بغاوت کا عموماً توزک جہانگیري اور خافي خاں اور الفنسٹن صاحب کي تاریخ سے لیا گیا

بلوایا گیا تو وہ اُس عرصہ میں راجہ سے آشتي کر چکا تھا چنانچہ وہ باپ کي خدمت میں حاضر ہوا *

اگلے برس موسم بہار مارچ سنہ ۱۶۰۶ع مطابق ذي الحجہ سنہ ۱۰۱۵ ہجري میں جہانگیر نے کابل کا سفر اُٹھایا اور شہر میں پہونچتے ہي خسرو پر گونہ مہربان ہوا یعني زنجیر اُسکي کٹوائي اور قلعہ کے بالائي باغ میں پھرنے چلنے کي اجازت فرمائي بادشاہ اپني شفقت پدري کي ضرورت سے دم بدم عنایت تو فرماتا مگر خسرو کے نصیبوں سے یہہ سازش اُس پر کھل گئي کہ بادشاہ مارا جاوے اور خسرو کي رہائي ہووے *

جہانگیر آگرہ کو واپس آیا اور سنہ ۱۶۰۷ع مطابق سنہ ۱۰۱۶ ہجري میں بسرداري مہابت خاں کے ایک فوج اودے پور پر روانہ کي جس سے دو بارہ لڑائي شروع ہوگئي تھي اور دوسري فوج اپني خانخاناں کي زیر حکومت کر کے دکن کے بندوبست کے لیئے بھیجي اور اُس فوج کا حاکم پرویز کو مقرر فرمایا مگر وہ صرف نام کا حاکم تھا اِسلیئے کہ کم سني کے باعث سے حکمراني کے قابل نہ تھا *

آیندہ تین سالوں یعني سنہ ۱۶۰۷ع مطابق سنہ ۱۰۱۶ سے لغایت سنہ ۱۶۱۰ع مطابق سنہ ۱۰۱۹ ہجري میں یہہ بڑا واقع پیش آیا کہ ایک ذلیل آدمي نے آپ کو خسرو بناکر حاکموں کي غفلت سے پٹنہ پر قبض و تصرف کیا اور اپنے ساتھي اتنے بنا لیئے کہ صوبہ کے حاکم سے میدان کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ اُس جعلي خسرو کے پٹنہ میں بھگانے اور پکڑنے اور گردن مارنے میں تین مہینہ صرف ہوئے *

سنہ ۱۶۱۰ع کے آخر میں دکن کے کام ابتر ہوگئے اور بري صورت پیش آئي چنانچہ جب احمد نگر پر نظام شاہي والوں نے قبضہ کیا تو انصرام اُس کي حکومت کا ملک عنبر ایبیسینیا والے یعني ایک حبشي کے ہاتھوں میں پڑا اور اُس وزیر با تدبیر نے نئي دارالحکومت کي طرح

وهاں ڈالي جہاں اورنگ آباد اب بستا هی اور بہت دنوں تک نظام شاهي حکومت کو قایم رکھا جو بظاهر زوال پذیر اور فنا کے لگ بهگ تهي اور اُس نے اپني لیاقت اور هوشیاري کو لڑنے بهڑنے پر منحصر نرکها بلکه شاید ٹوڈر مل کي تقلید و اطاعت سے محاصل کے نئے نئے قانون ایجاد کیئے اور اس انتظام کے باعث سے دکن کے شہروں میں ایسي شہرت حاصل کي جیسے که هندوستان خاص میں ٹوڈر مل کے نام نے شہرت پائي † حاصل یہه که اس وزیر باتدبیر نے اُن نزاعوں سے فائدے اُٹهائے جو خانخاناں اور بادشاهي فوج کے باقي سرداروں میں واقع هوئی اور اُن فائدوں کي ایسي کامیابي سے پیروي کي که چند بار اُس نے بادشاهي فوج کو شکستیں دیکر احمد آباد پر دوبارہ قبضہ کیا اور خانخاناں کو برهان پور کي جانب اوٹنے پر مجبور کیا اور جب که جہانگیر اس مقابله سے آگاہ هوا تو خانخاناں کو طلب فرمایا اور فوج کي سرداري خاں جہاں لودهي کو عنایت فرمائي *

نور جہاں کے نکاح کا بیان

عہد سلطنت کے چوتھے برس بادشاہ نے نُور جہاں بیگم سے نکاح کیا اور اخیر سلطنت تک خمیازہ اُس کا کهینچتا رها *

نور جہاں کا دادا طہران واقع ایران کا باشندہ ایران کي سلطنت میں کسي ملکي عہدہ پر معزز و ممتاز تها اور مرزا غیاث اُس کا بیٹا یہاں تک تنگ دست هوا که اُس نے جورو بچوں سمیت هندوستان کا ارادہ کیا اور تلاش معیشت کا وسیله سمجها مگر اس ارادہ میں بهي بد بختي نے اُسکاپیچها نچهوڑا یعني جب که اُس کا قافله قندهار میں پهونچا تو حال اُس کا نہایت سقیم تها اور قندهار میں پهونچتے هي ایسي حالت میں نور جہاں پیدا هوئي که ماں باپ کا یہه حال تها که بچي کے واسطے باربرداري کا سامان نکرسکے بلکه زچا کے لیئے ایسي بات بن نپڑي که وہ بچي کو

† گرینٹ ڈف صاحب کي تاریخ مرهٹوں کي جلد ایک صفحه ۹۵

بخوبی پال سکے غرض کہ اُنہوں نے اُس بچی کو جو کسی زمانہ میں بادشاہ کی بیگم ہونیوالی تھی ایسی جگہہ راہ پر ڈالا جہاں صبح کو قافلہ گذرنے والا تھا حاصل یہہ کہ جب صبح ہوئی تو قافلہ کے بڑے سوداگر نے اُس بچی کو دیکھکر اُس کے لاوارثی ہونے پر ترس کھایا اور اُسکے چہرہ مہرہ کو دیکھکر حیران رہگیا چنانچہ اُس کو خاک سے اوٹھاکر اپنے بچہ کی مانند اُسکی پال پوس کا ارادہ کیا *

اِس قافلہ میں دودھ پلانے والی کا بہم پہونچنا دشوار تھا اور اسی نظر سے کچھہ تعجب نہیں کہ جس عورت کو اُس نے دودھ پلانے پر نوکر رکھا تھا وہ اُس کی ماں ہی ہو بلکہ حقیقت میں وہی تھی اور جوں ہی کہ اس سوداگر کو حال اُس کا دریافت ہوا تو وہ مہربانی سے پیش آیا اور جب کہ اُس سوداگر کو اُس کے خاندان کی ناداری اور تباہی دریافت ہوئی تو نہایت جی جان سے مائل ہوا اور سر دست اُنکی ضروری حاجتوں کو اُس نے پورا کیا اور جب یہہ دریافت ہوا کہ اس بچی کے باپ بھائی اگرچہ افلاس اور ناداری کی بلا میں مبتلا ہیں مگر شریف اور خاندانی معلوم ہوتے ہیں تو اُس نے اُنکو اپنے کار بار میں دخیل کیا اور اُن کے نصیبوں کے بدلنے پلٹنے میں نہایت سعی اپنی ظاہر کی چنانچہ اُس نے اُن کو اپنے ذریعہ سے اکبر بادشاہ تک پہونچایا یہہ دونو صاحب پہلے پہل تو چھوٹے چھوٹے عہدوں پر مقرر ہوئے مگر بعد اُسکے اپنے حسن لیاقت کی بدولت بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز کیئے گئے *

اسی عرصہ میں نور جہاں سیانی بیانی ہوگئی اور حسن و نزاکت کی بدولت لوگوں کے چاہنے سراہنے کا باعث بڑی چنانچہ وہ آفت روزگار اپنی ماں کے ساتھہ بادشاہی محلوں میں جانے آنے لگی جو بادشاہی محلوں میں آتی جاتی تھی مرزا سلیم یعنی جہانگیر اُس کو دیکھکر لوٹ پوٹ ہوگیا اور نور جہاں کی ماں جہانگیر کی چھیڑ چھاڑ سے اِس قدر تنگ ہوئی کہ لاچار اُس نے اُس شہزادے سے شکایت پیش کی

جس کے ملنے کو وہ آتی جاتی تھی غرض کہ اُس شہزادی نے اکبر تک نوبت پہونچائی اور اکبر نے جہانگیر کو بلا کر بہت سمجھوایا اور نورجہاں کی ماں سے کہلا بھیجا کہ کسی بھلے مانس سے نور جہاں کی شادی کرے اور جہانگیر کی نظروں سے اُس کو الگ تھلگ رکھے چنانچہ خود اکبر نے نور جہاں کو شیر افگن خاں سے بیاہا جو ایران کا رہنے والا اور بادشاہ کا نیا ملازم تھا اور اُس کی ضروریات کے واسطے ایک جاگیر کافی بنگالہ میں مقرر فرمائی *

اگرچہ اکبر نے یہہ راہ نکالی مگر جہانگیر کی محبت کم نہوئی اور خیال اُس کا دور نہوا چنانچہ تخت نشینی پر برس دن گذرا تھا کہ اُس نے قطب الدین اپنے رضاعی بھائی کو جو بنگالہ میں نائب السلطنت ہوکر جاتا تھا یہہ کام سپرد کیا کہ وہ اُس مطلب کو حاصل کرے جسپر وہ شیفتہ و فریفتہ ہی *

جہانگیر اور قطب الدین دونوں کو یہہ توقع تھی کہ رعب داب کے ڈراؤ اور معقول وعدوں کے لالچ سے نور جہاں کا شوہر دم بھی نہ مارے گا مگر شیر افگن خاں کو اُن دونوں کی نسبت ننگ ناموس کی پابندی زیادہ تھی چنانچہ جب اُس نے اُن کے ارادوں پر شبہہ کیا تو حکومت سے استعفا دیا اور ملازم ہونے کی علامت سے ہتیار باندھنے چھوڑے *

حال اُس معاملہ کا مفصل دریافت نہیں کہ بعد اُس کے کیا واقع ہوا مگر غالب یہہ ہی کہ جو کچھہ ہوا ہوگا وہ ایسا ہوا ہوگا کہ شیر افگن خانگر پریشانی ہوئی ہوگی اسلیئے کہ جب قطب الدین نائب بنگالہ کے اُس حصہ میں گیا جہاں شیر افگن خاں سکونت پذیر تہا تو اُس نے شیر افگن خاں کو بلوایا اور شیر افگن خاں تلوار اپنی چھپائے ہوئے اُس سے ملنے کو گیا اور جو کہ ایسے جلے بلے نخیالی آدمی کے ملنے سے یہی توقع ہوسکتی تھی کہ وہ خونریزی تک نوبت پہونچاوے تو شیر افگن خاں نے قطب الدین کے کہنے سننے سے رنجہ اوٹھایا اور نہایت پیچ تاب کہاکر کام اُس کا تمام کیا اور قطب الدین کے ملازموں نے اُس کو بھی ٹھکانے لگایا *

نائب السلطنت کے مارے جانے سے جس کو خاندان قاتل کے فریب و سازش سے منسوب کیا خاندان قاتل کی نسبت بادشاہ کی جانب سے بڑی بڑی سختیاں ظہور میں آئیں چنانچہ نور جہاں پکڑی گئی اور دلی کو مقید بھیجی گئی بعد اسکے تھوڑی مدت گذرنے پر بادشاہ نے نورجہاں سے نکاح کرنا چاہا اور اُس کی تسکین و تشفی کے لیئے بڑی بڑی فطرتیں برتیں مگر نور جہاں جیسی فریبی مفتنی تہی ویسی ہی عالی ہمت بہی تہی اس لیئے کہ جب اُس نے ایسے آدمی کی درخواست کو منظور نکیا جس کو شوہر کا قاتل سمجہتی تہی تو جی جان ہی سے قبول نکیا ہوگا چنانچہ نورجہاں نے ایسے صبر و سکون اور کمال استقلال و متانت سے انکار کیا کہ جہانگیر اُس سے متنفر ہوگیا آخر کار اُس کو اپنی ماں کے مصاحبوں میں داخل کیا اور ایسی بے پروائی برتی کہ گویا ان تلون کبہی تہل نتہا ٭

حاصل یہہ کہ چندے ایسی ہی گذری مگر جب کہ اس کے عشق نہفتہ نے دوبارہ اوبہارا لیا اور اُس کی معشوقہ بہی اُس کی لوٹ پہیٹ کو دیکہہ سنکر پسیج گئی تو بقول اُس کے کہ رانڈیں تو رہیں جو رنڈوے رہنے دیں بیاہ اُن کا بڑی دہوم دہام سے رچایا گیا غرض کہ نکاح آنکا ہوگیا اور وہ بیگم ایسی عزتوں کو پہونچی کہ پہلے اُس سے کسی بادشاہ کی بیگم کو وہ پایہ نصیب † نہ ہوا تہا اور بادشاہ کے مزاج پر ایسی حاوی ہوئی کہ باپ اُس کا وزیر اعظم بنایا گیا اور بڑا بہائی اُس کا بڑے مرتبہ کو پہونچا یہاں تک کہ بادشاہ اُس کی صلاح و مشورت کے بدون کوئی کام کاج نہ کرتا تہا اور جس کام میں وہ متوجہہ ہوتی تہی تو اُسی کی مرضی قانون کی مانند اُس میں سمجہی جاتی تہی اگرچہ انجام کار اُسکے نتیجے برے ہوئے مگر بہر حال اُس کا غلبہ مفید پڑا اُس

† سب عزتوں کے علاوہ یہہ عزت بہی اُس کو حاصل تہی کہ بادشاہ کے نام کے ساتھہ اُس کا نام بہی سکہ میں ڈالا جاتا تہا

لیئے که باپ اُس کا نہایت دانا هوشیار اور بغایت لایق فایق وزیر تها اور جهانگیر کے چال چلن میں جو کئی برس بعد ترقي هوئي وه کسیقدر نورجهاں کے رعب داب کا نتیجه اور اُس کي فهم فراست کا ثمره تها اگرچه جهانگیر اب بهي خود پسند و ستمگار اور خود پرست و جفا شعار تها مگر جیسا که وه پہلے وقتوں میں جفاکار اور نا خدا ترس تها ویسا اب نرها تها اور باوصف اِس کے که میخواري کي غایت کو پهونچا مگر رات کے وقت اور خانگي کمروں میں بیٹهه کر پیتا تها *

جن کاموں میں اپني رعایا کے سامنے دن بهر بیٹها رهتا تها تو اُنمیں بادشاهانه عادتوں یعني صبر متانت کو قایم رکهتا تها اور اُسکي کسي بات چیت میں فرق و تفاوت نه آتا تها نور جهاں بیگم جیسي حسین اور خوبصورت تهي ویسي هي هوشیار اور سمجهه بوجهه کي پوري تهي اور جیسا که عورتوں کے کام کاج میں اپني لیاقت کو صرف کرتي تهي ویسے هي سلطنت کے انتظاموں میں اُس لیاقت سے کام اپنا لیتي تهي چنانچه اُس نے بادشاهي دربار کي شان و شوکت کو اپنے سلیقه شعاري سے ترقي اور حسن انتظام کي بدولت خرچوں میں تخفیف بخشي اور کمروں کے آلات و آرایش میں بهي نئي باتیں ایجاد کیں اور عورتوں کے لباس و پیرایه میں اُس لباس و پیرایه کي نسبت جو اُس کے زمانه سے پہلے معمول و مروج تهے بڑي بڑي ترقیاں دکهلائیں اور هندوستان میں یهه بات تصفیه طلب هی که گلاب کا عطر اُس نے ایجاد کیا یا اُسکي ماں نے نکالا † اور منجمله اُن کمالوں کے جنکے وسیله سے اُس نے جهانگیر کو شیفته فریفته کیا تها ایک یهه بهي کمال تها که في البدیه عمده شعر کهتي ‡ تهي *

† پچهلے وقتوں میں بڑي بڑي ترقیاں صنعتوں میں واقع هوئي هونگي اس لیئے که خافي خاں بیان کرتا هی که وه گلاب کا عطر اورنگ زیب کے آغاز سلطنت میں جو توله بهر اسي روپیه کو بکتا تها تو وهي عطر اُسي زمانه میں جب که میں نے تاریخ لکهي آٹهه سات روپیه توله آتا تها

‡ یهه شعر اُسکا مشهور هی

نور جهاں اگرچه بصورت زن است — در صف مرداں زن شیر افگن است

احمد نگر کي چڑهائي کا بیان

نور جہاں کے نکاح پر تهوڑا عرصہ گذرا تها کہ سنہ ۱۶۱۲ع مطابق سنہ ۱۰۲۱ هجري میں بنگالہ کا هنگامہ عثمان ابن قتو کے شکست کهاکر مرجانے سے خاتمہ پرپہونچا اور اِس واقع کے واقع هونے سے بادشاہ کو ایسي خوشي حاصل هوئي کہ وہ اُس بڑي کامیابي سے جانچ تول میں بہت زیادہ تهي جو دکن کي لڑائي میں حاصل هوئي تهي بیان اُسکا یہہ هی کہ جہانگیر نے یہہ چاها کہ اُن سارے سرکاري صوبوں سے دکن پر یکلخت چڑهائي کي جاوے جو دکن کے پاس پروس میں واقع هیں تاکہ پہلي سہل انکاري کا بدلا لیا جاوے اور پہلی نقصانوں کو پورا کیا جاوے چنانچہ عبداللہ خاں نایب‌السلطنت گجرات کو یہہ حکم هوا کہوہ اُسوقت ملک عنبر کے ضلع پر دهاوا کرے جب کہ شہزادہ پرویز اورخان جہاں لودهي کي فوجیں راجہ مانسنگهہ کي امداد و اعانت سے خاندیس اور برار سے دهاوا کریں مگر تعمیل اس تدبیر معقول کي بطور معقول واقع نهوئي یعني عبداللہ خاں نے گجرات سے پیش از وقت مقررہ حملہ کیا اور اس غلطي کےباعث سے ملک عنبر نے فائدوں کے حاصل کرنے میں کمي کوتاهي نہ کي اور دم بهر کي تاخیر نہ برتي ملک عنبر ایسي طرز سے لڑتا بهڑتا تها جیسیکہ حال کے مرهٹوں کا قاعدہ هی یورپ والوں کے بندرگاهوں کي همسائگي سے اُس کا توپ خانہ جہانگیر کے توپ خانہ سے بہت بہتر تها اور توپ خانہ اُس کا ایسے نشان کا کام دیتا تها کہ بکهري بکهرائي فوج اُسکي وهاں اکهٹهي هو جاتي تهي مگر هلکے هتیاروں والے سواروں کے ذریعہ سے بڑي چستي چابکي برت کر دشمن پر حملہ کرتا تها چنانچہ اُس نے بادشاهي فوج کي رسدوں کو روکا اور کوچ بڑاو پر طرح طرح سے تنگ کیا اور چاروں طرف اُن کے گهورتا گرچتا پهرتا تها اور جهوٹے جهوٹے حملوں سے اُن کو پریشان و پراگندہ کرتا تها اور گاہ گاہ اُن کے لشکر کي مختلف جانبوں سے سچي حملہ کرکے مال اسباب اُن کا لوٹ لیجاتا تها غرضکہ

بے انتظامي اور پريشاني اُن کي فوج ميں قايم رکهتا تها عبدالله خان
اِس قسم کي لڑائي سے تنگ آيا اور پيچهے لڑنے کا بہت جلد ارادہ کيا
اور غالب يہہ هي کہ ايسے قوي دشمن کے سامنے سے لڑنے کے نتيجے
پہلے هي سے خيالوں ميں گذرے هونگے چنانچہ جسدن سے لڑنا شروع هوا
اُسي دن سے مصيبتوں کو ايسي بڑهوتري هوئي جيسيکہ ضرب کے
قاعدے سے عدد بڑهتا هے يہاں تک کہ دشمن نے پچهلے پہرے کو ٹکڑے
ٹکڑے کيا اور بگلانہ کے پہاڑوں جنگلوں ميں پناہ لينے سے پہلے پہلے کوچ
اُن کا بهاگنے کے لگ بهگ هو گيا اور جوں توں کر کے گجرات ميں داخل
هوئے اِس عرصہ ميں اور بادشاهي فوجيں پهونچکر عين ميدان ميں فراهم
هوئي تهيں مگر جب کہ اُنهوں نے ملک عنبر کو اُس کے لڑنے پر
عبدالله خان مذکور پر فتح پانے سے باغ باغ ديکها تو اُنهوں نے مذکورہ بالا
مصيبتوں کي روک تهام کے ليئے برهان پور ميں اکٹهے هوئي *

ميواڑ کي لڑائي کا بيان

بادشاهي فوج کو اودے پور کي لڑائي پهراني ميں دکن کي نسبت
زيادہ کاميابي حاصل هوئي اور بادشاہ کو وہ کاميابي اس ليئے زيادہ بهلي
لگي اور اُس کے من کو بهائي کہ وہ فتح اُس کے لاڈلے بيٹے مرزا خرم
يعني ‡ شاهجہان کي سعي و محنت کا ثمرہ تهي اگرچہ مہابت خان
جو پہلے پہل اِس مہم پر بهيجا گيا تها اودے پور پر فتح پا چکا تها مگر
پہاڑوں جنگلوں کے باعث سے جو ملک اودے پور کا مضبوط و مستحکم تها
اور راجہ اُس ميں گهس بيٹهہ کر محفوظ هو بيٹها تها لڑائي کا فيصلہ

---

‡ اس شاهزادہ کا نام خرم تها اور باپ کي تخت نشيني کے آغاز ميں اس نام کے
سوا کوئي نام اُسکا نہ تها مگر جو کہ اُس نے اپني سلطنت سے ايک مدت پہلے شاهجہان
کا خطاب اختيار کيا تها تو شاهجہان کے خطاب سے ذکر اُسکا ابهي سے کرنا پراگندہ
فهمي کا باعث نہ هوگا *

نه کر سکا تھا اور ایسا هي عبدالله خاں کا حال بھي هوا تھا جو مہابت خاں کے بعد اُس جانب کو روانه کیا گیا تھا مگر شہزادہ خرم چوبیس هزار آدمیوں سمیت گیا تھا راجپوتوں پر حمله آور هوا اور ایسي جرأت و قوت سے صبر و استقلال کے جتانے اور آب و هوا کے ضرر اُٹھا نے میں مضبوط و مستحکم رها که راجه اُشتي کا خواستگار هوا چنانچه درخواست اُس کي منظور هوئي اور وه راجه بذات خود شاهجہاں کي خدمت میں حاضر آیا اور ثبوت اطاعت کے لیئے نذریں پیش کیں اور اپنے بیٹے کو اس غرض سے شاهجہاں کے ساتھه کیا که وه دلي کے دربار میں حاضر هووے اور شاهجہاں اِس موقع پر اپنے دادا جان اکبر کي تدبیر مملکت کو نه بھولا که اطاعت کے وقت اُس نے راجه کو بغل میں لیا اور اپنی برابر بیٹھا یا اور طرح طرح سے مدارات اُس کي کي اور بہت تواضع تعظیم سے پیش آیا اور وه ملک اُس کا اُس کو واپس کیا جو اکبر کے عہد دولت سے آج تک فتح کیا تھا اور جب که اُس راجه کا بیٹا بادشاه کي خدمت میں پہونچا تو اُس نے بہت سي عنایت فرمائي اور سلطنت کے جنگي سرداروں میں بڑا پایه اُس کو مرحمت فرمایا یہه واقعه سنه ۱۶۱۴ ع مطابق سنه ۱۰۲۳ هجري میں واقع هوا *

اِس برس کي لڑائي میں جو کامیابي ظہور میں آئي وه بالکل شاهجہاں کي سعي و محنت سے علاقه رکھتي تھي اِس لیئے که عزیز خاں اعظم جو اُس کي امداد و اعانت کي غرض سے روانه کیا گیا تھا وه شاهجہاں کي نسبت ایسی غرور اور گستاخي سے پیش آیا که بادشاه اُسکو الگ کرنے اور چندے قید رکھنے پر مجبور هوا *

اِس مہم کي بدولت شاهجہاں کي قدر و منزلت نے بڑي ترقي پائي اور نور جہاں کا رعب داب اُسکا ممدو معاون هوا اس لیئے که اسي زمانه میں نور جہاں کي سگي بھتیجي آصف خان اُس کے بھائي کي

بیتی شاهجہاں کے نکاح میں آئی تہی اور تمام لوگ اُس کو جہانگیر کا عمدہ قایم مقام سمجہتے تہے *

راجہ مان سنگہہ اسی عرصہ میں دکن میں مرگیا تہا اور روشنیا فرقہ والوں کی بغاوت سے جو سنہ ۱۶۱۱ ع میں برپا ہوئی تہی کابل بڑے خطرہ میں پڑا تہا مگر بایزید کے پوتے احداد کے مرنے سے جو اُس کا جانشین ہوا تہا وہ بغاوت خاتمہ پر پہونچی عبداللہ خان نائب السلطنت گجرات پر بادشاہ اس لیئے خفا ہوا کہ اُس نے گجرات کی رعایا پر زور ظلم کیاتہا اور بادشاہی اخبار نویس سے بری طرح پیش آیا اوراُسکا پاس و لحاظ اُس نے نکیا چنانچہ عبداللہ خاں کی نسبت یہہ حکم نافذ ہوا کہ اُس کو گرفتار کرکے دارالسلطنت میں حاضر کریں مگر عبداللہ خاں حکم مذکورالصدر کو پہلے سے سوچ سمجہہ کر پا پیادہ چل چکا تہا اور فوج اُس کے پیچہے پیچہے دور دور کے فاصلہ سے چلی آتی تہی چنانچہ وہ دربار میں ننگے پانوں اور پا بزنجیر آکر حاضر ہوا اور بادشاہ کے قدموں پر گرپڑا یہاں تک کہ شاہجہاں کی شفاعت سے قصور اُس کا معاف ہوا اور وہی عنایت سابقہ جاری رہی *

انگلستان کے ایلچی کا بیان

شاہجہاں کی واپسی پر تہوڑی مدت گذری تہی کہ جیمس اول شاہ انگلستان کی طرف سے سر ٹامس رو صاحب بصیغہ ایلچی‌گری جہانگیر کے دربار میں حاضر ہوا † اور وہ حال اُس نے قلمبند کیئے کہ اُن کے دیکہنے سے ہم وہ حال دریافت کرسکتے ہیں جو جہانگیر کے عہد دولت میں بلاد ہندوستان میں پیش تہی چنانچہ بیان اُن کا یہہ ہی کہ بندر گاہوں اور محصول تجارت کے مقاموں میں بڑے زور ظلم ہوا کرتے تہے

† وہ مقام اجمیر میں ۲۳ دسمبر سنہ ۱۶۱۵ ع کو پہونچا اور بادشاہ کے همرکاب مقام مانڈو اور گجرات تک گیا اور سنہ ۱۶۱۸ ع کے آخر میں بادشاہ سے رخصت ہوا

اور جس مال و متاع کو حاکم لینا چاهتا تها تو حسب مراد اپني قیمت لگاکر جهت لیتا تها یهاں تک که اس انگلستاني ایلچي کي تعظیم و تکریم اور نهایت مهمان نوازي عمل میں آئي مگر اُس کے اسباب کي تلاشي لي گئي اور کئي چیزیں باشارت حاکم اُس میں سے ‡ اوڑائي گئیں یهه ایلچي مقام سورت سے برهان پور اور چتور گڈه کي راه سے اجمیر کو گیا تها اور بضرورت اس راه کے اُس کو دکن کے ملک میں جهاں لڑائي بڑے دهوم دهام سے قایم تهي اور نیز والي مواڑ کي قلمرو میں جهاں ابهي لڑائي پوري هوچکي تهي گذرنا پڑا مگر کسي جگهه کسي قسم کي دشواري پیش نه آئي هاں پهاڑي لوگونسے کچهه تکلیف اُسنے اوٹهائي جو اُس وقت میں بهي پریشاني کے زمانه میں راه رستوں کو خطر ناک کرتے تهے جیسے که اب بهي اُن کي لوٹ مار سے راهوں کے ادهر اودهر جان مال کا کهٹکا لگا رهتا هی *

دکن میں شهروں کي تباهي ویراني اور اراضیات کي بیکاري نامزروعي کے بڑے بڑے نشان موجود تهے اور برهان پور کي یهه صورت تهي که وه شهر پہلے وقتوں میں نهایت عمده تها اور بعد اُس وقت کے بهي بهت عمده چلا آیا مگر اس ایلچي کے وقتوں میں ایسا تها که پانچ چار مکان اُس میں پخته تهے باقي تمام مکان اُسمیں مٹي کے پرانے جهونپڑے تهے * اور شاهزاده پرویز کا دربار جو برهان پور میں هوتا تها کسي طرح کي شان شوکت نرکهتا تها *

وه ایلچي بعضے ایسے شهروں پر گذرا که وه شهر ویران پڑے تهے اور وهاں کے باشندے چهوڑ چهوڑ اُس کو چلے گئے تهے اور بعض بعض

‡ یهه بات بیان کے قابل هی که یهه حاکم ذوالفقار خاں نامي انگریزوں سے عداوت رکهتا تها اور حال میں اُس نے پرتگال والوں سے یهه اقرار کیا تها که اپنے علاقه کے بندرگاه سے انگریزوں کي کشتیاں خارج کرونگا مگر اس اقرار نامه کو بادشاه نے مسلم نرکها اور وه حاکم سلطاني اطاعت کے لحاظ و حیثیت سے انگلستاني ایلچي کي تواضع تعظیم میں بظاهر سرگرم رها اُورم صاحب کي تاریخ جلد ۳ صفحه ۳۶۱

شہروں کو اُس نے آباد و شاداب پایا اور دونوں شہروں کے مقابلہ سے حیران و پریشان رہا منجملہ اُن ویران شہرونکے بعض بعض شہر ایسے بھی تھے کہ وہ کسی وقت میں دارالحکومت بھی † تھے اور اُن شہروں کے تنزل سے یہہ ثابت نہیں ہوتا کہ باقی ملک بھی ویران وخراب تھا اکبر کے مرنے سے انتظام اُس کے ملک و ممالک کا بہت جلد تنزل پکڑتا جاتا تھا چنانچہ صوبوں کی حکومتوں کا ٹھیکا ہوتا تھا اور حاکم لوگ اکراہ و زبردستی سے روپیہ وصول کرتے تھے اور بڑے بڑے ستم شعاری تھے اگرچہ یہہ ایلچی معقول پسند اور سنجیدہ نگار ہے مگر دربار جہانگیر کی شان شوکت کو اُس نے بڑی زیادہ گوئی سے بیان کیا چنانچہ اُس نے جہانگیر کے امیروں کی خوش اخلاقی اور بےتکلفی اور اُن جلسوں کے انتظام و تکلف کی خوبی بڑے مبالغہ سے بیان کی جو اُسکی خاطر منعقد ہوئے تھے ہاں یہہ بات ضرور ہے کہ تعظیم و تکریم اور مدارات و تواضع اُسکی طرح طرح سے عمل میں آئی اور اُن مختصر تحفہ تحائف کے لحاظ سے جو اُسنے بادشاہ اور اُسکے امیروں وزیرونکے پیشکش کیئے اور اُس تھوڑی بھیز بھاز کی حیثیت سے جو ہمراہ اُس کے تھی یہہ توقع نہ تھی کہ ایسی جگہہ جہاں جاہ و جلال کے زور و شور اور شان و شوکت کی دھوم دھام تھی بات اُس کی پوچھی جاوے اور آو بھگت اُس کی بخوبی کیجاوے غرض کہ یہاں تک قدر اُس کی کی گئی کہ وہ ایسے اداب تسلیمات سے معاف کیا گیا جو تھوڑی بہت ذلت و خفت سے خالی نتھی اور عام درباروں میں عمدہ مقام اُس کو دیا گیا اور بے تکلف آشناؤں کی مانند اُسکو اجازت دی گئی کہ وقت بے وقت اوپرے سوتے اندھیرے اوجالے بادشاہ کی خدمت میں جیسا جی چاہے حاضر ہوا کرے *

---

† مانڈو اور ٹوڈا ایسے شہر تھے جنکا بیان اُس ایلچی نے بڑی تعریف سے لکھا ہے چنانچہ مانڈو مالوہ کا دارالحکومت تھا اور حال اُس کا اب بھی لوگوں کو معلوم ہے مگر ٹوڈا جو صوبہ اجمیر میں کسی راجپوت راجہ کا دارالحکومت تھا ایسا شہرہ آفاق نہیں ہوا

خاص خاص وقتوں میں جو بادشاہ کی کیفیت اُس نے ملاحظہ کی وہ اُس شان و شوکت کے مخالف تھی جس کو بادشاہ کے چاروں طرف وہ عام وقتوں میں دیکھتا تھا یعنی بادشاہ اپنے خاص وقتوں میں چھوٹے سے پست جڑاؤ تخت پر جس میں ہیرے لال موتی جڑے ہوتے تھے بیٹھتا تھا اور سونے کی رکابیاں اور گلدان مرصع اور جڑاؤ صراحیاں آگے رکھی جاتی تھیں اور ہم پیالہ اور ہم نوالہ یار اُس کے ایسے متوالے ہوجاتے تھے کہ دو چار آدمیوں اور ایلچی مذکور کے علاوہ جو کمال احتیاط سے مے خواری کرتے تھے اور دو چار پیالیوں سے زیادہ نہ پیتے تھے اپنے آپے میں نرہتے تھے اور بادشاہ اِس قدر پیتا تھا کہ جب تک وہ نیند کے مارے بے قابو نہو جاتا تھا تب تک جام و صراحی سے ہاتھ اپنا نہ اوٹھاتا تھا اور جب کہ نیند اُس کو آجاتی تھی تو چراغ گل کیئے جاتے تھے اور لوگ باگ ادھر اودھر چلے جاتے تھے اور ایسے موقعوں پر بادشاہ اپنے جلیسوں پر زیادہ عنایت کرتا تھا اور جوں جوں شراب کا نشا بڑھتا جاتا تھا اُسی قدر عنایتوں کی ترشح زیادہ ہوتی تھی چنانچہ اُس نے ایک مرتبہ سارے مذہبوں کا بڑی آدمیت سے ذکر کیا اور بعد اُس کے بلا تحاشا رونے لگا اور اُس کے مختلف مختلف شوقوں نے ظہور کیا یہانتک کہ بیٹھے بیٹھے آدھی رات آگئی *

حاصل یہہ کہ یہہ اختلاط کی باتیں اور ساری بے تکلفاں رات کو ہوتی تھیں مگر صبح تک باقی نرہتی تھیں چنانچہ ایک بار ایک درباری نے کھلم کھلا اپنے پرائی لوگوں کے سامنے رات کے جلسہ کا مزا بے تمیزانہ کچھہ بیان کیا تو جہانگیر انجان بن گیا اور علانیہ یہہ فرمایا کہ کن لوگوں نے خلاف قانون عمل کیا غرض کہ جن جن لوگوں کا نام لیا گیا وہ پکڑے آئے اور کوڑوں سے پٹوائے گئے یہاں تک کہ ایک شخص اُن میں سے مرگیا غرض کہ عام موقعوں پر اسقدر قانون کا پابند رہتا تھا کہ ایسے آدمی کو سامنے نہ چھوڑتا تھا جسکے دم سے یا کسی اور علامت

سے شراب پینے کا اشتباہ اُس کی نسبت ہوتا تھا مگر یہہ مکر اُسکا محض بے کار اور بیفایدہ تھا اِس لیئے کہ وہ بھی آج کل کے بڑے آدمیوں کی مانند اخبار نویسوں اور خفیہ نگاروں سے گھرا رہتا تھا چنانچہ جو کام ایسا ویسا چھپ چھپاکر وہ کرتا تھا دوچار گھنٹوں کے بعد اُس کی اطلاع ادھر اُدھر ہوجاتی تھی اور بستی کے سارے چھوٹے بڑے واقف ہوجاتے تھے یہاں تک کہ چھوٹی سے چھوٹی بات اُسکی مخفی نرہتی تھی *

معلوم ہوتا ہی کہ باوصف امر مذکورالصدر اور خلاف آدمیت کی چند اور باتوں کے اس ایلچی نے بادشاہ کو ایسا نہ سمجھا کہ وہ عمدہ خیالات اور اچھی سمجھہ بوجھہ سے خالی ہووے اگرچہ اُس کی سمجھہ بوجھہ کی خوبی اور سوچ بچار کی پختگی کو اُن دو چار بیوقوفیوں کے صادر ہونے سے بٹا لگتا ہی جن کو اب اُس ایلچی نے بیان کیا چنانچہ منجملہ اُن ناشایستہ حرکاتوں کے ایک حرکت یہہ بھی تھی کہ بندرگاہ سورت سے اُس ایلچی کے اسباب کی گاڑیاں آتی تھیں جن میں کھانے پینے کا سامان اور بادشاہ اور اُس کے درباریوں کے تحفہ تحایف اور اُن سوداگروں کے اسباب بھی شامل تھے جنھوں نے بادشاہی چوکی پہرے کی نظر سے اسباب اپنا بھی اُس کے اسباب کے ہمراہ کردیا تھا بادشاہ نے اُن گاڑیوں کو اپنے سامنے کھلوایا اور بچوں کی مانند ایک ایک کرکے دیکھا اور جب کہ وہ ایلچی اِس نظر سے سخت برہم ہوا کہ بادشاہ نے عام دیانت پر بھی توجہہ نہ فرمائی تو اُس کے ٹھنڈے کرنے کے لیئے ایسے پھیکے عذر اُس نے پیش کیئے کہ شان سلطنت کے شایاں و مناسب نہ تھے اگرچہ اِس ایلچی نے بعض بعض درباریوں کا حال اچھا بھلا بیان کیا مگر ہیئت مجموعی کی حیثیت سے کل درباریوں کو ایسا لکھا کہ چال چلن اُن کے ٹھیک ٹھاک نہ تھی اور چال ڈھال اُنکی قانون قاعدوں کے پابند نہ تھی اور بڑے بڑے کام اُن کی طبیعتوں میں

زچ بچ گئے تھے اور یہاں تک غفلت شعاري تھي که جس کام کے لیئے
یہه ایلچي آیا تھا وہ دو برس تک جھمیلے میں پڑا رہا اور جب که
اُس نے نہایت زچ بچ ہوکر آصف خاں کو ایک بھاري موتي بطور
رشوت کے بھیتہ دیا تو کام اُس کا بخوبي پورا ہوا اور کوئي خرخشه
باقي نرہا یہه ایلچي اور اُس کے ہمعصر ایسا بیان کرتے ہیں که اسي
وقت سے دلیري دلاوري نے تنزل پکڑا اور پٹھان اور راجپوت ہي اُسوقت
میں بہادر سپاہي گنے جاتے تھے † *

جہانگیر کے عہد و دولت میں دستکاري کے فنون نے ایسي ترقي
پائي تھي که وہ ترقي هندوستان کي مخصوص صنعتوں پر منحصر نتھي
بلکه وہ لوگ اور ملکوں کي صنایع کو بھي سانچه میں ڈھالتے تھے چنانچه
سرٹامس رو صاحب کے تحفوں میں ایک انگریزي گاڑي تھي بعد اُس
کے تھوڑے دنوں گذرنے پر بہت سي گاڑیاں ایسي بھیل گئیں جو صنعت
کي رو سے برابر اورکام اور مصالح کي نظر سے انگریزي گاڑي کي نسبت زیادہ
عمدہ اور معقول تھیں اور اسي ایلچي نے ایک تصویر بھي بادشاہ کي
نذر کي تھي جس کي نقلیں تھوڑے دنوں کے بعد اتني بہت ہوگئیں
که جب بادشاہ نے اُن نقلوں کو اُس ایلچي کے سامنے پیش کیا تو
اُس ایلچي کو اصل تصویر کي شناخت میں بڑي دقت پیش آئي
‡ بہت سے یورپ والے بادشاہ کے دربار میں آتے جاتے تھے اور اُن کے دین
و مذہب کي رو رعایت کي جاتي تھي بادشاہ کے تصویر خانه میں
مسیح علیہ‌السلام اور حضرت مریم کي تصویریں سب تصویروں سے

---

† سرٹامس رو صاحب اور ٹري صاحب اور ہاکنز صاحب

‡ یہه ایلچي علاوہ اور تحفه تحایف کے تاریخانه تصویروں اور فضا کي تصویروں
اور ایسي تصویروں کو نذر کرنامناسب سمجھا جو اندھیري‌رات میں ایسي معلوم ہوویں
که گویا وہ شمع کي مانند چمکتي ہیں اور اُن کا عمدہ ہونا ضروري بتایا ہی اس لیئے که
هندوستاني لوگ اُن کو ایساہي خوب سمجھتے ہیں جیسا که ہم لوگ اُن کو
پہچانتے ہیں

بالا رہتي تہیں اور اُس کے دو بھتیجوں نے اُس کي رضا و رغبت سے عیسائي مذہب کو اختیار کیا تھا § دربار کي زبان تو فارسي تھي مگر سارے لوگ ہندوستاني بولتے تھے اور ہاکنز صاحب نے جو صرف ترکي زبان سے وہي واقف تھا بادشاہ اور خانخاناں کو ترکي زبان کا ماہر پایا *

معلوم ہوتا ہی کہ مسٹر ٹامس صاحب ایلچي اور سارے درباریوں کو کوئي خیال اِس قدر پیش نظر رہتا تھا جیسا کہ شاہزادہ خسرو کا خیال اُن کے سامنے حاضر رہتا تھا اور اُس کي مصیبتوں کے مقابلہ میں اُس کي برائیوں کا تصور بھي نہ آتا تھا اور اُس کو ہر طرح سے لایق فایق سمجھا جاتا تھا اور یہہ حال اُن کا تھا کہ جب کبھي بادشاہ کي عنایت کا کوئي نشان اُس پر پایا جاتا تھا تو اُن میں جان آجاتي تھي اور نہایت خوش ہوجاتے تھے اور جب بادشاہ اُس کے بدخواہوں کا کہنا مانتا تھا تو وہ لوگ افسردہ بلکہ مردہ ہوجاتے تھے یہاں تک کہ یہہ سمجھا جاتا تھا کہ اگرچہ بادشاہ آصف خاں اور نور جہاں بیگم کي فند و فطرت اور شاہجہاں کے رعب داب سے کہلم کہلا بات اپني جتا نہیں سکتا مگر حقیقت میں جي اُس کا بھي شاہزادہ خسرو سے لگا ہوا ہی ‖ علاوہ اور سببوں کے خسرو کا تخت سے محروم کرنا اس لیئے بھي بہت عام پسند نہوا کہ وہ شاہجہاں کے حق میں مفید ہوا اور وجہہ اُس کي یہہ تھي کہ اِس ایلچي کے قول کے موافق بعضے آدمي شاہجہاں کي

---

§ رو صاحب ہاکنز صاحب ٹري صاحب ٹریٹھ صاحب

‖ اِس انگلستاني ایلچي نے ایک وقت خسرو سے ملاقات ایسي وقت میں کي کہ خسرو فوج کے ہمراہ تھا اور کوئي نظر بندي اُس پر نہ تھي گرمي کے موسم میں درخت کے تلے ٹھہرا اور اُس نے ایلچي کو بلایا چہرہ مہرہ اُس کا خوب صورت اور جسم اُس کا نازک اور لطیف تھا اور ڈاڑھي اُس کي ناف تک پہونچي تھي مگر اُس کو یہہ معلوم نہ تھا کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہی اور نہ اُس کو انگریزوں کي اور نہ ایلچي کي آگاہي تھي

خوشامد کرتے تھے اور بعضے کھلم کھلا مخالف تھے غرض کہ کوئی آدمی شاہجہاں سے جیسین راضی نہ تھا یہاں تک کہ اِس ایلچی نے بھی اُس کو مغرور اور متعصب اور ستمگر بیان کیا مگر جو کہ شاہجہاں کے چال چلن سے لیاقت و ہوشیاری کے سوا کوئی بات ایسی ویسی واضح نہوتی تھی تو غالب یہہ ھی کہ اُس کے عام پسند نہونے کا باعث یہہ ہوگا کہ وہ غرور و نخوت اور سکون و متانت کے مارے بے تکلف کسی سے ملتا جلتا نہ ہوگا چنانچہ یہی ایلچی کہتا ھی کہ میںنے اپنی آنکھوں سے ایسا روکھا سوکھا آدمی جس کے چہرہ مہرے سے متانت مترشح ہوتی ہو اور ہسنے مسکرانے کا نشان اُس کے لبوں پر نپایا جاوے اور اُس کی نظروں سے کسی کی تعظیم و تکریم بھی نہ کھلی اور سر سے پاؤں تک غرور کا پتلا سمجھا جاوے شاہجہاں کی مانند اپنے پرانی ملکوں میں آج تک نہیں دیکھا اور باوصف اِس کے کہ یہہ شاہزادہ اُس زمانہ میں پچیس برس سے زیادہ کا نہوگا *

شاہجہاں کو یہہ اندیشہ ہوا ہوگا کہ پرویز اُس کا بڑا بھائی حریف اُس کا ہو سکتا ھی اور حقیقت بھی یہی تھی کہ پرویز اُسکا بڑا بھائی بڑے ہونے کی جہت سے رشک و حسد کے قابل تھا مگر بقول اُسکے کہ بزرگی بعقل است نہ بسال شاہجہاں کی اُن عمدہ لیاقتوں کا کوئی بڑا مقابلہ نہ کر سکتا تھا جو نور جہاں کی رعب داب سے اعانت پاتی رہتی تھیں *

جب کہ اِس شہزادہ بلند اقبال کو ماہ اکتوبر سنہ ۱۶۱۶ع مطابق ذیقعدہ سنہ 1025 ہجری میں دکن کی مہم تفویض ہوئی اور شاہجہاں کے خطاب سے معزز و ممتاز ہوا تو اُس کے بڑے بھائی پرویز کی رہی سہی امید اچھی طرح منقطع ہو گئی شاہجہاں کو بڑے بڑے اختیارات اِس موقع پر حاصل ہوئے اور خود جہانگیر اِس غرض سے مانڈوں تک ساتھہ اُس کے گیا کہ اگر کوئی ضرورت پیش آئے تو ضرورت کے وقت امداد اُسکی بلا تکلف کرے *

یهہ ایلچی بادشاہ کے همراہ منزل بہ منزل گیا اور جو حال اُس نے کونچ پڑاؤ کی بابت بیان کیا وہ اُس بیان کے مخالف هی جسکو حسن انتظام اور قاعدہ دانی کی رو سے پہلے اُس سے قلمبند اُس نے کیا تھا چنانچہ بیان اُس کا یہہ هی کہ جب دربار اور لشکر کے آدمی مقام کرتے تھے تو اُن میں قاعدہ کی پابندی بدستور هوتی تھی مگر باربرداریوں کی قلت سے بڑی پریشانی اور دشواری پیش آتی تھی یہاں تک کہ ایران کا ایلچی اور یہی ایلچی باربرداری کے نہ هونے سے چند روز اجمیر میں پڑے رہے اور سپاهیوں اور همراهیوں کے ڈیروں کو اس غرض سے جلایا گیا کہ وہ آگے بڑھنے میں کوتاهی نہ کریں اگرچہ ٹوٹے پھوٹے سامانوں سے چلے جاویں اور کوچ کے وقتوں میں ایسی بے انتظامی پھیلتی تھی کہ بعض بعض وقتوں میں پانی کی کوتاهی هوتی تھی اور پہاڑوں اور جنگلوں میں طول طویل اور دشوار و صعب گذار کو چوں کے مارے اونٹ اور گاڑیاں ٹوٹی پھوٹی رستوں میں پڑی رهتی تھیں اور منزل پر پہونچنا اُنکا نہایت دشوار هوتا † تھا *

دکن کا رنگ ڈهنگ اس شاهزادہ کے حق میں نہایت مفید هوا اِس لیئے کہ ملک عنبر سے گمنام آدمی کے فروغ پانے سے اُسکے متفق بادشاهوں بلکہ خاص اُسی کے سرداروں میں رشک و حسد کا مضمون شایع ذایع هوا تھا چنانچہ ان نزاعوں کے باعث سے ملک عنبر نے شاهجہاں کے مقابلہ میں شکست فاحش کھائی اور شکست کے پڑنے سے اُس کے رفیقوں کے دل نہایت شکستہ هوئے یہاں تک کہ جب شاهجہاں دکن میں داخل هوا تو اُس نے بیجا پور والے بادشاہ کو متفق بادشاهوں سے علحدہ کیا اور کوئی دشواری اُس میں پیش نہ آئی اور جبکہ ملک عنبر نے یہہ معاملہ دیکھا کہ رفیق اُسکو چھوڑ گئے اور وہ تنہا رہ گیا تو کام ناکام اُس نے ماہ مارچ سنہ ۱۶۱۷ع مطابق ربیع الاول سنہ ۱۰۲۶ هجری

† جہانگیر کی همراهی میں اس ایلچی نے وہ سب مصیبت اُٹھائی جو ایک بڑی حکومت اور ناموافق آب و هوا سے اُٹھانی پڑتی هی

میں نظام بہادر شاہ اپنے نام کے بادشاہ سمیت اطاعت کا غاشیہ اپنے دوش سعادت پر رکھا اور احمدنگر اور علاوہ اُسکے اُن ملکونکو تسلیم کیا جنکو بادشاہی ملازموں کے دخل و تصرف سے نکالکر اپنے قبض و دخل میں داخل کیا تھا غرضکہ شاہجہاں اس لڑائی کو اس حسن خوبی سے خاتمہ پر پہونچا کر مانڈو کو روانہ ہوا اور بارہ مہینے کے اندر اندر جب سے کہ دونوں باپ بیٹے یعنی جہانگیر اور شاہجہاں اجمیر سے الگ ہوئے تھے باپ کی قدم بوسی کو حاضر آیا مگر جہانگیر اُس زمانہ میں سیر گجرات کو گیا اور برس روز اُس جگہہ ٹھہرا رہا اور اس صوبہ کی نیابت سلطنت کو اُن حکومتوں پر زاید کیا جو شاہجہاں کو پہلے سے حاصل تھیں یعنی شاہجہاں کو گجرات کی نیابت سلطنت بھی عنایت فرمائی *

ستمبر سنہ ۱۶۱۸ع میں جہانگیر گجرات سے روانہ ہوا اور پچھلے دو برسوں یعنی سنہ ۱۶۱۹ع اور سنہ ۱۶۲۰ع میں کشمیر کے سفر اور کوٹ کانگڑہ کی فتح اور بغاوت پنجاب کی گوشمالی کے سوا کوئی عمدہ واقعہ واقع نہیں ہوا *

دکن کے دوبارہ فسادوں کا بیان

جب کہ بادشاہ وادی کشمیر میں رونق افروز تھا تو سنہ ۱۶۲۱ع مطابق سنہ ۱۰۳۰ ہجری میں اُس کو یہہ پرچا لگا کہ دکن میں لڑائی دوبارہ شروع ہوئی معلوم ہوتا ہی کہ یہہ لڑائی ملازمان بادشاہی کی چھیڑ چھاڑ بدون خود ملک عنبر کی طرف سے قایم ہوئی تھی یعنی ملازمان سلطانی کی سہل انگاری اور غفلت شعاری سے یہہ ترنگ اُسکے جی میں آئی تھی اس لیئے کہ اُسکو کشادہ ملکوں کے قبض و تصرف کرنے اور پادشاہی فوج والوں کو برہان پور تک بھگانے میں کوئی دقت پیش نہ آئی اور فوج بادشاہی کے سرداروں نے بڑے زار نالی سے اعانت کی درخواست اپنے ولی نعمت کی خدمت میں روانہ کی چنانچہ شاہجہاں کو حکم ہوا کہ بڑی فوج لیکر اعانت خواہوں کی اعانت کرے

غرضکہ شاہجہاں سرحد پر پہونچا اور ذخیروں کے بہم پہونچانے کو بہت سے خزانے جمع کیئے مگر کسی شک شبہہ کے پیدا ہونے سے وہ آگے نہ بڑھا اور یہہ مقرر کیا کہ جبتک کہ خسرو اُسکے حوالہ نکیا جاویگا اور وہ ہمراہ اُس کے نہ ہوگا تب تک قدم آگے نہ رکھیگا غرضکہ مراد اُسکی پوری ہوئی اور اُس نے معمولی لیاقت سے کام اختیار کیا شاہجہاں کے مالوہ میں پہونچنے سے پہلے ملک عنبر کی فوج کا ایک ٹکڑا نربدا وار اُتر آیا تھا اور مانڈو کے حوالی شہر کو جلا پھونک کر خاک سیاہ کر چکا تھا مگر جب کہ شاہجہاں آگے کو بڑھا تو وہ ٹکڑا بھاگا اور شاہجہاں نربدہ پار اُترا اور لڑائی کے کام کاج کو حملہ آوروں کے قاعدوں پر شروع کیا اور ملک عنبر نے بھی اپنے معمولی دستور کو سنبھالا یعنی رسدوں کا روکنا اور متفرق نوکروں کو مارنا شروع کیا اور بادشاہی فوج کے داہنے باہیں مار دھاڑ کے واسطے لوگ اپنے متعین کیئے اور طول طویل کوچوں کے ذریعہ سے بادشاہی لوگوں پر چھاپے مارنے کا ارادہ کیا مگر شاہجہاں کو ہمیشہ چوکنا پڑا اور آخرکار ایسی عام لڑائی پر مجبور ہوا کہ جس سے قصہ پاک صاف ہو جاوے غرض کہ ملک عنبر نے شکست فاحش کھائی اور بہت بڑا نقصان اُٹھایا *

اگرچہ لڑائی کے کہیت میں شاہجہاں کی جیت رہی اور میدان میں اُس کو فوقیت حاصل ہوئی مگر ملک کی تباہی ویرانی سے کامیابی میں بڑا خلل پایا اور اسی نظر سے جب ملک عنبر نے آشتی چاہی اور پہلی ملکوں کے علاوہ اور ملک بھی دینے ٹھہرائے اور کچھہ روپیہ بھی دینے کیئے تو شاہجہاں نے بہت غنیمت سمجھا اور درخواست اُس کی منظور کی *

اس کامیابی پر تھوڑے دن گذرے تھے کہ بادشاہ کو دمہ کا روگ لگا اور اُسی بیماری کے باعث سے عمر بھر تکلیف اُٹھاتا رہا یہاں تک کہ تھوڑے دنوں ایسے خطرہ میں مبتلا رہا کہ بظاہر تخت کے جلد خالی ہوجانے کا گمان ہوتا تھا *

شاهزاده پرويز اس حال نزار کو سنکر اپني حکومت گاه سے دوڑا آيا مگر جهانگير نے اُس کو برا بهلا کهه کر وهيں اولٹا بهيجا اور شاهجهاں کو باپ کي شفا سے پهلے ايسے اڑے وقت ميں استدر فرصت نه ملي که وه بهي پرويز کي مانند افتاں و خيز باپ کے سرهانے پهونچتا مگر ايسے برے وقت ميں ماه ستمبر سنه ١٦٢١ ع مطابق سنه ١٠٣٠ هجري کو شاهزاده خسرو کے مرجانے سے اُس کے حريف شاهجاں پر زور و ظلم کا بڑا شک شبهه هوا جسکے هاتهوں ميں وه متوفي گرفتار تها هاں همکو بے سوچے سمجهے يهه مناسب نهيں که ايسے آدمي کي زندگي کو جو کسي داغ دهبے سے کبهي داغدار نهوئي ايسا گهرا گهاڑا دهبا لگايا جاوے جو عمر بهر چهٹانے سے نه چهٹے *

اگرچه خسرو کے مرجانے سے يهه بات تو حاصل هوئي که شاهجهاں کي تخت نشيني ميں کسي قسم کا شک شبهه باقي نه رها مگر وه ايسي مصيبتوں خطروں ميں مبتلا هوا جو اُسکي تباهي کے باعث هوے تفصيل اِس اجمال کي يهه هے که دکن کي روانگي سے پهلے شاهجهاں کے رعب داب کو نور جهاں کي امداد و اعانت سے بڑي تقويت پهونچتي تهي مگر جب که شاهجهاں دکن کو چلنے لگا تو نور جهاں نے اپني بيٹي کا رشته جو شير افگن خاں کے نطفه سے پيدا هوئي تهي جهانگير کے چهوٹے بيٹے شهريار سے کر ديا † اور يهه نيا رشته نور جهان کي ميل و رغبت کو دور کے رشته دار بهتيجے جنوائي يعني شاهجهاں سے قطع کرنے کے ليئے کافي تها علاوه اُس کے نور جهاں کے قطع رغبت اور تبديل محبت کا يهه خيال هي باعث هوا که وه رعب داب اُسکا جو آج کل حاصل هے شاهجهاں سے چالاک شاهزادے پر بنا نه رهيگا نورجهاں کا باپ معقول باتوں سے لاگ ڈانٹ اُس کي کرتا رهتا تها چنانچه جبتک وه زنده رها تو نور جهاں حد اعتدال سے خارج نهوئي مگر جب که باپ اُسکا گذر گيا تو اُس نے پيٹ سے پانو نکالے اور بادشاه پر بڑي حکومت کرنے لگي اور

---

† خافي خاں

کسي بندش کي پابند نرهي علاوه اسکے آصف خاں شاهجهاں کا خسر اوس کا بهائي اُسکي مرضي کا آله هوا غرض که نور جهاں نے ایسي بے پایاں قوت کو چهوڑنا مناسب نه سمجهکر یهه اراده کیا که جسطرح بن پڑے شاهجهاں کي تخت نشیني کو خاک میں ملاوے چنانچه خسرو کي وفات اور جهانگیر کي شدت مرض سے بخوبي واقف هو کر اُن تدبیروں کے کاٹ تراش میں کوتاهي نه کي جن کي بدولت شاهجهاں کو یهه پایه نصیب هوتا که وه اُسکے مقابله پر غالب آوے *

غرضکه اس اراده کے پورا کرنیکا یهه موقع هاتهه آیا که جب ایرانیوں نے قندهار پر قبضه کیا تو نورجهاں نے جهانگیر کو یهه فقرا سوجهایا که اس بڑي مهم کے قابل وه شهزاده هی جس نے دکن کو فتح کیا اور وهي اقبالمند اس موروثي ملک کے پہلی قبضه کو بحال کریگا چنانچه سنه ۱۶۲۱ع مطابق سنه ۱۰۳۱ هجري میں شاهجهاں نے پہلے پہلے تو اس مهم پر جانا قبول کیا اور مانڈو تک پهونچ گیا مگر جب که اُس نے یهه سوچا بچارا که مجهکو ایسے ملک سے نکالنا منظور هی جسپر رعب داب اپنا بیٹها هی اور ایسي مهم پر بهیجنا غرض هی جو نهایت سخت اور بڑي دور دراز واقع هوئي هے تو آگے کو نه بڑها اور موسم کي خرابي اور فوج کے اچهے نهونے کا عذر اُس نے پیش کیا اور هندوستان سے باهر جانے پر یهه شرط اُسنے لگائي که میرا استحقاق بنا رهے اور جهانگیر کے کانوں میں یهه بات پهونکي گئي که ان شرطوں کے ٹهرانے کا باعث یهه هی که اُسنے خود مختاري کا اراده کیا جهانگیر نے جواب اُسکا یهه کهلا بهیجا که اپني فوج کا بڑا حصه دارالسلطنت کو روانه کرے که وه تکڑا شهریار کي زیر حکومت هوکر قندهار کو روانه کیا جاوے اور بڑے بڑے افسروں کے نام اِس مضمون کے پروانه جاري کیئے که شاهجهاں کو چهوڑ کر شهریار کے لشکر میں حاضر هوویں حاصل یهه که جب وه حکم شاهجهاں کو پهونچا تو اُس نے باپ کو کڑے کڑے فقرے لکهے اور حصول ملازمت کي اجازت

چاهي مگر جهانگيرا وسکي ملازمت پر راضي نه هوا اور دکن کي واپسي کا حکم صادر فرمایا اور اس بحث و تکرا کے زمانه میں هندوستان خاص کي جاگیریں شاهجهاں کے نام سے منتقل کر کے شهر یار کے نام پر معین فرمائیں اور اس تجویز و تعین میں شاهجهاں سے پوچها کچها نه گیا بعد اوسکے شاهجهاں کو یهه حکم گیا که منتقله جاگیروں کي برابر دکن گجرات میں جاگیریں پسند کرے اور جب که یهه معامله دور تک پهونچا تو نور جهاں بیگم اپنے بهائي آصف خاں شاهجهاں کے خسر کي جنگي لیاقتوں اور مقدمه مذکوره بالا میں اُسکي گرمجوشي پر بهروسا نکر کے مهابت خاں کو بلانا چاها جو ترقیات روز افزوں کي بدولت روز بروز بڑهتا جاتا تها اور اب تک آصف خاں کا جاني دشمن چلا آتا تها مختصر یهه که آصف خاں کابل سے بلایا گیا اور دربار میں حاضر هونے پر بڑي بڑي عنایتوں کا مورد هوا اور بڑا اعتماد اُس پر جتایا گیا *

اِسي حیص بیص کے شروع میں جهانگیر کشمیر سے واپس آیا جو دوباره اُس کے سیر و تماشے کو گیا تها اور اکتوبر سنه ۱۶۲۲ ع مطابق سنه سنه ۱۰۳۱ هجري میں دربار اپنا خاص لاهور میں اس غرض سے مقرر کیا که ضرورت کے وقت آپ بهي موجود رهے *

شاهجهاں کي بغاوت کا بیان

جهانگیر اور شاهجهاں کے درمیان اسي عرصه میں پیک و پیغام جاري رهے مگر آشتي کي جگهه پیک و پیغام پر یهه اثر مترتب هوا که بهت سے اس شبهه میں قتل کرائے گئے که وه شاهجهاں سے موافقت و سازش رکهتے هیں اور جب که شاهجهاں نے یهه یقین کیا که اب اپني قسمت پر مهر لگ گئي تو مانڈو سے فوج اپني لیکر آگره کو روانه هوا اور جهانگیر نے بهي اس خبر کے سنتے هي فبروري سنه ۱۶۲۳ ع مطابق سنه ۱۰۳۲ هجري کو لاهور سے کوچ کیا چنانچه دارالخلافه دلي سے گذر کر شاهجهاں کے لوگوں سے بیس میل اِدهر جا پهونچا شاهجهاں بلوچپور

واقع جنوب دلي ميں دلي سے چاليس ميل کے فاصله پر پڑا تها بعد
اُس کے ميوات کے پہاڑوں ميں چلا گيا جو بلوچ پور کے متصل واقع تهے
اور اپنے لوگوں کو جا بجا ايسا معين کيا که اُس بادشاهي فوج کو پهاڑوں
کے آنے سے روکے جس کو بادشاه نے تفريق وار اُس کي تلاش و جستجو
ميں چلتا کيا تها غرض که ايک ايسي ملکي پهاکي لڑائي هوئي جس
سے کچهه فيصله نهوا کهتے هيں که بعد اُس کے خط و کتابت بهي جاري
رهي مگر انجام اُس کا يهه هوا که شاهجهاں نے پيچهے پهرنے کا اراده کيا
اور مانڈو کي جانب چلتا هوگيا *

يهه بات اب تک نهيں کهلتي که شاهجهاں نے پيچهے پهرنا کيوں
پسند کيا تها اس ليئے که اُس پهرنے سے وه تمام بري باتيں پيش آئيں
جو ملکي لڑائيوں ميں پهرنے سے پيش آتي هيں جهانگير اب اجمير کو
گيا اور ايک قوي فوج اپنے بيٹے پرويز اور مهابت خاں کے زير حکومت کرکے
بهگوڑے باغيوں کے تعاقب پر متعين کي اور رستم خاں جس کو شاهجهاں
نے چندل کے پہاڑوں کي حفظ و حراست پر چهوڑا تها بادشاهي لوگوں سے
مل جل گيا اور گجرات کے صوبه نے اپنے حاکم کو خارج کيا اور خود
شاهجهاں بادشاهي فوج کے بڑه آنے سے نربدا پار اوترا اور برهان پور کے
جانے پر مجبور هوا مگر مخالفوں نے وهاں بهي چين سے بيٹهنے نديا اِس
ليئے که مهابت خاں نے خط کتابت کے ذريعه سے شاهجهاں کو دهوکا ديا
اور نربدا پار اوتر گيا اور اب خانخاناں بهي مهابت خاں سے مل گيا جو
اب تک شاهجهاں کے لوگوں ميں داخل تها شاهجهاں نے عين برسات کے
زور شور ميں تلنگانه کي جانب کو پهرنا شروع کيا يهاں تک که ماسولي پٹم
کي طرف کو بايں اراده راهي هوا که وهاں سے بنگاله کو چلا جاوے
مگر بهت سي فوج اُس کو چهوڑ کر چلي گئي بعد اُس کے سنه ۱۶۲۴ع
مطابق سنه ۱۰۳۳ هجري کے آغاز ميں يهه بڑا سفر اختيار کيا اور راج
محل تک کوئي مقابله اُس کو پيش نه آيا مگر بنگال کے حاکم سے

راج محل پر لڑائي هوئي اور اُس نے لڑائي هاري اور شاهجهاں بنگاله پر قابض هوا اور بہار پر بهي قبضه کرسکا اور اودے پور والے راجه کے بهائي بهیم سنگهه کے ساتهه ایک ٹکڑا فوج کا اس اراده پر بهیجا که اله آباد کے قلعه پر قبضه کرے *

اسي عرصه میں پرویز اور مهابت خاں نے شاهجهاں کو دکن سے نکال کر برسات کے مارے برهان پور میں چهاوني ڈالي اور جب اُن کو یهه خبر پهونچي که شاهجهاں نے بنگاله پر بهت جلد قبضه کیا تو وه فوج اپني لیکر الهاباد کي جانب روانه هوئے اور شاهجهاں اُن کے مقابله کے لیئے گنگا پار اوترا مگر اس لیئے که ملک کے لوگ اُس کے باپ کي مخالفت نچاهتے تهے تو اُسکے لشکر کي رسد پهونچانے اور وار پار اُسکے لوگونکے آنے جانے کے لیئے کشتیوں کے بهم پهونچانے سے کناره کش هوئے اور اسي باعث سے لوگ اُسکے دل شکسته هوئے اور فاقوں کے مارے مرنے لگے چنانچه نئي بهرتي کے سپاهي جن کو اُسنے بنگاله میں بهرتي کیا تها چهوڑ چهاڑ کر بهاگ گئے اور انجام اُسکا یهه هوا که جب مخالفوں یعني پرویز اور مهابت خاں سے مقابله هوا تو کمال آساني سے شکست کهائي اور فوج اُس کي پراگنده هوئي اور پهر دکن میں پناه ڈهونڈهنے پر مجبور هوا دکن کا حال ان دنوں اُس کے ارادوں کے حق میں مفید تها اس لیئے که جب شاهجهاں پهلے دکن میں بهاگا گیا تها تو والي بیجا پور اور ملک عنبر دونوں جهانگیر کے ساتهه اپنے عهد و پیمان پر جمے هوئے تهے اور والي گولکنده بهي شاهجهاں کي اعانت پر راضي نتها جب که شاهجهاں تلنگانه سے گذر کر بهاگا جاتا تها مگر بعد اُس کے والي بیجا پور اور ملک عنبر کے درمیان میں ایک جهگڑا کهڑا هوا جهانگیر نے والي بیجاپور کي طرفداري کي اور ملک عنبر نے اُسکي تلافي چاهي چنانچه وه بادشاهي صوبه پر حمله کرنے اور برهان پور کے آس پاس لوٹنے کهسوٹنے سے انتقام اپنا لیتا تها اور شاهجهاں کے بلانے اور اُس کو کهلم کهلا شریک اپنے کرنیکا آماده تها غرض که

ملک عنبر نے شاهجهاں کو برهان پور کے محاصره کیواسطے یهه لکها که آپ اُسکا محاصره کریں چنانچه شاهجهاں نے قبول کیا اور محاصره کي تدبیر کي مگر محصوروں نے بڑا بچاو اپنا کیا اور جوں توں بمقابله پیش آئے یهانتک که مهابت خاں اور پرویز کے نربده پر آجانے سے شاهجهاں اُس محاصرے کے اوٹهانے اور اپني جان کے بچانے پر مجبور هوا اور اُس کے همراهیوں نے پهلے کے نسبت زیاده کناره کشي کي اور نصیبوں کي شامت اور کسي قدر تن بدن کي سقامت سے یهاں تک مجبور هوا که باپ کو عریضه لکها اور قصوروں کي معافي چاهي اور جمیع احکامات کي اطاعت کا اقرار کیا جهانگیر نے جواب اُس کا یهه لکها که رهتاس گڈه واقع بهار اور اسیر گڈه واقع دکن جو اب بهي اُس کے قبض و تصرف میں تهے ملازمان بادشاهي کو حواله اور دارا شکوه اور اورنگ زیب اپنے دونوں بیٹوں کو بطور اُول یعني نمل ضامني کے دربار میں روانه کرے غرض که سنه ۱۶۲۵ ع مطابق سنه ۱۰۳۴ هجري میں شاهجهاں نے حکم اُس کا قبول کیا باقي جهانگیر نے حسن سلوک کا اراده شاهجهاں کے ساتهه کیا تو هوگا مگر وه ایسے واقعه کے واقع هونے سے معلوم نهوا جس کے باعث سے بادشاهي کے سارے کاربار ابتر هوگئے اور سلطنت کا نقشه بگڑ گیا *

روشنیا فرقے والوں پر شاهجهاں کي چڑهائي اور مهابت خاں کي کج ادائي کا بیان

جب که پهلي مرتبه بغاوت کے زمانه میں شاهجهاں دکن کو هار کر چلا گیا تها تو جهانگیر اجمیر سے دلي کو اس یقین پر واپس آیا تها که اب کوئي بڑا خطره میري سلطنت کي نسبت باقي نهیں رها بعد اُسکے دستور کے موافق وه کشمیر کو گیا اور پهر دوباره اگلے برس بهي کشمیر جنت نظیر کي سیر فرمائي اور جب که تیسرے برس روشنیا فرقه والوں نے سر اوٹهایا تو اُسکو یهه سوجهي که بجائے کشمیر کے کابل کا اراده کرے اگرچه في الفور اُسکو باغیوں کي سر کوبي کي خبر پهونچي اور احمد ابن احدا

اُن کے سرغنہ کا سر بھي اُسکي خد متمیں پہونچا مگر وہ اپنے ارادہ پر جما رہا *

اگرچہ جہانگیر اپنے ارادہ پر جما رہا مگر اُسکے مقدر میں یہہ نتھا کہ وہ اس سفر کو امن چین سے پورا کرے اس لیئے کہ جوں ھي شاہجہاں نے باپ کي اطاعت قبول کي اور خدشہ اُس کا مٹ گیا تو نور جہاں بیگم کي غالب طبیعت نے نئے نئے دشمن پیدا کیئے بیان اُس کا یہہ ھی کہ غور بیگ کابل کے باشندے کا بیٹا مہابت خاں اکبر کے عہد سلطنت میں پانصدي منصب کو پہونچا تھا † اور جب کہ جہانگیر اُس کي گدي پر بیٹھا تو اُسکو اُسنے بڑے بڑے مرتبوں پر پہونچایا اور بہت دنوں تک لوگ اُسکو اچھا سمجھتے رہے ‡ اور اب یہہ پایہ اُس کا تھا کہ تمام سلطنت کے چھوٹے بڑے ملازموں میں اُسي کو معزز و ممتاز اور بڑے پایہ والا جانتے تھے اور نور جہاں کے دیکھہ جلنے کے لیئے ایک یھي بات اُسکي کافي وافي تھي علاوہ اس کے یہہ امر بھي غالب تھا کہ پہلے وہ آصف خاں اسکے بھائي کا پرانا دشمن تھا اور اسي لیئے اُسکي دوستي کا اعتبار نتھا اور اب تھوڑے دنوں سے پرویز کا ساتھي ھوگیا تھا اور خاص اُسي سے واسطہ علاقہ رکھتاتھا غرض کہ نور جہاں کے رشک و حسد کي کوئي وجہہ ھووے مہابت خاں کے ذمہ ظلم و تغلب کا الزام اُس زمانہ کي بابت جب کہ وہ بنگالہ پر متصرف تھا لگایا گیا اور بغرض جوابدھي بادشاھي دربار میں بلایا گیا مہابت خاں نے پہلے پہلے عذر پیش کیا اور اپني غیر حاضري کا سبب لکھا اور پرویز نے تائید اُس کي کي مگر جب کہ اُس نے اپني حاضري پر بہت سا اصرار پایا تو پانچ ھزار راجپوتوں سمیت اُس نے ارادہ کیا جنکو اُس نے کسي تدبیر و حکمت سے اپني خدمت کا وابستہ کیا تھا *

---

† پرایس صاحب کا ترجمہ توزک جہانگیري کا صفحہ ٣٠

‡ سر ٹامس رو صاحب ایلچي نے سنہ ١٦١٦ ع میں اُسکي نسبت یہہ لکھا کہ وہ عالي ھمت پور جوانمرد اور فیاض آدمي ھی اور سب لوگ اُسکو عزیز رکھتے ھیں اور بادشاہ بھي اُسکو بہت چاھتا ھی مگر وہ شاھزادہ شاھجہان کي پروا نہیں کرتا

مہابت خاں اب تک دربار میں حاضر نہوا تھا کہ اُس نے اپنی بیٹی کا رشتہ برخوردار نامی کسی امیر آدمی سے بادشاہ کی بلا اجازت کردیا تھا اور قاعدہ یہہ تھا کہ ایسے پایہ کے لوگ اپنے بال بچونکا رشتہ ناتا بادشاہ کی بلا اجازت نکرتے تھے غرض کہ جہانگیر اِس مخالفت سے نہایت برہم ہوا اور برخوردار کو سامنے بلاکر سنٹدلی کی اوچھال اوبال سے جواب بھی کاھی ماھی اوبل اوچھل آتی تھی ننگا کرایا اور جنگلی کانٹوں سے پٹوایا اور اُس کے جہیز و سامان کو جو مہابت نے دیا تھا اُس کے گھر بار اور اور اسبابوں سمیت ضبط کیا *

مہابت خاں بادشاہی فوج میں پہونچا اور اُس کو یہہ خبر دیگئی کہ بادشاہ کی حضوری نصیب نہوگی چنانچہ مہابت خاں نے یہہ سوچ سمجھہ کر کہ میری بربادی پہلے ہی سے ٹھہرائی گئی انتظار اِس کا نکیا کہ وہ اپنی فوج سے بزور و جبر الگ کیا جاوے بلکہ اُس نے یہہ ٹھہرائی کہ ایسی گزند پہونچائی جاوے جس کی شدت سے اُس کی پوری پوری کامیابی کا یقین ہوجاوے *

اِس زمانہ یعنی ماہ مارچ سنہ ۱۶۲۶ ع مطابق جمادی‌الثانی سنہ ۱۰۳۵ ھجری میں دریاے جہلم کے کنارے پر بادشاہی فوج پڑی تھی اور کشتیوں کے ذریعہ سے پار اُترنے اور کابل جانے کی تیاریاں ہورہی تھیں اور بادشاہ نے اپنے جانے سے پہلے فوج کو دریا پار اِس غرض سے بھیجا تھا کہ جب شور و غوغا کم ہوجاویگا تو امن چین سے پار اُتریگے غرض کہ فوج اُتر گئی تھی اور ذاتی پہرہ اور خاص خاص ملازم باقی رہگئے تب کہ مہابت خاں نے صبح کے کھلنے سے پہلے دو ہزار راجپوتوں کو مسلح کرکے پل پر قبضہ کرنے کو روانہ کیا اور دو سو دلاوروں کو لیئے ہوئے آپ اُس طرف کو جلد روانہ ہوا جہاں بادشاہی خیمہ منصوب تھا غرض کہ بادشاہی ملازموں کو اصل و حقیقت کی آگاہی سے پہلے پہلے پراگندہ کیا اور جہانگیر ایسی حالت میں کہ رات کا متوالا تھا اور اب تک ہوش

اُس کو نہ آئے تھے مسلح سپاہیوں کی دوڑ دھوپ اور انکے ہتیاروں کی کھڑ بڑ سے چونکا اور چوکنا ہوکر کھڑا ہوا اور تلوار کو سنبھالا اور دائیں بائیں دیکھہ کر اصل معاملہ پر پی لیگیا اور چلاکر بولا کہ او مہابت خاں دغاباز یہہ کیا بات ہی مہابت خاں نے زمین ادب کی چومی اور دست بستہ یہہ عرض کیا کہ اپنے مخالفوں کی داد فریاد اور شکوہ شکایت کے لیئے اپنے ولی نعمت تک پہونچنا منظور تھا یہاں تک کہ جب کوئی صورت نہ پائی تو زبردستی کا طریقہ اختیار کیا کہ بادشاہ اپنے غیظ و غضب کو پہلے پہلے تو نروک سکا مگر جب کہ اُس نے یہہ دیکھا کہ باوصف اِس خوشامد درآمد اور زار نالی اور چاپلوسی کے مہابت خاں دبنے لچنے پر مایل نہیں تو کام ناکام اِس قول کے موافق * مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش * وہ مزاج کو روک تھام کر اپنے پکڑنے والے یعنی مہابت خاں سے بدل جوئی پیش آیا اور بقول اُسکے کہ * اگر زمانہ نسازد تو با زمانہ بساز * زمانہ سازی کی اور نہایت نرمی اور بڑی سہولیت برتی اب مہابت خاں نے یہہ عرض کیا کہ آپ کی سواری کا وقت آگیا آپ سوار ہوجاویں اور اپنے جمال مبارک سے لوگوں کو مشرف فرماویں تاکہ بدگمانوں کے شک شبہہ رفع ہوجاویں اور شور و غوغا بھی فرو ہوجاوے جہاں گیر اِس بات پر راضی ہوا اور پوشاک بدلنے کے بہانہ سے زنانہ کمرہ میں جانے لگا جہاں یہہ امید اوس کو تھی کہ نورجہاں سے صلاح و مشورت کا موقع ہاتھہ آویگا مگر جب کہ وہ اِس ارادے سے روکا گیا تو ناچار اپنی جگہہ پر طیار ہوا اور گھوڑے پر سوار ہوکر راجپوتونکے نرغہ میں آیا اور راجپوت اوسکو آداب بجالائے بعد اُس کے مہابت خاں یہہ سوچ سمجھہ کر کہ ہاتھی پر بٹھانے سے نظر بندی معقول ہوگی اور اُسکی مہاوت پر بھی قابو رہیگا اور نیز اُسکی شان سلطنت کے شایاں ہوگا بادشاہ کی بہت سی منت سماجت کرکے ہاتھی پر بٹھایا اور دو مسلح راجپوت اُس کے دائیں بائیں بٹھلائے

بادشاهي مهاوتوں کے سردار ایک مهاوت نے بادشاہ کو سوار کرتے هوئے یهه چاها که بادشاہ کو اپنے هاتهي پر سوار کرے اور اسي ارادے سے راجپوتوں کے حلقه کو چیر پهاڑ کر نکلا مگر مهابت خاں کے اشارہ سے مارا گیا اور منجمله خاص ملازمان بادشاهي کے ایک ملازم کو بادشاہ کے پاس بیٹهنے کي اجازت حاصل هوئي جو بالازخم اپنے ولي نعمت تک نه پهونچ سکا اور جام و صراحي کا کام اُس سے متعلق تها جو بادشاہ کے جینے کا ضروري سامان تها *

امور مذکورہ بالا کے واقع هونے سے مهابت خاں کے مقابله کا اثر بادشاہ کے دل پر بخوبي پیدا هوا چنانچه اُس نے کوئي حیله حواله نه کیا اور مهابت خاں کے خیمه کي جانب کو بلا تکرار آگے بڑها *

اگرچه نور جهاں اِس ناگهاني آفت سے تهوڑي بهت مضطرب تو هوئي مگر اوسان اُس کے ٹهکانے رهے اور جب که بادشاہ تک رسائي ممکن نه دیکهي تو في الفور اُس نے بهیس اپنا بدلا اور ٹوٹي پهوٹي ڈوله میں بیٹهه کر پل کي جانب روانه هوئي اور جو که پل کے محافظوں کو یهه حکم تها که جانے والي کي روک ٹوک نکریں اور پاس آنے والي کو آنے نديں تو نور جهاں بهکم بلا مخالف دریا پار اُتر گئي اور بادشاهي فوج میں پهونچ کر امن اَمان سے بیٹهي بعد اُس کے اپنے بهائي آصف خاں اور باقي بڑے بڑے سرداروں کو بلاکر برا بهلا کها اور یهه علانیه پکاري که تم کیسے نامرد اور غافل هو که اپني آنکهوں کے سامنے بادشاہ کو گرفتار کرادیا اور سخت سست کهنے پر اکتفا نکي بلکه اپنے شوهر کو بزور و زبردستي چهوڑانے کے ارادے پر ترتیب بورت سامان تیار کیئے مگر جهانگیر نے اس اندیشه سے که گهمسان کے وقت اپنا حال دیکهیئے کیسا هو ایک قاصد کو خاص مهر اپني دیکر نور جهاں کے پاس بهیجا که حمله کرنا مصلحت کے خلاف هے نور جهاں نے اُسکو مهابت خاں کا فریب تصور کیا اور اپنے کام

کاج کو صرف جب تک ملتوی رکھا کہ دشمن کے لشکر کا مقام اور بادشاہ
کے ٹھہراؤ کی جگہہ اچھی طرح دریافت ہو جاوے فدائی خاں نامی
ایک جاں نثار امیر نے رات کے وقت اس بات کا ارادہ کیا کہ پار اُوتر کر
بادشاہ کو اُٹھا لاوے چنانچہ وہ ہمراہیوں سمیت اُس دریا میں پیرا مگر
حسب اتفاق اُس کا ارادہ دریافت ہو گیا اور بہت سے ہمراہی اُس کے
مارے گئے اور بہت سے ڈوب کر مر گئے اور خود فدائی خاں بہ ہزار
دشواری جان اپنی بچا لے گیا *

دوسرے دن صبح ہوتے ہی ساری بادشاہی فوج مہابت خاں پر روانہ
ہوئی اور نور جہاں بیگم دو ترکش اور ایک کمان آگے رکھے ہوئے ہاتھی پر
سوار ہوئی اور سب سے آگے بڑھی اور وہی اُس فوج کی افسر تھی مگر چو
کہ راجپوتوں نے پل کو جلا پھونک دیا تھا تو بادشاہی فوج ایسی پایاب راہ
کو اُترنے لگی جو دریا کے پائین حصہ میں واقع تھی اور اُنھوں نے اُسکو
دریافت کیا تھا یہہ تنگ راہ ایسے بھنوروں کے بیچا بیچ آکر پڑی تھی جو
بڑے گہرے واقع ہوئی تھی حاصل یہہ کہ وہ لوگ ایسی بے ترتیبی سے
اترے کہ بہت سے لوگوں کو پیرنا پڑا اور سارے شور بور ہوئے اور باروت
اُن کی گیلی سیلی ہوگئی اور بھیگے کپڑوں اور زرہ بکتر کے بھاری بوجھہ
کے مارے دبے بیٹھے جاتے تھے ہنوز اُن کو پانو جمانے کی فرصت بھی ہاتھہ
نہ آئی تھی کہ سردست اُن کو لڑنا پڑا نور جہاں اپنے بھائی اور باقی
امیروں سمیت اپنی فوج سے آگے بڑھی ہوئی تھی کہ اُس نے بڑی
دشواری سے پانو اپنے کنارے پر جمائے مگر دشمن کے لوگوں کو ضرر پہنچانا
ممکن نہ پایا اور راجپوت ایسی عمدہ جگہہ پر تھے کہ اُنھوں نے عین
اُوترنے کے وقت اوترنے والوں پر بان اور تیر اور گولے برسائے اور کنارے والوں
کو تلوار کے زور سے اولٹا بھگایا اور پانی میں ڈالا *

حاصل یہہ کہ بڑی پریشانی واقع ہوئی اور گھمسان کا تماشا نظر آیا
وہ پایاب رستہ گھوڑے ہاتھیوں سے اس قدر بھر گیا کہ دم گھٹنے لگا چنانچہ

بعضے آدمي گھوڑے ھاتھیوں کے پانو میں روندے گئے اور بعضے بھنوروں میں ڈوب کر مر گئے اور پھر راہ پر نہ آ سکے اور بہت سے لوگوں نے اِس غرض سے غوطے لگائے کہ یا تو ڈوبیں یا کسي اچھي جگھہ جانکلیں غرضکہ نور جہاں پر بڑا بھاري حملہ کیا گیا یعني راجپوتوں نے اُس کے ھاتھي کو گھیرا اور اُس کے محافظوں کو قتل کیا اور اُسکے ھودے کے چاروں طرف تیر اور گولیاں کثرت سے برسائیں یہاں تک کہ شہریار کي شیر خوارہ بیٹي نور جہاں کي نواسي جو اُسکي گود میں بیٹھي تھي تیر سے زخمي ھوئي اور ھاتھي کا مہاوت مارا گیا اور خود ھاتھي کي سونڈ بھي زخمي ھوئي اور جب وہ ھاتھي منجدھار سے بھاگا تو گھہرے پاني میں جا پڑا اور دھار اُسکو بہا لے گئي مگر بہت سے غوطے کھا کر کنارے پر آیا اور نور جہاں کي سہیلیاں اور اصیلیں کنارے پر روتي پیٹتي آئیں اور اُس کو اپنے حلقہ میں لیا اور اُس کے ھودیکو لہو سے بھرا ھوا اور اُسکو نواسي کا تیر نکالتے اور پٹي باندھتے پایا فدائي خاں مذکورالصدر عین گھمسان میں ایسي جگھہ جا پہونچا تھا کہ وھاں کسي کے جانے کا گمان بھي نہ ھوتا تھا اور بادشاہي خیمہ کے اتنا قریب آگیا تھا کہ وھاں سے اُسکے تیر اور گولي اُس خیمہ تک پہونچ سکتي تھي جہاں بادشاہ رونق افروز تھے مگر جب کہ سارا لشکر پیچھے کو بھاگا تو وہ بھي پیچھے لوٹنے پر مجبور ھوا چنانچہ وہ زخمي ھوکر پیچھے لوٹا اور بہت سے رفیق اُسکے مارے گئے اور آپ اٹک رھتاس کو چلا گیا جہاں کا وہ حاکم تھا *

جب کہ نور جہاں نے یہہ دیکھا کہ زور و زبردستي سے کام نہیں چلتا اور اُس کے شوھر کي رھائي جبراً قہراً متصور نہیں تو شوھر کے ساتھہ قید میں رھنا چاھا اور اُس کي رھائي کو اُس کے نصیب اور اپني فطرت پر موقوف رکھا *

مہابت خاں دریاے جہلم پر یہہ کامیابي حاصل کر کے دریاے اٹک کي جانب کو چلا جہاں آصف خاں رھتا تھا مہابت خاں کي بات

ایسی بن پڑی تھی کہ بہت سی فوج اُسکو ماننے لگی یہانتک کہ آصف خاں اور مثل اُس کے اور افسر جو مہابت خاں کی اطاعت سے بھاگتے تھے لاچار اپنے سپرد کرنے پر مجبور ہوئے مگر مہابت خاں کی قوت کی وسعت اور حفظ و حراست ایسی قوی نہ تھی جیسی کہ بظاہر سمجھی جاتی تھی اِس لیئے کہ اُس کے مخالفوں کے دلوں میں اُسکے مغرورانہ طور و انداز اور متکبرانہ چال چلن مستقر و متمکن تھے اور باقی بادشاہی فوج اُس کی راجپوتوں کی فضل و فوقیت سے ناراض تھی اور سارے صوبے جہانگیر کی وفاداری کا دم بھرتے تھے اور شہر یار اور پرویز اُسکے دونوں بیٹے بھی مطیع و محکوم اُسکے تھے غرضکہ نظر بوجوہ مذکورہ بالا مہابت خاں کو قیدی بادشاہ کی تواضع تعظیم اور خاطر مدارات بڑی چاپلوسی سے کرنی پڑتی تھی اور بجاے زور و قوت اور تہدید و تنبیہہ کے نہایت منت سماجت سے کام اپنا نکالتا تھا جہانگیر نے نور جہاں کے سکھانے پڑھانے سے قید کی صورت سے فائدہ اُٹھایا اور جن حالوں میں مبتلا تھا اُن سے فایدہ حاصل کیا یعنے اُس نے یہہ طرز اختیار کی کہ جو مہابت خاں کہتا تھا اُس کو بلا حجت فوراً مانتا تھا اور اُس کے ارادوں کی تائید کرتا تھا اور یہہ خوشی ظاہر کی کہ جن جھمیلوں میں آصف خاں نے اُس کو پھنسا رکھا تھا اُن سے آزادی پاوے اور ایسا سیدھا سادھا بنکر مہابت خاں سے مخاطب ہوتا تھا کہ بھائی مہابت خاں تم نور جہاں کو ایسا اپنی نسبت پاک طینت اور صاف نیت نہ سمجھنا جیسا کہ میں تمھاری نسبت سینہ صاف ہوں علاوہ اس کے ایسی چھوٹی چھوٹی سازشوں سے اُسکو آگاہی بخشتا تھا جو گاہے گاہے مہابت خاں کی تدبیروں کی بیکاری کے لیئے کی جاتی تھیں غرض کہ اِن جوڑوں سے مہابت خاں اندھا ہو گیا اور بادشاہ کی جانب سے ایسا مطمئن بیٹھا کہ مخالفوں کے مخالفانہ ارادوں پر مایل نہ ہوتا تھا *

اسی زمانہ میں بادشاہی فوج آگے کو کابل کی جانب بڑھی یہانتک کہ جب وہ افغانوں کے متصل پہونچی تو بادشاہی پہرہ کے بڑھانیکی ضرورت پیش آئی

نور جہاں نے یہہ موقع پاکر ایسے لوگوں کو جو اُس کے مطلب و خدمت سے آگاہ و وابستہ تھے پہرہ کی نوکری کے لیئے ایسی طرح پیش کرایا کہ کسی قسم کا شک شبہہ پیدا نہ ہووے اور یہہ وہ زمانہ تھا کہ بادشاہ کو اِسقدر اجازت حاصل تھی کہ ہاتھی پر بیٹھہ کر تیر و تفنگ سے شکار کہیلنے کو جایا کرے مگر باوصف اس کے راجپوت اُس کو گھیرے رہتے تھے اور ایک راجپوت اُس کی پرچھائوں کی مانند اُس کو لگا لپٹا رہتا تھا اور کوئی دم اپنی آنکھوں سے الگ نہونے دیتا تھا شکار کے ایک موقع پر بادشاہی احدیوں اور راجپوتوں میں کوئی جھگڑا برپا ہوا مگر اسلیئے کہ بادشاہ کے محافظوں میں راجپوت اکثر داخل تھے تو احدی مغلوب ہوکر اکثر مارے گئے اور جب کہ رہے سہے احدیوں نے مہابت خاں سے شکایت کی تو اُس نے یہہ جواب اُن کو دیا کہ اگر تم لوگ اُن راجپوتوں کو بتا سکتے ہو جو تم سے بری طرح پیش آئے تو میں اُن کو تدارک دے سکتا ہوں احدی اس فریب آمیز جواب سے برہم ہوئے اور باہم متفق ہوکر راجپوتوں پر پھیل پڑے اور بہت سے راجپوتوں کو ٹھکانے لگایا اور بہت سے بھگوڑوں کو پہاڑوں میں بھگایا جہاں ہزارا قوم نے غلام اُن کو بنا لیا اور یہہ ایسا قصہ تھا کہ خود مہابت خاں کو بہی جان کے لالے پڑے تھے چنانچہ وہ جان بچاکر بادشاہ کے خیمہ میں پناہ گیر ہوا دوسرے دن بڑے بڑے باغی احدیوں کو سزا دی گئی مگر فوج کا ایک ٹکڑا علانیہ راجپوتوں کا دشمن ہو گیا جنکی گنتی میں پہلے ہی سے کمی آ گئی تھی اور قرب و جوار کے پٹھانوں نے بادشاہ کے شریک ہونے پر رغبت ظاہر کی اور اسلیئے نور جہاں کو اپنی تدبیروں کے راس لانے میں پہلے کی نسبت تھوڑی مزاحمت پیش آئی تھی اور اُن کے کھل جانے کا چنداں کھٹکا نہ تھا غرض کہ نور جہاں نے اچھے اچھے آدمیوں کی بھرتی کی غرض سے مختلف مقاموں میں گماشتوں کو ملازم رکھا منجملہ اُن کے بعضوں کو یہہ حکم تھا کہ وہ تلاش معاش کے بہانہ سے لشکر میں آویں

اور بعضوں کو یہہ امر تھا کہ وہ اپنے مقاموں میں جمع رہیں اور حکم کے منتظر بیٹھیں بعد اُس کے خود جہانگیر کو یہہ سوجھائي کہ وہ اپنے جاگیرداروں کي فوجوں کي موجودات لیوے اور جب کہ بادشاہ نے نور جہاں کو خاص اُسکي امدادي فوج کي حاضري کے لیئے فرمایا تو نور جہاں بذات سے اسبات پر خفا ہوئي کہ مجھکو اور سارے جاگیرداروں کو برابر سمجھا اور پھر یہہ عرض کیا کہ میں احتیاط اِسمیں کرونگي کہ میري فوج کي حاضري میرے شان و منصب کے مخالف نہو چنانچہ اُس نے اپني پراني فوج کو ایسا اراستہ کیا کہ تعداد اُنکي تھوڑي ظاہر ہوئي اور گویا تکمیل فوج کے لیئے اوسنے نئي بھرتي شروع کي اور اِس نئي بھرتي کو جو پہلے سے طیار ہو رہي تھي یہہ حکم دیا کہ دو دو تین تین کي جوڑي بنکر آوے مہابت خاں اِس معاملہ کو دیکھکر گھبرایا اور پراگندہ خاطر ہوا مگر وہ اِس قابل نرہا تھا کہ مخالفوں کو بزور قوت پس پا کرے علاوہ اُس کے جہانگیر نے یہہ فقرہ سنایا کہ فوج نور جہاں کي حاضري میں تمہارا جانا مناسب نہیں گزند و صدمہ کا احتمال ہی مہابت خاں جہانگیر کي باتوں میں آگیا اور ساتھہ اُس کے نگیا اور جہانگیر اکیلا فوج کے ملاحظ کو آگی بڑھا اور فوج کے بیچا بیچ اب تک نگیا تھا کہ فوج نے اُس کو بیچ میں لیکر محافظ راجپوتوں کو پاش پاش کیا اور جبکہ اِسي اثنا میں اُسي فوج کي مدد کار بھي آپہونچي تو بادشاہ پر قابو نچلا اور مہابت خاں هاتھہ ملتا رہگیا بعد اُس کے مہابت خاں یہہ سوچ سمجھہ کر کہ زور اُس کا ہوچکا اور اب قوت اُس کي بحال ہونے والي نہیں فوج اپني الگ لیگیا اور عفو تقصیر اور سلامت جان کے مقدمہ میں عرضي پرچے بھیجنے لگا *

جہانگیر آزاد ہوا اور نور جہاں کو دوبارہ قوت حاصل ہوئي اور باوصف اِس کے کہ نورجہاں نے یہہ زک اُٹھائي اور شامت کي ماري

خراب خستہ بھی رہی مگر اپنے دلی ارادوں پر جمی رہی چنانچہ جب اُس نے آصف خاں اپنے بھائی کے چھوٹنے چھوڑانے کی ضرورت سے جو مہابت خاں کا نظر بند تھا مہابت خاں سے شرطیں ٹھرائیں تو ایک دشمن یعنی مہابت خاں کی آزادی میں دوسرے دشمن یعنی شاہجہاں کی بربادی کو شامل کیا یعنی مہابت خاں سے یہہ کہا کہ بادشاہ اِس شرط پر تیری گستاخی کو معاف کرتا ہی کہ تو شاہجہاں کا مقابلہ کرے باقی شاہجہاں کی یہہ صورت تھی کہ اپنی اطاعت اور باپ کی شامت کے پیچھے ہزار آدمیوں کی بھیر بھاڑ اپنے ساتھہ لیکر دکن سے اجمیر کو آیا تھا اور اُمید اُس کو یہہ تھی کہ جوں جوں آگے بڑھوں گا اوسیقدر فوج بھی بڑھیگی مگر اِس لیئے کہ راجہ کشن سنگہہ اُس کا رفیق اجمیر میں مرگیا تھا تو ترقی کی جگہہ اُس کی فوج کو تنزل نصیب ہوا یعنی فوج اُس کی آدھی رہ گئی اور ذاتی سلامتی کا ایک یہی ذریعہ باقی رہگیا کہ جنگلوں کی راہ سے سیدھا سندھ کو بھاگا اور نہایت افسردہ پژمردہ تھا اگر وہ بیمار نہ ہوتا تو ایران کو سیدھا چلا جاتا مگر اِس وقت سے نصیب اُس کے چمکنے لگے اِس لیئے کہ اُدھر برہان پور میں پرویز کا مرنا سنا اور ادھر مہابت خاں کی یہہ خبر لگی کہ بجاے اِس کے کہ وہ میرا پیچھا کرے بادشاہی فوج نے اُس کا پیچھا کیا اور مہابت خاں کی بادشاہ سے پھر بگڑ گئی ٭

غرض کہ اِن باتوں کے سننے سے شاہجہاں نے اُبھارا لیا اور گجرات کی راہ سے دکن کو روانہ ہوا جہاں مہابت خاں کی بچی کھچی فوج شاہجہاں سے مل گئی † جہانگیر اپنے آزاد ہونے پر کابل کو نہ گیا بلکہ

† خافی خاں لکھتا ہی کہ چھوٹنے کے بعد مہابت خاں اور جہانگیر میں آشتی ہوئی چنانچہ مہابت خاں دربار میں حاضر ہوا مگر بعد اُس کے پھر بگڑ گئی اِن جلد جلد تلون مزاجیوں کا باعث دریافت نہیں ہوتا اور اِس پر یقین کرنا آسان نہیں کہ اگر مہابت خاں نور جہاں کے پنجہ میں ہوتا اور آصف خاں اُس کا بھائی مہابت خاں کے پنجہ میں پھنسا نہوتا تو وہ اُسکو صحیح سلامت چھوڑتی

لاہور کو واپس آیا اور سلطنت کے کاموں کے بحال اور سرسبز کرنے میں
تھوڑا عرصہ صرف کیا اور جب کہ سارے کام اُس کے ٹھیک ٹھاک ہوگئے
تو سالانہ معمول کے موافق کشمیر کی سیر کو روانہ ہوا *

جہانگیر کے مرنے کا بیان

کشمیر کے پہونچنے پر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ شہر یار اِس قدر بیمار ہوا
کہ کشمیر جنت نظیر کی ٹھنڈی آب و ہوا کو چھوڑ کر لاہور کی گرد و گرمی
میں بادشاہ کو آنا پڑا اور اُس کی روانگی پر تھوڑے دن گذرے تھے کہ
عین راہ میں پھر دمہ نے زور کیا جو بڑا روگ اُس کی جان کو لگا تھا
اور دمہ کے زور شور سے بہت جلد یہہ واضح ہوا کہ وہ اب دموں پر آگیا
چنانچہ لوگوں نے اُس کو لاہور میں لیجانا چاہا مگر پہاڑوں کے آتار چڑھاؤ
سے بیماری ایسی قوت پکڑ گئی کہ تیسری منزل میں جوں ہی وہ خیمہ میں
پہونچا تو ساٹھہ برس کی عمر پوری کرکے اٹھائیسویں اکتوبر سنہ ۱۶۲۷ ع
مطابق بست و ہشتم صفر سنہ ۱۰۳۷ ہجری کو جہان فانی سے گزر گیا *

اکبر کے عہد دولت کے بڑے بڑے آدمی جہانگیر کے مرنے سے پہلے
پہلے مرچکے تھے چنانچہ عزیز اعظم خاں مہابت خاں کی گستاخی سے
پہلے اور ملک عنبر عین گستاخی کے زمانہ میں اور مرزا خاں خانخانان
بادشاہ کی رہائی کے تھوڑے دنوں بعد مرگیا تھا *

عہد جہانگیر کے واقعوں میں سے ایک فرمان کا حال بیان کرسکتے ہیں
جس کو تنباکو کی ممانعت میں اُس نے جاری کیا تھا جو اُن دنوں
ایک انوکھی شی سمجھی جاتی تھی اگر تنباکو کا لفظ جو ایشیا کے اکثر
ملکوں میں مستعمل ہی اِس بات کے لیئے بجائے خود کافی وافی نہوتا
کہ اصل اُس کی امریکا ہی اِس لیئے کہ لفظ مذکور امریکا کا لفظ ہی
تو وہ فرمان اُس کے برتاؤ کے سن و سال کے دریافت کے لیئے جو آج کل
تمام ایشیا میں جاری ساری ہی عجیب و غریب ہوتا † *

---

† جہاں کہیں عہد جہانگیر کے حالات میں کوئی سند بیان نہیں کی گئی وہاں
کے مطالب خافی خان کی تاریخ یا گلیڈون صاحب کی تاریخ جہانگیر یا خاص

دوسرا باب

شاهجهان کي سلطنت کا بيان سنه ١٦٥٧ ع تک

بقول اُس کے که مردوں لکے بهاگ هیں نور جهان کا رعب داب اُس کے شوهر کے ساتهه گیا اور اُس کي پراني سازشوں کا ثمره دم کے دم میں برباد هوگیا اور جبکه شهریار اُسکا داماد جسکو وه عزیز رکهتي تهي موجود نتها تو آصف خان اُس کے بهائي نے جو هميشه سے شاهجهان کا ممد و معاون تها شاهجهان کو ایک قاصد کے ذریعه سے دکن سے بلایا اوراسي عرصه میں اِس نظر سے که اُس کي تدبیروں کو بادشاهي سند سے جواز و صحت حاصل هوجاے خسرو کے بیٹے مرزا داور کو قیدخانه سے نکالکر تخت پر بیٹهایا اور اُس کے نام کي منادي کرائي ‡ اور جب که نور جهان نے شهر یار کي طرفداري کي تو آصف خان نے چند روز اُس کو نظر بند رکها بعد اس کے کئي سال تک زنده رهي مگر ذکر اُس کا تاریخ میں پایا نهیں جاتا § *

تزوک جهانگیري سے ایسی کئے خافي‌خان نے اپني کتاب کو تقریري اور تحریري مختلف بیانوں سے تالیف کیا اور کلیڈوِن صاحب کي تاریخ اگرچه بظاهر تحریري تاریخوں سے منتخب کي گئي مگر علانیه اُنهوں نے ماثري جهانگیري اور تزوک جهانگیري کا حواله دیا اور تزوک جهانگیري کا نسخه اُن کے پاس اُس نسخه سے زیاده کامل تها جس کا ترجمه میجر پرایس صاحب نے کیا تزوک جهانگیري میں خاص خاص وقتوں اور خاص خاص لوگوں کي عادات و شمایل کا حال بهت سا پایا جاتا هی اگرچه جهان گیر نے اپني تزوک کو بهت سنجیدگي شایستگي سے نهیں لکها مگر باوصف اِس کے استعداد و لیاقت کي علامتوں سے خالي نهیں اور بهت بڑا حصه اُس کا ایسي کهانیوں پر مشتمل هی جس میں جادوگروں کے کرتب مذکور هیں اگرچه بعض بعض کهانیوں‌میں بڑا مبالغه کیا گیا مگر یهه واضح هی که وه بازیگروں کے شعبده بازیاں هیں مگر جهانگیر نے اُن کو ایسا سمجها که وه آدمي کي قدرت سے خارج هیں باوصف اِس کے اگر انگلستان کے اُس بادشاه کو یاد کریں جو جهانگیر کا هم‌عصر اور بهوت پریت کے علم کا معتقد تها تو جهانگیر کي فهم و فراست اور سمجهه بوجهه کو هلکا نهیں سمجهه سکتے

‡ خافي خان

§ سنه ١٦٤٦ ع مطابق سنه ١٠٥٥ هجري میں نور جهان مرگئي مگر جب تک وه جیتي رهي تب تک تعظیم تکریم اُس کي باقي رهي اور پچیس‌لاکهه روپیه سالانه

بعد اُسکے آصف خاں لاهور کو متوجهه هوا اور پهلے اِس سے که آصف خاں لاهور میں پهونچے شهریار نے بادشاهي خزانوں پر قبضه کیا اور فوج والوں کو دے دلاکر اپنی چچیرے بهائي یعني دانیال کے دو بیٹوں سمیت آگی بڑه کر آصف خاں کے مقابله کو روانه هوا مگر لڑائي کا خاتمه اِس پر هوا که شهر یار نے شکست کهائي اور لاهور کے قلعه میں گهس گیا اور اُسکے رفیقوں نے اُسکو آصف خاں کے حواله کیا اورشاهجهاں کے حکم سے چچیرے بهائیوں سمیت مارا گیا || *

جب که آصف خاں کا بلاوا شاهجهاں کے پاس پهونچا تو اُس نے توقف نکیا اور مهابت خاں کو ساتهه اپنے لیکر دکن سے روانه هوا چنانچه چهبیسویں جنوري سنه ۱۶۲۸ ع مطابق هفتم جمادي‌الثاني سنه ۱۰۳۷ هجري کو آگره میں پهونچکر تخت سلطنت پر بیٹها اور حسب ضابطه اپنے نام کي منادي کرائي ‡ آصف خاں اور مهابت خاں کو بڑي بڑي عزتیں اوراپنے رفیقوں اور خیر خواهوں کو عمده عمده بخششیں عنایت فرمائیں اور بڑے بڑے عهدوں پر معزز و ممتاز فرمایا اور تخت پر بیٹهتے هي سجده تعظیم کو اُٹهایا اور قمري سن معمولي خط و کتابت میں قایم کیئے غرض که ایسي ایسي خفیف تبدیلیاں عمل میں لایا جو مسلمانوں کے حق میں مفید تهیں اور جب که حکومت اُس کي

ملتا رها اور رنڈاپے کو اُسنے یوں نبهایا که بعد اپنے رنگیلے شوهر کے رنگی کپڑے نه پهنے سفید جوڑا پهنتي رهي اور هر قسم کے جلسوں سے پرهیز اُسکو رها اور خاوند کي یاد میں دن کاٹی اور اُسي گور میں دفنائي گئي جس کو جهانگیر کے مقبرہ کے پاس بمقام لاهور میں اُس نے کهودوایا تها ۱۲ خافي خاں

|| خافي خاں

‡ داور شکوه جو مرزا بلاقي بهي پکارا جاتا تها اور اُس کو آصف خاں نے بضرورت تخت نشین کیا تها جان بچاکر ایران کو بهاگا جهاں اُسکو سنه ۱۲۳۳ ع میں هولستین کے ایلچیوں نے دیکها تها — الیریس کي کتاب سیاحت ایلچیان صفحه ۱۹۰

مضبوط مستحکم ہوگئی تو اُس نے اپنے دنوں کی سختیوں کا تدارک کیا چنانچہ بڑی بڑی عمارتوں کے بنانے اور عمدہ عمدہ دعوتوں کے کھلانے اور ایسی ایسی مجلسوں کے جمانے میں دل کھول کر مصروف ہوا جن میں ہزاروں کا صرف پڑتا تھا غرض کہ دل کے چاؤ اچھی طرح نکالی اور بڑے بڑے شہروں میں قلعہ محل بنوائی اور تخت نشینی کی پہلی سالگرہ پر ایسی ایسی خیمہ کشمیر میں طیار کرائی کہ خافی خاں کے لکھنے کے بموجب اُن کے کھڑے کرنے میں دو مہینے صرف ہوئی اور سالگرہ کے وقت اُس نے نئے نئے اسراف کے طریقے ایجاد کیئے اس لیئے کہ اس معمولی قاعدے کے علاوہ کہ نقد و جنس کی برابر تلمیں بیٹھہ کر تلے جواہرات سے کشتیاں بھر کر نثار کرائیں اور اس اعتقاد کے بموجب کہ ایسے نثار سے بلائیں رد ہوجاتی ہیں یہہ بھاری دولت اُس پاس کھڑے ہونیوالوں پر بکھیری جاتی تھی یا منقسم ہوجاتی تھی اور اس بڑے جشن میں بقول اُس مورخ کے زر نقد اور جواہرات اور بھاری بھاری خلعتوں اور اچھے اچھے ہتیاروں اور ہاتھی گھوڑوں کی بخششوں کے حساب سے ایک کروڑ ساٹھہ لاکھہ روپیہ صرف پڑتا تھا *

شاہجہاں نے ادھر یہہ مزے اڑائے اور ادھر اوزبکوں کی یورش سے کابل کی حکومت میں بے انتظامی پھیلی یعنی اوزبکوں نے اطراف کابل کو لوٹا کھسوٹا اور خود شہر کا محاصرا کیا مگر جب کہ وہ ہلکی پھلکی فوج اُن کے متصل پہونچی جس کے پیچھے پیچھے مہابت خاں بھی فوج لیئے چلا آتا تھا تو وہ متفرق ہوگئے بعد اُسکے نرسنگھہ دیو ابوالفضل کے قاتل نے بغاوت برپا کی اور بندیل کھنڈ میں بادشاہی فوج کا بہت عرصہ تک مقابلہ کیا اور آخر کار اطاعت کا غاشیہ دوش سعادت پر رکھا † *

مہابت خاں کابل کے ارادہ پر سہرند تک پہونچا تھا کہ اوزبکوں کے چلے جانے کی خبر پہونچی چنانچہ فی الفور اُس کو بادشاہ نے طلب کیا اور دکن کی یورش پر جانے کی ہدایت فرمائی *

---

† خافی خاں

خان جهان لودهي کي بغاوت کا بيان

اگرچه خان جهان لودهي ذات کا اوچها اور قوم سے گهتکا تها مگر وه شيخي بڑائي اور سينه زوري کي باتيں جو بلاد هندوستان ميں أس کے بهائي برادروں ميں پائي جاتي تهيں تمام أس ميں موجود تهيں اور جهانگير کے عهد سلطنت ميں بڑي بڑي جنگي حکومتوں پر معزز و ممتاز رها تها اور دکن ميں پرويز کے زير حکومت أس کے مرنے کے وقت ايک بڑي فوج کا حاکم تها اور جب که پرويز کا انتقال هوا اور حکومت أسکي بلا شرکت هوگئي تو أس نے خاص اپنے فائده بلکه شايد بادشاهت کي منفعت کي غرض سے ملک عنبر کے بيٹے فتح خان سے آشتي کرکے جو أس زمانه ميں احمد نگر کي نظام شاهي حکومت کا کلاں افسر تها منجمله أس ملک کے جسکو شاهجهان نے فتح کيا تها رهے سهے کو أس کے حواله کيا غرض که شاهجهان کے پرانے دشمنوں سے گهل مل گيا *

جب که شاهجهان سلطنت کے قبضه کو جاتا تها تو خان جهان أس کي معيت سے انکار کرکے مالوه کو چلا گيا تها اور مانڈو کا محاصرا کيا تها اور خود مختاري کے اراده پر کمر باندهکر بيٹها تها اور جبکه شاهجهان تخت نشين هوگيا اور بات أس کي پکي هوگئي تو وه اطاعت کے رسته پر آيا چنانچه پهلے پهل يهي مناسب سمجها گيا که وه اپني حکومت پر قايم رهے بعد أس کے بادشاه نے صرف اس پر قناعت کي که مالوه کي حکومت سے وه منتقل کيا گيا اور دکن کي حکومت مهابت خان کو عنايت هوئي *

جب که خان جهان راجه نرسنگهه ديو کے مطيع ومحکوم کرنے ميں بڑي امداد و اعانت سے پيش آيا تو وه دربار ميں بلايا گيا اور بڑي بڑي عنايتوں کا مورد هوا مگر أس کي حاضري پر تهوڑے دن گذرے تهے که أس کے خير خواهوں نے يهه بات أس کو سوجهائي که بادشاه آپ سے جي ميں ناراض اور وقت کا منتظر هے اور چاهتا هے که تجهکو غافل پاکر تيرا

کام تمام کرے غرض که یهه بات اصل میں سچی تهي یا جهوٹي تهي مگر تاثیر اُس کي اُسکي جلي بلي طبیعت پر پوري پوري هوئي یعني خان جهاں نے دربار کاجانا چهوڑا اور اپني فوج کو اُس مکان کے چاروں طرف اکٹها کیا جهاں وه رهتا سهتا تها اور اُس اراده کے مقابله پر مستعد رها جس کا خوف اندیشه اُس کو تها بعد اُس کے بادشاه اور اُس میں خط کتابت جاري هوئي چنانچه وه لکها پڑهي ایسي موثر هوئي که بظاهر کوئي قصه قضایا باقي نرها اورجي بهي صاف هوگئے مگر بعد اُس کے کسي نئے باعث سے خان جهاں کو نااعتمادي حاصل هوئي چنانچه یهه سوچ سمجهه کر که ایسے نامعتمد لوگوں کے قبض و قابو میں رهنے کي نسبت جنکي بات کا ٹهکانا بهروسا نهیں یهي بهتر هی که ایک مرتبه پوري جوکهوں اُوٹهائي جاوے اور جو هونا هو وه ایکبارهي هوجاوے ایک رات اندهیرے هونے پر فوج کو جمع کیا اور اپنے جورو بچوں کو هاتهیوں پر سوار کرکے فوج کے بیچ میں لایا اور باره بیٹوں اور چنے چنے دو هزار پٹهانوں سمیت اپنے نقاروں کو بجاتا هوا گهور گرج کے ساتهه آگره سے روانه هوا دو گهنٹے گذرے تهے که بادشاهي فوج اُس کے پیچهے گئي اور چنبل کے کناروں پر اُس کو جا پکڑا خان جهاں نے اپنے جورو بچوں کو دریا پار اُوتارا هي تها که اپني بازگشت کے چهوانے کے لیئے بڑي بهاري قوت والي فوج سے اُسکو لڑنا پڑا جو اُسکا پیچها دبائے چلي آتي تهي چنانچه راجپوتوں اور پٹهانوں کا گهمسان هوا اور راجپوتوں نے اپنے قومي دستور کے موافق گهوڑوں سے اوتر کر بهالے مارے اور راجه پرتهي سنگهه راٹهور اور خان جهاں آپس میں بهڑ گئے اور دونوں زخم اوٹها کر الگ هوئے بعد اُس طویل مقابله کے خان جهاں اپنے همراهیوں سمیت پاني میں کودا اور علاوه اُن پٹهانوں کے جو کهیت میں مارے گئے تهے تهوڑے سے پٹهان اُس پاني میں ڈوبے باقي رهے سهے دریا کو طی کرکے رسته رسته هو لیئے اگرچه بادشاهي فوج پہلے پہلے اُسکے تعاقب پر آماده نهوئي مگر جب که تازي امداد اُس کو پهونچي تو اُنهوں نے تعاقب کا اراده کیا

مگر خاں جہاں اتنا دور نکل گیا تھا کہ بندیل کھنڈ کی راہ سے گونڈوانہ کے جنگلی ملک میں پہونچا اور وہاں سے احمد نگر کے بادشاہ اپنے پرانے رفیق سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا *

اب یہہ معاملہ ایسا بڑا سمجھا گیا کہ شاہجہاں نے بذات خود میدان کا ارادہ کیا اور بہت سی فوج اپنے همراہ لیکر دکن کو روانہ ہوا چنانچہ ماہ اکتوبر سنہ ۱۶۲۹ ع مطابق ربیع الاول سنہ ۱۰۳۹ هجری میں برہان پور کو اپنے قیام سے رونق بخشی اور فوج کے بڑے بڑے تین ٹکڑوں کو مخالف کے ملکوں پر روانہ کیا † *

یہہ وہ زمانہ تھا کہ گولکنڈہ اور بیجا پور اور احمد نگر کی تینوں سلطنتوں نے اپنی اپنی پرانی حدوں پر دوبارہ قبضہ کیا تھا اور نصف مشرقی خاندیس اور اُس کے پاس پروس کے حصہ برار اور اُس قلعہ احمد نگر کے علاوہ جو باوصف اسکے کہ خاں جہاں نے اُس کو احمد نگر والوں کے حوالہ کیا تھا مگر احمد نگر والوں کا مطیع و محکوم اب تک نہوا تھا بادشاہی ملازموں کے قبض و تصرف میں دکن کا کوئی ملک باقی نرہا تھا دکن کی سلطنتوں میں احمد نگر کی بڑی سلطنت تھی جو بادشاہی حدوں سے متصل واقع ہوئی تھی اور مرتضی نظام شاہ ملک عنبر کا بٹھلایا ہوا بادشاہ اُس کے مرنے پر اپنی حکومت کے کار بار کو انجام دینا چاہتا تھا لیکن اگر ملک عنبر کے بیٹے باپ کی لیاقت رکھتے تو وہ بادشاہ اُن کے ہاتھوں میں کاٹھہ کی پتلی بنا رہتا مگر اُس کے بیٹے کسی قابل نتھے یہاں تک کہ نظام شاہ نے اُس کے بڑے بیٹے فتح خاں کو حکومت سے خارج کرکے مقید کیا اور آپ استقلال و متانت سے حکومت کرنے لگا مگر اُس نے ایسی بے سلیقگی برتی کہ حکومت اُس کے شور فسادوں کا مرکز بن گئی اور غنیموں کو حملہ کرنے اور اُس ملک سے فائدہ اوٹھانے کا موقع ہاتھہ آیا ‡ *

---

† ایک هندوستانی مورخ نے ہر ٹکڑے کو پچاس پچاس هزار آدمیوں کا لکھا ھے

‡ گرینٹ ڈف صاحب اور خافی خاں

ابراہیم عادل شاہ والي بیجا پور نے ملک عنبر کے زمان انتقال کے قریب انتقال کیا تہا اور اپني حکومت کو بڑي شادابي اور تازگي پر اپنے بیٹے محمد عادل شاہ کے قبض و تصرف میں چھوڑا تہا اور عبد الله قطب شاہ والي گولکنڈہ اپنے ہمسایوں تلنگانہ والے ہندوؤں کے نقصان و مضرت سے اپني حکومت کو چوڑا چکلا کر رہا تہا حاصل یہہ کہ یہہ دونو بادشاہ مسلمان بادشاہوں کي لڑائیوں بہڑائیوں میں شریک و شامل نہوئے *

جب کہ شاہجہان برہان پور میں پہونچا تو خان جہاں گونڈوانہ سے نکلکر احمد نگر کي قلمرو میں چلا گیا تہا چنانچہ بادشاہي فوج اُس کے پہنچنے اُس جگہہ کے ارادے پر جہاں وہ جاکر پڑا تہا روانہ ہوئي اور گجرات سے اور فوج کي امداد بہي پہونچي خان جہاں اور اُس کے رفیقوں نے چند بار ایسي فوج کا بیفائدہ مقابلہ کیا جو اُن سے بہت بکثرت زیادہ تہي اور جبکہ مقابلوں سے کوئي فائدہ حاصل نہوا تو جنوب کي جانب چلتا ہوا اور بہاگنے بہٹکنے کے سہاریسے بادشاہي فوج والوں کے ہاتھہ نہ آیا مگر اعظم خان بادشاہي سردار نے جو بڑا چالاک اور نہایت چاق و چست افسر تہا کڑے کڑے کوچ کرکے اُس پر چہاپا مارا اور اسباب اُس کا لوٹ لیا اور ایسے پہاڑوں جنگلوں میں بہاگنے چہوٹنے پر مجبور اُسکو کیا جہاں ساري بادشاہي فوج کا گذرنا ممکن نتہا بعد اُس کے خان جہان آگے کو بہاگنے لگا اور بعض اوقات اچہے مقاموں کے سنبہالنے سے تعاقب کرنیوالوں کا مقابلہ کرتا تہا اور کبہي کبہي طول طویل کوچوں کے ذریعہ سے پیچہے پڑنے والوں سے دور دور بہاگتا تہا غرض کہ گرتا پڑتا بیجا پور میں داخل ہوا اور یہہ اُمید اُسکو قوي تہي کہ بیجاپور والے کو کچھ سنکر یار اپنا بناویگا مگر جب کہ اُسکو یہہ دریافت ہوا کہ وہ بادشاہ ایسے جہمیلوں میں پڑنے سے جان چھوڑتا ہی تو لاچار اُس نے اضلاع احمد نگر کا دوبارہ ارادہ کیا نظام شاہ ان روزوں اپني ہي بلا میں مبتلا تہا یعني بادشاہي فوج سے مقابلہ کررہا تہا اور دو ہندو بڑے سردار اُسکے بادشاہي ملازموں سے

موافق ہوگئی تھے مگر باوصف اس کے بھی اس پر جما ہوا تھا کہ فیصلہ کی لڑائی لڑکر نصیبوں کو آزماوے چنانچہ اُسنے دولت آباد میں فوج اپنی اکہٹی کی اور اُس پاس کے پہاڑوں کے رستوں میں مضبوط جگہہ دیکہہ کر مقیم ہوا مگر مضبوطی مکان کے فائدے سے وہ نقصان اُس کا پورا نہوا جو قلت تعداد کی نظر سے بمقابلہ دشمن کے اوٹھاتا تھا غرضکہ نظام شاہ نے لڑائی ہاری اور قلعوں میں محصور ہونے اور بے ترتیب لڑائی لڑنے پر مجبور ہوا اور اسی اثنا میں خان جہاں اپنے رفیقوں کی شکست اور اُنکے ملک و مملکت کی تباہی ویرانی اور قحط و وباے عام کی مار دھاڑ سے جو اُن تباہ ملکونمیں پہیلی ہوئی تھی مغلوب ولاچار ہوکر لڑائی کے کہیت سے بہاگا اور خیال کیا گیا تھا کہ پشاور کے قرب و جوار کے پٹھانوں میں اُسنے جانا چاہا تھا جہاں شمال کی ساری قومیں بادشاہی ملازموں سے لڑجہگڑ رہیں تہیں مگر خان جہاں یہہ ارادہ پورا نکرسکا اس لیئے کہ جب نربدہ سے گذرکر گجرات کی سرحد پر گذرا اور تمام مالوہ کو طی کرکے بندیل کہنڈہ کو گیا جہاں یہہ امید اُسکو لگ رہی تھی کہ وہاں پہونچکر بغاوت کو تازہ کرونگا تو بندیل کہنڈہ کا راجہ اُسپر پہل پڑا اور اُس کی فوج کے پچہلے لوگوں کو جو دریاخاں لودھی اُس کے سردار آزمودہ کار اور پرانے رفیق کے زیر حکومت تھی تلواروں کے مارے پاش پاش کیا اور وہ شامت کا مارا اس مصیبت میں گرفتار تھا کہ بادشاہی لوگوں نے اُس کو جا پکڑا خان جہاں نے اپنے زخمیوں کو چلتا کیا اور رہے سہے لوگوں سمیت اپنی جگہہ جما رہا جو کل چار سو آدمی باقی رہگئی تھے اگرچہ دیر تک سخت مقابلہ رہا مگر کچھہ فائدا حاصل نہوا اس لیئے کہ کچھہ ساتھی اُسکے مارے گئے اور کچھہ پراگندہ ہوگئے غرضکہ نوبت یہاں تک پہونچی کہ دو چار جان نثاروں سمیت اپنی جگہہ چہوڑنے اور جان بچاکر بہاگنے پر مجبور ہوا اور کالنجر کے پہاڑی قلعہ میں زبردستی سے راہ پانے میں بڑی کوشش برتی مگر اُسکا بیٹا مارا گیا اور

خود وہاں سے بھگایا گیا آخر کار ایک گڑھی میں گھر گیا جہاں وہ ہار تھک کر بیٹھا تھا چنانچہ اپنی معمولی شجاعت سے بمقابلہ پیش آیا اور بہت سے زخم اوٹھاکر ایک راجپوت کے بھالہ سے مارا گیا اور سر اُسکا کاٹ کر ایک بھاری تحفہ کیطرح بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا گیا یہہ واقعہ سنہ ۱۶۳۰ ع مطابق سنہ ۱۰۴۰ هجری میں واقع هوا *

نظام شاہ کی لڑائی اُسکے اصلی باعث کے رفع دفع هوجانے یعنی خان جہاں کے مارے جانے سے اختتام کو نہ پہونچی اور یہہ وہ زمانہ تھا کہ دکن کے شہر و دیہات ایک بڑے کال کے پڑنے سے تباہ ہو رہی تھے اور یہہ کالا کال سنہ ۱۶۲۹ ع میں بارش نہ ہونے سے شروع هوا اور جب کہ اگلے برس یعنی سنہ ۱۶۳۰ ع میں بھی بارش نہوئی تو وہ قحط نہایت درجہ کو پہنچا اور ایک هیبت پھیل گئی اور هزاروں آدمی گھر چھوڑ چھوڑکر چلے گئی اور شاداب صوبوں میں پہونچنی نہ پائی کہ رستوں میں مرگئی اور هزاروں آدمی خاص دکن میں بھوکوں کے مارے پیٹ پیٹ کر جان بحق هوئی غرض کہ ضلع کے ضلع سونے هوگئی اور بعضے ضلع ایسے تباہ هوئی کہ چالیس برس کے بعد بھی نہ † سنبھلے اور غیار چارے کے بالکل نہوں نے سے مویشی بھی لوٹ پوٹ کر مرگئی اور اُن لوگوں کی بدبختی ایسی بڑی مری کے پڑنے سے کمال کو پہونچی جو حسب دستو ایسی مصیبتوں کا نتیجہ هوتی هی ان مصیبتوں کے دنوں میں بادشاهی سردار اعظم خان نے نظام شاہ سے لڑائی قایم رکھی اور نظام شاہ نے ان بے انتظامیوں کو اپنے وزیر ملک عنبر سے نسبت کرکے عہدہ وزارت سے اُسکو معزول کیا اور اُسکے بڑے بیٹی فتح خان کو قید سے رهائی بخشی اور وزارت کے عہدہ پر بجائے اُسکی معزز و ممتاز کیا جب کہ نظام‌شاہ کی تباهی کے آثار نظر آئی تو محمد عادل شاہ والی بیجا پور پہلے پہل تو اپنے موروثی دشمن والی احمدنگر کی ذلت سے خوش هوا مگر اُس خطرہ سے

---

† خافی خان

غافل نرہا جو اُس کی تباہی سے حقیقت میں پہونچنے والا تھا اور اندر اندر بہت ہی گھبرایا اس لیئی اُس نے بادشاہی لوگوں سے لڑائی ٹھان کر بڑے اڑے وقت میں نظام شاہ کی کمک پر کمر باندھی مگر مدد رسانی میں اس قدر توقف کیا کہ نظام شاہ اپنی حماقت کے نتیجوں سے محفوظ نرہ سکا اس لیئی کہ فتح خاں نے حال کی عنایت کی نسبت پہلی بے التفاتی اور نقصانوں کا زیادہ تصور کیا اور باپ کے اختیاروں کے حاصل کرنے پر بہت مایل ہوا چنانچہ اُس نے ساری قوت اور تمام اختیار کو اپنے ولی نعمت کی تخریب و استیصال میں صرف کیا یعنی نظام شاہ کی حماقت اور عوام کی نارضامندی کے باعث سے جلد اسقدر قوت حاصل کی کہ اُسکی بڑے بڑے رفیقوں سمیت اُسکو قتل کرایا اور خود حکومت پر قابض و متصرف ہوا اور شاہجہاں کی خدمت میں آشتی کا پیغام اور بہت سا روپیہ روانہ کیا اور نام چارے کو شیر خوارہ بچہ کو بادشاہ بناکر یہہ مشہور کیا کہ یہہ بادشاہ شاہجہاں شاہنشاہ کا مطیع و محکوم ہوکر حکومت کریگا *

غرضکہ یہہ درخواست اُسکی منظور ہوئی اور بیجاپور پر شاہجہاں کی ساری فوج کا دھاوا ہوا مگر جب کہ فتح خاں نے اپنے وعدوں کو پورا نکیا تو بادشاہی فوج نےدوبارہ احمد نگر والوں پر دھاوا کیا اور فتح خاں نے عادل شاہ سے پھر موافقت پیدا کی بعد اُسکے باہم شاہجہاں سے آشتی ہوئی اور لوگ امن چین سے بیٹھے غرض کہ اُسکی مختلف تدبیروں اور مکر فریبوں سے ایسے ہی رنگ ڈھنگ آپس میں قایم رہی یعنی اگر دو دن کو آشتی ہوئی تو دو دن کو لڑائی رہی *

بیجاپور کے محاصرہ کا بیان

منجملہ انقلابات مذکورہ بالا کے ایک انقلاب میں محمد عادل شاہ اپنے دشمنوں سے مغلوب ہوکر بیجاپور میں محصور ہونے پر مجبور ہوا اور آصف خاں کی بڑی فوج نے اُس کا محاصرہ کیا اگر اس اڑے وقت

میں یہہ بادشاہ اپنی عقل و هوشیاری سے کام اپنا نہ نکالتا تو حال اُس کا بھی نظام شاہ اُس کے حریف کا سا هوتا شہر کی حفظ و حراست میں بڑی جد و جہد اوٹھائی اور محاصروں کا دم ناک میں کیا اور آصف خاں کو آج کل کے وعدوں اور طرح طرح کی باتوں سے بہلاتا پھسلاتا اور اُس کے کاروبار میں تساهل ڈالتا رہا یعنی بعض اوقات بذات خود خط و کتابت کرتا تھا اور کھلم کھلا لکھتا تھا کہ شاهجہاں کی جلد اطاعت کی جاویگی اور کوئی جھگڑا باقی نرهیگا اور کبھی کبھی اپنے سرداروں سے سازشوں کا دهوکہ دلاتا تھا چنانچہ وہ سردار آصف خاں سے اپنے بگڑنے پر لین دین کے معاملہ کرتے تھے اور گاہ گاہ اپنے سرداروں کی جانب سے اس قسم کی لکھا پڑی ڈراتا تھا کہ جب تم دهاوا کروگے تو هم اپنی جگہوں کو چھوڑکر چلے جاوینگے اور قلعہ کے جو جو مقام اپنے قبضہ میں هیں تمہارے لوگوں کو اُن مقاموں میں داخل کرادینگے اور ایسے ایسے فریب دهوکوں سے بعض اوقات آصف خاں کو بہت نقصان پہونچتا تا تھا اسی زمانہ میں آصف خاں کا لشکر قحط و مرض کے مارے پراگندہ و پریشان تھا یہانتک کہ آصف خاں مجبور هوا اور مجبور هوکر محاصرہ اوٹھایا اور بیجاپور کے اُن ضلعوں کو لوٹا جو اب تک ویران نہوئی تھے اور اُنکی لوٹ کھسوٹ سے اُن کے بادشاہ کی فند و فطرت کا † بدلا لیا *

اس نا کامی کے زمانہ میں دکن کی حکومت مہابت خاں کو عنایت هوئی اور مارچ سنہ ۱۶۳۲ ع مطابق رمضان سنہ ۱۰۴۱ هجری کو بادشاہ دلی میں واپس آیا ‡ اور لڑائی کے کاروبار مہابت خاں کی معرفت جاری رهے چنانچہ اُسکی سعی و محنت کی بدولت فتح خاں مذکورالصدر دولت آباد کے قلعہ میں محصور هوا اور بیجاپور والی کی امداد و اعانت سے بچاو اپنا کرتا رها اور نظام شاهی حکومت کا قیام اس لڑائی

† گرینٹ ڈف صاحب اور خافی خاں

‡ خافی خاں

کے نتیجے پر ٹھہرا یہانتک کہ ایک عام لڑائي کے ذریعہ سے یہہ جھگڑا فیصل ہوگیا جسمیں سارے متفق دکن والوں کو اس ارادہ کے پورا کرنے میں شکست ہوئي کہ دولت آباد کے محاصرہ کو اوٹھاویں بعد اُسکے فتح خاں نے اطاعت کي اور ملازمان بادشاهي میں داخل ہوا اور وہ شہر خوارہ بچہ اسیر ہوکر گوالیار کے قلعہ میں § بھیجا گیا جسکو فتح خاں نے بادشاہ بناکر تخت پر بٹھلایا تھا یہہ واقعہ فروري سنہ ١٦٣٣ ع مطابق سنہ ١٠٤٢ هجري میں واقع ہوا *

دکن کي دوبارہ لڑائي کا بیان

جبکہ بیجاپور کا بادشاہ اکیلا رهگیا تو اُسنے صلح کا پیغام دیا مگر اُسکے پیغام پر معقول توجہہ نہوئي بعد اُس کے یہہ بادشاہ اپنے حفظ وحراست میں مصروف رہا اور مہابت خاں کي تمام محنتیں جو اُسکے مغلوب کرنے میں صرف ہوئي تھیں ضایع گئیں لڑائي کے بڑے کاموں میں سے پرنڈا کا محاصرہ تھا جہاں سے مہابت خاں مجبور ہوکر سنہ ١٦٣٤ ع میں برهان پورکو واپس آیا تھا اور چہیز چھاڑسے || باز رہا تھا پہلے اس سے مہابت خاں مرزا شجاع بادشاہ کے دوسرے صغیر سن بیٹے کے براے نام زیر حکومت ہوکر دکن کو روانہ کیا گیا تھا مگر اب وہ دربار میں بلایا گیا اور دکن کي حکومت خان دوران اور خان زماں کي دو حکومتوں پر تقسیم کي گئي *

یہہ دونوں افسر پہلے افسروں کي نسبت بہت کم کامیاب ہوئے اورعادل شاہ اُن کے مقابلہ پر جما رہا اور نظام شاهي حکومت جو فتح خاں کي اطاعت سے خاتمہ پر پہونچنے والي معلوم ہوتي تھي ایک سردار کي بدولت جس کا گھرانا مرهٹوں کي اصل و بنیاد ڈالنے سے مشہور و معزز

---

§ گرینٹ ڈف صاحب

|| گرینٹ ڈف صاحب نے جو جو تاریخیں اس زمانہ کے واقعوں کي بیان کین وہ اُن تاریخوں کے مخالف هیں جنکو خافي خاں نے تحریر کیا

ہونے والا تھا دوبارہ شگفتہ ہوئی یہہ سردار وہ شاہ جی بوسلا تھا جو ملک عنبر کے وقتوں میں بڑے پایہ کو پہونچا اور حال کی پچھلی لڑائیوں میں شریک و شامل رہا اور دولت آباد کے فتح ہونے پر دکن کے مغربی نا ہموار ملک میں چلا گیا تھا اور تھوڑی مدت کے بعد اُسنے ایسی قوت پکڑی کہ ایک نئے دعویدار کو احمد نگر کے تخت پر بٹھایا اور رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہونچائی کہ سلطنت مذکور کے اُن سب پرگنوں پر قابض ہوا جو سمندر سے لیکر دارالسلطنت تک واقع تھے †

غرض کہ نظر بوجوہ مذکورہ دکن کا ملک اپنے غنیموں کے ہاتھوں میں پڑنے سے ایساہی دور اور محفوظ رہا جیسے کہ پہلے تھا اور شاہجہاں نے ایک بار اور اُس کی فتح کرنے کی غرض سے بذات خود جانا ضرور سمجھا *

نومبر سنہ ١٦٣٥ع مطابق جمادی‌الاولی سنہ ١٠٣٥ ہجری کے اخیر میں بادشاہ آگرہ سے روانہ ہوا ‡ اور دکن میں پہونچکر اُس نے وہی پہلا طریقہ اختیار کیا یعنی فوج کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے احمد نگر کی سلطنت پر پہلے پہلے اُن ٹکڑوں کو قبضہ دوبارہ کی نظر سے چلتا کیا اور جب کہ اُنھوں نے شاہجی بوسلا کو کشادہ ملکوں سے مار کر بھگایا اور بہت سے قلعوں کو فتح کیا تو شاہ جہاں نے ساری فوج کو بیجاپور پر بھیجا اور بہت سے قوی مقاموں کو قبض و تصرف میں لاکر پہلی دفعہ کے موافق محمد عادل شاہ کو محصور مجبور کیا اور وہ لیاقتیں جنکی بدولت پہلے محاصرہ سے نجات اُس نے پائی تھی اس موقع پر بھی اُسکی ذات سے خارج نہ ہوئیں چنانچہ اُسنے بیجاپور کے آس پاس کے شہر و دیہات کو بیس بیس میل تک چاروں طرف سے برباد اور کھانے پینے اور نیار چارے کے سامانوں کو ایک قلم ضایع کیا اور کاووں کو

---

† گرینٹ ڈف صاحب اور خافی خاں

‡ خافی خاں

مٹي سے بھروا دیا اور چشموں تالابوں کو پاني سے خالي کروایا غرضکه اُسنے اس بات کو ناممکن کیا که کوئي فوج اُس کي بستي پر حمله کرنیکے زمانے میں اپني پرورش کر سکے *

بوجهه مذکورالصدر بادشاهي فوج نے عادل شاه کي قلمرو کے شہر و دیہات کو لوٹنا شروع کیا اور اُسکي فوج کے متعدد گروهوں کي دلاوري چالاکي سے اکثر بہت سے نقصان اُٹھائے غرض که دونوں فریق اس قسم کي لڑائي سے تنگ آئے اور عادل شاه نے آشتي چاهي چنانچه ایسي مفید شرطوں پر صلح واقع هوئي جو اُس کي توقع سے بہت زیاده تهیں بیس لاکهه روپیه سالانه دینا منظور کیا اور اُس کے بدله میں نظام شاهي حکومت کا اِتنا حصه پایا که اُس کے پانے سے اُس کي حکومت شمال و مشرق کي جانب دور تک پهیل گئي یهه صلح سنه ۱۶۳۶ع مطابق سنه ۱۰۴۶ هجري میں واقع هوئي *

شاه جي بوسلا اور تهوڑے دنوں تک مقابله کرتا رها مگر جب کوئي چارا نه دیکها تو اخر کار اُسنے بهي اطاعت کي اور اُس باطل استحقاق بادشاه کو حواله کیا جسکو اُس نے تخت پر بٹهایا تها اور شاهجهاں کي مرضي سے بیجاپور والے کے ملازموں میں داخل هوا *

دکن کے اس حمله سے پہلے گولکنڈه والے بادشاه کو شاهجهاں اپنے زور و قوت اور جاه و حشمت سے ڈرا چکا تها اور اِسبات پر اُسکو مجبور کر چکا تها که جمعه اور عید کي نمازوں میں شاه ایران کا نام خطبه سے خارج کرے اور ایک معین خراج برابر ادا کیا کرے § غرضکه کل دکن اُسکا مطیع و محکوم هوگیا *

جبکه یهه سارے معامله طے هو چکے تو شاهجهاں اپني دارالسلطنت کو سنه ۱۶۳۷ع مطابق سنه ۱۰۴۶ هجري میں واپس آیا اور احمدنگر کي حکومت همیشه کے لیئے نیست و نابود هوگئي *

---

§ گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں

خاص خاص مقاموں کے شور و فسادوں اور قندھار کے قبضہ اور بلخ کي یورش کا بیان

جب کہ شاہجہاں دکن پر مایل تھا تو چھوٹے چھوٹے جھگڑے اور اور طرفوں میں ہو رہے تھے چنانچہ حاکم بنگال نے سنہ ۱۶۳۱ع میں پرتگال والوں کے قلعہ ھوگلي پر جو کلکتہ کے قریب واقع ھی محاصرہ کے ذریعہ سے قبضہ کیا تھا اور بندیلوں کي سرکشي اور فساد واقع ہوئے تھے اُن کي اول بغاوت میں راجہ نرسنگھہ دیو کا بیٹا مارا گیا تھا اور مشرقي سرحد کي فوج کے ایک ٹکڑے نے سنہ ۱۶۳۴ع اور سنہ ۱۶۳۶ع میں چھوٹي تبت پر قبض و تصرف کیا تھا اور سنہ ۱۶۳۴ع میں ایک اور فوج نے سري نگر کي مہم میں شکست فاحش کھائي تھي اور تیسري فوج نے سنہ ۱۶۳۷ع میں بنگالہ سے جاکر کوچ بہار کي چھوٹي ریاست کو دبانا چاھا اور قبض و تصرف کے بعد آب و ھوا کي ناموافقت سے اُس کے چھوڑنے پر مجبور ھوئے *

اس زمانے کے بڑے واقعوں میں سے قندھار کا ھاتھہ آنا تھا جسکو اُسکے حاکم علي مردان خاں نے اپنے بادشاہ والي ایران کے ظلم سے خوف و خطرہ کھاکر ملازمان شاھجہاني کو بے لڑے بھڑے حوالہ کیا تھا اور خود دلي میں شاھجہاں کي پناہ میں بیٹھا تھا یہہ واقعہ سنہ ۱۶۳۷ ع مطابق سنہ ۱۰۴۷ ھجري میں واقع ھوا *

علي مردان خاں کي تعظیم و تکریم بہت سي ھوئي اور وہ اس پایہ کو پہونچا کہ مختلف وقتوں میں کشمیر و کابل کا حاکم رھا اور اور مختلف لڑائیوں میں اور طرح طرح کے کاموں میں مصروف کیا گیا اور اُس خوش سلیقگي اور ھوشیاري کے باعث سے جو فلاح عام کے کاموں میں اُس کو حاصل تھي تمام دربار میں تعریف اُس کي ھوتي تھي چنانچہ منجملہ اُن کاموں کے ایک وہ نہر ھی جو اب بھي دلي میں اُس کے نام سے جاري اور وہ اُس کي ھوشیاري کا ایک نمونہ ھی علاوہ اُس

کے نمایشوں اور تهواروں اور جلسوں کے موقعوں پر جو لطافت اور ذوق اُس کے سلیقه سے واضح هوتے تهے اُن سے بهي وہ نام آور هوا تها *

سپاهیانه استعداد اُس کي بلخ و بدخشاں کي لڑائي میں پہلے پہلے آزمائي گئي یهه دونوں صوبه اوزبکوں کے قبض و تصرف میں جب سے برابر چلے آتے تهے که مرزا سلیمان کے دخل و تسلط سے خارج هوئے تهے اور اس زمانه میں نذر محمد خاں اُنپر قابض و متصرف تها اور اس سردار کي اصلیت یهه تهي که یهه سردار اُس سارے خطه کے امام قلي بادشاه کا چهوٹا بهائي تها جو اکسیس بارہتر کاسپین سے لیکر کوه ایماس تک پهیلا هوا هی *

شاهجهاں کو کئي سال امن چین سے گذرے تهے که نذر محمد خاں حاکم بدخشاں کے بیٹے عبدالعزیز خاں کي بغاوت سے جسکو اُسکے چچا نے ترقي بخشي تهي بیٹهے بٹهائے سنه ۱۶۴۴ع مطابق سنه ۱۰۵۴ هجري میں یهه ترغیب هوئي که اپنے خاندان کے مرده حقوں کو دوباره زنده کرے اور سوتے استحقاقوں کو بهاري نیندں سے پهر جگاوے چنانچه علي مرداں خاں سردار اُس کا کوه هندوکش کے سلسله میں گهس گیا اور بدخشاں کو لوٹ کهسوٹ کر برابر کیا مگر اس باعث سے که جاڑوں کا موسم بہت آ گیا تها اور برف کي کثرت سے جنوبي ملکوں کي راهیں منقطع هونے والي تهیں کوئي فائده مستقل حاصل نه کرسکا اور لوٹنے پر مجبور هوا بعد اُس کے اگلے برس میں راجه جگت † سنگهه نے اس مہم کا اراده کیا جسکي تقویت ایسے چوده هزار راجپوتوں سے متعلق تهي جنکو اُس نے اپني حکومت میں بهرتي کیا تها اور تنخواه اُنکي بادشاهي سرکار سے ملتي تهي *

جیسے که اس غیر معمولي یعني پہاڑوں کي لڑائي میں راجپوتوں کي دلیري دلاوري نے کمال اپنا دکهایا ایسا کسي جگهه ظاهر نهیں کیا یعني اُنهوں نے پہاڑوں کي راهوں کو کڑے کڑے حملوں سے فتح کیا اور برف کے اوپر سے

† غالب یهه هی که یهه راجه کرته کا راجه تها

بڑے سخت دوبچ کیئے اور اپنے جماؤ بچاؤ کے واسطے اپنی جان کی محنت سے مٹی کے دمدمے بنائے یہاں تک کہ خود راجہ بھی اور آدمیوں کی طرح کدال پھاوڑے سے کام کرتا تھا اور ایسی ولایت کے طوفانوں کو جہاں برف اکثر جمی رہتی ھی ایسے صبر و استقلال سے اُٹھایا جیسے کہ اوزبکوں کے دھاوؤں کی مصیبتوں کو جھیلا اور ھرگز نہ گھبرائے *

باوجود ان محنتوں اور جانفشانیوں کے یہہ مہم ایسی بھاری سمجھی گئی کہ خود بادشاہ نے کابل کا ارادہ کیا اور شاھزادہ مرزا مراد اپنے بیٹے کو بزیر هدایت علی مردانخاں کے بلخ پر روانہ فرمایا † *

اِس مہم میں پوری کامیابی حاصل ھوئی یعنی نذر محمد خاں کے بیٹے شاھزادہ مراد کے پاس آئے اور بعد اُس کے سنہ ۱۶۴۵ ع مطابق سنہ ۱۰۵۵ هجری میں خود نذر محمد خاں بھی مطیع ھوگیا مگر جب کہ شاھزادہ مراد نے بلخ پر قبضہ کیا تو نذر محمد خاں بادشاہی ملازموں سے بدگمان ھوا اور نیا بگاڑ آپس میں قایم کیا یہاں تک کہ جب نذر محمد خاں کے قبضہ سے حفظ و حراست کے مکان بھی نکل گئے تو کام ناکام ایران کو بھاگا اور جولائی سنہ ۱۶۴۶ ع مطابق جمادی الثانی سنہ ۱۰۵۶ هجری میں یہہ منادی پھرائی گئی کہ شاھجہاں کی قلمرو میں نذر محمد خاں کی حکومت داخل ھوگئی مگر یہہ فتح ایک عرصہ تک بے کھٹکے نرھی چنانچہ عبدالعزیز خاں اُس کے بیٹے نے دریاے اکسیس پار ایک فوج اکٹھی کی اور بہت سے لوٹیروں کو شاھجہاں کے ملک نو مفتوحہ میں تباھی ویرانی کی غرض سے روانہ کیا شاھجہاں اس زمانہ میں دلی کو واپس آگیا تھا اور شاھزادہ مراد اپنی مفوضہ خدمت سے تنگ ھوکر اور علی مردانخاں کے رعب داب سے بغاوت عاجز ھوکر باپ کی بلا اجازت دلی کو چلا آیا اور اِسی قصور پر دربار سے نکالا گیا بعد اُس کے صوبہ مذکور کا انتظام

† خانی خاں کا یہہ بیان ھی کہ دس هزار پیادہ اور پچاس هزار سوار اس فوج میں تھے

اورنگ زیب پر ڈالا گیا اور خود بادشاہ اُس کی تائید و اعانت کی غرض سے کابل کو روانہ ہوا چنانچہ پہلے پہل اورنگ زیب نے سنہ ۱۶۴۷ ع مطابق سنہ ۱۰۵۷ ہجری میں اوزبکوں پر بڑی فتح پائی مگر لڑائی کا فیصلہ نہوا اس لیئے کہ عبدالعزیز خاں آپ اکسیس وار اوتر آیا اور بادشاہی فوج والوں کو ایسا تنگ پکڑا کہ اورنگ زیب اب ہلکی ہلکی کامیابیاں حاصل کرکے بلخ کی شہر پناہ میں پناہ ڈھونڈنے پر مجبور ہوا *

جبکہ اس زمانہ کے قریب ایرانیوں نے نذر محمد خاں کا ہاتھ پکڑا تو لاچار ہوکر شاہجہاں کا منت گزار اور اُس کے ترس و رحم کا خواستگار ہوا چنانچہ شاہجہاں نے یہہ سوچ سمجھہ کر کہ باوصف اس خونریزی اور زر افشانی کے پورا پورا مطلب حاصل نہوا لڑائی بھڑائی سے کنارہ کشی مناسب سمجھی اور اِس خیال سے کہ کوہستان سے پھرنے اور ملک کے چھوڑنے کی خفت بھی حاصل نہووے تمام اپنے حقوق کو نذر محمد خاں کی طرف منتقل کیا جو اُس کے دربار میں اعانت کا خواہاں تھا اور بحسب اُس کے اورنگ زیب کو ہدایت کی گئی کہ اپنے رہے سہے مقبوضہ مقاموں کو نذر محمد خاں کے حوالہ کرے چنانچہ اورنگ زیب اِس ہدایت کے موافق بلخ سے عبد العزیز خاں کے حملوں کو سہارتا اُٹھاتا پیچھے پھرا اور جب کہ وہ ہندو کش کی راہوں میں پہونچا تو ہزارا قوم کے پہاڑیوں نے لوٹ کھسوٹ کے لیئے تعاقب کیا اور جاڑوں کی شدت سے بدبختی نہایت کو پہونچی اگرچہ اورنگ زیب اپنی ذات سے ہلکے سواروں سمیت کابل میں پہونچا مگر اُس کی فوج کا بڑا ٹکڑا یعنی قلب لشکر برف کے پڑنے سے ایسی جگہہ پھنس گیا کہ ایسی لاچاری میں ہزارا کے لوگوں کے متواتر حملوں سے بڑے نقصان اُٹھائے اور بلا اسباب و سواری اپنی جان کو بچانے اور ٹکڑے ٹکڑے ہوکر نکل جانے کو غنیمت سمجھا ‡ سنہ ۱۶۴۷ ع مطابق سنہ ۱۰۵۷ ہجری میں یہہ باز گشت واقع ہوئی *

---

‡ خافی خاں

قندھار کا قبضہ سے نکلنا

بلخ کے چھوڑنے سے بادشاہ نے امن چین تو حاصل کیا مگر جب کہ ایرانیوں نے قندھار پر قبضہ کیا تو اُس میں خلل واقع ہوا بیان اُس کا یہہ ہی کہ شاہ صفوی کی کم زور اور جفا خیز سلطنت اور اُس کے بیٹے شاہ عباس ثانی کی کم سنی کے باعث سے ایرانیوں نہ بادشاہی فوج والوں کو علی مردان خاں کے مانے جانے اور بھاگ آنے کے فائدوں کا مزا بلا تکلف اُٹھانے دیا تھا مگر جب کہ عباس ثانی بالغ ہوئیکا تو اُس کے وزیروں نے یہہ بات اُسکو سوجھائی کہ اپنے ملک کی پرانی حدونپر قابض و متصرف ہونے سے اپنی سلطنت کے مرتبہ کو بڑھانا چاہیئے چنانچہ اُسنے سنہ ۱۶۴۸ع مطابق سنہ ۱۰۵۸ ہجری میں بڑی فوج اکھٹی کرکے قندھار پر چڑھائی کی اور جاڑونکے موسم میں قندھار کے محاصرہ کرنیمیں دانشمندی برتی اِس لیئے کہ برف کے پڑنے سے ہندوستان اور کابل کی راہ آنے جانے کی مسدود ہوگئی تھی اور کار بار اُس کے قندھار کی نرم آب و ہوا میں بخوبی جاری رہے چنانچہ انجام اُس کا یہہ ہوا کہ اورنگ زیب او سعداللہ خاں وزیر کو یہہ حکم تو ہوا کہ پنجاب سے بہت جلد روانہ ہوکر قندھار کی امداد و اعانت کو پہونچیں اور اُنہوں نے جی جان سے سعی و محنت کرکے پہاڑوں کے رستہ راہ نکالی مگر قندھار تک پہونچنے میں تاخیر واقع ہوئی جو ڈھائی مہینے کے محاصرے پر فتح ہوچکا تھا اور اِس لیئے کہ فوج اُنکی جاڑوں میں سفر کرنے سے ہار تھکن کے مارے ابتر ہوگئی تھی تو اورنگ زیب اور سعداللہ خاں کابل میں ٹھہرنے اور فوج کے دوبارہ آراستہ کرنے پر مجبور ہوئی اسی عرصہ میں شاہ ایران ایک تری فوج اپنی قندھار میں چھوڑکر ہرات کو چلا گیا † *

ماہ مئی سنہ ۱۶۴۹ع مطابق جمادی الثانی سنہ ۱۰۵۹ ہجری میں ہندوستان کی فوج قندھار کے سامنے پہونچی اور مورچے لگاکر شہر

---

† خافی خاں

پر گولی برسانے لگي غرض که جانبین میں لڑائي بڑي سرگرمي سے شروع هوئي اور دو طرفوں سے سرنگیں اوڑائي گئیں محاصروں نے شهر پر حملے کیئے اور محصوروں نے باهر نکل کر چهاپے مارے بعد اُس کے شاه عباس نے محاصره کے اُٹهانے کو ایک فوج اپني روانه کي مگر اُس فوج کے پهونچنے سے محاصره کے کام کاج میں اِسلیئے کسي قسم کا تخلل واقع نهوا که اورنگ زیب نے اپني فوج کا ایک ٹکڑا اُس کے مقابله پر چلتا کیا اور آپ اپنے محاصرے پر شهر کے سامنے جمارها اور جو فوج اُس نے ایراني فوج کے مقابله پر بهیجي تهي اگرچه اُن کے رفع دفع کے لیئے کافي وافي هوئي مگر اِس کام کے لیئے کافي نهوئي که وه ایراني فوج والوں کو درختوں کے کاٹنے اور تیار چاریکے کهونے اور محاصرین کے ذخیروں کے لوٹ لیجانے سے روکے ٹوکے اور جبکه قندهار کے حاکم نے سینه زوري اور هنر مندي سے شهر کي حفظ و حراست میں بهي کمي کوتاهي نکي تو اورنگ زیب اُس مدت سے چار مهینے کے بعد جب که اُس نے مورچے لگائی تهے ستمبر سنه ۱۶۴۹ مطابق رمضان سنه ۱۰۵۹ هجري میں اپنے محاصرے کے اُٹهانے اور کابل کے واپس جانے پر مجبور هوا ‡ بادشاه جو اورنگ زیب کے پیچهے پیچهے کابل تک گیا تها اورنگ زیب کي واپسي پر قندهار سے پهلے روانه هوچکا تها اور لاهور میں پهونچنے تک اورنگ زیب اُسکو نه پکڑسکا *

اگلے برس یعني سنه ۱۶۵۱ ع مطابق سنه ۱۰۶۰ هجري تک نکمے گذرے یعني کشمیر کي معمولي سیر کے سوائے کوئي مهم اُنمیں واقع نه هوئي دستور یهه تها که بادشاه اِس عمده گوشه نشیني میں تمام وقت اپنا دعوتوں اور جلسوں اور تري خشکي کي سیر شکاروں اور آب و هوا اور فضاؤں کي مناسب خوشیوں اور باغوں کي سیروں اور ناچ راگ کي مجلسوں میں صرف کیا کرتا تها *

---

‡ خافي خاں

بعد اُس کے سنہ ۱۶۵۲ ع مطابق ۱۰۶۱ ہجری میں اورنگ زیب اور سعداللہ خاں وزیر کو بہت سے اچھے ساز و سامان والی فوج دیکر اور بہت سے ذخیروں اور کاریگروں اور آلات و اوزار سے ٹھیک ٹھاک کرکے جو محاصرے کے کام آویں اور کمی کوتاہی نکریں قندہار پر دوبارہ § روانہ کیا مگر یہہ بڑے ٹھاٹ ایسے ہی بے کار رہے جیسے کہ پہلے سامان ضایع گئے تھے اِس لیئے کہ اورنگ زیب نے طرح طرح کے ذریعوں اور قسم قسم کی تدبیروں سے کام لیا جو سعد اللہ خاں کی دانائی دلاوری اور راجپوتوں کی بہادری جاں بازی سے پیدا ہوسکیں مگر جب کہ کوئی تدبیر اُس کی راس نہ آئی تو لاچار ہوکر کابل کو واپس آیا اور دکن کا نایب السلطنت ہوکر بھیجا گیا *

شاہجہاں ان دو بڑی ناکامیابیوں سے شکستہ خاطر نہ ہوا بلکہ اُسنی دوسرے سال اُس سے پہلے ساز و سامانوں سے زیادہ ساز و سامان مہیا کیئے اور دارا شکوہ اُس کے بڑے بیٹے نے جو بادشاہ کا بڑا بیٹا اور سارے بھائیوں میں معزز و ممتاز تھا اور خاص دربار میں حاضر رہتا تھا مگر اپنے بھائیوں اور خاص اورنگ زیب کی فخر و عزت حاصل کرنے سے بلا باعث جلتا تھا اس موقع پر باپ سے منت سماجت کے ساتھہ بھائیوں کے رشک و حسد کے مارے یہہ عرض کیا کہ قندہار کی مہم پر مجھکو آپ رخصت فرماویں اور بخت آزمائی کی اجازت دیں چنانچہ اُس کی رضا و رغبت پر ایسی فوج کا سردار کیا گیا جو پہلی فوجوں سے بہت زیادہ تھی یہہ بھاری فوج ایام سرما سنہ ۱۶۵۲ ع میں بمقام لاہور اکھٹی ہوکر بہار کے موسم سنہ ۱۶۵۳ ع مطابق سنہ ۱۰۶۲ ہجری میں چلتی ہوئی اور شاہجہاں اپنے معمول کے موافق کابل تک پہنچھ گیا

---

§ یہہ بات بیان کے قابل ہی کہ ایسی بڑی فوج محاصر کے ساتھہ صرف آٹھہ توپیں ایسی تھیں کہ وہ قلعہ کی روئی توڑتی تھیں اور بیس توپیں چھوٹی تھیں *

غرض کہ دارا شکوہ نے بھی اورنگ زیب کی مانند اپنے باپ کے حکم بموجب ایسی مہورت پر مورچے جمائے کہ جسکو نجومیوں نے مبارک بتایا تھا اور اپنے ساز و سامان کے موافق دھوم دھام سے محاصرہ شروع کیا اور دس توپوں کا توپ خانہ ایسے دمدمہ پر چڑھایا جس کو نہایت ٹھوس اور بڑا اونچا اِس لیئے بنایا تھا کہ سارے شہر پر دباؤ اُس کا پہونچے اور لڑائی کے کاموں کو اپنی ذاتی تندہی و تیزی سے شروع کیا جسکو اورنگ زیب کے رشک و حسد سے ترقی ہوئی تھی چنانچہ اُس نے اپنے سرداروں کو اکھٹا کیا اور یہہ بات اُنسے علانیہ کہی کہ اب میری عزت تمہارے ہاتھ ہے اپنا ارادہ یہہ ہی کہ جب تک قندہار اپنے قبض و تصرف میں نہ آوے گا تب تک ہرگز یہاں سے نہ ٹلینگے بعد اُس کے سرنگوں کو جھٹ پٹ طیار کیا اور فوج کو محاصرے کے لیئے شہر کے قریب لیجانے کا حکم دیا اور جب کہ محصوروں نے اپنی توپوں کو اُس کے خیمہ پر لگایا تو وہ اپنی جگہہ سے جب تک نہ ٹلا کہ اُس کی توپوں نے محصوروں کی توپوں کو خاموش نکیا اور جب کہ کئی مرتبہ عام حملوں کے ذریعوں سے کامیابی کے لگ بھگ پہونچا اور باوصف اُس کے کامیابی نصیب نہ ہوئی تو معلوم ہوتا ہی کہ شکست اور ذلت کی خفت کا اندیشہ اُس کی طبیعت پر غالب ہوا اور افسروں کی منت سماجت کرنے لگا یہاں تک کہ صاف اُس نے یہہ کہا کہ تم لوگ ایسا نکرو کہ دومرتبہ کی لڑائی ہارے ہوئے اورنگ زیب کی برابر ہوجاؤں بعد اُسکے جادوگروں اور شعبدہ بازوں سے رجوع ہوا جنہوں نے یہہ وعدہ کیا تھا کہ آدمی کی قدرت سے علاوہ اور ذریعوں کی بدولت قندہار اُس کے قبض و تصرف میں کردینگے غرض کہ ایسی تدبیروں سے مترشح ہوتا تھا کہ اِس لڑائی کا انجام اچھا نہ ہوگا چنانچہ ایک مرتبہ سورج کے نکلنے سے پہلے آخر کڑا دھاوا کیا گیا اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ اس کے لوگ روزنی کی چوٹی تک پہونچ گئے مگر مراد اس کی پوری نہ ہوئی اور محاصرہ کے

اُٹھانے پر مجبور ہوا اور اُس کي فوج کے ایسے چنے چنے بہادر اور اچھے اچھے پایہ کے لوگ کام آئی جو اُس کے لشکر کے پھول هي تھے بعد اُسکے جب وہ پیچھے پھرا تو ایرانیوں اور افغانوں نے لوٹ کھسوٹ کر نہایت اُس کو تنگ کیا اور کابل کے پہونچنے سے پہلے بڑے بڑے نقصان اُس نے راہ میں اُٹھائی اور کابل سے لاہور کو روانہ ہوا یہہ واقعہ ماہ نومبر سنہ ۱۶۵۳ ع مطابق محرم سنہ ۱۰۶۴ ہجري کو واقع ہوا *

مغلوں کا پچھلا ارادہ قندہار کے قبض و تصرف کي نسبت بطور مذکور اختتام کو پہونچا جسپر وہ فتح بابر کي شروع سے اچھي طرح قابض متصرف نرہي تھی *

بعد اُس کے بادشاہ کو دوبرس ایسے امن چین سے گذرے کہ کوئي جھگڑا بکھیڑا کھڑا نہوا اور اُس عرصہ میں دکن کے ملکوں کي پیمایش کو تمام کیا جسکو جمعبندي کي نظر سے قایم کیا تھا اور بیس برس اُس میں صرف ہوئی تھے † اور جب کہ پیمایش پوري هوچکي تو یہہ حکم دیا گیا کہ ٹوڈر مل کے قاعدوں کے موافق جمعبندي اور زر لگان کي تحصیل کیجاوے ‡ *

اسي زمانہ میں سعد اللہ خاں وزیر کا انتقال ہوا جو نہایت لایق فایق اور عاقل هوشیار اور چال چلن کا نیک تھا یہاں تک کہ ویسا وزیر هندوستان کے وزیروں میں کوئي نہیں هوا شاهجہاں کے کار ناموں میں ذکر اِس وزیر باتدبیر کا بڑي شان و عزت سے بیان ہوا یعني تمام کام اُس کے اسي وزیر کي صلاح و مشورت سے انجام پاتے تھے اور اورنگ زیب نے جو خط اور فرمان اپنے طول طویل سلطنت میں لوگوں کے نام پر لکھے تو اُن میں بھي اسي وزیر کي رایوں اور کاموں کو نمونہ کے طریق پر اِس غرض سے تحریر کیا کہ سارے لوگ اُن کي پیروي کریں خافیخاں

† گرینٹ ڈف صاحب کي تاریخ مرهٹوں کي جلد ایک صفحہ ۱۲۶

‡ خافي خاں

بیان کرتا هی که میرے زمانه میں بهي سعدالله خاں کي ال و اولاد اپنے بزرگ مربي کے مرنے سے سو برس پیچهه نیک وصفوں اور دانش و بینش کے ساتهه مشهور و معروف تهي اور اسي مورخ نے اُن کے سنجیده چال چلن اور مردانه چال ڈهال کو اُس زمانه کے اور امیروں کے زنانه طرز و انداز اور طفلانه حرکات سے مقابله کیا *

دکن میں دوباره لڑائي کا هونا

بعد اُسکے ۱۶۵۶ع کے شروع هونے پر امن چین اختتام کو پهونچا اور ایسي آگ ایکبار کي بهڑکي که وه کبهي پوري پوري فرو نهوئي اور وهاں تک نه بجهي که اُس نے دلي کي شاهنشاهي کو جلا پهونک کر خاک سیاه کر دیا پچهلي صلح کے زمانه سے عبدالله قطب شاه والي گولکنڈه برابر خراج ادا کرتا رها اور بظاهر بهي خواهش اُسکي دریافت هوتي تهي که وه شاهجهاں کي عنایت شاهانه کے قیام و بقا کا خواهاں هے اور حقیقت میں بهي اگر حالات مخصوصه کي صورت اجتماع پیدا نه هوتي تو شاهجهاں اُسکے ستانے دکهانے کے درپی نه هوتا *

قطب شاه کا وزیر اعظم میر جمله نامي ایک ایسا آدمي تها جو وزارت سے پهلے هیروں کي سوداگري کیا کرتا تها اور حسن لیاقت اور مال و دولت کي بدولت دکن کے اطراف و جوانب میں مشهور و معروف تها مگر محمد امین اُس کا بیٹا سینه زور اور خراب خسته اور نهایت بد وضع اور بغایت بد چلن تها چنانچه اُس نے قطب شاه کو اپنے کرتکوں کي خوبي سے ناراض اور باپ کو سارے درباریوں سے لڑائي بهڑائي میں مبتلا کیا میر جمله کسي فوج کا سردار هوکر حکومت گولکنڈه کے مشرقي حصه میں گیا هوا تها اور جب اُس نے یهه دیکها که میں اس قابل نهیں هوں که اپني خواهشوں کو اپنے بادشاه سے منظور کرا سکوں اور نه وه بادشاه اُن کے پورے کرنے پر راضي هے تو اُس نے شاهجهاں کا دامن پکڑنا چاها اور اس لیئے که اورنگ زیب

اور شاهجهاں دونوں اُس کو جانتے تھے تو اُس نے اورنگ زیب کو حال اپنا لکھا اورنگ زیب کو گولکنڈہ کي حکومت میں هاتهہ ڈالنے کا موقع هاتهہ آیا اور اُس کے لکھنے سے اورنگ زیب سے متفني فریبي آدمي کو بڑي گرمجوشي سے ایک مستحکم ترغیب حاصل هوئي چنانچه اُسنے نهایت گرمي سے میر جمله کي سفارش میں باپ کو لکھا شاهجهاں نے بیٹے کے لکھنے سے ایک تخوش نامه اپنے زور و حکومت کے بھروسے قطب‌شاہ کے نام اس مضمون سے لکھا که اپنے وزیر کے شکوہ شکایتوں کو رفع دفع کرے مگر اس تحریر پر یهہ ثمرہ مترتب هوا که قطب شاہ اس دخل بیجا سے زیادہ برهم هوا اور محمد امین کو قید اور اُس کي جاگیروں کو ضبط کیا قطب شاہ اپنا غصه کر چکا اوراب شاهجهاں کا وار آیا چنانچه اُس نے نهایت پیچ و تاب کهاکر اورنگ زیب کو لکھا که همارے حکموں کي تعمیل تلوار کے زور سے کرائي جاوے' اورنگ زیب اس نتیجے کا منتظر بیٹھا هي تھا که یهہ حکم اُس کو پهونچا اور حکم کے پهونچتے هي بڑي سرگرمي اور چالاکي سے تعمیل مذکور کے پورے کرنے میں مصروف هوا یہاں تک که اُس نے اُس کام کو اپني شوخ و شریر طبیعت کے مناسب پورا کیا *

اورنگ زیب نے کوئي بڑي عداوت ظاهر نه کي مگر چني چني فوج اکٹھي کر کے جنوري سنه ۱۶۵۶ع مطابق ربیع‌الاول سنه ۱۰۶۶ هجري میں اس بهانه سے اُس کو بنگال کي جانب چلتا کیا که میرے بیٹے سلطان محمد کي شادي مرزا شجاع کي بیٹي سے قرار پائي هے اور یهہ فوج اُسکے پهونچانے کو جاتي هے اور راہ کي صورت‌یهہ تھي که اورنگ‌آباد سے بنگاله کو ما سولي پاٹم کے پاس اسطرح چکر کھاکر سڑک جاتي تھي که گونڈوانه کے جنگل راہ میں نه پڑیں حاصل یهہ که اورنگ زیب کي راہ گولکنڈہ کي دارالسلطنت یعني حیدرآباد سے تھوڑے فاصله پر رہ جاتي تھي قطب شاہ اس خبر کے سننے سے اورنگ زیب کي دعوت کے ساز و سامان

مهیا کرنیمیں جي جانسے مصروف تها که اورنگ زیب آسپر یکایک ٹوٹ پڑا
اور ایسي بيخبري میں یهه کام اُسنے کیا که قطب شاه کو صرف اتني فرصت
هاتهه آئي که وه حیدر آباد سے بهاگ کر خاص گولکنڈه کے پهاڑي قلعه میں
بهاگا جو شهر سے سات آٹهه کوس کے فاصله پر واقع هے حیدرآباد اب مغلوں
یعني اورنگ زیب کے دخل و تصرف میں داخل هوا اور پہلے اِس
سے که بکهري هوئي فوج اکهٹي اور انتظام و قاعده کي پابند کیجاوے آدهے
شهر کو جلا پهونک کر برابر کیا اور خوب لوٹا کهسوٹا اس زمانه سے
پہلے اورنگ زیب نے خاص اپنے صوبه کے اُس مقام میں جو گولکنڈه
کے نهایت متصل واقع تها فوج کے فراهم کرنے کا موقع پایا تها اور جب که
مالوه سے اور فوج اُس کے پاس آگئي تو گولکنڈه پر نئي امداد پهونچنے
کا بڑا ذریعه حاصل هوا اور اسي عرصه میں میر جمله بهي اس اِراده پر
آپهنچا که اپنے ولي نعمت کے هتیاروں کو ولي نعمت هي پر اُلٹا چلاوے اور
قطب شاه نے اپنے پهاڑي قلعه میں جاتے هي محمد امین کو قید سے رها اور
اُس کے باپ کي جاگیروں کو ضبطي سے واگذاشت کیا تها اور حتي المقدور
اپني اورنگ زیب سے خط و کتابت اس غرض سے جاري کي که کوئي طرح
معقول تصفیه هوجاوے اور اس بات کے ساتهه اُس نے بیجا پور سے
مدد کے حاصل کرنے میں سعي و محنت کا کوئي دقیقه باقي نچهوڑا
مگر بیجا پور والوں نے کسي قسم کي امداد و اعانت نکي اور مغل یعني
اورنگ زیب والے بهت کڑے اور بهاري هوتے گئے قطب شاه نے بزور و
قوت محاصره اوٹهانے پر بهت سے ارادے کیئے مگر جب کچهه بن نپڑي
تو لاچار اُس نے اطاعت کي وه سخت شرطیں قبول کیں جو اُس کي
اطاعت پر پیش کي گئي تهیں یعني سلطان محمد اورنگ زیب کے بیٹے
کے ساتهه اپني بیٹي کي شادي کرنے اور نقد اور ملک اُس کے جهیز میں
دینے اور کروڑ روپیه سالانه خراج کے پہلي قسط کي بابت ادا کرنے کا اقرار
کیا اور علاوه اِس کے یهه بهي وعده کیا که پچهلي باقیات کا روپیه دو برس
کے اندر اندر ادا کرونگا *

شاهجهان ايسے مزاج كا آدمي تها كه اگر وه هوتا تو ايسي كڑي كڑي شرطيں نه لگاتا چنانچه اُسنے روپيه كي شرطوں ميں سے بهت كچهه روپيه معاف كيا اور باقي شرطوں كي تعميل كرائي گئي اور اورنگ زيب اورنگ آباد كو ماه مئي سنه ١٦٥٦ ع مطابق سنه ١٠٦٦ هجري ميں واپس آگيا بعد اُس كے مير جمله مغلوں كي ملازمت ميں رها اور اورنگ زيب كے عمده عمده صلاح كاروں ميں گنا گيا اور اُس كے بلند ارادوں كے لئيے عمده ذريعه تصور كيا گيا غرض كه بڑے بڑے كام اُس نے دئيے اور اُس كے بڑے كام آتا رها *

گولكنده كي سلطنت سے كاميابي كا ثمره اورنگ زيب اُٹها هي هوچكا تها كه اُس كو اُسي قسم كے فائده اُٹهانے كا ايك اور موقع اُس رياست سے هاتهه آيا جو اُسكے هم سائيگي ميں واقع تهي بيان اُس كا يهه هي كه جب سے بيجا پور والے عادل شاه سے پچهلي صلح پر عهد و پيمان هوچكے تهے تب سے برابر امن چين كے دن گذرے چلے جاتے تهے اور عادل شاه بهي شاهجهان كے اُنس و محبت كو دم بدم بڑهاتا جاتا تها مگر اِس لئيے كه عادل شاه اُس كے بڑے بيٹے دارا شكوه سے زياده واسطه علاقه ركهتا تها تو اورنگ زيب اپنے بهائي دارا شكوه كي جهت سے عادل شاه سے دلوں ميں جلتا تها نومبر سنه ١٦٥٦ ع † مطابق محرم سنه ١٠٦٧ هجري كو عادل شاه مرگيا اور علي اُسكا بيٹا اُنيس برس كي عمر ميں جانشين اُس كا هوا اور شاهجهان اورنگ زيب كے سكهانے بهكانے سے اس بات پر مايل هوا كه جانشين مذكور كو عادل شاه كا بيٹا تسليم نه كرے اور اپنے باجگذار كي جانشيني كے مقدمه كے تصفيه ميں استحقاق اپنا جتاوے اِس زمانه ميں حكومت بيجا پور كي قوت كچهه كم تو نهوئي تهي مگر لڑائي كے سامانوں ميں مستعد و آماده نه تهي علاوه اس كے اُس كي فوج كا بڑا ٹكڑا كرناٹك كے چهوٹے چهوٹے راجاؤں كے مقابله ميں بهت فاصله پر

---

† گرينٹ ڈف صاحب

مصروف تھا اور یہي باعث ہوا کہ اورنگ زیب کو بیجا پور سے لڑنے اور اُسپر دھاوا کرنے میں کوئي دشواري پیش نہ آئي اور نصیبوں سے یہہ بڑي بات حاصل ہوئي کہ بیدرکا وہ مضبوط و مستحکم قلعہ ہاتھہ آیا جو بیجا پور کي عین سرحد پر واقع ہی اور اُسکے ہاتھہ آنے سے بلا دقت و دشواري دارالحکومت † تک بڑھتا چلا گیا اور اس یکایک حملہ کرنے سے وہ طریقہ جو اپنے بچاو کے لیئے بیجا پور والوں نے بڑي کامیابي سے پہلے دھاوؤں میں برتا تھا یعني محاصروں کے تنگ کرنے کو درختوں کو کٹوایا اور کنوں کو بھروایا اور تالابوں کو خالي کروایا اب کے برتنے نہ پاے غرض کہ جب اُس نئے بادشاہ سے کچھہ بن نپڑي تو نہایت لاچار ہوکر مارچ سنہ ۱۶۵۷ ع مطابق سنہ ۱۰۶۷ ھجري کو بري بري شرطوں سے آشتي کي درخواست گزاري مگر اورنگ زیب نے اُن شرطوں کو بھي قبول نکیا اور اُسکو ایک ضرورت پیش آئي کہ وہ لوٹ کر چلا گیا اگر ایسي ضرورت کے پیش آنے اور ایسے معاملہ کے واقع ہونے سے جس کي لاگ لپیٹ اُس کو بیگانے ملکوں پر قبض و تصرف کرنے کي نسبت بہت زیادہ تھي پیچھے لوٹ کر نجاتا تو بیجاپور کي دارالحکومت کو اُس کے اطراف و جوانب سمیت تھوڑے عرصہ میں اپنے قبضہ میں کرلیتا *

تیسرا باب

سنہ ۱۶۵۷ ع سے شاھجہاں کے زوال دولت تک

شاھجہاں بہت بیمار ہوا اور اُس کے سخت بیمار ہونے سے یہہ اندیشہ پیش آیا کہ تخت اُس کا دارا شکوہ پر جلد منتقل ہوجاویگا چنانچہ ظہور اُس کا اس قدر ہوا کہ انصرام اُس کي حکومت کا داراشکوہ کو تفویض کیا گیا اور جب کہ کار بار کي یہہ صورت ہوئي کہ اُس کے وقوع سے اورنگ زیب کي وہ اُمیدیں ٹوٹ چلیں جو جاہ و حشمت کے بڑھانے

---

† گرینٹ ڈف صاحب

اور شان و شوکت کے دکھانے پر ایک مدت سے لگ رہی تھیں بلکہ خود جان ہی کی سلامتی کے لالے پڑے تو اورنگ زیب کی توجہہ دارالسلطنت پر مائل ہوئی اور دکن کی مہموں سے بہت دنوں تک برطرف رہی *

شاہجہاں کے چار بیٹوں میں سے کوئی ایسا گھٹکا نہ تھا کہ وہ کمتر حالت پر قناعت کرتا بلکہ بقول اُس کے جو لنکا میں وہ باون گز کا ہر ایک اعلی مرتبہ کا خواہاں جویاں تھا منجملہ اُن کے داراشکوہ بیالیس برس کا اور مرزا شجاع چالیس برس کا اور اورنگ زیب اڑتیس برس کا اور مرزا مراد ان سب سے چھوٹا تھا مگر باوصف اسکے کہ عمر میں چھوٹا تھا بڑی بڑی فوجوں کا حاکم رہ چکا تھا † اور حال اُنکا یہہ تھا کہ داراشکوہ کا سینہ بیکینہ اور ہمت اُسکی عالی اور خرچ اُسکا فراواں اور فکر اُسکی سلیم اور شکوہ و وقار اُس کا بہاری بہرکم تھا مگر مخالف طبیعت کا متحمل نہ تھا اور دور اندیشی کے عام قاعدوں کو فند و فطرت اور کم زوری کی باتیں سمجھتا تھا اور اُن کے برتاؤ سے بڑی نفرت کرتا تھا اور اُس کی ایسی نازک مزاجی کے سبب سے بہت سے لوگ اُس کے دشمن اور نا عاقبت اندیشی اور بے پروائی سے رفیق اُس کے کم ہو گئے اور اُن کو اوسکی دوستی کا اعتبار کم ہو گیا تھا اور مرزاشجاع اوسکا چھوٹا بھائی اگرچہ لیاقت و قابلیت میں محتاج و دست نگر تو نہ تھا مگر رات دن متوالا رہتا تھا اور نہایت عیاشی سے چین کا بندہ تھا باقی اورنگ زیب اخلاق و عادات میں داراشکوہ کا خلاف تہا چنانچہ مزاج اوسکا دہیما اور طبیعت اسکی ٹھنڈی اور حوصلہ اسکا تنگ اور بجاے خود دور اندیش اور فتنہ پرست اور نہایت فریبی اور مکار اور کینہ پرور اور تیز فکر اور سنجیدہ اطوار اور نہایت خوش بیان تھا اور یہہ فکر اسکو ہمیشہ دامنگیر رہتی تہی کہ نئے نئے دوست بناوے اور دشمنوں کو راضی رکہے اور باوصف اونچی لڑائی کے کاموں میں ہوشیار اور دلاور تھا اگرچہ

† کیٹرون صاحب کی تاریخ جہانگیر

جوڑ بند اوسکے پہلوانوں کے سے نہ تھی مگر یوں صورت کا اچھا تھا اور جو
کہ دنیا کے کاموں میں اکثر مکر و فریب کی باتیں برتتا تھا اور دین
مذہب کے قاعدوں کو تدبیر مملکت کا آلہ بناتا تھا تو اس سے یہہ سمجھا گیا
کہ اپنے دین میں بھی سچا نہ تھا مگر حقیقت میں اُسکے پکے مسلمان ہونے
اور دین میں تعصب برتنے میں کوئی شک شبہہ نہ تھا پکے مسلمانوں
سے تعلیم اُس نے پائی تھی اور آغاز شباب میں عبادت پر متوجہہ تھا
یہاں تک کہ ایک بار اُس نے یہہ بات بھی کہی تھی کہ دنیا چھوڑ کر
فقیری کا جامہ پہنونگا اورعمر بھر اُس نے دین کی پابندی ایسی
ایسی باتوں میں ظاہر کی کہ کوئی کوئی بات اُن میں اُس کی
غرضوں کے مفید نہ تھی اور کوئی کوئی اُس کے مطلبوں کے صریح
مخالف تھی دعاؤں کے مانگنے اور نماز و قران کے پڑھنے اور
خدا کے پوجنے اور بری باتوں سے بچنے میں گرمجوشی دکھاتا
تھا یہاں تک کہ بظاہر یہہ گمان تھا کہ وہ اپنی محنت سے روٹی
کما کر کھاتا ہی علاوہ اُس کے عجز و انکسار کے برتنے اور کسی کے بھڑکانے
سے نہ بھڑکنے اور اڑے وقتوں میں خداهی پر بھروسا کرنے اورز خصوص
اُن عمدہ کوششوں کے پورے کرنے میں نہایت سعی و محنت اُس کی
مشکور ہوئی جو اسلام کے بڑھانے اور کفر کے گھٹانے میں اُسکی پائمردی
سے ظاہر ہوئیں مگر باوصف اِس کے خود کامی کا مضمون اُس میں ایسا
سمایا تھا کہ جب اخلاق و ملت کی کوئی بات اُس کی بلند نظری اور
طمع کشائی کے مانع مزاحم ہوتی تو پھر اُسکی کچھہ پروا نکرتا تھا اور
اپنے مطلب کے لیئے ہرقسم کے جرم و گناہ کا مرتکب ہوتا تھا اگرچہ اور
وقتوں میں طرح طرح کے وسواس اور اخلاق و مذہب کے خیالات اُس
کے جی میں گذرتی تھی *

ملکی کاموں میں مذہب کے قاعدوں سے کام لیا اور باعث یہہ تھا
کہ اُس وقت کا یہی مقتضی تھا اِس لیئے کہ اکبر کی انوکھی باتوں سے

اکثر مسلمانوں کو صدمه پهونچا تها جو اِس معمولی نفرت کے علاوه که لوگوں کے خیالوں اور مذهبوں کو ازادي حاصل هوئي یهه بات بهي سمجهتے تهے که همارے دین کي تخریب کا اراده کیا گیا بعد اُس کے جهانگیر اُس کي گدي پر بیٹها اور اُس نے مسلمانوں کي پراني رسموں کو ایسے پهکے پن سے دوباره رایج کیا که مسلمان لوگ اچهي طرح راضي هوئے اور شاهجهان اُس کا بیٹا اگرچه باپ کي نسبت کچهه زیاده مسلمان تها مگر دارا شکوه اُس کا پیارا بیٹا اکبر کے قدم بقدم چلتا تها چنانچه ایک کتاب اُسنے هندو و مسلمانونکے مسائلوں میں تصنیف کي اور دونوں کي تطبیق آپس میں چاهي غرض که کوئي بات اِس سے زیاده موثر منتخب نهیں هوسکتي تهي که دارا شکوه اپنے فاسد عقیدوں کي بدولت مسلمانوں کے نزدیک اچها نٹهرے اور اورنگ زیب سے پابند مذهب کا مقابله کرنا دارا شکوه سے اِس خاص صورت کے سوائے معقول اور پسندیده ممکن نه تها که وه اسلام کا پهلوان اور دارا شکوه اُس کا مخالف کفر کا معاون سمجها گیا اور مرزا شجاع کي نسبت اس باعث سے معزز و ممتاز تها که مرزا شجاع شیعوں سے گهلا ملا رهتا تها اور سني مسلمان اُس سے نفرت کرتے تهے *

مرزا مراد اپنے دل سے سخي اور جي کا بهادر تها مگر سمجهه بوجهه اُس کي کامل نتهي اور کام اُس کے عام لوگوں کے سے دهندے تهے باقي دلیري اور خودمرائي اور شهوت پرستي اور آرام جوئي کے علاوه کوئي کام اُس کو نه تها اور اِن کاموں سے بڑه کر کسي ترقي کا خواهاں نه هوتا تها † *

---

† اِن شهزادوں کے اخلاق و عادات کا مذکور برنیر صاحب کے بیان سے لیا گیا اور واقعات مندرجه خافي خاں اور رقعات اورنگ زیب کے چند مقاموں سے کچهه کچهه تبدیل اُن میں کي گئي اورنگ زیب نے شاهجهاں کا فرموده اپنے بیٹوں کي نسبت قلمبند کیا شاهجهاں نے فرمایا که بادشاهت کي شان و شوکت اور فوج کي حکومت کي لیاقت دارا شکوه رکهتا هی مگر وه ایسے لوگوں سے حسد کرتا هی جو فخر و عزت

جس بی بی سے یہہ چاروں بیٹے تھے ‡ اُسي بي بي سے دو بیٹیاں بھي تھیں منجملہ اُن کے بادشاہ بیگم بڑي بیٹي شاہجہاں کو پیاري تھي اور خدا تعالی نے حسن و نزاکت کے ساتھہ اُس کو فہم فراست بھي عنایت فرمایا تھا اور دارا شکوہ کے مقصودوں کي مدد و معاون رھتي تھي اور اِس لیئے کہ دوسري بیٹي روشن آرا بیگم میں بادشاہ بیگم کي شکل و شمایل کم تھي تو رعب داب اُس کا کم تھا اور بادشاہ کا التفات بھي اُس طرف تھوڑا تھا مگر فند و فطرت کي سازشوں اور محلسراے کے بھیدوں کي واقفیت سے اپنے پیارے بھائي اورنگ زیب کے بڑے کام آتي تھي *

داراشکوہ کے انصرام سلطنت اور بھائیوں کي بغاوت کا بیان

جس خبر کے پھونچنے پر اورنگ زیب نے دارالسلطنت کا ارادہ کیا وہ روشن آرا بیگم کي بدولت حاصل ھوئي تھي بیان اُس کا یہہ ھی کہ شاہجہاں سرسٹھہ برس کو پھونچا تھا اور پچھلے دنوں میں کاھلي اور ارام طلبي کے باعث سے سلطنت کے کام کاج پر پوري پوري توجھہ نکرتا تھا اور اور بیٹوں کي نسبت دارا شکوہ کو یہہ مرتبہ دیا تھا کہ اُس کو وارث تخت سمجھہ کر جن کاموں کو خود نکرتا تھا اُن کو اس پر ڈالتا تھا غرض کہ اسي زمانہ میں بادشاہ کے گھٹنے درد کرنے لگے اور پیشاب اُسکا بند ھوگیا اور کام کاج کے قابل نرھا یہاں تک کہ

کا دعوی رکھتے ھیں اور اسي سبب سے وہ بڑوں سے بھلا اور بھلوں سے برا ھی اور مرزا شجاع ایک شرابي کبابي اور مراد ایک نفس پرور اور شکم بندہ ھی اور اورنگ زیب اپنے کاموں اور صلاح و مشورت کي باتوں میں مراد اور شجاع دونوں پر فایق اور سرکاري کاموں کے بوجھہ اُٹھانے کے لایق ھی مگر شکوک شبہات سے معمور اور سب کي جانب سے بدگمان ھی اور کسي آدمي کو اعتماد کے قابل نہیں جانتا ۱۲ رقعہ اورنگزیب موسومہ فرزند خود مندرجہ دستورالعمل اغائي

‡ گلیڈون صاحب کي تاریخ جہانگیر

گور کے کنارے پہونیچ گیا § دارا شکوہ نے ایسی وقت میں اکتوبر سنہ ۱۶۵۷ ع مطابق ہفتم ذي‌الحجہ سنہ ۱۰۶۷ ہجري کو جگھہ جگھہ کي خط کتابت موقوف کرائي اور ایسی مسافروں کو کہیں آنے جانے ندیا جن کے ذریعہ سے بادشاہ کے سخت بیمار ہونیکي خبر صوبوں میں پہیلني ممکن تھي مگر باوصف اِس کے بہائیوں کي تاک جہانک اور چالاکیوں سے بہت دنوں تک بیچ نسکا اور بخصوص اورنگ زیب کو اوسکي کل حرکتوں اور دعاوں کي اُس لڑائي کے تمام زمانہ میں ذرا ذرا خبر پہونچتي رہي جسکا بیان آگی آویگا *

ایسی اڑے وقت میں پہلے پہل مرزا شجاع نائب‌السلطنت بنگالہ نے میدان میں قدم رکہا چنانچہ اوسنے ساري فوج اپني اکہٹي کي اور دارالسلطنت کے ارادہ پر بہار تک چلا آیا بعد اوس کے مرزا مراد نایب‌السلطنت گجرات نے مرزا شجاع کي پیروي کي چنانچہ ضلع کے خزانوں پر تصرف کیا اور سورت کو آ گھیرا جہاں کا حاکم محکوم اوسکا نتھا اور بہت سے روپیہ کے وہاں جمع ہونے کا خیال اوسنے کیا *

اورنگ زیب نے زیادہ ہوشیاري برتي کہ اُسنی شجاع اور مرادکي مانند بادشاہي کا خطاب اختیار نہ کیا اگرچہ اپنے صوبہ کي شمالي سرحد تک آیا اور اپني فوج کو طیاري کا حکم سنایا مگر جبتک کہ دارا شکوہ کي طرف سے بصیغہ بادشاہت میر جملہ وغیرہ سرداران فوج کے نام یہہ حکم نہ آیا کہ اورنگ زیب کے تحت حکومت نرہو اور اُس کے نشان سے الگ ہو جاؤ تب تک وہ علانیہ جنگ و پرخاش پر آمادہ نہوا میر جملہ مغلوں کي ملازمت کے بعد آگرہ میں بلوایا گیا تھا اور بڑے بڑے عہدوں پر معزز اور ممتاز ہوا تھا اور بعد اُس کے دکن کو واپس روانہ کیا گیا تھا مگر کل خاندان اُس کا آگرہ میں موجود تھا اور اسي لیئے بادشاہ کي نافرماني میں اُن نتیجوں کا اندیشہ تھا جو نافرماني

§ خافي خاں

کي صورت میں اُس کے خاندان والوں کو پیش آتي مگر اورنگ زیب نے ایک بات ایسي اُس کو سوجهائي که اُس کي پریشاني دور هوگئي *

ایک تدبیر کي رو سے جو آپس کي صلاح و مشورت سے نکالي گئي تهي اورنگ زیب نے میر جمله کو اپنے دربار میں بلایا میر جمله نے پریشاني ظاهر کي اور تعمیل حکم میں توقف کیا مگر جب که وه کام ناکام اُسکے دربار میں حاضر هوا تو اورنگ زیب نے دولت آباد کے قلعه میں مقید رهنے کا حکم دیا اور میر جمله کے ماتحت سردار اپنے افسر کي خفیه اجازت سے اورنگ زیب کي خدمت میں حاضر رهے بعد اُسکے اورنگ زیب نے پرده تو اوٹهایا مگر اپنے معمولي چالیں چلتا رها چنانچه اُس نے دارا شکوه اور شجاع کو آپس میں لڑنے بهڑنے دیا تاکه اونکے کم زور هونیسے اپنے تئیں فایده پهونچے اور اپنے جوڑتوڑوں کو مراد کے رفیق و موافق بنانے میں صرف کیا جس سے یهه امید تهي که وه اوس کے هاتهوں میں بطور ایک آله کے رهیگا غرض که اوسنے مراد کو ایک خط اِس مضمون سے لکها که میں تمهارا خیر خواه اور برادر مخلص هوں اور تخت نشیني تمکو مبارک هو باقي میرا یهه اراده هی که میں مکه کو جاؤں اور کنج عزلت میں بیٹهه کر خدا کي یاد کروں اور دنیا کو چهوڑوں اور باوصف اِس کے لامذهب داراشکوه کے مقابله پر تیرا ساتهي بهي هوں اور ابتک که همارا باپ جیتا جاگتا هی تو هم کو چاهیئی که اُس کي خدمت میں حاضر هوں اگر وه همسے بعنایت پیش آوے تو اُس کو اُس رعب داب سے بچاویں جو داراشکوه نے اُسپر حاصل کیا اور اپنے بهائي داراشکوه کي غلط فهمي کي معافي چاهیں اور اب اسي عرصه میں همکو یهه مناسب هی که هم اپني فوجیں اکٹهي کریں اور کافر جسونت راے سے بمقابله پیش آویں جو همارے لیئے روانه کیا گیا † اگرچه یهه بات قرین قیاس نهیں که مرزا

---

† خافي خاں

مراد اورنگ زیب کي ایسي خلاف توقع باتوں سے دھوکہ میں آیا ھو مگر اوس نے موتي چال کو اپنے اوستادانه پیرایوں سے چھپایا تھا غرض که مراد ایک سیدھا سادھا آدمي تھا چنانچه اُس نے اورنگ زیب کي بناوٹوں اور خوشامد آمیز فقروں کو بہت کان دھر کر سنا اور کسي طرح کا شک و شبہه جي میں نه لایا اور اپنے خفیف معامله کي تائید و اعانت سے جس کي توقع اُس کو بہت تھوڑي تھي نہایت شادان و فرحان ھوا *

اِس سے پہلے دارا شکوه اپنے حریفوں کے مقابله کي تدبیریں ٹھیک ٹھاک کرچکا تھا چنانچه اُسنے راجه جسونت سنگھه کو مُراد اور اورنگ زیب کي دیکھه بھال کے لیئے مالوه میں روانه کیا تھا اور یہه اُس کو سمجھا دیا تھا که حسب تقاضاے وقت جیسا که شایان و مناسب ھووے ساري فوج سے اُن کا مقابله کرے یا فوج کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بمقابله پیش آوے بعد اُس کے نومبر سنه ۱۶۵۷ ع مطابق چوتھي ربیع‌الاول سنه ۱۰۶۸ هجري میں دلي سے آگره کي جانب بڑھا اور اپنے بیٹے سلیمان شکوه کے ساتھه ایک فوج اپني کرکے بتائید راجه جے سنگھه کے مرزا شجاع کے مقابله پر بھیجا جو بنگاله سے چلا آتا تھا اور یہه وه زمانه تھا که اس زمانه میں شاهجہان نے کامل شفا پائي تھي اور اپني سلطنت پر دو باره قبضه کرنے کے قابل ھوگیاتھا مگر اور شاهزادوں کي بد وضعي اور بد چلني سے داراشکوه پر اعتماد اُس کا زیاده ھوتا گیا چنانچه اس نے شاهزاده مرزا شجاع کے نام اس مضمون سے ایک شقه مضبوط لفظوں کا لکھا که تو اپني حکومت گاه کو واپس چلا جا مگر مرزا شجاع نے شقه مذکور کو دارا شکوه کا جزو تصور کیا اور اب بھي بادشاه کے شفا پانے کو مشتبه سمجھے گیا اور دارالخلافته کي طرف بڑھتا آیا یہاں تک که مرزا سلیمان شکوه اُس سے بنارس کے قرب و جوار میں مقابل ھوا چنانچه شجاع سے لڑائي ھوئي مرزا شجاع کي فوج اگرچه منتشر تو نہوئي مگر اوس نے شکست فاحش کھائي چنانچه مرزا شجاع بنگاله جانے پر مجبور ھوا *

اسي عرصہ میں آخر مارچ سنہ ١٦٥٨ع مطابق ٢٥ جمادي الثاني سنہ ١٠٦٨ هجري میں اورنگ زیب نے برهانپور † سے مالوہ کو کوچ کیا اور مرزا مراد اپنے بهائي سے ملاقي هوا اور دونوں کي فوجیں باهم هوکر جسونت راے پر روانہ هوئیں جو اوجین کے قریب اپني چهاوني ڈالی پڑا تها راجہ نے اپني فوج کو دریاے سپرا کے کنارے پر آراستہ کیا یہہ دریا اگرچہ اوس زمانہ میں خشک هونے کے قریب تها مگر جس زمین پر بهتا تها اوسکہ پہاڑي هونیکے باعث سے وار پار اوترنیکا بڑا مانع مزاحم تها یہہ لڑائي اپریل سنۂ الیہ مطابق ماہ رجب سنہ الیہ میں واقع هوئي اور راجپوت بڑي دلیري دلاوري سے لڑے مگر جب کہ باقي فوج نے تائید اون کي اچهي طرح نکي تو وہ لڑائي هار گئےاور تصفیہ اِس لڑائي کا مرزا مراد کي بہادري سے هوا غرض کہ جسونت سنگهہ اپني پراگندہ فوج کو لیئے هوئی اپنے ملک کو چلا گیا اور باقي فوج بادشاهي تتر بتر هوگئي ‡ بعد اوس کے جب اورنگ زیب نے اپنے سرداروں پر انعام تقسیم کیا تو مراد کي شکرگذاري کے لیئے اون کو بهیجا گویا کہ وهي شاهزادہ اِس فخر و عزت کا سرچشمہ اور شان و شوکت کا سرمایہ هی اور جب کہ اورنگ زیب اوس سے پهلے پهل ملا تها تو اوس نے باهم متفق رهنے کا قول و قسم کیا تها چنانچہ بعد اس لڑائي کے وہ اپني بات پر قایم رها اور صدق و صداقت اور زور و متانت سے وہ وعدے اپنے کیئے گیا اگرچہ اورنگ زیب اپني حسن و لیاقت کے ذریعہ سے لڑائي کے تمام کار بار پر قابض و متصرف تها مگر لڑائي کے سارے زمانہ میں جاں نثاري اور نیازمندي جتاتا رها اور چهوٹے بهائي کو بڑا

---

† خافي خاں

‡ برنیر صاحب بادشاهي فوج میں تهوڑے هي عرصہ بعد اِس لڑائي کے آئی تهے چنانچہ وہ صاحب قاسم خاں بادشاهي فوج کے دوسرے سردار کو نمک حرام بتاتے هیں یعني اُسنے مخالفوں سے موافقت کي اور حق نمک ادا نکیا — ایضا خافي خاں

سمجھتا رھا اور تمام موقعوں پر تواضع اور مدارات اوسکي کرتا رھا
|| بعد اوس کے یہہ دونوں بھائي خفیف خفیف کوچ کرتے ھوئی آگے کو
بڑھے یہاں تک کہ وہ شعبان سنہ ۱۰۶۸ مطابق مئي سنہ ۱۶۵۸ع کو
دریاے چنبل تک پہونچے جو گوالیار کے قریب اور دھولپور کے نیچے
بہتا ھی اور جو جو انتظام اوس دریا کي حفظ و حراست کي غرض
سے داراشکوہ نے کیئے تھے وہ اورنگ زیب کي عمدہ تدبیروں سے
بے کار ھوگئی یہاں تک کہ فوج اوس کي بلاتکلف دریا پار آترگئي *

جسونت راے کي لڑائي سے پہلے شاھجہاں شدت گرمي کے مارے
اگرہ سے دلي کو روانہ ھو گیا تھا اور جب کہ اُسنے یہہ بري خبر سني
کہ جسونت سنگھہ نے لڑائي ھاري تو بلا رضا و رغبت وہ دلي سے آگرہ
کو واپس آیا اور وھاں آکر یہہ دیکھا کہ دارا شکوہ نے میر جملہ کے بیٹے
محمد امین کو مقید کیا ھی مگر جب کہ شاھجہاں نے اس حرکت کو
پسندیدہ نہ سمجھا تو خود داراشکوہ نے حکم اپنا منسوخ کیا اگرچہ
خود بادشاہ اس زمانہ میں شدت مرض کے مارے ضعیف و نحیف
تھا مگر باوصف اس کے خیموں کي استادگي کا حکم اُس نے صادر فرمایا
اور بذات خود لڑائي پرجانے کا آسنے ارادہ کیا اور یہہ اُمید آسکو قوي
تھي کہ میري موجودگي اور حکم و حکومت کے باعث سے باھم تصفیہ
ھو جاویگا اور ایسي لڑائي واقع نہوگي جسکے ھونے سے طرح طرح کي بلائیں
مصیبتیں خود اس پر اور فریقین پر نازل ھوویں مگر اُسکے سالے شایستہ
خاں نے روک تھام اُسکي کي اور اس ارادہ سے آسکو باز رکھا اور حقیقت
یہہ تھي کہ اگر شاھجہاں اس ارادہ کو پورا کرتا تو گو فوجوں پر تھوڑا
بہت اثر اوسکا ھوتا مگر بیٹوں کے حق میں کارگر نہ پڑتا اس لیئی کہ
شاھزادوں کي یہہ نوبت پہونچي تھي کہ اپنے ارادوں سے پھرنا اور
شاھجہاں کي حیات موھوم پر اپني سلامتي کا بھروسا کرنا اب ممکن
نہ تھا *

|| خافيخاں و برنیر صاحب

دارا شکوہ اس آشتي سے اس لیئے خوش نہ تھا کہ آسکے ہونے سے نا محدود اختیار اوسکا بجاے خود باقي نہ رهتا اور بدستور سابق ساري سلطنت کا انصرام و اهتمام اوسکے باپ کے قبض و تصرف میں چلا جاتا غرض کہ دارا شکوہ نے اسي واقعي خیال سے اور نیز اپني فوج کي کثرت تعداد کے بھروسے پر سلیمان شکوہ اپنے بیٹے کا انتظار بھي نہ کیا جو آسکي فوج کا عمدہ ٹکڑا همراہ اپني لیئے هوئے بنارس سے چلا آتا تھا یہانتک کہ داراشکوہ اپنے باپ کي تاکید و فہمایش کے خلاف پر ایک ایسي فوج اپنے ساتھہ لیکر آگرہ سے روانہ هوا جو کثرت تعداد اور درستي ساز و سامان کي حیثیت سے ایسي معلوم هوتي تھي کہ کوئي فوج آسکي ٹکر نہ اٹھا سکیگي مگر حقیقت میں اپنے حاکم کے غرور و نخوت اور سرداروں کي نمک حرامي اور چنے چنے لڑنے والوں کے موجود نہونے سے بہت کمزور هوگئي † تھي *

غرض کہ آغاز جون سنہ ۱۶۵۸ع مطابق ششم رمضان سنہ ۱۰۶۸ع کو دونوں فوجیں یعنے اورنگ زیب اور داراشکوہ کے لاؤ لشکر شاماگڈہ واقع متصل آگرہ پر پہونچے اور دوسرے روز آپسمیں صف بندي تو هوئي مگر اگلي صبح تک لڑائي بھڑائي نہ هوئي *

دارا شکوہ کیطرف سے لڑائي شروع هوئي یعني اوسکي فوج کے ایک رسالہ نے جو رستم خان رسالہ دار کے زیر حکومت تھا آپ اپني طرف سے پہلے پہل چھیڑ اوٹھائي مگر وہ رسالہ آن توپوں کي قطار میں گھس بیٹھہ نہ سکا جو اورنگ زیب کي فوج کے سامنے مرتب کي گئي تھیں اور ایسے هي دوسرا دھاوا بھي جو خود دارا شکوہ نے کیا تھا نا کام رہا اور

---

† خافي خان بیان کرتا هی کہ داراشکوہ کي فوج آگرہ میں ستر هزار سواروں سے زیادہ تھي اور هاتھي اور توپیں بلا شمار تھیں اگرچہ برنیر صاحب هندوستان کے بیان کو هجوم و کثرت کے مقدمہ میں عموما اعتبار نہیں کرتے مگر یہاں وہ صاحب خیال کرتے هیں کہ دارا شکوہ کے پاس ایک لاکھہ سوار اور بیس هزار پیادے اور اسي توپیں هونگي اور اورنگ زیب و مراد کي فوجوں کو تیس یا پینتیس هزار سوار بتاتے هیں

بالکل ضایع گیا مگر اُس نے مرۃ بعد اخری اور کرۃ بعد اولی اپنے دھاروں کو جاري رکھا اور عین مرکز لشکر پر جہاں اورنگ زیب اپني ہمت باندھے کھڑا تھا متواتر حملوں کي بوچھاریں برساتا رہا اور اسي عرصہ میں تین ہزار اوزبکوں نے مرزا مراد پر حملہ کیا اور تیروں کي ایسي بوچھاریں برسائیں کہ مرزا مراد ان کے مقابلہ پر بدشواري ٹہر سکا اگرچہ اُسکے ہاتھي نے تیروں کي مار ماروں سے بھاگنا چاہا مگر اس نے پانو میں بھاري زنجیر ڈلوائي اور اس زنجیر کے ڈالنے سے اپنے بھاگنے کے اختیار و قدرت کو منقدم کیا بعد اس کھمسان کے جو اوزبکوں سے واقع ہوا ایک اور دھاوا ظہور میں آیا یعني راجپوتوں کے بہت بڑے گروہ نے مرزا مراد پر اس تندي تیزي سے حملہ کیا کہ کوئي چیز اُسکو روک نہ سکتي تھي منجملہ اونکے راجہ رام سنگھہ اُن کے سردار نے جو زعفراني جامہ پہنے ہوئے اور مرصع کلغي لگائے ہوئے آتا تھا مرزا مراد کي طرف اپنا گھوڑا دوڑایا اور بھالا تول کر مرزا مراد پر چلایا اور مہاوت کو للکار کر ہاتھي بٹھانے کو کہا مراد نے اوسکا بھالا اپني ڈھال پر روکا اور ایک تیر آبدار کے ذریعہ سے شربت مرگ اوس کو چکھایا ‡ اور جبکہ راجہ رام سنگھہ اوس کے تیر کي مار سے پچھاڑ کھاکر گرا اور لوٹ پوٹ کر مرگیا تو راجپوتوں کے غیظ و غضب کو جوش آیا اور ایسے جي توڑ کر لڑے کہ مرزا مراد کے ہاتھي کے آس پاس اونکي لاشوں کے پشتے بندھ گئے اگرچہ اورنگ زیب اسوقت میں بھائي کي اعانت پرانے کو آمادہ تھا مگر وہ جہاں کہیں تھا وہیں اوس کو نہایت مصروفي مشغولي کا موقع ہاتھہ آیا یعني داراشکوہ نے اورنگ زیب کي توپوں کي قطار کو توڑ کر قلب لشکر پر دھاوا کیا اور دھاوے کي تندي اور فوج کي فراواني سے جو چیز اوسکے سامہنے پڑي اسکو تہکانے لگایا *

‡ کرنیل ٹاڈ صاحب نے اس دھاوے کو بوندي والے راجہ چتر سال سے نسبت کیا جو شاہجہاں کے عہد و دولت میں مشہور سرداران فوج سے گنا جاتا تھا اور اسي لڑائي میں مارا گیا — خافي خاں برنیر صاحب

اگرچہ اس دھاوے کی تندی سے ساری فوج میں ہل چل پڑی مگر اورنگ زیب اپنی ذات سے مضبوط و مستحکم رہا چنانچہ جہاں کہیں بڑا خطرہ معلوم کرتا تھا وہیں اپنا ہاتھی دوڑاتا تھا اور بآواز بلند اپنے لوگوں سے کہتا تھا کہ خدا تمہارا ساتھی ہی اور تمہاری بازگشت اوسیکی طرف ہی اور کوئی پشت پناہ آسکے سوا نہیں اسی گھمسان میں راجہ روپ سنگھہ اپنے گھوڑے سے کودا اور اورنگ زیب کے ہاتھی تک پہونچکر اُس کے تنگ کو کاٹنے لگا اورنگ زیب اوسکی دلیری دلاوری سے حیران رہا اور اُسوقت پریشانی کیوقت اپنے لوگوں سے پکار کر کہا کہ اس گبرو کو ضایع نہ کرنا مگر اوسکی آواز کے پہونچنے سے پہلے وہ پاش پاش ہو چکا تھا بعد اوسکے جب مرزا مراد نے راجپوتوں کے ہٹانے بھگانے سے فرصت پائی تو دارا شکوہ کے قلب لشکر پر متوجہہ ہوا اور جب کہ داراشکوہ نے راجپوتوں کے مارے جانے اور بھاگ آنے سے اپنی فوج کے دائیں بازو کو دشمن کے حملہ کے لیئے کشادہ پایا تو اپنے حملہ کی قوت کم کرنے پر مجبور ہوا جو مخالف کے قلب لشکر پر پھیلی ہوئی تھی اگرچہ یہہ احتمال غالب تھا کہ دارا شکوہ اپنی فوج کی کثرت و فراوانی سے انجام کو کامیاب ہوجاتا مگر ایسی حالت میں کہ وہ اپنے ہاتھی کو جوساری فوج کو دکھائی دیتا تھا آگے بڑھائے جاتا تھا اور اپنی للکار سے فوج کی ہمت بڑھاتا جاتا تھا اور ہاتھہ کے اشارہ سے آگے بڑھنے کا اشارہ کرتا تھا مخالف کی فوج سے ایک بان ایسا آکر لگا کہ ہاتھی اُس کا بے قابو ہو گیا یہاں تک کہ کام نا کام اپنے ہاتھی سے کود کر گھوڑے پرسوار ہوا اور جب کہ دارا شکوہ دور دور کی فوج کو نظر نہ پڑا تو اون لوگوں میں پریشانی نے پانو اپنے پھیلائے اور جب کہ گھوڑے کی اسواری کے بعد ایک ملازم اوس کا جو اوسکے ترکش باندہ رہا تھا فوج مخالف کے تیرگولی سے گرا تو پاس پاس کے لوگوں میں بھی پریشانی پھیلی اور ساری فوج میں ہل چل پڑ گئی ایشیا کا دستور یہہ ہی کہ سردار کے مارے جانے سے اکثر ہار

هوتي هی اور آپس کي ملکي لڑائي میں اوسکے کام آنے سے وہ معاملہ نیست و نابود هوجاتا هی جس پر لڑائي واقع هوتي هی حاصل یهہ کہ جب یهہ پریشاني واقع هوئي تو دارا شکوہ کي کامیابي بیکار سمجھي گئي اور هرشخص کو اپني جان مال کے لالے پڑے یہاں تک کہ باقي اوس فوج کے بھي اوکھڑنے لگے جو لڑائي بھڑائي سے اب تک محفوظ و مامون تھي اور بادشاہ زادے لڑائي کے کھیت سے منهہ پھیر کر قلب لشکر کو چیرچار کر پیچھے کو بھاگے اور سامنے کي فوج اور خود دارا شکوہ کو بھاگنے پر مجبور کیا *

جوں هي کہ فتح و نصرت کا تصفیہ هوا تو اورنگ زیب سجدہ میں گرا اور خداتعالی کا شکر اُس لطف و عنایت کي بابت بجا لایا جو ایسے اڑے وقت میں اُسکي جناب کبر یا انتساب سے فایض هوئي بعد اُس کے مرزا مراد کو سلام کیا اور حصول سلطنت کي مبارکبادي دي اور جب کہ اُسنے مرزا مراد کے هودے کو تیروں کي بوچھاروں سے چھلني پایا اور خود اُسکو بھي کہیں کہیں زخمي دیکھا تو فتح و ظفر پرهشاشي بشاشي ظاهر کر کے اُس کے چہرہ کو لہو سے پوچھنے اور بڑا پیار اور نہایت مہر و محبت ظاهر کرنے † لگا *

جب کہ یهہ معاملہ میدان میں هو رها تها تو بد نصیب داراشکوہ شامت کا مارا آگرہ کي جانب بھاگا جاتا تھا چنانچہ شام کے وقت اُسي خرابي تباهي سے دو هزار سواروں سمیت آگرہ میں داخل هوا جسمیں اکثر لوگ اُنکے زخمي تھے اور منجملہ اُس بڑي فوج کے جو همراہ اُسکے گئي تھي یهي لوگ اُسکي خدمتگذاري کو باقي رہ گئے تھے شرم کے مارے باپ کے سامنے نہ گیا اسلیئے کہ اُسکي راے کے خلاف اُسنے یهہ کام کیا تھا

---

† مراد کے هودے کو فرخ سیر بادشاہ کے عہد دولت تک بطور عجایب چیزوں کے امانت رکھا تھا چنانچہ خافي خان کے زمانہ تک جسکو خود اُس نے بھي دیکھا تھا وہ هودا موجود تھا اور بقول اُسکے تیروں کے هجوم سے خار پشت کي مانند آمودہ اندودہ تھا

اگر وہ اُسکی تدبیر پر چلتا تو شاید یہہ ذلت نہ اُٹھاتا بعد اُسکے محل سلطانی سے بھاری مول کی دو چار چیزیں لیکر جورو بچوں سمیت آگرہ سے دلی کو چلتا ہوا آگرہ سے تین منزل پہونچ چکا تھا کہ وہ پانچ ہزار سوار اُس سے جا کر ملے جنکو بادشاہ نے اُس کی کمک کے لیئے بھیجا ‡ تھا *

اورنگ زیب کا آگرہ میں داخل ہونا

لڑائی پر تین دن گذرے تھے کہ اورنگ زیب آگرہ کو روانہ ہوا چنانچہ اُسنے شہر پناہ کے سامنے ڈیرے لگائے اور جون سنہ ۱۶۵۸ع مطابق

---

‡ اس لڑائی کے بیان میں بعض بعض حالات برنیر صاحب سے لیکر بیان کیئے گئے مگر خافی خاں کے بیان کو عموماً ترجیح اس لیئےدی گئی کہ خافی خاں تقریری اور تحریری بیانوں کے علاوہ اپنے باپ کا حوالہ بھی دیتا ہی جو خود لڑائی میں موجود تھا اگرچہ برنیر صاحب بھی اسی زمانہ کے قریب تھے اور وہ عمدہ لکھنے والے ہیں مگر تقریری اور تحریری واقفیت اُن کی محدود ہوگی اور ہندوستانیوں پر راے لگانے کے ذریعہ اُنکے پاس کچھہ تھوڑے موجود ہونگے علاوہ اُس کے اُن کے بیان میں ایسی ایسی حکایتیں مذکور ہیں جو لوگوں کی بناوٹیں معلوم ہوتی ہیں چنانچہ اُنہوں نے داراشکوہ کے ہاتھی سے اُترنے کی وجہہ یہہ بیان کی ہی کہ عین قتم کیوقت میں کسی سازشی صلاح کار نے اُسکو اُترنے کی مشورت سوجھائی اور خافی خاں کا یہہ بیان ہی کہ داراشکوہ ایسی گھبراہٹ میں اوترنے پر مجبور ہوا کہ اُس نے جو تیاں بھی ہودے میں چھوڑیں اور ننگے پانو اور بلا ہتیاروں گھوڑے پر سوار ہوا علاوہ اسکے برنیر صاحب نے شاہجہاں کی سازش اورنگ زیب کے پکڑنے میں اور بجواب اُسکے اورنگزیب کی سازش شاہجہاں کو گرفتار کرنے میں اور پھر کامیابی اُس کی بیان کی حالانکہ یہہ بات سچی معلوم نہیں ہوتی اور خافی خاں نے کچھہ بیان اُس کا نہیں کیا واضح ہو کہ جو جو حال اس میں اورنگ زیب کے مفید و نافع لکھے گئے ہیں وہ دیکھہ بھال اور چھان بین کے قابل ہیں اسلیئے کہ اگرچہ برنیر صاحب داراشکوہ کی پاک طینتی اور صاف نیتی کا شیفتہ فریفتہ تھا مگر اورنگ زیب اُسکا اقا دارا شکوہ کا دشمن تھا اور خافی خاں بھی دارا شکوہ سے مذہبی عداوت رکھتا تھا اور ان دونوں مورخوں نے یہہ حالات اُس زمانے میں لکھے ہیں کہ اورنگ زیب اچھی طرح کامیاب ہو چکا تھا اور جگہہ جگہہ اُس کی پکی مسلمانی اور بڑی بادشاہی کا شہرہ پھیل گیا تھا

دسویں رمضان سنه ۱۰۶۸ع هجري کو شهر پر قابض هوا بعد اُس کے تهوڑے دنوں گذرنے پر بادشاهي محلوں پر تصرف کیا اور باپ کي خدمت میں بڑے عجز و انکسار سے عریضے بهیجتا رها اور جو کام اُس سے ظهور میں آئے اُن کا عذر اوسنے پیش کیا که بمقتضاے ضرورت یهه کام اوس سے واقع هوئے باقي خدا نخواسته آپ کي خدمت میں کسي قسم کي گستاخي بے ادبي نهوگي میں ویساهي خادم اور نیازمند آپکا هوں جیسا که پہلے سے تها یهه غالب هے که اورنگ زیب اپنے جي سے اسبات پر راضي تها که باپ کو راضي رکهے اور اوسهکے نام سے حکومت کرتا رهے مگر جب که اوسکو یهه بات دریافت هوئي که باپ کے نزدیک اعتماد اپنا حاصل کرنا اور دارا شکوه کي مهر و محبت کو باپ کے جي سے دهونا ممکن و متصور نهیں تو اوسنے اپنے بیٹے محمد سلطان کو قلعه مبارک پر کامل قبض و تصرف کرنے اور آنے جانے والوں کو روکنے ٹوکنے کي غرض سے روانه کیا اور باوجود اس کے شاهجهاں کي تعظیم تکریم از حد هوتي رهي مگر سلطنت اوسکي اسي زمانه سے ختم هوئي اگرچه بعد اُسکے سات برس تک زنده رها باقي یهه وجهه دریافت نهیں هوتي که ایسا لایق فایق بادشاه تخت سے اوتارا جاوے اور اوسکے پرانے ملازموں میں سے کوئي حامي کار اوسکا نهووے اور اصل حقیقت یهه تهي که عیش و عشرت میں پڑنے سے اوسکي سمجهه بوجهه میں فرق و فتور آگیا تها اور اسلیئے که اوس نے ایک مدت سے فوج کي سرداري سے هاتهه اوٹهایا تها تو فوج والوں نے اپنے التفاتوں کو اُن شهزادوں پر متوجهه کیا تها جو اونکو میدانوں میں لڑائي پر لیجاتے تهے اور اُنکے ذریعوں سے انعام و اکرام ان میں تقسیم هوتے تهے علاوه ان کے اورنگ زیب کا حسن لیاقت اور جوهر قابلیت بهي باعث پڑا اس لیئے که اورنگ زیب اگرچه حکومت کے مقدموں اور باقي معاملوں میں بڑي اچها خاصا تها مگر سازشوں کي روک تهام اور مفسدوں کے انتظام و اهتمام میں اور معاملونکي نسبت بهت زیاده کامیاب هوا*

اورنگ زیب کا مراد کو قید کرنا

جب کہ اورنگ زیب کا کام نکل چکا اور شاھزادہ مراد سے کچھہ مطلب باقي نہ رھا تو اُس نے اُسکو اُس سلطنت سے بلا دشواري اور بلا سبب علاحدہ کیا جسکا اُسکو بظاھر مالک بنا رکھا تھا چنانچہ اُسنے اُس سیدھے سادھے بادشاہ زادہ کو عجز و انکسار کے برتاؤ اور نذر بھینٹہ کے چڑھاؤ اور مہر و محبت کے پہلاو سے جبتک دھوکہ میں رکھا کہ وہ دونوں دارا شکوہ کے پیچھے آگرہ سے روانہ ھوئے غرضکہ ایک روز اُسنے مرزا مراد کو شام کے وقت اپنے دسترخوان پر بلایا اور اپنے مذھبي وسواسوں کو اسقدر ڈھیلا چھوڑا کہ بے تکلف پیالے چلنے لگی یہانتک کہ مرزا مراد اسقدر پي گیا کہ بالکل از خود رفتہ ھو گیا اور جب کہ یہہ حال اُس کا ھوا تو ھتیار اُسکے چھینے گئے او اُسکي طرف سے کوئي مقابلہ پیش نہوا غرضکہ پابزنجیر کر کے ایک ھاتھي پر سوار کیا گیا اور سلیم گڈہ کو بھیجا گیا جو دلي کے لال قلعہ کا ایک ٹکڑا گنا جاتا ھی اور تین ھاتي باقي طرفوں کي طرف اُسیقدر محافظوں کے ساتھہ اس غرض سے روانہ کیئے کہ لوگوں پر یہہ بات نہ کھلے کہ وہ کہاں پہونچایا گیا بعد اُس کے گوالیار کے قلعہ میں منتقل کیا گیا جو اُس زمانہ میں بڑے مجرموں کے لیئے بڑا قید خانہ قرار دیا گیا تھا بعد اُس کے اورنگ زیب آگے کو دلي کي جانب بڑھتا چلا جہاں اُسنے بادشاھت اختیار کي اور اپني بادشاھت کي منادي پھروائي ‡ مگر اُس نے اپنے نام کا سکہ اپني تخت نشیني کے پہلي سالگرہ تک جاري نہ کیا اور نہ جب تک تاج اپنے سر پر رکھا مگر بعد اُسکے اُسنے یکم ذي‌قعدہ سنہ ۱۰۶۸ ھجري مطابق بستم اگست سنہ ۱۶۵۸ع کو تاج و تخت کو عزت بخشي اور یہي باعث ھوا کہ اُسکي سلطنت کي تاریخوں میں گونہ پریشاني واقع ھوئي *

---

‡ خافي خاں

شاهجهاں کے عهد دولت کي شادابي کا بیان

اگرچه شاهجهاں کي سلطنت بطور معقول اختتام کو نه پهونچي مگر گماں غالب یهه هی که هندوستان کي سلطنتوں میں سے وه سلطنت نهایت عمده هوئي اور باوصف اس کے که وه بعض بعض وقتوں میں غیر ملکي لڑائیوں میں گهما رها رها مگر اوسکے خاص ملک کا امن چین بطور خود قایم دایم اور ایشیا کي بهت سي سلطنتوں کي نسبت آسکي سلطنت میں انتظام و اهتمام اچها رها *

باوجود اِسکے که یهه بادشاه آرام و آسایش کا شیفته اور عیش و نشاط کا فریفته تها اور باوصف اس کے کشمیر جنت نظیر کے آنے جانے اور عمده عمده عمارتوں کے چنانے بنانے میں جنکا شوق ذوق اُس کو دامنگیر رهتا تها ملک کے انتظام و اهتمام اور کاروبار سلطنت کي اصلاح و انصرام سے غافل رهنے کو گوارا نکرتا تها چنانچه اُس نے اِسي باعث سے اور نیز اپنے لیئے عمده وزیروں کے انتخاب کرنے سے سلطنت کے نظم و نسق اور حکومت کے بست و کشاد میں کسي قسم کے خلل کو دخیل نهونے دیا بلکه اُس نے عمده عمده باتیں ایجاد کیں جیسے که جمعبندي اور زر لگان کے قایم کرنیکي غرض سے دکن کي پیمایش کي خافي خاں جو اُن زمانوں کا نهایت عمده مورخ هی بیان کرتا هی که اگرچه اکبر بادشاه از روے فیروز مندي اور قانون تراشي کے شهره آفاق اور مشهور اکناف هوا مگر ملک و محاصل کے نظم و نسق اور سلطنت کے هر محکمه کے انتظام و اهتمام کي حیثیت سے کوئي بادشاه ایسا نهیں گذرا جیسا که یهه شاهجهاں تها *

یهه مانا که اور بادشاهوں کي نسبت شاهجهاں کي حکومت تهوڑي بهت اچهي خاصي تهي مگر یهه سمجهنا مناسب نهیں که وه حکومت اُن قباحتوں سے پاک صاف تهي جو خود مختار بادشاهوں کي حکومتوں میں همیشه پائي جاتي هیں اِس لیئے که یهه بات خیال میں آتي هی که صوبوں کے حاکم کسیقدر زور و ظلم سے محاصل وصول کرتے هونگے اور

داد رسانی کے افسروں میں لین دین کا چرچا اور رشوت ستانی کا اجرا ہوگا چنانچہ یورپ والوں کی گواہی اس مقدمہ کی نسبت ہمارے پاس موجود ہی کہ پرمٹ والے حکام اپنے لیئے مال لوگوں کا چھین جھپٹ سے لیتے تھے اور صوبونکے حکام اپنی خود مختاری سے ہر طرح کا زور ظلم عمل میں لاتے تھے مگر باوصف ان نقصانوں کے لحاظ کے بہت سی باتیں ایسی باقی رہتی ہیں کہ اُن کے دیکھنے بھالنے سے صاف یہہ دریافت ہوتا ہی کہ شاہجہاں کے عہد حکومت میں ہندوستان کی حالت شادابی اور سر سبزی پر قایم تھی † *

دلی سے دارالسلطنت کے بنانے سے یہہ دریافت ہوتا ہی کہ یہہ بادشاہ اپنی ذاتی دولت سے سرکاری دولت کے علاوہ معمور و مشحون تھا منڈوسلو صاحب بیان کرتے ہیں کہ اگرہ شاہجہاں کے وقتوں میں اصفہان سے دوگنا تھا چنانچہ اُس میں عمدہ عمدہ بازار اور اچھی اچھی دوکانیں اور بہت کثرت سے غسل خانے اور بہت سی کاروان سرائیں موجود تھیں اور یہہ شادابی اور آبادی صرف اُن مقاموں میں محدود نتھی

† ٹیورنیر صاحب جس نے هندرستان کے اکثر حصوں کو مکرر سہ کرر دیکھا بھالا بیان کرتے ہیں کہ شاہجہاں بادشاہ اپنی رعایا پر ایسی حکومت کرتا رہا جیسے کوئی باپ اپنے بال بچوں کی نگرانی کرتا ہی اور یہی صاحب اُسکی ملکی حکومت کی چابکی چستی اور جان مال کی حفظ و حراست کو بڑے مبالغہ سے لکھتے ہیں جو بادشاہ کی سعی و محنت کی بدولت رعایا کو حاصل تھی اور ڈلاوالی صاحب جس نے جہانگیر کی اخیر سلطنت یعنی سنہ ۱۶۲۳ ع میں جب کہ شاہجہاں اُس کے بیٹے کے عہد دولت کی نسبت سلطنت کا کام ابتر تھا تاریخ لکھی یہہ بیان کرتے ہیں کہ شاہجہاں کے زمانہ میں سارے لوگ اپنی اوقات امن چین سے شریفوں کی طرح کاٹتے تھے اور جان مال کی حراست ہوی اُنکو بخوبی حاصل تھی اور وجہہ اُسکی یہہ ہی کہ بادشاہ اُنکا جھوٹے جھوٹے بہتانوں کے ذریعہ سے زور و ظلم نہیں کرتا اور جب کہ یہہ بادشاہ اپنی رعایا کو کھاتا پیتا اور خوش باخوش دیکھتا ہی تو کسی قسم کا تاوان اُن سے نہیں لیتا جیسے کہ اور مسلمان بادشاہوں کا دستور و قاعدہ ہی اس لیئے کہ هندوستان کے لوگ ایک بڑے ٹھاٹ سامان سے رہتے ہیں اور شان شوکت کے دکھانے اور جاہ و حشمت کے جتانے پر مرتے ہیں

جہاں خود بدولت تشریف رکہتے تھے بلکہ بڑے بڑے سیاح اُن شہروں کی شادابی سر سبزی بڑی حیرت سے بیان کرتے ہیں جو دور و دراز صوبوں میں واقع تھے اور ساتھہ اُس کے اُن صوبوں کی آبادی زر خیزی کو بھی ایک مبالغہ سے جتاتے بتاتے ہیں ‡ *

اگرچہ هندوستان کی موجودہ حالت کے دیکھنے سے دیکھنے والوں کو اس شاداب حالت کی نسبت شک شبہہ کرنا پہونچتا هی جس کو هندوستان کے مورخوں نے بڑے مبالغہ سے بیان کیا هی مگر بقول اُسکے کہ

از نقش و نگار و در دیوار شکستہ * آثار پدید است صنا دید عجم را

اوجڑے شہروں اور گرے بڑے مقبروں کے کھنڈروں اور اٹے ہوئے تالابوں اور ٹوٹے پہوٹے بندوں اور بڑے بڑے چشموں سے جو اب بہی دکھائی دیتے ہیں اور نیز کاروان سرایوں کے کھنڈروں اورانده هوئے کنوؤں اور شاهی سڑکوں کے دیکھنے سے اُن وقتوں کے سیاحوں کی شہادت پوری هوتی هی جس سے یہہ یقین هوتا هی کہ جب کے مورخوں نے جو کچہہ بیان کیا وہ بیوجہہ بیان نہیں کیا *

باوصف اس کے هندوستان کا بر اعظم ایک حالت پر نتها چنانچہ بڑے بڑے خطوں میں جنگل کہڑے هوئے تھے اور پہاڑوں کے سلسلوں میں اکثر وحشی لوگ اور ڈاکو لٹیرے بستے تھے علاوہ اُس کے اُن حصوں میں بہی کبہی بغاوتوں کے خرخشے قایم رهتے تھے جو جنگلوں اور پہاڑوں سے پاک صاف تھے جیسے کہ خود شاهجہاں کے دور حکومت میں بندیل کھنڈ میں بغاوت قایم هوئی مگر یہہ بغاوت ایک ایسے خطہ میں محدود رهی جو ثانی زوال واقع یورپ سے چھوٹا تھا یہاں تک کہ انگلستان اور فرانس سے بڑے بڑے صوبوں کو اُس بغاوت کی خبر بہی نہوئی *

‡ منتوملر صاحب نے کمبرات کا حال بیان کیا اور گراف اور بروٹن صاحب نے مری صاحب کی کتاب تحقیقات ایشیا میں بہار و بنگال و اوڑیسہ کے حالات لکھے اور ٹیورنیر صاحب نے شاهجہاں کی سلطنت کے اکثر حصوں کا حال قلمبند کیا

ساري رعايتوں کے بعد کر سوچا جاوے تو بلا شبهه حال اُس کي رعايا کا اُن لوگوں کے حال سے بد تر هوگا جن پر بلاد یورپ میں آج کل اچھي طرح حکومت نهيں کي جاتي اور کسي قانون قاعدے کي پابندي نهيں هی چنانچه یورپ کے ملکوں میں لونڈي غلام بنانے اور بهت سے بیاه کرنے کا نام و نشان پایا نهيں جاتا اور بڑے لوگوں کي جانب سے زور ظلم اُٹھانیکا کھٹکا اور غله کي گراني کا اندیشه بهت تهوڑا هی اور اسي باعث سے بیماریوں کا زور و شور بهي نهيں هوتا هاں یهه بات ضرور تهي که شاهجهاں کے عهد حکومت میں بلاد یورپ کي نسبت محصول بهت تهوڑا اور پیچیده قانونوں کي عمل درآمد نتهي اور لوگوں کو قانوني جهگڑے بکھیڑوں سے بالکل فراغت حاصل تهي مگر اِس مقابله سے وه مقابله عمده هی جو شاهجهاں کي حکومت کو بادشاه سورس قدیم فرماں روا ے روم کي حکومت سے ٹهرایا جاوے چنانچه مقابله کے بعد یهه دریافت هوتا هی که شاهجهاں اور اُس رومي بادشاه کي سلطنتوں میں حسن انتظام اور امن چین کا مضمون بهي برابر تها اور ایسی هي زور ظلم اور فساد و خلل کي مثالیں مساوي تهیں اگرچه جسماني راحت برابر حاصل تهي مگر ایسي بات اِن دونوں کو نصیب نتهي جسکی ذریعه سے امن و آسایش کو ترقي روز افزوں حاصل هووے اور اُس سے یهه سمجها جاوے که بادشاه حال کے بعد بهي یهي امن چین باقي رهیگا مگر اِس مقابله میں بهي جلسوں اور حکایتوں روایتوں اور رایوں کي حیثیت سے جو پهلے پهلے وقتوں کا بقیه چلاآتا تها اُس رومي سلطنت کو شاهجهاں کي سلطنت پر فوقیت حاصل هوگي *

هندوستان کے بادشاهوں میں شاهجهاں نهایت بڑا بادشاه گذرا چنانچه جسقدر که اُس کے باپ دادا کے وقتوں میں جلو ریز اور کارخانوں اور درباري شان شوکت کے سامانوں اور بخششوں اور انعاموں

نے ترقي پائي تهي اُس سے زیادہ عروج اُس کے عہد دولت میں اُن ساري باتوں کو نصیب ہوا اور اِن کاموں کے خرچ و اخراجات کي کمي کوتاهي صرف اِس لئے معلوم هوسکتي هی که اُن کے هونے سے شاهجہاں کے ایسي بیجا محصلوں میں ترقي پائي نه گئي جو رعایا سے وصول کرتا تها اور اوس کے خزانه میں بهي کسي طرح کي کمي نه پڑي منجمله اُسکي بڑي فضول خرچیوں اور جاه و جلال کے سامانوں کے وه تخت طاؤسي تها جس کو اُس نے بڑي آب و تاب سے بنوایا تها اور جس کا یهه نام اوس مور کي وجهه سے شہره آفاق هوا جس کي تصویر اصلي رنگوں کے لحاظ سے نیلم اور پکهراج اور عقیق اور زمرد وغیره جواهرات سے بنائي گئي تهي اور اچهے اچهے هیروں اور چنے چنے جواهروں کے بیچ میں رکهي گئي تهي اور اُس کے دیکهنے سے دیکهنے والوں کي آنکهیں خیره هوجاتي تهیں اور اُن جواهروں کي چمک دمک سے تیب ثاب اوس کي چوگني هوئي تهي ٹیورنیر صاحب جو جوهر فروشي کرتے تهے بظاهر وثوق و اعتماد هي سے بیان کرتے هیں که سارے لوگوں کے نزدیک اوس تخت کي لاگت میں ساڑے چهه کروڑ روپیه صرف هوئے تهے اِس بادشاه نے بڑي بڑي عمارتوں کے چنانے بنانے میں جاه و جلال اپنا ظاهر کیا چنانچه اُس نے پراني دلي میں نیا شہر آباد کیا اور ایسي نقشه پر بنیاد اوس کي ڈالي که زیب زینت میں پراني دلي سے سبقت لیگیا منجمله اوسکے تین چوڑے چکلے بازاروں کے ایک بازار ایسا تها که چلتي بہتي نہر اور درختوں کي قطاروں سے زیب زینت یافته اور ایسے مکانوں سے آراسته پیراسته تها جن کے نیچے دوکانیں مرتب تهیں اور وه تینوں بازار ایسي میدان پر ختم هوتي تهی جس کے عین مرکز میں جمنا کے کنارے پر بادشاهي قلعه واقع هی اور اوس قلعه کے خاص محل میں چوڑے چوڑے صحن اور سنگ مرمر کے بڑے بڑے دالان اور سنہري گنبد غرض که ایسے ایسے مکان واقع هیں

جنکو لوگوں نے بڑے مبالغہ سے بیان کیا اور اِس شہر کي جامع مسجد بھي بڑے شان و شوکت اور حسن عمارت کي رو سے قدرت کا نمونہ ہی *

شاهجہاں کي عمدہ عمارتوں میں سے تاج محل کا مقبرہ ہی جسکو کوئي عمارت نہیں پہونچتي اور وہ سفید سنگ مرمر سے بنایا گیا اور بیل بوٹوں سے مزین کیا گیا یہہ مقبرہ مصالح لوازموں کي عمدگي اور اور نقشہ کي پاکیزگي اور اُس عجیب و غریب اثر کي حیثیت سے جوان دونو باتوں سے پیدا ہوتا ہی ایشیا اور یورپ کي تمام عمارتوں سے سبقت لیگیا † *

† یہہ مقبرہ جسکے نام سے مشہور ہی وہ حقیقت میں ممتاز محل شاهجہاں کي بي بي تھي جو عوام لوگوں میں تاج محل کے نام سے معروف ہی یہہ مقبرہ سفید سنگ مرمر کے چبوترہ پر قایم ہی جو جمنا کے کنارے پر واقع ہی اور اُسکے دو بازؤں میں دومسجدیں ہیں (حقیقت میں ایک مسجد ہی اور ایک اُس کا جواب ہی مگر شکل و هیئت میں دونوں ایک سي ہیں) یہہ مقبرہ چاروں طرف سے وسیع باغوں سے محصور ہی منجملہ اُس کے باہر کي جانب سفید سنگ مرمر کي ہی اور ایک گنبد بلند اُس کے سر پر قایم ہی اور چار مینار اُس کے چاروں طرف سرکشیدہ کھڑے ہیں اور اندروني جانب میں ایک دالان اونچا اور گول اُس کے گنبد کے نیچے اور اُس کے بیچا بیچ اُس بي بي کا مزار واقع ہی اور اُس مزار کے گرد کھلا کٹہرہ ہی جسپر سنگ مرمر اور عقیق وغیرہ کے بیل بوٹے نہایت عمدہ تراشی ہیں اِس مقبرہ کي دیواریں سفید سنگ مرمر کي ہیں جن پر طرح طرح کے بیل بوٹے بنائی گئی ہیں علاوہ اُسکے وہ خاص خوبي جسکي بدولت یہہ عمدہ عمارت تمام دنیا کي عمارتوں پر سبقت لیگئي یہہ ہی کہ اُسکے بیل بوٹوں کي زنجیرہ بندي نہایت معقول اور مناسب اور اُن کي رنگتیں بغایت موزوں اور شایستہ ہیں اور سب سے قطع نظر اس عمدہ ارایش کي چیزوں یعني بیل بوٹوں کو سنگ مر مر پر لگانے سے عجیب غریب رونق حاصل ہوئي کہ دیکھنے والے حیران ہو جاتے ہیں بیل بوٹونکے مصالح زبرجد اور زمرد اور یشب اور عقیق وغیرہ پتھروں سے لیئے گئے منجملہ اُنکے ایک خوني پتھر ہی جو سنہري رنگ رکھتا ہی اور اب تک حال اُسکا بخوبي دریافت نہیں ہوا کتاب تحقیقات ایشیا کي پانچویں جلد صفحہ ۴۳۴ میں وایسي صاحب لکھتے ہیں کہ مقبرہ

شاهجهان نے ان کارخانوں اور عمارتوں کے خرچ اخراجات میں ایسی کفایت شعاری سے کام کیا کہ بلخ اور قندهار کی مهموں اور دو لاکهه معینه مستقل سواروں کی تنخواهوں اور بڑے بڑے بهاری خرچوں کے بعد اپنے خزانه میں چهه کرور اور بقول بعضوں کے چوبیس کرور نقد اور بہت سے جواهرات اور چاندی سونیکے اسباب چهوڑ گیا † *

دریافت هوا کہ اگرچه شاهجهان کی عادات اُسکی جوانی اور ایام شہزادگی میں عام پسند اور دلپذیر نه تهیں مگر جب سے کہ وه تخت‌نشین

کی ٹکڑوں کے ایک ایک برنٹه میں سو سو پتهروں کے ٹکڑے لگے هوئے هیں اور هر ٹکڑا بقدر ضرورت اور مقدار مناسب تراشا گیا هی اور بڑی چمک دمک رکهتا هی اور بشپ هیبر صاحب فرماتے هیں کہ باوصف اس کے کہ اس مقبره کے بیل بوٹے اور سارے تکلفات ایسے هیں جیسے سنگار گهر کی آرایشیں هوتی هیں مگر عام اثر اُن تکلفات کا نمود و نمایش کی نسبت دلپذیری اور حیرت افزائی هی اگرچه دقایق صناعی کی رو سے وه پهول اور بیل بوٹے اُن پهول اور بیل برنٹوں کی برابر نہیں جو بمقام پٹرا ڈورا واقع شهر فلارنس کی میزوں اور چهوٹی چهوٹی عمارتوں میں پائے جاتے هیں اس مقبره کے بیل بوٹے مدیسی کے گرجا کے بیل برنٹوں سے جو اُس کے دروازے پر بنی هوئے هیں پایں وجهه سبقت لیگئے کہ ان بیل برنٹوں کے نقشوں کی تجویز کرنے اور بعد اُس کے اُن کے بنانے سنوارنے اور ساتهه اُس کے عمارت کے لطیف و ساده چنانے بنانے میں بڑی خوش سلیقگی اور نهایت خوش اسلوبی برتی گئی بڑی دلیلوں سے کہتے هیں کہ اس مقبره میں گلکاری کا کام اٹلی والوں نے بنایا هی اور یهه بات اچنبهی کی هی کہ اٹلی والوں نے هندوستانیوں سے سلیقه شعاری کی تعلیم پائی هو بلکه غالب یهه هی کہ هندوستانیوں نے اُنسے سیکها هوگا *

† برنیر صاحب کے بقول چهه کرور اور خافی خاں کے بقول چوبیس کرور روپیه چهوڑے اور غالب یهه هی کہ خافی خاں نے مبالغه نہیں کیا اس لیئے کہ اُس نے شاهجهان کے سالانه محاصل کو تیئیس کرور قرار دیا یهه محاصل صرف ایک کرور کی قدر اُس محاصل سے زیاده هی جو اب انگریزوں کو هندوستان کے اُس حصه سے حاصل هوتا هی جو اُن کے قبض و تصرف میں داخل هی (اب انگریزوں کے قبض و تصرف میں اس قدر هندوستان داخل هی کہ اڑتالیس کرور تخمیناً اُس سے حاصل هوتا هی) باقی اور لوگوں نے عموماً شاهجهان کے سالانه محاصل کو بتیس کرور قرار دیا اگرچه برنیر صاحب نے اُن دونوں اندازوں کو غلط ٹهرایا مگر ایران و روم دونوں کے محاصلوں سے زیاده قرار دیا

ہوا تو اُسکی چال چلن میں کسی قسم کا داغ دھبا پایا نگیا چنانچہ جو سلوک اُس نے اپنی رعایا سے کیا وہ مربیانہ اور شاہانہ تھا اور وہ آزادانہ برتاؤ جو اپنے رات دن کے حاضر باشوں اور خدمت گذاروں کے ساتھہ برتتا تھا اُن بھروسوں اور اعتمادوں سے بخوبی واضح ہوتے ہیں جو بادشاہان ایشیا کے خلاف اُسکو اپنے بیٹوں کی نسبت حاصل تھی یعنی وہ ہمیشہ اپنے صاحبزادوں کو بڑے بڑے کاموں پر متعین کرتا رہا اور خلاف و بغاوت کا وسواس اپنے جی میں کبھی نہ لایا *

یہہ بادشاہ تیس برس تک بادشاہ رہا اور سوسٹھہ برس کی عمر میں تخت سے اوتارا گیا اور چوہتروین برس مرگیا *

گیارھواں حصہ

اورنگ زیب یعنی عالمگیر ‡ کی سلطنت کا بیان

پہلا باب

سنہ ۱۶۵۸ع سے سنہ ۱۶۶۲ تک کے بیان میں

اگرچہ اورنگ زیب کا مقصود اصلی یہہ تھا کہ داراشکوہ کا تعاقب کرے مگر مرزا سلیمان شکوہ اُسکے بیٹے کی دوڑ دھوپ سے بھی غافل نتھا جو باپ کی امداد و اعانت کے لیئے عین اُس لڑائی کے زمانہ میں جسکا انجام اُسکے باپ کے حق میں اچھا نہوا اطراف بنارس سے بےتحاشہ چلا آتا تھا یہہ شاہزادہ پچیس برس کا گبرو تھا اور فوج کی حکمرانی میں راجہ جی سنگھہ اور دلیر خان دوسرا سردار معین و مددگار اُس کے تھے یہہ راجہ اور راجپوت راجاؤں کی مانند اس لیئے داراشکوہ کا طرفدار تھا کہ داراشکوہ تخت نشینی کا مستحق و دعویدار واقعی تھا اور نیز اُس کے مذہب کے اصول و قاعدہ بھی آزاد و بیقید تھے اگرچہ اُس نے مرزا شجاع کا مقابلہ بلا توقف کیا مگر اورنگ زیب کے مقابلہ میں غالباً اس وجہہ سے متامل رہا کہ بلخ کی لڑائی میں وہ اورنگزیب کا ساتھی تھا اور اس لڑائی میں اُس کے مقابلہ سے شرماتا تھا علاوہ اُسکے اپنی فلاح و فائدہ کے لحاظ سے بھی ایسے شخص کا مقابلہ کرنا مناسب نسمجھا جو تخت سلطنت پر متصرف ہوگیا تھا چنانچہ سلیمان شکوہ کے چھوڑنیکا ارادہ کیا اور دلیرخان نے بھی اُسکی دیکھا دیکھی یہی اپنے جی میں ٹھانی اور جو نامعقول عذر اُنہوں نے پیش کیئے تو اُنکے باعث سے اُنکی بغاوت نے

---

‡ اورنگزیب نے تخت نشین ہونے کے بعد عالمگیر کا خطاب اختیار کیا چنانچہ اسی خطاب سے ہندوستان کی تاریخوں اور فرمانوں دستاویزوں میں لکھا گیا مگر سارے یوروپوالے اور بعض بعض اُسکے وطن والے اب بھی اُسکو اورنگزیب کے خطاب سے پکارتے ہیں

تنزل کي نسبت ترقي پکڑي غرض که جب سلیمان شکوه اپني فوج کي قوت سے مایوس هوا تو اُس نے یهه اراده کیا که پهاڑوں میں جاکر اورنگزیب کي آفت سے محفوظ رهے اور جوں توں کرکے بمقام لاهور اپنے باپ کي خدمت میں پهونچے مگر اورنگزیب نے اُس کي تدبیر کو اسطرح ضایع کیا که اُس نے فوج کا ایک ٹکڑا بمقام هردوار اس غرض سے پهونچا که عین رسته میں روک ٹوک اُسکي کریں اور جوں هي که سلیمان شکوه کو یهه بات دریافت هوئي تو وه باپ کي ملازمت سے مایوس هوا اور اُسکي مایوسي سے رهي سهي فوج بهي تتر بتر هوگئي بعد اُس کے سلیمان شکوه نے سري نگر کے راجه سے پناه چاهي مگر راجه نے اس شرط پر پناه دینے کا اقرار کیا که وه اپنے اُن پانسو سواروں کو رخصت کرے جو اُس کے ساتهه باقي رهگئے تهے سلیمان شکوه نے یهه بات اختیار نکي اور الهآباد کے جانیکا اراده کیا مگر اس اراده میں کامیاب نهوا اور پانسو سواروں میں سے کل دو سو سوار باقي ره گئی غرض که آخر کار نهایت تنگ هوکر سري نگر کے راجه کي شرط کو قبول کیا اور پانچ چهه همراهیوں سمیت اُس کے قلعه میں داخل هوا اگرچه اوٗ بهگت اُسکي بهت سي هوئي مگر جلد اُسکو دریافت هوا که وه حقیقت میں ایک قسم کا نظر بند هوگیا *

اورنگزیب امور مذکور بالا کے اختتام کا منتظر نرها بلکه اُس نے دلي میں کاربار کا بخوبي انتظام کرکے اٹهائیسویں جولائي سنه ۱۶۵۸ ع مطابق ساتویں ذیقعده سنه ۱۰۶۸ هجري کو داراشکوه کے تعاقب میں کام اپنا جاري رکها داراشکوه نے اپنے بهاگنے کے زمانه میں دلي میں چند روز ٹهرکر کچهه خزانه اوٗر کچهه فوج اکهٹي کرکے بهت تیزي تندي سے لاهور کو روانه هوا اور جسبا وهاں پهونچا اور بادشاهي خزانه اُسکے هاتهه آیا تو اُس نے بهرتي شروع کي مگر بهرتي میں هنوز ترقي نهوئي تهي که اورنگزیب کے تعاقب کي خبر پهونچي چنانچه تهوڑي مدت گذرنے پر هلکے هتیاروں والا اورنگزیب کي فوج کا ٹکڑا قریب آپهونچا شاهجهاں

نے دارا شکوہ کی امداد و اعانت کے لیئے مہابت خاں نائب السلطنت کابل مہابت خاں متوفی کے بیٹے کو لکھا تھا اور غالب یہہ ہی کہ داراشکوہ بھی اسکی امداد و اعانت کی توقع کر رہا ہوگا جسکے ہونے سے اُس کو دلاوری دلیری حاصل ہوتی اگر دارا شکوہ کابل کی جانب کا ارادہ کرتا تو فوج صوبہ کابل کے علاوہ خود کابل کے ذریعہ سے ضرورت کے وقت افغانوں کی قوموں میں پناہ اُسکو ہاتھہ آتی اور وہاں سے بکمال آسانی اوزبکوں اور ایرانیوں کے ملک و ولایت میں جانیکی راہ اُسکو ملجاتی مگر غالب یہہ ہی کہ اگر یہہ ارادے کیئے بھی گئے تو اورنگزیب کی مستعد تدبیروں سے ضایع ہوگئی اور جب کہ داراشکوہ نے آپ کو اُس بھاری فوج کا طرف مقابل نپایا جس سے اُسکو دھمکایا ڈرایا گیا تھا تو تین چار ہزار سواروں سمیت لاہور سے نکلکر ملتان کو چلتا ہوا *

اورنگزیب ستلج پار اوتر چکا تھا کہ ناگاہ اُسکو وہ خبر لگی چنانچہ اُس نے لاہور کی راہ چھوڑی اور ملتان کی راہ اختیار کی ہنوز اورنگ زیب ملتان میں داخل نہوا تھا کہ اُسکو یہہ پرچا لگا کہ داراشکوہ نے کہیں توقف نکیا بلکہ برابر آگے کو بڑھا چلا جاتا ہی علاوہ اُس کے یہہ بھی خبر لگی کہ مرزا شجاع اُس کا بھائی بنگالہ سے بڑھا چلا آتا ہی غرض کہ اورنگزیب نے آگے جانیکا عزم فسخ کیا اور تیسویں ستمبر سنہ ۱۶۵۸ع مطابق بارھویں محرم سنہ ۱۰۶۹ ہجری کو واپس پھرا اور اکیسویں نوامبر سنہ الیہ مطابق چوتھی ربیع الاولی سنہ الیہ کو دلی میں داخل ہوا *

اسی عرصہ میں مرزا شجاع پچیس ہزار سوار اور بہت بڑا توپخانہ ہمراہ اپنے لیکر بنارس تک آگیا تھا مگر اورنگ زیب تھوڑے دنو دلی میں ٹہر کر تیسری جنوری سنہ ۱۶۵۹ع مطابق سترویں ربیع الثانی سنہ ۱۰۶۹ ہجری کو اُسکی لاگ ڈانٹ کے لیئے روانہ ہوا چنانچہ بمقام کچوا واقع وسط الہ آباد و اٹاوہ کے دونو کا آمنا سامنا ہوا شجاع کی فوج مقام

وموقع کي رو سے اورنگ زيب کي فوج کي نسبت ايک اچھي جگهه پر بڑي تھي اگرچه دونو فوجيں ايک دوسرے پر حمله کرنيکي غرض سے آراسته پيراسته هوئيں مگر کسي نے حمله کرنيکا اراده نکيا بعد اسکے تيسرے يا چوتھے دن اورنگ زيب اپنے قاعدے کے موافق صبح هونے سے پهلے فوج کي صفوں کو آراسته پيراسته کررها تھا که ناگاه اُس کے پيچھے سے گھور گرج کي آواز اوٹھي اور اورنگ زيب اُسکو سنکر چونکتا هوا اِس گھورگرج کا باعث وه راجه جسونت سنگ تھا جو اورنگ زيب کے لشکرميں کچهه کام کاج اُسکا نکرتا تھا چنانچه اُسنے قابو پاکر اُسکے لشکر کے مال و اسباب کو لوٹنا کھسوٹنا شروع کيا اور وجهه اُسکي يهه تھي که جب اُس راجه نے دار اشکوه کے مقدمه ميں کچهه جان نوائي تو اورنگ زيب سے آکر ملا اور جب که اورنگ زيب اُس سے ويسي اعزاز و اکرام سے پيش نه آيا جيسيکه اُسکو اُميد اور توقع تھي تو اُسنے مرزا شجاع سے خط کتابت جاري کي اور يهه اقرار اُس سے کيا که ميں فلاں وقت اورنگ زيب کے اسباب و اثاثه پر ادهر سے لوٹ مار کرونگا اور اُدهر سے آپ اُسکا مقابله کريں اور اُس کے لشکر پر يکتلم پھيل پڑيں اور حقيقت ميں يهه بات ايسي کام کي تھي که اگر اتفاق اُن دونوں کا وقت معين پر پورا هوجاتا تو مرزا شجاع کو کاميابي حاصل هوجاتي اِس ليئے که اگرچه مرزا شجاع اُس وقت معين پر حمله آور نهوا تھا مگر جسونت سنگهه کي لوٹ کھسوٹ هي سے اورنگ زيب کے لشکر ميں بڑي هل چل پڑگئي تھي چنانچه رات کي تاريکي اور سبب مذکور کي جهالت اور اُن شور و فسادوں کے باعث سے جو اِس غير مترصد حمله سے پيدا هوئي اورنگ زيب کي فوج ايسي پراگنده هوگئي که کچهه لوگ اُس ميدان سے بھاگے اور بعض بعض اپنے اسباب و اثاثه کي حفاظت کو دوڑے اور کچهه دشمن سے جاملے غرض که اِس جھميلے ميں اورنگ زيب اپنے گھوڑے سے اُترا اور چھوٹي سے تخت پر بيٹھه کر نهايت هشاشي بشاشي اور کمال اطمينان و تسلي سے

هدایتیں جاری کیں اور فوج کا ایک ٹکڑا اُس فساد کے مقابلے دبانیکو روانہ کیا اور اُس پریشانی کے رفع دفع کے لیئے تدبیریں سوچیں جو اُسکے لوگوں میں بے طرح پہلی تہی اور جب کہ جسونت سنگھہ نے یہہ بات دیکھی کہ مرزا شجاع کی جانب سے امداد اوس کو نہ پہونچی اور اورنگ زیب کی ساری فوج اب اوسپر ٹوٹ نے والی ہی تو اُس نے اپنے لوگوں کو اوت کہسوٹ سے روک تہام ایسی جگہہ جاکر مامون و محفوظ ہو بیٹہا جو حد رسائی سے بہی باہر تہی اور واقع ہونیوالی لڑائی کے انجام و عاقبت کو وہاں سے بحفظ و سلامت دیکھہ سکتا تہا *

افتاب اسوقت تک نکل چکا تہا اور مرزا شجاع آگی کو حملہ کی غرض سے چلا آتا تہا کہ توپوں کی لڑائی شروع ہوئی اور بعد اُس کے دونو فوجیں گہل ملکر لڑنے لگیں یہاں تک کہ مرزا شجاع کی فوج نے اورنگ زیب کی فوج کے داہنی بازو کو پیچہے ہٹایا اور اُس فوج کے قلب کو جہاں آپ اورنگ زیب موجود تہا بہت سخت دبایا چنانچہ اورنگ زیب اکثر اوقات اوس سے بڑی جان جوکہوں میں پڑا اور ایک بڑے ہاتہی سے اوسکے ہاتہی کا مقابلہ کرایا گیا اور یہاں تک نوبت پہونچی کہ اگر اورنگ زیب کے خاص ذاتی پہرہ کا سپاہی مخالف کے ہاتہی کے مہاوت کو گولی سے نمارتا تو وہ ہاتہی اورنگ زیب کے ہاتہی کو دباکر زمین پر گرا دیتا مگر باوصف اِس کے اورنگ زیب اپنے مخالف کے قلب لشکر کو دبائی چلاگیا یہاں تک کہ وہ لوگ اوسکے مقابلہ سے الگ ہوکر میدان سے بہاگ گیئے اور ایک سو چودہ توپیں اور بہت سے ہاتہی اورنگ زیب کے ہاتہہ آئی *

بعد اوس کے اورنگ زیب نے اپنے بیٹے محمد سلطان کو شجاع کے پیچہے روانہ کیا اور چند روز بعد اوسکی تائید و اعانت کے واسطے باقاعدے فوج بسرداری میر جملہ کے روانہ فرمائی جو لڑائی سے ایکدو

وہ پہلے بغاوت کی قید سے رہا ہوا تھا اور اوس فوج میں دوسرے درجہ کا سردار تھا غرض کہ اورنگ زیب اِس انتظام کو پورا کرکے ۱۵ جنوري سنہ ۱۶۵۹ ع مطابق یکم جمادي‌الاولی سنہ ۱۰۶۹ هجري میں آگرہ کو واپس آیا *

یہہ شہر یعنے آگرہ جو اورنگ‌زیب کے بلاد مقبوضہ‌میں سے زخم و ضرر رساني اوس کي سہل الحصول تھي بڑي جوکھوں اور کمال آفتوں میں مبتلا تھا اسلیئے کہ جب جسونت سنگھہ نے یہہ دیکھا کہ فیروز مندي مخالفوں کے حصہ میں آیا چاهتي هی اور فتح و نصرت نے اودھر کو التفات کیا تو وہ اپنے ملک کو لوٹا اور پہلے اس سے کہ لڑائي کا نتیجہ صحیح صحیح دریافت ہووے یکا یک آگرہ میں داخل هوا اور یہہ بات اسکے قبضہ قدرت میں تھي کہ شاهجهاں کو قید سے چھوڑا کر تخت سلطنت پر دوبارہ بٹھلاوے اور غالب یہہ هی کہ خاص و عام کي طبیعتیں بھي اسي پر بہت مایل هونگي اسلیئے کہ شایستہ خاں حاکم آگرہ کا بالکل مایوس هوگیا تھا اور قریب تھا کہ وہ آپ کو زهر کھاکر هلاک کرے مگر جب کہ جسونت آگرہ سے چلا گیا تو اوسان اُسکے ٹھکانے آئے باقي جسونت کے جانے کي یہہ وجہہ هوئي کہ اُس نے یہہ سوچ سمجھکر کہ غایت بد خواهي اور نہایت سرکشي کي صورت میں بڑا نقصان اُٹھانا پڑیگا اور نہایت ضرر پہونچیگا آگرہ کو چھوڑا اور جودھ پور کے ریگستانوں اور پہاڑوں میں پہنچکر نچنت هوگیا *

بعد اُس کے جب اورنگ زیب آگرہ میں پہونچا تو دوسري فروري سنہ ۱۶۵۹ ع مطابق سنہ ۱۷ جمادي‌الاولی سنہ ۱۰۶۹ هجري میں دس هزار آدمي جسونت سنگھہ کے پیچھے بھیجے اور اسي عرصہ میں شاهزادہ محمد سلطان کا عریضہ بایں مضمون آیا کہ مرزا شجاع کے حاکم نے الہ‌آباد کا قلعہ حوالہ کیا اور خود شجاع اپني جان بچاکر بنگالہ کو چلا گیا *

یہہ کامیابیاں جو اورنگ زیب کو حاصل ہوئیں اُن کامیابیوں کے مقابلہ میں بہت زیادہ تہیں جو اس عرصہ میں دارا شکوہ کو هاتھہ آئیں بیان اُسکا یہہ هی کہ پچھلی خبروں سے اورنگ زیب کو یہہ حال دریافت هوا کہ دارا شکوہ نے اسباب اپنا مقام بکر واقع ساحل دریاے اٹک میں چھوڑا اور آدمیوں کے نہونے اور اونٹ وغیرہ بار برداریوں کے ضایع هوجانے سے سندھ کے ارادہ کو فسخ کیا اور اُس فوج سے بچنے کے لیئے جس کو اُس نے اُس کے تعاقب میں روانہ کیا تہا کوئی ذریعہ وسیلہ اس کے سواے باقی نہیں رها کہ وہ کچھہ کے میدان کو طی کرے اور یہہ بهي دریافت هوا کہ کچھہ میں تھوڑے دنوں توقف کرکے گجرات کو چلا گیا اور وهاں کا حاکم شاہ نواز خاں جس کی ایک بیٹی خود اورنگ زیب سے اور دوسری بیٹی مرزا مراد اُس کے بهائی سے بیاهی تهی اُس سے ملگیا اور وہ صرف اُسیکے ذریعہ سے تمام گجرات کے صوبہ پر سورت اور بروانچ سمیت قابض و متصرف هوگیا اور دکن کے بادشاهوں سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا مگر بڑا خیال اُس کو یہہ هی کہ اپنی فوج اور جسونت سنگہ کی فوج کو ملا جلاکر هندوستان خاص کا ارادہ کرے غرض کہ جب اورنگ زیب نے یہہ حال اُس کا سنا اور اُس کے تنزل کو ترقی سے مبدل پایا تو وہ نہایت متعجب هوا اور جسونت سنگہ کو جس کی قلمرو گجرات سے اجمیر تک پهیلی هوئی تهی دارا شکوہ کی موافقت سے بڑا پایہ والا سمجھا اور اِس لیئے کہ وہ اپنے غیظ و غضب کو اپنی غرض و فائدہ کا مانع مزاحم نکرتا تها تو اُس کی اُس بے ادائی کو بهول گیا جو اُس سے ابهی قریب سرزد هوئی تهی اور اپنی معمولی فند و فطرت کو اپنے سرکش متوسل کے بهلانے پهسلانے اور اُس کو اپنے طرفدار بنانے میں بخوبی صرف کیا چنانچہ اُس نے خاص اپنے هاتھہ سے ایک نامہ بڑی فخر و عزت کا جسونت سنگہہ کو لکھا اور اُس کو وہ خطاب اور منصب عطا فرماے جن کے عطا کرنے سے پہلے انکار اُس نے کیا تہا اور جسونت

سنگهه اُس کے انکار سے ناخوش هوا تها علاوه اُسکے یهه مزید اُسپر کیا که راجه جے سنگهه اُسکے بهائی راجپوت سے یهه اعانت چاهی که وه بهی راجه جسونت سنگهه کو اُس کی جانب سے مامون و مطمئن کرے اور بادشاه کی نیک نیتی جتا کر یهه بات اُس کو سمجهاوے که جو کوئی شخص اُس کے مخالف کے بیجان مقدمه میں شریک و شامل هوگا وه جان و مال کا ضرر اور ننگ و ناموس کا نقصان اُٹهاویگا غرض که نامه کے بهیجنے اور خطاب و منصب کے عنایت کرنے نے راجه جسونت سنگهه کے دل پر بڑا اثر پیدا کیا اور اِس بهاری بخشش کا بڑا بوجهه اُسپر پڑا یهانتک که جب دارا شکوه احمد نگر سے چل چکا اور جوده پور سے پچاس میل کے فاصله پر رها تو جسونت سنگهه نے اُس کو کهلا بهیجا که میں تن تنها اورنگ زیب کی قوت کا مقابله نهیں کرسکتا اور اُسوقت تک شریک آپکا نهیں هوسکتا که کسی اور بڑے راجه کو سمجها بوجهاکر آپ اُسکو شریک اپنا نه کریں دارا شکوه نے کئی مرتبه یهه چاها که جسونت سنگهه کو پہلے وعدوں پر جماوے مگر جب که وه راه پر نه آیا تو اُسکی رفاقت سے مایوس هوکر پاس کے صوبه اجمیر میں فوج سمیت جانے پر مجبور هوا گجرات میں داخل هونے کے بعد ایک مهینے سے کچهه زیاده عرصه میں اُس نے چالیس هزار آدمی اکهٹے کیئے تهے اور جب وه گجرات سے چلا تها تو اور بهی زیاده اکهٹے هوگئے تهے اور تیس چالیس توپیں بهی اکهٹی هو گئی تهیں حاصل یهه که اجمیر کے پہاڑوں پر ایک مقام بالادست اُسنے تجویز کیا اور پڑاؤ اپنا وهیں ڈالا *

جوں هی که گجرات کے حالات اورنگ زیب نے سنے تو وه آگره سے روانه هوا اور اب جیپور میں آ گیا اور بهت جلد اُس مقام کے مقابله میں پهونچا جهاں دارا شکوه اپنی فوج لیئے پڑا تها چنانچه تین دن تک توپوں کی لڑائی جاری رهی اور جبکه اورنگ زیب کی فوج کو مخالف کی توپوں سے صدمه پهونچا تو اُسنے عام حمله کا حکم سنایا اگرچه کئی گهنٹے

تک اس دهاوے کا سخت مقابله کیا گیا مگر شاه نواز خاں حاکم گجرات کے مارے جانے سے جو فوج مخالف کي ایک ٹکڑے کے پشته کوه پر چڑهتے هي مارا گیا دارا شکوه اس قدر شکسته خاطر هو گیا که بلا تحاشاه لڑائي سے بهاگا اور فوج اُسکي جگهه جگهه منتشر هوگئي یهاں تک که سواروں کا وه گروه جو خاص اُسکي ذات کے حفظ و حراست پر متعین تها ایک ایک کر کے ادهر اودهر کو چلدیا اور منجمله اُنکے بعضوں نے اُس خزانه کو لوٹا جو اُسکے مال و اسباب سے بچا کهچا رها تها اور داراشکوه اپني جان توڑ کر حفظ و حراست اُسکي کرتا تها *

دارا شکوه آٹهه دن رات برابر کوچ کر کے احمدآباد کے قرب و جوار میں داخل هوا اور کوچ اُسکا موسم کي گرمي اور راه کي گرد و غبار کے باعث سے نهایت ناگوار تها اور باوصف اس سختي کے جبتک وه لوگ پهاڑوں میں چلتے رهے یهه مصیبت زاید هوئي که کولیوں کے حمله اُٹهائے گئے جو دارا شکوه کے خاص جان نثاروں کے ساتهه لگے لپٹے چلے جاتے تهے اور جو کوئي شخص اُن جان نثاروں میں سے پیچهے ره جاتا تها اُسکو لوٹ کهسوٹ کر برهنه کر دیتے تهے یا جان سے مار ڈالتے تهے داراشکوه انهیں مصیبتوں کے عین شباب میں برنیر صاحب سے ملاقي هوا جو دلي کو جاتا تها اور حقیقت حال سے واقف نه تها داراشکوه کي بي بي زخمي هوگئي تهي اور کوئي جراح اُسکے ساتهه نه تها تو داراشکوه نے لوٹنے کي تکلیف دي اور تین دن تک اپنے ساتهه اُسکو رکها اور جبکه چوتهے دن احمدآباد ایک منزل کے فاصله پر رها اور یهه سمجها گیا که احمدآباد میں پهونچکر امن کے گنبد میں قرار پکڑینگے اور ساري تکلیفوں کے بعد آسایش حاصل هوگي تو اُس رات کو کاروان سرا میں فروکش هوکر کولیوں کے حملوں سے محفوظ رها اور جگهه کي تنگي سے یهه چپقلش هوئي که برنیر صاحب اور داراشکوه کي مستورات میں صرف ایک قنات کا پرده حائل تها اور جبکه صبح کے وقت اُس کوچ کي

طیاری میں لوگ اُسکے مصروف تھے جسکو وہ پچھلا کوچ اپنا سمجھتے تھے تو
دارا شکوہ کو یہہ خبر پہونچی کہ احمدآباد کے دروازے مسدود ہیں اب
آپ کو وہاں جانا نصیب نہوگا بلکہ حقیقت میں جان و مال کے خبر
اسی میں ہی کہ احمدآباد کے پاس پروس سے ادھر اودھر کہیں اور کو
جلد چلے جاویں برنیر صاحب کو حال اس خبر کا داراشکوہ کی عورتوں
کے رونے پیٹنے سے دریافت ہوا بعد اُسکے دارا شکوہ اندر سے لرزاں ترساں نکلا
حاضرین مجلس تعظیم کو کھڑے ہوئے اور چپ چاپ کھڑے" رہے
دارا شکوہ یہہ حال دیکھکر کہ' ساری دنیا نے مجھکو چھوڑا اور اسبات سے
پریشان ہوکر کہ اب دیکھا چاہیئے کہ میرا اور میرے خاندان‌والوں کا کیا حال
ہوگا ادنے ادنے سپاہیوں کے سامنے گڑگڑایا برنیر صاحب زار زار رونے لگے
اور اپنے آنسوؤں کو تھام نہ سکے غرضکہ داراشکوہ برے برے خیال اپنے جتا
بتاکر صاحب ممدوح سے رخصت ہوا اور چار پانچ سوار اور دو ہاتھیوں
سمیت افتاں و خیزاں کچھہ کی جانب کو چلا اور کچھہ میں
پہونچنے کےساتھہ اس سے وہ دو سو بندوقچی اور پچاس سوار آکر ملے
جو اوسکے ایک رفیق کے ہمراہ گجرات سے آئے تھے اور کچھہ کے
حاکم نے جسنے پہلی بارآو بھگت بہت سی کی تھی اب بے اعتنائی
برتی مگر دارا شکوہ نے وہاں توقف نہ کیا اور قندھار کی طرف
کوچوں کو جاری رکھا چنانچہ مقام جون واقع سرحد مشرقی سندھ میں
پہونچا یہاں کا حاکم جو قوم کا پٹھان اور دارا شکوہ کا ممنون احسان تھا
بظاہر تعظیم و تکریم سے پیش آیا اور باطن میں وہ تدبیر سوچتا رہا
جسکے ذریعہ سے داراشکوہ کو اُس کے مخالفوں کے حوالہ کرے داراشکوہ
کی بی بی جو اُس کی چچیری بہن یعنی پرویز کی بیٹی تھی رستوں
کی تکلیفوں سے جاں بحق ہوئی اور دارا شکوہ نے بلا لحاظ اپنی خستگی
شکستگی کے ناعاقبت اندیشی سے اپنے قلیل محافظوں میں سے تھوڑے
لوگوں کو دو معتمد ملازموں سمیت اُسکے جنازہ کے ساتھہ کرکے لاہور کو

روانہ کیا بعد اُس کے جب ماتم سے فراغت حاصل ھوئي تو اٹک کے سفر کو جاري کیا اور جون کا سردار اُسکي ھمراھي میں ایک منزل تک آپ آیا اور اپنے بھائي اور اپني فوج کو بظاھر باہر غرض چھوڑکر کہ شاھزادے کو سر حد تک پہونچادیں واپس گیا جوں ھي کہ وہ سردار آنکھوں سے غایب ھوا تو اُس کا بھائي داراشکوہ پر گرا اور ایک لخت اُسکو اور اُس کے بیٹے سپہر شکوہ کو مقید کیا اور اورنگ زیب کے سرداروں کو اُسکي گرفتاري سے آگاھي بخشي یہاں تک کہ اُس کي گرفتاري جگھہ جگھہ مشہور ھوگئي *

اورنگ زیب کو مخالف کي گرفتاري کا مژدہ ایسے وقت میں پہونچا کہ وہ اپني پہلي سالگرہ کے جشن و نشاط میں مصروف و مشغول تھا مگر اُس نے اِس خبر کو یہاں تک چھپائی رکھا کہ وہ خبر مضبوط و مستحکم ھوگئي بعد اُس کے اُس نے عام جشن کا حکم دیا اور دعوت کي طولاني کا مژدہ سنایا اور اُس جشن عام اور دعوت تمام نے اِسقدر طولاني پکڑي کہ قیدیوں کے پہونچنے تک وہ جشن تھوڑا بہت باقي رھا تھا یہہ جشن چھٹي جون سنہ ١٦٥٩ ع مطابق چوبیسویں رمضان ١٠٦٩ ھجري کو شروع ھوا اور چوبیسویں جولائي سنہ الیہ مطابق پندرھویں ذيقعدہ سنہ الیہ کو وہ قیدي دلي میں داخل ھوئی اورنگ زیب نے داراشکوہ کي نسبت یہہ حکم صادر کیا کہ پابزنجیر کرکے بےرونقے بے جھول کے ھاتھي پر بٹھایا جاوے اور دلي کی بڑے بڑے گلي کوچوں میں جگھہ جگھہ پھرایا جاوے چنانچہ حکم کي تعمیل ھوئي اور داراشکوہ کي حالت سے لوگوں کے سینے بھر آئے غیظ و غضب سے پیچ تاب کھانے لگے اور جوش و خروش کي یہاں تک نوبت پہونچي کہ برنیر صاحب بھي وقوع ھنگامہ کے اندیشہ خطرہ سے ھتیار باندہ کر بازار میں آئے مگر لوگوں کي ھمدردي صرف آنسوؤں کے بہانے اور شور غل کے مچانے میں ظاھر ھوئي بعد اُس کے دارا شکوہ کو پراني دلي کے قید خانہ

میں مقید کیا اور جبکہ جون کا سردار اُس کے دوسرے دن دربار میں
جانے لگا اور لوگوں نے اُس کو دیکھا تو اُنکو ضبط کی طاقت نرهی
چنانچہ لوگ اُسکے گرد اکھتے هوئے اور گالی گلوچ سے پیش آئے اور جون
جون جمعیت اُن کی بڑهتی گئی تو اُن کے غیظ و غضب کو بهی ترقی
هوتی گئی یہاں تک کہ کیچڑ اور روڑے اور کھوڑے مارنے لگے اور یہاں
تک نوبت پہونچی کہ جانبین سے دس بیس آدمی مارے گئے اور اتنا
غوغا برپا هوا کہ اگر پولس کے سپاهی اُس سردار کی نگهبانی نکرتے تو
وہ پاش پاش کیا جاتا *

اگلے روز اُس مفسدہ کا سردار اورنگ زیب کے حکم سے قتل کیا گیا
بعد اُس کے کئی دن گذرے تھے کہ بادشاہ کے مشیروں اور چند مفتیوں نے
باهم بغاوت کا مشورہ کیا اور دارا شکوہ کی نسبت ارتداد کا جرم قایم
کرکے قتل اُس کا قرار دیا چنانچہ اورنگ زیب نے بظاهر آزردہ افسردہ
هوکر حکم شریعت کا عذر پیش کرکے بقول اُسکے کہ * اگر خون بفتوی
بریزی رواست * فتوی کے اجرا کا حکم جاری کیا اور اُس کام کے پورے
کرنے کو ایسی آدمی کو چنا چھانتا جو دارا شکوہ کے لهوکا پیا سا تھا
دارا شکوہ اور اُسکا بیتا مسور کی دال پکا رهے تھے اور زهر کے اندیشہ سے
یهی کھایا کرتے تھے کہ دارا شکوہ نے اپنے قاتلوں کو سامنے سے دیکھا اور
اُن کے دیکھنے سے اپنی قسمت کو پهچانا اور ایک چھوتی سی چھری
کو اُتھا لیا اور جبتک وہ دشمنوں کی کثرت سے مغلوب نهوا تبتک
بہادری سے بچاؤ اپنا کرتا رها غرض کہ لاش اُسکی هاتھی پر رکھکر لوگونکو
دیکھائی گئی اور سر اُسکا اورنگ زیب کے سامنے لایا گیا جسنے یہہ حکم
دیا تھا کہ وہ طشت میں رکھا جاوے اور اُسکے سامنے پانی سے دهویا
جاوے اور جبکہ اُسکو یہہ اطمینان حاصل هوئی کہ وہ حقیقت میں داراشکوہ
هی کا سرهی تو مونہہ بناکر رونے لگا اور بہت رنج آمیز کلموں سے یہہ
فرمایا کہ همایوں کے مقبرے میں دفن کیا جاوے بعد اُس کے سپہر شکوہ

اس کے بیٹے کو مقید کرکے گوالیار کے قلعہ میں بھیجا † *

اِن واقعوں کے زمانہ میں مرزا شجاع کے مقابلہ میں شاہزادہ محمد سلطان اور میر جملہ کام کاج اپنا کر رہے تھے اور شجاع کی یہہ صورت تھی کہ جب وہ بنگالہ کو لوٹ کر گیا تو منگیر میں پڑاو اُس نے ڈالے اور گنگا اور پہاڑوں کے درمیان اپنے مکان اقامت کے گردا گرد گہری گہری کھائیاں کھدوا کر اُس کو مضبوط و مستحکم کیا مگر میر جملہ نے پہاڑوں میں گھس پیٹھکر اُس کی فوج کے بائیں بازو کو اوکھاڑا جس کے اوکھڑنے سے شجاع اس بات پر مجبور ہوا کہ پیچھے لوٹ کر راج محل میں توقف کرے جس کو اُس نے اپنی طول حکومت کے زمانہ میں بنگالہ کا دارالحکومت ٹھہرایا تھا اسی عرصہ میں برسات کا موسم آگیا جس میں وہاں خشکی کی راہ ایسی ہوجاتی ہی کہ فوج کا کوچ و سفر نہایت دشوار ہوجاتا ہی غرض کہ میر جملہ نے برسات کے آنے سے راج محل کے پاس پڑوس میں کسی قدر فاصلہ پر چھاونی ڈالی اس توقف سے پہلے ایک ایسا واقعہ واقع ہوا جس کی قدر و منزلت دونوں فریقوں کے نزدیک ایک بڑے پایہ کی سمجھی گئی بیان اُسکا یہہ ہی کہ محمد

---

† دارا شکوہ کا تمام حال مندرجہ بالا خافی خاں کی تاریخ سے لیا گیا اور برنیر صاحب کے پاکیزہ بیان کو اُس موقع کے علاوہ جس کو اُس نے اپنی آنکھہ سے مشاہدہ کیا اس وجہہ سے چھوڑا کہ باوصف اِس کے کہ خافی خاں کے بیان سے بیان اُن کا بہت مخالف نہیں مگر صاحب ممدوح نے بہت سے حالات ایسے بیان کیئے جو خود قرین قیاس نہیں اور خافی خاں نے کوئی اشارہ اُنپر نہیں کیا یہہ مانا کہ صاحب ممدوح نے وہ حالات ایسے لوگوں سے سنے جو اُن معاملوں میں شریک و شامل تھے اور واقع ہوتے ہی وہ حال اُن کے پاس پہنچے مگر ایسے تازہ حال سقم و صحت سے خالی نہیں ہوتے اس لیئے کہ جب تک مضمونوں پر بحث مباحثہ نہیں ہوتا تو ہر شخص کو کل واقعہ کا جزو جزو دریافت ہوتا ہی اور جو حال اوروں سے وہ سنتا ہی اُسکو اپنی معلومات کے مناسب توڑا اپنا ہی علاوہ اُس کے ہارے ہوئی لوگ اپنی ہار کے عذر میں ہمیشہ باتیں بناتے رہتے ہیں اور تمام آدمی ایسی خفیہ تاریخوں اور مخفی ارادوں سے خوش ہوتے ہیں کہ اگر آیندہ کو وہ گواہوں سے مضبوط و مستحکم نکیئی جاویں تو بہت جلد فراموش ہوجاتے ہیں

سلطان ایک مدت سے میر جمله کے حکم و حکومت سہتے اور بوجهه بهار اُس کا اُٹهاتے تنگ آگیا تها یہاں تک که اب اُسکي حکومت اُٹهانے کي تاب و طاقت اُس میں باقي نرهي تهي غرض که جب وه بہت تنگ آگیا تو باوصف اس کے که عالم گیرؔ کا بڑا بیٹا اور اُسکے تاج و تخت کا پورا وارث تها مرزا شجاع اپنے چچا جان سے خط و کتابت جاري کي اور آخرکار اُس کي فوج میں چلا گیا مرزا شجاع اُس سے بتوقیر و عزت پیش آیا اور اپني بیٹي کے ساتهه اُسکا نکاح کیا یهه واقعه ماه جون سنه ۱۶۵۹ ع مطابق رمضان سنه ۱۰۶۹ هجري میں واقع هوا بعد اُس کے خواه اس وجهه سے که اُمید اُس کي بر نه آئي یا مزاج اُس کا اصل خلقت سے مضبوط و مستقل نتها وه اپني نئي بات سے ایسا ناخوش هوا جیسا که وه اپني پہلي حالت سے راضي نتها چنانچه اُن لڑائیوں میں جو برسات کے گذرنے پر باهم واقع هوئیں مرزا شجاع کے شریک و شامل رهکر اُس سے کناره کش هوا اور ستائیسویں جنوري سنه ۱۶۶۰ ع مطابق چهٹي جمادي الثاني سنه ۱۰۷۰ هجري کو میر جمله کے لشکر میں چلا آیا *

اورنگ زیب نے ایک مرتبه بنگاله کا اراده کیا تها مگر مذکورالصدر خبر کے پہونچنے سے پہلے فسخ عزیمت کو مقدم سمجها تها اور محمد سلطان کے کوتکوں سے کوئي اثر اُسپر ظاهر نهوا چنانچه اُس نے شاهزاده کو مقید کیا اور کیئے برس تک مقید رکها *

بعد اُس کے مرزا شجاع کے کار بار آهسته آهسته گهٹنے لگے اور بہت سي ناکام لڑائیوں میں هارنے کے بعد اسپر مجبور هوا که وه ڈهاکه کو لوٹ گیا اور جب که میر جمله اپنے زور و قوت سے اُس کو دبائے چلا گیا تو وه اپني فوج سے چند همراهیوں سمیت الگ هوا اور اراکن کے راجه کي پناه میں آیا بعد اُس کے حال اُس کا دریافت نهوا یهه واقعه ماه اپریل یا مئي سنه الیه ع مطابق شعبان یا رمضان سنه الیه کو وقوع میں آیا *

معلوم هوتا هي که اراکن کے راجه نے شجاع کي روک توک کے لیئے

داد و دیانت کے خلاف پر تدبیریں بوتیں اور مرزا شجاع نے وهاں کے مسلمانوں سے مل ملاکر راجه کے اوکھاڑنے کي طرح ڈالي مگر بڑي چهان بین کے بعد اِس قدر ثابت هوتا هی که مرزا شجاع اپنے خاندان سمیت اراکن میں مارا گیا اگرچه اُس کي نسبت بهت سي خبریں اوڑائي گئیں مگر واقعي حال اُس کا آینده کو سنا نهیں گیا *

اگرچه اورنگ زیب کو شجاع کے بخت و قسمت کے مستور و مخفي رهنے سے تهوڑے عرصه تک ایک طرح کا تردد دامنگیر رها مگر اگلے برس کے پورے هونے سے پہلے پہلے وه تردد اور اُسي قسم کے بهت سے خیال اس کي خاطر سے رفع دفع هوگئے بیان اُسکا یهه هی که اسنے ڈرانے دهمکانے اور بعد اسکے فوجکي چڑهانے سے سري نگر کے راجه کو اسبات پر مجبور کرنا چاها تها که وه سلیمان شکوه اُس کے بهتیجے دارا شکوه کے بیٹے کو بادشاهي ملازموں کے حواله کرے مگر جب که راجه نے نخواه اپني عزت کے خیال سے یا اوبهه لالچ کي نظر سے یا کسي اور مصلحت کے تصور سے بات اُسکي نماني تو اورنگ زیب نے والي جےپور راجه جے سنگه کي وساطت سے کام نکالنا چاها جو عالمگیر کا بڑا کارنده اور هندو راجاؤں کي خط و کتابت کا قوي وسیله تها غرض که وه راجه اُس راجه کے سمجهانے بوجهانے سے سلیمان شکوه کے حواله کرنے پر راضي هوا چنانچه اُس نے تیسري جنوري سنه ۱۶۶۱ع مطابق گیارهویں جمادي‌الاولی سنه ۱۰۷۱ هجري کو بادشاهي ملازموں کے حواله کیا اور وه اُسکو دلي کو لیگئے‡ پہلے اُسکو هاتهي پر بیٹهاکر دلي کے گلي کوچوں میں تشهیر کیا بعد اُس کے بادشاه کے سامنے لائے اگرچه پانوں کي بیڑیاں کاٹي گئیں مگر هاتهه اُسکے سنهري زنجیروں سے جکڑے گئے درباریوں کے سینے بهر آئے اور آنکهیں آنکي ڈب ڈبا گئیں یهاں تک که بادشاه نے بهي خدا ترسوں کي صورت بنائي اور جب که سلیمان شکوه نے بمنت یهه عرض کیا

---

‡ خاني خان

کہ نشا پلاکر ہوش حواس کو زائل کرنے کی نسبت جیسے کہ شہزادوں کے قتل کا دستور و قاعدہ سمجھا گیا تھا یہہ بات آسان اور میرے جی کا بڑا ارمان ہی کہ میں دفعتاً مارا جاؤں تو بادشاہ نے بہت نرم لفظوں سے یہہ جواب ارشاد فرمایا کہ تم جان کی طرف سے مامون و مطمئن رہو بلکہ تمہارے ساتھہ اچھا معاملہ برتا جاویگا † مگر لوگوں کو یہہ یقین نہیں کہ اورنگ‌زیب نے وہ وعدہ پورا کیا ہو اس لیئے کہ مرزا سلیمان شکوہ اور اُسکا بھائی سپہر شکوہ اور مرزا مراد کا جوان بیٹا گوالیار کے قلعہ میں تھوڑی مدت میں مرگئے ‡ اور اورنگ‌زیب کا بیٹا محمد سلطان اُسی قلعہ میں بہت دنوں تک جیتا جاگتا رہا اور بعد اُس کے کسیقدر رہا بھی کیا گیا *

مرزا مراد کے ظالمانہ قتل سے جو مرزا سلیمان شکوہ کی گرفتاری سے کئی مہینے پیچھے واقع ہوا لوگوں کے شکوک شبہات اورنگ‌زیب کے قول فعل اور خوے و خصلت کی نسبت سچی ہوگئے اس بدبخت شاہزادہ نے ایک رسی کے ذریعہ سے جسکو دیوار قلعہ سے نیچے کو لٹکایا تھا بھاگنا چاہا مگر جب کہ وہ شامت کا مارا ایک ہندنی بیسوا سے رخصت ہونے لگا اور اُس عورت کے رونے کی صدا بلند ہوئی تو پہرہ والے اُس طرف کو ملتفت ہوئے اور شاہزادے کے ارادے پر پے لیگئے اور وہ اپنی مراد سے نامراد رہا بعد اُس کے اورنگ‌زیب یہہ سوچا بچارا کہ جب تک یہہ بھائی صحیح و سلامت ہی تب تک اپنی سلامتی کی خیر نہیں مگر جبکہ کسی قسم کا الزام اُس بیگناہ کے ذمہ نہ لگا سکا تو اُسنے ایک ایسی آدمی کو سکھا پڑھاکر مدعی کھڑا کیا جسکے باپ کو مرزا مراد نے اپنی نیابت سلطنت گجرات کے وقتوں میں قتل کیا تہا غرض کہ اُسکی طرف سے دعوی پیش کرایا اور رسم و رواج کے موافق تحقیقات کرکے قصاص کا فتوی دلایا اور بعذر قصاص اُسکو عین قیدخانہ میں قتل کرایا § *

† برنیر صاحب کا بیان جو اُس موقع پر موجود تھے

‡ برنیر صاحب

§ خافی خاں برنیر صاحب

اس زمانه سے تھوڑي مدت پہلے بیکانیر کے راجه پر ایک فوج اُس نے روانه کي تھي جو مقام دکن میں عین وقت و موقع پر اُسکو چھوڑکر چلا آیا تھا اور اب بھي مطیع و محکوم اُسکا نتھا مگر اُس راجه نے ماه نومبر سنه ۱۶۶۱ع مطابق ربیع‌الثاني سنه ۱۰۷۲ هجري اُکو مہم مذکور کے دباو سے اطاعت اختیار کي تھي *

ملک آشام پر میر جمله کي چڑھائي اور بادشاه کي بیماري کا بیان

جب که میر جمله کي کامیابیوں سے صوبه بنگال میں دوباره امن‌چین قایم هوا تو بادشاه نے اُس قوي دست وزیر کو اور کسي دھندے میں لگانا چاها چنانچه اُس نے ملک آشام کي فتح پر اُسکو متعین فرمایا جو دریاے برہمپتر کے کنارے پر واقع اور هرے بھرے پہاڑوں سے محصور هی غرض که میر جمله ڈھاکه سے برہمپتر پر پہونچا اور کوچ بہار کي چھوٹي ریاست کو فتح کرکے آشام کے میدان کو روندا سوندا اور گھرگانگ اُسکي دارالحکومت پر قبضه کیا اور بارهویں مارچ سنه ۱۶۶۲ ع مطابق ششم شعبان سنه ۱۰۷۳ هجري کو اپنے کامیابي کا حال ایک عریضه کے ذریعه سے بادشاه کي خدمت میں بڑي خوشي سے ارسال کیا اور بڑے گھمنڈ سے یهه لکھا که اب آگے کو حضور کے اقبال و دولت کي بدولت چین تک راسته کشاده کیا جاویگا بعد اُس کے برسات کا موسم آگیا اور پاني کي مار مار سے وه میدان اسقدر پانیکا طوفان هوگیا که سوار آگے نه بڑھ‌سکی اور چرکتے چارا نه لاسکے علاوه اس کے اُس ملک کے باشندے ادھر اودھر سے اکھٹے هوئے اور رسدوں کو لوٹنے اور متفرق سپاهیوں کو جانسے مارنے لگے غرض که طرح طرح کي تکلیفیں پہونچانے لگے بعد اُسکی جب برسات نکل گئي تو لشکر میں بڑي مري پھیلي اگرچه اس عرصه میں تازي مدد بھي آئي مگر میر جمله اُن تدبیروں سے ناکام رها جو اُس نے سوچي سمجھي تھیں اور وه بڑا بول اُسکے آگے آیا بلکه بنظر اسکی که اُسکو شکست کا دھبا نه لگی وهاں کے

راجه سے کسیقدر ملک و خراج اُسنے حاصل کیا اور اپني عمده عمده لیاقتوں اور کارگذاریوں سے کام اسکو دینا پڑا اور جب که یهه مراد اس کي پوري نهوئي تو چهٹي جنوري سنه ۱۶۶۳ع مطابق ششم جماديالثاني سنه ۱۰۷۳ هجري کو فوج اپني آشام سے لوٹائي اور اب تک ڈهاکه میں داخل نهوا تها که سفر کي ماندگي اور علاوه اس کے ایسي ایسي سخت تکلیفوں کي مشقت سے جنکو اُس نے ادنی ادنی سپاهیوں کے ساتهه اپنے بڑهاپے میں اوٹهایا تها اکتیسویں مارچ سنه الیه ع مطابق دوسري رمضان سنه الیه کو جهان فاني سے گذر گیا † اور بادشاه نے فيالفور اس کے بیٹے محمد امین کو اُسي بڑے پایه پرسرفراز فرمایا جو اس کے باپ کو حاصل تها ×

اگرچه اس قوي ملازم کے مرجانے سے هرطرح کے رشک و حسد اور هر قسم کے خوف و هراس سے بادشاه کو اطمینان حاصل هوئي مگر حال میں اسکو مالک حقیقي کي جانب سے یهه سخت آگاهي دي گئي که اس حیات مستعار اور چندروزه حکومت پر جو آج تجکو حاصل هی بهروسا کرنا نچاهیئے تفصیل اس اجمال کي یهه هی که جلوس کي پانچویں سالگره کے بعد ایسي سخت بیماري اسکو لاحق هوئي که پهلے تو اسکي جان کے لالے پڑے اور نهایت نحیف و ضعیف هوگیا اور پهر ایسي بلا میں مبتلا هوا که زبان اوس کي قابو میں نرهي اور بول اوس کي زبان سے پورے پورے نه نکلے غرض که اس غیر متوقع مصیبت کے واقع هونے سے اوسکي نئي حکومت کي جڑیں هل جل گئیں یعني جابجا یهه هوائیاں اوڑیں که راجه جسونت سنگهه پوري پوري منزلیں طی کرتا هوا شاهجهاں کے چهوڑانے کو اور مهابت خاں حاکم کابل بهي اس غرض سے چلا آتا هی چنانچه شاهجهاں کے حمایتي آپسمیں بمقام دارالسلطنت سازشیں کرنے لگے اور اورنگزیب کے خیر خواه بهي ایسے دو فریق هوگئے

† خافي خاں برنیر صاحب

کہ منجملہ اس کے ایک گروہ اوس کے دوسرے بیٹے معظم‌شاہ کو جانشین اوس کا بنایا چاہتا تھا اور دوسرا گروہ اوسکے تیسرے بیٹے اکبر شاہ کو اوسکی جگہہ بٹھانے کا خواہاں تھا مگر خاص اورنگ زیب کے صبرو استقلال اور ہمت و متانت کے باعث سے یہہ شور فساد جوں کے توں دبے دبائے رہے اور کسی بات نے ظہور نکیا چنانچہ بیماری کے پانچویں دن باوجود اِس کے کہ موت کے پنجہ سے ابھی پورا پورا چھوٹا نہ تھا اوروں کے سہارے بساط مرض پر تنکر کر بیٹھا اور درباریوں کا مجرا لیا بعد اُس کے کسی اور دن جبکہ وہ غش میں بیہوش پڑا تھا اور گلی کوچوں میں اُس کے مرنے کی ہوائی اڑ گئی تھی ہوش کے آنے پر دوتین امیروں کو بساط مرض کے حاشیہ پر بٹھالیا اور باوصف اِس کے کہ فالج کے مارے زبان اوسکی کھنے میں نہ تھی اپنی ہمشیرہ روشن آرا بیگم کو کہلا بھیجا کہ خاص مہر بادشاہی میرے پاس بھیجدے چنانچہ جب وہ مہر آئی تو اوسکو اپنے قبضہ میں کیا اور ساری غرض یہہ تھی کہ کوئی شخص استعمال اوسکا بلا حکم کرنے نہ پاوے حاصل یہہ کہ بادشاہ کی اِس ہوشیاری سے مفسدوں کی ہمتیں پست ہوگئیں اور وہ لوگ اوسکا خوف ادب کرنے لگے اور شفا کی صورت نظر آنے لگی † *

جوں ہی کہ بادشاہ نے چھٹی ستمبر سنہ ۱۶۶۳ ع کو تھوڑی بہت شفا پائی تو کشمیر کو روانہ ہوا جہاں اور ملکوں کی نسبت قوت کا حاصل ہونا زیادہ تر متوقع تھا *

دکن کے فسادوں کا بیان

جب کہ بادشاہ شمال کی جانب یعنی صوبہ کشمیر میں آرام و راحت کا خواہاں تھا تو جنوب کی جانب یعنی ملک دکن میں ایسے معاملے پیش آرہے تھے جن میں خیالات اس کے بہت جلد دوڑنے والے تھے *

یہہ بات یاد ہوگی کہ مرہٹوں کی قوم ایسے ملک میں بستی ہی

† برنیر صاحب خافی خاں نے اِس بیماری کو خطرناک بیان کیا

جو ایسے پہاڑوں کے سلسلہ میں واقع ہی کہ وہ نربدہ کے سراسر جنوب
اور بندیا چل پہاڑوں کے موازات میں پہیلے ہوئے ہیں اور نیز وہ ملک
ایسے خط کے محاذات میں پڑا ہی جو مقام گویا واقع ساحل دریاے شور سے
بیدر پر گزر کر دریاے وادہ تک چاندا پر گزر جاتا ہی اور اُس ملک کی حد
مشرقی پر دریاے مذکور اور اُسکی حد مغربی پر سمندر واقع ہی اس ملک
کی علامتوں سے عمدہ علامت کوہ سیاوری کا سلسلہ ہی جس کو گھاٹ
بولتے ہیں اور وہ دریاے شور سے تیس چالیس میل ادھر مغرب
کی جانب کو پہیلتا چلا گیا ہی اور یہہ سلسلہ سمندر کی سطح سے تین
ہزار فٹ سے لیکر پانچ ہزار فٹ تک بلند ہی مگر اپنی خصوصیات کی
وجہہ اور اُن ضلعوں کے اختلاف کے باعث سے جنمیں یہہ حد فاصل کے
طور پر واقع ہوا ہی شہرہ آفاق ہو گیا باقی مغرب کی جانب میں کہیں
کہیں اس سلسلہ کی بلندی سمندر کی سطح سے قریب واقع ہوئی
اور سمندر کی جانب سے یہہ ایسا قوی مانع ہی کہ اوسکی ممانعت
مزاحمت سے غنیم کا گذار اُس ملک میں نہایت دشوار و مشکل ہی
مگر مشرق کی جانب میں ڈیڑہ ہزار یا دو ہزار فٹ کی بلندی
پر چوڑا چکلا میدان ہوکر ڈھلتا ڈھلتا ملک مذکورالصدر سے باہر نکل گیا
یہاں تک کہ خلیج بنگالہ تک جا پہونچا ؞

اس پہاڑ اور سمندر کے درمیان میں ایک خطہ واقع ہی جس کو
کانکن یا کنکان کہتے ہیں اور وہ اکثر جگہہ ناہموار اور ساحل دریاے شور
کی جانب چھوٹے چھوٹے قطع اسمیں واقع ہیں جنمیں چانول پیدا ہوتے
ہیں اور ملک مذکور کا باقی حصہ ٹیکروں اور جنگلوں کے باعث سے
جنمیں بڑے بڑے سیلاب آتے ہیں اور قرب سمندر اور سیلابوں کی جہت
سے وہ زمینیں دلدلی اور گہڑیلی ہو جاتی ہیں اور مین گروو † اور علاوہ
اوسکے اور جہاڑ جہنکاڑ اُن میں پیدا ہوتے ہیں زراعت کے قابل اور

† ایک درخت کا نام ہی جو سمندر کے کناروں پر پیدا ہوتا ہی

پرچرنے کے لایق نہیں ‡ اس حصہ کے ٹیکروں کی چوٹیاں درختوں سے
خالي هیں مگر چاروں طرف انکے بڑے بڑے درخت گھنے گھنے کھڑے هیں
اور نیچے کے جنگلوں سے پھیلتے پھیلتے جا ملتے هیں جہاں چھوٹے چھوٹے
درختوں کا زور و شور اور بیلوں کی دھوم دھام هی اور یہہ بڑا جنگل
مشرق کی طرف کو بلند زمین کے اوس خطے پر پھیلتا هوا گیا هی جو
قریب اسکے واقع هی اور آس میں اونچی اونچی گھاٹیاں اور گہری گہری
کھوہیں پائی جاتی هیں جو جنگلی جانوروں کے بسنے رہنے کے قابل
هیں جنسے یہہ سلسلہ بھرپور هے پندرہ بیس میل ان ٹیکروں سے گذر کر
وہ تنگ گھاٹیاں کشادہ اور زرخیز هو جاتی هیں یہاں تک کہ کھلے
میدان آ جاتے هیں جو مشرق کی جانب کو پھیلتے چلے جاتے هیں اور
وهاں کھیتی هوتی هی مگر درختوں کا نام و نشان نہیں اور کہیں کہیں
شاذ و نادر ایک چھوٹے سے پہاڑ کا سلسلہ آن کو کاٹتا هوا گذرتا هی گھاٹوں
کے بڑے سلسلہ پر برسات کے موسم میں جنوبی مغربی هوا کا بڑا زور شور
رهتا هی مگر گھاٹوں کی مزاحمت سے میدانوں میں پہونچنے تک زور
اُس کا بہت کم هو جاتا هی اور گھاٹوں کے اونچے اونچے مقاموں میں
کئی کئی مہینے تک بادلوں کے دل کے دل چھائے پڑے رهتے هیں اور هوا کی
گر و فر اور بارش کی دھوم دھام رهتی هیں اگرچہ اوپر کے خطوں سے پانی
بہکر چلا جاتا هی مگر کنکان کا یہہ حال هوتا هی کہ سارے برس گیلا سیلا
اور بیماریوں کا گھر بنا رهتا هی اور منجملہ اُن پست شاخوں کے جو اِن
گھاٹوں سے نکل کر مشرق کی جانب کو چلی جاتی هیں سب سے بڑی وہ
شاخ هی جو سلسلہ چاندور کے نام سے مشہور و معروف هی اور یہہ نام
اُس کا اُس قلعہ کی وجہہ سے شہرہ آفاق هوا جو اُسکی چوٹیوں پر منجملہ
بہت سے قلعوں کے بنایا گیا یہہ سلسلہ دریاے تپتی کے پست طبقہ اور

‡ کنکان والوں کی کہانیوں میں مذکور هی کہ کسی زمانہ میں سمندر گھاٹوں
کے دامنوں تک آگیا تھا اور کنکان ایک دیوتا کی کرامت سے معفوظ رها تھا

دریاے گوداوری کے بلند طبقہ کے درمیان میں حد فاصل واقع ھوا اور تپتی کا
طبقہ خاندیس اور برار کے زرخیز میدانوں سے مرکب ھی جنکي
علحدگی گجرات سے پگلانہ کے جنگلي خطہ کے ذریعہ سے ھوتي ھے یہہ طبقہ
بہت سي باتوں میں بلند طبقہ سے مختلف ھی اور جسکو زیادہ تر
خصوصیات ملک مرھٹہ کي حیثیت سے مرھٹوں کا ملک کہنا چاھیئے تمام
گھات اور اُس کے قرب و جوار کے پہاڑوں کا اختتام اکثر ایسي چوٹیوں پر
ھوتا ھی جو سپاٹ پتھر کي دھاریں ھیں اور اُسکے بڑے بڑے اونچے
اونچے مقام اور قلب پہاڑیوں کے متفرق حصے قدرتي قلعہ معلوم ھوتے
ھیں جنکے قبض و تصرف کے لیئے وھاں چڑھنے میں ھموار سطح تک
صرف محنت اوٹھاني پڑتي ھی جو پہاڑوں کي چوٹیوں پر عموماً پائي جاتي
ھی مختلف زمانوں میں مختلف بادشاھوں نے ان مقاموں سے فائدے اوٹھائے
چنانچہ اُنہوں نے سیڑھیاں بنائیں یا پیچدار راھیں نکالیں اور اُن راھوں
میں جگہہ جگہہ دروازے لگائے اور دروازوں کے لگانے سے اُن کو مضبوط و
مستحکم کیا اور ھموار سطح کے قرب و جوار کے مقاموں پر قبض و قابو رکھنے
کي غرض سے برج اور بارے بنائے غرضکہ بطور مذکور اُن بادشاھوں نے گھاٹوں
اور اُنکي شاخوں کے پاس پڑوس کے ملکوں کو ایسے ایسے قلعوں سے مضبوط
و مستحکم کیا جو اکثر لوگوں کي آمد رفت سے رسائي کے قابل اور سہل
الوصول ھوگئے ورنہ رسائي کے قابل سمجھے نجاتے *

مرھٹوں کي قوم کا بیان

اگرچہ مرھٹوں کا بیان ایسي طرح کبھي نہیں مذکور ھوا جیسے کسي
قوم کي تاریخ لکھي پڑھي جاتي ھی مگر اُن لوگوں کي خوے و خصلت
ایسي ممتاز و ممتاز تھي کہ گویا اُن لوگوں میں ھمیشہ سے جمہوري سلطنت
قایم رھي ھی اور اگرچہ خاص ھندوستان کے کمترین لوگوں سے کنارے اور
تلنگانہ والوں اپنے جنوبي ھمسایوں کي نسبت زیادہ مشابہت رکھتے ھیں
مگر منجملہ ان دونوں قوموں کے کسي کے ساتھہ اُنکو اختلاط اور امتزاج
نہیں بلکہ بجاے خود مستقل سمجھے جاتے ھیں *

جسم اُن کے مضبوط اور قد اُن کے کوتاہ اور جوڑ بند اُن کے ٹھیک ٹھاک ہیں اگرچہ نہایت خوبصورت نہیں اور تمام قوم اُن کی جفاکش اور مستقل اور چابک چالاک پائی جاتی ہی اگرچہ راجپوتوں کی شان و متانت اور شیخی بڑائی سے خالی نہیں مگر ویسے کاہل اور دنیا کی باتوں سے غافل نہیں راجپوتوں کا یہہ حال ہی کہ جب تک اُن کی قوم کی بیعزتی نہیں ہوتی تب تک وہ لوگ اُس لڑائی کے نتیجوں سے بے پروائی برتتے ہیں جسمیں وہ شریک و شامل ہوتے ہیں مگر مرہٹوں کا یہہ نقشہ ہی کہ نتیجے کے سوا کوئی بات اُن کے دہیان میں نہیں آتی یہاں تک کہ اگر کام اُن کا بری بہانہ دینے ہی ذریعہ سے حاصل ہووے تو وہ اُس کی بھلائی برائی کی پروا نہیں کرتے بلکہ اپنے کام سے کام رکھتے ہیں غرض کہ حصول مقصود میں فہم و طبیعت سے کام لیتے ہیں اور عیش و عشرت کو چھوڑ کر جان جوکھوں پر پڑتے ہیں اور عزت کی بات پر جان کھونا تو درکنار اپنی غرض کسی طرح نہیں چھوڑتے یہاں تک کہ راجپوتوں اور مرہٹوں کی ظاہری شکل و شمایل پر اُس درونی اختلاف ذاتی کا اثر واضح و لایح ہی چنانچہ ادنی درجہ کے راجپوت کے چال چلن میں کوئی نہ کوئی بات اچھی ہوتی ہی اور اعلی درجہ کے مرہٹوں کے طور و طریقوں میں کچھہ نہ کچھہ ناشایستگی پائی جاتی ہے اور اسقدر فرق و تفاوت ہی کہ اگر یہہ دونوں کسی کے دشمن ہو جاویں تو راجپوت ہانا دشمن تصور کیا جاویگا اور مرہٹا ناخدا ترس اور ہیبت ناک اس لیئے سمجھا جاویگا کہ مرہٹے دلیری دلاوری سے کبھی نہیں چوکتے جب کہ بدون اس کے کام اُن کا نہیں چلتا بلکہ دلیری دلاوری کی اعانت کے لیئے گویا خود اُن کی جبلّت ذہن و فطرت اور چستی چابکی سے ہمیشہ کام لیتے ہیں یہہ اوصاف اُن کے سپاہی لوگوں سے خصوصاً نسبت کیئے جاتے ہیں جو ایسے بڑے بڑے وصفوں اور اُن سے زیادہ ناکارہ کاموں کے ساتھہ موصوف ہیں اس لیئے کہ کسان مرہٹے تھوڑے سنجیدہ فہمیدہ اور جفا کش اور کفایت شعار

هوتے هیں اگرچه اِن کسانوں میں بهي ذاتي هوشیاري مکاري اور اصلي چابکي چالاکي کسیقدر پائي جاتي هی مگر وه بهت فتنه انگیز اور بڑے چهوٹے نهیں هوتے *

مسلمان بادشاهوں کے وقتوں میں سردار اُن کے ایسے خاندانی هوتے تهے جو اپنے باپ‌دادا سے پدهنوں کے پرانے عهدوں پر معزز و ممتاز یا قلعه کي کارگذاریوں پر مامور و سرفراز هوتے † تهے اور احمد نگر اور بیجاپور کي ریاستوں میں رساله داریاں اور جمعداریاں کماتے تهے یهه سردار اصل و حقیقت میں اپنے لوگوں سمیت قومیت کي حیثیت سے سارے شودر تهے اگرچه بعضوں نے قدر و منزلت بڑهانے کو راجپوت هونے کا دعوي کیا *

معلوم هوتا هی که پہلے مورخ مرهٹوں کي قوم سے واقف نه تهے اور جن سرداروں کا نام اُنهوں نے بیان کیا اُن کے معمولي لقبوں سے دریافت هوتا هی که وه قوم کے مرهٹے تهے مرهٹه کا لفظ اول سنه ۱۴۸۵ ع کے حالات میں فرشته والے نے لکها هی مگر عام معنوں میں استعمال اُس کا نهیں کیا یعني اُس نے کسي شخص معین کو اس نام سے پکارا بیان کیا گیا که بیجاپور والے بادشاهوں نے سولهویں صدي میں فارسي زبان کي جگهه مرهٹي بولي کو محاصل کے دفتروں میں قایم کیا تها اور اس لیئے که وه بادشاه بیگانه لوگوں کي جگهه دکن کے باشندوں کو اپني فوج میں بهرتي کرتا تها تو اُس نے بهت سے مرهٹوں کو نوکر رکها تها چنانچه پہلے پہلے ادنی عهدوں یعني قلعه کي چوکي پهره پر متعین کیئے گئے اور بعد اُسکے جب یهه بات دریافت هوئي که اِن لوگوں میں هلکے پهلکے سواروں میں داخل هونے کي استعداد و لیاقت پائي جاتي هی تو بیجاپور اور احمد نگر کے جنگي سواروں میں داخل هونے لگے اور کچهه کچهه لوگ

† اُس زمانه میں پاٹل اور دیس مکهه اور دیس پانڈیے وغیره عهدے معزز و ممتاز گنے جاتے تهے

اُن کے گولکنڈہ کے بادشاہ قطب شاہ کے بھی ملازم ھوئے باوصف اِس کے کہ مسلمان مورخوں نے سولھویں صدی کے آغاز تک بیان اُن کا بہت تھوڑا کیا مگر ملک عنبر کی عہد حکومت میں معزز و ممتاز ھوئے اور بعد اُس کے یہہ نوبت پہونچی کہ بیان اُن کا دکن کی تاریخ میں ایک مستقل حصہ بن گیا ‡ *

بوسلا خاندان کا بیان

ملک عنبر کے افسروں میں سے ایک افسر مالوجی بوسلا کے نام سے معروف و مشہور اور خاندان اُسکا زور و قوت کی نسبت فخر و عزت میں معزز و ممتاز اور بوسلا کے خطاب سے نامی گرامی تھا یہہ افسر چند خود اسپہ سواروں سمیت ملک عنبر کا ملازم اور جادو راؤ کا متوسل تھا یہہ جادو راؤ وہ سردار تھا کہ اگر مرھٹوں کے خاندانوں میں سے کسی خاندان کو راجپوت ھونیکا دعوی پہونچتا تو اسی کے خاندان کو وہ دعوی سزاوار و شایان تھا اس لیئے کہ راجپوتوں کے گروھوں میں سے ایک گروہ کا نام جادو ھی اور جب کہ مسلمانوں سے پہلے پہلے دھاوا کیا تھا تو دیو گڈہ کا راجہ بھی اسی نام سے نامی گرامی تھا جو ساری دکن میں سب راجاؤں سے بڑا راجہ تھا اور غالب یہہ ھی کہ مالوجی کا حامی جو دیو گڈہ کے کسی قریب ضلع کا دیس مکھی تھا راجپوتوں کی نسل سے ھوگا حاصل یہہ کہ اصل اُس کی کیسی ھی ھو مگر لکھہ جی جادو راؤ کو ملک عنبر کی حکومت میں دس ھزاری ذات کا منصب حاصل تھا اور ایسی قدر و منزلت رکھتا تھا کہ جب وہ ایک مرتبہ شاھجہان سے پیوستہ ھو گیا تو ملک عنبر کی تقدیر اوندھی ھو گئی اور وہ لڑائی ھار گیا *

اس ناصواب آمیزش سے بہت دنوں پہلے مالوجی بوسلا ایک تہوار کی تقریب سے جو جادو راو کے مکان میں رچایا گیا تھا اپنے بیٹے ساہ جی

---

‡ گرینٹ صاحب کی تاریخ مرھٹہ صفحہ ۷۳ لغایت ۹۳

کو ساتھہ اپنے لیے ہوئے آیا تھا اور اُن دنوں عمر اُسکي پانچ برس کي تھي
حسب اتفاق ایسے موقع پر جو ہسنے بولنے کا مقام و موقع تھا جادو راؤ
نے ساھجي اوراپني سہ سالي بیتي کو دونوں زانوؤں پر بتھا کر ہنسي سے
یہہ بات کہي کہ یہہ کیا عمدہ جوڑا ھی اور یہہ دونوں بالک بھو بنے بنانے
کے قابل ھیں جادو راؤ کے کہنے پر مالوجي بول اُٹھا کہ سب صاحب
گواہ رھیں کہ میرے بیتے کا رشتہ جادو راؤ کي بیتي سے ہو گیا جادو راؤ
اُسکے بولنے سے اچنبھے میں رہا اور اپنے خاندان کے فخر و عزت کے باعث
سے اُس کے بڑے بول سے نہایت ناراض ہوا یہاں تک کہ باھم بد مزگي
ہوگئي مگر اُس زمانہ میں مالوجي کا ستارہ عروج پر تھا چنانچہ
اُس نے بہت سا روپیہ کمایا اور روز بروز اپنے لوگوں کو بڑھایا یہاں تک
کہ احمد نگر کي ریاست میں پنج ہزاري کے منصب رسالہ داري پر
سرفراز ہوا اور ایسي بڑي جاگیر اُس نے حاصل کي جس کا بڑا مقام
پونا تھا اور اب بھي اُس سگائي کا دعوی کرتا رہا مگر فی‌الحال
اُسکي جاہ و حشمت کي نظر سے وہ دعوی بیجا نہ سمجھا گیا چنانچہ
آخرکار جادو راؤ اُسپر راضي ہوا یعنے اُن کے سنجوگ نے زور کیا اور
دستور و قاعدہ کے موافق دونوں کي شادي ہو گئي یہہ بیاہ ایسا پھلا
پھولا کہ ایک پھل اُس کا وہ سیواجي تھا جو ماہ مئي سنہ ۱۶۲۷ع
میں پیدا ہوا اور مرھٹوں کي حکومت کي بنیاد اُسنے ڈالي *

ساھجي بوسلا کا حال اس تاریخ میں پہلے بیان ہو چکا کہ وہ سردار
احمد نگر کے پچھلے واقعوں یعنے سنہ ۱۶۳۶ع کے قصے قضایوں میں بڑا
سرگرم اور آمادہ رہا اور بعد اُسکے بیجاپور کي سرکار میں ملازم ہوا اور
جب کہ شاہجہاں اور والي بیجاپور نے احمدنگر کے ضلع کو باھم منقسم
کیا تو وہ جاگیر جو ساھجي کے قبض و تصرف میں چلي آتي تھي اور
حسب قسمت بیجاپور کے حصہ میں آئي تھي جوں کي توں قایم رکھي گئي
یہاں تک کہ بیجاپور والوں کي جانب سے جنوبي ملکوں کو فتح کرتا

رہا اور ملک میسور میں ایسی بڑی جاگیر اُسنے حاصل کی جسمیں
سیرا اور بنگلور بڑے بڑے شہر بھی داخل تھے *

مرہٹوں کے سردار ناخواندہ ہوتے تھے اور کار بار اُنکا وہ برہمن کرتے
تھے جو مسلمانوں کی عہد حکومت میں بھی بہت سے لوگ اُنکے کام کے
عہدوں پر مقرر تھے اور کارگذاروں کا بڑا فرقہ برہمنوں ہی کا تھا غرض
کہ انہیں لوگوں میں سے دادا جی کاندو نامی ایک برہمن کو اپنی جاگیر
واقع پونہ پر ساہوجی نے معین کیا اور دوسرے بیٹے سیواجی کی
خبر گیری کا بوجھہ بھی اُسکے سر پر رکھا اور بڑے بیٹے کو ساتھہ اپنے
میسور کو لے گیا * مرہٹوں کی تعلیم و تربیت کا یہہ طریقہ
تھی کہ وہ شہسواری اور شکار بازی اور علاوہ اُس کے اور سپاہیانہ
ریاضتیں سیکھا کرتے ہیں اور چونکہ پونہ ایسی جگہہ واقع ہی کہ وہاں
میدان اور پہاڑی ملک آپس میں ملتے ہیں تو سیوا جی کے بڑے رفیق
ایسے لوگ اتفاق سے ہوئی جو اُس کے باپ کے سواروں میں بھرتی تھے
یا گہاٹوں کے پاس رہنے کے ڈاکو لٹیرے تھے غرض کہ اُسکے ہمراہی بڑے
جفاکش اور نہایت مضبوط آدمی تھے چنانچہ ایسے لوگونکی ہمراہی سے
بڑے بڑے کاموں کا عشق اُس کی طبیعت میں پیدا ہوا اور وہ عشق اُن
ملکی راگوں یعنی ساکوں کے سننے سے دو چند ہوگیا جن میں سورما
لوگوں کی کہانیاں گائی جاتی ہیں غرض کہ وہ انیس کا لڑکا جب سولہ
برس کو پہونچا تو دادا جی کے قابو سے نکل گیا اور داداجی نے جاگیر
کے انتظام انصرام میں شریک اُسکو گردانا اگرچہ رنگ ڈھنگ اُس کے
دلکشی دلپذیری کے باعث سے عام پسند اور عام فریب تھے مگر لوگ
ابھی سے اُس کی نسبت یہہ شک شبہہ کرنے لگے تھے کہ وہ بھی اُن
ڈاکوں میں شریک و شامل ہی جو کنکان پر کبھی پڑتے تھے حاصل یہہ
کہ لوٹ مار کے کاموں اور سیر شکار کے سپاٹوں کے باعث سے گھاٹوں کی
ساری گھاٹیوں سے بخوبی واقف ہوگیا علاوہ اُس کے اُنکے جنگلی باشندوں

سے پہلے ہی سے آشنا تھا گھاٹوں کے سلسلہ کے اُن حصوں میں جو شمال پونہ کی جانب واقع ہیں بھیل اور کولی اور اُس کی جنوبی جانب میں راموسی قوم بستی تھی مگر پونہ کے عین مغرب میں مرہٹے رہتے تھے جو اُس اُجاڑ کی سختیاں اُٹھاتے تھے اور جن گھاٹیوں میں وہ رہتے تھے اُن کے نام کی وجہہ سے ماوالی کہلاتے تھے غرض کہ سیواجی نے پہلے پہلے ماوالیوں میں سے منتخب کرکے رفیق اپنے بنائے اور اپنی تیز فہمی اور ہوشیاری کی بدولت اُن لوگوں کو چھوٹے چھوٹے کاموں کی مصروفی سے نکالکر بڑے بڑے کاموں کی مشغولی میں ڈالا *

اکثر اوقات اُن پہاڑی قلعوں سے غفلت برتی جاتی تھی جو سرکار بیجاپور سے علاقہ رکھتے تھے یعنی سرکار بیجاپور اُنکی خبر گیری تھوڑی تھی اور اسلیئے کہ وہ قلعے دارالحکومت سے دور اور بجائے خود بیماریوں کے گھر تھے تو گاہ گاہ ایک مسلمان افسر تھوڑے سے کم تنخواہ سپاہیوں سمیت اُن میں چھوڑا جاتا تھا اور کبھی کبھی پاس پڑوس کے دیس مکھوں کے تحت و تصرف میں چھوڑے جاتے تھے جو اُن کے قرب و جوار میں مال کا کام کرتے تھے یا علاوہ اُنکے اور افسران مال کو سپرد کیئے جاتے تھے اور منجملہ اُن قلعوں کے جو دیس مکھوں کے قبض و تصرف میں داخل تھے تورنا کا قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم اور پونہ سے جنوب مغرب کو بیس میل کے فاصلہ پر واقع تھا سیواجی نے سنہ ۱۶۴۶ع میں کسی حکمت سے اِس قلعہ پر قبضہ کیا † اور تقریر و حجت اور روپے پیسے کے ذریعہ سے سرکار بیجاپور کو اسبات کا یقین دلایا کہ دیس مکھوں کے قبض و تصرف کی نسبت اُس کے قبض و دخل میں وہ حصار پایدار اچھی طرح رہیگا مگر جب کہ بعد اُس کے پاس کے ایک قلعہ کو کھائی خندق اور برج بارہ یعنی لڑائیوں کے سامانوں سے مضبوط و مستحکم کیا تو سرکار بیجاپور اُس پر متوجہہ ہوئی اور اُسکے باپ

---

† گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحہ ۱۲۹

کو اُس کی شکایت لکھی ساھوجی نے عذر اپنا پیش کیا اور سیواجی
اپنے بیٹے اور داداجی اپنے کارندہ کو سخت ممانعت لکھی کہ وہ
بیجاپور کے علاقہ میں زیادہ دست اندازی نکریں چنانچہ داداجی نے
سیواجی کو بہت سمجھایا اور اُس کے باپ کی تاکیدوں کی تعمیل اُس سے
چاھی بعد اُس کے داداجی مرگیا اور سیواجی روک ٹوک سے آزاد ہوگیا
اور جب کہ کوئی شخص اُس کا مانع مزاحم نرہا تو اُس نے اپنے ارادونکو
بڑی دھوم دھام سے ترقی بخشی یہاں تک کہ جاگیر کا محاصل باپ کو بھی
ندیا اور منجملہ چاکن اور سوپا دوتلعوں کے جو اُس کی جاگیر میں
واقع تھے اور اُس کے باپ کے مطیع افسر اُنپر قابض و متصرف تھے
چاکن کو اُس کے حاکم سے مل ملاکر لیا اور سوپا پر چھاپہ مارا اور
اُس پر تصرف کیا اور جب کہ اپنے باپ کی جاگیر کا مالک ہوگیا
تو بڑی بڑی مہموں کا ارادہ کیا چنانچہ اُس نے اُس مسلمان حاکم
کو جو والی بیجاپور کی جانب سے سنگر یاکنداتہ کے پہاڑی قلعہ واقع
متصل پونہ کا حاکم تھا کچھہ دے دلاکر اِسبات پر مایل کیا کہ وہ قلعہ
کو اُس کے حوالہ کرے اور جب کہ دو برھمن زادے حقیقی بھائی
اُسی کے دوست سنگر سے زیادہ مضبوط قلعہ پرندر کی بابت آپس میں
ارجھکر رھے تھے تو آپس کے بیچ بچاؤ کے لیئے وہ اُن کے بیچ میں پڑا
اور ماوالیوں کے ایک گروہ کو اُس میں داخل کیا اورسنہ ١٦٤٧ ع ‡ میں
دغابازی سے آپ اُس پر قابض متصرف ہوگیا ٭

جب کہ سیواجی کو یہہ کامیابیاں ایسی طرح نصیب ہوئیں کہ
کسی کی نسبر بھی نہ پہونچی اور پاس پڑوس کے امن چین میں کسی
طرح کا خلل بھی نپڑا تو والی بیجاپور کی جانب سے بھی جو اون
روزوں جنوب کی فتح و کشایش میں جی جان سے مصروف اور

‡ گرینٹ ڈف صاحب

دارالسلطنت کي عمدہ عمدہ عمارتوں کے بنانے میں نہایت مشغوف تھا کسي قسم کي ممانعت و مزاحمت پیش نہوئي ‡ *

مگر اب وہ وقت آ پھونچا کہ سیواجي کے ارادوں کا کسي اوٹ آڑ کے پیچھے پوشیدہ رهنا اوسکے حق میں مفید نتھا چنانچہ وہ بے تکلف کھل کھیلا اور کھلم کھلا نشان اوسکي بغاوت کا یہہ تھا کہ اوسنے بادشاهي خزانہ کي کرانچیوں کو خاص کنکاں میں لوٹ کھسوٹ کر برابر کیا اور پہلے اِس سے کہ بیجا پور کا دربار اِس زور زبردستي سے سنبھلکر کچھہ تدبیر اوسکي نکالی اِس برچہ سے مطلع هوا کہ بڑے بڑے پانچ پہاڑي گھاٹوں کے قلعوں پر سیواجي نے قبضہ کیا بعد اوسکے تھوڑي مدت گذرنے پر سیواجي کے برهمن افسر نے کنکان کي شمالي جانب کے مسلمان حاکم پر چھاپا مارا اور اُس کو مقید کیا اور اُس افسر کي دارالریاست کالیان پر قبضہ کرکے سارے صوبہ کو دبابیٹھا اور اُس کے حاکم کواسبات پر مجبور کیا کہ سارے قلعوں کے حوالہ کرنیکا حکم جاري کرے سیواجي اِس کامیابي سے باغ باغ هوا اور جب وہ قیدي اُس کے پاس آیا تو اُس نے بہت اهلیت برتي اور بڑي عزت سے اُسکو رخصت کیا یہہ واقعہ سنہ ۱۶۴۸ ع میں واقع هوا بعد اُس کے هندوؤں کے

---

‡ سیواجي کا قبض و تصرف بطور مفصلہ ذیل اُس خطہ پر قایم هوا جو چاکن اور دریاے نرا کے بیچ میں واقع هی اور جبکہ هم پہلے سیواجي کي حکومت جمانے کے طوروں کو ایسی شیر حیلہ باز کے داؤ گھاتوں کي مانند تصور کریں جو اپنے پہاڑ کي گھاٹیوں میں شکار کي تاک جھانک میں لک چھپ کر بیٹھے اور قابو کے وقت اُسکو دباکر نچھوڑے تو وہ دقتیں جو اُس کے ابتداے ترقي کے دریافت میں پیش آتي هیں اور وہ حیرت جو اُسکے بہت جلد بڑھنے چڑھنے میں دامنگیر هوتي هی بے تکلف رفع هوجاتي هی اِس لیئے کہ اب اُسکي ترقي اِس نوبت کو پھونچي تھي کہ لوگوں کو اُسکي اصل و حقیقت کي تحقیق و تفحص پر توجہہ هوئي اور زیادہ تر مخفي رهنا اُسکا ممکن نہ تھا اور واضح هوکہ یہہ بیان اُس دلچسپ اور صاف بیان کا خلاصہ هی جسکو گرینٹ ڈف صاحب نے سیواجي کے حالات میں قلم بند کیا

اوقاف و مصارف کو اپنی مفتوحہ ممالک میں اُس نے بحال کیا جنکو
بیجاپور والی بادشاہ نے ضبط کیا تھا علاوہ اُس کے ساری پرانی رسموں
کو تازگی بخشی اِس لیئے کہ اُس کی طبیعت نے ہندوانہ تعصبوں سے
تربیت پائی تھی اور شاید کہ اُس کی طبیعت جیسے دین و مذہب کی
رعایتوں میں بہلے بہلے پوری پکی تھی ویسی ہی قومی پاس و لحاظ
میں بھی پختہ اور کامل تھی حاصل یہہ کہ ایسی طبیعت پر مجبول
ہونے سے مسلمانوں اور اُن کے رسم و رواج سے سخت نفرت اور ہندوؤں
اور اُن کے طور طریقوں سے بڑی رغبت رکھتا تھا اور روز روز اُس کو ترقی
روز افزوں تھی اور یہہ مزاج اُس کا تدبیر ملکی سے ایسا راس آیا تھا
کہ اوسنے جتنی سختی بھگتوں کی صورت بنائی اور اوتاروں کی کرامتوں اور
دیوتوں کی عنایتوں کا دعوی کیا یعنی اوتاروں کی کرامتیں رکھتا ہوں
اور دیوتے مجھپر مہربان ہیں *

جب کہ بیجاپور کی سرکار آخر کار اوس کے ارادوں پر پے لیگئی تو
باوصف اِس کے اِس غلط فہمی میں مبتلا ہوئی کہ اپنے باپ ساہجی کے
سکھانے بہکانے سے یہہ دھوم اوسنے مچائی ہی اور اپنی نارضامندی کو
یہاں تک چھوٹی رکھا کہ ساہجی کی گرفتاری کا موقع ہاتھہ آیا چنانچہ
سنہ ۱۶۴۹ ع میں ایک دوستانہ دعوت کی بدولت جسکو گوربارہ کے
کسی خاندانی افسر نے ساہجی کے لیئے منعقد کیا تھا اور سیواجی
نے انتقام اوس دغابازی کا اوس دغاباز افسر سے خوب دل کھولکر § لیا
ساہجی گرفتار ہوا اور جب کہ ساہجی نے یہہ عذر اپنا پیش کیا کہ
وہ بیٹے کی بے ادائیوں اور گستاخیوں میں شریک و شامل نہیں تو قول
اوسکا باطل سمجھا گیا اور اوس ہنگامہ کے فرو کرنیکے لیئے معقول مہلت
اوسکو دیگئی اور جب کہ ساہجی کی دوڑ دھوپ سے کام نہ نکلا اور دھوم
دھام اوسکے بیٹے کی فرو نہوئی تو وہ ناکردہ گناہ مقید کیا گیا اور یہہ

---

§ گرینڈ ڈف صاحب

حکم اوسکو سنایا گیا که اگر اِس قدر عرصه میں تیرا بیتا مطیع اِس سرکار کا نہوگا تو جیل خانه کا دروازه تیغه کیا جاویگا اور تو اُسمیں بهوکا پیاسا مرجاویگا یهه خبر سیواجي کو پهونچي اور وه نهایت پریشان هوا مگر بڑے سوچ بچار کے بعد آسنے یهه مقرر کیا که ایسے دغابازوں کي اطاعت میں خیرو سلامتي کي توقع نهیں چنانچه آسنے والي بیجا پور کي اطاعت سے سرتابي قایم رکهي اور شاهجهان کي ملازمت چاهي جسکے ممالک مقبوضه کي تاخت تاراج سے بنظر احتیاط و عاقبت اندیشي کے گریز آسنے کي تهي شاهجهان نے درخواست آس کي منظور کي اور پانچهزاري کا منصب عنایت فرمایا اور غالب یهه هی که شاهجهان کي سعي و سفارش سے ساهجي کي رهائي هوئي بعد اس کے که چار برس کي قید آسنے کاتي اِس چاربرس میں لوگوں کا امن چین اسلیئے بحال رها که سیواجي کو باپ کي فکر لگي هوئي تهي اور ملک کي لوت کهسوت میں ساهجي کي ایذا رساني متصور تهي اور بیجاپور والي اِس خیال سے چپ چاپ بیتهے رهے که اُن کو مغلوں کي فوج کي طرف سے یهه کهتکا تها که سیواجي اُن کو نه چڑهالاوے بعد آس کے جب کارناتا میں بے انتظامي نے دست اندازي شروع کي تو سرکار بیجاپور کے قانون قاعدوں کي نظر سے ساهجي کا وهاں جانا ضروري سمجها گیا یعني ساهجي کي جاگیر واقع کرناتا پر مفسدوں نے قبضه کیا تها اور بڑا بیتا اُسکا مارا گیا تها اور پاس پڑوس میں هتیار بندي هوگئي اور بیجاپور کے افسروں کو اخراج کي دهمکیاں سنائي گئیں *

جوں هي که ساهجي قید سے چهوتا اور سرکار بیجا پور کرناتا کي مهم پر مصروف هوئي تو سیواجي نے اپنے جاه و جلال کے بڑهانے کي تدبیروں کو بڑي آب و تاب سے دوباره برتا چنانچه آسنے آس هندو راجه کو شریک بغاوت کرنا چاها جو گهاتوں سے لیکر دریاے کشنا کے بالائي حصوں تک سارے پهاڑي ملکوں واقع جنوب پونه کا حاکم تها اور

جب که وه راجه شریک اُسکا نهوا تو اُسکو کسي حکمت سے قتل کرایا اور اُسکے مارے جانے سے جو هیبت دلوں پر بیٹهي اُس سے یهه فایده اُٹهایا که اُسنے اُس کے ملک پر قبضه کیا بعد اوس زور ظلم کے کئي پهاري قلعوں کو چهینا چهوڑا اور کئي قلعے نئے بنائے اور اپني حکومت کو ان دنوں تک جوڑا چلا کرتا رها که شاهزاده اورنگ زیب سنه ۱۶۵۵ع میں دکن کو روانه کیا گیا پهلے پهلے سیواجي نے اورنگ زیب کو ملازم سلطنت سمجهه کر اوسکي ملازمت حاصل کي اور اپنے مقبوضه ممالک کو بذریعه اُس کے بادشاهي سند سے مستحکم کیا مگر جوں هي که اوسنے شاهزاده ممدوح کو گولکنده کي لڑائي میں جي جان سے مصروف پایا اور اوس کي مصروفي کي طولاني بهت دنوں تک تصور کي تو بقول اوسکے شعر * اب جو باهم رقیب لڑتے هیں * یهه بهي اپنے نصیب لڑتے هیں * لڑنیوالوں کے نقصانوں سے فایده اوٹهانا چاها چنانچه اوس نے پهلے تو مغلوں کے ملک پر حمله کیا یعني شهر جنیر پر چهاپا مارا اور بهت سي غنیمت لوٹ کرلے گیا بعد اوس کے احمد نگر کا اراده کیا مگر وهاں بڑي کامیابي نصیب نهوئي اور اورنگ زیب کي فتوحات کے جلد جلد واقع هونے سے اوس کي امیدیں پهلنے پهولنے نپائیں بلکه جب اورنگ زیب بیجاپور کي مهم میں سرگرم و آماده تها تو اوس نے بهیجا حملوں کا عذر اوس سے چاها اور بهت سي منتوں سے پیش آیا بعد اوس کے شاهجهاں کي بیماري میں اورنگ زیب بلایا گیا اور سیواجي نے جاں نثاري اور خدمتگذاري کا اقرار اِس شرط پر کیا که مغلوں کے ممالک مقبوضه میں جو جو استحقاق اوس کے ثابت هیں اونپر توجهه فرمائي جاوے چنانچه اورنگ زیب نے قصور اوسکا اس شرط پر معاف کیا که وه اپنے سواروں کا گروه اوس کي فوج میں داخل کرے باقي استحقاقوں کي تحقیقات کو آینده پر ملتوي رکهے مگر سیواجي که اورنگ زیب کي مانند ایک دغاباز حیله ساز اور

چست و چالاک آدمي تها زبان سے قول قرار کرتا رها اور سواروں کے بهیجنے کو بهت صاف اوڑا گیا *

بعد اوس کے بیجا پور پر پهر چهاپے مارنے اور دهاوے کرنے لگا جهاں کا والي مرگیا تها اور صغیر سن بیٹا اوس کا جانشین اوس کا هوا تها یہاں تک کہ ریاست کے نائبوں نے یهہ سوچ سمجهکر کہ اب اگر اوس کي لوٹ مار سے غفلت برتي جاوے گي تو انجام اُسکا اچها نهوگا ایک بڑي فوج اوس کے مقابلہ کو روانہ کي اِس بڑي فوج کا سردار افضل خاں تها جو مسلمان سرداروں کے معمولي غرور و نخوت کے علاوہ سیواجي اپني طرف مقابل کو نهایت حقیر و ناچیز سمجهتا تها مگر حریف اوس کا یعني سیواجي اوس کے غرور تکبر سے فائدہ اوٹهانے کي تدبیر اچهي طرح جانتا تها چنانچہ اُس نے بظاهر یهہ جتایا کہ افضل خاں کا رعب داب اُسپر بیٹها اور وہ اُس کے مقابلہ سے بالکل مایوس هی اور بعد اُس کے بڑي زارنالي سے اطاعت کي درخواست افضل خاں کے پاس روانہ کي افضل خاں نے ایک معتمد برهمن کو خط خطوط کے لکهنے پڑهنے میں نائب اپنا ٹهرایا مگر سیوا جي نے اُس برهمن کو دے دلا کر یار اپنا بنایا اور اُس کے ذریعہ سے افضل خاں کو بکمال آساني یهہ جتایا گیا کہ سیواجي نهایت حیران و پریشان اورقبول اطاعت پر آمادہ ومجبور هی مگر فکر اُسکو یهہ هے کہ دیکهیئے انجام اُس کا کیا هوتا هی اور اسي اندیشہ سے ابتک روکا هوا بیٹها هی خط کتابت کے زمانہ میں افضل خاں پیچیدہ جنگلوں اور ناهموار وادیوں سے گذر کر پرتاب گڈه کے قرب و جوار میں پهونچا جهاں سیوا جي رهتا تها اور سیواجي نے یهہ درخواست اپني پیش کي کہ اگر خانصاحب میرے خوفوں اور اندیشوں پر ترس کهاویں تو بذات خود تشریف لاویں تاکہ وہ اپني زبان مبارک سے میري اطمینان فرماویں غرض کہ افضل خاں اپني فوج سے روانہ هوا اور تهوڑے سے محافظوں کو ساتهہ اپنے لیا یهانتک کہ سمجهانے بوجهانے سے سب کو رخصت کیا اور ایک همراهي پر قناعت

کی اور باریک ململ کا جامہ پہنے ہوئے اور ایک سیدھی تلوار اوٹھائے ہوئے جسکو زیادہ تر شان و زیبایش کی غرض سے اوٹھایا تھا نہ اس غرض سے کہ ازے وقت میں کام دیگی اونکی خراماں خراماں آگے کو چلا سیواجی آہستہ آہستہ قلعہ سے اوترتا ہوا سامنے سے نظر آیا یہاں تک کہ وہ ڈرتا کانپتا ایک ھمراہی سمیت آگے کو بڑھا اگرچہ ظاہر میں کوئی ہتیار اس کے پاس موجود نتھا مگر روئی کے دگلے میں جالدار زرہ اور ایک آبدار تیغہ اور انگلیوں میں فولادی کانٹے جسکو ناخن شیر بولتے ہیں لگائے ہوئے تھا افضل خاں نے اس سوکہی سہمی صورت کو بڑی حقارت سے دیکہا جو دبے دبائے اور جی چورائے اسکی ملازمت کے لیئے چلے آتی تہی اور جب کہ دونوں بغلگیر ہوئے تو سیوا جی نے فولادی پنجہ کو گڑویا ھنوز افضل خاں اس بیجا حرکت کے تعجب سے فارغ نہوا تہا کہ اوسنے تیغہ سے کام اوسکا تمام کیا اور پہلے اس سے یہہ کام کیا تہا کہ اپنی فوج کو ان جنگلوں میں چھپایا تہا جو افضل خاں کی فوج کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے تھے اور جب کہ سیوا جی نے قلعہ کی بلندی سے اشارہ کیا تو فوج اوسکی مسلمانوں پر ٹوٹ پڑی جو حریف کی دغابازی سے غافل اور اپنے سامانوں سے کاہل پڑے تھے چنانچہ اونکو ایسی حالت میں بہگایا کہ وہ لوگ اوس فوج کا مقابلہ نکرسکے جنوری تھی کہ ماہ اکتوبر سنہ ۱۶۵۹ع میں یہہ فتح حاصل ہوئی تو سیوا جی نے بہگوڑوں کی جان بخشی کا حکم جاری کیا غرض کہ بہت سے آدمی جو جنگلوں میں بہت دنوں تک خراب خستہ پہرتے تھے پکڑے آئے اور سارے گرفتاروں سے آدمیت برتی گئی اور منجملہ اونکے مرہٹے سیوا جی کی ملازمت میں داخل ہوئے اور جب کہ ایک مرہٹے سردار نے اپنی ولی نعمت کی وفاداری نچھوڑی اور نمک حرامی کا دھبا نہ اوٹھایا تو اوسکو انعام دیکر رخصت کیا گیا اگرچہ سیوا جی نے اپنی لوٹ کہسوٹ کے زمانہ میں خفیہ خزانوں کے لیئے لوگوں کو تکلیفیں پہونچائیں مگر کوئی کام اوس نے بیفائدہ نہیں کیا اور بلا سبب کسی کو اذیت نہیں پہونچائی ۞

فتح مذکورالصدر کے ہونے سے سیوا جي کے ارادوں کو چوگني ترقي حاصل ہوئي چنانچہ اوسنے گھاٹوں کے پاس پروس کے سارے ملکوں کو روندا سوندا اور سارے پہاڑي قلعوں پر قبضہ کیا اور سارے کنکان کي فتح کو خاتمہ پر پہونچایا چاہتا تھا کہ اوسکو یہہ پرچا لگا کہ پہلي فوج کي نسبت ایک بڑي فوج اوس کے مقابلہ کو بیجاپور سے چلي آتي ہی چنانچہ وہ اس ضرورت سے پیچھے کو لوٹا اور کسیقدر فوج کو قلعوں کے حفظ و حراست پر متعین کیا اور باقي فوج کو حریف کي رسدوں پر لگایا اور پنالہ کے قلعہ میں خود محصور ہوکر بیٹھا جو رسائي سے مامون و محفوظ تھا غرض کہ ماہ مئي سنہ ۱۶۶۰ع میں اُس قلعہ کا محاصرہ ہوا اور وہ محاصروں کو بہلاتا پھسلاتا رہا اگر وہ اپني معمولي چالاکي اور دلاوري سے ایک اندھیري رات میں نکل کر نجاتا تو چار مہینے کے بعد اطاعت پر مجبور ہوتا اس لیئے کہ چار مہینے کے محاصرہ پر وہ قلعہ فتح ہوگیا اور جب کہ سیوا جي ہاتھہ سے نکل گیا تو بیجا پور کے دربار نے اُس کے نکل جانے کو سیدي جوہر باشندہ ایبیسینیا یعنے حبش کي دغابازي سے نسبت کیا سیدي جوہر اس بدگماني سے نیلا پیلا ہوا اور اُسکے غیظ غضب سے بیجا پور کي نااتفاقیاں جو پہلے سے چلي آتي تھیں چوگني ہوگئیں *

بعد اُس کے بیجا پور کے بادشاہ نے آپ ارادہ کیا اور اس قدر فوج اپنے ہمراہ لیگیا کہ سیو اجي اُس کا مقابلہ نکر سکا اور جو تدبیر اُس نے اس زمانہ میں برتي کوئي معقول اور پسندیدہ نتھي چنانچہ سال کے اندر اندر وہ اکثر ملک اس کے قبضہ سے نکل گئے جو اُس نے فتح کیئے تھے بعد اُس کے جنوري سنہ ۱۶۶۱ع میں والي بیجا پور کرناٹا کے کاربار پر ملتفت ہوا اور زیادہ وجہہ یہہ ہوئي کہ سیدي جوہر نے بغاوت کا ہنگامہ وہاں برپا کیا تھا چنانچہ وہ بادشاہ اس ملک میں پورے دو برس مصروف رہا اور سیواجي نے میدان کو خالي پاکر اُن ملکوں کو دوبارہ

حاصل كيا جو اُس كے قبض و قابو سے خارج هوگئے تهے اور علاوه اُن كے اور ملكوں كو بهي دبا بيٹها *

بعد اُس كے سالهنجي بيچ ميں پڑا اور فريقين كي آشتي كا وسيله هوا اور اشتي كے بعد سيواجي ايسے ملك پر قابض رها جو درياے شور كي جانب سے اڈهائي سو ميل كا چوڑا چكلا اور كنكان كا وه حصه تها جو گوبا اور كالبان كے بيچ ميں پڑتا هى اور گهاٹوں كے اوپر سے طول اُس كا پونه كے شمال سے ليكر مقام مريچ واقع درياے كشنا كے جنوب تك ڈيڑ سو ميل كے قريب قريب هى اور عرض اُس كا مشرق سے مغرب تك زياده سے زياده سو ميل كي مقدار تها اس چهوٹے سے خطه ميں سپاهيوں كي جفا كشي اور لٹيروں كي خوي و خصلت كي وجهه سے سات هزار سوار اور پچاس هزار پياده قايم ركهه سكا اور يهه حال اُس كا سنه ۱۶۶۲ ع تك تها † *

دوسرا باب

سنه ۱۶۶۲ سے لغايت سنه ۱۶۸۱ كے واقعات كے بيانميں

اسي عرصه كے قريب اورنگ زيب اُس بيماري ميں مبتلا هوا تها جسكا بيان ابهي مذكور هوچكا اور اُس كي شدت سے جان اُس كي بڑي جوكهوں ميں پڑي تهي بيماري سے پهلے اپنے ماموں شايسته خاں كو دكن كا نائب السلطنت مقرر كيا تها اور وه سردار اورنگ آباد ميں رهتا تها *

يهه بات اچهي طرح سے كهلتي نهيں كه اورنگ زيب اور سيواجي ميں كس وجهه سے ناچاقي واقع هوئي هاں يهه امر دريافت هوا كه بيجا پور كي آشتي كے بعد آخر سنه ۱۶۶۲ ع مطابق سنه ۱۰۷۳ هجري ميں سيواجي كے سوار اورنگ آباد كے قرب و جوار كے قلعوں كو اورنگ زيب كي قلمرو ميں لوٹنے كهسوٹنے لگے تهے اور خود سيواجي جنير كے پاس پڑوس كے قلعوں كو دبا رها تها *

---

† گرينٹ ڈف صاحب

ان دست اندازیوں کي روک تهام کي غرض سے شایسته خاں اورنگ آباد
سے روانه هوا اور سیواجي کے لوگوں کو عین میدان میں مار پیٹ کر بهگایا
اور چاکن کے قلعه پر قبضه کیا اور خاص پونه میں جاکر ڈیرے لگائے جو
سنگر کے پہاڑي قلعه سے جس میں سیواجي لوٹ کر گیا تها باره میل کے
فاصله پر واقع تها اور خود شایسته خاں بمقام پونه خاص اُس مقام میں
ٹهرا جهاں سیواجي نے پرورش پائي تهي اور بچپن کے دن وهیں گذارے
تهے اوراس لیئے که سیواجي اُس مکان کے رگ و ریشه سے بخوبي
واقف تها تو اُس نے شایسته خاں کي پاداش و تدارک کے لیئے وه راه
نکالي جس کا بیان آگے آتا هی شایسته خاں نے مرهٹوں کي روک ٹوک کے
لیئے چهوٹے بٹهلائے تهے اور یهاں تک فکر اُنکي کي تهي که اکیلے دوکیلے کي
لاگ ڈانٹ اچهي طرح هوتي تهي غرض که تدبیر مذکورالصدر کے ذریعه
اور نیز فوج کے آس پاس پڑے هونے کے وسیله سے ایسي امن چین میں
بیٹها تها که کسي گزند و آفت کا وسوسه باقي نرهاتها مگر سیواجي شایسته خاں
کي تدبیروں سے واقف تها چنانچه ایک رات اُس نے یهه کام کیا که شام
هوتے هي اندهیرے اندهیرے سنگر سے روانه هوا اور پیادوں کے چهوٹے
چهوٹے گروهوں کو راه میں اس نظر سے چهوڑتا گیا که ضرورت کے وقت اپنے
کام آویں پچیس ماوالیوں سمیت آپ پونه کو چلتا هوا حسب اتفاق ایک
بارات پونه کو جاتي تهي چنانچه سیواجي بارات کے مالک سے صلاح و
مشورت کرکے بارات کے ساتهه اندر داخل هوا اور شایسته خاں کے پهروں
کي قطار سے گذر کر سیدها محل کو هولیا اور پهلے اس سے که اندر کي
جانب سے کسي کو شک شبهه پیدا هووے پشت محل کے دروازے سے
محل میں گهس گیا شایسته خاں اُس کے آنے سے سخت حیران هوا
اور گهبراهٹ کے مارے صرف اتنا سنبهل سکا که اپني خوابگاه سے جان
بچاکر بهاگا اور جب که وه ایک کهڑکي سے نیچے کو کودنے لگا تو تلوار کي
ضرب سے اُس کے هاتهه کي دو اُنگلیاں الگ هوگئیں اگرچه وه جان

بیجاپور بھاگا مگر پالکی کی پاس میں اُس کا بیٹا اور بہت سے اُس کے
ساتھی پاش پاش ہوگئے بعد اُس کے سیواجی اُسی تندی تیزی سے
لوٹ کر گیا جیسا کہ وہ آیا تھا اور اُسکا جانا اُس کا کسی کو دریافت نہوا
اور جوں جوں وہ آگے بڑھتا گیا تو لوگ آسکے اس سے ملتے گئے جو راہ
میں بیٹھے ہوئے راہ آسکی دیکھتے تھے یہاں تک کہ وہ سنگر میں ایسے
وقت پہونچا کہ چراغوں اور مشعلوں کے مارے چکا چوند ہو رہی تھی
جو فتح کی خوشی میں روشن کی گئی تھیں اور وہ روشنی اسقدر تھی کہ
بادشاھی فوج والے بارہ میل کے فاصلہ سے اُسکا تماشا دیکھتے تھے یہہ بڑا
کام اُسکا اُس کے ہموطنوں کے مزاج و طبیعت سے ایسا مناسب تھا کہ
اُس کے کاموں میں سے بہت بڑا سمجھا گیا چنانچہ مرھٹے لوگ ابتک
اسکو بڑی فخر و عزت سے بیان کرتے ہیں اور اس کام پر ایسے نتیجے
مترتب ہوئے کہ وہ مرھٹوں کے حق میں نہایت عمدہ اور اونکی اُمید
و توقع سے بالا تھے اسلیئے کہ شایستہ خاں نے اس بلاے ناگہانی کو راجہ
جسونت سنگھہ کی دغابازی سے نسبت کیا جو تھوڑے دنوں سے
شایستہ خاں کی کمک کو بھیجا گیا تھا غرضکہ شایستہ خاں اور راجہ جسونت
سنگھہ دونوں سرداروں کے باھمی تنازع سے دونوں کی فوجیں ایک
دوسرے کی کمک رسانی پر قایم نرھیں یہاں تک کہ اورنگ زیب نے
شایستہ خاں کو بنگالہ کی حکومت پر منتقل کیا اور اپنے بیٹے معظم شاہ
کو اس غرض سے روانہ فرمایا کہ وہ برھمنونی راجہ جسونت سنگھہ کی
فوج پر حکمرانی کرے مگر راجہ جسونت سنگھہ اس شہزادہ کے
پہونچنے سے پہلے اور فتح سنگر کے ارادہ سے پیچھے اورنگ‌آباد کو لوٹ کر
چلا آیا تھا اور سیوا جی راجہ جسونت سنگھہ کے انتقام کے لیئے سامان
اپنا درست کر رہا تھا پہاڑوں کی لڑائیوں میں خصوص پیادوں کی فوج
سے اوس نے کام لیا اور اب اوسنے سواروں سے کام لینے کا ارادہ کیا اسلیئے
کہ یہہ مرھٹے بیجاپور کی سرکار میں ہلکے پھلکے سواروں میں داخل ہوکر

نامي گرامي هو چکے تھے چنانچہ اوسنے جہاں کا ارادہ کیا وہانکے حالات معلوم کر کے اور اپنے حریفوں کو جھوٹي چالوں اور فریبي کوچوں سے دهوکا دیکر چار هزار سواروں سمیت اوس جانب کو روانہ هوا اور سورت سے بے اوٹ آڑ اور بلا محافظ اور تونگر شہر پر چھاپا مارا جو اوسکي فوج کي رسائي سے خارج سمجھا گیا تھا غرضکہ چھہ روز اوسکو بڑي فرصت سے لوٹا اور باوصف اسکے کہ انگریزوں اور هالنڈ کے کار خانہ والوں نے جہاں هندوستاني سوداگروں نے بهي پناہ اپني ڈهونڈهي تهي اُن لٹیروں کو مار پیٹ کر پس پا کیا مگروہ بہت سا مال و اسباب لوٹکر لیگئے اور اپنے قلعہ راے گڈه واقع کنکان میں پہونچکر کمال اطمینان سے بیٹھے یہہ واقعہ پانچویں جنوري سنہ ۱۶۶۴ع مطابق پندرهویں جمادي الثاني سنہ ۱۰۷۴ع هجري کو واقع هوا *

اس مہم پر تھوڑي مدت گذري تهي کہ ساهجي کي سناوني آئي اور اوسکے مرنے کا یہہ بہانہ هوا کہ اوس بوڑهاپے پر شکار کا شوق غایت سے غایت اوسکو تھا چنانچہ شکار کهیلتا هوا گھوڑے سے گرکر مرگیا ساهجي نے اپني زندگي میں جاگیر واقع ضلع مندراس کا انتظام و انصرام اچھي طرح سے بحال و قایم کیا تھا اور جنوبي فتوحات کو بیجاپور کے بادشاہ کے نام سے تني وسعت بخشي تهي کہ شہر مندراس کے قرب و جوار تک فتوحات اوسکي پہونچي تهیں اور تانجور کي ریاست بهي اوس میں شامل تهي *

ساهجي کے مرنے پر سیوا جي نے بیجاپور والوں سے دوبارہ لڑائي شروع کي اورلڑائي کے کاربار کو کنکان میں جاري رکھا جہاں اوسنے راے گڈه کو دارالریاست اپنا بنایا تھا چنانچہ اُسنے جہازوں کا بیڑہ مرتب کیا اور اوسکے ذریعہ سے مغلوں کے اکثر جہازوں کو چھینا اور ایک موقع پر چار هزار آدمیوں کو ستاسي کشتیوں پر سوار کر کے صوبہ کنارا کے دور دراز ایک مقام پراوترا اور بارسیلور کو جو بیجاپور کي قلمرو کا بڑا مالدار

بندر تھا لوٹ کھسوٹ کر خاک سیاہ کیا علاوہ اس کے قرب و جوار کے شہروں
کو بھی لوٹا کھسوٹا جہاں ایسے بڑے لٹیروں کی لوٹ مار کا وہم و گمان بھی
نہ تھا اور گھاٹوں کی اونچائی کے ملکوں کو اس لوٹ مار کے زمانہ میں بھی
امن چین سے نچھوڑا چنانچہ ماہ فروری سنہ ۱۶۶۵ع میں بیجاپور کے
اضلاع و پرگنات کی تاخت تاراج کو فوج اوسنے روانہ کی اور شاہ دلی کی
قلمرو میں اوسی غرض سے بذات خود روانہ ہوا/اگرچہ اورنگ زیب کا
نقصان اوسکی لوٹ مار سے بہت سا واقع ہوا مگر اوس لوٹ مار سے
اسقدر غیظ و غضب اوسکو نہ آیا جسقدر کہ حاجی لوگوں کی کشتیوں کے
لوٹنے اور سورت سے بندر کے تباہ کرنے سے جو حاجیوں کی منزل گاہ
ہونے سے مقدس سمجھا جاتا تھا وہ آپے سے نکل گیا اور غیظ و غضب کے
مارے بے تاب ہو گیا علاوہ اِن مخالف باتوں کے یہہ بات اوسنے زیادہ
کی تھی کہ ساہجی کے مرتے ہی راجائی کا خطاب اختیار کیا تھا اور
اپنے نام کا سکہ چلایا تھا جو خود مختاری کی پوری علامت تصور
کی جاتی تھی غرض کہ اون کرتوتوں کے پاداش و تدارک کی غرض سے
ایک بڑی فوج اوس راجہ جے سنگھہ کی تحت حکومت کرکے دکن
کو روانہ کی گئی جو ہندوؤں کے دشوار مقدموں میں اورنگ زیب کا
ایک چلتا اوزار تھا مگر مزاج کے وہمی شکی ہونے سے اوس کی حکومت
کو یوں منقسم کیا کہ دلیر خاں کو مساوی شریک اوسکا بنایا اور جب کہ
یہہ دونوں سردار اوس طرف کو راہی ہوئے تو معظم شاہ اور راجہ
جسونت سنگھہ دلی کو واپس آئے اور اس نظر سے کہ اورنگ زیب کو
سیوا جی کے مقابلہ کرنے کی تھوڑی توقع تھی تو راجہ جے سنگھہ کو
یہہ حکم تھا کہ سیوا جی کے دبانے کے بعد اُس فوج کو بیجاپور کی فتح
و کشایش میں مصروف کرے *

ماہ فروری سنہ الیہہ میں یہہ دونوں سردار نربدہ پار اوترے اور پونہ
تک بے کھٹکے چلے گئے اور وہاں پہونچکر راجہ جے سنگھہ نے سنگر کا
محاصرہ کیا اور دلیر خاں نے پرندر کے قلعہ کو گھیرا مگر دونوں قلعوں نے

مقابله کیا معلوم هوتا هی که سیوا جي آخر کو پورے مقابله سے مایوس هوا اور شاید اُس نے اپنے فخر و عزت کو چند روز کے لیئے اس اُمید پر چهوڑا که اورنگ‌زیب سے اشتي کرنے میں یهه فائده حاصل هوگا که اُسکي فوج کے همراه هوکر بیجا پور کي غنیمتوں سے اپنے نقصانوں کي تلافي هو جاویگي چنانچه اُس نے راجه جے سنگهه سے خط کتابت جاري کي اور اُشتي کا مقدمه پیش کیا اور جبکه راجه جے سنگهه نے جان کي سلامتي اور علاوه اُس کے بادشاه کي نوازشوں کا یقین اُسکو دلایا تو وه اپني سواري کي دهوم دهام چهوڑ کر چند همراهیوں سمیت اپني فوج سے خفیه خفیه راجه جے سنگهه کے پاس آیا راجه نے تعظیم تکریم اُسکي کي اور اُسنے بهي بڑي عاجزي سے جان نثاري اور وفاداري کا قول قرار کیا غرض که ایک عهد نامه باهم لکها گیا جسکا یهه مضمون تها که سیوا جي منجمله بتیس قلعوں مقبوضه کے بیس قلعه اضلاع سمیت بادشاهي ملازموں کے حواله کرے اور باره قلعے حقوق و مرافق سمیت اپنے قبض و تصرف میں جاگیر سلطاني کے طور و طریقے پر رکهے اور اُسکا بیٹا سنبها جي کو جو ابهي پانچ برس کا تها بادشاه کي طرف سے پانچ هزاري منصب کا پایه ملے اور یهه بهي وعده ٹهرا که بیجا پور کي قلمرو کے مفتوحه ملکوں کے محاصل سے في صدي کے حساب سے حق اُسکو ملا کریگا یهه پچهلي شرط اُن دعووں کي بنیاد تهي جنکو مرهٹوں نے پچهلے وقتوں میں پیش کیا اور اُن کے بهانه سے بیگانه ملکوں کو جگهه جگهه دبایا مگر اورنگ زیب نے اس شرط کو قلم انداز کیا اور باقي شرطوں کي منظوري کي نسبت ایک نامه سیوا جي کے نام پر مفصل لکها اور جبکه یهه امر طے هو چکا تو سیوا جي اپنے دو هزار سوار اور آٹهه هزار پیادوں سمیت بادشاهي فوج میں داخل هوا اور ساري فوج آپسمیں مل جلکر بیجا پور کو روانه هوئي *

اس لڑائي میں مرهٹوں سے بڑي دلیري دلاوري ظاهر هوئي اور [illegible] نے بچلدوے اوسکے دو عنایت ناموں کے ذریعه سے سیوا جي

کو رضامند فرمایا منجملہ اون کے ایک نامہ میں اعزاز و اکرام کے کلمے اور تعریف و ثنا کے فقرے لکھے اور دوسرے نامہ کو بڑے بڑے عام وعدوں سے مزین کیا اور یہہ بھی لکھا کہ دلی میں آنا چاہیئے بعد اوسکے دکن کی اجازت دی جاویگی غرضکہ سیواجی نے بادشاہ کے وعدوں اور راجہ جے سنگھ کی بڑی نوازشوں سے دھوکا کھایا اور اپنی جاگیر کو اپنے بڑے بڑے متوسلوں کو تفویض کیا اور اپنے بیٹے سنبا جی کو ساتھہ اپنے لیا اور پانسو سوار اور ایک ہزار ماوالی یعنی مرہٹے منتخب کرکے دلی کو روانہ ہوا *

اورنگ زیب کو یہہ موقع حاصل تہا کہ سیواجی سے اطاعت برتتا اور نہایت سلوک سے پیش آکر اُس سے فایدہ اوٹہاتا اور ایک ہیبتناک دشمن کو دوست اپنا بناتا جیسیکہ اور راجاؤں کے ساتھہ اُسنے اور اوسکے بزرگوں نے کیا تہا مگر جیسی کہ اُس کی رائیں دین و ملت کے معاملہ میں تنگ و تاریک تہیں ویسی ہی تدبیر ممالک میں پست و کوتاہ تہیں چنانچہ وہ اپنی طبیعت کو سیوا جی کی یکایک تذلیل و اہانت سے روک تھام تو سکا مگر اپنے تعصبوں سے بالکل کنارہ کش نہو سکا یعنی وہ اُس لطف و عنایت سے پیش نہ آیا کہ اوسکو ہمیشہ کے لیئے اپنی ذات سے وابستہ رکھتا اور جسقدر کہ وہ سیوا جی کے کرتکوں سے ناراض تہا اوسیقدر اوسکی ذات سے بھی متنفر تہا اور اوسکے جی میں سب سے زیادہ وہ برائی بیٹھی تہی جو سیوا جی سے حاجیوں کی نسبت صادر ہوئی تہی اور اوس کے صادر ہونے سے اورنگ زیب کے دین و منزلت کا ہتک ہوا تہا اور زیادہ کھٹکنے کی یہہ وجہہ تہی کہ یہہ نقصان اوسکو ایک حقیر آدمی کے ہاتھوں سے پہونچا تہا چنانچہ اُس نے اپنی غلط فہمی سے اُس کی حسن لیاقت اور جوہر قابلیت کو بہت کم سمجھکر اُسکے کرتکوں کا پاداش اس طرح چاہا کہ اُسکی اصل نسل کی خفت و حقارت اُسپر واضح کرے حاصل یہہ کہ جب سیوا جی دلی کے متصل پہونچا تو ایک کمتر

درجه کا سردار اُسکي پیشوائي کو جے سنگهه کے بیٹے رام سنگهه کے ساتهه بهیجا گیا اور جب که وه خود دربار میں حاضر هوا تو بات اُسکي پوچهي نه گئي یہاں تک که سیوا جي نے کمال ادب سے پیشکشیں پیش کیں اور غالبا یهه چاها که دستور کے موافق تعریف و ثنا کے فقرے ادا کرکے خضوع و خشوع سے تخت کي طرف کو آگے بڑهے مگر جبکه اُس نے یهه دیکها که بادشاه نے کچهه توجهه نه فرمائي اور تیسرے † درجه کے سرداروں میں بلا امتیاز اُسکو کهڑا کیا تو وه اپنے رنج و غیرت کو روک نه سکا چنانچه غصه اور حمیت کے مارے رنگ اُسکا پلٹ گیا اور درباریوں کي صف سے کچهه پیچهے هٹا اور غش کهاکر زمین پر گرپڑا بعد اُس کے جب هوش اُسکے ٹهکانے آئے تو رام سنگهه کو اُس کے باپ کے دهوکه دهي اور وعده خلافي پر برا بهلا کہا اور جل بهن کر بادشاه کے ملازموں سے یهه درخواست پیش کي که اب مناسب یهه هے که جیسے میري بات کو خاک میں ملایا ویسے هي مجهکو بهي خاک میں ملاویں یعني جب آبرو گئي تو جان کي کیا پروا رهي اور یہاں تک وه ناراض هوا که بلا حصول معمولي خلعت اور بلا اجازت کے دربار سے چلا گیا مگر اورنگ زیب کو سیوا جي کي ایسي ناشایسته حرکتوں کا تدارک جو سردربار اُس سے صادر هوئیں اور لاگ لپیٹ سے بالکل خالي تهیں سردست منظور نه تها که اُسنے یهه حکم دیا که اُسکي حرکتوں کي نگراني کي جاوے اور اُن وعدوں کي نسبت جو سیوا جي سے راجه جے سنگهه نے کیئے هیں جے سنگهه کي رپورٹ کے هم منتظر هیں *

بعد اُس کے سیوا جي نے اپنے خیالوں کو دشمن کے پنجے سے نکلنے کي تدبیروں میں دوڑایا اور اس میں دشواري یهه تهي که بادشاهي پہرے اُس کے مکان پر بیٹهه گئے تهے آخر کار اوس نے یهه راه نکالي که

† یهه درجه پانچهزاري منصب کا تها جو اُس کے بیٹے کے لیئے عهد نامه میں لکها گیا تها *

ساتھیوں کے وطن بھجوانے کی اجازت چاہی اور یہہ عذر پیش کیا کہ دلی
کی آب و ہوا اونکو بہت ناموافق ہے اور جبکہ یہہ تصور کیا گیا کہ ہمراہیوں
کے جانے سے وہ قیدی بادشاہی قید میں بلا تردد رہیگا تو درخواست
اُسکی بخوشی منظور ہوئی بعد اُس کے بیماری کے عذر سے آپ چارپائی
پر سوار ہوا اور اُن دو چار بیدوں کو جو اُس کے علاج معالجہ کے واسطے
بادشاہ کے حکم سے آتے جاتے تھے دلاکر طرفدار اپنا بنا لیا اور اُن کے
ذریعہ سے باہر کے رفیقوں سے جنکو اُس نے ادھر اودھر لگا رکھا تھا بات
چیت اپنی جاری رکھی علاوہ اُس کے یہہ دستور اُس نے جاری کیا کہ
مٹھائی اور کھانے پینے کی چیزیں ہندو مسلمان فقیروں کو بانٹنی شروع
کیں یہاں تک کہ پہرے والوں کو بڑے بڑے ٹوکروں اور بڑے بڑے جھالوں
کے اندر سے آنے جانے دینے کا عادی اور خو کردہ کیا اور آخر کار ایک شام
کو باہر کے رفیقوں سے بات چیت کو پکا کر ایک جھال میں آپ بیٹھا
اور دوسرے جھال میں بیٹے کو بٹھلایا اور پہرہ والوں کے بیچ سے ایسا
بلا اندیشہ چوپ کر نکل گیا کہ کسی نے روک ٹوک اُسکی نکی اور اُس
کی جگہہ اُس کے بستر پر ایک ملازم لٹایا گیا بعد اُس کے جب اُس کے
نکل جانے پر ایک عرصہ گذرا تو اُس کے نکلنے کا شبہہ ہوا مگر اِس عرصہ
میں سیوا جی ایک ایسے گمنام مکان میں پہونچا جہاں گذر کا شک
شبہہ بھی نتھا اور وہاں اُس کا گھوڑا طیار کھڑا تھا چنانچہ سیواجی
گھوڑے پر سوار ہوا اور بیٹے کو اپنے پیچھے بٹھلایا اور متھرا کیطرف کو نہایت
عمدہ رستہ سے روانہ ہوا جہاں رفیق اُس کے بھیس بدلے اور صورت
چھپائے انتظار اُس کا دیکھتے تھے غرض کہ سیواجی متھرا میں پہونچا
اور رفیقوں سے ملکر بھیس اپنا بدلا یعنی ڈاڑھی موچھیں منڈوائیں اور
سادھوں کی طرح بھبوت اپنے بدنے پر ملا اور بہت کم مشتبہہ راہوں سے
دکن کا رستہ لیا اور بیٹے کو متھرا میں ایک مرہٹے برھمن کی حفاظت
میں چھوڑا *

غالب هی که سیوا جي اپنے تعاقب کرنیوالوں سے الگ تهلگ رهنے اور اُن کے هاتهوں سے بچنے بهاگنے میں بڑي فند و فطرت کو کام میں لایا هوگا اِس لیئے که اُسکے پیچها دبانیوالے اوسکے راے گده میں پهنچنے سے پہلے مدت سے اوسکے پکڑنے جکڑنے کي فکر و تدبیروں میں جي جان سے مصروف تهے حاصل یهه که سیواجي نو مهینے کے عرصه میں ماه دسمبر سنه ۱۶۶۶ع کو راے گده میں صحیح و سلامت پهونچا † *

سیواجي کے بهاگنے پر تهوڑا عرصه گذرا تها که ماه دسمبر سنه ۱۶۶۶ ع مطابق رجب سنه ۱۰۷۶ هجري کو شاهجهاں نے انتقال کیا یهه بادشاه اگرچه آگره کے قلعه میں بقیه حیات اپنے تک نظر بند رها مگر تعظیم تکریم اُسکي ایسي هوتي رهي که بهت سے خدمتگار اور کارگزار اُسکي ملازمت میں برابر رهتے رهے اور قلعه کے اندر کا انتظام اور وهاں کے کام کاج کا انصرام اُسي کي راے پر چهوڑا گیا چنانچه اُس نے اپني حکومت کو ایسي مضبوطي سے برتا که دارا شکوه کي اُس بیٹي کو قلعه سے باهر جانے ندیا جس کا بیاه اورنگ زیب اپنے بیٹے سے کیا چاهتا تها اور علی هذالقیاس اُن چند بهاري جواهروں کو اپنے تحت تصرف میں رکها جو بادشاه حال کے نهایت مرغوب و مطلوب تهے اور اِن دونوں مقدموں کي بابت باپ بیٹوں میں حجت و تکرار سے خط کتابت جاري رهي *

اورنگ زیب کي سلطنت کے زمانوں میں سے یهه زمانه بڑي اقبالمندي کا تها چنانچه اُس کي قلمرو کے سارے حصے چین چان سے بسر کرتے تهے اور بخت و دولت کي یهه ترقي تهي که کشمیر کے حاکم نے چهوٹي تبت کو فتح کیا تها اور بنگاله کے نائب السلطنت نے چتا گنگ کو دبایا

---

† ۲۹ ستمبر سنه ۱۶۶۶ ع کو کرراز واقع کلکان کے انگریزي کارخانه والوں نے یهه لکها هی که اگر سیواجي اورنگ زیب کے قبضه میں سے در حقیقت نکل گیا تو اُسکو اُس کے حال کي جلد ایسي خبر پهونچے گي که جس سے بڑا رنج اُسکو پهونچیگا یعني سیواجي کوئي سخت صدمه پهونچاویگا

تھا جو خلیج بنگالہ کے مشرقی کنارے پر واقع تھا اور بہ نسبت تبت کے زیادہ کام کا تھا *

قرب و جوار کے بادشاہوں نے وہ نشانیاں اُسکے پاس روانہ کی تھیں جن سے تعظیم تکریم اُس کی پائی جاتی تھی اور مکہ کے شریفوں اور عرب کے اکثر رئیسوں نے ایلچی روانہ کیئے تھے اور حبش کے بادشاہ اور اوزبکوں کے خان نے بھی قاصد بھیجے تھے اور شاہ ایران کی طرف سے سب ایلچیوں سے بھاری ایلچی آئے تھے اور بجواب اُس کے بڑی شان و شوکت سے ادھر سے بھی ایلچی بھیجے گئے تھے مگر ایران والوں کے ہیک و پیام پر ہمیشہ کی دوستی کا نتیجہ مترتب ہوا اِس لیئے کہ دونوں بادشاہوں میں آداب و اخلاق کی بابت کچھہ سوال ادھر اُدھر سے پیش ہوئے اور شاہ عباس اتنا ناراض ہوا کہ اُس نے قندھار کے پاس ایک بھاری فوج اکٹھی کی اور اورنگ زیب نے یہہ ارادہ کیا کہ آپ اُس کے مقابلہ پر جاوے اسی عرصہ میں شاہ عباس مرگیا اور لڑائی کے ٹھاٹھ پورے نہ ہوئے *

اورنگ زیب کی اقبالمندی سے صرف یہہ بات مستثنی تھی کہ اُسکی فوج کو بیجا پور والوں کے مقابلہ میں بخوبی کامیابی حاصل نہوئی راجہ جے سنگھہ اُس ملک میں لڑتا بھڑتا رہا اور پہلے پہلے لڑائی کے کام کاج اورنگ زیب کی مرضی کے موافق ہوتے رہے مگر جبکہ خاص بیجا پور کا محاصرہ کیا گیا تو بیجا پور والوں نے پرانا طریقہ بچاؤ کا برتا یعنی آس پاس کے ملکوں کو ویران کیا اور لٹیرے سواروں کو حریف کی رسدوں پر لگایا علاوہ اُس کے گولکنڈہ کے بادشاہ نے اپنے ہمسایہ والی بیجا پور کو خفیہ خفیہ کمک پہونچائی اور جب کہ جے سنگھہ نے یہہ بات دریافت کی کہ اب کامیابی کی صورت نظر نہیں آتی تو بلا نقصان و دقت اورنگ آباد کو چلا آیا بعد اِس ناکامیابی کے راجہ جے سنگھہ اُس جگھہ سے منتقل کیاگیا اور دلی کے رستہ میں مرگیا اور شاہزادہ معظم کو اُس کی جگھہ بھیجا

گیا اور راجہ جسونت سنگھہ همراه اُس کے مدد و معاون اُسکا کیا گیا اور وہ دلیر خاں جسکو جسونت سنگھہ اور شاهزاده ممدوح نا پسند کرتے تھے اُسي فوج کا سردار اِس غرض سے مقرر کیا گیا کہ دونوں کي نگراني کرتا رهے *

جےسنگھہ کي ناکامي سیواجي کے حق میں مفید هوئي بیان اُسکا یہہ هی کہ سنہ ١٦٦٧ ع مطابق سنہ ١٠٧٧ هجري میں جنگ اور بازگشت کے عین زمانہ میں راجہ جے سنگھ نے گھاٹوں کے قرب و جوار کے ملکوں سے تمام فوج اپني هٹالي تهي اور بہت سے قلعوں کو خالي چھوڑا تھا اور کچھہ کچھہ قلعونمیں حفظ و حراست کے واسطے تھوڑے سپاهي چھوڑے تھے منجملہ اُن کے بہت سے قلعوں پر سیواجي کے افسروں نے پہلے اِس سے قبضہ کیا تھا کہ خود سیواجي دکن میں پہونچے اور جب وہ خود دکن میں پہونچا تو بہت سے اور خطہ پر قابض هوگیا یہہ واقعہ سنہ ١٦٦٧ ع مطابق سنہ ١٠٧٧ هجري میں واقع هوا *

اورنگ زیب کے سرداروں کي تغیر و تبدیل سے سیوا جي کو بہت بڑا فائدہ حاصل هوا اسلیئے کہ راجہ جسونت سنگھہ شاهزاده معظم کي طبیعت پر حاوي اور بادشاہ کي نسبت هندوؤں کا زیادہ خیر خواہ تھا علاوہ اُس کے لوگوں کو یہہ بهي یقین کامل تھا کہ وہ لوبھي لالچي هی اور روپئے کي بات تھوڑي بہت مانتا هی غرضکہ ان وسیلوں سے سیواجي نے رفیق اُسکو بنایا اور نتیجہ یہہ مترتب هوا کہ اُسکي اور شاهزاده معظم کي تائید و اعانت سے ایسي عمده عمده شرطوں پر بادشاہ سے آشتي کي کہ وہ اُسکي توقع سے خارج تھیں چنانچہ بہت سا ملک اُس کا اُسکو واپس دیا گیا اور صوبہ برار میں جاگیر اُسکو عنایت کي گئي اور راجائي کا خطاب اُسکا تسلیم کیا گیا اور سارے قصوروں سے چشم پوشي برتي گئي *

جب کہ سیواجي کو اپنے قوي دشمن یعني اورنگ‌زیب سے آزادي حاصل هوئي تو گولکنڈه اور بیجاپور کي جانب ملتفت هوا اُن دونوں

ریاستوں نے آپ کو بہت کمزور پایا اور اورنگ زیب کے حملوں کے ڈر سے
ایسے قوی دشمن سے نیا جھگڑا کھڑا کرنا نہ چاہا اور بچنے کی یہہ بری
راہ نکالی کہ سالانہ خراج کا اقرار کیا *

بعد اُس کے سنہ ۱۶۶۸ع و سنہ ۶۹ مطابق سنہ ۱۰۷۸ ہجری
یعنی دو برس امن چین سے گذرے اور اس عرصہ کو سیوا جی نے اپنی
حکومت کے باترتیب و باقاعدہ بنانے میں صرف کیا مگر جسقدر کہ اُسکی
لیاقتوں کی خوبی اُس کے ملکی انتظاموں کے طور طریقوں سے ثابت ہوتی
ہی اُس قدر اُسکے جنگی کاموں سے واضح نہیں ہوتی پنڈاروں اور لٹیروں
کے سرداروں کیسے قانون قاعدوں کی جگہہ اُسکے آئین و رسموں کے دیکھنے سے
بڑا تعجب ہوتا ہی کہ انتظام اُس کا مغلوں کے انتظام سے زیادہ باترتیب
و باقاعدہ تھا چنانچہ پیادوں اور سواروں کی تقسیم ایک طرحپر واقع تھی
یعنی دس اور پچاس کے افسروں سے لیکر پانچہزار کے افسر تک افسروں
کا سلسلہ برابر مسلسل تھا اور اُس سے زیادہ درجہ کا حاکم جرنیل کے
سوا جو کسی خاص فوج کی حکومت پر معین کیا جاتا تھا کوئی سردار
نہوتا تھا اور یہہ تمام افسر ایسے جاگیردار نہوتے تھے جو ضرورت کے وقت
کام آویں بلکہ حکومت سے تعلق رکھتے تھے یعنی سرکاری ملازم ہوتے تھے
اور ایسے سپاہیوں کے افسر تھے جنکو خود سرکار اپنے نائبوں کے ذریعہ سے
بھرتی کرتی تھی اور سرکاری خزانوں سے تنخواہ اُن کو ملتی تھی فوج
اور افسروں کو بڑی بڑی تنخواہیں دیتا تھا مگر غنیمت کل سرکار میں
جاتی تھی ہر محکمہ میں کفایت شعاری سے کام کرتا تھا اور التفات
اُسکا کفایت شعاری پر بہت مایل رہتا تھا *

ملکی انتظام بھی اُسکا ایسا ہی باقاعدہ اور قوی تھا چنانچہ سرکاری
حاکموں اور دیہات کے چودھریوں سے نرمی برتتاتھا اور اُس انتظام کے دباؤ
سے قانون کی تعمیل و رعایت بخوبی ہوتی تھی اور یہی باعث تھا کہ
کاشتکاروں پر ظلم نہوتا تھا اور وہ سرکار سے فریب نکرتے تھے ملکی افسر

برهمن تھے اور جنگي کاموں کي حکومت پر بھي اکثر بڑے بڑے پایه کے برهمن معین کیئے جاتے تھے *

اورنگ زیب نے جو ملک اُسکو واپس دیئے تھے اور صوبه برار میں جو جاگیر اُسکے لیئے معین کي تھي تو ساري غرض اُسکي یهه تھي که وه بلا نقصان عظیم اور بلا طول طویل مقابله کے اُسکے قبض و قابو میں آجاوے چنانچه اپني صبر و متانت سے داؤ اپنا تکتا رها اور لهو کے گھونٹ پیئے گیا اور شاهزاده معظم اور راجه جسونت سنگهه کو بڑي تاکیدوں سے یهه لکھا که سیوا جي سے راه رسم کا جاري رکھنا عین صواب اور اُسمیں کوئي خلاف کرنا خلاف مصلحت هے مگر وقت پر قابو کو هاتهه سے دینا نهایت نامناسب اور فوراً گرفتار اُسکو کرنا بغایت واجب و لازم هی بلکه یهانتک هدایت کي تھي که میري حکومت سے بغاوت و نفرت جتانا اور خفیه اور جداگانه مرهٹوں سے ملنا جلنا مقتضاے مصلحت † هی مگر سیواجي نے مدة

---

† گرینٹ ڈف صاحب کا یهي بیان هی جو مذکور هوا مگر اُن کو اسبات میں شبهه هی که شهزاده معظم نے باپ کي تدبیروں کي پیروي جي جان سے کي اور بغاوت کے اظهار سے سیوا جي کے دھوکه دینے کا اراده کیا مگر غالب یهه هی که کسیقدر اُسنے باپ کي تاکیدوں کي عملدر آمد کي هوگي جنکے باعث سے وه کهاني قایم هوئي جسکو پهلے پهل کٹرویامنکي نے بیانکیا یعني شاهزاده نے اپنے باپ کي خواهش سے جھوٹي بغاوت اختیار کي جس سے بادشاه کي دو باتیں مقصود تھیں ایک یهه که یهه واضح هو جاویگا که بادشاه کے خفیه خفیه دشمن کون کون هیں اور دوسرے یهه که اگر شهزاده حقیقت میں بغاوت پر مایل هووے تو اُسکي حقیقت بھي کھل جاویگي اور آینده کو اعتبار اُسکا ساقط هوگا بقول اُس راوي کے شاهزاده نے علانیه بغاوت برپا کي اور ساري فوج اور راجه جی سنگهه اُس سے سازش کرکے مل گئے مگر دلیر خاں اپني بات پر جما رهااور شهزاده اپني بغاوت سے جب تک منحرف نهوا که دریاے چنبل تک آگره کي جانب پهونچا مگر اورنگ زیب نے اس جھوٹي بغاوت کي جڑکوں سے صرف یهه علم حاصل کیا که جیسنگهه میرا مخالف هی چنانچه اُسکو زهر دلواکر آپ کو بچایا لیکن اس روایت پر یهه اعتراض وارد هوتا هی که شهزاده معظم جب تک دکن میں پهونچا بھي نه تھا که راجه جیسنگهه دکن سے منتقل هوکر تاریخ بغاوت سے پهلے آچکا تھا اور یهه تناقض صرف اورم صاحب کو سوجھا جسکو اِس کهاني کے باقي حصه

١٦٧٠ع مطابق سنه ١٠٨٠ هجري میں بادشاه کي تدبیروں کو آلٹا مارا یعني شاهزاده معظم اور راجه جسونت سنگهه کو رشوتیں اور نذریں چڑها کر موافق اپنا کیا اورنگ‌زیب کے فریب دینے کے لیئے آنکو اپنا آله بنایا مگر اورنگ‌زیب ایسا نادان اور کوته اندیش نتها که اوني تدبیروں کي نارسائي کو عین وقت پر نسمجهے چنانچه جب آسکو ناکامي کا یقین هوا تو آس نے کهلم کهلا آنکي گرفتاري کا حکم دیا یهه حکم آس کا دوباره لڑائي کا منشاد تها پهلے پهل سیوا جي نے یهه صدمه پهونچایا که سنگڑ کے قلعه پر دوباره قابض هوا جو پونه کے قریب تها اور سیوا جي کو جیسا اس قلعه کي عظمت کا خیال تها ویسا هي اورنگ زیب کو بهي تها اور اسي لیئے اورنگ زیب نے آس قلعه کي حفظ و حراست کي غرض سے راجپوتوں کا ایک قوي گروه ایک تجربه‌کار افسر کے تحت تصرف میں چهوڑا تها مگر هولر ماوالیوں نے سیواجي کے بڑے رفیق تانا جي مالوسري کے ساتهه آنپر چڑهایا مارا چنانچه تانا جي نے کسي حکمت سے اوس بهاري قلعه پر رات کے وقت زینه لگایا جو بظاهر رسائي کے قابل نتها یهاں تک که قلعه پر چڑه گیا اور محافظ لوگ اوس سے واقف نهوئے مگر بعد آس کے لڑا

پر کسي قسم کا شک موجود نهیں مگر گرانٹ ڈف صاحب نے اپني کتاب کي جلد ایک صفحه ٢٢١ میں اس ساري کهاني کي بیهودگي کو بهت مختصر لفظوں میں ثابت کیا اور صرف ایک بهي موقع نهیں جس میں اورنگ زیب کي نسبت ایسي ایسي تدبیریں اور سازشیں آسکي منافقي طبیعت هونے سے بیان کي گئیں حالانکه وه کبهي ایسي تدبیروں میں مصروف نهیں هوا ڈف صاحب نے جیسنگهه کي جگهه راجه جسونت سنگهه کو قایم کیا اور شهزاده کي بغاوت کو اصلي بغاوت ٹهرایا اور بیان کیا که اورنگ زیب کي اطاعت میدان جنگ میں آنے کے بعد دلیر خان کي هنر مند لڑائیوں کي بدولت وه بغاوت بس یا هوئي معلوم هوتا هي که ڈف صاحب نے بندیله کي سرگذشتوں سے یهه بیان لیا جس کا ترجمه بعد آس کے سکات صاحب نے کیا تها مگر ڈف صاحب نے بعض بعض باتوں کو اپني سند سے زیاده لکها اور بندیله کے اس بیان کو قلم انداز کیا که مخالفت میں سیواجي بهي شاهزاده کا شریک هوگیا تها حالانکه یهه محض غلط اور سراپا لغو هي

مقابلہ پیش آیا اگرچہ وہ محافظوں پر غالب آئے مگر تاناجي کام آیا اور
بہت سے آدمي ضایع هوئے سیوا جي نے اس کام کو ایسا کارنمایاں سمجھا
کہ رهے سہی سپاهیوں کو چاندي کے جوشن عنایت کیئے *

بعد اُس کے کئي قلعوں پر کئي دھاوے تو هوئے مگر کامیابي حاصل
نہوئي اور باوصف اس کے بہت سے قلع دبائے اور بہت سے ملکوں پر قبضہ
کیا اور پھر سورت کو لوٹا اور خاندیس کو بے چراغ کیا اور پہلے مرتبہ
ماہ دسمبر سنہ ۱۶۷۰ع مطابق سنہ ۱۰۸۱ هجري میں ممالک مذکورہ
سے چوتھہ کا محاصل حاصل کیا اور اس چوتھہ کي حقیقت یہہ هی کہ
وہ کل محاصل کي چہارم هوتي تھي اور جو ملک اُسکو ادا کرتے تھے وہ
مرهٹوں کي لوٹ مار سے جب تک محفوظ رهتے تھے کہ برابر ادا کیئی
جاتے تھے سیوا جي نے جهازوں کا ایک بیڑہ بھي طیار کیا اور اپنے پرانے
دشمنوں یعني جنجیرہ والے حبشیوں پر دھاوے کرنے شروع کیئے جنکی
قبض و تصرف میں ایک چھوٹي سي ریاست بیجا پور والوں کي طرف
سے بجلدوے اُن کے بحري افسر هونے کے چلي آتي تھي مگر یہہ کام اُسکا
اس لیئے معقول نہ تھا کہ حبشیوں نے اورنگ زیب کا دامن پکڑا اور
سیواجي کے قوي دشمن کو قوت بخشي *

سیواجي کي فتوحات کي ترقي کا یہہ باعث تھا کہ شہزادہ معظم
کي فوج اُس کے مقابلہ کو کافي نہ تھي اور بادشاہ کو بیٹی پر اعتماد
نتھا چنانچہ نئي کمک کے روانہ کرنے سے بادشاہ نے مدت تک انکار کیا
اور جکبہ اُسکو یہہ یقین هوا کہ دکن میں بڑي فوج کي حاجت شدید هی
تو سنہ ۱۶۷۱ع مطابق سنہ ۱۰۸۱ هجري کو چالیس هزار آدمي
مہابت خاں کي زیر حکومت روانہ کیئے جنکو شہزادہ کي اطاعت و
حکومت سے کنچھہ واسطہ علاقہ نہ تھا بادشاہ اس نئے حاکم سے پورا پورا
راضي نہ تھا چنانچہ دلي سے روانہ هونے سے تھوڑے عرصہ پہلے مہابت خاں
کي کسي حرکت سے نہایت برهم هوا اور ایک وزیر کو حکم دیا کہ اُسکو

خفیہ فہمایش کرے حاصل یہہ کہ یہہ فوج دکن میں پہونچي اور اُس کي شان و شوکت کے مناسب کوئي نتیجہ مترتب نہ ہوا شہزادہ اورنگ آباد میں معطل پڑا رہا اور مہابت خاں نے چند محاصروں کے بعد برسات کے قریب آنے سے لڑائي کے کار بار کو مسدود کیا بعد اُسکے جب دوبارہ لڑائي شروع ہوئي تو سیوا جي نے ایک فوج اُس محاصرے کے اُٹھانے کو روانہ کي جس میں ملوث مہابت خاں مصروف تھا مہابت خاں نے یہہ کام اچھا نہ کیا کہ محاصرے کے بقاء و سلامت کے واسطے بیس ہزار آدمي فوج مذکور کے مقابلہ پر بھیجے اسلیئے کہ انجام اُسکا یہہ ہوا کہ سنہ ۱۶۷۲ع مطابق سنہ ۱۰۸۲ ھجري میں وہ لڑائي اُس نے ھاري اور مرہٹوں نے جیتي † یہہ مقابلہ میدان کي پہلي لڑائي تھي جسکو مرہٹوں نے فتح کیا اور یہہ پہلي کامیابي تھي جو دیانت امانت کي رو سے مغلوں کے مقابلہ میں مرہٹوں کو حاصل ہوئي یعني فریب و دغا کا اُس میں شائبہ نہ تھا ھارنے والوں پر اس ھار کا بڑا اثر پڑا چنانچہ اُنہوں نے فوجوں کو اورنگ آباد میں اکٹھا کیا بعد اُس کے شاہزادہ اور مہابت خاں کو بادشاہ نے بلایا اور خانجہان نایب السلطنت گجرات کو اُن کي جگہہ بھیجا اور دکن کي لڑائي بڑي بے پروائي سے کئي برس تک اسلیئے قایم رہي کہ بادشاہ کا ذاتي التفات اور جانب کو مائل تھا یعني وہ شمال مشرق پر متوجہہ تھا*

شمال مشرق والے پٹھانوں سے لڑائي کا ھونا

شمال کے افغانوں سے لڑائي ھو رہي تھي اور بادشاہ کا التفات اُسپر مائل تھا اور اُس لڑائي کي قدر و منزلت روز روز بڑھتي جاتي تھي اُن لڑکوں سے اس چین میں رہنا ھمیشہ سے ایک بڑي دشواري سمجھي

---

† اِس لڑائي کي نسبت کوئي اشتباہ ھي چنانچہ بعضے کہتے ھیں کہ وہ مقابلہ دلیر خاں کي فوج سے ھوا اور بعضے لکھتے ھیں کہ مہابت خاں کي فوج سے لڑائي پڑي اور اشتباہ مذکور کا باعث یہي باعث ھی جسکي بدولت شکست نصیب ہوئي یعنے فوج کي حکومت دو حاکموں پر منقسم ہوئي تھي *

جاتي تهي اور اسليئے كه كابل اور علاوه أسكے اور مغربي ملكون كي آمدورفت آن كي اراضيون مين ضروري و لابدي تهي تو أن كے دبانے اور خاموش ركهنے كي بهت حاجت پڑي اور جو كه اِس راه كے آس پاس كي قومين ايسے موقع پر تهين كه آن پر حملے نهايت آساني سے هو سكتے تهے تو آن كو دهمكيان سنانے اور وظيفون كے دينے دلانے سے كسي قدر بادشاهت هندوستان كا مطيع ركها جاتا تها مگر منجمله آن كے بڑي بڑي قومون سے كچهه چهيڑ چهاڑ نه كي اور وه قومين اپني اپني حدون پر چپ چاپ بيتهي رهين هان غالب يهه هي كه چهوتے چهوتے گروهون كے هونے اور بڑے بڑے گروهون مين ملكي انتظام كے تهيك تهاك نه بيتهنے سے خاص خاص لوگون كي جانب سے اكثر اوقات ايسے زور و ظلم هوتے هونگے جسكي برداشته افسران سلطنت كو كرني پڑتي هوگي اورجو كه اورنگ زيب اپنے حكم كا ديوانه اور پتهانون كي طرز معاشرت سے محض ناواقف وبيگانه تها تو آس كو يهه شبهه گذرا كه ميرے افسرون كي اغماض و در گذر سے يهه بد انتظامي واقع هوتي هي غرضكه كوئي باعث هو سارے پتهان يوسف زئيون سميت اورنگ زيب سے بگڑ گئے اور اطراف كابل كا يهي حال أس زمانه يعني سنه ١٦٦٧ع مين تها جب كه محمد امين خان مير جمله كا خلف الصدق اور جانشين جسنے باپ كا خطاب و منصب حاصل كيا تها كابل كي حكومت پر گيا تها اور أس نے بهت دنون تك ايسي كاميابي حاصل كي تهي جس سے فسادون كو ترقي نهوئي اگرچه وه شور و فساد بالكل مسدود نهوئے مگر سنه ١٦٧٠ع مين پتهانون نے يهه فوقيت حاصل كي كه محمد امين خان كو شكست فاحش ديكر أس كي فوج كو تباه كيا اور آس كے جورو بچون كو پكڑا اور محمد امين خان نے روپيه ديكر اپني اهل و عيال كو چهوڑايا اور اسي زمانه كے قريب آنهون نے ايك بادشاه اپنا قرار ديا او آس كے نام سے سكه جاري كيا * †

---

† هندوستان كے مورخون نے اس بادشاه كو پتهان بيان كيا هي مگر ايسے شخص كا

اورنگ زیب نے خود لڑنے کا ارادہ کیا اور حسن ابدال تک پہونچا اور شہزادہ محمد سلطان کو جسنے تھوڑے دنوں پہلے رہائی پائی تھی ایک فوج کا حاکم بنا کر آگے کو روانہ کیا اور آپ اس اندیشہ سے آگے کو نہ بڑھا کہ ایسے قوی ملک میں اُس کی بات کو بٹا نہ لگے جہاں دشمن پر قوی صدمہ پہونچانا متصور نہیں اور اُن کی طرف سے بڑی آفتوں کا پہونچنا سہل و آسان ہی سنہ ١٦٧٣ع سے سنہ ١٦٧٥ع تک دو سال اسی بادشاہ نے اسی لڑائی میں صرف کیئے ‡ اور جب کہ بعد اُس کے بادشاہ دلی کو واپس آیا تو اُسکے نائبوں نے لڑائی کو جاری رکھا یہانتک کہ جب هندوستان میں فسادوں کی ترقی ہوئی اور اُس لڑائی کی کامیابی موہوم سمجھی گئی تو کابل کے کام کاج کے ادھورے تصفیہ پر قناعت کی گئی اگرچہ یہہ لڑائی اُس زمانہ میں بڑے پایہ کی سمجھی جاتی تھی مگر اُس سے ایسا مستقل اثر ناشی نہوا کہ هندوستان کی تاریخ میں بیان اُس کا مندرج ہوتا اگرچہ اس لڑائی کے واقعے مختلف اور دلچسپ تو ہیں مگر قسم مذکور کے اُن واقعوں کے دیکھنے سے خیال اُنکا بہ آسانی ہو سکتا ہی جو اکبر کی شرح سلطنت میں بیان کیئے گئے § *

نفرت اُس قوم کے خیالات اور اصل و سرشت اور رسم و رواج کے مخالف ہی اگرچہ وہ سند پختہ نہیں جسکے اعتماد پر ہم لکھتے ہیں مگر اور یورپ والوں کے ساتھ اس بات میں ہم متفق ہیں کہ یہہ بادشاہ از روے مکر و حیلہ کے مقرر کیا گیا تھا اور حقیقت میں وہ ایک مکار آدمی تھا جو مرزا شجاع کے نام سے مشہور ہوا تھا پٹھانوں نے بیان کیا تھا کہ مرزا شجاع ہماری پناہ میں آیا اور ساری غرض اُن کی یہہ تھی کہ اُس کے استحقاق تخت کے حیلہ سے اورنگ زیب کے ستانے کا ذریعہ ہاتھ آوے

‡ خافی خان

§ یہہ لڑائی اس لیئے دلچسپ قرار پائی گئی کہ اُس کو ایسے آدمی نے بیان کیا جو بڑے اعزاز و امتیاز سے اُس میں شریک و شامل تھا یعنی خوشحال خٹک جو سارے خٹکوں کا خان اور بڑی بڑی کتابوں کا مصنف گذرا اور اکثر نظم کی کتابیں اُسی زمانہ کی لکھی ہوئی اس غرض سے چھوڑ گیا کہ اُسکے ہموطنوں کو اُن کے دیکھنے سے بڑا جوش خروش پیدا ہووے اور نظم اُس کی اِسلیئے مشہور و معروف ہی کہ اُس کے وزن و بحر سے ہمت کی بلندی اور طبیعت کا جوش اور وطن کی محبت اور خود مختاری کا اوبال پیدا ہوتا ہی اور حقیقت یہہ ہی کہ ایسی تصنیف ایشیا والوں کی طبیعت کے خلاف ہی *

هندوستان کے فسادوں اور بادشاہ کي تعدیوں کا بیان

بادشاہ اس نا کام مہم سے واپس آیاهي تھا کہ سنہ ۱۶۷۶ ع مطابق سنہ ۱۰۸۷ ہجري میں ایک عجیب هنگامہ دارالسلطنت کے قرب و جوار میں برپا ہوا بیان اُسکا یہہ هی کہ هندو بھگتوں کا فرقہ جو ست نارایني کہلاتا هی نار نول کے متصل بستا تھا اور کاشتکاري اور سوداگري سے اوقات اپني کاتتا تھا اگرچہ اُسکي خوے و خصلت میں کسي قسم کا شور و شرنہ تھامگر صرف اپني حفظ و حراست کي نظر سے هتیار باندهتا تھا منجملہ اُنکے کسي بھگت کو ایسے لوگوں نےملکر مارا پیٹا جو تھانہ کے کسي سپاهي سے آشناتھے اور اُس بھگت سے کسي بات پر اُنکا جھگڑا هو گیا تھا بھگت نے اپنے بھائي بندوں کو اکھٹا کیا اور پولس والوں سے بدلا لیا غرض کہ جانبین سے بہت سي جانیں تلف هوئیں اور فساد نے ایسي ترقي پکڑي کہ کئي هزار ست نرایني اکٹھے هوئے اور جب کہ نارنول کے بڑے حاکم نے اونکا مقابلہ کیا تو انھوں نے اوس فوج کو شکست فاحش دي جو اوسنے اکھٹي کي تھي اور اوس میں جنگي سپاهي اور پولس کے ملازم دونوں شریک و شامل تھے اور شہر نار نول پر قبضہ کیا بعد اوسکے اوس فوج نے بھي شکست کھائي جو دلي سے اونکے مقابلہ کو آئي تھي اور بجاے خود کافي وافي نہ تھي اور یہہ ایسي شکست هوئي کہ اوسکے هونے سے نام اُن کا بہت روشن هو گیا اور جبکہ تیسري فوج نے بھي شکست کھائي تو اونکے نام کي بہت بڑي شہرت هوئي اور سب لوگ اونسے تعجب کرنے لگے اور جو کہ وہ لوگ اپنے دین و ملت کے جتني ستي تھے تو اونکي کامیابیوں سے یہہ یقین هوا کہ وہ جادو کي قوت رکھتے هیں یعني تلوار اون کو کاٹتي نہیں اور گولي اُن میں گھستي نہیں اور ایسے طلسمي هتیار رکھتے هیں کہ وہ موت کي بات چیت کرتے هیں اور اس گمان سے کہ آج اُن کا مقابلہ ممکن نہیں وہ ایسے هي حقیقت میں هوگئے یعني کوئي اُن کا سامنا نہ کرسکا اور بہتسے زمیندار اُس پاس کے باشندے شریک اُن کے هو گئے اور

کوئي فوج اُن کے مقابله پر آماده نهو سکي اور جب که وه دلي کے قريب
پهونچے تو اورنگ زيب نے يهه حکم ديا که ڈيرے ميدان ميں نصب
کيئے جاويں بعد اُس کے اپنے هاتهه سے قران کي آيتيں منتخب کيں اور
فوج کے نشانوں پر لکهه کر بندهوائيں تاکه اُن کے جادو کا اثر نهونے پاوے
غرض که مقابله کي شدت ضرورت اور بعض بعض هندو مسلمانوں کي
سعي و همت سے بادشاهي فوج اُنکے مقابله پر ڈٹي رهي اور دشمنوں کو شکست
فاحش دي اور بڑے بڑے نقصان اُنکو ديکر تتر بتر کيا مگر اُنکي پهلي کاميابي
کے باعث سے بهت سے هندو هتيار اُٹهانے پر آماده هوئے اور اجمير اور
آگره کے سارے صوبوں کو ايسي پريشاني ميں ڈالا که اورنگ زيب نے
وهاں کے نظم و نسق کے واسطے بذات خود جانا ضروري سمجها † *

مذکوره بالا فسادوں کے باعث سے بادشاه کا مزاج از حد برهم هوا جو
اٹک پار کي نا کامي سے پهلے هي تلخ و آشفته هو رها تها چنانچه اسي
وجهه سے دلي کي موجودگي کے وقتوں ميں هندوں پر جزيه لگايا يعني
اُس کو دوباره شگفته کيا جو تهوڑے دنوں سے افسرده پژمرده هو گيا تها
اور اُسکے مذهبي تعصبوں اور سوء تدبيروں ميں سے يهه پچهلي بات تهي
جو عمل ميں آئي *

تخت نشيني کي دوسري سالگره يعني سنه ١٦٥٩ع ميں شمسي
سنوں کي سخت ممانعت کي اور وجهه اُس کي يهه نکالي که وه آتش
پرستوں کا ايجاد هيں اور قمري سنوں کو اُن کي جگهه قايم کيا اور باوجود
اِسکے که اُس کے اهلکار و ملازم ايسے سنوں پر اعتراض کرتے رهے جو
موسموں کے هميشه موافق نهيں هوتے وه اپني بات پر جما رها اور کسيکي
بات کو کان دهر کر نه سنا ‡ *

اسي زمانه ميں ايک ملا محتسب مقرر کيا جسکے ساتهه ايک گروه
سواروں کا رهتا تها اور غرض يهه تهي که قمار خانوں اور شراب خانوں کا

† خافي خاں
‡ ايضا

نام و نشان اوسکي قلمرو میں باقي نه چھوڑے اور بتوں کي پرستش کو نمود و نمایش سے نه هونے دیوے § بعد اسکے اُن محصولوں کو معاف کیا جو قانون شریعت سے جایز نه تھے اور اُن اسبابوں کا محصول بھي چھوڑا جو هندؤں کے بڑے بڑے میلوں میں جاکر بکتے تھے اِس لیئے که اُسکي سمجھه میں یهه بات آئي که وه محصول بھي بت پرستي سے علاقه رکھتے هیں اور وه نا پاک اور حرام هیں مگر ان معافیوں سے محصول مساوي نرهے اِس لیئے که یهه معافیاں ساهوکاروں اور صرافوں اور سوداگروں اور علاوه اُنکے اور شهروں کے باشندوں سے متعلق تهیں اور یهه لوگ نئے قاعدوں کے جاري هونے سے مستثني کے قریب قریب تهے باقي اراضیات کا محصول بحال خود قایم رها تها اور پرمٹ اور سڑک کا محصول جو سب سے زیاده دقت طلب تها اور بھي زیاده هو گیا تها *

مذکوره بالا تبدیلیوں سے سرکار کا نقصان هوا اور رعیت سبکدوش نهوئي اِس لیئه که چند مقدموں کے علاوه جنکي اطلاع و خبر بادشاه کو پهونچني غالب تهي مال کے افسروں اور سارے جاگیرداروں نے معافیات کو اپنے حساب کتاب سے متعلق رکھا جو آن کو سرکار سے رهتا تها باقي ساري رعایا سے دستور کے موافق محصول لیتے رهے بعد اُس کے کئي برس گذرنے پر هندؤں کے سارے میلے ٹھیلوں کي ممانعت کي اور اسي زمانے کے قریب ایک فرمان اُس نے ناچ رنگ کي مجلسوں کي ممانعت میں جاري کیا اور قوم ڈهاڑیوں اور گویوں بهانڈوں کي سخت بندي کي یهاں تک که شاهي ملازم گویوں اور بجانے والوں کو موقوف کیا اور نجومیوں کي راه ماري اور ملازم منجموں کو رخصت کیا اور سارے شاعروں کو جواب دیا جنکي آبرو انکے قایم تهي اور ان کو وظیفے ملتے تهے اور ملک الشعرائي کا عهده اُٹهایا بلکه مورخوں نے یهه بھي لکها هے که شعر پڑهنے اور کهنے کي بھي ممانعت † کي مگر یهه سختي چندروز کے لیئے هوگي

§ خافي خان
† خافي خان

اِس لیئی کہ خاص اُس کے رقعوں میں اوروں کی شعریں موجود ہیں
اور کہیں کہیں ایسے شعر مندرج ہیں جو فی البدیہہ تحریر کے وقت اُس
کی زبان سے نکلے علاوہ اُس کے تاریخ نگاری کی ممانعت میں بہت بڑی
تاکید فرمائی چنانچہ اُس نے تاریخ نگار کو موقوف کیا جو قدیم زمانہ
سے بادشاہی تاریخوں کو لکھتا تھا یہانتک کہ تاریخ نویسی کے محکمہ کا
نام و نشان بھی نہ چھوڑا اور اپنی سلطنت کی حال نویسی کو بہت
مضبوطی سے منع کیا چنانچہ اُس کی سلطنت کے گیارھویں برس
سے واقعات کا سلسلہ ایسے خطا و خطوط سے دریافت ہوتا ہی کہ جن کو
خاص خاص لوگوں نے اپنے معاملوں میں لکھا پڑھا تھا اور نیز ایسے حالوں
سے معلوم ہوتا ھے جنکو بعض بعض لوگوں نے خفیہ خفیہ قلمبند کیا تھا
اور اُسی زمانہ کے چند برس بعد مسلمانوں کی نسبت پرمٹ کا محصول
آدھا رکھا اور ہندوؤں سے کچھہ کم نکیا اور منجملہ اور ترمیموں کے اپنی
تعظیم و تکریم کے قاعدے بھی بدلے اور جھروکہ کا بیٹھنا اِس لیئے موقوف کیا
کہ اُس کے سجدہ کرنے کا موقع کسیکو ہاتھہ نہ آوے اگرچہ منجملہ اُن
تبدیلیوں کے چند تبدیلیاں ہندوؤں سے صاف تعلق رکہتی تہیں مگر سب
تبدیلیوں پر یہی نتیجہ مترتب ہوا کہ ہندو مسلمانوں میں امتیاز و تنفر
پیدا ہوا اور حسد کا باب بے تکلف کہل گیا جس کو پہلے بادشاہوں نے
بڑی عمدہ تدبیروں سے مسدود کرنا ٹہرایا تہا اور اُس کے مسدود کرنے
کو تدبیر مملکت سمجہا تہا بعد اُس کے جو تدبیریں اُس نے نکالیں وہ
سخت ناگوار اور تعصب شعار تہیں اِس لیئی کہ اگرچہ یہہ فرمان
اُس نے منصفانہ جاری کیا کہ ساری عدالتوں میں سرکار پر نالشیں
سنی جاویں اور بقانون شریعت تحقیقات اُن کی عمل میں آوے مگر
یہہ گشتی حکم بھی سارے حاکموں اور اختیار والوں کے پاس بھیجا
کہ آیندہ سے ہندو بہرتی نہ کیئی جاویں اور اُن تمام عہدوں پر مسلمان
بہرتی کیئی جاویں جو تمہارے تحت حکومت میں ہوویں مگر یہہ

حکم تعمیل کے قابل نہ پایا گیا اور وہ فرمان فردباطل کي طرح معطل پڑارها اور کوئي فائدہ اِس پر علاوہ اُس کے مترتب نہ هوا کہ لوگوں میں شور اُٹھا اور بدگماني پیدا هوئي *

جزیہ کي تحصیل میں وہ کاهلي نہوتي گئي جو فرمان مذکور کي تعمیل میں واقع هوئي اور یہہ وہ محصول تھا جسکو بادشاهوں نے پہلے پہل کي فتوحات میں اُن تمام کافروں پر لگایا تھا جنھوں نے اسلام کي اطاعت قبول نکي تھي اور یہہ ایک کسوتي تھي جس کے ذریعہ سے کھوتے کھرے یعني مخالف موافق پر کھے جاتے تھے محصول مذکور کے شگفتہ هونے سے هندوؤں کي طبیعتوں پر نہایت پژمردگي اور بغایت ناراضي چھائي اور خاص دلي اور اُسکے پاس پروس کے هندو جوق جوق آئے اور بادشاهي محل کو نالاں گریاں هوکر گھیرا مگر اُن کے شور و غوغا پر کوئي اثر مترتب نہوا یہاں تک کہ جب اگلے جمعہ کو بادشاہ جامع مسجد کو جانے لگا تو گلي کوچوں کو داد خواهوں سے اتنا بھرا پایا کہ هجوم و کثرت کے مارے دم گھٹنے لگا اور تھوڑي دیر اس امید پر ٹھہرا رها کہ راستي نرمي سے کھیں راہ اُسکو هاتھہ آجاوے مگر جبکہ وہ انبوہ اپني جگھہ پر جما رها تو اُس نے یہہ حکم سنایا کہ زور زبردستي سے سواري آگے بڑھے چنانچہ بہت سے فریادي گھوڑے هاتھیوں کے پانو میں روندے گئے اور باقي لوگوں کے دلونمیں اس درشتي کي هیبت پڑي اور بلا حجت و تکرار اُس محصول کو قبول کیا اور آیندہ کو کسي نے دم نہ مارا *

هندوؤں کے عام بگاڑ کا بیان

بہت هي تھوڑے دنوں میں ان بڑے کوتکوں کو یہہ پھل پھول لگي کہ عام ناراضي قایم هوئي اس بادشاہ کي شروع سلطنت میں هندو لوگ اُسکي ملازمت کو ایسے جي جانسے بجا لاتے تھے جیسے مسلمان بھائي خدمت اُسکي کرتے تھے اور یہہ حال اونکا تھا کہ اگر وہ هندوؤں کے مقابلہ میں پڑتے تھے تو بادشاہ کي وفاداري نچھوڑتے تھے مگر جب کہ اون کو انتظام

جدید کا تجربہ ہوا تو اونکی وابستگی میں خلل پڑا یہاں تک کہ خاص قلمرو کے ہندوؤں میں جگہہ جگہہ ناراضی پھیلی پہلے پہل راجپوتوں نے بگڑنا شروع کیا اور دکن کے ہندو مرہٹوں کے شریک ہوگئے سنہ ۱۶۷۷ع مطابق سنہ ۱۰۸۸ ہجری میں عام بگاڑ واقع ہوا † *

مذہبی عداوتیں ایسی بڑہیں کہ ساری بہبودگی بگڑیں اور باعث اوسکا یہہ پڑا کہ محصول لگانے سے چھہ مہینے گذرنے پر یہہ قصہ واقع ہوا کہ راجہ جسونت سنگھہ کابل میں مرگیا اور ایک رانی اور دو بیٹے صغیرسن

---

† خافی خاں — اُس زمانہ کے لوگوں میں جو جو خیال پہیلے ہوئے تھے حال اُنکا ایک نامہ موسومہ بادشاہ سے جسکو عموماً راجہ جسونت سنگھہ سے نسبت کرتے ہیں بخوبی دریافت ہوتا ہی مگر حقیقت یہہ ہی کہ وہ نامہ جسونت سنگھہ کا نہیں ہوسکتا اس لیئے کہ وہ نامہ اُس علانیہ دشمن کا معلوم ہوتا ہی جسکے ملک پر دھاوا ہونیوالا تھا علاوہ اس کے راجہ جسونت سنگھہ اُس زمانہ میں افغانوں کے مقابلہ پر متعین تھا جب کہ جزیہ لگانا ہوا اور وہ مرنے تک اٹک پار رہا اور سب سے قطع نظر وہ نامہ اُس وقت کے بعد کا ہی جب کہ سلطنت کا تنزل واضح ہوچکا تھا اور کہتے ہیں کہ اودے پور والے رانا راج سنگھہ کا وہ نامہ تھا کبھی راجہ سرجا سنگھہ سے نسبت کرتے ہیں اور مرہٹے یہہ دعوی کرتے ہیں کہ سیوا جی نے لکھا تھا (گرینٹ ڈف صاحب جلد اول صفحہ ۲۱۹) مگر غالب یہہ ہی کہ وہ کسی عام ہندو مدبر کی تدبیر تھی جسنے سلطنت کے مقابلہ پر اپنی راے کا اشتہار اس طریقہ سے مناسب سمجھا تھا یہہ نامہ حسن لیاقت سے خالی نہیں اس لیئے کہ اُسمیں ہر قسم کے مذہبوں اور قوموں کے گوارا رکھنے کے اصول و قاعدوں پر بحث و مباحثہ کیا ہی بیان کیا کہ جزیہ لگانا اصول مذکورہ کا ناسخ ہی علاوہ اُس کے خاندان تیمور کے پہلے بادشاہوں کی فیاضی اور عالی ہمتی کی تعریف لکھی اور اُنکی سلطنتوں کے زمانہ کا مقابلہ جو نہایت شاداب و تازہ تہیں اورنگزیب کے زمانہ سے کیا اور صاف صاف لکھا کہ اس زمانہ میں سارے فرقے اور تمام مذہب ناراض اور سلطنت کا معاملہ خراب اور رعایا داد فریادی ہی اور باوصف اس کے سرکاری خزانہ خالی اور رعایا کی جان و مال کی حفاظت سے غفلت ہی اور شہر غیر محفوظ اور تابع زوال پذیر ہیں خط مذکور کا ترجمہ اورم صاحب کے پرچوں کے صفحہ ۲۵۲ میں مندرج ہی اور وسٹن صاحب نے بھی اُس سے زیادہ عمدہ لفظی ترجمہ ٹھیک ٹھیک کیا اور اصل سمیت اُسکو سنہ ۱۸۳۰ع میں چھاپا

چھوڑ گیا بعد اوس کے وہ رانی بادشاہ کی بلا اجازت اور بلا پروانہ راہ داری بچوں سمیت هندوستان کو روانہ هوئی اور جب کہ اٹک پر روکی گئی تو اوس کے محافظوں نے یہہ ارادہ کیا کہ اٹک کے پہرہ والوں کو مار پیٹ کر نکل جاویں مگر کسی ایسی پایاب راہ سے اوتر گئے جہاں پہرہ چوکی کا خرخشہ نتھا بادشاہ کو اس تعدی کا پرچا لگا اور راجہ جسونت سنگھہ کے جورو بچوں کو قابو میں رکھنے کا حیلہ هاتھہ آیا چنانچہ اوس نے اونکو دلی کے آنے سے روکا اور اوسکے لوگوں کو اپنی فوج سے گھیرا *

راجپوتوں نے اپنی معمولی دلاوری کے علاوہ فند و فطرت سے یہاں کام لیا یعنی درگا داس اون کے سردار نے بادشاہ سے یہہ اجازت حاصل کی کہ هم لوگ اپنے جورو بچوں کو کسی قدر محافظوں کی حفاظت میں کرکے اپنے ملک کو روانہ کریں چنانچہ اوس کی رانی اور اوس کے بچوں کو بھیس بدلاکر محافظوں کی حفاظت میں روانہ کیا اور اون کی جگھہ اوسی سن و سال کے دو لڑکے اور ایک لونڈی قایم کی اور یہہ تدبیر اس سبب سے راس آئی کہ اونکی عورتیں پردہ نشین تھیں اور وهاں مردوں کا دخل و تصرف نتھا باوصف ان دور اندیشیوں کے بہت عرصہ نگذرا تھا کہ اورنگ زیب کو شبہہ پیدا هوا اور رانی اور اُسکے بچوں کو قلعہ میں داخل کرنے کا حکم جاری کیا مگر اُن کے نکل جانے کی نسبت وهم اُس کا ایسے رفع هوا کہ راجپوتوں نے سینہ زوری دکھائی اور رانی اور اُسکے بچوں کی سپردگی سے صاف انکار کیا اور کھلم کھلا یہہ بات کہی کہ هم رانی کو نہ دینگے بلکہ جان اپنی دینگے اب بادشاہ اس پر آمادہ هوا کہ اُن کو مغلوب کرے چنانچہ اُس نے اُن کے مقابلہ پر تھوڑی سی فوج بھیجی جسکو راجپوتوں نے مار کر بھگا دیا مگر آخر کو جب بہت سے راجپوت کام آئے تو فرضی رانی اور جعلی بچوں کو گرفتار کیا اور درگا داس وغیرہ رهے سہے لوگ اُس کے منتشر هو گئے بعد اُس کے تھوڑی دور پر

جاکر اکهتے هوئے اور اپنے ملک کي راه سنبهالي راجپوتوں کے مقابله کي طوالت سے راني کو نکل جانیکي فرصت هاتهه آئي چنانچه وه صحیح سلامت جودهپور میں داخل هوئي اور اسکے بڑے بیٹے اجیت سنگهه نے مارواڑ پر ایک مدت تک راج کیا اور حکومت کا مزا اُٹهایا اور عالمگیر کي زندگي تک اُس کا سخت دشمن بنا رها اورنگ زیب ایک مدت تک اس شبهه میں مبتلا رها که وه راجه حقیقت میں جسونت سنگهه کا بیٹا هی یا حقیقي بیٹا اُسکا میري نظربندي میں هی اور اس نظر سے اورنگ زیب اپني معمولي شوخي سے فرضي بچوں کو راجه جسونت سنگهه کي آل و اولاد سمجهتا رها اور اُن کي توقیر و عزت اور خاطرداري کا حکم کیئے گیا اور بعد اُس کے اُن کے استحقاق کے حیله بهانه سے جودهپور پر حمله کیا *

جب که راجپوت راجاؤں نے منجمله اپنے گروهوں کے ایک راجه کے گهرانے پر ایسا زور ظلم دیکها اور جزیه کي ناگواري اُس پر زیاده هوئي تو سارے راجپوت آپسمیں متفق هو گئے مگر راجه رام سنگهه جیپور والا جسکے گهرانے کو بادشاهي خاندان سے رشتے ناتوں اور کئي پشتوں سے معزز عهدوں کي بدولت مضبوط واسطه اور مستحکم علاقه تها اُنسے مستثنی رها اور ایسے اڑے وقت میں بهي بادشاه کي رفاقت نه چهوڑي اور راج سنگهه اودے پور والا جسونت سنگهه کي اولاد کے مقدمه میں جي جان سے شریک هوا اور قبول جزیه سے حسب ضابطه صاف انکار کیا اب که ملک راجپوتوں کا تمام مغربي حصه اورنگ زیب کا مخالف هوا تو اوس نے ماه جنوري سنه ۱۶۷۹ع مطابق ذي‌الحجه سنه ۱۰۸۹ هجري کو فوج اکٹهي کرکے اجمیر کي جانب کو کوچ کیا اور اجمیر پهونچکر فوج کے مختلف ٹکڑے میواڑ کي اوڑت کهسوٹ پر بهیجے اور بڑے حصه کے ذریعه سے میواڑ کے راجه راج سنگهه پر ایسا دباؤ ڈالا که اوسنے اطاعت کي درخواست کي چنانچه عمده شرطیں اوسکو عنایت هوئیں اور جزیه کي

عوض میں تھوڑا سا ٹکڑا اوسکے ملک کا قبول کیا اور کوئي کام اوس کام کے سوا اوسکے ذمہ نہ ڈالا کہ وہ جودھ پور والے کي امداد و اعانت نکرے ‡

بعد اوس عہد و شرایط کے بادشاہ دلي کو واپس آیا اور کچھہ کم آٹھہ مہینے دلي سے باہر رہا اور دارالسلطنت میں پہونچنے هي پایا تھا کہ ناگاہ اوسکو یہہ پرچہ لگا کہ راجہ راج سنگھہ اپني بات پر قایم نہ رہا غالباً آسنے جودھپور والے کو خفیہ مدد پہونچائي ہوگي غرضکہ تھوڑے دنوں گذرنے پر ماہ جولائي سنہ ۱۶۷۹ع مطابق رجب سنہ ۱۰۹۰ هجري میں بادشاہ کو اجمیر کي طرف آنا پڑا اور اس موقع پر ساري زور و قوت اور پوري عقل و ذهانت کو راجپوتوں کے پس پا کرنیکي غرض سے کام میں لایا جو اُس کے مقابل پر متفق ہوئے تھے چنانچہ اوسنے شہزادہ معظم کو دکن سے اور شاهزادہ اعظم کو بنگالہ سے طلب کیا اور پچھلے وقتوں میں نایب السلطنت گجرات کو یہہ حکم بھیجا کہ وہ گجرات کیجانب سے راجپوتوں کے ملک پر حملہ کرے مگر بڑا حملہ خاص بادشاهي فوج کے ذریعہ سے کیا گیا جو شاهزادہ اکبر کي تحت حکومت ہوکر تہور خاں کي امداد و رهنمائي سے سیدهي اودے پور پر روانہ کي گئي تھي جوں هي کہ راجہ راج سنگھہ فوجوں کي چڑهائي سے خوف کھا کر ارولي پہاڑوں میں بھاگا تو اکبر نے اُس کا پیچھا کیا اور فوج کے ایک ٹکڑے کو اُس کے کشادہ ملک کي تاخت تاراج پر پیچھے چھوڑا اب شاهزادہ معظم اوجین میں داخل هوا اور اُس کے نام پر یہہ شقہ جاري کیا گیا کہ شاهزادہ اکبر کي فوج کا طور اختیار کرے اور شاهزادہ اعظم کو یہہ هدایت هوئي کہ جودھپور کے علاقہ کو اور نیز اُس کے پاس پروس کے ضلعوں کو خاک سیاہ کرے اور سبکو یہہ حکم تھا کہ اپني اپني فوجوں کا ایک ایک ٹکڑا اُن رستوں کے لو تیے پر متعین کریں جنکو بھگوڑے راجپوت اپنے پہاڑوں میں لیجا تے هیں اور باقي فوجوں کو شہر و دیہات کے جلانے اور پھل دار درختوں کے کاٹنے اور جورو بچوں کے لونڈي غلام

بنانے میں مصروف کریں تاکہ لڑائی کی ساری مصیبتوں کو بڑی سختی و مشقت سے دشمن اوٹھاویں یہہ خیالات اورنگ زیب کی خوے و خصلت کے نہایت مناسب تھے اور اِن بڑے کڑے حکموں کا صرف یہي باعث نہ تھا کہ اوس کے دل میں درد کي بو باس اور آدمیت کا نام و نشان نہ تھا بلکہ مذهبي تعصبوں اور اوس استحقار کے باعث سے جو اوسکو مقابلہ سے پیدا هوتا تها یہہ بات غالب معلوم هوتي هے کہ اوس کے ایسے مزاج پر جو لوگوں کي برائي بهلائي کا حساب اپني نسبت کیا کرتا تها غیظ و غضب کا دخل اور پاداش و تدارک کا تسلط غالب تها غرض کہ ان سختیوں کا کوئي باعث هووے مگر اون پر یہہ ثمرہ مترتب هوا کہ همیشہ کے لیئے مغلوں کي سلطنت سے راجپوت الگ تهلگ هو گئے اگرچہ بعد اُس کے اوس کے جانشینوں سے آشتي رهي اور گاہ گاہ اپني فوجوں کو بادشاہ کي اِمداد پر بهیجتے رهے اور وفاداري کیئے گئے مگر جبرواکراہ اور نہایت بے اعتمادي سے وہ خدمتگذاري هوتي تهي اور یہہ خدمتگذاري اوس گرمجوشي سے مشابہہ نہ تهي جس کے باعث سے وہ پہلے وقتوںمیں سلطنتوں کي شاخیں بن رهے تهے *

راجپوتوں نے اس لڑائي کے سارے زمانہ میں پچیس هزار سوار میدان میں قایم رکھے جس میں جودھپور کے راتھور اکثر داخل تھے اور پہاڑوں والي فوج کے پیادوں کي تائید سے اون سواروں کي بدولت بڑا نقصان اپنے دشمنوں کو پهونچایا چنانچہ وہ رسدوں کي باربرداریاں کاٹکر لیجاتے تهے اور بادشاهي فوج کے مختلف ٹکڑوں پر حملہ کرتے تهے اور عمدہ مقاموں کي حفظ و حراست پر لڑتے مرتے تهے اور کبهي کبهي چهاپوں اور شبخونوں کے ذریعہ سے بڑے بڑے فائدے اوٹهاتے تهے مگر درگاداس جو راجپوتوں کے مشورت والوں میں بڑا درجہ رکهتاتها اپنے ملک کي نجات و آزادي کے لیئے زور و قوت کے بهروسے نرها بلکہ اوس نے شاهزادہ معظم سے خط کتابت جاري کرنے اور اوس کو بادشاہ سے توڑنے میں بڑي کوشش برتي

اور یهه بات اوس کو لکهي که اگر تو همارا طرف دار هوجاویگا تو هم تیري تخت نشیني کي اعانت کریں گی معلوم هوتا هے که شاهزاده معظم بهي کچهه تهوڑے دنوں ان جهوٹي ترغیبوں کا فریفته رها جو هوشیار و بالغ هو چکا تها اور تخت سلطنت کي نسبت دوسرے درجه کي وراثت رکهتا تها مگر جب که اُس نے راجپوتوں کي بات نه ماني تو شاهزاده اکبر نے خوشي سے قبول کیا جو سب سے چهوٹا بیٹا اور تیئیس برس کا گبرو تها اور لڑکپن میں پسندیده وارث سمجها جاتا † تها شاهزاده اکبر نے درگاداس کي تجویزوں کو ایک لخت اختیار کیا اور شاهزاده معظم نے بادشاه کو آگاهي دي مگر باوصف اُس کے اورنگ زیب اکبر سے وابسته رها اور اُسکي صغیر سني کے باعث سے کوئي اندیشه نه کیا اور معظم سے اندیشه ناک اور رنجیده هوا اور اُس کي خیر خواهي کو بغض و عداوت پر محمول کیا بلکه اِس سے زیاده برا سمجها اور اکبر کي بد خواهي سے محفوظ رهنے کے لیئے کوئي بري بهلي تدبیر اُس نے نه سوچي یهانتک که یهه خبر پهونچي که درگاداس اکبر کي فوج کے متصل پڑا هے اور اکبر نے بادشاهي کا خطاب اختیار کیا اور تهورخاں بڑا وزیر اُسکا بنا اور مجاهد خاں دوسرا سردار ایک بڑے عهده پر ممتاز هوا اور کسي خاص سردار کے نهونے سے تمام فوج اونهیں حاکموں کے زیر حکومت رهي جنکے زیر حکومت چلي آتي تهي اور اورنگ زیب کي یهه صورت تهي که ساري فوج کو ادهر اودهر روانه کیا تها اور ایک هزار آدمیوں کي بهیڑ بهاڑ بهي اوسکے پاس اجمیر میں باقي نه رهي تهي که ناگاه اوسنے یهه سنا که اکبر پورے پورے کوچوں کے ذریعه سے اوسکے مقابله کوچلا آتا هی چنانچه فی الفور اوسنے معظم کو اوسقدر فوج سمیت طلب کیا جسقدر اوس سے مهیا هو سکے مگر جو فوج اوسنے اکهٹي کي وه زنهار اس قابل نتهي که شهزاده اکبر کا مقابله کرے جو ستر هزار آدمیوں کا مالک تها اورنگ زیب پر مایوسي کي حالت طاري هوئي اور زیاده

---

† برنیر صاحب کي تاریخ جلد ایک صفحه ۱۹۳

خرابی کا یہہ باعث ہوا کہ اوسنے اون برانے شک شبہوں کو اوچھالا جو شہزادہ معظم کی نسبت اوسکے جی میں بیٹھے تھے چنانچہ اوسنے یہہ حکم دیا کہ ہماری توپیں فوج معظم کے رخ پر لگائی جاویں مگر اِس پریشانی میں اوسان اوسکے خطا نہوئے تھے اور عقل سلیم اوسکی قایم تھی غرضکہ اوسنے یہہ سوچا کہ اکبر کی فوج کا بڑا حصہ بدخواہوں کے سکھانے پڑھانے سے یکایک بغاوت پر آمادہ ہوا اور کوئی قلبی عداوت درمیان نتھی کہ اوسکی ضرورت سے باغی طاغی ہوتا چنانچہ یہہ بات سوچ سمجھکر مجاہد خاں کے بھائی کو جو ایک لایق فایق افسر تھا تھوڑے سواروں سمیت اس غرض سے بھیجا کہ حتی الامکان اپنے دشمن کے متصل جاکر بڑہے اور اپنے بھائی سے خط کتابت جاری کرے مجاہد خاں جو جان و دل سے اکبر کا شریک و شامل نہوا تھا سب سے پہلے بھائی سے آ ملا اور بعد اوسکے اور سرداروں نے بھی اوسکی طرز اختیار کی اور اکبر کی ساری فوج کا حال اس طرح دریافت ہوا کہ اگلے دن تہور خاں بڑا وزیر اکبر کا فوج کا اگلا ٹکڑا لیکر اس قصد پر آگے کو بڑھا کہ گویا وہ لڑنے جاتا ہی اورنگ زیب کی فوج میں شریک ہو گیا *

یہہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ جب تہور خاں بادشاہی فوج میں داخل ہوا تو اوسکی نسبت یہہ شک شبہہ کہ وہ دغا کے ارادہ پر آیا حقیقی تھا یا کسی بہانہ سے کیا گیا مگر دغا کا ارادہ قرین قیاس نہیں خیر حقیقت کچھہ ہی ہو مگر یہہ افواہ اوڑ گئی کہ وہ بادشاہ کے مارنے کو آیا ہی اور جب کہ ہتھیار اوس سے مانگے گئے اور وہ مقابلہ سے پیش آیا تو زور و زبردستی برتی گئی اور بادشاہی خیمہ کے متصل پاش پاش کیا گیا حاصل یہہ کہ جب تہورخاں اور ہر پایہ کے بہت سے لوگ اکبر کو چھوڑ کر چلے گئے تو راجپوتوں پر بڑی ہیبت چھا گئی اور یہہ سوچ سمجھکر کہ اب سارے مسلمانوں سے صرف ہم ہی ہم کو مقابلہ کرنا پڑیگا اپنی سلامتی کی یہہ تدبیر سوچی کہ اپنے اپنے گھر کر چلدیئے اور درگا داس

اکبر کي خدمت میں تین ہزار سواروں سمیت اسغرض سے جما رہا کہ
اسکي حفظ و حراست میں اُسکي مراجعت پر کوشش کرے اور اب یہہ نوبت
پہونچي کہ کوئي مسلمان اکبر کے پاس نرہا اور اوسکو راجپوتوں سے
غایت توقع یہہ ہوسکتي تھي کہ وہ اونکي محنتوں مصیبتوں میں شریک
و شامل رھے اور وہ لوگ اُس سے کنارہ کشي نکریں اِس لیئے اکبر نے
مرھٹہونکا دامن پکڑنا چاھا چنانچہ گجرات کے پہاڑوں میں گھسکر
اپنے تعاقب کرنیوالوں سے جان بچائي اور یکم ماہ جون سنہ ۱۶۸۱ع کو
کنکان کیطرف راھي ھوا اور صحیح سلامت پہونچا اور درگا داس اب بھي
پانسو سواروں سمیت اوسکي رفاقت میں موجود تھا † *

شاھزادہ اکبر کي بغاوت سے پہلے جو لڑائي کا نقشہ تھا وھي نقشہ
میواڑ اور جودھپور سے قایم رھا اور زور شور اوسکا کچھہ کم نہ ھوا چنانچہ
بادشاھي فوج والے تاخت تاراج برابر کرتے رھے اور راجپوت اُس تاخت
تاراج کا انتقام مالوہ سے لیتے رھے اور آخر کار اپنے ظالم دشمنوں کي خوی
وخصلت کو کام نا کام اختیار کرکے مسجدوں کو توڑا اور قرآنوں کو جلایا اور
اور ملا لوگوں کو طرح طرح سے ستایا اور اس قسم کي لڑائي سے بڑا
نقصان اودے پور والے کو پہونچا جسکي زرخیز قلمرو مغلوں کي قلمرو
کے نہایت متصل واقع تھي اور مغلوں کي فوج اُسمیں متصرف تھي
مگر جودھپور کا ملک اِس بھاري نقصان سے محفوظ رھا جو دور دراز اوجڑ
بنجر بڑا تھا اور خود اورنگ زیب کو ایسي لڑائي کے اختتام کي
خواھش ھوئي جسکے باعث سے اور بڑے کاموں میں دست انداز نہوسکا
چنانچہ اپني تدبیر وحکمت سے اودے پور کے راجہ کو آشتي کي
درخواست پر آمادہ کیا اور جب کہ درخواست اُسکي طرف سے گذري تو
في الفور اُسپر توجہہ فرمائي چنانچہ جزیہ سے اغماض برتا گیا اور ملک کے

† چٹھیات مرقومہ مقام بمبئي جو اورم صاحب کے پرچوں کے صفحہ ۲۶۷ میں
مندرج ھیں

جس ٹکڑے کو جزيہ کے معاوضہ ميں ليا تھا اکبر کي اہانت کے جرمانہ ميں رکھا گيا باقي کل شرطيں راجہ کے حق ميں بہت مفيد تھيں جسکي عزت کا لحاظ اِس وعدہ سے کيا گيا اور عہد نامہ لکھا گيا کہ جب اجيت سنگھ جوان ہو جاويگا تو اُس کا ملک اُس کو † ديا جاويگا حاصل يہہ کہ اورنگ زيب اِس عہدنامہ کے ذريعہ سے اپنے لاؤ لشکر کو بلا کسي ذلت و خرابي کے دکن کي جانب متوجہہ کرسکا جہاں اُسکي موجودگي کي ايسي قوي ضرورت تھي کہ وہ آيندہ ٹل نہ سکتي تھي مگر اِس عہد و پيمان سے اصلي چين چنداں بحال نہوا اس ليئے کہ مغرب کے راجپوت اب بھي کھٹ پٹ رکھتے تھے اور تھوڑي مدت گذرنے پر اودے پور کے راجہ سے پھر لڑائي شروع ہوئي يہاں تک کہ سارے راجستان کي رياستيں باستثناے جيپور اور مشرقي جانب کي چھوٹي چھوٹي رياستوں کے اورنگ زيب کي آخر سلطنت تک علانيہ بدخواہ رہيں اگرچہ اُن مخالف رياستوں کي دارالحکومتيں مغلوں کے ہاتھوں ميں رہيں اور راجپوت اپنے باہمي نزاعوں کے باعث سے بڑي بڑي فتوحات کے فائدے نہ اُٹھا سکے مگر باوصف اُس کے اپنے ملکوں ميں بادشاهي فوج والوں کو نہايت تنگ کيا اور گجرات مالوہ وغيرہ صوبوں کو بہت سا لوٹا کھسوٹا ‡ *

---

† اورم صاحب کے پوتے صفحہ ١٠٦ ٹاڈصاحب کي تاريخ راجستان جلد ايک صفحہ ٣٥١

‡ ٹاڈ صاحب کي تاريخ راجستان جلد دو صفحہ ٦٩ کرنيل ٹاڈ صاحب نے اس عہد نامہ کے بعد کا جو حال لکھا هے تصريح اُسکي عہد مذکور کے مسلمانوں کے اخبارات سے هوتي هے جيسا هونا اپنے تحفہ ميں ٹاڈ صاحب نے بيان کيا هے بلاشبہہ بيان اُنکا راجپوتوں کے تيج کہانيوں سے بالکل مشابہہ نہيں چنانچہ اُنھوں نے صاف ايک واقعہ کو دوسرے واقعہ سے مناسب بيان کيا اور هميشہ ايسي تاريخوں کا حوالہ ديا جو اُن واقعات کي تاريخوں سے مطابق هيں جنکو اور مورخوں نے بيان کيا * ؛

تیسوا باب

سنه ۱۶۸۱ سے سنه ۱۶۹۸ع تک کے بیان میں

اورنگ زیب اُن ذریعوں کو جو اُسکے تحت و تصرف میں موجود تھے دکن کے تصفیه پر جهاں بڑي بڑي تبدیلیاں اُس زمانه میں واقع هوئي تهیں جب که اورنگ زیب اور طرف مصروف و آماده تها لگائے گیا اور راجپوتوں کي لڑائي بهڑائي اُس کي مانع مزاحم نهوئي بیان اُس کا یهه هی که جب سنه ۱۶۷۲ع میں فوج اُس کي افغانوں کے مقابله پر روانه کي گئي تو دکن کے سپه سالار خان جهاں نے آپ کو ایسا کمزور پایا که مرهٹوں سے بڑي سرگرمي سے لڑ نه سکا بلکه حال اُسکا ایسا تها که اگر مرهٹوں کا سردار اُس کے صوبه پر دهاوا کرتا تو وه اُس کو بچا بهي نه سکتا اسي اثناء میں بیجا پور کا بادشاه مر گیا اور اُن فسادوں کي بدولت جو بعد اُس کے واقع هوئے سیواجي کے جي میں بڑي اُمنگیں آئیں اور وه اُمنگیں اُن اُمنگوں کي نسبت زیاده تهیں جو مغلوں کے ممالک پر اُسکے جي میں آتي تهیں اس موقع پر بیجا پور کي مملکت کے حصوں میں سے جس حصه پر سیوا جي ملتفت هوا وه سمندر کي جانب کا حصه گهاٹوں والا اور اُس کے پاس کے گهاٹوں کا پهاڑي ضلع تها چنانچه سنه ۱۶۷۳ع اور سنه ۱۶۷۴ع دو برسوں کے اندر اندر بهت سي لڑائیوں اور محاصروں کے بعد اُسنے کنکان کے سارے جنوبي حصه پر قبضه کیا مگر وه مقام اُسکے دخل و تصرف سے مستثنی رهے جو حبشیوں اور انگریزوں اور پرتگالیوں کے قبض و تصرف میں تھے اور گهاٹوں کے اُس بالائي حصه پر قابض هوا جو دریاے کشنا کے بالائي حصه سے زیاده مشرق کي جانب کو پهیلا هوا هی اگرچه سیواجي کو ایک عرصه سے بادشاهي کے حقوق مرافق حاصل تھے مگر اب اُسنے اُن بڑے بڑے کاموں کے لحاظ سے جو اُس کے هاتهه سے نکلنے والے تهے یهي مناسب سمجها که اُن کا برتاؤ اپنے پهلے زمانه کي نسبت بڑي شان و شوکت سے کرنا چاهیئے چنانچه

اُس نے دوبارہ رائے گڈھ میں مغلوں کی تخت نشینی کے تکلفات برتے اور راج گدی پر بیٹھا اور بادشاہوں کی مانند تل میں بیٹھہ کر سونے چاندی کا تلادان کیا اور اپنے متوسلوں پر اچھی اچھی چیزیں تقسیم کیں اور بڑے بڑے افسروں کے خطاب فارسی سے شانسکرت میں بدلے اور جب کہ اُس نے مسلمان بادشاہوں کی شان و شوکت اختیار کی تو اپنے مذہب کی باتوں پر بہت مائنت ہوا اور کھانے پینے اور علاوہ اُس کے تمام چیزوں میں جو هندو دهرم اور حفظ نسب سے علاقہ رکھتی تھیں بڑی احتیاط برتی † *

جبکہ سیواجی کو اپنی فتوحات میں بڑا عرصہ لگا تو اسکے باعث سے اُسکی راج گدی کے تھوڑے دنوں بعد اُسکے ملک مقبوضہ پر مغلوں کو دھاوا کرنے کا حوصلہ بڑھا مگر اس داؤ گھات کا افسوس اُن کو کرنا پڑا یعنی سیوا جی خود بوا نہ ہوا اور اپنی فوج کے کئی ٹکڑے بادشاہی قلمرو میں روانہ کیئے چنانچہ اُن ٹکڑوں نے دو قلعہ فتح کیئے اور بادشاہی قلمروکو خاندیس اور برار کے وسط تک لوٹا کھسوٹا بلکہ گجرات میں بروچ تک گھس بیٹھہ گئے اور اِسی مقام سے اول مرتبہ نربدہ پار اُترے یہہ دھاوے سنہ ۱۶۷۵ میں واقع ہوئے اور جو کہ سیواجی کو یہہ اُمید تھی کہ اب مغل دوبارہ چھیڑ چھاڑ اُس سے نہ کریں گے تو اُس کو ایک اِرادے کے پورے کرنے کی فرصت هاتھہ آئی جو ایک مدت سے اُس کے دل میں کھٹک رہا تھا اور وہ اِرادہ یہہ تھا کہ اپنے باپ کی جاگیر پر قبضہ کرے اور اپنے باپ کی فتوحات کو جنوب هندوستان میں وسعت بخشے رہا

† اکزنڈن صاحب جو بمبئی کے یوروپ والے کار خانہ داروں کی طرف سے سیواجی کے پاس ایلچی بنکر گئے تھے سیوا جی کے راج تلک ہونے اور راج گدی پر بیٹھنے کیوقت موجود تھے اور اُنھوں نے اُس کے راج تلک کو اُس سے زیادہ شان شوکت والا بتایا هے جو ابتداے زمانہ کے مرهٹوں سے متوقع هوسکتا تھا چھٹی جون سنہ ۱۶۷۴ کو راج تلک اُس کا ہوا تھا

جاگیر ابتک اُس کے چھوٹی بھائی ونکاجي کے قبض و تصرف میں تھي جووالي بیجا پور کي نام کي اطاعت سے قابض چلاآتا تھا یعني بجاے خود مستقل تھا اور صرف نام کو مطیع تھا اب سیوا جي کو یہہ اِختیار حاصل هوا کہ جاگیر مذکور کا وراثتاً دعوی کرے یا بطور دشمن آس کو فتح کرے اور اِلتفات آس کا خصوص آس جاگیر پر اِس وجہہ سے مایل هوا کہ ایک برهمن رگھناتہہ نراین نامي جو ساهجي کي طرف سے انتظام اُس جاگیر کا کرتا تھا اور بعد اُس کے ونکاجي کا وزیر رها کسي بات پر ونکاجي سے لڑ جھگڑ کے سیوا جي سے آکر ملا اور یہہ شخص اپني معلومات اور وهاں کے تعلقات کے باعث سے سیواجي کے بڑے مطلب کا تھا مگر چونکہ سیواجي ایسي دور و دراز مہم پر بدون اِس کے بے خوف و خطر روانہ نہوسکتا تھا کہ کسي خیرخواہ کو اپنے پیچھے چھوڑ جاوے یعني جو ملک آس کے پیچھے رهے وہ کسي بدخواہ کا نہ هووے تو آس نے آس بغض و عداوت سے جو گولکنڈہ کے بادشاہ کو بیجا پور کي ریاست سے تھي اور اُن خوفوں سے جو گولکنڈہ کي ریاست کو مغلوں کي جانب سے سوجھتے تھے آپ کو یہہ فایدہ پہونچایا کہ گولکنڈہ والی سے مغلوں اور بیجاپور والوں کے مقابلہ میں رفاقت پیدا کي جو خود آس کے اور گولکنڈہ والوں کے عام دشمن تھے اور جبکہ بات اُس کي پکي هوگئي تو سنہ ۱۶۷۶ ع کے اخیر میں تیس هزارسوار اور چالیس هزار پیادے ساتھہ اپنے لیکر گولکنڈہ کي جانب کو روانہ هوا اورگولکنڈہ میں تھوڑے دنوں تک اِس غرض سے توقف کیا کہ اپني رفاقت کا صاف صاف تصفیہ کرے چنانچہ باهم یہہ قرار پایا کہ اگر سیواجي اپنے باپ کي فتوحات سے آگے بڑھے تو اُس میں بادشاہ کو حصہ دے اور بادشاہ اُس کے بدلی میں کسیقدر روپیہ اور توپ خانہ عنایت کرے باقي فوج اپني بیجاپور اور مغلوں کي روک ٹوک کو پاس اپنے قایم رکھے غرض کہ بطور مذکور آس نے اپنا پیچھا مضبوط و مستحکم کیا اور ماہ مارچ سنہ ۱۶۷۷ کو مقام کرنول سے کشنا پار آترا اور کداپا سے

گذر کر ماه مئی سنه الیه کو مندراس کے پاس هوتا هوا جنجي کے سامنے موجود هوا جو اُس کی قلمرو سے چهه سو میل کے فاصله پر واقع تها اور حقیقت اُس کي یهه هے که یهه پهاڑي قلعه بیجا پور کي قلمرو میں نهایت مضبوط و مستحکم تها مگر اِس زمانه سے پہلے اُس قلعه کے حاکم نے سیوا جي سے کچهه عهد و پیمان کیا تها جس کي رو رعایت سے بالمقابله سیوا جي کے اُس کو حواله کیا اب که سیوا جي کي فوج کا وه پهاڑي حصه آیا جس کو پیچهے چهوڑ کر آیا تها تو اُس نے اُس قلعه پر قبضه کرکے ویلور کا محاصره کیا اور اُس پر بهي فتح پائي سیواجي نے ونکاجي سے ملاقات کي اور اُس کو بہت کچهه سمجهایا که باپ کے ترکه سے حصه دینا چاهیئے مگر جبکه اُس نے اُس کا کہنا نه مانا تو اُسکے ارني کے قلعه اور علاوه اُس کے اور مختلف قلعوں کو فتح کیا اور زور زبردستي سے باپ کي تمام جاگیر واقع میسور پر متصرف هوا سیواجي اُدهر مصروف تها که اُس کو یهه خبر لگي که مغلوں اور بیجاپور والوں نے گولکنده پر دهاوا کیا غرض که خبر کے لگتے هي اپنے سوتیلے بهائي سنتاجي کو ممالک مقبوضه پر چهوڑا جو اُس سے پہلے یہاں آکر ملا تها اور آپ شمال کي جانب متوجهه هوا جوں هي که سیواجي دور نکل گیا تو ونکاجي نے میدان خالي پاکر دوباره قبضه کا اراده کیا چنانچه اختتام اُس قصه کا ایسے هوا که موروثي جاگیر پر ونکاجي متصرف رهے اور نصف محاصل سیواجي کو دیا رہے باقي وه مقام جو بیجاپور کي قلمرو سے هاتهه آئے سیواجي کے دخل و تصرف میں رهیں مگر سیواجي کے پہونچنے سے پہلے والي گولکنده مغلوں سے تصفیه کرچکا تها چنانچه سیواجي بلاري اور ادوني قلعوں کو فتح کرتا هوا رائے گڈه کو روانه هوا اور اٹهاره مهینے اِدهر اُدهر رهکر سنه ۱۶۷۸ ع کے وسط کے قریب قریب رائے گڈه میں پہونچا *

مغلوں کي تدبیر مملکت میں کسي تبدیل و تغیر کے واقع ہونے سے گولکنده کي ریاست پر دهاوا کیا گیا بیان اُس کا یہہ هے کہ جب خاں جہاں دکن کي نیابت سے منتقل هوا تو دلیر خاں اُس کي جگہہ قایم کیا گیا جو عالم گیر کے سرداروں میں سے شاید نہایت عمده سردار و لایق فایق افسر تھا اگرچہ فوج اُس سردار کي بجاے خود اب بھي تھوڑي تھي مگر اوس کي فوج کا بڑا حصہ ویسے هي سورما پٹھانوں سے مرکب تھا جیسیکہ وه خود آپ تھا اور اس کي فوج کا نقصان اوس کي ذاتي دلیري دلاوري سے پورا هوا تھا بیجاپور کا بادشاه اب بھي خورد سال تھا اور اوس کے وزیروں محافظوں میں بڑے بڑے انقلاب واقع هوئی تھی منجملہ اون کے ایک وزیر سے دلیرخاں نے موافقت بہم پہونچائي اور اوس کي اعانت سے گولکنده پر دهاوا کیا مگر تھوڑے دن گذرے تھی کہ یہہ وزیر جو دلیر خاں کا لڑائي میں ساتھي تھا موت اپني مرگیا اور دلیر خاں نے مسعود نامي حبشي کے استحقاق وزارت کي تائید و اعانت پر کمر باندھي اور اس وجہہ سے بیجا پور کے صلاح و مشوروں میں بڑا غلبہ بہم پہونچایا مگر اورنگ زیب اُن فائدوں سے راضي نہ هوا اور شاهزاده معظم کو نیابت سلطنت عنایت فرماکر دکن کو بایں غرض روانہ فرمایا کہ بیجا پور والوں سے ملک و مال کا مطالبہ زیاده کرے اور اُس مطالبہ کي تعمیل کو دلیر خاں بحیثیت سپہ سالاري کے آماده هووے چنانچہ اس حکم کي تعمیل میں بیجاپور والوں سے دوباره لڑائي شروع هوئي اور خود بیجاپور کا محاصرا کیا گیا اور جب کہ بیجاپور والی مایوس هوئی تو اُس کے وزیر نائب السلطنت نے سیواجي سے امداد چاهي جس نے آپ کو فوج محاصره کے مقابلہ میں قوي نہ پاکر مغلوں کے ممالک مقبوضہ پر دهاوا کیا اور معمولي سختي سے زیاده سختي برتي یعني بہت سالوٹا کھسوٹا یہانتک کہ ایک بار اِن شور فسادوں سے لوٹا هوا بلکہ تعاقب کے مارے بھاگا آتا تھا کہ وه هلاک هي هوا هوتا مگر تھوڑے عرصہ بعد ایسے زور

و قوت سے پہر نمایاں ہوا کہ ویسا کبھی نمایاں نہوا تھا چنانچہ مغلوں کے بہت سے قلعے خالی کرالیئے مگر دلیر خاں اب بہی بیجاپور کے محاصرے پر قایم تھا اور جبکہ بیجاپور والے نہایت تنگ ہوئے تو وہاں کے نایب السلطنت نے سیوا جی کی بہت منت سماجت کی اور بقول اُسکے کہ ــــ بلبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم * پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد ــــ یہہ کہلا بہیجا کہ ہماری امداد اس سے پہلے چاہیئے کہ بعد اوسکے وہ کام نہ آوے سیواجی اونکی درخواست پر روانہ ہو چکا تہا کہ ناگاہ اوسکو یہہ پرچہ ملا کہ سنبہاجی بیٹا اوس کا مغلوں سے پیوستہ ہو گیا یہہ کبرو جوان جسمیں باپ کی لیاقتوں میں سے دلاوری کے سوا ے کوئی لیاقت پائی نہیں جاتی تہی یہاں تک عیاش ہو گیا تہا کہ اوس نے ایک برہمنی سے برے کام کا ارادہ کیا تہا جو کسی برہمن کی جورو تہی اور سیوا جی نے بپاداش اُسکے اوسکو قلعہ میں مقید رکہا تہا اب وہ قید خانہ سے نکل بہاگا اور دلیر خاں سے پیوستہ ہوگیا جو بکمال سرور اُس سے باہیں کہول کر ملا اور اُسکو اپنی پناہ میں اس غرض سے لیا کہ وہ مرہٹوں کو توڑ جوڑ کر باپ کا مد مقابل ہوگا اور ترازو کے پلوں کی طرح پورا پورا مقابلہ کریگا غرض کہ اس خبر سے سیوا جی کو پریشانی حاصل ہوئی مگر یہہ پریشانی چند روزہ تہی اس لیئے کہ اورنگ زیب نے دلیر خاں کی تجویز کو نا پسند کیا اور یہہ حکم صادر فرمایا کہ سنبہاجی کو قید کر کے ہمارے خاص لشکر میں روانہ کرے مگر دلیر خاں نے اپنے نام و ننگ اور اپنی ذمہ داری کو بٹہ نہ لگایا کہ اُسکی گرفتاری سے اغماض برتا اور اُس کو باپ کے پاس جانے دیا اسی عرصہ میں بیجاپور والوں کی طرف سے محاصرہ کا مقابلہ ایسا طول طویل ہو گیا جو توقع سے خارج تہا اور جونہی کہ سیوا جی نے پریشانی سے نجات پائی تو اُس نے بیجاپور کے بچانے میں ہمت لگائی اور بڑی کوششیں برتیں چنانچہ دلیر خاں رسدوں کی بندی سے محاصرہ کے

اُٹھانے پر مجبور ھوا اور بیجا پور کي سرکار سے رفاقت کے بدلے میں وہ ضلع سیواجي نے پایا جو تمبدرہ اور کشنا کے درمیان میں واقع ھی اور والي بیجا پور کو جو حق حقوق اُس کے باپ ساھجي کي جاگیر پر حاصل تھے وہ سیواجي کو دیئے گئے حقوق مذکورہ کے حاصل ھونے سے سیواجي کو ونکاجي اپنے بھائي کي نسبت قبض و تصرف کا منصب زیادہ حاصل ھوا اور پہلي کامیابي کي حیثیت سے بہي اختیار اُس کو حاصل تھا ونکاجي نے انقلاب مذکورہ بالا سے رشک و حسد کے مارے جوگ سادھنے کا ارادہ کیا مگر سیوا جي کے تمام عزم ایک بیماري کے لاحق ھونے سے فسخ ھو گئے جسکے صدمہ سے پانچویں اپریل سنہ ۱۶۸۰ع کو ترپین برس کي عمر کو پہونچکر مر گیا *

اگرچہ یہہ سیوا جي ایک بڑے سردار کا بیٹا تھا مگر اُسنے ابتداے شعور سے ایسي بسر کرني شروع کي تھي جیسیکہ لٹیرے پنڈاروںکا دلاور متفني افسر بسر کرتا ھی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بڑا ھنر مند سپہ سالار اور ایک لایق فایق منتظم بن بیٹھا اور ایسي بڑي بات اپني یادگار چھوڑ گیا کہ آج تک وہ بات کسي اُس کے ھموطن نے حاصل نہ کي بلکہ اُس کے لگ بھگ بھي نہ پہونچا یہہ مانا کہ اُس پاس کے ملکوں کي خرابي تباھي کے باعث سے ایسے خالي میدان اُس کو ھاتھہ آئے تھے جنکے ذریعہ سے اوس سے کمتر لیاقت کا سردار بھي فائدے اُٹھا سکتا مگر جسطرح کہ اُسنے اورنگ زیب کي غلط فہمیوں اور کوتہ اندیشیوں سے اپنے دین و ملت کا جوش دلاکر اپني قوم مرھٹوں میں قوم کي حمیت پیدا کرائي اور آپ کو فائدہ پہونچایا اُسي طرح فائدے اوٹھانے کے لیئے اوسي سردار کي سي عقل و دانائي درکار تھي اور اُنھیں خیالوں کے باعث سے جو اوسکي بدولت مرھٹوں کے دلوں میں پیدا ھوئے تھے اوسکي حکومت اوس زمانہ کے بعد بھي قایم رھي جب کہ وہ ناتوانوں کے ھاتھوں میں آ گئي اور باوجود اکثر خانگي نزاعوں اور دروني خرابیوں کے جبتک قایم رھي کہ

اُسنے هندوستان کے بڑے حصہ پر رعب داب اپنا قایم کیا اگرچہ ایسي لوٹ مار کي لڑائي سے جیسیکہ شیواجي نے جاري رکھي تھي بہت سي تباهي لوگوں پر حقیقت میں پڑي مگر خاص اوسکے دشمن گواهي دیتے هیں کہ وہ اس قسم کي لڑائي کي خرابي برائیوں کے کم و کوتاہ کرنے میں عمدہ عمدہ قانون قاعدوں کے ذریعہ سے جنکي تعمیل ایک سختي درشتي سے کرائي جاتي تھي جي جان سے همیشہ مایل و راغب رها اور پچھلے وقتوں میں بیہودہ خیالوں اور فاسد عقیدوں کي ضرورت سے ریاضت اوسکي بہت سخت اور شاق هو گئي تھي مگر معلوم هوتا هی کہ اوسکي شاق محنت اور اعتقاد فاسد کے باعث سے لیاقت و استعداد اوسکي تیرہ و تاریک اور مزاج اوسکا ترش و ناکارہ نہ هوا تھا *

سنبهاجي کي حکومت کا بیان

جب کہ سنبها جي دلیر خاں سے الگ هوکر آیا تو پنالہ کے قلعہ میں دوبارہ مقید کیا گیا اور باپ کے مرنے تک مقید رها غرضکہ سنبهاجي کي گرفتاري اور نیز اوس بیقراري کے چند کلموں کے باعث سے جو سیواجي کي زبان پر سنبهاجي کے آیندہ چال چلن کي نسبت بے ساختہ آئے تھے لوگوں کو یہہ حیلہ هاتھہ آیا کہ سیواجي نے اپنے دہ سالہ دوسرے بیٹے راجہ رام کو جانشین اپنا ٹھہرایا چنانچہ راجا رام کي ماں کے ساز و باز سے سارے لوگوں نے اِس بات کو یقیني سمجھا اور برهمن وزیروں نے سنبها جي کے زور و ظلم سے هراساں اور راجا رام کي راجائي پر مدت کي صغر سني سے شادان هوکر اوسي بات کو سچا تصور کیا اور سنبها جي کي درشتي قید کے حکم جاري کیئے اور سیوا جي کے مرنے کو وهاں تک چھپانے کا ارادہ کیا کہ راجا رام اپنے باپ کي گدي پر بیٹھے *

سنبها جي نے عین قید کي حالت میں کسي حکمت سے باپ کے مرنے پر اطلاع پائي اور اپنے محافظوں سے اپني تخت نشیني کا حال بیان کیا چنانچہ اُنہوں نے فی الفور اُس کي حکومت کو تسلیم کیا مگر

وہ ایسا خایف تھا کہ پہلے اُس کو قلعہ سے باہر نکلنے کی جرأت نہوئی
مگر لوگوں کی رائیں اُس کے استحقاق کی بابت معقول تھیں چنانچہ
برھمن وزیر آپس میں لڑے جھگڑے اور جو فوج اُس قلعہ کے محاصرے
کو آئی جس میں سنبا جی مقید تھا طرف دار اُس کی بنائی گئی
حاصل یہہ کہ ماہ جون سنہ ١٦٨٠ کو سنبا جی راے گڈہ میں داخل
ہوا اور اُس کی راجائی بلا حجت تسلیم کی گئی اب تک اُس نے
چال چلن میں یہہ ہوشیاری برتی کہ اُس کے برتاؤ سے وہ تعصب بہت
رفع دفع ہوگئے تھے جو لوگوں کو اُس کی نسبت حاصل تھے مگر جبکہ
وہ باپ کی گدی پر اچھی طرح بیٹھہ چکا تو زور ظلم اور بیرحمیاں ناخدا
ترسیاں اُس سے صادر ہوئیں اور لوگوں کا گمان نیک اُس کی طرف سے
زایل ہوگیا چنانچہ اُسنے سیواجی کی رانی یعنی راجارام کی ماں کو ایسی
بڑی اذیت سے قتل کرایا کہ سسک سسک کر جان اُس کی نکلی اور
اُس کے بیٹے راجارام کو مقید کیا اور اُن برھمن وزیروں کو جو اُس کی
مخالفت پر سرگرم و آمادہ تھے جیلخانہ دکھایا اور باقی دشمنوں کو جو
برھمنوں کا تقدس نرکھتے تھے گردن مارا اور غیر ملکی کار باروں میں بھی
جو تدبیر اُس نے برتی وہ نفسانی خواہشوں اور حیوانی عادتوں سے
مغلوب تھی چنانچہ پہلے پہل یہہ برتاؤ اُسنے برتا کہ جنجیرہ کے حبشیوں
سے لڑنا بھڑنا شروع کیا اور اُن پر دھاوے کرنے لگا جنکی سیواجی سے
ہمیشہ ان بن رھتی تھی اور سیواجی نے اُن کے مطیع و محکوم کرنیکے لیئے
بڑی بڑی محنتیں کبھی اُتھائی تھیں اور اس لیئے کہ یہہ لوگ
سنباجی کی دارالریاست کے قریب رھتے سھتے تھے تو اُن سے لڑنے بھڑنے
میں ایک اصلی غرض اور ذاتی شوق تھا اور اُسنے اپنے خیالوں کو ایک
دراز عرصہ تک اُنھیں لوگوں کے مطیع و تابع کرنیمیں ایسا محدود رکھا
کہ گویا اُن کے سوا کوئی قوم اُس کے مخالف نہیں یہاں تک کہ جب
شاہزادہ اکبر ماہ جون سنہ ١٦٨١ ع کو اُس کی فوج میں داخل ہوا

تو أسي لڑائي میں مصروف رہا اور کسي مہم کا ارادہ نکیا ہاں تعظیم و تکریم أسکي بہت سي کي اور أس کو هندوستان کا بادشاہ تسلیم کیا مگر اورنگ زیب کے مقابلہ میں أس کے استحقاق باطل کي کوئي تائید ایسي نه کي جس سے أس کے استحقاق و دعوے کوفائدہ پہونچے اکبر کے آنے سے راجارام کے خفیہ خیر خواہوں نے اسباب کو ممکن تصور کیا که شاید وہ راجارام کو باپ کي گدي کا جایز بناوے اور أسي کو منظور کرے مگر یہہ بات أن کي جلد کہل گئي اور وہ بڑے بڑے سردار جو اس سازش میں شریک و شامل تھے ہاتہیوں کے پاؤں میں ڈالی گئے منجمله أن کے سیواجي کا وہ برهمن وزیر بهي تها جسنے سیواجي کي بڑي بڑي خدمتیں کي تهیں اور جیساکه وہ خدمات شایسته کي جهت سے سنگین سزاؤں سے محفوظ تها ویسا هي برهمن هونیکي وجهه سے مامون و مصئون تها مگر خلاف أس کے عمل میں آیا *

اِن قتلوں کے باعث سے تمام لوگ سنباجي کي حکومت سے ناراض هوئی اور یہہ ناراضي اور ایسي صورتوں کے باعث سے بهي ترقي پکڑ گئي چنانچه أسنے باپ کے وزیروں سے غفلت برتي یا ظلم أن پر کیا اور ریاست کے سارے کام ایک برهمن کلوشا نامي کو تفویض کیئے جو هندوستان خاص سے آیا تها اور أسنے سنباجي کے التفات و توجهه کو أسکي برائیوں کے ترقي دینے اور دلیر کرنے اور اپنے ظاهري کمالوں اور دلپذیر طوروں کے جتانے سے حاصل کیا تها *

کلوشا کي صلاح و مشورہ پرنہایت شوق ذوق سے سنه ۱۶۸۲ کو جنجیرہ کے مقابله میں لڑائي کے کام کاج کي پیروي کي چنانچه أسنے اس غرض سے که وہ جزیرہ هندوستان کے براعظم سے شامل هوجاوے سمندر کے أس ٹکڑے کو مٹي سے بهر وانا چاها جو درمیان میں حایل تها اور بعد أس کے کشتیوں کے ذریعه سے دهاوا کیا مگر یہه جد و جهد أسکي ضایع گئي اور جبکه وہ محاصرے کے أٹهانے پر مجبور هوا تو زنجو

و ملال اُسکا اسوجهه سے اور بهي زیادہ هوا که حبشیوں نے جزیرہ سے
نکلکر اُس کے گانوں گرانوں کو لوٹنا شروع کیا اور بعد اُس کے تهوڑے
دنوں گذرنے پر وہ بڑا نقصان اُنهوں نے پهونچایا جسکا صدمه خاص
اُس کے دل کو پهونچا یعني اُس کے جهازوں کے بیڑہ نے عین
سمندر میں شکست اُن سے کهائي سنباجي ان نقصانوں کے پهونچنے
سے بهبوکا هوا اور اُن یورپ والوں کے ذمه جو سمندر کے کنارے
پر بستے تهے یهه تهمت لگائي که اُنهوں نے حبشیوں کي اعانت
کرکے یهه نقصان اُن کے هاتهوں سے پهونچوائی غرض که پرتگال والوں
سے بذاتہ خود لڑائي شروع کي جن سے سیواجي بهي لڑتا بهڑتا
رهتا تها اور علیٰهذاالقیاس انگریزوں سے بهي عداوت پیدا کي جن سے
اب تک برابر دوستي چلي آتي تهي ان خفیف قصے قضایوں میں
مغلوں کے دهاووں سے خلل پڑا جن سے اورنگ زیب کي آمد آمد کے آثار
نمایاں هوئی اور جب که سنباجي حبشیوں کے مقابله میں مصروف
تها تو اُس زمانه میں بهي اُس کے سردار دکن میں معطل نه بیٹهے تهے
مگر فوج کے انتظام و قاعدوں میں سستي واقع هوئي تهي چنانچه وہ
بدانتظامي اور خرابیوں سمیت دم بدم زیادہ بڑهتي گئي جو راجه کي
ناکارہ عادتوں سے پیدا هوئي تهي اس لیئے که وہ تمام وقت اپنا عیاشي
اور کاهلي میں صرف کرتا تها یهاں تک که جس مال فراواں و دولت
بے پایاں کو سیواجي نے چهوڑا تها وہ بهت جلد اُسنے ضایع کیا اگرچه
کلوشا اُسکے وزیر نے محصول کے بڑهانے سے لوگونکو بهت بدگمان اور زیادہ
ناراض کیا مگر خرچ حکومت کے لیئے وہ محاصل کافي نهوتا تها اور
جبکه فوج کي تنخواهیں باقیات میں پڑنے لگیں تو فوج اُن غنیمتوں سے
کام اپنا چلانے لگي جو مهموں سے حاصل هوتي تهیں اور انتظام اُسکا ایسا
بگڑ گیا که سیواجي کے عهد حکومت میں جیسي وہ فوج باقاعدے تهي
ویسے هي اب حریص اور خونخوار اور غارتگر هوگئي اور یهي حال اُسکا
اب تک برابر چلا آتاهے *

عالمگیر اس زمانہ میں اودے پور والی سے عہد نامہ کرچکا تھا بعد اُس کے اُس نے فوج کا ایک ٹکڑا جودھپور کے قصبات و دیہات کی تباہی پر چھوڑا اور سنہ ۱۶۸۳ کو ساری فوج اپنی قلمرو کی ہمراہ لیکر دکن کو روانہ ہو *

اگر اورنگ زیب سنباجی کے دبانے کی غرض سے بیجا پور اور گولکنڈہ کے بادشاہوں کی رفاقت پیدا کرتا اور دکن کے امن چین کے قایم رکھنے کی نظر سے وہ عمدہ ذریعہ عمل میں لاتا تو یہہ تدبیر اُس کی نہایت معقول ہوتی اور بغایت راس آتی مگر شاید اُسنے یہہ سمجھا بوجھا کہ مرہٹوں کی نسبت وہ دونوں بادشاہ اُسکی زیادہ بد خواہ اور مخالف ہیں اور وہ جی جان سے شریک اُسکے ہونگے اور جب تک یہہ دونو ریاستیں قایم رہینگی تب تک سنبا جی کی پناہ کا ٹھکانا قایم رہیگا اور یہہ بات بھی قرین قیاس ہی کہ اورنگ زیب کا مقدم مطلب یہہ تھا کہ پہلے یہہ دونو ریاستیں فتح ہوجاویں اور جبکہ یہہ بڑے کام انجام کو پہونچینگی تو سنباجی کا محکوم ہونا لازمی نتیجہ اُن کا ہوگا چنانچہ اُن بادشاہوں کے باہم جنگ و جدال اور مرہٹوں سے اُنکی ناچاقی بدمزگی دیکھہ دیکھہ کر خوشیکے مارے پھولا نسماتا تھا اور اُن کے خانگی نزاعوں کے بھڑکانے میں زور و ہمت لگاتا تھا اور ایسی آلتی سمجھی تھی کہ جس قدر شور و فساد اور خرابی پریشانی دکن میں زیادہ ہوگی اُسی قدر مجھکو فایدہ ہوگا *

سنہ ۱۶۸۳ ع میں پہلے پہلے برہانپورکی جانب روانہ ہوا اور اورنگ آباد کی مانند جہاں بعد اُس کے قیام پذیر ہوا تھا ایک مدت تک وہاں مقیم رہا اور اِس عرصہ میں ملکی مالی بندوبست کیئے گیا اور اپنے دیوانہ پن سے جزیہ کے وصول کرنے میں بڑی تاکید اور کمال اِصرار اُس نے برتا جس کے وصول سے اُس کے سیدھے سادھے افسر بھی نظر بمصلحت خاموش بیٹھے تھے ہنوز اُس نے برہانپور سے کوچ نکیا تھا

کہ شاہزادہ اعظم کو بہت سي فوج دےکر اُن پہاڑي قلعوں کي فتح و کشایش پر روانہ کیا جو ایسی مقاموں میں واقع تھے جہاں کوہ چاندور کا سلسلہ گھاٹوں سے ملتا ھے اور شاہزادہ معظم کو فوج مذکور سے بہت زیادہ فوج دیگر سنہ ۱۶۸۴ ع میں اِس غرض سے روانہ فرمایا کہ کنکان پر دھاوا کرکے ممالک سنباجي کے جنوب اور بیجا پور کي سرحد میں گھس بیٹھہ جاوے اور جیسا کہ اِس بات کا سمجھنا دشوار و مشکل ھے کہ افواج مذکورہ کو ایسي طرح مصروف کرنے سے کیا مقصود آس کا تھا ویسا ھي یہہ معلوم کرنا بھي سہل و آسان نہیں کہ اُن طریقوں کے برتاؤ میں جو اُس نے پسند کیئی تھے لڑائي کے اصول و قاعدے کیا تھے سالیر کے مضبوط و مستحکم قلعہ کو آس کے حاکم نے شاہزادہ اعظم کو آن سازشوں کے واقع ہونے سے حوالہ کیا جو پہلے سے ھوگئي تھیں اور غالب یہہ ھے کہ ایسي خفیف سازش کے دھوکہ سے ایک فوج اپني بادشاہ نے شاہزادہ ممدوح کي زیر حکومت کو کے ایسے مقام کي جانب روانہ کي تھي جو آس کي باقي فوج سے ملا ھوا نہ تھا مگر سواروں † کي بڑي فوج کا پہونچنا کنکان کے پہاڑوں اور ایسے جھاڑ جھنکاڑوں میں جہاں سڑکوں اور گھاس چارے اور میدان کا نام و نشان بھي نتھا ایسي کم فہمي کي دلیل ھی جسکے عذر اور سبب کا بیان کسي طرح متصور نہیں ھوتا شاہزادہ معظم کنکان کے سارے طول میں بے کھٹکے گذرگیا اور کوئي مانع مزاحم آس کا نہوا مگر گویا کے متصل پہونچنے تک گھوڑے اور بیل اور اونٹ اُس کے ضایع ھوگئے اور لوگ اُس کے کھانے پینے کي کمي کوتاھي کے صدمہ اُٹھانے لگے اور یہہ تکلیف اس سبب سے بہت زیادہ ھوئي کہ سنباجي نے گھاٹوں کے رستے بند کیئے تھے اور جو سامان اُن کي مدد رسائي کو سمندر کي راہ سے آتے تھے آسکے جنگي جہازوں نے اُن کو لوٹ کھسوٹ برابر کیا تھا اور جب کہ شاہزادہ معظم گھاٹوں سے ایدھر کے ملک میں اپني رھي

† اورم صاحب لکھتے ھیں کہ وہ سوار چالیس ھزار تھے

سبھي فوج سميت جو گھوڑوں کے نہونے سے پيادہ پا چلتي تھي داخل ہوا تو اُسنے آپ کو بڑا نصيبي والا تصور کيا مگر ابھي آب و ہوا کي برائي اور غير معمولي غذا کا نقصان اُس کے پيچھے لگا رہا اور مقام والوہ ميں جو مرچ کے متصل درياے کشنا کے کنارے پر واقع ہی اور برسات کے نکل جانے کي غرض سے وہاں اُسنے چھاوني ڈالي تھي وبائي بخار اُسکي فوج ميں پھيلا اور بہت سے لوگ اُسکے مرگئے اور جب کہ برسات کا موسم گذر گيا تو معظم کو يہہ ہدايت کي گئي کہ جنوب مغرب کي جانب سے بيجاپور کے ملک ميں ايسي داخل ہووے کہ شاہزادہ اعظم کي فوج سے آملے جو پہاڑي قلعونکي ناکامي کے بعد بيجاپور کے دھاوے کي غرض سے بڑي بھاري فوج سميت اوس جانب کو روانہ کيا گيا تھا اور اوسي زمانہ ميں يعني سنہ ۱۶۸۵ ع ميں خود بادشاہ احمدنگر کي جانب روانہ ہوا اور کسيقدر فوج اورنگ آباد ميں خان جہاں کے زيرحکم اس غرض سے باقي چھوڑي کہ ضرورت کے وقت موجود رہے بادشاہي فوجونکے روانہ ہونے سے سنباجي کو اوس حملہ کے انتقام کا موقع ہاتھہ آيا جو اوسکے ممالک مقبوضہ پر مغلوں کي دوڑ دھوپ اور سعي اور کوشش سے واقع ہوا تھا چنانچہ اوسنے کنکان کے شمال ميں بادشاہي فوجوں کے دائيں بازو پر تھوڑي تھوڑي فوج اپني اکھٹي کي اور اوس فوج سے بڑي تيزي تندي سے پيچھے پہنچکے کوچ کرکے برھانپور سے بڑے شہر کو لوٹا کھسوٹا اور پھر کنکان کو لوٹ کر چلي گئي اور جو ملک اوسکے رستہ ميں پڑے اور وہ اون پر گذري تو اون کو جلا پھونک کر خاک سياہ کيا اور ايسي چالاکي اور پوشيدگي سے آنا جانا ہوا کہ جب خان جہان نے ايسي راہ پر کوچ کيا جہاں اونکے روکنے ٹوکنے اور پکڑنے جکڑنے کي توقع تھي تو آپ کو اون کي راہ بازگشت سے بہت دور اور الگ تھلگ پايا *

اسي زمانہ ميں شاہزادہ اعظم نے شولاپور کو فتح کيا تھا اور بيجاپور

کو اگی بڑھا جاتا تھا مگر جو فوج اُس کے مقابلہ کو بیجاپور والوں نے روانہ کي تھي وہ ایسي بھاري تھي کہ وہ اُس کا مقابلہ نہ کرسکا اور دریاے بیمہ سے پیچھی لوٹنے پر مجبور ہوا اور شاہزادہ معظم ایسا کمزور ہوگیا تھا کہ کسي جانب کو کوچ نہ کرسکتا تھا اور تازي کمک کا منتظر بیٹھا تھا چنانچہ جب اِمداد اُس کو پہونچي تو اُس کي حفظ و حراست میں ٹوٹي پھوٹي فوج سمیت احمدنگر میں داخل ہوا *

مذکورہ بالا ناکامیوں کے بعد اورنگ زیب آپ بذات خود شولاپور کو روانہ ہوا اور شاہزادہ اعظم کو پہلي فوج کے علاوہ اور فوج دیکر اگی کو روانہ کیا اگرچہ شولا پور اور شاہزادہ ممدوح کي فوج میں تھوڑاسا فاصلہ حایل تھا مگر باوصف اِس قرب مسافت کے بیجاپور کي فوج نے اُن کي رسد کو بند کیا یہاں تک کہ اگر غازي الدین † غلہ کي ایک باربرداري کو اپني تدبیر و حکمت سے شاہزادہ کي فوج تک نہ پہونچاتا تو فوج اُس کي بھوکوں کے مارے لوٹ پیٹ کر مرجاتي *

غرض کہ کہ شاہزادہ ممدوح کي کار گذاري کا اثر دشمن کے تلہور بہت تھوڑا ہوا یہاں تک کہ سنہ ۱۶۸۶ ع میں خود بادشاہ ھي بیجاپور کے محاصرہ پر متوجہہ ہوا *

جب کہ بیجاپور کي لڑائي کي نوبت یہانتک پہونچي تو مرہٹوں نے بادشاهي لوگوں کو جنوب کي جانب سراپا مایل پاکر اُن کي پشت کے ملکوں میں دست اندازي شروع کي چنانچہ بروچ کے شہر کو خوب سا لوٹا اور گجرات اور اُس کے قریب کے ضلع کو تباہ کرتے ہوئی اپنے مقاموں کو واپس چلے آئی مگر یہہ بات اچھي طرح واضح نہیں ہوتي کہ سنبا جي نے یہہ مہم اپنے عزم و اِرادہ سے کي تھي یا دکن کے بادشاہوں نے اُس کو برانگیختہ کیا تھا اس لیئی کہ اُس زمانہ میں آپس میں اور گولکنڈہ کے بادشاہوں میں رفاقت قایم تھي اور یہہ عہد آپس میں ٹھہرا تھا

† یہہ غازي الدین حیدرآباد کے نواب حال کا مورث اعلی تھا ۱۲

که جب کوئي غنیم آکر ستاوے تو ایک دوسرے کي اعانت کرے اور جب که یهه رفاقت اورنگ زیب پر کهل گئي تو اُس نے سنبا جي سے بےپروائي برتي اور اِسي امر کو عداوت کي وجهه ٹهراکر گولکنده کے اِراده پر فوج اپني روانه کي مگر جو فوج اُس نے اس مهم پر بهیجي تهي وه اُس کے لیئی کافي وافي نه تهي اِس لیئی که بڑي بڑي فوجوں کے حاکموں سے بغاوت کا شک شبهه اُس کو رهتا تها تهوڑے عرصه گذرنے پر پهلي فوج کي تائید و اعانت کي نظر سے بهت سي فوج کو شاهزاده معظم کي تحت حکومت کرکے اُسکے پیچهے روانه کیا جو پهلي پچهلي دونوں مذکوره بالا فوجوں کا حاکم هوا تها مگر گولکنده کي سلطنت کا حال ایسا خراب و ابتر تها جیسا که بیجاپور کي ریاست کا تها اِس لیئی که ابوالحسن تانا شاه گولکنده کا حاکم عیاش اور کاهل تو ضرور تها مگر لوگوں میں معزز اور ممتاز بهي تها اور اُس کي حکومت کا انتظام اور ملک و معاملے کا اهتمام ایک برهمن مدنا پنته نامي کي سعي و همت سے بخوبي هوتا تها جسپر اعتماد و بهروسا کرنے سے اُس نے بڑي دانائي برتي تهي مگر اس برهمن کي مدار المهامي مسلمانوں اور منجمله اُن کے خصوص ابراهیم خاں کو سخت ناگوار تهي جو ساري فوج کا سپه سالار تها اِس لیئی که اگر کوئي اور انتظام واقع هوتا تو وزارت اُسي کو هوتي غرض که اُس ناگواري پر یهه نتیجه مترتب هوا که جب شاهزاده معظم پاس آگیا تو ابراهیم خاں ایک بڑا حصه فوج کا همراه اپنے لیکر شاهزاده ممدوح کي خدمت میں پهونچا اور اِسي قسم کے شور و فساد میں جو خاص حیدرآباد میں برپا هوا تها مدنا پنته مارا گیا اور تانا شاه اپنے پهاڑي قلعه میں پناه گزیر هوا اور حیدرآباد اُس کا دارالسلطنت تین دن تک لٹتا رها اور غنیم کے تصرف میں آیا شاهزاده نے فوج کي لوٹ مار کي روک تهام میں جو خلاف قاعدے واقع هوئي تهي نهایت کوشش برتي اور بادشاه اُس سے نهایت ناراض هوا اور ناراضي کي یهه وجهه نه تهي که معظم نے آدمیت یا مصلحت برتي

بلکه اُس کو یهه شبهه گذرا که معظم نے اپني بلند نظریوں کي غرض سے بهت سي غنیمت کو تغلب کرکے وه خزانه اپنے تحت و تصرف میں رکها جو سرکار میں جمع هوتا جیسا که خود اورنگ زیب نے ایک ایسے موقع پر باپ کے زمانه میں کیا تها غرض که گولکنده کے بادشاه کو اتنا دبایا که اُس نے بهاري رقم کے اداکر نے پر آشتي کي بعد اُس کے بیجاپور کا اِراده هوا اور فوج اُس جانب کو روانه کي گئي *

معلوم هوتا هی که بیجاپور کي فوج اِس زمانه میں باقي نرهي تهي اِس لیئی که بیجاپور کي روني کا محیط چهه میل کا تها اور عالمگیر اُس کو چاروں طرف سے محصور کر سکا اور محاصره کے علاوه فوج کے ایک حصه کو باقاعدے حمله اور شگاف کرنے میں لگاسکا یهه پورا محاصره ایسي خوبي سے قایم رها که جب شگاف گهس پیٹهه کے قابل هوگیا تو شهر کے رهنے والی کهانے پینی کي کمي کوتاهي سے بڑي دقت میں پڑے اور محصور سپاهي اگرچه گنتي میں تهوڑے تهی مگر پٹهن ولي کي ضرورت سے یهه مناسب سمجها گیا که اُن کو مفید شرطیں عنایت کیجاویں اورنگ زیب ایک هاکے پهلکے تخت پر بیٹهه کر شگاف کي راه سے شهر میں داخل هوا اور صغیرسن بادشاه کو گرفتار کیا اور بیجا پورسي دارالحکومت کو تباه کرکے چهوڑا چنانچه آجتک وه شهر اُسي حالت میں مبتلا هے یهه واقع پندرهویں اکتوبر سنه ۱۶۸۶ ع میں واقع هوا † *

---

† بیجاپور کي شهرپناه سنگین اور تراشیده پتهروں سے بني هوئي اور نهایت بلند هی اورآجتک ثابت هے اور جو سرکاري عمارتیں اُسکے اندر واقع هیں اُنکے مینار اور گنبد شهرپناه سےاسقدر اوبهرے هوئے هیں اور دور سے دکهائي دیتے هیں که دیکهنے والوں کو یهه معلوم هوتا هے که وه شهر آباد اور سرسبز هی مگر جبکه اندر جاکر دیکهتے هیں تو بستي کو سنسان اور مکانوں کو کهنڈر پاتے هیں گهري خندق اور دوهرے دوهرے پشتوں سے جو شهرپناه کي حفظ و حراست کي نظر سے بنائے گئے اور قلعه کے عمده مکانوں کے کهنڈروں اور ٹوٹي دیواروں کے ڈهیروں سے دربار بیجاپور کي پهلي شان و شوکت ثابت هوتي هی اُسکي عالیشان عمارتوں میں سے جامع مسجد بڑي عالیشان عمارت هی اور ابراهیم عادلشاه کا مقبره جو پهلے مذکور هوچکا اپني خوش قطعي اور پاکیزگي تعمیر سے

جوں ہی کہ بیجاپور کی فتح سے فراغت حاصل ہوئی تو اورنگ‌زیب نے گولکنڈہ کے بادشاہ سے آشتی کے توڑنے اور اُسکے پورا پورا تباہ کرنے کا ارادہ کیا اور جن تدبیروں کے ذریعہ سے یہہ کام اُس نے حاصل کیا وہ ایسی ہی خفیف و ذلیل و ناکارہ تہیں جیسا کہ یہہ کام اُسکا شرافت کے خلاف اور دیانت کے منافی تہا تفصیل اُسکی یہہ ہی کہ اُس نے اپنی فوج اُس کے ملک کی قلمرو میں اس حیلہ سے پہونچائی کہ حج کے ارادہ پر جاتا ہوں اور اس حیلہ سے بہت سا روپیہ نقد اور بہاری بہاری رقمیں نذر و پیشکش کی رو سے حاصل کیں اور اُسکی ہمدردی اور اُس کے مہر و محبت کے حاصل کرنے پر بڑی خواہش ظاہر کی مگر اسی عرصہ میں گولکنڈہ کے وزیروں سے ساز باز اپنا کر رہا تہا اور اُسکی فوج کو خراب و عیاش بنا رہا تہا یہانتک کہ جسب کام اُسکا پختہ ہوگیا تو اُس نے ایک اشتہار اس مضمون سے جاری کیا کہ گولکنڈہ کا بادشاہ کافروں کا حامی ہی بعد اس کے بہت جلد اُس کے قلعہ کا محاصرہ کیا معلوم ہوتا ہی کہ ابوالحسن نے اسوقت سے اپنے زنانہ پن کو اوٹھا رکھا تہا اس لیئے کہ اگرچہ فوج اُسکی اُسکو چھوڑکر بہاگ گئی تہی مگر دلاوری دلاور کی بدولت سات مہینے تک گولکنڈہ کو غنیموں کے ہاتھوں سے بچائے رکھا یہاں تک کہ اسی کے لوگوں نے ساتھہ اُس کے دغا کی اور اُسکو دشمن کے حوالہ کیا بعد اُس کے جو آفت اُسپر نازل ہوئی اُسکو ایسی صبر و متانت سے اُسنے اوٹھایا جسکی

اطراف و اکناف میں مشہور و معروف ہی مگر حقیقت یہہ ہی کہ اس ساری فضا میں محمد عادلشاہ کا مقبرہ ایسی عجیب عمارت ہی جسکا گنبد ایسا بلند اور چوڑا چکلا ہی کہ جدھر سے دیکہیں وہی نظر پڑتا ہی اگرچہ اُس مقبرہ میں تکلف و آرایش کی کوئی بات پائی نہیں جاتی مگر اُسکے قد و قامت کی مہیب اور بڑی طولانی اور نہایت بڑی سادگی سے ایسی شکل حالت بنتی ہی کہ اُس ویرانی اور شکستہ حالی سے بغایت مناسبت رکہتی ہی جو اُسکے چاروں طرف چہائی ہوئی دکہائی دیتی ہی (گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحہ ۳۲۰) کہنڈروں کے دیکہنے سے یہہ خیال پیدا ہوتا ہی کہ ایسی تہوڑی سی ریاست ایسی بڑی دارالحکومت کو کسطرح قایم رکھہ سکتی ہوگی

بدولت اُسکي رعایا اور اُسکي آل و اولاد کو یاد اُسکي آجتک عزیز و مکرم هی یهه واقعه ستمبر سنه ۱۶۸۷ع میں واقع هوا *

محاصرے کے زمانه میں شاهزاده معظم اور ابوالحسن تانا شاه کے درمیان میں شاهزاده کي کوتاه بیني اور ناعاقبت اندیشي سے کچهه خط کتابت جاري رهي اورنگـزیب اُس خط کتابت سے آگاه هوا اور وه خفته شک شبهے جو معظم کي نسبت قایم تهے بیدار هوگئے اور اس خط و کتابت کا مطلب یهه تها که وه اپنے باپ اور تانا شاه کے بیچ میں پڑکر آشتي کرادے مگر اورنگـزیب کو اپنے وهم و گمان کے استحکام کے لیئے جو ایک مدت سے معظم کي نسبت برابر چلے آتے تهے ایک بهانه هاتهه آیا اور فی‌الفور اُسکو نظربند کیا جو سات برس تک نرم گرم قید میں مقید رها معلوم هوتا هی که شاهزاده ممدوح سے کبهي کوئي ایسي حرکت صادر نهوئي هوگي جس سے عالمگیر اُسکي طرفسے مشتبهه اور اندیشه‌ناک هووے اس لیئے که سب لوگوں نے اُس کو عقیل و هوشیار اور حلیم سلیم بیان کیا هی چنانچه برنیر صاحب لکهتے هیں که کوئي غلام بهي زیاده اُس سے مطیع و محکوم نهیں هوسکتا اور جیسا که بحسب ظاهر بلند نظري اور الوالعزمي سے وه خالي معلوم هوتا تها ویسا کوئي معلوم نهیں هوتا مگر صاحب موصوف نے یهه کنایه لکها هی که جو که خود عالمگیرکا چال چلن بهي اپني جواني میں ایسا هي تها تو شاید یهي خیال اورنگـزیب کو اُس کي نسبت گذرا هوگا † *

عالمگیر نے اپنے ارادوں کو بلندي کي غایت پر پهونچایا مگر ایسی بیج اُسنے بوئے تهے که اُسکی بڑےکڑوے پهل خاص اُسکو اور بعد اوس کے اوسکي آل و اولاد کو پهونچنی والی تهے اس لیئے که وه ساري حکومتیں جو دکن میں قایم تهیں اور اونکي بدولت کسیقدر امن چین اوس جگهه قایم تها یکقلم اب نیست و نابود هوگئیں اور خاص و عام کي معیشت

† برنیر صاحب کي تاریخ جلد ۱ صفحه ۱۲۰

جوں هي که بیجاپور کي فتح سے فراغت حاصل هوئي تو اورنگ‌زیب نے گولکنڈہ کے بادشاہ سے آشتي کے توڑنے اور اُسکے پورا پورا تباہ کرنے کا ارادہ کیا اور جن تدبیروں کے ذریعہ سے یہہ کام اُس نے حاصل کیا وہ ایسي هي خفیف و ذلیل و ناکارہ تهیں جیسا که یہہ کام اُسکا شرافت کے خلاف اور دیانت کے منافي تها تفصیل اُسکي یہہ هی که اُس نے اپني فوج اُس کے ملک کي قلمرو میں اس حیله سے پہونچائي که حج کے ارادہ پر جاتا هوں اور اسی حیله سے بہت سا روپیه نقد اور بهاري بهاري رقمیں نذر و پیشکش کي رو سے حاصل کیں اور اُسکي همدردي اور اُس کے مہر و محبت کے حاصل کرنے پر بڑي خواهش ظاهر کي مگر اسي عرصه میں گولکنڈہ کے وزیروں سے ساز باز اپنا کر رها تها اور اُسکي فوج کو خراب و عیاش بنا رها تها یہانتک که جب کام اُسکا پخته هوگیا تو اُس نے ایک اشتهار اس مضمون سے جاري کیا که گولکنڈہ کا بادشاہ کافروں کا حامي هی بعد اس کے بہت جلد اُس کے قلعه کا محاصرا کیا معلوم هوتا هی که ابوالحسن نے اسوقت سے اپنے زنانه پن کو اونها رکها تها اس لیئے که اگرچه فوج اُسکي اُسکو چهوڑکر بهاگ گئي تهي مگر دلاوري دلاور کي بدولت سات مهینے تک گولکنڈہ کو غنیموں کے هاتهوں سے بچائے رکها یہاں تک که اسي کے لوگوں نے ساتهه اُس کے دغا کي اور اُسکو دشمن کے حواله کیا بعد اُس کے جو آفت اُسپر نازل هوئي اُسکو ایسي صبر و متانت سے اُسنے اوٹهایا جسکي

اطراف و اکناف میں مشهور و معروف هی مگر حقیقت یہہ هی که اس ساري فضا میں محمد عادلشاہ کا مقبرہ ایسي عجیب عمارت هی جسکا گنبد ایسا بلند اور چوڑا چکلا هی که جدهر سے دیکهیں وهیں نظر پڑتا هی اگرچه اُس مقبرہ میں تکلف و آرایش کي کوئي بات پائي نهیں جاتي مگر اُسکے قد و قامت کي مہیب اور بڑي طولاني اور نهایت بڑي سادگي سے ایسي شکلیں حالت پیدا هوتي هی که اُس ویراني اور شکسته حالي سے بغایت مناسبت رکهتي هی جو اُسکے چاروں طرف چهائي هوئي دکهائي دیتي هی (گرینٹ‌ڈف صاحب جلد ایک صفحه ۳۲۰) کهنڈروں کے دیکهنے سے یہه خیال پیدا هوتا هی که ایسي چهوٹي سي ریاست ایسي بڑي دارالحکومت کو کسطرح قایم رکهه سکتي هوگي

بدولت اُسکي رعايا اور اُسکي آل و اولاد کو ياد اُسکي اُجتک عزيز و مکرم هی يهه واقعه ستمبر سنه ۱۶۸۷ع ميں واقع هوا ॥

مصاصرت کے زمانه ميں شاهزاده معظم اور ابوالحسن تانا شاه کے درميان ميں شاهزاده کي کوتاه بيني اور ناعاقبت انديشي سے کچهه خط کتابت جاري رهي اورنگزيب اُس خط کتابت سے آگاه هوا اور وه خفته شکوک شبهے جو معظم کي نسبت قايم تهے بيدار هوگئے اور اس خط و کتابت کا مطلب يهه تها که وه اپنے باپ اور تانا شاه کے بيچ ميں پڑکر آشتي کرادے مگر اورنگزيب کو اپنے وهم و گمان کے استحکام کے ليئے جو ايک مدت سے معظم کي نسبت برابر چلے آتے تهے ايک بهانه هاتهه آيا اور في الفور اُسکو نظربند کيا جو سات برس تک نرم گرم قيد ميں مقيد رها معلوم هوتا هی که شاهزاده ممدوح سے کبهي کوئي ايسي حرکت صادر نهوئي هوگي جس سے عالمگير اُسکي طرفسے مشتبهه اور انديشناک هوتے اس ليئے که سب لوگوں نے اُس کو عقيل و هوشيار اور حليم سليم بيان کيا هی چنانچه برنير صاحب لکهتے هيں که کوئي غلام بهي زياده اُس سے مطيع و منقاد نهيں هوسکتا اور جيسا که بحسب ظاهر بلند نظري اور اولوالعزمي سے وه خالي معلوم هوتا تها ويسا کوئي معلوم نهيں هوتا مگر صاحب موصوف نے يهه کنايه لکها هی که جو که خود عالمگير کا چال چلن بهي اپني جواني ميں ايسا هي تها تو شايد يهي خيال اورنگزيب کو اُس کي نسبت گذرا هوگا † ॥

عالمگير نے اپنے ارادوں کو بلندي کي غايت پر پهونچايا مگر ايسي بيج اُسنے بوئے تهے که اُسکی بڑے کڑوے پهل خاص اُسکو اور بعد اوس کے اوسکي آل و اولاد کو پهونچنی والی تهے اس ليئے که وه ساري حکومتيں جو دکن ميں قايم تهيں اور اونکي بدولت کسيقدر امن چين اوس جگهه قايم تها بنظم اب نيست و نابود هوگئيں اور خاص و عام کي معيشت

† برنير صاحب کي تاريخ جلد ۱ صفحه ۱۲۰

کا ڈھچر جو مذکورہ بالا سلطنتوں سے علاقہ رکھتا تھا سارا بگڑ گیا اور پراگندہ
اوازم دکن کے فساد فزاعوں کے اپنے اصول و عناصر ہوگئے اگرچہ پٹھانوں
اور غیر ملکي سپاهیوں نے جو دکن کي تباہ شدہ ریاستوں کے نوکر چاکر
تھے اورنگ‌زیب کي ملازمت اختیار کي ہوگي مگر ان دونوں ریاستوں کي
فوجوں کے باقي لوگ سنباجي کے شریک و شامل ہوئے اور بجاے خود
لوٹنے کھسوٹنے پر مجبور ہوئے اور دور دور کے زمینداروں نے خود مختاري
کا مقام و مرتبہ تکا اور ساري لڑائیوں اور قزاقیوں میں جو اونسی ظہور میں
آئیں ہمیشہ مرہٹوں کي رفاقت اعانت پر آمادہ رہے جنکو دکن کي
بے انتظامیوں کا حقیقي مربي سمجھتے تھے اور مغلوں کي وہ زمیندار رعایا
اپنے مالکوں یعني مغلوں سے ناراض تھي جو زیر طناب اونکي بستي تھي اور
بوجوہ مذکور اور مذهبي مقابلہ کے خیال و تصور سے جو نیا پیدا ہوگیا
تھا اونکي دشمنوں کي امداد و اعانت پر امادہ رهتي تھي غرض کہ برخلاف
اوس چندروزہ اقبال اور دو چار دن کے عروج کے جسکا ظہور گولکنڈہ کي
فتح ہونے پر نمایاں ہوا تھا اورنگ‌زیب اسي واردات یعني فتح گولکنڈہ
سے اون مسلسل آفتوں مصیبتوں کي تاریخ مسلسل قایم کرسکتا تھا جو
گور تک ساتھہ اوس کے رہیں *

اورنگ‌زیب نے حال کي اقبالمندي سے فائدے اوٹھانے میں کچھہ کمي
کرتاهي نکي چنانچہ سنہ ۱۶۸۸ع میں بیجا پور اور گولکنڈہ کي ساري
قلمرو بلکہ اون ریاستوں کي نئي جنوبي فتوحات پر قبض و تصرف کیا اور
ساهجي کي جاگیر واقع میسور کو بهي دبایا اور ونکا جي کے علاقہ کو
تانجور تک محدود رکھا اور اون مرہٹوں کو قلعوں میں محصور ہونے پر
مجبور کیا جو سیواجي کي جانب سے اوسکي حال کي فتوحات پر
قابض متصرف تھے مگر ان سارے ملکوں میں اس سے زیادہ قبض و تصرف
حاصل نہوا جیسا کہ سپاهي لوگوں کو حاصل ہوتا ہے یعني ملکي انتظام
اوسکا وهاں قایم نہوا چنانچہ ضلعوں کے محاصل کا ٹھیکا دیس مکھوں اور

زمينداروں هي كو ديا جاتا تها اور اُن جنگي سرداروں كو جو ضلعوں پر حكومت كرتے تهے محاصل كي تحصيل و جمع ميں سے پچيس روپيه فيصدي خرچه بابت ملتی تهے اور وہ سردار اپني فوج ماتحت كي تنخواہ اوس سے وصول كركے باقي كو روانه سركار كرتے تهے اور اكثر اوقات اس انتظام كي جگهه يهه بهي عمل ميں آتا تها كه معين ضلعوں پر كسي ميعاد معين تك سرداروں كي تنخواہ اور وظيفوں كے ادا كرنے كے لئے جاگيريں مقرر كي جاتي تهيں *

ان بڑے واقعوں ميں سنبا جي اپنے كام كاج ميں سست اور كاهل رها جسكا باعث مرهٹوں كے مورخوں نے يهه بيان كيا كه كلوشا وزير نے سحر و نيرنگ كے زور سے اوسكو غلام اپنا بنايا تها مگر اصلي باعث اوسكا وہ بدن كي كاهلي اور عقل كا فساد تها جو مدت كي ميخواري اور عياشي سے ناشي هوا تها *

شہزادہ اكبر نے سنبا جي كے طور طريقوں سے نفرت كهائي اور ايسے سست رفيق سے اميد كو توڑكر اوسكي درباداري كو چهوڑا اور سيدها ايران كو روانه هوا جہاں وہ سنه ١٧٠٦ع تك زندہ رها سنبا جي كے خاص خاص سرداروں نے باوصف اپنے اقا كي كاهلي سستي اور ناكردہكاري كے بادشاهي لوگوں كے مقابله پر جد و جهد اوٹهائي اور اپني وفاداري پوري پوري پر جمی رهے مگر باوجود اونكي سعي و كوشش كے مرهٹوں كے كشادہ ملكوں پر بادشاهي ملازم تهوڑا تهوڑا قبض و دخل اپنا كرتے جاتے تهے اور خود بادشاہ اون كے قلعوں پر پوري چڑهائي كي طياري ميں مصروف تها كه اسي اثنا ميں ناگاہ اوس كے ايك افسر كي چابكي چالاكي سے بڑا حريف اوس كا گرفتار هوا يعني سنبا جي تهوڑے همراهيوں سميت ايك عمدہ باغ واقع سنگاميسور واقع كنكان كي سيروگل گشت ميں مصروف و مشغوف تها كه اوس كے غير محفوظ هونے كي بهنك تقربا خان

کے کانوں میں پڑی † جو بادشاہ کی جانب سے کولا پور کا حاکم تھا اگرچہ کولاپور سنگامیسور سے پچاس ساٹھہ میل کے فاصلہ پر واقع هی مگر گھاٹوں کے سلسلہ کے باعث سے سنگامیسور سے الگ هی اور اسلیئی کہ تقرب‌خاں صرف ایک ضلع کا حاکم تھا تو اوسکی همسائگی سے سنبا جی اور علی هذالقیاس اوس کے پاس پڑوس والوں کو بہت سا اندیشہ نتھا حاصل یہہ کہ یہہ سردار از بسکہ چالاک و چست دلیر و دلاور تھا تھوڑی سی فوج اپنے همراہ لیکر روانہ هوا اور ایسی چال چلا کہ سنگامیسور میں داخل هونے سے پہلے کوئی شک شبہہ اوس کے چلنے نکلنے کی نسبت پیدا نہ هوا سنبا جی اب تک محفوظ رہ سکتا تھا اسلیئی کہ محصور هونے سے پہلے پہلے اسکے ملازموں سے بادشاهی ملازموں کے آنے سے آگاهی اسکو دی تھی مگر سنبا جی نشوں میں چور چور تھا یہانتک کہ کوئی بات اُن کی نسنی اور ایسی آگاهی کی عوض میں پاداش و تدارک سے دھمکایا جسکو طعن تشنیع سے خالی سمجھا غرض کہ تقرب خاں بات کی بات میں وهاں جا پہونچا اور سنبا جی بہت سے همراهیوں سمیت اُس جگہہ سے بھاگا اور کلوشا وزیر اپنے ولی نعمت کے بچانے میں زخمی هوا یہانتک کہ دونوں گرفتار هوئے اور بڑی دھوم دھام سے بادشاهی لشکر میں پہونچائے گئے ‡ *

پہلے اُن کو اونٹوں پر سوار کیا اور بڑے گاجے باجے سے بادشاهی لشکر میں پھر آیا تماشائیوں کے هجوم سے چاروں طرف اُن کی معمور تھیں جو

---

† گرینٹ‌ڈف صاحب ایک رقعہ مندرجہ رقایم کرایم کے دیکھنے سے جو هندوستانی دفتر واقع لندن کے نسخوں کے سلسلہ میں اکثالیسواں نسخہ هی یہہ دریافت هوتا هی کہ سنبا جی کی گرفتاری خود بادشاہ کی تدبیر سے حاصل هوئی اور تعمیل اُسکی اُسکے احکام کی بڑی پابندی سے عمل میں آئی اُسکے خط کے دیکھنے سے تقرب خاں کا یہہ حال دریافت هوتا هی کہ وہ اُسوقت میں پنالہ کے قلعہ کا محاصرہ کررها تھا

‡ یہہ بات غلط مشہور هی کہ کلوشا نے اپنے ولی نعمت کو دغا سے پکڑوا دیا

اپنے بڑے قوي دشمن کے دیکھنے کو اکھٹے ہوگئے تھے بعد اُس کے بادشاہ کے سامنے لائے گئے اور قید خانہ میں مقید کیئے گئے غالباً بادشاہ کا یہہ ارادہ تہا کہ اپنے قیدي کو ایک مدّت تک اس غرض سے صحیح و سلامت رکھے کہ اُسکے ذریعہ سے اُسکے قلعوں پر تصرف حاصل کرے مگر سنبھاجي نے ذلت و رسوائي کو گوارا نکیا اور جینے سے ہاتھہ اوٹھایا چنانچہ جب اسلام کا پیغام اُس کے پاس آیا تو بقول اُس کے کہ " ہرکہ دست از جان بشوید هرچہ در دل دارد بگوید " جواب اُس کا ایسے کڑے لفظوں میں دیا جو بادشاہ کے طعن و تشنیع اور خدا و رسول کي گستاخي پر مشتمل تھے غرض کہ فی‌الفور اُس کے قتل کا حکم صادر ہوا اور غالب یہہ ہی کہ قتل کا منشا خدا و رسول کي گستاخي تھي اس لیئے کہ اُس کے قتل میں ایسي بڑي سختي برتي گئي کہ اورنگ زیب کے معمولي طریقوں کے خلاف تھي چنانچہ گرم سیخچوں سے اُسکي آنکھیں پھوڑي گئیں اور زبان اُسکي گدي سے نکالي گئي اور اگست سنہ ۱۶۸۹ع میں کلوشا سمیت گردن مارا گیا ٭

اگرچہ سنبھاجي کي ذات سے سارے مرہٹے متنفر تھے مگر اُس کي بري قسمت پر غیظ و غضب کے مارے آگ کے پتلے بن گئی اور قومي جوش خروش اور مذہبي زور و شور اس درجہ کو پہونچا کہ کاھے ماھے ایسا نہ پہونچا تھا ٭

اگرچہ مرہٹے مغلوں سے جلتے تھے اور بڑي سخت عداوت مابین اُن کے متحقق تھي مگر مقابلہ کي توقع اور کامیابي کي امید بہت تھوڑي رکھتے تھے اس لیئے کہ بادشاہ کي بڑي بھاري فوج اور نیز اُسکي ذاتي شہرت باعث اُس جاہ و حشمت سے جسنے مغرور و مشتہور اُسکو کیا تھا اور قدیم نامور سب سے سلاطین مغلیہ کے نام سے مرہٹوں کے دلوں میں ایسي ہیبت بیٹھي تھي جو بادشاہ کے نائبوں کي پہلي لڑائیوں میں کبھي پہلے لاحق نہوئي تھي علاوہ اُس کے مرہٹوں کي کمزوري اس سے

اور یہی ظاہر ہوتی تھی کہ بادشاہ نے پونہ میں توقف کرکے رایگدہ کے محاصرہ کو فوج اپنی روانہ کی تھی جہاں مرہٹوں کے بڑے بڑے افسر سنبهاجی کی وفات کے بعد اکٹھے ہوئے تھے اور اُس کے شیر خوار بیٹے ساہو کو راجہ تسلیم کیا تھا اور اُس کے بھائی راجارام اُس شیرخوار کے چچا جان کو نایب ریاست ٹھیرایا تھا *

راجا رام کی نیابت کا بیان

بعد اسکے مرہٹوں نے رایگدہ میں سپاہی محافظ مقرر کیئے اور کھانے پینے کی ذخیرے بھی اور کار و خدمت کے واسطے نایب ریاست کے ہمراہ چلے گئے رایگدہ کا محاصرہ کئی مہینے تک قایم رہا یہانتک کہ ایک ماوالی سردار نے کسی ذاتی عداوت کے مارے جو عام مایوسی سے مخلوط و مختلط تھی رایگدہ کی چڑھائی کا رستہ بادشاہی ملازموں کو بتایا اور اپنے بھائی بندوں سے دغابازی کی † اور سنہ ١٦٩٠ ع میں شیرخوارہ راجہ پکڑا گیا مرہٹوں نے یہہ چاہا کہ بجائے اِس کے کہ سیواجی کا پچھلا قایم مقام یعنی راجارام آفت و مصیبت یعنی جان جوکھوں میں گرفتار ہووے جنجی کے دور دراز قلعہ واقع کرناٹک میں چلا جاوے اور

† کوئی وجہہ وجیہہ اِس کی دریافت نہیں ہوتی کہ کبھی تو یہہ قلعے بارہ بارہ ایک ہی وقت میں برابر فتح ہوجاویں اور کبھی بہت مدد آراستہ فوجوں سے مدت تک لڑاویں مگر منجملہ اُن کے اکثر قلعوں میں مقابلہ کے سپاہی معین نہیں کیئے جاتے تھے اور ذخیرے بھی نہیں بھرے جاتے تھے اُن قلعوں کے سپاہیوں کو ایسی اراضیوں کے محاصل سے تنخواہ ملتی تھی جو عین قلعہ کے نیچے واقع ہوتی ہیں اور اِسی جہت سے قلعہ کے سپاہی مدافعوں کے متوسل ہوجاتے تھے قلعوں کے متعین سپاہیوں کے بڑے بڑے گروہ اکثر اِسی سبب سے یکایک مغلوب ہوجاتے تھے کہ قلعہ کی اِستحکام و مضبوطی پر بھروسا کرکے غافل رہتے تھے اور دوسرا سبب یہہ ہے کہ جب اُن مقاموں پر دشمن غالب آجاتا تھا جن پر غالب آنا ممکن نہ سمجھتے تھے تو وہ دفعتاً مایوس ہوجاتے تھے اگر ایسے قلعہ اچھی حالت میں رکھے جاتے ہیں اور سپاہی اور ذخیرے بطور مناسب چھوڑے جاتے ہیں تو اُن کے فتح کرنے کے واسطے اہل یورپ کی جنگی تدبیریں اور دلاوریاں درکار ہوتی ہیں *

دکن کے قلعوں کو اچھي حفظ و حراست میں رکھاجاوے اور فوج اُسکي علاقہ کے دیہات میں جگہہ جگہہ پھیل کر چلي جاوے اور وقت کي منتظر بیٹھي چنانچہ راجارام اور اُس کے تھوڑے ہمراھیوں نے بھیس اپنا بدلا اور اُن مخالف صوبوں میں گذرے جو راے گڈہ اور جنجي کے درمیان میں واقع تھے جوں ہي کہ وہ جنجي میں داخل ہوا تو اپنے پہونچنے کي منادي پھیري اور اپنے بھتیجے کي گرفتاري کي وجہہ سے راجائي کا خطاب اِختیار کیا اور نصیحوں کي یاوري سے پرلاد نامي ایک برھمن صلاح کار اور خیرخواہ اُس کو ہاتھہ آیا اور اُس میں یہہ لیاقتیں کافي وافي تھیں کہ اور سرداروں وزیروں پر فضل و فوقیت حاصل کرے اور یہہ سمجھہ بوجھہ اُس کي پوري تھي کہ اگر ممکن و متصور بھي ہو تو اِس سے زیادہ سعي و کوشش مناسب نہیں کہ سارے مرہٹوں کے مصروف رکھنے کے لیئے کوئي عام منشا تجویز کرنا چاہیئے جس میں سب اِتفاق سے مصروف ہوویں *

اگر سیواجي سا لایق فایق آدمي جس کي سعي و ہمت اور خدمت خصلت کي بوباس اطراف و اکناف میں جگہہ جگہہ پھیلي تھي پیدا نہوتا تو مرہٹوں کي قوم قایم نہوتي مگر اب کہ سارے مرہٹوں میں ایک طبیعت کا جوش برابر پیدا ہوا یعني سب کي طبیعتیں متفق ہوگئیں تو لوگوں کے اخلاق و عادات اور لڑائي کے طور و طریقوں کي روسے یہہ ضروري ہوا نہ خاص خاص لوگوں کي سعي و محنت کے ذریعہ سے اُس نئي طبیعت سے کام لیاجاوے اور یہہ تدبیر اُن کے حال کے حسابوں نہایت مناسب تھي کہ سردست اپنے غالب دشمن کے سامنے کان نہ ہلاویں اور گھربار ساز و سامان سے کوئي چیز ایسي پاس اپنے نرکھیں کہ دشمن کو ترغیب اُسکي پیدا ہووے اور جب کہ حملہ آوروں کي مانند کام کا موقع پیش آوے تو بیکم و کاست اپني زور و قوت سے حملہ کریں اور پھر لوٹتے پھرتے لوٹتے پڑیں چنانچہ منجملہ اُن کے جن سرداروں کو زمینوں پر

قبض و تصرف حاصل تھا فی الفور اُنہوں نے بحسب ظاہر مغلوں کی ایسی اطاعت قبول کی کہ اُس گرمجوشی اور وفاداری اور قول و قرار سے زیادہ کسی قوم نے اُن کی اطاعت اختیار نکی ہوگی مگر اُن زمینداروں نے باغیوں سے ملنا جلنا قایم رکھا اور اپنے حالی کمینوں کو باغیوں کا شریک و شامل ہونے دیا بلکہ مخفیہ مخفیہ اپنے رشتہ داروں کے زیرحکومت گروہوں کو قایم کرکے اِس غرض سے روانہ کیا کہ لوٹ مار کی مہموں میں باغی مرہٹوں کے مدد و معاون رہیں اور جیسے کہ وہ علانیہ دشمنی کی صورت میں نقصان پہونچاتی اُس سے زیادہ اتفاق اور جاسوسی کے ذریعہ سے پہونچایا اور جب کہ سواہوں نے کوئی قوی حکومت اور معین خزانہ نہ پایا تو ہر شخص نے اپنے اپنے فایدہ کی تدبیریں نکالیں ہمیشہ سے مرہٹوں کو لوٹنا کھسوٹنا یہانتک مرغوب تھا کہ سیواجی کے عہد کی ابتدائی لڑائیوں سے اُس زمانہ تک جب کہ مرہٹوں کے راج ریاست کی ترقی غایت عروج او پہونچی تھی لوٹ مار کی خواہش مرہٹوں کی طبیعت پر غالب رہی اور اِسی لیئے جو لفظ اُن کی زبان میں فتح کے لیئے موضوع ومستعمل ہے اُس کے معنی دشمن کا لوٹنا ہیں اگرچہ عام مقصود کی تحصیل میں بہت جلد اکٹھے ہوجاتے ہیں مگر اِس صورت میں بھی تمام لوگ اِس وجہہ سے مستعد و آمادہ ہوتے ہیں کہ ہر شخص اپنی جداگانہ غنیمت کا خواہاں ہوتا ہے غرض کہ جب اُن کی طبیعت مذکورہ بالا متحرک ہوئی تو اُس کو ایسی راہ پر لگانے میں جسکے ذریعہ سے عمدہ عمدہ قواعد یافتہ فوجوں کی دلیری دلاوری سے زیادہ قوی اور خطرناک ہوجاوں حکومت کی جانب سے تھوڑی سی مداخلت درکار تھی ***

جنجی کے محاصرہ کا بیان

جب کہ بظاہر یہہ دریافت ہوا کہ بلاد دکن سے مرہٹوں کی حکومت معدوم ہوگئی تو اسد خاں کے بیٹے ذوالفقار خاں کو جسنے راے گڈھ

کي فتح سے آپ کو معزز و ممتاز کيا تھا اِس غرض سے روانہ کيا کہ جنجي کو فتح کرکے مرہٹوں کي حکومت کو اخير صدمہ پہونچاوے چنانچہ ذوالفقار خاں دکن ميں پہونچا اور پہونچنے کے ساتھہ اُسکو يہہ دريافت ہوا کہ اگرچہ بجاے خود فوج اپني بہت ہے مگر جنجي کا فتح کرنا تو درکنار اُسکے محاصرے کے ليئے بھي کافي وافي نہيں غرضکہ ذوالفقار خاں نے تازي مدد کي درخواست کي اور کسي قدر فوج کو تانجور ‡ اور علاوہ اِسکے اور جنوبي ملکوں کے محاصل جمع کرنے ميں مصروف کيا بادشاہ نے کام بخش اپنے بيٹے کو ايک فوج کے ہمراہ کرکے وکنکرہ کي فتح کي غرض سے جو بيجاپور کے قريب واقع ہے روانہ کيا تھا اگرچہ وہ مضبوط قلعہ دکن کے پنڈاروں ميں سے کسي قوم کے ايک سردار کے قبض و تصرف ميں تھا مگر اِس قدر مضبوط و مستحکم تھا کہ کام بخش کي سعي و محنت پر کوئي فائدہ مترتب نہوا اور ساري کوششيں اُسکي بيکار گئيں علاوہ اِسکے فوج کي مانگ اِس جہت سے بھي زيادہ ہوئي کہ مرہٹے ميدان ميں دوبارہ نکلے اور لڑنے بھڑنے پر آمادہ ہوئے بيان اُسکا يہہ ہے کہ جب راجا رام جنجي ميں سکونت پذير ہوا تو اُسنے سنتا جي گورپارہ اور داناجي جادو دو چالاک سرداروں کو سپہر و شکار کے طريقہ پر کسي خفيف مہم کي غرض سے خاص اپنے ملک ميں بھيجا تھا يہہ سردار اپني منزل مقصود کو اب تک نہ پہونچے تھے کہ بيجاپور کي معزول فوج کے چند گروہ آپ لوٹتے کھسوٹتے پھرتے تھے اور جب کہ يہہ دونوں سردار وہاں پہونچے تو گانوں گانوں سے مرہٹے سوار نکلے اور انکے نشانوں کے تلے بيشمار اکھٹے ہوگئے علاوہ اِس کے رام چندر پنتيہ نے بھي جو تھوڑے سے رھے سہے ملک کے انتظام و اہتمام کے ليئے ستارہ ميں چھوڑا گيا تھا تھوڑي فوج اپنے ضلعوں ميں اکھٹي کي تھي اور اورنگ زيب کي طبيعت کو بھڑکا چمکا کر سنہ ۱۶۹۲ع ميں ايک نئي فوج اپنے کاموں کي پوري بکايک قايم کي تھي اور يہہ دارز

‡ مرہٹے لوگ اس تانجور کو چنداور پکارتے ہيں

اُس نے برتي کہ منجملہ سپاهیوں کے جسکو رعب داب کا آدمي پایا یهہ حق اُس کو عنایت کیا کہ مرهٹوں کي حکومت کے خارج مقاموں سے چوتهہ اکهٹي کیا کرے اور مرهٹوں کے باقي حق دعووں کو جتاتا رهے اور جو ملک اُس خراج کے ادا سے انکار کرے اُس کو لوٹے کهسوٹے اور یهہ بهي مقرر کیا کہ جو خراج اِس طریقہ پر وصول هووے وہ فوج کي تنخواهوں میں صرف هوا کرے اور جو غنیمت هاتهہ آوے وہ حاصل کرنے والوں کو ملے اور هر سردار کو اُس کے ذاتي فائدہ کي نظر سے یهہ اجازت دي گئي کہ خوراک اور گهاس دانہ کے نام سے نیا تاوان اپنے لیئے لیا کرے غرضکہ اِس ترغیب سے جو حقیقت میں ایک قسم کا بلاوا تها تمام مرهٹے سوار اپنے اپنے گوشوں سے نکلے اور لوٹ مار پر پهیل پڑے اور یے طرح هاتهہ پهیلانے لگے اُسي زمانہ میں پہلے پہل تمام اُن مرهٹوں کے سننے میں آئے جو ایسے خود مختار فریقوں کے سردار تهے جنکي تعداد و کثرت مختلف تهي اور اب نہ بادشاهي رعایا کي مال و دولت سے اُنهوں نے تونگري اپني چاهي تو مختلف صورتوں میں کام اپنا نکالا چنانچہ بعض اوقات الگ الگ هوکر کام کرتے تهے اور گاہ گاہ صلاح و مشورہ اور معین تدبیروں سے پیشواؤں کے لیئے کبهي کبهي اکهٹے هوتے تهے اور زور دباؤ کے وقت کسي خاص جانب کو سب چل دیتے تهے اگرچہ ستارا جي اور دانا جي کي فوجیں اُن کے قبضہ و قابو میں تهیں مگر اُن کي کارروائي کا وتیرہ بہت کچهہ ویساهي تها یعني لوٹیں مارتے رهتے تهے غرضکہ مور ملخ کي مانند اطراف و اکناف میں مرهٹے پهیل گئے اور اُن کي بدولت سارا دکن لوٹ مار اور جلا پهونکنا اور تباهي بربادي سے بهرپور هو گیا *

مرهٹوں اور مغلوں کي فوجوں کے طرز و انداز کا مقابلہ

اسي زمانہ میں مرهٹوں اور مغلوں کي فوجیں دستور و قاعدہ کي حیثیت سے باهم مقابل هوئیں اور جبهي یہہ بات جلد دریافت هوئي کہ کسکے دستور و قاعدوں میں خوبي پائي جاتي هی مدت کے اِس چاں

اور حکومت کي نرمي اور معتول طوروں کے برتاؤ سے جنکو اکبر بادشاہ نے
قایم کیا تھا اور نیز هندو مسلمانوں کے میل جول سے مغلوں کي خوي
و خصلت نرم هوتے لگي تھي اور جهانگیر کي غفلت شعاري اور کم
مصروفي اور شاهجهان کے ملکي امن چین سے فوج کے انتظام و قاعدوں
اور جنگي عادتوں کو خاص خاص نقصان پهونچا تھا اور جس زمانه کي
اب تاریخ لکهي جاتي هی اُس میں فوج کے قاعدوں اور سپاهیانه
خصلتوں کو اتنا ضرر پهونچا تھا که وه محسوس هونے لگا تھا چنانچه
امیر لوگ ایسي کاهلي اور بد وضعي میں مبتلا هوگئے تھے که وه آن کي
نسبت اسي زمانه سے برابر مشهور و معروف هی اور جن امیروں کي عقل
درست اور طبیعت ٹهکانے رهي تهي وه بهي سرگرم خدمت کے
لایق نهے تو لڑائي کے میدان میں ایسي نرم کرتیاں پهنکر آتے تھے جو
روئي کے پهلوں اور پشم و ریشم کے ٹکڑوں سے بهري هوتي تهیں اور تلوار
اُنکو کاٹتي نتهي کرتیوں پر زره یا چار آئینه لگاکر ایسے عمده گهوڑوں پر سوار
هوتے تھے جنکي لگامیں بهاري بهاري اور زین پوش اُن کے لٹکتے رهتے تهے
اور چاروں کناروں پر مختلف رنگوں کي جهال اور تبت کي سوراگایوں کي
دموں کے پهندنے لگے هوتے تهے اور گهوڑوں کي گردنیاں اور تمام ساز
اُن کے طلائي نقرئي زنجیروں زیوروں سے آراسته پیراسته هوتے تهے
اور هر سوار اپنے مقدور و طاقت کے موافق اپنے افسر کي نقل کرتا تھا اور
ایسے سواروں سے ایک رساله قایم هوتا تھا جو کسي سواري کي جلو میں
چلنے کے قابل و زیبا تھا اور گویي لڑائي میں حمله کے لیئے بهي نامناسب
نتها مگر دور دراز کي مهم دهوپ کي استعداد و لیاقت نه رکهتا تھا باقي یهه
بات تو کهاں نه مهینوں کے سفر کي ماندگي برابر اُٹهائے چلا جاوے
مذکورالصدر سواروں کے بهت کار آمد نهونے کے علاوه یهه بات بهي خرابي
کي تهي که فوج کے دستور قاعدوں کي بالکل پابندي نه تهي چنانچه
عالمگیر کي تاک جهانک اور اُسکي بهت سي چهان بین کے خلاف پر

تھی اور یہہ بھاری گروہ جہاں کہیں گذرتا تھا وہ مقام خاک سیاہ ہوجاتا تھا اور سپاہیوں کے زور و ظلم سے ساری رعایا کو سخت سخت تکلیفیں پہونچتی تھیں † ہم بیان کرچکے ہیں کہ مرہٹے کوتاہ قامت اور نہایت چالاک اور بہ نہایت جفاکش ہوتے ہیں اور روکھے سوکھے کھانے کی عادت رکھتے ہیں معمولی خوراک اُنکی یہہ تھی کہ جوار کی ٹکیا پیاز کے ساتھہ کہاتے تھے اور اکثر پوشاک اُن کی یہہ تھی کہ ایک پگڑی اور ایک چست جانگیا اور ایک بنڈا کرتا پہنتے تھے اور جب ننگے ہوتے تھے تو ایک ہلکا کرتا گھٹنوں تک رکھتے تھے اور ہتہیار اُن کے یہہ تھے کہ توڑہ دار بندوق اور تلوار ڈھال باندھتے تھے اور تیرہ چودہ فٹ کا بہالا اکثر رکھتے تھے اور یہہ ہتہیار اُنکا قومی ہی اور استعمال اُنکا بڑی ہنرمندی سے کرتے تھے گھوڑے اُن کے ہلکے اور چھوٹی ہوتے تھے اور اٹھوں کاٹھہ پورے اور بڑے چالاک اور جفاکش ہوتے تھے آگے کو ذقندیں لگاتے تھے اور سوار کے اشارہ سے عین تیز روی میں ٹھہر جاتے تھے یا گھوم کر مڑ جاتے تھے زین کی جگہہ گدا اور زین پوش کی جگہہ کمل کی تہہ ہوتی تھی قیام کی صورت میں سرداروں کے سوا گنتی کے لوگوں کے پاس خیمے ہوتے تھے اور مہم کے دنوں میں سپاہی زمین پر سوتے تھے اور بھالی کو زمین میں پاس اپنے گاڑتے تھے اور لگام کو اس لیئے بازو سے باندھتے تھی کہ جب دشمن کے پہونچنے کا شور و غوغا اوٹھی تو لپک جھپک کر گھوڑوں پر چڑھ بیٹھیں *

مغلوں کے بھاری حملہ پر ایسے گروہ کے پاؤں اُکھڑ جاتے تھے اور یک لخت ایک ایک کرکے تتر بتر ہوجاتے تھے اور قریب کے پہاڑوں یا اِدھر اُدھر کے گڑھوں میں گھس بیٹھتے تھی اور جبکہ مخالف لوگ اپنی صفوں

---

† جمیلی کریری نے مارچ سنہ ۱۶۹۵ ع میں عالمگیر کی چھاونی کو مقام گلگلا میں دیکھا چنانچہ وہ بیان کرتا ہی کہ وہ ایسا بڑا انبوہ تھا جسکو دس لاکھ سے زیادہ بیان کرتے ہیں بادشاہ اور بادشاہزادوں کے خیمے تین میل کے محیط سے زیادہ میں منصوب تھے اور فوج اور خیمے ایک کھری کھائی سے محفوظ و مستحکم کیئے گئے تھے

کو چھوڑکر اُن کے پیچھے جاتے تھے تو اکیلے دوکیلے کو سنگوا لیتے تھے یا کسی ٹیکرے کی اوٹ آڑ میں یا کسی ایسے مقام میں جہاں چھوٹے چھوٹے گروهوں سے اوپر حمله کرنا جان جوکھوں سے خالی نهوتا تها چهپ کر اکٹھے هوتے تهے اور جب که تعاقب کرنیوالے دل شکسته هوکر اپنے هارے تھکے گھوڑوں کو لیکر واپس اوٹتے تھے تو بات کی بات میں مرهٹے لوگ ادهر اُدهر سے ٹوٹ کر اُن پر گرتے تھے اور اگر اُنکی صفوں میں کوئی رخنه پاتے تھے یا پراگندگی دیکھتے تھے تو بے ساخته حمله کرتے تھے مگر عموما کام اُنکا یهه تها که غنیم کی پشت و بازو پر متفرق هوکر جهومتے پهرتے تهے گاه گاه ایک ایک دو دو تعاقب کرنے والوں میں کرتے تهے اور ساری غرض یهه تهی که دشمن کے غول میں توڑے دار بندوقیں ماریں یا متفرق سپاهیوں کو بهالے کی نوک چوک سے هلاک کریں مگر رسدوں کے لوٹنے اور بار برداریوں کے کاٹنے میں فوقیت اُن کو حاصل تهی اور اُسیکا شوق و ذوق بهی اونکو تها *

مرهٹوںکو متعلقات کی عنایت سے بادشاهی رسدونکی خبر لگتی تهی اور بادشاهی فوج والوں کو مرهٹوں کے کهیں کهیں موجود هونے کی آگاهی بهی نهوتی تهی یهاں تک که مرهٹے لوگ اُن کے کوچ کی راه پر یکایک حمله کرتے تهے اور ذخیروں کے اونٹ اور بیلوں کو جن میں کوچ و مقام کے لیئے غله هوتے تهے اور حفظ و حراست اُن کی مخربی هوتی تهی آنکهوں کے سامنے بات کی بات میں لیجاتے تهے اور خزانه لیجانے والوں کی حفاظت پر اپنے گروهوں کو بایندگی وابسته کرتے تهے اور جب اونکے هاتهوں میں خزانه هوتا تها تو مقابله اونکا دشوار هوجاتا تها یعنی لڑنے مرنے پر جمے رهتے تهے اور هرگز بهاگتے نتهے اور اسلیئے که مغلوں کے گروه عموما منزل بمنزل جاتے تهےتو اونکی خط کتابت کے اجرا اور پانی کی رسدکو مرهٹے بند کرتے تهے اور جب که ایک دو دن میں مغل لاچار هوجاتے تهے اور لاچار هوکر اطاعت قبول کرتے تهے تو سوارونکے

گھوڑے اور بہاری بہاری چیزیں چھین لے تھے اور سرداروں کو تاوان کے عوض میں روکتے تھے *

اسلیئے کہ دکن میں عالمگیر کے پاس نئی بھرتی کے سپاہی اور روپیہ پیسہ خاص ہندوستان سے آتا تھا تو سنبھاجی اور داناجی نے بادشاہی فوج اور ہندوستان کے درمیان میں آپ کو ڈالا اور بہت سی بار برداریوں کو قطع کیا اور بادشاہی فوج کے نئی ٹکڑوں کو شکستیں دیں یہاں تک کہ سنہ ۱۶۹۳ میں ایسی برائی حاصل کی کہ مغل لوگساوں کو حقیر و ذلیل سمجھنے کی جگہہ قوی اور ہیبت ناک سمجھنے لگے ایسی خوف و ہراس کی حالت میں بادشاہ کی جانب سے ایسی تدبیر کے برتاؤ کی ضرورت پائی گئی جس کے ذریعہ سے اگر لڑائی خاتمہ کو نہ پہونچے تو اسقدر تو ہو کہ اوس کی نیک نامی اور شہرہ آفاقی اور اوس کی فوج کی ہمت و نہمت بحال و قایم رہی چنانچہ اوسنے جنجی کے محاصرے کے کام کاج کی سخت پیروی کا ارادہ کیا اور سنہ ۱۶۹۴ ع میں شاہزادہ کام بخش کو وکنکرہ سے واپس بلایا اور تازی فوج کو ہمراہ اوس کے کرکے جنجی کے محاصرے پر روانہ کیا مگر اپنے معمولی دستور کے موافق اسد خاں والد ذوالفقار خاں کو شاہزادہ کے ساتھہ اِس غرض سے بہیجا کہ وہ کام روائی میں شریک اوسکا رہے اور تمام جنگی کار و باروں کو اون امیروں کی اصلی ہدایت اور نگرانی سے متعلق فرمایا اس انتظام سے کام بخش اور اسد خاں دونوں ناراض ہوئی منجملہ اُن کے شاہزادہ اس تھوڑے سے اختیار سے ناراض ہوا جو حقیقت میں اُسکو بخشا گیا تہا اور اسد خاں اور ذوالفقار خاں دونوں باپ بیٹوں نے یہہ پسند نکیا کہ فتح کی ساری عزت اور فوج کی پوری حکومت سے محروم رہیں † *

ذوالفقار خاں بادشاہ سے اسقدر برہم ہوا کہ مرہٹوں کے برہمنوں کی

---

† گرینٹ ڈف صاحب خافی خاں اور بندیلوںکے حالات مندرجہ تاریخ سکاٹ صاحب

درخواستوں پر اپنے التفات کو مایل کیا جو همیشه سے ایسی قسموں کے فساد و نزاع سے فایده آٹھانے کے لیئے آماده بنے رهتے تھے چنانچه ذوالفقار خاں نے تساهل برتا بلکه دشمنوں کو خبریں پهونچاکر اس قابل کردیا که محاصره تین برس تک قایم رها اور محصور اُس کا مقابله کرتے رهے *

بعد اوس کے سنتاجی گورپاره نے اپنے راجه کی امداد و اعانت کے لیئے دلیرانه اراده کیا چنانچه سنه ۱۶۹۷ میں باقی مرهٹوں کے گروهوں کو عالمگیر کے مصروف رکھنے کی غرض سے چھوڑ کر داناجی جادو کو پاس اپنے بلایا یه دونو سردار بیس هزار سوار جرار پنے همراه لیکر جنجی کو روانه هوئے اور دورمیانی ملکوں سے بڑی تیزی تندی سے گذر کر محاصروں پر ایسی شتابی چالاکی سے اترے که محاصر لوگ اپنی باهمی تائید و کمک رسانی کے لیئے اپنے بھاری گروهوں کو ترتیب ندیسکے مرهٹوں کے اگلے لشکر نے مغلوں کے ایک گروه پر چھاپا مارا چنانچه آنکے ڈیرونکو لوٹا اور آنکے سردار کو گرفتار کیا بعد اُسکے خود سنتاجی نے اُس بڑے گروه کو شکست فاحش دی جو بهت جلدی سے اُسکے مقابله پر روانه کیا گیا تھا یعنی سب سے آگے بڑھے هوئے پهروں کو مار کر اندر کیجانب بھگایا اور چرکٹوں کو هلاک کیا اور لشکر کی تمام رسدوں کو اور کھانے پینے کی چیزوں کو لوٹا اور خبروں کا آنا جانا قطع کیا اور بادشاه کے مرنے کی خبریں اوڑائیں جنکو ایسے اڑے وقت میں بآسانی یقینی سمجھا گیا اور اُن افواهوں کی بدولت سنتاجی نے مرزا کام بخش سے یه بات چیت لگائی که هم تیری تخت نشینی کی امداد و اعانت دینگے معلوم هوتا هی که مرزا کام بخش کو اسد خاں اور ذوالفقار خاں کی جانب سے بڑی بڑی باتوں کا اندیشه هوگا که اُس نے مرهٹوں کی باتوں کو کان دھر کر سنا اور جب که دشمنوں کا آنا جانا شروع هوا تو ذوالفقار خاں اور اسد خاں کچھه سوچ بچار کر پراگنده هوئے یهاں تک که جب ایک رات اپنی

خاص فوج کو مرزا کام بخش نے مسلح هونے کا حکم سنایا تو اُن دونوں سرداروں نے واجبي ناراجبي یهي سمجها بوجها که شهزاده مرهٹوں میں جانا چاهتا هی یهاں تک جوں توں کر کے اُس کو نظر بند کیا † فوج میں فساد و غوغا برپا هوا اور یهاں تک نوبت پهونچي که ساري فوج اسباب پر مجبور هوئي که اپني توپوں کو توڑ پهوڑ برابر کیا اور توپ خانے کو چهوڑ کر چل دیئے اور جهاں جاکر اکهٹے هوئے وهاں مورچه بندي کي اور گرد گرد اپنے خندقیں کهودیں اور محاصروں سے محصور بن گئے آخرکار اُن میں اور مرهٹوں میں یهه عهد و پیمان هوا که بیس میل کے قریب مقام و ندي ریش میں اوتر جانے کي مغلوں کو رخصت دي جاوے که وه وهاں پهونچکر بادشاهي حکم کے منتظر بیٹهیں *

جب که کام بخش اور اسد خاں پهلے پهل دکن کي جانب کو بڑهے جاتے تهے تو عالمگیر بهي جنوب کي جانب کو روانه هوچکا تها اور مقام گلگلا واقع ساحل دریاے کشنا میں چهاؤني اُسنے ڈالي تهي اور دوسرے برس وه چهاؤني برهما پوري میں منتقل کي گئي جو بندر پور واقع ساحل دریاے بیما کے متصل واقع هی اور بادشاه اُس جگهه کئي برس تک مقیم رها اب وه بیجاپور کي جانب روانه هوا اور اسي زمانه میں اپنے سرداروں کے کام ناپسند کیئے اور یهه حکم جاري فرمایا که کام بخش دربار میں حاضر هووے چنانچه جب وه باپ کي ملازمت سے مشرف هوا تو باپ نے مهرباني فرمائي اور بڑي شفقت سے پیش آیا ‡ اسي عرصه میں اسد خاں کو بهي طلب فرمایا مگر ایسے نقض و خلاف میں جو تدبیر سابق کا مخالف تها اور اُس کي وجهه مقدوبي دریافت نهیں هوتي فوج کا کاروبار ذوالفقار خاں پر موقوف رکها جسکا اب حال یهه تها

---

† ذوالفقار خاں اور اسد خاں کي رپورٹ مرسله خدمت عالمگیر جسکا حواله خود اورنگ زیب نے رقایم کرایم کے سینتالیسویں رقعه میں دیا هی اور گرینٹ ڈف صاحب اور خافي خاں اور بندیله کي تاریخ

‡ رقایم کرایم کا اٹهائیسواں اور چهیاسواں رقعه

که باوصف اس کے که وه افسروں میں نهایت لایق فایق تها مگر اب خیر خواهي کي امید اُس سے محض بیجا تهي غرض که جب مرهٹوں سے دوباره لڑائي شروع هوئي تو بهت بڑي صورت پیش آئي یعني ذوالفقار خاں خراج کا روپیه تانجور میں لوگوں سے جمع کرتا رها اور سنتاجي نے بادشاهي فوج کے بڑے قوي حصه کو جو ایک بڑے نامآور سردار کے زیر حکومت تها چیتل‌درگ واقع میسور میں بهاري شکستیں دیں اور ملک کے مختلف حصوں میں مختلف کامیابیوں سے تصیے تضائے طے هوئے مگر عام نتیجه اُن کا مغلوں کے حق میں مفید هوا هوگا اسلیئے که سنه ۱۶۹۷ع میں جنجي کے دوباره محاصرے کے قابل هوگئے ٭

میدان کي لڑائیوں میں ذوالفقار خاں نے همت اکائي اور گرمجوش افسر کا کام دیا مگر جبکه جنجي کا محاصره دوباره کیا گیا تو مرهٹوں سے پهر ملاپ چلانا شروع کیا اور اُس مقام کي فتح کے طول پکڑ جانے کو حقیقت میں مقصود ٹهرایا †٭

اگرچه ذوالفقار خاں اپني کاریگري کرتے گیا مگر اورنگ زیب سے تاڑنے والے بادشاه کے عهد حکومت میں برابر بڑا ایسے طریقه کا بهت دشوار اور بغایت مشکل تها چنانچه ذوالفقار خاں نے اگلے برس بخوبي بهي سوچا سمجها که جنجي کو فتح کرنا چاهیئے اور اسي کوشش کي صورتیں بڑي

---

† ذوالفقار خاں کي وه سازشیں جو اُس نے مرهٹوں سے کي تهیں اس قلمي نسخه سے واضح هوتي هیں جسکا گرینٹڈف صاحب نے حواله دیا هے اور غالباً اسي قسم کي سند پر جو میسور میں حاصل هوئي کرنیل ولکس صاحب نے اُن سازشوں کا هونا بیان کیا اور حال اُن کا مغلوں کے مورخوں کو دریافت نهوا مگر بندیله کي تاریخ میں ذوالفقار خاں کو یه الزام لگایا گیا هے که اُسنے دیده و دانسته لڑائي کو طول دیا تها اور مقصود اُس کا یه تها که فوج کي بڑي حکومت اور وه بڑا پایه جو آج اُسکو حاصل هے بادشاه کے مرنے تک اُس کو حاصل رهے اور بادشاه کے جلد مرنے کي اُمید اس لیئے قوي تهي که عمر کو پهونچ چکا تها ٭

بیعزتی سے بلاوے پر جانا پڑے گا غرضکه راجارام سے یہہ آخر دوستی برتی
که اُسکو بھاگنے کا رستہ بتایا اور پھر محاصرہ کے کام کاج کو زور و قوت اور
سعی و ھمت سے جاری کرکے تھوڑی مدت یعنی سنه ۱۶۹۸ میں قلعه پر
قبض و تصرف کیا *

چوتھا باب

سنه ۱۶۹۸ سے وفات عالمگیر تک

ذوالفقار خاں کو دوبارہ محاصرہ کرنیکی قوت کا حاصل ھونا جو
مامول و متوقع نرھا تھا غالباً اوسکا باعث وہ قصے قضائی تھے جو
اب مرھٹوں میں کھلم کھلا قایم ھوئے تھے اِسلیئے که سنتاجی اور
دانا جی جادو میں نا چاقی واقع ھوئی تھی اور راجارام نے
جو سنتاجی کی شہرت و عزت سے جی ھی جی میں جلتا تھا
جادوجی کی اعانت کی تھی اور چونکه سنتاجی اِس وجہہ سے مقبول انام
اور پسندیدہ خاص و عام نه تھا که اُس نے انتظام و قواعد کی پابندی کو
فوج پر واجب و لازم کیا تھا تو اُس کی فوج میں ایک مخالف فریق
قایم ھوا غرض که سنتاجی بھاگا اور جبکہ آخر کو پکڑا گیا تو جان سے
مارا گیا راجارام نے اِس واقع سے پہلے پہلے اپنی ریاست کو ستارہ میں
منتقل کیا تھا اور اب ساری حکومت پر قبض و دخل اپنا کرنا شروع کیا اور
لڑائی کے میدان میں ایسی بھاری فوج اپنے ساتھہ لیکر گیا که مرھٹوں کی
ویسی بیشمار فوج آج تک اکٹھی نہیں ھوئی اور دریاے گوداوری کی
شمالی جانب میں اُن مقاموں سے چوتھہ اور علاوہ اوس کے اور محاصل
وصول کیا جنہوں نے غاشیہ اطاعت کا اُٹھایا اور باقی مقاموں کو جالنا واقع برار
تک جلا پھونک کر خاک میں ملایا مگر بادشاھی فوج کے انتظام و اھتمام
میں تبدیل و تغیر کے واقع ھونے سے مقام مذکورالصدر سے آگے نبڑھسکا
اور عالمگیر ابتک اکثر برھما پوری میں مقیم رھا اور اوسی جگہہ کو
فوج کا اعلی مقام اُسنے ٹھہرا دیا اور گاہ گاہ اپنے بیٹے اعظم شاہ کو کسیقدر

فوج سمیت کسي قلعه کي فتح یا کسي حمله کي دفع کے واسطے روانه
کیا کرتا تها اور عموماً ممالک مقبوضه کي حفظ و حراست کا بهروسا
فوج کے ایسے ٹکڑوں پر رکہتا تها جو مختلف مقاموں میں منقسم هوکر
رهتي تهي مگر حال میں ساري فوج کے مصروف کرنے کا یهه طریق آسنے
برتا که آپ ایک حصه کو دشمن کے قلعوں پر لیگیا اور دوسرے حصه کو
ذوالفقار خاں کے تحت حکومت چهوڑا جسپر ایک پرتے کوڈام کا حکم مقرر
کیا تها اور مطلب یهه تها که جہاں کہیں مرهٹوں کي فوجیں کهلے
میدانوں میں چلتي پهرتي پائي جاویں تو وه اُنکا تعاقب کرے غرض که
اِس تدبیر سے تمام فوج کو نخوبي مصروف رکہا اگر یهه قاعده پهلے سے برتا
جاتا تو اُس سے کامیابي ممکن تهي مگر اب فسادوں کي دهوم دهام ایسي
طغیاني پر پهونچي تهي که صرف جنگي انتظاموں کے ذریعه سے روک تهام
اُنکي ممکن نتهي اگرچه ذوالفقار خاں نے راجارام کے بهگانے سے لڑائي
بهڑائي کے ڈهنگ شروع کیئے جیسا که ابهي مذکور هوچکا اور بعد
اُسکے مرهٹوں کو بار بار شکستیں دیں اور مسلمانوں کي دلیري دلاوري کو
شگفتگي بخشي مگر آخر کار اپنا حال اُسکو اُس سے بدتر دریافت هوا
جیسے که آغاز جنگ میں حال اُسکا تها اسلیئے که جو شکست اُنکے دشمنوں
مرهٹوں پر پڑتي تهي وه ایسے صدمه کي مانند هوتي تهي جیسے که مارے
پاني کو صدمه پهونچتا هے یعني وه صدمه کا مقابله بهي نهیں کرتا اور اسپر
صدمه کا اثر بهي باقي نهیں رهتا حاصل یهه که مرهٹوں کي فوجیں جب
کهیں منتشر کیجاتي تهیں تو اُسیدن یا اگلے دن ادهر اودهر سے جمع
هو جاتي تهیں اور بادشاهي فوج کي یهه صورت تهي که شکست کي
صورت میں نقصان اور رسوائي حاصل هوتي تهي اور خفیف کامیابیوں
سے وه ابتري جو اُنکے ذریعوں یعني فوج اور خزانه میں واقع اور وه پریشاني
جو اُنکے ملک و محاصل کو حاصل تهي موقوف و مرتفع نهوئي بلکه
روز بروز اُنکي مشکلیں بڑهتي گئیں اور قوت کو کمي هوتي گئي *

اورنگ زیب کے بذات خود مشغول هونے سے اُس کے خاص کاموں پر زیادہ مستحکم فایدوں کی توقع کمیتر هوئی چنانچه وہ اپنی چهاونی سے روانہ هوا اور اُس کی روانگی پر سردار اُس کے تاسف کرتے رهے اس لیئے کہ اُنھوں نے اُس کے آرام و آسایش کے لیئے عمدہ عمدہ مکان بنائے تھے اور ایک شہر کی طرح ڈالی تهی حاصل یہہ کہ بادشاہ والا همت چند اور قلعوں کی فتح وکشایش کے بعد ستارہ کے سامنے جمکر بیٹھا جہاں راجارام کی ریاست قایم تهی اور ایسے وقت اور ایسی حکمت سے بہت جلد اُس کو فتح کیا کہ محصور اُنکے مقابلہ پر باسامان آمادہ نہ تهے مگر باوجود اِس کے محصوروں نے بڑا مقابلہ کیا یہاں تک کہ کئی مہینے بعد اپریل سنہ ۱۷۰۰ع میں وہ قلعہ فتح هوگیا *

سیوا جی ثانی کا راج

قلعہ کی فتح سے پہلے راجارام مرچکا تھا اور اُس کا بیٹا سیواجی اپنی ما تارابائی کی نیابت کے سہارے راج گدی پر بیٹھا تھا راجارام کے مرنے سے لڑائی میں خلل نہ آیا تھا اور اورنگ زیب اپنی چالوں چلا گیا یہانتک کہ اگلے چار پانچ برس میں سارے بڑے بڑے قلعوں کو اپنے تصرف میں لایا بہت سے محاصرے لنبی چوڑے اور خونوں کے پیاسے واقع هوئے † اور دونوں طرفوں سے طرح طرح کی تدبیریں اور بهانت بهانت کی فطرتیں برتی گئیں مگر وہ تدبیریں ایسی متواتر مرۃ بعد اُخرے واقع هوئیں کہ تفصیل اُنکی بغایت مشکل بلکہ غیر ممکن هی هاں انجام اُنکا یہہ هوا کہ وہ قلعہ مذکورہ بالا فتح هوگئی *

---

† منجملہ اُن محاصروں کے ایک محاصرہ کا حال اورنگ زیب نے شاهزادہ اعظم کو لکھا کہ جو جو مصیبتیں کیلنا کے محاصرے میں پیش آئیں اور جیسی جیسی انوکھی سختیاں اور اچنبهوتی آفتیں مسلمانوں کو نصیب هوئیں حال اُنکا تمکو دریافت هوا هوگا مگر خدا کا احسان هی کہ اس جانفشاں گروہ کی مصیبتیں انجام کو پہونچیں اور سعی اُنکی مشکور هوئی بعد اُسکے عمدہ نتیجوں کی دعا خدا سے مانگی اور پچھلی اذیتوں کو خدا کے عدل و انصاف سے نسبت کیا جو اُسکی غفلت اور شرارت نفس پر مترتب هوا تها — دستورالعمل کا اڑتیسواں رقعہ

اورنگزیب کے استقلال و همت کا بیان

جبکه ایسي جفاکشي کي مهمون مین تامل کیا جاتا هی تو اُس استقلال و همت پر تحسین و آفرین کهنی سے باز رهنا ممکن نهین جنکي بدولت بادشاه والاجاه نے ایسي مصیبتون کو جهیلا جو اُسکے بڑهاپی پر چارون طرف سے جهوم جهوم کر آئي تهین یعني جبکه اورنگزیب اول اول اس نئي لڑائي کي غرض سے نربدا پار اوترا تو وه پینسٹهه برس کا تها اور جبکه برهانپور کي چهاوني سے روانه هوا تو روانگي سے پهلے اکاسي برس کو پهونچا تها ٭

کوچون اور محاصرون کا تکان اُس عمر کے بهت کم مناسب تها اور باوصف ایسي نمود و نمایش اور آرام و آسایش کے سامانون کے جو اُسکے لشکر کي جلو مین موجود تهے ایسي بڑي بڑي سختیون کو ایسا بے تکلف اوٹهایا که اُنکے اوٹهانے سے گبرو جوانون کے دهیچر بهي ٹل جاتے وه برهانپور مین مقیم هي تها که ایک اندهیري رات مین دریاے بیما کا طوفان آیا اور اوسکي چهاوني دریا برد هوگئي یهه موسم برسات کا تها جسمین گرم سیر ولایتین بارش کي مار مار سے شور بور رهتي هین چهاوني کا بهت سا حصه ڈوب گیا اور رهے سهی پر پاني گذر گیا لوگون کے شور و فریاد اور خرابي پریشاني سے مصیبتون کو ترقي هوئي باره هزار آدمي مرگئی اور مویشي بیشمار ضایع هوئی یهانتک که بادشاه کو بهي جان کے لالی پڑے تهی اسلیئے که جس ٹیکرے پر وه بیٹها تها وهان پاني چڑها آتا تها مگر بقول اُسکے درباریون کے اوسکي دعا سے وه پاني فرو هوا علاوه اوسکے مهم مذکور کي مصیبتون پر یهه مصیبت زیاده هوئي که قلعه پرلي کے محاصره پر جسکا محاصره ستاره کے بعد کیا گیا تها پهاڑ کیطرف سے ایک سیلاب آیا اور اس مین کچهه شک شبهه نهین که اُس گرم ولایت کي تند هواؤن سے بهت سي برسات کے موسمون مین جو وهان پوري هوئي تهین بهت سي تکلیفین اوٹهائین هونگي اور جبکه برسات گذر جانے پر کوچ اور

دوڑ دھوپ کرتا ہوگا تو ایسی دشوار گزار ندیوں اور غرق آب وادیوں اور دلدلی زمینوں اور تنگ باریک راہوں پر گذرنے سے بڑی دشواریاں پیش آتی ہونگی اور ایسے مقاموں میں ٹھہرنا پڑتا ہوگا جہاں کھانے پینے کی دقت ہوتی ہوگی یہہ اسباب اُسکے مویشیوں کے حقمیں گاہ گاہ ایسے قاتل ہوتے تھے کہ کام ناکام اُسکی فوج لنگڑی ہوجاتی تھی گرمی کی شدت سے کوچوں اور خیموں یعنی کوچ و مقام میں نہایت تکلیف ہوتی تھی اور پانی کی کوتاہی سے گرمی کی شدت اور تشنگی کی سختی بہت بڑہ جاتی تھی کھانے پینے کی قلت اور دکھہ بیماری کی کثرت کے علاوہ جو اکثر اوقات اُسکے لشکر میں واقع ہوتی تھی قحط و وبا نے کئی بار ہاتھہ اپنے پھیلنے اور سارے رنج اُن بربادیوں اور غارتگریوں کے اخباروں سے بہت زیادہ ہوئے جو اُنکے ایسے ملکوں میں حریفوں کے ہاتھوں سے واقع ہوئی تھیں جو قحط و وبا کی دستاندازی سے محفوظ و مامون تھی مگر باوصف ان افسردگیوں کے اورنگ‌زیب کی قوت و ہمت ٹھنڈی نہ ہوئی تھی چنانچہ وہ خود تن تنہا اپنے حکم حکومت کی ہر شاخ کی کارگذاری جزوی جزوی کاموں کے لحاظ و حیثیت سے کرتا رہا اور لشکر کشیوں کے نقشے سوچتا تھا اور لشکر کشیوں کے زمانہ میں ہدایتیں جاری کرتا تھا اور سردار اُسکے قلعوں کے نقشے بابیں متعدد اُسکی خدمت میں ارسال کرتے تھے کہ حملوں کے مقاموں کو مقرر کرے اور اُسکے رقعوں میں پٹھانوں کے ہموار ملکوں میں سڑکوں کے جاری کرانے اور ملتان آگرہ کے فسادوں کو دبانے بلکہ قندھار کو دوبارہ حاصل کرنے کی تدبیریں مندرج پائی جاتی ہیں اور اسی عرصہ میں ذرجکا کوئی ٹکڑا یا باربرداری کی کوئی رسد نتھی جسکا کوچ مقام دکن میں ایسی حکموں کے بدون پایا جاوے جنمیں سے تھوڑے بہت حکموں کو اورنگ زیب نے خاص اپنے ہاتھوں سے جاری نکیا ہو *

ضلع کی مالگذاری کے ادنی افسر کا تقرر یا کسی دفتر میں کسی

محرر کا انتخاب اپنی توجہ فرمائی کے نامناسب نسمجھتا تھا اور سارے کارگزاروں کی کارگزاری کی نگرانی جاسوسوں اور آنے جانے والوں کے ذریعہ سے کرتا تھا اور ایسی خبروں کی اصل و بنیاد پر ہمیشہ فہمایش اور ہدایتوں کے وسیلہ سے آگاہ و خبردار اونکو رکھتا تھا مگر تفصیلی جزویات پر ایسے شوق ذوق سے ملتفت ہونا جسپر وہ ہوشیاری اور بیدار مغزی کی دلیل ہی ویسی ہی کام کاج کی اصلی ترقی اور اجرائے کار کے ذاتی عروج کے لیئے چنداں مفید نہیں مگر جو کہ اورنگزیب کی ذات و طبیعت میں التفات جزویات کے ساتھہ بڑی چابکی چالاکی سلطنت کے عمدہ عمدہ کاموں میں بھی پائی جاتی تھی تو اوس سے طبیعت کی آمادگی اور نہایت گرمجوشی ایسی معلوم ہوتی ہی جو ہر زمانہ میں بڑی عجیب وغریب سمجھی جاتی ہی *

یہہ مشقتیں اور مصیبتیں اوسکی بے ادائی کی سزائیں تھیں جو اوسنے اپنے باپ سے کی تھیں اور معلوم ہوتا ہی کہ کسی آن اور کسی لحظہ میں باپ کی بدقسمتی کا خیال اوسکی آنکھوں سے الگ نہوتا ہوگا اور بقول اوسکے کہ * تو بجاے پدرچہ کردی خیر * کہ ہمان چشم داری از پسرت * رات دن یہہ سوچتا ہوگا کہ خدا نخواستہ میرا حال بھی ویساہی ہووے چنانچہ اوسکی روک تھام کے لیئے اوسنے سارا اختیار اور پوری قوت اور ہر قسم کی آقائی اور خداوندی اپنے ہاتھوں میں رکھی اور اپنے سرداروں کو ایک مقام سے دوسرے میں متام بدلی سے اسباب سے بچائے رکھا کہ اوسکے علاوہ کسی سے مستقل علاقہ پیدا نکریں علاوہ اوسکی بیٹوں کی چال ڈھال کی دیکھہ بھال سے غافل نتھا اور اونکی انتظام و اہتمام میں ہمیشہ مصروف و آمادہ رہتا تھا اور خفیہ نویسوں اور جاسوسوں سے اونکو منصور اور فوج کی حکمرانی میں مشترک رکھتا تھا اور آس پاس اونکے کمتر عہدوں پر معتمد لوگوں کو متعین کرتا اور اونکی سارے کاموں پر کھلم کھلا قبض و قابو رکھتا تھا اور اسی زمانہ میں شفقت آمیز رقعوں اور

محبت انگیز تحفوں کے ذریعہ سے اُنکو آپ سے وابستہ رکھنے اور اُنکی
گرانی خاطر کی تلافی کرنے سے کسی حالت میں چوکتا نتھا اور حسن
غرض مطلب کے باعث سے وہ اپنے تمام افسروں سے اچھے معاملی
برتتا تھا اور بحسب ظاہر طرح طرح کی نوازشیں فرماتا تھا وہ بھی
اسی قسم کے کہلنے تھی اگرچہ اون اہلیتوں کا باعث کسیقدر اُسکی ذاتی خوے
و خصلت بھی تھی غرضکہ یہاں تک تالیف قلوب اُسمیں سما رہی
تھی کہ اپنے افسروں کے رشتہداروں کے مرنے پر تاسف کرتا تھا اور مجلس
ماتم میں شریک و شامل ہوتا اور بیماری کی حالت میں اُنکی بیماریوں
کا حال دریافت کرتا رہتا اور بہت خوشامد سے اعزاز و اکرام اُنکو بخشتا
اور اپنی مہر و محبت سے اپنی بخششوں کو مقبول و پسندیدہ کراتا
اور بہت کم اتفاق ایسا ہوتا کہ زجر و ملامت کے کلموں پر لطف و عنایت
کے فقرے زیادہ نکرتا اور ایسے قصوروں پر بڑی نرمی برتتاتھا جو اُسکے اختیار
وحکومت یا دین و ملت کی صلاح و سلامت میں رخنہ انداز نہوتے اور
جیسا کہ اس چشم پوشی کا یہہ باعث تھا کہ مزاج اُسکا سہل و سلیم تھا
ویسا ہی یہہبھی سبب تھا کہ دشمن بنانے کی لاگ لپیٹ اُسکو نتھی مگر
معلوم ہوتا ہی کہ باوصف اِن سب باتوں کے اُس نے لوگوں و
اپنا خیر خواہ بنانے میں کامیابی حاصل نہیں کی اور اپنے بیٹوں
کی جانب سے جسقدر کہ خوف و ہراس اُس کو رہتا تھا اُسقدر
محبت اُن سے نرکھتا تھا سنہ ۱۶۹۴ ع میں شاہزادہ معظم کو سات
برس کی قید سے رہائی بخشی مگر ہمیشہ اُس سے متنفر رہا اور پیار
کی آنکھوں سے ندیکھا اور اُس کا دور رہنا چاہا چنانچہ کابل کی دور دراز
حکومت پر روانہ کیا اور اپنے مرنے تک ہندوستان میں آنے ندیا اور اُس
کی خواہشوں کو رد کرتا رہا اور ایسی مہم میں اُس کو پھانسا کہ وہ
اپنی حکومت کے دوردراز حصے پر چلا جاوے اور اُس کی جاہ و حشمت
کے ذریعے وہاں صرف ہوجاویں ذوالفقار خاں نے جو مرزا کام بخش

نظر بند کیا تھا پہلے پہلے اُس کی نظربندي کو پسند تو کیا مگر جب که بعد اُس کے دامن اُس کا داغ دھبے سے پاک صاف پایا تو جي اوس کا صاف هوگیا اور ایک موقع پر اپنے لائقے بیٹے اعظم شاہ سے وہ چال اوس نے چاهي که اوس سے دفعتا وہ تدبیر واضح هوتي هی جو اپنے بیٹوں کے معاملہ میں وہ برتا کرتا تھا اور یہہ بات ظاهر هوتي هی که وہ فند و فطرت پر دیوانہ تھا اور حیلہ سازي اور مکاري سے طبعي محبت رکھتا تھا تفصیل اوس کي یہہ هی که ایک بار اوسکے دل میں یہہ شبہہ گذرا که یہہ شاهزادہ اپني خود مختاري کي فکر اور تدبیر میں پڑا هی چنانچہ اوسکو دربار میں طلب فرمایا اور جب که شاهزادہ نے عذر اپنا پیش کیا اور خوف و هراس اپنا جتایا تو اوس نے یہہ جواب دیا که هم تھوڑي جمعیت کے ساتھہ انشاءالله شکار میں تم سے ملینگے شاهزادہ اس تصفیہ پر روانہ هوا اور بادشاہ نے حصول ملازمت کے موقع کو خفیہ فوج سے محصور کرایا اور جب که شاهزادہ بہت قریب آتا گیا تو بادشاہ نے طرح طرح کے حیلہ بہانہ اس غرض سے پیش کیئے که کام ناکام اوسکو اپنے تھوڑے تھوڑے همراهیوں کو کم کرنا پڑا یہاں تک که جب عین مقام پر شاهزادہ پہونچا تو کل تین آدمي ساتھہ اوسکے رهگئے اور جو که بادشاہ کے اشارہ کنایہ سے کسي اور آدمي نے اونکے گھوڑوں کو نه تھاما تو وہ دونو همراهي بھي اپنے گھوڑوں کے تھامنے پر رهگئے حصول ملازمت سے پہلے پہلے شاهزادہ اور اوسکے باقي ماندہ همراهي کے هتیار لیئے گئے اور جب که هتیار اونکے لیئے گئے تو اونہوں نے آپ کو گیا هوا سمجھا اور ایک مدت کي گرفتاري کا یقین کیا مگر جب که شاهزادہ باپ کے سامنے حاضر هوا تو باپ اوس سے بغلگیر هوکر محبت سے ملا اور اپني بھري هوئي بندوق کو جو شکار کي خاطر بھري گئي تھي شاهزادہ کو دیا که وہ اوسکو تھامی رهے بعد اوسکے خلوت کے خیمہ میں گیا اور ایک عجیب خانداني تیغ اوسکو دکھلائي اور اس غرض سے تلوار کو ننگا کیا که وہ اوسکے جوهروں کو اچھی طرح

دیکھ بھالے بعد اوسکے بادشاہ نے اپنا سینہ کھولا اور گرمیکا بہانہ کیا اور یہہ
جتانا مقصود تھا کہ کسی زرہ بکتر کی اوٹ آڑ نہیں غرضکہ بہانت بہانت
سے امتحان اوسکا لیا اور تمام اعتماد اپنا جتاکر شاہزادہ کو تحفہ تحایف
سے مالا مال کیا اور آخر کو یہہ فرمایا کہ اب تمہارا چلا جانا عین
مصلحت ہی تمہارے ٹہرنے سے تمہارے لوگ باگ گھبرا جاوینگے اور
حقیقت میں یہہ فہمایش بہت مناسب تھی اس لیئے کہ جب اعظم
شاہ واپس آیا تو اوسنے ساری فوج کو منتشر ہونیکے قریب پایا اور
اپنی عورتونکو اپنی موہوم قسمت پر روتے پیٹتے دیکھا باقی یہہ بات دریافت
نہیں ہوتی کہ وہ باپ کے بکمال آسانی رخصت کرنے سے شکر گذار ہوا
یا نہیں مگر مورخوں نے بیان کیا کہ بعد اوسکے یہہ حال اوسکا تھا کہ جب
کبھی باپ کا عنایت نامہ پہونچتا تھا تو رنگ اوسکا پیلا ہوجاتا تھا اور
جبتک کہ اوسکے مضمون سے پوری آگاہی نہوتی تھی تب تک اوسان
اوسکے ٹھکانے نہ آتے تھے † *

سلطنت کی غایت بے انتظامی کا بیان

اورنگ زیب کی ساری فکر و فطرت اور تمام محنت و مشقت اون
بے انتظامیوں کی روک تھام کے لیئے کافی وافی نہ تھی جو روز روز بڑھتی
چڑھتی جاتی تہیں اور چاروں طرف سے اوسکو بے طرح دباتی جاتی
تہیں راجپوت اب بھی اوس سے لڑنے بھڑنے میں علانیہ مصروف تھے
اور آگرہ کے پاس پروس کے جاٹوں نے ایک عرصہ دراز سے اون کے طریقوں
کی پیروی کی تھی چنانچہ اونکے مقابلہ پر ایک فوج کو ایک بادشاہی
نسل کے شاہزادے کی زیر حکومت کرکے روانہ کرنا مناسب سمجھا گیا
جیسے کہ پچھلے وقتوں میں ملتان کے ‡ باغیوں کے مقابلہ میں ضرورت

---

† خافی خاں
‡ غالباً یہہ باغی وہ سکھہ تھے جو گرو گوبند کے زیر حکومت ہوکر لڑتے
لڑاتے تھے

پڑي تهي ذوالفقار خاں کي فوج گهٹنے لگي اور جو کام اوسنے پہلے وقتوں میں کیئے تهے اونکا غیر موثر ہونا اب زیادہ ظاہر ہوا اور مرہٹوں کي یہہ صورت تهي کہ جوں جوں بادشاهي فوجیں گهٹتي گئیں اوسیقدر وہ بڑهتي گئے چنانچہ دکن کے اوجاڑنیکے بعد مالوہ پر پهیلے اور گجرات پر بڑي یورش کرچکے تهے چنانچہ جگہہ جگہہ نشان اونکي یورشوں کے لئے کهسٹے شہروں اور جلائي ہوئے دیہاتوں اور روندے ہوئے کهیتوں سے پائے جاتے تهے اور بادشاهي بڑي فوج اگرچہ اب بهي قلعوں کو فتح کیئے جاتي تهي مگر پچهلي کامیابي شکست کي رسوائي سے کچهہ کم نہ تهي یعني وکنکرہ کي فتح جو ایک گانوں مضبوط و مستحکم تها اور قزاقوں کا سردار اوس گانوں کا مالک تها اوس کے محاصرے میں کئي مہینے صرف ہوئے اور خود بادشاہ کے تشریف لانے کي ضرورت پڑي مگر اِس زمانہ میں یہہ ساري فتوحات اُن نقصانوں کي برابر تل گئي تهیں جو اُن کے مقابلہ میں واقع ہوئي تهے چنانچہ مرہٹوں کو اب یہہ لیاقت حاصل ہوئي کہ اپنے قلعوں پر دوبارہ قبض و تصرف کرنے لگے اور یہہ نوبت پہونچي کہ جن قلعوں کي فتح و کشایش میں بادشاهي فوج والوں کي جان و مال کي مصیبتیں صرف ہوئي تهیں اب وہ ایک ایک کرکے بادشاهي تصرف سے نکلکر مرہٹوں کے دخل و تصرف میں داخل ہونے لگے اور جسقدر کہ فوج اندر سلطاني سے سپاهیوں کي مانگ تانگ زیادہ ہوئي اُسي قدر قوت اُس کي گهٹتي گئي اور رفتہ رفتہ وہ فوج ایسي شکستہ خاطر ہوگئي کہ ویسي کبهي نہوئي تهي اور سختیوں کے مارے سارے مویشي مرگئے اور ملک کے اُجڑ جانے سے پهر مویشي میسر نہوسکے اور کهانے پینے کي کوتاهي اسي وجہہ سے زیادہ ظاہر ہوئي اور دور دراز مکانوں سے منگانے کا ذریعہ خزانوں کے خالي ہونے سے منقطع ہوگیا *

... خاص ... صف اسکر کہ ایک مدت پہلے سے ...

اُس کا بڑے انقلابوں اور پریشانیوں میں پڑا تھا بہت سا روپیہ بھیجا گیا تھا اور جب کہ محاصل کا حال اچھا نرہا تو بادشاہ سے بھي اهتمام و انتظام کے خیال کو † چھوڑا اور جب کہ بقیہ تنخواهوں کي بابت درخواستیں گذرتي تھیں تو نہایت برهم هوتا تھا اور بہت جھنجلاکر یہہ جواب اُندا دیتا تھا کہ اب فوجکي ضرورت نهیں اور جو خدمت گذاري سے خوش نہووے وہ نوکري چھوڑ کر § چلاجاوے بلکہ اُس نے سواروں کے چند گروهوں کو اِس غرض سے برخاست کیا کہ محاصل کو فراخي حاصل هوجاوے مگر حقیقت یہہ تھي کہ ایسے اڑے وقت میں ایسي فوج کو تنخواہ کا برابر دینا ضروري تھا اور جب کہ مدت تک تنخواهیں نملیں اور سپاهي بھوکوں مرنے لگے تو فوج اُس کي علانیہ پھر گئي جس کو چند روزہ تدبیروں سے روکا تھاما گیا تھا || *

جوں جوں کہ مرهٹے لوگ اورنگ زیب کي فوج اکبر کے قریب آتی گئی آسي قدر مشکلات اس کي زیادہ هوتي گئیں یہاں تک کہ کبھي کبھي دامن لشکر تک لوٹ تے مارتے آتے تھے اور رسدوں کو کاٹتی تھے اور مویشیوں کو سامنے سے اوٹھالیجاتے تھے اور چرکٹوں کو مار ڈالتے تھے اور پہرہ چوکي والوں سے نوک چوک کرجاتے تھے اور ایسا تنگ پکڑا تھا کہ جب تک قوي محافظوں کا گروہ همراہ نہوتا تب تک اکیلا دوکیلا

---

† اورنگ زیب کے رقعات اور خافي خاں کي تاریخ

§ ایک عرصہ تک تنخواہ کا یہہ حال رها کہ هر مہینے قاعدے کے موافق ملتي رهي جمیاي کریري نے سنہ ۱۶۹۵ ع میں بیان کیا کہ فوج کا دوماهہ تقسیم هوتا تھا اور تبدیل اِس قاعدے کي فوج کو گوارا نہ تھي — خافي خاں

|| اورنگ زیب نے ایک ایسے موقع پر ذوالفقار خاں کو یہہ لکھا کہ اِن دوزخي پیادوں کے شور و غوغا سے میرے کان بھرے هوگئے جو کوؤں کي مانند اپنے گھونسلوں کے اُجاڑنے والی پر کاں کاں کرکے گرتے هیں اور دوسرے رقعہ میں اُسي کو یہہ لکھا کہ بخشي کے پاس روپیہ کي کوتاهي هی اور یہہ تاکید کي کہ پوشیدہ خزانوں کي جستجو کرني چاهیئے جو مدفون خزانے کسي کے هاتھہ آویں اُن سے چھینے جاویں غرضکہ اُس کے اکثر رقعوں میں روپیہ پیسے کي کمي کا مذکور هی

چھاونی سے باہر نہھا سکتا تھا اور اگر کوئی معمولی لشکرا فوج کا اُن کی دوڑ دھوپ کے لیئے روانہ کیا جاتا تھا تو وہ لوگ اُس لشکر کو مار پیٹ کر بھگاتے تھے یا بالکل تباہ کردیتے تھے اور اگر زیادہ جد و جہد اُن کی مدافعت کی غرض سے اُٹھائی جاتی تھی تو ادھر اُدھر ہوجاتے تھے اور اُس وقت تک دوبارہ ظہور نہ کرتے تھے کہ کسی دور دراز بستی کو تاخت تاراج نہ کرلیتے تھے اور اپنے تعاقب کرنے والوں کو غلط رستوں میں دوڑ دھوپ کرنے اور ادھر اُدھر دوڑ نے اور تھکنے کی فرصت نہ دیتے تھے † غرض کہ وہ لوگ اب ایسے ہوگئے تھے کہ بادشاہ کا مونہہ چڑانے لگے اور برا بھلا کہنے لگے اور وہ مرہٹے جو بادشاہی ملازموں میں داخل تھے مخالف مرہٹوں سے ملے جاتے تھے اور اُن کے کھانے پینے میں شریک و شامل ہوتے تھے اور ایسے ایسے جلسوں میں مسلمانوں کی نمود و نمایش اور اُن کی جان نثاری کے طور و طریقوں کی نقلیں کرتے تھے اور ہنسی ٹھٹول کی روح اپنے ولی نعمت اورنگ زیب کی درازی عمر کی دعائیں مانگتے تھے اب بادشاہ کا حال ایسا پتلا ہوگیا تھا کہ کامبخش کے سمجھانے بوجھانے سے آشتی کا خواہاں ہوا یہاں تک کہ اگر مرہٹوں کی بیہودہ درخواستوں اور ناشایستہ حرکتوں سے آشتی کی لکھا پڑی منقطع نہوتی تو گمان غالب تھا کہ وہ ساہو کو قید سے رہائی بخشتا اور دکن کے محاصل سے فیصدی سالانہ ایسی طرح عنایت کرتا جس سے اُس کی بات کو بٹا لگتا عالمگیر کا پچھلا جنگی کام یہہ تھا کہ وہ احمد نگر کو لوٹا اور لوٹنے کا حال اُس کے ہارے تھکے مویشیوں اور ٹوٹی پھوٹی فوجوں سے سمجھا جاسکتا ہی چنانچہ لشکر کی بہت بہار افسردگی و پژمردگی اور بے انتظامی سے پیچھے کو لوٹتی تھی اور بندوقچیوں کے متواتر گولی چلانے سے کان اُن کے بہرے ہوگئے تھے اور بھالے والونکے دھاووں اور للکاروں سے بہت گھبرا گئے تھے اور ہر وقت اُن کو یہی

---

† سکاٹ صاحب کی تاریخ دکن کی جلد دو میں بندیلوں کے حالات کا بیان

کھٹکارہتا تھا کہ اب مرہٹونکی جانب سے ایک عام دھاوا ہوگا اور ہماری تباہی بربادی کمال کو پہونچے گی اور حقیقت یہہ ہی کہ بادشاہی فوج کے ایک حصے کا حال ایساہی تباہ و پریشان ہوا اور مسلمان مورخوں نے خدا کا شکر اس پر ادا کیا کہ خود بادشاہ ایسی دشمنوں کے ہاتھوں سے محفوظ و مامون رہا جن سے وہ کسی زمانہ میں نہایت متنفر تھا اور بچشم حقارت اُن کو دیکھتا تھا ‡ *

مذکورالصدر واقعہ سے بیس برس پہلے اورنگ زیب احمدنگر سے بڑی شان و شوکت اور جاہ و حشمت کے ساتھہ اپنی فتوحات پر روانہ ہوا تھا اور اب احمدنگر میں جاہ و جلال زوال یافتہ کا بقیہ لیکر داخل ہوا اور اُس کی دنیا کی کارگذاری کا خاتمہ احمدنگر میں ہونا تھا جس کو احمدنگر والے دیکھنے والے تھے *

تھوڑے دنوں سے مزاج اُسکا قوی و مستقیم نرہا تہا اور صحت اُسکی گھٹتی جاتی تھی چنانچہ بدشواری ایک بیماری پر غالب ایا جسنے اُس کو بہت دھمکایا تھا اگرچہ عام دربار کرتا رہا اور کام کاج پر التفات اپنا جمائے گیا مگر آخرکار اُس کی طبیعت سوچ بچار اور بیماری کے بھاری بوجھہ تلے بیٹھنے لگی یہاں تک کہ جب وہ احمدنگر میں پہونچا تو اپنی زبان سے یہہ فرمایا کہ یہہ ہمارے سفروں کی پچھلی منزل ہی اُسکے پچھلے خطوں کے دیکھنے سے دریافت ہوتا ہی کہ جسمانی تکلیفات اُسکو کیا کیا تہیں اور جو خیال اُس نے پکڑے تھے وہ کیسے پورے نہوئے اور عاقبت کا کیا کچھہ خوف اُس کو تھا ہمیشہ کی نسبت باپ کی یاد اُس کو زیادہ رہنے لگی مگر کسی جگہہ اُس شرکت پر پشیمانی اپنی ظاہر نہ کی جو باپ کی گستاخی اور اُس کی قسمت کی تبدیل میں اُس کی جانب سے پیش آئی تھی اُس کے تمام فعلوں سے یہہ صاف صاف واضح تھا کہ اُس کو اِس بات کا بڑا کھٹکا تھا کہ میرے ساتھہ بھی

‡ گرینٹ ڈف صاحب صفحہ [illegible] جلد ایک

ایسي هي بدسلوکي برتي جاوے میرا کیا میرے آگے آوے یعني میرے بیٹے مجھکو ستاویں اور میري کمائي کو دکھا دکھاکر کھاویں*

جب که ایسے نازک وقت میں شاهزاده معظم نے دور اندیشي اور مصلحت سگالي کے لحاظ و حیثیت سے چند انتظاموں کا مقدمه باپ کے سامنے پیش کیا تو اُسنے یهه سمجها که میرے جیتے جي حکومت کے دبانے کا ارادہ رکهتا هے اور اسیطرح جب که شاهزاده اعظم کا یهه عریضه پیش کیا گیا که گجرات کي آب و هوا مجهکو ناموافق هے اگر احمدنگر کي اجازت حاصل هووے تو براے چندے حاضر هوں تو اُسوقت بے ساخته یهه فرمایا که یهه وهي چال هے جو میں نے اپنے باپ کي بیماري کے زمانه میں چلي تهي اور بعد اُس کے یهه کہا که کوئي هوا ایسي بري نهیں جیسي که اولوالعزمي کے بخار بوے هوں بعد اُس کے اعظم کي منت سماجت سے لاچار هوکر اُسکو حصول ملازمت کي اُسوقت اجازت فرمائي که جب که شاهزاده اعظم اپني نئي حکومت پر بمقام مالوه جاتا تها اور اخیر حکم اُسکا یهه تها که اُس نے اعظم کو مالوہ کے سفر پر مجبور کیا اور دربار کي حاضري کے لیئے کوئي عذر اُس کا چلنے ندیا اور اس سے تهوڑي مدت پہلے کام بخش کو بیجاپور کي حکومت پر روانه کیا تها مگر کام بخش کو صرف اعظم کي رضا جوئي کي غرض سے بهیجا تها اور اسکي طرف سے کسي قسم کا اندیشه نه تها *

مذکوره بالا تدبیروں کي تکمیل پر بہت عرصه نگذرا تها که اورنگ زیب اِس بات سے مطلع هوا که وقت اسکا بہت قریب آپهونچا ایسے نازک وقت میں شاهزاده اعظم کو ایک عنایت نامه لکها بلکه اوروں سے لکهوایا اُس نامه میں دنیا کي نصیحتوں اور اپني رخصت کے فقروں کو ادهورا ادهورا درج کیا تها جنسے خوف و پشیماني کے ایسے خیالوں کا دهیان آتا تها که جو اُسوقت اُسکو پراگنده کررهے تهے اور اختتام اُسکا ایسي مایوسي پر کیا تها که مضمون اس مصرعه کا * هرچه باد اباد

ما کشتي در آب انداختم * صاف مترشح هوتا تها اور اس نامه کے اخیر میں خدا حافظ خدا حافظ خدا حافظ تین بار اُس میں درج کیا تها بعد اُس کے سب سے چهوٹے بیٹے مرزا کام بخش کو جو تهوڑے دنوں سے بہت پیارا هو گیا تها ایک ایسا نامه لکها جو اُسکي صغیر سني کے باعث سے مرزا اعظم کے نامه کي نسبت زیاده نصیحت آمود تها اور اُس نامه کے دیکهنے سے واضح هوتا هی که جو عادات اُس کو عزیز اور دلپذیر تهیں وه مرتے دم اُسمیں باقي رهیں اِسلیئے که اس نامه میں اوسنے لکهوایا که اپنے درباریوں سے بري طرح پیش آنا مناسب نهیں اگرچه وه فریبي اور منتفني بهي هوویں اِسلیئے که فند و فطرت اور خلق و لینت سے کام نکالنا چاهیئے علاوه اسکے اور اور نصیحتیں بهي مندرج کرائیں اور اس نامه میں بهي جگهه جگهه یهه خیال اپنا ظاهر کیا که میں جدهر دیکهتا هوں ادهر خدا کے سوا کوئي چیز نظر نهیں آتي اور یهه دریافت نهیں که کن کن عذابوں میں پکڑا جاؤنگا اب چلنے کے سامان هیں اور موت کي تکلیفیں غالب آتي جاتي هیں اور جو کچهه برا بهلا میں نے کیا وه تمهارے لیئے کیا † اور غالب هی که اُسي زمانه میں اُسنے وه وصیت لکهي هوگي جو انتقال کے بعد اُس کے تکیه کے نیچے سے پائي گئي مضمون اس وصیت نامه کا یهه تها که معظم کو بادشاه مانا جاوے اور سلطنت کي تقسیم آپسمیں ایسي کي جاوے که معظم شمالي مشرقي صوبوں پر قبضه کرے اور دلي کو دارالسلطنت بناوے اور اعظم آگره کے جنوب اور جنوب مغرب کے ملکوں پر ساري دکن سمیت قابض هووے اور آگره کو دارالحکومت ٹهراوے مگر گولکنڈه اور بیجاپور کي

---

† واضح هو که اورنگ زیب کے کلاموں کا ترجمه سکاٹ صاحب کي تاریخ دکن جلد دو صفحه آٹهویں سے لیا گیا جسمیں اُسکي سرگذشتوں کا ترجمه مندرج هی اگرچه تهوڑا بهت اُس فارسي نسخه سے مختلف هوگا جو هندوستاني دفتر واقع لندن میں موجود هی اور اختلاف بهي چند خفیف باتوں میں هوگا *

دو ریاستیں اُس کے قبض و تصرف سے مستثنی رہیں اور کام بخش اُنکا مالک اور متصرف رہے † *

اکیسویں فروری سنہ ۱۷۰۷ع کو عمر کے نواسی سال اور سلطنت کے پچاسویں برس میں جہان فانی سے رخصت ہوا ‡ *

ایک ہندوستانی مورخ اس بادشاہ کی دلیری دلاوری اور عقل و ہوشیاری سے نہایت متاثر ہوکر اُسکی سلطنت کی ناکامیابی کے اسباب و وجوہ کی چھان بین میں حیرانی ظاہر کرتا ہی مگر اصل یہہ ہی کہ اورنگزیب اپنے دل سے اچھا تھا اور کچھہ شبہہ نہیں کہ اگر اُسکی رائیں آزاد اور عام پسند ہوتیں تو وہ بڑا بادشاہ ہوتا اور اُسکی رعایا اُسکی تنگ و تیرہ رایوں سے جو مذہب کے مقدموں میں برتا کرتا تھا سخت متنفر اور نہایت مخالف نہوتی اور اُسکے مزاج کے شکی وہمی ہونے سے اُسکے سرداروں کی قوت و ہمت شکستہ نہوتی اور نہ اُنکی سرگرمی اور گرمجوشی ٹھنڈی پڑتی § *

---

† وصیت نامہ مذکورہ بالا کے علاوہ ایک اور وصیت نامہ بھی چھوڑ گیا تھا جو بظاہر ایسے وقت میں لکھا گیا جب کہ وہ موت کی علامتوں سے چنداں بیقرار و منتظر نہ تھا اُس میں سلطنتی کی چند عام باتیں اور اپنی تجہیز تکفین کی ہدایتیں مندرج تھیں لکھا تھا کہ میرا تجہیز تکفین اُن ساڑھے چار روپیوں سے کرنا جو ٹوپیوں کی قیمت میں سے باقی رہگئے ہیں اور وہ آٹھہ سو پانچ روپے جو قران نویسی کی اُجرت سے حاصل ہوئے تھے غربا کو دے دینا — ایشیا کے حالات کا رجسٹر سنہ ۱۸۰۱ع کی بابت کا *

‡ یہہ سنہ شمسی سنوں کے حساب سے بیان کیئے گئے یہہ بادشاہ پندرھویں ذی قعدہ سنہ ۱۰۲۷ ہجری مطابق اکتوبر سنہ ۱۶۱۸ع میں پیدا ہوا خافی خان اور گلیڈون صاحب کی تاریخ جہانگیر صفحہ ۴۵

§ خاندان تیمور بلکہ سکندر لودھی کے وقتوں سے دلی کے بادشاہوں میں کوئی بادشاہ ایسا انصاف دوست اور مرتاض اور عابد اور شجاع اور ہوشیار اور مستقل مزاج اور ثابت قدم نہیں ہوا جیسا کہ اورنگزیب تھا مگر قانون شریعت کے ارشادوں پر حد سے زیادہ لحاظ کرکے مجرموں کی سزادہی سے درگذر کرتا تھا اور جو کہ انتظام

اس پچهلے موقع پر مذهب کے مقدمه میں اُسکي تیره رایوں کے بیان میں جنکے خصوص باعث سے اُسکي سلطنت برباد هوئي اسباب پر غور و تامل کرنا بهت ضروري هی که کیسے تهوڑے صاف و صریح ظلم و ستم سے وه برا نتیجه یعني سلطنت کي بربادي پیدا هوا معلوم هوتا هی که هندو لوگ اُسکے زور و ظلم اور سنگدلي بیرحمي سے اس قدر ناراض و ناخوش نهوئے جس قدر که اُسکي ایسي مسلسل تدبیروں سے ناخوش هوئے جنکے ذریعه سے اُنکي دلشکني اور تذلیل و اهانت وقوع میں آئي چنانچه اُس نے هندوؤں کو هر قسم کے عهدوں سے محروم کیا تها اور محصول جزیه کے لگانے سے ذلت و رسوائیکا دهبا لگایا تها اور اُنکے میلوں اور تهواروں کي سخت بندي کي تهي اور کهیں کهیں اُنکے مندروں کو بیعزت کراکر مسمار کرایا تها غرض که طرح طرح سے بدسلوکي برتي تهي اور دربار کي رسم و رواجوں میں جو طور و طریقے هندوؤں کے عقیدوں اور طریقوں کے ممد و معاون پائے جاتے تهے اُنکي موقوفي کے لیئے یهي وجهه کافي ٹهرائي جاتي تهي مگر باوصف اسکے یهه بات کهیں پائي نهیں جاتي که کسي هندو کو اُسکے مذهب کي وجهه سے جانسے مارا هو یا پکڑا جکڑا هو یا لوٹا کهسوٹا هو بلکه یهه بهي معلوم نهیں هوتا که اباو اجداد کي رسوم عبادت کے علانیه برتاو پر کسي آدمي سے علانیه تکرار و حجت کي هو لیکن دین و مذهب کے معاملوں میں بغض و عداوت کا ایسا برا نتیجه هوتا هی که بڑے زور و ظلموں سے ایسي طبعي نفرت اور قلبي عداوت کم پیدا هوتي هی جیسي که عالمگیر کے تعصبوں اور اپنے

سزا کے بدون کوئي مملکت قایم نهیں ره سکتي اور نیز اُن نزاعوں کے باعث سے جو رقابت اور رشک و حسد اُسکے امیروں میں پیدا هوئے کوئي تدبیر اور عزم اُسکا پورا پورا ٹهیک ٹهاک نهوا اور اُنکي ترمیم و اتمام میں تساهل واقع هوا تو وه کبهي منزل مقصود کو نه پهونچا یهه بادشاه نوه برس تک زنده رها اور پانچوں حواس اُسکی صحیح سلامت رهے هاں قوت سامعه کسیقدر خلل پذیرهوگئي تهي مگر باوجود اسکے اسقدر نه بگڑي تهي که اور لوگ اُسپر پے لیجاویں ــ خافي خاں

مذهب کي حمايتوں سے ظهور ميں آئي عالمگير کے کئي سو رقعے ابتک باقي هيں جنکے ملاحظه سے اُسکي خو بو کا حال اچهي طرح دريافت هوسکتا هى علاوه اُن بڑي صفتوں کے جو اوسکے خاص فعلوں کي عملدرآمد سے دريافت هوتي هيں تعصب و خود رائي کے ساتهه بيهوده اعتقاد والا اور باطل مذهب کا تها اگرچه وه اپنے دل سے هندوؤں کو ذليل اور شيعوں کو حقير سمجهتا تها يعني اچها نجانتا تها مگر مسجدوں کي تعمير اور اوقاف کے وقف ميں روپيه صرف نکرتا تها اور ملاؤں اور اماموں کے رعب داب کو نمانتا تها اور فقيروں اور درويشوں کے مصنوعي تقدس سے نفرت کرتا تها *

اُسکي حکومت بدگماني کا متواتر ايک سلسله تها چنانچه هر شخص کي خوے و خصلت کي خفيه تحقيقات کيجاتي تهي اور ايک کام ميں ايسے کئي آدميوں کو اس غرض سے شريک و شامل کيا جاتا تها که عملدرآمد کي صورت ميں ايک دوسرے کا نگران رهے مگر باوصف اس هوشياري چالاکي کے کسي بادشاه نے ايسي دهوکے نکهائے جيسے که اُس نے کهائے اور نه کسي بادشاه کي ايسي بڑي خدمتگذاري هوئي جيسے که اُسکي هوئي اور اُسکي سرد مهري صاف اس سے واضح هوتي هى که وه اپنے پرانے کهلے ملے دوستوں کي مکارنياں سنتا تها اور نام کو اوداس بهي نهوتا تها چنانچه ايسي بڑي عمر ميں ايسي وارداتيں بهت سي واقع هوئيں اور اُن کے وقوع سے خدا ترسي يا حکمت کا خيال اُسکے جيميں گذرا مگر يهه حکم جاري کرتا رها که متوفي کے متروکه غير منقوله پر قبضه کيا جاوے اور بڑي احتياط اُسميں برتي جاوے که دستاندازي نهووے اور جو قرض اوسکا لوگوں کے ذمه پر واجب الادا هووے يا کهيں اوسکي امانت رکهي هووے وه وصول کيا جاوے *

اوسکی رقعوں ميں اکثر اوقات اوستادوں کي شعريں يا قران کي آيتيں پائي جاتي هيں اور کبهي کبهي ياروں کے رنگ ڈهنگ پر خط خطوط

لکھے جاتے تھے اور نوع ظرافت سے خالی نہوتے تھے اور خصوص وہ رقعے جو اپنے بیٹوں کے نام پر لکھے جاتے تھے چنانچہ ایک رقعہ کے خاتمہ کو جو اسی برس کی عمر کے بعد اوسنے لکھا تھا تشبیہوں اور استعارہ کے شعروں سے مزین فرمایا اور اون شعروں کے مصرعہ تین تین نامون سے مرکب ہیں اور ہر شعر میں کسی کسی بڑے آدمی کی کارگزاری کا ظرافت خیز بیان ہی جو اوسکی دربار میں حاضر ہوتے تھے † *

جمیلی کیری جسنی اورنگزیب کو اوسکی اٹھترویں برس میں دیکھا تھا بیان کرتا ہی کہ وہ پست قامت اور لاغر اندام اور کبرسنی کے باعث سے خمیدہ قامت اور ناک اوسکی لنبی اور ڈاڑھی اوسکی گول جسکی سفیدی اوسکی شفاف رنگت پر نمایاں تھی صاف و سفید ململ کی پوشاک پہنے ہوئی عصا کے ٹیکی سہارے امیروں کے جھرمٹ میں کھڑا ہوا تھا اور اسکی پگڑیمیں بڑا ٹکرا زمرد کا ٹنکا ہوا تھا دادخواہوں کی عرضیاں لیتا جاتا تھا اور بلا عینک پڑہکر خاص اپنے ہاتھہ سے دستخط کرتا جاتا تھا اور اوسکی ہشاش بشاش چہرہ سے صاف مترشح تھا کہ وہ اپنی مصروفیت سے نہایت شاداں و فرحاں ہی ‡ *

ہندوستان کے بادشاہوں میں عالمگیر ایسا بادشاہ تھا کہ مسلمانوں کے گھر گھر میں تعریف اوسکی ہوتی ہی اور بہت تھوڑے لوگ ایسی

---

† اورنگزیب کے رقعوں کے تین مجموعہ موجود ہیں اول کلمات طیبات جسکو اُسکے میر منشی عنایت اللہ خاں نے مشتہر کیا دوسرے رقایم کرایم جسکو دوسرے میر منشی نے شہرت بخشی تیسرے دستورالعمل آگاہی جو اُسکے مرنے سے اٹھائیس برس کے بعد اکٹھا کیا گیا پہلے دو مجموعہ صرف مسودہ تھے جنکو آپ اپنے ہاتھہ سے میر منشیوں کے واسطے تحریر فرماتی تھے اور تیسرے مجموعہ کے نامے بھی اسی قسم کی علامتیں رکھتی تھیں چنانچہ ترتیب اور تاریخ کا اُسمیں نام نشان نہیں اور اختصار کے باعث سے اور نیز اُن مضمونوں کی ناآشنائی سے جسپر اشارے کنایہ کیئے گئے تاریک و تیرہ ہیں

‡ جمیلی کیری کا حوالہ ہندرجہ کتاب جرچہل صاحب جلد ۴

هیں جو اکبر بادشاہ کی خوبی و خصلت کی حسن و خوبی سے بالکل اندھے بن گئی مگر اور ایسے آدمی اونسی بھی بہت کم هیں جنکی سوچ سمجھہ کی رائیں اورنگزیب کی ترجیح پر اکبر کی نسبت مایل ہونگی *

مختلف معاملوں کا بیان

واضح هو کہ بعض بعض ایسی متفرق واقعی هیں جنکا فروگذاشت کرنا مذکورالصدر سلطانت کے بیان میں مناسب نہیں معلوم ہوتا جاٹوں کی بغاوت کا بیان اوپر مذکور ہوچکا اور اصل و حقیقت اونکی یہہ هی کہ وہ شدر قوم کے هندو هیں جو آگرہ کے پاس ایک خطی میں بستی رہتی هیں اور دارالریاست اونکا بھرت پور هی اگرچہ ملک اونکا کشادہ اور آگرہ اور متھرا کے پاس واقع تھا مگر اورنگزیب کے عہد دولت میں شور و فساد برپا کرتے رہے اور بعد اوسکی اگلی سلطنتوں میں ایسی منزلت کو پہونچی کہ ایک وقت آگرہ پر قابض و متصرف ہوگئی اور هندوستان کے میدانوں میں بھی ایک اون لوگوں میں سے پچھلی قوی جو انگریزوں کی حکومت کے مانع و زاحم ہوئی تھی *

اورنگ زیب کے عہد حکومت کے ازتیسویں برس یعنی سنہ ۱۶۹۳ع میں ایک جہاز ہوائی سورت کے بندر سے حاجیوں کے واسطی چکایا گیا تھا جسمیں اسی توپیں اور چار سو بندوقیں تہاتہ سامان سے آراستہ پیراستہ † تھیں حسب اتفاق انگریزوں کے چھوٹی جہاز نے اوس جہاز پر حملہ کیا بادشاهی جہاز میں ایک توپ پھٹ گئی اور انگریز اپنے هتیار باندہ کر اوس جہاز میں گھس گئی اگرچہ عیسائی تلوار کے دھنی تتھی

† اگرچہ یہہ توپیں هلکی هونگی مگر تعداد آنکی مبالغہ سے بیان نہیں هوئی هوالینڈ کمپنی کے بعضے بعضے جہازوں پر جو چودہ سو ٹن یعنی سولہ هزار آٹھہ سو من بوجھہ اوٹھاتے هیں ستر ستر توپیں چڑهائی جاتی تهیں—میکفرسن صاحب کے رسالہ تجارت هند صفحہ ۱۳۳ کو دیکھو

مگر بدانتظامی کے باعث سے اوس جہاز پر قابض ہوگئی وقوع واقعہ پر اورنگ زیب نے یہہ حکم صادر کیا کہ جو جو انگریزی کوٹھی والی ہماری بندرگاہوں میں تجارت کا کاروبار کرتے ہوں پکڑے جکڑے جاویں اور حبشیوں کو یہہ ہدایت کی گئی کہ بمبئی کو انگریزوں سے خالی کراویں *

انگریزوں نے یہہ انتقام اُس کا لیا کہ بادشاہی ملازموں کو پکڑا اور خافی خاں کے بقول اُن حبشیوں نے بھی انگریزوں سے واسطہ علاقہ توڑا اس لیئے کہ آنکے آپسمیں میں میل جول کی رسم جاری تھی یہانتک کہ گجرات کے نایب سلطنت نے خود خافی خاں کو بصیغہ ایلچی گری بمبئی کو روانہ کیا خافی خاں لکھتا ہی کہ بڑی قدر و منزلت سے میری آؤ بھگت ہوئی اور جنگی قوت کی بہت سی بھڑک دکھلائی گئی خافی خاں نے پرانے پرانے انگریزوں سے سوال و جواب کیا جو بھاری قیمت کے لباس پہنے ہوئے تھے اگرچہ گاہ گاہ اُس سے بہت کھل کھلاکر ہنسے جو ایسے موقع پر شایاں و مناسب نتھا مگر معلوم ہوتا ہی کہ آنکی تیز فہمی اور عقل و ہوشیاری کا خیال آسکی طبیعت پر اچھا بندھا انگریزوں نے شکایت کے جواب میں ظاہر ہی کہ یہہ راست بیان کیا کہ بادشاہی جہاز کو قزاقوں نے لوٹا اور اُنکی جوابدہی ہمارے ذمہ نہیں اور جبکہ یہہ سوال کیا گیا کہ تمنے ہمارے بادشاہ کی قلمرو میں اپنے بادشاہ کے نام کا سکا کسلیئے جاری کیا تو جواب اسکا یہہ دیا کہ ہم تجارت پیشوں کو ایسے ایسے مقاموں میں سودا سلف کرنا پڑتا ہی جہاں تمہارے بادشاہ کا سکا جاری نہیں *

حال اوس تصفیہ کا جو اس موقع پر واقع ہوا بیان نہیں کیا گیا مگر اور مورخوں کے ذریعہ سے یہہ دریافت ہوتا ہی کہ انگریزوں نے کسیقدر روپیہ دینے کا اقرار کیا یعنی باہم آشتی ہوگئی *

یہہ بات اچنبھی کی ہی کہ ایسی خفیف معاملہ کو خافی خاں نے بیان کیا جسمیں وہ خود مصروف ہوا تھا اور اون لڑائیوں کے بیان

کو قلم انداز کیا جو سمندر کے دونوں کناروں پر انگریزوں اور عالمگیر کی فوجوں میں واقع ہوئی تہیں اور کمپنی کی تاریخ میں اونکو بڑی قدر و منزلت کا سمجہا گیا خافی خاں نے ان بے ہنر مخالفوں کی آیندہ قدر و مرتبہ کو بچشم عبرت ملاحظہ نکیا کہ وہ کیسی ہنر مند ہو جاوینگے *

بارهواں حصه

اورنگ زیب کے جانشینوں کا بیان

پهلا باب

محمد شاه کي تخت نشیني تک

بهادر شاه کا بیان

جونهي که شاهزاده اعظم نے باپ کي سناوني سني تو باپ کے لشکر میں واپس آیا اور ایک هفته کے بعد اپنے باپ کي وصیت پر خاک ڈالکر اپني بادشاهي کي منادي پهروائي *

شاهزاده معظم نے بهائي کي نسبت عمده وجوهات کے پورے سہارے شهر کابل میں تاج سلطنت کو سرفرازي بخشي اور بهادر شاه کا خطاب اختیار کیا غرض که بقول آسکے که دو بادشاه درا قلیمے نگنجند دونو مدعي بادشاهوں نے هتیاروں کے ذریعه سے اپنے دعووں کے قیام و استحکام کي طیاریاں کیں اور باوصف اِس کے که سلطنت کا حال بغایت پتلا تها بڑي بڑي فوجیں اکٹهي کر کے جنوب آگره کے متصل باهم مقابل هوگئے حاصل یه که ایسي بڑي لڑائي پڑي که اعظم شاه اور اُس کے دو جوان بیٹے مارے گئے اور چهوٹا بیٹا شیرخوار اُس کا گرفتار آیا یه مقتول شاهزاده ایسا مغرور و متکبر تها که اُس کے غرور و نخوت سے اکثر سردار اُس سے ناراض تهے چنانچه منجمله اُن کے اسد خاں اور اُس کا بیٹا ذوالفقار خاں اس کي فوج سے علاحده هوگئے تهے اور لڑائي کا تماشا دیکهتے تهے اور جب که ماه جون سنه ۱۷۰۷ع مطابق ربیع‌الاول سنه ۱۱۱۹ هجري میں لڑائي کا خاتمه هوچکا تو اُن دونوں باپ بیٹوں نے اطاعت کا پیغام بهیجا چنانچه بهادر شاه لطف و عنایت سے پیش آیا اور بڑے مرتبه پر اُن کو پهونچایا اور علي‌هذالقیاس اعظم شاه کے اور رفیقوں سے

بهي يهي معاملے برتے مگر خاص منعم خاں کے صدق و وفا پر معتمد رها
جو کابل میں بڑا سردار اُس کا تها یہاں تک کہ وهي وزیر اس کا هوا
اور یہہ منعم خاں بهي بڑا لایق فایق اور نہایت نیک نیت اور پاک
طینت وزیر تها اور جو کہ بادشاہ میں سرعت غضب کے علاوہ کوئي
عیب و عار نہ تها تو اُس کي تخت نشیني کو رعایا کے بڑے حصے نے
بہت مبارک سمجها جو اورنگ زیب کے تعصبوں اور سخت ضرر
رسانیوں سے کسي قدر نجات و تشفي کي متوقع تهي اور یہہ بهاري نقصان
اُن پر اُس کي سینہ زور لڑائیوں کي وجہہ سے عائد هوئے تهے *

اگرچہ شاهزادہ کام بخش اپني اصل و طبیعت سے خود بیں
و خود پرست اور درشت طبیعت اور نہایت بد مزاج تها اور باوصف
اس کے اُس نے اعظم شاہ کي بادشاهي کو تسلیم کیا تها اور اُسکي جاگیر
اُس پر مضبوط و مستحکم کي گئي تهي مگر بهادر شاہ کي بادشاهت سے
منکر تها بهادر شاہ نے عنایتوں کي مار مار اور نوازشوں کي بوچهار سے
بہت کچهہ چاها کہ وہ اُس کا حامي هو جاوے مگر کچهہ فائدہ
حاصل نہوا یہاں تک کہ اُس پر فوج کشي هوئي اور ایک لڑائي میں
جو حیدرآباد کے متصل واقع هوئي تهي شکست فاحش کهائي اور اُسي
روز اپنے کاري زخموں کي تکلیف و اذیت کے مارے مر گیا یہہ واقعہ ماہ
فروري سنہ ۱۷۰۸ع مطابق ذي قعدہ سنہ ۱۱۱۹ هجري میں واقع هوا *

دکن کے کاروباروں اور راجپوتوں کا بیان

دکن میں موجود هونے کے باعث سے بهادر شاہ نے یہہ سوچا بچارا
کہ مرهٹوں سے کیا معاملہ برتنا چاهیئے اور اون سے کس طرح پیش آنا
مناسب هے اور یہہ وقت وہ تها کہ اُس میں صلح کا کرنا اُس وقت کي
نسبت زیادہ سہل و آسان تها جب کہ عالمگیر کے مرنے پر سلطنت کا
ڈهچر بگڑ رها تها وفات اورنگ زیب کے زمانہ میں ساهو مرهٹوں کا حقدار
راجہ مغلوں کي قید میں مقید تها اور مرهٹوں کي حکومت کا کاربار اُسکے

چهوٹا راجا رام کي بیوہ تارا بائي کے اهتمام انتظام سے بخوبي جاري تها
اور وہ بي بي اپنے شیر خوارہ بیٹے کے نام سے حکومت کرتي تهي اگرچه
مرهٹے لوگ ایک کام کے سردار کے بهم پهونچانے کي ضرورت سے راے گڈه
کي فتح کے پیچهے راجا رام کي تخت نشیني پر مایل هوئے مگر اُس کے
بهتیجے ساهو کے موروثي استحقاق کو بهولے نه تهے چنانچه جب وه
ضرورت باقي نرهي تو ساهو کے باپ دادے کي گدي کو اُس سے خالي
دیکهنا گوارا نه کیا اعظم شاه نے ان دعوي داروں کے قصے قضایوں سے فائده
اُٹهانا چاها اور جبکه وه معظم شاه کے مقابله کو جاتا تها تو ساهو کو آسنے
رها کیا جو اب جوان هو گیا تها اور یهه اقرار کیا که اگر تو اپنے حق پر
قابض هو گیا تو بهت مناسب شرطوں سے آشتي کي جاویگي یهه تدبیر
اُس نے ذوالفقار خاں کي صلاح و مشورت سے برتي تهي چنانچه تدبیر
اُس کي راس آئي اور مرهٹے سردار مختلف گروهوں میں منقسم هوگئے
اور بجاے اُس کے که وه اپنے دشمنوں یعنے مغلوں کو مغلوب کریں جو
بهت زیاده مقابله کے قابل نرهے تهے خود آپسمیں لڑنے بهڑنے لگے اور ایسے
وقت میں که مغلوں کي سلطنت نهایت کمزور اور ناتوان هوگئي تهي
کسي قسم کا نقصان اُن کو نه پهونچایا اور جب که بعد اُسکے بهادرشاه
مرهٹوں پر ملتفت هوا تو ساهو کا غلبه ملکي نزاعوں میں غالباً معلوم
هوتا تها اور ذوالفقار خاں نے جو آج کل بادشاهي عنایتوں کا منظور
نظر تها یهه چاها که اورنگ زیب کي پیش کرده مراعاتوں اور عنایتوں کے
بموجب مرهٹوں سے آشتي کي جاوے مگر منعم خاں نے شرطوں کو
منظور کر کے تارا بائي سے آشتي چاهي اور شرایط مقرره کا عنایت کرنا
اُسي کے لیئے تجویز کیا چنانچه انجام اُس کا یهه هوا که آشتي کے
مقدمه میں جو خط کتابت هوئي تهي وه بالکل ضایع گئي اور وه سعي
مشکور نه هوئي جب که بهادر شاه دکن سے روانه هوا تو دکن کي نیابت
ذوالفقار خاں کو عنایت فرمائي مگر جو که وه سردار اپني حسن لیاقت

کے باعث سے بقول اُس کے کہ * ای روشنی طبع تو بر من بلا شدی * دربار
میں حاضر رہنے سے محفوظ و مامون نہ رہ سکا تو بادشاہ نے اوس کو
طلب فرمایا چنانچہ ذوالفقار خان داؤد خان پنی کو جسنے عالمگیر کی
لڑائیوں میں آپ کو مشہور و ممتاز کیا تھا اپنی جگہہ چھوڑ کر روانہ ہوا اور
داؤد خان نیابت کا کام اس کی جگہہ کرتا رہا *

داؤد خان نے ذوالفقار خان اپنے اعلی افسر کی تدبیروں کا اتباع کیا
اور ساہو راجہ سے ذاتی عہد نامہ لکھوایا چنانچہ اُس نے یہہ اقرار کیا
کہ جب تک میں دکن کا نایب رہونگا تب تک دکن کے محاصل سے
اِس شرط پر چوتھ دیا کرونگا کہ ملک کا محاصل میرے لوگ اکٹھا
کرینگے اور تمہارا دخل و تصرف نہوگا *

یہہ انتظام ایسا معقول ہوا کہ اُسکی بدولت بہادر شاہ کی سلطنت
کے آخر تک تمام دکن میں امن امان قایم رہا اور بادشاہ کے خیالوں کو
یہہ فرصت ہاتھہ آئی کہ اب وہ اور جانب کو متوجہہ ہووین جہاں اُسکی
سعی و کوشش کی ضرورت دکن کی نسبت کچھہ کم نہ تھی چنانچہ
جب وہ کام بخش کے دبانے کو جاتا تھا تو اُسنے راجپوتوں سے تصفیہ کرنا
چاہا تھا اور جودہپور کے راجہ سے عہد نامہ کیا تھا جسکے ذریعہ سے وہ ملک
اُسکو واپس دیا جو اُس سے چھینا گیا تھا اور وہاں کی مذہبی
رسموں کو ویساہی جاری کیا جیسی کہ اکبر کے عہد دولت میں جاری
ساری تھیں اور راجہ کو اس پابندی سے آزادی بخشی کہ دکن کی
لڑائیوں میں فوج کی مدد دیا کرے بلکہ حقیقت میں خود مختاری
اُس کو بخشی اور نام کی اطاعت باقی † رکھی بعد اُس کے مارواڑ کے
راجہ اجیت سنگھہ سے انہی شرطوں پر عہد نامہ کیا مگر امدادی
فوج کی اطاعت کو قایم رکھا اور جیپور کے راجہ جے سنگھہ پر بڑی کڑی
کڑی شرطیں لگائیں اور وجہہ اُس کی یہہ تھی کہ اُس راجہ نے اگرچہ

† کرنیل ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان جلد ایک صفحہ ۳۹۵

خود مختاري کا دعوی نہ کیا تھا مگر حال کي ملکي لڑائي میں اُسکے مخالف یعني اعظم شاہ سے موافق ہو گیا تھا چنانچہ اُسکي دارالریاست میں سپاہیوں کا ایک بڑا گروہ اپنا چھوڑا اور اُس امدادي فوج کي حکمراني اُس سے متعلق تو کي جو بادشاہي فوج کے ہمراہ گئي تھي مگر معلوم ہوتا ہي کہ اُس کي خاص ریاست میں تمام اختیار اُسکا ضبط کیا تھا اور جب کہ یورش کے زمانہ میں بادشاہي فوج نربدا پر پہونچي تو اجیت سنگھ بھي کسي وجہہ سے ناراض ہو گیا تھا یہاں تک کہ یہہ دونو راجہ اپني اپني فوجیں لیکر الگ ہو گئے اور بہادر شاہ کے مقابلہ پر متفق ہوئے اور جوں ہي کہ دکن کا قصہ کام بخش کے مرنے پر طے ہوچکا تو بہادر شاہ نے ان راجاؤں کے اتفاق توڑنے پر التفات اپنا مصروف کیا مگر راجپوتوں کي مملکت میں اب تک نہ پہونچا تھا کہ ناگاہ اُس کو یہہ پرچا لگا کہ سکہوں نے سہرند پر قبضہ کیا اور پنجاب کا ایسا حال سنا کہ اُسکو راجپوتوں کے مقدمہ میں مجوزہ تدبیر کي تعمیل و تکمیل کي فرصت نہ ملي † *

حالات مذکورہ بالا کے لحاظ سے بادشاہ نے راجپوتوں سے آشتي چاہي مگر راجپوتوں کي فریبي چالوں کا کھٹکا مانع مزاحم ہوا چنانچہ خود نکیا بلکہ اپنے بیٹے عظیم‌الشان کو دونوں راجاؤں سے ملاقات کے لیئے ایک مقام معین پر جانے کو روانہ کیا جو بادشاہي فوج کے رستہ پر واقع تھا اور وہ راجہ اپني فوجوں سمیت وہاں موجود ہوئے غرض کہ ساري درخواستیں اون کي منظور کي گئیں اور غالباً اون کو بھي ایسي معقول صورتوں میں چھوڑا گیا جیسیکہ اودے پور والے کو چھوڑا تھا یہہ آشتي سنہ ۱۷۱۹ع مطابق سنہ ۱۱۲۱ ہجري میں واقع ہوئي *

† سکات صاحب کا ترجمہ سرگذشت ارادت خاں صفحہ ۵۸ اور ٹاڈ صاحب کي تاریخ راجستان جلد دو صفحہ ۷۷

سکھوں کے فسادوں کا بیان

سکھوں کي قوم جن پر بادشاہ نے بضرورت فوج کشي کي تهي وہ اصل و حقیقت میں ایک مذهبي فرقہ تها اور اُس زمانہ میں قوم اُنکي بنتي جاتي تهي اور همارے وقتوں میں هندوستان کي ریاستوں میں سے بڑے جاہ و جلال اور شان و جمال کو پهونچي *

بنیاد اِس فرقہ کي گرو نانک نے ڈالي تهي جو پندرهویں صدي کے آخر میں بڑي تب تاب سے نمایاں هوا اور سائیں کبیر کا چیلا تها اگرچہ هندواني توحید کا قایل تها جس میں پیغمبروں کا واسطہ مانا نہیں گیا مگر خاص اُسکا مسئلہ یہہ تها کہ سارے مذهبوں کو گوارا رکهنا اور کسي سے مذهبي پرخاش نکرنا عین صواب هی اور یہہ بهي قول اُس کا تها کہ خداتعالی کو پوجنا تو فرض و لازم هی مگر طریقوں کي حفظ و مراعات چنداں ضروري نہیں اور هندو مسلمانوں کي پرستش خدا کے نزدیک مساوي هی † اس مذهب کے خلاصہ سے جو صلح کل کا مضمون هی یہہ پوري توقع تهي کہ اهل و اتباع اُس کے تمام انسانوں سے امن و امان میں رهینگے مگر منجملہ مسلمانوں کے ایسے لوگوں کو یہہ فیاضي جوانمردي اور مرنجان و مرنجان کا مضمون نہایت ناپسند هوا جو بغایت متعصب اور کمال متعسف تهے چنانچہ جب یہہ فرقہ ایک صدي سے زیادہ چپ چپاتے ترقي پکڑتا گیا تو مسلمانوں کو رشک و حسد پیدا هوا یہاں تک کہ اس فرقہ کا گرو اکبر بادشاہ کے سال انتقال کے اندر اندر سنہ ۱۶۰۶ میں مارا گیا ‡ اور جوں هي کہ یہہ ستم واقع هوا تو وہ فرقہ ایسے بے نفس لوگوں سے جو کسي کے ضرر کو گوارا نرکهیں اور امن و امان کو پسند کریں ایسي نڈر لڑنا بهڑنے جو دین کي بات پر جان کهونے

† پروفسر ولسن صاحب کا بیان مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد ۱۷ صفحہ ۲۳۳

‡ سرجان مالکم صاحب کا بیان مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد گیارهویں صفحہ ۲۱۲

کو فخر اپنا سمجھیں چنانچہ اُنھوں نے گرو ہرگوبند کے وقتوں میں جو اُن کے مقتول گروکا بیٹا تھا ہتھیار باندھکر انتقام کے لیئے پر کمر باندھی گرو ہرگوبند نے ظالموں کي نفرت حقارت اور اپنی ایسی طبیعت کے زور شور سے جو انتقام لینے پر بہت مائل تھي اُنکو مستعد و آمادہ کیا غرض کہ جب وہ علانیہ مغلوں کي سلطنت کے دشمن ہوگئے تو لاہور کے گرد و نواح سے سکھوں کو خارج کیا گیا جہاں آج تک اُن کا بڑا ٹھکانا تھا یہاں تک کہ شمالي پہاڑوں میں پناہ جوئي پر مجبور ہوئے † اگرچہ وہ لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہے مگر مسلمانوں سے مخالفت کیئے گئے اور اپنی جنگي عادتوں کو جب تک جاري رکھا کہ سنہ ۱۶۷۵ ع میں گرو ہرگوبند کا پوتا جو نانک سے سلسلہ میں دسواں گرو ہوتا تھا اُس کي گدي پر بیٹھا اسي گرونے پہلے پہل یہہ تجویز کي کہ سکھوں کي مذہبي جماعت کو سپاہیانہ جمہوري سلطنت بناوے چنانچہ اُس نے اپنے ارادے کو ایک یوناني مقنن کے طور طریقوں پر پورا کیا گروگوبند نے اپنے لوگوں کي تعداد بڑھانے کي غرض سے ذات و قوم کا امتیاز اُٹھایا چنانچہ مسلمانوں اور برھمنوں اور چنڈالوں کو جو جو لوگ اُس کے مرید و معتقد ہوئے برابر تسلیم کیا اور اُن کے اتحاد و اتفاق کے لیئے ایک طرح کا پیرایہ اور خاص خاص طور و طریقے مقرر کیئے جنکے ذریعہ سے تمام اتباع اُس کے جہان کے لوگوں سے ممتاز ہوئی یہہ قاعدہ ٹھرایا کہ ہر مرید اُسکا اپنے روز ولادت سے یا روز ارادت سے سوگندي سپاہي بنارھی اور کسي نہ کسي طرح ہمیشہ پاس اپنے لوھا رکھے اور نیلے کپڑے پہنے اور داڑھي اور سرکے بالوں کو بڑھنے دے اور بدن کے کسي بال کو الگ نکرے *

ہندوؤں کے دیوتوں کي تعظیم اور برھمنوں کا ادب قایم رکھا اور گاؤکشي کي سخت ممانعت کي اور کھانے پینے کي تفریق و ممانعت

---

† سرجان مالکم صاحب کي تاریخ کا صفحہ ۲۱۴

کو موقوف کیا اور پرستش کے معمولی طریقے چھوڑ کے اور سلام کا نیا ڈھنگ نکالا اور شادی غمی کے جلسوں میں نئی نئی رسموں کو رواج دیا † غرض کہ یہہ تبدیل ایسی موثر پڑی کہ باوصف اس کے بہت سی خصوصیتیں متروک ہوگئیں اب بھی اُن کی چال ڈھال میں ایسی بو باس پائی جاتی ہے جیسے کہ ہندوستان کی اور اصلی قوموں سے متمیز ہوتی ہیں چنانچہ دراز قامت اور دبلے چھریرے اور باوصف شمالی قوم ہونے کے گندم گوں اور چابک سوار اور توڑہ دار بندوق کے دھنی ہوتے ہیں اور سب لوگ اُن کے اب بھی سپاہی تو ہیں مگر دینی حرارت باقی نہیں اگرچہ طور طریق اُن کے معقول نہیں مگر اکثر خوش مزاج اور صحبت کے قابل اور ہرقسم کے لطف و لذت پر مایل ہیں *

گرو گوبند کے وقتوں میں رنگ ڈھنگ اُن کے مختلف تھے چنانچہ وہ لوگ اُس وقت میں دین و مذہب کی حرارت اور دین کے مخالفوں سے نفرت حقارت رکھتے تھے اور اپنے معاملہ کی ترقی کامیابی کی غرض سے ہر کام میں بڑنے اور ہر طرح کی مصیبت اُٹھانے پر آمادہ رہتے تھے مگر اُن تدبیروں کی تکمیل و تعمیل کے لیئے تعداد اُن کی کافی وافی نہ تھی جو مسلمانوں کی پاداش و تدارک کی غرض سے سوچی بچاری تھیں چنانچہ جب مدت کے تھے قضایوں کے بعد گرو گوبند کا یہہ حال ہوا کہ اُس کے قلعے چھین چھنا گئے اور ماں اور جورو بچے اُس کے گردن مارے گئے اور کچھہ اتباع اُس کے کام آئے اور تھوڑے سے زخمی ہوگئے اور بعضے ہمت ہار کر بیٹھہ رہے تو عقل اُسکی پوری نرہی اور بات اُس کی بگڑ گئی اور اب وہ ایسا بودا ہوگیا تھا کہ اُس کو مغلوں کی قلمرو میں بلا تکلف داخل ہونے کی اجازت

† سرجان مالکم صاحب کا بیان مندرجہ تحقیقات ایشیا جلد گیارھویں صفحہ ۲۱۹ و ۲۲۰ و ۲۸۲ و ۲۸۸

دیگئی اور مقام نادیر واقع دکن میں ایک ذاتی دشمن کے ہاتھہ سے مارا گیا † *

اگرچہ بعض وقتوں میں یہہ بات بجاے خود ممکن هی که کسی سر سبز مذهب کی بیخ و بنیاد اوکهاڑی جاوے مگر وقوع اُس کا ایک بڑی مدت کے مستقل زور و ظلم سے متصور هوتا هی اور یہہ بات مغلوں کی سعی و کوشش سے اِس لیئے ممکن نه تهی که اُن کی خاص قلمرو میں شور و فساد کے هنگامی برپا رهتی تهے اور حکومت نہایت کم زور هوگئی تهی *

مغلوں کے زور و ظلم سے سکهوں کی دینی حرارت دوگنی مشتعل هوئی اور اُن کے دلوں میں انتقام کا ارادہ گهرا بیٹھا اور بڑے غیظ و غضب سے نمایاں هوا چنانچہ وہ لوگ ایک نئی سردار بندو نامی کے تحت حکومت هوکر جس نے جنم سے سادہ سنتوںمیں پرورش پائی تهی اور مزاج کا سفاک اور نہایت دلیر و دلاور تها اپنے اپنے گهروں گوشوں سے نکلے اور پنجاب کے مشرق کو پامال کیا اور جہاں جہاں اُن کا قدم گذرا وهاں ایسی ایسی بے رحمیاں برتیں جو کانوں سنیں نه آنکهوں دیکهیں مسجدوں کو مسمار کیا اور ملاؤں کو گردن مارا اور اُن کے غیظ و غضب کو اصول مذهب کی مراعات اور عورت بچوں کا ترس اور بڑے بوڑهوں کا ادب نه روک سکا غرض که بڑی سنگدلی بیرحمی سے شهروں کو برباد کیا اور شهر والوں کو هلاک کیا یہاں تک تازہ مردوں کو اُن کی قبروں سے نکال کر گوشت اُن کا چیل کووں کو کهلایا *

بڑا مقام اِن زور ظالموں کا وہ سهرند تها جس کے حاکم کو ایک قایم لڑائی میں سکهوں نے شکست فاحش دیکر اُس پر قبضه کیا ایسی ایسی

---

† سرجان مالکم صاحب کا بیان اور فارسٹر صاحب کا سیاحت نامه صفحه ۲۶۳ اس مورخ نے بیان کیا که گرو گوبند مغلوں کی ملازمت میں تهوڑی سی فوج کا حاکم هوگیا تها اور اسبات کو خانی خاں نے استحکام دیا

تباہیاں تمام اُن ملکوں میں واقع ہوئیں جو ستلج اور جمنا کے مشرق میں واقع ہیں جن میں سے سکھہ لوگ گذر کر سہارنپور تک پہونچے تھے چنانچہ جب خاص خاص مقاموں کے حاکموں نے لاگ ڈانٹ اُنکی کی تو اودھیانہ اور پہاڑوں کے درمیان اُس ملک میں چلے گئے جو ستلج کے بالائی حصہ کے کنارے پر واقع ہیں معلوم ہوتا ہی کہ یہہ ملک اُس زمانہ میں اُن کا بڑا ٹھکانہ تھا اور وہ ملک اُن کی حالت کے لیئے اس لیئے مناسب تھا کہ جب کشادہ ملکوں کے چھوڑنے پر مجبور ہوتے تھے تو کمال آسانی سے وہاں چلے جاتے تھے اِس موقع پر بہت دنوں تک پہاڑوں میں چھپے نرہے چنانچہ آیندہ برسوں میں تاخت تاراج کو بڑی فراخی بخشی اور ملکونکو ایسی بڑی وسعت سے لوٹا کہ ایک جانب کو لاہور کے قرب و جوار تک اور دوسری جانب کو خاص دلی تک ملک سیاہ کیا † *

غارتگریوں مذکورہ بالا کے وقوع سے بہادر شاہ کو بذات خود مقابلہ کرنے کی ضرورت پڑی چنانچہ اُس نے بہت جلد اُنکو اُن کی حدوں کے اندر بھگایا اور پہاڑوں سے پناہ جوئی پر مجبور کیا مگر باوجود اِس کے مطیع و منقاد اُس کے بمشکل ہوئے گو اُن کے لیئے بڑی بڑی کوششیں برتی گئیں اور جب کہ بندو مجبور ہوکر کسی قلعہ میں پناہ گزیر ہوا تو بادشاہ نے صرف قحط کی امداد و اعانت سے فتح کی توقع کی چنانچہ پورا محاصرا کیا گیا اور ایک مدت اُس میں صرف ہوئی اگرچہ سکھوں نے بھوک پیاس کی سختیاں اُٹھائیں اور بہت سے بھوکے پیاسے موئے مگر اُس قلعہ کی حفاظت کیئے گئے اور جبّ کہ مقابلہ سے مایوس ہوئے تو سخت مایوس ہوکر قلعہ سے نکلے اور جان توڑکر ٹوٹ پڑے

---

† سکھوں کا سہارنپور تک پہونچنا سرجان مالکم صاحب اور فارسٹر اور خافیخاں تینوں کی تاریخوں سے لیا گیا اور باقی آیندہ حالات اُن کے صرف خافیخاں کے بیان سے لیئے گئے

چنانچہ اِس دلیرانہ مہم میں بہت سے سکہہ کام آئے اور مسلمانوں نے بلا اَیندہ مقابلہ کے قلعہ پر قبضہ کیا منجملہ اُن کے ایک آدمی کو جو سردار اُن کا معلوم ہوا اور اُسنے اپنی اِمتیاز و شہرت میں ہر قسم کی جد وجہد اُٹھائی تھی گرفتار کرکے بڑی دہوم دہام سے بادشاہ کی خدمت میں روانہ کیا اور جبکہ وہ بادشاہ کے لشکر میں داخل ہوا تو چھان بین کے بعد اُس کی یہہ حقیقت دریافت ہوئی کہ وہ ایک چیلا ہی جسنے اپنے گرو کی حفظ حراست کی نظر سے جان اپنی گلوانی منظور کی اور عین دھاوے کے وقت اپنی جان بچاکر بندو بھاگ گیا اگرچہ بادشاہ کو اُس چیلے کی جانثاری اور وفاداری سے نہایت حیرت ہوئی مگر یہہ جوانمردی نکی کہ جان اُسکی بخشدے بلکہ اُس اسیر بنجہ بلا کو لوہے کے پنجرے میں بند کرکے دلی کو روانہ کیا *

بعد اُسکی بادشاہ اُن کی تاک جھانک اور اُن کی غارتگری کی روک تھام کی غرض سے لاہور میں واپس آیا مگر یہہ مطلب پورا پورا حاصل نہوا تھا کہ بہادر شاہ اپنی عمر کے اِکہتروین برس قمری اور سلطنت کے پانچویں برس ماہ فروری سنہ ۱۷۱۲ ع مطابق محرم سنہ ۱۱۲۴ ہجری میں جہان فانی سے گذر گیا تو سکھوں نے پھر غلبہ پکڑا *

بہادر شاہ کی وفات پر یہہ معمولی نتیجہ مترتب ہوا کہ اُسکی بیٹوں میں تخت نشینی کی بابت خصی قضائی قایم ہوئی چنانچہ بڑے بیٹے کی نالیاقتی سے جو بعد اُسکی جہاندار شاہ کے نام سے پکارا گیا دوسرے بیٹے عظیم الشان کو بڑی فوقیت حاصل ہوئی اور چونکہ ساری فوج اور اکثر امیروں نے اُسکی اعانت کی تو یہی معلوم ہوا کہ اُسکو اپنے حریفوں پر وہ سبق و فوقیت حاصل ہے جسکا مقابلہ متصور نہوگا *

اُسکے تینوں بھائیوں نے اپنے فائدوں کی نظر سے باہم اتفاق کیا چنانچہ وہ غالب آئی اور عظیم الشان ناکام رہا اگرچہ ذوالفقار خان کے سمجھانے بوجھانے اور اُسکی چھوٹی چھوٹی وعدوں کے باعث سے جسکو

لگانے بجھانے کا اور سازش کرنیکا شوق ذوق اب تک چلاجاتا تھا جیسے کہ پہلے وقتوں میں پیش نظر رہتاتھا اُن کے آپس میں چندے باہم اتفاق رہا اور وہ بھی تھوڑے دنوں کے واسطے تھا اِس لیئے کہ عظیم الشان کی شکست اور وفات تک باقی رہا مگر تھوڑے دنوں بعد آپس میں دو بھائی مخالف ہوئے اور جب ایک بھائی نے دوسرے بھائی پر فتح پائی تو تیسرے بھائی نے فیروز مند بھائی پر روز فتح سے اگلی صبح کو حملہ کیا مگر میدان میں مارا گیا اور جب کوئی وارث نرہا تو بقول اُس کے کہ ہنرمندان بمیرند و بے ہنران جاے ایشان گیرند جہاندار شاہ بلا تکرار و حجت تخت نشین ہوا یہہ واقع مئی یا جون سنہ ۱۷۱۲ ع مطابق جمادی الاول سنہ ۱۱۲۴ ہجری کو وقوع میں آیا *

جہاندار کی سلطنت کا بیان

جب کہ جہاندارشاہ تخت پر بیٹھا تو ذوالفقار خاں کو وزیر اپنا مقرر کیا اور وجہہ اُس کی یہہ تھی کہ اُس مکار ولایق سردار نے مذکورالصدر قحط کے زمانہ میں جہاندار شاہ کی اعانت کی تھی اور اِس اعانت کی وجہہ یہہ تھی کہ اُس شاہزادہ کی خراب عادتوں اور برے ڈھنگوں سے یہہ سمجھا تھا کہ ایسے نرے وزیر کے ہاتھوں میں بطور ایک چلتی پھرتی کل کے رہنے کے لیئے نہایت مناسب ہے چنانچہ مراد اُس کی پوری ہوئی اور آغاز کار سے اوسنے حکومت میں دخل و تصرف کرنا شروع کیا اور خود بادشاہ سے بغرور نخوت پیش آیا اگر جہاندار شاہ ایسا ہوتا کہ اپنی جہالتوں حماقتوں سے اپنی قدر و منزلت کو خاک مذلت میں نہ ملاتا اور اپنی پیاری معشوقہ کے رشتہ داروں کی مراعات و مروت نکرتا اور اپنے امیروں کو نہ بگاڑتا تو ذوالفقارخاں کو یہہ جرات ہوتی کہ وہ بے ادائی سے پیش آتا یہہ بادشاہ ایک بیسوا پر مرتا تھا اور اوسکی خاطر سے اوسکے رشتہ داروں کو جو ذلیل حقیر اور رزیل و فرومایہ تھے بڑے بڑے عہدوں پر معزز و ممتاز کیا تھا اور خاندانی

شریفوں اور پرانے امیروں کو محروم رکھا تھا علاوہ اوس کے اون کم ظرفوں نے ایسي اوباشي چاٹی تھي که امیروں سے کج ادائي کرتے تھے اور طعن وتشنیع سے پیش آتے تھے اور بادشاہ کي جانب سے روک ٹوک اون کي نہوتي تھي اگرچہ اِن ناشایسته حرکتوں سے امیر اوس کے متنفر ھوئے اوراوس کي اعانت سے طرح دیتے مگر ذوالفقار خاں کے ظلم و غرور کو بھي اوٹھا نسکے جو اب ہر پایہ کے لوگوں سے برتا جاتا تھا اگر سب لوگوں کا اِلتفات ایک بیروني خطرہ پر مائل نہوتا توبھي غالب تھا که وہ امیر اپني نارضامندي اور دلگرفتگي کي ضرورت سے بغاوت پر علانیہ آمادہ ھو جاتے *

جہاندار شاہ نے پہلے پہل یہہ برا کوتک کیا که بادشاھي نسل کے شاہزادوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرایا اور منجملہ اون شاہزادوں کے جو اوسکے زور ظلم سے محفوظ و مامون رہے فرخ سیر عظیم الشان کا بیٹا تھا جو بہادرشاہ کے مرتے دم بنگالہ میں موجود تھا یہہ شاہزادہ بہادرشاہ کے انتقال اور اپنے باپ کي تباھي کے بعد سید حسین علي خاں سے ملتجي ھوا اور اوسکي وفاداري اور رفاقت و شفقت کا دامن پکڑا جو صوبہ بہار کا حاکم اور اوسکے باپ کا بڑا رفیق تھا چنانچہ حسین‌علیخاں نے اوس کے مقدمہ میں تائید اور اوسکی فروغ و ترقي کي تدبیرکي اور اپنے بھائي عبداللہ خاں حاکم الہآباد کو بھي سمجھا بوجھا کر فرخ سیر کا حامي بنایا حاصل یہہ که فرخ سیر نے ان امیروں کي امداد و اعانت سے ایک فوج الہآباد میں فراھم کي اور جو فوج اوسکے دبانے کو جہاندارشاہ نے روانہ کي تھي اوسکو مار پیٹ کر پچھلے پیروں بھگا دیا اور رفتہ رفتہ آگرہ کے قرب و جوار تک پہونچا جہاں جہاندار شاہ اور ذوالفقار خاں کے ستر ہزار آدمیوں سے مقابلہ پیش آیا یکم جنوري سنہ ۱۷۱۳ع مطابق ۱۵ ذي‌الحجہ سنہ ۱۱۲۴ ھجري کو ایسي کڑي لڑائي پڑي که دونوں فریق اچھي طرح سے ٹوٹ کر لڑے اور حسین علیخاں فرخ سیر کا حامي عین

میدان میں مردہ سمجھہ کر چھوڑا گیا مگر انجام اسکا یہہ ہوا کہ باغیوں
کو کامیابی نصیب ہوئی اور بادشاہ بھیس بدلکر دلی کو بھاگا اور ذوالفقار
خاں باقی فوج اپنی لیکر دلی کو چلتا ہوا اور جبکہ بادشاہ دلی میں
پہونچا تو اسد خاں والد ذوالفقار خاں کے گھر میں بے تکلف چلا گیا
اسد خاں پرانے پاپی نے اسکو نظر بند کیا اور جب ذوالفقار خاں آیا تو
اسکو سکھا پڑھا کر اسبات پر راضی کیا گو وہ پہلے پہل اسپر راضی نہوا تھا
کہ اپنی اولوالعزمی کی کل یعنی جہاندار شاہ سے کنارہ کش ہوکر اسکو
نئی بادشاہ کے حوالہ کرے اور پرانے بادشاہ کے خون کے وسیلہ سے نئی
بادشاہ سے آشتی حاصل کرے *

جبکہ فرخ سیر دلی کے قریب آپہونچا تو دونوں باپ بیٹے حصول
ملازمت کے واسطے حاضر آئے اور اپنے آقاے بدبخت کو بطور نذر و تحفہ
کے پیش کیا حاصل یہہ کہ فرخ سیر نے اسد خاں کی جان بخشی کی
اور ذوالفقار خاں اسکے بیٹے کو تمام عمر کی دغابازی اور خود کامی کے
پاداش و تدارک میں جانسے مارکر اس قابل نرکھا کہ بادشاہی تیروں
سے صحیح سلامت گھر کو چلا جاوے اور اسکے آقاے بدبخت کو بھی اسی
دن یعنی چہارم فروری سنہ ۱۷۱۳ع مطابق ۱۷ محرم سنہ ۱۱۲۵
ہجری کو قتل کرایا اور بعد اسکے اور بہت سے لوگوں کو بھی گردن مارا *

فرخ سیر کی سلطنت کا بیان

جیسا کہ قیاس کا مقتضی ہی کہ فرخ سیر کی تخت نشینی سے
اس کے حامیوں اور معاونوں کو بڑے بڑے مرتبے حاصل ہوئے ہونگے
ویساہی ظہور میں آیا چنانچہ حسین علیخاں کا بڑا بھائی عبداللہ خاں
وزیر اسکا مقرر ہوا اور حسین علیخاں نے امیرالامرائی کے عہدہ پر سرفرازی
پائی جو ساری سلطنت میں دوسرے درجہ کا عہدہ تھا یہہ دونوں بھائی
ان سیدوں کے بڑے معزز خاندان میں سے تھے جو بارھہ میں بستے تھے اور
اپنی اصل و سرشت کے باعث سے یہی دونوں بھائی سیدوں کے نام سے
ہندوستان میں مشہور و معروف ہوئے *

ان دونوں سیدوں کو اپني سعي و خدمت کے معاوضہ اور اُس امداد و اعانت کے بدلہ اور بادشاہ کي دوں همتي اور بڑي نیازمندي اور تضرع و زاري سے جسکو اُسلے استعانت کے وقتوں میں برتا تھا یہہ قوي توقع اور بہت بڑي امید تھي کہ فرخ سیر کي تخت نشیني پر تمام حکومت کا اختیار اپنے هاتھوں میں هوگا اور بادشاہ اپني نمود و نمایش اور درستي و آرایش میں مصروف رهیگا اور مال و دولت کي دهش اور قدر و منزلت کي بخشش میں اسقدر اختیار اُسکو دیا جاویگا کہ وہ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو راضي کرسکے مگر اس انتظام سے نہ فرخ سیر راضي هوا اور نہ دوست اُسکے خوش هوئے ڈهاکہ واقع بنگالہ کا قاضي بادشاہ کا بڑا معتمد تھا جسکو بادشاہ نے میر جملہ کا خطاب عنایت فرمایا تھا اگرچہ یہہ قاضي بڑي لیاقت کا آدمي نتھا مگر اپنے تنگ حوصلوں اور چھوٹے ارادوں کا مستقل تھا اور یہہ بات اُسکي فرخ سیر کي ایسي کم ظرف طبیعت پر حاوي هونے کے شایاں و مناسب تھي جو بڑے بڑے منصوبے تو درکنار چھوٹے چھوٹے ارادوں میں بھي مضبوط و مستقل نتھي بشرطیکہ کوئي امداد اوسکي نکرے بادشاہ کو اوس حکومت پر رشک و حسد کا کھانا کوئي بڑا کام نتھا جسکے انصرام و اهتمام کي لیاقت خود اوس میں موجود نتھي اور سیدوں کي متکبرانہ چال ڈھال سے اونکي ضد و مخالفت کي راہ چلانے کے لیئے معقول وجہہ هاتھہ آئي *

پوشیدہ مجلسوں میں پہلے پہلی یہہ تدبیر اوس نے سوچي کہ اونکي وزارت کو بانٹ چونٹ کر گھٹانا چاهیئے چنانچہ اس غرض کي تکمیل کے لیئے حسین علیخاں کو مارواڑ والے اجیت سنگھہ کے مقابلہ پر روانہ کیا اور جبھي یہہ پیغام اوسکے پاس پوشیدہ بھیجا کہ کوئي بات اس سے زیادہ مابدولت کو مقبول و مرضي نہیں کہ تم حسین علیخاں کا سخت مقابلہ کرو مگر اس لیئے کہ حسین علیخاں نے یہہ سمجھہ لیا تھا کہ بہت دنوں تک لڑائي میں مصروف رهنا اور دربار سے غایب هونا بڑے اندیشہ

كي بات هي تو اوسكي شرايط پيش كرده راجه پر كچهه حجت نكي اور لڑائي كو طول ندیا اور جبكه راجه نے مراد اپني پوري ديكهي تو بادشاه كي منفعت كے ليئے نقصان اپنا گوارا نكيا اور بيگانگي آپس ميں نه بڑا غرض كه راجه سے ايسي شرطوں اور آشتي پيدا كي كه بظاهر بادشاه كے حق ميں عزت و حرمت كے مفيد تهيں يعني راجه نے اقرار كيا كه تيرے همراه اپنے بيٹے كو دلي كے دربار ميں روانه كرونگا اور بادشاه كو ڈولا دونگا *

جبكه حسين عليخاں دلي كو واپس آيا تو درباري لوگوں كي باهمي نااعتمادي زياده هوئي اور جيسا كه بادشاه استقلال همت اور كمال عقل سے معرا تها ويسا هي ايمان و غيرت سے بهي مبرا تها اور اسليئے وه ايسا بهت باپي تها كه اوسكي طرفسے محفوظ و مطمئن رهنا بغايت دشوار تها *

غالب يهه هي كه بعضے وجوهات اور عمده علامات سے سيدوں نے يهه قياس كيا تها كه همارے مخالفوں نے هماري جان و مال كا اراده كيا چنانچه اُنهوں نے اپنے محلوں كے اس پاس اپني فوجوں كو جمايا اور دربار كا جانا چهوڑا بعد اسكے جب بادشاه كي نوبت آئي تو وه پريشان و مضطر هوا اور مخالف فريقوں كے تهوڑے سامانوں سے خود دارالسلطنت كو پريشاني حاصل هوئي اور كوئي علاج اسكے سواے باقي نرها كه ابهي جهگڑا قايم كيا جاوے يا نامرد اب مرڈوں كي اطاعت كريں غرض كه بادشاه كو سمجها بوجها كر يهه اجازت حاصل كي كه قلعه مبارك جس ميں خاص بادشاهي محل بهي واقع تها سيدوں كے پهره ميں رهے علاوه اسكے خود سيد بهي شرايط آشتي كے تصفيه كے ليئے حاضر آئے چنانچه يهه قرار پايا كه مير جمله بہار كا حاكم مقرر كيا جاوے اور دربار ميں رهنے نپاوے اور عبدالله خاں سے وزارت متعلق رهے اور حسين عليخاں دكن كي حكومت قبول كرے اور في الفور اپني فوج اوٹهاكر اُس دور دراز صوبه كو چلا جاوے *

جب که بظاهر اتفاق هوگیا اور امن امان قایم رها تو بادشاه کا بیاه راجه اجیت سنگهه کي بیٹي کے ساتهه ایسي دهوم دهام سے رچایا گیا که ویسي کرو فر ابتک کسي بیاه میں نهوئي تهي اور راجه اجیت سنگهه نے اپني خود مختار ریاست میں بیٹهے بیٹهے عین دارالسلطنت میں بات اپني بني هوئي دیکهي جہاں سے عالمگیر کے ظلم و تعدي سے عهد طفولیت میں جان اپني بچاکر بهاگا تها *

بعد اُسکے ماه دسمبر سنه ۱۷۱۵ ع مطابق ذي الحجه سنه ۱۱۲۷ هجري میں حسین علیخاں دکن کو روانه هوا مگر یهه بات اپنے جي میں خوب سمجهه چکا تها که اپني غیر حاضري میر جمله کي حاضري کا ذریعه هوگي چنانچه رخصت کے وقت بادشاه سے اُس نے یهه گذارش کي که اگر خدا نخواسته میرے بهائي کي حکومت میں کسي قسم کا رخنه پڑیگا تو خبر کے پهونچنے سے تین هفتوں کے اندر اندر فوج سمیت آپ کي خدمتگذاري کو حاضر هونگا *

حسین علیخاں کي معزولي کے واسطے لڑائي کے معمولي اتفاقوں پر بادشاه نے کفایت نه کي بلکه داؤد خاں پني سے ملتجي هوا جو اپنے تهور و شجاعت سے چار دانگ هندوستان میں مشهور و معروف تها اور دکن کي کهانیوں اور کهاوتوں میں اب تک یاد بود اُس کي باقي هے حال اُس کا یهه تها که فرخ سیر کي تخت نشیني کے بعد گجرات کے صوبه پر منتقل کیا گیا تها اور اُس صوبه پر خاندیس کا صوبه بڑهایا گیا تها داؤد خاں کي گرمجوشي حسین علیخاں کے مقابله میں اِسلیئے بهروسے کے قابل تهي که وه ذوالفقار خاں کا خواجه تاش اور پرانا رفیق تها اور حسین علیخاں ذوالفقار خاں کي بربادي کا ذریعه هوا تها غرض که خفیه خفیه داؤد خاں کو یهه هدایت کي گئي که خاندیس کے صوبه میں فی الفور جاوے اور جسقدر فوج اکٹهي کرسکے همراه اپنے لیجاوے اور علاوه اس کے مرهٹوں اور دکن کے رئیسوں کو حسین علیخاں کے مخالف

بٹھانے میں رعب داب اپنا بڑھے اور حسین علیخاں کے ساتھہ مل جلکر کوشش کرنے کے حیلہ سے اُس کی بربادی کو پورا کرے اور جب موقع پاوے تو سب کاموں سے اُس کی تباہی کو مقدم سمجھے مگر احکام مذکورہ بالا کے بجا لانے میں داؤد خاں نے وہ طریقہ برتا جو اُسکی مشہور خصلت کے مطابق و موافق تھا چنانچہ بلاشبہت اُسنے حسین علیخاں سے بگاڑی اور علانیہ دشمن سمجھہ کر اُس کے مقابلہ کو چلا اور بہت جلد اُس مقابلہ کو میدان کی زور آزمائی پر پہونچایا غرض کہ ایسی تندی تیزی سے حملہ کیا کہ حسین علیخاں کی فوج ادھر اودھر ہونے لگی اور پراگندگی پھیل گئی اور داؤد خاں نے اپنے بہائی بندوں میں سے تین سو تیر والے سورما جوانوں کو انتخاب کیا اور خود حسین علیخاں کی جانب کو سیدھا دوڑا حسب اتفاق ایسے گھمسان کے وقت میں جو تفنگ کی گولی تھی داؤد خاں کے سر میں گولی لگی چنانچہ گولی کے لگتے ہی وہ زمین پر گرا اور اُس کے گرتے ہی لڑائی کا پاسا پلٹ گیا اور جوں ہی کہ اُس کی ان بی بی نے جو ایک رانی تھی اور خاندیس سے ہمراہ اُس کے آئی تھی خاوند کی سناونی سنی تو فی الفور اُس نے پیش قبض اپنے پیٹ میں مارا اور اپنی جان کو ہلاک کیا یہہ واقعہ سنہ ۱۷۱۶ع مطابق سنہ ۱۱۲۹ ہجری میں واقع ہوا *

بعد اُس کے مرہٹوں کے مقابلہ پر حسین علیخاں روانہ ہوا اور بادشاہ کے ذمہ جسکی بدولت یہہ مقابلہ اُس کو پیش آیا کوئی الزام نہ لگایا † اور اُسی زمانہ میں اُن نزاعوں کے باعث سے جو بہت دنوں سے مسلمانوں میں چلے آتے تھے سکھوں کو زور قوت کے جمانے اور جمعیت کے بڑھانے کا موقع ہاتھہ آیا چنانچہ بندو کنج و گوشہ سے نکلا اور بادشاہی فوج کو شکست فاحش دیکر پہلے کی نسبت ہموار ملکوں کو بڑے

---

† بیان مذکورہ بالا سیرالمتاخرین اور سکاٹ صاحب کی تاریخ دکن سے لیا گیا جنھوں نے خافی خاں سے نقل کیا

غیظ و غضب سے لوٹ کھسوٹ کر خاک سیاہ کیا یہاں تک کہ ایک فوج
اُس کے مقابلہ پر عبدالصمد خاں کے زیر حکومت بھیجی گئی چنانچہ
اُس نے کئی لڑائیوں میں سکھوں کا مونھہ توڑا اور بندو بڑے بڑے
سرداروں سمیت اُس کے ہاتھوں میں گرفتار ہوا منجملہ اُن کے بہت سے
قیدی مقام جنگ پر قتل کیئے گئے اور چنے چنے سات سو چالیس آدمی
بندو سمیت دلی کو بھیجے گئے بعد اوس کے دلی کے گلی کوچوں میں
اونٹوں پر سوار کر کے پھرائے گئے اور حقارت کی غرض اور جھبرے کتوں کے
مشابہہ ہونے کی نظر سے کالی بھیڑوں کے چمڑے ایسی طرح پہنائے گئے کہ
اُن کے بال اوپر کی جانب کو رہے اور لوگوں کی زبانوں سے کھوٹی کھری
سنوائی گئی جن کے سننے کے وہ بلاشبہہ شایاں و سزاوار تھے مگر جو مکافات
اُن کے لیئے تجویز ہوئے وہ ان کے جرموں کی مقدار سے بہت زیادہ تھے
اگرچہ وہ جرم بھی بجائے خود بہت بڑے تھے چنانچہ سات دن تک
تھوڑے تھوڑے کر کے گردن مارے گئے مگر وہ نہایت مستقل رہے اور جبکہ
جاں بخشی کے عوض میں تبدیل مذہب کی درخواست ہوئی تو
بڑی حقارت سے پیش آئے اور اپنے دین پر نثار ہوئے *

بندو کو زیادہ ظلم و عذاب کے واسطے باقی رکھا چنانچہ زربفت
کی پوشاک اُس کو پہناکر اور لال پگڑی بندھواکر لوہے کے پنجرے میں
بند کیا اور تماشائیوں کو اُس کا تماشا دکھلایا اور ایک جلاد اُسکے پیچھے
ننگی تلوار اوٹھاکر کھڑا ہوا اور چاروں طرف اُس کے چیلوں کے سروں کو
بھالوں کی نوکوں پر قایم کیا اور وہ بلی جو ساتھہ اُس کے آئی تھی
بھالے کی انی پر اسغرض سے لٹکائی گئی کہ یہہ بات اوسپر واضح ہوجاوے
کہ اوس کی ساری چیزیں نیست نابود کی گئیں بعد اوسکے اوس کے
ہاتھہ میں ایک تیغہ دیا گیا کہ وہ اپنے شیرخوارہ بچے کو قتل کرے مگر جبکہ
اوس نے انکار کیا تو اوسکے بچے کو ٹکڑے ٹکڑے کیا اور اُسکا کلیجا نکالکر
اوس کے مونھہ پر مارا اور وہ خود گرم گرم سینخوں سے پاش پاش کیا گیا

مگر استقلال اوسکا یہہ تھا کہ اُف سے بھی آشنا نہ ہوا اور اِس بات پرواہ راہ
اور نظر کرتا ہوا مرگیا کہ خداے تعالی نے اِسی زمانہ کے زور ظلم کی
اصلاح و درستی کے لیئے سکھوں کو پیدا کیا تھا باقی سکھوں کو جو دور دراز
ملکوں میں اب بھی پھیلے ہوئے تھے جنگلی جانوروں کی طرح
چن چن کر مارا اور یہہ بات اونکو مدت کے بعد نصیب ہوئی کہ پھر
زور و قوت سے ظہور کیا اور پھر ملک کی غارتی تباہی میں پڑے *

واضح ہو کہ بہت قوت کے زمانہ میں بھی وہ لوگ بہت کثرت سے
نہ تھے اور تھوڑے سے خطے سے آگے خوف ہراس اُن کا شایع ذایع تھا
† مگر وہ سخت دشمن جن سے ملک دکن میں مغلوں کو واسطہ
پڑا تھا سکھوں سے بہت مختلف تھے جو عہد نامے کہ داؤد خاں نے
دکن سے منتقل ہونے سے پہلے سنہ ۱۷۱۳ع میں مرہٹوں سے کیئے تھے وہ
بعد اُس کے قایم نرہے اور جانشین اُس کا چین قلیچ خاں جس نے
‡ نظام الملک اور آصف جاہ کے خطابوں سے بڑی شہرت حاصل کی وہ
نہایت لایق فایق اور داؤد خاں کی نسبت زیادہ متقی ہوشیار اور
چابک و چالاک تھا اور جو کہ سارے مرہٹوں میں آج کل ہمیشہ کی
نسبت قصے قضائے بڑے زور شور سے افروختہ تھے تو چین قلیچ خاں نے
اُن میں سے ناتوان فریق پر نوازش کرنے سے بہزار حکمت و تدبیر اُن کے
اندرونی نزاعوں کو بھڑکایا بلکہ اُن کے بہت سے سرداروں کو مغلوں کی
امداد و اعانت پر راغب کیا *

اگرچہ ان تدبیروں سے مرہٹوں کی قوت عروج و ترقی سے باز رہی
مگر دکن کا امن امان اُسکے باز رہنے سے بحال نہوا چین قلیچ خاں کے

---

† جیساکہ سنہ ۱۸۳۹ع میں اقبال اُنکا بلندی کو پہونچا ویسا کبھی نہیں
پہونچا اوراُنکی قلمرو پنجاب اور اُسکے آس پاس کے ملکوں میں محدود ہی تعداد
اُنکی پانچ لاکھ آدمیوں کے قریب پہونچی اور قیاس کیا گیا کہ وہ تیس لاکھ آدمی اُنکے
محکوم ہیں جو اُن کی حکومت سے ہرگز راضی نہیں برنس صاحب کا سیاحت نامہ
جلد دو صفحہ ۲۵۶

منتقل هو جانے سے جسکي جگہہ پر حسین علیخاں بھیجا گیا وہ تھوڑا فائدہ خاتمہ پر پہونچا جو اُسکي تدبیروں سے حاصل هوا تها مرهتوں کے گروهوں نے بادشاهي قلمرو کو پہلي طرح سے لوٹنا کهسوٹنا شروع کیا اور اُنکے دیہاتوں پر خاص خاص مرهتوں نے قبض و تصرف کر کے قلعوں کي شکل و صورت اُن کو بخشي جن میں سے باهر نکلکر اُس پاس کے ضلعوں کو لوٹا کرتے تهے § حسین علیخاں کے پہونچنے پر بڑا مفسد وہ سردار تها جو دباري خاندان سے منسوب تها اس سردار نے خاندیس کے صوبہ میں مسلسل دیہاتوں پر قبضہ کیا تها جن کو لڑائي کي غرض سے نہایت مضبوط و مستحکم بنایا تها اور فسادوں کے مچانے اور قافلوں کے لوٹنے سے هندوستان خاص اور دکن کي بڑي سڑک کو جو سورت کو جاتي تهي معطل و مسدود کیا تها *

داؤد خاں کي شکست کے تهوڑے دنوں بعد ایک بہت بڑي فوج اُن کوتکوں کے تدارک کے واسطے بهیجي گئي جو روز روز ترقي پکڑتے جاتے تهے اور مرهتوں نے اُس کا مقابلہ اپني معمولي فند و فطرت سے کیا چنانچہ جوں جوں مغل بڑهتے گئے وہ اپنے دیہاتوں کو خالي کرتے گئے اور جوں جوں وہ اُن دیہاتوں سے آگے چلتے گئے ادهر اُدهر سے آکر سونے دیہاتوں کو بساتے رہاتے گئے اور دباري خاندان کے سردار نے یہہ کام کیا کہ مکر و حیلہ کي روسے اُس وقت تک بهاگا کہ لڑنے کے لیئے ایک مقام اچها تجویز کیا اور اتنا توقف کیا کہ مخالفوں نے اُس کو جالیا اور یہاں لوگ اُس کے چهوٹے چهوٹے گروهوں پر منقسم هوکر اونچے ٹیکروں اور پہاڑوں کي کهوؤں میں چهپ چهپا گئے جو اس مقام کے آس پاس میں واقع تهے بادشاهي فوج نے مخالف کے بهاگنے کو جیت اپني سمجهکر دماغ اپنا فلک پر پہونچایا اور بهگوڑوں کے پیچهے پڑ کر اپني صفوں کو

§ گرینٹ ڈف صاحب کي تاریخ جلد ایک صفحہ ۴۳۱ اور بروگز صاحب کا ترجمہ سیرالمتاخرین کا جلد ایک صفحہ ۱۴۱

توڑا مگر مرهٹوں نے یهه هوشیاري برتي که اُنکو پهاڑیوں اور کهوڑوں میں یهاں تک بهنچنے دیا که بعد اُس کے فراهم هونیکي توقع باقي نرهے اور جب که کام اُن کا پورا هوا تو وه لوگ اُن پر بے طرح ٹوٹ پڑے چنانچه فوج کے سپه سالار کو اُس کي فوج کے بڑے حصه سمیت ایک حمله میں پاش پاش کیا اور هتیار اور گهوڑے اور گورزه چهوڑنے بدون ایک آدمي کو بهي جیتا نچهوڑا † غرض که اس فوج کشي کے حالات آینده بهي ویسے هي شومي نامبارکي سے واقع هوئی جیسے که آغاز میں پیش آئی اور مرهٹوں نے اپنے مخالفوں کي نالایقي اور نا کرده کاري کے علاوه خاص فرخ سیر کي سازشوں سے بهي دلیري دلاوري حاصل کي چنانچه جب حسین علي خاں نے یهه دیکها که اب دلي میں بهت دنوں نجانا اپنا ٹل نهیں سکتا تو راجا ساهو سے اسبات پر عهد نامه کیا که سیواجي کے مقبوضه ملکوں اور اُس کے بعد کے مفتوحه ممالک کي نسبت تیرا دعوي تسلیم کیا جاویگا اور منجمله اُن کے جو جو قلعے همارے تحت میں آئی هیں وه بجنسه واپس دئیے جاوینگے اور ساري دکن کے محاصل سے تحصیل چوتهه کي اجازت حاصل هوگي اور چوتهه کے بعد جو محاصل باقي رهے گا سردیس مکهي کے نام سے اُس میں سے دهکي بهي دیجاویگي اور یهه وه ملک تهي جو اُس ضلعے کے تهوڑے حصے سمیت جو اب سارا حواله کیا گیا پچهلي اُنهي کي خط و کتابت میں خود اورنگ زیب سے طلب کي گئي تهي شرایط مذکوره بالا کے بدله میں ساهو راجا نے دس لاکهه روپیه نقد اور پندره هزار سواروں کے دینے کا اور ملک میں امن و امان کے قایم رکهنے اور هرطرف کي لوٹ مار کے نقصان کي جوابدهي کا اقرار کیا یهه عهد نامه سنه ۱۷۱۷ ع میں لکها گیا ‡ *

اگرچه ساهو اسي زمانه میں مرهٹوں کي ملکي لڑائي میں غالب تها مگر اُس ملک کا بهت سا حصه جو اب عهد نامه کي روسے خاص

† سیرالمتأخرین جلد ایک صفحه ۱۳۲

‡ گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحه ۴۳۶

آسي کا تسليم کيا گيا آس کے قبض و قابو سے باهر تها يهاں تک که اگر اِس صورت ميں ساهو اپنے لوگوں کي لوٹ مار کو روک تهام سکتا تو مخالف مرهٹوں کي لاگ ڈانٹ اُس سے هر گز متصور نه تهي مگر حسين عليخاں کا مقصود اتني بات سے حاصل هوا که اپنے لاؤ لشکر کو دکن سے ليجا سکا اور دس هزار مرهٹوں کو همراه اپنے ليکر دلي کو روانه هوا §
بادشاه نے اپني بے عزتي سمجهي اور عهد نامه کے قبول سے انکار کيا اور اُس پر يهه نتيجه مترتب هوا که جو نزاع آس کے اور سيدوں کے درميان ميں ايک مدت سے لازم الوقوع تها بهت جلد پيش آيا حسين عليخاں کا بڑا بهائي عبدالله خاں لايق فايق آدمي تو تها مگر عياش اور کاهل بهي تها اور يهي باعث تها که آس کي وزارت کا کام اُسکے نايب رتن چند نام ايک هندو کي سعي و اهتمام پر موقوف تها جس کي سخت تدبيروں اور خود مختاري کے طوروں کي بدولت انتظام اوسکا عام پسند نه تها غرض که نايب کي بدکرداري اور منيب کي غفلت شعاري سے بادشاه کو يهه جرأت حاصل هوئي که وه اپني پوري خود مختاري کي تدبيريں سوچنے لگا اور اوس کے اِس اراده کي جا بجا هوائياں اوڑيں که وه اپنے وزير کو پهانسا چاهتا هے اور يهه خبريں فوج کے چند ايسے ايسے بڑے گروهوں کي کارگذاري سے مستحکم هوئيں جو بادشاه کي خدمت سے وزير کي بدولت الگ هوگئے تهے علاوه اِس کے مير جمله کے دلي ميں دفعةً موجود هونے سے زياده استحکام اون کو حاصل هوا جو صوبه بهار سے خفيه خفيه کوچ کرکے دلي ميں آپهونچا تها اور عذر اپنے آنيکا يهه کيا تها که فوج کي بغاوت سے دلي کو بهاگنے پر مجبور هوا بادشاه نے اچهي طرح بات اوس کي نسني اور کمال افسرد گي سے آؤ بهگت اوسکي کي اور اوس نے بظاهر دامن وزير کا پکڑا اور يهه عرض کيا که بادشاهي ملازمت سے طبيعت ٹهنڈي هوگئي مگر ايسي بناوٹ کي باتوں سے

---

§ گرينٹ ڈف صاحب جلد ايک صفحه ۱۳۳

وزیر کو تسلي نهوئي اور ایک طرح کا کهٹکا لگا رها چنانچه اوسنے اپنے رفیقوں اور بهائي بندوں کو اکهٹا کر کے بري سے بري صورت کا سامان آماده کیا جو سامنے آنے والي تهي اگرچه وه اراده جسکي بدولت بادشاه متهم هوا اوسکي حقیقت میں تهانا بهانا تها مگر اوس کے پورے کرنیکي تاب و جسارت نرکهتا تها چنانچه وزیر کے ٹهاٹ سامان دیکهکر سهم گیا اور ٹهنڈا کرنے کي فکریں سوچیں اور بري خواهش سے یهه ظاهر کیا که انتظام حال میں تبدیل تغیر منظور نهیں اور میر جمله کو ملتان اسکے اصلي وطن کي جانب روانه کیا مگر یهه آشتي ظاهر هي ظاهر کي تهي یهاں تک که وزیر اس بات کو خوب سمجها تها که وه بهت باتي باپ سے خالي نهیں اگرچه تهوڑے دنوں کے لیئے اوبال اسکے دب دبا گئے تهے مگر بادشاه نے دوباره سازشیں شروع کیں اور آن سازشوں کو ویسي بے سلیقگي سے اختیار کیا اور ویسي هي نامردي سے چهوڑا جیسیکه پہلے چهوڑا تها بعد اس کے یهه تدبیر اس نے نکالي که ایسے بڑے سرداروں کو باهم متفق کیا جاوے جو وزیر کي صورت و سیرت سے ناراض هیں چنانچه منجمله انکے جیپور والا جے سنگهه بهي تها اس سردار کو جاٹوں کے مقابله پر پہلے بهیجا تها اور اس سے مدت کي لڑائي کے بعد انکو بري حالت پر پهونچایا تها که اسي اثنا میں جاٹوں کے ایلچي کے ذریعه سے وزیر نے خط کتابت جاري کي اور ایسے طریقه سے آشتي کو قایم کیا جس سے جے سنگهه کي بات کو بٹا لگے چهین قلیچ خاں جو دکن کي نیابت سے مرادآباد کي چهوٹي حکومت پر بهیجا گیا تها اپني مضرت کے انتقام پر آماده تها چنانچه اس کو بهي دلي میں بلایا اور بهار کا حاکم سربلند خاں شریک اسکا هوا علاوه اس کے بادشاه کا خسر اجیت سنگهه بهي بلایا گیا مگر وه شریک اس کا نهوا اس لیئے که انصرام اس مهم کا بودے لوگوں سے متعلق تها چنانچه تهوڑے دنوں کے بعد اوس کے فریق غالب کا علانیه مددگار معاون هوگیا مگر بقول اوسکے که مدعي سست گواه

چست باقي سازش کرنے والے بہت سرگرم و آمادہ تھے یہاں تک کہ اب یہہ تجویز ٹھہري کہ ایک سالانہ جلسہ کے موقع پر جسمیں وہ فوج جو بادشاہ کي خیرخواهي پر مرتي اور عبدالله خاں کے محافظ پہروں سے بڑھتي ہوے اکھٹي کي جاوے اور اوس کے ہاتھوں سے عبدالله خاں کا قصہ پاک کیا جاوے مگر اِس زمانہ میں بادشاہ کا نیا رفیق ایک کشمیري اوچھے خاندان اور برے طوروں کا کشمیري تھا جس کو رکن‌الدولہ کا خطاب عنایت ہوا تھا۔ چنانچہ اس کے سمجھانے بوجھانے سے جو بادشاہ کي بزدلي کے راس آیا مجوزہ سازش کو ملتوي کیا اور وزیر اعظم کے عہدہ کا اقرار اوس سے کرکے خاص اوس ضلع کو جسپر چین قلیچ خاں حاکم تھا خفیہ جاگیر کے طریقہ پر عنایت فرمایا یہانتک کہ بادشاہ کے رفیق جو اوسکے اتفاق و سازش میں شریک و شامل تھے کشمیري کي ترجیح و تفضیل سے سخت ناراض ہوئے اور یہہ یقین کیا کہ بادشاہ کي دوں همتي اور بے استقلالي آن تدبیروں کے حق میں نہایت مضر ہوگي جن میں وہ شریک و شامل ہوگا چنانچہ بلا تاخیر اونھوں نے وزیر سے آشتي کي مگر راجہ جے سنگھہ ان باتوں سے مستثنی رہا عبدالله خاں نے پہلي صورتوں سے خوف کھاکر اپنے بھائي کو دکن سے بلایا چنانچہ حسین علي خاں اوس کا بھائي جس نے حزم و احتیاط کي ضرورت سے بادشاهي اُردوں کو حکومت سے خارج کرکے ساري فوج کو جان نثار اپنا بنا رکھا تھا بڑے پورے کوچ کرنے کے ارادہ پر پندرھویں † محرم سنہ ۱۱۳۱ مطابق دسمبر سنہ ۱۷۱۸ع کو روانہ ہوا راجہ جے سنگھہ نے بادشاہ کو اِس بات پر بہت سا برانگیختہ کیا کہ اب تھوڑا عرصہ باقي رہ گیا اگر کوئي

---

† حسین علي خاں کے خاندیس سے چلنے کي یہہ تاریخ مذکور هی جو خافي خاں نے بیان کي اور گرینٹ ڈف صاحب نے اس تاریخ کو مستحکم کیا مگر سیرالمتاخرین کے ترجمہ برگز صاحب جلد ایک صفحہ ۱۶۳ میں سنہ ۱۷۱۹ع مطابق سنہ ۱۱۳۲ هجري لکھي هیں اور اس کتاب کے بہت سے پچھلے حالوں کي تاریخیں بھي اور مورخوں کے بیان سے مخالف هیں *

معقول تدبیرین ازسے تو فورتی بورت عمل میں لاوے اور هرگز کاهلي نہ برتے مگر وہ بادشاہ ایسا بودا تھا کہ راجہ کي ترغیب و تحریص سے ایسي شجاعت پربھي آمادہ نہوا جو بقول اُسکے کہ مرتا کیا نہیں کرتا مایوسي کے وقت ادبل کو زور شور اپنا دکھاتي هی غرض کہ حسین علي خان دلي میں داخل هوا اور پہلے پہل یہہ درخواست اُس نے گذراني کہ راجہ جے سنگھہ اپني قلمرو کو روانہ کیا جاوے بادشاہ اپنے دشمنوں کے ترس کھانے پر موقوف و منحصر رها اور بڑي ذلت سے اطاعت پر مایل هوا اگرچہ حسین علي خان شہر کے باهر فوج لیئے پڑا رها مگر عبداللہ خان کے پہروں کو شہر میں آنے جانے کي اجازت حاصل هوئي اور اب یہہ نوبت پہونچي کہ شہر کے کرایہ دار یعني بادشاہ غفلت شعار کي کھوٹي قسمت کا تصفیہ دونوں بھائیوں کي صلاح و مرضي پر موقوف رها مگر باوصف اس کے بعض بعض امیر بادشاہ کے خیر خواہ اپنے ملازموں اور رفیقوں کو همراہ اپنے لیکر بادشاہ کي امداد و اعانت کي غرض سے آئے اور اسي عرصہ میں شہر کے لوگوں نے اُن مرهٹوں کے قتل کا ارادہ کیا جو حسین علي خان کے ساتھہ آئے تھے چنانچہ سارے بستي والے لاٹھي پونگے اور ڈھال تلوار سے موجود هوئے اور اس هنگامہ کي پریشاني سے حسین علي خان شہر میں داخل هوا اور تھوڑے سے مقابلہ کے بعد شہر پر قبضہ کیا بعد اُس کے بادشاہ کو زندہ چھوڑنا اپني سلامتي کے لحاظ سے مناسب نہ سمجھا اور اُس بدبخت بادشاہ کو جو حقیقت میں بادشاہ کا سایہ تھا محل سرا سے پکڑ کر لائے جہاں جان اپني بچانے بیٹھا تھا اور ماہ فروري سنہ ۱۷۱۹ع مطابق ربیع‌الثاني سنہ ۱۱۳۱ هجري میں خفیہ خفیہ اُسکو گردن مارا *

عالمگیر کي مذهبي تدبیریں اسي سلطنت میں کسقدر پھلي پھولیں یعني عنایت اللہ خان عالمگیر کے میر منشي اور اس بادشاہ کے دفتر محاصل کے افسر اعلی نے محصول جزیہ کا وصول کرنا ایسي سختي سے چاہا جیسا کہ اُس کے پہلے ولینعمت یعني اورنگ زیب کے عہد دولت

میں وصول کیا جاتا تھا مگر لوگوں کے شور و فساد اور نزاع و پرخاش کے باعث سے بہت جلد اُس تندی تیزی سے باز رہا یہاں تک کہ اگلی بادشاہت میں بحسب ضابطہ یک قلم موقوف کیا گیا *

عین دارالسلطنت میں سنی شیعی اور احمدآباد میں ہندو مسلمان آپسمیں لڑنے جھگڑنے لگے ہندو مسلمانوں کا فساد اُن کے فساد سے بہت زیادہ برپا ہوا یہاں تک کہ بہت لوگ آس میں مارے گئے اور اچنبھا یہہ ہی کہ احمدآباد کے مسلمان حاکم یعنے داؤد خاں پنی نے ہندوؤں کا ساتھہ دیا *

جب کہ فرخ سیر سے تخت خالی رہا تو سیدوں نے بادشاہی کی نسل ایک گبرو جوان کو رفیع الدرجات کے خطاب سے ماہ فروری سنہ 1719 مطابق ربیع الثانی سنہ 1131 میں تخت نشین کیا مگر یہہ جوان سل کی بیماری سے تین مہینے کے بعد مرگیا اور بعد اُس کے ایک اور جوان کو جو وہ بھی بادشاہی نسل کا تھا رفیع الدولہ کے خطاب سے مئی سنہ الیہ مطابق رجب سنہ الیہ کو تخت پر بٹھلایا مگر اُس کی عمر نے بھی وفا نکی چنانچہ وہ بھی تین مہینے سے کم عرصے میں جہان فانی سے گذرا *

ان شہزادوں نے محلوں میں پرورش پائی تھی اور اُنکو تخت نشینی کا سان و گمان بھی نہ تھا اور بچوں کی خو بو کے علاوہ عورتوں کی بو باس اُنکی طبیعتوں میں بیٹھی تھی اگرچہ اُنکے مرنے سے سیدوں کو تھوڑا بہت تردد لاحق ہوا مگر بعد اُسکے ایک نہایت قوی آدمی کو جانشین اُنکا کیا یہہ جوان آدمی روشن اختر تھا جس کا حال اپنی پہلی حالت میں عام لوگوں کی حالت سے بہتر نہ تھا یعنے وجود اُس کا کسی کمال کے زیور سے آراستہ پیراستہ نہ تھا مگر اُسکی ما نہایت لایق فایق عورت تھی اور غالب یہہ ہی کہ وہی نیکبخت اپنے بیٹے کی خوے و خصلت کے درست کرنے میں بھی مددگار اُسیطرح سے ہوئی جیسیکہ آیندہ کام کاج اُس کا اُسی دخل و تصرف سے جاری رہا ماہ ستمبر سنہ 1719ع مطابق ذی قعدہ سنہ

۱۱۳۱ هجري ميں يهه شهزاده محمد شاه کے خطاب سے تخت پر بيٹها * †

دوسرا باب

نادر شاه کے واپس جانے تک کے بيان ميں

محمد شاه کي سلطنت کا بيان

باوصف اِس کے که فرخ سير کي خو بو اچهي نه تهي اور بادشاهونکا قتل ايشيا ميں اچنبهے کي بات نهيں مگر اُس کے مارے جانے سے ايک عام هيبت پيدا هوئي اور اُس کے جانشينوں کے بيوقت مرنے سے شک شبهه پيدا هوا نام کے بادشاهوں کي اکثر تبديل و تغير سے اُس متحرکه قوت پر لوگوں کي توجهه مائل هوئي جسکا چهپانا اُن نام کے بادشاهونکے پرده سے منظور تها *

سيدوں کي حکومت لوگوں کے دلوں ميں متزلزل هوگئي تهي اور اُنکي باهمي نا چاقيوں اور بڑے بڑے رفيقوں کي ناراضمندي سے بڑي مضرت کو پهونچي تهي اور ملکي انتظاموں کي خرابي سے ضعف حکومت کي علامتيں ظاهر باهر هونے لگي تهيں *

الهآباد کے هندو حاکم نے بغاوت برپا کي اور حسين علي خان اُسکے مقابله پر خود گيا مگر اُس نے الهآباد کو صرف اس شرط پر حواله کيا که اُس کے عوض ميں اوده کا صوبه عنايت کيا جاوے اور بوندي کي خراج گذار رياست ميں چند فسادوں کے واقع هونے سے بڑي فوج کي ضرورت پڑي اور کوسو واقع جنوب پنجاب کے رئيس پٹهان نے بغاوت کا هنگامه برپا کيا اور بادشاهي فوج کو شکست فاحش دي اور بڑي جد و جهد

† محمد شاه کي تخت نشيني پر يهه بات تجويز کي گئي که دو پهلے بادشاهوں کے نام جن کے بعد وه تخت نشين هوا بادشاهوں کي فهرست سے خارج کيئے جاويں اور اُس کي سلطنت فرخ سير کي وفات سے سمجهي جاوے — سير المتاخرين جلد ايک صفحه ۱۹۷ گرينٹ ڈف صاحب جلد ايک صفحه ۴۲۵

تھے مغلوب ہوا علاوہ اُس کے کشمیر میں بھي ہندو مسلمان آپسمیں لڑے جھگڑے اور وہ کوششیں جو امن امان کے سلامت رہنے میں حکومت کي جانب سے عمل میں آئیں محض بیکار گئیں اور کوئي ثمرہ اُن پر مترتب نہوا یہاں تک کہ فریقین کے بہت سے آدمي مارے گئے اور بہت سا مال اسباب ضایع ہوا *

اسي زمانہ میں چین قلیچ خاں کے کرتکوں سے بڑا شور و غوغا برپا ہوا یہہ سردار جس کو ہم ابھي سے آصف جاہ کے خطاب سے پکارینگے جو بعد اُس کے اسي خطاب سے پکارا گیا اور سارے یورپ والے دکھني نظام شاھي کے نام سے اُس کي آل و اولاد سے بخوبي واقف ہیں معزز ترکي نژاد اور بڑا خانداني اور اُس غازي الدین خاں کا فرزند ارجمند تھا جو اورنگ زیب کے سرداروں میں گنتي کا سردار تھا اور خود اُس نے بھي اُسکے عہد دولت میں آپ کو معزز و ممتاز کیا تھا چین قلیچ خاں نے اسي زمانہ میں جب کہ عزیز ذلیل اور امیر فقیر ہوتے جاتے تھے جہاندار شاہ کي معشوقہ اور اُس کے رشتہ داروں کا مقابلہ کیا اور اُن کے مقابلہ سے قدر و اقتدار اپنا قایم رکھا اور ہمسري اپني جتائي † اور جیسیکہ بہہ بالا بیان ہوچکا کہ یہہ سردار اپني آیندہ شایستہ خدمتوں کے وسیلہ سے دکن کي نیابت پر سرفراز ہوا تھا فرخ سیر کے فریق موافق سے اِس لیئے کنارہ کش ہوا تھا کہ وہ اپنے وزیراعظم ہونے سے سخت مایوس تھا اور باوجود اس کے جب نئے رفیق اُس کے یعنے سلطنت

---

† آصف جاہ کي سواري اور ایک ایسي عورت کي سواري جو جہاندار شاہ کي معشوقہ سے نہایت ربط و ضبط رکھتي تھي اور جہاندار شاہ اپني معشوقہ کي خاطر سے اُس کي خاطر داري بھي کرتا تھا بسبب اتفاق ایک تنگ گلي میں مقابل ہوگئیں عورت کے ہمراہیوں نے آصف جاہ کا پایہ نہ پہچانا اور بیگاني حمایت پر بري طرح سے اُس کي سواري کو روکا آصف جاہ نے اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ زور کا مقابلہ زور سے کرنا چاہیئے غرض کہ آصف جاہ کے سپاہیوں نے بادشاہ کے دوست کي سواري کو مار کر یہاں تک بھگایا کہ وہ عورت ہاتھي کو چھوڑ کر قلعہ مبارک میں پاپیادہ بھاگي اور پیچھے پھر کر نہ دیکھا *

کی طرف مقابل کامیاب ہوئے تو دکن کی نیابت سلطنت سے محروم رہا اور صرف مالوہ کی حکومت پر متعین کیا گیا *

مالوہ کے شور فسادوں کی ضرورت سے فوج کے بڑھانے کا حیلہ اُس کو ہاتھ آیا اور سیدوں کے حق میں ایسا بیہودہ نیک ہوگیا کہ اُنہوں نے اوس کے مقتل کرنیکا ایک بڑا سا ارادہ کیا چنانچہ اوسکو کہلا بھیجا کہ مالوہ کی حکومت کے سوا اور چار حکومتوں میں سے جس حکومت کو چاہے پسند کرے آصف جاہ نے یہہ سوچ سمجھکر کہ اب حیلہ سازیکا وقت باقی نہیں رہا اور خود دارالسلطنت میں مستقل دخل بٹھانا نہایت دشوار ہے اپنے زور و قوت کی بنیادوں کو مضبوط و مستحکم کرنا چاہا اور دکن کی فتح و کشایش پر التفات اپنا مایل کیا جہاں مسلمان اور مرہٹوں دونوں طرفوں میں بہت سے پرانے علاقے رکھتا تھا *

غرض کہ آصف جاہ باغی ہوا اور ماہ اپریل سنہ ۱۷۲۰ع مطابق جمادی الثانی سنہ ۱۱۳۲ ہجری کو نربدہ کی جانب کو چلا اور جوڑ توڑ اور لین دین کے وسیلہ سے اسیر گڈہ پر قبضہ کیا اور اس صوبہ کے بہت سے سرداروں کو رفیق اپنا بنایا آصف جاہ کی گوشمالی کے لئے ایک فوج خاص ہندوستان سے سید دلاور خاں بارہہ کے زیر حکومت روانہ کی گئی اور علاوہ اُس کی آصف جاہ کے انتظار میں بمقام اورنگ آباد ایک فوج بیٹھی تہی جو عالم علی خاں غاصبان سلطنت کے بھتیجے کے زیر حکومت تہی آصف جاہ نے دلاور خاں کی تند مزاجی اور درشت خوئی سے فائدہ اُٹھانا چاہا چنانچہ اُس نے پہلے اس سے کہ عالم علی خاں رفیق اُس کا تائید اُس کو پہونچاوے لڑائی میں اُس کو گھسیٹا اور ماہ جون سنہ ۱۷۲۰ع کو برہان پور کے پاس ایک لڑائی ڈالی جسمیں خود دلاور خاں مارا گیا اور فوج اُس کی تباہ ہوئی بعد اُسکے عالم علی خاں پر پہلا اور اُس کی فوج کے چند سرداروں کو ملایا مگر فوج اُس کی باوصف اس کے کہ ان سرداروں کے چلے جانے سے تھوڑی

بہت کم زور ہوگئي تھي نہايت زبردست اور قوي تھي غرض کہ بالا پور
صوبہ برار ميں لڑائي ہوئي اور فريقين کي جانب سے بڑے بڑے گروہ
مرہٹوں کے بھي لڑنے مرنے ميں مصروف ہوئے چنانچہ ماہ
جولائي سنہ اليہ کو اختتام اُس لڑائي کا عالم علي خاں کي شکست
و وفات پر ہوا *

واقعات مذکورہ کے وقوع سے سيدوں کے ہاتھہ پانو پھول گئے اور رنگ
اُن کے فق ہوگئے اگرچہ بادشاہ اور اکثر امير اُن واقعوں کے وقوع کے
دنوں ميں فرحان و شادان تھے مگر سوچ بچار کے لوگ اور سمجھہ
بوجھہ کے آدمي بادشاہت کي بربادي پر پے ليگئے اور پوشيں گوئيوں نے
اُن کے دلوں پر عبور کيا اور بہت برے وہم و خيال ايک اعتقاد باطل کي
وجہہ سے اس طرح دو چند ہو گئے کہ حسب اتفاق ايک کڑا بھونچال
اِسي وقت ميں واقع ہوا اور سلطنت کي ہل چل اُس سے سمجھي گئي
اور ايسي دل گھٹانے والي صورتوں ميں عبداللہ خاں اور حسين عليخاں
دونوں بھائيوں سے نامردي اور بے ہمتي کي ايسي علامتيں ظاہر ہوئيں
جو بڑي بڑي آفتوں کے وقوع سے پہلے پيدا ہوتي ہيں *

محمد شاہ نے اپني ماں کے سکھانے پڑھانے سے سيدوں کا مقابلہ
نہ کيا تھا اور نہايت حزم اور احتياط اُس معاملہ ميں برتتا تھا اور بڑے
صبر اور تحمل سے ايسي صورتوں کا منتظر تھا جو اُس کے استحقاق
حکومت کي ممد و معاون اور دعوي سلطنت کے موافق و مناسب ہوويں
اور نہايت خفيہ خفيہ طوروں سے ايسي باتوں کے سوچ بچار کرتا تھا
جن کے ذريعہ سے بہت جلد اُس کو آزادي حاصل ہووے اور اس بڑے
خوفناک ارادہ ميں صلاح کار اُس کا وہ محمد امين خاں تھا جس نے
فرخ سير سے جب کنارہ کيا تھا کہ اُس کو زبان کاکچا اور خاص اپنے
معاملہ ميں پيٹ کا ہلکا پايا تھا اگرچہ سيدوں کے زور و قوت اور غرور
و نخوت سے کمال متنفر تھا مگر کام نا کام اُن سے زمانہ سازي کي رو سے

موافقت پیدا کی تهی محمد شاه سے ترکی زبان میں بات چیت کرتا تها اور اوس کے ذریعه سے جس کو هندوستانی سید نه جانتے تهے بادشاه کے ارادوں اور تجویزوں کو دریافت کرتا تها اگرچه سیدوں کے رشته دار اور آورده بادشاه کو گهیرے رهتے تهے مگر بات چیت اون کی چلی جاتی تهی اور جب که اون کے آپسمیں کنائے اشارے هونے لگے تو آسکی بدولت خفیه خط کتابت کا رسته کهولا اور رفته رفته یهاں تک نوبت پهونچی که ایک گروه قایم هوگیا جس میں سعادت خاں کو دوسرا درجه حاصل تها اور سعادت خاں کی اصل و حقیقت یهه هی که وه خراساں کا ایک سوداگر تها اور رفته رفته ایسا هو گیا تها که ایک فوج کی حکومت اوس کو سپرد هوئی تهی اور یهی سعادت خاں اوده کے بادشاهان حال کا مورث اعلی هی اگرچه یهه سازش هزار پردوں میں کی گئی مگر سیدوں کے دلوں پر بڑے بڑے خیال گذرنے لگے چنانچه یهه بهی تصور کیا که آصف جاه کی لڑائی کے زمانه میں جو بلاشبهه هونے والی هی بادشاه کو قبض و قابو میں رکهنا کمال دشواری سے خالی نهوگا اور آخرکار یهه بات قرار پائی که حسین علی خاں بادشاه اور بعض مشتبهه امیروں سمیت دکن کو روانه هووے اور عبدالله خاں دلی میں موجود رهے اور بادشاهی مختار و خزانه کی نگرانی رکهے *

دونوں بهائی بهت سی سوچ بچار کے بعد آگره سے روانه هوئے چنانچه حسین علی خاں نے دکن کو اور عبدالله خاں نے دلی کو باگ اوٹهائی اور سازش کرنیوالوں نے دونوں کی جدائی سے قیاس کیا که مراد کے پورے هونیکا موقع هاته آیا چنانچه حسین علی خاں کا قتل تجویز هوا اور میر حیدر ترکی کو جو قوم کالمک کا ترکی اور اپنے ملک میں کسیقدر معزز و ممتاز اور بڑے بڑے کاموں کا مدعی تها اوس کے قتل پر متعین کیا غرض که یهه وحشی ترکی اپنی قربانی کا منتظر بیٹها تها که حسین علی خاں پالکی میں سوار آ گیا اِس ترکی نے ایک عرضی

پیش کرکے حسین علی خاں کو اپنی جانب مائل کیا حسین علیخاں نے
اپنے همراهیوں کو اشارہ کیا که اُس کے قریب آنے کی مزاحمت نکریں
جوں هي که حسین علي خاں اوس عرضي کو پڑھنے لگا تو اوس نے
کٹار اپنا نکال کر اوس کے پیٹ میں گھنگول دیا اور یهه هاتهه اوس کا
ایسا پڑا که حسین علي خاں پالکي کي دوسري کھڑکي سے لٹک گیا اور
میر حیدر کو اوس کے همراهیوں نے پاش پاش کیا یهه واقعه ماه اکتوبر
سنه الیه مطابق ذي الحجه سنه ۱۱۳۲ هجري کو وقوع میں آیا *

اِس قوي وزیر کے مرنے سے ساري فوج میں هل چل پڑي اور اوسکے
رشته داروں اور رفیقوں میں جو مانند اوس کي تمام سادات عظام تھے
اور سازش کرنیوالوں اور اون کے شریکوں میں بڑا جھگڑا قایم هوا مگر
سازش کرنیوالوں سے بہت لوگ ایسے آملے تھے جو بادشاہ کي سلامتي کے
خواهاں تھے بعد اوس کے بڑي دشواري سے محمد شاہ کو اسپر آمادہ کیا
که وہ اپنے خیر خواهوں کي سرداري اختیار کرکے کھلم کھلا جنگ آرائي کرے
چنانچه خصوص اوس کے ظاهر هونے سے اوس جھگڑے کا تصفیه ایسے
هوا که سیدوں کا گروہ میداں سے بھگایا گیا اور بہت سے سپاهیوں نے فوج کے
اوس حصے سمیت جو کسي فریق کا مدد و معاون نہوا تھا بادشاہ کي
اطاعت اختیار کي *

عبدالله خاں اب تک دلي میں پہونچا نتها که بھائي کي سناوني
پہونچي اور جیسیکه یهه بري خبر رنج آمیز تھي ویسے هي اُسکے نتیجے بھي
هول انگیز تھے اگرچه عبدالله خاں کو اب اپنے بادشاہ سے مقابله درپیش تھا
مگر کوئي استحقاق اورُ کسي طرح کا عام پسند حیله نه رکھتا تھا اور اپنے
خطرناک حال پر اُن فسادوں کے باعث سے پے لے گیا جو گردنواح کے
ملکوں میں ترت پھرت واقع هو رهے تھے مگر جس قدر اُس کا اندیشه
بڑھتا گیا اُسي قدر عقل و همت اُس کي بڑھتي گئي چنانچه اُس نے
منجمله اُن بادشاہ زادوں کے جو دلي میں مقید تھے ایک شاهزادہ کو

بادشاه بنایا اور اُس کے نام کی منادی کرائی اور اُس کی طرف سے لوگوں کو مراتب عنایت کیئے اور فوج اور افسران فوج کی خدمتوں کو اپنے لیئے حاصل کیا اور ایسے ایسے فریبوں سے اپنی قوت کے بہم پہنچانے میں ازسرِ نو زور و قوت سے مصروف ہوا *

اگرچہ بہت تھوڑے مرتبہ والے شریک اسکے ہوئے مگر بڑی تنخواہ کی ترغیب و تحریص سے بہت سی فوج اُس نے اکھٹی کی گو قاعدہ دان اور شایستہ نہ تھی بعد اُس کے اپنے بھائی کے مرنے سے زیادہ دو ہفتوں کے گذرنے پر فوج اپنی لیکر آگرہ کی جانب روانہ ہوا جاٹوں کا راجہ چورا من راہ میں آکر اُس سے ملا اور شریک اُس کا ہوا اور بہت سے لوٹے ہوئے سید بھی اُس کے پاس آگئے جو بادشاہ کی اطاعت کے بعد اُس کو چھوڑ کر بھاگی تھے اور محمد شاہ کو آن چار ہزار سواروں کے پہونچنے سے تازی مدد پہونچی جنکو جے سنگھہ راجہ نے اُس کی امداد و اعانت کے لیئے شتابی میں روانہ کیا تھا اور روھیلہ پٹھانوں کے بعض بعض سردار بھی شریک اُس کے ہوئے غرض کہ دونوں فوجوں کا مقابلہ دلی آگرہ کے درمیان میں واقع ہوا عبداللہ خان نے ماہ نومبر سنہ ١٧٢٠ مطابق محرم سنہ ١١٣٣ ہجری میں شکست کہائی اور بادشاہی لوگوں کے ہاتوں پکڑا گیا اور غالب یہہ ہی کہ آل رسول ہونے کے باعث سے جان اُس کی بخشی گئی بعد اُس کے بادشاہ دلی کو روانہ ہوا اور ماہ نومبر یا دسمبر سنہ الیہ مطابق صفر سنہ الیہ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے دلی کو رونق بخشی اور انعام اکرام اور مراتب مناصب کے بخشنے سے اپنی آزادی کی دھوم دھام مچائی محمد امین خان کو وزیر اپنا مقرر کیا مگر محمد امین خان نے وزارت کا کام اب تک نہ کیا تھا کہ وہ بیمار ہوگیا اور ماہ جنوری سنہ ١٧٢١ مطابق ربیع الاول سنہ ١١٣٣ کو بقضاے الہی ناکام مرگیا *

اکثر صورتوں میں وزیر اعظم کے یکایک مرجانے سے زہر دینے کا شبہہ کیا گیا ہی مگر اس صورت میں اُس کی تشریح و توضیح کا طریق اُس

شوق سے زیادہ تر مناسب ھی جو لوگوں کو عجیب غریب باتوں کا ھوتا ھی بیان اُس کا یہہ ھی کہ کئی برس پہلے ایک آدمی بڑا فریبی متقنی دلی میں آیا تھا اور ایک نئی مذھبی کتاب اپنی ایجادی زبان کی تمام شہر میں مشتہر کی تھی اور وہ زبان اُس زبان سے اُس نے لی تھی جو ایران کی پرانی بولی تھی غرض کہ ایک گروہ اُس نے قایم کیا جس میں اوستاد کوبکوک اور شاگرد کو فرابود کہتے تھے محمد شاہ کے عہد دولت میں اس فرقہ نے ایسی قوت پکڑی تھی کہ محمدامین خاں نے اُس کی گرفتاری کے لیئے کچہہ سپاھی روانہ کیئے تھے وہ شخص اب تک گرفتار ھونے نپایا تھا کہ محمد امین خاں سخت بیمار ھوا اورأسکے خاندان والوں نے بہت گھبراھٹ سے اُس مقدس آدمی کی بڑی منت سماجت کی اور اُسکے غیظ و غضب کو ٹھنڈا کرنا چاھا اُسنے اپنی کرامت کا علانیہ اقرار کیا مگر یہہ صاف کہا کہ میرے تیر کا خاصہ ھی کہ وہ چھوٹنے کے بعد لوٹایا نہیں جاتا غرض کہ محمد امین خاں مرگیا اور اُس پہلے آدمی کو بلا اذیت چھوڑا یہاں تک کہ کئی برس زندہ رہا *

بعد اس کے چند روز کے لیئے اور وزیر مقرر کیا گیا اور آخر کارآصف جاہ کے لیئے قلمدان وزارت کا امانت رکھا گیا *

اِس زمانہ میں زوال سلطنت کی کوئی نہ کوئی علامت ظاھر ھوتی جاتی تھی چنانچہ گجرات کی حکومت راجہ اجیت سنگھہ کو بجلدوے اُس رفاقت کے عنایت ھوئی تھی جو کسی وقت میں سیدوں کے ساتھہ اُس نے کی تھی اور خود محمد شاہ نے اجمیر کی حکومت کا وعدہ اِس شرط پر کیا تھا کہ جب بادشاہ اور سیدوں میں لڑائی کا ھنگامہ برپا ھووے تو کسی طرف کی طرفداری نکرے اور اگر کسی کی اعانت پر کمر باندھی تو بادشاہ کی اعانت کرے غرضکہ یہہ دونوں حکومتیں راجہ کے حین حیات تک بحسب ضابطہ سرکاری عنایت ھوئی تھیں مگر بادشاہ کو بات کا پاس نہوا اور اجیت سنگھہ کو گجرات

سے خارج کیا اگرچہ راجپوت اُس کے نایب نے زور و قوت کے ذریعہ سے قبض و تصرف کا قایم رکہنا چاہا مگر گجرات کے مسلمانوں نے اُسکو مارکر نکالا اور وہ بمقام جودہ پور اپنے اقاے نامدار کی خدمت میں چلا آیا بعد اُس کے اجیت سنگہہ نے راجپوتوں کی فوج اپنے ہمراہ لیکر اجمیر پر قبضہ کیا اور نارنول کو بلا تکلف لوٹ کر قابض و متصرف ہوا اور رفیقوں سمیت ریواڑی تک چلا آیا جو خاص دارالسلطنت سے پچاس میل پر واقع ہی اور اُس کی روک تہام اور لاگ ڈانٹ میں اُن سپہ سالاروں کے باہمی نزاعوں سے جو اُس کے مقابلہ پر بہیجے گئے تہے اور نیز اُنکی نا رضامندی سے جو کام کے نکرنے میں ظاہر ہوئی تہی سارے عزم و ارادے بے فائدہ گئے اور جب کہ آخر کار امیرالامرا یعنی سپہ سالار اعظم شہر کی محافظت کو شہر سے باہر نکلا تو اُس نے رضا و رغبت سے اُن شرطوں کو قبول کیا جو خود راجہ اجیت سنگہہ نے پیش کی تہیں یعنی اگر اجمیر کا قبض و تصرف مستحکم کیا جاویگا تو گجرات کا نقصان منظور و مقبول ہی †

تہوڑی مدت بعد آصف جاہ دلی میں آیا اور جنوری ۱۷۲۲ ع مطابق ربیع‌الثانی سنہ ۱۱۳۴ ہجری کو وزارت کے عہدہ پر امتیاز اُسنے پایا اگرچہ تہوڑے دنوں پہلے اُس کو اپنے تقرر سے آگاہی ہوگئی تہی مگر اُس نے یہہ مناسب سمجہا تہا کہ دارالسلطنت میں حکومت کرنے کی نسبت دکہن کی خود مختاری اہم و اعظم ہی علاوہ اُس کے خود مرہٹوں سے بہت سے معاملوں کا جہگڑا قایم تہا جنکی حکومت بقاعدہ جمتی جاتی تہی اور دکہن کے معاملوں کے کامل تصفیہ کے بدون آنا اُسکا متصور نتہا آصف جاہ نے دربار کی حالت کو بہت سقیم پایا اور بادشاہ کو عیش و نشاط کا مبتلا دیکہا علاوہ براں اُسی طرینہ کے جوان جوان آدمی تہے اور اُسکی معشوقہ ایسی حاوی ہوگئی تہی کہ بادشاہ

† ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان اور سیرالمتاخرین

کي ذاتي مہر اُسیکي کے قبضہ میں رہتي تھي اور اپني مرضي کے موافق
استعمال اُسکا کرتي تھي چنانچہ آصف جاہ آکر پچھتایا جس نے عالمگیر
کي آنکھیں دیکھي تھیں اور باوصف اِسکے کہ جوڑ توڑ اور مکر و حیلہ کا
دھني تھا انتظام سلطنت کے لیئے بھي نہایت لایق فایق تھا اور اُسکو
منظور بھي یہي تھا مگر زور و قوت سے حکومت کے دبانیکي جرأت و
ہمت نرکھتا تھا اور بادشاہ کے اعتماد حاصل کرنیکے لیئے کوئي چال اُس
نے اِسلیئے نچلي تھي کہ بقول اُس کے کہ * روح را صحبت نا جنس عذابیست الیم * خود بادشاہ ہي اُس کے شایستہ چال چلن سے تنگ آگیا
تھا اور اِس لیئے کہ وہ کار و بار سلطنت پر بادشاہ کي توجہہ چاہتا تھا
نہایت لاچار ہوگیا تھا اور بادشاہ کي یہہ صورت تھي کہ اِس کے سواے
کوئي بات اُس کو بھاتي نہ تھي کہ اُس کي صحبت کے آوارہ ہم نوالہ
و ہم پیالہ آصف جاہ کے قدیمي لباس اور اُس کے درباري آداب قاعدوں
کي نقلیں کرکے قہقہے لگائیں اور بادشاہ اونکو دیکھا کرے *

بادشاہ اور اوس کے رفیقوں نے کبئي مہینے کي کشاکشي کے بعد ایسا
تصور کیا کہ ہملي آصفجاہ سے مخالف صلاح کار سے چھوٹنیکي راہ نکالي
اگرچہ حیدر قلي حاکم گجرات اوس انقلاب کے بڑے معزز شریکوں میں
داخل تھا جس انقلاب کي بدولت بادشاہ کي سلطنت قایم ہوئي تھي
مگر اب مستقل مزاج اور بھاري بھرکم ہونے کے باعث سے اخراج آصفجاہ
سے سخت ناراض تھا اور اون کي تدبیر مذکورہ کے نہایت مخالف تھا
غرض کہ بادشاہ کے رفیقوں نے یہہ سوچا سمجھا کہ آصف جاہ اور حیدر
قلي دونو کو لڑا بھڑا کر دربار کا زیادہ محتاج و متوسل بناویں
چنانچہ حیدرقلي کو لکھا گیا کہ وہ اپني حکومت کو آصف جاہ کے
حوالہ کرے حیدرقلي مضمون حکم سے مطلع ہوکر اوقکے قیاس کے
بموجب اپني دارالحکومت کو چلا گیا اور ہتیاروں کے زور قوت سے
قبضہ کے قیام و استحکام پر آمادہ ہوا مگر بادشاہ کے صلاح کاروں کے

تدبیر اس لیئے یکایک مایوسي پر تمام هوئي که آصف جاہ اون کے متعلق مخالفت نے اپني سوجهه بوجهه کو اوکهاڑ پچهاڑ میں ایسے معقول طریقے سے برتا که حیدر قلي اوسکے حریف کي ساري فوج اوسکو چهوڑکر چلي آئي اور آصف جاہ کے لشکر میں داخل هوئي آصف جاہ اپني بڑي حکومت پر گجرات کے زر خیز صوبه کو اضافه کرکے صحیح سلامت دلي میں داخل هوا *

آصف جاہ کي واپسي کے بعد اس معامله کے سواے کوئي بڑا واقعه واقع نهوا که آگرہ کے نائب حاکم کو جاٹوں نے قتل کیا اور جاٹوں کا پرانا دشمن راجه جے سنگهه انتقام و انتظام کي غرض سے آگرہ کا حاکم مقرر کیا گیا † اس لڑائي میں جاٹوں کا پرانا راجه چوڑا من مرگیا اور راجه جیسنگهه نے اوس کے جانشین بیٹے کے مقابله پر اوس کے بهتیجے کے استحقاق دعوي کي تائید کرکے جاٹوں میں پهوٹ ڈالي اور آخر کار اوسنے چوڑا من کے بهتیجے کو باین شرط اوسکي گدي پر بٹهلایا که وہ بادشاہ کو خراج ادا کیا کرے *

آصف جاہ کي واپسي پر بڑے بادشاہ اور اوسکے باهمي نفرت میں کسي قسم کي کوتاهي نهوئي اور غالب یهه هے که بادشاہ کا کلیجا اوسوقت ٹهنڈا هوا هوگا که آصف جاہ نے اپني بقا و سلامت کے حفظ و حراست کي غرض سے کسي حیله بهانه کي اوٹ آڑ میں دلي سے نکلکر خدمت وزارت سے استعفا گذرانا اور ماہ اکتوبر سنه ۱۷۲۳ مطابق محرم سنه ۱۱۳۶ میں سیدها دکن کو چلا گیا مگر بهه‌تدبیر اوسکي خود مختاري کا اظهار و ادعا تها یهاں تک که خود بادشاہ نے بڑي تصور فرمایا اسلیئے که وہ استعفا الطاف و عنایت سے قبول تو کیا اور ایسے ایسے بڑے بڑے خطاب اوسکو

---

† خافي خاں اور سکات صاحب کي تاریخ دکن جلد دو صفحه ۱۸۷ برگز اور گرینٹ ڈف صاحب بهي سنگهه کي جگهه اجیت سنگهه کو بیان کرتے هیں اور سیرالمتاخرین کے پرانے ترجمه میں اجیت سنگهه کو قرار دیا مگر غالب یهه هے که سب کي سند ایک هي هے

عنایت کیئے جو کسي محکوم و ملازم کو نصیب هوسکتے تھے مگر باوصف
اِسکے بوجهه مذکور اوسکو اپني سرگرم مخالفت سے بري نکیا چنانچهه مبارزخاں
حاکم حیدرآباد کو یهه لکها گیا که آصف جاه کو دکن کے قبض و تصرف
سے خارج کرے اور آپ اوسکي جگهه قابض و متصرف هووے غرض که
مبارزخاں کار مفوضه کے اهتمام و انصرام میں جي جان سے مصروف هوا
اور بادشاه کے نام اور اپنے رعب داب اور نیز اپنے حریف آصف جاه
کے خاص خاص مخالفوں کے ذریعه سے فوج کي فراهمي میں کامیابي
حاصل کي اور آصف جاه نے جو بحسب اپنے دستور کے زور قوت سے زیاده
فند و فطرت سے کام اپنا نکالتا تها کیئي مهینے تک مبارز خاں کو خط و
کتابت پر لگائے رکها اور مبارز خاں کے رفیقونکو توڑنا پهوڑنا شروع کیا اور جب
که اِس قسم کي دشمني سے تهوڑي سي کامیابي حاصل کي تو آخرکو
لڑنے مرنے پر آماده هوا یہاں تک که مبارز خاں پر فتح پائي اور مبارزخاں
مارا گیا اور اِس لیئے که بادشاه نے علانیه حکم اِس مهم کا ندیا تها اگرچه
در پرده وهي باعث تها تو آصف جاه نے بادشاه کے مکر و فریب پر
سبقت لیجانا چاها اور ماه اکتوبر سنه ۱۷۲۴ مطابق محرم سنه ۱۱۳۷
کو مبارزخاں کا سر مبارکبادي سرکوبي کے طریقے پر بڑي دهوم دهام سے
بادشاه کے دربار میں روانه کیا بعد آسکے آصف جاه نے حیدرآباد کو
دارالریاست قرار دیا اور مقرر وقتوں میں تحفه تحایف اور نذریں بهیجتیں
بادشاه کو بهیجتا رها مگر آینده سے ساري باتوں میں خود مختاري
کیئے گیا *

اگرچه آصف جاه اپنے پہلے بادشاه محمد شاه کے قبض و قابو سے دور
دراز پڑا تها مگر اپنے همسایه مرهٹوں سے محفوظ و مامون نه تها اور اب
حال آنکا یهه تها که آن کي قوت بڑے قابل سرداروں کے هاتوں میں
پهونچکر نہایت مجتمع هوگئي تهي اور آصف جاه کي تاب مقاومت سے
بهت زیاده بڑهگئي تهي آصف جاه اپني فریبي تدبیروں کي حفظ

ہاپستگی سے ایک مدت تک مصروف اسباب میں رہا کہ مرہٹوں کی قوت کو اپنی طرف سے لوٹا کر دلی والی مخالفوں کی جانب کو متوجہ کرے *

مرہٹوں کی حکومت کے استقلال کا بیان

اِس لیئے کہ مرہٹوں کی حکومت میں بہت عرصہ کے گذرنے پر تھوڑا تھوڑا تغیر واقع ہوا تھا بیان اُس کا آغاز تغیر سے لازم سمجھا گیا چنانچہ تفصیل اُسکی یہہ ہی کہ اگرچہ مغلوں نے ساہو کو راجہ قرار دیا تھا مگر آصف جاہ کی تدبیروں کے وقتوں میں یعنی سنہ ۱۷۱۳ سے سنہ ۱۷۱۹ تک جب کہ اُس نے پہلے پہل دکن پر حکومت کی تھی یہی مصلحت سمجھی گئی کہ ساہو کے مخالف سنباجی ثانی کی تائید و اعانت کی جاوے جو ضعیف و کمزور تھا غرض کہ اعانت مذکور کے دبار اور علاوہ اُس کے اور سببوں کے زور و قوت سے ساہو کا گروہ دب دیا گیا اور دوبارہ تسلط و فوقیت کے حاصل کرنیکا اُس کو یارا تھا مگر بالاجی بسوا ناتھہ اُس کے وزیر کی حسن لیاقت سے بات اُس کی بن گئی اور وہی بہلی بات اُسکو حاصل ہوئی *

یہہ بالاجی برہمن پیشواؤں کے خاندان کا بانی ہوا اور اصل اُس کی یہہ ہی کہ وہ کنکان کے کسی گانو کا موروثی پٹواری تھا اور بعد اُس کے جادو خاندان کے کسی سردار کا ملازم ہوا اور وہاں سے راجہ ساہو کی ملازمت میں پہونچا اور بڑی بڑی خدمت گذاریوں کی بدولت معزز و ممتاز ہوا چنانچہ سب سے بڑا کام اُس نے یہہ کیا کہ انگریا دریائی ڈاکو بڑے زبردست سردار کو سنباجی ثانی کی طرف سے توڑکر عین کنکان میں ساہو کا طرفدار بنایا اور آخرکار اُس کی لیاقت و ہوشیاری کی بدولت پیشوائی کا عہدہ اُسکو عنایت ہوا جو اُس زمانہ میں مرہٹوں کی حکومت کا دوسرا درجہ گنا جاتا تھا اور پرتھی ندھی یعنی نایب السلطنت پہلا منصب تھا *

اسي بالاجي کي بدولت يہہ کام بهي ہوا تها کہ سنہ ۱۷۱۷ ميں کسيقدر ملک اور نقد روپيہ دلي کے دربار سے حسين علي خاں کي معرفت مرہٹوں کے ليئے مقرر ہوا اور مرہٹوں کي وہ فوج جو حسين علي خاں کے ساتهہ دلي کو آئي تهي اُس کا مشترک حاکم بهي يہي تها اور اُسي زمانہ ميں ساہو راجہ نے اُس خطاب و خود مختاري کو جو اُس کے بزرگوں نے حاصل کي تهي هاتهہ سے نديکر اسپر قناعت کي تهي کہ بادشاهي دربار سے رسم و راہ اپني جاري رکهےاور آپ کو مطيع و مخدوم اُس دربار کا ٹهہراوے اور بظاہر اطاعت کي علامت يہہ تهي کہ حسين علي خاں کے همراہ اُس کي فوج گئي تهي بعد اُسکے حسين علي خاں کے زوال دولت پر بهي کسي قسم کا تغير اُس تعلق ميں پايا نہ گيا جو دلي کے دربار سے مرہٹوں کو حاصل تها اور يہي باعث تها کہ فرخ سير کي وفات پر بهي بالاجي دلي ميں ٹهہرا رہا اور سنہ ۱۷۲۰ ميں پہلے عہد نامہ کو محمد شاہ کي مہر و حکم سے مضبوط و مستحکم کيا اور جب کہ دلي کے دربار سے ساہو راجہ کي حکومت مسلم و مقرر ہوئي اور علاوہ اُس کے اور فائدے بهي اُسکو پہونچے تو وہ اپنے مخالف سنباجي ثاني پر غالب ہوا اور بالاجي نے اپنے مرنے سے پہلے جو اکتوبر سنہ ۱۷۲۰ ميں پيش آيا اسبات سے نہايت خوشي اپني جتائي کہ اقاے نامدار اُس کا ملکي اور غير ملکي دشمنوں کے دباؤ دهاوں سے مامون و محفوظ ہوگيا*

عہد نامہ مذکور کے ذريعہ سے جو ملک اور روپيہ مرہٹوں کو حاصل ہوا اُس کے حاصل ہونے سے وہ طور اُن کے جو اِس زمانہ سے پہلے ڈاکو لٹيروں کي طور و طريقہ تهے جايز و قانوني اور شايستہ بايستہ بنگئے اور بالاجي اس طريقہ کو جس کے ذريعہ سے مرہٹے محاصل کي تحصيل کيا کرتے تهے کسيقدر انتظام سے رواج و رونق دے سکا اگرچہ بادي النظر ميں يہہ بات عجيب و غريب معلوم ہوتي هے کہ بجاے ذاتي قبض و تصرف

کے جو بجاے خود مستقل و مستحکم ہوتا ہی مالکان اراضیات سے چوتھہ
اور سردیس مکھی کے حقوق و مراتب کسواسطے ٹھہرائے اور نیز اُن حقوق
کو ایک ضلع اور ایک قسم میں داخل کرنے اور ایسے مقاموں کے ساتھہ اُنکو
لگانے سے جہاں مرہٹوں کو تحصیل محاصل کا حق حاصل تھا مضبوط
و مستحکم کیوں کیا مگر بالاجی نے بہت سوچ بچار کر یہہ سمجھا تھا
کہ ایک جگہہ اور ایک قسم میں شامل کرنے سے حکومت کا استحقاق
محدود و معین ہوجاویگا بالاجی مغلوں اور مرہٹوں کی قوتوں کی
مناسبت سے یہہ سمجھا تھا کہ سارے متنازع فیہ مقاموں میں جہاں جہاں
مغلوں سے قصہ قضایا پیش آویگا راجہ ہی غالب رہیگا اور وہ اسبات کا
بڑا خواہاں تھا کہ ایک چھوٹے سے خطے میں مرہٹوں کے حقوق محدود
و معین ہوجانیکی نسبت کسی بڑے خطے میں دست اندازی اور کاٹ
تراش کا حیلہ بہانہ ہاتھہ آوے غرض کہ بالاجی نے تدبیر مذکور کی
تائید و ترقی میں اُس مستقل محاصل کی چوتھہ کا دعوی کیا جس
محاصل کو ٹوڈر مل اور ملک عنبر نے قائم کیا تھا اور بالاجی
کے زمانہ میں وہ بہت تھوڑا حاصل ہوتا تھا اگرچہ اُسنے تکمیل اُس
کی پوری پوری تو نکی مگر اُس کے ذریعہ سے مرہٹوں کا دعوے غیر
محدود رہا اور ایسی پراگندہ قاعدوں کے قائم رکھنے سے مغلوں سے معاملہ
کرنے میں صرف فائدہ ہی نہ اُٹھایا بلکہ چوتھہ اور سردیس مکھی
کو مختلف مختلف لوگوں میں راجہ کی طرف سے مقرر کیا بلکہ
اُس کی نئی نئی تقسیمیں اِس غرض سے کرکے کہ بہت سے لوگوں
پر منقسم ہوسکے ہرضلع کے محاصل کو بہت سے مرہٹے سرداروں پر
منقسم کیا جس پر یہہ ثمرہ مترتب ہوا کہ بسبب عام ذخیرہ کے
لیئے خراج و محاصل کے بڑھانے میں تمام سردار آمادہ تھے تو کسی سردار
کے پاس ایسی وسیع اور مسلسل جاگیر موجود نہ تھی کہ اُسکے بھروسہ
پر حکومت سے الگ تھلگ ہوکر خود مختاری اختیار کرے محاصل

کی ایسی بانٹ چونٹ سے سردار مرہٹوں کے معاملوں میں جو پریشانی اور پیچیدگی داخل ہوئی ایک اور نتیجہ اُس پر مترتب ہوا جو بالاجی کی طبیعت میں اُسی قدر مرکوز و متمکن تھا یعنی مسلسل تقسیموں کے باعث سے سارے سردار مرہٹے اپنے گماشتہ برہمنوں کے محتاج ہوگئے اسلیئے کہ مرہٹے سردار ناخواندہ تھے اور حساب کتاب اُن کی جاگیروں کا برہمن گماشتوں سے متعلق تھا اور اُس کی بدولت پیشوا کی ذات کے لوگوں یعنی برہمنوں کی قوت کے بڑھنے سے پیشوا کی قوت کو بڑی تقویت حاصل ہوئی اگرچہ تقسیم در تقسیم کا انتظام اکثر مقاموں میں تھا مگر عموماً نہ تھا اِس لیئے کہ بہت سے سرداروں کے قبض و تصرف میں پہلے ہی سے جاگیریں چلی آتی تھیں اور آیندہ کو بھی چھوٹی بڑی جاگیریں خاص خاص لوگوں کو عنایت ہوتی رہیں علاوہ اُس کے ہر سردار کو اپنی فوج کے مقام اعلی کے لیئے ایک دوکانو کی ضرورت پڑتی تھی اور تمام سردار اسبات کے خواہاں تھے کہ حکومت کے سرکاری دعوے اور استحقاق و مطالبے اُن دیہاتوں پر ہمکو حاصل ہو ویں جہاں ہم قدیم سے بستے رستے چلے آتے ہیں *

بالاجی کا بیٹا باجی راو اُس کی گدی پر بیٹھا جو برہمنوں کے سارے خاندانوں اور مرہٹوں کی ساری قوم سے باستثناے سیواجی کے لیاقت و قابلیت میں زیادہ تھا مگر وُہ تمام اختیار اُسکو حاصل نہوئے جو اُسکے باپ کو حاصل تھے اس لیئے کہ اُسکا بڑا مخالف پرتھی ندی ابتک موجود تھا اور اُن دونوں کی رائیں باہم مخالف تھیں اور مطالب و اغراض اُنکے بھی ویسے ہی باہم مختلف تھے چنانچہ پرتھی ندیکو مرہٹونکی ترقی کا بڑا کھٹکا تھا اور وہ بڑے زور و قوت سے چاہتا تھا کہ ساھو کے ملک موجودہ کا قیام و استحکام اور ملکی نزاعوں کا انفصال و تصفیہ اور جنوب دکن کے ملکوں پر قبض و دخل اس سے پہلے حاصل ہووے کہ ہندوستان خاص کے فتوحات کا ارادہ کیا جاوے مگر باجیراو کی راے اسکی راے و تجویز

کی نسبت زیادہ دانشمندی اور شجاعت جسارت سے معمور تھی چنانچہ اُس نے یہہ سوچ سمجھکر کہ لٹیرے سواروں کے گروہ جو ملک دشمن میں بکار آمد ہوتے ہیں خاص اپنی قلمرو میں دخل و قابو سے خارج ہونگے اور فوج کے مستقل کرنے اور جنگی حکومت کے جمانے سے خاص اپنے ملک کی حکومت کا انتظام اچھا معقول و موثر ہوسکتا ہی شمالی صوبوں یعنی بادشاہی ملکوں پر دھاوا کرنے کی مشورت بتائی اور بڑے زور شور سے بادشاہت کی ذاتی ناتوانی جتائی چنانچہ اُس نے یہہ بات کہی کہ جیسے بیخ و بنیاد اُس سلطنت کی گل سڑ گردی بوس ہوگئی ویسے اور مقام اُس کے کمزور نہیں ہوئے اور مقتضائے مصلحت یہہ ہی کہ سوکھے کملائے درخت کی تنہ پر صدمہ پہونچایا جاوے باقی شاخیں خود گر پڑینگی حاصل یہہ کہ اُس نے ایسے شوق ذوق اور سرگرمی اور خوش بیانی سے وہ مشورت سمجھائی کہ راجا کے شکوک و شبہات پر غالب آگئی اور جب باجی راؤ نے اس مقدمہ میں بہتسا کہا سنا کہ نربدہ سے آگے بڑھنے اور نشان گاڑنے کی اجازت عنایت ہووے تو راجا نے بڑی گرمجوشی سے چلاکر یہہ فرمایا کہ تم اپنے نشان کو کوہ ہمالہ پر گاڑوگے †*

مذکورۃالصدر مباحثوں کے نتیجوں سے راجا کے درباری مشورے صلاحوں میں باجیراؤ کو غلبہ حاصل ہوا اور اس وجہہ سے روز روز اُسکو تسلط حاصل ہوتا گیا کہ راجا اُسکی امداد و اعانت کا محتاج تھا اگرچہ ساہو بیچارہ خود قابلیت کا محتاج تھا مگر اس لیئے کہ بادشاہی محلوں میں تربیت پائی تھی تو جسم کا سست اور طبیعت کا سرگرم اور بہت چست چالاک تھا اور باجی راؤ لشکر میں پیدا ہوئے اور وہیں رہنے سہنے اور صحبروں اور لباچیوں میں تربیت پانے سے مرہٹوں کی خوے خصلت کے علاوہ بڑی فہم و فراست والا اور تجربہ کار اور ہوشیار و چالاک تھا اور اپنے

† گرینٹ ڈف صاحب اور تاریخ مرہٹوں کا وہ قلمی نسخہ جسکو مصنف مذکور نے نقل کیا جلد ایک صفحہ ۳۸۲ و ۳۸۹

بهائي بند برهمنوں کي مانند روکها سوکها اور ٹهنڈا بودا نتها بلکه مزاج اُسکا هشاش بشاش اور طریق اُسکا معقول و پسندیده تها سفر کي ماندگي اور محنت کے کاموں سے الگ تهلگ نرهتا تها اور هرگز افسرده پژمرده نہوتا تہا بلکه ایسا سخت آدمي تها که کوچ و سفر کي حالت میں گهوڑے پر بیٹها بیٹها اناج کي بالوں کو مل ملاکر دانا چباتا تها اور جوں توں کرکے پیٹ اپنا بهرلیتا تها *

شمالي صوبوں پر عزم اُسکا چنداں مصمم نتها که بادشاهي دربار هي سے تائید اُسکي وقوع میں آئي چنانچه بیان اُسکا یهه هی که مبارز خاں کي لڑائي سے تهوڑي مدت پہلے آصف جاه کو مالوه گجرات کي حکومت سے منتقل کیا تها اور راجه گردهر سنگهه کو مالوه کي حکومت پر پهونچا تها گردهر سنگهه نے اسیر قبضه کیا اور کسي قسم کي دشواري پیش نه آئي اگرچه فوج اُس صوبه کي دکن کي لڑائي پر بهیجي گئي تهي مگر یهه راجا باجیراؤ کے حملوں سے محفوظ نره سکا اور آصف جاه کے چچا حامد خاں نے بادشاهي ملازموں کا مقابله گجرات میں کیا اور مرهٹوں کو کمک پر بلایا اور بجلدوے اُس کمک کے چوتهه اور سردیس مکهي اپنے ممالک مقبوضه سے مرهٹوں کے لیئے مقرر کي اور گجرات کے جایز حاکم سربلند خاں نے حامد خاں کے نکالنے میں کامیابي حاصل تو کي مگر مدت کے جهگڑے بکهیڑے کے بعد چوتهه وغیره محصولوں کے استحکام پر مجبور هوا جنکو حامد خاں نے اپني ضرورت سے مقرر کیا تها یهه واقعه سنه ۱۷۲۹ مطابق سنه ۱۱۳۸ هجري میں پیش آیا *

اگرچه یهه حکومتیں آصف جاه کے قبضه سے نکل گئیں مگر اب اُسکي حکومت خاص دکن میں ایسي دهوم دهام سے جمگئي که اس نے خیال اس اراده پر کمر باندهي که اپنے خوفناک همسایوں کي حکومت کو مغلوب کرے چنانچه اُس نے اُن کے باهمي نزاعوں سے آپ کو فائده پهونچایا یعني اُس نے پهلے پہل پرتهي ندي سے راه و رسم اپني جاري کي اور

قریب تها کہ ایک ایسا عہدنامہ حاصل کرے جسکي رو سے چوتهہ اور سردیش مکهي أسکي دارالریاست کے گرد نواح کے ملکوں میں باقي نرهے اور أسکے عوض میں کسیقدر ملک اور کسیقدر روپیہ نقد ٹهرایا جاوے مگر باجي راؤ أس انتظام کي رو رعایت سے جسکے ذریعہ سے مرهٹوں کے استحقاق و دعوے محدود و معین ہوتے تهے اور نیز اپنے پرانے حریف پرتهي ندهي کے بیچ میں پڑنے سے عہد مذکور کي تکمیل و تعمیل میں خلل انداز هوا اور آصف جاہ کو اس خط کتابت سے بڑي فائدہ حاصل هوا کہ مرهٹوں کے وزیروں میں رشک و حسد کا مضمون مشتمل هوا *

اسي قسم کا دوسرا ارادہ آصف جاہ کا بہت بڑے پایہ کا تها بیان أسکا یہہ هي کہ مرهٹوں کي ریاست کا دوسرا دعویدار یعني سنبا جي ثاني ساهو کے اقبال و دولت کے مقابلہ میں بہت پیچهے پڑا تها اور أس نے کنولاپور کو اپني دارالریاست ٹهرایا تها اور أسکے خاندان کے ملک کا جنوبي حصہ أس کے قبض و تصرف میں تها مگر باقي سارے ملک کا دعویدار تها آصف جاہ نے أس دعویدار کي حمایت پر کمر باندهي اور بلا تصنع یہہ شبہہ ظاهر کیا کہ چوتهہ وغیرہ حقوق کا روپیہ جو میرے ملک سے مرهٹوں کا حق مقرر هي وہ سنبا جي کا حق هي یا ساهو راجا کو پہونچتا هی اور فریقین سے کہلا بهیجا کہ هر دعویدار اپنے استحقاق و دعوی کو بوجوہ و دلائل ثابت کرے ساهو سنکر نہایت برا هوا اور غیظ و غضب کے مارے آپے سے نکل گیا اور باجي راؤ أس کے غصہ نکالنے کا ایسا ذریعہ تها جو لڑنے مرنے پر مستعد و آمادہ رهتا تها حاصل یہہ کہ سنہ ۱۷۲۷ مطابق سنہ ۱۱۴۰ هجري کو برسات کے اختتام پر باجي راؤ نے آصف جاہ کے ملک پر حملہ کیا اور وہاں کے برهان پور کو دبایا مگر جب کہ آصف جاہ أس شہر کي اعانت کو روانہ هوا جس کا شریک اب سنبا جي مذکور بهي هوگیا تها تو باجي راؤ نے اپنے کوچ کي سمت کو بدل کر بڑي تیزي تندي سے گجرات پر یورش کي جہاں اب تک چوتهہ أسکي مستحکم

نہوئی تہي چنانچہ اُس صوبہ کو جلا پہونک کر باشندوں کے قتل سے لہو کے ندي نالي بہائے اور بڑي چابکي چالاکي سے دکن کو واپس آیا اور فوج آصف جاہ نے گرد نواح کے شہر و دیہات کو اوجاڑنا شروع کیا اور مرہٹوں کي معمولي تدبیروں سے اُسکي رسدوں کو مسدود کیا یہاں تک کہ آصف جاہ سنبا جي سے تعلق اوٹہانے اور مرہٹوں کي حکومت کو بہالي فائدوں کے علاوہ اور فائدے پہونچانے پر مجبور ہوا بعد اُس کے باجي راو نربدہ پار اُترا اور مالوہ کو لوٹنے لگا اور سر بلند خاں کو گجرات کي چوتہہ کے استحکام پر مجبور کیا جسکو حامد خاں پہلے حاکم نے مقرر کیا تہا یہہ واقعہ سنہ ۱۷۲۹ع مطابق سنہ ۱۱۴۱ هجري اور ۴۲ میں واقع ہوا *

جب کہ باجي راو آصف جاہ کے قصہ جہگڑے میں مصروف تہا تو پرتہي ندي نے سنبا جي ثاني کو یکا یک گہیر کر شکست فاحش دي اور آخرکار اُسکو اس دستاویز کے صحیح کرنے اور اُسپر دستخط و مہر لگانے پر مجبور کیا جسمیں یہہ مندرج تہا کہ ساہو راجا تمام مرہٹوں کا سردار مسلم اور ساري ریاست کا مستحق ہی مگر حوالي کہولا پور کا علاقہ جسکي مغربي حد سمندر سے محدود ہی مذکورالصدر عہدنامہ کي رو سے سنبا جي کے قبض و تصرف میں باقي اور راجائي کا خطاب بهي اُسیقدر شان و شوکت سے جیسی کہ ساہو کو حاصل تہي مسلم و مقرر رہا یہہ واقعہ سنہ ۱۷۳۰ع مطابق سنہ ۱۱۴۲ هجري میں پیش آیا اگرچہ پرتہي ندي نے اس کار نمایاں سے نام تو پایا مگر باجي راو کي کارگزاري کو نہ پہونچ سکا بعد اوسکے آصف جاہ اسپر آمادہ ہوا کہ مرہٹوں کي حکومت کے توڑنے کا کوئي اور ذریعہ پیدا کرے غرضکہ یہہ بات اوس نے دباري خاندان کے ایک سردار کے ذریعہ سے حاصل کي جو مرہٹوں کي فوج کا موروثي سیناپتي یعني سپہ سالار اعظم تہا اور اوسي کي بدولت مرہٹوں کي قوت گجرات میں قایم ہوئي تہي اور جب کہ اس سردار نے

اپني متعلقوں اور مشتقوں کے ٹہروں کو باجے راو کے قبض و تصرف میں دیکھا تو وہ نہایت برهم هوا اور رشک و حسد اوسکي اوس فضل و فوقیت کے دیکھنے سے بہت زیادہ هوگئي جو باجے راو کو حاصل تهي یعني وہ راجا کي جانب سے بلا روک ٹوک اوسکي حکومت کا کام کاج کرتا تها حاصل یہه که ان باتوں کے دیکهنے اور آصف جاہ کي کمک پر بهروسا کرنے سے دہاري نے پینتیس هزار آدمي اکهٹے کیئے اور دکن کو اس غرض سے روانه هوا که باجے راو کے جال جنجال سے راجا کو چهوڑاوے *

اگرچه باجے راو کي فوج اسقدر کثرت سے نتهي مگر جو کچهه که تهي وہ پہلے پہلے مالي کي پوتوں اور چنے چنے سورما سپاهیوں سے مرتب تهي باجے راو نے متفق گروهوں یعني سندیا جي اور آصف جاہ کے مقابله میں بہت شتابي برتي اور شتابي کے فائدوں کو بخوبي سمجها چنانچه اوس نے آصف جاہ کو حسب قاعدہ لڑائي ظاهر کرنیکي فرصت ندي اور نربدہ پار اوترکر گجرات میں داخل هوا اور بڑودہ کے متصل دہاري سے مقابله کیا انجام اوس کا یہه هوا که اپریل سنه ۱۷۳۱ع مطابق شوال سنه ۱۱۴۳ هجري میں اوس کے سورما سپاهي دہاري کے ناآزمودہ کاروں پر سبقت لیگئے اور کهیت اوس کے هاتهه رها مگر فتح کے هوجانے پر نرمي هوشیاري سے کام اُس نے لیا که دشمنوں کو بہت تنگ نه پکڑا بلکه دہاري کے مارے جانے پر اُس کے بیٹے کو اُسکي جگهه پر راجه کي جانب سے معزز کیا اور وہ حقوق و موافق مرهٹوں کے جو گجرات میں معین تهے باین شرط اُس کو عطا فرمائي که نصف آمدني باجے راو کي معرفت سرکار میں داخل کیا کرے اور اس لیئے که وہ لڑکا شیرخوارہ تها تو اُسکي ماں کو اُس کا محافظ مقرر کیا اور گجرات کا انتظام اُسکي طرف سے پیلاجي جے کنوار کو سونپا جو اس کے باپ کا رفیق اور اُس خاندان کا مورث اعلی تها جو اب تک گجرات میں راجائي کرتا هے *

اس زمانہ سے تھوڑے عرصہ پہلے بڑے بڑے مرھٹوں کے خاندانوں کی اصلیت بوی قایم ھوئی چنانچہ جب باجے راو نے مالوہ کو دھاروں پر رکھا تو فوج کے مختلف ٹکروں کے سرداروں یعنی اوداجی پوار اور ملہار راو ھولکر اور رانا جی سیندیا کو حاکم مقرر کیا منجملہ اُن کے اوداجی پوار اس تعلق سے پہلی جو باجے راو سے اُسکو حاصل ہوا تھا ایک چھوٹا سا سردار تھا جسنے ملک دھار کے قریب ایک تھوڑے سے خطہ پر جو گجرات اور مالوہ کی حدوں پر واقع ھی دخل اپنا حاصل کیا تھا مگر ایسی بات اُسکو کبھی حاصل نہوئی تھی جیسی کہ اُس کے دونوں شریکوں یعنی ھولکر اور سیندیا اور اُن کی آل و اولاد کو حاصل ھوئی اور ھولکر کی حقیقت یہہ ھی کہ وہ دریاے نیرہ واقع جنوب پونہ پر بھیڑ بکریاں چراتا تھا اور سیندیا گوستارہ کے پاس ایک معزز خاندان کا آدمی تھا مگر نہایت تنگدست اور روٹی کپڑے سے محتاج اور باجے راو کے ادنی خدمت گاروں میں منسلک تھا یہہ تینوں سردار اور علاوہ اُن کے اور سردار آپ اپنی طرف سے ایسی مہم آوری نکرتے تھے کہ اپنے تابعون کے سردار ھوکر میدانوں میں لڑیں بھڑیں اور ھار جیت کی آزمایشیں کریں بلکہ باجے راو کے محکوم افسر تھے جنکو اوسکی فوج کے ٹکروں پر حکومت حاصل تھی اور اوسکی طرف سے کام اوسکا کرتے تھے *

اگرچہ باجے راو کو یہہ بات اب حاصل تھی کہ وہ آصف جاہ کو اوس کے فند و فطرت کا مزا چکھاوے مگر دونوں صاحب باھم راضی رضا ھونے کے فائدوں کو سمجھنے لگے چنانچہ باجے راو نے یہہ تصور کیا کہ دور و دراز کی مہموں میں باھر جانا آصف جاہ سے فتنہ انگیز ھمسایہ اور قوی دشمن کی عداوت سے اپنی بڑائی کو جو خاص اپنی قلمرو میں حاصل ھے بڑی جوکھوں میں ڈالنا ھی اور آصف جاہ نے اور اندیشوں کے علاوہ بہت سوچ سمجھہ کر یہہ سمجھا کہ میں نے بادشاہ کا مقابلہ کیا ایسا نہو کہ انتقام اوس کا اسطور پر لیا جاوے کہ میری نیابت کو باجے راو کے قام

منتقل کريں جسکے قبض و تصرف ميں يهه منصب بيکار نهوگا غرض که دونوں فريق اپني اپني راه کو هو ليئے اور باجي راو کي واپسي پر تهوڑي مدت گذري تهي که آصف جاه اور باجي راو دونوں غاصبوں نے باهم خفيه قول و قرار کيا که باجي راو کي حکومت کا آصف جاه ممد و معاون رهے اور باجي راو مالوه پر چڑهائي کرے اور اپني فتوحات کو بادشاه کے باقي ملکوں پر پهونچاوے *

اس زمانه ميں باجي راو کو يهه لوٹ لگ رهي تهي که نربده سے آگے کے ملکوں ميں اپنے مطلبوں کو وسعت بخشے اور اوسکي گجرات سے چلے جانے پر تهوڑا عرصه گذرا تها که دلي کے دربار نے چوتهه کے استمدام کو منظور نکيا اور سربلند خاں کو گجرات کي حکومت سے منتقل کرکے جودهه پور کے راجه ابهي سنگهه کو وه حکومت عنايت فرمائي تهي *

اگرچه ايک خود مختار راجه کو کسي صوبه ميں حاکم مقرر کرنا تمام وقتوں ميں مصلحت کے خلاف اور اعتراض کے قابل هے اور خصوص ابهي سنگهه جيسے آواره خو راجه سے جسنے اپنے باپ اجيت سنگهه کو قتل کرکے † راجائي پر قبضه کيا تها وفاداري جاں نثاري کي بهت سي توقع کرنا خلاف تها مگر بات اوسميں يهه تهي که ابهي سنگهه کو ايسے قوي ذريعے حاصل تهے که مغلوں کي حکومت کو حاصل نتهے اور وه اپنے ذريعوں کي بدولت هي اسبات کے قابل سمجها گيا تها که سربلند خاں کو گجرات کي حکومت سے خارج کرے اور نيز اوس صوبه کو مرهٹوں کي لوٹ مار سے بچاوے *

منجمله مقاصد مذکوره بالا کے پهلا مقصود يعني سربلند خاں کا اخراج ايک سال کي فوج کشي سے سنه ١٧٣٠ع ميں حاصل هوا جو ابهے سنگهه کي جانب سے ظهور ميں آئي تهي مگر دوسرا مطلب يعني مرهٹوں

---

† ٹاڈ صاحب کي تاريخ راجستان جلد دو صفحه ٩١

کی روک تھام اور اُن کے مقابلہ کی تکمیل ایسی سہل و آسان نہ تھی چنانچہ پیلا جی جے کنوار اگرچہ بڑودہ سے خارج کیاگیا تھا مگر اب بھی ایسا کچھہ باقی رہا تھا کہ ابھے سنگھہ نے جو قانون قاعدہ کا پابند نتھا اُس کے قتل کے سوا کوئی ذریعہ نہ پایا چنانچہ سنہ ۱۷۳۲ ع میں پیلاجی جےکنوار کو دغا سے قتل کرایا مرہٹوں کا غیظ و غضب پیلا جی کے قتل سے بہت زیادہ ہوا اور زور اُن کا کم نہ ہوا یہاں تک کہ پیلا جی کا بیٹا بھائی ایسی کر و فریب نمایاں ہوئی کہ ویسی کہیں نہ ہوئی تھی غرضکہ گجرات کو خاک سیاہ کرکے اُس پاس کی پہاڑی قوموں یعنی بھیلوں اور کولیوں کو سرکش بنایا اور سارے صوبہ میں بغاوت کا ہنگامہ برپا کیا ابھےسنگھہ اودھر مصروف و آمادہ تھا کہ جے کنوار والوں نے ملک جودہ پور اُس کی موروثی ریاست پر دھاوا کیا اور اور جودہ پور خاص کے قرب و جوار تک گھستی پہنچتی چلے گئی ابھےسنگھہ اِس حملہ کے دباؤ اور مرہٹوں کے کھٹکے سے جو مالوہ میں پڑے تھے اپنی ریاست کے جانے پر مجبور ہوا اور جس نائب کو گجرات میں چھوڑ گیا تھا وہ مرہٹوں کا مقابلہ بہت تھوڑا کرسکا *

مالوہ کے صوبہ میں بھی مرہٹوں کے کام کاج ادھورے نہ تھے چنانچہ راجہ گردھر سنگہ اُس صوبہ کا حاکم جو بادشاہ کے حکم اور اجازت سے مقرر ہوا تھا اُس لڑائی میں مارا گیا جو سنہ ۱۷۲۹ ع میں باجے راؤ کے سرداروں سے واقع ہوئی تھی بعد اُس کے دیارام اُس کا جانشین اور سگا بھتیجا اب تک مرہٹوں کے مقابلہ میں بڑی بڑی بہادریاں دکھا رہا تھا یہاں تک کہ سنہ ۱۷۳۲ ع میں باجی راؤ کے بھائی چمنا جی سے شکست فاحش کھاکر لڑائی میں مارا گیا *

سنہ ۱۷۳۲ کو باجے راؤ آپ بذات خود مالوہ میں جب داخل ہوا کہ اُس صوبہ کی حکومت محمد خاں بنگش کے قبض و تصرف میں تھی جو الہ‌آباد کا حاکم تھا مگر محمد خاں اُس زمانہ میں

بندیل کھنڈ کے ایک راجہ سے لرجھگڑ رہا تھا جسکی ریاست مالوہ الهآباد کے درمیان میں واقع تھي اور وہ راجہ یہاں تک تنگ آگیا تھا کہ مرھٹوں کي اعانت کا خواہاں ہوا تھا باجے راؤ نے درخوست اُس کي منظور کي اور محمد خاں پر ٹوٹ پڑا غرض کہ تھوڑے دنوں بعد محمد خاں ایک قلعہ کي پناہ میں بیٹھا اور کمزوري کے باعث سے دلي کا دربار اُسکو مدد نہ دیسکا اگر محمد خاں کے بھائي بند اُس کے چھوڑانے میں جد و جہد نہ اُٹھاتے تو وہ موقع دیکھکر کام ناکام اُن کي اطاعت کرتا مگر اُس کي بي بي نے روھیلکھنڈ کے باشندوں اپنے ھموطنوں کے پاس اپنا برقع روانہ کیا جو پٹھانوں میں ننگ و ناموس کي حفظ و حراست کے وقت ایک بڑے استغاثہ کي علامت گني جاتي تھي اور اُس کے بیٹي نے اُن پٹھانوں کي سرداري اختیار کي جو اُس استغاثہ پر فراھم ھوئے تھے غرض کہ اُن ذریعوں کي بدولت محمد خاں کا نستارا ھوا اور بڑي حفاظت سے الهآباد کو پہونچایا گیا مگر اُس کے بچنے سے صوبہ کو کچھہ فائدہ حاصل نہ ھوا چنانچہ بندیل کھنڈ کے راجہ نے جھانسي کے علاقہ کو جو جمنا کے کنارہ پر واقع ھے مرھٹوں کے حوالہ کیا اور جب وہ مرنے لگا تو مرھٹوں کے لیئے ایسے حق بندیل کھنڈ میں چھوڑ گیا جنکي بدولت وہ سارے صوبہ پر قابض ھوگئے *

محمد خاں کي ناکامي سے مالوہ اُس کے قبضہ سے نکل گیا اور جیپور والے جیسنگھہ کو وہ صوبہ عنایت ھوا یہہ راجہ علم و ھنر کے شوق ذوق کي بدولت اپني قوم کے لوگوں میں سے نہایت مشہور و معروف ھوا مگر استقلال اور قطع نزاع میں ویسا معزز و ممتاز نہ تھا اگرچہ مرھٹوں کے ساتھہ اُس کو موروثي تعلق تھا مگر وہ ایسا قوي نہ تھا کہ اُس کے باعث سے مالوہ کي حکومت کو دغا و فریب سے اُن کے حوالہ کرتا چنانچہ جب اُسکی مقابلہ میں کچھہ فائدا نہ دیکھا اور کامیابي سے مایوس ھوا تو اُس تعلق کي وجہہ سے بہ کمال آساني آشتي واقع ھوئي اور نتیجہ

اُس کا یہہ ہوا کہ اگلے برس میں وہ صوبہ پیشوا کے حوالہ کیا اور ظاہر یہہ ہے کہ بادشاہ کے اشارہ سے یہہ کام اُس نے کیا ہوگا جسکے حکم و اجازت سے وہ صوبہ پر قابض و متصرف تہا یہہ واقع سنہ ١٧٣٤ع میں واقع ہوا *

اگرچہ بادشاہی دربار نے کچھہ دے دلا کر یہہ تصور کیا کہ باجی راؤ ہمیشہ کے لیئی چپ چاپ بیٹہا رہیگا اور چہوڑ چہاڑ اپنی جانب سے لڑیگا مگر یہہ خیال اون کا اِس لیئی باطل تہا کہ وہ لوگ اُس کے اور اُس کی قوم کے حالات سے بہت تہوڑے واقف تہے چنانچہ تہوڑے دنوں تک باجی راؤ دکن کی اندرونی حالتوں پر متوجہہ رہا مگر بادشاہ کو اِسبات پر دبائے گیا کہ مالوہ اور گجرات کی چوتہہ اور سردیس مکہی معہوری فرمان کے ذریعہ سے حسب ضابطہ عنایت ہووے اور جن سرداروں کو پیچہے چہوڑ آیا تہا اُن کو یہہ ہدایت کی کہ آگرہ تک دہاوے کریں آخرکار مغلوں نے بڑے بڑے ٹہاٹ اون کے مقابلہ کے لیئی درست کیئی اور بڑی بڑی بہاری فوجیں جنکے سردار افسردہ پژمردہ تھے اون کے مقابلہ پر لیگئے اور اس کے سواے کوئی فائدہ حاصل نکیا کہ حریف کی فوجوں کی سعی و محنت کے مقابلہ میں بادشاہی فوجوں کو ذلت حاصل ہوئی *

تہوڑی مدت کے گذرنے پر باجی راؤ نے عہد نامہ کی بابت خط کتابت شروع کی اور خط کتابت کے طول پکڑنے سے جس قدر بادشاہی دربار کی کمزوری واضح ہوتی گئی اوسیقدر باجی راؤ اپنے مطالبوں کو بڑہاتا چڑہاتا گیا یہانتک کہ ایسی بڑی جاگیر کے تقرر پر اصرار کیا جسمیں مالوہ اور جنوب چنبل کے ملک داخل تہے اور اوسی جاگیر میں متہرا اور الہآباد اور بنارس سے مقدس شہروں کو شامل کیا اگرچہ بادشاہ کے ارادے علانیہ مقابلہ کی بابت تو بیکار ثابت ہوئی مگر وہ ایسا ذلیل بہی نہ تہا کہ ایسی باتوں کو قبول کرتا بلکہ اوس نے

نقصان مذکور سے تھوڑے نقصان کو گوارا کرکے مرھٹوں کو ٹھنڈا کرنا چاہا
اور مرھٹوں نے بقول اوس کے کہ یکے را بکشر و دیگرے را دعوی کن بڑے
مقصد سے ھاتھہ اوٹھالی بدون بادشاہ کی عنایت کو قبول کیا منجملہ
اون کے یہہ حق بھی عنایت ہوا تھا کہ وہ راجپوتوں سے خراج وصول
کریں اور آصف جاہ کی قلمرو سے جو حق اون کو ملتا تھی اوسکو مرضی
کے موافق بڑھاویں اور یہہ حق ایسا اونکو دلایا تھا کہ آصف جاہ اور
راجپوتوں سے مرھٹی اوتے رھیں اور وہ بھی نچلے ہوکر نبیٹھیں مگر یہہ
مقصود اون سے کچھہ حاصل ہوا یعنی اون میں اور مرھٹوں میں
نوک جھوک چلی گئی اس لیئے کہ آصف جاہ اب یہہ سمجھنے لگا کہ
میں اپنی تدبیروں کو نہایت پہونچایا اور جیساکہ بادشاہ کی عداوت سے
اندیشہ تھا ویسا ہی اوسکی ناتوانی سے خوف درپیش ہے یعنی جب بادشاہ
نہوگا تو بلاشبہہ میری خود ابتداوت کی اسی عرصہ میں دلی کے دربار نے
آصف جاہ سے رفاقت کی التجا پیش کی اسلیئے کہ وہ دربار اب اوس کو
اپنی منفعت رسانی کا دشمن نہیں سمجھتا تھا بلکہ ایسا رفیق اوس کو جانتا تھا کہ
جسکی ذریعہ سے وہ بلا اون کے سر سے ٹالی ممکن تھی جو اون کے سروں پر
کھیل رہی تھی *

غرض کہ آصف جاہ نے بادشاہ کی امداد و اعانت کا ارادہ مستقل کیا
اور جب کہ وہ ان سوچ بچاروں میں مبتلا تھا تو باجی راؤ دارالسلطنت
کی جانب کو بڑھا آتا تھا اور جب کہ وہ آگرہ سے چالیس میل کے
فاصلہ پر پہونچا تو دلی فوج اوس کی جو ہولکر کے تحت حکومت
تھی جمنا پار کے ملکوں کو لوٹ کھسوٹ رہی تھی مگر اودھ کے حاکم
سعادت خاں نے ایسی شجاعت سے جو اوس کے ہمعصروں میں
موجود تھی اپنے صوبہ سے باہر نکلکر کہ پاس پڑوس کے ملکوںکو
مرھٹوں کی ماردھاڑ سے بچاوے مرھٹوں پر حملہ کرکے اور اون کی فوج
کو مار کر قاسم کی جانب پیچھے کو ہٹایا یہانتک کہ اس لاگ ڈانٹ

اور مارپیٹ سے جسکو لوگوں نے بڑی فتح بیان کیا جگہہ جگہہ یہہ
ہوائیاں اوڑائیں کہ سارے مرہٹے دکن کو بہاگ گئی مگر باجی راؤ ایسی
افواہوں کے اوڑنے سے اسبات پر نہایت آمادہ ہوا کہ بدنامی کا دہبا
مٹاوے اور بادشاہ کو یہہ دریافت ہووے جیسے کہ اُس نے اپنی زبان سے
کہا تہا کہ میں اب بہی خاص ہندوستان میں موجود ہوں چنانچہ قمرالدین
خاں وزیر کے تحت حکومت ایک فوج اُس کے مقابلہ پر بہیجی گئی
اور جس زمانہ میں کہ یہہ فوج متہرا کے متصل بیحس و حرکت
پڑی تہی باجی راو ایک لخت جمنا سے الگ ہوا اور بادشاہی فوج کے
دائیں بازو سے چودہ میل کے فاصلہ پر بچکر گذرا اور بڑے بڑے کوچ
کرکے دلی کے دروازوں کے سامنی موجود ہوگیا یہہ واقعہ سنہ ۱۷۳۷ ع
مطابق سنہ ۱۱۴۹ ہجری میں پیش آیا *

باجی راو کے موجود ہونے سے جو ہیبت دلوں پر پیدا ہوئی تہی
وہ بآسانی متصور ہوسکتی ہی مگر جوکہ مقصود اُس کا یہہ تہا کہ
بادشاہ کو ڈراوے اور یہہ مقصود اُس کا نتہا کہ وہ نہایت برہم کرے
اِس لیئی زیادہ چہیڑ چہاڑ سے باز رہا اور اگرچہ حوالی شہر کے مکانوں
کے بچانے میں بہت سی کوشش کی مگر اپنے ہمراہیوں کی دست
اندازی کو پورا پورا نروک سکا اور اُس بات کو بہانہ ٹہراکر شہر سے
تہوڑے فاصلہ پر چلا گیا اور جب کہ وہ شہر سے دور چلا گیا تو دلی والونکو
حملہ کرنے کی جسارت حاصل ہوئی چنانچہ بہت سا نقصان اُٹہا کر شہر
میں واپس آئی مگر جو کہ اب قمرالدین خاں سعادت خاں سے مل چکا
تہا اور دارالسلطنت کی اِمداد و اعانت کے لیئی چلا آتا تہا تو اِسلیئی
باجی راو نے پیچہے لوٹنا مناسب سمجہا جو ایک ایسی بات تہی
کہ مرہٹوں کے قوانین جنگ کے بموجب بیعزتی نہ گنی جاتی تہی
اور عزم اُس کا یہہ تہا کہ جمنا کے نیچے سے پار اُترے اور جمنا گنگا کے
درمیانی ملکوں کو لوٹی کہسوٹی مگر برسات کے قریب آنے اور آصفجاہ

کے دلی کی جانب بڑھنے جانے سے یہہ ارادہ کیا کہ ترت پورات دکن کو واپس چلا جاوے جہاں اور کاموں کے باعث سے اُس کے موجود ہونے کی بڑی ضرورت تھی اگرچہ باجی راو دکن کو لوٹ گیا مگر آصفجاہ اپنے کوچ و رحلت پر قایم رہا اور پورے اختیارات اُس کو اِس بات کے لیئے عنایت ہوئی کہ جو وسیلے ذریعہ سلطنت سے ممکن ہووین وہ تمام اکٹھے کرے اور اُس کے بڑے بیٹے غازی الدین خاں کو مالوہ گجرات کی حکومت عنایت ہوئی یہہ امور مذکورہ بالا سنہ ۱۷۳۷ ع مطابق سنہ ۱۱۵۰ ہجری میں واقع ہوئے مگر بادشاہت کی قوت ایسی بودی ہوگئی تھی کہ آصف جاہ اُسکے ذریعوں سے اپنی ذاتی فوج کو چونتیس ہزار آدمیوں تک بڑھاسکا *

آصف جاہ کی توپوں کا کارخانہ نہایت عمدہ تھا اور سعادت خاں حاکم اودہ کے برادرزادہ صفدر جنگ کے زیر حکومت فوج اُس کی تائید کے لیئے موجود و آمادہ تھی غرض کہ آصفجاہ اُس تمام فوج کو لیکر سرونج کی جانب کو بڑھا اور باجی راو ایسی فوج سمیت نربدہ پار اُترا جو بقول اُس کے اسی ہزار تخمیناً تھی اور غالب یہہ ہی کہ آصفجاہ کی ہمراہی فوج سے زیادہ تھی † اِس کمی بیشی کے لحاظ سے بادشاہی جرنیل کو لڑائی سے باز رہنا اِس لیئے مناسب نہ تھا کہ قایم لڑائیوں میں مرہٹے ایسے مرد نہ تھے کہ دھاک اُن کی مانی جاوے اور سارے دشمنوں کی نسبت خصوص اُن کے مقابلہ میں یہہ بات حاصل کرنی ایسی بہت بڑی بات نہ تھی کہ لشکرکشی کے آغاز میں لڑائی اپنی اوپر جتائی جاوے مگر آصف جاہ نے غالباً اپنے توپ خانہ کے بھروسے اور نیز اُس حزم و احتیاط کے سہارے جو اُسکی اصل و طبیعت اور پیرانہ تجربہ کاری کا مقتضی تہا دکھاوے کا عمدہ

† آجکل مرہٹوں کا یہہ دستور ہے کہ لاکھہ فوج بولتے ہیں اور دس ہزار یا پندرہ ہزار اُس سے مراد اُن کی ہوتی ہے اور اِس مقدار سے زیادہ بہت کم مراد اُس سے رکہتے ہیں اور ہماری اصطلاح میں لاکھہ سوار اُس سے مراد ہوتے ہیں

مقام و موقع بهوپال کے قلعہ کے متصل تجویز کیا مگر مقام کی عمدگی سے باجی راو سے قوی دشمن کے مقابلہ میں کچھہ فائدہ حاصل نہوا اسلیئے کہ مرھٹوں نے اُسکے گرد نواح کے ملکوں کو ویران اور اُسکی رسدوں کو چاروں طرف سے مسدود کیا اور اُسکی فوج کے ھر ایسے ٹکڑے پر پھدل پڑے جس نے اپنی صفوں سے باھر نکلنے کا ارادہ کیا تھا اور اُسکی ذاتی فوج اور کمکی فوج کے درمیانی آمد و شد کی راہ کو برابر بند کیا یہہ واقعہ جنوری سنہ ۱۷۳۸ میں واقع ھوا *

امور مذکورہ بالا کے نتیجوں سے آصف‌جاہ کا یہہ حال ھوا کہ ایک مہینے یا چھہ ھفتوں کے آخر پر شمال کی جانب کو لوٹا اور غالب ھے کہ نیار چارسے کی کمی کرنا ھی سے بہت سے مویشی اُسکی ضایع ھوگئی تھے اگرچہ بہت سا اسباب اپنا بھوپال میں چھوڑ آیا تھا مگر باوصف اِسکے بھی بھاری توپوںکا سلسلہ ساتھہ اُسکے موجود تھا چنانچہ اسی باعث سے کوچ و مقام اُس کے آھستہ آھستہ ھوتے تھے اور مرھٹوں کی دوڑ دھوپ اُس کے حق میں زیادہ خرابی کا باعث ھوئی‌تھی اگرچہ توپ‌خانہ کی وجہہ سے عام حملہ نکرسکے مگر اُنھیں حقوں کی مار مار سے بہت برا حال اُنکا کیا اور سوار اُن کے پیچھے لگے لوٹتے چلے آئے یہاں تک کہ تین تین چار چار میل کے دوچار کوچ مقاموں کے بعدآصف خاں اپنی قسمت کی اطاعت یعنی باجی راؤ کی شرایط اطاعت پر مجبور ھوا چنانچہ عہدنامہ کے ذریعہ سے اُس سارے ملک کے حوالہ کرنیکا اقرار کیا جو نربدہ سے چنبل تک واقع اور اُس میں مالوہ بھی شامل ھی اور نہایت قول و قسم سے یہہ زبان اُنکو دی کہ اس عہد نامہ کو بادشاھی مہر و دستخط سے مزین کرادونگا اور علاوہ اِس کے پچاس لاکھہ روپیہ نقد بادشاھی خزانہ سے دلاؤں گا یہہ واقع فروری سنہ ۱۷۳۸ مطابق رمضان سنہ ۱۱۵۰ ھجری میں پیش آیا *

بعد اُس کے آصف جاہ کی روک ٹوک نہوئی چنانچہ وہ دلی کو راھی ھوا اور باجی راؤ نے ممالک مذکورہ پر قبضہ کیا مگر عہدنامہ

کے استحکام موعود سے پہلے اِس معاملہ کی ترقی ایک ایسی آفت کے وقوع سے جس کے مارے تمام انسان او ساری باتوں سے ایک مدت تک مدهوش و غافل رهتے تھے آگی نہ بڑھی اور جوں کی توں ویسی هي باقي رهي *

نادرشاہ کے دهاویکا بیان

هندوستان کي بادشاهت اُن بري حالتوں کو دوبارہ پهونچني تهي جنکے وقوع سے تیمور اور بابر نے هندوستان کا ارادہ کیا تها علاوہ اِسکے کشور ایران میں بهي ایسی مسلسل واقعی پیش آئی جنکے باعث سے ظهور اس حملہ کا اُس ولایت سے ضروري لابدي تها *

بیان اُن واقعوں کا جو اِس حملہ سے ایران میں پہلے واقع هوئے

جب کہ صفوي خاندانکي سلطنت پر دو سو برس کا عرصہ گذرگیا جو ایشیا کي بادشاهي نسلوں کي بقا و قیام کا معمولي زمانہ هی تو وہ خاندان ایسے ضعف و زوال کو پهونچا کہ اُس کے باعث سے قندهار کے درانی پٹھانوں نے خاندان مذکورکو تخت سے خارج کیا *

پٹھانوں کي قوم کے اُس گروہ کا حال جو شمال مشرق میں رهتے سهتے هیں پہلے بیان هوچکا مگر غربي قومیں جو ایران کے انقلاب و تنزل میں شریک و شامل هوئیں اُن قوموں سے بہت سي باتوں میں مخالف هیں *

غربي والوں کا ملک وہ بلند † خطہ هی جسکي تائید و تقویت کوہ سلیمان کے سلسلہ سے مشرق کي جانب پر هوئي اور یهي پهاڑ اُس خطہ اور اُن میدانوں کے درمیانمیں جو اٹک پر واقع هوئے حد فاصل پڑتا هی اور شمال کي جانب میں اِس قسم کي پشت و پناہ اُس سلسلہ

---

† سمندر کي سطح سے کابل کا شہر چھہ هزار فٹ کي بلندي پر واقع هی — برنس صاحب کا سیاحت نامہ جلد ایک صفحہ ۱۵۱

سے قایم هوتي هی جس کو پہلے وقتوں میں کوہ قاف کہتے تھے اور دریاے اکسیس اور سمندر کاسپین کے نیچي سطح سے وہ سلسلہ اونچا نظر آتا † هی اس بلند خطہ کا وہ حصہ جو مغرب هرات میں واقع هی ایرانیوں کي حکومت سے متعلق هی اور اسي شہر کا مشرقي حصہ افغانوں کے قبض و تصرف میں داخل هی *

اِس خطہ میں بڑے بڑے زرخیز میدان اور منجملہ اُن کے بہت بڑے بڑے میدانوں میں غزني اور کابل اور قندھار اور هرات سے شہر بستے هیں ‡ اور اِس خطہ کے بڑے حصے میں ایسے گہرے غار واقع هیں جو بوجوت کے قابل نہیں اور چروائی لوگ اُن میں بستے هیں جو خیموں میں بسر کرتے هیں اِن قوموں میں آسیطرح کي طرز حکومت اور خوے و خصلت قایم هی جیسیکہ کہ شمال مشرق کے افغانوں میں پائي جاتي هی مگر فرق اتنا هی کہ یہہ ویسے مفسد اور هنگامہ طلب نہیں اگرچہ چروائی والی خطوں میں اکثر نرے پٹھان هي بستے هیں مگر میدانوں کي آبادي کا بڑا حصہ شہروں کي آبادي سمیت قوم تاجک سے آبادهی جو فارسي بولي بولتے هیں اور وہ وهي لوگ هیں جو ماوراالنہر اور ایران کے میدانوں میں رهتے سہتے هیں *

هندوستاني اور ایراني بادشاهوں نے اگرچہ اُن میدانوں کو فتح کیا مگر پٹھانوں کي قومیں خود مختار باقي رهیں اگرچہ وہ قومیں جو ان دو بڑي سلطنتوں کے ملکوں کے پاس پروس میں آباد تھیں بالشک اون کے زور و قوت سے کچھہ نکچھہ اثر پذیر هوئی § هونگی

† جراب مضمون بیلي فریزر صاحب مندرجہ حالات شاهي جغرافیہ کي سوسئیٹي

‡ هرات اُس ٹیکرے کے پار واقع هی جہاں جنوب کے بہنے والی پاني اُن پانیوں سے الگ هوتے هیں جو دریاے اکسیس کے شمال پر بہتے هیں مگر هرات اُس بلندي پر واقع هی جس پر کل خطہ واقع هوا اور اسي لیئے اُس کو اِس خطے کا ایک ٹکرا سمجھنا چاهیئے

§ سترهویں صدي کے آغاز کے قریب ابدالیوں نے ایرانیوں سے اداے خراج کا اقرار اِس شرط پر کیا تھا کہ اُزبکوں کي مار دھاڑ سے محفوظ رکھے جاویں

يعني اوس سے دبي ليټي هونگي مگر مغربي قوموں ميں سے خلجيوں کي
بهت بڑي قوم تهي جو قندهار کے گرد نواح ميں بستي تهي اور دوسري
قوم ابداليوں کي تهي جنکو دراني بولتے هيں اور غور کے پهاڑ اصلي ٹهکانا
اونکا تها اور جس زمانه کا حال اب بيان هوتا هے وه اوس زمانه ميں
هرات کے پاس پروس ميں آباد تهي يه دونو قوميں آپسميں مخالف تهيں
اور اکثر اوقات اون ميں لڑائي بهڑائي رهتي تهي صفوي خاندان کے پچهلے
بادشاه شاه حسين کے زمانه ميں خلجيوں نے ايرانيوں کو ايسا ناراض کيا
تها که اُسکے باعث سے ايرانيوں نے بڑے غيظ و غضب سے اونپر بڑي يورش
کي تهي چنانچه گرگين خاں جارجيا کا بادشاهزاده جو عيسائي مذهب
کو چهوڑ کر مسلمان هوگيا تها بيس هزار آدميوں سے زياده فوج اپنے
همراه ليکر قندهار کو روانه هوا تها ‡ اور يه فوج استقدر تهي که مخالف تاب
اوسکي نه لاسکے مگر ايرانيوں کا بار اطاعت ايسا بهاري پڑا که تهوڑے عرصه
کے گذرنے پر خلجيوں نے ايسي جوکهوں اوٹهانے کا اراده کيا جو اِس بهاري
بوجهه کے اوٹهانے ميں ضروري تهي چنانچه ميرويس اس مهم ميں
سردار اونکا هوا جو خانداني سردار اور نهايت لايق فايق اور ايران کي
سلطنت کے ضعف و ناتواني سے بخوبي واقف و آگاه تها اس سردار
نامدار نے دلاوري اور هوشياري سے ايسا کام ليا که قندهار پر چهاپه مارکر
قبض و تصرف کيا اور ايرانيوں کو گرد نواح سے نکالا اور ممالک مفتوحه
کو اپني قوم کے اصلي ملکوں سے ملا ملاکر بجاے خود مستقل سلطنت
قايم کي يه کار نماياں سنه ١٧٠٨ ميں واقع هوا بعد اوس کے ايرانيوں نے
قندهار پر متعدد حملے کيے اور ايک حمله ميں ابداليوں نے امداد اونکي
کي مگر بعد اوسکے سنه ١٧١٦ ميں ابداليوں نے خلجيوں سے ملاپ کرکے
ايرانيوں کا مقابله کيا اور هرات کو دبايا اور خراسان کے بڑے حصه واقعه
قلمرو ايران کو پايمال کيا مگر تهوڑے دنوں بعد اُنکي باهمي عداوت

---

‡ مالکم صاحب کي تاريخ ايران جلد ايک صفحه ٦٠١

برپا ہوئي اور ایرانیوں نے اُن کے خلاف و نفاق سے فائدہ اُٹھایا یہانتک کہ سنہ ۱۷۲۰ تک دونو فریقوں سے مقابلہ کرتے رہے مگر غلجیوں کے سردار نے یہہ بڑا ارادہ کیا کہ خود ایران میں جاکر لڑیں اور اُس حکومت کي بیخ و بنیاد کو صدمہ پہونچاویں جو ہم لوگوں پر زور ظلم کرتي تھي *

ایران کي فتح کا بیان

جبکہ کہ سنہ ۱۷۱۵ میں میرویس مرگیا تو بھائي اسکا جانشین اوسکا ہوا مگر اُس کي جانشیني پر بہت تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ میرویس کے بیٹے محمود نے زور زبردستي سے باپ کي گدي چھیني اور ایران کے حملہ کي تدبیر اُس نے جمائي مگر ظہور تدبیر سے پیشتر ایرانیوں کو ابدالیوں کے ہاتھوں سے بڑي بھاري شکست نصیب ہوئي تھي اور اب ابدالي مشہد کو زور دباؤ اپنا دکھا رہے تھے اور اوزبکوں کے بحر اکسیس سے پار اوترنے اور یورش کرنے سے بڑي امداد اُنکو حاصل ہوئي تھي *

اس عرصہ میں لزجي لوگ بھي کوہ قاف سے نکلے اور ایران کے شمال مغربي حصہ پر دھاوا کیا اور حقیقت یہہ تھي کہ ایرانکي سلطنت خاص اپنے برے چال چلنوں سے غیر ملکي حملوں کي نسبت بہت زیادہ کمزور و ناتوان ہوگئي تھي *

حاصل یہہ کہ پچیس ہزار آدمیوں سمیت محمود قندھار سے روانہ ہوا چنانچہ کرمانکو لپیٹ سمیٹ کر یزد کیجانب بڑھا اور وہاں سے سیدھا اصفہان کو چلا † *

دارالسلطنت کے متصل خاص کلنا باد میں ایرانیوں نے بڑي بھاري فوج سے مقابلہ اُس کا کیا جو بڑے ٹھاٹھ سامان سے آراستہ پیراستہ تھي

---

† جبکہ ابدالیوں کے مقابلہ میں چند زور کے لیئے محمود ایرانیوں سے متفق رہا تو اُس زمانہ میں کرمان پر قابض تھا — جونز صاحب کي تاریخ نادر شاہ کے دیباچہ کا چوتھا فقرہ

چنانچہ چوبیس توپیں بھی اُس میں موجود تھیں † مگر ایرانیوں
کی ہمتیں بودی اور صلاح و مشورے اُنکے منقسم اور مختلف تھے اور
یہی باعث ہوا کہ افغانوں کو یہ فتح نصیب ہوئی بعد اُسکے تھوڑی
مدت گذرنے پر خاص صفہان پر یورش کی یہہ شہر اُس زمانہ میں
بڑی شان و شوکت اور نہایت کثرت کو پہونچا تھا ‡ مگر وہ کثرت اِس
موقع پر ایرانیوں کو بہت مضر ہوئی اِس لیئے کہ جب پٹھانوں نے دیکھا
کہ شہر پناہ کی حفظ و حراست ہمارے حملوں کی مانع مزاحم ہی تو
اُنہوں نے رسدوں کو روکا اور حقیقت یہہ ہی کہ ایسے بڑے شہر کا پورا
محاصرہ بیس ہزار آدمیوں سے جو میر کے پاس رہے تھے متصور نہ تھا مگر
محاصروں نے فوج کے نقصان و قلت کو ہوشیاری چالاکی سے ایسا خوب
پورا کیا کہ شہر کے رہنے والے تھوڑے ہی دنوں میں کال کی آفتیں اُٹھانے
لگے یعنی بھوکوں مرنے لگے چنانچہ بہت سے مورخوں نے محصوروں کے
رنج و مصائب کی مقدار ایسی بڑی بیان کی جو ایسے مقاموں کے
مصائب سے جُدائی سمجھنی چاہیئے اور ویسی مصیبتیں بہت کم واقع

† ایرانی سپاہی صورتوں کی تیار و تازہ اور تمام سامان اُن کے کوچ مقام کے
عمدوں سے آبدار راست درست اور اُنکی پوشاکیں عمدہ عمدہ تھیں اور گھوڑے اُن کے
تیار اور موسم زیوروں تک سامان اُنکے بہت ٹیپ ٹاپ اور چمکتے دمکتے تھے
بخلاف اُنکے بیچارے پٹھانوں کے پاس ایک ٹبرہ بھی تنہا اور گھوڑے اُنکے سفر
کے مارے دبلے پتلے اور سوار اُنکے بوانے گھوڑے بیٹھے ہوئے اور سورج کی چمک کے
علاوہ کوئی چمک دمک اُن میں موجود نہ تھی اور بڑے زور شور سے یہہ بات اُنکے
لشکر میں کہہ سکتے ہیں کہ سوا تلواروں کے سوا کوئی چمکیلی چیز اُنکے لشکر
میں پائی نہ جاتی تھی۔ ملکم صاحب کی تاریخ ایران جلد ایک صفحہ ۶۲۳

‡ ہنوے صاحب نے باتباع چارڈین صاحب کے جلد دو صفحہ ۱۶۳ میں
بیان کیا کہ اصفہان میں چودہ لاکھ آدمی بستے تھے مگر جب سیاحوں نے ہندوستان کے
بڑے بڑے شہروں کا اس شہر سے مقابلہ کیا تو اُن کے قول کے بموجب اسقدر
اُس کی آبادی یقین کے قابل نہیں ہاں دو لاکھ آدمیوں کی آبادی تسلیم کے
قابل ہی

ہوتي ہیں † یہہ لڑائي جو فریقین کے لحاظ سے برابر کي نہ تھي چھہ مہینے سے کچھہ کم قایم رہي اور اسقدر عرصہ اسباب کي دلیل ہی کہ ایرانیوں کي قوت ضعیف ہوگئي تھي اور تکالیف اُٹھانے کي طاقت اُن میں باقي نہ تھي اور جب کہ ایرانیوں کے وہ حملے جو شہر سے نکلکر کرتے تھے اور وہ کوششیں جو صوبوں کي فوج ازروے زور زبردستي کے رسد کي بار برداریوں کے معاملہ میں کرتي تھیں محض بیکار گئیں تو کام ناکام اُنھوں نے اطاعت کا بار اپنے سروں پر رکھا چنانچہ بادشاہ اپنے بڑے بڑے درباریوں کو ہمراہ اپنے لیکر اور لباس ماتمي پہنکر شہر سے باہر نکلا اور آپ کو محمود کے حوالہ کیا اور اکتوبر سنہ ۱۷۲۲ کو محمود فیروز مند کے سرپر تاج اپنے ہاتھوں سے رکھا *

پہلے پہل محمود نے ایسي بڑي خدا ترسي سے حکومت کي کہ اُسکي توقع نہ تھي مگر جب کہ قزوین کے قلعہ میں اُس کے محافظ سپاہیوں کو شہر والوں نے دھوکہ سے قتل کیا تو اُسکو اپني جان کے لالے پڑے اور بہت سے ایراني سرداروں کو گردن مارا اور پاداش و تدارک کے دھمکاو سے تمام مسلح باشندگان اصفہان کو شہر کے چھوڑ نے پر مجبور کیا اگرچہ غلجیوں کے زور ظلم کو بہت مبالغہ سے بیان کیا ‡ مگر ایسے چرواہے قوم کي سنگدلي اور ناخدا ترسي بکمال آساني متصور ہوسکتي

† علي حزین شاعر جو محاصرے کے زمانہ میں اصفہان میں موجود تھا اِن سارے بیانوں کو غلط بتاتا ہی اور خود کہتاہی نہ منجملہ محصوروں کے کوئي آدمي بھوک پیاس کے مارے نہ مرا تھا بلفور صاحب کا ترجمہ سرگذشت حزین صفحہ ۱۱۲

‡ منجملہ اُن مختلف حالوں کے جو ابھي بیان ہوئے ایک مثال اُس زور ظلم کي دریافت ہوسکتي ہی چنانچہ ہینوے صاحب جو مبالغہ کے عادي نہیں اگرچہ کاہے کاہے عام پسند افواہوں اور اُن سے زیادہ بري سندوں کو اپني تاریخ میں لکھتے ہیں یہہ بیان کرتے ہیں کہ محمود نے وہاں کے امیروں کا بال بچوں سمیت نام و نشان تک نچھوڑا یہاں تک کہ ایک ایک کو پکڑ کر شکاري جانوروں کي طرح قربان کیا بعد اُس کے یہہ حکم دیا کہ ملکي جنگي محکموں کے آدمي جو پہلي سلطنت

هی جو یکایک اپنے ظالموں پر نہایت غالب هوگئی تهی اور اپنی تعداد و شمار کی قلت و ضعف کے لحاظ سے جو خوف و هیبت کے ذریعہ کے سوا کسی ذریعہ سے محفوظ قایم نہیں رہ سکتی رحم و ترس سے ایسے گونگے هوگئے تهے ❊

یہہ بادشاہ دو برس پورے حکومت کرنے پایا تها کہ اُس کی فکر و اندیشہ کے سارے جوش میں وہ مبتلا تها اور ان مذهبی ریاضتوں اور کفاروں کے ثمروں سے جنکو اپنے اعتقاد کے موافق لازم پکڑا ہوا سمجهہ بوجهہ اُسکی بڑی بڑی نرهی تهی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ دیوانہ هوکر مرگیا جو اپنی موت مرا یا اوروں کے هاتهوں سے مارا گیا بعد اُس کے اپریل سنہ ۱۷۲۵ع کو اُس کا بهتیجا اشرف خاں جانشین اُسکا هوا ❊

یہہ نیا بادشاہ بڑا قوی و لایق تها مگر ایران کی فتح کو پورا کرنے نپایا تها کہ روس و روم اُس کے درپے هوئے اور ایران کی سلطنت کے دبانے پر دونوں نے اتفاق کیا اور یہہ عہد آن کے آپس میں هوگیا تها کہ مغربی صوبے روم کے تصرف میں رهیں گے اور شمالی صوبے دریاے

سے قندهار تک جو قبائل سے تهے ہر مقرر هوریں یک قلم قتل کیئے جاویں چنانچہ اُس قتل کو پہلے بادشاہ کی ذات خاص کے پہرہ والوں سے شروع کیا جو تین هزار آدمی تهے علاوہ اُنکے نادر نامہ کا مصنف جس کے بیان کو سرکاری بیان سمجهنا چاهیئے اور اُس کو یہہ غرض نہ تهی کہ محمود کی سنگدلیوں کو بڑهاکر بیان کرتا هی کہ اُس نے سارے ایرانیوں کے قتل کا ارادہ کیا تها اور جس دن کہ پٹهان قزوین سے اصفہان کو پہونچے اُسی روز اُس نے ایک سو چودہ آدمی قتل کرائے اور چهوٹے بڑے اور گهوڑے کورے کی تمیز نکی اور وهی مورخ لکهتا هی کہ تهوڑے دنوں بعد اُس کرتاہ ایم نے بادشاهی نسل کا استیصال چاها چنانچہ اُنتالیس شاهزادے قتل کرائے مگر هزاروں کے قتل عام کے خیال سے یہہ بیان اُس کا مطابق نہیں هوتا اور یہہ کہہ سکتے هیں کہ اِس سارے زمانہ میں شاہ حسین پہلے بادشاہ کو زندہ چهوڑا تها اور تمام نظر اِس سے کہ محمود ساتهہ اُس کے اچهی سنگدلی سے پیش آوے محمود سے یہہ شکایت اُس نے پیش کی کہ مجهکو چهوٹے سے مکان میں محصور کیا اور پانچ غلام اور پانچ لونڈیاں خدمت کے واسطے مقرر کیں ——— مالکم صاحب کی تاریخ ایران جلد ایک صفحہ ۱۲۲

وکسیز تک روس کے پاس اوینگے اشرف خان پہلے پہل روم والوں پر جهکا اور کئي لڑائیوں میں آنکو شکست فاحش دیکر اپني سلطنت کو بزور شمشیر اُن سے تسلیم کرایا مگر باوصف اِس کے اُس ملک سے اونکو خارج نکر سکا جن کو اونهوں نے فتح کیا تها اگرچه بڑا پیٹر روسیوں کا بادشاه اس لڑائي میں بذات خود موجود تها مگر اشرف کو اوس ملک کي تائید و تقویت کے باعث سے جس میں روسیوں کو آنا پڑا تها اونسے بہت کم اندیشه تها هاں مقام رشت تک جو سمندر کاسپین کے جنوب میں واقع هے روسي آپهونچے تهے بعد اوسکے اونکي ترقي میں رخنه پڑا اور پیٹر کے مرجانے سے لڑائي بهڑائي سے باز رهے *

نادر شاه کي عروج ترقي کا بیان

اشرف کا بڑا مهیب دشمن قریب اوسکے ملک کے پیدا هوچکا تها تفصیل اس اجمال کي یهه هے که شاه حسین کا بیٹا مرزا طهماسپ اصفهان سے بهاگ کر قوم کجرکي پناه میں بیٹها تها جو بحر کاسپین کے کناره پر بستي تهي اور وه اون لوگوں میں صرف نام کا بادشاه تها اوسکي قسمت کے بدلنے کي پهلي علامت یهه تهي که نادر قلي جو بڑا سورما سپاهي گذرا اور بلاد ایران میں جواب اوس کا ابتک پیدا نهیں هوا جان و مال سے شریک اوسکا هوگیا *

نادرقلي نے پہلے پہل قزاقوں کي طرح ادهر اودهر سے فوج اکهٹي کي تهي مگر آپ اپنے ملک کے چهوڑانیکے ارادے پر نمایاں هوا چنانچه اوس نے اپنے طور و طریق اور کامیابیوں کے نمونوں سے ایرانیوں کي موٹي مذهبي حرارت اور سوتي دلیري دلاوري کو جتایا اور قوم کي شان و عزت کو شگفته کیا یهاں تک که تهوڑي تهوڑي اوس بري حالت سے جس میں وه ڈوبي پڑي تهي ایسي سپاهیانه عمده حالت کو پهونچي جو کسي زمانه میں پہلے نصیب اونکو نهوئي تهي *

پہلے وار اُس نے یهه مهم سر کي که مشهد پر قبضه کیا اور ایدالیوں اور محمد خان سیستان والے سے خراسان کو چهینا جو مشهد سمیت

اُس پر قابض و متصرف ہو گئے تھے بعد اُس کے اشرف خان کے امتحت حکومت والے غلجیوں سے شمالی حد پر جان توڑ کر لڑا ہوا اور کئی لڑائیوں میں کشور ایران کی جنوبی حدوں تک بھگایا اور اُنکی فوجوں کو خوب سا جھنجھوڑا یہاں تک کہ وہ پراگندہ ہو گئے اور مقبوضہ ملک کا قبضہ چھوڑ بیٹھے جس پر سات برس تک قابض و متصرف رہے تھے بہت سے آدمی مارے گئے اور باقی رہے سہے لوگ واپسی پر جنگلوں میں بھوکے پیاسے مرگئے اور ماہ جنوری سنہ ۱۷۲۹ع میں ایک بلوچ سردار نے کرمان اور قندھار کے درمیان اشرف خان کو قتل کیا بعد اُس کے نادر قلی نے رومیوں پر دھاوا کیا جن کے قبض و تصرف میں اشرف خان کے عہد نامہ کے ذریعہ سے کسیقدر ایران کا ملک اب تک باقی رہا تھا جب کہ اُس نے تبریز کو رومیوں کے دخل و تسلط سے نکالا تو اوس کو ابدالیوں کی بغاوت کا پرچا لگا اور خراسان کی واپسی پر مجبور ہوا ٭

جب کہ پہلی بار اُس نے اُس قوم پر کامیابی حاصل کی تھی تو اپنی کامیابی کے بعد ایسی معقول تدبیریں برتی تھیں جن کے ذریعہ سے لوگوں کو اپنی جانب مائل کیا تھا غرض کہ اون ذریعوں اور غلجیوں اور ابدالیوں کی باہمی عداوت سے ایک قوی فریق کو حامی کار اپنا بنایا تھا اور اوس فریق کے سردار کو ہرات کی حکومت تفویض کی تھی مگر اب ایک فریق نے جو منجملہ ابدالیوں کے نادرشاہ کا مخالف تھا ایسا غلبہ حاصل کیا تھا کہ خراسان کو روندا اور مشہد کو چاروں طرف سے گھیرا جو اوس زمانہ میں نادرشاہ کے بھائی ابراہیم کا مقبوضہ تھا جس کو اون لوگوں نے شکست فاحش دیکر مغلوب و مجبور کیا تھا بلکہ ان ابدالیوں نے غلجیوں سے رفاقت پیدا کی تھی مگر وہ رفاقت بہت تھوڑے دنوں باقی رہی چنانچہ بعد اوس کے ایسی ناچاقی ہوئی کہ پہلے کی نسبت زیادہ مخالفت پھیلی حاصل یہہ کہ یہہ لڑائی جو نادرشاہ کو ابدالیوں سے

پیش آئی پہلے کی نسبت بہت زیادہ دشوار تھی یہانتک کہ ہرات کے محاصرے میں دس مہینے صرف ہولیئے مگر اب ابدالی پورے پورے مطیع و محکوم اوس کے ہوگئے بعد اوس کے پھر تالیف قلوب کی تدبیریں دوبارہ برتیں اور اسلیئے کہ وہ تھوڑے دنوں بعد اوس کے سنی ہو گیا تھا تو ابدالی لوگ اوس کے جان نثار ہو گئے *

ان لڑائیوں میں بہت مدت کے گذرنے سے ایران کے کام کاج اچھی حالت پر نہ رہے اور اس لیئے کہ حکومت کا انصرام اسبات پر ٹھہرا تھا کہ فوج کو لڑائیوں کے کام کاج میں مصروف کرے تو شاہ طہماسپ اپنے سپہ سالار نادر قلی کے ہاتھوں میں جیسا کہ قیاس بھی چاہتا ہے ایک کھلونے کی طرح چلتا پھرتا تھا مگر جب کہ دارالسلطنت پر قبض و دخل اُس کا دوبارہ حاصل ہوا اور ساری قلمرو میں اُس کی سلطنت تسلیم کی گئی تو بات اُسکی بن پڑی اور دستور یہہ تھا کہ نادر قلی کے نہونے کے زمانہ میں بادشاہی کے کاربار اُس کے قبض و قدرت میں ہوتے تھے *

نادر قلی حکومت کے انتقال سے جی میں برہم ہوا اور جب وہ خراسان کے کاموں کا تصفیہ کرچکا تو اصفہان کو باگ اُٹھائی اور وہاں پہونچکر اُس تنفر سے فائدہ اُٹھایا جو لوگوں کے دلوں میں شاہ طہماسپ کی جانب سے باین وجہہ پیدا ہوا تھا کہ اُس نے رومیوں سے ایک بڑا عہد نامہ کیا تھا چنانچہ اُس نے اُس کو تخت سے اوتارا اور اُسکے شیرخوار بیٹے کو نام کا بادشاہ بنایا اگرچہ یہہ انتظام اُس کی سلطنت کا آغاز سمجھا جاتا ہے مگر جب تک اُس نے ایران کی بادشاہت کو کھلم کھلا اختیار نہ کیا کہ بہت سی فتوحات اُس کو روم و روس پر حاصل نہوئیں اور وہ سارے ملک اُس کے قبض و تصرف میں داخل نہوئے جو ایران کے دخل و تسلط سے نکلکر روم و روس کے تحت حکومت داخل ہوئے تھے بعد اُس کے دونوں سلطنتوں سے آشتی کی اور اپنی

بادشاهت سے بہاری فوج کو لیکر مغان کے میدان میں گیا اور ملکی جنگی افسروں اور ضلع کے حاکموں اور قلمرو کے بڑے بڑے معززوں کو جو لاکھ آدمیوں کے قریب قریب بیان کیئے گئے طلب فرمایا چنانچہ اُن لوگوں نے باهم متفق هوکر ایک آواز سے تاج و تخت اُس کے سامنے پیش کیا مگر پہلے اُسنے حیلہ بہانہ سے ایسے بہاری بوجهہ کے اُٹهانے میں تامل کیا اور بعد اصرار و التماس کے اِس شرط پر وہ بہاری بوجهہ اوٹهایا کہ بلاد ایران میں تشیع کا نام نشان باقی نرهے اور تسنن کی روشنی جگہہ جگہہ پہیلے یہہ † واقعہ سنہ ۱۷۳۶ع میں واقع هوا *

تبدیل مذهب سے نادر شاہ کو یہہ توقع غالب تهی کہ صفوی خاندان کا حسب و اخلاص ایرانیوں کے دلوں سے دہویا جاویگا جسکو استحقاق اِس سلطنت کا اس وجهہ سے زیادہ قوی تها کہ وہ شیعوں کا پیشوا اور حامی تها مگر ایرانی لوگ اپنے مذهب میں درحقیقت ویسے هی پکے رهے جیسےکہ وہ پہلے سے پکے چلے آتے تهے غرض کہ نادر شاہ کی تدبیر مذکورالصدر نے یہہ نتیجہ بخشا کہ اوس کی رعایا کے دلوں میں مہر و اخلاص اوس کا باقی نرها اور ایسی بری طرح بہلی ڈالی کہ شاہ و رعیت پر اوس کے پہل پہول کا اثر برابر پڑا *

اگرچہ نادر شاہ اس وقت میں اوسکے برے نتیجوں سے بخوبی واقف نہ تها مگر اوس کی سمجهہ میں یہی بات آئی کہ جو تخت اپنی مسلسل فتوحات کی بدولت قایم هوا وہ اونهیں کے ذریعہ سے بحال و برقرار رہ سکتا هی چنانچہ اُس نے اپنے وطن والوں کے فخر و عزت کو ایسے شاداب و تازہ کرنا چاها کہ اُن غلجیوں سے جنهوں نے پہلے وقتوں میں ایرانیوں پر غلبہ پایا تها انتقام لیوے اور قندهار کو ایران کی قلمرو میں دوبارہ داخل کرے *

† نادر نامہ اور جونز صاحب کی کتاب جلد پانچ صفحہ ۲۳۷ هینوے صاحب نے بیان کیا کہ نادر شاہ نے یہہ شرط کی تهی کہ سنیوں کا مذهب ایران میں گوارا کیا جاوے اور بعد اُس کے تشیع کا نام نشان باقی چهوڑا جاوے *

اِس مہم کي غرض سے بڑے بڑے ٹھاٹ اُس نے سنواري اور ایسي بھاري فوج سمیت اوس مہم پر روانہ ہوا جس کو بعض مورخوں نے اسي لاکھہ آدمي بیان کیئے † ابدالیوں نے اسي موقع پر دلي امداد اوس کو دي اور خلجي دل شکستہ ہوکر ادھر اودھر چلے جانے پر آمادہ ہوئے مگر باوصف اس کے لڑائي بھڑائي کي ذاتي ہمت نہ ہاري تھي اور ایسے کمزور نہوئے تھے کہ لڑائي کے بدون اطاعت قبول کرتے غرض کہ برسدن کے سخت محاصرے کے بعد قندھار کے دھاوے پر جرات کرسکا اور باوجود اوس کے بھي کبھي بار اس سے پہلے کہ مارچ سنہ ۱۷۳۸ ع کو قندھار فتح ہوچکا تھا خلجیوں نے اونکو مار پیٹ کر بھگایا اور محاصرے کے دنوں میں قندھار کے گرد نواح کے بہت سے حصہ کا انتظام اوس نے کیا اور اوسي زمانہ میں اوس کے بیٹے رضا قلي مرزا نے جو مقام مشہد مقدس سے ازبکوں پر چڑھ کر گیا تھا ایک صوبہ بلخ ھي کو فتح نہ کیا بلکہ دریاے اکسیس پر شاہ بخارا کو شکست فاحش دي جو بذات خود لڑائي میں موجود تھا *

نادر شاہ اعتدال مزاج اور تدبیر مملکت کے لحاظ و حیثیت سے مقام و موقع دیکھکر اپنے مخالفوں یعني خلجیوں سے بطور اپني رعایا کے پیش آیا چنانچہ اوس نے تباھي ایران کے انتقام میں جو خلجیوں کے ہاتھوں سے ظہور میں آئي تھي کوئي سخت معاملہ نبرتا اور منجملہ اون کے بہت سے لوگوں کو اپنے لوگوں میں بھرتي کیا ہاں اس قدر برائي تو کي کہ کسي قدر خلجیوں کو اون کي اراضیات مقبوضہ سے بیدخل کیا جو قندھار کے گرد نواح میں واقع تھیں اور وہ اراضیات ابدالیوں اور خاص

---

† مالکم صاحب کي تاریخ ایران جلد دو صفحہ ۶۸ اور ھینوے صاحب نے اپني کتاب کي جلد دو صفحہ ۳۵۵ میں بیان کیا کہ اسي ہزار آدمیوں کے پیچھے پیچھے تیس ہزار آدمي لگے چلے آتے تھے مگر مقرب الٹک کے لحاظ سے اسقدر جمعیت قیاس سے خارج ھی اس لیئے کہ وہاں ایسي بڑي بڑي فوجیں جیسے ہندوستان میں عموماً جمع کي جاتي ھیں وہ کم فراھم ہوتي تھیں

ایسے ابدالیوں کو عنایت فرمائیں جو نیشاپور کے متصل خراسان کے مغرب میں بسے رہتے تھے † *

نادر شاہ اور حکومت ہندوستان کے نزاعوں کا بیان

جب کہ نادر شاہ نے خلجیوں کا ملک فتح کیا تو سلاطین تیموریہ کی حدوں تک دخیل و قابض ہوگیا اور اون کی سلطنت کی غایت کمزوری اور نہایت ناتوانی اوسکی نظر سے مستور و مخفی نرہی اور جیسی کہ ہندوستان کی سلطنت پر چڑھائی کرنے کی میل و رغبت بانی نظر دامنگیر اوس کو ہوئی کہ ہندوستان کی زرخیزی اور تونگری سے ایران کے تمام شدہ خزینوں کا نقصان پورا کرے تو یہہ وجوہ بھی اوس سے کچھہ کم باعث نہوئی تھی کہ ہندوستان کی مہم کے ذریعہ سے اون لڑاکا فوجونکو جو اب اوس کی تحت حکومت میں عمر اپنی کاٹتی ہیں لڑائی بھڑائی میں مصروف رکھے اور اون کے زور و قوت اور ہمت و شجاعت کو جسکو ایسکے لڑائی جھگڑوں میں صرف کرتے ہیں ایسے بڑے کاموں میں لگاوے جو اون کو مقبول و پسندیدہ تھے *

† جونز صاحب کا ترجمہ نادر نامہ کا جلد پانچ صفحہ ۲۷۵ خلجیوں کی فتح و ظفر کا بیان جو اس تاریخ میں مذکور ہوا تمام کے قریب قریب ھینوے صاحب کی تاریخ اور نادر نامہ اور نادر شاہ کے مخصوص حالات مندرجہ نادر نامہ سے لیا گیا اگرچہ ھینوے صاحب آپ ایک سمجھدار و ہوشیار کا آدمی اور مناسب پسند تھا مگر جو حالات اُس نے لکھے وہ بعض اوقات اُن حالات کے ترجمہ کی سند پر مبنی تھے جنکو نادر کو روسنسکی پولنڈ والے نے لکھا تھا اور اگرچہ یہہ ترجمہ عمدہ عمدہ خبروں پر مشتمل ہے مگر اُس میں بہت سی ایسی نازک خیالیاں اور رنگین بیانیاں اصلی حالات کے علاوہ بھی پائی جاتی ہیں جن پر بہت سا بھروسا نہیں ہوسکتا یہہ ترجمہ کزر کے ترجمہ سے بڑی مشابہت رکھتا ہے جس کا بیان شاہجہان کی سلطنت کے بیان میں ہوچکا دروسنسکی کی خاص کتاب بعد اُس کے جرمنی میں مطبوع ہوئی مگر میری نظر سے کہیں نہیں گذری نادر نامہ فارسی تاریخ تصنیف مرزا مہدی کی ہے جسکی نسبت سر جان مالکم صاحب نے بیان کیا کہ وہ مورخ نادر شاہ کا معتمد میرمنشی تھا اگرچہ وہ نادر شاہ کا وزیر اور مداح تو تھا مگر ابوالفضل کی نسبت نہایت راستی کو اور راستی پسند تھا اور نیز طرز بیان اُس کا جیسیکہ جونز صاحب کے فرانسیسی ترجمہ سے واضح ہوتا ہے ابوالفضل کی طرز تحریر سے بہت زیادہ صاف اور مختصر ہے *

جب کہ نادر شاہ قندہار کے محاصرہ میں مصروف تھا تو اُس نے دلي کے دربار سے گرفتاري یا اخراج اُن چند افغانوں کا چاہا تھا جو غزني کے پاس پروس کے ملکوں میں بھاگ کر گئے تھے اور اصل حقیقت یہہ تھي کہ ہندوستان کي سلطنت اِس قابل نرہي تھي کہ وہ درخواست مذکورہ کو قبول کرتي علاوہ اِسکے یہہ بھي دریافت ہوتا ہی کہ اس سلطنت نے نادرشاہ کي نادر شاہي کے قبول و تسلیم میں گونہ تامل کیا تھا غرضکہ نظر بوجوہ مذکورہ درخواست کے جواب میں بہت عرصہ گذر گیا اور جب کہ جواب اُس کا نہ پہونچا تو نادر شاہ نے تساہل و غفلت کي بڑي شکایت کي اور بہت برا بھلا کہکر کنچھہ توقف نہ کیا چنانچہ سیلاب کي مانند آگے کو غزني و کابل پر بڑھا بعد اُس کے سنہ ١٧٣٨ع مطابق صفر سنہ ١١٥١ ھجري میں ایک ایلچي یہاں سے دلي کو روانہ کیا جس کو پہاڑي پٹھانوں نے ٹھکانے لگایا یہاں تک کہ نادر شاہ نے ہندوستان کي چڑھائي کو ناواجب نہ سمجھا اور اُس کے لیئے بہانہ معقول پایا چنانچہ تھوڑي دقت کے اُٹھانے پر کابل پر قابض ہوا اور کبئے مہینے تک اُس کے قرب و جوار میں انتظام کي ضرورت سے ٹھہرا رہا اور جاڑوں کے آنے تک اپنے کوچ و رحلت کو شرقي جانب سے ملتوي رکھا بعد اُس کے ماہ اکتوبر سنہ ١٧٣٨ع مطابق شعبان سنہ ١١٥١ ھجري میں کوچ و مقام کو جاري کیا مگر دلي کا دربار اب مرہٹوں کے خوف و ہراس اور اپنے خانگي فسادوں میں ایسا مبتلا تھا کہ نادر شاہ کي میل و حرکت پر بہت سي توجہہ نہ کرسکا اور جب کہ نادر شاہ ایران کي قدیم قلمرو میں لڑتا جھگڑتا رہا تو دلي کے دربار والے کمال بے پروائي سے اُس کو دیکھتے رہے یہاں تک کہ جب اُس نے دلي کے خاص ملک مقبوضہ پر حملہ کرکے کابل پر قبضہ کیا تو اُن کو جب بھي یہي توقع تھي کہ پشاور و کابل کے درمیاني پہاڑي لوگ اُس کے اوترنے کے مانع مزاحم ہونگے مگر تقدیر سے یہہ معاملہ پیش آیا تھا کہ انتظام و درستي

کے وقتوں میں جو روپیہ پہاڑی قوموں کو اس نظر سے ادا کیا جاتا تھا
کہ دلی کی سلطنت کا رعب داب اُس کی بدولت اُن قوموں میں
قایم رهے تهوڑے عرصہ سے نہ پہونچا تها اور اسی وجہہ سے اگر اُن پہاڑیوں کو
قوت بهی حاصل تهی تو وہ لوگ اوکے بیچ میں پڑنے کے خواهاں نہوئے
اسلیئے کہ جسقدر دلی کا دربار پہلے بے پروا و غافل تها ویسے هی اُس
وحشت اثر خبر کے سننے سے پریشان و هراساں هوا کہ نادر شاہ پہاڑوں سے
آگے کو بڑها اور اُس تهوڑی سی هندوستانی فوج کو جو همارے ایک
حاکم کی حکومت تلے اوس کے مقابلہ پر آئی تهی شکست فاحش دیکر
اٹک تک پہونچا اور وهاں کشتیوں کا پل باندهکر پنجاب میں داخل هوا
اور آگے کو بلا تحاشا چلا آتا هی یہہ خبر نومبر سنہ ۱۷۳۸ع مطابق
رمضان ۱۱۵۱ هجری میں مشہور هوئی *

نادرشاہ کو اُس خفیف مقابلہ کے سوائے جو لاهور کے حاکم سے ظہور
میں آیا تها جمنا تک کوئی بڑی چهوٹی روک ٹوک بهی پیش نہ آئی یعنی
دلی سے سو میل کے اندر اندر بلا تعاقب بڑها چلا آیا اور کسی کے چوں
بهی نکی اور جب وہ وهاں پہونچا تو هندوستانی فوج کے قرب و جوار
میں آپ کو پایا *

محمد شاہ نے بڑی جد و جہد اُٹهاکر تهوڑی بہت فوج اکهٹی کی
تهی اور آصف جاہ بهی بادشاہ سے آملا تها چنانچہ دونو کرنال کی
جانب روانہ هوئے جہاں بڑا لاؤ لشکر آنا پڑا تها اور جب کہ نادر شاہ
آچکا تها تو سعادت خاں اودہ کا نائب سلطنت بهی اُسی زمانہ کے
قریب اپنے بادشاہ کی فوج کے قرب و جوار میں آپہونچا تها مگر ایرانیوں
نے یہہ چاها کہ سعادت خاں کو بادشاہ کے لشکر سے ملنے ندیں چنانچہ
باهم مقابلہ هوا اور یہہ خفیف مقابلہ بڑی لڑائی کی صورت پکڑ گیا
مگر هندوستانی سپاهی ایرانی آزمودہ کاروں کی ٹکر نہ اوٹها سکے
اورحقیقت یہہ تهی کہ وہ سپاهی اِس میدان میں اتفاق و

مشہور ہے بدوں اضطراب کي حالت میں لڑنے کو لائی گئي تھے چنانچہ آصف جاہ اصلي یا جعلي غلط فہمي سے لڑائي میں شریک و شامل نہوا † *

غرض کہ اِس خرابي پر یہہ نتیجہ مترتب ہوا کہ ہندوستاني فوج تباہ ہوئي خان دوران خان سپہ سالار مارا گیا اور سعادت خان پکڑا گیا اور محمد شاہ کو اس کے سوا کوئي چارہ باقي نرہا کہ اُس نے آصفجاہ کو اطاعت کا پیام دیکر بھیجا چنانچہ پندرہویں ذیقعدہ سنہ ۱۱۵۱ ہجري مطابق تیرہویں فروري سنہ ۱۷۳۹ ع کو چند ہمراہیوں سمیت آپ ایرانیوں کے لشکر میں گیا نادر شاہ نے بڑي آؤ بھگت اُسکي کي اور اُسي روز اُس کو اُسکے لشکر میں واپس جانے کي اجازت فرمائي مگر اِس تعظیم تکریم کي نظر سے بخوبي فائدے اُٹھانے سے باز نرہا چنانچہ اُسنے محمد شاہ کو اپني فوج میں شامل ہونے پر مجبور کیا اور دونو بادشاہ دلي کو روانہ ہوئے بعد اُس کے جو دونو بادشاہوں میں خط کتابت جاري رہي بیان اوس کا بہت سے لوگوں نے طرح طرح سے بیان کیا اور آصف جاہ اور سعادت خان کي باہمي مخالفت کي بدولت اوس خط و کتابت میں تھوڑے بہت خلل تو پیش آئی مگر کوئي برا نتیجہ مترتب نہوا اس لیئے کہ نادر شاہ کو اپني قوت پر پورا قبض و تصرف حاصل تھا اور اِس بات کے بتانے کو کہ اوس قوت کو کس طریقہ سے برتے سوتے کسي سکھانے پڑھانیوالي کا محتاج نتھا *

ماہ مارچ سنہ الیہ کو نادرشاہ اور محمد شاہ کي دونوں فوجیں دلي میں داخل ہوئیں اور دونوں بادشاہوں نے بادشاہي محلوں میں نزول فرمایا

---

† نادر شاہ کي سرگذشت صفحہ ۱۵۴ میں جس روز نامچہ کا ترجمہ فریزر صاحب نے لکھا ہی اُس کے بموجب نادر شاہ کي ساري فوج اور ہمراہیوں سمیت جو ساري مسلح تھي ایک لاکھ ساٹھ ہزار آدمي تھے مگر اُس کي فوج کے ایک اخبار نویس نے جو بمقام پشاور اُس کي فوج میں داخل تھا ساڑھے چونسٹھ ہزار سپاہي اور چار ہزار بھیر بنگاہ اُس کي بیان کي ۱۲ ایضا صفحہ ۲۲۰ و ۲۲۱

نادر شاہ نے تھوڑی سی فوج کو شہر میں منقسم کرکے یہہ حکم صادر فرمایا کہ فوج کے قانونوں کی سخت پابندی عمل میں آوے اور باشندوں کی حفظ و حراست کے لیئے پہرے بٹھائے جاویں *

باوصف اِس کے کہ نادر شاہ نے یہہ دور اندیشیاں اور هوشیاریاں برتیں مگر هندوستانی اوس سے راضی نہوئے چنانچہ ان بیگانوں کی خونخواری کو بڑی هیبت سے دیکھتے تھے اور اونکے دلی میں گھس پیٹھنے سے نفرت کرتے تھے † *

دوسرے دن یہہ هوائی اڑائی گئی کہ نادر شاہ نے وفات پائی اور جوں هی کہ دلی کے گلی کوچوں میں یہہ خبر پھیلی تو هندوستانیوں کی نفرت بلا مزاحمت ظاهر هوئی اور ایرانیوں کا قتل هونا شروع هوا اور جس طرح سے کہ ایرانی سپاهی جگہہ بجگہہ پھیلے هوئے تھے اوسکی وجہہ سے بہت سے لوگ اونکے هندوستانیوں کے غیظ و غضب کے قربانی هوئے هندوستانی امیروں نے ایرانیوں کے بچانے میں کوشش کی بلکہ بعض بعض امیروں نے ایرانیوں کو قاتلوں کے حوالہ کیا جو اُنکی محلسرایونکی حفظ و حراست پر متعین کیئے گئے تھے ‡ اگرچہ نادرشاہ نے پہلے پہل تو فساد کا دبانا چاہا اور اسباب کے دریافت هونے سے گونہ رنجیدہ هوا کہ وہ فساد رات بھر برپا رہا اور تنزل کی جگہہ اُسکو ترقی حاصل هوئی باوصف اِس کے صبح کو گھوڑے پر سوار هوکر اِس نظر سے باهر نکلا کہ اُس کو چمکتا جاگتا دیکھکر پھر امن و امان قایم هوجاوے اور جوں هی کہ وہ باهر نکلا تو پہلے پہل اُس نے گلی کوچوں میں اپنے هموطن

---

† فریزر صاحب کا بیان

‡ علی حزین نے بیان کیا کہ سات سو ایرانی مارے گئے اور یہہ بموجب بیان مندرجہ صفحہ ۲۶۱ اصلی کتاب حزین کے جسکو بلفور صاحب نے مرتب کرکے چھاپا تھا اور اُس کے ترجمہ کے ۲۹۹ صفحہ میں سات هزار لکھے هیں مگر یہہ چھاپہ کی صاف غلطی هے اور سکاٹ صاحب کی جلد دو صفحہ ۱۰۷ میں ایک هزار آدمی بیان کیئے گئے

بهائیوں کی لاشوں کو پڑا ہوا دیکھا مگر اِس پر بهی جوش اُس کو نہ آیا یہاں تک کہ ادھر اُدھر سے پتھر پھینکنے لگے اور چاروں طرف سے تیر و بان اُس پر برسنے شروع ہوگئی اور یہہ نوبت پہونچی کہ ایک سردار اُس کا جو اُس کے پہلو میں جاتا تها اُس گولی کا نشانہ ہوا جو خاص اُس پر چهوٹ کر آئی تهی غرض کہ جب نادر شاہ نے یہہ دست درازیاں دیکهیں تو وہ نہلا پیلا ہوا اور عام قتل کا حکم سنایا †
چنانچہ صبح سے بہت دن چڑھے تک وہ حکم قایم رہا اور اُس کی بدولت وہ صورتیں پیش آئیں جو لوٹ مار اور لوبهہ لالچ اور پاداش و تدارک کی نظر سے پیدا ہوسکتی ہیں یعنی شہر کو چند مقاموں سے ایسا جلایا پهونکا کہ وہ آتش بازی کا تماشا اور خونریزی ویرانی کا نمونہ بن گیا *

جب کہ نادرشاہ قتل عام سے سیر ہوچکا تو محمد شاہ یا اُس کے وزیر کی شفاعت سے غیظ اُس کا ٹهنڈا ہوا اور قتل کی بندی کا حکم سنایا گیا اور انتظام اوس کا ایسا معقول تها کہ جوں ہی قتل کی بندی کا حکم صادر ہوا توں ہی فوج نے تسلیم کیا ‡ اور کسی نے دم نمارا اور

---

† فریزر صاحب کا بیان

‡ انسداد قتل کے مقدمہ میں لوگوں کے بیان مختلف ہیں چنانچہ بعضے کہتے ہیں کہ نادر شاہ قتل کے سارے وقت رون‌الدولہ کی چهوٹی مسجد میں جو دریبی بازار میں واقع ہی غمگینوں کی صورت بنائے چپ چاپ بیٹها رہا اور محمدشاہ اور اُس کے امیر اُس کے روبرو آنے کی جسارت پاکر اُس کے سامنے آئے اور سرجهکائے ہوئے کهڑے رہے یہاں تک کہ نادرشاہ نے بولنے کی اجازت دی محمدشاہ نے پہلے آنسو بہائے اور بعد اُسکے بہت پهوٹ پهوٹ کر رویا اور نہایت گڑگڑاکر یہہ کہا کہ میری رعیت کی جان بخشی کرنی چاہیئے اگر اِس غیر قرین قیاس واقعہ کی سند کڑ صاحب کی سند سے بہتر ہوتی تو نہایت بہتر ہوتا مگر قتل عام کی شرح و بیان میں وہ بیان اچها ہی جس کو حزین نے قلمبند کیا اس لیئے کہ اُس نے اُس واقعہ کو اپنی آنکهوں سے دیکها تها اور اُس کے بیان کو سیرالمتاخرین والے نے لفظ بلفظ نقل کیا دوسرا بیان اِس عام قتل کا اُس هندوستانی منشی کے روز نامچہ میں بخوبی مندرج ہی جو سربلند خاں مذکور کا میر منشی تها اور اُس روز نامچہ کو فریزر

قاتلوں کے ہاتھہ جہاں کے تہاں رہگئے مگر دلی والوں کی تکلیفات اسپر موقوف نہوئیں اس لیئے کہ نادر شاہ کا بڑا مطلب ہندوستان کی چڑھائی سے یہہ تہا کہ اُس کے مال و دولت سے اپ کو مالا مال کرے اور عجب ہے کہ اُس نے قتل عام کی تہی سب ہی سے روپیہ کے اخذ و جبر کی رنگ ڈھنگ اوس نے ڈالیتھے جس کا وہ خواہاں تہا چنانچہ پہلے پہل مشیر اوس کا سعادت خاں ہوا مگر دلی کے پہونچنے پر تہوڑی مدت گذری تہی کہ سعادت خاں مرگیا بعد اوس کے سربلند خاں ہندوستانی اور طہماسپ خاں ایرانی روپیہ کے اخذ و جبر پر متعین ہوئے چنانچہ کار و بار اون کا جو بجائے خود سخت ناگوار تہا نادر شاہ کی سختی اور بے قراری سے اور بہی زیادہ ہوا اول اونہوں نے بادشاہی خزانوں اور جواہروں پر قبضہ کیا جن میں تخت طاؤس بہی داخل تہا بعد اوس کے کئی بڑے امیروں کا تمام اسباب ضبط کیا اور باقیوں کو اِس پر مجبور کیا کہ اپنے مال کا بہت سا حصہ باقی ماندہ مال کے تاوان میں ادا کریں بعد اوس کے چہوٹی چہوٹی ملازموں اور عام باشندوں پر متوجہ ہوئے اور شہر کے دروازوں پر اس غرض سے پہرہ بٹہلوائیں کہ کوئی آدمی شہر سے باہر نکلنے نپاوے غرض کہ ہر آدمی اپنے

صاحب نے اپنی تاریخ نادر شاہ میں درج کیا بعد اُس کے جو معاملے گذرے جس میں سے تہوڑے سے معاملوں میں خود یہہ مورخ روز نامچہ والا بہی شریک و شامل تہا اُس روز نامچہ میں بہت تفصیل سے مندرج نہیں ہیں کا بیان یہہ ہی کہ دو پہر تک قتل جاری رہا اور مقتول شمار و حساب سے خارج تہے فریزر صاحب نے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی سے ایکر ڈیڑہ لاکھہ تک لکہی مگر نادر نامہ کے مصنف نے غالباً راست راست کی ترجیح ترتیب دیا بلکہ کم بیان کیا چنانچہ وہ لکہتا ہی کہ کل دن بہر وہ حکم جاری رہا اور تیس ہزار آدمی تخمیناً مارے گئے اور سکاٹ صاحب کی جلد دو صفحہ ۲۰۷ میں آٹہہ ہزار آدمی قرار دیئے مگر صاحب موصوف نے کوئی سند نہیں لکہی جس پر اُس کی بنیاد قایم ہی یہہ بات قیاس سے باہر ہی کہ اتنے گہنٹوں تک بیس ہزار آدمی کے ہاتہوں سے جو خاص اِس کام پر متعین کیئے گئے تہے ایسا کشت و خون واقع ہووے جس کا مقابلہ مارنے والی نکرسکے اور باوصف اِسکے آٹہہ ہزار آدمی مارے جاویں

مال کے ظاهر کرنے اور بحسب اُس کے تاوان کے دینے پر مجبور هوا
اور هر قسم کا ظلم اور هر طرح کي سنگدلي روپیه کي تحصیل میں برتي
گئي یعني معزز لوگوں کو روپیه کے اقرار کے لیئے مارا پیٹا گیا اور بہت
سے لوگ اُس بدسلوکي کے مارے مرگئے جو ساتھه اُن کے برتي گئي
اور بہت سے بے گناهوں نے آبرو کے پیچھے جان اپني کھوئي بستي سوني
هوگئي اور امن چین کا نام نرها اور هر گھر میں رونے پیٹنے کي آواز
بلند تھي پہلے عام قتل کا هنگامه برپا نه تها اور اب خاص خاص لوگوں
کي جانیں تلف هوتي تهیں † *

صوبوں کے حاکموں سے بھي امداد اور تاوان لیا گیا اور یہاں تک
تحصیل کي نوبت پهونچي که نادر شاه کو اُن مخرجوں کے خالي
هونے کا پورا پورا یقین هوا جن سے دولت کا حصول ممکن تها بعد
اُس کے اُس نے واپسي کي تیاري کي اور محمد شاه سے ایک
عهد نامه لکهایا جس کي رو سے مغرب اٹک کا تمام ملک اُسکے قبض و
تصرف میں داخل هوا اور تیموریوں کي ایک شاهزادي اپنے بیٹے رضاقلي
کو بیاهي اور محمد شاه کو دوباره تخت پر بٹهایا اور اپنے هاتهوں سے
بادشاهي کے سارے زیور اُس کو پهنائی اور هندوستاني امیروں کو بہت
تاکید فرمائي که بلا حجت و تکرار اُس کي اطاعت کو فرض و لازم
سمجهنا ورنه بہت بڑے انتقام کے منتظر رهنا اور آپ کو بڑے عتابوں کا
مورد سمجهنا غرض که نادر شاه اٹهاون دن دلي میں رها اور چلتے هوئے
اسقدر خزانه ساتهه اپنے لیگیا که تفصیل اوسکي آٹهه نو کرور روپیه اور
کئي کروز روپیه کي سونے چاندي کي اینٹوں اور بهاري بهاري اسبابوں
اور هر قسم کے لباسوں پر مشتمل تهي علاوه اون کے ایسے ایسے گراں بها
جواهر لیگیا جن کي قیمت کا تخمینه نهیں هوسکتا باقي گهوڑوں
اور هاتهیوں اور اونٹوں کي شمار قطار نهیں اور منجمله آدمیوں

† منکاین صاحب کا بیان جلد دو صفحه ۲۱۰

ایسی گلی سڑی لاشوں کی بدبو مارتی تہی جو ابتک گور و کفن سے
محروم اور فاتحہ درود سے بے نصیب تہیں بعد اسکے بہت مدت گذرنے
پر دلی کا دربار ایسی طرح بیدار ہوا کہ گویا بہاری نیندوں سے کسی نے
اسکو ابہی جگایا ہی اور سلطنت کا ڈہنچر بہی ویسا ہی بگڑا ہوا تہا جیسا
کہ خود دارالسلطنت کا نقشہ خرابی کو پہونچا تہا یعنی فوج تباہ تہی
اور خزانے خالی تہے اور محاصل کا نام و نشان نتہا اور باوصف اس
خرابی کے اب بہی مرہٹوں کی دہمکیاں جنوب کی جانب سے قایم تہیں
اور وجہ یہ کہ مرہٹوں کی دست اندازی سے ابتک محفوظ و مامون تہے
وہ نادر شاہ کی فوج سے تباہ و ویران ہوگئے تہے اور باوجود ان لاعلاج مرضوں
کے دربار کے باہمی قصے فضئے بہی ابتک قایم تہے اور جس فریق کو
دربار میں غلبہ حاصل تہا وہ چند بڑے بڑے خاندانوں سے مرکب تہا
جو ترکی نسل ہونیکے باعث سے طورانی امیر کہلاتے تہے اور وزیر قمرالدین
اور نواب آصف جاہ ان خاندانوں کے سردار تہے اور باہمی اتفاق کے علاوہ
رشتہ داروں سے بہی انکے واسطے علاقوں کو مضبوط و مستحکم کیا تہا اور
وہ ایک اوس فریق کے بدخواہ و مخالف تہے جو انکی جگہہ قایم ہونا
اور انکی شان شوکت کو مٹانا چاہتے تہے اور ان لوگوں میں خود بادشاہ
بہی شریک و شامل سمجہا جاتا تہا گو چند صورتوں کے باعث سے
مسلمانوں کی سلطنت کو مرہٹوں کی مار دہاڑ سے تہوڑی سی بہی
فرصت حاصل ہوتی تو بہت جلد ایسی منقسم حکومت شکار اون کا
ہو جاتی اور جب کہ نادر شاہ کی تاب و طاقت کو خود بادشاہی
دربار والوں نے بہت بلند سمجہا تہا تو باجی راو اوس سے غالباً بالکل
ناواقف تہا اور معلوم ہوتا ہی کہ باجی راو اوس ہیبتناک دشمن
یعنی نادر شاہ کے ایسے میدان کو طی کرنے سے نہایت حیران و پریشان
ہوا ہوگا جسکے بلا مقابلہ طی کرنے کی امید اوسکو لگ رہی تہی چنانچہ
نادر شاہ کی آمد شد کے دیکہنے سے پہلے پہل یہہ خیال اوسکو آیا کہ

اوس نے اپنے جاہ و جلال بڑھانے کی تدبیروں کو بند کیا اور ہندوستان کی حفظ و حراست کی غرض سے ایک عام متفق گروہ کا قایم کرنا چاہا چنانچہ خود اوسنے لکھا کہ ہمارے خانگی قصے قضئے اب خفیف اور لاشئ محض ہیں اور ہندوستان کا صرف ایک دشمن ہی جسکی لاگ دانت کے واسطے ہندو مسلمان اور کل دکن کی ساری قوت کا فراہم ہونا ضروری ولابدی ہی † اور جبکہ باجیراو کو نادرشاہ کے خوف و ہراس سے امن وامان حاصل ہوا تووہ اوسنی اپنے پرانے ارادوں کو اوجالا اور بادشاہی دربار سے لڑائی بھڑائی کرنے کا پھر بہانہ پیش کیا کہ آصفجاہ کے ساختہ پرداختہ عہدنامہ کو بادشاہ نے اپنی مہر و دستخطوں سے مضبوط و مستحکم نکیا اور ظاہری کامیابی کی یہہ صورت سوچی کہ اپنی ارادے کو خاص دلی میں جاکر پورا کرے مگر اوسنے لڑائی کے لئے دکن کو اسلئے پسند کیا کہ برار کے بوسلا خاندان اور گجرات کے گیکوار و دبھاڑے کے افعال و حرکات کی نگرانی کرتا رہے جو اس حیلہ بہانہ سے باجیراو کی قوت کو توڑنا دبانا چاہتے تھے کہ ہم باجیراو کے جال جنجال سے مرہٹوں کے راجہ ساہو کی آزادی چاہتے ہیں چنانچہ بوسلا خاندان والوں سے اسطرح نجات اوسنے پائی کہ اونکو کرناٹک کی دور دراز مہم میں مصروف کیا بعد اوسکے آصف جاہ کی دوسرے بیٹے ناصر جنگ پر دھاوا کیا جو باپ کی حکومت پر قایم ہوا تھا اور دس ہزار آدمی لئے ہوئے برہانپور میں پڑا تھا پہلے تو باجیراو نے شہر کا محاصرہ کیا اور گمان غالب یہہ ہی کہ اس چال سے اسکو ویسی کامیابی کی توقع ہوگی جیسے کہ آصف جاہ کے مقابلہ میں حاصل ہوئی تھی مگر اس جوان نایب السلطنت یعنی ناصرجنگ سے ایسی ہمت و قوت ظاہر ہوئی جو اس زمانہ کے مغلوں سے متوقع نتھی اور جبتک اور امداد اسکو پہونچی تو اسنے مرہٹوں پر حملہ کیا اور انکی فوج کو توڑ پھوڑ کر نکال دیا اور احمد نگر تک بڑھ گیا اور پونہ کے

† گرینٹ ڈف صاحب جلد ایک صفحہ ٥٢٧

ارادہ پر باگ اوٹھائي یہاں تک کہ باجي راو نے آشتي کو قرین مصلحت سمجھا یہہ واقعہ سنہ ١٧٤٠ع مطابق سنہ ١١٥٣ هجري میں واقع هوا معلوم هوتا هی کہ باجي راو ایسي ایسي پریشانیوں اور خرابیوں کي وجہہ سے جنکو آپ آسنے اپنے سرپر لیا تھا نہایت افسردہ پژمردہ هوگیا تھا † اور جبکہ وہ خاص هندوستان میں کسي مطلب کے لیئے واپس آیا تو آسکے مرجانے سے جو بمقام نربدہ ماہ اپریل سنہ الیہ مطابق صفر سنہ الیہ میں واقع هوا آسکي ساري تدبیریں مسدود هو گئیں باجي راو نے تین بیٹے چھوڑے منجملہ آنکے ایک بالاجي راو جو پیشوائي کے عہدہ پر معزز و ممتاز هوا دوسرا رگھناتھہ جسکو راگھوبا بھي کہتے تھے اور کسي زمانہ میں انگریزوں سے بہت سا میل جول رکھتا تھا اور پچھلے پیشوا کا باپ تھا تیسرا شمشیر بہادر جو کسي مسلمان عورت کے پیٹ سے بطور ناجائز پیدا هوا تھا اور اپني ماں کے مذهب کي تعلیم آس نے پائي تھي اور باوصف اس کے باپ آس کا بندیل کھنڈ کي ساري جاگیروں اور وهاں کے ملکوں کا استحقاق آسکو دے گیا تھا *

باجي راؤ اپنے انتظام کے پچھلے وقتوں میں کنکان کي لڑائیوں میں مصروف و آمادہ رها اور آن لڑائیوں کا کام کاج آس کے بھائي چمناجي کي بدولت چلتا رها اور اوس کے دشمنوں کے ایسے قلعوں اور جزیروں میں پناہ گیر هونے سے جو ایک جانب میں سمندر کي حفاظت سے محفوظ اور دوسري جانب میں پہاڑوں اور جنگلوں کي حراست سے مامون و محروس تھے آن کے دبانے لتچانے میں بڑي بڑي کوششیں صرف هوئیں مگر باوجود اسکے پوري پوري کامیابي حاصل نہ هوئي *

---

† باجي راو نے اپنے گرو کو یہہ لکھا تھا کہ میں مشکلات اور قرضوں اور مایوسیوں میں مبتلا هوگیا اور میرا حال ایسا هی جیسے کوئي زهر کھانے پر آمادہ هووے راجہ کي مجلس میں میرے بدخواہ حاضر رهتے هیں اگر ایسے وقت میں ستارہ کو جاونگا تو وہ میري چھاتي پر پانو ٹیک رکھینگے اور مجھکو مل دل کر برابر کرینگے اگر میري موت آجاوے تو بڑي شکر گذاري کا مقام هی دیکھو گرینٹ ڈف صاحب کي تاریخ جلد ایک صفحہ ٥٥٩

پورتگال والوں سے جو لڑائی پیش آئی وہ نزاع اُس کا منشاء ہوا جو انگریا کے خاندانی بھائیوں میں برپا ہوا تھا یعنی اُس قصیہ سے یہہ قصا کھڑا ہوگیا کہ سنہ ١٧٣٧ ع میں پورتگال والوں سے لڑائی بھڑائی شروع ہوئی اور سنہ ١٧٣٩ ع کو یوں خاتمہ پر پہونچی کہ سالسٹ اور باسین او کنکان کے گرد و نواح کے دوچار شہروں کو جو پورتگیزوں کے دخل و تسلط میں تھے مرہٹوں نے چھینا اور اُن پر قبضہ کیا باقی جو دشواریاں کہ اُن کو اس بڑی فتح میں پیش آئیں مقدار اُن کی اوس نقصان سے دریافت ہوسکتی ہی جو باسین کے محاصرہ میں اون پر عاید ہوا چنانچہ خود اونہوں نے تسلیم کیا کہ پانچ ہزار آدمی اوس محاصرہ کی بدولت مقتول و مجروح ہوئے *

باجی راو کو اون طوفانوں کے ہجوم و کثرت سے جو اوس کے مرنے کے وقت ادھر ادھر سے اٹھی ہوئی تھی یہہ توقع غالب تھی کہ وہ طوفان اوس کے جانشین کو مغلوب کریںگی مگر جانشین اوس کا بالاجی اگرچہ اور اور باتوں میں نظیر اوس کا نہ تھا مگر طراری او ہوشیاری میں اوسی کے برابر تھا اور جس ہنرمندی کے ذریعہ سے اوس نے بعض بعض اچھی صورتوں سے فائدہ اوٹھایا اوسی کی بدولت اون مشکلوں سے بھی نجات اوس کو حاصل ہوئی جنمیں وہ چاروں طرف سے پھنس دھنس گیا تھا *

اوس ناکامی کے علاوہ جو باجی راؤ کو ناصر جنگ کے مقابلہ میں نصیب ہوئی اور اون خطروں کے پیش آنے کا باعث وہ خرابی پریشانی ہوئی جو مالک و محاصل کے مقدمہ میں پیش آئی اور ملکی دشمنوں کے زور و دخل سے پیدا ہوئی تھی منجملہ ملکی دشمنوں کے بڑھی ندی اور راگھوجی بھونسلا اور داماجی گیکوار اُس کے بڑے بڑے دشمن تھے اور منجملہ اون کے بھرتی ندی اوس گھرانے کا بڑا پرانا دشمن تھا اگرچہ یہہ دشمن بہت دبایا لتاڑا گیا تھا مگر رعب و داب اوسکا بنا ہوا تھا

اُن بهاري مهموں کا خرچ اُن کي آمدني سے پہلے دستور کے موافق نه چل سکا تها *

بڑا قرض خواه اُوس کا وه بڑا مهاتگیر تها جو بڑي دولت رکهتا تها اور مال و دولت کي بدولت سبکي آنکهوں میں معزز و ممتاز تها اور جب که تقاضا اُس کا ادا نه هوا تو باجي راؤ سے اُس کا بگاڑ هوگیا راگهو جي نے اُس کي حمایت و اعانت کو اس وعده پر حاصل کیا که اگر باجي راؤ کے عهده پر میرا تعین هوجاوے تو بلا شبهه تیرے دعوے کي تائید کروں گا بلکه تیرا روپیه دلاادوں گا *

جیسا که پہلے بیان هوچکا که راگهوجي کرناٹک کي مهم پر روانه کیا گیا تها اور ترچناپلي کے محاصره میں مصروف تها که باجي‌راؤ کے انتقال کي خبر پهونچي اگرچه خبر کے سنتے هي بالاجي کي قایم مقامي کے خلاف و مقابله پر ستاره میں پهونچا مگر اپني فوج کا بهت سا حصه اُس کو چهوڑنا پڑا علاوه اُس کے پرتهي ندي کي رایوں سے اُسکي رائیں ایسي هي مخالف تهیں جیسی که باجي راؤ کي رایوں سے الگ تهلگ جاتي تهیں غرضکه اِختلاف مذکور کے باعث سے پرتهي ندي سے اِس معامله میں موافقت نه هوئي اور داماجي جیکنوار لڑنے بهڑنے پر مستعد و آماده نه تها اور ناصر جنگ آصف جاه کا بیٹا جو تهوڑے عرصه بعد اپنے باپ سے باغي هوگیاتها ایسا مصروف و مشغول تها که مرهٹوں کے باهمي نزاعوں سے کسیطرح کا فائده نه اُٹهاسکا مگر بالاجي پہلے هي سے ساهو کي دارالریاست کے قرب و جوار میں موجود تها اور اُس کے باپ کي فوج کا ایک حصهٔ جو اُس کے چچا چمناجي کے زیر حکومت تها اُس کي تائید و اعانت پر جي جان سے آماده تها اور باقي فوج کي یهه صورت تهي که ضرورت کے وقت آسکتي تهي اور خود راجه بهي اُس کے متوسلوں سے مستعد رتها اور سب سے قطع نظر وه برهمنوں کا سرتاج بهي تها اور جو که اُس نے بدخواهوں نے سارے کام کاج اوس کي

خاندان کے بهائیون یعنی برهمنون سے متعلق تهے اور بلازمنوار اُن کا ان کے قبض و قابو میں تها تو بالا جی کو هر قسم تصائے میں بڑا فائدہ حاصل هوتا تها غرض که نظر باسباب مذکورہ بالا سارے مخالفون کے خلاف پر ماه اگست سنه ۱۷۲۰ کو بالا جی پیشوا مقرر هوا اور باپ کی گدی پر بیٹها اور راگهو جی نرچنابلی کو اپنا سا مونهه لیکر چلا گیا اور باجیراؤ کا قرضخواه اپنی ناکامی اور دشمنون کی کامیابی دیکهه بهالکر راگهوجی کے ساتهه اپنی جان لیکر بهاگا مگر بالاجی نے باپ کے قرض اوتارنے میں غفلت نه برتی بلکه اوس کام سے دوره کرنے میں باپ سے زیاده ساعی رها *

چونکه اپنے ملکی انتظامون میں برسون سے زیاده صرف هوچکا تو بالاجی نے اون معاملون میں سوچ بچار سے کام لیا جو خاص هندوستان سے تعلق رکهتے تهے اور راگهوجی بوسلا اون میں دستاندازی کرچکا تها چنانچه اوس نے اون تمام حقوق اور سارے خراجون کو اپنے نام پر راجه سے مقرر کرایا جو نربده کے شمال میں باستثناء صوبه گجرات کے اکٹهے کئے جاتے تهے اور اس نیابت کے استحکام کی غرض سے اُس جانب کو کوچ کیا جہان راگهوجی کی دستاندازی کو کمال آسانی سے روک سکتا تها غرض که جیسے بالاجی نربده پار اُترا تو کالپی اور مندوله پر قبضه کیا اور اله آباد کی جانب کو باگ اُٹهایا چاهتا هی تها که داماجی جیکنوار کی گجرات سے نکلنے اور مالوه پر حمله کرنے کی خبر سنکر پچهلے پیرون لوٹا مگر جیسے که داماجی کے قریب آپهونچا تو وه اپنے ملک کو لوٹ کر چلا گیا اور گمان غالب یهه هے که داماجی کو اس دوڑ دهوپ سے صرف یهه مطلب تها که راگهوجی کو فائده پهونچاوے یعنی بالاجی اس حمله کی رفع دفع کی ضرورت سے راگهوجی کا پیچها چهوڑے بالاجی نے مالوه میں موجود هونے سے یهه فائده اُٹهانا چاها که دلی کے دربار کو مالوه والی جاگیر کے استحکام کے لئے دباوے جسکو اُس کے باپ نے بزور و زبردستی

آصف جاہ سے حاصل کیا تھا اور ایرانیوں کی آفت و مصیبت کے سبب سے استحکام اُس کا ناتمام رہا تھا اور تکمیل اس منصوبہ کی اُس کاٹ تراش سے اور بھی زیادہ مستقر و متمکن ہوئی جو راگھوجی کی طرف سے مغلوں کی قلمرو میں واقع ہورہی تھی اور اُس کی روک تھام کی اُس کو خواہش تھی *

جب کہ راگھوجی کرناٹک سے واپس آیا تو اُس نے ایک فوج اپنی باسکرپنڈت کے زیر حکومت کرکے بنگالہ کو روانہ کی چنانچہ اس فوج نے بنگالہ کو تاخت تاراج کیا اور جب بنگالہ کے نایب سلطنت کی فوج اِدھر اُدھر منقسم ہوجاتی تھی تو یہہ فوج اُن پر چڑھائی کرتی تھی اور جب بنگالہ والی فوج اکٹھی ہوکر مقابلہ کو پیش آتی تھی تو مرہٹوں کی فوج جنوبی مغربی پہاڑوں میں چلی جاتی تھی اُس زمانہ میں بنگالہ کا نایب السلطنت وہ الہوردی خاں تھا جو مہابت جنگ کے خطاب سے مشرف تھا اور اُس نے باسکرپنڈت کا مقابلہ بڑے زور شور سے کیا مگر جب کہ راگھوجی آپ آگے بڑھا تو الہوردی خاں پریشان ہوا اور بادشاہ سے یہہ درخواست کی کہ اگر حضور کو صوبہ کی حفظ و حراست منظور ہووے تو فی الفور امداد عنایت فرماویں چنانچہ بادشاہ نے اپنی کمزوری دیکھہ بھال کر صفدر جنگ کو جو اودہ کی نیابت سلطنت میں اپنے باپ کا جانشین ہوا تھا الہوردی خاں کی اِمداد و اعانت کا حکم دیا اور بڑی عمدہ تدبیر اُس نے یہہ سوچی کہ بالاجی راؤ کو اپنی مدد کے لیئے بلایا اور مالوہ کی بخشش کو مستحکم کرکے امداد اُسکی خریدی †

† گرینٹ ڈف صاحب بیان کرتے ہیں کہ راگھوجی سنہ ۱۷۴۳ ع میں بنگالہ سے خارج کیا گیا اور بعد اُس کے خروج کے دلی کے دربار سے صوبہ مالوہ کی بخشش بالاجی کے نام پر بحسب ضابطہ پختہ ہوئی مگر سنہ الیہ کے پورے ہونے تک بھی قبض و دخل اُس کا نہ ہوا ہوگا مگر صاحب ممدوح نے خلاصہ دستاویز جاگیر مذکورہ بالا میں جسکو اُنہوں نے اپنی کتاب کی جلد دو صفحہ ۱۵ میں درج کیا محمد شاہ کی سلطنت کا چوبیسواں برس اور جمادی الاولی کا مہینا تاریخ اُس کی لکھی ھے

بالاجي راؤ کو اس پیغام سے زیادہ کوئي بات مرغوب و پسندیدہ نتھي چنانچہ بالاجي راؤ الہآباد اور بہار کي راہ سے روانہ ہوا اور بنگالہ کے دارالحکومت مرشد آباد میں ایسے وقت پر پہونچا کہ راگھوجي کے مقدموں سے جو جنوب مغرب کے پاس پاس سے بڑھا چلاآتا تھا مرشدآباد کو بچاسکا اور الہ وردي خاں نے بہ مقام مرشد آباد اُسکو وہ روپیہ حوالہ کیا جو دلي کے دربار سے بنگالہ کي بقایات متحاصل سے اُس کو دینا ٹھہرایا تھا اور چونکہ بالاجي راؤ کا پیٹ اس طرح بھر دیا تو اُس نے بڑي گرمجوشي اور نہایت چستي چالاکي سے جسکي اُجرت اُسنے دل کھولکر پائي تھي راگھوجي پر چڑھائي کي اگرچہ راگھوجي اُس کے مقابلہ سے جان بچاکر بھاگا مگر بالاجي راؤ نے اُس کو جا دبایا اور ابتک بنگالہ سے پورا پورا بھاگنے نہ پایا تھا کہ اُس کي فوج کو تاخت تاراج کیا اور تمام اسباب اُس کا لوٹا یہہ واقعہ سنہ ١٧٤٣ ع مطابق سنہ ١١٥٦ ہجري میں واقع ہوا بعد اُس کے بالاجي مالوہ کو آیا اور چند روز اُس جگہہ ٹھہر کر ستارہ کو چلا گیا *

بالاجي کے موجود ہونے کي ضرورت بمقام ستارہ ایسي قوي پیش آئي کہ ویسي کبھي واقع نہ ہوئي تھي اسلیئے کہ جب راگھوجي بنگالہ سے لٹ کھسٹ کر واپس آیا اور ستارہ کو بالاجي کے قدموں سے خالي پایا تو اُس نے اُس کي غیر حاضري سے فائدہ اُٹھانا چاہا اور ستارہ کا ارادہ کیا چنانچہ کرتے کرتے کوچ کرتا ہوا چلا آتا تھا اور ادھر سے داماجي جیکواڑ بھي گجرات سے دوڑ دھوپ کرکے ستارہ کے ایک پھاٹک پہونچ گیا تھا اور پرتي ندي کا کارندہ جس کا آقا نہ نامدار اپني بیماري کے مارے کام کاج سے معذور تھا نہایت سرگرمي

اور یہہ تاریخ ماہ مئي سنہ ١٧٤٢ ع سے مطابق ہوتي ہے بالاجي نے بہادري اس جاگیر کے یہہ اقرار کیا تھا کہ چار ہزار سواروں کي امداد اپنے خرچ سے ملازمان بادشاهي کو دیا کرونگا اور یہہ امداد اُن آٹھہ ہزار سواروں کي مدد کے علاوہ ہوگي جو خود بادشاہ کے ذمہ پر ہونگے

اور آمادگی سے داماجی کی مدد رسانی کا نہایت سامان کر رہا تھا گمان غالب یہی ہی کہ بالاجی راو نے ان متفق دشمنوں کے زور و قوت کو بہت بڑا سمجھا ہوگا کہ اوس نے اون کے اتفاق توڑنے کے لیئے اون حقوق و مرافق کو ضایع کرنا مناسب سمجھا جو زیدہ بار اوس کو حاصل تھی اور جن کے قصے قضایوں میں اوس کو بخوبی کامیابی حاصل ہوئی تھی یہاں تک کہ راگھوجی کو الہاباد اور اودہ میں تحصیل محاصل کا حق تو نہ دیا مگر بہار و بنگال میں سارے حقوق اوس پر چھوڑے اگرچہ اس تصفیہ کے ذریعہ سے جو سنہ ۱۷۴۴ع مطابق ۱۱۵۷ ہجری میں واقع ہوا وہ لوگ کمزور پڑ گئے اور اکیلے رہ گئے جو مذکورالصدر اتفاق میں شریک و معاون ہوئے تھے مگر بالاجی کی تدبیروں کے یہہ بات بہت موافق سمجھی گئی کہ کسی قدر اونکو بھی ڈھونڈا کرے غرض کہ جس طوفان کا بڑا کھٹکا تھا وہ کمال آسانی سے فرو ہوگیا اور وہ حق جو راگھوجی کو حوالہ کیا گیا معقول تدبیر کا مقتضی تھا اِس لیئے کہ راگھوجی اس وقت سے مشرق کی طرف کو اپنی توجہہ سے ہمہ تن متوجہہ ہو گیا اور راجہ کی جانشینی کا خیال اُس کے جی سے بلقام نکل گیا اور بنگال و بہار میں ایسا کافی کام اُس کو ملا کہ اُس کے مشغلہ سے اُسنے فرصت نہ پائی *

راگھوجی نے باسکر پنڈت کو صوبہ بنگال پر دوبارہ روانہ کیا چنانچہ لڑائی کے کھیت میں اُس کو کامیابی نصیب ہوئی مگر الہوردی خاں نے ملاقات کے بہانہ سے اُس کو پہانسا اور دغابازی سے قتل کیا اور اُس کے قتل ہونے کے ساتھہ اُسکی فوج کو مار پیٹ کر تباہ و پراگندہ کیا غرض کہ اِس چالاکی کے ذریعہ سے تھوڑے عرصہ کے لیئے بلاد بنگال کو مرہٹوں کی زور و زبردستی سے نجات حاصل ہوئی یہہ واقعہ سنہ ۱۷۴۵ع مطابق سنہ ۱۱۵۸ ہجری میں واقع ہوا الہوردی خاں کو اپنی لڑائی بھڑائی کے معاملوں میں پٹھانوں کے ایک بڑے گروہ پر بڑا بھروسا تھا جن کا مشہور

سردار مصطفی خاں تھا اور ابن علی وردی خاں سے بگاڑ اُن کا ہو گیا تھا حاصل یہہ کہ ایک بڑی سرکشی واقع ہوئی اور راگھوجی نے اُس سے فائدہ اُٹھایا اگرچہ آخر کو یہہ بغاوت پس پا ہوئی اور لڑنے جھگڑنے والے فریقوں یعنی راگھوجی اور علی وردیخاں دونوں پر بہت سی آفتیں نازل ہوئیں مگر راگھوجی انجام کار اسقدر کامیاب ہوا کہ سنہ ١٧٥١ع میں علی وردی خاں کے مرنے سے تھوڑے عرصہ پہلے کٹک واقع جنوب اوڑیسہ کو اپنے حوالہ کرایا اور علاوہ اُس کے یہہ اقرار اُس نے کرایا کہ بنگالہ کی چوتھہ خراج کے نام سے بارہ لاکھہ روپیہ نقد ادا کیئے جاوینگے *

سارے عہد مذکورالصدر میں مغلوں کی جانب سے کسی قسم کا جھگڑا بکھیڑا مرہٹوں کو بلاد دکن میں پیش نہ آیا اور آصف جاہ اپنے دوسرے بیٹے ناصر جنگ کے باغی طاغی ہونے سے سنہ ١٧٤١ع میں دلی سے دکن کو واپس آیا اور جب کہ وہ بغاوت فرو ہوئی تو آصف جاہ حکومت ارکوٹ کے فسادوں میں جو حاکم اور مقبوض اُس کا تھا ایسا مبتلا ہوا کہ اپنے مرنے تک جو ماہ جون سنہ ١٧٤٨ع مطابق جمادی الثانی سنہ ١١٦١ ہجری عمر کے ستترویں برس میں واقع ہوا اُنہیں قضیے قضایوں میں مبتلا رہا *

جب کہ آصف جاہ مرگیا تو اُس کے بیٹوں میں جھگڑا قایم ہوا مگر تفصیل اُس جھگڑے کی وہاں بیان ہوگی جہاں انگریز اور فراسیسوں کے حال لکھے جاوینگے اس لیئے کہ وہ جھگڑا ہندوستان کے اور حصوں کے واقعات سے متعلق تھی اور انگریز اور فراسیس اُس کے باعث ہوئے تھے *

آصف جاہ کے انتقال پر برسدن گذرا تھا کہ ماہ دسمبر سنہ١٧٤١ع میں مرہٹوں کا راجہ ساہو بھی مرگیا اور بعد اُس کے وہ بڑا نازک معاملہ پیش آیا جس کے لیئے پیشوا ایک عرصہ سے آمادہ تھا اور اُس کی بدولت خود اُس کی اور اُسکی اولاد میں جاہ و حشمت کا تصفیہ ہونے والا تھا *

ساهو کے آل اولاد نہ تھي اور هندوؤں کے رسم و رواج کے موافق یہہ امر آسپر راجب تھا کہ کسي کو گود لیکر اپنا متبني بناوے اور وهي رسم و رواج اِس بات کا مانع هوا کہ اس بڑے کام کے لیئے اپنے رشتہ دار کے سوا کسي اور کو پسند کرے اور سب سے زیادہ قریب رشتہ دار اُس کا کنولاپور کا راجہ تھا اُس راجہ کا دعوی بجاے خود ایسا مضبوط و مستحکم تھا کہ انقطاع اُس کا نہایت دشوار تھا اور علاوہ اُس کے تائید اُس کي ساوتري بائي کي بدولت زیادہ هوئي جو خاص اُس سے بڑي موافق اور ساهو کي راني اور بالاجي پیشوا کي بغایت مخالف تھي *

اگرچہ ساري قلمرو کي حکومت پر بالاجي قابض متصرف تھا مگر راجہ کي ذاتي حرکات و سکنات پر اُسکي بي بي ساوتري بائي کو بھي ویساهي قبض و قابو حاصل تھا جیسا کہ بالاجي پیشوا کو سلطنت کے کاموں پر نصیب تھا اِسلیئے کہ راجہ اپني عمر کے پچھلے برسوں میں ایسا بیهودہ اور ازخود رفتہ هوگیا تھا کہ اُسمیں مناسب نامناسب کي سوچ بوجھہ نرهي تھي بلکہ وہ اوروں کے کہنے سننے کا کھلونا تھا اور اسي نظر سے بالاجي پیشوا کو یہہ کھٹکا لگا رهتا تھا کہ مبادا راني راجہ کو سمجھا بوجھاکر کنولاپوروالے راجہ کے متبني کرنے پر آمادہ کرے اور اِس لیئے کہ اِس راجہ کے سوا حکومت کا دعویدار اور کوئي نہ تھا تو بالاجي راني کي ترغیب و تحریص سے پہلے کسي کا اِستحقاق اُس حکومت کي نسبت قایم نہ کرسکتا تھا اور اب تک استدر دلیرو دلاور نہوا تھا کہ وہ خود حکومت پر قبضہ کرے مگر بڑے سوچ بچار کے بعد اس پریشاني میں وہ بات اُس کو سوجھي جو اُس کي متلني قوم کے شایاں و مناسب تھي یعنے راجہ رام کي بیوہ راني تارا بائي سے راہ نکالي جو ایک مدت سے اپنے بیٹے سیواجي ثاني کے لیئے حکومت کي دعوي دار اور ساهو راجہ کے مخالف تھي اور اب تک بڑي بڑهیا هونے پر جیتي جاگتي تھي اگرچہ پیشوا کے ساتھہ اُس کو وهي پہلي عداوت چلي آتي تھي مگر پہلے

رعب داب کے لالچ سے پیشوا کے ارادوں پر مائل ہوئی حاصل یہہ کہ
اُن دونوں نے اپنی تدبیروں کے پورا کرنے کی غرض سے راجہ ساہو کو
خفیہ خفیہ یہہ خبر پہونچوائی کہ تارا بائی نے سیواجی ثانی کے اوس
بیٹے کو چھپا رکھا ہی جو باپ کے پیچھے پیدا ہوا تھا اور وہ نونہال
اب تک سرسبز و شاداب ہی ساہو نے بالاجی کو یہہ سمجھکر آگاہی
بخشی کہ اس بات کو صرف میں نے دریافت کیا باقی بالاجی محض
ناواقف ہی چنانچہ یہہ امر قرار پایا کہ تارا بائی سے حقیقت دریافت
کرنی چاہیئے اگرچہ یہہ بات آسانی سے قیاس میں آتی ہی کہ تارابائی نے
فی الفور اقرار کیا ہوگا کہ وہ سیواجی کا بیٹا ہی مگر سارے قصہ کو
فرق مخالف نے لغو و بیہودہ سمجھا اور ساوتری بائی نے پہلے کی
نسبت اور بھی نگرانی کی کہ راجہ کو اوس دھوکہ کے کھانے سے باز رکھے
جو اس لغو قصہ سے پیدا ہوا اور راجہ کے کسیکو بیٹا بنانے سے اسلیئے
نذر بیٹھی تھی کہ تھوڑی بہت شہرت کے بدون ایسا بڑا کام ہو نہیں سکتا
مگر یہہ رانی ایک ایسی چلتی چال سے مغلوب ہو گئی جسکی اوسکو
توقع نہ تھی اور اس بات سے اسکی روک تھام سے بے پروا تھی بیان
اوسکا یہہ ہی کہ اوسکے مخالفوں نے بڑے استقلال و متانت سے یہہ بات
اوڑائی کہ راجہ نے ایک دستاویز پر دستخط اپنے ثبت کیئے جسکے ذریعہ سے
اپنی حکومت کے سارے اختیاروں کو بالاجی پر اس شرط سے منتقل کیا
کہ راجائی کے خطاب و منصب کو سیواجی کے خاندان میں تارا بائی کے
پوتہ کی بدولت قائم رکھے کہتے ہیں کہ یہہ دستاویز ایسے وقت میں
مرتب ہوئی تھی کہ بالاجی اور راجہ کے سوا کوئی آدمی وہاں موجود
نہ تھا مگر یہہ بات کہ وہ دستاویز اصلی ہونے کی صورت میں فریب و دغا
سے حاصل کی گئی اور وہ سب لکھی گئی اور پیش ہونے کے وقت اوسکی
تصدیق بھی تھوڑی بہت ہوئی یا نہ ہوئی تاریک و تیرہ یعنی مخفی و مستور
ہی اور یہہ تاریکی اوس کاروائی کے باعث سے جو بالاجی اور تارابائی

کیطرف سے اون حالات میں ظاهر هوئي جو بیان مذکور کے نمروں سے واضح هوگي بهت زیاده بڑه گئي † *

جوں هي که ساهو کا دم نکلا تو بالاجي نے فوج موجوده کے علاوه اور فوج ستاره میں بلوائي اور مخالفوں کے سردار کو پکڑا جکڑا اور تارابائي کے پوتے کو رام راجه کے خطاب سے راج گدي پر بٹهایا اور تمام شهر کے گلي کوچوں میں اوسکي راجائي کي منادي کرائي اور تارابائي کے رعب داب کے عروج و ترقي کے لیئے اِس غرض سے تدبیریں نکالیں که اُسکے رعب داب سے کام اپنا نکالے یهه واقعه سنه ۱۷۵۰ ع کو واقع هوا بعد اُسکے بڑے بڑے سردارونکو دربار میں اس لیئے بلایا که اونکی قبول و تسلیم سے انتظام جدید استحکام کو پهونچے چنانچه سب سردار حاضر آئے مگر داماجي جیکواڑ حاضر نهوا اور راگهو جي بوسلا بحیثیت رفاقت حاضر آیا اور حیله بهانه سے ادهر اُدهر کي چند تحقیقاتیں کر کے نئی راجه کي راجائي کو تسلیم اوسنے کیا چنانچه جو جو حقوق اُسکو پهلے عنایت هوئے تهے وه اب بخوبي مستحکم هوئے اور پورتهي ندي کي جاگداد مضبوطه سے کسیقدر جاگداد اُسکو اور بهي عنایت هوئي علاوه اِسکے بهت سے سردارونکو ایسے ایسے فائدے بخشے جنکي بخشش سے یهه امر متصور تها که وه همیشه نئي حکومت کے مطیع وتابع رهینگے اور سیندهیا اور هولکر کو باستثناء اُس تهوڑے حصه کے جو اور سرداروں کے لیئے مقرر هوا تها مالوه کا سارا محاصل عنایت هوا ‡ *

---

† اُن حالات کے سوا جنکو گرینٹ ڈف صاحب نے بیان کیا کوئي حال ایسا جو مذکورالصدر انقلابات سے تعلق رکهتا هووے همارے پاس موجود نهیں مگر نسل رام راجه کي اصلیت اور ساهو راجه کے انتقال حکومت پر برضاء و رغبت راضي هونے کي نسبت جو نتیجے گرینٹ ڈف صاحب نے نکالے اُن سے هم نے کسیقدر مختلف مختلف نمرے قایم کیئے

‡ منجمله ڈیڑه کروڑ محاصل مالوه کے پچهتر لاکهه هولکر کے واسطے اور پینسٹهه لاکهه سیندهیا کے لیئے اور دس لاکهه اور سرداروں کي خاطر مقرر کیئے — گرینٹ ڈف صاحب جلد دو صفحه ۴۰

بالاجي پیشوا کي حکومت بدون اُسکے قایم نہوئي کہ لوگونکي جانب سے هنگامونکي ارادے ظهور میں نہ آوین چنانچہ وہ حکومت اُس چند روزہ نزاع کے باعث سے بڑي جوکهون میں پڑي جو بالاجي اور اُسکي چچیرے بهائي سداشیوبهاؤ کے درمیان میں برپا هوا مگر انجام اُس کا یہہ هوا کہ وہ حکومت ایسي کمال و شوکت سے مشهور هوئي کہ بالاجي کو بیگانی سلطنتون کے کار و بار میں مصروف هونے کي فرصت هاتهہ آئي چنانچہ اُس نے آصف جاہ کے دوسرے بیٹے صلابت جنگ کے مقابلہ میں غازي الدین خان اوس کے بڑے بیٹے کي امداد و حمایت کو اختیار کیا اور جب کہ آصف جاہ کے مرنے پر تخت کے دعویدار لڑ کر مرگئے تو وہ ترکہ صلابت جنگ کے قبضہ میں آیا بالاجي نے زوالکي سے پہلے پونہ کو دارالریاست قرار دیا اور رام راجا کو ستارہ میں آزاد چهوڑا مگر تارا بائي کے قبضہ و قابو میں رکها بعد اوس کے نظام الملک آصف جاہ کے سلسلہ پر متوجہ هوا یہانتک کہ فوج اوس کي صلابت جنگ کے قرب و جوار میں پہونچتي تهي کہ اوس کو ایسي خبر لگي کہ اوسکے اضطراب سے اُس مهم سے هاتهہ اُٹهانے اور تُرتہ کوچ کرنے اور جلدي تر لوٹنے پر مجبور هوا تفصیل اُسکي یہہ هي کہ بالاجي فوج کو لیکر باهر نکلا تها کہ تارابائي نے جس کي اولوالعزمي اور درشت خوئي بڑهاپے کے باعث سے گهٹي نہ پڑي تهي داماجي جیکوار کو خفیہ خفیہ یہہ پیغام بهیجا کہ فوج لیکر ستارہ میں داخل هووے اور اوسي اثناء میں رام راجہ کو یہہ سوجهائي کہ وہ پوري پوري راجائي کو برتاؤ میں لاوے اور جبکہ اُسنے رام راجا کو موافق نپایا تو داما جي کے قریب پہونچنے پر اوسکو گرفتار کیا ٭

تارا بائي کو ابتک یہہ بات حاصل تهي کہ وہ اپني قیدي کے نام سے کام لیتي مگر اُسنے یہہ کام کیا کہ اسکا چهوٹا ریپي اُڑا کر اُسکي دغابازي کي منادي کرائي اور کسي اور ظاهري حکومت کے سواے اپنے نام سے حکومت کا کام جاري کیا ٭

باوصف اسکے که بالاجي بهت شتابي سے واپس ایا تها اوسکے افسروں نے داماجي جیکنوار کا کئي مرتبه مقابله کیا تها اور جبکه بالاجي ستاره میں داخل هوا تو کتني لوٹ پهیر کے بعد اوسکے ملازمونکو کامیابي نصیب هوئي مگر بالا جي نے تلوار کي نسبت اور هتیاروں پر زیاده بهروسا کیا چنانچه اوس نے داماجي سے ملاقات کي اور دغا بازي سے اوس کو گرفتار کیا اور اوسکي فوج پر پهیل پڑا جو بطور مذکور اپنے سردار سے محروم هوگئي تهي یهاں تک که اوس کو توڑ پهوڑ کو منتشر کیا اگرچه تارا بائي جنگي قوت سے محروم هوگئي تهي اور رام راجه کے استحقاق کے سواے کوئي استحقاق اپنا جما نسکتي تهي مگر اب بهي کسیقدر رعب داب ایسا رکهتي تهي جسکي وجهه دریافت نهیں هوسکتي اوراُس رعب داب کي وجهه سے بالاجي اوس کے پورے پورے دبانے اور کچلنے سے پرهیز کرتا رها تارا بائي کو صلابت جنگ کي یورش سے سردست ایک طرح کي اعانت حاصل هوئي تهي جو مرهٹوں کي حکومت پر اپني نوبت میں چڑه کر آیا تها اور اپنے بزرگوں کي نسبت اورنگ زیب کے عهد دولت کے بعد بهت زیاده هیبت ناک هوگیا تها اس لیئے که فرانسیسوں کے پانسو سپاهي خاص یورپ والی اور پانچ هزار هندوستاني سپاهي یورپ والوں کے تعلیم داده اوس کے همراه تهے جو بسي صاحب فرانسیسي کے زیر حکومت رهتے تهے اور یهه وه سردار هی جو اپني قوم کے مشهور افسروں میں سے هندوستان میں آیا تها اگرچه بالا جي نے اس حمله کا مقابله اون ساري تدبیروں سے کیا جو لڑائي بهڑائي میں مرهٹوں کا دستور و قاعده هی مگر بهت جلد اوس کو دریافت هوا که وه تدبیریں ایسے قوي مخالف کے مقابله میں موثر نهیں هوسکتیں جس نے اوس کے حملوں کو پس پا کیا اور اوس کے لوگوں کو شکستیں دیں یهه واقعه سنه ١٧٥١ میں پیش آیا غرض که تهوڑے عرصه میں صلابت جنگ نے اپنے فضل و فوقیت کا اثر بالاجي کے جي میں ایسا جمایا که فوج اوسکي

مرہٹوں کے ملک میں وہاں تک گوس پہنچ گئی کہ بیس میل کے فاصلہ پر پونہ رہگیا غالب ہی کہ بالا جی کو اپنی چھوٹی دارالریاست یعنی پونہ کی جہت سے کسی قسم کی گھبراہٹ پیش نہوئی ہوگی مگر اسباب کے دریافت ہونے سے ہاتھہ پانو اوس کے پہول گئے کہ تاراباٹی اور صلابت جنگ اور کولا پور کے راجہ کے باہم خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہوا چنانچہ اوس نے صلابت جنگ سے آشتی چاہی اور صلح کے ہنگ و پیام آپس میں آنے جانے لگے کہ فوج کی خلاف آس کے مخالف میدان سے چلی گئی اور وہ نچنت ہوگیا اگرچہ بسی صاحب لڑائی کے میدان میں مخالفوں پر سبقت لیجاتی تہی مگر صلابت جنگ کے ملکی انتظاموں پر مدار اپنا رکہتی تہی جس کی وہ خدمتگذاری کرتی تہی صلابت جنگ اور اوس کے وزیروں کی بد انتظامی سے اوس کے ملک کا محاصل خراب و ابتر ہوگیا تہا اور فوج کی تنخواہیں کسیقدر مسدود تہیں اور فوج اوس کی نافرمانوں کے باعث سے اوس کے قبض و قابو سے باہر نکل گئی تہی اس زمانہ میں رگہوجی بہوسلہ جو ابھی کٹک اور بنگالہ کے خراج و محاصل کا مالک ہوا تہا اور یہاں آس کا ابھی گذر گیا سنہ ۱۷۵۲ میں برار کے آس حصہ پر جو پہلا جو نظام الملک آصف جاہ کی قلمرو میں داخل تہا اور گاول گدہ اور نارنالا کے قلعوں پر قبض و تصرف کیا اور آیندہ دشمنوں سے دہمکایا غرض کہ اس لیئے صلابت جنگ نے بالاجی کو لڑائی سے وقفہ دیا اور اپنی قلمرو میں پچھلے پہروں لوٹ گیا اور جب وہ وہاں پہونچا تو آسکو بڑی بڑی برائیاں اور کڑی کڑی دشواریاں پیش آئیں جن میں مرہٹے دوبارہ شریک ہوئے *

اس وجہہ سے کہ کشور ہندوستان چند حکومتوں پر منقسم ہوئی اور ان کی الگ الگ تاریخوں کے بیان کی ضرورت بڑی تاریخوں کے سلسلہ کے قیام و استحکام کے لیئے دشواریاں پیش آئیں اور مرہٹوں کے معاملوں میں بہت سے ایسے برسوں کے حال بیان کیئے گئے جو دلی کے

معاملوں کي تاریخوں سے آگے نکل گئي مگر دلي کے معاملے ایک دراز عرصہ تک بڑے پایہ کو نہ پہونچے جب کہ سنہ ۱۷۴۱ ع میں آصف جاہ دلي سے دکن کو روانہ ہوا تو بعد اُس کے اُسکا بیٹا غازي الدین خاں اُس کي جگہہ دربار میں مقرر ہوا اور قمرالدین خاں وزیر سے جو ملکي علاقہ واسطہ اُس کو حاصل تھا اُس کو اسطرح سے استحکام حاصل ہوا کہ قمرالدین خاں کي بیٹي سے اُسکي شادي ہوئي اور جب کہ یہہ دونوں باہم متفق ہوگئے تو بہت سي ایسي سازشیں دب دبا کر رہگئیں جو ایسي بے بائیوں سفاکیوں پر مشتمل تھیں جو فریقین سے واقع ہوئیں اور پہلے زمانہ کي تاریخ کي بڑي سے بڑي دغابازیوں اور خونریزیوں سے زیادہ تھیں *

اسي زمانہ میں اُن روھیلوں کي سرکشي بڑا بھاري واقعہ تھا جو اودہ سے پہاڑوں تک گنگا کے مشرقي ملک پر قابض متصرف تھے اور افغانستان سے آکر ھندوستان میں بسي تھے اور پچھلے وقتوں میں ھندوستان کے قصبے قصابوں میں بہت معزز و ممتاز ہوگئے تھے اور سردار اُن کا وہ علي محمد خاں نو مسلم تھا جس کو ایک افغان افسر نے مسلمان کرکے اپنا بیٹا بنایا تھا اور اِن روھیلوں کا بڑا حصہ یوسف زائي اور شمال مشرق کے اور پٹھانوں سے مرکب تھا اُن کي ریاست پر تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ وہ پہلے ھي سے بڑے مرتبہ کو پہونچ گئے تھے اور ایک ایسي مہم اُن کے چند روزہ تدارک کے لیئے درکار ہوئي جس کي سرداري خود بادشاہ نے اختیار کي یہہ مہم سنہ ۱۷۴۵ ع مطابق سنہ ۱۱۵۹ ھجري میں واقع ہوئي *

بیان اُس نئي چڑھائي کا جو ایران کي جانب سے ھندوستان پر دوبارہ واقع ھوئي

اسي قوم کا بڑا مہیب اور متفق گروہ اُن کے وطن میں قایم ہوتا جاتا تھا اور ھندوستان کے سہمگیں دشمن یعني نادر شاہ کے مرجانے سے اور پٹھان اقالیم ھندوستان کے یورش پر آمادہ تھے *

اگرچہ نادر شاہ اُس قسم کے سارے جوہروں بدوں بادشاہت کو لے
پہونچا تھا جو بلاد مشرقیہ میں تخت کے حاصل کرنے کے لئے ضروری
ہوتے ہیں اور چند بار اوسوقت اوس نے وحشیانہ سنگدلی بھی برتی کہ
بعض بعض مفسد شہروں کو شور و فساد کا بدلا دیا مگر باوصف اسکے
دل کی نرمی تک تمام ایشیا اور خصوص ایران کے اکثر بادشاہوں سے
سفاکی یہ بالکل میں بہت کم بڑھا ہوا دلی کے قتل و قتال اور لوٹ مار
کے عادی ہونے اور اوس نشہ کے چڑھنے سے جو اوس کو ہر جگہہ حاصل
ہوا دریافت ہوتا ہے کہ اوس کی خوے خصلت میں تبدیل و تغیر نے
دخل پایا تھا جس کی بدولت ایک سخت مزاج اور انصاف
پسند آقا سے ایسا سنگدل ستمگار حاکم بن گیا تھا کہ جو اوسکے جی میں
آتی تھی وہ بے تامل کر بیٹھتا تھا یہ وصف اوس کے یکلخت
اوس کی وحشت سے ظاہر نہ ہوتے تھے جیسے کہ اوس کی ذات میں
موجود تھے چنانچہ جب وہ ہندوستان سے واپس آیا تو پہلے برس
خوارزم و بخارا کی فتح و کشایش میں وہ قوت صرف ہوئی اور وہاں کے
بادشاہوں کو ہندوستان کے بادشاہ کی مانند دباکر چھوڑ دیا اور اسی
زمانہ میں ترکی کی لڑائی قوم کو دبانا چاہا اور روم پر تین یورشیں
کیں مگر چونکہ رومیوں کی لڑائی ایک عہدنامہ کے ذریعہ سے خاتمہ کو
پہونچی اور نادر شاہ کی زور آزمائی کے لئے کوئی جگہہ باقی نرہی
جیسے کہ اسکی طبیعت کا مقتضی تھا تو اسکی طبیعت نے اپنی قوت
کو اپنی طرف مایل کیا اور آپ آپ کو کھانے لگا اور تاریک شکوک شبہات
اور غیر معدوم چیزوں کا کھٹکا بن گیا اور اسکے اضطراب کا خاص باعث وہ
مذہبی تعصب تھا جو اسکے ہموطنوں میں پھیلا ہوا تھا غرض کہ وہ اس
اندیشہ سے کھٹکتا تھا کہ ایرانی شیعہ میرے لہو کے پیاسے ہیں اگرچہ
اسنے تسنن کے پھیلانے اور اسکے قوی کرنے میں ایسی کوشش کی تھی
کہ شیعوں کے امام و مسجد اور قاضی موذن کو امام جعفر کی خاص

حفاظت میں رکھا تھا جو علی بن ابی‌طالب کی اولاد اور ایران کا بڑا
مشہور ولی تھا اور ساری غرض یہہ تھی کہ اس ولی کے ذریعہ سے تسنن
مرغوب ہو جاوے مگر وہ سمجھتا تھا کہ لوگ اسکی بڑے غالی شیعی
ہیں چنانچہ شیعوں کی طبیعتوں کو آنکے اماموں ملاؤں نے جنکی جاگیریں
اور وظیفے نادر شاہ کی تخت نشینی سے ضبط ہوگئی تھی اسکی طرف
سے برہم درہم کر رکھا تھا یہانتک کہ وہ ہر ایرانی کو اپنا دشمن سمجھتا
تھا اور بخصوص اپنے بڑے بیٹے رضا قلی سے اسلیئے نہایت رنجیدہ تھا کہ
وہ یہہ خوب سمجھا تھا کہ یہہ ناخلف باغیوں کے لیئے آلہ بنگیا چنانچہ
ایکبار ایسا اتفاق ہوا کہ نادر شاہ ایک فوج کشی کے زمانہ میں کسی
جنگل میں گولی کے زخم سے جسکو کسی نے خفیہ لگائی تھی زخمی
ہوگیا تھا اگرچہ اس خیال کی کوئی وجہہ نتھی کہ یہہ کام اسکے کسی
دشمن کا ہی مگر باوصف اسکے اسکو یہہ یقین ہوا کہ وہ رضا قلی کا
فرستادہ تھا غرض کہ یہہ خیال اسکے جی میں ایسا بیٹھا کہ اسنے اپنے
نورچشم کی آنکھیں نکلوائیں بعد اسکے سخت پشیمان ہوا اور بجاے
اسکے کہ اس پشیمانی کے ہونے سے دل اسکا نرم اور رقیق ہوتا غیظ و
غضب اسکا دونا ہوگیا اور ترس خواہوں سے بطنز و تشنیع یہہ کہتا تھا
کہ جب میرا خاص بیٹا اپنی جان کے خطرہ میں مبتلا تھا تب تم لوگ
اسکے بیچ میں نہ پڑے اور اب رحم کے خواہاں ہوتے ہو غرض کہ رنگ
ڈھنگ اسکے ایسے ہوگئے تھے کہ وہ اپنے ہم جنسوں کا کھلم کھلا دشمن
ہوگیا تھا اور زور ظلم اسکا ان ظلموں کی برابر ہوا تھا جو مال کے اخذ
و جبر میں برتے جاتے تھے اور ساری رعایا کو قتل نفس و اخذ مال کی
دھمکیاں سناتا تھا اور انکو ذلیل و حقیر سمجھتا تھا اور بلا تکلف جتاتا تھا
ان ظلموں کی بدولت فساد و بغاوتیں برپا ہوئیں جنکے باعث سے نئے
نئے ظلم اسکے ہاتھہ سے لوگوں کو پہونچے یہانتک کہ شہر کے شہر اوجاڑے
اور کشتوں کے سروں سے ان اوجاڑی بستیوں کی یادگاری کی غرض سے

برج بارے بنائے اور هزاروں کی آنکهیں نکلوائیں اور بڑی بڑی تکلیفیں
پہونچائیں اور یہانتک نوبت پہونچائی کہ کوئی شخص اس کا بهروسا
نکرتا تها کہ وہ ایسی بری موت سے ایک دم بهی محفوظ و مامون رهیگا
جس میں سخت تکلیف اوسکو اوٹهانی پڑیگی بعد اوسکے زندگی کے پچهلے
برسوں میں جسمانی بیماری یعنی مالیخولیا کے مارے غیظ اوسکا زیادہ
هوگیا یہانتک کہ رعایا ایسی سازشوں کے کرنے پر مجبور هوئی جنکے ذریعہ
سے ایسے خونی مختار ظالم سے نجات اونکو حاصل هووے جنکا وجود
اوسکے وجود کے ساتهہ قائم رهنا نہایت دشوار تها نادرشاہ اپنے هموطنوں
سے کهٹکتا تها چنانچہ اوسنے اوزبکوں کے ایک گروہ کو ملازم رکها اور بلا
تسیطرح کی ریا کاری کے خاص اپنی ذات کو پٹهانوں کی حفاظت میں
سونپا اور حال اسکا یہہ تها کہ وہ اپنے پرانے سپاهیوں کے آزردہ کرنے اور آنکے
پہلے دشمنوں یعنی اوزبکوں اور پٹهانوں کی ترجیح دینے سے راضی هوتا
تها اور اب وہ اسبات پر آمادہ هوا کہ اپنے نئے رفیقوں کو اپنی قوم سے
لڑاوے جنسے همیشہ وہ کهٹکتا رهتا تها چنانچہ مرنے سے ایکدن پہلے جسپا
کہ موت اسکے سر پر کهیل رهی تهی وہ عین لشکر میں اوچهل کر گهوڑے
پر سوار هوا اور اپنی هی فوج سے بهاگ کر قلعہ میں محصور هونیکو باگ
اوٹهایا چاهتا تها مگر چیدہ اوسان اسکے ٹهکانے آئے اور خبط اسکا فرو هوا
تو اس مجنونانہ حرکت کے بعد اسکے پٹهان سرداروں کو طلب کیا اور
اپنی جان کی حفظ و حراست کی غرض سے آنکی وفاداری سے استغاثہ کیا
اور یہہ صاف آنسے کہا کہ تم میری جان کے بچانے میں نمک حلالی
سے نبجهوگے اور اس هدایت پر گٹهکر کر پورا کیا کہ تمهارے ایرانی پهرہ والوں
کو منتشر کرو اور میرے بڑے بڑے امیروں کو پکڑ جکڑو مگر یہہ حکم اسنے
ایسا خفیہ نسنایا تها کہ آن لوگوں کے کانوں تک نہ پہونچتا جنکی
بربادی سے وہ حکم متعلق تها اور اسلیئے کہ آنکی بربادی کے پورے هونے
میں رات هی درمیان تهی تو آنهوں نے اپنی بربادی سے پہلے اپنے دشمن

کے قتل کي فرصت پائي چنانچه بہت سے سازش کرنیوالے جنمیں مہر پہرہ کا کپتان اور خود اُسکي قوم افشار کا سردار بهي شریک و شامل تها پچهلي رات اُسکے خیمه میں داخل ہوئے اور جب که نادر شاہ اپني بهاري دهروکسے سے للکارا جس سے وہ همیشه کانپا کرتے تهے تو وہ بیساخته پیچهے کو لوٹا مگر جلد اُنہوں نے آپ کو سنبهالا چنانچه منجمله اُنکے ایک آدمي نے اُسکو تلوار کے زخم سے زمین پر گرایا اگرچه نادر شاہ نے جوں توں اوٹهنا چاها اور جانکے لالچ سے منت سماجت کا اراده کیا مگر سازش کرنے والوں نے فرصت کو غنیمت سمجها اور واروں کو چوکنا کیا اور هرگز نه پسیجے یہانتک که کام اُسکا تمام هوا جو اپنے ملک کے فخر و عزت کا باعث اور خوف و هیبت لعنت ملامت کا موجب تها یهه واقعه ماہ جون سنه ۱۷۴۷ع مطابق جمادي الثاني سنه ۱۱۶۰ هجري میں واقع هوا † *

جب که اگلي صبح هوئي تو پٹهانوں نے احمد خاں ابدالي کے حکم سے جسکے شریک اوزبک بهي هوگئے تهے ایرانیوں پر اس امید سے حمله کیا که نادر شاہ کي جان بچانے کا اب بهي وقت باقي هے مگر پٹهانوں کي قلت تعداد کے لحاظ و حیثیت سے اسبات کو اُن کي خوش نصیبي سمجهني چاهیئے که وہ اپنے ملک کو چلتے هوگئے جسکي سرحد کے قریب نادرشاہ مارا گیا تها ‡

---

† پیر بازن کے نامجات کي چوتهي جلد — یهه عیسائي طبیب نادر شاہ کي حیات کے پچهلے برسوں میں همراہ اُسکے رها تها اور اُس زمانه کا حال اچهي طرح سے بیان کرتا چنانچه هے سرجان مالکم صاحب کي تاریخ ایران اور نادرنامه جسکا ترجمه سر جونز صاحب نے کیا اور هینوے صاحب کي تاریخ اُسکي تاریخ کي سندیں هیں مگر هینوے صاحب نے رضا قلي کے حالات کو مختلف بیان کیا اور بازن کے بیان کو نادر نامه سے استحکام پہونچتا هے چنانچه نادر نامه والے نے بهي نادر شاہ کے ظلم اور سنگدلي کو بہت رنگیني سے نامپند کیا — لیور صاحب کي جلد چوتهي باب ۱۹ صفحه ۳۹۸ جونز صاحب کي کتاب کي جلد پانچویں

‡ اس نا مساوي لڑائي کا بیان جو پٹهانوں اور ایرانیوں میں واقع هوئي اور اس دلیري دلاوري اور نیک انتظامي اور خوش اسلوبي کا حال جسکے ذریعه سے وہ

خاص قندھار میں تخت سلطنت پر بیٹھا اور کسي فاسد عقیدہ کي ضرورت سے اپني قوم کا نام بدلکر ابدالي کي جگھہ درّاني رکھا جو ابتک اُسي نام سے نامي گرامي چلے آتے ھیں † اور اپنے دربار کے رنگ ڈھنگوں کو دربار شاھي کے طور طریقوں پر ڈالا اور اُسي بادشاہ کے تمام استحقاق اختیار کیئے مگر برتاو انکا ایسے اعتدال و خوبي سے کیا جو اُسکي حالتوں کا مقتضي تھا چنانچہ مطلق اختیار اُسکو کہلی ملکوں اور شھروں اور نیز بلخ اور سندھ اور کشمیر اور دیگر مفتوحہ صوبوں پر حاصل تھا اور اُسنے پٹھان قوموں کو اُنکے ملک کے ذاتي انتظام پر چھوڑا تھا اور فوج یا روپیہ کي امداد حاصل کرنے اور امن و امان کے قایم رکھنے کي قوت کو صرف اپني ذات سے متعلق رکھتا تھا اور بلوچستان اور سیستان اور علاوہ اُنکے چند اور مقام اُنکے ویسي سرداروں کے زیر حکومت چھوڑے تھے چنانچہ اُنہوں نے احمد شاہ کي اطاعت اختیار کي تھي اور جنکي خدمتوں کو بجالانا تسلیم کیا تھا ایران کے نزاعوں کے باعث سے احمد شاہ کي سلطنت میں اوس جانب سے کوئي خلل واقع نہوا اور اسي وجہہ سے خراسان کے بہت سے حصہ پر قبض و تصرف کرسکا مگر اوسنے اوس جانب میں زیادہ بڑھنا دشوار سمجھا اور مقام مشہد میں نادر شاہ کے بیٹے شاہرخ کي حفظ و حراست پر قناعت کي اور جو اضلاع اوسکے مطیع و تابع تھے وہ مشہد کے شرقي جانب سے محدود رھے غرض کہ اُسنے دتم و کشائش کے حاصل کرنے اور مال و دولت کے فراھم لانے اور فوج کے مصروف رکھنے پر ھمت باندھي اور ھندوستان کي سلطنت کا ارادہ کیا اور جو کارو بار اُسنے پہلے پہل وھاں کیئے وہ وقت کے لحاظ سے اکثر اون ملکوں کے قصے قضایوں سے پہلے واقع ھوئے تھے جنکا ابھي بیان ھوچکا *

---

† کسي غلط فہمي کے باعث سے جسکا باعث دریافت نہیں ھوتا ھندوستاني لوگ اُنکو خلجي پکارتے ھیں اور بلاد شمالي میں خراساني کہتے ھیں مگر صحیح یہہ ھے کہ خطاب اُنکا درّاني ھے

بعد اوسکے شاهزاده احمد نے فی الفور ایک نایب السلطنت کو پنجاب کے لینے روانہ کیا مگر جبکہ یہہ شاهزاده باپ کی بیماری کے مارے دلی کو راهی هوا تو احمد شاه درانی اٹک کے پهونچنے سے پہلے پنجاب پر دوباره پهیلا اور اوسکو جب تک نچهوڑا کہ اوس نئے نائب السلطنت نے مستقل خراج دینے کا اقرار نکیا *

سرہند کی لڑائی کے بعد ایک مہینے کے اندر اندر محمد شاه اپریل سنہ ۱۷۴۸ ع مطابق ۲۶ ربیع الثانی سنہ ۱۱۶۱ هجری کو مرگیا اور شهزاده احمد جانشین اوسکا هوا جسکا خطاب احمد شاه درانی اپنے حریف کا خطاب تها *

چوتها باب

مغلوں کی شاهنشاهی کے معدوم هونے تک

احمد شاه کی سلطنت کا بیان

احمد شاه درانی کے پنجاب میں واپس آنے اور اوسکی مشهور قوت کی دهوم دهام کے هونے سے احمد شاه هندوستانی برابر ترساں و لرزاں رهتا تها چنانچہ کام ناکام اسبات پر مجبور هوا کہ ایسے دوست آشنائی کی خاطر کسی قدر خود مختاری سے دست بردار هووے جو بیگانہ فیروز مندوں کی لوٹ مار سے اُس کو حفظ و حراست میں رکهہ سکیں نظر بریں وزارت کا عہده آصفجاه کو سپرد کرنا چاها مگر جب کہ آصف جاه نے صاف انکار کیا جس کے بعد اُس نے وفات هی پائی تو بادشاه نے ناصر جنگ آصفجاه کے جانشین کو اپنی امداد و اعانت کے واسطے اُس فوج سمیت بلایا جو اُسکی سعی و همت سے فراهم هوسکتی تهی مگر تهوڑے عرصہ میں یہہ بات اُسکو دریافت هوئی کہ احمد شاه درانی اپنی قلمرو کے مغربی حصہ میں مصروف و مشغول هے چنانچہ اس خبر کے سننے سے اُسکو اوس مدد کی ضرورت باقی نرهی جس کا وه جی جان سے خواهاں تها اور انتظام اپنی قلمرو کا

مرضی کے موافق ہوا کیا چنانچہ سعادت خان کے بھتیجے صفدر جنگ
کو وزیر اپنا بنایا اور اسلیئے کہ اوس سردار کے پاس اودھ کی نیابت
اب بھی باقی تھی تو بادشاہی ملازموں نے روہیلوں کے دبانے لیجانے
میں بڑے بڑے ہمت کو صرف کیا جو اودھ کے شمالی حصہ میں
بڑی صورت پکڑ گئی تھی ۔

علی محمد خان روہیلہ کے مرجانے سے صفدر جنگ کو اس مہم
میں عمدہ موقع حاصل ہوئی چنانچہ اوسنے قائم خان بنگش جاگیردار
فرخ آباد کو روہیلوں کی مقابلہ پر قائم کیا اور ماہ دسمبر سنہ ۱۷۴۸ ع
مطابق ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو اونکے مرنے کی بابت باہم
قول و قرار ہوئی اگرچہ قائم خان لڑائی میں تو کامیاب ہوا مگر لڑائی
میں مارا گیا اور جب کہ صفدر جنگ اپنے دوسرے مطالب یعنی روہیلوں
کی شکست سے مایوس ہوا تو اوس نے اپنی بدبختی کے نقصان کو
یوں پورا کیا کہ اپنے رفیق قائم خان مقتول کی بیوہ کے قبض و تصرف سے
بہت سا ملک اوس کا دبا لیا مگر اس لوٹ کھسوٹ سے کچھہ فائدہ اس کو
حاصل نہ ہوا اسلیئے کہ قائم خان کی بھائی احمد جنگ کے نائب سے
باغی مرہٹوں اور روہیلوں کو اپنی مدد کے لیئے بلایا یہاں تک کہ
خود وزیر بڑی بہت سی فوج لیکر اون کے مقابلہ کی غرض سے روانہ ہوا
اگرچہ فوج اوس کی کثرت کی جہت سے بہت کچھہ تھی مگر
انتظام کی جہت بے ضابطہ بے قاعدہ تھی چنانچہ اوس فوج نے اپنے ہی
قلمرو کے بارہہ کے سیدوں کو لوٹا کھسوٹا جو محمد صلعم کی آل اور
فاطمہ کی لال تھے اور بہت سے پٹھانوں کو قتل کیا جو اون سے بمقابلہ
پیش آئے بموجب اٹکلوں کی بہوں کہ ایسی بے قاعدہ فوج کو تھوڑی سی
فوج نے شکست دیکر گرفتار کیا ہو بلکہ ایسا ہی واقع ہوا چنانچہ
خود وزیر زخمی ہوا اور فوج نے شکست کھائی اور روہیلے وزیر کی قلمرو
میں گھس بیٹھے گئی اگرچہ لکھنؤ اور الہ آباد سے مزاحمت کر پھیر دی گئی
مگر رود اندرابان میں گھس گئی اور وزیر و بادشاہ دونوں کا منھہ چڑایا

وهي يهه واقعه سنه ۱۷۵۰ ع مطابق سنه ۱۱۶۳ هجري مين واقع هوا*

جبكه صفدر جنگ نے اپني پريشانيوں كي عروج وترقي ديكهكر اپني قوت و همت كو روهيلوں كے مقابله ميں ضعف و ناتواں پايا تو اُس نے مرهٹوں كے بلانے كي طرح ڈالي جسميں سلطنت كي ذلت و شكست صاف پيچيده تهي چنانچه اُس نے ملهار راؤ هولكر اور جيابا سينڌهيا سے اعانت كي درخواست كي جنكو بالاجي پيشوا نے ابهي مالوه كو واپس بهيجا تها اور بڑي امداد معاوضه كے وعده سے اُنكو اسپر مايل كيا كه وه اپني فوج كا بڑا حصه ليكر قصد اِس جانب كا كريں اور شريك اُس كے هوويں غرض كه يهه تدبير اُس كي راس آئي اور اِسي قسم كي تدبير سے جاٹوں كے راجه سورج مل كي خدمتوں كو دوباره حاصل كيا جو پهلي لڑائي ميں شريك حال اُس كا هوا تها حاصل يهه كه ان مددگاروں كي إمداد و اعانت سے سنه ۱۷۵۱ ع مطابق سنه ۱۱۶۴ هجري كو ايك قايم لڑائي ميں اس نے روهيلوں كو شكست ديكر اُن كے خاص ملك پر يورش كي اور كوه همالہ كي پست شاخوں ميں اُن كو بهگايا جو اُن كے ملك كي شمال مشرقي كي حديں تهيں بعد اوس كے مرهٹوں كے استحقاق كي نسبت يهه بات ٹهري كه وه ممالك مفتوحه سے وصول كريں چنانچه مرهٹوں نے هاتهه پهيلاني شروع كيئي اور تاخت تاراج سے اوس ملك كو ايسا خاك سياه كيا كه برسوں تك نه سنبهلا*

ان دست اندازيوں كي سرگرمي سے روهيلوں كي معيشت ايسي تنگ هوگئي كه بهوكوں كے مارے صفدر جنگ كي اطاعت كو قبول كيا اور اپنے سرداروں كے پيشت پالني كے ليئے چند ديهات پر بس كركے بيٹهے †*

دلي كے دربار كو جو تهوڑا سا فايده اس كاميابي سے حاصل هوا وه

---

† حافظ رحمت خاں نے سرگذشت ميں روهيلوں كي لڑائي كا حال اچهي طرح بيان كيا گيا نه اُس سے روهيلوں كي كاميابي واضح هوتي هے ۱۲

سے بادشاہ اسقدر برهم هوا جسقدر کہ قیاس میں آسکتا هے اور بہت جلد
انتقام کے درپے هوگیا اور انتقام کا ذریعہ حاصل کیا غازي الدین آصفجاہ کا
بڑا بیٹا اپني چهوٹے بہائیوں کے جهگڑے بکهیڑوں کے شروع میں دلي
میں چندے سکونت پذیر هوا تها مگر بعد اُس کے کسي قدر سے
بالاجي پیشوا سے علاقہ پیدا کرکے هولکر اور سیندهیا سرداروں کے ساتهہ
دکن کو روانہ هوا تها اور اورنگ آباد میں پہونچکر مرگیا تها اور اُس کا
بیٹا جوان گبرو جس کو دلي میں چهوڑ گیا تها صفدر جنگ وزیر کي
لطف و عنایت سے غازي‌الدین خاں کے خطاب اور امیرالامرائي کے
منصب پر سرفراز هوا اور یہہ وهي جوان تها جو اپنے محسن صفدرجنگ
کے مقابلہ پر بادشاہ کے ایماء و اشارہ سے اُن کاموں کا کارپرداز رہا جو
اُس کے مربي کے خلاف پر تجویز کیئے گئے تهے یہہ گبرو جوان ایسے
مغل درباریوں کا نمونہ تها جو عیش و عشرت سے بڑے آشنا اور لطف
و لذت سے پورے واقف نہ تهے چنانچہ عزم اُس کا بلند اور نگاہ اُسکي
والا اور بڑے بڑے ارادوں کے اخفا میں ایسا متفني و مکار تها جیساکہ
اُن کو قبض و قابو میں رکهنے کے لیئے قابل نہ تها اور اِسي وجہہ سے اپنے
کاموں کے نکالنے میں قتل و دغا کو طبعي ذریعہ سمجهتا تها اور جیساکہ
وہ اپنے چال چلن میں قانون و قاعدوں کا پابند نہ تها ویساهي اُن کے
نتیجوںکي پروا نکرتا تها *

اُسکي تدبیروں پر وہ ملکي لڑائي مترتب هوئي جس کا تصفیہ
معمول کے موافق میدان میں نهوا بلکہ یہہ بات اُن سے پیدا هوئي
کہ دلي کے بازاروں میں لاٹهي پونگے اور چهري کٹاري اور دهول جوتي
کي لڑائیاں چهہ مہینے تک روز مرہ قایم هوئیں اور فریقین کے قصے
قضائے اختلاف مذهب کے غیظ و غضب سے چوگنے هوگئے اس لیئے کہ
صفدر جنگ اپنے مذهب کا شیعہ اور غازي الدین اُس کا مخالف
سني تها چنانچہ سني شیعوں کي لڑنے والوں کا لقب اور مابہ الامتیاز

اوس کي ماں کي آنکھیں نکلوائیں یہہ حادثہ ماہ جولائي سنہ ۱۷۵۴ع
مطابق شعبان سنہ ۱۱۶۷ میں گذرا بعد اوس کے بادشاہي تخت کے
ایک اور شاہزادے کو نشست نشین کیا اور عالمگیر ثاني کے خطاب سے
اوس کي بادشاہت کي منادي کرائي † *

عالمگیر ثاني کي سلطنت کا بیان

بعد اِس انقلاب کے صفدر جنگ مرگیا اور غازي‌الدین نے وزارت کا
عہدہ اختیار کیا اور صفدر جنگ کے بیٹے شجاع‌الدولہ کو اوس کے باپ
کي جاگیر پر جوں کا توں قابض و متصرف چھوڑا جس سے وہ اوس کو
خارج نکرسکا یہہ قصہ‌ستمبر سنہ ۱۷۵۴ع مطابق ذي‌الحجہ سنہ ۱۱۶۷
هجري کو پیش آیا اور اب امن و امان کا عرصہ اُس سے زیادہ گذرا
جس کي توقع وزیر کي چلبلي طبیعت اور اچھلي بلند نظري سے زیادہ
متصور تھي مگر وزیر کا ملکي انتظام اب بھي ایسي خود مختاري سے
تھا جیسا کہ پہلے سے برابر چلا آتا تھا آخر کار اُس نے اپنے برے کاموں
سے بہت سي فوج کو بغاوت پر آمادہ کیا اور ایسا آنکھوں سے گرا کہ
باغیوں نے اُس کو پکڑا اور دلي کے گلي کوچوں میں ننگے سر اور ننگے پانو
اُس کو گھسیٹتے پھرے اگرچہ باغي قتل کي دھمکیاں سناتے تھے مگر وہ
بھي اون کو برا بھلا کہکر جتاتے جاتا تھا کہ تم گستاخي کا مزا پاؤ گے اور
اُس کي سزا میں جان اپني گنواؤگے غرض کہ سرکاري ملازموں کي
بدولت اوس کشاکش سے نجات اوس نے پائي اور نجات پاتے هي
باغیوں کے قتل قمع کا حکم جاري کیا اور اون کے مال و اسباب کو لٹواکر
نام و نشان اونکا نچھوڑا *

جبکہ شور و آشوب کے زور شور اور فساد و فتنہ کے جوش و خروش
تھے تو بادشاہ نے غازي الدین کي جان بچانے کے بہانہ سے باغي فوج
کو اِس شرط پر بغاوت کا روپیہ دینا ٹھرایا تھا کہ وہ اپنے قیدي کو ہمارے

† سیرالمتاخرین اور گرینٹ ڈف صاحب کي تاریخ سے یہہ بیان لیا گیا

حواله کریں مگر غازي الدین کو اس تدبیر سے بادشاه کي نسبت شبهه پیدا هوا اور اپنے نام کے بادشاه کي سازشوں کي روک تهام کے لیئے جنکا ظهور اوس کي ذات سے ممکن سمجهتا تها بهت سي تدبیریں برتیں *

غازي الدین وزیر اس وقت لاهور پر جاتا تها که فساد مذکور کے هونے سے اوس کے کاروبار میں خلل پڑا مگر باوصف اس کے اوس نے کوچ کو جاري رکها اور وه میر منو جو شاه دهلي کي جانب سے پنجاب کا حاکم تها اور جب که احمد شاه دراني نے دلي کے دربار سے صوبه پنجاب کو حاصل کیا تها تو اوسنے اوسکو اوسي عهده پر قایم رکها تها بقضاے الهي مرچکا تها اور احمد شاه نے اوسکے شیر خوار بیٹے کو اوس کي ماں کي سرپرستي پر اوسکي جاگهه جانشین اوس کا کیا تها غازي الدین نے یهه صورت دیکهه بالکل ایسے لوبهه لالچ کے اوبهار سے جس کي لاگ ذات اوس کے قبض و قدرت سے خارج تهي میر مرحوم کي بیوه سے دوستانه پیغام خط و کتابت جاري کي اور اس کي تاکتخدا بیٹي سے نکاح اپنا چاها چنانچه رشته منعقد هوا اور وزیر اپنے بیاه رچانے کے بہانه سے لاهور کي جانب کو روانه هوا اور جبکه بطور مذکور اس نے هر ایک قسم کا شک شبهه مٹا دیا تو سنه ۱۷۵۹ مطابق سنه ۱۱۷۰ میں یکایک شهر کو جا دبایا اور وهانکي حاکمه یعني اس رانڈ بیوه کو پلنگ پر سوتے گرفتار کیا غرضکه جب اس دکهیا رانڈ کو لشکر میں لائے تو وه دکهیا کلیجے غازي الدین اپني ادهوري جوانئي کو کوسنے لگي اور اس نے یهه پیشن گوئي کي که احمدشاه دراني انتقام اس حرکت ناشایسته کا لیویگا اور اس کے انتقام کا یهه نتیجه هوگا که هندوستان برباد کو پهونچیگا اور اس کے باشندے مارے جاوینگے چنانچه یهه پیشن گوئي بهت جلد اس کے بعد واقع هوئي اسلیئے که احمد شاه دراني نے اس زور ظلم کے سنتے هي جو اسکے متوسل پر واقع هوا انتقام دشمن پر کمر باندهي اور بهت شتابي چالاکي برت کر قندهار

سے کوچ کرکے پنجاب سے گذر گیا اور کوئي مرد اُس کے سامنے نپڑا یہاں
تک که دلي سے بیس میل کے اندر داخل ہوا مگر غازي الدین نے
یهه حکمت برتي که اُس رانڈ کو ٹھنڈا کرکے اُس کي وساطت حاصل
کي اور اُس کے ذریعه سے احمد شاہ کي فوج میں یکایک جا پہونچا اور
جو جو قصور اُس کي ذات سے متعلق تھے وہ احمد شاہ سے معاف کرائے
مگر احمد شاہ نے اپنے نقصان کا معاوضه چاہا اور مطالبه کو پورا کرنیکي
غرض سے دلي کي جانب کو آگے بڑھا چنانچه جب وہ بہت لگ بھگ
پہونچا تو نادرشاہ کا کارنامه یاد آیا اور وہي هیبت شگفته هوئي اور
وجهه اُس کي یهه تھي که اگرچه احمدشاہ اپنے مزاج و طبیعت سے
نادر شاہ کي مانند سفاک بیباک تو نه تھا مگر اپني فوج پر قبض و
قابو پورا پورا نرکھتا تھا چنانچه دلي قتل و غارت کا ٹھکانا اور زور ظلم کي
نمایش کاہ بنگئي اور یهه مصیبت خاص دلي پر منحصر نه تھي بلکه
احمد شاہ نے فوج کا ایک ٹکڑا غازي الدین کي همراهي میں شجاع الدوله
پر اِس نظر سے روانه کیا که اُس سے خراج کو وصول کرے اور خود
جاٹوں پر چڑھ کر گیا چنانچه اُس نے بلب گڈہ کے قلعه کو ایک بڑے
مقابله کے بعد جو محصوروں کي جانب سے وقوع میں آیا فتح کیا
اور محصوروں کو گردن مارا مگر ایک بات اُس کي فوج کے ٹکڑے نے
ایسي کي که اُسکي خصلت بلکه اُس کي قوم کي خوے و خصلت
کو اوس نے دھبا لگایا یعني متھرا سے مقدس شہر کو جو هندوؤں کے عقاید
کے موافق مقدس شہروں میں گنا جاتا هی ایسی وقت میں ستایا که
ایک مذهبي تہوار اوس میں بڑي دهوم دهام سے رچایا گیا تھا چنانچه
ساري بستي کو یکایک جا دبایا اور بیچارے معتقدوں کو ایسي بیباکي سے
قتل کیا جس کي توقع ایک ایسي ادھوري وحشي قوم سے هوسکتي تھي
جو نادر شاہ کي خو بو رکھتي تھي اور اوسکو هندو بت پرستوں اور
اون کي بت پرستي سے ویسي هي نفرت تھي جیسي که نادر شاہ کو

تھا کہ وہ دوسرے انقلاب کو پیدا کرے تو اوس نے اپنی کمک کے لیئے مرہٹوں کو طلب کیا جو اب پہلے زمانہ کی نسبت نہایت قوی ہوگئی تھی *

اگرچہ بالاجی پیشوا نے سنہ ۱۷۵۲ کے شروع میں صلابت جنگ سے آشتی کی تھی جیساکہ بالا مذکور ہوا مگر بڑے غازی‌الدین اِس غازی الدین کے باپ سے جو صلابت جنگ کا بھائی اور حریف مخالف تھا بات چیت کرنے میں وہ آشتی مانع مزاحم نہوئی تھی چنانچہ جب بڑا غازی الدین دلی سے دکن کو جاتا تھا تو بالاجی تمام فوج اپنی لیکر اورنگ آباد میں آیا اور اوس کا ساتھی ہوا اور دونوں فوجوں کے ملنے سے یہہ کثرت ہوئی کہ بسی صاحب فراسیسی کی امداد بھی صلابت جنگ کی حفظ و حراست کے لیئے کافی وافی نہوتی اگر غازی‌الدین کے یکایک مرجانے سے وہ خطرہ رفع دفع نہوتا بعد اوس کے بالاجی پیشوا جنوب کے امورات اور فراسیسوں اور انگریزوں کے اون جھگڑوں بکھیڑوں میں مبتلا ہوگیا جنکا حال اون قوموں کی تاریخوں میں تفصیل وار لکھا جاویگا اور جبکہ بات اوس کی بن پڑی اور خاص گھر میں حکومت جمنگی تو داماجی جیکواڑ کے چھوڑ نے پر چھاتی ٹہوکی اور گجرات کے نظم و نسق میں امداد اوس سے چاہی اور اوس کی رہائی پر ایسی ایسی کڑی شرطیں ٹھہرائیں کہ منجملہ اونکے ایسی ایسی خراجوں کا دینا اور ایسے ایسے استحقاقوں کا قایم رکھنا بھی تھا جنکی بدولت انجام کو بہت سے قصے قضایے برپا ہوئے مگر پہلے پہل بہت سے بلکہ سارے کام اچھی کامیابی سے جاری رہے چنانچہ داماجی پیشوا کے بھائی راگھوباجی کے ہمراہ سنہ ۱۷۵۵ میں گجرات کو روانہ ہوا اور ساری گجرات کو محکوم و مطیع اپنا بنایا بعد اوس کے راگھوباجی نے راجپوتوں کی ریاستوں سے محصول وصول کیا اور مالوہ پر گذرتا ہوا بامراد اپنے گھر کو واپس ایا بعد اوس کے سنہ ۱۷۵۶ع میں

راگھوباجي مالوہ کو دوبارہ روانہ ہوا اور غازي‌الدين وزير نے اوس سے اعانت طلب کي چنانچہ اوس نے راگھو باجي کے سہارے پر دلي پر چڑھائي کي اور شہر پر تصرف کيا اور قلعہ مبارک کو چاروں طرف سے گھيرا جس ميں ايک مہينہ سے زيادہ عرصہ صرف ہوا اور مقابلہ جاري رہا *

باوصف اس مقابلہ کے يہہ امر ظاہر تھا کہ نجيب الدولہ اپنے دشمنوں کا مقابلہ نہ کرسکيگا چنانچہ بادشاہ نے پہلے سے دور انديشي کرکے اپنے بيٹے کو جو بعد اوسکے شاہ عالم کے خطاب سے نامي گرامي ہوا کسي قلب مقام ميں بھيجا مگر نجيب الدولہ کے بچاؤکي دشواري باقي رہي سو مرہٹوں کو رشوت دينے سے وہ کام بھي پورا ہوا بعد اوس کے بادشاہ نے قلعہ کے دروازے کھولے اور غازي الدين کو وزير اپنا تسليم کيا اور نجيب الدولہ خاص اپنے ملک ميں چلا گيا جو دلي کے شمال ميں سہارنپور کے متصل واقع ہي اور روہيلکھنڈ اور اوس ميں گنگا حايل هي ‡ *

دلي کے فتح ہونے پر بھي راگھو باجي شہر کے متصل جب تک پڑا رہا کہ ايک بڑي اور آسان مہم اوس کو سر کرني پڑي بيان اوس کا يہہ هي کہ جب سنہ ۱۷۵۷ ع ميں احمد شاہ اقليم هندوستان سے چلا گيا تھا تو جہان خان سردار کي رهنمائي پر تيمورشاہ اپنے بيٹے کوپنجاب پر چھوڑا گيا تھا مگر آدينہ بيگ اونکا مخالف تھا جو نہايت مکار و متفني اور مير منو کے عہد حکومت ميں مير منو کا نائب تھا اور اوسکي سازشوں کي بدولت بہت سے انقلاب و تغير فتنہ پنجاب ميں واقع ہوئے تھے اور احمد شاہ کي دکھاوائي پروہ کوہن کو چلا گيا تھا اور اب ميدان خالي

---

‡ واضح ہو کہ يہاں حايل گنگا سے رام گنگا مراد هي ورنہ نجيب‌آباد اور روہيلکھنڈ کے درميان گنگا حايل نہيں هاں سہارنپور اور نجيب‌آباد کے درميان ميں گنگا حايل هي ۱۲ مترجم

پاکر بڑے بڑے ارادوں کے پورا کرنیکی ارادہ پر واپس آیا تھا چنانچہ پہلے پہل اوسنے رعب داب اپنا سکھوں پر جتاکر شریک اپنا گردانا جنہوں نے پچھلی بدانتظامیوں میں اپنی قوت کو بحال و قایم کیا تھا مگر جب کہ اونکی ہمت و قوت کو اپنے مطلب کے لیئے کافی وافی نپایا تو راگھوبا جی سے راہ پیدا کی اور اوس آسانی سے اوسکو واقف کیا جسکی بدولت ایسا معقول انعام اپنے ہموطن بھائیوں کے لیئے بکمال آسانی وہ وصول کرسکتا تھا غرض کہ راگھوبا جی ماہ مئی سنہ ۱۷۵۸ع مطابق شعبان سنہ ۱۱۷۱ ہجری کو روانہ ہوا اور لاہور اور ساری پنجاب پر قبضہ کیا اور درانیوں کا یہہ حال ہوا کہ اوسکے آگے سے پیچھے کو ہٹتے ہٹتے چلے گئے اور لڑائی بھڑائی بدون اٹک پار اوتر گئے بعد اوسکے مرہٹوں نے پنجاب کی حکومت آدینہ بیگ کو بخشی اور جب نہ وہ جلد مرگیا تو ایک مرہٹا جانشین اوسکا مقرر ہوا تبدیل مذکور سے پہلے حکومت پنجاب کو غیر مستقل حفاظت پر چھوڑ کر راگھوبا جی دکن کو روانہ ہو چکا تھا اور علاوہ اسکے ہندوستان کے اور حصوں میں بھی مرہٹوں کے کار و بار کو بڑی تر و تازگی پر چھوڑا تھا اور مرہٹوں کی ایک فوج سیندھیا کی حکومت میں خاص دلی سے نجیب الدولہ کے تعاقب میں اسکے خاص ملک کی جانب کو روانہ ہوئی تھی جہاں وہ بیچارہ بھاگ کر گیا تھا اور جبکہ نجیب الدولہ نے اونکے مقابلہ کی قوت نپائی تو اپنے ملک کو قتل و غارت کے حوالہ کرکے سکرتال پر چلا گیا جو گنگا کی ایک پایاب راہ پر پناہ گیریکے قابل تھی چنانچہ تمام برسات اس مقام میں بڑی دشواری سے مقیم رہا مگر اس زمانہ یعنی جون لغایت ستمبر سنہ ۱۷۵۹ع مطابق سنہ ۱۱۷۲ ہجری میں ایک متفق گروہ کو دشمن کے مقابلہ کے واسطے تیار کیا جسمیں قرب و جوار کے راجے پرجے عام خطرہ کی نظر سے شریک و شامل تھے *

صوبہ پنجاب پر پہلے سے مرہٹے قابض و متصرف تھے اور غازی الدین کے سکھا سے بہکانے سے اودہ کا ارادہ کر رہے تھے اور بلا تکلف یہہ بڑا بول

اپنے سر لینے سے ٹالتے رہے کہ ہمارا ارادہ یہہ ہی کہ سارے خاص ھندوستان
پر قبضہ کریں اور جسوقت کہ یہہ خدشہ پیدا ہوا تو شجاع الدولہ اپنی
پرانی عداوتوں کے بھولنے اور نجیب الدولہ اور دوسرے مخالفوں یعنی
روھیلوں کے ملنے پر مایل ہوا جسمیں حافظ رحمت خاں بڑا مخالف
اُسکا شامل تھا جس وقت کہ داتا جی سیندھیا کو اتفاق مذکور کا پرچا
لگا تو اُسنے گوبند راو بندیلہ † کو روھیلکھنڈ کے دبانے کے لیئے اپنے لشکر
سے الگ کرکے روانہ کیا چنانچہ داتا جی کے حکم کی تعمیل معقول
طور پر کی گئی کہ ایک مہینے سے کچھہ زیادہ عرصہ میں تیرہ سو گانو
اُس ملک کے جلائے پھونکے گئے اور روھیلے پہاڑوں میں پناہ ڈھونڈنے پر
مجبور ہوئے مگر شجاع الدولہ اُنکے کام آیا کہ اُنکو اُس بھاری مصیبت
سے چھڑایا چنانچہ شجاع الدولہ اُنکی اعانت کے لیئے لکھنؤ سے روانہ ہوا
اور یکایک مرھٹوں کو دبایا اور بہت سا نقصان پہونچاکر گنگا پار اُنکو
بھگایا یہہ واقعہ ماہ نومبر سنہ ۱۷۵۹ع مطابق جمادی الاول سنہ ۱۱۷۳
ھجری میں واقع ہوا داتا جی سیندھیا کی فوج اُس ٹکڑے کے ٹوٹنے سے
جو روھیلکھنڈ کو بھیجا گیا تھا ایسی کمزور ہوگئی تھی کہ وہ صلح کے خواہاں
ہوئے مگر اس وجہہ سے زیادہ قوی وجہہ یہہ تھی کہ احمد شاہ درانی
کابل سے روانہ ہوکر بہت قریب آپہونچا تھا غرض کہ مرھٹوں نے شجاع
الدولہ اور اُسکے رفیقوں سے آشتی کی شرطیں پیش کیں اور بموجب اُن
شرطوں کے آشتی باہم ہوئی مگر صحبت ‡ قایم نہیں رہی ؛

احمد شاہ درانی کے پچھلے حملہ کا بیان

جبکہ سنہ ۱۷۵۸ع میں احمد شاہ کے بیٹے تیمور شاہ کو پنجاب
کی حکومت سے خارج کیا تھا تو وہ اپنی قلمرو کے شمال مغربی حصہ

† یہہ بندیلہ اصل میں ایک برہمن مرھٹہ تھا جس نے بندیل کھنڈ میں متعین
رہنے سے بندیلہ کا لقب حاصل کیا تھا اور ساگر کالپی کی ریاستوں کا موروثی اعلی تھا
جو اب نیست و نابود ہوگئیں

‡ سیرالمتاخرین اور گرانٹ ڈف صاحب

ميں مصروف و مشغول تها اور جب كه پنجاب كو دوبارہ قبضه ميں
لانے كي غرض سے روانه هوا تها تو بلوچوں كے حاكم ناصر خاں كي
بغاوت اُسكے كوچ مقام كي مانع مزاحم هوئي جنسے پوري خودمختاري
كا ارادہ كيا تها يعني بلوچوں كے نظام و نسق كے حسب دلخواہ اپنے پورے
كرنے ميں بڑا اُسكو توقف پڑا بعد اُسكے شكار پور كي جنوبي سڑك كي راہ
سے اٹك كو روانه هوا اور پشاور تك اٹك كے كنارے كنارے كوچ و مقام كرتا
هوا ماہ ستمبر سنه ١٧٥٩ع مطابق محرم سنه ١١٧٣ هجري ميں اٹك
پار اوتر كر پنجاب ميں داخل هوا مگر مرهٹوں كي جانب سے كوئي
مقابله وقوع ميں نه آيا اور احمدشاہ شمالي پهاڑوں كو طے كيئے گيا اور
قريب اونكے رہ سهكر چڑهے درياؤں اور اوجڑے ملكوں پر گذرنے سے محفوظ
رها يہاں تك كه پهاڑوں پر ہوں سهارنپور كي برابر جمنا سے پار اوتر گيا
احمد شاہ كے بڑهاؤ چڑهاؤ كے زمانه ميں غازي‌الدين وزير اُس علاقه واسطه
كي جهت سے جو عالمگير ثاني كو احمد شاہ اور نجيب‌الدوله سے منوط و
مربوط تها نهايت پريشان و مضطرب هوا اور يهه خيال كيا كه بادشاہ
احمد شاہ سے سازش كريگا اور احمد شاہ اُسكي رو رعايت سے ميري
بے ادائيوں كا انتقام ليگا غرض كه غازي‌الدين نے يهي سوچ سمجهكر بادشاہ
كو قتل كرايا اور ايك اور بادشاهي نسل كے شاهزادہ كو اُسكي گدي پر
بٹهايا مگر اس نئے بادشاہ كي بادشاهي مسلم نهوئي اور شاہ عالم جو
علانيه تاج تخت كا وارث تها بنگاله ميں پانو جمايا چاهتا تها اور اسي
باعث سے دارالسلطنت ميں حاضر نتها غرض كه متفق سرداروں نے باهم
اتفاق كيا اور كسي بڑے افسر كے بدوں ماہ نوامبر سنه ١٧٥٩ع مطابق
ربيع‌الثاني سنه ١١٧٣ هجري كو لڑائي كے كار بار جاري كيئے † *

اگرچه مرهٹوں كے رفيق جاٹوں نے تائيد اُنكي اس زمانه ميں
نكي تهي مگر باوصف اسكے تيس هزار سوار جرار اُنكي لڑائي كے ميدان

---

† سير المتاخرين اور احمد شاہ كے اُن حالات مشروحه سے ليا گيا جنكو پٹهانوں
نے بيان كيا

میں موجود و حاضر تھے یہہ سوار ایسے دو گروہوں میں منقسم تھے کہ ایک
گروہ کو دوسرے گروہ سے کسیقدر فاصلہ تھا اور اسلیئے کہ ملکی لوگ اُنکی
دستاندازیوں سے سخت ناراض تھے اور اُنکو برا سمجھتے تھے تو احمد
شاہ کے کوچ مقام سے اُنکو واقف نکیا یہاں تک کہ احمدشاہ اُس گروہ پر
ٹوٹا جو داماجی سیندھیا کے زیر حکومت تھا اور ایسے وقت اُسپر چھاپا
مارا کہ داماجی اور اُسکی فوج کے دو تہائی حصہ عین میدان میں مارے
گئے اور اُس فوج کا دوسرا ٹکڑا جو ہولکر کے تحت حکومت تھا اور اب
بھی کسیقدر فاصلہ پر پڑا تھا جنگل کی جانب جنوبی ملک میں بھاگنے
لگا مگر یہہ ٹکڑا اسلیئے سیدھی راہ سے منحرف ہوا تھا کہ مخالف کی
رسدوں کو اپنے گھسوٹے مگر مراد اُسکی پوری نہوئی کہ تھوڑے سے درانیوں
نے آگے کوچ کرکے اُسکو جالیا اور تباہی کے لگ بھگ پہونچایا †
مذکورالصدر تباہی سے پہلے راگوبا جو دکن میں پہونچا تھا اور فتوحات
کی شان و عظمت سے مرہٹوں کا دربار اسلیئے راضی نہوا تھا کہ اُس
فتوحات کرنے پہول پہل لگے تھے بجای بڑی غنیمت کی جگہہ جیسا
کہ حسب معمول اُنکو ہمیشہ ہاتھہ آتی تھی دس لاکھہ روپیہ دینے پڑے
تھے جو راگوباجی کے ذمہ پر واجب تھے جب کہ وہ گھر کو واپس آیا تھا
علاوہ اسکے یہہ بڑی فوج کشی اُس فوج کشی کے مقابلہ پر زیادہ ناکارہ معلوم
ہوئی جسمیں بالاجی پیشوا کا چچیرا بھائی سداشیو راو بھاو جو بھاو کےلقب
سے چار دانگ ہندوستان میں نامی گرامی ہی معروف و آمادہ تھا یہہ
سردار اپنی قلمرو میں ملکی وزیر کی مانند اور بلاد دکن میں سپہ سالار کے
موافق تھا اور ابھی اُس نے احمدنگر پر قبضہ حاصل کیا تھا اور ایسے
عہد نامہ کو حاصل کرنے والا تھا جو بعد اُس کے اودہ گر میں حاصل ہوا
جسکے ذریعہ سے بہت سا ملک اور روپیہ ولایت جنگ سے وصول
کو پہونچا اور دکن کے صوبہ میں بادشاہ دہلی کی حکومت پر ایسا

† سیرالمتاخرین اور گرینٹ ڈف صاحب کی تاریخ

بوجهه اُس نے ڈالا تها که وه کبهي سنبهالنے کے قابل نهوئي غرضکه دونوں فوج کشیوں کے مقابله سے راگهوباجي کو رنج و حسد پیدا هوا اور جب که بهاو نے فضول خرچ اُس کو بتایا اور کهوٹي کهري سنائي تو اُسنے یهه جواب دیا که هندوستان خاص کي دوسري مهم کو آپ اختیار کریں تاکه آپ کو وه فرق و تفاوت واضح هو جاوے جو هندوستان خاص اور دکن کي مهموں میں واقع هوتا هی چنانچه بهاؤ نے قبول کیا اور دونوں کے کام آپسمیں ادل بدل هوگئے *

اِس زمانه میں مرهٹوں کي قوت غایت عروج اور اُن کي قلمرو کي وسعت یہاں تک پهونچي تهي که شمال میں سرحد اُس کي کوه همالہ اور دریاے اٹک اور جنوب میں جزیره نماے دکن کے عین سرے تک یعنی سمندر تک پهیلي تهي اور حدود مذکوره میں جو ملک اُن کي حکومت سے خارج تهے وه باجگذار اون کے تهے یهه ساري قوت بالاجي کے قبض و قدرت میں تهي اور اوسي کے هاتهه† نے اوس کو اوٹها رکها تها تارا باٸي سے ایک ایسا تصفیه هو گیا تها که اوس کي بدولت راجه کا جسم و جاں اوسکے نام کے وزیر کے هاتهوں میں تها جو حقیقت میں مختار و مالک تها اور هر قسم کے حقوق اوس کي ذات میں فراهم کیئے گئے تهے ! مرهٹوں کي قوت کي ترقي اور اون کي حکومت کے کارخانه ترقي کو پهونچے تهے یہاں تک، که فوج اون کي لٹیروں کي جماعت نرهي تهي بلکه اوس میں عمده عمده تنخواه اور چنے چنے سواروں کي حکومت کے ملازم تهے اور دس هزار پیادے عمده قاعده داں تهے اگرچه پیادوں کي فوج اوس فوج کي پوري پوري نقل نه تهي جو اور ریاستوں میں یورپ والوں کے تحت حکومت هوتي تهي مگر باوصف اوس کے ایسے پیادوں کي فوج سے نهایت عمده تهي جو پہلے وقتوں میں هندوستان میں پائي جاتي تهي *

---

† گرینٹ ڈف صاحب

اترانا تها اور حال کي کاميابي سے پهولا نه سماتا تها اور اُسکے تیوروں سے یهه ٹپکتا تها که حسن تدبیر یا عمده سپه گري کي حیثیت سے اپني لیاقتوں پر بڑا بهروسا رکهتا هی بالاجي کا جوان بیٹا اور علاقهه وارث اُسکا بسواس راو اور بڑے بڑے برهمن اور چنے چنے مرهٹے سردار اُس کے همراه هوئے اور بهت سے راجپوتوں کے گروه اُس کي امداد و اعانت کي نظر سے راه میں اُس سے ملتے گئے جوں جوں وه آگے کو بڑهتا گیا چنانچه کهتے هیں که جاٹوں کے راجه سورجمل نے هي تیس هزار جاٹ اُسکي امداد کو بهیجے تهے ॥

اِس کهیے رهے پرانے راجه یعني سورجمل نے جو ایک دراز عرصه سے مرهٹوں کي رفاقت میں لڑنے بهڑنے کا خو کرده هو گیا تها بهاؤ کو اس موقع پر یهه مشورت دي که آپ اپنے پیادوں توپوں اور بهاري بهاري اسبابوں کو همارے ملک میں چهوڑیں که وه مضبوط قلعوں میں محفوظ و مامون رهینگے اور سواروں کو همراه لیکر آگے کو باگ اٹهاویں اور مرهٹوں کے طریقوں کي مانند اپنے دشمنوں کو تنگ پکڑیں اور لڑائي کو یہاں تک پهنچاویں که درانی لوگ جو کئي مہینے سے هندوستان میں آئے هوئے هیں آب و هوا کي ناموافقت سے مجبور هوکر اپنے پہاڑوں میں لوٹ کر چلے جاویں اگرچه اور مرهٹوں نے تائید اس معقول مشورے کي کي مگر بهاؤ نے بلفعل اُسکو رد کیا اِسلیئے که وه ایسي فتح کو جو ایسے وسلیوں سے حاصل هووے اپنے بڑے پایه کے حسابوں کمتر سمجهتا تها اور اپنے قاعده دان پیادوں کي فوج اور توپوں کو بڑي بهاري منزلت دیتا تها اور اپنے کام کي سمجهه بوجهه میں جو وقت کے مناسب نه تهي یهي ایک موقع نه تها جس میں سورجمل کو خفیف و شرمنده کیا بلکه بهاؤ نے بهجوایا اُسکو یهه کہا که تو ایک چهوٹا سا زمیندار هی بڑے بڑے ملکوں کي تدبیروں انتظاموں کي لیاقت نهیں رکهتا غرض که یهه بڑا بول اُس نے بولا اور اپنے برهمنانه شیخي اور متکبرانه بڑائي سے جسکے ذریعه سے مرهٹے سرداروں پر

حکومت کرتا تھا اور اُس آزادی اور بے تکلفی کے مٹنے جانے کو
اُٹھانے سے جس کے برتاؤ کے سردار اُس کے عادی تھے سخت ناراض
اُن کو کیا حاصل ہوا کہ وہ بڑی دھوم دھام سے دلی کیجانب کو بڑھا
جس پر ابدالی سے تھوڑی دیر بعد اور شریک اُنکے قابض و متصرف تھے
غازی الدین وزیر جاٹوں کی قلمرو میں پناہ گزین ہوگیا تھا اور محیط
شہر پناہ کے بڑے طول طویل ہونے سے قریب کے کسی برج کی حفظ
حراست میں غفلت ہوگئی تھی کہ مرہٹوں کا ایک گروہ اُسپر چڑھ گیا
اگرچہ محصوروں نے تھوڑی دیر تک قلعہ کو سنبھالے رکھا مگر لوگوں کی
جان بچانے کی شرط پر اطاعت کو قبول کیا مگر بھاؤ نے جیسے جوانمردی کے
خلاف اس قسم میں معاملہ ہوتا رہتے ہیں عقل سلیم کے خلاف بھی
کام کیا اس لئے کہ اُس نے مقبروں اور قبروں اور مسجدوں کو اُن کی
زینتوں آرایشوں سے جنکو کہ ابدالیوں اور پٹھانوں نے چھوڑا تھا ننگا کیا اور
اونکی خوبصورتی کو بری صورت کا بنایا یہاں تک کہ دربار عام کا گردنا
ازرپارا جو بڑی چاندی کا تھا اور سترہ لاکھ [illegible] ٹکسال میں
بھیجوا گیا علاوہ اوس کے نشست پر [illegible] مانند
بھاری قیمت کا نہ تھا اور بادشاہی تخت پر [illegible] بیٹھا بلکہ یہ تجویز
اوس نے کی تھی کہ بسواس راؤ کو ہندوستان کا بادشاہ بناوے اور
اوسکی بادشاہی کی منادی کراوے مگر لوگوں کے سمجھانے سے اوسکو
جب تک ملتوی رکھا کہ درانیوں کو اٹک پار اوتارے اور تمام
ناشایستہ حرکتوں کے دیکھنے سے سورجمل متنفر ہوکر سخت گھبرایا جو اپنے
پاس پڑوس والوں کی نسبت ایسی دست اندازیوں سے زیادہ ناراض
تھا چنانچہ اُس نے خفیہ خفیہ شجاع الدولہ سے مشورت کی اور علانیہ
بھاؤ سے بھی رفاقت چھوڑی مگر اپنے ملک کو چلا گیا بھاؤ نے اس بغاوت
کو ہیچ پوچ سمجھکر پروا بھی نکی اس زمانہ میں احمد شاہ درانی
برسات کے پورے ہونے تک انوپ شہر میں پڑا رہا جو اودھ کی سرحد

پر واقع هی اور ایک بڑے عہد و پیمان کے بڑے معامله کي ضرورت سے متعاص اودھ میں گیا تھا اسلیئے که یہه یقین اُس کو کامل تھا که نجیب الدوله اور سارے روهیلے ممد و معاون اُس کے هونگے مگر شجاع الدوله کي طرف سے متردد تھا اگرچه شجاع الدوله سنّي مسلمانوں سے کھلم کھلا بگاڑ نسکتا مگر اپنے مطالب و اغراض کي ضرورت سے دونوں فریقوں سے الگ تھلگ رهنا مناسب تصور کیا اور احمد شاہ کي همراکبي سے وہ موروثي عداوت مانع تھي جو احمد شاہ اور اُس کے باپ صفدر جنگ میں علانیه واقع هوئي تھي اور احمدشاہ اس غرض سے اودھ پر تک بڑہ کر گیا تھا که شجاع الدوله کو اپنے رعب داب سے دبارے چنانچه اُس کے بڑهنے اور نجیب الدوله کے سمجھانے نے جس کو شجاع الدوله نے بصیغه وساطت بھیجا تھا شجاع الدوله راہ پر آیا اور احمدشاہ سے موافق هوگیا یہه واقعه ماہ جولائي سنه ۱۷۶۰ع مطابق ذي الحجه سنه ۱۱۷۳ هجري میں واقع هوا *

باوصف اِس کے که احمد شاہ سے موافقت هوگئي مگر شجاع الدوله نے اِس غرض سے خط و کتابت کا سلسله مرهٹوں سے قایم رکھا که اگر مصلحت کا مقتضی هوگا تو آشتي کرجاوے گي اور علاوہ اس کے یہه بات اُس کي وہ مفید ذریعه بھي تھا که مرهٹوں اور احمد شاہ کے درمیان بھي آشتي کے پیک و پیام آتے جاتے تھے † شجاع الدوله احمدشاہ سے موافق هوا اور باوصف اِس کے که احمد شاہ افراط بارش کے مارے چلنے پھرنے سے معذور رها مگر بڑے بڑے تنگ آگیا یہاں تک که برسات اب تک گذر نچکي تھي که اُس نے چھاوني توڑي اور دلي کو راهي هوا اور جب اُس نے یہه سنا که بھاؤ جھني جني فوج لیکر کنج پورہ واقع ساحل جمن کي جانب روانه هوا جو دلي

† کاشي راے اِس بیان کا لکھنے والا خط کتابت مذکورہ بالاکے کارندوں میں سے ایک رکانده تھا

سے ساٹھہ میل کے فاصلہ پر واقع ہی اور وہاں کسیقدر درانی کسی نامی سردار کے زیر حکومت قلعہ بند تھے تو احمد شاہ نے بڑی شتابی سے کوچ در کوچ کیئے اور جب دلی کے قریب جمنا کے کنارے پر پہونچا تو اُس کو بڑی طغیانی پر پایا اور پایاب کی تلاش و جستجو میں کنارے کنارے چلا گیا یہاں تک کہ گنج پورہ کی مضافات پر جا پہونچا اور وہاں اِس بڑی خبر کے سننے سے نہایت آزردہ ہوا کہ مرہٹوں نے گنج پورہ پر قبضہ کیا اور قلعہ بند درانیوں کو ٹھکانے لگایا غرض کہ احمد شاہ اِس بے عزتی سے کہ گویا وہ اُس کے سامنے واقع ہوئی ایسا بپھرا کہ ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۷۶۰ع کو جمنا پار اسی راہ سے اُترا جو کہیں سے پایاب اور کہیں سے پیرنے کے قابل تھی اگرچہ بہت سے ساتھی اِس دلیرانہ کام میں جان سے گئے مگر دشمنوں پر ایسا رعب اُس کا پڑا کہ وہ اُس کی رسائی سے باہر چلے جانے پر مجبور ہوئے یہاں تک کہ جوں توں کرکے پانی پت کو چلے گئے اور وہاں پہونچکر لشکر کے آس پاس اُس کی حفاظت و حراست کے لیئے دمدمے اور مورچے بنائے اور لڑائی کے ٹھکانے درست کیئے اور ایک چوڑی گہری خندق سے اُس کو گھیرا اور اپنے بھاری توپخانہ کی حفاظت و مدافعت میں رکھا بھاؤ کی فوج میں پچپن ہزار سوار جرار اور قاعدہ دان تنخواہ دار کم سے کم پندرہ ہزار لٹیرے سوار اور پندرہ ہزار پیادے تھے جن میں سے نو ہزار قاعدہ دان پیادوں کا حاکم وہ ابراہیم خاں گاردی تھا جو فرانسیسیوں کی ملازمت کو چھوڑ کر چلا آیا تھا اور اُسی سردار کے قبضہ و اختیار میں منجملہ دوسو توپوں کے بہت سی توپیں ایسی تھیں جن کے ذریعہ سے شہروں اور قلعوں کی فصیلیں توڑی جاتی تھیں اور کثرت سے بانوں کے ذخیرے تھے جو مرہٹوں کا بڑا پیارا ہتھیار تھی غرض کہ وہ فوج اُس کے بہت سے ہمراہیوں سمیت تین لاکھ کے قریب تھی † *

† گرینٹ ڈف صاحب نے قاشی راے کے بیان سے اتفاق کرکے تنخواہ دار سواروں اور پیادوں کی تعداد ستر ہزار قایم کی جس کا بیان ابھی گذر چکا اور

احمد شاہ کی فوج میں چالیس ہزار ایرانی اور پٹھان اور تیرہ ہزار ہندوستانی سوار اور تخمیناً اڑتیس ہزار ہندوستانی پیادے تھے جن میں سے روہیلے پٹھانوں کا ٹکڑا بڑے کام کا تھا مگر پیادوں کی فوج کا بڑا حصہ عام ہندوستانیوں سے مرکب تھا † اور منجملہ لڑائی کے ٹھاٹ سامانوں کے تیس توپوں کے قریب قریب تھیں جو مختلف المقدار لوگوں سے بھری جاتی تھیں جن میں سے اکثر ہندوستانی رفیقوں کی تھیں علاوہ اُن کے چند توپیں فصیل شکن بھی تھیں اور اِس لیئے کہ احمد شاہ کی فوج تعداد کثرت میں قلیل تھی دشمن کی فوج پر حملہ نکرسکتی تھی چنانچہ اُس نے پڑاؤ ڈالا اور فوج کے چاروں طرف خندق کھدوائی اور جب کہ عام لڑائی کا واقع ہونا ایسی طرح ملتوی رہا تو بہاؤ کی امیدوں کی صورت معقول طرح سے نہ بندھی چنانچہ اُس نے گوبند راے بندیلہ کو یہہ حکم دیا کہ جمنا کے نیچے کی دھار پر جو فوج اُس سے فراہم ہوسکے فراہم کرے غرض کہ وہ سردار اب

لٹیرے سواروں اور اُن کے ساتھی سواروں کی تعداد دو لاکھ کے قریب بتاتی مگر کاشی راے ساری جمعیت کو پانچ لاکھ بتا تا ہی — کتاب تحقیقات ایشیا جلد تین صفحہ ۱۲۳

† درانیوں کے بیان سے اُس فوج کی تعداد جو اٹک سے پار اُتر آئی تھی تریسٹھ ہزار قایم ہوتی ہی مگر نادرشاہ اور پچھلے وقتوں میں زمان شاہ کی فوج سے مقابلہ کرنے اور ایشیا والوں کی تقسیمات افواج کی غلطی تعداد سے یہہ قیاس میں آتا ہی کہ وہ تعداد مبالغہ سے بیان کی گئی علاوہ اِس کے بہت سی تخفیف اُن قاعدہ بند گروہوں کے نہونے سے اول ایرانی فوج میں واقع ہوئی ہوگی جنکو پنجاب وغیرہ پر احمد شاہ چھوڑ کر آیا تھا اور کسیقدر کئی لڑائیوں میں مارے جانے اور گرمی برسات میں مرنے سے بھی فوج میں کمی پڑی ہوگی غرض کہ میری راے یہہ ہی کہ کل چالیس ہزار پٹھان قرار دیئے جاویں جو اُس جگہہ شریک و شامل تھے اور اُن ہندوستانیوں کی تعداد جو احمد شاہ کے مدد و معاون تھے کاشی راے نے بیان کی چنانچہ وہ کہتا ہی کہ شجاع‌الدولہ کے پاس دو ہزار پیادے اور دو ہزار سوار تھے اور اُسیکا بیان ہی کہ درانی خاص اپنی چالیس توپیں رکھتے تھے مگر درانیوں کے بیان کے خلاف اور قیاس سے بعید ہی

دس بارہ ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر درانیوں کے پیچھے سے پہونچا مگر
احمد شاہ کی فوج سے دور دور اسلیئے رہا کہ آفتوں سے محفوظ و مامون
رہے ہاں مرہٹوں کی مانند ایسی طرح ملک میں پھیلا کہ تمام رسدوں
کو روکنا شروع کیا اور گمان غالب یہ ہی کہ سواؤ نے اپنے ہلکے پھلکے
سواروں کو ایسے ہی مصروف کیا ہوگا اسلیئے کہ بہت عرصہ گذرنے
نپایا تھا کہ مسلمانوں کا لشکر ضروریات کی کمی کوتاہی سے نہایت
تکلیفیں اٹھاتے تھے اگرچہ درانی ایسی لوٹ مار کی لڑائی کے خوگر کردہ
نہ تھے جیسے مرہٹوں کی طرز دھاووں سے پیش ہوتے تھے مگر اُنہوں
نے اِس نقصان کو اپنی فوج کے تیزوں کے دلیرانہ جارحانہ کوچ و مقام
سے پورا کیا چنانچہ اسی موقع پر درانی سواروں کے ایک گروہ نے جو
احمد شاہ کے وزیر اعظم کے بھتیجے عطائی خاں کے زیر حکومت تھا
ساٹھ میل سے زیادہ کا کوچ کیا اور سورج کے نکلنے پر گوبند رائے کی
فوج کو یکایک جا دبایا اور مار پیٹ کر اُس کو غارت غول کیا
یہاں تک کہ خود گوبند رائے مارا گیا اور جب کہ درانیوں کو کاملہ
ملک پر قبضہ حاصل ہوا تو سواؤ اپنی دشواری پریشانی کو بہت جلد
معلوم کرنے لگا چنانچہ وہ مضبوط لشکر کے پیچھا پیچھے ایسے گروہ
سے محصور ہوا جس پر خود حکمرانی کرتا تھا ٭

ذرا جوانوں کی طرح یہ مرہٹے لوگ ایسے چست چالاک ہوتے
ہیں کہ دن نکلنے کے ساتھ لمبی لمبی قطاروں میں چھوٹے چھوٹے گھوڑوں
اور بیلوں پر سوار ہوکر لشکر کے ہر طرف سے نکلتے ہیں اور رات سے
پہلے پہلے مویشیوں کے لیئے چارا اور آگ جلانے کی خاطر ٹوٹے ہوئے
مکانوں کی لکڑیاں اور کھانا پکانے کے واسطے کھیتوں سے غلے جو ان
کاروالے اُن کو چھوڑ کر رکھتے ہیں لادے باندھ کر لاتے ہیں یہاں ایسے
لوٹ کے واپس آتے ہیں اور اپنی فوج کے مختلف ٹکڑے کئی کئی دن کے
فاصلہ پر جاکر اسی قسم کی بڑی بڑی رسدیں اکٹھی کرتے ہیں اور

علاوه اُن کے رسدونکي باربرداریاں جن میں ایک سلسله میں هزاروں بیل هوتے هیں دور دراز ملکوں سے بنجارے لوگ لاتے هیں جو لشکروں میں غله کا بیوپار کرتے هیں اور آنکي خرچ و خدمات میں سارے سوداگروں کي نسبت سپاهیوں کي مدد بہ زیاده هوتي هی غرض که اب یہه سارے ذریعه منقطع هوگئے اور جب که مرهٹوں نے پانی پت کو کہا پیدار صاف کیا جو اُن کے لشکر میں واقع هوا تها تو غله کي نہوٹ سے بڑے بڑے صدمه اُٹھائے ٭

جب که حال ایسي نوبت کو پہونچا تو منجمله دونوں فریقوں کے کوئي فریق اُس نازک وقت کے ظہور و وقوع میں سعي و کوشش کرنے سے قاصر نتھا جس میں پورا فیصله هو جاوے چنانچه دونوں فوجوں کي کچھه کچھه چھیڑ چھاڑ آپسمیں جاري تهي مرهٹوں نے درانیوں پر تین بهاري دهاوے کیئے اور رسد کي بار برداریاں اسبات پر همیشه آماده تهیں که مرهٹوں کے لشکر میں داخل هوویں چنانچه منجمله اونکے ایک باربرداري جو دلي سے خزانه بهر کر لائي تهي پٹهانوں کے هاتهوں میں پڑي مگر باقي باربرداریوں کو سورجمل اور راجپوت سرداروں نے خفیه خفیه مرهٹوں کے لشکر میں روانه کیا اور جن دشواریوں کو بهاؤ اپنے صبر و متانت سے اوٹهائے جاتا تها اونکي وسعت اور ترقي روز افزوں کا حال اوسکے دشمنوں پر مخفي و مستور نتها هاں اِن دشواریوں میں احمد شاه کے هندوستاني رفیق ایسے مضطر هوگئے که احمدشاه کو منتوں کے مارے تنگ کیا اور ایک تصفیه کي لڑائي کے ذریعه سے تکلیفوں کا اختتام اور آفتوں کا انقطاع چاها مگر احمد شاه کا یہه جواب تها که یہه لڑائي کا مقدمه هی تم لوگ اوسکي اونچ نیچ سے واقف نہیں هو باقي معاملوں میں تم لوگوں کو اختیار حاصل هی مگر اس معامله کو میري مرضي پر چهوڑو کهائي کے سامنے ایک لال ڈیرہ اوسنے قایم کیا تها جس میں سورج کے نکلنے پر اشراق کي نماز پڑھتا تها

اور شام کو کھانا کھاتا تھا اور دس بیس گھوڑے پر سوار ہوکر فوج کے پہروں کو
مختلف مختلف مقاموں میں دیکھتا بھالتا اور دشمن کو چھیڑتا چھاڑتا
رہتا تھا اور گاہ گاہ ایسا اتفاق بھی ہوتا تھا کہ پچاس ساٹھ میل سے کم
سوار ہوکر نہ پھرتا تھا اور رات کو یہہ کام اسکا تھا کہ پانچ ہزار سواروں کا
پہرہ دشمن کی جانب کو جہاں تک قریب اسکا ممکن ہوتا تھا قایم کرتا
تھا اور سارے لشکرگاہ کے گشت اور فرق کرتا تھا ہندوستانی سرداروں
کو آرام کی اجازت دیتا تھا اور بلا مخالفت کہتا تھا کہ آپ صاحب کمال
اطمینان سے سوتے رہیں کہ کوئی آفت تمکو نہ پہونچیگی اور حقیقت یہہ
تھی کہ اسکے حکموں کی تعمیل حکم تقدیر کے موافق ہوتی تھی یعنی
ٹل نہیں سکتی تھی † *

اس زمانہ میں خرابی پریشانی کے ہجوم و کثرت سے بہاو اسقدر
تنگ ہوگیا تھا کہ اسنے چند بار کاشی راے مذکورالصدر کی معرفت
شجاع الدولہ سے یہہ چاہا کہ اسنے اور درانیوں کے بیچ میں پڑکر آشتی کرادے
اور جب کہ درخواست اسکی احمدشاہ کو سنائی گئی تو اسنے یہہ جواب
دیا کہ میں صرف مدد و معاون ہوں راے دینا میرا کام نہیں ہاں لڑائی
پر قابو رکھتا ہوں اسمیں دوسرے کا دخل نہیں ہندوستانی سرداروں کو
اختیار حاصل ہے کہ وہ دشمن سے اپنی مرضی کے موافق خط کتابت
جاری کریں چنانچہ بہت سے ہندوستانی سردار آشتی پر مائل ہوئے اور
شجاع الدولہ نے بھی صلح کو نہایت پسند کیا مگر نجیب الدولہ نے
ہرگز نمانا اور آشتی کی درخواستوں کا ہمیشہ مقابلہ کئے گیا اور اس
بربادی کو جانی لوگوں کے دلوں پر جمانے میں کامیاب ہوا جو احمدشاہ
کی ایسی صورت میں چلے جانے پر پیش آنے والی تھی کہ مرہٹوں کی
قوت کمال کو پہونچتی *

اب یہہ سوچنا دشوار ہے کہ مرہٹوں کے بڑے بھاری گروہ کی اسوقت
میں کیا حالت ہوگی جبکہ وہ حصار کی سخت عفونت میں مرہٹوں

† کاشی راے

کي مانند ایک کھاچھہ میں محصور تھے اور موٹے اور مرنے والے جانوروں اور بھوکے پیاسے بھر بنگاہ کے بیچ میں پڑے تھے اور اُن خرابیوں کي تکمیل کے خوف سے موئے جاتے تھے جنکو وہ ابھي اوٹھا رہے تھے اور جب کہ نہایت تنگ آگئے تو چوپٹوں کے ایک گروہ کو بہت سے همراٹیوں سمیت امداد لانیکي غرض سے روانہ کیا مگر اس بیچارے گروہ کو دشمنوں نے دیکھہ پایا چنانچہ بہت سے لوگ اُسکے مارے گئے بعد اُسکے سردار اور سپاهي اکھٹے ھوئے اور بھاو کے ڈیرے کے گرد کھڑے ھوکر یہہ عرض کیا کہ اب کھانے پینے کو باقي نہیں رہا جو کچھہ ذخیرے تھے وہ پورے ھوگئے بھوکوں مرنے سے لڑائي کي جوکھوں اوٹھاني آسان هی بھاو نے اتفاق کیا اور سب نے پان کھاکر مرنے تک لڑنے کي قسم کھائي بعد اُسکے ساري فوج کو حکم سنایا گیا کہ کل سورج نکلنے سے پہلے پہلے دھاوا ھوگا *

بھاو نے عین تنت پر شجاع الدولہ کے کارندہ کاشي راے کو خاص اپنے هاتھہ سے یہہ لکھہکر بھیجا کہ اب کناروں تک پیالہ لبریز ھوگیا اور ایک بوند کي گنجایش باقي نہیں رهي اگر کچھہ بن پڑے تو اب کرنا مناسب هی ورنہ صاف جواب ادسپ هی بعد اسکے لکھنے پڑھنے کا وقت هوچکا کاشي راے اُس رقعہ کے مضمون کو پہچهلي رات اپنے آقا شجاع الدولہ کو سنا هي رہا تھا کہ کاشي راے کے جاسوس یہہ خبر لائے کہ مرھٹے مسلح ھو رهے هیں شجاع الدولہ فی الفور احمد شاہ کے ڈیرے میں گیا اور چوکي پہرے والوں سے کہا کہ بادشاہ کو جگانا چاهیئے احمدشاہ اواز سنکر اندر سے هتیار لگائے باهر نکلا جو پہلے هي سے طیار بیٹھا تھا چنانچہ اُس گھوڑے پر سوار ھوکر جو همیشہ اُسکے دروازہ پر طیار کھڑا رهتا تھا فوج مخالف کیجانب کو چلا اور اپني فوج کو آگے بڑھنے کا حکم سنایا *

جو بات اُسنے پہلے پہل کي وہ یہہ تھي کہ کاشي راے کو بلایا اور اُس خبر کے مخبر کي نسبت سوال و جواب سے پیش آیا اور یہہ تفتیش اُسنے

بوانزادہ عطائي خان اسکی برابر مارا گیا اور درانیوں کے پانوں اوکھڑنے لگے مگر وزیر اپنے گھوڑے سے اترا اور چند ہمراہي درانیوں سمیت اپني جگھہ پر قایم رہا اور مرنیکا ارادہ کیا وزیر کے پیچھے شجاع الدولہ کھڑا تھا مگر دھول کے اوڑنے سے کچھہ محسوس نہیں ہوتا تھا کہ کیا معاملہ واقع ہو رہا ہی اور جب کہ شجاع الدولہ نے وزیر اعظم کے آدمیوں کي بولي اور اُنکے گھوڑوں کے ہنہنانیکو یکا یک تھوڑے ہوتے پایا تو کاشي راے کو تفتیش و تفحص کے لیئے اُکی کو بھیجا چنانچہ کاشي راے نے وزیر اعظم کو زرہ بکتر پہنے پاپیادہ اور نہایت غضبناک پایا کہ وہ اپنے لوگوں کو اُنکے بھاگ جانے پر برا بھلا کہہ رہا ہی اور اُنکو صفوں پر لانے میں مصروف ہی جوں ہي کہ آنکھہ اُسکي کاشي راے پر پڑي تو اوسنے اوس سے یہہ بات کہي کہ تو شجاع الدولہ کي خدمت میں پہونچکر بہت جلد اسبات کو اداکر کہ اگر شجاع الدولہ ہماري تائید اسوقت نکریگا تو میں جان سے جاؤنگا مگر شجاع الدولہ لڑائي میں شریک اُس کا نہوا اور اپني جگھہ پر جما رہا *

یہہ معاملہ احمد شاہ پر مخفي نہ تھا چنانچہ وہ فالتو فوج جو اُس نے منگائي تھي وزیراعظم کي بربادي تباہي کي روک تھام کے لیئے عین وقت پر پہونچي اور اب لڑائي جمکر ہونے لگي مگر باوصف اُس کے اب بھي مرہٹوں کا پلہ بھاري رہا یہانتک کہ احمد شاہ نے اپنے بھگوڑوں کو گھیر گھار کر اکٹھا کیا اور منجملہ اُن کے جنھوں نے لڑنے سے انکار کیا اُن کے قتل کا حکم سنایا بعد اُس کے خاص اپني صف کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور جتاي یہہ ہدایت کي کہ فوج کا ایک ٹکڑا ہمارے بائیں بازو والا گھوم کر نکلے اور دشمن کے بازو پر ٹوٹ پڑے یہہ تدبیر اُس کي بہت راس آئي اس لیئے کہ اگرچہ عین قلب لشکر میں بڑے زور شور سے لڑائي ہورہي تھي جہاں بہاؤ اور بسواس راے گھوڑوں پر سوار کھڑے تھے اور فریقین کے سپاہي تیروں اور تیروں

اور تلواروں بلکہ بڑے بڑے بھاري گھانڈوں سے لڑتے بھڑتے اور مارتے مرتے
تھے مگر یکلخت ایسا اتفاق ہوا کہ گویا کسي سحر و طلسم کے زور سے
سارے مرہٹے بھاگے اور لڑائي کے کھیت کو کشتوں کے پشتوں سے معمور
چھوڑ گئے فیروزمندوں نے بڑے جوش خروش سے بھگوڑوں کا پیچھا کیا
اور کسیکو پناہ ندي اور اسي باعث ایسا بڑا بھاري قتل ہوا کہ حد قیاس
سے خارج ہے چنانچہ ہر جانب کو پندرہ پندرہ بیس بیس میل تک
تعاقب کیا گیا اور جو مرہٹے دشمنوں کي مار سے بچے رہے تھے وہ
گنواروں کے ہاتھہ سے مارے گئے اور جو درانیوں کے ہاتھ پڑے وہ نہایت
بیرحمي سے قتل ہوئے یہانتک کہ خود احمد شاہ ان بیرحمیوں میں
شریک ہونے سے اسي لئے مستثنی تہا کہ اس نے روک تہام ان کي
نکي بلکہ نجیب الدولہ کي ترغیب سے جنکوجي سیندھیا کي بڑي ڈھونڈ
بہال کرکے جسکو ایک دراني سردار نے چہپارکھا تہا اور گرفتاري کے
اندیشہ سے اسکو ہوکاہا دیا ابراہیم خان گاردي شجاع الدولہ کي دار و گیر
میں مقید تہا جسکے حوالہ کرنے پر اس کو نجیب الدولہ نے مجبور کیا
اور لعنت ملامت کر کے اپنے سامنے بلایا بعد اوس کے وزیر اعظم کي
سپردگي میں رہا گیا جہاں زخموں کي تکلیف سے ایک ہفتہ کے اندر
اندر مرگیا † بسواس راؤ کي لاش پائي گئي اور ایک بے سرکے دھڑ پر
بہاؤ کي لاش کا شبہہ کیا گیا مگر حقیقت میں حال اوس کا ایسا
مشتبہہ رہا کہ بہت برسوں کے بعد ایک مکار آدمي نے اوس کا بھیس
بناکر تھوڑے دنوں تک اوس کے خود ہونے کا اعتماد حاصل کیا مقتولوں
کي کل تعداد دو لاکھہ کے قریب بتائي گئي ‡ بڑے بڑے مرہٹے سردار
اون سرداروں کے سوا تمام قتل یا زخمي ہوگئے جو تھوڑي سي فوج کي

---

† کہتے ہیں [illegible] ابراہیم خان سے نہایت بیرحمي برتي گئي
اور یہہ خبر مشہور ہوئي کہ اس کے زخموں پر زہر کے پہائے چڑھائے گئے مگر وہ
وقت ایسا نہ تہا کہ اگر انتقام لینا منظور ہوتا تو ایسي بڑي جان سے کیوں لیتی

‡ گرینٹ ڈف صاحب جلد دو صفحہ ۱۵۶

حکومت پر هاني میں چھوڑے گئے تھے مگر هولکر بچ رها جو بہت جلد اور بیوقت اپنے چلے آنے سے ملزم نه پایا گیا اور مہاجي سيندهيا جو بعد اوسکے ایک بڑي ریاست کا باني هوا عمر بھر کے لیئی لنگڑا هوگیا اور نانا فرناوس جس نے پیشوا کي حکومت کو ایک مدت تک پایه سے گرنے ندیا هزار دشواري سے جان بچا لیگیا † *

ایسي بھاري شکست اب تک کبھي واقع نه هوئي تھي اور ایسي کڑي مصیبت اب تک نپڑي تھي جس کے پڑنے سے بڑي افسردگي پژمردگي پھیلي اور سارے مرهٹوں پر غمگیني مایوسي چھاگئي بہت سے لوگوں کو رشته داروں کا ماتم کرنا پڑا اور ساري قوم کو فوج کي بربادي کا ایسا صدمه پہونچا اور اُس صدمه کو ایسا سمجھا که اُس کے مارسے قوم کي بزرگي پھر نه سنبھلیگي اور پیشوا کا یهه حال هوا که وه اس صدمه سے کبھي نه سنبھلا اور اپني سرحد سے پونه کو آهسته آهسته چلاگیا اور اُس مندر میں بیٹھه کر مرگیا جسکو اُس نے بستي کے پاس بنایا تھا § اور ٹوٹي پھوٹي فوج اُس کي نربده سے آگے هندوستان کے تمام اپنے بلاد مفتوحه کو چھوڑتي چلي گئي || اور جب که بالاجي مرگیا تو باهمي جھگڑے کھڑے هوئی اور پیشوا کي حکومت نے دوباره ویسي قوت کبھي حاصل نکي بعد اُس کے وه بہت سے ملک اُن کے قبضه میں دوباره حاصل هوئی جسکو مرهٹوں نے پہلے فتح کیا تھا

---

† گرینٹ ڈف صاحب اور سرالمتاخرین اور کاشي راے کے بیان متعلقه جنگ پاني پت سے بهاؤ کي لشکر کشي کا حال لیا گیا ــ کتاب تحقیقات ایشیا کي جلد ۳ صفحه ۹۱ وغیره هندوستان میں تاریخ نویسي کي بابت کاشي راے کا بیان شاید نهایت عمده نمونه هے اور یهه بھي واضح هو که اِس بیان میں پٹھانوں کے اُس بیان سے بھي کچھه تھوڑي بہت آگاهي حاصل هوئي جس کو احمد شاه کے معاملوں میں اُنھوں نے قلمبند کیا تھا

§ گرینٹ ڈف صاحب

|| سرجان مالکم صاحب کي تاریخ مالوه جلد ایک صفحه ۱۲۰

اور وہ اُن کے قبضہ و تصرف سے خارج ہوگئی تھی مگر خاص خاص خود مختار سرداروں نے یورپ والے افسروں اور قاعدہ داں سپاہیوں کی امداد و اعانت سے اُن پر قبضہ حاصل کیا اور جب کہ مرہٹوں کا عام خطرہ رفع دفع ہوا تو مسلمان سرداروں کا اتفاق بھی ٹوٹ پھوٹ کر خراب ہوگیا اور احمدشاہ اپنی فتح سے فائدہ اُٹھائی بدون اپنی قلمرو کو چلا گیا اور ہندوستان کے معاملوں میں پہلے جیسے بھی پھر کبھی شریک نہ ہوا *

جو لوگ ان پچھلے معاملوں میں شریک و شامل تھے وہ اب متفرق ہوگئے اور یہہ وہ زمانہ ہے کہ مغلوں کی شہنشاہی کی تاریخ اس مقام پر بند ہو جاتی ہے اور تمام ملک اُنکا جدی جدی ریاستوں پر تقسیم ہوجاتا ہے اور خود دارالسلطنت اُجڑی جاتی ہے اور اُس سلطنت کے نام کا دعویدار † اب جلاوطن اور بیگانہ متوسل ہے اور نئی فیروزمندوں ‡ کی نسل نے ہندوستان میں ہاتھہ ڈالا ہے اور یہہ امر معنی و مقصود ہے کہ وہ مدت تک اس اقلیم کی سلطنت کے ٹکڑوں کو پہلے وقتوں کی نسبت معمول اراذوں اور عمدہ مقصودوں سے دوبارہ متفق کرے *

---

† یعنی شاہ عالم بادشاہ ۱۲ مترجم

‡ یعنی انگریز ۱۲ مترجم

منجملہ بارہ حصوں مذکورالصدر کے آٹھہ حصوں کا تتمہ

اُن سلطنتوں کا بیان جو دلي کي شاهنشاهي کے بعد قایم هوئیں

دکن کے بهمني بادشاهوں کا بیان †

اصلي بادشاهوں کي فہرست

۱ علاءالدین حسن کانگوے ‡ سنہ ۱۳۴۷ ع مطابق سنہ ۷۴۸ هجري
۲ محمد شاہ اول بن علاءالدین سنہ ۱۳۵۸ ع مطابق سنہ ۷۵۹ هجري
۳ مجاهدشاہ سنہ ۱۳۷۵ ع مطابق سنہ ۷۷۶ هجري
۴ داؤد شاہ بن سلطان علاءالدین سنہ ۱۳۷۸ ع مطابق سنہ ۷۸۰ هجري
۵ محمود شاہ اول بن علاءالدین مذکور سنہ ۱۳۷۸ع مطابق ۷۸۰ هجري
۶ غیاث الدین بن سلطان محمود سنہ ۱۳۹۷ع مطابق سنہ ۷۹۹ هجري
۷ شمس الدین بن محمود شاہ سنہ ۱۳۹۷ع مطابق سنہ ۷۹۹ هجري
۸ فیروز شاہ بن داؤد شاہ سنہ ۱۳۹۷ع مطابق سنہ ۸۰۰ هجري
۹ احمد شاہ اول سنہ ۱۴۲۲ع مطابق سنہ ۸۲۵ هجري
۱۰ علاءالدین بن احمد شاہ سنہ ۱۴۳۵ع مطابق سنہ ۸۳۸ هجري
۱۱ همایوں شاہ ظالم بن علاءالدین سنہ ۱۴۵۷ع مطابق سنہ ۸۶۲ هجري
۱۲ نظام شاہ بن همایوں شاہ سنہ ۱۴۶۱ع مطابق سنہ ۸۶۵ هجري

---

† چونکہ چھوٹی چھوٹی مسلمان بادشاهي خاندانوں کے حالات کي کوئي سند بیان نہ کیجاوے، تو یہہ تصور کرنا چاهیئے کہ وہ تاریخ فرشتہ سے لیئے گئے جسمیں هر بادشاہ کي تاریخ الگ الگ مذکور هے — جلد ۲ و ۳ کرنیل بریگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا

‡ علاءالدین اس حسن کا لقب تھا مگر همنے اُس کا اصلي نام اس غرض سے درج کتاب کیا نہ وہ اُس نام کے اور بادشاهوں سے ممتاز هو رہے

لڑائیاں مدت تک جاری رہیں مگر ہندو مسلمانوں کی سرحدوں میں کوئی بڑی تبدیل اُن سے واقع نہوئی چنانچہ اوڑیسہ اور تلنگانہ کے راجے سنہ ۱۴۶۱ ع مطابق سنہ ۸۶۵ ہجری میں بیدر کے دروازوں تک چلے آئے جو اُس زمانہ میں بہمنی خاندان کا دارالحکومت تھا مگر مسلمان آخر کار اونپر غالب آئے یہاں تک کہ دریاے کشنا اور تمبادرہ کے درمیان کے بہت سے ملکوں پر قابض و متصرف ہوئے اور سنہ ۱۴۲۱ میں احمد شاہ بہمنی نے ورنگل پر پورا پورا قبضہ کیا اور تلنگانہ کے راجہ کو اُس کی پرانی دارالحکومت کے چھوڑنے پر دبایا *

محمد شاہ بن ہمایوں شاہ کے عہد سلطنت سنہ ۱۴۷۲ع مطابق سنہ ۸۷۶ ہجری میں جو بہمنی بادشاہوں کا پچھلا بادشاہ اور بادشاہی اختیاروں کو پورا پورا برتتا تھا اوڑیسہ والے راجہ کے رشتہ دار انبر راے نے محمد شاہ مذکورالصدر سے اوڑیسہ کے استحقاق حکومت کے مقدمہ میں اعانت چاہی اور اعانت کی عوض اور فتحیابی کی صورت میں راجمہندری اور کوندا پلی کے پرگنوں کو جو دریاے کشنا اور گوداوری کے دہانوں پر واقع تھے دینا ٹھہرایا محمد شاہ نے درخواست اُس کی قبول کی اور اُس جھوٹے دعوی دار کی امداد و اعانت کی غرض سے تھوڑی سی فوج اپنی بھیجی چنانچہ انبر راے کو قبضہ دلایا گیا اور اضلاع موعودہ مسلمانوں کے قبضہ میں آئے اور جب کہ بعد اُس کے سنہ ۱۴۷۷ع مطابق سنہ ۸۸۲ ہجری میں انبر راے نے اضلاع مذکورہ پر قبضہ کرنا چاہا تو محمد شاہ آپ اُس کے ملک پر چڑھ کر گیا غرض کہ اُسکو مطیع اپنا بنایا اور راجمہندری کونداپلی کے نظم و نسق سے فراغت پاکر مغرب کیجانب سمندر کے کنارے کنارے کوچ کیا اور ماسوای پاٹن کو فتح کر کے اپنی قلمرو میں داخل کیا اور مشہور بندر کانچی یا کنچی درم تک جو مندراس کے متصل واقع ہی مارتا چلا گیا اور مشہور مندر کو لوٹ کھسوٹ کر خاک سیاہ کیا *

ہندوستان کے بحر مقابل پر بوی یہہ بادشاہ ایسا کامیاب ہوا کہ اُسکے وزیر نے کنکان پر قبضہ کیا جو گہاٹوں اور سمندر کے خط مغربی کے درمیان میں تبتی سے لیکر گوبا تک واقع ہی بہمنی بادشاہوں نے چالیس برس سے زیادہ زیادہ مذکورالصدر فتح میں صرف کیئے اور اس ناہموار اور جنگلی قلمرو میں بہت سے نقصان اوٹھائے مگر باوصف اس کے پورا پورا مغلوب نکرسکے *

بہمنی بادشاہ اکثر وقتوں میں خاندیس اور مالوہ والے بادشاہوں سے برار کی سرحدوں پر لڑتے جھگڑتے رہے چنانچہ ایک موقع پر سنہ ۱۴۶۱ اور سنہ ۶۲ع میں مالوہ کا بادشاہ بیدر تک گھستا چلا آیا جو اُس زمانہ میں بہمنی بادشاہوں کا دارالسلطنت تھا مگر تقدیر نے یاوری کی کہ گجرات والوں کی کمک پہونچ گئی اگر وہ کمک نہ پہونچتی تو بیدر فتح ہو جاتا *

بڑي بُرائي تهي غرض که اُس نے اُس مذهب کو اپني سلطنت کا طريقه ٹهرايا يعني اُسي مذهب کي تائيد و حمايت کرتا تها اور ايسي ناشايسته حرکت سے جسکي مثال اقليم هندوستان ميں پائي نهيں جاتي اپني ساري رعايا ميں ناراضي پهيلائي اور سارے مسلمان بادشاهوں کو اپنے خلاف و مقابله پر متفق کيا مگر بڑي دليري دلاوري سے متفق بادشاهوں کے مقابله ميں جما رها اور اُن کے اتفاق کے توڑنے ميں بڑي کوشش اور دانشمندي ظاهر کي مگر جب تک که اُن انوکهي باتوں سے کناره کش نهوا جن کو اُس نے دين و مذهب ميں ايجاد کيا تها تو يهه بات اُسکو حاصل نهوئي که وه سارے مخالفوں کو آپ سے راضي کر سکے *

يوسف عادل شاه کے مرنے پر اسماعيل اُسکا بيٹا جانشين اُسکا هوا مگر صغر سني کے باعث سے سلطنت کا کام کاج اُس کے وزير کمال خان دکني کے قبضه قدرت ميں رها جس نے غصب رياست کي طرح ڈالي تهي اور اسي نظر سے سني مسلمانوں کي سرداري اختيار کي تهي اور ايرانيوں کو شکسته خاطر کرکے موقوف کيا تها مگر نصيبوں سے تدبير اُس کي راس نه آئي اور وه نو جوان بادشاه غالي شيعه بن گيا اور فوج کو غير ملکي يعني ايراني لوگوں سے قايم کيا اور هندوستانيوں ميں سے سوايے راجپوت اور پٹهانوں کے ملازم نه رکها † جو اُس کے ملک ميں نه بستے تهے اور بيگانه ملک والوں کے رنگ ڈهنگ اختيار کيئے اور فارسي ترکي زبانوں کو هميشه برتاؤ ميں ميں لايا اور دکني زبان پر ترجيح اُنکو دي ‡ *

يعنه عادل شاه تيسرا بادشاه چهه مهينے سلطنت کرکے مرگيا تو ابراهيم اُسکا بيٹا اُسکي گدي پر بيٹها اور نهايت متعصب سني هوا چنانچه اُس نے تمام ايرانيوں کو موقوف کيا مگر جبکه بعد اُسکے اُسکا بيٹا علي عادلشاه اُسکي جگهه جانشين هوا تو اُسنے دادا کے مذهب کو اوچهالا اور غالي شيعوں کا طور و طرز اختيار کيا اور ايرانيوں کو دوباره ملازم رکها اور ابراهيم عادلشاه ثاني اُسکے بيٹے کي صغر سني ميں سني شيعوں ميں فتنه برپا هوا جسميں سني غالب آئے *

مذکورالصدر انقلاب کي نسبت بڑي تبديلي يهه هوئي که مرهٹوں کو سرفرازي حاصل هوئي جنکي اصل و حقيقت يهه تهي که احمدنگر اور بيجاپور والے بادشاهوں کے

---

† اگرچه هندوستاني لوگ افغان کے معنوں ميں پٹهان کے لفظ کو استعمال کرتے هيں مگر عموماً افغانوں کي اولاد ميں بولا جاتا هے جو هندوستان ميں پيدا هوے *

‡ برگز صاحب کا ترجمه تاريخ فرشته کا جلد دو صفحه ۱۷۲ اُس صفحه کے ديکهنے سے دريافت هوتا هے که دکني بولي جو هندي زبان کي ايک شاخ هے سولهويں صدي کے شروع ميں دکن کے مسلمانوں کي معمولي زبان تهي

پھر اُسکو اسنے فتح کیا بعد اُسکے اسماعیل شاہ اُسکے بیٹے کے قبضہ سے پھر خارج ہوا †
مگر جبکہ بعد اُسکے سنہ ۱۵۷۰ع میں بیجاپور اور احمد نگر والے بادشاہوں نے
مقام گویا اور چول میں پرتگال والوں پر یکدم حملہ کیا اور دونو پسپا کیئے گئے تو
صاف اُس سے واضح ہی کہ وہ اپنے مخالفوں کے خوف و ہیبت سے اور سہمگین خوبی
و خصلت سے ناواقف نہونگے ‡ *

بیجا پور احمدنگر کے بادشاہوں کا اتفاق اور تالی کوٹہ کی بڑی لڑائی اکبر شاہنشاہ
کی تخت نشینی کے پیچھے واقع ہوئی اور جبکہ اکبر نے دکن کے کاموں میں دست‌اندازی
شروع کی تو ابراہیم شاہ ثانی بالغ ہوچکا تھا اور احمد نگر کے ملکی قصے قضایوں
میں سنہ ۱۵۹۵ع مطابق سنہ ۱۰۰۴ ہجری میں بڑی گرمجوشی سے مصروف و
آمادہ تھا *

نظام شاہی خاندان کا بیان جس کی بنیاد احمد نو مسلم نے ڈالی

۱ احمد شاہ سنہ ۱۴۹۰ع مطابق سنہ ۸۹۶ ہجری
۲ برہان شاہ بن احمد شاہ سنہ ۱۵۰۸ع مطابق سنہ ۹۱۴
۳ حسین شاہ بن برہان شاہ سنہ ۱۵۵۳ع مطابق ۹۶۱
۴ مرتضی نظام شاہ سنہ ۱۵۶۵ع مطابق سنہ ۹۷۲
۵ میران حسین شاہ سنہ ۱۵۸۸ع مطابق سنہ ۹۹۶
۶ اسماعیل شاہ بن برہان شاہ سنہ ۱۵۸۸ع مطابق سنہ ۹۹۷
۷ برہان شاہ ثانی سنہ ۱۵۹۰ع مطابق سنہ ۹۹۹
۸ ابراہیم نظام شاہ سنہ ۱۵۹۴ مطابق سنہ ۱۰۰۳
۹ احمد شاہ ثانی بن شاہ طاہر سنہ ۱۵۹۴ مطابق سنہ ۱۰۰۴
۱۰ بہادر شاہ بن ابراہیم نظام شاہ سنہ ۱۵۹۵ مطابق سنہ ۱۰۰۴

نظام شاہی خاندان کا بانی احمد کا باپ بیجاپور کا ایک برہمن تھا جو گرفتار
ہوکر غلاموں کی مانند ایک بہمنی بادشاہ کے ہاتوں بکا تھا اور مسلمان بھی ہوگیا تھا
یہانتک کہ اُس سلطنت میں اول درجہ کو پہونچا اور اُسکے صاحبزادہ بلند اقبال نے

---

† یہہ دوسرا مرتبہ تھا کہ سنہ ۱۵۱۰ع میں البکرکیو پرتگال والے نے مقام
گویا کو چھینا تھا

‡ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۱۳۴ اور گرینٹ ڈف
صاحب کی تاریخ جلد ایک صفحہ ۷۷

بڑھایا مگر اِس کامیابي سے پہلے بہت ذلت نظام شاهي خاندان کے بادشاہ کو نصیب هوچکي تهي که بہادر شاہ گجراتي نے اُس کو اُسي کي دارالریاست میں محصور اور اپنے نشان و فوقیت کے تسلیم اور نہایت نیازمندانہ اطاعت پر مجبور کیا تها † اور نیز اِس سے بڑي خفت اُس کے جانشین کي بهي مترصد بیٹھي تهي جس کو رام راجا بیجانگر والے نے جو اُسي زمانہ میں بیجاپور کي ریاست سے موافق هوگیا تها سنه ۱۵۳۰ مطابق سنه ۹۳۷ هجري میں بمقام احمدنگر گهیر گهار کر ایسي ملاقات کرنے میں دبایا لپٹایا تها جس میں اُس کے کمتر هونیکي شرطیں قرار دي گئي تهیں *

اسي شیخي اور فخر کي بدولت جو رام راجا نے خاص اِس موقع پر اور علاوہ اُس کے اور موقعوں پر ظاهر کیا سنه ۱۵۶۵ع مطابق سنه ۹۷۲ هجري میں سارے مسلمان اُس کے مخالف هوگئے جس کا نتیجہ بیان هوچکا ایک موقع کے لحاظ و حیثیت سے گو وہ موقع احمد نگر کے حق میں مفید و نافع نه تها احمد نگر کي زور و قوت اور جاہ و حشمت کا تصور آتا هے اِس لیئے که بیان کیا گیا که ایک بار احمدنگر کے بادشاہ نے عادل شاہ پر فوج کشي کي تهي جس میں چهه سو توپیں مخالفوں کے هاتهه آئیں اگرچه بہت سي اُن میں سے چهوٹي چهوٹي هونگي مگر ایک بڑي توپ ایسي تهي که دنیا میں از روے قد و قامت کے جواب اُس کا پایا نہیں جاتا تها اور اب بهي بیجاپور میں موجود هے ‡ *

فرشته والے نے بیان کیا که اِس خاندان کے عهد دولت میں بخلاف معمول ایشیا والوں کے نہایت خفیف نزاعوں پر کشتیاں هوتي تهیں اور منجملہ فریقین کے جو شخص اُس سے اِنکار کرتا تها وہ نہایت ذلیل و بے عزت سمجها جاتا تها اور جب کشتي میں کچهه مکر و فریب نہوتا تها تو فریقین میں سے ایک کے مرجانے سے دوسرے پر کسي قسم کا الزام جرم عاید نہوتا تها فرشته والے نے بهي اِسي قسم کي کشتي اپني آنکهوں سے دیکهي چنانچه وہ بیان کرتا هے که هر طرف تین تین آدمي کهڑے تهے اور منجملہ اُن کے پانچ آدمي درباري تهي عزت اور سفید ڈاڑهي والے تهے

---

† اِس موقع پر بہادر شاہ نے اپني بڑائي کو اس طرح جتایا که اُس نے نظام شاهي بادشاہ سے اپني خاص گجراتي زبان میں گفتگو کي مگر نظام شاهي بادشاہ نے جواب اس کا فارسي میں دیا جسکو دونوں سمجهتے تهے ۱۲

‡ اِس توپ کي مہري کا قطر ۲ فٹ ۸ انچهه هے اور اُس مہري کي اندروني جانب کا قطر دو فٹ چار انچهه هے یعنے اِس قطر کا گولہ اُس میں پورا جاتا هے اور طول اس کا صرف ۱۵ فٹ هے اور وزن اُس کا ایک هزار ایکسو بیس من هے

کے ٹکڑے اور جنوب مغربي اضلاع بیجانگر کي ریاست کے حصے تھے مگر اُس کے ملک مفتوحه کا بڑا حصه خاندان ورنگل اور تلنگانه کے اور راجاؤں کي ریاستوں کے بقیات سے حاصل هوا تها قطب قلي شاه نے بمقام کونداپلي ایک بڑي فتح اُن سارے راجاؤں پر حاصل کي تهي جو باهم متفق هوئے تهے اور اوڑیسه کا راجه بهي شریک اُن کا تها اور بعد اُس کے اگرچه بیجانگر کے راجه نے اپنے دین و مذهب کي تائید و اعانت میں بڑي جد و جهد اُٹهائي مگر ورنگل کي حکومت پهر بحال نهوئي اور مسلمانوں کي قوت نے حدود مذکوره میں کسي قسم کا ضعف عارض نهوا *

سلطان قلي کے ساز و سامان جنگ میں جو هندوؤں کے مقابله پر اُس کي سعي و کوشش سے درست کیئے جاتے تهے گاه گاه اپنے قرب و جوار کے مسلمان بهائي بادشاهوں کے حملوں دعاوں سے اور خصوص اسماعیل عادلشاه کي یورش سے خلل آتا تها مگر باقي بادشاهوں کي نسبت یهه بادشاه دکن کے بادشاهوں کي لڑائیوں میں بهت کم شریک هوا *

جب که سلطان قلي نوے برس کو پهونچا تو اُس کے بیٹے جمشید قلي نے اُسکو قتل کیا اور اُس کي جگهه تخت پر بیٹها اور سات برس سلطنت کرکے مرگیا بعد اُس کے ایک صغیر سن بادشاه هوا اور کل چند مهینے بادشاه رها مگر چوتها بادشاه ابراهیم شاه تیس برس تک فرمانروائي کرتا رها اور جو بڑے بڑے واقعات اِس خاندان میں واقع هوئے اِسي بادشاه کے عهد حکومت میں اکثر وقوع میں آئے *

ابراهیم شاه کا وزیر ایک هندو جگدیو نامي تها اور اکثر اُس کي پیادوں کي فوج اور سارے قلعه بند سپاهیوں کا بڑا حصه هندو تلنگوں سے مرکب تها یهه جگدیو اپنے آقاے نامدار سے ناراض هوکر برار کو چلا گیا اور وهاں جاکر ایک بڑي فوج کا حاکم هوگیا بعد اُس کے بیجا نگر والے رام راجه کي ملازمت میں داخل هوا جبکه اُس راجه کے رعب و داب کي بدولت علي عادلشاه اور علي برید شاه اور خود راجه باهم متفق هوئے تو جگدیو اِن شریکوں کے سهارے بهروسه پر ابراهیم شاه کي قلمرو کے ایک بڑے حصه کو دبا سکا اور خود اُس کو اُس کي دارلریاست میں محصور کرسکا مگر باهم آشتي هوگئي اور امن و آمان کي صورت قایم رهي بعد اُس کے ابراهیم شاه اُس عام اتفاق میں شریک و شامل هوا جو رام راجا بیجا نگر والے کے خلاف و مقابله پر منعقد هوا تها *

قطب شاهي خاندان کے بادشاه اور مسلمان بادشاهوں کے جنگ و جدال اور سازش و اتفاق میں شریک و شامل هوئے اور عموماً اُن کو احمد نگر کے بادشاهونکے سلسله میں گنتے هیں مگر اُن خلافوں اور سازشوں سے قطب شاهي خاندان والوں

برهان عماد اپني صغر سني کے زمانه میں غالباً سنه ۱۵۶۰ ع میں تخت نشین هوا مگر تفال خان اُس کے وزیر نے اُس کي حکومت کو غصب کیا چنانچه سنه ۱۵۷۲ع مطابق سنه ۹۸۰ هجري میں وہ ریاست احمد نگر کي سلطنت میں شامل هوگئي *

بریدی شاهي بیدر والی خاندان کا بیان جسکو قاسم برید نے بنا کیا

۱ قاسم برید سنه ۱۴۹۸ ع مطابق سنه ۹۰۴ هجري
۲ امیر برید سنه ۱۵۰۴ ع مطابق سنه ۹۱۰ هجري
۳ علي برید سنه ۱۵۲۹ ع مطابق سنه ۹۳۵ هجري
۴ ابراهیم برید سنه ۱۵۶۲ ع مطابق سنه ۹۹۰ هجري
۵ قاسم ثاني سنه ۱۵۶۹ ع مطابق سنه ۹۹۷ هجري
۶ مرزا علي سنه ۱۵۷۲ ع مطابق سنه ۱۰۰۰ هجري

برید بادشاهوں نے بهمني خاندان والے بادشاهوں کے وزیر وقایم مقام هونے سے اگرچه پہلے پہلے قدر و منزلت حاصل کي تهي مگر قاسم برید کي زندگي سے آگے وہ دهوکه نچل سکا چنانچه اُس نے اور اُس کے جانشین امیر برید نے بادشاهي کا خطاب اختیار کیا اور ملک اُس کا تهوڑا تها اور باوصف اُس کے حدود اُس کي بیمارو و طرح واقع هوئي تهیں اور بتهوڑي متعین نه تهیں اور اُن کے نیست و نابود هونے کا زمانه بهي محقق و ثابت نهیں *

جس زمانه میں که فرشته والے نے اپني تاریخ کا حصه سنه ۱۶۰۹ ع مطابق سنه ۱۰۱۸ هجري کي بابت پورا کیا تها اُسي زمانه میں امیر برید ثاني اپني قلمرو میں حکومت کرتا تها *

گجرات کے بادشاهوں کا بیان

۱ مظفر شاه سنه ۱۳۹۶ ع مطابق سنه ۷۹۹ هجري
۲ احمد شاه سنه ۱۴۱۲ ع مطابق سنه ۸۱۵ هجري
۳ محمد شاه سنه ۱۴۴۳ ع مطابق سنه ۸۴۷ هجري
۴ قطب شاه سنه ۱۴۵۱ ع مطابق سنه ۸۵۵ هجري
۵ داؤد شاه بادشاه یک هفته
۶ محمود شاه بیکره سنه ۱۴۵۹ ع مطابق سنه ۸۶۳ هجري
۷ مظفر شاه ثاني سنه ۱۵۱۱ ع مطابق سنه ۹۱۷ هجري
۸ سکندر شاه سنه ۱۵۲۶ ع مطابق سنه ۹۳۲ هجري

۹ محمود شاه ثاني سنه ۱۵۲۶ ع مطابق سنه ۹۳۲ هجري

۱۰ بهادر شاه سنه ۱۵۲۶ ع مطابق سنه الیه

۱۱ میران محمد شاه فاروقي سنه ۱۵۳۶ ع مطابق سنه ۹۴۳ هجري

۱۲ محمود شاه ثالث سنه ۱۵۵۳ ع مطابق سنه ۹۶۱ هجري

۱۳ احمد شاه ثاني سنه ۱۵۶۱ ع مطابق سنه ۹۶۹ هجري

۱۴ مظفر شاه ثالث سنه ۱۵۶۱ ع مطابق سنه ۹۶۹ هجري

گجرات کے شمال مشرق اور خود مشرق پر وہ پہاڑي خطه واقع هی جو ارولي پہاڑوں کو بندیا چل کے سلسله سے ملاتا هی اور اُسکے جنوب پر سمندر واقع هی جو اُسکے ایک حصه کو گھیرے پڑا هی اور وہ حصه ایسا جزیرہ نما بنگیا هی که صوبه گجرات کے باقي حصه کي چوڑائي چکلائي میں برابر هی اور اُسکے مغرب پر وہ بیابان واقع هی جسمیں رن کچھه کا مشهور ریگستان بهي شامل هی اور اس حد کا اپلا دوسرا حصه شمال و مغرب میں وهاں واقع هی جہاں ایک میدان کے ذریعه سے جو پہاڑوں اور بیابانوں کے بیچ میں پڑتا هی گجرات کا صوبه مارواڑ سے شامل هو جاتا هی شمالي پہاڑ اُسکے نہایت ناهموار اور صعب گذار هیں اور وہ شاخیں اُسکي جو مغرب کي جانب کو پہیلتي گئي هیں کہیں کہیں جنگلوں سے معمور هیں فرشکه وہ هرے بهرے هیں بلکه بہت سي ایسي کهوئیں اُنکے درختوں کے بیڑوں سے بهرپور هیں جنکي جڑیں بڑے بڑے دریاؤں سے ملتي هیں یہه ملک جوں جوں پہاڑوں سے الگ هوتا جاتا هی اُسیقدر پہ ارض آز هوکر کہلتا جاتا هی اور اس ملک کا پائین حصه جو سمندر کے قریب کوراني میں جاتا هی اور ساٹهه میل کي چوڑائي چکلائي رکہتا هی نہایت زرخیز اور بارآور هی گجرات کا جزیرہ نما کاٹهی کچھه گجرات کے باقي حصه سے ممتاز کیا جاتا هی اور اوگلے زمانه میں اُسکو سورتهه یا سوراشترا کہتے تھے اور اب کاٹهیاواڑ اُسکو پکارتے هیں اس جزیرہ نما کا بڑا حصه نیچي نیچي پہاڑوں سے مرکب هی جو اکثر مرتفع اور بنجر هیں مگر سمندر پر اور میدان ایسے هیں که وہ گجرات کي درونی جانب کو دور تک پهیلتے چلے گئے اور نہایت زرخیز اور کشادہ هیں جنوب کے قریب ایک اور پہاڑي قطع واقع هی جو گرنار کے نام سے مشهور و معروف هی اور اب وهاں جنگل کے جنگل کهڑے هیں *

جب که گجرات کا صوبه دلي کي قلمرو سے الگ هوا تو نیا پادشاه اُس کا تهوڑاسا ملک اولي میدان میں رکهتا تها اور اُس کے شمال مغرب میں جهالور اور سروهي کے خود مختار راجه ایسے تھے جن سے وہ کبهي کبهي خراج بهي لیتا تها اور ایدر کا راجه پہاڑوں کے مغربي حصه پر قابض و متصرف تها اور اداے خراج پر اکثر اور کبهي معین وقتوں میں مجبور کیا جاتا اور لڑائي بهڑائي بدون ایک پیسه ندیتا تها مگر گجرات کے پادشاه کو وہ یوں همیشه ضرر پهونچاتا تها که اُسکے مخالفوں

سے موافق ہوجاتا تھا اور جو لوگ اُسکی قلمرو سے بھاگ کر آتے تھے وہ پناہ اُنکو دیتا تھا اور باقی پہاڑی اور جنگلی اضلاع اوس کے بھیلوں اور کولیوں کے قبض قابو میں تھے جن میں بعض بعض راجپوت راجاؤں نے جو مرواڑ والوں سے اکثر ناتا رشتہ رکھتے تھے چھوٹی چھوٹی ریاستیں قایم کی تھیں † *

اِس جزیرہ نما میں نو یا دس ہندو قومیں بستی رہتی تھیں جن میں سے بہت سی قومیں مختلف مختلف زمانوں میں کئی سو برس پہلے کچھہ اور سندہ سے اُٹھکر وہاں آئی تھیں اور غالب یہہ ہی کہ وہ قومیں گجرات کے بادشاہ کو خراج تو دیتی تھیں مگر مطیع و محکوم اُس کی نہ تھیں *

مغلوں کے دخل و تسلط کے زمانہ میں یہہ جنوبی ریاستیں موجود تھیں اور چند سال کے اندر اندر خود مختاری کے قریب ایسی ہوگئی تھیں جیسی کہ شاہان گجرات کے زمانہ میں تھیں غرض کہ گجرات کے بادشاہوں کا اصلی ملک مقبوضہ صرف وہ میدان تھا جو پہاڑوں اور سمندر کے در میان میں واقع ہی بلکہ منجملہ اُس کے شرقی حصہ ایک خود مختار راجہ کے قبض و تصرف میں تھا جو چانپانیر کے پہاڑی قلعہ کا حاکم تھا علاوہ اُسکے گجرات کا خطہ سمندر کے کنارے کنارے جنوب مشرق تک اسقدر پھیلا ہوا تھا کہ سورتھہ کا شہر اور اُس کے آگے کچھہ کا ملک اُسمیں داخل تھا *

غرض کہ گجرات کے بادشاہوں نے اِن تھوڑے ذریعوں کی بدولت ایسا بڑا نام پیدا کیا جیسا کہ بہمنی خاندان والے بادشاہوں کے سوا دکن کے چھوٹے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ نے نام اپنا روشن کیا *

مظفر شاہ گجراتی کا بیان

سلطان فیروز تغلق کے عہد سلطنت میں نظام مفرح فرحت الملک گجرات کا حاکم مقرر ہوا تھا مگر جبکہ اُسنے گجرات کے مسلمانوں کو ناراض کیا اور دلی کے دربار کو ہندوؤں کے ساتھہ اچھے معاملے برتنے اور اُنکے دین و مذہب کی رسموں کو رواج و رونق دینے سے شک شبہہ میں ڈالا تو محمد شاہ تغلق نے اُسکو معزول کیا اور مظفر خاں کو بجاے اُس کے مقرر فرمایا فرحت الملک نے دس بارہ ہزار ہندوؤں سے مظفر خاں کا مقابلہ کیا مگر سنہ ۷۹۱ ہجری مطابق سنہ ۱۳۹۱ ع میں شکست فاحش کھائی اور مظفر خاں گجرات پر قابض ہوا ‡ یہہ مظفر خاں ذات کا راجپوت تھا اور باپ اُسکا دلی کے دربار میں چھوٹے درجہ سے بڑے درجہ کو پہونچا تھا اور خود مظفر خاں نے مسلمان امیرزادوں کی طرح تعلیم و تربیت پائی تھی اور معلوم ہوتا ہی کہ ہندوؤں سے دشمنی برتنے میں بڑا مقصود اُس کا یہہ تھا کہ اُس کی اصل و حقیقت

---

† منجملہ اُنکے نونگر پور اور بہانس واڑہ وغیرہ آجتک قایم ہیں

‡ برڈ صاحب کی تاریخ گجرات صفحہ ۱۸۱

پوشیدہ رہے مگر یہہ بات اچھی طرح ثابت نہیں ہوتی کہ کب اُس نے بادشاہی
کا خطاب اختیار کیا ہاں اُس وقت سے اُس کی سلطنت حقیقت میں شروع ہوئی
جبکہ گجرات کی حکومت پر متمکن کیا گیا اور لڑائیوں میں کامیاب ہوا چنانچہ
اُس نے ایدر پر قبضہ کیا اور اُس کے راجہ کو مطیع اپنا بنایا بعد اُس کے جزیرہ نماے
گجرات پر ایک بڑی لڑائی لڑکر دایو واقع ساحل دریاے شور پر تصرف کیا اور
خاندیس کے بادشاہ سے ضلع سلطان پور کی بابت لڑنے بھڑنے کی طرح ڈالی اگرچہ
بعد اُس کے معاملہ مالوہ کی بابت لڑائیاں جاری رہیں مگر اُس کی عمر تک
کوئی قصہ برپا نہوا ٭

اوایل اُس نے میواڑ کے سلطان گڈھ کا محاصرہ کیا اور بزور و زبردستی روپیہ کی
امداد اُس سے حاصل کی بعد اُس کے وہاں سے اجمیر شریف کی زیارت کو گیا اور
جبکہ وہاں سے اوتا تو دیوالوں کے شہر اور اُس کے مندروں کو لوٹ کھسوٹ کر
تباہ کیا ٭

ہوشنگ شاہ مالوہ والے بادشاہ سے بہت بڑی لڑائی لڑا اور اُس لڑائی کی ساری
وجہہ یہہ تھی کہ ہوشنگ شاہ پر یہہ شبہہ کیا گیا تھا کہ اُس نے باپ کو زہر دیکر
مارا یہہ مظفر شاہ اور متوفی بادشاہ آپس میں بڑے گاڑھے یار تھے مظفر شاہ نے
انتقام اُس کا چاہا اور اپنی فوج سے مالوہ پر دھاوا کیا چنانچہ اُس کی اُمیدوں سے
زیادہ کامیابی حاصل ہوئی یعنی ہوشنگ کو شکست فاحش دیکر گرفتار کیا اور اُسکی
ساری قلمرو پر قابض ہوا مگر سنہ ۱۴۰۷ ع مطابق سنہ ۸۱۰ ہجری میں بہت جلد
اُس کو یہہ بات دریافت ہوئی کہ ممالک مفتوحہ پر تصرف اُس کا ممکن و متصور
نہیں اور باشندوں کا یہہ ارادہ ہے کہ اُس کی جگہہ دوسرا بادشاہ مقرر کریں
چنانچہ اُس نے یہہ بات مناسب سمجھی کہ جو نتیجہ اس قیدی سے وصول ہوسکے
وصول کرے اور اُس کی حکومت اُس کو واپس دے ۔ مظفر شاہ کے عہد حکومت سنہ
۱۴۰۸ ع مطابق سنہ ۸۱۱ ہجری میں محمود تغلق دلی سے بھاگ کر گجرات میں آیا
مگر مظفر شاہ نے اُسکی آؤ بھگت اچھی طرح نکی چنانچہ وہ مالوہ جانے پر
مجبور ہوا ٭

ہوشنگ شاہ نے اپنی دوبارہ قبضہ کو مظفر شاہ کی عنایت نہ سمجھا اس لیئے
کہ جب مظفر شاہ مرگیا تو وہ اُس پوتہ کا شریک و شامل ہوگیا جو اُس کے پوتہ
احمد شاہ کی تخت نشینی کا مخالف تھا اور سنہ ۱۴۱۱ ع مطابق سنہ ۸۱۴
ہجری میں اُن لڑائیوں کو شروع کیا جو مالوہ گجرات میں بہت دنوں تک جاری
رہیں احمد شاہ نے مالوہ پر تین مرتبہ یورش کی اور ایک بار سارنگ پور واقع مشرق
مالوہ تک مارتا چلا گیا جہاں اُس کو بڑی فتح حاصل ہوئی اور مالوہ کے بادشاہ نے

برخلاف اُس کے احمد شاہ کے هندو مسلمان مخالفوں سے موافقت پیدا کي اور سنه ۱۴۲۲ ع مطابق سنه ۸۲۵ هجري میں اضلاع گجرات کے سرکش راجاؤں سے متفق هوگیا اور دو مرتبه گجرات کي دارالسلطنت تک پهونچا مگر کوئي کام اُس نے پورا اور کوئي بڑا فائدہ حاصل نکیا *

احمد شاہ نے ایدر اور جهالور اور جزیرہ‌نماے گجرات پر معمولي مهمیں کیں اور خاندیس سے دو لڑائیاں لڑا چنانچه ایک موقع پر ناگور واقع شمال مارواڑ تک پهونچا جهاں اُس کا چچا سید خضر حاکم دلي سے باغي هوکر بیٹها تها مگر سنه ۱۴۱۶ع مطابق سنه ۸۱۹ هجري میں سید خضر کے آگے بڑهنے سے پچهلے پیروں لوٹنے پر مجبور هوا اور مقام جهالور تک تعاقب اُس کا کیا گیا † *

احمد شاہ کو ایک اور دشمن سے بالمواجهه لڑنا پڑا که دکن کے بهمني پادشاہ نے کنکان کے دبانے کے ارادہ سے بمبئي اور سالهٹ کے جزیروں پر سنه ۱۴۲۹ ع مطابق سنه ۸۳۳ هجري میں قبض و تصرف کیا ‡ *

یهه بات دریافت نهیں هوتي که مقامات مذکورہ بالا پادشاہ گجرات کے قبض و تصرف میں کسطرح آئے تهے هاں یهه بات سمجهه میں آسکتي هی که وہ ملک اُسکے متفرق ملکوں میں سے تهے اسلیئے که گجرات کے بادشاهوں نے اُن کے دوبار حاصل کرنیکي غرض سے براہ سمندر مهمیں کیں غرض که بهمني پادشاہ اُن جزیروںسے نکالا گیا مگر بادشاہ کا مخالف بنارها اور کئي مرتبه خاندیس کے بادشاہ کا اُن لڑائیوں میں شریک و شامل هوا جو احمدشاہ کے مقابله پر واقع هوئي تهیں احمدشاہ ایسا منتظم تها که باوصف اِن شور فسادوں کے اُس نے گجرات کے اندروني انتظاموں کو ٹهیک ٹهاک رکها تها اور مختلف مقاموں میں اِسغرض سے قلعے بنوائے تهے که باهي لوگوں کے شر و آفت سے محفوظ رهے اور ایدر کے راجه کي لاگ پر احمد نگر کا شهر بسایا جسکي فصیلیں ٹهوس اور چوڑي چکلي اجتک موجود هیں علاوہ اسکے احمد آباد کو آباد کیا جو اُس زمانه میں بڑا دارالسلطنت تها اور اب بهي آبادیکي فرط و کثرت اور عمارت کي شان و شوکت سے هندوستان کے بڑے شهروں میں گنا جاتا هے § *

---

† برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته کا جلد ایک صفحه ۵۰۹ و جلد چار صفحه ۱۸ اور برڈ صاحب کي تاریخ گجرات صفحه ۱۸۹

‡ برگز صاحب کا ترجمه تاریخ فرشته کا جلد دو صفحه ۴۱۳ اس کتاب کي جلد چار صفحه ۲۷ میں واقعات مذکورہ کا سلسله مختلف طرح پر مندرج هے

§ کهتے هیں که احمد شاہ نے یهه طریقه جاري کیا تها که هر سپاهي کو سالانه تنخواہ کے نصف کي بابت اراضي عنایت کي تهي اور اس سے پہلے نقد تنخواہ منقسم هوتي تهي گجرات کے مورخ نے اس تدبیر کو معقول بتایا مگر یهه طریقه سپاهي کے قواعد تعلیم اور قوانین آسایش کے لیئے مضر تها — برڈ صاحب کي تاریخ

اپنے امیروں کے شور فسادوں کے دبانے مٹانے سے بہت جلد اپنے زور وقوت کو جتایا اور آغاز عہد سلطنت میں بہمنی خاندان کے ایک بادشاہ کی امداد و اعانت کے لئے جو پہلے وقتوں میں اُسکے گھرانے کا بد خواہ و مخالف تھا سنہ ۱۴۶۲ مطابق سنہ ۸۶۶ میں جب چڑھائی کی کہ مالوہ کے بادشاہ نے اُس بادشاہ کو محصور کرکے نہایت مجبور و مقہور کیا تھا *

چونکہ اُسکی قلمرو پر کچھہ والوں کیطرف سے دست درازیاں ہونے لگیں اور بڑی بڑی دقتیں پیش آئیں تو وہ ریگستان رن کچھہ سے گذرا اور خود کچھہ کو پامال کیا اور انکے تک لشکر کو لیگیا اور اُسکے کنارے پر بلوچوں کو مغلوب کیا سلسلہ اُسکی بڑی یورشوں کے گرنار یعنی جوناگڈہ اور چاپانیر کی یورشیں گنی جاتی ہیں جزیرہ نماے گجرات کی جنوبی جانب میں گرنار ایک ایسی پہاڑ پر واقع ہے جو استحکام وتقدس کی جہت سے بہت مشہور ومعروف ہے اُن ہولو یورشوں میں بہت سے برس صرف ہوئے † اور راجپوتوں کی معمولی دلاوری اور مسلمانوں کے غیر معمولی تعصب وہاں ظاہر ہوئے گرنار کا راجہ قبول اسلام پر مجبور ہوا اور چاپانیر کا راجہ اپنے تعصب مذہب کی جہت سے مارا گیا علاوہ اُسکے خاص قلمرو کے ہنگاموں کو فرو کیا اور ایدر کی ریاست سے محصول لیا اور سنہ ۱۵۰۷ع مطابق سنہ ۹۱۳ ہجری میں خاندیس کی یورش پر اسیرگڈہ تک بڑہ گیا اور سنہ ۱۴۹۹ مطابق سنہ ۹۰۵ میں ایک پہلے موقع پر یہہ کام اُس نے کیا کہ احمد نگر کے بادشاہ کا محاصرہ دولت آباد کے حوالی سے اوٹھایا مگر بحری مہموں کی تعداد کی بدولت پہلے مسلمان بادشاہوں سے سبقت لیگیا چنانچہ اُس نے سنہ ۱۴۸۲ مطابق سنہ ۸۳۷ میں جگت اور بیٹ کے جزیروں کو فتح کیا جو دریائی قزاقوں کے ایسے ٹھکانے تھے جیسے کہ آج کل پائے جاتے ہیں اور خلیج کمبوجا سے وہ بھاری جہاز روانہ کیئے جو توپوں سے آراستہ تھے اور اُنہوں نے بلسار کے قزاقوں کو بحری لڑائی میں شکست فاحش دیکر پراگندہ کیا اور جس زمانہ میں کہ بہمنی خاندان والونکا ایک باغی سردار بمبئی پر قابض متصرف تھا بحری فوج اپنی اُسپر روانہ کی مگر اِس موقع پر سنہ ۱۴۹۴ مطابق سنہ ۹۰۰ میں بیڑہ اُسکا طوفان کے صدموں سے تباہ ہوا اور شاہ دکن کی امداد واعانت سے بمبئی اُسکو دوبارہ حاصل ہوئی *

بعد اُس کے بحری مہموں میں اپنے ممتاز کرنیکا بڑا موقع اُسکو ہاتھہ آیا چنانچہ بیان اُسکا یہہ ہے کہ مصر کے مملوک بادشاہ نے بحر احمر میں بارہ جہاز اِس

---

† سنہ ۱۴۶۸ع مطابق سنہ ۸۷۳ ہجری سے لغایت سنہ ۱۴۷۰ مطابق سنہ ۸۷۵ ہجری تک گرنار پر ہر برس دھاوا ہوتا رہا اور سنہ ۱۴۸۳ع مطابق سنہ ۸۸۸ تک چاپانیر فتح ہوا

جب که مدني راے سردار نے جسکو والي مالوه محمود شاه نے انصرام اپنے کاروبار کا تفویض کیا تها محمود شاه کو حکومت سے خارج کیا تو وه گجرات کو بهاگا گیا اور مظفر شاه کا دامن پکڑا مظفر شاه نے اُس کي دستگیري کي که وه خود مالوه پر چڑها اور دارالسلطنت پر قبضه کیا اور راجه سنگا کو جو هندوؤں کي کمک پر آیا تها پیچهلے پیروں لوٹنے پر مجبور کیا فرشته محمود شاه کو اُسکي حکومت پر بحال کرکے کسي قسم کا معاوضه اُس سے نه لیا اور صحیح سلامت گجرات کو واپس آیا مگر بعد اُسکے تهوڑي مدت گذرنے پر سنه ۱۵۱۹ ع مطابق سنه ۹۲۴ هجري میں راجه سنگا بڑے زور شور سے لوٹ کر آیا اور محمود شاه کو پکڑا جکڑا مگر بڑي فیاضي سے چهوڑا اور معزز شرطوں پر آشتي کي اب راجه سنگا مظفر شاه ثاني سے بدون انتقام لے سکا که ایدر کے راجه کي مدد کو گیا اور گجرات کو احمدآباد تک لوٹا *

بعد اُسکے مظفر شاه نے اگلے سال ایک فوج ایاز سلطاني کے زیر حکومت کرکے راجه سنگا پر روانه کي اور بخوبي انتقام اُس سے لیا چنانچه ایاز سلطاني نے اُسکو مندسور میں محصور کیا اور جب که مالوه کا بادشاه فوج گجرات کي اعانت کو پهونچا تو ایاز سلطاني راجه سنگا کو آشتي کي شرطیں عنایت کرچکا تها اگرچه مالوه کے بادشاه نے اپني امداد و اعانت سے فائده اُٹهانے پر ایاز سلطاني کو بهت کچهه آماده کیا مگر ایاز اپني بات پر جما رها اور اُس بادشاه کي لعنت ملامت کے خلاف پر فوج اپني لیکر چلا گیا *

مظفر شاه ثاني سنه ۱۵۲۶ ع مطابق سنه ۹۳۲ هجري میں چوده برس کي حکومت کرکے مر گیا *

جب که سکندر شاه اور محمود شاه ثاني مظفر شاه ثاني کے دو بیٹے اور جانشین اُس کے بهت جلد نیست و نابود هوگئے تو بهادر شاه گجراتي اس کے تیسرے بیٹے کو تخت سلطنت کا هاتهه آیا اگرچه یهه تیسرا بیٹا تها مگر معلوم هوتا هی که وه همیشه باپ کا وارث غالب سمجها جاتا تها مگر کسي بات پر باپ سے خفا هوکر دلي کو آیا تها جہاں سلطان ابراهیم کي خدمت میں بابر کے دهاوے تک متوسل رها اور جب تک وه دلي میں سکونت پذیر رها تب تک باپ کے تخت سے محروم رها مگر جب که ایک بهائي اُس کا دغا سے مارا اور دوسرا بهائي تخت سے اُتارا گیا تو وه تخت نشین هوا اور باوجود اسکے بهي ایک بهائي سے مقابله باقي رها تها جسکي اعانت پر راجه سنگا اور چند اور هندو راجاؤں نے کمر باندهي تهي اور جب که یهه دعوي دار بهي لڑائي میں کام آیا تو یهي دعویدار باقي ره گیا *

اول تدبیر اُس کي یهه تهي که ایدر اور پاس پاس کے راجاؤں کو مطیع و محکوم اپنا بنایا اور بعد اُس کے خاندیس کے بادشاه اُس کے بهتیجے نے اپنے اور بادشاه

غرضکہ بہادر شاہ کو جو مقابلہ اسطرح پیش آیا اُسکے پس پا کرنے اور اُسپر غالب آنے میں بہت سا عرصہ صرف ہوا اگر راجہ رتن سنگھہ جیتا جاگتا رہتا اور بکرماجیت اُسکا بیٹا جانشین اُسکا نہوتا جسکے عہد حکومت میں چتورگڈھ کی قوت نہایت کمزور ہوگئی تھی تو اُسمقابلہ کے پس پا کرنے میں ہرگز کامیاب نہوتا *

جبکہ بہادر شاہ اس مہم میں مصروف و آمادہ تھا تو پرتگال والوں کی بڑی بھاری فوج نے مقام دایو پر دھاوا کیا تھا مگر حصار دایو کے محافظوں نے وہ بڑا کام کیا کہ ماہ فروری سنہ ۱۵۳۱ ع میں وہ حملہ پس پا کیا گیا *

پرتگال والوں کے مقابلہ میں ضروری تدبیروں کو برت برتا کر چتور گڈھ پر دوبارہ دھاوا کیا اور اب مرتبہ کے راجاؤں کی قوت ایسی کمزور ہوگئی تھی کہ بہادر شاہ نے لڑائی کا کام کاج اُسکی دارالسلطنت یعنی چتور گڈھ کے محاصرہ سے شروع کیا اور سنہ ۱۵۳۲ ع مطابق سنہ ۹۰۸ ہجری میں تین مہینے گذرنے پر چتور گڈھ کے راجہ کو بہت سے خراج دینے کے بعد امن و امان کے خرید کرنے پر مجبور کیا † اور اسی زمانہ کے قریب اوس نے ہمایوں سے لڑائی باندھی جسکا انجام اوپر مذکور ہوگیا اور مقام دایو میں پرتگال والوں سے خط کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور ساری عنایتوں کے علاوہ کارخانہ بنانے کی بھی اُنکو اجازت فرمائی اور پرتگال والوں نے اس عنایت کے معاوضہ میں پانسو یورپ والے سپاہی اس غرض سے نذر اوسکی کیئے کہ وہ اپنی سلطنت کے دوبارہ قبض و تصرف حاصلکرنے میں کام اوسکے آویں اور جبکہ مغلوں کے لوٹ جانے کے بعد اوسنے گجرات پر قبضہ کیا تو مقام دایو پر دوبارہ متوجہ ہوا جہاں پرتگال والے اپنے نئے کارخانہ کی فصیل بنارہے تھے اور اُسنے یہہ تصور کیا کہ وہ ایک مستحکم قلعہ بناتے ہیں اور جبکہ اُسنے تھوڑے دنوں پیچھے پرتگال کے نائب السلطنت کو وہاں موجود پایا جو جہازوں کا ایک بیڑہ لیکر نئے کارخانہ کی حفظ و حمایت کو آیا تھا تو بہادر شاہ اور اُس نائب السلطنت میں امر مذکور کی بابت تکرار قایم ہوئی اور امر متنازع فیہ کی تشریح طرفین سے عمل میں آئی اگرچہ یہہ باتیں بظاہر دوستانہ ہوئیں مگر مسلمان اور پرتگالی دونو مورخوں نے اس یقین کو واجبی قرار دیا کہ دونو فریقوں کے دلوں میں دغا بازیکا

---

† جو خراج اسموقع پر چتور گڈھ کے راجہ نے ادا کیا تھا اُسمیں وہ جڑاؤ پٹکا بھی داخل تھا جسکو چتور گڈھ کے راجہ نے گجرات کے پہلے بادشاہ سے چھینا چھپٹا تھا بعد اُسکے بہادر شاہ کے خاندان والوں کے ساتھہ مدینہ میں پہونچا اور آخر کو شاہ روم کے جواہر خانہ میں داخل ہوا ــــ برگز صاحب کا ترجمہ تاریخ فرشتہ کا جلد ایک صفحہ ۱۳۱ برڈ صاحب کی تاریخ گجرات کے صفحہ ۲۱۶ کے حاشیہ کو پہلے مصاصرہ کی بابت دیکھنا چاہیئے

وہاں کے لایق ہوے مگر انتقال اُسکا ایسی صورت پر واقع ہوا جو معمولی صورتونسے نہایت بعید ہی چنانچہ بیان اُس کا یہہ ہی کہ اُس کے ملا پیش امام نے اُس کو فریب سے مارا جس کو اُس نے کسی زمانہ میں گردن تک دیوار میں چنوا کر بھوکوں مارا تھا اور جب کہ وہ ملا بھوکوں کے مارے مرنے کے نکٹ پہونچا تو اُس کو اُسوقت آزادی نصیب ہوئی کہ محمود اُس دیوار کے پاس ہوکر نکلا اور اُس نے اُسکی تعظیم کے لیئے گردن جھکائی اور وہ اوس سے راضی ہوا بعد اوس کے اوس ملا نے بڑے بڑے امیروں کو بلوایا اور جو جو آتا گیا اوس کو خفیہ خفیہ مارتا گیا یہاں تک کہ سنہ ١٥٥٣ ع مطابق سنہ ٩٦١ ہجری میں تخت پر بیٹھا مگر جوں ہی کہ ظلم کھلا ظہور اُس نے کیا تو حسب توقع رہے سہی افسروں کے ہاتھوں مارا گیا *

محمود ثالث نے سورتھہ کا قلعہ بنایا تھا جو آجتک قایم ہے اور شکار کے لیئے ایک رقبہ گھیرا تھا جو چودہ میل کے محیط پر ایک چاردیواری سے محصور تھا یہہ عمارت ایسی آمرو میں نہایت عجیب و غریب تھی جہاں ہرن وغیرہ شکار کی قسمیں بڑی فراوانی سے ہوتی ہیں *

محمود ثالث کے فرضی بیٹی کو ایک فریق نے احمد شاہ ثانی کے خطاب سے تخت سلطنت پر بٹھلایا یہہ لڑکا جوانی چڑھنے کو جیتا جاگتا رہا اور غالباً اُس نے خودمختاری برتنی اس لیئے کہ سنہ ١٥٦١ ع مطابق سنہ ٩٦٩ ہجری میں آٹھہ برس کی سلطنت کے بعد مارا گیا *

بعد اُس کے ایک نام کا بادشاہ مظفر شاہ ثالث کے خطاب سے قرار دیاگیا اور سلطنت کا یہہ حال ہوا کہ بڑی بڑی سازش کرنیوالوں پر منقسم ہوگئی مگر یہہ بھی چین سے نہ بیٹھے کہ اُن میں جھگڑے قایم ہوئے اور سارا ملک ادھر اُدھر کے قصے قضایوں سے معمور ہوگیا یہانتک کہ سنہ ١٥٧٢ ع مطابق سنہ ٩٨٠ ہجری میں اکبر شاہنشاہ نے اُس کو فتح کر کے بہت ٹھیک ٹھاک بنایا *

مالوہ کی ریاست کا بیان جس کو دلاور غوری نے بنا کیا

١ دلاور شاہ غوری سنہ ١٤٠١ ع مطابق سنہ ٨٠٣ ہجری
٢ ہوشنگ شاہ غوری سنہ ١٤٠٥ ع مطابق سنہ ٨٠٨ ہجری
٣ محمد شاہ غوری سنہ ١٤٣٢ ع مطابق سنہ ٨٣٥ ہجری
٤ محمود شاہ خلجی سنہ ١٤٣٥ ع مطابق سنہ ٨٣٩ ہجری
٥ غیاث الدین خلجی سنہ ١٤٨٢ ع مطابق سنہ ٨٨٧ ہجری
٦ ناصرالدین خلجی سنہ ١٥٠٠ ع مطابق سنہ ٩٠٦ ہجری
٧ محمود ثانی خلجی سنہ ١٥١٢ ع مطابق سنہ ٩١٦ ہجری

و شور سے مدت تک جاری رہی اور ایک مدت گذرنے پر پھر اس وجہ سے شروع ہوئی کہ تخت کے چھوٹے دعویدار کو دلی کے بادشاہ سے کمک حاصل ہوئی تو بھی مگر مدنی راے کی شجاعت و لیاقت پھر غالب آئی *

مدنی راے کو مدت کی خدمت گذاری سے یہہ مرتبہ حاصل ہوا کہ اُس کو اپنے ولی نعمت پر فوقیت حاصل ہوئی اور حکومت کا انصرام اُس کے قابو میں آیا مگر ایک ہندو کو ایسی عظمت کے حاصل ہونے سے مسلمانوں میں ناراضی پھیلی چنانچہ کئی صوبوں کے حاکم باغی طاغی ہو گئے اور مدنی راے نے بتدریج اُن کو پسپا کیا *

اِن لڑائیوں سے یہہ نتیجہ حاصل ہوا کہ مدنی راے بہت قوی ہوگیا اور مسلمانوں کو بادشاہ کی خدمت سے الگ کیا اور دربار اور فوج کو راجپوتوں سے بھردیا چنانچہ محمود کو تردد لاحق ہوا مگر اپنی حکومت کے دوبارہ حاصل کرنے میں کامیاب نہوا اور اُس نے معلوم کیا کہ وہ اپنی ہی دارالسلطنت میں مقید ہوا اور سنہ ۱۵۱۷ ع مطابق سنہ ۹۲۳ ہجری میں موقع پاکر گجرات کو بھاگ گیا گجرات کے بادشاہ مظفر شاہ نے امداد اُس کی کی اور لڑائی برس دن تک قایم رکھی یہانتک کہ مانڈو راجپوتوں کے سخت مقابلہ کے بعد فتح ہوا اور سنہ ۱۵۱۹ ع مطابق سنہ ۹۲۴ ہجری میں گجرات کے بادشاہ محمود کو بحال کرکے اپنی سلطنت کو واپس گیا اور جبکہ مدنی راے چندیری کو چلاگیا جہاں کا وہ موروثی سردار تھا تو محمود اُس کے پیچھے روانہ ہوا اور وہاں یہہ دیکھا کہ چتورگڈہ والے راجہ سنگا کی اعانت سے مدنی راے کو تقویت پہونچی ہے یعنی وہ راجہ تمام فوج اپنی لیکر چندیری کی حفظ و حمایت کو آیا تھا *

غرض کہ ایک لڑائی واقع ہوئی جس میں محمود ثانی نے شکست فاحش کھائی اگرچہ محمود اور باتوں میں کمزور تھا مگر اپنی شجاعت میں معزز و ممتاز تھا چنانچہ وہ اُس وقت تک لڑائی کے قایم رکھنے میں جد وجہد کرتا رہا کہ خود زخموں سے چور چور ہوگیا اور گھوڑا اُس کا کام آیا اور خود پکڑا گیا مگر راجہ سنگا نے بڑی آدمیت برتی کہ وہ مہربانی سے پیش آیا اور تھوڑے دنوں کے بعد اُس کو آزاد کیا چنانچہ پھر وہ حکومت کرنے لگا *

محمود کی دنی طبیعت استعداد اِس کی نرکھتی تھی کہ وہ اپنے مخالف کی بلند حوصلگی اور جوانمردی کی تقلید کرتا بلکہ برخلاف اس کے راجہ سنگا کے انتقال کے بعد اُس کے بیٹے رتن سنگھ پر اس غرض سے حملہ کیا کہ اُس کی نئی حکومت کی دشواریوں سے کچھہ فائدہ حاصل کرے رتن سنگھ نے مظفر شاہ کے جانشین بہادر شاہ سے سنہ ۱۵۲۵ ع مطابق سنہ ۹۳۲ ہجری میں اعانت چاہی مگر جو کہ

خاندیس والے بادشاہوں کی ذاتی تاریخ میں کوئی بات اِس کے سوا بیان کے قابل نہیں کہ دغابازی کے ذریعہ سے اسیرگڈھ کا بھاری قلعہ ایک ہندو سردار کے قبض و قابو سے نکالا اور اُس کے پاس برہانپور کو آباد کیا اور دارالسلطنت اپنا قرار دیا یہہ شہر اب بھی بڑا عمدہ شہر ہی اور بادشاہی مکانوں کے کھنڈروں سے جو آس پاس اُس کے اب تک ٹوٹے پھوٹے پڑے ہیں یہہ معلوم ہوتا ہی کہ وہ پہلے وقتوں میں اور بھی بڑا ہوگا بلکہ یہہ معلوم ہوتا ہی کہ سارا خاندیس اپنے بادشاہوں کے وقتوں میں نہایت شاداب و تازہ رہا وہ پتھر کے پشتے جنکے ذریعہ سے ندیوں کو آب پاشی کے قابل کیا گیا ایسی بڑی جہد و محنت اور سود و فائدے کے کام ہیں جیسے کہ ہندوستان میں اور جگہہ موجود ہونگے اور اِس سے بحث نہیں کہ اُن پشتوں کو ہندوؤں نے بنایا یا خاندیس کے بادشاہوں نے تعمیر کیا مگر خاندیس والے بادشاہوں کے وقتوں میں کام اُن پشتوں سے بلا شبہہ لیا جاتا تھا گو وہ آج کل جھاڑی جنگلوں میں دب دبا گئے *

اکبر نے سنہ ۱۵۹۹ ع مطابق سنہ ۱۰۰۸ ہجری میں خاندیس کی ریاست کو دلی کی سلطنت میں دوبارہ داخل کیا *

بنگالہ کی ریاست کا بیان

† ۱ فخرالدین سنہ ۱۳۳۸ ع مطابق سنہ ۷۳۹ ہجری

۲ علاءالدین سنہ ۱۳۴۰ ع مطابق سنہ ۷۴۱

۳ حاجی الشمس بخطاب شمس الدین سنہ ۱۳۴۲ ع مطابق سنہ ۷۴۳

۴ سکندر شاہ سنہ ۱۳۵۷ ع مطابق سنہ ۷۵۹

۵ غیاث الدین سنہ ۱۳۶۷ ع مطابق سنہ ۷۶۹

۶ سلطان السلاطین سنہ ۱۳۷۳ ع مطابق سنہ ۷۷۵

۷ شمس الدین ثانی سنہ ۱۳۸۳ ع مطابق سنہ ۷۸۵

۸ راجہ کنش سنہ ۱۳۸۶ ع مطابق سنہ ۷۸۸

۹ جیمن مل عرف جلال الدین سنہ ۱۳۹۳ ع مطابق سنہ ۷۹۵

۱۰ احمد شاہ سنہ ۱۴۰۸ ع مطابق سنہ ۸۱۲

۱۱ ناصر الدین سنہ ۱۴۲۶ ع مطابق سنہ ۸۳۰

۱۲ ناصر شاہ سنہ ۱۴۲۶ ع مطابق سنہ ۸۳۰

۱۳ باربک سنہ ۱۴۲۸ ع مطابق سنہ ۸۳۲

---

† اِس خاندان کے آغاز عہد دولت کی تاریخیں متفق نہیں چنانچہ ابن بتوتہ سنہ ۱۳۴۲ ع میں دلی سے روانہ ہوا اور ایک دو برس بعد اُس نے فخرالدین کو بنگالہ میں زندہ پایا

۳ ابراہیم شاہ سنہ ۱۴۰۱ ع مطابق سنہ ۸۰۴
۴ محمود شاہ سنہ ۱۴۴۰ ع مطابق سنہ ۸۴۴
۵ محمد شاہ سنہ ۱۴۵۷ ع مطابق سنہ ۸۶۲
۶ حسین شاہ سنہ ۱۴۵۷ ع مطابق سنہ ۸۶۲

معلوم ہوتا ہی کہ خواجہ جہان جو محمد تغلق کا وزیر تھا اُسکی صغر سنی کے زمانہ میں جب اُس کی حکومت پر حاوی نہوسکا تو وہ جونپور اپنی حکومت گاہ کو چلا گیا اور خود مختار بن بیٹھا اُس کے خاندان کے چار آدمی جا نشین اُسکے ہوئے اور مالوہ اور دلی کے بادشاہوں سے لڑتے رہے چنانچہ دوبار اُنہوں نے دلی کا محاصرہ کیا مگر سنہ ۱۴۷۶ ع میں بہلول لودھی نے اُن کی حکومت کو خاک میں ملایا اور اُن کی قلمرو کو اپنی قلمرو میں دوبارہ شامل کیا *

جبکہ بابر بادشاہ نے دلی پر فتح پائی تھی تو اُس پر تھوڑے دن گذرے تھے کہ جونپور کی ریاست پر قبضہ کیا اور بعد اُس کے شیر شاہ بھی اُس پر قابض ہوا اور جبکہ شیر شاہ کے خاندان کا نام نشان باقی نرہا تو وہ مختلف لوگوں کے قبض و تصرف میں اُس وقت تک برابر رہی کہ اکبر شاہ نے اپنی سلطنت کے آغاز میں اُسکو فتح کیا *

جونپور کی ریاست قنوج سے لیکر جو اس کے شمال و مغرب میں واقع ہی گنگا کے کنارہ کنارہ وہاں تک پھیلی ہوئی تھی جو بنگالہ اور بہار کے جنوبی حصہ کے درمیان میں جنوب مشرق کی جانب قایم تھی *

سندہ کی سلطنت کا بیان

جبکہ سنہ ۷۵۰ ع میں عرب سندہ سے خارج کیئے گئے تو بعد اُسکے سندہ کی قلمرو بکر سے سمندر تک سمیرا راجپوتوں کے قبض و تصرف میں بارھویں صدی تک برابر چلی آئی بعد اُسکے وہ خاندان معدوم ہوا اور بڑی بڑی تبدیلیوں کے بعد ایک اور قوم کے ہاتھوں میں پڑی جو راجپوتوں میں ساما کہلاتی تھی *

یہہ بات تحقیق نہیں کہ سمیراراجپوتوں نے اس زمانہ میں مسلمانوں کو خراج دیا مگر غالب یہہ ہی کہ بارھویں صدی کے آغاز شہاب الدین غوری کے عہد سلطنت میں یا اُسکے کسی قریب جانشین کے دور و حکومت میں ادا کیا ہوگا *

معلوم ہوتا ہی کہ ساما قوم والے پہلے پہل سرکش رہے اسلیئے کہ سنہ ۱۳۶۱ ع کے قریب جیسا کہ بالا مذکور ہوا سلطان فیروز تغلق نے اسی خطاب کے ایک راجہ پر حملہ کیا بعد اُسکے تھوڑے دنوں گذرنے پر قوم مذکور کے راجپوتوں کو مسلمان کیا گیا اور سندہ اُنکے قبض و تصرف میں جبتک برابر رہا کہ ارغونیوں نے اُنکو خارج کیا جنکا دخل و تسلط شاہنشاہ اکبر کی تخت نشینی تک برابر تھا *